

قصص الانبياء

مصنفہ

علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ

مترجمہ

سید بشارت حسین کامل مرزا پوری

ناشر

مجلس علمی اسلامی (پاکستان)

قصص الانبياء

مصنفہ
علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ

مترجمہ
سید بشارت حسین کامل مرزا پوری

ناشر
مجلس علمی اسلامی (پاکستان)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کے مختصر حالات!

اسم گرامی

آخوند ملا محمد باقر ابن ملا محمد تقی ابن مقصود علی مجلسی (علیہ الرحمہ)

مجلسی اصفہان کی جانب منسوب ایک قریب ہے جہاں آپ کی ولادت مجلسی کی وجہ تسمیہ ہوئی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ مجلسی کی وجہ تسمیہ اس سبب سے ہے کہ

آخوند ملا محمد تقی کا قنراقہ (وہ کپڑا جس میں نومولود بچہ کو لپیٹتے ہیں) مجلس امام عصر علیہ السلام میں یا ضر کیا گیا تھا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کے دادا مقصود علی ایک بلند مرتبہ شاعر تھے اور اپنا تخلص مجلسی کرتے تھے اس سبب سے مجلسی مشہور ہو گئے۔

آپ معقول و منقول و ریاضی وغیرہ میں صاحب فن تھے اور اکابر علماء و محدثین اور ثقات فقہاء و مجتہدین میں بلند پایہ بزرگ تھے۔

ولادت آپ ۱۲۳۷ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت بحساب ابجد "جامع کتاب بحار الانوار" سے نکلتی ہے۔

آپ نے احادیث اہلبیت رسالت کو جمع فرما کر رواج دیا۔ اور حدیثوں کو عربی زبان سے سلیس فارسی میں ترجمہ کر کے افادہ مومنین کے لئے مشتمل فرمایا۔ آپ کو مدارج اجتہاد اور مراتب احتیاط و علوم و تقویٰ میں اپنے تمام معاصرین عجم بلکہ عرب پر بھی فوقیت حاصل تھی۔ جیسا کہ علماء کا بیان ہے کہ کوئی شخص ان سے قبل یا ان کے زمانہ میں یا ان کے بعد دین کی ترویج اور سنت حضرت سید الانبیاء کی احیاء میں ان کا عدیل و نظیر نہیں پایا گیا۔

آپ کی تصانیف و تالیفات سے ۶۰ کتابیں مشہور ہیں جبکہ بحار الانوار کی ۲۵ جلدیں ایک اور

حیات القلوب کی تین جلدیں ایک شمار کی جاتی ہیں۔

یوم ولادت سے وقت وفات تک آپ کی تالیف و تصنیف میں ایک ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہوتا ہے۔ اگر آیام طفولیت و حصول تعلیم و تربیت۔ درس و تدریس اور عبادت وغیرہ کا زمانہ نکال دیا جائے تو دو ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہوتا ہے جو کسی طرح معجزہ سے کم نہیں ہے۔

علامہ حلی کے بعد ایسے کثیر التالیف و التصنیف کوئی بزرگ نہیں گزرے۔

ایک مرتبہ آپ کے سامنے اس کا ذکر ہوا کہ علامہ علی کی تصنیفات میں ان کی ولادت سے تا روز وفات ایک ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری تالیفات بھی اُن سے کم نہیں ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں سے ایک صاحب نے عرض کی کہ آپ کا فرمانا صحیح ہے لیکن علامہ علی کی تمام تالیفات خود اُن کی تصنیف ہے جو اُن کے غور و فکر اور تحقیق کا نتیجہ ہے۔ مگر آپ کی تالیفات تمام تالیف ہے اور تصنیف بہت کم ہے۔ آپ نے حدیثیں جمع کر دی ہیں اُن کا ترجمہ کیا ہے اور اُن کی تفسیر فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ دُرست ہے۔

(قصص العلماء ص ۲۷۲ مطبوعہ طہران -)

بہر حال آپ کی تالیف سہی مگر ان کے جمع کرنے میں اور اُن کی تاویل میں بھی غور و خوض کی ضرورت ہوتی ہے اور وقت صرف ہوتا ہے۔ لہذا میرے خیال میں تصنیف و تالیف میں وقت صرف ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔

آپ کے حق میں پیغمبر خدا اور اُمہ اطہار کی دعائیں | فرماتے ہیں کہ آقا سید محمد بن

آقا سید علی طباطبائی صاحب کتاب مفاتیح الاصول نے ایک رسالہ میں جو اغلاط مشہورہ کی تردید میں لکھا ہے رقمطراز ہیں کہ :-

ایک عالم خراسانی کے علامہ محمد باقر کے والد بزرگوار علامہ محمد تقی سے دوستانہ تعلقات تھے وہ عالم بزرگ زیارات عتبات عالیات سے مشرف ہو کر واپس آئے تھے۔ اثنائے راہ میں خواب دیکھا کہ وہ ایک مکان میں داخل ہوئے جس میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور دوازدہ امام علیہم السلام ترتیب وار جلوہ افروز ہیں اور سب کے آخر میں حضرت صاحب الامر عجّل اللہ فرجہ تشریف فرما ہیں۔ اسی اثناء میں جب وہ خراسانی عالم داخل ہوئے تو اُن کو حضرت صاحب الامر عجّل اللہ فرجہ کے بعد بیٹھنے کی جگہ دی گئی۔ ناگاہ وہ دیکھتے ہیں کہ ملا محمد تقی ایک شیشہ کے برتن میں گلاب لائے۔ پیغمبر خدا اور اُمہ اطہار علیہم السلام نے اُس گلاب سے اپنے آپ کو معطر کیا اور اُن عالم خراسانی کو دیا۔ اُنہوں نے بھی اپنے تئیں معطر کیا۔ پھر ملا محمد تقی ایک قنداق لائے اور جناب رسول خدا سے عرض کی کہ اس بچہ کے لئے دُعا فرمائیے کہ خداوند عظام اس کو مروج دین قرار دے۔ حضرت رسالتاً نے قنداق اپنے دست مبارک میں لے کر بچہ کے حق میں دُعا فرمائی۔ اور حضرت امیر المومنین کو دے کر فرمایا کہ تم بھی اس کے لئے دُعا کرو۔ اُن حضرت نے بھی قنداق اپنے دست اقدس میں لے کر

دُعا فرمائی۔ اور امام حسنؑ کو دے دیا۔ اسی طرح دست بدست تمام اماموں نے لیا اور دُعا کی۔ آخر میں حضرت صاحب الامر عجّل اللہ فرجہ نے لے کر دُعا کی اور اُس قنڈاقہ کو ان عالم خراسانی کو دے کر فرمایا کہ تم بھی دُعا کرو۔ انہوں نے بھی دُعا کی۔ اور خواب سے بیدار ہو گئے۔

جب اصفہان پہنچے تو ملا محمد تقی کے یہاں قیام کیا۔ آنخوند موصوف نے بعد دریافت حال و خیریت گلاب کی ایک شیشی لا کر آنخوند خراسانی کو دیا۔ انہوں نے اُس گلاب سے اپنے کو معطر کیا پھر ملا محمد تقی اندر گئے اور ایک قنڈاقہ لائے اور آنخوند خراسانی کو دے کر کہا کہ یہ بچہ آج ہی پیدا ہوا ہے۔ آپ اس کے لئے دُعا کیجئے کہ خداوند عالم اس کو مروج دین قرار دے۔ اُن خراسانی بزرگ نے قنڈاقہ لے لیا اور دُعا کی۔ پھر وہ خواب بیان کیا جو اثنائے راہ میں دیکھا تھا۔ (قصص العلماء ص ۲۷۳، ۲۷۴۔ مطبوعہ طہران)

ایسے جلیل المرتبت بزرگ کی علمی قابلیت واستعداد خدا داد کا کیا کہنا جس کے حق میں پیغمبر خدا اور آئمہ اطہار علیہم السلام نے دُعائیں کی ہوں۔ اور یہ خواب یقیناً رویائے صادقہ میں سے ماننا پڑے گا۔ کیونکہ خود جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا۔ اُس نے درحقیقت مجھ کو ہی دیکھا۔ اس لئے کہ میری صورت شیطان ملعون نہیں اختیار کر سکتا۔

فہرست مضامین

۱۴	تاریخ احوال انبیاء اور ان کے صفات و معجزات اور علوم و معارف	کتاب اول -
۱۴	وہ چند امور جو تمام انبیاء و اوصیاء میں مشترک ہیں	پہلا باب -
۱۴	پیغمبروں کی بعثت کی غرض اور ان کے معجزات	فصل اول -
۲۱	انبیاء اور ان کے اوصیاء کی تعداد - نبی و رسول کے معنی	فصل دوم -
۲۱	صحف انبیاء کی تعداد	
۲۲	زیارت امام حسین علیہ السلام کی فضیلت	
۲۳	اولوالعزم کے معنی و انبیائے اولوالعزم	
۲۳	وہ نفوس جو رحم مادر سے پیدا نہیں ہوئے	
۲۴	انبیائے اولوالعزم کی تعداد	
۲۴	حضرت علی کا جمیع اوصیائے گزشتہ سے افضل ہونا	
۲۵	نبی و رسول کے معنی	
۲۸	کیفیت نزول وحی	
۳۸	عصمت انبیاء و ائمہ	فصل سوم -
۳۹	دلائل عصمت	
۴۲	فضائل و مناقب انبیاء و اوصیاء علیہم السلام	فصل چہارم
۴۲	پیغمبر آخر الزمان اور ان کے اوصیاء کی فضیلت	
۴۷	امتہائے گزشتہ پر اس امت کی فضیلت	
۵۰	تمام انبیاء پر محمد و آل محمد علیہم السلام کی فضیلت	
۵۳	آدم و حوا کی فضیلت - ان کی وجہ تسمیہ اور خلقت کی ابتداء	دویم باب - فصل اول -
۵۶	خدا کا فرشتوں سے زمین میں خلیفہ بنانے کا ذکر اور ان کا اعتراض وغیرہ	
۶۵	انسان میں اختلاف مزاج و شکل وغیرہ کی حکمت	
۶۶	خدا کا فرشتوں کو خلقت آدم سے آگاہ کرنا اور ان کے لئے سجدہ کا حکم	فصل دوم -
۷۳	سجدہ آدم سے ابلیس لعین کا انکار اور اس پر خدا کا عتاب وغیرہ	
۷۴	محمد و آل محمد اور ان کے شیعہ فرشتوں سے افضل ہیں	

۷۴	شیعیان اہلبیت کے عادات و اخلاق	
۷۶	شب عاشورا امام حسین علیہ السلام کا خطبہ	
۸۵	آدم کا ترک اولیٰ اور اُن کا زمین پر آنا	فصل سوم -
۸۸	وہ کلمات جن کے ذریعہ سے آدم کی توبہ قبول ہوئی	
۹۹	نماز، وضو اور روزوں کے وجوب کا سبب	
۱۰۴	حضرت آدم و حوا کے زمین پر آنے کے بعد اُن کی توبہ وغیرہ کا تذکرہ	فصل چہارم -
۱۰۹	حجر اسود کی حقیقت	
۱۱۲	خانہ کعبہ کی تعمیر	
۱۱۵	آدم کو مناسک حج کی تعلیم	
۱۲۴	حضرت آدم کی اولاد کے حالات	فصل پنجم -
۱۲۸	ہابیل وقابیل کا بارگاہِ خدا میں قربانی پیش کرنا	
۱۲۹	ذکر شہادت ہابیل	
۱۳۲	عذابِ قابیل کا ذکر	
۱۳۸	حضرت شیثؑ کی ولادت	
۱۳۹	اُن وحیوں کا تذکرہ جو حضرت آدم پر نازل ہوئیں	فصل ششم -
۱۴۰	حضرت آدم کی وفات، آپ کی عمر، اور آپ کی وصیت وغیرہ	فصل ہفتم -
۱۴۱	حضرت آدم کی وفات اور تجہیز و تکفین	
۱۴۱	حضرت آدم کے جنازہ کی نماز و تدفین	
۱۴۶	حضرت آدم کی قبر کوذ میں	
۱۴۷	وفات حضرت حواؑ	
۱۴۸	حضرت ادریسؑ کے حالات	تیسرا باب -
۱۴۹	حضرت ادریسؑ پر نزولِ صحف	
۱۴۹	ایک بادشاہ کا ایک یونین نظم اور اس پر حضرت ادریسؑ کا خاص طور سے مبعوث ہونا	
۱۵۱	حضرت ادریسؑ کا قوم پر عتاب۔ اُن سے بارشِ روک دینا	
۱۵۵	حضرت ادریسؑ کا آسمان پر جانا اور وفات وغیرہ	
۱۵۸	حضرت نوحؑ کے حالات	چوتھا باب -
۱۵۸	حضرت نوحؑ کی ولادت - وفات اور عمر کا تذکرہ	فصل اول -

۱۶۰	طوفان کے بعد شیطان کا حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آنا اور نصیحت کرنا	
۱۶۳	حضرت نوح کی بعثت، تبلیغ، قوم کی نافرمانی، اور ان کے غرق ہونے تک کے تمام حالات	فصل دوم۔
۱۶۶	نوح کے بیٹے کے بارے میں تحقیق جو غرق ہوا کہ وہ نوح کا بیٹا تھا یا نہیں	
۱۸۱	حضرت ہود کے حالات	پانچواں باب۔
۱۸۱	حضرت ہود، اور ان کی قوم کا تذکرہ	فصل اول۔
۱۹۴	شدید و شداور اور ارم ذات العباد کا بیان	فصل دوم۔
۱۹۷	حضرت صالحؑ، ان کے نافرمان اور ان کی قوم کے حالات	چھٹا باب۔
۲۰۷	حضرت ابراہیم خلیلؑ اور آپ کی اولاد و امجاد کے حالات	ساتواں باب۔
۲۰۷	حضرت ابراہیمؑ کے فضائل و مکارم اخلاق	فصل اول۔
۲۰۹	جناب ابراہیمؑ کی خلعت	
۲۱۵	حضرت ابراہیمؑ کی ولادت اور پرورش وغیرہ	فصل دوم۔
۲۱۶	جناب ابراہیمؑ کا استدلال، ستارہ، چاند اور سورج کی پستش کا بطلان	
۲۱۸	حضرت ابراہیمؑ کی بت شکنی	
۲۱۹	حضرت ابراہیمؑ کا آگ میں ڈالا جانا	
۲۲۳	جہنم کے عذاب اور نکالیف	
۲۲۵	حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت	
۲۲۸	حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں اعتراضات کی تردید	
۲۳۳	ملکوت آسمان میں جناب ابراہیمؑ کی سیر اور آپ کے علوم وغیرہ کا تذکرہ	فصل سوم۔
۲۳۶	جناب ابراہیمؑ کا چار پرندوں کو ذبح کرنا اور ان کا زندہ ہونا۔	
۲۳۸	صحف ابراہیمؑ کے نصائح	
۲۴۰	وہ کلمات جن کے ذریعہ سے حضرت ابراہیمؑ کی آزمائش کی گئی	
۲۴۳	حضرت ابراہیمؑ کی عمر اور وفات وغیرہ کے حالات	فصل چہارم۔
۲۴۵	حضرت ابراہیمؑ کا موت سے استعزاز	
۲۴۶	حضرت ابراہیمؑ کی عمر	
۲۴۷	حضرت ابراہیمؑ کی اولاد و ازواج و بنائے کعبہ وغیرہ کے تذکرے	فصل پنجم۔
۲۴۷	حضرت ابراہیمؑ کا جناب ہاجرہ و اسمعیلؑ کو مکہ میں لاکر چھوڑ دینا	
۲۴۹	کعبہ کی تعمیر	

۲۵۱	حضرت اسمعیلؑ اور ان کی زوجہ کا غلاف کعبہ تیار کرنا	
۲۵۸	حضرت اسمعیلؑ کی عمر اور مقام و فن	
۲۵۹	حضرت ابراہیمؑ کا اپنے فرزند کے ذبح پر مامور ہونا	فصل ششم۔
۲۶۲	ذبح اسمعیلؑ ہیں یا اسحقؑ (حاشیہ)	
۲۶۳	امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر جناب ابراہیم علیہ السلام کا گریہ	
۲۶۴	حضرت اسمعیل علیہ السلام کے ذبح ہونے کے متعلق حدیثیں	
۲۶۶	حضرت لوط علیہ السلام کے حالات	۳۔ اٹھواں باب۔
۲۶۸	شیطان کی تعلیم سے قوم لوطؑ میں انعام و مساحتہ کا رواج	
۲۸۱	حضرت ذوالقرنینؑ کے حالات	نواں باب۔
۲۸۲	سید سکندری کی تعمیر یا جوج و ماجوج کے حالات	
۲۸۵	چشمہ آب حیات کی تلاش	
۲۸۶	ظلمات میں ذوالقرنینؑ کا داخل ہونا	
۲۸۶	جناب خضرؑ کا چشمہ حیواں میں غسل اور اس کا پانی پینا	
۲۸۶	ذوالقرنینؑ کا ظلمات میں ایک قصر میں پہنچنا؛ اسماعیلؑ سے ملاقات اور	
۲۸۶	ان کا ذوالقرنینؑ کو عبرت کے لئے ایک پتھر دے کر واپس کرنا۔	
۲۹۵	ذوالقرنینؑ کی ایک صالح و دیندار قوم سے ملاقات اور ان کے حیرت انگیز طریقے	
۳۰۲	زلزلہ کا سبب	
۳۰۲	ذوالقرنینؑ کی ایک فرشتے سے ملاقات اور اس کا نصیحتیں کرنا	
۳۰۳	یا جوج و ماجوج کی ہیئت و حالت	
۳۰۵	حضرت یعقوب و حضرت یوسف علیہم السلام کے حالات	دسواں باب۔
۳۵۹	حضرت ایوب علیہ السلام کے حالات	گیارہواں باب۔
۳۶۰	حضرت شعیب علیہ السلام کے حالات	بارہواں باب۔
۳۶۶	حضرت موسیٰ و ہارون علیہم السلام کے حالات	تیرہواں باب۔
۳۶۶	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نسب اور آپ کے فضائل	فصل اول۔
۳۸۰	موسیٰ و ہارونؑ کی ولادت اور ان کے تمام حالات	فصل دوم۔
۳۸۲	فرعون کے گھر میں حضرت موسیٰؑ کی پرورش	
۳۹۱	جناب موسیٰؑ اور حضرت شعیبؑ کی ملاقات	

۲۹۲	دُخترِ شیب سے جناب موسیٰ کا عقد	
۲۹۳	جناب موسیٰ کی پیغمبری	
۲۹۸	حصائے موسیٰ کے صفات	
۳۰۰	بنی اسرائیل پر فرعونوں کے مظالم	
۳۰۱	درود کے فضائل	
۳۰۲	موسیٰؑ و ہارونؑ کا فرعون اور اُس کے اصحاب پر مبعوث ہونا	فصل سوم۔
۳۰۸	جادوگروں سے جناب موسیٰؑ کا مقابلہ	
۳۰۹	فرعونوں پر خون، میٹک اور بھجوں وغیرہ کا عذاب	
۳۱۰	جناب موسیٰؑ کا بنی اسرائیل کو لے کر دریا سے عبور کرنا	
۳۲۹	آسیہ زن فرعون اور مومن آل فرعون کے فضائل	فصل چہارم۔
۳۳۱	حزبیل مومن آل فرعون کا تقیہ	
۳۳۲	حزبیل کی شہادت	
۳۳۳	زوجہ حزبیل اور ان کے بچوں کی شہادت	
۳۳۴	آسیہ زن فرعون کی شہادت	
۳۳۵	دریائے نیل سے گزرنے کے بعد بنی اسرائیل کے حالات	فصل پنجم۔
۳۴۱	اہلبیتؑ رسولؐ کی تشبیہ باب حطہ سے	
۳۴۳	عوج بن عناق کا حال	
۳۴۶	بیت المقدس کی تعمیر	
۳۴۷	بیت المقدس کی تولیت کا اولاد ہارون سے متعلق ہونا	
۳۴۸	نزولِ توریت و بنی اسرائیل کی سرکشی وغیرہ	فصل ششم۔
۳۵۰	جناب موسیٰؑ کا طور پر جانا اور خدا کا اُن سے کلام کرنا آیاتِ قرآنی	
۳۵۲	سامری کا بنی اسرائیل کو گمراہ کرنا اور پھڑے کی پرستش کرنا	
۳۵۵	ہر پیغمبر کے ساتھ دو شیطان گمراہ کرنے والے ہوتے ہیں	
۳۵۶	موسیٰؑ کا قوم کی خواہش سے خدا کو دیکھنے کی خواہش بھی کا کرنا۔ کوہ طور کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا وغیرہ	
۳۵۷	سامری کا گنہگار بننا کہ بنی اسرائیل کو اس کی پرستش پر راجب کرنا	
۳۵۸	جناب موسیٰؑ پر نزولِ کتاب و فرقان۔ فرقان سے مراد محمد و آل محمد علیہم السلام	
۳۵۹	گنہگار پرستی کی سزا میں بنی اسرائیل کا آپس میں ایک دوسرے کے قتل پر مامور ہونا	

فصل ہفتم

جناب موسیٰؑ کا حضرت ہارونؑ پر عتاب اور اُن کا عذر
جناب موسیٰؑ پر خیالین کا اعتراض اور اُس کی تردید (حاشیہ)
قارون کے حالات (آیات قرآنی)
قارون کا تمول - اُس کے خزانوں کی کنجیاں
جناب موسیٰؑ کا تولیت و حکومت ہارونؑ کے سپرد کرنا اور قارون کا حسد کرنا

فصل ہشتم

جناب موسیٰؑ کا قارون پر غضب اور اُس کا زمین میں دھنسنے
بنی اسرائیل کا گائے ذبح کرنے پر مامور ہونا
بنی اسرائیل کے ایک جوان کا قصہ جو محمدؐ وال محمدؐ علیہم السلام پر بہت درو و بھیجا کرتا تھا
درو و بھیجنے والوں پر خدا کا رحم و کرم
حق پد کی رعایت کے سبب فرزند پر خدا کا انعام

فصل نهم

باپ ماں کے ساتھ نیکی انسان کو بلند کرتی ہے
حضرت موسیٰؑ و خضرؑ کی ملاقات اور خضرؑ کے تمام حالات
حضرت خضرؑ کا بظاہر خلاف حکم خدا اور عبت کام کرنا اور جناب موسیٰؑ کا اعتراض
والدین کی مخالفت کرنے والا فرزند قابل قتل ہوتا ہے
جناب خضرؑ کے اوصاف
حضرت خضرؑ کے بقیہ حالات

فصل دہم

وہ موعظے اور حکمتیں جو خدا نے حضرت موسیٰؑ پر بذریعہ وحی نازل کیں
حضرت موسیٰؑ کو مال کے حق کی رعایت کی زیادہ تاکید
خدا کا محمدؐ وال محمدؐ کے فضائل جناب موسیٰؑ سے بیان کرنا اور اُنکی اہمیت بیان کرنا
حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کی وفات
جناب ہارونؑ کی وفات
جناب موسیٰؑ کے پاس ملک الموت کا قبضہ روح کیلئے آنا
یوشع بن نونؑ اور یونسؑ کا قبضہ روح کے حالات
حضرت حزقیلؑ کے حالات
تاریخ نوزد

فصل دہم

مؤخر تشییب سے جناب موسیٰ کا عقد

۲۹۲

جناب موسیٰ کی پیغمبری

۲۹۳

عصائے موسیٰ کے صفات

۲۹۸

بنی اسرائیل پر فرعونوں کے مظالم

۳۰۰

دُرود کے فضائل

۳۰۱

موسیٰ و ہارون کا فرعون اور اُس کے اصحاب پر مبعوث ہونا

۳۰۲

فصل سوم۔

جادوگروں سے جناب موسیٰ کا مقابلہ

۳۰۸

فرعونوں پر خون، پینڈک اور جُحوں وغیرہ کا عذاب

۳۰۹

جناب موسیٰ کا بنی اسرائیل کو لے کر دریا سے عبور کرنا

۳۱۰

آسیہ زن فرعون اور مومن آل فرعون کے فضائل

۳۲۹

فصل چہارم۔

حزبیل مومن آل فرعون کا تقیہ

۳۳۱

حزبیل کی شہادت

۳۳۲

زوجہ حزبیل اور ان کے بچوں کی شہادت

۳۳۳

آسیہ زن فرعون کی شہادت

۳۳۴

دریا نے نیل سے گزرنے کے بعد بنی اسرائیل کے حالات

۳۳۵

فصل پنجم۔

اہلبیت رسول کی تشبیہ باب حطہ سے

۳۴۱

عوج بن عناق کا حال

۳۴۳

بیت المقدس کی تعمیر

۳۴۴

بیت المقدس کی تولیت کا اولاد ہارون سے متعلق ہونا

۳۴۶

نزول توریت و بنی اسرائیل کی سرکشی وغیرہ

۳۴۸

فصل ششم۔

جناب موسیٰ کا طور پر جانا اور خدا کا اُن سے کلام کرنا آیات قرآنی

۳۵۰

سامری کا بنی اسرائیل کو گمراہ کرنا اور پچھڑے کی پرستش کرنا

۳۵۲

ہر پیغمبر کے ساتھ دو شیطان گمراہ کرنے والے ہوتے ہیں

۳۵۵

موسیٰ کا قوم کی خواہش سے خدا کو دیکھنے کی خواہش بجلی کا گرنا۔ کوہ طور کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا وغیرہ

۳۵۶

سامری کا گنہگار بننا کہ بنی اسرائیل کو اس کی پرستش پر راجب کرنا

۳۵۷

جناب موسیٰ پر نزول کتاب و فرقان۔ فرقان سے مراد محمد و آل محمد علیہم السلام

۳۵۸

گنہگار پرستی کی سزا میں بنی اسرائیل کا آپس میں ایک دوسرے کے قتل پر مامور ہونا

۳۵۹

۴۶۹

جناب موسیٰ کا حضرت ہارون پر عتاب اور ان کا عذر

۴۷۰

جناب موسیٰ پر مخالفین کا اعتراض اور اس کی تردید (حاشیہ)

۴۷۲

قارون کے حالات (آیات قرآنی)

۴۷۵

قارون کا تمول - اس کے خزانوں کی کنجیاں

۴۷۷

قارون کی سرکشی اور دولت پر گھمنڈ

۴۸۰

جناب موسیٰ کا تولیت و حکومت ہارون کے سپرد کرنا اور قارون کا سد کرنا

۴۸۲

جناب موسیٰ کا قارون پر غضب اور اس کا زمین میں دھنسنے

۴۸۳

بنی اسرائیل کا گائے ذبح کرنے پر مامور ہونا

۴۸۶

بنی اسرائیل کے ایک جوان کا قہر جو محمد وآل محمد علیہم السلام پر بہت درود بھیجا کرتا تھا

۴۸۷

درود بھیجنے والوں پر خدا کا رحم و کرم

۴۹۰

حق پدر کی رعایت کے سبب فرزند پر خدا کا انعام

۴۹۱

باپ ماں کے ساتھ نیکی انسان کو بلند کرتی ہے

۴۹۲

حضرت موسیٰ و خضرؑ کی ملاقات اور خضرؑ کے تمام حالات

۴۹۹

حضرت خضرؑ کا بظاہر خلاف حکم خدا اور عبت کام کرنا اور جناب موسیٰؑ کا اعتراض

۴۹۹

والدین کی مخالفت کرنے والا فرزند قابل قتل ہوتا ہے

۵۰۰

جناب خضرؑ کے اوصاف

۵۱۲

حضرت خضرؑ کے بقیہ حالات

۵۱۳

حضرت خضرؑ کی شادی - زوجہ سے بے اتفاقی وغیرہ

۵۱۷

وہ موعظے اور حکمتیں جو خدا نے حضرت موسیٰؑ پر بذریعہ وحی نازل کیں

۵۱۹

حضرت موسیٰؑ کو ماں کے حق کی رعایت کی زیادہ تاکید

۵۲۸

خدا کا محمد وآل محمد کے فضائل جناب موسیٰؑ سے بیان کرنا اور ان کی اُمت رسولی میں ہونے کی خواہش

۵۴۱

حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کی وفات

۵۴۲

حضرت ہارونؑ کی وفات

۵۴۳

جناب موسیٰؑ کے پاس ملک الموت کا قبض روح کیلئے آنا اور حضرت کا ان سے جرح کرنا

۵۴۷

یوشع بن نون اور بلعم باعور کے حالات

۵۵۱

حضرت حزقیلؑ کے حالات

۵۵۲

تاریخ نوروز

فصل ہفتم

فصل ہشتم

فصل نہم

فصل دہم

فصل یازدہم

چودھواں باب

۵۵۶	اسمعیل بن حزقیل کے حالات -	پندرہواں باب -
۵۵۹	حضرت الیاسؑ یسوع اور الیا علیہم السلام کے حالات	سولہواں باب -
۵۶۸	حضرت ذوالکفلؑ کے حالات	سترہواں باب -
۵۷۱	حضرت نقمانؑ حکیم کے حالات اور آپ کے حکمت آمیز موقعے	اٹھارواں باب -
۵۹۱	حضرت اسمعیلؑ اور طالوت و جالوت کے حالات	انیسواں باب -
۶۰۲	حضرت داؤدؑ کے حالات	بیسواں باب -
۶۰۴	فضائل و کمالات و معجزات حضرت داؤدؑ	فصل اول -
۶۰۹	حضرت علیؑ کا حضرت داؤدؑ کے فیصلہ کے مطابق ایک فیصلہ	
۶۱۲	حضرت داؤدؑ کا ترک اولیٰ کا بیان	فصل دوم -
۶۱۵	حضرت داؤدؑ پر اوریا کے قتل کا الزام اور اس کی تردید	
۶۱۷	حضرت داؤدؑ کے استغفار کی وجہیں (حاشیہ زیریں از مولف)	
۶۱۸	ان وجہوں کا بیان جو حضرت داؤدؑ پر نازل ہوئیں	فصل سوم
۶۲۳	ایک مکرور عورت کا واقعہ جس کو داؤدؑ کے ذریعہ سے خدا نے جنت کی خوشخبری دی	
۶۲۳	نصائح مندرجہ زبور	
۶۲۴	ایک گمراہ کی ہدایت تنہائی میں بیٹھ کر یا د خدا سے بدرجہا بہتر ہے	
۶۳۱	اصحاب سبت کے حالات	اکیسواں باب -
۶۳۷	حضرت علی علیہ السلام کا معجزہ	
۶۳۸	حضرت سلیمانؑ کے حالات	بائیسواں باب -
۶۳۸	حضرت سلیمانؑ کے فضائل و کمالات اور معجزات	فصل اول -
۶۴۸	حضرت داؤدؑ کا جناب سلیمانؑ کو اپنا خلیفہ بنانا	
۶۵۱	حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی کا قصہ جس کو شیطان نے فریب سے حاصل کیا اور حکومت کی	
۶۵۲	جناب سلیمانؑ کا ایک بادشاہ کی لڑکی سے شادی کرنا اور اس کی خاطر اس کے مقتول باپ کا بت بنوانا اور اس کی تردید	
۶۵۶	جناب سلیمانؑ کے بارے میں اعتراضات اور ان کی تردید	
۶۵۹	چیونٹیوں کی وادی میں حضرت سلیمانؑ کا گزرنا اور حضرت کے وہ تمام معجزات جو دوحوش و طیور سے تعلق رکھتے تھے	فصل دوم -
۶۶۴	حضرت سلیمانؑ اور بلقیس کے حالات	فصل سوم -

اسمِ عظم کی تعداد بہتر اسمِ ائمہ معصومین کو دیئے گئے

جناب امیر کے علوم کا تذکرہ (عاشیہ زیریں)

وہ مواظ و وحی اور احکام جو حضرت سلیمانؑ پر نازل ہوئے

امامت و خلافت سے متعلق حضرت سلیمانؑ کی آزمائش

حضرت سلیمانؑ کی وفات کا حال

قوم سبا اور اہل ثرثر کے حالات

حنظلہ اور اصحاب رس کے حالات

حضرت شعیبا اور حضرت جیقوقؑ کے حالات

بدکاروں کے ساتھ نیک لوگ بھی ہلاک کر دیئے جاتے ہیں اگر نصیحت نہ کریں

حضرت زکریاؑ و جناب یحییٰؑ کے حالات

حضرت زکریاؑ کا خدا سے نام آں عبا سیکھنا اور نام حسینؑ پر گریاں ہونا

حضرت یحییٰؑ و امام حسینؑ پر زمین و آسمان کا گریہ کرنا

حضرت زکریاؑ کا آرسے سے خیرا جانا

زید حضرت یحییٰؑ

جہنم میں آتشیں پہاڑ اور واوی کا ذکر۔ اس میں کواں اور آگ کی زنجیریں

حضرت یحییٰؑ کا شیطان ملعون کو اس کی اصلی صورت میں دیکھنا اور اس کا

انسان کو قریب دینے کے طریقوں کا اظہار

انسان پر تین دن و شب تنہا ہوتے ہیں

حضرت یحییٰؑ کی شہادت

حضرت مریمؑ مادرِ حضرت عیسیٰؑ کے حالات

حضرت مریمؑ کی کفالت

حضرت مریمؑ و جناب فاطمہؑ کے فضائل

حضرت فاطمہؑ کیلئے طعامِ جنت کا آنا۔ جناب امیرؑ کی زکریاؑ اور جناب فاطمہؑ کی مریمؑ کے یہی

حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کے حالات

حضرت عیسیٰؑ کی ولادت

کر بلا پر کعبہ کا فخر کرنا اور خدا کا من فرمانا

نہروال کے راستے میں ایک دیر کے قریب جناب امیرؑ کا قیام فرمانا اور رب کا سلام قبول کرنا

فصل چہارم -

تیسواں باب -

چوبیسواں باب -

پچیسواں باب -

چھبیسواں باب -

ستائیسواں باب -

اٹھائیسواں باب -

فصل اول -

۷۳۰	حضرت علیؑ شہید عیسائی ہیں	
۷۳۰	فضائل و کمالات حضرت عیسائی	فصل دوم -
۷۳۱	سام پسر نوحؑ کو زندہ کرنا اور سکرات موت کی تکلیف دریافت کرنا	
۷۳۲	حضرت عیسائی کا زندہ اور آپ کی ساوہ زندگی	
۷۳۶	جناب مریمؑ کا حضرت عیسائی کو کتب میں تعلیم کے لئے لے جانا اور حضرت کا معلم کو تعلیم دینا اور حروف ابجد کے معنی بیان کرنا	
۷۳۸	حسد کی مذمت اور اس کا بُرا انجام	
۷۳۹	صدقہ دینے کے سبب موت میں تاخیر - ایک لڑکی کا قصہ	
۷۴۱	شیطان بھی خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہے	
۷۴۲	حضرت عیسائی کی تبلیغ رسالت اور اطراف عالم میں رسولوں کا بھیجنا - آپ کے دُور رسولوں اور حبیبِ نجات کا حال جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھے -	فصل سوم -
۷۵۵	نصاری اور حواری کی وجہ تسمیہ	
۷۵۵	حواریانِ اہلبیتؑ حواریانِ جناب عیسائی سے بہتر ہیں - جناب امام جعفر صادقؑ کا اپنے شیعوں پر فخر کرنا	
۷۵۹	حکایت - طلانی اینٹوں کے طبع میں حواریوں کا ہلاک ہونا	
۷۶۰	حکایت - ایک لکڑہائے کے لڑکے کا حضرت عیسائی کی توجہ سے بادشاہ ہونا، پھر سلطنت پر چھو کر مار کر حضرت عیسائی کے ساتھ ہو جانا	
۷۶۷	دنیا کی شکل و صورت اور اُس کی بے وفائی	
۷۶۸	نزولِ مائدہ	فصل چہارم -
۷۷۳	وحی اور موعظہ جو حضرت عیسائی پر نازل ہوئے	فصل پنجم -
۷۷۷	مواعظ و نصائح منجانبِ خدا	
۷۸۷	پیغمبرِ آخر الزمان کے بارے میں خدا کی جانب سے حضرت عیسائی اور بنی اسرائیل کو ہدایت	
۷۹۱	حضرت عیسائی کے مواعظ	
۸۱۳	علم و فضل جناب امیرؑ	
۸۱۴	حضرت عیسائی کا آسمان پر جانا اور آخر زمانہ میں نازل ہونا اور ثنوی بن جحون الصفا کے حالات	فصل ششم -
۸۱۹	فضائل حضرت صاحب الامر علیہ السلام	
۸۲۱	حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی فضیلت اور اُن کی اقتدا میں جناب عیسائی علیہ السلام کے نماز پڑھنے کی پیشینگوئیاں -	

- ۸۲۲ ارمیاہ وانیال اور عزیر علیہم السلام کے حالات
- ۸۲۳ بخت نصر کے حالات
- ۸۲۵ بخت نصر کی حقیر ذلیل حالت اور خراب ارمیاہ کا اپنے واسطے اس سے امان مانگنا
- ۸۲۶ بخت نصر کا حضرت یحییٰ کے خون کا انتقام لینا
- ۸۳۰ بخت نصر کا حضرت وانیال کو اسیر کرنا
- ۸۳۱ حضرت وانیال کو تعمیر خواب کا علم اور آپ کے اوصاف
- ۸۳۲ حضرت عزیر کا حال اور اصحاب اخدود کا تذکرہ
- ۸۳۸ بنی اسرائیل کی سرکشی اور طغیان، اور بخت نصر کا اُن پر مسلط ہونا
- ۸۴۲ حضرت وانیال سے بخت نصر کا اپنا خواب اور تعمیر دریافت کرنا
- ۸۴۹ حضرت یونس بن متی اور ان کے پدر بزرگوار علیہم السلام کے حالات
- ۸۵۱ عابد و عالم میں فرق اور عالم کا افضل ہونا
- ۸۵۲ حضرت یونس کو مچھلی کا نگل لینا
- ۸۵۳ حضرت یونس کو خدا کی جانب سے تنبیہ
- ۸۵۶ یونس کی وجہ تنبیہ
- ۸۶۵ معجزہ امام زین العابدین۔ یونس کی مچھلی کو بلا کر ولایت آمد کی گواہی دلوانا اور عبداللہ ابن عمر پر حجت تمام کرنا
- ۸۶۶ اصحاب کہف و رفیق کے حالات
- ۸۸۴ اصحاب اخدود کے حالات
- ۸۸۸ حضرت جبرجیس کے حالات
- ۸۹۲ حضرت خالد بن سنان کے حالات
- ۸۹۳ اُن پیغمبروں کے حالات جن کے ناموں کی تصریح نہیں ہے
- ۸۹۶ موت کا ہر طرف ہونا اور لوگوں کا زیادتی آباؤ اجداد کے سبب مصائب میں مبتلا رہنا
- ۸۹۸ بنی اسرائیل کے عابدوں اور راہبوں کے قصے
- ۸۹۸ برصیصا عابد کا قصہ جس نے شیطان کے بہکانے سے زنا کی اور اُس کو سجدہ کیا
- ۸۹۹ جبرجیس عابد کا حال جس کا ماں کے پیکار نے پر جواب نہ دینے کی وجہ سے زنا کے الزام میں گرفتار ہونا، پھر نجات پانا
- ۹۰۰ ایک عابد اور ایک شیطان کا باہمی جھگڑا اور عابد کی فتح
- ۹۰۱ انسان کے لئے جو بہتر ہوتا ہے خدا وہی کرتا ہے۔ ایک دلچسپ حکایت

انتیسواں باب۔

تیسواں باب۔

انتیسواں باب۔

تیسواں باب۔

تیسواں باب۔

چونتیسواں باب۔

پینتیسواں باب۔

چھتیسواں باب۔

- ۹۰۱ کبوتروں کی خدا سے فریاد۔ صدقہ برّ بلا کا سبب
- ۹۰۲ قبولیت دعا کے لئے دل اور زبان کا فحش اور بُرائیوں سے پاک ہونا شرط ہے
- ۹۰۲ سونیلے بھائیوں کے میراث کا جھگڑا اور عجیب فیصلہ
- ۹۰۳ یسکیوں اور اعمال صالحہ کے سبب خدا کی نعمتیں زیادہ ہوتی رہتی ہیں۔ ایک مرد صالح کا قصہ
- ۹۰۴ مظلوموں کی مدد کرنے سے قبر میں عذاب کا ہونا
- ۹۰۵ ایک عالم کا فقر و غنا اور راہِ خدا میں اپنی آدمی دولت تصدق کرنا پھر واپس ملنا
- ۹۰۶ ایک عالم کے جاہل لڑکے اور عالم شاگرد کا حال اور زمانہ کا اثر اہل زمانہ پر
- ۹۰۷ اپنی عبادت میں کمی کا تصور عبادت سے بہتر ہے
- ۹۰۸ رحم و احسان سے زندگی بڑھتی ہے
- ۹۱۰ خوفِ خدا گناہوں کی بخشش کا سبب ہے
- ۹۱۱ { ایک دلچسپ واقعہ۔ ایک زن عقیقہ و حسینہ پر مردوں کے مظالم اور اُس کا گناہ پر راضی نہ ہونا اور مصائب میں مبتلا ہونا۔ آخر نجات پانا۔ پھر تمام ظالموں کا اُس کے روبرو آکر اپنے گناہوں کا اقرار کرنا۔
- ۹۱۵ { حکایت :- ایک کفن چور کا اپنے گناہوں کے خوف کے سبب اپنی لاش جلادینے کی وصیت اور خدا کا اُس کو بخش دینا
- ۹۱۶ ثوابِ عبادت بقدر عقل۔ ایک عابد کا حال
- ۹۱۷ خدا کے عذاب سے نہ ڈرنے والوں پر نزولِ عذاب
- ۹۱۸ خدا سے تجارت کرنے کا نفع۔ ایک دلچسپ حکایت
- ۹۲۰ { حکایتِ دلچسپ۔ ایک عابد کو شیطان کا زنا پر آمادہ کرنا، اور زنِ زانیہ کا اس کو باز رکھنا۔ اس زنِ زانیہ کی وفات پر پیغمبرِ وقت کو نماز پڑھنے کا حکم
- ۹۲۱ بعض بادشاہان زمین کے حالات
- ۹۲۳ { تیغ کا ایمان اور مدینہ آباد کرنے کا تذکرہ
- ۹۲۵ { ایک ظالم بادشاہ کا قصہ، دروغِ شقیقہ میں مبتلا ہونا، شیرِ خوار بچہ کی تنبیہ کے سبب ظلم سے باز آنا، اور دروغ کا زائل ہونا۔
- ۹۲۶ گزشتہ پیغمبروں کے زمانے کے بادشاہوں کا مختصر تذکرہ
- ۹۳۰ { ہاروت و ماروت کے حالات۔

سینتیسواں باب -

ارٹیسواں باب -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب اول

تاریخ احوال انبیا اور ان کے صفات و معجزات اور علوم و معارف۔ اور خدا کے بعض شائستہ بندوں اور ان بادشاہوں کے حالات جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت خاتم الانبیا کے زمانہ کے قریب تک گزرے ہیں۔ اور اس میں چند باب ہیں۔

باب اول

ان چند امور و احوال کا بیان جو تمام انبیا اور ان کے اوصیا میں مشترک ہیں اور اس میں چند فصلیں ہیں۔

پیغمبروں کی بعثت کی غرض اور ان کے معجزات :-

فصل اول

بسنده معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے خدمت حضرت صادق علیہ السلام میں حاضر ہو کر چند سوالات کئے اور مشرف باسلام ہوا۔ اس کا ایک سوال یہ بھی تھا کہ آپ کس دلیل سے انبیا و مرسلین کی بعثت ثابت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جب ہم نے یہ مان لیا کہ ہمارا ایک خالق و صانع ہے جو کہ ہم سے اور تمام مخلوق سے بلند تر ہے اور منزہ ہے اس سے کہ خلق اسے دیکھ سکے یا مس کر سکے یا اس سے گفتگو کر سکے تو ہم نے سمجھ لیا کہ وہ صانع حکیم ہے۔ اس سے وہی امور صادر ہوتے ہیں جو بندوں کے حق میں بہتر ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ اس کی جانب سے خلق میں انبیا و مرسلین کی ضرورت ہے جو اس کے احکام کو بندوں تک پہنچائیں۔ اور ان امور کی جانب ان کی راہنمائی کریں جن میں ان کی بقا اور منفعت ہو اور جن کا ترک کرنا ان کی فنا کا باعث ہو۔ غرض یہ بات ثابت ہوئی کہ اس کا ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے جو اس کے کلام کو بندوں تک پہنچائے۔ ایسے ہی لوگ خلق میں اس کے برگزیدہ اور پیغمبر ہیں جو حکیم و دانا ہیں اور خدا نے ان کو علم و حکمت سے آراستہ کر کے مبعوث فرمایا ہے جو عام لوگوں کے ساتھ ان کے احوال و صفات میں شریک نہیں ہوتے اگرچہ خلقت و ترکیب میں ان کے مثل و مانند ہوتے ہیں۔ لیکن وہ خدا کے حکیم و علیم کی جانب سے علم و حکمت و دلائل و براہین و شواہد و معجزات کے ساتھ تائید یافتہ ہوتے ہیں تاکہ یہ چیزیں ان کے دعوے کی صداقت پر دلیل ہوں جیسے مردہ کو زندہ کرنا، اندھے اور مبرص کو شفا بخشنا وغیرہ جن سے تمام لوگ عاجز ہیں۔ اسی علت کے ساتھ یہ طریقہ ہر زمانہ میں جاری رہا ہے اور زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی جس کے ساتھ علم و معجزہ ہوتا ہے جو اس کی اور سابق

پیغمبر کی صدق گفت رہبر ولایت کرتا ہے۔ ۱۷

بسنہ معتبر دیگر منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ کس

لے مؤلف فرماتے ہیں اس حدیث شریفہ کا حاصل یہ ہے کہ جب صالح کا وجود اور اس کا علم و حکمت اور لطف و کمال ثابت ہوا اور یہ کہ کوئی فعل اس سے عبث و بے کار نہیں صادر ہوتا تو ظاہر ہے کہ اس دنیا کو عبث و بیکار نہیں پیدا کیا بلکہ نہایت حکمت کے ساتھ خلق فرمایا ہے اور وہ حکمت دنیا کے فائدہ پر جو گونا گوں غم و الم درد و محنت اور مشقت سے مخلوق ہیں ہمیں نہیں ہو سکتی بلکہ یقیناً اس سے بزرگ تر فائدہ کے لیے ہوگی۔ اور جب وہ فائدہ اس دنیا کے لئے نہیں تو دوسری دنیا کے لیے ہوگا۔ اور اگر وہ بغیر حاصل کیے حاصل ہو جاتا، تو اس دنیا میں لانا بیکار تھا۔ سب کو پہلے اسی دنیا میں لے جانا چاہیے تھا۔ اور چونکہ اس امر عظیم کے حصول کا طریقہ تمام لوگوں کو معلوم نہیں ہے تو چاہیے کہ خداوند عالم اس امر کی جانب ہدایت فرمائے۔ اور چونکہ اس کو مخلوقات سے کسی طرح کی مشابہت نہیں ہے نہ وہ حواس کے ذریعہ سے سمجھ میں آتا ہے۔ اور عقول اس کی کنہ ذات و صفات کے سمجھنے سے قاصر ہیں اور چونکہ فیض پہنچانے والے اور فیض پانے والے اور فائدہ بخشنے والے اور نفع حاصل کرنے والے میں ایک قسم کی مشابہت و ارتباط لازمی اور ضروری ہے تاکہ اس کے مقاصد سمجھ میں آسکیں۔ لہذا حق تعالیٰ نے انسان کو دو جہتہ (دو جہتوں والا) قرار دیا اور اس کو نفس نورانی اور عقل روحانی کرامت فرما کر چند جسمانی و حیوانی قوتیں دی ہیں۔ اس کو جہت اول کے ساتھ عالم مقصدین سے ارتباط ہے اور جہت ثانی سے بہائم و حیوانات کے ساتھ اشتراک۔ اسی سبب سے اس کو مکلف قرار دیا۔ اور خواہشات مذمومہ اور ناپسندیدہ کو روکنے کے لئے انبیاء و اوصیاء کو درجات عالیہ پر مبعوث فرمایا اور یہ ظاہر ہے کہ عوام اکثر شہوات نفسانی اور علاقہ بدنی میں گرفتار ہونے کے سبب سے اس قابل نہیں ہیں کہ خداوند عالم بے واسطہ ان سے گفتگو کرے یا ان کے دل میں حقائق و معارف القا فرمائے۔ اور اگر غیر جنس یعنی ملائکہ میں سے ان کے پاس رسول بھیجتا تب بھی لوگ غیر جنس ہونے کے سبب سے اس سے علم نہیں حاصل کر سکتے تھے اور عدم مشاکلت و موافقت کے اعتبار سے ان کی باتیں کافی طور سے لوگوں میں اثر نہیں کر سکتی تھیں۔ لہذا خداوند عالم نے انسانی شکل و صورت میں روحانیین و مقدسین کا ایک گروہ پیدا کیا جن کی مقدس روحیں ہمیشہ ملائکے اعلیٰ سے تعلق رکھتی ہیں۔ بظاہر وہ لوگ صورت و اطوار میں خلق سے مشابہ ہوتے ہیں لیکن چونکہ خداوند عالم نے اپنے آداب سے ان کو متادب اور اپنے اخلاق سے متخلق کیا ہے اور پورے طور پر مکمل کرنے کے بعد ان کو عام مخلوقات کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا اس لیے تقدس و روحانیت کی جہت سے وہ لوگ بارگاہ ایزدی سے معارف و آداب و شرائع سیکھتے ہیں۔ اور بشریت اور تمام بنی نوع انسان کی مشاکلت کی جہت سے رانما آنا کثیر متشکک (آیت، سورۃ حم سجدہ پک) میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں۔ کہتے ہوئے ان کے ساتھ رہ کر حکمت و مواعظ حسنہ سے ان کی ہدایت کرتے ہیں مثال اس کی (باقی صفحہ پر ملاحظہ ہو)

سبب سے حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں اور رسولوں کو مبعوث کیا۔ ارشاد فرمایا اس لئے کہ ان کے بھیجنے کے بعد لوگوں کی خدا پر کوئی حجت نہ باقی رہے اور کوئی قیامت کے روزیہ نہ کہے کہ تو نے کسی کو اپنے ثواب کی خوشخبری دینے اور عذاب سے ڈرانے کے لئے ہماری جانب نہ بھیجا۔ اور حجت خدا ان پر تمام رہے۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ خازنانِ جہنم کافروں پر حجت تمام کریں گے اور سوال کریں گے کہ آیا تمہارے پاس کوئی پیغمبر اس عذاب سے ڈرانے والا نہیں بھیجا گیا تھا۔ گفتار جواب دیں گے کہ ہاں آیا تھا مگر تم نے اس کی تکذیب کی اور کہا کہ خدا نے کسی کو نہیں بھیجا ہے اور تم لوگ تو خود سخت گمراہی میں ہو۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا جو ملک حق تعالیٰ اپنی مخلوق سے اپنے نوروات و تقدس صفات کے ساتھ پہناں و پوشیدہ تھا اس لئے (نجات کی) خوشخبری دینے اور (عذاب) سے ڈرانے والے پیغمبروں کو بھیجا تاکہ کفر و طغیان میں ہلاک ہونے والے حجت ظاہرہ و واضحہ کے ساتھ ہلاک ہوں اور نجات پانے والے علم و ایمان اور بیتہ و برہان کے ساتھ نجات پائیں اور حیات ابدی حاصل کریں تاکہ بندے اپنے پروردگار کی جانب سے جانیں جو نہیں جانتے تھے اور خدا کو پالنے والا سمجھیں، اور اس کی وحدانیت کا اقرار کریں۔

بسنید معتبر منقول ہے کہ فضل بن شاذان نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ کس

(بقیہ از ص ۱۸) یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی طائر کے متعلق چاہے کہ وہ بولے تو وہ آئینہ اس کے سامنے رکھتا ہے اور اس کے پیچھے سے اسی طائر کی سی آواز نکالتا ہے اور وہ طائر آئینہ میں اپنے جنس کی صورت دیکھتا ہے تو بولنے لگتا ہے۔ یا اگر کسی پرندہ کو شکار کرنا چاہیں تو اسی پرندہ کی صورت کی ایک شبیہ بناتے ہیں اور خود پوشیدہ ہو کر اس کو جال میں پھنسا لیتے ہیں۔ اس بارے میں تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ضرورت ہے اور ان مقدمات میں سے ہر ایک کی تشریح کی احتیاج ہے۔ جاننا چاہیے کہ اس حدیث شریف میں ایک دوسری دلیل کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جب مصلحت تکلیف کا مقتضایہ تھا کہ ایسی مخلوق پیدا ہو جن میں شہوات و خواہشات اور فتنہ و فساد کے دواعی موجود ہوں تاکہ ان سب کے ترک کرنے سے لوگ متاب ہوں اگر کوئی ادب سکھانے والا اور نگہبانی کرنے والا ان کے لئے مقرر نہ فرماتا جو ان کو ان کی نفسانی خواہشات سے اجرائے حدود و بیان شرائع و احکام کے ساتھ روکتا اور منع کرتا تو بے شک لوگوں کے درمیان فساد و نزاع اور ظلم و طغیان زیادہ ہوتا۔ اور یہ باتیں منافی لطف و حکمت ہیں۔ اور یہ ثابت ہو چکا کہ خداوند علیم لطیف و حکیم ہے۔ اگر ان دونوں دلیلوں میں کافی غور کرو گے جو منبع وحی و ممدان الہام سے صادر ہوئی ہیں تو اس کی حقیقت سے تم کو آگاہی ہوگی۔ ۱۲

پیغمبروں کی طرف سے

سبب سے لوگوں پر پیغمبروں کا پہنچانا اور ان کی حقیقت کا اقرار کرنا واجب ہے جب کہ ان کی اطاعت واجب ہے۔ فرمایا چونکہ خلقت میں ایسی قوتیں نہ تھیں کہ جن سے ان کی مصلحتیں پوری ہوتیں اور ان کا پیدا کرنے والا اس سے بلند تھا کہ آنکھ سے دیکھا جاسکے اور ان کا ضعف اور عجز اس کی ذات مقدس کی حقیقت کے سمجھنے سے ظاہر تھا تو سوائے اس کے چارہ نہ تھا کہ کوئی پیغمبر خدا اور ان کے درمیان واسطہ ہو اور گناہ و خطا سے معصوم ہو جو اس کے امر و نہی و آداب ان تک پہنچائے اور چند امور پر ان کو قائم رکھے جن سے ان کی منفعتیں حاصل ہوں اور ان سے ان کی مضرتیں دور رہیں اس لیے کہ لوگ اپنی عقل سے اپنے نفع و نقصان کو نہیں سمجھ سکتے اگر ان پر پیغمبروں کا پہنچانا اور ان کی اطاعت لازم نہ ہوتی تو ان کا بھیجنا بعثت و بے فائدہ ہوتا۔ اور جس حکیم نے کہ ہر چیز کو کثیر منفعات اور بے شمار حکمتوں کے ساتھ خلق میں ظاہر و آشکار کیا ہے، پاک ہے اس سے کہ کوئی فعل اس سے عبث صادر ہو۔

بہند معتبر منقول ہے کہ ابو بصیر نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ خدا نے کس سبب سے پیغمبروں کو اور آپ لوگوں کو معجزہ عطا فرمایا ہے۔ ارشاد کیا اس لیے کہ اس شخص کی راستگوئی کی دلیل ہو کیوں کہ معجزہ علامت ہے خدا کی جانب سے جسے وہ صرف پیغمبروں اور رسولوں اور اپنی جنتوں کو عطا فرماتا ہے جس سے سچوں کی سچائی اور جھوٹوں کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ حسین صحاف نے اُنہی حضرت سے پوچھا کہ آیا ممکن ہے کہ خداوند عالم کسی مومن کو جس کا ایمان اس کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے ایمان سے کفر کی جانب منتقل کرے۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ عادل ہے اس نے پیغمبروں کو اس لیے بھیجا ہے کہ لوگوں کو ایمان کی دعوت دیں خدا ہرگز کسی کو کفر کی جانب نہیں بلاتا۔ پوچھا کہ کسی کا کفر خدا پر ثابت ہو تو کیا اس کو ایمان کی طرف منتقل کرتا ہے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تمام لوگوں کو قابل ایمان خلق فرمایا ہے۔ وہ سادہ لوح ہوتے ہیں نہ کسی شریعت کے معتقد نہ منکر اس نے پیغمبروں کو ان کی طرف بھیجا کہ وہ لوگ خدا کی جانب ان کی راہبری کریں تاکہ ان پر حجت تمام ہو تو بعض لوگ خدا کی توفیق سے ہدایت پاتے ہیں اور بعض ہدایت نہیں حاصل کرتے۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ابن السکیت نے امام رضا یا امام علی نقی علیہما السلام سے سوال کیا کہ کس سبب سے حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو ید بیضا اور عصا اور چند چیزوں کے ساتھ جو سحر سے مشابہ تھیں بھیجا اور حضرت عیسیٰؑ کو ایسے معجزہ کے ساتھ بھیجا جو طبیبوں کی طبابت سے مشابہ تھا اور حضرت محمد مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کلام فصیح و خطبہائے بلند کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں سحر و جادو کا غلبہ تھا وہ خدا کی جانب

سے چند ایسے معجزے لائے جو ان کے سحر کے قسم سے تو تھے لیکن ان معجزات کا مثل ان کی قوت سے باہر تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے ان معجزات کے ذریعہ سے ان کے جادو کو باطل کیا اور ان پر حجت تمام کی۔ حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں مَرَمَن بیماریاں پھیلی ہوئی تھیں اور ان میں طبیب حافظ موجود تھے۔ حضرت عیسیٰؑ خدا کی جانب سے چند ایسے معجزوں کے ساتھ آئے جن کا مثل ان کے پاس نہ تھا۔ جیسے مُردوں کو خدا کے حکم سے زندہ کرنا، کورماد رزاد مہروں کو شفا بخشنا، ان کے ذریعہ سے ان پر حجت تمام کی اور وہ لوگ کامل حافظ ہونے کے باوجود ان معجزات کے مثل سے عاجز رہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس زمانہ میں بھیجا جبکہ خطبہائے فصیح اور سخنانِ بلیغ کا دور دورہ تھا اور آپؐ کے اہل عصر کا یہی پیشہ و کمال تھا۔ آنحضرتؐ ان کی طرف کتابِ خدا و مواعظ اور اس کے احکام لے کر آئے جن سے ان کے کلام کو باطل فرمایا اور وہ لوگ ان معجزات کا مثل لانے سے عاجز رہے۔ اس طرح ان پر حجت تمام کی گئی۔ ابن السکیت نے کہا کہ ایسا شافی کلام میں نے اب تک نہ سنا تھا۔ پھر عرض کی کہ اس زمانہ میں خلق پر حجت خدا کون ہے؟ فرمایا تجھ کو خدا نے عقل عطا فرمائی ہے جس سے تو اُس شخص کے درمیان تمیز کر سکتا ہے جو خدا کے بارہ میں راست گو ہے یا خدا پر جھوٹ باندھتا ہے۔ ابن السکیت نے کہا کہ واللہ اس کا یہی جواب ہے۔

فصل دوم کیفیت اور ان کی اور ان کے اوصیاء کی تعداد نبی و رسول کے معنی! ان پر نزول وحی کی

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام رضا و حضرت امام زین العابدین علیہم السلام سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو خلق فرمایا ہے جن میں سے خدا کے نزدیک سب سے گرامی ترین ہوں لیکن فخر نہیں کرتا۔ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار اوصیاء پیدا کئے جن میں علیؑ خدا کے نزدیک سب سے بہتر اور گرامی تر ہیں۔

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول خداؐ سے پوچھا کہ خدا نے کتنے پیغمبروں کو مبعوث کیا۔ فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ اور بروایت تین لاکھ بیس ہزار۔ پوچھا کہ ان میں کتنے مرسل ہیں۔ فرمایا تین سو تیرہ۔ پوچھا کہ کتنی کتابیں زمین پر بھیجیں؟ فرمایا ایک سو چوبیس اور بروایت ایک سو چار کتابیں۔ اور آخری روایت کے لحاظ سے حضرت شہیدؑ پر پچاس صحیفے اور حضرت ادریسؑ پر تین صحیفے اور حضرت ابراہیمؑ پر بیس صحیفے بھیجے۔ اور چار کتابیں، توریت و انجیل و زبور و قرآن نازل فرمائیں۔ پھر فرمایا کہ اے ابوذر چار پیغمبر سریانی تھے۔ آدمؑ و شہیدؑ و اخنوخؑ و نوحؑ۔ اور اخنوخ جن کو ادریسؑ بھی کہتے ہیں وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قلم سے لکھا۔ اور چار پیغمبر عرب میں ہوئے۔ ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ اور تمہارا پیغمبر (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اور بنی اسرائیل کے سب سے پہلے پیغمبر موسیٰ اور سب سے آخر عیسیٰ تھے۔ اور ان کے درمیان چھ سو پیغمبر ہوئے ہیں۔ اور دوسری روایت میں بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی تعداد چار ہزار بھی وارد ہوئی ہے لیکن روایت اول زیادہ موثق ہے۔

بند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے صفوان جمال سے فرمایا کہ کیا تو جانتا ہے کہ خدا نے کتنے پیغمبر بھیجے ہیں؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا کہ ایک لاکھ چالیس ہزار۔ اور اسی قدر اوصیاء بھی خلق فرمائے ہیں جو راست گو اور امانت ادا کرنے والے اور تارک دنیا تھے۔ اور محمدؐ سے بہتر کوئی پیغمبر نہیں بھیجا اور نہ ان کے وصی امیر المومنینؑ سے بہتر کوئی وصی ہے۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت موسیٰ بن جعفر و حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جو شخص چاہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی ارواح سے مصافحہ کرے اس کو چاہئیے کہ شب نیمہ شعبان میں قبر امام حسینؑ کی زیارت کرے کیونکہ اس شب ارواح پیغمبرانہ حضرتؑ کی زیارت کے لیے خدا سے رخصت ہوتے ہیں اور ان میں سے پانچ پیغمبر اولوالعزم ہوتے ہیں :- نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ و محمدؐ علیہم السلام۔ عرض کی کہ اولوالعزم کے معنی کیا ہیں؟ فرمایا یعنی زمین میں مشرق سے مغرب تک تمام جن و انس سے پر مبعوث ہوئے ہیں۔

بند موثق امام رضاؑ سے اور بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اولوالعزم کو اس لیے اولوالعزم کہتے ہیں کہ وہ لوگ صاحب عزیمت و شریعت تھے جیسا کہ حضرت نوحؑ آدمؑ کی شریعت سے الگ ایک کتاب و شریعت کے ساتھ مبعوث ہوئے اور جس قدر پیغمبر ان کے بعد مبعوث ہوئے ان ہی کی کتاب و شریعت کے تابع رہے یہاں تک کہ ابراہیمؑ خلیل نوحؑ کی کتاب کے علاوہ صحف و عزیمت کے ساتھ آئے وہ نوحؑ کی کتاب و شریعت کے منکر نہ تھے بلکہ ان کی شریعت منسوخ ہو چکی تھی اور اب اس پر عمل کرنا صحیح نہ تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں یا ان کے بعد

۱۵ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں پیغمبروں کی تعداد شہرت اور دوسری معتبر حدیثوں کے خلاف ہے۔ شاید راویوں سے کتابت میں غلطی ہوئی ہو یا ان (سابقہ) احادیث میں بعض انبیاء و اوصیاء محسوب نہ ہوئے ہوں۔ ۱۶

۱۷ مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ موسیٰؑ و عیسیٰؑ تمام خلق پر مبعوث ہوئے ہیں۔ لیکن دوسری حدیثوں سے صرف بنی اسرائیل پر مبعوث ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس بارہ میں انشاء اللہ اس کے بعد ذکر آئے گا۔ اور مذکورہ پانچ انبیاء کے اولوالعزم ہونے پر بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ لیکن عامہ کے نزدیک اس باب میں بہت اختلاف ہے۔ اور اصحاب کے درمیان ظاہری طور پر یہ مشہور ہے کہ اولوالعزم پیغمبر وہ ہے جس کی شریعت گزشتہ پیغمبروں کی شریعت کو منسوخ کر دیتی ہے جیسا کہ اس کے بعد کی حدیثوں سے ظاہر ہے۔ ۱۷ منہ

زیارت امام حسینؑ کی فضیلت

جتنے پیغمبر ہوئے سب کے سب اُنکے طریقہ و راستہ و شریعت پر تھے اور ان ہی کی کتاب پر عمل کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ کا زمانہ آیا اور وہ توریت لائے اور صحیفہ ابراہیم پر ترک عمل کا عزم کیا۔ اُن کے زمانہ میں یا اُن کے بعد جس قدر پیغمبر مبعوث ہوئے انہی کی کتاب و شریعت اور طریقہ پر عامل رہے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ کا زمانہ آیا اور وہ انجیل لائے۔ اور شریعت و طریقت موسیٰ پر ترک عمل کا عزم کیا۔ اور تمام وہ پیغمبر جو کہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں یا ان کے بعد ہوئے ان ہی کی کتاب و شریعت اور طریقہ کے تابع رہے یہاں تک کہ سوائے پیغمبر جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ آیا۔ پس یہ پانچ اولوالعزم اور بہترین انبیاء و رسل ہیں اور شریعت محمد مصطفیٰ قیامت تک منسوخ نہ ہوگی اور نہ کوئی پیغمبر آنحضرت کے بعد ہوگا۔ آپ کا حلال کیا ہوا نواز قیافت حلال اور حرام کیا ہوا حرام ہے۔ آنحضرت کے بعد جو شخص بھی پیغمبری کا دعویٰ کرے یا قرآن کے بعد کوئی کتاب پیش کر کے دعویٰ کرے کہ یہ خدا کی جانب سے ہے تو اُس کا خون ہر اُس شخص پر مباح ہے جو اُس سے ان باتوں کو سنے۔ دوسری حدیث معتبرہ میں حضرت محمد باقر سے منقول ہے کہ اولوالعزم کو اس لئے اولوالعزم کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے آپس میں محمد اور آپ کے بعد اوصیا اور حضرت مہدی اور آپ کی سیرت کے بارے میں عہد کیا اور ان کے عزم کا اس پر اجماع ہوا کہ یہ سب ریزرگوار ایسے ہی برگزیدہ خدا ہیں اور اس امر پر اقرار کامل کیا۔ چونکہ حضرت آدم نے یہ عزم و اہتمام نہیں کیا تھا لہذا خدا نے فرمایا: **وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَنَسَىٰ وَلَهُ نَجْدٌ لِّهُ عَذَابًا**۔ (آیت سورہ طہ ۱۱) ہم نے آدم سے عہد اور اُن کے بعد کے ائمہ کے بارہ میں عہد لیا تو آدم نے اس عہد کو اُن کے بارہ میں فراموش کر دیا۔ اور ہم نے اُن کو صاحب عزم نہ پایا۔ علی بن ابراہیم نے اس کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ اولوالعزم کے معنی یہ ہیں کہ ان پیغمبران اولوالعزم نے تمام پیغمبروں پر خدا کا اقرار کرنے میں سبقت کی اور ان سے پہلے اور ان کے بعد جس قدر پیغمبر ہونے والے تھے ہر ایک کا اقرار کیا اور اپنی امتوں کی تکذیب پر صبر کرنے کا عزم کیا۔

انبیاء اولوالعزم

وہ شخص جو تمام انبیاء پر سبقت دے

بند معتبرہ منقول ہے کہ ایک مرد شامی نے حضرت امیر المومنین سے ان پانچ انبیاء کے بارے میں سوال کیا جنہوں نے عربی میں گفتگو کی ہے فرمایا کہ وہ ہود، صالح، شعیب، اسمعیل، اور محمد علیہم السلام ہیں۔ پھر ان پیغمبروں کو پوچھا جو ختنہ شدہ پیدا ہوئے ہیں فرمایا کہ آدم، شعیب، ادریس، نوح، سام بن نوح، ابراہیم، داؤد، سلیمان، یونس، اسمعیل، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد علیہم السلام ہیں۔ پوچھا کہ وہ کون ہیں جو کسی کے رحم سے نہیں پیدا ہوئے۔ فرمایا کہ آدم و حوا و گوسفندان ابراہیم و عیسیٰ موسیٰ و شتر صالح اور وہ چمگا دڑ جسے حضرت عیسیٰ نے بنایا اور زندہ کیا اور وہ حکیم خدا

اڑ گئی۔ اور پوچھا کہ وہ کون کون سے چھ پیغمبر ہیں جن کے دود و نام ہیں۔ فرمایا کہ وہ یوشع بن نون ہیں جن کو ذوالکفل اور یعقوب ہیں جنکو اسرائیل اور حضرت خضرؑ ہیں جنکو ایاس اور یونسؑ ہیں جنکو زوالعون اور عیسیٰؑ ہیں جنکو مسیح اور محمدؐ ہیں جنکو احمد بھی کہتے ہیں صلوات اللہ وسلامہ علیہم جیسا کہ اس کے بعد ذکر کیا جائے گا۔

دوسری روایت میں مذکور ہے کہ بادشاہ روم نے حضرت امام حسن بن علیؑ سے پوچھا کہ وہ سات نفوس کون کون سے ہیں جو رحم ماور سے باہر نہیں آئے فرمایا کہ آدم و حوا و گوسفندان ابراہیم و نوح و صالح اور وہ سانپ جس نے کہ شیطان کو حضرت آدمؑ کو ضرر پہنچانے کے لیے جنت میں داخل کیا اور وہ دونوں کو جسے کہ خداوند عالم نے قابیل کی تعلیم کے لیے بھیجا کہ کس طرح بائبل کو دفن کرے، اور شیطان لعنۃ اللہ علیہ۔

بسمہ معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اول وصی جو زمین پر ہوئے ہبتہ اللہ پسر آدمؑ تھے اور کوئی پیغمبر ایسا نہیں گزرا جس کا وصی نہ ہوا ہو۔ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے جن میں پانچ نفوس اولوا العزم ہوئے۔ نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور علیؑ ابن ابی طالب کی رسول خدا سے وہی نسبت ہے جو ہبتہ اللہ کو حضرت آدمؑ سے تھی۔ حضرت علیؑ آنحضرتؑ کے وصی تھے اور جمیع اوصیائے گزشتگان کے وارث تھے، اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیا و مرسلین کے وارث تھے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پانچ پیغمبروں کو عرب میں مبعوث فرمایا وہ ہود و صالح و اسمعیل و شعیب علیہم السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو خاتم المرسلین ہیں۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین ۱۵

حدیث صحیح میں منقول ہے کہ زرارہ نے حضرت امام محمد باقرؑ سے نبی و رسول کے معنی دریافت کیے۔ فرمایا کہ نبی وہ ہے جو خواب میں فرشتہ کو دیکھتا ہے اور بیداری میں صرف اس کی آواز سنتا ہے اور رسول وہ ہے جو خواب و بیداری دونوں حالتوں میں ملک کو دیکھتا اور اس

۱۵۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ اتحاد ذوالکفل و یوشع شہرت کے خلاف ہے جیسا کہ اس کے بعد ذکر کیا جائے گا۔ ۱۶

۱۷۔ یہ دونوں حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت اسمعیلؑ عربی تھے۔ اور حدیث ابوذرؓ زید بن جحشؓ اس کے خلاف ہے لیکن یہ کہ ان دونوں حدیثوں سے یہ مراد ہو کہ وہ عربی زبان میں گفتگو کرتے تھے اور اس حدیث سے یہ مراد ہو کہ وہ قبیلہ عرب سے تھے۔ یا یہ کہ وہ چاروں پیغمبر عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں بات نہیں کر سکتے تھے اور حضرت اسمعیلؑ دوسری زبانوں میں بھی گفتگو کر سکتے تھے اور اسی روایت کو اسی راوی سے مثل روایت ابوذرؓ کو گول نے بعض کتابوں میں درج کیا ہے جس میں اسمعیلؑ داخل نہیں ہیں۔ ۱۷ منہ

۱۸۔ یہ قیاس سراج انبیا حضرت محمد مصطفیٰ کے متعلق صحیح نہیں ہو سکتا۔

انبیاء اولوا العزم کی تعداد۔ حضرت علیؑ کا بیٹا اوصیائے گزشتہ سے افضل ہوتا۔

کی آواز بھی سنتا ہے۔ پوچھا کہ امام کی کیا منزلت ہے؟ فرمایا کہ صدائے ملک سنتا ہے لیکن اُس کو دیکھتا نہیں۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ حسن ابن العباس نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ رسول و نبی و امام میں کیا فرق ہے۔ حضرت نے جواب میں لکھا کہ رسول پر جبریلؑ نازل ہوتے ہیں۔ وہ ان کو دیکھتے ہیں اُن کی باتیں سنتے ہیں اور وحی اُن پر نازل ہوتی ہے اور کبھی خواب میں دیکھتے ہیں جیسے حضرت ابراہیمؑ اور انبیا صرف آواز سنتے ہیں اور کبھی ملک کو بھی دیکھتے ہیں مگر اس وقت اس سے وحی نہیں سنتے۔ اور امام صرف کلام ملک کو سنتا ہے اُس کے جسم کو نہیں دیکھتا۔

بسنَد صحیح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ پانچ قسم کے پیغمبر ہوتے ہیں بعض صدائے سنتے ہیں صدائے زنجیر کے مانند پس مقصود وحی اسی صدائے حاصل کرتے ہیں۔ اور بعض پر خواب میں وحی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ یوسفؑ و ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا۔ اور بعض فرشتہ کو دیکھتے ہیں۔ اور بعض پیغمبروں کے دل میں القا ہوتا ہے اور کانوں میں آواز پہنچتی ہے لیکن وہ ملک کو نہیں دیکھتے۔

حدیث صحیح میں منقول ہے کہ زرارہ نے حضرت امام محمد باقرؑ سے رسول و نبی و محدث کے معنی دریافت کیے۔ فرمایا کہ رسول وہ ہیں جن کے پاس جبریلؑ آتے ہیں اور وہ اُن کو رو برو دیکھتے ہیں اور ہم کلام ہوتے ہیں۔ لیکن نبی وہ ہے جو صرف خواب میں دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند کا ذبح کرنا خواب میں دیکھا۔ اور جناب رسول خدا نزول وحی سے قبل اسباب پیغمبری خواب میں دیکھتے تھے یہاں تک کہ مرتبہ رسالت پر فائز ہوئے۔ اور نبوت و رسالت دونوں ان کے لئے جمع ہو گئیں تو جبریلؑ ان کے پاس آتے تھے اور رو برو گفتگو کرتے تھے۔ اور بعض ایسے پیغمبر ہوئے ہیں کہ شرائط پیغمبری تو ان کے لئے جمع ہوئے لیکن خواب میں روح اُن کے پاس آتی اور ان سے گفتگو کرتی ہے۔ بغیر اس کے کہ وہ اس کو بیداری میں دیکھیں۔ لیکن محدث وہ ہے کہ ملک اس سے باتیں تو کرتا ہے لیکن نہ وہ ملک کو بیداری میں دیکھتا ہے نہ خواب میں۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ پیغمبروں کے چار طبقے ہیں۔ اول وہ جن کو خود اُن کے نفس کے بارہ میں خبر دی جاتی ہے دوسروں سے ان کو واسطہ نہیں ہوتا دوسرے وہ جو خواب میں ملک کو دیکھتے ہیں لیکن اس کی آواز نہیں سنتے اور نہ بیداری میں اس کو دیکھتے ہیں اور نہ وہ کسی پر مبعوث ہوتے ہیں۔ ان کا ایک امام ہوتا ہے جس کے وہ مطیع ہوتے ہیں جیسا کہ ابراہیمؑ کو ط پر

امام تھے۔ تیسرے وہ جو خواب میں دیکھتے ہیں اور آواز سنتے ہیں اور ملک کو دیکھتے ہیں اور کسی گروہ پر مبعوث بھی ہوتے ہیں خواہ وہ گروہ کم ہو یا زیادہ جیسا کہ حق تعالیٰ نے یونس کے بارے میں فرمایا ہے **وَاَنۡرَ سَلٰتَنَا اِلٰی مَآثِلَ اَلْفِ اَوْ یَزِیۡدُ وَ ذٰلَکَ (آیت ۱۴، سورۃ الصفت ۲۳)** (یعنی ہم نے اس کو ایک لاکھ بلکہ اس سے زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا) حضرت نے فرمایا کہ ایک لاکھ سے تیس ہزار انخاص زیادہ تھے۔ چوتھے وہ ہیں جو خواب میں دیکھتے اور آواز بھی سنتے ہیں۔ ملک کو بیداری میں بھی دیکھتے ہیں دوسرے پیغمبروں کے امام و پیشوا بھی ہوتے ہیں مثل اولوالعزم کے۔ اور فرمایا کہ ابراہیمؑ نبی تھے امام نہ تھے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ **قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا** یعنی میں نے تم کو لوگوں کا امام بنایا۔ تو انہوں نے عرض کی **قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ**۔ یعنی میری ذریت میں سے بھی امام تو نے قرار دیا ہے۔ اور عرض اس سے پہنچی کہ ان کی تمام ذریت امام ہو۔ حق تعالیٰ نے فرمایا **قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظَّالِمِیۡنَ (آیت ۱۷، سورۃ بقرہ ۲۷)** یعنی میرے عہد امامت و خلافت ستمگاروں تک نہیں پہنچے گا یعنی جو شخص کہ منہم یا بت کی پرستش کئے ہو گا۔

حدیث معتبر میں حضرات ائمہ علیہم السلام سے منقول ہے کہ پانچ سریانی پیغمبر ہوئے جو سریانی زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ آدم، شیث، ادریس، نوح اور ابراہیم علیہم السلام۔ اور حضرت آدمؑ کی زبان عربی تھی اور عربی اہل بہشت کی زبان ہے۔ جب حضرت آدمؑ سے ترک اولیٰ صادر ہوا خداوند عالم نے ان کے لئے بہشت و نعمات بہشت کو زمین اور زراعت زمین سے تبدیل فرما دیا اور زبان عربی کو زبان سریانی سے بدل دیا۔ اور پانچ پیغمبر عبرانی تھے

۱۔ موقت فرماتے ہیں کہ علماء کے درمیان نبی در رسول کی تفسیر میں اختلاف اور ان دونوں معنی کے درمیان فرق ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں لفظوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رسول وہ ہے جو معجزہ کتاب لایا ہو اور نبی غیر رسول وہ ہے کہ اس پر کتاب نازل نہ ہوئی ہو بلکہ لوگوں کو دوسرے پیغمبر کی کتاب کے مطابق دعوت دیتا ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ رسول وہ ہے کہ اس کی شریعت گزشتہ شریعتوں کی ناسخ ہو۔ اور نبی اس سے زیادہ عام ہے اور سابقہ اور ان کے علاوہ اور دوسری حدیثوں سے جھگڑا ہے بخلاف طوالت ترک کر دیا ظاہر ہوتا ہے کہ رسول وہ ہے جو القائے وحی کے وقت ملک کو بیداری میں دیکھتا ہے اور اس سے گفتگو کرتا ہے اور نبی اس سے زیادہ عام ہے۔ پس نبی غیر رسول وہ ہے جو ملک کو القائے وحی کے وقت نہیں دیکھتا بلکہ یا خواب میں دیکھتا ہے یا اس کے دل میں الہام ہوتا ہے یا آواز ملک اس کے کان میں پہنچتی ہے اور ملک کو نہیں دیکھتا گو دوسرے اوقات میں دیکھتا بھی ہو۔ اور محققین علماء کی ایک جماعت نے بھی اسی طرح تفسیر کی ہے۔ ۱۷ منہ

جن کی زبان عربی تھی۔ اسحق و یعقوب و موسیٰ و داؤد و عیسیٰ علیہم السلام۔ اور پانچ عرب سے ہوئے۔ ہود، صالح، شعیب، اسمعیل علیہم السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور پیغمبروں میں چار بیک وقت مبعوث تھے ابراہیم، اسحق، یعقوب اور لوط علیہم السلام اور ابراہیم و اسحق علیہما السلام ارض بیت المقدس و شام کی طرف مبعوث ہوئے اور یعقوب علیہ السلام زمین مصر کی جانب اور اسمعیل زمین جرہم کی سمت اور جہم کعبہ کے گرد عمالیق کے بعد ساکن ہوئے تھے ان کو اس لیے عمالیق کہتے ہیں کہ یہ لوگ نسل عملاق بن لوط بن سام بن نوح علیہ السلام سے تھے اور لوط چار شہروں کی جانب مبعوث ہوئے سدوم و عامور و صناعا و اروما اور تین پیغمبر بادشاہ ہوئے۔ یوسف، داؤد، سلیمان۔ اور چار بادشاہ تمام دنیا کے بادشاہ ہوئے دو مومن ذوالقرنین و سلیمان۔ اور دو کافر نمرود بن کوش بن کنعان اور نوح بن نضر۔

بسنہ معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے جتنے پیغمبروں کو خدا نے مبعوث فرمایا ہر ایک کو اس کی اُمت کی زبان پر مبعوث فرمایا اور مجھ کو ہر سبب و شرح کی طرف زبان عربی ہی کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ دوسری حدیث معتبر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے کوئی کتاب اور وحی نہیں بھیجی مگر لغت عرب میں مگر وہ پیغمبروں تک ان کی قوم کی زبان میں پہنچتی تھی اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک زبان عربی ہی میں آتی تھی۔

بسنہ معتبر منقول ہے کہ ایک زندیق نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر تفسیر آیات قرآن کے متعلق چند سوالات کئے اور مسلمان ہوا۔ اس کا ایک سوال یہ تھا کہ آپ اس آیت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں: وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ (آیت سورہ شوریٰ) کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ خدا اس سے گفتگو کرے مگر وحی کے عنوان سے یا پس پردہ سے یا کوئی رسول (یعنی فرشتہ) بھیجتا ہے جو وحی کرتا ہے خدا کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ خدا نے موسیٰ سے گفتگو کی جو کچھ کی۔ پھر فرمایا ہے کہ آدم و حوا کو ان کے پروردگار نے ندا کی اور دوسرے مقام پر فرمایا کہ اے آدم تم مع اپنی زوجہ کے جنت میں رہو۔ وہ (زندیق) سمجھتا تھا کہ یہ تمام آیاتیں آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ حضرت نے فرمایا آیت اول کے بارے میں تو نہ ہوا ہے اور نہ ہو گا کہ حق تعالیٰ بندوں کے ساتھ کلام کرے سوائے وحی کے۔ یا اس کے دل پر الہام

تفسیر از اول وحی

کرتا ہے یا خواب میں اس پر القا فرماتا ہے یا ایک آواز خلقی فرما کر اس کے ذریعہ سے ہم کلام ہوتا ہے بغیر اس کے کہ بندہ اس کو دیکھے جیسے کوئی شخص پس پردہ سے کسی سے بات کرتا ہے یا کسی فرشتہ کو بھیجتا ہے جو اس کے حکم سے وحی لاتا ہے تحقیق کہ رسول آسمانی رسولوں میں سے ہوتے ہیں یعنی ملائکہ جن پر خدا کی وحی ہوتی ہے۔ پس رسولان آسمان رسولان زمین کو وہ وحی پہنچاتے ہیں۔ اور کبھی رسولان زمین و حق تعالیٰ کے درمیان بلا واسطہ گفتگو ہوتی ہے۔ اور رسول خدا نے جبریل سے پوچھا کہ وحی کہاں سے حاصل کرتے ہو کہا اسرافیل سے۔ فرمایا اسرافیل کہاں سے لیتے ہیں۔ جبریل نے کہا ایک ملک روحانی سے جو ان سے بالاتر ہے حضرت نے پوچھا اس ملک کو کہاں سے ملتی ہے عرض کی خدا اس کے دل میں القا فرماتا ہے۔ پس یہ وحی کلام خدا ہے اور کلام خدا ایک طرح پر نہیں۔ بعض وہ ہیں کہ خدا نے پیغمبروں سے گفتگو کی ہے اور بعض وہ ہیں جن کو ان کے دل میں خدا نے ڈالا ہے اور بعض پیغمبران خدا خواب میں دیکھتے ہیں اور بعض کلام بھیجی ہوئی وحی ہیں جنکو لوگ تلاوت کرتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ اور ایک قسم وہ ہے جو رسولان آسمان یعنی فرشتے رسولان زمین پر پہنچاتے ہیں۔ سائل نے عرض کی یا امیر المؤمنین خدا آپ کے اجر کو زیادہ کرے آپ نے میرے دل کی گرہ کھول دی۔

بند معتبر حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جبریل نے جناب رسول خدا سے اسرافیل کی تعریف کی کہ وہ صاحب پروردگار ہیں اور خدا کی بارگاہ میں سب سے مقرب ہیں۔ اور لوح جو باقوت سرخ کا ہے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہے۔ جب خداوند عالم بذریعہ وحی تکلم فرماتا ہے، پیشانی لوح پر نقش ہو جاتا ہے۔ وہ لوح پر نظر کرتے ہیں جو کچھ اس جگہ پڑھتے ہیں ہم بیان کرتے ہیں۔ اور ہم اس کو آسمان و زمین تک پہنچاتے اور جاری کرتے ہیں۔ وہ خدا سے مخلوق میں سب سے زیادہ نزدیک ہیں۔ ان کے اور خدا کے درمیان نور کے نوے حجابات ہیں جو آنکھوں کو خیرہ کرتے ہیں جن کا وصف بیان سے باہر ہے اور میں اسرافیل کے نزدیک خلق میں سب سے زیادہ مقرب ہوں۔ میرے اور ان کے درمیان ہزار سال کی راہ ہے

۱۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ حجب سے مراد حجب معنوی ہیں۔ یعنی جناب مقدس ایزدی تعالیٰ شائد کے تقدس و یکتائی و توحیدیت کے حجابات جو اسرافیل کو اس کی حقیقت ذات و صفات کے ادراک سے مانع ہیں یا یہ مراد ہے کہ اسرافیل اور عرش کے اس مقام کے درمیان جہاں سے وحی صادر ہوتی ہے اس قدر فاصلہ ہے جیسا کہ دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ لوح محفوظ کے دو کنارے ہیں ایک عرش پر ہے دوسرا اسرافیل کی پیشانی پر۔ جب پروردگار جل و علاہ وحی کے ذریعہ سے تکلم فرماتا ہے لوح پیشانی اسرافیل سے ٹکراتی ہے وہ لوح پر نظر کرتے ہیں اور جو کچھ دیکھتے ہیں جبریل سے بیان کرتے ہیں۔ ۱۲

بسمد معتبر منقول ہے کہ زرارہ نے حضرت صادق سے دریافت کیا کہ کیوں کر رسول خدا کو معلوم ہوتا تھا جو کچھ ان پر خدا کی جانب سے نازل ہوتا تھا کہ یہ خدا ہی کی طرف سے ہے شیطان کی طرف سے نہیں ہے۔ فرمایا جس وقت حق تعالیٰ بندہ کو رسول بناتا ہے اس کو سکینہ و وقار عطا فرماتا ہے۔ اس لئے جو کچھ اس پر خدا کی جانب سے نازل ہوتا ہے اس طرح ظاہر ہوتا ہے جیسے کوئی چیز کوئی شخص اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہو۔

بسمد معتبر منقول ہے کہ آنحضرت سے لوگوں نے پوچھا کہ پیغمبر ان خدا کس طرح جانتے ہیں کہ وہ پیغمبر ہیں۔ فرمایا کہ پردے اُن کے دلوں سے اُٹھتے ہوتے ہیں یعنی وہ صاحب یقین خلق کئے گئے ہیں ان کو شک نہیں ہوتا۔

بسمد معتبر حضرت امام رضا سے منقول ہے کہ پیغمبروں کا خواب وحی ہے۔ اور دُعائے اُم داؤدین جو پندرہویں ماہ رجب کے اعمال کے لئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کچھ پیغمبروں کے نام ہیں چنانچہ فرمایا ہے۔ اللہم صل علیٰ ہابیل و شیت و ادریس و نوح و ہود و صالح و ابراہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب و یوسف و الاسباط و لوط و شعیب و ایوب و موسیٰ و ہارون و یوشع و میثا و الخضر و ذی القرنین و یونس و الیاس و الیسع و ذی الکفل و طالوت و داؤد و سلیمان و ذکریا و شعیبا و یحییٰ و تورخ و متی و المیا و حیقو و دانیال و عزیز و عیسیٰ و شمعون و جرجیس و حواریین و الاتباع و خالد و حنظلہ و لقمان۔

بسمد معتبر منقول ہے کہ مفصل نے حضرت صادق سے سوال کیا کہ کیوں کہ امام کو وہ تمام امور معلوم ہو جاتے ہیں جو اقطار زمین میں واقع ہوتے ہیں حالانکہ وہ اپنے مکان میں بیٹھا رہتا ہے اور اس کے دروازہ پر پردہ لٹکا ہوتا ہے۔ فرمایا اے مفصل حق تعالیٰ نے پیغمبروں میں پانچ روحمں و ودیعت کی ہیں۔ روح حیات جس سے حرکت کرتا ہے اور راستہ چلتا ہے۔ روح القلوب جس سے اُٹھتا ہے اور جہاد کرتا ہے۔ روح الشہور جس سے کھانا پیتا ہے اور عورت سے مقاربت کرتا ہے۔ روح الایمان جس سے ایمان لاتا ہے اور لوگوں کے ساتھ عدالت کرتا ہے۔ اور روح القدس جس سے پیغمبری کا حامل ہوتا ہے۔ جب پیغمبر دنیا سے جاتا ہے روح القدس اس امام کی طرف منتقل ہوتی ہے جو اس کے بعد ہوتا ہے۔ اس روح کو خواب و غفلت، لہو و تکبر سے تعلق نہیں۔ اور مذکورہ چاروں روحوں پر خواب بھی طاری ہوتا ہے وہ غافل بھی ہو جاتی ہیں اور لہو و تکبر بھی رکھتی ہیں۔ اور پیغمبر امام بذریعہ روح القدس دیکھتے ہیں اور چیزوں کو جانتے ہیں۔

بِسْمِ مَوْثِقِ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے آدم علیہ السلام سے عہد لیا تھا کہ اس درخت ممنوعہ کے پاس نہ جائیں۔ لیکن وہ گئے اور اُس درخت میں سے کھایا جیسا کہ خدا فرماتا ہے :- وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَتَنِیْ وَلَمْ یُخْلِ لَهَا عَمَّا (آیت سورۃ طہ) خدا نے ان کو زمین پر بھیجا تو ہابیل اور ان کی بہن ایک ساتھ پیدا ہوئے اور قابیل اور اس کی بہن ایک بار پیدا ہوئے۔ حضرت آدمؑ نے اپنے دونوں بیٹوں ہابیل و قابیل کو خدا کی بارگاہ میں قربانی کا حکم دیا۔ ہابیل مویشیوں کے مالک تھے اور قابیل زراعت کرتا تھا۔ ہابیل نے ایک نہایت عمدہ گوسفند کی قربانی کی اور قابیل نے جو کہ اپنی زراعت سے بے خبر رہتا تھا معمولی اور وہ بالیاں جو پاک و صاف نہ تھیں، قربانی کے لئے پیش کیں۔ اس لئے ہابیل کی قربانی قبول ہو گئی اور قابیل کی نہیں ہوئی جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے :- وَاتْلُ عَلَیْہِمْ نَبَأَ ابْنِیْ آدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقْبِلُ مِنْ اَحَدٍ ہمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ (آیت سورۃ مائدہ) اے رسول! ان لوگوں سے آدمؑ کے دونوں بیٹوں کا صحیح قصہ بیان کر دو جب ان دونوں نے قربانیاں خدا کی بارگاہ میں پیش کیں تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہیں۔ اس زمانہ میں جب قربانی قبول ہوتی تھی تو ایک آگ پیدا ہو کر اس کو جلا دیتی تھی۔ پس قابیل نے آتش کدہ بنایا اور وہ پہلا شخص تھا جس نے آگ کے لئے گھر بنایا اور کہا میں اس آگ کی پرستش کروں گا تاکہ میری قربانی قبول کرے۔ دشمن خدا شیطان نے قابیل سے کہا کہ ہابیل کی قربانی مقبول ہو گئی اور تیری قبول نہیں ہوئی۔ اگر تو اس کو زندہ چھوڑ دے گا تو اس کے فرزند پیدا ہوں گے جو تیرے فرزندوں پر اس بارے میں فخر کریں گے یہ سن کر قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا۔ پھر جب آدمؑ کے پاس آیا تو حضرت نے پوچھا کہ ہابیل کہاں ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ آپ نے مجھ کو اس کی حفاظت و نگہ رانی کے لئے نہیں مقرر کیا تھا۔ حضرت آدمؑ نے جا کر دیکھا تو ہابیل کو مقتول پایا۔ فرمایا اے زمین تجھ پر خدا کی لعنت ہو کیوں کر تو نے خون ہابیل کو قبول کر لیا۔ پھر چالیس شب و روز روتے رہے اور خدا سے دعا کرتے تھے کہ ایک فرزند عطا فرمائے، تو ان کے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے ہبیلہ اللہ رکھا کیونکہ خداوند عالم نے ان کو سوال کے عوض بخشا تھا۔ حضرت آدمؑ اس فرزند کو بہت دوست رکھتے تھے۔ جب آدمؑ کی پیغمبری تمام ہوئی اور ان کی عمر کا آخری زمانہ آیا تو خدا نے وحی کی کہ اے آدمؑ تمہاری پیغمبری ختم ہوئی اور تمہاری عمر کے ایام پورے ہو چکے تو وہ طے جو ایمان و اسم بزرگ خدا

۱۷۔ یہ ایک طویل حدیث ہے اس کے بعد اس کے نام مضامین مفصل طور پر حضرت آدمؑ کے حال میں آرہے ہیں۔

یہاں تکرا و طوالت کے خوف سے ضرورت کے موافق صرف خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ ۱۲ (مترجم)

اور میرات علم و آثار پیغمبری کے تمہارے پاس ہیں اپنے بیٹوں میں سے ہبۃ اللہ کو سپرد کر دو بیشک میں ان تبرکات و علوم وغیرہ کو تمہارے بعد تمہاری ذریت سے قیامت تک ہرگز منقطع نہ کروں گا۔ اور کبھی زمین کو خالی نہ چھوڑوں گا۔ اس میں ایک عالم کو ہمیشہ باقی رکھوں گا جس کے ذریعہ سے لوگ میرا دین اور طریق طاعت و عبادت کو پہچانیں جس سے ہر اس شخص کی نجات ہوگی جو تمہاری اور نوح کی اولاد سے ہوگا۔ اس وقت حضرت آدمؑ نے نوحؑ کو یاد کیا اور کہا حق تعالیٰ ایک پیغمبر بھیجے گا جو لوگوں کو خدا کی طرف بلائے گا۔ لوگ اس کی تکذیب کریں گے تو خدا اس کی قوم کو طوفان کے ذریعہ سے ہلاک کرے گا۔ آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان دس پشت کا فاصلہ تھا جو سب پیغمبرانِ خدا تھے۔ اور آدمؑ نے ہبۃ اللہ سے نوحؑ کے بارے میں وصیت کی کہ تم میں سے جو ان سے ملاقات کرے چاہیے کہ ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کرے تاکہ طوفان سے نجات پائے۔ جب آدمؑ مرض موت میں مبتلا ہوئے تو ہبۃ اللہ کو طلب فرمایا اور کہا کہ اگر جبریلؑ یا دوسرے فرشتوں کو دیکھو تو میرا سلام پہنچاؤ۔ اور کہو کہ میرے پدر نے تم سے بہشت کے میوؤں میں ایک بدریہ طلب کیا ہے۔ ہبۃ اللہ نے جبریلؑ سے ملاقات کی اور اپنے پدر کا پیغام پہنچایا۔ جبریلؑ نے کہا کہ اے ہبۃ اللہ تمہارے پدر نے عالم قدس کی طرف رحلت فرمائی اور میں اُن پر نماز پڑھنے کے لئے نازل ہوا ہوں۔ ہبۃ اللہ واپس آئے تو دیکھا کہ حضرت آدمؑ نے وارفانی سے رحلت فرمائی۔ پھر جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو غسل میت کی تعلیم دی۔ ہبۃ اللہ نے ان کو غسل دیا جب نماز کا موقع آیا تو ہبۃ اللہ نے کہا اے جبریلؑ سامنے کھڑے ہو کہ آدمؑ پر نماز پڑھو جبریلؑ نے عرض کی اے ہبۃ اللہ چونکہ خدا نے ہم کو حکم دیا کہ تمہارے باپ کو بہشت میں سجدہ کریں لہذا ہم کو لازم نہیں ہے کہ ان کے کسی فرزند کی امامت کریں۔ پھر ہبۃ اللہ آگے کھڑے ہوئے اور آدمؑ پر نماز پڑھی۔ جبریلؑ ان کے پیچھے ملائکہ کے ایک گروہ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور تینست تکبیریں کہیں۔ پھر خدا نے جبریلؑ کو حکم دیا کہ پچیس تکبیریں فرزندِ آدمؑ کے لئے کم کر دو۔ لہذا آج ہم میں پانچ تکبیریں سنت ہیں۔ اور رسول اللہؐ نے اہل بدر پر سات اور نو تکبیریں بھی کہی ہیں۔ جب ہبۃ اللہ نے آدمؑ کو دفن کیا قابیل اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ہبۃ اللہ مجھے معلوم ہے کہ میرے باپ آدمؑ نے تم کو اس علم سے مخصوص کیا ہے جس سے مجھ کو محروم کر دیا تھا۔ اور وہ وہی علم ہے جس سے تمہارے بھائی ہابیل نے دعا کی تو اس کی قبر بانی قبول ہوئی۔ اور میں نے اس لئے اس کو مار ڈالا کہ اس کے لڑکے نہ پیدا ہوں جو میرے فرزندوں پر فخر کریں

اور نہ کہیں کہ ہم اُس کے فرزند ہیں جس کی قربانی قبول ہوئی اور تم اس کے فرزند ہو جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔ اور اگر تم مجھ پر وہ علم کچھ ظاہر نہ کرو گے جس سے تمہارے باپ نے تم کو مخصوص کیا ہے تو تم کو بھی مار ڈالوں گا جس طرح تمہارے بھائی ہابیل کو مار ڈالا پس ہبتہ اللہ اور اُن کے فرزند جو کچھ ان کے پاس علم و ایمان و اسم اکبر و میراث و علم و آثار علم پیغمبری سے تھا پوشیدہ رکھتے تھے یہاں تک کہ حضرت نوحؑ مبعوث ہوئے اور وصیت ہبتہ اللہ ظاہر ہوئی تو اس زمانہ کے لوگوں نے جب حضرت آدمؑ کی وصیت پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ ان کے باپ آدمؑ نے حضرت نوحؑ کے بارے میں خوشخبری دی ہے تو ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی و تصدیق کی۔ حضرت آدمؑ نے ہبتہ اللہ کو یہ بھی وصیت کی تھی کہ اس وصیت کو ہر سال کے شروع میں سب دیکھا کریں اور اس پر قائم رہنے کا عہد کرتے رہیں وہ دن ان کے لئے عید کا ہوگا۔ لہذا وہ لوگ اس وصیت کو دیکھا کرتے اور عہد کیا کرتے تھے۔ یہی سنت ہر پیغمبر کی وصیت میں حضرت محمدؐ کے مبعوث ہونے تک جاری رہی۔ اور نوحؑ کو لوگوں نے اسی علم کے ذریعہ سے پہچانا جو ان کے پاس تھا۔ یہی معنی ہیں اس آیت کے۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا تَاٰخِرًا بِآيٰتِنَا سُوْرَةً اٰمَنَّا بِهَا اور آدمؑ و نوحؑ کے درمیان کچھ پیغمبر ایسے گزرے ہیں جو اپنے کو پوشیدہ رکھتے تھے اسی سبب ان کا ذکر قرآن میں مخفی رکھا گیا ہے اور اُن کا نام نہیں لیا گیا۔ اور کچھ پیغمبر ایسے تھے جو اپنے کو ظاہر کرتے تھے اس لئے ان کا نام لیا گیا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:- وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلٰیكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلٰیكَ (آیت النساء: ۱۶) یعنی کچھ رسول ایسے ہیں جن کا قصہ ہم نے تم کو بتلایا ہے اور کچھ ایسے رسول ہیں جن کا قصہ ہم نے نہیں بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ جن کا نام نہیں لیا گیا وہ پوشیدہ رہے ہیں اور جن کا نام لیا گیا ہے وہ ظاہر بظاہر مبعوث تھے۔ عرض نوحؑ نے اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ کی ان کی پیغمبری میں کوئی شریک نہ تھا لیکن وہ مبعوث ہوئے تھے۔ اس گروہ پر جو تکذیب کرنے والے تھے انہوں نے ان پیغمبروں کی بھی تکذیب کی جو نوحؑ اور آدمؑ کے درمیان گزرے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ قوم نوحؑ نے خدا کے ان پیغمبروں کی تکذیب کی جو ان کے اور آدمؑ کے درمیان ہوئے۔ پھر جب نوحؑ کی پیغمبری ختم ہوئی اور اُن کا زمانہ تمام ہوا حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے نوح اب تم اسم بزرگ و میراث علم و آثار علم پیغمبری اپنے بعد اپنی ذریت میں سے سام کو سپرد کرو جس طرح ان چیزوں کو میں نے پیغمبروں کے خاندان سے منقطع نہیں کیا جو تمہارے اور آدمؑ کے درمیان ہوئے ہیں اور ہر گز زمین کو خالی نہیں چھوڑوں گا مگر یہ کہ اس میں کوئی عالم رہے گا

جس سے میرا دین و عبادت کا طریقہ لوگ سمجھیں جو اُن لوگوں کی نجات کا سبب ہوتا ہے جو ایک پیغمبر کی موت کے وقت سے دوسرے پیغمبر کے مبعوث ہونے تک پیدا ہوتے ہیں۔ سام کے بعد ہود علیہ السلام پیغمبر ہوئے۔ نوحؑ اور ہودؑ کے درمیان بعض مخفی پیغمبر تھے، اور بعض ظاہر بظاہر مبعوث تھے۔ اور نوحؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ ایک پیغمبر بھیجے گا جس کا نام ہودؑ ہو گا۔ وہ اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دے گا اور وہ اس کی تکذیب کرے گی تو خدا اس قوم کو ہلاک کرے گا۔ لہذا تم میں سے جو شخص اس کے زمانہ تک رہے بیشک اس پر ایمان لائے اور اس کی پیروی کرے۔ حق تعالیٰ اس کو عذاب سے نجات دے گا اور نوحؑ نے اپنے بیٹے سام کو حکم دیا کہ اس وصیت کو ہر سال کے آغاز میں جس روز کہ عید ہوتی ہے ملاحظہ کیا کریں اور اس پر قائم رہنے کا عہد کرتے رہیں۔ جب خدا نے حضرت ہودؑ کو مبعوث کیا لوگوں نے اُن کو اُسی خوشخبری کے مطابق پایا جو ان کے باپ نوحؑ نے کی تھی تو اُن پر ایمان لائے اور اُن کی تصدیق و پیروی کی اور عذاب خدا سے نجات پائی جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ **وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا** (آیت الاعران پ)، پھر فرماتا ہے۔ **كَذَّبَتْ عَادُ الْهُدٰى سَلِيْمًا** (آیت سورۃ الشعراء پ)، اور فرمایا ہے: **وَوَصٰى بِهَا اِبْرٰهٖمُ بَنِيْہٖ وَیَعْقُوْبُ** (آیت سورۃ بقرہ پ)، پھر فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اسحقؑ و یعقوبؑ (سے فرزند) عطا کیے اور ہر ایک کی ہدایت کی اور بعض کی پہلے ہدایت کی تاکہ پیغمبری کو ان کے اہلبیت میں قرار دیں تو پیغمبروں کی ذریت سے وہ لوگ مامور ہوئے جو ابراہیمؑ سے پیشتر تھے تاکہ حضرت ابراہیمؑ کے آنے کی ضروریں اور آنحضرتؐ کے بارہ میں عہد و وصیت کرتے رہیں اور ہودؑ اور ابراہیمؑ کے درمیان دس پشت کا فاصلہ تھا جو سب کے سب پیغمبر تھے۔ پس یہی سنت الہی تھی کہ ہر مشہور نبی و پیغمبر کے درمیان دس یا نو یا آٹھ پشت کا فاصلہ تھا جو سب کے سب پیغمبر ہوتے تھے اور ہر پیغمبر اپنے بعد کے پیغمبر کے مبعوث ہونے کی خبر اور اپنے اوصیاء کو اس وصیت پر عہد کرتے رہنے کا حکم دیا کرتا تھا جیسا کہ آدمؑ و نوحؑ و صالحؑ و شعیبؑ و ابراہیمؑ نے کیا یہاں تک کہ یہ سلسلہ یوسفؑ بن یعقوبؑ بن اسحقؑ بن ابراہیمؑ تک پہنچا، اور یوسفؑ کے بعد ان کے بھائی کے فرزندوں میں جاری ہوا جو اسباط تھے۔ ان سے حضرت موسیٰ بن عمرانؑ تک منتهی ہوا اور یوسفؑ اور موسیٰؑ کے درمیان دس پیغمبر گزرے پھر خداوند عالم نے اُن کو فرعون و ہامان اور قارون کی طرف بھیجا۔ اور حق تعالیٰ نے ہر امت کی طرف پے درپے پیغمبروں کو بھیجا اور لوگ تکذیب کرتے رہے خدا ان کو معذب کرتا رہا پھر بنی اسرائیل کا زمانہ آیا جنہوں نے ایک روز میں دو دو تین تین چار چار پیغمبروں کو قتل کیا

یہاں تک کہ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ ستر ستر پیغمبر مار ڈالے جاتے تھے اور وہ لوگ مطلق پرواہ نہ کرتے تھے۔ بازار صبح سے شام تک کھلے رہتے تھے۔ جب حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل ہوئی تو انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بشارت دی موسیٰؑ کے وصی یوشع بن نون اور ان کے وصی فتاح تھے جیسا کہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَّاہُ (آیت سورۃ کہف پ)، پس برابر پیغمبر ان خدا محمدؐ کے بارے میں بشارت دیتے رہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے یَحْدُثُ ذُنُہُ یعنی یہود و نصاریٰ صفت نام محمدؐ پاتے ہیں۔

مَکْنُوعًا عِنْدَہُمْ فِی التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِیلِ (آیت سورۃ الاعران پ)، ان کے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا موجود ہے جو ان کو نیکی کا حکم اور بدی کی ممانعت کرتی ہے۔ اور عیسیٰ بن مریمؑ کی زبانی حکایت کی ہے وَمُبَشِّرًا رَّبِّ سُلَیْمٰنَ مِنۡ بَعْدِہِی اِسْمَہٗ اَحْمَدُ (آیت سورۃ الصف پ)، انہوں نے اس رسولؐ کی بشارت دی جو ان کے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہو گا۔ غرض موسیٰؑ و عیسیٰؑ نے محمدؐ کے بارے میں خوشخبری دی صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین جیسا کہ بعض پیغمبروں نے بعض پیغمبروں کی بشارت دی تھی یہاں تک کہ یہ سلسلہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا۔ جب آنحضرتؐ کی پیغمبری کا زمانہ تمام ہوا اور آپؐ کی عمر آخر ہوئی حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے محمدؐ اب تم ان تمام تبرکات اسم کبر و میراث علم و آثار پیغمبری علی بن ابی طالب کو سپرد کرو دیکھو کہ میں ان چیزوں کو تمہارے بعد تمہارے فرزندان سے قطع نہ کروں گا جس طرح ان پیغمبروں کے خاندانوں سے قطع نہیں کیا جو تمہارے اور تمہارے باپ آدمؑ کے درمیان تھے۔ چنانچہ قرآن میں فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَاٰلَ اِبْرٰہِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ ذٰلِیْقَہٗ بَعْضُہُمَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ (آیت سورۃ آل عمران پ)، یعنی خدا نے آدمؑ و نوحؑ و آل ابراہیمؑ و آل عمرانؑ کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا اور ان میں سے بعض کی ذریت کو بعض پر فضیلت دی اور خدا سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور محمدؐ و آل محمدؐ آل ابراہیمؑ میں داخل ہیں۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ بیشک خدا نے علم کو جہل نہیں قرار دیا ہے یعنی علما کے معاملہ کو تاریکی میں نہیں چھوڑا ہے بلکہ ہر عالم اور ہر پیغمبر اور ہر امام پر نص فرمایا ہے اور مخلوق میں ان لوگوں کو پہنچنوا دیا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ خدا اس شخص کو خلق کے لئے مقرر فرمائے جس کی خلافت پر لوگ یقین نہیں کرتے اور جو احکام خدا اور خلق کی مصلحتوں سے واقف نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنے امردین کو کسی ملک مقرب اور کسی پیغمبر مرسل پر کبھی نہیں چھوڑا بلکہ وہ ملائکہ میں سے ایک رسولؐ کو ان باتوں کا حکم دیکر جنکو پسند کرتا ہے اور ان باتوں سے منع کر کے جنکو پسند نہیں کرتا اپنے پیغمبر کی طرف بھیجا گیا ہے اور اس پیغمبر کو اسی ملک کے ذریعہ سے علم گزشتہ اور آئندہ سے خبردار کرتا رہا ہے پس اس علم کو پیغمبر ان خدا

اور اس کے برگزیدہ لوگوں نے اپنے باپ دادا اور بھائیوں سے سیکھا جو برگزیدہ ذریت سے تھے جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن میں فرمایا ہے بہ تحقیق کہ ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت عطا کی اور بادشاہی بزرگ مرحمت فرمائی۔ کتاب سے مراد پیغمبری اور حکمت سے یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ حکیم اور دانا اور برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں اور پیغمبر ہیں اور سب کے سب اسی ذریت سے ہیں جن میں بعض کو بعض سے برگزیدہ کیا ہے اور جن میں حق تعالیٰ نے پیغمبری قرار دی ہے اور ان میں نیک عاقبت اور عہد کی حفاظت کرنے کو مقرر کر رکھا ہے یہاں تک کہ دنیا ختم ہو۔ پس وہ لوگ دانا اور دائی امر خدا اور علم خدا کے استنباط کرنے والے اور لوگوں کے ہدایت کرنے والے ہیں۔ یہ ہے اس فضیلت کا بیان جسے خدا نے پیغمبروں و رسولوں اور حکیموں اور پیشوایان ہدایت اور خلیفہ ہائے خدا میں جو اس کے دائی امر اور اس کے علم کے استخراج کرنے والے اور اہل آثار ہیں اس ذریت سے جو بعض سے بعض برگزیدہ لوگوں میں سے ہوئے ہیں۔ پیغمبروں کے بعد آل و برادران سے اور اس ذریت سے جن سے پیغمبروں کی خانہ آبادی تھی۔ پس جو شخص کہ ان کے علم و ہدایت کے ساتھ عمل کرتا ہے ان کی مدد سے نجات پاتا ہے۔ اور جو شخص کہ دایمان امر خلافت خدا اور اہل استنباط علم خدا کو پیغمبروں کے غیر برگزیدہ رشتہ داروں میں سے قرار دیتا ہے وہ علم خدا کی مخالفت کرتا ہے اور جاہلوں کو دائی امر خدا بناتا ہے۔ اور جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ خدا کی جانب سے ہدایت کے بغیر علم الہی کے جاننے والے ہیں اور اہل استخراج علم خدا ہیں۔ تو وہ لوگ خدا پر بھٹوٹ باندھتے ہیں اور وصیت و فرمانبرداری خدا سے پھر گئے ہیں انہوں نے فضل خدا کو اس مقام پر نہیں قرار دیا جس جگہ کہ خدا نے قرار دیا ہے پس وہ لوگ گمراہ ہیں اور اپنے پیروی کرنے والوں کو گمراہ کرتے ہیں قیامت میں ان کے لئے کوئی حجت نہ ہوگی اور سوائے آل ابراہیم کے کوئی حجت نہیں ہے۔ اس لئے کہ خدا نے فرمایا کہ فَقَدْ أَنْزَلْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ إِلَيْنَا الْكِتَابَ (آیت سورۃ نباہ) پس حجت پیغمبروں کی اور ان کے گھروالوں کی قیامت کے دن تک کیوں کہ کتاب خدا اس وصیت پر ناطق ہے۔ خدا نے خبر دی ہے کہ یہ خلافت کبریٰ فرزندان انبیاء اور گھروں کے چند رہنے والوں میں ہے جسکو حق تعالیٰ نے تمام لوگوں پر بلندی عطا فرمائی ہے۔ فِي بُيُوتِ آذَنَ اللَّهُ أَنْ تَرْفَعُوا يَدَكُمْ فِيهَا أَسْمُهُمْ (آیت سورۃ نور) آیہ نور کے بعد جو اہل بیت کی شان میں نازل ہوئی تھی اس آیت کو نازل کیا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اُن مکانوں میں جن میں کہ خدا نے اجازت دی ہے اور مقدر و مقرر فرمایا ہے کہ بلند کئے جائیں اور اس میں اس کا ذکر کیا جائے حضرت نے فرمایا کہ یہ مکانات ہمارے یا پیغمبروں اور رسولوں اور دانا لوگوں اور ہدایت کے پیشواؤں کے ہیں۔ یہی ہے ایمان کا سرا جس کو پکڑنے سے تم سے پہلے نجات پانے والوں نے نجات پائی ہے اور اسی سے وہ نجات پائے گا جو تمہارے

بعد ہدایت کی متابعت کرے بیشک خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ پہلے نوح کی ہم نے ہدایت کی اور اس کی ذریت سے داؤد و سلیمان و ایوب و یوسف و موسیٰ و ہارون کی۔ اور اسی طرح میں نیک بندوں کو زکریا و یحییٰ و عیسیٰ و الیاس کی خبر دیتا ہوں کہ ہر ایک ان میں شامل تھے اور اسمعیل و یسع و لوط بھی برگزیدہ تھے۔ اور ہم نے کل عالم پر ہر ایک کو اور ان کے باپ دادا اور ان کی ذریت کو اور ان کے بھائیوں کو فیضیت دی اور ان کو برگزیدہ کیا اور راہ راست کی ہدایت کی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنکو ہم نے کتاب و حکمت و پیغمبری عطا کی۔ اگر یہ گروہ ان لوگوں سے انکار کرے گا تو ہم نے ایک ایسی قوم کو ان کے ساتھ موکل کیا ہے جو ان کی منکر نہیں۔ حضرت نے فرمایا یعنی اگر امت کا فر ہو جائے گی تو ہم نے تیرے اہل بیت کو اس ایمان کے ساتھ موکل کیا ہے جس کے ساتھ تجھ کو (آراستہ کر کے) بھیجا ہے تو یہ لوگ ہرگز کافر نہ ہوں گے اور میں اُس ایمان کو ضائع نہ کروں گا جس سے تجھے آراستہ کر کے بھیجا ہے۔ اور تیرے اہل بیت کو تیرے بعد تیری امت میں راہ ہدایت کا مرکز اور تیرے بعد امر خلافت کا والی اور اپنے علم کا حامل قرار دیا ہے جن میں قطعی کوئی جھوٹ کوئی گناہ مکر فریب اور ریا نہیں ہے۔ اس بیان میں جو کچھ کہ خدا نے اس امت کے معاملہ کے متعلق ان کے پیغمبر کے بعد ظاہر فرمایا ہے کوئی ابہام نہیں ہے اس لیے کہ خدا نے اپنے پیغمبر کے اہلبیت کو مطہر و معصوم بنایا ہے اور ان کی محبت کو آنحضرت کی رسالت کا اجر قرار دیا ہے اور ان کے لیے ولایت و امامت جاری کی ہے اور ان کو آنحضرت کی امت میں آپ کے بعد اوصیاء و دوست اور امام بنایا ہے۔ پس لے گروہ مردم عبرت حاصل کرو۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اس پر غور کرو کہ حق تعالیٰ نے کہا اپنی امامت و طاعت و استنباط علم قرار دیا ہے پس اُس کو قبول کرو اور اس سے تمسک کرو تاکہ نجات پاؤ اور تمہارے لیے قیامت کے روز اس پر حجت ہو اور رستگاری حاصل کرو کیوں کہ یہ لوگ تمہارے اور خدا کے درمیان وسیلہ اور واسطہ ہیں۔ اور تمہاری ولایت خدا تک نہ پہنچے گی مگر ان ہی لوگوں کے ذریعہ سے۔ پس جو شخص اس پر عمل کرے گا خدا پر لازم ہے کہ اس کو دوست رکھے اور اس پر عذاب نہ کرے۔ اور جو شخص اس کے خلاف عمل کرے گا خدا پر لازم ہے کہ اس کو ذلیل اور معذب کرے۔ بیشک بعض پیغمبروں کی رسالت ایک گروہ سے مخصوص تھی اور بعض کی رسالت عام تھی۔ نوحؑ رُوسے زمین کے تمام باشندوں کی طرف بھیجے گئے ان کی پیغمبری عام تھی اور رسالت شامل۔ اور ہودؑ قوم عاد کی طرف مخصوص پیغمبری کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔ اور صالحؑ ثمود کی طرف جو ایک چھوٹے گاؤں کے باشندے تھے اور دہیا کے کنارے صرف چالیس گھروں کی آبادی تھی۔ اور شعیبؑ مدائن والوں پر مقرر ہوئے جو چالیس گھر بھی پورے نہ تھے۔ اور

ابراہیمؑ کی پیغمبری پہلے کو تار یا والوں کے لیے تھی جو عراق کے موصعوں میں سے ہے پھر اُس جگہ سے ہجرت کی۔ جنگ و جدل کے لیے ہجرت نہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے کہا: اِنِّیْ ذَا هَبَّ اِلٰی رَبِّیْ سَبِّحُہٗنَّ ۝ (آیت ۹۹ سورۃ الصفت پ)، یعنی میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں وہ جلد میری ہدایت کرے گا، پس ابراہیمؑ کی ہجرت بغیر جنگ کی تھی۔ اور اسحقؑ کی نبوت ابراہیمؑ کے بعد تھی۔ اور یعقوبؑ کی نبوت زمین کنعان کے لئے تھی۔ اس جگہ سے وہ مصر گئے اور وہیں عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی۔ آپ کی میت کنعان میں لا کر دفن کی گئی۔ اور جو خواب کہ حضرت یوسفؑ نے دیکھا کہ گیارہ ستاروں نے اور آفتاب و ماہتاب نے ان کو سجدہ کیا تو ابتدا میں آپ کی نبوت مصر والوں کے لیے تھی۔ اور آپ کے بعد بارہ نفر اسباط ہوئے۔ پھر خدا نے موسیٰؑ و ہارونؑ کو مصر کی طرف بھیجا۔ اور موسیٰؑ کے بعد یوشعؑ بن نونؑ کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا۔ ان کی پیغمبری پہلے اُس صحرا میں تھی جس میں اسرائیل سرگشتہ پھر اکیسے اس کے بعد بہت سے دوسرے پیغمبر ہوئے کہ جن میں سے بعض کا قصہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خدا نے ذکر فرمایا ہے اور بعض کا نہیں۔ پھر حق تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریمؑ کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا اور یس۔ آپ کی پیغمبری بیت المقدس کی طرف تھی۔ آپ کے بعد بارہ نفر حوارین ہوئے اور آپ کے بقیہ عزیزوں میں ہمیشہ ایمان پوشیدہ رہا۔ حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر جانے کے بعد حق تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جن وانس کی طرف بھیجا اور وہ آخری پیغمبر تھے ان کے بعد بارہ وصی مقرر فرمائے ہم نے بعض سے ملاقات کی، بعض گزر گئے اور بعض آئندہ ہوں گے۔ یہ ہے امر پیغمبری و رسالت۔ اور ہر پیغمبر جو کہ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے خاص ہوں یا عام ہر ایک کے وصی ہوئے ہیں اور سنت الہی جاری ہوئی ہے اور اوصیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہیں سنت اوصیائے عیسیٰؑ پر ہیں۔ اور حضرت امیر المومنینؑ حضرت مسیح علیہ السلام کی سنت پر تھنے۔ یہ ہے بیان پیغمبروں کے بعد اوصیاء کے بارے میں سنت الہی کا، صلوة اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔

بسنہ معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ میں سید اور بہترین پیغمبر ہوں اور میرا وصی سید و اشرف اوصیائے پیغمبران ہے اور میرے اوصیا بھی بہترین اوصیائے پیغمبران ہیں۔ بیشک حضرت آدمؑ نے خدا سے سوال کیا کہ ان کے لئے ثنائستہ وصی مقرر فرمائے تو حق تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی کہ میں نے پیغمبروں کو رسالت کے ساتھ گرامی کیا اور اپنی مخلوق کی آزمائش کی تو ان میں سے نیک لوگوں کو پیغمبروں کا وصی قرار دیا اے آدمؑ تم نیت کو وصیت کرو۔ وہ آدمؑ کے فرزند مہبتہ اللہ ہیں۔ حضرت آدمؑ نے

ان کو اپنا وصی قرار دیا۔ شیتؑ نے اپنے فرزند شہانؑ کو وصیت کی جو اس سحر یہ کے بطن سے تھے جس کو خدا نے بہشت سے بھیجا تھا اور آدمؑ نے اس کو شیتؑ سے نزوح فرمایا تھا۔ شہانؑ نے اپنے بیٹے محلثؑ کو وصیت کی اور محلثؑ نے محوقؑ کو اور محوقؑ نے عیشاؑ کو انہوں نے اخوئحؑ کو جو ادریسؑ ہیں۔ اور ادریسؑ نے ناخوڑؑ کو وصیت کی اور ناخوڑؑ نے وصیتوں کو حضرت نوحؑ کے سپرد کیا اور نوحؑ نے سامؑ کو وصیت کی اور سامؑ نے عثمؑ کو عثمؑ مرنے پر عیشا شامؑ کو اور برعیشا شامؑ نے یافثؑ کو یافثؑ نے برہؑ کو انہوں نے جفینہؑ کو وصیت کی اور جفینہؑ نے عمرانؑ کو اور عمرانؑ نے وصیتوں کو حضرت ابراہیمؑ کے سپرد کیا اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسمعیلؑ کو وصیت کی اور اسمعیلؑ نے اسحاقؑ کو اور اسحاقؑ نے یعقوبؑ کو اور یعقوبؑ نے یوسفؑ کو یوسفؑ نے بشریاءؑ کو بشریاءؑ نے شعیبؑ کو اور شعیبؑ نے وصیتوں کو موسیٰ بن عمرانؑ کے سپرد کیا اور موسیٰ بن عمرانؑ نے یوشعؑ بن نونؑ کو اور یوشعؑ نے داؤدؑ کو اور داؤدؑ نے سلیمانؑ کو اور سلیمانؑ نے آصفؑ بن برخیاؑ کو اور آصفؑ نے زکریاؑ کو زکریاؑ نے صایاؑ کو اور صایاؑ نے عیسیٰ بن مریمؑ کو وصیت کی اور عیسیٰ نے شمعونؑ کو اور شمعونؑ نے یحییٰ بن زکریاؑ کو یحییٰ نے منذرؑ کو انہوں نے سلیمہؑ کو سلیمہؑ نے برہہؑ کو وصیت کی۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ برہہؑ نے وصیتوں کو مجھے تفویض کیا۔ اور اے علیؑ میں تم کو سپرد کرتا ہوں۔ اور تم اپنے وصی کو تفویض کرو اور تمہارا وصی تمہارے ان وصیوں کو سپرد کرے گا جو تمہارے فرزندان میں سے ہر ایک کے بعد دوسرے ہوں گے یہاں تک کہ تمہارے بعد یہ سلسلہ بہترین اہل زمین تک پہنچے گا جو آخر ائمہ ہے۔ اور لوگ تمہارے بارے میں شدید اختلاف کریں گے۔ جو شخص میری امت میں سے تمہارے وصی ہونے کے اعتقاد پر قائم رہے گا ایسا ہے جیسے کہ میرے ساتھ قائم رہا۔ اور جو شخص کہ تم سے علیحدہ رہے گا اور تمہاری پیروی نہ کرے گا تو وہ آتش جہنم میں ہو گا اور وہ کافروں کی جگہ ہے۔

جاننا چاہیے کہ علمائے

امامیہ رضوان اللہ علیہم

فصل سوم عصمت انبیاء و ائمہ کا بیان

نے عصمت انبیاء و اوصیا و ائمہ پر اجماع کیا ہے اور اس پر کہ گناہان صغیرہ و کبیراں سے صادر نہیں ہوتے کسی طرح کے گناہ نہ سہو و نسیان کے طریقہ سے اور نہ تاویل میں خطا کی قسم سے اور نہ غلطی کی راہ سے۔ نہ پیغمبری سے قبل نہ بعد نہ طفلی میں نہ بزرگی میں۔ اور کسی نے اس بارے میں مخالفت نہیں کی ہے سوائے ابن بابویہ و ابوشیخ ابو محمد بن الحسین بن الولید رحمۃ اللہ علیہما کے کہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ پیغمبروں اور اماموں وغیرہ سے حق تعالیٰ مصلوٰۃ سہو کر دیتا ہے۔

تاکہ وہ چیز فراموش ہو جائے جو تبلیغ رسالت سے متعلق نہیں ہوتی اور توازن اور اجماع سے معلوم ہے کہ ان کی عصمت پر اعتقاد رکھنا ائمہ کا مذہب ہے بلکہ دین شیعہ کی ضروریات سے ہے۔ اور عقلی و نقلی بے شمار دلیلیں اس امر پر کتب کلامیہ میں قائم کی گئی ہیں۔ بہت سی حدیثیں ہر پیغمبر کے حالات میں کتاب امامت میں ذکر کی جائیں گی۔ بعض دلائل کے اشارے اس مقام پر اجمالاً ذکر کیے جاتے ہیں۔

اول یہ کہ جب ان کی بعثت سے یہ غرض ہے کہ لوگ ان کی اطاعت کریں اور جو کچھ وہ اوامر و نواہی خدا سے بیان کریں، اس کی تعمیل کریں۔ تو اگر خدا ان کو معصوم نہ رکھے تو ان کی بعثت کی غرض کے خلاف ہو گا۔ اور حکیم کے لیے جائز نہیں ہے کہ کوئی ایسا فعل کرے جو اس کی غرض کے موافق نہ ہو۔ اور غرض کے خلاف ہونا عادتہ ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے اور خود اس کے خلاف عمل کرتا ہے تو اس کا موعظہ لوگوں میں اثر نہیں کرتا بلکہ اگر کوئی گروہ منصب پیش نمازی و وعظ رکھتا ہو جس کی امامت عقلی و ریاست کبریٰ کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں ہے تو بعض صفات بلکہ کمزوریات صادر ہونے سے اکثر و بیشتر لوگ ان کی اقتدا کرنے اور ان کے موعظہ کے سننے کی طرف رغبت نہیں کرتے چہ جائیکہ تمام گناہان کبیرہ مثل زنا و لواطہ و شہرہ بخوارسی و قتل نفس وغیرہ وغیرہ ان سے ظہور میں آئیں۔ اور عامہ میں سے بعض وہ لوگ جنہوں نے انبیاء و اوصیاء سے صرف صفات کا ہونا تجویز کیا ہے تو ان میں سے بعض سات اور بعض آٹھ اور بعض دس میں کبار کو معدود جانتے ہیں۔ اس جماعت کے مذہب کی بنا پر بھی لازم آتا ہے کہ جو شخص کہ ترک نماز و روزہ کرے اور طرح طرح کے فواحش کو عمل میں لائے ہمیشہ گناہ سننے میں مشغول رہے اور لہو و لعب میں زندگی گزارے کیا قابلِ خلافت کبریٰ و ریاست دین و دنیا ہو گا۔ کسی عاقل کی عقل جو اپنے کو تعصب سے خالی رکھے اس کو تجویز نہیں کرے گی اور دوسری تفصیل کے ساتھ خرق کا قائل ہونا اجماع مرکب ہے۔

دوسرے یہ کہ پیغمبر سے اگر گناہ صادر ہو گا تو اجتماعِ ضدین لازم آئے گا یعنی اس کی متابعت بھی کرنا چاہیے اور مخالفت بھی متابعت اس لیے کہ واجب ہے کیوں کہ خدا نے فرمایا ہے کہ اے محمد کہہ دو کہ اگر خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو تاکہ خدا تم کو دوست رکھے اور جب ہمارے پیغمبر کے حق میں یہ بات ثابت ہوئی تو جمیع پیغمبروں کے

لے قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله رآیت آل عمران پ

حق میں ثابت ہو گئی کیوں کہ کوئی انبیاء میں تفریق کا قائل نہیں ہے۔ اور مخالفت اس لئے کہ گناہ میں گناہ گار کی پیروی حرام ہے۔

سوم یہ کہ اگر اس سے کوئی گناہ صادر ہو تو واجب ہوگا اس کا روکنا اور زبردستی بچ کرنا اور منع کرنا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے مطابق لازم ہوگا۔ لیکن پیغمبر کو کسی امر سے روکنا حرام ہے کیونکہ اس کی ایذا کا باعث ہوگا اور اس کی ایذا باجماع حرام ہے۔ اس آیت کی رو سے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ خدا و رسول کو آزار دیتے ہیں ان پر خدا نے دنیا و آخرت میں لعنت کی ہے۔

چہارم یہ کہ اگر پیغمبر گناہ پر اقدام کرے لازم آئے گا کہ اگر گواہی دے تو روکر دی جائے کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ فَمُبَيِّنًا فَلْيَبَيِّنُوْا (آیت سورۃ النور پ ۱۰) اگر کوئی بدکار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔ ایضاً مسلمانوں کا اجماع ہے کہ فاسق کی شہادت مقبول نہیں پس لازم آئے گا کہ اس کا حال اُمت کے ایک فرد سے بھی بہت تر ہو باوجود اس کے اس کی گواہی کو خدا کے دین میں قبول کرتے ہیں جو کہ اعظم امور ہے اور وہ خلق پر روز قیامت گواہ ہوگا جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے۔ لَتَكُوْنُوْا شٰهَدًا۟ عَلَی النَّاسِ كَيْكُوْنَ الرَّسُوْلُ مَعَكُمْ شٰهِيْدًا (آیت سورۃ بقرہ پ ۱۱) تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہوں۔

پنجم یہ کہ لازم آتا ہے کہ اس کا حال عاصیان اُمت سے بھی بدتر ہو اور اس کا درجہ ان سے بھی پست تر ہو کیوں کہ ان پیغمبروں کی زندگی نہایت بلند ہوتی ہے اور ان پر خدا کی نعمتیں بہ نسبت عوام کے زیادہ پوری ہوتی ہیں اس لیے کہ خدا نے ان کو لوگوں پر برگزیدہ کیا ہے اور ان کو خلق پر اپنی وحی کے ساتھ امین قرار دیا ہے اور زمین میں اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اس کے علاوہ اپنی نعمتوں سے ان کو ممتاز کیا ہے پس ان کا معاصی میں مبتلا ہونا اور اوامر و نواہی سے لذت فانی و دنیا کے لیے روگردانی کرنا تمام لوگوں کے گناہوں سے بدتر اور سخت تر ہے۔ اور کوئی عاقل یہ پسند نہ کرے گا کہ ان کا درجہ تمام لوگوں سے پست تر ہو۔

چھٹے یہ کہ لازم آتا ہے کہ مستحق لعنت و عذاب اور سزاوار سرزنش و طاعت ہوں اس لئے کہ خدا فرماتا ہے۔ مَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (تا آخر آیت سورۃ نسا پ ۱) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص خدا و رسول کی نافرمانی و معصیت کرے گا اور اس کی حدود سے گزرے گا تو خدا اُس کو جہنم کی آگ میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور وہ اس کے لئے ذلیل کرنا والا عذاب ہے۔

۱۔ مطلب یہ ہے کہ اگر انبیاء و اوصیاء و معاذ اللہ گناہ کریں تو خدا کی نافرمانی ہوگی اور جب خدا کی نافرمانی ہوگی، تو مستحق عذاب ٹھہریں گے۔ ۱۶ مترجم۔

پھر فرمایا کہ :- اَلَا كَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ (آیت سورۃ ہود پ)، اور پیغمبرانِ خدا کا ان امور کا مستحق ہونا بڑا ہمتہ اور اجماعِ مسلمانان کے ساتھ باطل ہے۔

مستحق یہ کہ وہ لوگ خلق کو خدا کی اطاعت کا حکم کرتے ہیں۔ اگر خود اطاعتِ خدا نہ کریں تو اس آیت کے حکم میں داخل ہوں گے اَتَا مُدْرُونَ النَّاسَ يَا لَيْتَ (آیت سورۃ بقرہ پ) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے نفسوں کو فراموش کرتے ہو حالانکہ کتابِ خدا کی تلاوت کرتے ہو تو کیا سمجھتے نہیں" اور اس آیت میں ان پیغمبروں کا داخل ہونا باجماع غلط ہے۔

ہشتم یہ کہ خدا نے شیطان سے فرمایا جب کہ اُس نے کہا کہ تیری عزت کی قسم سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔ تو اگر کوئی پیغمبر مصیبت کرے تو شیطان کے گمراہ کردہ لوگوں میں سے ہو گا مخلص بندوں میں سے نہ ہو گا۔ اور اس پر اجماع ہے کہ پیغمبر خدا کے مخلص بندے ہیں۔ علاوہ اس کے اور آیتیں بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔

نہم یہ کہ فرمایا ہے کہ عاصی ظالم ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَا يَتَّكِلُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ (آیت ۱۲ سورۃ بقرہ پ) یعنی میرا عہدِ امامت و پیغمبری ظالموں کو نہ پہنچے گا اور اس مدعا پر بہت دلیلیں ہیں کہ جن کے ذکر کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔ انشاء اللہ اُن میں سے بیشتر کتابِ امامت میں مذکور ہوں گی۔

بندِ معتبر منقول ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے مامون کے لیے شرائعِ دینِ امامیہ تحریر فرمائے تھے۔ اس میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ اُس شخص کی اطاعت بندوں پر واجب نہیں کرتا جو بہکاتا اور گمراہ کرتا ہے۔ اور اپنے بندوں میں سے اُس کو ہدایتِ خلق کے لیے نہیں اختیار کرتا جس کو جانتا ہے کہ وہ اس سے اور اس کی اطاعت سے انکار کرے گا۔ اور شیطان کی پیروی کرے گا اور اس کی اطاعت کو ترک کرے گا۔

معتبر سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے مکر مجلسِ مامون میں دلائل و براہین سے انبیاء کی عصمت ثابت کی اور علمائے مخالفین کو ساکت کیا۔ جیسا کہ متفرق طور پر اس کے بعد مذکور ہو گا۔

بندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے اصول و فروع میں سے شرائعِ دینِ اعمش سے بیان کیے جس میں یہ بھی فرمایا کہ پیغمبروں اور ان کے وصیوں سے گناہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ معصوم و مطہر ہیں۔ اور سلیم بن قیس کی کتاب میں مذکور ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اولوالامری کی اطاعت کا اس لیے حکم دیا ہے کہ

وہ گناہوں سے پاک و مطہر ہیں اور لوگوں کو گناہوں کا علم نہیں کرتے۔

بسنہ معتبر منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ نے قول خدا اَوَيِّنَالْظَّالِمِينَ (آیت سورۃ بقرہ) کی تفسیر میں فرمایا کہ احمق، متقی و پرہیزگاروں کا پیشوا نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ان معاملات میں جو تبلیغ رسالت سے متعلق ہیں انبیاء علیہم السلام سے سہو و نسیان نہیں ممکن ہے ان کے علاوہ عبادات اور تمام امور دنیویہ میں سہو و نسیان کا ہونا اکثر علمائے عامہ نے تجویز کیا ہے اور اکثر علمائے شیعہ نے اختلاف کیا ہے۔ اور اکثر علمائے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نوع سہو کی مخالفت پر بھی علمائے امامیہ کا اجماع ہے۔ اور ابن بابویہ اور ان کے شیخ کا اختلاف اجماع میں خلل انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ معروف النسب ہیں۔ اور بعض کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ اجماعی نہیں ہے۔ اور بہت سی حدیثیں جو ان کے سہو پر دلالت کرتی ہیں وارد ہوئی ہیں جو تبقیہ پر محمول کی گئی ہیں۔ اور بعض حدیثوں سے مستفاد ہوتا ہے کہ ان پر سہو و نسیان خطا و لغزش روا نہیں ہے۔ اور عقلی و نقلی دلیلیں اس بات پر قائم کی ہیں۔ سب سے بہتر دلیل یہ ہے کہ اگر انبیاء و ائمہ سے طبیعتوں کے نفرت کے قابل امور ظاہر ہوں گے تو یہ غرض بعثت کے خلاف ہے جیسا کہ ہم فرض کر لیں کہ کوئی پیغمبر سہو ا نماز کو ترک کرے اور رمضان میں روزہ رکھنا بھول جائے اور نبیذ کو فراہم کرے کہ یہ شراب ہے اور پی کر مست ہو بلکہ العیاذ باللہ اپنے محارم میں سے کسی کے ساتھ بھول کر جماع کرے تو ظاہر ہے کہ کسی سے ایسے افعال دیکھ کر کوئی شخص اس کے قول پر اعتماد و بھروسہ کم کرے گا۔ ایضاً لوگوں کی عادتیں معلوم ہیں کہ کسی سے متواتر سہو و نسیان مشاہدہ کر کے اس کے قول و خبر پر اعتماد نہیں کرتے مگر یہ کہ وہ لوگ جو سہو و نسیان پیغمبروں سے جائز سمجھتے ہیں دعویٰ کرتے ہیں کہ جب یہ امور اس حد تک پہنچ جائیں تو ہم سہو و نسیان تجویز نہیں کریں گے لیکن کوئی قول فرق میں نہیں ہے۔ ہر چند دلائل عصمت زیادہ قابل اعتبار اور اصول امامیہ میں سب پر فائق ہیں۔ اور مذاہب عامہ میں اس کے خلاف حدیثیں بہت ہیں۔ لیکن چونکہ مخالف روایتیں بہت ہیں لہذا اس باب میں توقف کرنا احتوط و اولیٰ ہو گا۔ اور انشاء اللہ اس مطلب کی تحقیق میں کچھ کتاب احوال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیان کیا جائے گا۔

فصل چہارم فضائل و مناقب انبیاء و اوصیاء علیہم السلام { بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے

اسے یعنی ان پر امام زمانہ کا حکم نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دونوں حضرات مشہور و معروف ہیں کوئی غیر معروف انسان اجماع کا مخالف ہوتا تو یہ شبہ ہونا ممکن تھا کہ شاید وہ امام عصر ہوں اور ان کی طرف سے یہ ہدایت ہو رہی ہو۔ ۱۷ (مترجم)

منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء سوتے ہیں ہمارے آنکھیں خواب میں ہوتی ہیں مگر ہمارے قلوب نہیں ہوتے۔ اور جس طرح ہم سامنے سے دیکھتے ہیں اسی طرح پشت کی جانب سے بھی دیکھتے ہیں۔

دوسری معتبر روایت میں حضرت موسیٰ بن جعفر سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر عاقل۔ اور بعض پیغمبروں سے بعض عقل میں زیادہ ہیں۔ اور جب تک خدا نے حضرت داؤد اور سلیمان کی عقلوں کو آزمائش لیا خلیفہ نہیں بنایا۔ سلیمان کو تیرہ سال کی عمر میں خلیفہ کیا چالیس سال ان کی پیغمبری اور بادشاہی کا زمانہ تھا۔ ذوالقرنین بارہ سال کی عمر میں بادشاہ ہوئے اور تیس برس بادشاہ رہے۔

بسنہ معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ مسجد سہلہ حضرت ادریس پیغمبر کا مکان ہے۔ جس میں وہ خیاطی کرتے تھے۔ اسی جگہ سے حضرت ابراہیمؑ میں کی جانب جنگ عمالقہ کے لیے گئے۔ اسی جگہ سے داؤد جنگ جالوت کے واسطے روانہ ہوئے۔ اس مسجد میں ایک سبز چھتر ہے جس پر ہر پیغمبر کی صورت بنی ہوئی ہے۔ اسی کے نیچے سے ہر پیغمبر کی مٹی لے گئی ہیں اور وہی محل نزول حضرت خضرؑ ہے۔

حدیث معتبر میں حضرت امیر سے منقول ہے کہ ستر پیغمبروں نے مسجد کوفہ میں نماز پڑھی ہے اور ان کے ستر اویس نے بھی جن میں سے ایک میں ہوں۔

بسنہ معتبر حضرت محمد باقر صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مسجد کوفہ میں ایک ہزار ستر پیغمبروں نے نماز پڑھی ہے اور اسی میں عصائے موسیٰ اور درخت کہہ و اور سلیمان کی انگوٹھی ہے۔ اور اسی میں سے تنور نوحؑ بوش میں آیا، اسی جگہ کشتی نوحؑ تیار کی گئی اور وہ بابل کی بہترین جگہ ہے اور وہاں پیغمبروں کی جماعت مدفون ہے۔

بسنہ معتبر منقول ہے کہ حضرت صادق صلوات اللہ علیہ سے لوگوں نے قول حق تعالیٰ یَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ (آیت سورۃ مومن پٹ) کی تفسیر دریافت کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے پیغمبران مرسل پاک چیزیں کھاؤ، فرمایا پاک چیزوں سے روزی حلال مراد ہے۔ دوسری معتبر روایت میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادقؑ کے سامنے دعا کی کہ خداوند! میں تجھ سے روزی طیب کا سوال کرتا ہوں۔ فرمایا افسوس کہ تو قوت پیغمبران کا طالب ہے۔ اس روزی کی خواہش کہ جس سے خدا تجھ پر روز قیامت عذاب نہ کرے۔ پھر اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

بسنہ معتبر منقول ہے کہ ابو سعید خدریؓ نے کہا کہ میں نے دیکھا اور سنا کہ رسول خدا حضرت امیر المومنین سے فرماتے تھے کہ اے علیؑ خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر اس کو تہا ری حجت و

ولایت کا حکم دیا خواہ وہ پسند کرے یا نہ کرے۔

دوسری حدیث معتبرہ منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں کے اجسام و قلوب کو طینتِ علیین سے خلق کیا اور مومنین کے دلوں کو بھی اسی مٹی سے پیدا کیا اور ان کے جسموں کو اسی مٹی سے بنایا جو اس سے پست تر تھی اس بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں۔

نیز بسند معتبرہ امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں کا مزاج سودائے صافی کے خلط سے بنایا ہے ۱۵

بسند معتبرہ حضرت صادق سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسول کو اس وقت رسول پر مبعوث کیا جبکہ خلقتِ خلّاق سے دو ہزار سال قبل آپ خود اور دوسرے تمام انبیاء عالم ارواح میں تھے اور آپ نے ان لوگوں کو توحید الہی، اس کی اطاعت اور اس کے احکام کی متابعت کی دعوت دی اور وعدہ فرمایا کہ جب وہ لوگ اس پر عمل کریں گے تو ان کے لئے بہشت ہوگی۔ اور وعید فرمائی کہ جو شخص مخالفت کرے گا یا انکار کرے گا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہوگی۔

بہت سی معتبرہ سندوں کے ساتھ حضرت صادق سے منقول ہے کہ لوگوں نے جناب رسول خدا سے پوچھا کہ کس سبب سے سب پیغمبروں پر آپ کو سبقت و فضیلت حاصل ہے حالانکہ آپ سب کے بعد مبعوث ہوئے۔ فرمایا اس سبب سے کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے اپنے رب کا اقرار کیا جس وقت کہ اس نے پیغمبروں سے عہد و پیمان لیا اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ کیا اور کہا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو میں نے سب سے پہلے بکلی کہا اور خدا کے سب اقرار کرنے والوں پر میں نے سبقت کی۔ اور بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے جو آئمہ مذکور ہوں گی کہ حق تعالیٰ نے عالم ارواح میں اپنی ربوبیت اور آنحضرت کی رسالت اور امیر المومنین و امّہ طاہرین کی امامت کا تمام پیغمبروں سے اقرار لیا اور ان سے کہا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ وَ مُحَمَّدٌ رَّبُّكُمْ وَ عَلِيُّ اِمَامُكُمْ وَ الْوَلِيُّ اَلْهَادِیُّ وَ اَلْیَسْتَكُم۔ سب نے کہا ہاں۔ اس کے بعد رسول خدا پر ایمان لانے اور حضرت امیر المومنین کی زمانہ رجعت میں مدد کرنے کا عہد لیا۔

بسند معتبرہ امّہ طاہرین سے منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو دنیا سے

پیغمبر اکرمؐ کے اوصیاء کی فضیلت

۱۵ مولف فرماتے ہیں کہ اس خلط کے غلبہ سے انتہائی فطانت و حذاقت و حافظہ ہوتا ہے لیکن ان ہی کے ساتھ بھی خیالات فاسدہ، بزدلی اور غیظ و غضب بھی ہوتے ہیں۔ لہذا حضرت نے اس خلط کو صافی سے متصف کر کے ان اخلاقِ ردیہ سے خالص کر دیا جو اس خلط والے پر غالب ہوتے ہیں۔ ۱۶ منہ۔

نہیں اٹھایا مگر اُس کو علم دیا کہ اپنے عزیزوں میں قریب ترین عزیز کو اپنا وصی مقرر کرے اور یہی حکم مجھ کو بھی دیا۔ میں نے پوچھا کہ کس کو معین کروں؟ وحی فرمائی کہ اپنے پسر عم علی بن ابی طالب کو جس کا نام میں نے گزشتہ کتابوں میں ظاہر کیا۔ اور لکھا ہے کہ وہ تمہارا وصی ہے اور اسی پر تمام خلائق سے اور اپنے رسولوں سے اقرار لیا ہے اور اُن سے اپنی وحدانیت تمہاری رسالت اور علی بن ابی طالب کی امامت و ولایت کا عہد لیا ہے۔

بسنده معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں کے لیے زراعت کرنا، اور گوسفند چرانا پسند کیا تاکہ باران آسمانی سے کراہت نہ رکھیں۔
دوسری حدیث معتبرہ میں فرمایا کہ خدا نے ہرگز کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کو گوسفند چرانے کی تکلیف دی ہے تاکہ اس کو تعلیم دے کہ کس طرح لوگوں کی رعایت کرنا چاہیے۔
اور اس ذریعہ سے ان کی عادت ڈالے تاکہ لوگوں کی بد اخلاقی کا وہ متحمل کر سکیں۔

دوسری معتبر روایت میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے کچھ پیغمبر ایسے تھے جو بھوک میں مبتلا ہوتے تھے اور اسی میں مرجاتے۔ اور کچھ پیاس میں مبتلا ہوتے تھے اور اسی میں مرجاتے تھے۔ اور کوئی عربانی میں مبتلا ہوتا یہاں تک کہ عربانی ہی میں مرجاتا۔ اور کوئی درندوں اور مرضوں میں مبتلا ہوتا اور اسی میں ہلاک ہوتا تھا۔ اور کوئی پیغمبر اپنی قوم کی طرف آتا اور اُن میں کھڑا ہوتا تھا اور حکم کرتا تھا عبادت خدا کا اور ان کو توحید خدا کی طرف بلاتا تھا حالانکہ ایک شب کا فوت اس کے پاس نہ ہوتا۔ پس لوگ اُس کو اتنی مہلت نہیں دیتے تھے کہ وہ اپنے کلام سے فارغ ہو جائے اور نہ اُس کی باتوں کو سنتے تھے اور اُس کو مار ڈالتے تھے۔ اور خدا بندوں کو اُن کی قدر و منزلت کے موافق جس قدر اس کے نزدیک ہوتی ہے مبتلا کرتا ہے۔

دوسری حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر خوش آواز۔
بسنده معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اپنے کو پاکیزہ و معطر رکھنا اور عورتوں سے کثرت کے ساتھ جماع کرنا اور بہت عورتیں رکھنا پیغمبروں کے اخلاق سے ہے۔
بسنده معتبر حضرت صادقؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ پیغمبروں کا آخر روز کا کھانا نماز شب کے بعد ہوتا ہے۔

بسنده صحیح حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر پیغمبر نے جو کھانے کی دعا کی ہے اور اس پر برکت بھیجی ہے۔ اور جس شکم میں جو داخل ہوتا ہے ہر درود کو دور کر دیتا ہے وہ پیغمبروں کی اور نیک بندوں کی غذا ہے۔ خداوند عالم نے پیغمبروں کے لیے سوائے جو کھانے کے کوئی اور غذا پسند نہیں فرمائی ہے۔

بسنہ معتبر بسیار حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ستو پیغمبروں کی غذا ہے یا مرسلوں کی غذا فرمایا۔

بسنہ حسن آنحضرت سے منقول ہے کہ گوشت دہی کے ساتھ پیغمبروں کا شوربا ہے اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ سرکہ زیت کے ساتھ پیغمبروں کی غذا ہے۔

بسنہ معتبر حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ سرکہ و زیت پیغمبروں کا سالن ہے۔

بسنہ معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ مسواک کرنا پیغمبروں کی سنت سے ہے۔ دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں کی روزی کو زراعت اور شریستان حیوانات میں قرار دیا ہے تاکہ بارش سے کراہت نہ کریں۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ ان میں عمدہ خوشبو ہوتی ہے۔

دوسری حدیث مؤثقہ میں فرمایا کہ بوئے خوش پیغمبران مرسل کی سنت سے ہے۔

بسنہ معتبر حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ شارب میں خوشبو اخلاقی پیغمبران سے ہے۔

بسنہ معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے تین چیزیں پیغمبروں کو عطا فرمائی ہیں۔ بوئے خوش، عورتوں سے جماع کرنا۔ اور مسواک کرنا۔

دوسری معتبر حدیث میں موسیٰ بن جعفر سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر اور وصی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہ سخی اور عطا کرنے والا ہوتا ہے۔

بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ مسجد خیف میں جو منیٰ میں واقع ہے سات سو پیغمبروں نے نماز پڑھی ہے اور بہ تحقیق کہ رکن حجر الاسود اور مقام ابراہیم کے درمیان کی زمین پیغمبروں کی قبروں سے پڑے اور قبر آدم حریم خدا میں ہے۔

بسنہ معتبر حضرت صادق سے مروی ہے کہ رکن یمانی اور حجر الاسود کے درمیان شتر پیغمبر مدفون ہیں جو جھوک اور پریشانی اور بد حالی کے سبب سے مرے تھے۔

دوسری معتبر حدیث میں وارد ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادق سے عرض کی کہ میں سینوں کی مسجد میں نماز پڑھنے سے کراہت رکھتا ہوں۔ فرمایا کہ کراہت نہ کر اس لئے کہ کسی مسجد کی بنا نہیں ہوئی ہے مگر کسی پیغمبر یا وصی پیغمبر کی قبر پر جو قتل کئے گئے ہیں۔ اور ان کے خون کے چند قطرے اس زمین کے ٹکڑے پر پہنچے ہیں۔ تو خدا نے چاہا کہ اس مقام پر اُسے لوگ یاد کریں۔ پس نماز فرضیہ و نافلہ و قضاے ہر نماز جو تجھ سے فوت ہوئی ہوں اس جگہ ادا کر۔

اخلاقی انبیاء

ہر جگہ کی پیغمبر کی قبر پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

حدیث حسن میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر صدق کفّار اور امانت دار یعنی احکام الہی کو ہر نیک و بد پر پہنچانے والا۔

ایک روایت میں مذکور ہے کہ جب حضرت زکریاؑ شہید ہوئے ملائکہ نازل ہوئے اور ان کو غسل دیا اور تین روز ان پر نماز پڑھی قبل اس کے کہ وہ دفن ہوں۔ اسی طرح تمام پیغمبر ہیں۔ اور ان کا جسم متغیر نہیں ہوتا اور زمین ان کو نہیں کھاتی اور ملائکہ ان پر تین روز نماز پڑھتے ہیں اس کے بعد ان کو دفن کرتے ہیں۔

چند حدیثوں میں حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ہمارے گوشت زمین پر حرام کیئے ہیں کہ ان میں سے کچھ بھی کھائے۔ اور سند صحیح کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کوئی پیغمبر یا وصی پیغمبر زمین میں تین روز سے زیادہ نہیں رہتا یہاں تک کہ اس کی ہڈیاں گوشت اور روح آسمان پر لے جاتے ہیں۔ اور زوراً صرف ان کی قبروں کے نشان تک جاتے ہیں لیکن مولانا خدا ان تمام لوگوں کے سلام پیغمبروں تک پہنچاتے ہیں جو قبر کے نزدیک یا دور رہ کر کرتے ہیں۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم کو شہائے جمہ میں ایک عجیب موقع اور ایک بڑا کام ہوتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیا؟ فرمایا کہ پیغمبرؑ خدا اور ان کے اوصیاء کی رُوحوں کو اور اس وصی کی رُوح کو جو قبر میں زندہ و موجود ہوتا ہے اجازت دی جاتی ہے تو یہ تمام رُوحیں آسمان پر جاتی ہیں اور عرش تک پہنچتی ہیں۔ پھر سات بار عرش کے گرد طواف کرتی ہیں۔ اور ہر قائمہ عرش کے پاس دو رکعت نماز پڑھتی ہیں پھر ان رُوحوں کو ان کے بدنوں میں واپس لاتے ہیں۔ اس شب کی صبح کو تمام پیغمبر اور اوصیاء بے انتہا مسرور ہوتے ہیں۔ اور اس وصی کے علم میں جو تم میں موجود ہے مزید علوم کی ترقی ہوتی ہے۔

دوسری حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری اور پیغمبروں اور وصیوں کی رُوحیں عرش کے نزدیک حاضر ہوتی ہیں۔ پس صبح کرتے ہیں اوصیاء اس حال میں کہ ان کے علم میں مزید ترقی ہوتی ہے۔

دوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ تین خصلتیں حق تعالیٰ نے سوائے پیغمبروں کے کسی کو نہیں عطا فرمائی ہیں۔ لیکن وہ ہماری اُمت کو بخشی ہیں۔ اول یہ کہ حق تعالیٰ جس پیغمبر کو بھیجتا تھا اس کو وحی کرتا تھا کہ اپنے دین میں کوشش کرو تم پر کوئی تنگی نہیں ہے۔ یہی خدا نے ہماری اُمت کو عطا کی ہے جس جگہ فرمایا ہے کہ خدا نے تم پر دین میں کوئی حرج یعنی تنگی نہیں رکھی ہے۔ دوسرے

لے مولف فرماتے ہیں کہ اس باب میں چند حدیثیں وارد ہوئی ہیں انکے کتاب امامت میں اس مسئلہ کی تحقیق کی جائے گی۔ ۱۲

یہ کہ ہر پیغمبر کو اجازت دی تھی کہ ہر وہ امر جو تم پر واقع ہو جس سے تم کو ہمت رکھتے ہو تو مجھ سے دُعا کرو تاکہ میں قبول کروں۔ یہی حکم ہماری اُمت کو بھی دیا ہے کہ مجھ سے دُعا کرو تاکہ میں مستجاب کروں۔ تیسرے یہ کہ ہر پیغمبر کو خدا نے اس کی قوم پر گواہ مقرر فرمایا اور ہماری اُمت کو خلق پر گواہ بنایا ہے۔ ارشاد ہے کہ ہمارا پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر گواہ ہے اور تم لوگوں پر گواہ ہو۔

حدیث معتبرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک یہودی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آنحضرتؐ پر نہایت سخت اور تند نگاہ ڈالی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے یہودی تو کیا حاجت رکھتا ہے۔ کہا تم بہتر ہو یا موسیٰ بن عمران علیہ السلام جنکو خدا نے توریت عطا فرمائی اور اُن سے گفتگو کی اور عصا ان کے لیے بھیجا اور دریا کو اُن کے لیے شکاف دیا اور ابراہیمؑ کے واسطے ساکنان بنایا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ پر کمرہ ہے کہ خود اپنی تعریف کرے لیکن مجھ پر لازم ہے کہ تجھ کو بتاؤں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے جب لغزش ہوئی تو اُن کی توبہ یہ تھی کہ خداوند سبحان محمدؐ و آل محمدؐ مجھے بخش دے تو خدا نے اُن کو بخش دیا۔ حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی میں سوار ہوئے اور اُن کو غرق ہونے کا خوف ہوا تو کہا خداوند سبحان محمدؐ و آل محمدؐ مجھے اس طوفان سے نجات دے۔ خدا نے اُن کو نجات دی۔ ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا تو انہوں نے عرض کی پروردگار سبحان محمدؐ و آل محمدؐ مجھے آگ سے نجات دے، حق تعالیٰ نے آگ کو اُن پر سرد اور باعث سلامتی قرار دی۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے عصا زمین پر ڈالا اپنے نفس میں ایک خوف پایا۔ کہا بار الہا سبحان محمدؐ و آل محمدؐ مجھ کو بے خوف کر دے۔ خدا نے فرمایا کہ ڈرو مت کہ تم بلند و بزرگ ہو۔ اے یہودی اگر موسیٰ علیہ السلام میرے زمانہ میں ہوتے اور مجھ پر اور میری پیغمبری پر ایمان نہ لاتے تو ان کی پیغمبری اُن کے لیے کچھ نفع بخش نہ ہوتی۔ اے یہودی میری ذریت سے مہدی ہے کہ جب ظاہر ہو گا تو حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ان کی مدد کے لیے نازل ہوں گے اور اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

بند ہائے صحیح حضرت امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو علم آدم علیہ السلام پر نازل ہوا وہ واپس نہیں گیا۔ اور کوئی عالم نہیں رہتا جس کا علم برطرف ہو جائے کیونکہ علم میراث میں پہنچتا ہے۔ اور زمین بغیر عالم کے قائم نہیں رہتی۔ اور ہر عالم کے مرجانے کے بعد ایک عالم ہوتا ہے جو اُسی قدر علم رکھتا ہے یا اس سے زیادہ۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہے کہ خدا کی کوئی حجت عالم دین کے ایسی زمین میں نہیں ہوتی کہ اُسکی اُمت کسی امر کی محتاج ہو اور وہ نہ جانتا ہو یا ان کی زبانوں میں سے کوئی زبان نہ جانتا ہو۔ بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ پیغمبروں اور ان کی اولاد کو وہی قتل کرتا ہے جو دل الزما ہوتا ہے۔

تمام انشاء پر محمدؐ و آل محمدؐ کی فضیلت۔

علم اوصیاء کا تذکرہ

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آدمی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں کہ وہ کسی پیغمبر یا امام کو قتل کرے یا کعبہ کو خراب کرے یا کسی عورت سے حرام کاری کرے۔
 بسند معتبر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں اور اُن کے وصیوں کو جمعہ کے روز خلق کیا اور اسی روز ان سے عہد لیا۔
 بسند معتبر امام محمد باقر سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں اور اماموں کو پانچ رُوحوں پر پیدا کیا ہے۔ ۱۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ جبریلؑ پیغمبروں پر نازل ہوتے تھے اور رُوح القدس اُن کے اور اُن کے وصیوں کے ساتھ ہوتی ہے اُن سے جدا نہیں ہوتی۔ اور اُن کو علم سکھاتی ہے اور خدا کی جانب سے دوست رکھتی ہے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس آیت وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ اُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ (آیت سورۃ واقفہ) کی تفسیر میں فرمایا کہ سابقون پیغمبرانِ خدا ہیں خواہ مرسل ہوں یا غیر مرسل اور رُوح القدس کے ذریعہ سے تائید یافتہ ہیں۔ ۲۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کے اسمائے اعظم تہتر حروف ہیں حق تعالیٰ نے پچیس حروف آدم کو عطا فرمائے اور پچیس نوح کو اور آٹھ ابراہیم کو دیئے اور چار موسیٰ علیہ السلام کو اور دو حروف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بخشے ان ہی دو حروف کے ذریعہ سے وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے، کور و مبروہ کو شفا بخشتے تھے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتر حروف عطا فرمائے اور ایک حرف کو خلق سے پوشیدہ کیا اور اپنے لیے مخصوص رکھا۔ اور دوسری روایت میں فرمایا کہ ابراہیم کو چھ حروف دیئے اور نوح کو آٹھ۔ ۳۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ آنحضرت سے منقول ہے کہ طینتین تین قسم کی ہیں طینت پیغمبران، طینت مومنین اور طینت ناصیین۔ جو دشمنانِ اہلبیت ہیں۔ مومنین بھی طینت انبیاء سے ہیں مگر انبیاء اُس کی اصل و برگزیدہ سے ہیں۔ ان کی شان و عزت بلند ہے۔ اور مومنین اس طینت کی فرع یعنی طینتِ لاؤب (چپکنے والی مٹی) سے ہیں۔ لہذا خدا نے تعالیٰ ان میں اور اُن کے شیعوں میں جدائی نہیں ڈالتا۔ اور طینتِ ناصبی اور دشمنِ اہلبیت لجن متغیر شدہ یعنی سیاہ اور بدبودار گندی اور خراب مٹی سے ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ مومنین پیغمبروں کی طینت سے ہیں۔
 بسند معتبر حضرت امام رضا سے منقول ہے کہ جب نوح علیہ السلام غرق ہونے کے قریب

۱۔ یہ حدیث صفحہ ۲۹ پر گزر چکی ہے تفصیل وہاں دیکھیے۔ ۱۷ منہ

پہنچے تو ہمارے حق کے ساتھ دعا کی خدا نے ان کو عرق ہونے سے بچا لیا۔ جب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا خدا سے ہمارے حق کے ساتھ دعا کی تو خدا نے ان پر آگ کو باعث سلامتی قرار دیا۔ جب موسیٰؑ نے عصا کو دریا پر مارا ہمارے حق کے ساتھ دعا کی تو خشک رہا۔ دریا کے اندر پیدا ہو گئیں۔ یہودیوں نے جب چاہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مار ڈالیں انہوں نے خدا سے ہمارے حق کے ذریعہ سے دعا کی تو خدا نے ان کو قتل سے نجات دی اور آسمان پر اٹھا لیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ ظاہر ہوں گے اور رایت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھولیں گے تو اس علم کے لیے نو ہزار تین سو تیرہ فرشتے آئیں گے۔ یہ وہی ملائکہ ہوں گے جو زوج علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں تھے، اور ابراہیمؑ کے ساتھ تھے جبکہ آپ کو آگ میں ڈالا، اور موسیٰؑ کے ساتھ تھے جبکہ دریا کو خشک فرما دیا، اور عیسیٰؑ کے ساتھ تھے جبکہ ان کو خدا آسمان پر لے گیا۔

نام انبیاء پر محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دوسری روایت میں تیرہ ہزار تین سو تیرہ ملائکہ کی تعداد وارد ہوئی ہے۔

معتبر سندوں کے ساتھ ائمہ علیہم السلام سے منقول ہے کہ پیغمبروں کی بلائیں تمام لوگوں سے شدید تر ہوتی ہیں ان کے بعد ان کے وصیوں کی اس کے بعد جو شخص کہ زیادہ نیک و بہتر ہوتا ہے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ قاصعہ میں جو آپ کے مشہور خطبوں میں سے ہے فرمایا ہے کہ حمد و ثنا اس خدا کے لیے مخصوص ہے جس نے عزت و کبریائی کا خلعت پہنا اور ان دونوں صفوں کو اپنے لیے مخصوص قرار دیا۔ اور ان کو اپنے جلال کے لیے اختیار کیا اور بندوں میں سے اس شخص پر لعنت کی جو ان اوصاف کو اختیار کرنے کی کوشش کرے۔ پس اپنے ملائکہ مقررین کا امتحان لیا تاکہ ان میں سے متواضع اور متکبر نمایاں ہو جائیں۔ پس فرمایا، باوجودیکہ جو کچھ دلوں میں پوشیدہ اور غیب کے حجابوں میں مخفی تھا سب کو جانتا تھا اس نے فرمایا کہ میں ایک بشر کو مٹی سے خلق کرنے والا ہوں۔ جس وقت اس کو درست کر کے اپنی روح اس میں پھونک دوں تو اے فرشتو تم سب سجدے میں گر پڑنا۔ تمام ملائکہ نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ جس نے اپنی خلقت کے ساتھ آدم علیہ السلام پر فخر کیا اور اپنی پیدائش کے ساتھ آدمؑ سے تعصب کیا اور خدا کی قسم وہ متعصبوں کا امام شمار کیا گیا اور متکبروں کا پیشوا ہو گیا۔ اسی نے عصیت کی بنیاد قائم کی اور روئے جسروت و بزرگی میں خدا سے منازعت کی اور لباس غرور و سرکشی پہنا۔ اور انکساری و عاجزی کی چادر کو چاک کیا۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ خدا نے کس طرح اس کو ذلیل و حقیر کیا اور کس درجہ اس کی بلندی سے اس کو پست کیا اور اس کے لیے آخرت میں روشن آگ کو مہتیا کیا۔ اگر حق تعالیٰ آدمؑ کو اس نور سے خلق کرنا چاہتا جو آنکھوں کو خیرہ کرتا ہے اور جس کا بہترین منظر

جناب امیر المومنین علیہ السلام

عز و کبر کی مانند

عقلوں کو حیران کرتا ہے اور اُس خوشبودار چیز سے خلق کرنا چاہتا جس کی خوشبو نفسوں کو کپڑ لیتی ہے تو گردنیں اُن کے لئے لاجالہ خم اور ذلیل ہوتیں اور پھر اُس وقت ابتلا و امتحان ملائکہ سبک ہوتا۔ لیکن خلاقِ عالم بندوں کا بعض اس چیز کے ذریعہ سے امتحان لیتا ہے جس کی اصل کو وہ نہیں جانتے اور ان سے غرور و تکبر کو علیحدہ کرتا اور فخر و نازش کو دور کرتا ہے۔ لہذا اے گروہِ مردم عبرت حاصل کرو اُس سے جو کہ خدا نے ابلیس کے ساتھ کیا کہ اس کے طول و طویل عمل کو باطل اور جہط فرمایا اور اس کی کوششوں کو جن میں بے انتہا محنت کی تھی ضیاع و برباد کیا۔ اور بے شک اُس نے خدا کی عبادت چھ ہزار سال تک کی تھی جس کو لوگ نہیں جانتے ہیں کہ سا لہائے دنیا سے ہے یا آخرت سے، اور نہیں سمجھ سکتے اس کی ایک ساعت کی بزرگی کو۔ پس کون ہے شیطان کے بعد خدا جل شانہ کے نزدیک جو اس کی طرح غرور کرے گا اور سالم رہے گا۔ کیا ممکن ہے کہ خدا کسی انسان کو ایسے عمل سے داخل بہشت کرے جس کے کرنے سے اُس کو بہشت سے نکال دیا ہو جو ملائکہ کے جنس سے معلوم ہوتا تھا اور اُن میں رہتا تھا۔ بیشک خدا کا حکم آسمان و زمین میں یکساں ہے اور خدا کسی کے ساتھ بے جا مروت نہیں کرتا۔ اس کے بعد بہت سی باتیں شیطان کے فریب اور تکبر و تجبر کی مذمت میں بیان کر کے فرمایا کہ اے لوگو اس شخص کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنے ماں جانے بھائی پر فخر کیا بغیر اس کے کہ خدا نے اسے کوئی فضیلت بخشی ہو اور عداوت و حسد کے سبب سے اس کے دل میں آگ روشن تھی۔ شیطان نے ریا و تکبر اس کی ناک میں دم کر دیا تھا یعنی قابیل جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔ حق تعالیٰ نے ابدی پشیمانی اس کے لئے مقرر کی اور اس پر قیامت تک کے قاتلوں کا گناہ لازم کیا۔ پھر موعظہ بسیار کے بعد فرمایا کہ اگر خدا کسی کو غرور و تکبر کی اجازت دیتا تو بیشک اپنے مخصوص پیغمبروں کو اجازت دیتا لیکن خدا نے ان کے لئے تواضع و انکساری کو پسند فرمایا ہے۔ اسی لئے وہ اپنے چہروں کو خاک پر ملا کیئے اور مومنین کے لئے اپنے بازوؤں کو رجم و کرم کے ساتھ جھکاتے رہے اُن کو لوگوں نے زمین میں کمزور کر دیا تھا خدا نے ان کے لئے بھوک کو اختیار کیا تھا اور سختی کے ذریعہ سے اُن کو آزمایا تھا اور اُن کا خوف کے ذریعہ سے امتحان لیا تھا اور ان کو مکروہات میں مبتلا کیا تھا۔ بیشک وہ اپنے سرکش بندوں کا امتحان اپنے دوستوں کے ذریعہ سے لیتا ہے جو ان کی نظروں میں ضعیف و کمزور معلوم ہوتے ہیں۔ بیشک موسیٰ بن عمران اپنے بھائی ہارون کے ساتھ فرعون کے پاس گئے وہ بالوں کے کپڑے پہنے ہوئے اور ہاتھوں میں عصا لیئے تھے۔ اس سے فرمایا کہ اگر مسلمان ہو جائے گا تو اس کا ملک باقی رہے گا۔ فرعون نے لوگوں سے کہا کہ کیا تم کو ان دونوں شخصوں پر تعجب نہیں آتا جو میرے لئے عزت و ملک کے ہمیشہ قائم و باقی رکھنے کی شرط کرتے ہیں حالانکہ خود

اس ذلت و خواری کی حالت میں ہیں جیسا کہ تم لوگ دیکھتے ہو۔ کیوں نہ ان کو سونے کے خزانے مل گئے کیونکہ سیم و زر کا جمع کرنا ان کی نگاہوں میں بہت بہتر تھا۔ وہ اونی کپڑا اور اس کا پہننا ان کو حقیر معلوم ہوتا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر خدا چاہتا کہ اپنے پیغمبروں کو سونے کے خزانے عطا فرمائے ان کے لئے معاون اور باغات اور مزارع آسمان اور وحشیان زمین کو جمع کرے تو بیشک کر سکتا تھا۔ لیکن اگر ایسا کرتا تو امتحان ساقط ہوتا اور جزا باطل ہو جاتی، اور شر و نشر اور عذاب و ثواب کی خبریں بے فائدہ ہوتیں۔ پھر یقیناً ان پیغمبروں کا کوئی قول قبول کرنے والوں پر واجب نہ قرار پاتا اور نہ ابتلا و امتحان میں قبول حق کرنے والوں کے لئے کوئی اجر واجب ہوتا۔ پھر مومنین اور نیکوکار ثواب کے مستحق نہ ہوتے اور مومن و کافر قلبی اور صالح و فاسق واقعی معلوم نہ ہوتے۔ لیکن حق تعالیٰ نے پیغمبروں کو ان کی قوم میں صاحبانِ قوت بنایا ہے۔ لیکن بظاہر وہ کمزور معلوم ہوتے ہیں اس قناعت و استغناء کے سبب سے جو دلوں اور آنکھوں پر چھا جاتی ہے۔ اگر پیغمبرانِ خدا بظاہر طاقتور مبعوث کیے جاتے جس سے کوئی شخص ان کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکتا اور اس طاقت کے ساتھ بھیجے جاتے جس کے باعث کوئی ان پر ظلم نہ کر سکتا اور اس بادشاہی کے ساتھ آتے جس کی طرف لوگوں کی گردنیں کھنچی ہوئی ہوتیں اور ان سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے لوگ اطرافِ عالم سے بخوشی آتے تو یقیناً پیغمبروں کے اعتبار میں لوگوں کو آسانی ہوتی اور تکبر و غرور ان سے بہت دور ہو جاتا، تو بیشک لوگ ان کی قوت کے خوف سے ایمان لاتے یا پیغمبر کی بادشاہی اور ثروت کو دیکھ کر لالچ کے سبب سے ایمان لاتے اس صورت میں نیتوں میں تمیز نہ ہو سکتی کہ کون خدا پر ایمان لایا ہے اور کون دنیا کے لئے۔ کس نے آخرت کے لئے اعمالِ خیر کیے اور کس نے دنیا کے لئے۔ اور مومن و منافق پہچانے نہیں جاسکتے تھے۔ لیکن خداوندِ عالم نے چاہا کہ اس کے رسولوں کی متابعت کرنا اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرنا اور اس کی ذاتِ اقدس کے نزدیک خشوع اور امیروں کے لئے ذلیل ہونا اور اس کے لئے فرمانبرداری کرنا ایسے چند امور ہوں جو اس سے مخصوص ہوں جس میں دوسروں کا شائبہ نہ ہو۔ ہر چند امتحان و ابتلا عظیم تر ہوں لیکن ثواب و جزا بھی بہت زیادہ ہو لے

لے مولف فرماتے ہیں کہ خطبہ بہت طویل ہے موقع کی مناسبت سے اتنے ہی پر اکتفا کی گئی۔ ۱۲۔ منہ

باب دوم

حضرت آدم و حوا کی فضیلت اُن کی وجہ تسمیہ اور خلقت کا تذکرہ

فصل اول { حضرت آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام کی فضیلت اور اُن کی وجہ تسمیہ اور خلقت کی ابتدا اور ان کے بعض حالات کا بیان -

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آدم کا نام "آدم" اس لئے ہوا کہ وہ اِدیم ارض یعنی روئے زمین سے خلق ہوئے ہیں اور حوا کو اس لئے "حوا" کہتے ہیں کہ استخوان وندہ حوا یعنی دیر روح سے جو کہ آدم ہیں، پیدا ہوئیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے اِدیم ارض زمین چہارم ہے۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ عبد اللہ بن سلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کیوں آدم کا نام آدم ہوا؟ فرمایا اس لئے کہ روئے زمین کی خاک سے پیدا ہوئے۔ پوچھا کہ آدم ہر ایک مقام کی خاک سے خلق کئے گئے یا صرف ایک جگہ کی خاک سے؟ فرمایا کہ اگر ایک جگہ کی خاک سے پیدا ہوتے تو لوگ ایک دوسرے کو نہ پہچانتے۔ اور سب کے سب ایک شکل و صورت کے ہوتے۔ پوچھا کہ اُن کا دنیا میں کون مثل و مانند ہے؟ فرمایا کہ خاک ان کی مثل ہے کیونکہ خاک میں سفید و سرخ و سبز و گلابی و نیلا رنگ ہوتا ہے۔ اس میں شیریں و شور، ہموار و ناہموار، سخت و نرم زمین ہوتی ہے۔ اسی سبب سے لوگوں میں نرم و سخت، سرخ و سیاہ، زرد و گلابی خاک کے رنگوں پر ہوتے ہیں۔ پوچھا کہ حوا آدم سے پیدا ہوئیں یا حوا سے آدم؟ فرمایا بلکہ حوا کو آدم سے خلق کیا ہے۔ اور اگر حوا سے آدم خلق ہوئے ہوتے تو طلاق وینا عورتوں کے اختیار میں ہوتا۔ پوچھا کہ حوا آدم کے کل جسم سے پیدا ہوئیں یا بعض سے؟ فرمایا کہ بعض حصہ جسم سے۔ اگر کل جسم سے خلق ہوتیں تو قصاص میں مردوں اور عورتوں کا حکم یکساں ہوتا۔ پوچھا کہ آدم کے ظاہر حصہ جسم سے پیدا ہوئیں یا باطن سے؟ فرمایا باطن سے۔ اگر ظاہر جسم سے پیدا ہوتیں تو بیشک بے پردہ کھومتیں۔ جیسے مرد بچہ کرتے ہیں لہذا مردوں پر لازم ہے کہ اپنی عورتوں کو پردہ میں رکھیں۔ پوچھا کہ آدم کی داہنی جانب سے پیدا ہوئیں یا بائیں جانب سے؟ فرمایا کہ بائیں طرف سے اگر داہنی جانب سے پیدا ہوئی ہوتیں تو مرد و زن میراث میں برابر ہوتے۔ چونکہ بائیں جانب سے پیدا ہوئی ہیں اس لئے میراث میں عورتوں کا ایک حصہ اور

مردوں کا دو حصہ ہوتا ہے۔ اور دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے۔ پوچھا کہ ان کے کس حصہ جسم سے پیدا ہوئیں؟ فرمایا کہ اُس مٹی سے جو کہ اُن کے دندہائے پہلوئے چپ سے باقی بچی تھی۔
 بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عورت کو اس لئے مرأۃ کہتے ہیں کہ مر یعنی مرد سے خلق ہوئی ہے کیوں کہ حوا آدمؑ سے خلق ہوئیں۔ اور دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ عورتوں کو اس وجہ سے نساء کہتے ہیں کہ آدمؑ کو حوا کے بغیر کسی چیز سے کوئی انس نہ تھا۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو کل روئے زمین سے خلق کیا۔ پس بعض زمین کھاری اور بعض نمکین اور بعض بہتر و عمدہ تھی۔ اس سبب سے آدمؑ علیہ السلام کی ذریت میں نیک و بد پیدا ہوئے۔

بسند موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے جبریلؑ کو زمین پر بھیجا کہ ایک قبضہ خاک لائیں جس سے آدمؑ کو بنانا چاہتا تھا تو زمین نے کہا کہ میں خدا کی پناہ مانگتی ہوں اس سے کہ تم میری خاک سے کچھ بھی اٹھاؤ۔ جبریلؑ واپس گئے اور عرض کی خداوند زمین تیری پناہ مانگتی ہے۔ پھر خدا نے اسرافیلؑ کو بھیجا اور ان کو اختیار دے دیا۔ زمین نے بدستور خدا کی پناہ چاہی۔ وہ بھی زمین کے استغاثہ سے واپس گئے۔ پھر میکائیلؑ کو بھیجا اور ان کو بھی مختار بنایا۔ وہ بھی زمین کے استغاثہ سے واپس گئے۔ پھر ملک الموت کو آخری حکم کے ساتھ بھیجا تا کہ ایک قبضہ خاک لے آئیں، زمین اُن سے بھی پناہ خدا کی طالب ہوئی۔ ملک الموت نے کہا میں بھی خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے بغیر قبضہ خاک لئے واپس جاؤں۔ عرض تمام روئے زمین سے ایک مٹھی خاک لی۔

بسند صحیح آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ ملائکہ حضرت آدمؑ کے جسم کی طرف جن کو گل (گیلی مٹی) سے بنایا تھا اور جو بہشت میں پڑا تھا گزرتے تھے تو کہتے تھے کہ تجھ کو امر عظیم کے لئے خلق کیا ہے اور شیطان ملعون آنحضرتؐ علیہ السلام کے جسم کی طرف سے گزرتا تو ٹھکراتا اور کہتا تھا کہ تجھ کو امر بزرگ کے لئے بنایا ہے۔

بسند معتبر معقول ہے کہ امام زاہد عبد العظیم نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کس سبب سے انسان کے غلط و فضیلت میں بدلو ہوتی ہے آنحضرتؐ نے جواب میں لکھا کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو خلق فرمایا ان کا جسم پاک تھا اور چالیس سال پڑا تھا ملائکہ ان پر گزرتے تو کہتے تھے کہ تجھ کو امر عظیم کے لئے پیدا کیا ہے اور شیطان ان کے منہ میں سے داخل ہو کر دوسری جانب سے نکل جاتا تھا۔ اسی سبب سے جو کچھ فرزند آدمؑ کے شکم میں ہوتا ہے خبیث و بدبودار اور ناپاک ہوتا ہے۔

عبد العظیم

دوسری روایت میں حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جمع کے روز خلق کیا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے حدیث صحیحہ میں منقول ہے کہ جب روح آدمؑ کو آپ کے جسم میں داخل ہونے کا حکم ہوا تو روح نے کراہت کی۔ خدا نے فرمایا کہ کراہت کے ساتھ داخل ہو گی اور جسم سے نکلے گی بھی تو کراہت سے۔

بسنید معتبر منقول ہے کہ ابو بصیر نے ان ہی حضرت سے سوال کیا کہ کس سبب سے حق تعالیٰ نے آدمؑ کو بغیر ماں باپ کے اور حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے اور تمام انسانوں کو ماں باپ دونوں سے خلق کیا؟ فرمایا تاکہ لوگ اس کے کمال قدرت کو سمجھیں کہ وہ مخلوق کو مادہ سے بغیر نر کے اور اسی طرح بے نر و مادہ کے بھی خلق کرنے پر قادر ہے، اور یہ جانیں کہ خدا خالق ہے تمام مخلوق کا اور ہر چیز پر قادر ہے۔ دوسری حدیث معتبرہ میں فرمایا کہ جب خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اُن کے جسم میں روح پھونکی تو قبل اس کے کہ روح تمام جسم میں پہنچے اور دوسری روایت کے بموجب جب روح اُن کے زانو تک پہنچی، حضرت آدمؑ نے جست کی تاکہ اُٹھ کھڑے ہوں لیکن نہ ہوسکا اور گر پڑے۔ پس حق تعالیٰ نے فرمایا: خَلِقَ الْاِنْسَانَ عَجُولًا۔

کتب معتبرہ میں سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو خلق کیا سب سے پہلے جو چیز بنائی وہ اُن کی آنکھیں تھیں۔ تو وہ اپنے بدن کو دیکھتے تھے کہ کس طرح مخلوق ہوتا ہے۔ جب ختم کے قریب پہنچا اور ابھی اُن کے پیروں کی تکمیل نہیں ہوئی تھی، تو چاہا کہ کھڑے ہو جائیں لیکن نہ ہوسکے۔ اسی لیے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ: خَلِقَ الْاِنْسَانَ عَجُولًا۔ جب روح اُن کے تمام بدن میں پھونکی جا چکی، اُسی وقت ایک خوشہ انگور لے کر تناول کیا۔

حدیث معتبرہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصلی باپ تین طرح کے ہیں۔ آدمؑ جن سے مومن پیدا ہوتے ہیں، جان جن سے جنوں کی خلقت ہوتی ہے اور شیطان جس سے کافر پیدا ہوتے ہیں۔ اور اولاد شیطان میں حمل نہیں ہوتا بلکہ انڈے دیتے ہیں اور چونے نکالتے ہیں اور اُن کی اولاد سب کی سب نر ہوتی ہے اُن میں مادہ نہیں ہوتی۔

بسنید معتبرہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ ایک مخلوق اپنے دمت قدرت سے پیدا کرے اور یہ جن و انس کے سات ہزار سال بعد تھا جو زمین میں تھے۔ اور چاہا کہ حضرت آدمؑ کو خلق فرمائے تو آسمان کے طبقات کو کھولا اور ملائکہ سے کہا کہ اہل زمین

کی طرف دیکھو اور میری مخلوقات میں جن و انس پر نظر کرو۔ جب ملائکہ نے ان کے گناہوں کے اعمال قبیحہ کو دیکھا کہ زمین میں ناحق خونریزی اور فساد کرتے ہیں تو ان کو یہ امر عظیم معلوم ہوا اور اہل زمین پر بے انتہا غصہ آیا کہ ضبط نہ کر سکے۔ تو عرض کی اے ہمارے پالنے والے! تو غالب، قادر، قہار، قاهر اور عظیم الشان ہے اور یہ تیرے پیدا کئے ہوئے ضعیف و ذلیل ہیں اور تیرے قبضہ قدرت میں ہیں، اور تیرے رزق کے سبب سے عیش کرتے ہیں اور تیری عافیت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ اور ایسے گناہان عظیم کے ساتھ تیری نافرمانی کرتے ہیں اور تجھ کو غصہ نہیں آتا اور تو ان پر غضبناک نہیں ہوتا اور ان سے اپنا انتقام نہیں لیتا۔ یہ امر ہم کو عظیم معلوم ہوتا ہے اور تیرے حق میں ان کی یہ جسارت بہت بڑی نظر آتی ہے۔ جب حق تعالیٰ نے ملائکہ سے یہ باتیں سنیں تو فرمایا کہ میں زمین میں اپنا ایک جانشین بنانے والا ہوں جو میری خلق پر میری حجت ہو۔ ملائکہ نے کہا ہم تجھ کو تمام عیبوں سے پاک سمجھتے ہیں۔ کیا زمین میں ایسے گروہ کو پیدا کرے گا جو فساد و خون ریزی کریں جس طرح کہ فرزندانِ جات نے فساد اور خون ریزی کی اور ایک دوسرے پر حسد کریں اور آپس میں بغض و عداوت رکھیں۔ لہذا ہم میں سے اپنا خلیفہ قرار دے۔ ہم نہ حسد و عداوت کریں گے نہ خونریزی و فساد۔ بلکہ تیری تسبیح و تحمید کرتے رہیں گے، تجھ کو پاک و منزہ سمجھتے رہیں گے۔ تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک مخلوق اپنے دست قدرت سے بناؤں اور اس کی ذریت سے پیغمبروں اور رسولوں اور اپنے شاہد بندوں اور ہدایت یافتہ اماموں کو پیدا کروں اور اپنی خلق پر زمین میں ان کو اپنا خلیفہ قرار دوں تاکہ یہ لوگ میری معصیت سے لوگوں کو منع کریں اور میرے عذاب سے ڈرائیں اور میری عبادت کی طرف ان کی ہدایت کریں اور ان کو میری پسندیدہ راہ کی طرف لے چلیں۔ اور اپنی مخلوق پر ان کو حجت قرار دوں اور انس کو زمین سے برطرف کر کے ان سے زمین کو پاک کر دوں اور گنہگار اور سرکش جنوں کو خلق کی ہمسائیگی اور اپنی بزرگی سے علیحدہ کر کے ہوا پر ساکن کروں اور اطراف زمین میں ان کو رکھوں جہاں میری مخلوق کی نسل کے ہمسایہ نہ ہوں اور جنوں اور اپنی مخلوق کی نسل میں ایک حجاب قرار دوں تاکہ میری مخلوق کی نسل جنوں کو نہ دیکھے اور نہ ان کے ساتھ ہمنشینی و میل جول کرے۔ پھر میری برگزیدہ مخلوق کی نسل سے جو لوگ میری نافرمانی کریں گے ان کو عاصیوں کے مسکن میں یعنی جہنم میں ڈال دوں گا۔ اور پرواہ نہیں کروں گا۔ ملائکہ نے کہا اے ہمارے پالنے والے جو چاہے کر۔ اور ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے ہم کو بتلادیا ہے تو ہی حکیم و دانایا ہے۔ حق تعالیٰ نے ان کو اس جرات پر عرش سے پانچ سو سال کی راہ پر

ملائے گا۔ ملائکہ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک مخلوق اپنے دست قدرت سے بناؤں اور اس کی ذریت سے پیغمبروں اور رسولوں اور اپنے شاہد بندوں اور ہدایت یافتہ اماموں کو پیدا کروں اور اپنی خلق پر زمین میں ان کو اپنا خلیفہ قرار دوں تاکہ یہ لوگ میری معصیت سے لوگوں کو منع کریں اور میرے عذاب سے ڈرائیں اور میری عبادت کی طرف ان کی ہدایت کریں اور ان کو میری پسندیدہ راہ کی طرف لے چلیں۔ اور اپنی مخلوق پر ان کو حجت قرار دوں اور انس کو زمین سے برطرف کر کے ان سے زمین کو پاک کر دوں اور گنہگار اور سرکش جنوں کو خلق کی ہمسائیگی اور اپنی بزرگی سے علیحدہ کر کے ہوا پر ساکن کروں اور اطراف زمین میں ان کو رکھوں جہاں میری مخلوق کی نسل کے ہمسایہ نہ ہوں اور جنوں اور اپنی مخلوق کی نسل میں ایک حجاب قرار دوں تاکہ میری مخلوق کی نسل جنوں کو نہ دیکھے اور نہ ان کے ساتھ ہمنشینی و میل جول کرے۔ پھر میری برگزیدہ مخلوق کی نسل سے جو لوگ میری نافرمانی کریں گے ان کو عاصیوں کے مسکن میں یعنی جہنم میں ڈال دوں گا۔ اور پرواہ نہیں کروں گا۔ ملائکہ نے کہا اے ہمارے پالنے والے جو چاہے کر۔ اور ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے ہم کو بتلادیا ہے تو ہی حکیم و دانایا ہے۔ حق تعالیٰ نے ان کو اس جرات پر عرش سے پانچ سو سال کی راہ پر

دور کر دیا تو ملائکہ عرش کی جانب پناہ لے گئے اور از رُودے عجز و انکساری انگلیوں سے اشارہ کرتے تھے۔ تو خداوند عالم نے ان کی تضرع و زاری مشاہدہ کی اور اپنی رحمت ان کے شامل فرمائی۔ اور بیت المعمور ان کے لیے وضع کیا اور فرمایا کہ اس کے گرد طواف کرو عرش کو چھوڑ دو کہ یہی میری خوشنودی کا سبب ہے۔ پس ملائکہ نے اُس کے گرد طواف کیا۔ بیت المعمور وہ گھر ہے جس میں ہر روز ستر ہزار ملائکہ داخل ہوتے ہیں اور پھر کبھی نہیں واپس ہوتے۔ خداوند عالم نے بیت المعمور کو اہل آسمان کے توبہ کے لیے اور کعبہ کو اہل زمین کے توبہ کے لیے مقرر فرمایا۔ پھر خداوند عالم نے فرمایا کہ میں ایک لبثہ کو صلصال (خشک شدہ مٹی) سے پیدا کروں گا جس سے آواز نکلتی ہے یا جو بالو کے ساتھ خمیر دی ہوئی ہوتی ہے یعنی متغیر شدہ بدبو دار اور خراب مٹی سے پیدا کروں گا۔ تو جب اس کو درست کروں اور اپنی رُوح اس میں بھونک دوں تو تم سب اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔ یہ خلقت آدم کے متعلق خدا کا مقدمہ تھا قبل اس کے کہ ان کو خلق کرے تاکہ اپنی حجت ان ملائکہ پر قائم کرے۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ ہمارے پروردگار نے کچھ آب شیریں کے ساتھ خاک کو اپنے دست قدرت سے گنڈھا اور کہا تجھ سے اپنے پیغمبروں، رسولوں، شائستہ بندوں اور ہدایت یافتہ اماموں کو جو بہشت کی طرف لوگوں کو بلائیں گے اور انکی پیروی کرنے والوں کو روز قیامت تک پیدا کروں گا اور پرواہ نہ کروں گا اور کوئی مجھ سے سوال نہ کریگا جو کچھ میں نے کیا ہے اور ان لوگوں سے سوال کیا جائے گا۔ پھر کچھ آب شورلے کر خاک میں ملایا اور فرمایا کہ تجھ سے جباروں، فرعونوں، عادینوں اور شیطان کے بھائیوں کو جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلائیں گے اور ان کی پیروی کرنے والوں کو قیامت تک پیدا کروں گا اور پرواہ نہیں کرتا اور کسی کو حق نہیں ہے کہ مجھ سے کچھ سوال کرے جو کچھ میں کرتا ہوں۔ اور ان سب سے پوچھا جائے گا۔ اور ان میں بداء کی شرط قرار دی کہ اگر چاہے ان کو اصحاب الیمین میں بدل دے اور چاہے اصحاب الشمال میں تغیر دیدے۔ غرض دونوں قسم کی مٹیوں کو باہم ملا کر عرش کے سامنے ڈال دیا تو وہ دونوں مٹی کے چند ٹکڑے ہو گئے۔ پھر چار فرشتوں کو جو

۱۔ بداء خدا کا وہ ارادہ جو کسی امر پر مشروط ہو جس کے وجود میں آنے پر خدا اپنا ارادہ اور حکم بدل دیتا ہے جیسے حضرت یونسؑ کی قوم پر عذاب کا ارادہ اور وعدہ جو مشروط تھا کہ اگر وہ قوم توبہ کر لے گی تو عذاب نازل نہ کیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت یونسؑ سے وعدہ فرمایا کہ فلاں وقت تمہاری قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ حضرت یونسؑ اُس وقت مقررہ پر اپنی قوم سے الگ ہو کر صحرائیں چلے گئے اور قوم پر عذاب الہی کے منتظر رہے۔ لیکن قوم نے جب آثار عذاب دیکھے تو تضرع و زاری کے ساتھ توبہ کی تو خدا نے عذاب برطرف فرما دیا۔ اور حضرت یونسؑ کو حکم دیا کہ پھر اپنی قوم کے پاس جا کر ان کی ہدایت کریں اور خدا کے علم میں تھا کہ قوم یونسؑ توبہ کرے گی اور عذاب برطرف کر دیا جائے گا جیسا کہ حضرت یونسؑ کے حالات میں بالتفصیل یہ واقعہ درج ہے۔ اسی کو بداء کہتے ہیں۔ ۱۲ (مترجم)

ہو اوں یعنی با و شمال، با و جنوب، با و صبا اور با و دبور پر موکل ہیں حکم دیا کہ ان مٹی کے ٹکڑوں پر ان ہواؤں کو چلائیں تو ان ٹکڑوں کو ایک دوسرے سے ٹکڑا ٹکڑا کر بارہ بارہ کیا اور اصلاح میں لائے اور سودا و خون و صفرا و بلغم ان چاروں طبیعتوں کو ان میں جاری کیا۔ سودا با و شمال کے سبب سے بلغم با و صبا کے اثر سے صفرا با و دبور کی جہت سے اور خون با و جنوب کی تاثیر سے ہے۔ غرض آدمؑ کا بدن مستقل اور مکمل ہوا اور ایک حصہ سودا کے حصہ میں ہے جس سے عورتوں کی اُلفت و اُمید و حرص کی زیادتی پیدا ہوتی ہے۔ ایک بلغم کے حصہ میں ہے جس سے کھانے پینے اور نیکی اور عقلمندی اور مدارات کے خواہشات ہیں۔ اور ایک صفرا کے حصہ میں ہے جس سے غصہ، بیوقوفی، شیطنت، جبر و سرکشی اور کاموں میں عجلت پیدا ہوتی ہے اور ایک حصہ خون کے اثر میں ہے جس سے عورتوں کی محبت و محرمات کا ارتکاب اور شہوتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اسی طرح ہم نے کتاب امیر المؤمنینؑ میں پایا ہے۔ غرض آدمؑ کو خلق کیا اور وہ چالیس سال اسی صورت بستہ پر قائم رہے۔ اور شیطان ملعون اُن کے پاس سے گزرتا تھا تو کہتا تھا کہ تو امر بزرگ کے بیٹے پیدا کیا گیا ہے۔ اور کہتا تھا کہ اگر خدا اس کے سجدہ کا حکم دینگا تو بیشک اس کی نافرمانی کروں گا۔ پھر خدا نے رُوح کو آدمؑ کے جسم میں پھونکا۔ جب رُوح آپؑ کے دماغ میں پہنچی تو چھینک آئی تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حق تعالیٰ نے خطاب کیا بِذِکْرِکَ اللہ۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رحمت نے ان کے بیٹے سبقت کی مخالفت کے طریقہ پر۔ عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق فرمایا تو اپنے پاس کھڑا رکھا۔ آدمؑ کو چھینک آئی خدا نے ان کو الہام کیا تو وہ اس کی حمد بجالائے۔ خدا نے فرمایا کہ اے آدمؑ تو نے میری حمد کی۔ اپنے عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ان دو بندوں کو آخر زمانہ میں پیدا کرنا نہ چاہتا تو تجھ کو خلق نہ کرتا۔ آدمؑ نے کہا پالنے والے ان بندوں کی اسی قدر و منزلت کا واسطہ ان کا نام بتلاوے۔ خطاب ہوا اے آدمؑ عرش پر نظر کرو۔ جب اس طرف نظر کی تو دیکھا کہ دو سطروں میں نور سے عرش پر لکھا ہوا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ نَبِیُّ رَحْمَۃٍ وَّرَحْمَۃٍ عَلَیْ مَفْتٰحِ الْجَنَّةِ۔ یعنی محمدؐ پیغمبر رحمت ہے اور علیؑ کلید بہشت۔ اور دوسری سطر میں لکھا ہے کہ میں نے اپنی ذات مقدس کی قسم کھائی ہے جو شخص ان سے محبت و دوستی کرے اُس پر رحم کروں گا اور جو شخص ان سے بغض و عداوت رکھے اُس پر عذاب کروں گا۔

بسنہ ستر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ فرزندِ آدمؑ ایک گھر میں جج ہوئے اور نزاع کی۔ کوئی کہتا تھا کہ ہمارے باپ آدمؑ بہترین خلق ہیں بعض لوگ کہتے تھے کہ ملائکہ مقرب ہیں اور بعض کا قول تھا کہ حاملان عرش ہیں۔ اسی اثنا میں سہبتہ اللہ داخل ہوئے ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ اس مشکل کے حل کرنے والے آگئے۔ جب وہ سلام کر کے بیٹھ گئے تو پوچھا کہ کیا گفتگو کر رہے تھے ان لوگوں نے بیان کیا فرمایا کہ ذرا صبر کرو میں ابھی آتا ہوں پس اپنے بزرگوار حضرت آدمؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت واقع

بیان کی آدم نے کہا اے فرزندِ نبی خداوندِ عالمین کے نزدیک کھڑا ہوا تو ان سطروں کو عرض پر لکھا ہوا دیکھا۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ وَّ اٰلُ مُحَمَّدٍ خَیْرٌ مِّنْ بَرِّ اللّٰهِ۔ یعنی محمد و آل محمد بہترین خلق ہیں۔

بسنہ معتبر حضرت امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت حواؑ حضرت آدمؑ کی چھوٹی پسلی سے پیدا ہوئیں جب کہ وہ عالمِ خواب میں تھے اور اس پسلی کے بجائے گوشت پیدا کر دیا گیا۔

بسنہ معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو آب و خاک سے پیدا کیا اسی سبب ہمتِ فرزندانِ آدمؑ تعمیرِ قیصرِ آب و خاک میں مصروف ہے اور حواؑ کو حضرت آدمؑ سے پیدا کیا اسی لیے عورتوں کی ہمتِ مردوں سے بہت ہے لہذا گھروں میں ان کی حفاظت کرو۔

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے حواؑ کا نام حواؑ اس لیے رکھا گیا کہ وحی کے ذریعہ سے مخلوق ہوئیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ خَلَقْنَا مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَّ خَلَقْنَا مِنْهَا زَوْجَهَا رَاٰی سِرَّةَ نَارٍ

حدیث معتبر میں زرارہ سے منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے حضرت حواؑ کی خلقت کے بارے میں دریافت کیا اور کہا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کی بائیں پسلی سے حواؑ کو خلق فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ جو کچھ وہ لوگ کہتے ہیں خدا اس سے پاک و بلند تر ہے جو شخص ایسا کہے

لے مولف فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں اور بعض دیگر احادیث جنکو ہم نے ذکر کیا اسلئے اس کے کثرتِ بڑھی ہوئی ہے اگر اس کو میدھا کر ناچا ہو گئے تو ٹوٹ جائے گی۔ اگر اس کے ساتھ درمی اور مہربانی کر دے تو نفع حاصل کرو گے اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت حواؑ حضرت آدمؑ کے پہلو کی ہڈی سے پیدا کی گئی ہیں اور اہل سنت کے مفسرین و مومنین میں جناب رسولِ خدا سے

منقول شدہ روایت مشہور ہے کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق کیا ان پر خواب طاری فرمایا اس وقت حواؑ کو انکی بائیں جانب کی ایک پسلی سے پیدا کیا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو دیکھا چونکہ ان کے جزو بدن سے پیدا کی گئی تھیں اس لئے ان سے محبت و رغبت ہوئی۔ اور اس آیت کریمہ سے بھی جو مذکور ہوا استدلال کیا ہے کہ جناب حواؑ آدمؑ سے پیدا ہوئیں اس لیے کہ فرمایا ہے کہ خدا نے تم کو نفس واحد سے خلق فرمایا۔ اگر حواؑ آدمؑ سے خلق نہیں ہوئیں تو دو نفس سے خلقتِ مخلوق ہوگی اور پھر فرمایا ہے کہ اسی نفس سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا یہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ حواؑ آدمؑ سے پیدا ہوئی ہیں اور علمائے عامہ کے ایک گروہ

کا اور اکثر علمائے خواصہ کا یہ اعتقاد ہے کہ جزو آدمؑ سے پیدا ہوئی ہیں اور حدیث کو ضعیف کہہ کر رد کر دیا ہے آیت کے بارہ میں چند طرح سے جواب ہو سکتا ہے آیت اول میں ممکن ہے یہ مراد ہو کہ تم کو ایک باپ سے خلق فرمایا اور یہ سنا نہیں ہے اس لیے کہ ماں کو بھی دخل ہے اور ممکن ہے من ابتدائی ہو یعنی ابتدا ایک نفس سے کہ تم کو پیدا کیا پہلے آدمؑ کو پیدا کیا۔ دوسری آیت کے بارے میں یہ جواب ہو سکتا ہے کہ خَلَقْنَا مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ سے مراد ہو کہ اس نفس کی جنس و نوع سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا جیسا کہ دوسرے مقام پر

فرمایا ہے کہ تمہارے ازواج کو تمہارے نفس سے پیدا کیا۔ اور ممکن ہے کہ من تعلیلی ہو یعنی اس نفس کے لئے اس کی زوجہ کو خلق کیا اور یہ قول زیادہ صحیح اور زیادہ قوی ہے اور اقوالِ عامہ سے بالکل علیحدہ ہے اور احادیث سابقہ یا تفسیر پر محمول ہوں یا مراد یہ ہو کہ آدمؑ کے استخوانِ پہلو کی بچی ہوئی مٹی سے خلق ہوئی ہیں جیسا کہ اس کے بعد کی حدیثوں سے ظاہر ہے۔ ۱۲ (منہ)

تو وہ قائل ہے کہ خدا قدرت نہیں رکھتا۔ اور طعن و طعن کرنے والوں کو اعتراض کا موقع دیتا ہے کیا سبب ہے کہ وہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ خدا ہمارے اور اُن کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ پھر فرمایا جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خاک سے خلق کیا اور ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں پھر خواب کو ان پر غالب کیا۔ اسی حالت میں ایک نئی خلقت کو پیدا کیا اور اس کو آدمؑ کے پیروں کے درمیان ساکن کیا تاکہ عورتیں مردوں کی فرمانبرداری رہیں۔ پھر حوۃؑ نے حرکت کی جس سے آدمؑ بیدار ہوئے۔ حوۃؑ کو خدا پہنچی کہ آدمؑ سے علیحدہ ہو جائیں۔ آدمؑ کی نظر جب اُن پر پڑی، ایک اچھی صورت کو دیکھا جو اُن سے مشابہ تو ہے لیکن مادہ ہے۔ تو گفتگو شروع کی اور پوچھا کہ تم کون ہو حوۃؑ نے بھی انہی کی زبان میں کلام کیا اور کہا میں خدا کی ایک مخلوق ہوں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ آدمؑ نے درگاہِ باری میں عرض کی کہ یہ خوبصورت مخلوق کون ہے جو میرے لیے باعثِ انس ہے اور اس کو دیکھنے سے میری وحشت دور ہو گئی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میری کینیز حوۃؑ ہے کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ رہے اور تمہاری مونس ہو تم سے گفتگو کرے اور جو کچھ تم حکم دو اس کی تعمیل کرے عرض کی ہاں اے پالنے والے۔ جب تک کہ زندہ رہوں گا تیرا شکر ادا کرتا رہوں گا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اچھا تو اس کی مجھ سے خواستگاری کر واور خطبہ چاہو۔ اُسی وقت حق تعالیٰ نے عورتوں کے ساتھ مقاربت کی خواہش آدمؑ میں قرار دی۔ اور پہلے سے معرفتِ امور تعلیم کر دی تھی۔ آدمؑ نے عرض کی کہ بارخدا یا میں اس کی خواستگاری تو کروں لیکن میرے پاس اس نعمت کے عوض میں کیا چیز ہے جس سے تو راضی ہو جائے گا۔ فرمایا کہ میرے دین کی اس کو تعلیم کرو یہی میری رضا ہے۔ آدمؑ نے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے تو میں یہی کرتا ہوں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے بھی منظور کیا اور اس کو تم سے تزویج کیا۔ اُسے اپنی طرف لے جاؤ۔ آدمؑ نے حوۃؑ سے کہا کہ میرے پاس آؤ۔ تو خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ اُٹھیں اور حوۃؑ کے پاس جائیں تو آدمؑ اُٹھے اور اُن کے پاس گئے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بیشک عورتیں مردوں کی طرف جاتیں اور اپنے لیے خواستگاری کرتیں۔ یہ ہے قصہٴ حوۃ علیہا السلام کا۔

بسنَد معتبر منقول ہے کہ ابوالمقدام نے حضرت محمد باقرؑ سے سوال کیا کہ حق تعالیٰ نے کس چیز سے حوۃؑ کو خلق کیا۔ پوچھا اس باپے میں اور لوگ کیا کہتے ہیں۔ عرض کی کہتے ہیں کہ خدا نے ان کو آدمؑ کی پسلی سے خلق کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ جھوٹ کہتے ہیں۔ کیا خدا عاجز تھا کہ آدمؑ کی پسلی کے علاوہ کسی اور طرح پیدا کرتا۔ عرض کی آپ پر فدا ہوں ان کو کس چیز سے پیدا کیا؟ فرمایا کہ میرے پدر نے اپنے آباؤے طاہرین کے سلسلہ سے مجھے خبر دی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ خدا نے ایک مشت خاک اپنے دستِ قدرت سے لے کر آدمؑ کو بنایا اور اسی خاک سے جو کچھ باقی بنی گئی

حق حوا کو خلق فرمایا۔ علمائے خاصہ و عامہ نے وہب ابن منبہ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے حوا کو آدم کی باقی ماندہ مٹی سے انہی کی صورت پر پیدا کیا اور خواب کو ان پر غالب کیا اور حوا کو دکھلایا۔ وہ پہلا خواب تھا جو زمین پر دیکھا گیا۔ حضرت آدم بیدار ہوئے اور حوا کو اپنے سر کے قریب دیکھا۔ تو حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے آدم یہ کون ہے جو تمہارے پاس بیٹھی ہے کہا وہی جسے خواب میں تو نے دکھلایا۔ پھر حوا سے اُن کو انس ہو گیا۔

بسنہ معتبر منقول ہے کہ ایک یہودی حضرت امیر المومنین کی خدمت میں آیا اور سوال کیا کہ کیوں آدم کو آدم اور حوا کو حوا کہتے ہیں۔ فرمایا آدم علیہ السلام کا نام اس لئے آدم ہے کہ وہ ادم ارض یعنی روئے زمین سے پیدا ہوئے اس طرح کہ حق تعالیٰ نے جبریلؑ کو بھیجا اور ان کو زمین سے چار طرح کی مٹی سفید، سُرخ، سیاہ اور خاکی اور ہموار ناہموار نرم و سخت زمین سے لانے کا حکم دیا اور چار قسم کے پانی آب شیریں و شور آب تلخ و گندیدہ بھی لانے کو فرمایا تاکہ ان پانیوں سے ان مٹیوں کو گندھیں۔ آب شیریں کو ان کے خلق کے لئے، آب شور کو آنکھوں کے لئے، آب تلخ کو کانوں کے لئے اور آب گندہ کو ناک کے لئے قرار دیا۔ اور حوا کو اس لئے حوا کہتے ہیں کہ حیوان سے خلق ہوئی ہیں۔ معتبر سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے خلقتِ آدم کے وصف میں فرمایا کہ سخت و سست، نرم و درشت اور شیریں اور شور زمین سے کچھ خاک جمع کی۔ اور پانی ملا کر اس کو گندھا تو سب ایک دوسرے میں ممزوج ہو گئے۔ پھر اسی سے ایک صورت ہاتھ پاؤں اعضاء و جوارح اور جوڑ و پیوند والی بنائی اور خشک کیا یہاں تک کہ وہ مضبوط اور سخت ہو گئی اور کھنکھناہٹ مثل ٹھیکرے کی آواز پیدا ہوئی اور اس کو اس وقت تک کے لئے چھوڑ رکھا جب کہ رُوح پھونکنا مقدر کر چکا تھا۔ پھر اس میں اپنی برگزیدہ رُوح پھونکی۔ تو ایک ایسا انسان صاحب اندیشہ تیار ہوا جو ان اعضاء و جوارح کو حرکت میں لاتا ہے، اور ان پر تمام امور میں تصرف کرتا ہے اور ان سے خدمت لیتا ہے اور مختلف حالات میں ان کو گھماتا پھراتا ہے اور صاحب معرفت ہے کہ حق و باطل میں فرق کرتا ہے۔ لذت و بو۔ اور رنگوں اور تمام جنسوں میں تمیز کرتا ہے۔ گویا کہ اس کو ایک معجز بنایا مختلف نوع کی طینت و خلقت کا۔ اور ایک مجموعہ تیار کیا چند اعضاء اور چند خلطوں سے جو آپس میں دشمنی رکھتے ہیں اور باہم نہایت مختلف ہیں مثل گرمی و سردی، خشکی و تری اور غم و شادی کے

۱۔ حیوان یعنی حیوان ناطق۔ مراد حضرت آدم علیہ السلام۔ ۱۲ مترجم۔

سید ابن طاووس نے ذکر کیا ہے کہ میں نے اور یس کے صحیفوں میں دیکھا کہ آدم کی خلقت کی تعریف میں آپ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے زمین کو پہنچنایا کہ اُس سے ایک مخلوق پیدا کرے گا جن میں سے بعض اطاعت کریں گے اور بعض نافرمانی۔ تو زمین کو بجائے خود لرزہ ہوا اور خدا کے کرم و رحم کی خواستگار ہوئی۔ اور التجا کی کہ اس سے ایسی کوئی مخلوق نہ بنائے جو اس کی نافرمانی کرے اور جہنم میں داخل ہو۔ جسے پیل آئے تاکہ آدم کی خاک کو زمین سے لے جائیں زمین نے خدا کی عزت کے ساتھ اُن سے التجا کی کہ نہ لے جائیں۔ اور بارگاہِ احدیت میں تضرع و زاری کر کے زمین کے لیے پناہ مانگیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو حکم ہوا کہ واپس آجائیں۔ پھر میکائیل کو حکم دیا۔ زمین نے پھر ایسا ہی کیا تو اسرافیل کو حکم دیا ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ بالآخر عزرائیل کو حکم دیا۔ وہ جب زمین پر آئے زمین کا پی اور تضرع و زاری کی۔ عزرائیل نے کہا کہ میرے پروردگار نے مجھ کو حکم دیا ہے اور میں اس کی تعمیل کروں گا خواہ تو خوش ہو یا ناخوش۔ غرض وہ ایک مشت خاک آسمان پر لے گئے اور جا کر اپنے مقام پر کھڑے ہوئے۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ جس طرح تُو نے ان کی مٹی کو زمین سے قبض کیا حالانکہ زمین نہیں چاہتی تھی، اسی طرح ہر ذی رُوح جو زمین پر ہے آج سے قیامت تک سب کی رُوح تو ہی قبض کرے گا۔ جب دوسرے ایک شبہ کی صبح ہوئی جو ابتدائے دنیا کا آٹھواں دن تھا، تو ایک ملک کو حکم دیا کہ آدم کی مٹی کو خیر کر کے آپس میں مخلوط کرے۔ اس نے چالیس سال تک اس کو خیر کیا یہاں تک کہ اس میں چسپیدگی پیدا ہو گئی۔ پھر چالیس سال تک اس کو لجن متغیر بنایا۔ پھر چالیس سال تک اس کو مثل کوزہ گروں کے ٹھیکرے کے خشک کیا۔ جب ایک سو بیس سال گزر گئے تو ملائکہ سے فرمایا کہ میں خاک سے ایک بشر کو خلق کروں گا۔ تو جب اس کو درست کروں اور اس میں اپنی رُوح چھو تک دوں تو تم سب کے سب اس کے لیے سجدہ میں گر پڑنا۔ ملائکہ نے کہا بہت بہتر۔ پھر خدا نے آدم کو اسی صورت پر پیدا کیا جو تصویر لوح محفوظ پر مقدر کر چکا تھا۔ اور ان کا جسم بنایا جو اس راستہ میں چالیس سال تک پڑا رہا جس پر سے ملائکہ آسمان پر جایا کرتے تھے۔ جب جنوں نے زمین میں فساد کیا اور ابلیس نے خدا سے ان کی شکایت کی اور سوال کیا کہ اس کو ملائکہ کا ہم نشین قرار دے، خدا نے اس کی التجا قبول کی اور وہ ملائکہ کے ہمراہ آسمان پر گیا۔ پھر زمین پر جنوں کا فساد زیادہ ہوا تو خدا نے ابلیس کو ملائکہ کے ساتھ حکم دیا کہ جا کر زمین سے اُن کو نکال دے۔ پھر آدم کے جسم میں رُوح چھوئی اور ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کے لیے سجدہ کریں سب نے

۱۷ - لجن وہ سیاہ مٹی جو حوض اور جوئے آب کی تہ میں ہوتی ہے۔

سجدہ کیا سوائے شیطان کے جو جنوں سے تھا۔ پس آدم کو چھبیک آئی خدا نے وحی کی کہ الحمد للہ رب العالمین کہو اور خدا نے جواب میں یَرْحَمُکَ اللہ فرمایا۔ اور کہا تجھ کو اس لئے خلق کیا ہے کہ مجھ کو کیلتا سمجھ کر میری عبادت کرے اور مجھ پر ایمان لائے اور میرا انکار نہ کرے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ قرار دے۔

بسنہ معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ یہ تحقیق خدا نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ فرمایا خدا ان کو ہلاک کرے۔ حدیث کا پہلا حصہ چھوڑ دیا کہ رسول خدا کا گزر ہوا وہ شخصوں پر جو ایک دوسرے کو گالی دیتے تھے اور ایک دوسرے کو کہتا تھا کہ خدا تیرے چہرے کو اور تیرے ہر عہدہ کے چہرے کو خراب کرے! تو حضرت رسول نے فرمایا کہ اے بندہ خدا اپنے بھائی کو ایسا نہ کہہ۔ تحقیق کہ خدا نے حضرت آدم کو اس کی صورت پر پیدا کیا ہے۔ اور مثل اس حدیث کے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے بھی منقول ہے لے

بسنہ معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے جب چاہا کہ حضرت آدم کو پیدا کرے، جبریل کو روز جمعہ ساعت اول میں بھیجا۔ انہوں نے اپنے واسطے ہاتھ میں ایک مشت خاک لی۔ اُن کی مٹھی آسمان ہفتم سے آسمان اول تک پہنچی اور ہر آسمان سے ایک تربت لی۔ دوسری مٹھی میں زمین اول سے آخری طبقہ زمین تک کی مٹی لی۔ واسطے ہاتھ میں جو مٹی تھی حق تعالیٰ نے اس سے خطاب فرمایا کہ تجھ سے رسولوں، پیغمبروں، وصیوں، صدیقیوں، مومنوں اور سعادت مندوں کو پیدا کروں گا اور اُن لوگوں کو جن کو بزرگ بنانا چاہوں گا۔ اور بائیں ہاتھ کی مٹھی سے خطاب فرمایا کہ تجھ سے جباروں، مشرکوں، کافروں اور گمراہوں اور اُن لوگوں کو پیدا کروں گا جن کی شقاوت اور خوارگی کو میں چاہتا ہوں۔ پھر جبریل نے دونوں مٹیوں کو باہم مخلوط کیا۔ یہ ہے

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی بنا پر ضمیر صورتہ اشخاص کی طرف راجع ہو گا جس کو گالی دی گئی اور معصوم نے کہا ہے کہ خدا کی طرف راجع ہے۔ اور صورت سے مراد صفت ہے یعنی اس کو اپنی صفات کا لیبہ کا منظر قرار دیا ہے۔ یا وہی صورت ظاہری مراد ہو اور اضافت تعظیم کے لیے ہو یعنی وہ صورت جو اس کے لئے پسندیدہ اور برگزیدہ تھی۔ اور معصوم نے کہا کہ ضمیر آدم کی طرف راجع ہے یعنی جو صورت کہ ان کے مناسب اور لائق تھی۔ یا یہ کہ ابتدائے حال میں اُس کو اُس صورت پر خلق کیا جسے آخرین لوگ مشاہدہ کرتے تھے دوسروں کی طرح جو بتدریج بڑے ہوتے ہیں اور ان کے احوال و صورت میں تغیر واقع ہوتا ہے اور ان وجہوں میں سے بعض حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر سے لوگوں نے اس حدیث کے معنی دریافت کیے فرمایا کہ یہ صورت محدثہ پیدا کی ہوئی ہے جسے خدا نے بزرگ قرار دیا تھا اور تمام مختلف صورتوں میں اختیار کیا تھا پس اُس کو اپنی طرف نسبت دی جس طرح کہ کہہ کو اپنی طرف نسبت دی ہے اور جس طرح فرمایا کہ اس جسم آدم میں اپنی روح پھونک دوں۔ ۱۲

معنی اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى (آیت سورۃ الانعام ۹۶) کے۔ یعنی بیشک خدا حب و نوى کا شگافہ کرنے والا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ حب مومنوں کی مٹی ہے جن میں خدا نے اپنی محبت قرار دی ہے اور نوى کافروں کی مٹی ہے جو ہر امر خیر سے علیحدہ ہیں اور یہی معنی ہیں قول خدا يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ۔ (آیت سورۃ الانعام ۹۷) کے یعنی نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور باہر لاتا ہے مردہ کو زندہ سے۔ "زندہ سے زندہ وہ مومن ہے جو طینت کافر سے باہر آتا ہے اور مردہ جو زندہ سے باہر آتا ہے وہ کافر ہے جو مومن کی طینت سے پیدا ہوتا ہے۔

بند مثنوی حضرت محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے قبل اس کے کہ خلایق کو خلق کرے فرمایا کہ آب شیریں ہو جا کہ تجھ سے بہشت کو اور اپنے عبادت کرنے والوں کو پیدا کروں۔ اور آب شور ہو جا کہ تجھ سے جہنم اور اپنی معصیت کرنے والوں کو بناؤں۔ پھر حکم دیا تو یہ دونوں پانی باہم مل گئے اسی سبب سے کافر مومن سے اور مومن کافر سے پیدا ہوتے ہیں پھر کچھ خاک زمین سے لی اور رب قدرت سے مل کر جھاڑ دی تو ماند چھوٹی چیونٹیوں کے کچھ جاندار حرکت میں آئے۔ تو جو داہنی طرف تھے ان سے کہا کہ سلامتی کے ساتھ بہشت کی طرف جاؤ۔ اور وہ جو بائیں طرف تھے ان سے فرمایا کہ جہنم کی طرف جاؤ اور میں پر واہ نہیں کرتا۔ انہی حضرت نے روایت حسن میں فرمایا کہ تربت آدمؑ سے ایک مشت خاک لی اور اس کو آب شیریں سے ترکیا اور چالیس روز تک چھوڑ دیا۔ پھر آب شور سے ترکیا اور چالیس روز تک چھوڑ دیا جب اس مٹی کا خمیر ہو گیا جبریلؑ نے اس کو خوب ملا تو اس میں سے چیونٹیوں کے برابر ریزے داہنے اور بائیں گرے۔ پھر حکم دیا کہ آگ جلا میں اور سب کو حکم دیا کہ اس آگ میں داخل ہوں۔ داہنے ہاتھ والے داخل ہو گئے تو آگ ان پر سرد و باعث سلامتی ہو گئی اور بائیں ہاتھ والے ڈرے اور اس میں داخل نہیں ہوئے اسی روز ان کی فرمانبرداری و نافرمانی معلوم ہو گئی۔ پس فرمایا کہ میرے حکم سے پھر خاک ہو جاؤ تو آدم علیہ السلام کو اسی خاک سے پیدا کیا۔

دوسری حسن حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ آدمؑ کی ذریت کو ان کی پشت سے باہر لایا کہ ان سے اپنی پروردگاری اور ہر پیمبری کی پیغمبری کا عہد لے تو سب سے پہلے جس پیغمبر کا اقرار لیا وہ محمد بن عبد اللہ تھے پھر حق تعالیٰ نے آدمؑ کو وحی فرمائی کہ دیکھو کہ یہ کیا ہیں تو آدمؑ نے اپنی ذریت کو دیکھا کہ وہ ذرات تھے جن سے آسمان بھر گیا تھا۔ آدمؑ نے کہا کہ میری اولاد کس قدر زیادہ ہے پروردگار! تو نے ان کو تو ایک امر بزرگ کے لئے خلق فرمایا ہے پھر تو نے ان سے عہد و پیمان کس سبب سے کیا۔ فرمایا اس لئے کہ میری عبادت کریں اور کسی کو میرا شریک نہ بنائیں اور میرے پیغمبروں پر ایمان لائیں اور ان کی پیروی کریں عرض کی خداوندان ذروں میں سے بعض بہت بڑے ہیں بعض زیادہ نورانی ہیں۔ بعض کم اور

بعض میں بالکل نور نہیں ہے۔ اس کا سبب کیا ہے۔ فرمایا کہ ان کو اس لئے خلق کیا ہے کہ ہر حال میں ان کا امتحان لوں۔ آدمؑ نے عرض کی کہ پالنے والے کیا مجھے کچھ اور بات کرنے کی اجازت سے خطاب ہوا کہ ہاں ہاں اے آدمؑ کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ عرض کی کہ اگر ان کو برابر برابر ایک مقدار ایک طبیعت، ایک خلقت، ایک رنگ، ایک عمر اور ایک روزی پر خلق کرتا تو البتہ بعض پر بعض ظلم نہ کرتے اور اُن میں حسد و دشمنی و اختلاف کسی معاملہ میں نہ ہوتا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میری برگزیدہ رُوح کے بارے میں تم نے کلام کیا اور اپنی طبیعت کی کمزوری کے سبب اس کے متعلق زبان کھولی جس کا تم کو علم نہیں ہے۔ میں خالقِ علیم ہوں اپنے علم کی بنا پر ان کی خلقت میں اختلاف قرار دیا ہے۔ میری مشیت میرا حکم ان میں جاری ہوتا ہے اور ہر ایک کی بازگشت میری تقدیر و تدبیر کی طرف ہے اور میری خلقت میں تبدیلی نہیں ہے۔ اور جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے میں نے بہشت کو اس کے لئے بنایا جو ان میں سے میری عبادت و فرمانبرداری اور میرے رسولوں کی پیروی کرے گا لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ اور دوزخ کو اس کے لئے پیدا کیا جو کافر ہوگا، میری معصیت اور میرے رسولوں کی نافرمانی کرے گا۔ اور اس کے لئے بھی مجھے پرواہ نہیں ہے۔ میں نے تم کو تمہاری ذریت و اولاد کو پیدا کیا بغیر اس کے کہ تمہاری یا ان کی مجھے کوئی حاجت ہو۔ اور تم کو اور ان سب کو اس لئے خلق کیا ہے کہ آزمائش کروں کہ تم میں سے کون دُنیاوی زندگی میں سب سے زیادہ نیک کردار ہے۔ اسی لئے میں نے دُنیا و آخرت، موت و حیات، طاعت و معصیت اور بہشت و دوزخ کو پیدا کیا ہے۔ اور ایسا ہی ارادہ کیا ہے اپنی تقدیر و تدبیر کے ساتھ اور اپنے اس علم کے سبب سے جو ان کے تمام احوال پر محیط ہے۔ میں نے اُن کی صورتیں، اُن کے اجسام، ان کے رنگ، ان کی عمریں، اُن کی روزی، طاعت و معصیت کو مختلف قرار دیا۔ ان میں شفیق و سعادت مند، بینا و نابینا، کوتاہ و بلند، خوبصورت و بدصورت، عقلمند و نادان، مالدار و پریشان حال، فرمانبردار و نافرمان، بیمار و تندرست بنائے۔ بہت سے مزنن درووں میں مبتلا ہوں گے اور اکثر وہ ہیں جن کو کوئی درد نہ ہوگا تاکہ تندرست بیمار کو دیکھ کر میری حمد بجالائے اس لئے کہ اس کو عافیت بخشی ہے اور بیمار تندرست کو دیکھ کر فحشے سوال و دُعا کرے تاکہ اُسے صحت عطا کروں۔ اور میری بلاؤں پر صبر کرے تاکہ اُسے ثواب مرحمت کروں اور اس کے درجے بلند کروں۔ اسی طرح مالدار پریشان حال کو دیکھ کر میرا شکر و حمد بجالائے اور محتاج مالدار کو دیکھ کر مجھ سے دُعا و سوال کرے اور مومن کافر کو دیکھ کر میری حمد بجالائے اس لئے کہ میں نے اس کی ہدایت کی ہے اس لئے ان لوگوں کو پیدا کیا ہے تاکہ ان کا امتحان لوں خوشحالی و بدحالی

انسان میں اختلاف مزاج و شکل و بغیرہ کی حکمت۔

اور اس عافیت میں جو ان کو میں نے بخشی ہے اور ان ملائکہ کے ذریعہ سے جن میں ان کو مبتلا کروں گا اور اس نعمت کے ساتھ جو ان کو عطا کروں گا اور ان چیزوں کے ذریعہ سے جن سے ان کو منع کروں گا۔ میں ہوں خدا بادشاہ قادر اور میرے لیے ہے کہ ان چیزوں کو جو مقدر کر چکا ہوں جاری کروں جس طرح کہ تدبیر کر چکا ہوں۔ اور میرے لیے ہے کہ تغیر دوں اپنی تقدیر میں ان چیزوں کو ان چیزوں میں جن میں چاہوں، اور مقدم کروں جن کو مؤخر کر چکا ہوں اور پیچھے کر دوں اُس کو جسے آگے کر چکا ہوں میں ہوں وہ خدا کہ جو کچھ چاہوں کر سکتا ہوں۔ اور کسی کو مجال نہیں ہے کہ مجھ سے میرے ان افعال میں سوال کرے بسکن میں اپنی مخلوق سے سوال کروں گا جو کچھ وہ کریں گے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی انگشتی کے نیکنے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نقش تھا جو اپنے ساتھ بہشت سے لائے تھے۔

فصل دوم جناب مقدس ایزدی کا ملائکہ کو خلقت آدم سے آگاہ کرنا اور ان کے لیے سجدہ کا حکم اور ابلیس لعین کا انکار۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں حق تعالیٰ کے قول: **وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ** کے بارے میں لکھا ہے کہ انسان کی خلقت کی ابتدا اس وقت ہوئی جبکہ تیرے پروردگار نے ملائکہ سے کہا جب کہ وہ زمین سے شیطین و جان و بنی جان کو نکال چکے تھے اور خود مقیم تھے اور عبادت الہی زمین میں آسان ہو چکی تھی **إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً** میں بجائے تمہارے زمین میں اپنا ایک خلیفہ وجانشین بناؤں گا اور تم کو آسمان پر لے جاؤں گا۔ یہ امر ان پر بہت شدید و دشوار گزرا کیونکہ ان کی عبادت آسمان کے نزدیک واپس ہونے سے زیادہ دشوار تھی۔ **قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهِ مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ** ان فرشتوں نے کہا اے ہمارے پروردگار آیا زمین میں ایسے لوگوں کو مقرر کرے گا جو اس میں فساد کریں، خون بہائیں جس طرح سے کہ بنی جان نے کیا جن کو ہم نے زمین سے نکال دیا۔ **وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ** حالانکہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں اور تجھ کو پاک سمجھتے ہیں ان صفات سے جو تیرے لائق نہیں ہیں **وَنُفِّثُكَ لَكَ** اور تیری زمین کو ان سب سے پاک کرنے میں جو تیرے نافرمان ہیں۔ **قَالَ إِنِّي أَغْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ** (آیت سورۃ بقرہ ۲) خدا نے ان کے جواب میں فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس مصلحت کو جو زمین میں ہوگی کہ تمہارے بجائے ایک مخلوق کو آباد کروں گا جسے

لے موافق فرماتے ہیں کہ ان مشکل احادیث کی شرح اور ان کی تاویل ایک وسیع کلام کی محتاج ہے جو اس مقام کے مناسب نہیں ہے اور اس کی شرح کتاب بحار الانوار میں بیان کی گئی ہے۔ ۱۲ منہ

تم نہیں جانتے۔ اور جو تم میں کافر ہے اُسے بھی جانتا ہوں یعنی شیطان لیکن تم نہیں جانتے۔ وَعَلَّمَ
 آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا۔ (آیت سورۃ بقرہ پ،) اور خدا نے آدم کو کل نام تعلیم کر دیئے حضرت
 نے فرمایا کہ پیغمبروں اور محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے نام ہائے مبارک اور آئمہ
 طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی اور ان کے چند برگزیدہ شیعوں اور ان کے
 دشمنوں کے اور عاصیوں کے نام۔ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ بِمَنْزِلِهِمْ وَ عَلِيٌّ وَ آئِمَةُ كَوْمَاكُم بِرِ
 بَاشِیْہِہِمْ كَمَا یَعْنِیْ اُنْ كَے جَسْمُوں كو جو عالم ارواح ميں چند نور تھے۔ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ يَا سُبْحَاءَ هَؤُلَاءِ
 اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (آیت سورۃ بقرہ پ،) پھر کہا کہ اُس جماعت کے ناموں سے مجھے آگاہ کرو
 اگر تم سچے ہو اس امر میں کہ تم سب کے سب تسبیح و تقدیس کرنے والے ہو اور تمہارا زمین میں
 چھوڑ دینا ان لوگوں سے زیادہ بہتر ہے جو کہ تمہارے بعد ہوں گے یعنی جس طرح تم اس کے
 باطنی و قلبی کو جو تمہارے درمیان میں ہے نہیں جانتے۔ اسی طرح اس کے عیبوں سے بھی
 لاعلم ہو جو ابھی پیدا نہیں ہوا ہے۔ اور اسی طرح ان چند شخصوں کے نام نہیں جانتے ہو
 کہ جن کو دیکھا کرتے ہو۔ قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا بِالْمَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ
 الْحَكِيمُ (آیت سورۃ بقرہ پ،) ملائکہ نے کہا کہ ہم تجھ کو تمام عیبوں سے بری سمجھتے ہیں اور پاک
 جانتے ہیں اس سے کہ کوئی کام تو کرے اور اس کی مصلحت سے ناواقف ہو۔ ہم کو تو اتنا
 ہی علم ہے جتنا تو نے تعلیم کر دیا ہے۔ بیشک تو ہی ہر چیز سے واقف اور حکیم ہے۔ کہ جو کچھ
 کرتا ہے حکمت و مصلحت کے موافق ہوتا ہے۔ قَالَ يَا آدَمُ أَنْذِرْهُمْ بِأَسْمَاءِ شَيْطَانِہِمْ (آیت
 سورۃ بقرہ پ،) پس خدا نے فرمایا کہ اے آدم ملائکہ سے اسمائے پیغمبران و آئمہ بیان کرو۔
 فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَاءِ شَيْطَانِہِمْ۔ پس اُن کے نام آدم علیہ السلام نے بتلا دیئے تو انہوں نے
 ان کو پہچانا۔ اُس وقت خدا نے ملائکہ سے عہد و پیمان لیا کہ ان پر ایمان لائیں اور ان کو اپنی
 ذات پر فضیلت دیں۔ قَالَ اَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ پھر خداوند عالم
 نے فرمایا کہ کیا تم سے میں نے نہیں کہا تھا کہ میں زمین و آسمان کی پوشیدہ اور مخفی باتوں کو جانتا ہوں
 وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (آیت سورۃ نذر،) اور وہ سب جانتا ہوں جو
 تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو۔ فرمایا کہ جو کچھ ابلیس دل میں پوشیدہ
 رکھتا تھا اور جو ارادہ کر چکا تھا کہ اگر حق تعالیٰ اس کو آدم کی اطاعت و سجدہ کا حکم دے گا تو
 وہ انکار کر دے گا۔ اور اگر آدم پر مسلط ہو گا تو ان کو ہلاک کر ڈالے گا اور جو کچھ ملائکہ نے
 سمجھ رکھا تھا کہ ان کے بعد جو پیدا ہو گا اس سے بھی وہ ملائکہ افضل ہوں گے۔ لہذا حق تعالیٰ
 نے فرمایا کہ تم افضل نہیں ہو بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل طاہرین افضل ہیں۔

آدم نے جن کے نام سے تم کو آگاہ کیا ہے

۱۔ موت فرائے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر اسی طرح امام کی تفسیر میں ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ جب ملائکہ کے استفسار کا یہ منشا تھا کہ ہم سب تسبیح کرنے والے اور وہ پیدا ہونے والے تمام مفسد ہیں یا ان میں فساد غالب ہے تو حق تعالیٰ نے فرزند آدم کے نام اور ان کی بزرگی سے آدم کو آگاہ کیا۔ پھر انبیاء و اوصیاء کے انوار مقدسہ کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا اور نام و صفات دریافت کئے جب ان فرشتوں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا، آدم کو ان کا معلم قرار دیا تاکہ ان کے اسماء و صفات تعلیم کریں۔ جب آدم نے تعلیم کی تو فرشتوں نے سمجھا کہ اولاد آدم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو ان سے خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔ حق تعالیٰ نے دو طرح سے ان پر حجت تمام کی۔ اول یہ کہ فرشتوں نے تمام بنی آدم کو مفسد قرار دیا تھا لہذا ان کے نام و صفات کے ذریعہ سے ان پر ان کا جہل مجمل طور پر ظاہر کر کے حجت ثابت فرمائی کہ تمام اشخاص کو جاہل سمجھنا جائز نہیں ہے جو آدم کی تعلیم کے بعد ان کو تفصیل معلوم ہوا کہ ان میں کچھ لوگ خلافت کے سبب زیادہ مستحق ہیں۔

دوسری حجت کہ جب فرشتوں نے اپنے تمام افراد کا تسبیح و تقدیس کرنے سے وصف کیا حالانکہ خدا جانتا تھا کہ شیطان ان کے درمیان میں موجود ہے اور وہ ایسا نہیں ہے اس لحاظ سے بھی ان کو ساکت کیا کہ ممکن ہے کہ تمہارے درمیان بھی کوئی ہو کہ جن اوصاف سے تم نے اپنی تعریف کی اس سے وہ متصف نہ ہو۔ پس حقیقت کا حکم جس کی بنا اس پر بھی باطل ہوا۔

دافع ہو کہ علمائے مخالفین میں اختلاف ہے کہ آیا تمام فرشتے گناہاں صغیرہ و کبیرہ سے معصوم ہیں یا نہیں۔ حالانکہ شیعوں کے طریقہ سے احادیث مستفیضہ آیات کریمہ کی موافقت میں ان کی عصمت پر وارد ہیں۔ اور اس پر علمائے شیعہ کا اجماع بھی ہو چکا ہے۔ اور آیہ کریمہ **اَتَجْعَلُ فِیْہُمْ اٰلًا** کی تاویل اس طرح کی گئی ہے کہ فرشتوں کی غرض جناب اقدس الہی پر اعتراض سے نہ تھی کہ وہ نہیں جانتے تھے یا اس امر کا اقرار نہ رکھتے تھے کہ حق تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے حکمت کے موافق ہوتا ہے اور حکم اور مصلحتوں کا ان سے کہیں زیادہ جاننے والا ہے۔ بلکہ جو کچھ کہا تھا دریافت کرنے اور معلوم کرنے کی غرض سے کہا تھا تاکہ ان پر وہ مصلحت ظاہر ہو جائے جو پوشیدہ تھی۔ اور یہ سوال اس طرح پر چونکہ ترک اولیٰ کے ضمن میں تھا اس لئے عذر خواہی پر آمادہ ہوئے۔

مفسران عامہ و خاصہ کے درمیان اس میں بھی اختلاف ہے کہ وہ اسماء جو آدم کو تعلیم کیے گئے کیا ہیں بعضوں نے کہا کہ ان تمام چیزوں کے نام تھے جن کی بنی آدم کو ضرورت تھی۔ اور ان کو تمام زبانوں میں آدم کو تعلیم فرمایا۔ اور آپ کی اولاد نے ان زبانوں کو آپ سے سیکھا جب متفرق ہوئے تو جو جس زبان کو زیادہ پسند کرنا تھا اسی میں گفتگو کرنے لگا اور طول زمانہ کے سبب دوسری زبانیں فراموش ہو گئیں اس کی موید حدیثیں آئندہ مذکور ہوں گی اور بعضوں نے کہا ہے کہ اسماء سے حقائق و خواص و کیفیات اشیاء مراد ہے اور مضمون کی کیفیتیں یعنی (بقیہ صفحہ ۶۹ پر)

بسنہ معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ ملائکہ نے مضطرب ہو کر التجا کی کہ پروردگار اگر تو خلیفہ بنانا ہی چاہتا ہے تو ہم میں سے بنا جو کہ تیری مخلوق میں تیری عبادت کے ساتھ عمل کرے تو خدا نے ان کی خواہشات کو رد کر دیا یہ کہہ کر کہ میں جو کچھ جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ ملائکہ نے کہا کہ یہ ان پر خدا کا عتاب ہے۔ تو عرش کی جانب پناہ لے گئے اور اس کے گرد طواف کرتے رہے۔ خدا نے اُن کو حکم دیا، کہ اُس خانہ مُرمر کے گرد طواف کریں جس کی چھت یا قوت مُرخ اور ستون زبرجد کے ہیں۔ اس میں ہر روز ستر ہزار ملک داخل ہوتے ہیں جو اس کے بعد روز و وقت معلوم تک اس میں داخل نہ ہوں گے۔

بقیہ از صفحہ ۶۸ پانی کا مکانا، زمین کی تعمیر، دواؤں اور غذاؤں کا عمل میں لانا، مہدنیات کا نکالنا اور جو کچھ دین و دنیا کی امارت سے متعلق ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں معنی سے عام ہے۔ اور یہ آخری معنی مختلف المعنی حدیثوں کا جامع ہے، ہو سکتا ہے کہ اس کے مثل حدیث سابق میں افضل افراد کا ذکر ہوا ہو اور سب کی تعلیم حضرت آدم سے ان کی قابلیت و علم کی زیادتی کے سبب سے متعلق ہوئی ہو۔ اور اگر لوگ اعتراض کریں کہ ملائکہ پر ان احتمالات کی بنا پر جو مذکور ہوئے حضرت آدم کی فضیلت کیونکر ظاہر ہوئی یا یہ اعتراض کہ حق تعالیٰ نے آدم کو تعلیم کر دیا تھا اور ملائکہ کو نہیں تعلیم کیا تو جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ آدم کو ملائکہ کے سامنے ایسے اجمال کے طریقہ پر تعلیم فرمایا ہو کہ ملائکہ بغیر تعلیم کے اس کے سمجھنے سے قاصر ہوں اور ملائکہ کے اس قول سے یہ مراد ہو کہ ہم اس چیز کو نہیں جانتے جس کی تعلیم تفصیل سے ہم کو نہیں ہوئی یا یہ کہ آدم کی تعلیم سے یہ مراد ہو کہ اُن کو امور کے استنباط کی قابلیت دی گئی تھی اور ملائکہ میں یہ صلاحیت نہ تھی۔ اس مسئلہ میں بہت سی وجہیں ہیں جن کے ذکر کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔ اور جو تفسیر کہ امام نے فرمائی ہے ان تکلفات کی محتاج نہیں۔ اور اس کی تائید میں دو سندوں کے ساتھ حضرت صادق سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم کو اپنی تمام جہتوں کے نام تعلیم کئے جو اس وقت عالم ارواح میں تھے اور اُن کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ مجھ کو اس جماعت کے ناموں سے آگاہ کرو اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ تم زمین میں اپنی تسبیح و تقدیس کے سبب سے آدم سے زیادہ خلافت کے حقدار ہو۔ فرشتوں نے کہا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا بِمَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ط (آیت سورہ بقرہ ۲۵۵) خدا نے آدم سے فرمایا کہ تم ان کو اس جماعت کے ناموں سے آگاہ کرو۔ جب آدم نے بتلایا تو فرشتے اس جماعت کے ناموں سے ان کی بزرگی و منزلت کے ساتھ آگاہ ہوئے اُس وقت مجھاکو وہ لوگ زیادہ سزاوار ہیں کہ زمین میں خدا کے خلیفہ ہوں اور اُس کی مخلوقات پر اُس کی حجت ہوں۔ پھر ان کی ارواح مقدسہ کو ان کی نگاہوں سے پوشیدہ کیا اور ان کی حجت و ولایت کا ملائکہ کو حکم دیا اور اُن سے کہا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمان و زمین کی پوشیدہ چیزوں کو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور پوشیدہ رکھتے ہو سب کو جانتا ہوں۔ ۱۶ منہ

امام نے فرمایا کہ روز وقت معلوم وہ ہے کہ جس روز صور بھونکیں گے تو شیطان پہلی اور دوسری دفعہ کے بھونکنے کے درمیان مرجائے گا۔ اور دوسری معتبر روایت میں منقول ہے کہ لوگوں نے انہی حضرت سے دریافت کیا کہ خانہ کعبہ کے طواف کی ابتدا کیوں کر ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ خدا نے جب چاہا کہ آدم کو خلق کرے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ قرار دوں گا تو دو فرشتوں نے کہا کہ کیا ایسے شخص کو خلیفہ قرار دے گا جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے تو ان کے اور نور عظمت الہی کے درمیان حجاب حاصل ہو گئے جس کو وہ پہلے مشاہدہ کیا کرتے تھے۔ اس وقت سمجھے کہ حق تعالیٰ ہمارے کلام سے غضبناک ہوا ہے۔ تو تمام ملائکہ سے مشورہ کیا کہ ہم کون سی تدبیر کریں اور کیونکر توبہ کریں ملائکہ نے کہا کہ ہم تمہارے لئے اس کے علاوہ توبہ کی کوئی سبیل نہیں سمجھتے کہ عرش کی جانب پناہ لو۔ انہوں نے عرش کی طرف پناہ لی یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور حجابات ان کے اور نور الہی کے درمیان سے اٹھا دیئے گئے۔ خدا نے چاہا کہ اسی روش سے اس کی عبادت کریں تو خانہ کعبہ کو زمین پر بنایا اور بندوں پر واجب کیا کہ اس کا طواف کریں اور بیت المعمور کو آسمان پر بنایا کہ ہر روز ستر ہزار ملائکہ اس میں داخل ہوتے ہیں اور پھر واپس نہیں ہوتے۔ اسی طرح قیامت تک داخل ہوتے رہیں گے۔

دوسری حدیث معتبر میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ملائکہ نے حضرت آدم کی خلافت کو بموجب ارشاد خداوندی قبول نہیں کیا۔ پھر سمجھے کہ ہم نے بُرا کیا تو پشیمان ہوئے اور عرش کی طرف پناہ لی اور استغفار کی تو خدا نے چاہا کہ اسی عبادت کی طرح اس کی بندگی کی جائے تو آسمان چہارم پر ایک مکان عرش کے برابر خلق کیا جس کو ضراح کہتے ہیں اور آسمان اول پر ایک مکان ضراح کے برابر بنایا جس کو معمور کہتے ہیں۔ اور خانہ کعبہ کو بیت المعمور کے برابر زمین پر بنایا اور آدم کو اس کے طواف کا حکم دیا۔ اس کے بعد ان کی توبہ قبول کی اور یہ سنت قیامت تک کے لیے جاری ہوئی۔

بسنہ معتبر دیگر منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار سے پوچھا کہ کس سبب سے خانہ کعبہ کا سات بار طواف مقرر ہوا؟ فرمایا اس لیے کہ حق تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ قرار دوں گا اور ملائکہ نے قبول نہیں کیا اور کہا کہ کیا تو زمین میں اس کو خلیفہ بنائے گا جو فساد و خونریزی کرے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جو کچھ جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اور ملائکہ کو حق تعالیٰ نے اپنے نور عظمت سے کبھی مجبور نہیں کیا تھا۔ لیکن اس سبب سے سات ہزار سال تک مجبور رکھا۔ تو فرشتوں نے عرش کی طرف پناہ اختیار کی پھر حق تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان کے لیے بیت المعمور کو جو آسمان چہارم پر ہے خلق فرمایا اور

بیت المعمور اور خانہ کعبہ کی بنا۔

اس کو مرجع و امن اہل آسمان قرار دیا اور خانہ کعبہ کو بیت المعمور کے نیچے بنایا اور اہل زمین کے لئے مرجع و محل ثواب و جائے پناہ قرار دیا۔ اس سبب سے سات بار طواف بندوں پر واجب ہوا اور ملائکہ کے ہر ہزار سال طواف کے بجائے بنی آدم پر ایک گردش طواف واجب فرمایا۔

حدیث معتبرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ملائکہ نے بنی آدم کے بارے میں فساد کا گمان اس لئے کیا کہ ایک جماعت کو وہ دیکھ چکے تھے جو پہلے زمین میں فساد و فحشاء میں مغموم تھے۔

بسنہ معتبرہ حضرت صادق سے منقول ہے کہ آپ سے لوگوں نے قول حق تعالیٰ وَ عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا کی تفسیر دریافت کی کہ خدا نے آدم کو کون کون چیزوں کے نام تعلیم کئے تھے فرمایا کہ زمینوں، پہاڑوں، دروں اور گھاٹیوں کے نام۔ پھر اس چٹائی کی طرف اشارہ فرمایا جو آنحضرت کے نیچے بچھی ہوئی تھی اور فرمایا کہ یہ بساط بھی اسی میں تھی۔

دوسری معتبرہ حدیث میں فرمایا کہ گھاٹیوں، گھاسوں، درختوں اور پہاڑوں کے نام تعلیم کئے۔ معتبرہ اور حسن سند کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر سے تفسیر قول حق تعالیٰ :-

وَفَخَّخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي کے بارے میں سوال کیا کہ وہ ایک روح تھی جسے خدا نے خلق فرما کر برگزیدہ کیا تھا تو اس کو اپنی طرف نسبت دی اور تمام رُوحوں پر فضیلت دی۔ پھر حکم دیا کہ اس روح میں سے آدم کے جسم میں پھونکیں۔ دوسری معتبرہ حدیث میں ہے کہ لوگوں نے پوچھا کہ وہ پھونکنا کیوں کرتھا؟ فرمایا کہ روح ہوا کے متحرک ہے۔ اسی سبب سے اس کو روح کہتے ہیں کہ وہ ریح سے مشتق ہے اور اس کی ہم جنس ہے۔ اس کو اپنی طرف اس لئے نسبت دی کہ اسے تمام رُوحوں پر برگزیدہ کیا تھا جس طرح ایک مکان کو تمام مکانوں پر برگزیدہ کر کے فرمایا کہ یہ میرا مکان ہے اور ایک پیغمبر کے بارے میں فرمایا کہ میرا خلیل ہے۔ اور یہ سب اس کی پیدا کی ہوئی، بنائی ہوئی، حادث اور ترتیب دی ہوئی اور تدبیر کی ہوئی ہیں۔

دوسری حدیث میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ اس آیت میں رُوح سے مراد قدرت ہے۔

انہی حضرت سے بسند معتبرہ منقول ہے کہ جب لوگوں نے اس آیت وَ فَخَّخْتُ لَكَ تفسیر دریافت کی تو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک مخلوق پیدا کی اور ایک روح پھر ایک ملک کو حکم دیا تو اس نے اس روح کو اس میں پھونک دیا۔ اور ان سب سے خدا کی قدرت میں کچھ کمی نہیں ہو سکتی۔

سجدہ آدم کے متعلق قرآنی آیتیں { خدا نے ایک جگہ قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ اس وقت کو یاد کرو جب کہ ہم نے ملائکہ سے کہا

لے مولف فرماتے ہیں کہ نور خدا سے مراد یا اس کے انوار معرفت ہیں یا ان معارف سے ملائکہ کا برطرف ہوجانا جس سے پہلے وہ متفیض ہوتے تھے یا اس کے عظمت و جلال کے انوار مراد ہوں جن کو عرض اور حجابوں میں ظاہر کیا ہے۔ ۱۶ منہ ملے آیت سورۃ بقرہ پ ۱۱۔

کہ آدم کے لیے سجدہ کرو۔ سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔ دوسری بات جو فرمایا ہے کہ یقیناً ہم نے تم کو یعنی تمہارے باپ کو خلق کیا اور اس کی صورت کو درست کیا۔ پھر ملائکہ کو ان کے سجدہ کا حکم دیا۔ سب نے سجدہ کیا مگر شیطان سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو سجدہ کرنے سے روکا جب کہ میں نے حکم دیا تھا اس نے کہا میں اُس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُس کو مٹی سے۔ خدا نے فرمایا کہ اتر جا آسمان سے یا بہشت سے تو نے تکبر کیا تیری ضرورت آسمان یا بہشت میں نہیں ہے۔ پس دوڑ ہو کیونکہ توبہ کے شک ذلیل و خوار ہے شیطان نے کہا مجھ کو اُس روز تک کی مہلت دے جس روز لوگ زندہ ہوں گے۔ فرمایا تجھ کو مہلت دی گئی۔ اُس نے کہا جب کہ تو نے مجھ کو گمراہوں میں شمار کیا یا اپنی رحمت سے ناامید کر دیا تو آدم کی اولاد کی تاک میں تیری راہ راست پر بیٹھوں گا تاکہ ان کو گمراہ کروں اور اُن کے آگے پیچھے، داہنے بائیں ہر سمت سے اُن کی طرف آؤں گا اور اُن میں سے اکثر کو اپنی نعمتوں پر تو شک گزار نہ پائے گا۔ فرمایا کہ بہشت سے نکل جا۔ تو مرد و ذلیل ہے۔ بیشک تجھ سے اور اُن سب سے جو تیری پیروی کریں گے جہنم کو بھروں گا۔ پھر تیسرے مقام پر فرمایا ہے کہ تحقیق کہ انسان کو بچ متغیر شدہ میں سے خشک مٹی سے پیدا کیا اور جنوں کو اُن سے پہلے آتش سوزندہ سے بنایا۔ اس وقت کو یاد کرو جب کہ تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں بچ متغیر شدہ یعنی سڑی ہوئی مٹی سے ایک بشر کو بناؤں گا پس جب اُس کو درست کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا تمام ملائکہ نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا اس سے کہ سجدہ کرے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ابلیس کیا ہوا تجھ کو کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔ کہا میرے لیے سزاوار نہ تھا کہ میں ایک بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے کثیف مٹی سے پیدا کیا۔ فرمایا کہ اچھا بہشت سے نکل جا۔ بے شک تو راندہ ہے اور سنگ (لامت) ملائکہ کا سنگسار، اور تجھ پر قیامت تک عالمین کی لعنت ہے۔ عرف کی پروردگار مجھے قیامت تک کی مہلت دے۔ فرمایا کہ تجھ کو یوم وقت معلوم تک مہلت ہے۔ کہا پروردگار! چونکہ تو نے مجھے گمراہ قرار دیا لہذا میں قسم کھاتا ہوں کہ زمین میں گناہوں کو اُن کی نظریں زینت دوں گا۔ اور بے شک ان سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے اُن بندوں کے جو مخلص ہیں۔ فرمایا کہ یہ ایک سیدھی راہ میری طرف ہے (یا مجھ پر ہے) کہ اپنے ان بندوں کو لوگوں پر ظاہر کروں گا جن پر تجھے ہرگز تسلط نہ ہو گا مگر یہ کہ گمراہوں میں جو تیری متابعت کرے گا۔ جو تجھے ستہ مقام پر فرمایا کہ اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا

مگر ابلیس نے کہا کہ کیا میں سجدہ کروں اس کے لیے جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا (پھر) کہا کہ اس آدمؑ کو جسے تو گرامی رکھتا ہے اور جس کو مجھ پر فضیلت دی ہے اگر میری موت کو قیامت تک ملتوی کر دے تو یقیناً اس کی اولاد کو گمراہ کروں گا سوائے چند لوگوں کے۔ خدا نے فرمایا کہ جا دور ہو۔ ان میں سے جو تیری پیروی کرے گا یقیناً اس کی جزا جہنم ہے جو تیری پوری پوری اور کامل شدہ جزا ہے۔ پھر تہدید کی بنا پر فرمایا کہ جا اور گمراہ کہ جس کو ان میں سے تو اپنی دعوت سے گمراہ کر سکے اور ان پر اپنے لشکر کے سوار و پیادوں کو جمع کر اور خود بھی ان کے مال و اولاد میں ان کا شریک ہو اور ان سے وعدہ کر۔ حضرت نے فرمایا کہ شیطان اپنے مکر و فریب کے ساتھ وعدہ کرتا ہے پھر فرمایا کہ خدا نے اُس سے کہا کہ یقیناً میرے مخلص بندوں پر تیری حکومت نہ چلے گی اور تیرا خالق اپنے ان مخلص بندوں کی کفر و گناہ سے محافظت و نگہبانی کے لیے کافی ہے۔ پانچویں مقام پر فرمایا کہ ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اور وہ جہنم میں سے تھا پس وہ فاسق ہوا اور اپنے پروردگار کے حکم سے باہر نکل گیا۔ چھٹی جگہ فرمایا ہے کہ اے رسولؐ یاد کرو جس وقت کہ تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں ایک نبی کو خاک سے بنانے والا ہوں جب اُس کو درست کر لوں اور اپنی روح اُس میں پھونک دوں تو اُس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔ تو سب ملائکہ نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔ خدا نے فرمایا اے ابلیس کون چیز اس شخص کے لئے سجدہ سے مانع ہوئی جسے میں نے اپنی قدرت و رحمت کے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔ آیا تو نے تکبر کیا یا اس سے بلند مرتبہ تھا۔ اس نے کہا میں اس سے افضل ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے خلق کیا اور اس کو خاک سے۔ خدا نے فرمایا کہ بہشت سے نکل جا کہ تو رجیم اور زندہ درگاہ اور سنگسار سنگ ملامت ہوا اور یقیناً تجھ پر روز جزا تک میری لعنت ہے۔ اس نے کہا خداوند مجھے اس روز تک کی مہلت دے جس روز کہ مردے قبروں سے زندہ ہو کر مبعوث ہوں گے۔ فرمایا کہ تجھ کو مہلت دی گئی روز وقت معلوم تک۔ اس نے کہا کہ تیرے عزت و جلال کی قسم ان سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔ فرمایا کہ میں حقیقی پروردگار ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ تجھ سے اور ان سب سے جو تیری پیروی کریں گے جہنم کو بھر دوں گا۔ یہ ہے آیات کے ظاہری لفظوں کا ترجمہ۔ اب ہم احادیث نقل کرتے ہیں تاکہ ہر آیت میں ابلیت کی تفسیریں ظاہر ہوں۔

سجدہ آدمؑ کے اسباب میں سے ایک اس پروردگار کا خطاب

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ منافقوں نے خدمت جناب رسالتؐ میں عرض کی کہ علیؑ افضل ہیں یا ملائکہ مقرر ہیں؟ فرمایا کہ ملائکہ خدا نے محمدؐ و علیؑ کی دوستی اور ان کی ولایت کے قبول کرنے کے سبب سے شرف پایا ہے اور بے شبہہ محتاجان علیؑ میں سے جس نے اپنے دل کو مکر و فریب، بغض و کینہ اور دیگر گناہوں سے پاک کیا وہ ملائکہ سے زیادہ پاک و بہتر ہے۔ اور خدا نے ملائکہ کو آدمؑ کے سجدہ کا اس لیے حکم دیا کہ وہ اپنی دانست میں سمجھ چکے تھے کہ جو مخلوق ان کے بعد دنیا میں آئے گی، ملائکہ اس سے دین و فضل میں بہتر ہوں گے۔ تو خدا نے اُن پر ظاہر کر دینا چاہا کہ انہوں نے اپنے گمان و اعتقاد میں غلطی کی ہے لہذا آدمؑ کو غلط کیا اور تمام اسماء اُن کو تعلیم کر کے ان کو ملائکہ پر پیش کیا اور ملائکہ ان تمام لوگوں کے پہچاننے سے عاجز رہے جن کے نام آدمؑ کو تعلیم کیے گئے تھے پھر آدمؑ کو حکم دیا کہ ملائکہ کو ان کے ناموں سے آگاہ کریں تاکہ علم میں آدمؑ کی فضیلت پہچنوا ئے پھر آدمؑ اور اُن کی ذریت کو جو رسولؐ اور اُس کے برگزیدہ بندے اور سب سے افضل و اعلیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اس کے بعد اُن کی آل پھر اُن کی امت میں سے نیک لوگوں کو بہشت سے باہر لایا اور اُن کو پہچنوا یا کہ یہ لوگ ملائکہ سے افضل ہیں بے شک یہی لوگ ان تکالیف شاقہ کے متحمل ہوں گے جو ان کو لازم کی گئی ہیں اور شیاطین کے مددگاروں سے متعز ہونے اور نفسِ امارہ سے مجاہدہ کرنے میں عیال کے بار کی تکلیف برداشت کرنے، روزی حلال طلب کرنے میں دنیا والوں سے بے پرواہ رہتے ہیں خطروں کی شدت، ڈاکوؤں چوروں ایسے دشمنوں اور ظالم بادشاہوں کے خوف اور اُن مصیبتوں سے جو اُن کو گلیوں ناہموار زمینوں اور پہاڑوں کے خطرناک راستوں میں اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے حلال روزی حاصل کرنے میں عارض ہوں گی، اپنی ذات کو مشقت میں ڈالیں گے اور ان مصائب و آلام سے مرنے کے بعد رہائی پائیں گے اور شیاطین سے قتال کریں گے اور ان کو دفع کریں گے اور اپنے نفسوں کے ساتھ جہاد کریں گے، اپنی خواہشات سے اُن مکر و ہات کو دفع کرنے میں جو کچھ خدا نے اُن میں ترکیب دی ہے مثل شہوتِ مجامعت، عزت و ریاست، کھانے، پہننے، فخر و غرور وغیرہ کے اور ابلیس لعین اور اس کے مددگاروں کی شدت اور بلاؤں کے برداشت کرنے میں مثل ان وسوسوں کے جو وہ شیاطین اُن کے دلوں میں ڈالیں گے اور خیالات فاسدہ جو اُن کے قلوب میں پیدا کریں گے، اور دشمنانِ خدا کی طعن و طنز، سازشیں اور ظالموں کی زبان سے دوستانہ خدا پر گالیاں سننے اور اُن شدتوں پر جو اُن کو اپنی طلبِ روزی کے لئے سفر کرنے میں پہنچیں گی، صبر کرنے میں اور اپنے دین کے دشمنوں سے بھاگنے میں اور طلبِ منافع میں جو اُن کو مخالفینِ دین سے

ملاؤں اور ان کے شیوہ فرشتوں سے افضل ہیں۔

شیطان ابلیس کے عادات و اخلاق

حاصل کرنا ضروری ہو گا۔ خدا نے فرمایا کہ اے میرے فرشتوں ان تکلیفوں اور خواہشوں سے بکری ہو۔ نہ شہوتِ جماع تم کو حرکت میں لاتی ہے اور نہ کھانے پینے کی خواہش تم کو کسی گناہ پر ابھارتی ہے۔ نہ دشمنانِ دین و دنیا کا خوف تمہارے دلوں میں تصرف کرتا ہے نہ شیطان ملکوتِ آسمان و زمین میں تم کو گمراہ کرنے میں مشغول ہو سکتا ہے۔ کیونکہ میں نے اپنی عصمت کے سبب سے تمہاری محافظت کی ہے۔ اے فرشتوں میں سے جس نے میری اطاعت کی اور ان آفتوں پریشانیوں اور بلاؤں میں اپنا دین قائم رکھا تو وہ میری حجت کی راہ میں چند چیزوں کا متحمل ہوا جس کے تم متحمل نہیں ہو سکتے، اور مجھ سے نزدیک ہونے میں کوشش کی ان محنتوں کے سبب سے جو تم کو نہیں کرنا پڑی۔ امام نے فرمایا کہ خدا نے اپنے فرشتوں کو امت محمد و شیعہ ایمان المؤمنین اور ان کے جانشینوں کے نیک لوگوں کی فضیلت کو پہنچایا اور ان کا اپنے محبوب کی حجت کی راہ میں سختیوں اور بلاؤں کا برداشت کرنا بیان کیا جس کے ملائکہ متحمل نہیں ہو سکتے اور ذریتِ آدم کے پرہیزگاروں کا ملائکہ پر فضیلت میں امتیاز کرایا۔ اس سبب سے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں۔ چونکہ یہ خلایق انوارِ الہی پر مشتمل ہے یعنی یہ لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ اور فرشتوں کا سجدہ آدم کے لیے نہ تھا بلکہ آدم تو ان کے قبلہ تھے ان فرشتوں نے سجدہ خدا کے لیے کیا۔ اور خدا نے حکم دیا تو ان کی جانب فرشتوں نے ان کی تعظیم و بزرگی کے لیے سجدہ میں رُخ کیا۔ کیونکہ خدا کے سوا کسی اور کے لیے سجدہ کرنا کسی کو سزاوار نہیں کہ جو مصنوع کہ خدا کی طرف کرتا ہے اس کے سوا کسی اور کے لیے بھی کرے اور سجدہ کرنے میں اسکی تعظیم کرے جس طرح کہ خدا کے لیے کرتا ہے۔ امام نے فرمایا کہ اگر سوائے خدا کے کسی کے لیے میں سجدہ کا حکم دیتا تو بے شک اپنے جاہل اور ضعیف الاعتقاد شیعوں اور پیرومی کرنے والوں کو حکم دیتا کہ وہ ان علماء کے لیے سجدہ کریں جنہوں نے وصی رسول خدا کے علوم کی تحصیل میں کوشش کی ہے اور اپنے دلوں میں بعد رسول خدا بہترین خلقِ امیر المؤمنین سے خالص محبت رکھی ہے۔ اور حقوقِ خدا کے اظہار کی تصریح کے سبب بلائیں اور تکلیفیں برداشت کی ہیں اور ان مصیبتوں کی وجہ سے جو ہمارے حق کے سبب سے ان پر ظاہر ہوئیں انہوں نے روگردانی نہیں کی۔

پھر اسی تفسیر میں لکھا ہے کہ امام نے فرمایا کہ جب امام حسین علیہ السلام کا اور ان لوگوں کا جو آنحضرت کے ساتھ تھے امتحان لیا گیا اس لشکرِ شقاوت اثر کے ذریعہ سے جس نے ان کو شہید کیا اور ان کے سر ہائے مبارک کو اپنے ساتھ لے گئے اس وقت امام مظلوم نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ میں نے اپنی بیعت تم لوگوں سے اٹھالی۔ لہذا تم لوگ اپنے عزیزوں

قبیلوں اور اپنے دوستوں کے پاس چلے جاؤ اور اپنے مردانہ اہلیت سے فرمایا کہ تم پر اپنی جدائی میں نے حلال کر دی کیونکہ تم لوگ اس جماعت سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ یہ لوگ تم سے کہیں زیادہ ہیں اور اُن کی قوت و ارادہ بھی تم سے زیادہ ہے۔ اور صرف میں اُن کا مقصود ہوں، ان کو دوسروں سے کوئی غرض و واسطہ نہیں ہے۔ مجھ کو ان میں چھوڑ دو کہ حق تعالیٰ میری مدد کرے گا اور اپنی نگاہِ کرم سے مجھے محروم نہ رکھے گا جیسا کہ خدا کی عادت ہمارے گزرے ہوئے پاک لوگوں یعنی پیغمبروں اور وصیوں کے بارے میں رہی ہے۔ پس اگر آپ کے لشکر سے بہت سے لوگ جدا ہو گئے اور حضرت کے قریبی رشتہ داروں نے چلے جانے سے قطعی انکار کیا اور کہا کہ ہم تو آپ سے ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ ہم کو وہی تکلیفیں ہوں گی جو آپ کی ہوں گی اور وہی صدمہ پہنچے گا جو آپ کو پہنچے گا۔ خدا کی بارگاہ میں ہماری قدر و منزلت اسی میں ہے کہ ہم ہر حال میں آپ کی خدمت میں رہیں۔ حضرت سید الشہداءؑ نے فرمایا کہ اگر اپنی جانوں کو تم لوگ اُس پر چھوڑ چکے ہو جس پر میں نے چھوڑ رکھا ہے تو سمجھ لو کہ حق تعالیٰ بندوں کو منازلِ عالیہ نہیں بخشتا مگر کمروہات و بیہوی برداشت کرنے کے سبب سے۔ اگرچہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اُن مراتب سے مخصوص فرمایا ہے جن سے میرے بزرگوں کو مخصوص فرمایا تھا جو گزر گئے اور میں اُن میں آخر ہوں۔ اور چند مراتب جو مجھ پر سہل ہو گئے ہیں باوجود ان کے تکلیفوں کا برداشت کرنا ضروری ہے لیکن تمہارے لیے بھی خدا کی کرامتوں میں حصہ ہے یہ سمجھ لو کہ دنیا شیریں و تلخ ان چند باتوں کی طرح ہے جن کو کہ کوئی شخص خواب میں دیکھے اور بیداری آخرت میں ہے۔ اور کامیاب وہ ہے جو آخرت میں کامیاب ہو، اور بدبخت وہ ہے جو آخرت میں محروم و شقی ہے۔ اے ہمارے شیعوں، دوستوں اور طرفداروں کے گروہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو اپنے سب سے پہلے امر کی خبر دوں تاکہ تم پر اُن سختیوں کا برداشت کرنا آسان ہو جائے جو کچھ تم نے اپنے اوپر قرار دے لیا ہے؟ سب نے عرض کی ہاں یا بن رسول اللہ! ارشاد فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ بیشک جب حق تعالیٰ نے آدم کو خلق کیا اور اُن کو درست کیا اور تمام چیزوں کے نام اُن کو سکھا دیئے اور ملائکہ کے سامنے اُن کو پیش کیا اور محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کے پانچوں جسموں کو آدم کی پشت میں قرار دیا حالانکہ اُن کے انوارِ مقدسہ تمام آفاق آسمان و عرش و کرسی کے حجابات میں ضیا بخش تھے؛ خدا نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کو اُن کی تعظیم کیلئے سجدہ کریں کیونکہ اُن کو فضیلت دی ہے اس سبب سے کہ ان کو ان اجسامِ مطہرہ کا ظرف قرار دیا ہے کہ جن کے انوارِ تمام آفاق کو گھیرے ہوئے ہیں پس سب نے سجدہ کیا سوئے ابلیس کے

جس نے انکار کیا اس سے کہ تواضع کرے جلالِ عظمتِ خدا کے لئے یا ہم اہل بیتؑ کے انوار کے لئے حالانکہ جمیع ملائکہ نے ہمارے انوار کے لئے اپنے عجز کا اظہار کیا اس نے انکار کی بنا پر تکبر اور سرکشی کی اس کا غرور کا فروں کا غرور تھا۔

حضرت علی بن الحسین علیہم السلام نے فرمایا کہ مجھے میرے پدر بزرگوار نے اپنے پدر بزرگوار کی سند سے خبر دی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے بندگانِ خدا جب خداوندِ عالم نے ہمارے انوار کو عرش سے حضرت آدمؑ کی پشت میں منتقل فرمایا تو انہوں نے ایک نورِ عظیم اپنی پشت سے جلوہ گرہ دیکھا، عرض کی پروردگار! یہ انوار کون ہیں خدا نے فرمایا کہ یہ چند اجسام ہیں جن کو میں نے بہترین جگہ اپنے عرش سے تمہاری پشت میں منتقل کیا ہے، اور ان ہی کے سبب سے میں نے فرشتوں کو تمہارے سجدہ کا حکم دیا کیونکہ تم کو ان انوار کا حامل قرار دیا ہے۔ آدمؑ نے کہا کہ پروردگار! کیا اچھا ہوتا کہ ان انوار کو میرے لئے ظاہر فرماتا، حق تعالیٰ نے فرمایا کہ عرش کی جانب نظر کرو جب آدمؑ نے نگاہ کی ہمارے انوار آدمؑ کی پشت سے نکل کر عرش پر چمکنے لگے اور وہاں ہمارے جسموں کے انوار کی صورتیں چھپ گئیں جس طرح سے کہ انسان کا چہرہ آئینہ میں صاف طور سے نمایاں ہوتا ہے۔ تو جب آدمؑ نے ہمارے جسموں کو عرش پر دیکھا، پوچھا کہ یہ جسم کیسے ہیں۔ فرمایا کہ اے آدمؑ یہ بہترین مخلوقات اور میرے پیدا کیے ہوؤں کے جسم ہیں۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور میں حمید محمود ہوں جو کچھ کروں یعنی مخلوقات کیلئے میرا ہر فعل قابلِ حمد ہے۔ اور اس کے لئے اپنے نام سے ایک نام مشتق کیا۔ اور یہ علیؑ ہے اور میں اعلیٰ اور عظیم ہوں۔ اس کے لئے بھی اپنے ناموں میں سے ایک نام کا اشتقاق کیا اور یہ فاطمہؑ ہے اور میں فاطر اور آسمان و زمین کو نور سے پیدا کرنے والا۔ اور فاطمہؑ قیامت میں میرے دشمنوں کو میری رحمت سے علیحدہ کرنے والی ہے اور میرے دوستوں سے عیوب اور بُرائی کو الگ کرنے والی ہے۔ اُس کے لئے بھی ایک نام میں نے اپنے نام سے مشتق کیا۔ اور یہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور میں محسن ہوں۔ مجملان کے لئے بھی اپنے ناموں میں سے نام مشتق کیے۔ یہ لوگ میری مخلوق میں برگزیدہ ہیں اور میرے بندوں میں سب سے گرامی ہیں۔ انہی کے ذریعہ سے اپنی عبادت قبول کروں گا اور بندوں کو بخشوں گا۔ اور عذاب کو ثواب عطا کروں گا۔ اے آدمؑ ان کے ذریعہ سے میری طرف توسل اختیار کرو اور اگر تم سے کوئی مکروہ امر صادر ہو جائے تو ان کو میری بارگاہ میں شفیع قرار دو کیوں کہ میں نے اپنے حق کی قسم کھائی ہے کہ ان کے ذریعہ سے کسی اُمیدوار کو نا اُمید نہ کروں گا اور کسی سائل کو جو اُن کی شفاعت کے ذریعہ سے سوال کرے گا واپس نہ کروں گا۔ جب اُن سے ترکِ اولیٰ صادر ہوا تو انہوں نے

ان کے ذریعہ سے التجا کی اور ان کی توبہ قبول ہوئی۔

بند معتبر موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک یہودی حضرت امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں آیا اور دوسرے پیغمبروں کے معجزات کے مثل حضرت رسولؐ کے معجزات کا سائل ہوا اور کہا کہ جب حق تعالیٰ نے فرشتوں کو آدمؑ کے سجدہ کے لیے حکم دیا تو کیا محمدؐ کی وجہ سے ایسا حکم دیا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ایسا ہی تھا لیکن اُن کے سجدے عبادت کے سجدے نہ تھے کہ خدا کے علاوہ آدمؑ کی پرستش ملائکہ نے کی بلکہ آدمؑ کی فضیلت کا ایک اقرار تھا اور خدا کی جانب سے آدمؑ کے لیے ایک رحمت تھی جو محمدؐ کے ذریعہ سے عطا ہوئی جو اُن سے افضل ہیں۔ تحقیق کہ خدا نے ان پر صلوات بھیجی اپنے جبروت میں اور سب کے سب فرشتوں نے بھی صلوات بھیجی اور مومنوں کو حکم دیا کہ ان پر صلوات بھیجیں پس یہ فضیلت زیادہ ہے آدمؑ کی فضیلت سے جو اُن کو عطا کی گئی۔

بند معتبر حضرت امام رضاؑ سے اُن کے آبائے طاہرین کے اسناد سے حضرت امیر المؤمنینؑ سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبرانِ مرسل کو ملائکہ پر فضیلت دی ہے اور مجھ کو تمام پیغمبروں اور مرسلوں پر فضیلت دی ہے اور میرے بعد اے علیؑ تم کو اور تمہاری ذریت میں اماموں کو فضیلت دی ہے۔ پھر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق کیا اور ہم لوگوں کو اُن کی پشت میں امانت سپرد کیا۔ پھر ملائکہ کو حکم دیا کہ ہماری تعظیم و بزرگی کے سبب سے اُن کو سجدہ کریں۔ لیکن اُن کا سجدہ کرنا خدا کے لیے اپنی عبودیت و بندگی کا اظہار تھا اور آدمؑ کو بزرگ سمجھنے کی حیثیت سے تھا۔ اور وہ سجدہ اطاعت تھا اس لیے کہ ہم ان کے صلب میں تھے پس کیونکر ہم ملائکہ سے بہتر نہ ہوں گے حالانکہ تمام ملائکہ نے آدمؑ کو سجدہ کیا ہے

سے مؤلف فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حضرت آدمؑ کے لئے ملائکہ علیہم السلام کا سجدہ عبادت اور پرستش کی حیثیت سے نہ تھا کیونکہ سجدہ غیر خدا کے لئے شرک و کفر ہے۔ درحقیقت اس سجدہ کے بارہ میں تین اقوال ہیں اول یہ کہ سجدہ خدا کے لئے تھا اور آدمؑ قبلہ تھے جس طرح لوگ کعبہ کی طرف رخ کر کے خدا کو سجدہ کرتے ہیں جیسا کہ حدیث اول اس پر دلالت کرتی ہے دوم یہ کہ سجدہ سے مراد خضوع و اطاعت تھی نہ کہ سجدہ متعارف اگرچہ لغت کے لحاظ سے یہ معنی صحیح ہیں لیکن بہت سی حدیثوں کے ظاہری معنی بلکہ بعض صریح حدیثیں اس کے خلاف شہادت دیتی ہیں۔ سوم یہ کہ تعظیم و تکریم آدمؑ کے لیے حقیقی سجدہ تھا اور دراصل عبادت خدا میں شامل تھا چونکہ اس کے حکم سے واقع ہوا تھا یہ اکثر حدیثوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ غرض ثابت ہوا کہ غیر خدا کے لیے سجدہ عبادت کے قدر سے کفر ہے اور غیر حکم خدا تعالیٰ کے قدر سے فسق ہے بلکہ سابقہ امتوں میں سجدہ تعظیم جائز ہونے میں احتمال ہے اور اس اُمت میں تو حرام ہے۔ اور بہت سی حدیثیں غیر خدا کے سجدہ کی ممانعت میں وارد ہوئی ہیں جیسا کہ اس کے بعد مذکور ہیں۔ ۱۷۰ منہ

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ آیا غیر خدا کے لئے سجدہ کرنا جائز ہے؟ فرمایا ہرگز نہیں۔ پوچھا کہ پھر کیونکر خدا نے ملائکہ کو آدمؑ کے سجدہ کا حکم دیا؟ فرمایا کہ جو شخص کہ خدا کے حکم سے سجدہ کرتا ہے تو اس کا سجدہ خدا کے لئے ہے۔ پھر ابلیس کے متعلق دریافت کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ابلیس بندہ تھا اس کو خدا نے پیدا کیا تھا تا کہ وہ اُس کی عبادت کرے اور اس کی بیکٹی کا اقرار کرے حالانکہ جانتا تھا، کہ وہ کون ہے کیا ہے اور اُس کا انجام کیا ہو گا۔ وہ ہمیشہ فرشتوں کے ساتھ خدا کی عبادت کرتا تھا یہاں تک کہ اُس کا امتحان سجدہ آدمؑ کے ذریعہ سے لیا گیا تو اُس نے حسد اور اُس شقاوت کے سبب سے جو اُس پر غالب تھی، سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ تو خدا نے اُس پر لعنت کی اور صفوف ملائکہ سے خارج کر دیا اور مردود کر کے زمین کی طرف نکال دیا تو وہ آدمؑ اور اُن کی اولاد کا دشمن ہو گیا۔ اس کو فرزندِ آدمؑ پر کوئی اختیار نہیں ہے سوائے اس کے کہ ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالے اور خدا کے راستہ سے گمراہ کرے۔ اور باوجود اس نافرمانی کے اس کو خدا کی ربوبیت کا اقرار ہے۔ دوسری معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ ابولہیر نے انہی حضرت سے پوچھا کہ آدمؑ کے لئے ملائکہ نے سجدہ کیا اور اپنی پیشانیوں کو زمین پر رکھا؟ فرمایا کہ ہاں۔ آدمؑ کے لئے خدا کی جانب سے یہ بزرگی تھی۔ دوسری معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت امام علی نقیؑ نے فرمایا کہ آدمؑ کو فرشتوں کا سجدہ آدمؑ کے لئے نہ تھا بلکہ خدا کی فرمانبرداری تھی، اور اُن کی طرف سے آدمؑ کے لئے ایک حجت تھی۔

بسندید صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے شیطان کو حضرت آدمؑ کے سجدہ کا حکم دیا اُس نے کہا تیری عزت کی قسم اگر تو مجھے آدمؑ کے سجدہ سے معاف رکھے تو تیری ایسی عبادت کروں گا کہ کسی نے نہ کی ہوگی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری ایسی عبادت کی جائے جو مجھے پسند ہے۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدمؑ کے لئے سجدہ کریں اور ابلیس نے اپنے ولی حسد کو ظاہر کر کے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو خدا نے اس پر عتاب فرمایا کہ کون چیز تجھ کو سجدہ کرنے سے مانع ہوئی؟ کہا میں اس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا اور اُس کو خاک سے۔ حضرتؑ نے فرمایا پہلے جس نے کہ قیاس کیا وہ شیطان تھا۔ اس نے تکبر کیا۔ اور پہلی مصیبت وہی تکبر تھا۔ ابلیس نے کہا خداوندِ اچھ کو سجدہ آدمؑ سے معاف رکھ۔ پھر میں تیری ایسی عبادت کروں گا کہ کسی ملک مقرب اور پیغمبر مرسل نے نہ کی ہوگی۔ خدا نے فرمایا کہ مجھ کو تیری عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے بندے میری عبادت

اس طرح کریں جس طرح مجھے پسند ہو نہ اس طرح جیسا کہ تو چاہتا ہے۔ بہشت سے نکل جا کیونکہ تو رجم ہے اور تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے۔ ابلیس نے کہا کہ پروردگار! کیا تو مجھے میرے عمل کے ثواب سے محروم فرماتا ہے حالانکہ تو عادل ہے تو ظلم نہیں کرتا۔ فرمایا کہ نہیں۔ لیکن جو کچھ اپنے عمل کے ثواب کا عوض تو چاہے مجھ سے امور دنیا سے مانگ لے میں تجھ کو عطا کروں گا اس نے پہلی چیز قیامت تک کی زندگی طلب کی خدا نے فرمایا میں نے عطا کی۔ اس نے کہا مجھے فرزندِ آدم پر مسلط کروے فرمایا یہ بھی قبول کیا۔ کہا ایسا اختیار مجھے عطا کر کہ فرزندِ آدم کے رگ و ریشہ میں خون کے مانند جاری ہو سکوں فرمایا کہ یہ بھی منظور۔ کہا اگر اُن کو ایک فرزند ہو تو میرے لئے دو پیدا کیئے جائیں میں اُن کو دیکھوں لیکن وہ مجھے نہ دیکھ سکیں۔ اور جس صورت پر چاہوں اُن کے لئے مشکل ہو سکوں۔ فرمایا کہ تجھ کو یہ تمام اختیارات دیئے۔ اُس نے کہا پروردگار! اور زیادہ عطا فرما۔ ارشاد ہوا کہ ان کے سینوں کو تیرا اور تیری ذریت کا وطن اور منزل قرار دیا۔ کہا بس پالنے والے اتنا کافی ہے۔ اس وقت شیطان نے کہا کہ تیرے عزت و جلال کی قسم سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے خالص بندوں کے۔ اور اُن کے سامنے، پیچھے، داہنے اور بائیں سے اُن کو گھیروں گا اور تو اُن میں سے اکثر کو شکر کرنے والا نہ پائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ سامنے سے گھبرنے کا یہ مطلب ہے کہ آخرت کے معاملہ میں شک ڈالتا ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ نہ کوئی بہشت ہے نہ دوزخ، نہ حشر نہ نشر۔ اور پیچھے سے آنے کا یہ مقصد ہے کہ دنیا کے معاملہ میں آ کر اموال جمع کرنے کا حکم دیتا ہے اور صلہ رحم کرنے یا حقوق اللہ کو ادا کرنے یا اپنے اہل و عیال کی پرورش کرنے سے روکتا ہے اور انہیں قبیل پریشانی کی باتیں سکھاتا ہے۔ داہنے سے آنے کا یہ مطلب ہے کہ دین کے راستہ پر آتا ہے تاکہ جو لوگ دین باطل پر ہیں ان کی نگاہوں میں اس کو اور زینت دیدے۔ اگر راہ ہدایت پر گامزن ہیں تو ان کو اس سے علیحدہ کر دے۔ اور بائیں سے یہ مطلب ہے کہ لذتوں اور شہوتوں میں انسان کو منہمک کرتا ہے۔

حسن سند کے ساتھ آنحضرت سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے شیطان کو وہ قوت جو اس نے طلب کی تھی عطا فرمائی تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا پروردگار! تو نے شیطان کو میرے فرزندوں پر مسلط فرمایا اور اس کو مانند خون کے ان کی رگوں میں جاری کر دیا اور بخشا اس کو جو کچھ کہ بخشا۔ اب مجھ کو اور میرے فرزندوں کو کیا عطا فرماتا ہے؟ فرمایا کہ تجھ کو اور تیرے فرزندوں کے لئے یہ مقرر کیا کہ اُن کے ایک گناہ کو ایک، اور ایک نیکی کو دس کے برابر شمار کروں گا۔ کہا پروردگار! اور زیادہ کر۔ فرمایا کہ ان کی توبہ قبول کروں گا یہاں تک کہ جان

ان کے خلق تک پہنچے عرض کی بار الہا اور زیادہ عطا فرما۔ ارشاد ہوا ان کے گناہوں کو بخش دوں گا اور ان کی برائیوں کی پرواہ نہ کروں گا آدمؑ نے کہا بس میرے لیے کافی ہے راوی نے کہا یا حضرت آپ پر میری جان فدا ہوا ابلیس کس عمل کے سبب سے اس کا مستحق ہوا کہ حق تعالیٰ نے اس کو اس قدر اختیارات عطا فرمائے فرمایا کہ دو رکعت نماز کے عوض جسے اس نے آسمان پر چار ہزار سال میں تمام کی تھی۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ حضرت آدمؑ نے مناجات کی کہ پروردگار! تو نے شیطان کو مجھ پر اور میری اولاد پر مسلط کر دیا اور اس کو ہماری رگوں میں مانند خون کے جاری کیا میرے لیے کیا قرار دیتا ہے فرمایا کہ اے آدمؑ تیرے فرزندوں میں سے جو گناہ کا قصد کرے گا وہ نہ لکھا جائے گا اور اگر گناہ کرے گا تو ایک گناہ لکھا جائے گا اور جو شخص نیکی کا ارادہ کرے گا اور وہ نیکی عمل میں نہ لائے گا (جب بھی) اس کے لیے ثواب لکھا جائے گا اور اگر وہ نیکی عمل میں لائے گا تو اس کے لیے دس ثواب لکھے جائیں گے عرض کی خداوند! اور زیادہ عطا فرما، فرمایا کہ ان میں سے جو شخص کوئی گناہ کرے گا اگر توبہ کر لے گا تو اس کو بخش دوں گا عرض کی پروردگار! اور زیادہ کر فرمایا کہ دروازہ توبہ ان کے لیے اس وقت تک کھلا رہے گا کہ ان کی جان انکے خلق تک پہنچے عرض کی کہ بس میرے لیے کافی ہے۔

واضح ہو کہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا ابلیس ملائکہ میں سے تھا یا انہیں بتنگین و مضمرین خاصہ و عامہ کے درمیان یہ مشہور ہے کہ وہ ملائکہ میں سے نہ تھا بلکہ قوم جن سے تھا علمائے امامیہ میں سے شاذ و نادر اور علمائے عامہ میں سے بعض قائل ہیں کہ وہ ملائکہ سے تھا لیکن حق یہ ہے کہ وہ ملائکہ سے نہ تھا بلکہ چونکہ بظاہر ملائکہ کے ساتھ رہتا تھا اور ان میں مخلوط تھا اس لئے جو خطاب ملائکہ سے ہوتا تھا وہ بھی اسی میں شامل ہوتا تھا جیسا کہ حدیث صحیح میں منقول ہے کہ جمیل نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ ابلیس ملائکہ سے تھا یا جن میں سے۔ فرمایا کہ ملائکہ گمان کرتے تھے کہ انہیں میں سے ہے جب اس کو سجدہ آدمؑ کا حکم دیا تو اس سے صادر ہوا جو کچھ کہ صادر ہوا۔

بند معتبر دیگر منقول ہے کہ ان ہی حضرت سے جمیل نے پوچھا کہ ابلیس ملائکہ سے تھا یا آسمان کے امور میں سے کسی چیز کا متولی تھا فرمایا کہ فرشتہ نہ تھا لیکن ملائکہ سمجھتے تھے کہ انہیں میں سے ہے اور آسمان کے امور میں سے کوئی امر اس کے متعلق نہ تھا اور اُسے کوئی خاص بزرگی نہ تھی جمیل نے کہا کہ میں طیارے کے پاس گیا اور جو کچھ امام سے سنا تھا بیان کیا انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ کیوں کروہ فرشتوں سے نہ تھا حالانکہ خدا نے ملائکہ سے کہا کہ آدمؑ کے لئے سجدہ کرو اگر وہ ملائکہ میں سے نہ ہوتا تو خدا کی نافرمانی کا الزام اس پر صحیح نہیں ہو سکتا پھر طیاران حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ حق تعالیٰ جس جگہ اسے مومنوں کا گروہ فرماتا ہے آیا اس میں منافقین بھی داخل ہیں فرمایا کہ ہاں

انسان پر خدا کی بخشش

ابلیس مومنوں میں سے تھا یا فرشتہ

منا فیتین گمراہ لوگ اور ہر وہ شخص جو بظاہر ایمان کا اقرار کرتا ہے سب داخل ہیں۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ابو سعید خدری نے حضرت رسولؐ سے قول خدا کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا کہ اس نے ابلیس سے فرمایا تھا۔ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ۔ سورہ ص ص ۳۶ آیت۔ یعنی کیا تو نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے تکبر کیا یا بلند مرتبہ لوگوں میں سے ہو گیا پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں جو ملائکہ سے بلند تر ہیں رسولؐ خدا نے فرمایا کہ وہ بلند مستبیاں علیٰ فاطمہ حسن اور حسینؑ ہیں ہم آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال قبل میرے پردہ عرش میں تھے اور خدا کی تسبیح کرتے تھے۔ ملائکہ ہماری تسبیح سن کر اُسی طرح سے خدا کی تسبیح کرتے تھے جب خدا نے آدمؑ کو خلق کیا فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں اور ہم لوگوں کو سجدہ کا حکم نہ دیا۔ شیطان کے سوا سب فرشتوں نے سجدہ کیا خدا نے فرمایا کہ آیا تو نے تکبر کیا یا بلند رتبہ لوگوں سے ہے یعنی ان پانچ شخصوں میں سے جن کے نام عرش کے پردہ پر لکھے ہوئے تھے۔

دوسری حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ جب ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور آسمان سے نکال دیا گیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ ملائکہ کے پاس جاؤ اور کہو، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَدُمُ گئے اور سلام کیا انہوں نے جواب میں کہا وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ جب اپنے مقام پر واپس آئے تو ارشاد ہوا کہ یہ سلام تمہارے اور تمہاری ذریت کے لیے قیامت تک سنت ہے۔

سند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پہلے جس نے کہ قیاس کیا شیطان تھا اپنے نفس کو آدمؑ سے بہتر قیاس کیا اور کہا کہ مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا اور آدمؑ کو خاک سے خلق فرمایا اُس جو ہر کی عظمت کا آگ سے قیاس کرتا جس سے آدمؑ کی رُوح مخلوق ہوئی تھی تو بے شک اس کا نور آگ سے زیادہ پاتا۔

دوسری معتبر سندوں کے ساتھ آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ اول جس نے کہ قیاس کیا شیطان تھا جس وقت کہ اس نے کہا خَلَقْتَنِي مِنْ تَابَرٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ۔ (سورہ ص ص ۳۶ آیت) یعنی مجھ کو آگ سے اور آدمؑ کو تو نے خاک سے پیدا کیا یعنی آگ اور مٹی کے درمیان قیاس کیا اور اگر آدمؑ کی نورانیت اور آگ کی نورانیت میں قیاس کرتا تو یقیناً دونوں نور کے مابین فضیلت کی تمیز کرتا اور نور آدمؑ کی ضیا سے آگ کے نور کو کیا نسبت لے

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ ابلیس پر ابلیس نے اس قیاس میں طرح طرح کی غلطی کی۔ اول یہ کہ تفصیل و اشرفیت کی منشاء کو اصل قرار دیا اور یہ معلوم نہیں ہے۔ دوم یہ کہ اصل جسد کو شرافت کا معیار قرار دیا حالانکہ فضائل و کمالات کا تعلق رُوح سے ہے اور آدمؑ کی رُوح مقدس نور معرفت و علم و حکمت اور تمام کمالات سے آراستہ تھی۔ (باقی ص ۸۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔)

بند معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اول زمین کا ٹکڑا کہ جس پر خدا کی عبادت کی گئی
پشت کو فو تھا جو نجف اشرف ہے جب کہ خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں تو فرشتوں
نے اسی جگہ سجدہ کیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے جو کفر خدا کے ساتھ کیا گیا اس
وقت تھا جب کہ خدا نے آدمؑ کو خلق کیا تو شیطان کا فرہو کہ حکم خدا کو رد کر دیا اور سب سے
پہلے جو حسد زمین پر کیا گیا قابیل کا ہابیل پر حسد تھا۔ اور سب سے پہلے جو حرص

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کیونکہ نور اس چیز کو کہتے ہیں جو چیزوں کے ظاہر ہونے کا سبب ہوتا ہے لہذا جناب اقدس الہی کو جو تمام
اشیاء کے وجود و ظہور کا مبداء ہے نور لا نور کہتے ہیں اور علم کو جو نہ نفس پر اشیاء کے ظہور کا سبب ہوتا ہے انوار کہتے
ہیں اسی طرح تمام کمالات کو جو نہ اس شخص کے امتیاز و ظہور کا سبب ہوتے ہیں جو ان کمالات سے متصف ہوتا ہے
اور اثر ہائے خیر کا مبداء ہوتے ہیں اس لیے انوار کہتے ہیں اور آگ کا نور ایک نور ہے جو تمام نوروں سے زیادہ بے ثبات
اور ناقص تر ہوتا ہے اور اس سے نفع حاصل کرنا محسوس کے مربی ہونے پر اور احساس کرنے والے کے مینا ہونے پر موقوف ہے
اور جو جرم کہ اس کے ضیئت پاتا ہے جل جاتا ہے تاکہ نور بجھے اور بہت جلد خاموش ہو جاتا اور بجھ جاتا ہے اور اس میں سوائے راکھ
کے کچھ نہیں رہتا پس ان احادیث شریفہ میں اس جہت سے آگ کے نور پر آدمؑ کے نور کا امتیاز ہوا ہے۔ سو ہم یہ کہ شیطان
نے آگ کو خاک سے اشرف سمجھا اور یہ بھی عین غلطی تھی کیونکہ تمام کمالات اور امور غیر مہمہ فیاض کی جانب سے فائض
ہوتے ہیں اور اگرچہ شعلگی اور عجز ممکن مادوں میں زیادہ ہے لیکن امور خیر میں اضافہ کی قابلیت بھی بہت
ہے اور چونکہ آگ نے جس کو معمولی نور عطا ہوا سرکشی اور بلند پروازی جلنا اور گھٹلنا شروع کیا اس
لیئے اس کو فوراً مذلت کی راکھ پر بٹھا دیا اور سرکشی کے شیطان کو جس نے اس کے سبب سے فخر کیا راندہ
ازل وابد قرار دیا اور خاک جس نے کہ عجز و انکساری اختیار کی اور ہر نیک و بد سے پامال ہوئی اس کو خدا نے
ظاہری و باطنی رحمتوں کا محل و مقام قرار دیا ہر گل و لالہ و سبزہ کو اس سے آگایا اور ہر دانہ و طعام اور
وہ سبزہ جس میں کہ لذت و منفعت تھی اس سے وجود میں لایا پھر اس کو خلقت انسان کا مادہ جو اشرف
کنونات ہے قرار دیا اور اس کو عقل نورانی اور روح آسمانی و قلب رحمانی سے مزین فرمایا اور نہ ختم ہونے
والی ترقیوں کی قابلیت اس میں پوشیدہ کی یہاں تک کہ اس کو بلند آسمانوں اور روشن جرموں سے اشرف قرار
دیا اور خاک زمین کو عرش بریں کے آؤ پر لے گیا اور خدا کے بھیدوں کا محرم اور محفل کی مع اللہ کا بیٹھنے والا بنایا
اور وجود کے ملکوں کے بادشاہ کو اسے سپرد کیا اور علوم آسمان و زمین کے خزانوں کی کنجی اس کے ہاتھ میں دی
آگ کے سرپر سرکشی کے سبب سے خاک پڑی اور خاک عجز و انکساری کے سبب سے لامک کی مسجد اور
سرپر ہوئی اس مقام پر کافی گفتگو کی ضرورت ہے لیکن عدم گنجائش کے سبب سے اسی پر اکتفا کر کے
احادیث کے نقل کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔

کام میں لایا گیا آدم کا حرص تھا کہ بہشت کی نعمتوں کی زیادتی کے ساتھ ممنوعہ درخت میں سے کھایا اور ان کے حرص نے ان کو بہشت سے باہر کیا۔
انہی حضرات سے بسند معتبر منقول ہے کہ شیطان نے خدا سے سوال کیا کہ اس کو قیامت تک کی مہلت دے حق تعالیٰ نے اس کو روز وقت معلوم تک مہلت دی اور وہ وہ دن ہے جس روز کہ حضرت رسول خدا رجعت میں اس کو ایک پتھر کے نیچے ذبح کریں گے جو جو بیت المقدس میں ہے۔

دوسری معتبر سند سے منقول ہے کہ آنحضرت نے اسحق بن جریر سے فرمایا کہ تیرے اصحاب قول ابلیس کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ مجھ کو آگ سے تو نے خلق کیا اور آدم کو خاک سے عرض کی آپ پر خدا ہوں جیسی بات خدا نے قرآن میں ذکر کی ہے فرمایا کہ ابلیس نے جھوٹ کہا اے اسحق خدا نے اس کو آگ سے نہیں خاک سے خلق فرمایا تھا خدا فرماتا ہے کہ وہ خدا جس نے کہتا ہے لئے درخت بننے سے ایک آگ پیدا کی اور اس کو روشن کیا اسی آگ سے اُس نے ابلیس کو خلق کیا اس درخت کی اصل خاک سے ہے اور دوسری روایت میں فرمایا کہ تمام مخلوق خاک سے پیدا ہوئی ہے۔ لیکن شیطان میں آگ کا جزو زیادہ تھا۔

سید ابن طاووس علیہ الرحمہ نے بحوالہ صحف ادربین ذکر کیا ہے کہ جب شیطان نے کہا مجھ کو روز قیامت تک کی مہلت دے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں لیکن تجھ کو روز وقت معلوم تک کی مہلت دیتا ہوں جس روز کہ حتمی ارادہ کر چکا ہوں کہ زمین کو کفر و شرک و مباحی سے پاک کروں گا اور اس روز کے لئے چند بندوں کو انتخاب کروں گا کہ جن کے دلوں کا ایمان کے ساتھ امتحان کر چکا ہوں اور تقویٰ و اخلاص یقین و پرمہیز گاری خشوع و راست گوئی برآمداری اور وقار دنیا میں زہد اور آخرت کی رغبت سے ان کے دلوں کو پُر چکا ہوں وہ لوگ آخرت کا حق کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں اور حق کے ساتھ عدالت کرتے ہیں وہ لوگ میرے اولیاء اور دوست ہیں ان کے لئے میں نے راستی کے ساتھ ایک پیغمبر خلق کیا ہے جس کو برگزیدہ اور پسند کیا ہے اور ان لوگوں کو اس پیغمبر کا دوست و مددگار بنایا وہ لوگ ایک امت ہیں ان کو پیغمبر برگزیدہ اور امین اور پسندیدہ کے لئے اختیار کیا ہے اور اس وقت کو اپنے علم غیب میں پوشیدہ رکھا ہے وہ یقیناً واقع ہو گا اسی وقت تجھ کو اور تیرے لشکروں کے سوار و پیادوں کو ہلاک کروں گا جانچ کر میں نے مہلت دی روز وقت معلوم تک پھر خدا نے آدم سے فرمایا کہ اٹھو اور نظر کرو ان ملائکہ کی طرف جو تمہارے سامنے ہیں کہ یہ سب ان میں سے ہیں جنہوں نے تم کو سجدہ کیا ان سے کہو اَسْلَمْتُ عَلَيْكُمْ وَنَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ آدم بہ حکم خدا ان کے پاس آئے اور ان پر سلام کیا۔ ملائکہ نے کہا وَعَلَيْكُمْ

يَا اٰدَمُ وَاَسْرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ:- خداوند عالم نے فرمایا کہ اے آدمؑ قیامت تک کے لئے یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہے پھر آدمؑ کی ذریت کو ان کے صلب سے باہر لایا اور ان سے اپنی بیکتا ئی اور ربوبیت کا عہد لیا۔ آدمؑ نے اپنی ذریت میں سے ایک گروہ کو دیکھا کہ ان سے نور چمک رہا تھا پلو چھا کہ یہ کون لوگ ہیں خدا نے فرمایا کہ یہ تمہارے فرزندوں میں سے پیغمبر لوگ ہیں پوچھا کتنے ہیں فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ ان میں تین سو پندرہ مرسل ہیں پوچھا کہ ان میں آخر والوں کا نور کس لئے سب سے زیادہ ہے فرمایا کہ وہ سب سے بہتر ہیں پوچھا کہ وہ پیغمبر کون اور اس کا نام کیا ہے فرمایا کہ وہ محمدؐ ہے میرا رسول اور میرا امین و منجیب اور میرا ہمراز ہے میرا اختیار کیا ہوا اور برگزیدہ اور خالص کیا ہوا میرا دوست و محب ہے میری مخلوق میں سب سے زیادہ گرامی ہے اور سب سے زیادہ محبوب میرا سب سے زیادہ پیچانے والا۔ حلم و علم، ایمان و یقین، راستی و نیکی، عفت و عبادت، خشوع و ہیزگاری اور متابعت و فرمانبرداری میں سب سے بلند تر ہے اسی کے لئے اپنے حاملان عرش سے اور جوان سے زیادہ نیچے آسمان و زمین میں ہیں میں نے عہد لیا ہے کہ اس پر ایمان لائیں اور اس کی پیغمبری کا اقرار کریں اے آدمؑ تم بھی اس پر ایمان لاؤ تاکہ میرے نزدیک تمہاری فضیلت قرب و منزلت اور نور و وقار زیادہ ہو عرض کی کہ خدا اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا۔ ارشاد ہوا کہ اے آدمؑ فضیلت و کرامت تمہارے لئے میں نے واجب اور زیادہ کیا اے آدمؑ تم سب سے پہلے پیغمبر اور مرسل ہو اور تمہارا فرزند محمدؐ خاتم الانبیاء اور خاتم المرسلین ہے۔ وہی ہے جس کے لئے سب سے پہلے زمین تیار کی گئی وہی ہے جو سب سے پہلے قیامت میں مبعوث ہو گا اور وہی ہے جس کو سب سے پہلے میرے فرشتے لباسِ جنت پہنائیں گے اور سوار کر کے موقفِ قیامت کی طرف لائیں گے اور وہی ہے سب سے پہلا شفاعت کرنے والا اور وہی اول انسان ہے جس کی شفاعت قبول کی جائے گی وہی پہلا شخص ہے جس کے لئے بہشت کے دروازے کھولے جائیں گے اور وہی سب سے پہلے بہشت میں داخل ہو گا اے آدمؑ میں نے اسی کے ساتھ تمہاری کینت قرار دی ہے تم ابو محمد ہو۔ آدمؑ نے کہا حمد و ثنا سزاوار ہے اس خدا کے لئے جس نے میری ذریت میں ایسے شخص کو پیدا کیا جسے ان فضائل کے ساتھ فضیلت دی ہے اور جو مجھ پر بہشت کی طرف جانے میں سبقت کریگا اور میں اس پر حسد نہیں کرتا۔

فصل سوم آئینہ و حوا کے ترک اولیٰ کا بیان اور ان کا زمین پر آنا۔

ابلیس پر اس کی نافرمانی کے سبب سے نعمت کی اور ملائکہ کو سجدہ آدمؑ سے متعلق اپنی اطاعت کے سبب سے گرامی رکھا تو حکم دیا کہ آدمؑ وحواءؑ کو بہشت میں لے جائیں اور فرمایا کہ یَا آدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ سورۃ بقرہ پ آیت ۳، یعنی لے آدمؑ تم اور تمہاری زوجہ بہشت میں سکونت اختیار کرو۔ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا۔ اور وسیع اور مرغوب بہشت سے جو کچھ چاہو بغیر محنت و مشقت کے کھاؤ۔ وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ۔ اور اس درخت کے قریب مت جانا جو علم محمدؐ و آل محمدؐ کا درخت ہے کیونکہ ان بزرگواروں کو اس درخت علم کے ساتھ اپنی تمام مخلوقات میں سے منتخب و مخصوص کیا ہے سوائے ان کے کوئی اس درخت سے نہ کھائے گا اور علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ صلوٰۃ اللہ علیہم نے اپنے کھانوں کو مسکین و یتیم و اسیر کو بخش دیا اور خود تین روز روزہ رکھنے کے بعد جو کچھ مع رسولؐ خدا کے تناول فرمایا اسی درخت سے تھا جس کی جزا میں خدا نے ان کی شان میں سورہ ہل اتی نازل فرمایا اور ان کے لئے بہشت سے مائدہ بھیجا انہوں نے جب اس طعام سے تناول کیا پھر ان لوگوں کو کبھی جھوک اور پیاس تعب و مشقت کا احساس نہیں ہوا اور وہ درخت بہشت کے تمام درختوں میں ممتاز تھا کیونکہ بہشت کے ہر قسم کے درختوں میں ایک ہی قسم کا میوہ اور پھل ہوتا ہے اور اس درخت میں جو کچھ اس کے جنس سے تھی مثل گندم۔ انگور، انجیر، عنب اور تمام قسم کے میوے اور کھانے تھے لہذا علماء نے اختلاف کیا ہے جب اس درخت کا ذکر کیا ہے بعضوں نے کہا ہے کہ گندم تھا بعض نے انگور اور بعض نے عنب بیان کیا ہے اور حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اس درخت کے قریب مت جانا ایسا نہ ہو کہ درجہ محمدؐ و آل محمدؑ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی فضیلت کی خواہش کرو اس لئے کہ خدا نے ان کو ان مراتب سے تمام مخلوق میں مخصوص کیا ہے اور جو شخص کہ اس درخت سے بہ حکم خدا کھائے گا۔ اس کو علم اولین و آخرین الہام کیا جائے گا بغیر اس کے کہ کسی سے سیکھے اور جو شخص کہ بغیر اذن خدا اپنی خواہش سے کھائے گا محروم و ناامید ہوگا اور خدا کی نافرمانی کرے گا۔ فَتَكُونُ اَوَّلَ الظَّالِمِيْنَ ط (سورۃ بقرہ پ آیت ۳۵) جب کبھی بغیر حکم خدا نافرمانی سے اور اس درجہ کے طلب کرنے کے سبب سے جسے خدا نے تمہارے سوا اور لوگوں کے لئے اختیار کیا ہے اس درخت کا قصد کرو گے تو ستمگاروں میں سے ہو جاؤ گے۔ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَبَنُوْكَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا مِنْ الْجَنَّةِ اِلٰى اَرْضٍ جَنَّتْ لَكُمْ۔ (سورۃ بقرہ پ آیت ۳۶) شیطان نے ان کو اپنے مکر و فریب کے ساتھ بہشت سے نکلانے کی کوشش میں بہکانا شروع کیا اور کہا۔ مَا نَهَا كُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّا اَنْ تَكُونَا مَمْدُودِيْنَ۔ خدا نے تم دونوں کو اس درخت سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ تم دونوں فرشتے نہ ہو جاؤ یعنی اگر اس کو کھا لو گے تو عیب کی باتوں کو

درخت لہوئی کی کیفیت

شیطان کا آدمؑ وحواءؑ کو ترغیب دینا۔

سجھو گے اور اس پر قاور ہو جاؤ گے جس پر کہ وہ شخص جسے خدا نے قدرت سے مخصوص کیا ہے قاور ہے۔ اَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ (پ سورة الاعران آیت ۱) یا ان میں سے ہو جاؤ گے جو ہمیشہ زندہ رہیں گے اور کبھی نہ مریں گے۔ وَقَالَتْ لَهَا اِذْنِي لَكَ لَكِنَّ الْغَايِبِينَ۔ آیت سورة نذکر اور قسم کھائی کہ بیشک میں تمہارے لیے ناصح اور خیر خواہ ہوں شیطان سانپ کے دہن میں تھا جس نے اس کو بہشت میں داخل کیا تھا اور حضرت آدمؑ خیال کرتے تھے کہ سانپ ان سے گفتگو کر رہا ہے یہ نہیں جانتے تھے کہ شیطان اس کے منہ میں پوشیدہ ہے لیکن پھر بھی آدمؑ نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ لے سانپ یہ ابلیس کا فریب ہے کیونکہ ہمارا پروردگار ہم سے خیانت کرے گا اور کس طرح تو قسم کھانے میں خدا کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ اس کو خیانت سے نسبت دیتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ جو کچھ ہمارے لیے بھلائی تھی خدا نے اختیار نہیں کیا حالانکہ وہ تمام کریموں سے زیادہ کریم ہے اور کیونکہ میں اس فعل کے ارتکاب کا قصد کروں جس سے میرے پروردگار نے مجھے منع فرمایا ہے اور بغیر حکم خدا اس کا مرتکب ہوں۔ غرض آدمؑ کو فریب دینے سے شیطان مایوس ہوا تو دوسری مرتبہ پھر سانپ کے دہن میں بیٹھ کر جنت میں گیا اور حضرت حواؑ سے مخاطب ہوا اس طرح پر کہ انہوں نے گمان کیا کہ سانپ ان سے ہم کلام ہے اور کہا ہے حواؑ جس درخت کو خدا نے تم پر حرام کیا تھا اب حلال کر دیا چونکہ اس نے یہ سمجھ لیا کہ تم نے اس کی اچھی طرح اطاعت کی اور اس کے حکم کی تعظیم کی جو ملائکہ اس درخت پر موکل ہیں اور اسلئے لیے ہوئے حیوانات کو دفع کرتے ہیں اگر تم اس درخت کا قصد کرو گی تو تم کو نہیں منع کریں گے لہذا سمجھ لینا کہ تم پر حلال ہو گیا ہے اور یہ سمجھ لو کہ اگر تم آدمؑ سے پہلے کھا لو گی تو ان پر مستط ہو جاؤ گی اور ان پر حاکم بن جاؤ گی حواؑ نے کہا کہ میں اس کا تجربہ کرتی ہوں پھر اس درخت کی طرف رخ کیا ملائکہ نے چاہا کہ ان کو ہٹائیں تو حق تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی کہ حربہ سے اس کو دفع کیا جاتا ہے جو عقل نہ رکھتا ہو لیکن جس کو میں نے تمیز و عقل کرنے اور نہ کرنے کی طاقت دی ہے اور اس کو مختار بنایا ہے تو اس کو اس کی عقل پر چھوڑ دو جسے میں نے اس پر حجت قرار دی ہے اگر میری اطاعت کرے گا تو میرے ثواب کا مستحق ہو گا اور اگر میری نافرمانی اور مخالفت کرے گا میرے عذاب اور جزا کا سزاوار ہو گا یہ سن کر ان ملائکہ نے چھوڑ دیا اور متعرض نہیں ہوئے تو حواؑ نے سمجھا کہ حق تعالیٰ نے ملائکہ کو ان کے منع کرنے سے روک دیا ہے اس لئے کہ درخت حلال کر چکا ہے اور سانپ سچ کہتا ہے پھر اس درخت کا پھل کھایا اور کوئی تغیر اپنی ذات میں نہ پایا تو آدمؑ سے پوری کیفیت بیان کی اس سبب سے آدمؑ نے فریب کھایا اور اس درخت کا پھل کھا لیا تو اس کا وہ اثر ہوا جس کا ذکر خدا

نے قرآن میں فرمایا ہے۔ فَأَمَّا لَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهُمَا فَاخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۚ يَعْنِي شَيْطَانُ
نے اپنے فریب و وسوسہ سے ان کو ڈگر گایا اور ان کو اس مقام سے باہر کرا دیا۔ وَقُلْنَا
اھبطوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ ہم نے کہا کہ اے آدمؑ و حواؑ اور سانپ و شیطان بہشت
سے تم سب نیچے زمین پر اتر جاؤ بعض تم میں سے بعض کا دشمن ہوگا آدمؑ و حواؑ اور ان
کی اولاد شیطان اور سانپ اور ان کی اولاد کے دشمن ہوں گے اسی طرح ابلیس وغیرہ آدمؑ و
فرزندان آدمؑ کے دشمن ہوں گے۔ وَكَانَ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ ۚ اور تمہارے لئے زمین ناپائیدار زندگی
کے لئے محل مستقر ہے۔ وَمَتَّاعٌ إِلَىٰ حِينٍ (سورہ بقرہ آیت ۲۵۵) اور مرنے کے وقت تک فائدے
ہیں۔ قَتَلْنَاهُ ۖ اِذْ مَنَّ رَبُّهُ عَلَيْهِ ۖ تَمَلَّيْتُ ۚ تو آدمؑ نے اپنے پروردگار سے چند کلمات سیکھے تاکہ ان
کو پڑھا کریں، تو انہوں نے ان کو وظیفہ قرار دیا جن کے وسیلہ سے خدا نے ان کی توبہ قبول کی اِنَّهُ هُوَ
الَّتَوَّابُ الرَّحِيمُ بے شک وہ توبہ کا قبول کرنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔ قُلْنَا اھبطُوا
مِنْهَا جَعَلْنَا سَبَّ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ مِنْ بَنِي آدَمَ ۚ ہم نے کہا کہ سب بہشت سے نیچے اتر جاؤ امامؑ نے فرمایا کہ پہلے خدا نے حکم دیا کہ
چلے جائیں اور ساتھ ہی فرمایا کہ سب ساتھ جائیں اور کوئی کسی سے قبل و بعد نہ جائے سانپ
بہشت میں سب حیوانوں سے بہتر تھا اور شیطان کا نیچے آنا بہشت کے اطراف میں سے تھا
اس لئے کہ اُس پر بہشت میں داخل ہونا حرام تھا۔ فَاَتَيْنَا بَنِيكَ فَمِنِّي هَدَىٰ ۚ یعنی اے آدمؑ و
ابلیس اگر میری طرف سے تمہارے پاس اور تمہارے بعد تمہاری اولاد کے پاس ہدایت پہنچے فَمِنِّي هَدَىٰ
تو جو میری ہدایت کی پیروی کریگا۔ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ ۚ اُس پر اس وقت کوئی خوف نہ ہوگا جب کہ
مخالفت کرنے والے خوفزدہ ہوں گے وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (سورہ بقرہ آیت ۲۵۵) اور وہ نہ اندوہناک
ہوں گے جس وقت کہ روگردانی کرنے والے اندوہناک ہوں گے۔

حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ جب حضرت آدمؑ کی خطا معاف ہوگئی انہوں نے اپنے
پروردگار سے عذر خواہی کی اور کہا کہ خداوند امیری توبہ و عذر خواہی کو قبول فرما اور مجھ کو وہی
مرتبہ جو مجھے حاصل تھا عطا کر اور اپنے قرب سے میرا درجہ بلند قرار دے بے شک گناہ کا نقصان
اور اس کی مذلت میرے تمام بدن اور اعضا میں ظاہر ہو چکی ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے
آدمؑ کیا تجھے یاد نہیں ہے جو میں نے حکم دیا تھا کہ مجھ کو شدتوں، بلاؤں اور مصیبتوں میں محمدؐ
و آل محمدؐ کے وسیلہ سے پکارنا آدمؑ نے عرض کی ہاں پالنے والے مجھے یاد نہ تھا خدا نے فرمایا
انہیں بزرگواروں خصوصاً محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صلوٰۃ اللہ علیہم کے ذریعہ سے
مجھ سے دعا کرو تاکہ میں تمہاری طلب و خواہش سے زیادہ قبول کروں اور اپنی بخشش میں
اس سے اور اضافہ کروں جس قدر تمہارا ارادہ ہو۔ آدمؑ نے کہا اے میرے معبود اور اے میرے پالنے والے

وہ کلام جس میں سے آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی۔

تیرے نزدیک ان کا مرتبہ اس درجہ بلند ہے کہ تیری طرف ان کے ساتھ متوسل ہونے سے تو میری توبہ قبول کرتا ہے اور میرے گناہ بخشا ہے حالانکہ میں وہ ہوں کہ ملائکہ نے مجھے سجدہ کیا اور تو نے بہشت کو میرے لیے مباح کیا اور بلند مرتبہ فرشتوں کو میری خدمت میں رہنے کا حکم دیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ میں نے تمہارے سجدہ کا ملائکہ کو حکم اس لیے دیا کہ ان کے انوار کے حامل تھے۔ اگر ان انوار مقدسہ کا واسطہ نہ کر پہلے ہی تم سوال کرتے تو میں تم کو گناہ سے بھی محفوظ رکھتا اور تمہارے دشمن ابلیس کے قریب سے تم کو آگاہ کر دیتا۔ لیکن جو کچھ میرے علم میں گذر چکا تھا واقع ہوا۔ اب مجھ سے ان کے توسل سے دعا کرو تاکہ میں قبول کروں تو حضرت آدمؑ نے کہا خداوند اتجہ کو محمدؐ اور علیؑ وفاطمہؑ حسنؑ حسینؑ علیہم السلام اور ان کی آل اطہار کا واسطہ مجھ پر فضل و کرم فرما۔ میری توبہ قبول کر کے میری غرضوں کو معاف فرما کر مجھے اسی مرتبہ پر واپس کر دے جو مجھے تیری بخشش کے سبب حاصل تھا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری توبہ میں نے قبول کی اور برضا و خوشنودی تیری جانب رخ کیا اور اپنی رحمتوں اور نعمتوں کو تیری طرف پھیر دیا اور تجھ کو اسی مرتبہ پر واپس کیا جو میری کرامتوں کے سبب سے تجھے حاصل تھا اور اپنی رحمتوں سے تیرے حصہ کو اور زیادہ کیا۔ امامؑ نے فرمایا کہ یہ ہیں ان کلمات کے معنی جو آدمؑ نے خدا سے سکھے تھے پھر خدا نے آدمؑ و حواؑ، ابلیس اور سانپ سے خطاب فرمایا۔ وَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ۔ کہ تمہارے لیے زمین محل استقرار و اقامت ہے جس میں کہ تم خوش و خرم رہو گے اور شب و روز تحصیل آخرت میں کوشش کرو گے پس کیا کہنا ہے اس کا جو اپنی زندگی تحصیل آخرت میں صرف کرے: وَ مَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ۔ یعنی تمہارے مرنے کے وقت تک تمہارے لیے زمین پر فائدے ہیں کیونکہ خدا زمین سے زراعت و میوہ جات تمہارے لیے پیدا کرتا ہے اور تم کو ناز و نعمت کے ساتھ رکھتا ہے۔ اسی کے ساتھ بلاؤں کے ذریعہ سے تمہارا امتحان بھی لیتا ہے۔ کبھی نعمات دُنیا سے تم کو لذت بخشے گا تاکہ نعماتِ آخرت کو یاد کرو جو خالص اور پاک ہے اس محنت و کوشش سے جو نعيم دُنیا سے عدم انتفاع کا باعث ہے اور اس کو باطل کر دیتا ہے یعنی بغیر محنت و کوشش کے دُنیاوی نعمتوں سے نفع حاصل کرنا ممکن نہیں۔ لہذا آخرت کی خالص ابدی نعمت کے مقابلہ میں اس مشقت و محنت سے آلودہ لذت کو ترک کرو اور ذلیل و حقیر سمجھو۔ اور کبھی دُنیاوی بلاؤں کے ذریعہ سے تمہارا امتحان کرتا ہے، تاکہ ان کے سبب سے تم کو آخرت کے ابدی عذاب سے محفوظ رکھے جس میں مطلق چین نہیں نہ اس میں راحت و رحمت واقع ہوتی ہے۔ اور وہ بلائیں طرح طرح کی نعمتوں سے بھی مخلوط ہوتی ہیں جو صاحبانِ بلا سے ان کی تکلیفیں دفع کرتی ہیں۔ تو یہ ہے آیات کی تفسیر جو امام علیہ السلام

کی تقریر سے ظاہر ہوتی ہے۔ لے

دوسری جگہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جس کا ظاہری ترجمہ یہ ہے اور ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری زوجہ بہشت میں رہو اور جس جگہ سے چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ ستمگاریوں میں سے ہو جاؤ گے۔ پس شیطان نے ان کو وسوسہ میں ڈالا تا کہ ان کی شرمگاہوں کو ظاہر کرنے اور کہا کہ تمہارے پروردگار نے تم کو اس درخت سے اس لیے منع کیا ہے کہ کہیں تم دونوں ملک نہ ہو جاؤ یا ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو ہمیشہ بہشت میں رہیں گے اور ان کے سامنے قسم کھائی کہ میں تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں۔ اس طرح ان کو فریب دے کر اپنی بات کے انکار کرنے سے باز رکھا اور اس درخت کے پھل کھانے پر راضی کر لیا۔ انہوں نے جب اس درخت کا پھل چکھا تو ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں یعنی کپڑے انکے بدنوں سے علیحدہ ہو گئے اور ان کی شرمگاہیں ٹھل گئیں۔ پس بہشت کے درختوں کی پتیاں لے کر اپنی شرمگاہوں پر رکھتے تھے اور ڈھانکتے تھے تاکہ چھپ جائیں۔ اُس وقت ان کے پروردگار نے ان کو آواز دی کہ کیا تم کو اس درخت کا پھل کھانے سے میں نے منع نہیں کیا تھا اور نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ عرض کی پروردگار! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ اگر تُو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا، تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں سے ہوں گے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ بہشت سے

لے جانا چاہیے کہ مفسرین اور ارباب تاریخ کے درمیان اس میں اختلاف ہے کہ شیطان نے کس طرح آدم کو وسوسہ میں ڈالا حالانکہ وہ بہشت سے نکال دیا گیا تھا اور آدم و حوا بہشت میں تھے بعضوں نے کہا ہے کہ آدم و حوا بہشت کے دروازہ پر آتے تھے اور شیطان کو اس وقت تک بہشت کے پاس آنے کی ممانعت نہ تھی۔ اس لئے بہشت کے دروازہ پر آکر ان سے گفتگو کرتا تھا۔ بعضوں نے کہا ہے شیطان نے ان کے پاس غائبانہ خط لکھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ شیطان نے چاہا کہ بہشت میں داخل ہو، غارِ زمان بہشت مانع ہوئے تو بہشت کے تمام حیوانوں کے پاس باری باری گیا اور التجا کی کہ اسے بہشت میں داخل کریں کسی نے منظور نہ کیا۔ آخر سانپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں عہد کرتا ہوں کہ فرزندِ آدم کا ضرر تجھ سے دفع کروں گا اور تُو میری امان میں رہے گا۔ اگر مجھ کو بہشت میں داخل کر دے، تو سانپ نے اس کو اپنے دونوں نیش کے درمیان جگہ دی اور بہشت میں لے گیا۔ اس وقت تک سانپ کا بدن پوشیدہ تھا۔ اس کے چار ہاتھ پاؤں تھے اور تمام حیوانات سے نہایت خوبصورت اور خوش رنگ مثل ایک بڑے اونٹ کے تھا۔ خدا نے اس کو عریان کر کے اس کے پیروں کو علیحدہ کر دیا۔ اور اس کو ایسا بنا دیا کہ پیٹ کے کل راستہ چلتا ہے۔ اس سبب سے کہ شیطان کو بہشت میں لے گیا تھا۔ ۱۲ منہ

نیچے زمین پر چلے جاؤ۔ تم میں سے بعض کے بعض دشمن ہوں گے اور تمہارے لیے وہ موت کے وقت تک یا قیامت تک محلِ قیام ہے اور اس میں منفعتیں ہیں۔ یعنی خدا نے کہا کہ زمین میں زندہ رہو گے اور زمین ہی میں تم کو موت آئے گی اور زمین ہی سے قیامت میں باہر آؤ گے۔

دوسری جگہ فرمایا کہ اے فرزندانِ آدمؑ تم کو شیطان گمراہ نہ کرے جیسا کہ تمہارے ماں باپ کو بہشت سے باہر کیا اور لباسِ بہشت اُن سے علیحدہ کر دیا تاکہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھائے اور دوسری جگہ فرمایا کہ یقیناً ہم نے آدمؑ سے پہلے ہی عہد لیا تھا پس اس نے فراموش کیا یا ترک کیا۔ اور ہم نے اس میں استقلال نہیں پایا۔ اور جس وقت کہ ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا۔ ہم نے آدمؑ سے کہا کہ یقیناً یہ شیطان تمہارا اور تمہاری زوجہ کا دشمن ہے تو تم کو یہ بہشت سے نکلواوے تاکہ تم تعجب و مشقت اور کسب و عمل میں مبتلا ہو اور یقیناً تمہارے لیے بہشت میں آرام ہے کہ جھوکے اور پیاسے اور برہنہ نہ ہو گے اور تم پر دھوپ نہ ہوگی۔ پس شیطان نے ان کو بہکایا اور کہا کہ اے آدمؑ کیا میں اس جاودانی درخت تک تمہاری رہنمائی کروں کہ جو شخص اُس سے کھاتا ہے کبھی نہیں مرنا اور کیا میں تم کو بتلاؤں وہ ملک اور بادشاہی جو کبھی کہنہ اور زائل نہیں ہوتی۔ پس اس درخت سے کھایا تو ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوئیں تو رُوئی اور بہشت کے درختوں کے پتوں سے اپنی شرمگاہیں چھپانا شروع کیا اور اپنے پروردگار کے حکم کو فراموش کیا اور غلط راہ اختیار کی۔ پس ان کے پروردگار نے ان کو برگزیدہ کیا اور ان کی توبہ قبول فرمائی اور اُن کی ہدایت کی۔ پھر خدا نے آدمؑ و حواؑ سے کہا کہ بہشت سے زمین پر چلے جاؤ اور تم میں بعض کا بعض دشمن ہوگا۔ اگر تمہاری طرف میری جانب سے ہدایت آئے تو جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا، گمراہ نہ ہوگا اور آخرت کے عذاب میں نہ گرفتار ہوگا۔ اور جو شخص میری یاد سے غافل ہوگا تو اس کے لیے دُنیا و آخرت میں مصیبتیں اور تکلیفیں ہیں۔

بسنَدِ صحیح منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے لوگوں نے قولِ حق تعالیٰ فَبَدَّلْتُ لَہُمَا سَوَآئِہُمَا کی تفسیر دریافت کی۔ فرمایا کہ آدمؑ و حواؑ کی شرمگاہیں پوشیدہ تھیں یعنی اُن کے ظاہری بدن میں نمایاں نہ تھیں۔ جب اس درخت پھل کھایا تو ظاہر ہو گئیں پھر فرمایا کہ وہ درخت جس سے آدمؑ کو منع کیا گیا تھا گندم کی بالیاں تھیں۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ وہ درخت انگور تھا۔ حدیثِ معتبر میں ہے کہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے لوگوں نے وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ کی تفسیر دریافت کی فرمایا مطلب یہ ہے کہ اس درخت سے نہ کھاؤ۔

بسنده معتبر حضرت امام علی نقیؑ سے منقول ہے کہ جس درخت کے کھانے سے آدمؑ اور ان کی زوجہ کو منع کیا تھا وہ درخت حسد تھا حق تعالیٰ نے آدمؑ وحواءؑ سے عہد لیا تھا کہ ان چیزوں کی جانب حسد سے نظر نہ کریں جن کو ان پر اور تمام مخلوق پر فضیلت دی ہے لیکن حق تعالیٰ نے اس بات میں آدمؑ میں عزم و استقام نہیں پایا۔

بسنده معتبر منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے قول خدا فَتَنَسَىٰ وَكَفَّ بَجَدِّ لَهُ عَزَمًا آیتؑ سورۃ طہ ۱۵ کی تفسیر دریافت کی اور کہا کہ کچھ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت آدمؑ خدا کا حکم ممانعت بھول گئے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ بھول نہیں گئے تھے اور کیونکر بھول گئے تھے حالانکہ شیطان نے وسوسہ کرنے کے وقت کہا تھا کہ خدا نے تم کو اس لئے منع کیا ہے کہ ملک نہ ہو جاؤ۔ اور بہشت میں ہمیشہ نہ رہو۔ پس نسیان اس جگہ ترک کے معنی میں ہے یعنی حکم خدا کو ترک کیا۔

بسنده معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ آسمان پر آدمؑ سے ان کی ملاقات کرانے۔ جب ملاقات ہوئی تو کہا کہ آپ ہی ہیں جن کو خدا نے اپنے دست قدرت سے خلق کیا اور اپنی برگزیدہ زوجہ آپ کے جسم میں بھونکی اور آپ کے سجدہ کی ملائکہ کو تکلیف دی اور بہشت کو آپ کے لئے مباح کیا، اور بہشت میں آپ کو ساکن کیا اور بے واسطہ آپ سے گفتگو کی اور ایک درخت سے منع کیا تو اس کے ترک کرنے پر آپ نے صبر نہ کیا یہاں تک کہ اس کے سبب زمین کی طرف بھیجے گئے اور اپنے نفس کی خواہش کو اس سے ضبط نہ کر سکے یہاں تک کہ ابلیس نے بہکایا، اور آپ نے اس کی اطاعت کی۔ پس آپ نے ہم سب کو اپنی نافرمانی کے سبب بہشت سے باہر نکالا۔ حضرت آدمؑ نے کہا اے فرزند اپنے باپ آدمؑ کے ساتھ رعایت کرو اس معاملہ میں جو کچھ اس درخت کے بارہ میں تمہارے باپ پر واقع ہوا۔ اے فرزند میرا دشمن میرے پاس کرویلہ و فریب کے ساتھ آیا اور خدا کی قسم کھائی کہ اس مشورہ میں جو وہ میرے لئے مناسب سمجھتا ہے اور اس رائے میں جو میرے لئے اختیار کرتا ہے مشفق ناصحوں میں سے ہے، اور خیر خواہی کے طور پر مجھ سے کہا کہ اے آدمؑ میں تمہارے لئے غمگین ہوں۔ میں نے پوچھا کیوں؟ کہا اس لئے کہ مجھے تم سے اُلفت ہو گئی ہے، غم یہ ہے کہ تم اس مکان اور موجودہ حالت سے علیحدہ کر دیئے جاؤ گے۔ اور اس مقام اور حال میں رکھے جاؤ گے جس کو تم پسند نہیں کرتے۔ میں نے کہا اس کا علاج کیا ہے؟ اس نے کہا اس کا علاج تمہارے ہاتھ میں ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں وہ درخت بتلا دوں کہ اس سے جو شخص کھائے گا ہرگز نہ مرے گا،

اُسے ایسا ملک حاصل ہو گا جو کبھی فنا نہ ہو گا۔ تو تم اور حوا دونوں اس درخت سے کھا لو تاکہ ہمیشہ میرے ساتھ بہشت میں رہو۔ اور خدا کی جھوٹی قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اے موسیٰ میں نہیں جانتا تھا کہ خدا کی جھوٹی قسم بھی کوئی کھاتا ہے۔ میں نے اس کی قسم پر اعتماد کیا۔ یہ ہے میرا عذر اے فرزند مجھے آگاہ کر کہ خدا نے جو کچھ تمہاری طرف بھیجا ہے "یعنی توریت" کیا اس میں میری خلقت سے قبل میری خطا کا تذکرہ پاتے ہو؟ موسیٰ نے کہا ہاں بہت زمانہ پہلے سے لکھی ہوئی تھی۔ تو حضرت رسولؐ نے تین بار فرمایا کہ آدم کی حجت موسیٰ کی حجت پر غالب ہو گئی۔

بند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت آدمؑ نے موسیٰؑ کے جواب میں کہا اے موسیٰ میرا گناہ میری خلقت سے کتنے سال پہلے لکھا ہوا توریت میں تم نے دیکھا؟ موسیٰؑ نے کہا تیس سال قبل۔ آدمؑ نے کہا یہی کافی ہے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ آدمؑ موسیٰؑ پر غالب ہوئے۔ بند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت آدمؑ و حوا علیہم السلام کتنی مدت تک بہشت میں ساکن رہے جس کے بعد ان کو ان کی غلطی کے سبب سے بہشت سے علیحدہ کیا گیا؟ فرمایا کہ خدا نے جمعہ کے روز بعد زوال آفتاب روح آدمؑ کے جسم میں چھوٹی پھر ان کی زوجہ کو ان کی سب سے نیچے کی پسلی سے پیدا کیا۔ پھر ملائکہ کو حکم دیا سب نے ان کو سجدہ کیا اور اسی روز ان کو بہشت میں ساکن کیا۔ خدا کی قسم انہوں نے بہشت میں اس روز کے چھ ساعت سے زیادہ قیام نہیں کیا یہاں تک کہ خدا کی معصیت کی اور خدا نے ان دونوں کو آفتاب غروب ہونے تک بہشت سے باہر کر دیا۔ ان لوگوں نے رات بیرون بہشت بسر کی یہاں تک کہ صبح ہوئی۔ پھر ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوئیں۔ خدا نے ان کو ندا کی کہ کیا میں نے تم کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا۔ آدمؑ نے اپنے پروردگار سے شرم کی اور خشوع اور گریہ وزاری شروع کی اور کہا خداوند اہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں ہم کو بخش دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمان سے نیچے زمین کی طرف چلے جاؤ گناہ کرنے والے میری بہشت اور میرے آسمانوں میں نہیں رہ سکتے۔

سے مؤلف فرماتے ہیں کہ اس مضمون پر بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں اور یہ قضا و قدر کے پوشیدہ امور میں سے ہیں اور بعضوں نے تقیہ پر محمول کیا ہے۔ چونکہ یہ حدیثیں عامہ میں بھی مشہور رہیں اور ممکن ہے کہ یہ مراد ہو کہ جب حق تعالیٰ نے مجھ کو زمین کے لئے خلق کیا تھا بہشت کے لئے نہیں۔ اور اس کی حکمت اس بات کی مقتضی تھی کہ میں زمین میں رہوں۔ لہذا انہی عصمت مجھ سے واپس لے لی تاکہ میں اپنے اختیار سے ترک اولیٰ کا مرتکب ہوں اور اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے فرصت اور موقع کی ضرورت ہے۔ ۱۲ منہ

پس حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب آدمؑ نے اس درخت سے تناول کیا اور خدا کی ممانعت کا حکم یاد آیا تو پشیمان ہوئے۔ اور جب چاہا کہ درخت کے پاس سے ہٹیں درخت نے ان کا سر پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچی اور ہر حکم خدا کو یا ہوا اور کہا کہ کیوں کھانے سے پہلے مجھ سے نہ بھاگے امام نے فرمایا کہ ان کی شرمگاہ بدن کے اندر پوشیدہ تھی اور بظاہر معلوم نہ ہوتی تھی جب اس درخت سے کھایا تو باہر نمایاں ہو گئی۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ انہی حضرت سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے رُوحیں بدنوں سے دو ہزار سال پہلے خلق کی ہیں اور تمام رُوحوں سے بلند تر اور شریف تر محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام اور ان کے بعد کے اُمّوں کی رُوحیں قرار دیں صلوات اللہ علیہم اجمعین پھر ان کی رُوحوں کو آسمانوں و زمینوں اور پہاڑوں پر بیٹھ کیا ان کے انوار نے سب کو لپست کر دیا تو حق تعالیٰ نے آسمانوں و زمینوں اور پہاڑوں سے فرمایا کہ یہ لوگ میرے دوست اور اولیاء ہیں اور میری مخلوق پر میری حجت اور خلافت کے پیشوا ہیں۔ میں نے کسی مخلوق کو ان سے زیادہ عزیز اور محبوب پیدا نہیں کیا۔ جو ان کو دوست رکھے گا اس کے واسطے بہشت خلق کی ہے اور جو ان سے دشمنی اور مخالفت کرے گا اس کے لئے آتش جہنم بنایا ہے۔ جو شخص ان کی اس منزلت کا دعویٰ کرے گا جو میرے نزدیک ان کو حاصل ہے اور اس مقام کا ارادہ کرے گا جو ان کو میری عظمت سے نصیب ہے تو اس شخص کو اس عذاب سے معذب کروں گا جس سے عالمین میں سے کسی شخص کو معذب نہ کیا ہو گا۔ اور اس کو جو میرا شریک قرار دے گا جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں جگہ دوں گا۔ اور جو شخص کہ ان کی ولایت و امامت اور ان کی منزلت و مقام کا جو میرے نزدیک ان کو حاصل ہے اقرار کرے گا اس کو ان لوگوں کے ساتھ اپنے بہشت کے باغوں میں جگہ دوں گا اور ان کے لئے بہشت میں وہ سب موجود ہو گا جو وہ مجھ سے چاہیں گے۔ ان کے لئے اپنی بخشش مباح کروں گا اور ان کو اپنے جوار میں جگہ دوں گا اور ان کو اپنے گناہگار بندوں اور کینزوں کا شیع قرار دوں گا۔ غرضیکہ ان کی ولایت میری خلق کے لئے ایک امان ہے تو تم میں سے کون اس امانت کو اس کی نیکی کے ساتھ اٹھاتا ہے اور اُس مرتبہ کی خواہش کرتا ہے جو اس کے لئے مناسب ہے جو میرے برگزیدہ لوگوں کے مرتبہ سے نہیں ہے یہ معلوم کر کے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں نے اس امانت کے اٹھانے سے انکار کیا اور اپنے پروردگار کی عظمت سے ڈرے کہ ایسی منزلت کا دعویٰ اور ایسی بزرگی کی اپنے لئے آرزو کریں جب حق تعالیٰ نے آدمؑ و حواؑ کو بہشت میں ساکن کیا اور کہا کہ اس بہشت سے مرغوب چیزیں خوب کھاؤ جس جگہ سے چاہو مگر اس

درخت کے قریب نہ جانا یعنی درخت گندم کے ورنہ ستمگاروں میں سے ہو جاؤ گے۔ تو انہوں نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صلوات اللہ علیہم اور تمام اماموں کی منزلت کی جانب دیکھا تو بہشت میں ان کے مدارج بہت بلند نظر آئے۔ عرض کی کہ پروردگار! یہ منزلتیں کس کے لیے ہیں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے سروں کو ساق عرش کی جانب بلند کرو جب سر اٹھا کر محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام اور ان کے بعد کے اماموں کے ناموں کو دیکھا جو انوارِ خدا نے جبار کے ایک نور سے ساق عرش پر لکھے ہوئے تھے۔ تو عرض کی کہ بارالہ! یہ ذوات مقدسہ تیرے نزدیک کس قدر زیادہ گرامی ہیں اور کس درجہ تجھ کو محبوب ہیں اور کس قدر تیری بارگاہ میں شریف و بزرگ ہیں۔ خدا نے فرمایا کہ اگر یہ نہ ہوتے تو تم لوگوں کو خلق نہ کرتا۔ یہی لوگ میرے علم کے خزانہ دار اور میرے رازوں کے امانتدار ہیں۔ خبردار ان کی جانب یہ نگاہِ حسد نہ دیکھنا اور مجھ سے ان کی منزلتوں اور بلندیوں کی آرزو نہ کرنا ورنہ میری نافرمانی کرنے والوں میں داخل ہو جاؤ گے۔ پھر ستمگاروں میں شامل ہو جاؤ گے۔ پوچھا کہ پروردگار! ستمگار اور ظالم لوگ کون ہیں؟ ارشاد ہوا جو لوگ کہ ان کی منزلتوں کے ناحق دعوے دار ہوں گے۔ عرض کی خداوند آتش جہنم میں ان ظالموں کے درجے ہمیں دکھا دے تاکہ ہم ان کی منزلتیں بھی دیکھ لیں جس طرح ان بزرگواروں کی منزلتیں بہشت میں دیکھی ہیں۔ تو حق تعالیٰ نے آتش جہنم کو حکم دیا تو جو کچھ اس میں طرح طرح کی شدتیں اور عذاب ہیں اُس نے ظاہر کیا۔ پھر فرمایا کہ ان کے ظالموں کی جگہ جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہے۔ وہ ہر چند ارادہ کریں گے کہ جہنم سے باہر آئیں، خازنان جہنم ان کو اُسی طرف دھکیل دیں گے۔ اور جب ان کے جسم کی کھالیں جل جایا کریں گی تو دوسری کھالیں ان پر پیدا کی جایا کریں گی تاکہ ہمارے عذاب کے مزے کو چکھیں۔ اے آدمؑ و حواؑ! حسد کی نگاہ سے میرے انوار اور محبتوں کی طرف نہ دیکھنا نہیں تو تم کو اپنے جوارِ رحمت سے علیحدہ کر کے نیچے زمین پر بھیج دوں گا اور تم کو ذلت و خواری کا سامنا کرنا ہو گا۔ پھر ان کو شیطان نے ڈک لگایا۔ آدمؑ و حواؑ نے ان کی جانب یہ نگاہِ حسد دیکھا تو اس سبب سے خدا نے ان کو اپنی رحمت سے علیحدہ رکھا اور اپنی توفیق و تائید ان سے ہٹا لی۔ یہاں تک کہ انہوں نے درخت گندم کھایا تو اس کی جگہ پر اس درخت سے جو پیدا ہوا۔ اور گندم کی اصل اس گندم سے ہے جسے ان لوگوں نے نہیں کھایا۔ اور ہر جو کی اصل ان دانوں سے ہے جو ان لوگوں نے کھایا تھا۔ جب اس درخت سے تناول کیا تو ان کے جسموں سے حلقے اور لباس اور زیورات علیحدہ ہو گئے اور وہ برہنہ ہو گئے وہ درختوں کے پتے لے کر اپنی شرمگاہوں کو چھپاتے تھے۔ اُس وقت ان کے پروردگار نے

اُن کو ندا دی کہ کیا تم کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور تم سے نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے جو اپنی دشمنی کو ظاہر کرتا رہے گا۔ تو انہوں نے کہا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (الاعراف۔ ۲۳) اے ہمارے پالنے والے ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں معاف نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے جوار رحمت سے نیچے زمین پر چلے جاؤ کیوں کہ جو میری نافرمانی کرتا ہے میری بہشت میں میرا ہمسایہ نہیں رہ سکتا۔ تو خدا نے زمین پر طلب معاش کی مشقت میں اُن کو کھچھوڑ دیا۔ پھر جب خدا نے چاہا کہ اُن کی توبہ کو قبول کرے جبریلؑ اُن کے پاس آئے اور کہا کہ بے شک تم نے ان ذوات مقدسہ کے مراتب و مدارج کی آرزو کر کے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تو اس رنج و غم میں مبتلا ہوئے کہ خدا کے جوار رحمت سے جدا ہو کر زمین پر آئے۔ اب ان ہی ناموں کا واسطہ دے کر جن کو تم نے ساقی عرش پر دیکھا تھا اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ خدا تمہاری توبہ قبول کرے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا سَأَلْنَاكَ بِحَقِّ الْاَوْكَرِ مِنْ عَلِيكَ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحُسَيْنِ وَالْاَئِمَّةِ اِلَّا نَدْبْتُ عَلَيْنَا وَرَحِمْتَنَا۔ یعنی خداوند اہم لوگ تجھ سے سوال کرتے ہیں انہی بزرگواروں کے حق کے ساتھ جو تیرے نزدیک بزرگ ترین خلق ہیں یعنی محمدؐ اور اُن کے اہل بیتؑ۔ تو ضرور ہماری توبہ قبول فرما اور ہم پر رحم کر۔ تو خدا نے اُن کی توبہ قبول فرمائی بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔ غرض اس کے بعد ہمیشہ پیغمبران خدا اس امانت کی حفاظت کرتے رہے اور اپنے وصیوں کو اور اپنی امت کے مخلص لوگوں کو اس کی خبر دیتے رہے۔ اس امانت کو ناحق حاصل کرنے سے عام مخلوقات انکار کرتی اور ڈرتی رہی۔ لیکن اس کو اس نے ناحق حاصل کیا جو پہچانا ہوا ہے اس لئے قیامت تک ہر ظلم کی بنیاد وہی قرار پایا ہے تفسیر کلام خدا کی: اِنَّا عَرَضْنَا الْاِمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (آیت سورۃ الاحزاب۔ ۷) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے امانت کو آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا ان سب نے اس کو اٹھانے سے انکار کیا اور خوف کھایا۔ اس کو انسان نے اٹھالیا یقیناً وہ بہت بڑا ظلم کرنے والا اور سخت جاہل تھا۔

حدیث معتبر میں ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیوں ایک مرد کی میراث دو عورتوں کے برابر ہے؟ فرمایا اس لئے کہ دانے جو آدمؑ و حوٰۃؑ نے کھائے وہ اٹھا رہے تھے

دعا ہے حضرت آدمؑ کو واسطہ پیشین گوئی۔

بارہ دانے آدمؑ نے کھائے اور چھ خواتنے۔ اس سبب سے میراث ایک مروتی دو عورتوں کے برابر ہے۔ دوسری حدیث میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تین دانے تھے دو دانے آدمؑ نے کھائے اور ایک خواتنے کھایا۔ لیکن قول اول زیادہ صحیح ہے۔ اور ممکن ہے کہ خوشہ اول میں تین دانے رہے ہوں اس لیے چند خوشہ کھائے ہوں۔

بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اگر آدمؑ علیہ السلام گناہ نہ کرتے تو کوئی مومن ہرگز گناہ نہ کرتا۔ اور اگر حق تعالیٰ آدمؑ کی توبہ قبول نہ کرتا تو ہرگز کسی گناہ کار کی توبہ نہ قبول ہوتی۔

بسنہ معتبر منقول ہے کہ ابو القلیٰ ہر دی نے امام رضاؑ سے پوچھا کہ وہ کون سا درخت تھا جس سے آدمؑ و خواتنے کھایا کیونکہ لوگوں میں اختلاف ہے بعض روایت کرتے ہیں کہ وہ گندم تھا، بعض کہتے ہیں کہ درخت حسد تھا۔ فرمایا کہ سب سچ ہے۔ ابو القلیٰ نے کہا باوجود اس اختلاف کے کیوں کہ سب حق ہو سکتا ہے؟ فرمایا کہ بہشت کا درخت ہرسم کے میوے رکھتا ہے۔ اور وہ گندم ہی تھا جس میں انکو ر بھی تھا۔ بہشت کے درخت مونا کے درختوں کے مانند نہیں ہیں پھر فرمایا کہ جب خدا نے آدمؑ کو گرامی کیا اور ملائکہ نے ان کو سجدہ کیا اور وہ بہشت میں داخل ہوئے ان کو خیال ہوا کہ آیا خدا نے کسی بشر کو مجھ سے بھی بہتر خلق فرمایا ہے؟ خدا جانتا تھا کہ ان کے دل میں کیا گزرا ہے۔ ان کو ندا کی آواز آئی کہ اے آدمؑ اپنا سر اٹھا کر میرے ساق عرش پر دیکھو۔ آدمؑ نے دیکھا کہ ساق عرش پر لکھا ہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ عَلَى ابْنِ أَبِي كَالِبٍ أُمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ زَوْجَةُ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا أَشْبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ عرض کی یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ یہ تیری ذریت سے ہیں اور تجھ سے اور میری تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو نہ تجھ کو پیدا کرتا، نہ بہشت و دوزخ کو نہ آسمان و زمین کو لہذا ان کی جانب ہرگز ہنگامہ حسد نہ دیکھنا ورنہ اپنے جوار رحمت سے تجھ کو باہر کر دوں گا۔ لیکن آدمؑ نے ان کو ازراہ حسد دیکھا اور ان کے رتبہ کی آرزو کی تو ان پر شیطان مسلط ہوا یہاں تک کہ اس درخت کا پھل کھایا جس کی ممانعت کی گئی تھی۔ اور شیطان تو آپر مسلط ہوا۔ انہوں نے فاطمہ زہراؑ کو حسد کی نگاہ سے دیکھا اور اسی درخت کا پھل کھایا جس سے آدمؑ نے کھایا تھا۔ پس خدا نے ان کو بہشت سے باہر نکالا اور اپنے جوار رحمت سے علیحدہ کر کے زمین پر بھیجا۔

۱۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس میں اختلاف ہے کہ جس سے ممانعت کی گئی تھی وہ کون سا درخت تھا بعض گندم (باقی برص ۹)

بسنہ معتبر منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ آدمؑ کی بہشت دنیا کے باغوں سے تھی یا آخرت کی بہشت تھی؟ فرمایا کہ دنیا کے باغوں میں سے ایک باغ تھا جس میں آفتاب و ماہتاب طلوع ہوتے تھے۔ اگر آخرت کی بہشت ہوتی تو وہ اس میں سے ہرگز باہر نہ آتے لے

بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ بہشت میں آدمؑ و حواؑ کا قیام باہر آنے تک دنیا کے ایام سے سات گھڑی تھا یہاں تک کہ خدا نے اُن کو اسی روز زمین پر بھیج دیا۔

بقیہ از ص ۹۷ :- کہتے ہیں بعض انجیر کہتے ہیں اور بعض انگور اور بعض کا نور۔ اور کا نور کے متعلق شیخ طوسی نے تبیان میں حضرت امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ علم قضا و قدر کا درخت تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ وہ درخت تھا جس سے فرشتے کھاتے ہیں اور کبھی نہیں مرتے۔ یہ اور وہ حدیث جو پہلے بیان ہوئی اکثر اقوال کی جامع ہے۔ اور جب گنہ گروں سے انبیاء کی عصمت ثابت ہوئی تو حسد وغیرہ جو ان حدیثوں میں وارد ہوا ہے غبطہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ حسد محسود سے نعمت زائل ہو جانے کی خواہش کرنا ہے اور یہ حرام ہے۔ لیکن اس نعمت کی آرزو بغیر محسود سے اس کے زوال کی خواہش کے غبطہ ہے، اور یہ معیوب نہیں۔ لیکن پہلے آدمؑ و حواؑ پر ظاہر ہو چکا تھا کہ یہ مرتبہ مخصوص محمدؐ و آل محمدؐ کے لیے ہے لہذا ان کی جلالت شان کی بہ نسبت اس مرتبہ کی آرزو مکروہ اور ترک اولیٰ تھی۔ اسی طرح وہ ارادہ جو مستحب کہ ان بزرگواروں سے ولایت و محبت رکھیں گے ان سے فوت ہوا۔ چونکہ مکروہ کا ارتکاب اور مستحب کا ترک ان کی بزرگی مرتبہ کے مقابل میں عظیم تھا اس لیے معیوب ہوئے۔ ۱۲ منہ

۱۱ مؤلف فرماتے ہیں کہ علما کے درمیان اختلاف ہے کہ حضرت آدمؑ کی بہشت زمین میں تھی یا آسمان میں۔ اور اگر آسمان میں تھی تو کیا وہی بہشت تھی جس میں آخرت میں مومنین داخل ہوں گے یا اس کے علاوہ۔ اکثر مفسرین کا اعتقاد یہ ہے کہ وہی بہشت خلد تھی جس میں مومنین آخرت میں اپنے اعمال کی جزا میں داخل ہوں گے۔ شاذ و نادر مفسرین کا قول ہے کہ بہشت خلد کے علاوہ آسمان کے باغوں میں سے ایک باغ تھا۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ زمین پر ایک باغ تھا جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ظاہر ہوا۔ اور اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جو بہشت آخرت میں داخل ہوتا ہے اس میں سے نہیں نکلتا۔ اس کا جواب بھی لوگوں نے یہ دیا ہے کہ جو شخص مرنے کے بعد اپنے عمل کے عوض میں داخل ہو گا وہ نہیں باہر آئے گا۔ لیکن کسی طرح داخل بہشت ہو جائیں اور نہ نکلیں معلوم نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جیسے حضرت رسولؐ کا شب معراج داخل ہونا اور واپس آنا اور ملائکہ کا داخل ہونا اور نکلتا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے خلاف بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ حضرت آدمؑ کی بہشت وہی بہشت جاوید تھی اور آسمان میں تھی جن کے متعلق بعض حدیثیں سابق میں بیان ہو چکی ہیں اور بعض آئندہ مذکور ہوں گی۔ اور اس قسم کے امور میں توقف کرنا بہتر ہے۔ ۱۲ منہ

بہشت میں آدمؑ و حواؑ کے قیام کی مدت

سند صحیح کے ساتھ حضرت صادق صلوات اللہ علیہ سے مروی ہے کہ شیطان چار باتوں پر بہت زیادہ بیچپن و مضطرب ہوا پہلے جس وقت کہ ملعون ہوا، پھر جب زمین کی طرف نکلا گیا، اس کے بعد جس روز کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے، پھر جس وقت ام الکتاب قرآن مجید کا نزول ہوا اس نے نفیر کی اور نفیر اُس آواز کو کہتے ہیں جو خوشی و غم کے وقت ناک سے نکلتا ہے۔ اور خوش ہوا جبکہ حضرت آدمؑ نے ممنوعہ درخت سے کھایا اور جبکہ وہ بہشت سے زمین پر آئے۔

علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جناب آدمؑ ایسی خلقت پر خلق کیے گئے تھے کہ ان کا بغیر تعلیم کے اپنا نفع و نقصان سمجھنا اور لباس و معاشرت و غورتوں سے نکاح کے ساتھ صحیح طریقہ اختیار کرنا ممکن نہ تھا۔ جب خدا نے اُن کو بہشت میں ساکن کیا وہ ناواقفیت کی وجہ سے اس درخت کے پاس سے گزرتے (پھر شیطان کا آنا، قسم کھا کر درختانہ، آدمؑ و حواؑ کا درخت ممنوعہ کا پھل کھانا، ان کا لباس علیحدہ ہونا اور پتوں سے ستر پوشی کرنا وغیرہ بیان کیا جو ذکر ہو چکا اس لیے حذف کر دیا۔ مترجم)

بسنہ معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ جب حضرت آدمؑ بہشت سے زمین پر بھیجے گئے حضرت جبریلؑ نے آکر کہا کہ خدا نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا، اپنی روح آپ کے جسم میں بھونکی فرشتوں کو آپ کے سجدہ کا حکم دیا اور بہشت میں ساکن کر کے اس کی تمام نعمتیں مباح کیں۔ اور صرف ایک درخت سے روکا تھا مگر آپ نے اس کی نافرمانی کی۔ حضرت آدمؑ نے کہا کہ سب صحیح ہے لیکن شیطان نے جھوٹی قسم کھائی کہ وہ میرا خیر خواہ ہے اور میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی جھوٹی قسم بھی کھا سکتا ہے۔ شیطان نے ان کے نزدیک آکر کہا کہ اگر تم اور حواؑ اس درخت سے کھاو گے جس کی خدا نے ممانعت کی ہے تو فرشتہ ہو جاؤ گے اور ہمیشہ بہشت میں رہو گے۔ اور قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ تو جب اس درخت سے اُن لوگوں نے کھایا اور ان کا لباس جو خدا نے بخشا تھا ان کے بدن سے علیحدہ ہو گیا تو درختانہ بہشت کے پتوں سے ستر پوشی کی۔

بسنہ معتبر حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا کی خدمت میں یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور بہت سے مسائل دریافت کیے۔ ان کا ایک سوال یہ بھی تھا کہ خدا نے کس سبب سے آپ کی امت پر شب و روز میں پانچ وقت کی نمازیں واجب کی ہیں؟ حضرت نے فرمایا اس لئے کہ جب حضرت آدمؑ نے درخت ممنوعہ کا پھل کھایا وہ عصر کا وقت تھا۔ خدا نے اُن کو بہشت سے زمین پر بھیجا اور ان کی ذریت کو قیامت تک کے لیے اُس وقت کی نماز کا حکم دیا اور اس کو میری امت کے لیے اختیار فرمایا۔ لہذا وہ میرے لیے محبوب ترین نماز ہے۔ مجھ کو حکم ہے کہ اس نماز کی حفاظت کروں۔ جب خدا نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی وہ نماز مغرب کا وقت تھا۔ اُس وقت آدمؑ نے تین رکعتیں پڑھیں۔ ایک اپنی خطا کی معافی کے لیے، ایک حواؑ کے لیے اور ایک رحمت قبول توبہ کیلئے

خدا نے ان تین رکعتوں کو میری اُمت پر واجب فرمایا۔ جب انہوں نے درخت کا پھل کھایا اس وقت تک جبکہ تو بہ قبول ہوئی دنیا کے ایام سے تین سو سال کی مدت تھی اور آخرت کا ایک دن دنیا کے ہزار سال کے برابر ہے۔ پوچھا کس سبب سے ان چار اعضا پر وضو ہوتا ہے حالانکہ یہ بدن کے پاک ترین اعضا ہیں؟ فرمایا کہ جب شیطان نے آدمؑ کو بہکایا اور وہ درخت کے قریب آئے اور درخت کی جانب نگاہ کی آبرو جاتی رہی اور جب اُٹھے اور روانہ ہوئے تو پہلا قدم تھا جو گناہ کے لئے اُٹھا۔ پھر اپنے ہاتھ سے لے کر اُس پھل کو کھایا تو اُن کے جسم سے زیور اور حلقے اُتر گئے۔ اُس وقت ہاتھوں کو اپنے سر پر رکھ کر روئے۔ جب خداوند عالم نے ان کی توبہ قبول کی تو حکم دیا کہ منہ دھوؤ اس لئے کہ اس درخت کی طرف نگاہ کی تھی۔ اور ہاتھوں کو دھوؤ کیونکہ یہ اُس کے پھل کی طرف بڑھے تھے اور اُس کو لیا تھا۔ اور اُن کو سر کے مسح کا حکم دیا اس لئے کہ ہاتھوں پر رکھا تھا اور پیروں کے مسح کا حکم دیا کہ وہ نافرمانی کی طرف بڑھے تھے۔ اس لئے ان چار اعضا پر وضو واجب کیا۔ پھر پوچھا کہ آپ کی اُمت پر تیس روز کے روزے کیوں واجب ہوئے؟ فرمایا چونکہ آدمؑ کے شکم میں اُس درخت کا پھل تیس روز تک باقی رہا تھا اس لئے خدا نے اُن کی اولاد پر تیس روز کی بھوک پائس واجب فرمائی، اور زمانہ صوم میں جو رات کو کھانا پینا جائز ہے تو یہ خدا کا فضل و کرم ہے۔ آدمؑ پر بھی اسی طرح روزے واجب تھے لہذا خدا نے میری اُمت پر بھی واجب فرمایا۔ چنانچہ قرآن میں فرمایا ہے کہ جس طرح تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے اسی طرح تم سے پہلے بھی لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔

بسنہ معتبر منقول ہے کہ مامون نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا تم لوگ قائل نہیں ہو کہ پیغمبر ان خدا معصوم ہیں؟ فرمایا بے شک۔ کہا پھر خدا کے اس قول وَ عَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ (آیت سورۃ طہ) کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ تم اور تمہاری زوجہ بہشت میں رہو اور جس جگہ سے چاہو کھاؤ، لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا۔ یہ اشارہ درختِ گندم کی جانب تھا اور کہا کہ یہ نہیں کہا تھا کہ مثل اس کے کسی درخت سے نہ کھانا۔ وہ لوگ اُس درخت کے قریب نہیں گئے تھے بلکہ اُسی کے مثل دوسرے درخت کا پھل کھایا تھا کیونکہ شیطان نے اُن کو بہکایا اور کہا کہ تم کو اس درخت سے ممانعت نہیں کی ہے بلکہ دوسرے درخت سے منع کیا ہے۔ اس کا پھل کھاؤ گے تو فرشتہ ہو جاؤ گے اور ہمیشہ بہشت میں رہو گے؛ اور خدا کی قسم کھائی کہ میں تمہاری بھلائی چاہتا ہوں۔ ان لوگوں نے اس سے قبل کسی کو خدا کی جھوٹی قسم کھانے نہ سنا تھا لہذا ان کو دھوکا ہوا اور انہوں نے اس کی قسم پر بھروسہ کر کے کھا لیا۔ یہ ترکِ اولیٰ آدم علیہ السلام کی پیغمبری سے پہلے ہوا۔ اور یہ کوئی بڑا گناہ بھی نہ تھا ایسا خفیف گناہ تھا جو معاف ہے اور پیغمبروں کے لئے قبلِ نزول وحی ہوا۔

۱۔ اس کے بعد کی نمازوں کا تذکرہ حدیث میں نہیں ہے۔ ۱۲ (مترجم)

ممکن ہے۔ لیکن جب خدا نے اُن کو برگزیدہ کیا اور پیغمبر بنایا تو مصمم تھے اور چھوٹا بڑا کوئی گناہ اُن سے صادر نہیں ہوتا تھا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمؑ نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی اور گمراہ ہوئے تو خدا نے اُن کو برگزیدہ فرمایا اور انہوں نے ہدایت پائی۔ نیز فرمایا ہے کہ خدا نے آدمؑ و نوحؑ و آل ابراہیمؑ و آل عمرانؑ کو تمام عالمین پر برگزیدہ کیا۔

۱۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ چونکہ سابق میں دلائل عقلیہ و نقلیہ نیز جمیع علمائے شیعہ کے اجماع سے معلوم ہوا کہ انبیاء قبل نبوت و بعد نبوت تمام گناہانِ صغیرہ و کبیرہ سے مصوم ہیں لہذا جن آیات و احادیث سے انبیاء سے صدورِ معصیت کا گمان ہوتا ہے ان کی تاویل ترکِ مستحب اور مکروہ کے عمل میں لانے پر کی گئی ہے کیونکہ معصیت نافرمانی کو کہتے ہیں اور نافرمانی مستحب کے ترک کرنے اور مکروہ کے عمل میں لانے سے بھی ہوتی ہے اور غلویت مگر اہی ہے یا محرومی کی ماسبے اور جو شخص کہ اس فعل کو جس کا کرنا اس کے لئے بہتر ہے ترک کرتا ہے، تو اپنا نفع ضائع کرتا ہے اور اس سے محروم رہتا ہے۔ اور ظلم کے معنی ہیں کسی چیز کا اس کے غیر محل پر رکھنا اور راہ سے منحرف ہونا اور کسی چیز کا کم اور زیادہ کرنا اور ستم کرنا۔ اور مستحب کے ترک کرنے اور مکروہ کے عامل ہونے پر بھی ظلم صادق آتا ہے۔ کیونکہ فعل کو اس کے محل مناسب کے خلاف قرار دیا اور اپنے پروردگار کی کامل بندگی کی راہ سے عدول کیا اور اپنے ثواب کو کم کیا اور اپنی ذات پر ستم کیا کہ اپنے کو ثواب سے محروم رکھا۔ نہی جس طرح حرام سے ہوتی ہے مکروہ سے بھی ہوتی ہے۔ اور اتر جس طرح واجب کے لئے ہے، مستحب کے لئے بھی ہے۔ اور توبہ اُس نفع کے تدارک کے لئے ہوتی ہے جس سے توبہ کرنے والا محروم ہو گیا ہے۔ لہذا مکروہ کے عمل میں لانے اور مستحب کے ترک کرنے پر بھی توبہ لازمی ہے بلکہ توبہ خدا کی بارگاہ میں عجز و انکساری کی دلیل ہے جو خدا کو فضل و کرم پر آمادہ کرتی ہے خواہ کوئی گناہ نہ بھی ہو۔ چنانچہ احادیث عامہ و خاصہ میں وارد ہے کہ رسول خدا ہر روز کم سے کم بغیر کسی گناہ کے سات مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ اور اس صورت میں کہ ان کلماتِ حقیقت میں سے بعض ارتکابِ گناہ کے سبب سے زبان پر جاری کیئے جاتے ہیں تو وہ مجاز پر محمول ہوتے ہیں۔ اور ایسا بہت ہوتا ہے کہ کمزور قرائن میں بعض الفاظ مجازی معنی میں استعمال کیئے جاتے ہیں تو اُس مقام پر کیونکہ استعمال کیئے جائیں جہاں کہ قطعی دلیلیں قائم ہوں۔ اس عبارت کا نکتہ یہ ہے کہ چونکہ ان کا یعنی انبیاء و مرسلین کا اپنے کمالات کی زیادتی اور درجات کی بلندی اور ان پر خدا کی نعمتوں کی کثرت کے سبب سے مکروہات بلکہ مباحات کی طرف بھی بغیر مرضی خدا متوجہ ہونا بڑی جسارت ہے۔ اس بناء پر حق تعالیٰ نے ان عبارات کو ان کے اعمال پر اطلاق فرمایا ہے اور وہ لوگ خود بھی ایسے ہی کلماتِ عجز و انکساری کے اظہار میں استعمال کیا کرتے ہیں بلکہ ممکن ہے کہ جب کبھی وہ معاشرت و ہدایت خلق و مثل اس کے دیگر عبادات کی جانب متوجہ ہوتے ہیں اور جب منزلِ قرب رُوح اللہ پر پہنچتے ہیں تو اس مرتبہ کے مقابلہ میں ان عبادات کو حقیر و سہت خیال کرتے ہیں اور اس کو اپنی خطا اور گناہ اور کمی سے (باقی بر ص ۱۰۲)

دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ علی بن ابیہجم نے حضرت امام رضاؑ سے دریافت کیا کہ آیا آپ قائل ہیں کہ پیغمبرانِ خدا معصوم ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ ہاں۔ پوچھا کہ پھر خدا کے اس قول وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اور دوسری چند آیتیں بھی ہیں جو بعد میں مذکور ہوں گی۔ فرمایا کہ تجھ پر وائے ہو خدا سے خوف کر اور اس کے پیغمبروں کو بُری باتوں سے نسبت نہ دے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ قرآن کی تاویل خدا اور ان لوگوں کے سوا

بقیہ از ص ۱۰۱۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْكَافِرِينَ مفسرانِ بارگاہِ ایزدی کے گناہ نیک بندوں کی نیکیوں کے مانند ہیں اسی طرح جب بندہ کی نگاہ میں عظمت و جلالِ الہی کا زیادہ تر ظہور ہوتا ہے تو اُس کو اپنی پستی اور کمزوری کا زیادہ احساس ہوتا ہے اور اپنے اعمال بہت زیادہ حقیر معلوم ہوتے ہیں۔ ہر چند زیادہ سے زیادہ عبادت کرتے ہیں پھر بھی کمی کا اعتراف کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ بارگاہِ علی و عظیم کے قابل نہیں ہیں اور نہ اُس کی کسی ایک نعمت کے برابر ہو سکتے ہیں، علیٰ ہذا القیاس جب نگاہِ بصیرت سے دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ سب عبادتیں اور پسندیدہ صفیتیں، اور گناہوں سے محفوظ رہتا اُسی کی تو فائق اور عطا کی ہوئی نعمت کے سبب سے ہیں اور خود بغیر اُس کی حفاظت کے کسی گناہ سے نہیں محفوظ رہ سکتے تو اگر کہیں کہ میں وہ ہوں جس نے گناہ کیا اور میں وہ ہوں جس سے خطا ہوئی تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ میں ایسا ہوں کہ یہ سب مجھ سے ہو سکتا ہے اگر تیری توفیق اور نعمت شامل حال نہ ہو۔ اور غور کرنے سے مثال ان مراتب کی بادشاہوں اور امیروں اور ان کی رعایا اور خادموں کے حالات سے ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ سلاطین رعایا اور ملازمین سے ان کی منزلت اور تقرب اور اپنی بزرگی اور جلالت اور معرفت کے لحاظ سے خدمتیں لیتے ہیں اور اسی لحاظ سے ان سے مواخذہ بھی کرتے ہیں۔ عوام کی خطائیں ان کی نادانی کے سبب سے معاف بھی کر دیا کرتے ہیں لیکن اپنے مقررہ بانِ خاص سے معمولی فرد گزاشت پر مواخذہ کرتے ہیں اور اُن پر عتاب کرتے ہیں۔ بلکہ اگر وہ آہِ واحد کے لئے بھی اُن کے علاوہ کسی غیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو معتب ہو کر نکال دیئے جاتے ہیں۔ اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر بادشاہ اپنے کسی مقرب خاص کو ضرورت کسی اور کے پاس بھیج دیتا ہے اور جب وہ کچھ دنوں کے بعد واپس آتا ہے تو بادشاہ کی خدمت میں پہنچ کر روتا ہے، اظہارِ غم کرتا ہے اور بادشاہ سے اپنی دُوری اور جدائی پر اضطراب ظاہر کرتا ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مقرب بادشاہ کے لطف و کرم اور نعمت کے اظہار کے لئے اپنی نسبت نہایت فرمانبرداری کے ساتھ کہتا ہے کہ میں سرِ پایا تقصیر ہوں کوئی خدمت حضور کے لائق اور قابلِ قبول نہیں تھی لیکن یہ سرکار کی توجہ ہے اور خداوندِ نعمت کا کرم ہے۔ ورنہ غلام تو عاصی اور گناہ گار ہے اور شرمندہ ہے۔ اگر عالی جاہ کا لطف و کرم نہ ہوتا تو میں ہرگز اس عہدہ جلیسہ پر فائز نہ ہوتا وغیرہ وغیرہ (باقی بر ص ۱۰۱)

جو علم میں راسخ ہیں کوئی نہیں جانتا۔ خدا کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے آدمؑ کو خلق فرمایا تھا اس لئے کہ زمین اور اس کے شہروں میں اس کے خلیفہ اور حجت ہوں۔ اُن کو بہشت کے لئے نہیں پیدا کیا تھا۔ اور آدمؑ سے مصیبت زمین میں نہیں بلکہ بہشت میں ہوئی تاکہ امر خدا کی تقدیر میں پوری ہو۔ پس جب ان کو زمین پر بھیجا اور اپنا خلیفہ بنایا اس وقت مصوم قرار دیا تھا جیسا کہ فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَاٰلَ اِبْرٰهٖمَ وَاٰلَ عِمرٰنَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ (آیت ۳ سورۃ آل عمران پ) خدا نے آدمؑ، نوحؑ اور آل ابراہیمؑ کو تمام عالمین سے برگزیدہ کیا ہے

(بہتیم از ص ۱۱) اس باب میں بہت کافی بحث کی ضرورت ہے جو انشاء اللہ اپنے مقام مناسب پر مذکور ہوگی۔ پس جو کچھ اس حدیث میں وارد ہوا ہے کہ یہ صغیرہ گناہ تھا اور قبل نبوت صادر ہوا تھا اور اس قسم کے تمام درختوں کی ممانعت آدمؑ کو معلوم نہ تھی، یہ سب مخالفین کے مذہب کے موافق ہے شیعوں کے اصول سے ان کو کوئی تعلق نہیں ممکن ہے تفسیر کی بنا پر مذکور ہوئی ہو یا برسیل تنزل یا صغیرہ سے مراد فعل مکروہ ہو۔ اور اس طرح کا فعل مکروہ پیغمبری کے بعد ان کے لئے جائز نہ ہوگا۔ اور اس قسم کے مکروہات کا ارتکاب شیطان کے وسیلہ سے ہوا ہوگا کیونکہ باوجود اس قرینہ کے کہ اس درخت کی نوع مراد ہے اُس کا احتمال ہو سکتا ہے کہ وہی مخصوص درخت مراد ہو تو اس کا ارتکاب مکروہ ہوگا۔ اس کو میں نے تفصیل سے کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے۔ اس میں جو صاحب چاہیں ملاحظہ فرمائیں - ۱۲ (منہ)

۱۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی ظاہری طور پر علامت عامہ کے مذہب کے موافق ہے جو پیغمبروں کو قبل بعثت مصوم نہیں سمجھتے۔ ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ چونکہ بہشت آدمؑ کے لئے تکلیف کی جگہ نہ تھی کیونکہ ان کو دنیا میں مکلف قرار دینے کے لئے پیدا کیا تھا اس لئے اس جگہ ان کے لئے نہ گناہ تھا نہ مصوم ہونے کی ضرورت تھی۔ بلکہ بہشت کی تکلیفیں ان کی مصلحت اور ہدایت کے لئے تھیں کہ اگر ایسا نہ کرو گے بہشت میں رہو گے یا کراہت سے ممانعت تھی اور اُن کو آزاد چھوڑ دیا اور اس فعل مکروہ سے اُن کی محافظت نہ کی کیونکہ مصلحت اسی میں تھی کہ وہ زمین پر آئیں اور ان سے جاہائے بہشت لے لینا اور ان کو برہنہ کرنا اور زمین پر بھیجنا اہانت و ذلت کے لئے نہ تھا بلکہ اس لئے تھا کہ وہ زمین پر آئیں اور توبہ و تضرع اور اظہارِ ندامت شروع کریں تاکہ ان کا مرتبہ سابق سے اور زیادہ کیا جائے اور اس لئے بھی کہ بہشت کی نعمتوں کو ہمیشہ خود دیکھ کر اپنی اولاد کو آگاہ کریں۔ (مترجم) آیت سابقہ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عصیاں اور ضلالت کی نسبت کے بعد اجتنابِ ہدایت کا مرتبہ اُن کے واسطے ثابت کیا جائے۔ اور انہی آیات سے عاصیوں کو آزاد چھوڑ دینے کی مصلحتیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اس مقام پر عقول کو بے حد لغزشیں ہوتی ہیں اور اولیٰ اور

احوط یہ ہے کہ اس باب میں غور و فکر نہ کرنا چاہیے۔ ۱۲

فصل چہارم { حضرت آدم و حوا کے زمین پر آنے، اُس کی کیفیت، اُن کی توبہ وغیرہ کا تذکرہ :-

حضرت رسول خدا سے منقول ہے کہ جب آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی ان کو عرش کے قریب سے ایک منادی نے ندا دی کہ اے آدم میرے جوار رحمت سے نکل جاؤ کیونکہ جو میری نافرمانی کرتا ہے وہ یہاں نہیں رہ سکتا۔ یہ سنکر آدم روئے اور ملائکہ بھی روئے۔ پھر خدا نے جبریلؑ کو ان کے پاس بھیجا تو وہ ان کو زمین پر لائے۔ اُس وقت حضرت آدم کا تمام جسم سیاہ ہو گیا۔ جب ملائکہ نے اُن کا یہ حال دیکھا فریاد و گریہ و زاری کی یہاں تک کہ اُن کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اور سب کے درگاہِ احدیث میں عرض کی کہ پالنے والے تو نے ایک مخلوق پیدا کی اس میں اپنی برکات و روح داخل فرمائی اور فرشتوں کو اس کے سجدہ کا حکم دیا اور ایک گناہ کے سبب سے ان کے جسم کی سفیدی کو سیاہی سے بدل دیا۔ اس وقت آسمان سے ندا کی کہ اے آدم آج اس پالنے والے کے لئے روزہ رکھو وہ (چاندی، تیرہ تاریخ مئی حضرت آدمؑ نے روزہ رکھا، سیاہی کا تہائی حصہ نازل ہو گیا پھر چودھویں تاریخ کو پہلی آواز آئی پھر آدمؑ نے روزہ رکھا تو دو تہائی حصہ سیاہی کا برطرف ہوا۔ پندرہویں تاریخ کو پھر ندا آئی اور آدمؑ نے روزہ رکھا تو تمام بدن کی سیاہی دور ہو گئی۔ اس سبب سے ان تینوں دنوں کو ایام البیض کہتے ہیں۔ پھر منادی نے آسمان سے ندا کی کہ اے آدم میں نے یہ تین روزے تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے مقرر کیئے۔ جو شخص ہمراہ میں یہ تین روزے رکھے گا ایسا ہے کہ اس نے تمام عمر روزے رکھے۔ آدمؑ زانوں پر سر رکھے ہوئے نہایت محزون و غمگین بیٹھے تھے۔ خدا نے جبریلؑ کو ان کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اس رخ و اندوہ کا سبب پوچھا جواب دیا کہ ہمیشہ یوں ہی غمگین رہوں گا یہاں تک کہ موت آئے۔ جبریلؑ نے کہا میں خدا کا رسول ہوں، خدا نے بدسلام کے فرمایا ہے کہ حَيَّكَ اللَّهُ وَبَيَّكَ - آدمؑ نے کہا جاک اللہ کے معنی تو جانتا ہوں یعنی خدا تم کو زندہ رکھے لیکن بَيَّكَ کے کیا معنی ہیں؟ یعنی تم کو خوش رکھے۔ آدمؑ یہ سنکر سجدہ میں جھک گئے۔ پھر سر اٹھا کر آسمان کی طرف بلند کیا اور دُعا کی کہ خداوندِ میرے حسن و جمال کو زیادہ کر۔ جب صبح ہوئی اُن کے چہرہ پر نہایت سیاہ و اڑھی نکلی ہوئی تھی۔ آدمؑ نے اُس پر ہاتھ پھیرا اور کہا خداوندِ اے یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ و اڑھی ہے جسے میں نے تمہاری اور تمہارے فرزندوں کی نیت قرار دی۔

بندِ حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ بہشت سے نیچے آئے اُن کے تمام جسم میں سر سے پیروں تک سیاہی پیدا ہو گئی تھی جس سے وہ نہایت مغموم اور محزون ہوئے اور بہت روئے۔ جبریلؑ نے اُن کے پاس آکر پوچھا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے؟

ایام البیض کے روزوں کی کیفیت

کہا یہ سیاہی جو میرے تمام بدن میں ظاہر ہو گئی ہے۔ جبریلؑ نے کہا اٹھو اور نماز پڑھو کہ یہ نماز اول کا وقت ہے۔ حضرتؑ نے نماز پڑھی ان کی سیاہی سر سے سینہ تک دفع ہو گئی۔ جب دوسری نماز کا وقت آیا۔ جبریلؑ نے کہا یہ دوسری نماز کا وقت ہے۔ آدمؑ نے نماز ادا کی تو ان کے ناف تک کی سیاہی زائل ہوئی۔ پھر تیسری نماز کے وقت جبریلؑ نے کہا کہ یہ نماز سوم کا وقت ہے جب وہ نماز ادا کی تو ان کے زانو تک کی سیاہی جاتی رہی پھر چوتھے وقت آکر کہا کہ اے آدمؑ یہ چوتھی نماز کا وقت ہے۔ جب نماز ادا کی تو ان کے پیروں تک کی سیاہی برطرف ہوئی۔ اسی طرح پانچویں نماز کے بعد ان کے تمام بدن کی سیاہی دور ہو گئی۔ آدمؑ علیہ السلام خدا کی حمد بجالائے اور اس کا شکر ادا کیا۔ جبریلؑ نے کہا اے آدمؑ اس نماز میں تمہارے فرزندوں کی مثال وہی ہے جو اس سیاہی میں تمہاری تھی۔ یعنی تمہاری اولاد سے جو شخص ہر شب و روز میں یہ پانچ نمازیں بجالائے گا تو گناہوں سے اسی طرح پاک ہو جائے گا جس طرح آپ اس سیاہی سے۔

بسم اللہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اثنائے طواف میں میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور ان حضرتؑ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آپ سے تین سوال کرنا چاہتا ہوں جن کو سوائے آپ کے کوئی نہیں جانتا۔ حضرتؑ نے سکوت فرمایا جب طواف سے فارغ ہوئے اور حجر اسماعیل کے پاس آئے تو رکعت نماز ادا کی۔ فارغ ہو کر دریافت کیا کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے سوال کیا تھا۔ وہ حاضر ہوا اور میرے پدر بزرگوار کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور سوال کیا کہ جب ملائکہؑ نے خلقت آدمؑ پر اعتراض کیا اور خداوند عالم نے اُن پر عتاب فرمایا تو پھر کس طرح اُن سے راضی ہوا؟ فرمایا کہ فرشتوں نے سات سال عرش کے گرد طواف کیا اور دُعا و استغفار کرتے رہے اس سبب سے خدا راضی ہوا اُس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر پوچھا کہ آدمؑ سے خدا کیوں کر راضی ہوا؟ ارشاد فرمایا کہ جب آدمؑ زمین پر آئے تو ہند میں آئے تھے۔ انہوں نے اپنے پروردگار سے جو اُس گھر کا خالق ہے دُعا کی۔ خدا نے ان کو حکم دیا کہ اس مکان کے پاس آئیں اور سات مرتبہ طواف کریں اور منیٰ اور عرفات میں جا کر تمام مناسک حج بجالائیں۔ وہ ہندوستان سے مکہ میں آئے جس جس مقام پر اُن کے قدم ہائے مبارک پڑے وہ زمین آباد ہو گئی بقیہ زمین صحرا و میدان رہ گئی۔ پھر خانہ کعبہ کے گرد سات بار طواف کیا، اور تمام مناسک حج بجالائے جس طرح خدا نے اُن کو حکم دیا تھا۔ اس سبب سے خدا نے اُن کی توبہ قبول کی اور اُن کو بخش دیا۔ آدمؑ کے سات طواف ملائکہ کے سات سال کے برابر ہیں جو عرش کے گرد وہ کرتے رہے۔ اس وقت جبریلؑ نے آدمؑ سے کہا کہ مبارک ہو آپ کو خدا نے بخش دیا اور میں آپ سے تین ہزار سال پہلے اس گھر کا طواف کر چکا ہوں۔ آدمؑ نے عرض کی پروردگار ا

مجھ کو اور میری ذریت کو بخش دے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن میں سے جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائے گا اس کو بخشوں گا۔ سائل نے کہا یا حضرت آپ نے صحیح فرمایا، اور چلا گیا۔ میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے فرمایا کہ یہ جبرئیلؑ تھے تمہارے معلم دین تمہیں تعلیم کرنے آئے تھے لے

بند مہتر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ زمین پر آنے کے بعد سو سال تک خانہ کعبہ کا طواف کرتے رہے اس اثنا میں حواؑ کی طرف نظر نہیں کی اور بہشت کے فراق میں اس درجہ روئے کہ آپ کے روئے مبارک کے دونوں طرف آنسوؤں کی دو نہریں جاری تھیں۔ اس وقت جبرئیلؑ اُن کے پاس آئے اور کہا حَتَّيَاكَ اللهُ وَكَيْتَاكَ۔ جب حِیَاک اللہ کہا ان کے چہرہ پر فرحت و مسرت کے آثار نمایاں ہوئے۔ وہ سمجھ گئے کہ خدا اُن سے راضی ہوا۔ اور جب بَیَاک کہا تو آدمؑ خندہ زن ہوئے اور خانہ کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے اس وقت اس پر اونٹ اور گائے کے چہرہ کا پردہ پڑا ہوا تھا اور کہا۔ اَللّٰهُمَّ اَقْلِبْنِيْ عَثْرَتِيْ وَاعْفُ عَنِّيْ ذَنْبِيْ وَاعْدِنِيْ اِلَى الدَّارِ الْاٰثِمَةِ اَخْرَجْتَنِيْ مِنْهَا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا گناہ میں نے بخش دیا تمہاری نافرمانی سے درگزر کی اور تم کو پھر اسی جگہ یعنی بہشت میں پہنچا دوں گا جہاں سے تم کو علیحدہ کیا ہے۔

مخالفین نے متعدد سندوں کے ساتھ عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول خداؐ سے ان کلمات کو دریافت کیا جو آدمؑ نے اپنے پروردگار سے سیکھے تھے اور جن کے سبب سے اُن کی توبہ قبول ہوئی فرمایا کہ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صلوات اللہ علیہم اجمعین کا واسطہ دے کر دعا کی کہ میری توبہ قبول ہو تو خدا نے ان کی توبہ قبول کی اور اس مضمون پر عامہ و خاصہ کے طریقہ سے بہت سی حدیثیں منقول ہیں ان میں سے بعض کا ذکر انشاء اللہ کتاب امامت میں آئے گا۔

دوسری سندوں سے علمائے خاصہ و عامہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق کر کے اپنی روح اُن کے جسم میں داخل کی تو آدمؑ کو چھینک آئی۔ خدا نے اُن کو اہام کیا تو انہوں نے الحمد للہ رب العالمین کہا؛ خدا نے جواب میں یُؤَحِّدُكَ رَبُّكَ فرمایا۔ جب ملا کہ نے اُن کو سجدہ کیا تو انہوں نے کہا پروردگار! تو نے کوئی مخلوق ایسی پیدا کی ہے جو تیرے نزدیک مجھ سے زیادہ محبوب ہے، کوئی جواب نہ ملا۔ دوسری مرتبہ پوچھا، پھر کوئی جواب نہ آیا جب تیسری مرتبہ سوال کیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک چند مخلوق ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو اے آدمؑ تجھ کو نہ پیدا کرتا۔ عرض کی بارالہ! ان کو مجھے دکھا دے۔ حق تعالیٰ نے ملائکہ حجاب کو وحی فرمائی کہ تمام حجابات اٹھا دیں۔ حجابات اٹھا دیئے گئے تو پانچ انوار عرش کے سامنے نظر آئے۔ پوچھا پالنے والے یہ کون ہیں؟ فرمایا کہ اے آدمؑ یہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا پیغمبر ہے،

اور یہ علی امیر المؤمنینؑ ہے اور یہ فاطمہؑ میرے پیغمبرؑ کی دختر ہے اور یہ دونوں حسنؑ اور حسینؑ پسران علیؑ اور میرے پیغمبرؑ کے فرزند ہیں۔ اور اے آدمؑ یہ تیرے فرزندوں میں ہیں۔ آدمؑ یہ سنگر مسرور ہوئے اور جب اس غلطی کے مرتکب ہوئے تو بارگاہ احدیت میں عرض کی کہ پالنے والے میں تجھ کو محمدؑ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صلوات اللہ علیہم کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔ اس سبب سے خدا نے ان کو معاف فرمایا یہ ہیں فَتَنَّا اٰدَمَ مِنْ زَيْتِہٖم کَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ۔ کے معنی جب آدمؑ زمین پر آئے تو ایک انگوٹھی بنائی اور اس پر مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ عَلِیٌّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ نقش کیا۔ اور آدمؑ کی کیفیت ابو محمدؑ تھی۔

بسنید صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ نے کہا پروردگار! تجھ کو محمدؑ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صلوات اللہ علیہم کی قسم دیتا ہوں کہ میری توبہ قبول کر حق تعالیٰ نے ان پر وحی کی کہ اے آدمؑ محمدؑ کو کس طرح جانتے ہو؟ عرض کی جب تو نے مجھے خلق کیا میں نے سر اوپر اٹھایا تو عرش پر محمدؑ رسول اللہ علی امیر المؤمنینؑ لکھا ہوا دیکھا۔

دوسری حدیث صحیح سند کے ساتھ امام محمدؑ باقرؑ سے منقول ہے کہ جن کلمات کے ذریعہ سے آدمؑ نے دعا کی اور ان کی توبہ قبول ہوئی یہ تھی: اَللّٰهُمَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ اِنِّیْ عَمِلْتُ سُوْءًا وَظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الشَّوَابُ الرَّحِیْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ اِنِّیْ عَمِلْتُ سُوْءًا وَظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّکَ اَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ ۝

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ بندہ مومن کو چاہیے کہ جب خواب سے بیدار ہو تو ان کلمات کو کہے جو آدمؑ نے اپنے پروردگار سے سیکھے تھے۔ اور وہ یہ ہیں: سُبْحَانَکَ فَدَّوْسُ رَبِّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ سَبَقَتْ رَحْمَتُکَ غَضَبُکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الشَّوَابُ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ۝

بسنید معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے روزِ ميثاق آدمؑ پر ان کی ذریت کو پیش کیا۔ حضرت رسول خدا امیر المؤمنینؑ کے ساتھ ان کی طرف گئے حضرت فاطمہؑ ان کے پیچھے اور حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ ان کے پیچھے تھے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدمؑ ہرگز ان کی طرف بنگاہِ حسد نہ دیکھنا ورنہ تم کو اپنے جوارِ رحمت سے باہر کر دوں گا جب خدا نے ان کو بہشت میں ساکن کیا ان کے سامنے محمدؑ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صلوات اللہ علیہم ظاہر ہوئے انہوں نے ان بزرگواران پر حسد کی نگاہ کی۔ اس وقت ان کی محبت و ولایت آدمؑ پر پیش ہوئی جس کو قبول کرنا مناسب تھا مگر انہوں نے نہیں کیا۔ بہشت نے اپنی پتیا ان پر پھینکی۔ جب بارگاہ احدیت میں حسد سے توبہ کی اور ان بزرگواروں کی ولایت کا پیرے طور پر اقرار کیا اور

۱۔ قول مؤلف میں حسد کی تاویل گذر چکی یعنی غبطہ۔ ۱۲ (مترجم)

بحق محمد و علی وفا طہ و حسن و حسین صلوات اللہ علیہم دعا کی تو حق تعالیٰ نے اُن کو مُعاف کیا یہ ہیں وہ کلمات جو آدمؑ نے اپنے پروردگار سے سیکھے۔

بسنَد معتبر حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ کلمات یہ تھے کہ آدمؑ نے کہا خداوند! میں بحق محمد و آل محمد سوال کرتا ہوں کہ میری توبہ قبول فرما۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تُو نے محمدؐ کو کیوں کر پہچانا؟ عرض کی میں نے ان کے نام کو تیرے بزرگ سہرا پر وہ پر لکھا ہوا دیکھا جس وقت کہ میں بہشت میں تھا ۱۰

بسنَد معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بہت رونے والے پانچ نفوس گزرے ہیں، آدمؑ و یعقوبؑ و یوسفؑ و حضرت فاطمہؑ و امام زین العابدین علیہم السلام۔ آدمؑ اس قدر بہشت کی جُدا میں روئے کہ ان کے دونوں رخساروں پر آنسوؤں کی دو نہریں جاری ہو گئیں۔ حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ آدم علیہ السلام روز جمعہ کو زمین پر تشریف لائے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت سے زمین پر بھیجا ایک سو بیس درخت اُن کے ہمراہ کیے۔ چالیس درخت اُن میں سے ایسے تھے جن کے پھلوں کے اندرونی و بیرونی سب حصے کھائے جاسکتے ہیں۔ اور چالیس ایسے تھے جن کے صرف بیرونی حصے کھائے جاسکتے ہیں اور اندرونی حصے پھینک دیئے جاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنے ساتھ ایک بھیلی بھی لائے تھے جس میں ہر چیز کے بیج تھے۔

بسنَد معتبر منقول ہے کہ ابن ابی نصر نے حضرت امام رضاؑ سے سوال کیا کہ کیونکہ پہلے پہل ہوئے خوشگوار پیدا ہوئی۔ فرمایا کہ تمہارے ہم جلس اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عرض کی وہ کہتے ہیں کہ آدمؑ جب زمین ہند پر بہشت سے تشریف لائے تو اس کی مفارقت پر گریہ فرمایا اُن کے آنسوؤں سے زمین میں گڑھے ہو گئے اسی سے خوشبو پیدا ہوئی۔ حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ حواؑ نے اپنے گیسوؤں کو درختان بہشت کی پتیوں سے معطر کیا تھا۔ جب زمین پر آئیں بعد اس کے جبکہ مصیبت میں مبتلا ہوئی تھیں تو خون حیض دیکھا اور غسل پر مامور ہوئیں۔ جب اپنے گیسو کھولے حق تعالیٰ نے ایک ہوا بھیجی اس نے ان بہشتی پتیوں کو منتشر کیا۔ اور جس جس جگہ خدا کی مرضی تھی پہنچا دیا۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کوہ صفا کو اس لئے صفا کہتے ہیں کہ مصطفیٰؐ برگزیدہ یعنی آدم علیہ السلام اُس پر نازل ہوئے اس وجہ سے اس پہاڑ کے لئے

۱۰ مؤلف فرماتے ہیں کہ ان روایات میں کوئی منافات نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سب واقع ہوا ہو اور ان تمام بزرگواروں کو ان کی توبہ کی مقبولیت میں دخل ہو۔ ۱۱ منہ

پانچ افراد دنیا میں سیکے زیادہ روئے۔

زمین پر خوشبو پھیلی۔

آدم کے نام سے ایک نام شق کیا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَ نُوْحًا۔ اور حضرت حوا کو مَرُوہ پر نازل ہوئیں اس لیے اس کو مَرُوہ کہتے ہیں کیونکہ مَرُوہ (عورت) اس پر نازل ہوئی اسی لیے اس کا نام عورت کے نام سے مشق کیا۔

بسمت معتبر منقول ہے کہ ایک مرد شامی نے حضرت امیر المومنین سے سوال کیا کہ روئے زمین پر گرامی ترین وادی کون ہے فرمایا کہ جس کو سرانڈیپ کہتے ہیں۔ آسمان سے اسی وادی پر آدم اترے تھے۔ بسمت معتبر بکیر سے منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے اُس سے دریافت کیا کہ آیا نوح جانتا ہے کہ حجر اسود کیا تھا؟ بکیر نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ وہ خدا کا ایک فرشتہ بزرگ تھا۔ جب حق تعالیٰ نے فرشتوں سے عہد لیا تو سب سے پہلے جو ایمان لایا اور جس نے اقرار کیا وہی فرشتہ تھا۔ خدا نے اس کو اپنی تمام مخلوق پر اپنا امین قرار دیا اور ميثاق اس کے سپرد کیا اور مخلوق کو حکم دیا کہ ہر سال اس کے نزدیک حج کرنے کا اقرار کیا کریں۔ جب آدم سے لغزش ہوئی اور انہوں نے اس عہد و ميثاق کو فراموش کیا جسے خدا نے ان پر اور ان کی اولاد پر محمدؐ اور ان کے وصی کے بارے میں قرار دیا تھا اور بہشت سے زمین پر بھیجے گئے تو مہموت و حیران ہوئے۔ جب ان کی توبہ مقبول ہوئی حق تعالیٰ نے اس ملک کو ایک سفید موتی کی شکل میں بہشت سے آدم کی جانب بھیجا وہ اُس وقت زمین ہند میں تھے۔ جب آدم نے اس کو دیکھا اس کی جانب کشش ہوئی لیکن اس سے زیادہ نہ سمجھ سکے کہ وہ ایک جوہر ہے تو خدا نے اس پتھر کو گویا کیا۔ اس نے کہا اے آدم آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ کہا نہیں۔ اس نے کہا ہاں پہچانتے ہیں لیکن شیطان آپ پر غالب ہوا اور اس نے خدا کی یاد آپ کے دل سے بھلا دی۔ یہ کہہ کر وہ اسی صورت میں تبدیل ہو گیا جس شکل میں آدم کے ساتھ بہشت میں تھا۔ اور ان سے کہا کہ وہ عہد و ميثاق کہاں گیا۔ آدم اس کی طرف بڑھے پھر ان کو وہ اقرار یاد آیا اور روئے اور اس عہد کے لیے خضوع اختیار کیا اور اس ملک کو بوسہ دیا اور عہد و ميثاق کو تازہ کیا۔ پھر حق تعالیٰ نے جوہر حجر کو پھر سفید اور صاف موتی کر دیا جس سے نور سا طبع تھا۔ حضرت آدم نے اس کی تعظیم اور بزرگی کے لیے اس کو اپنے کا ندھے پر

لے موٹے فرماتے ہیں کہ آدم و حوا کے نازل ہونے کی تعیین میں حدیثیں مختلف ہیں۔ بہت سی معتبر حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ آدم کو و صفا پر اور حوا کو مَرُوہ پر نازل ہوئیں۔ اور بہت سی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں ہندوستان میں نازل ہوئے۔ علمائے عامہ میں یہ مشہور ہے کہ آدم سرانڈیپ کے ایک پہاڑ پر نازل ہوئے جس کو نو کہتے ہیں اور حوا جدہ میں نازل ہوئیں۔ لہذا اگر ہندوستان کے بارے میں خبریں تحقیق پر محمول ہوں تو بعید نہیں ہے۔ اور ممکن ہے کہ پہلے ہندوستان میں نازل ہوئے ہوں پھر کہ میں داخل ہونے کے بعد و صفا و مَرُوہ پر قیام کیا ہو جیسا کہ بعد کی حدیثوں سے ظاہر ہے۔ ۱۲

اُٹھایا۔ جب وہ تھک جاتے تھے جبرئیلؑ اُن سے لے کر اُٹھائے رکھتے تھے یہاں تک کہ اُس کو مکہ میں لائے اور ہمیشہ اُس سے اُنس رکھتے تھے اور اس کے نزدیک ہر شب و روز عہد کو تازہ کرتے تھے۔ جب حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو زمین پر بھیجا کہ کعبہ کی بنا کریں وہ رُکن حجر اور دروازہ مکان کے درمیان نازل ہوئے اور آدمؑ کے سامنے اسی مقام پر ظاہر ہوئے جہاں کہ وہ اس وقت تھے اور اُس حجر سے عہد و میثاق کر رہے تھے لہذا اسی مقام پر میثاق کو ملک کے سپرد کیا۔ اسی سبب سے حجر کو اسی رکن میں نصب کر کے وہیں چھوڑ دیا، اور آدمؑ کو خانہ کعبہ کی جگہ سے کوہ صفا کی طرف اور حواؑ کو مروہ کی جانب پہنچایا۔ حضرت آدمؑ نے خدا کی تکبیر و تہلیل و تہمید کی۔ اسی سبب سے یہ سنت جاری ہوئی کہ کوہ صفا پر رکن کی طرف منہ کر کے جہاں حجر ہے اللہ اکبر کہیں۔

حدیث معتبر میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ آدمؑ کو بہشت سے صفا پر اتارا اور حواؑ کو مروہ پر اتارنے بہشت میں اپنے گیسو سنوارے تھے جب زمین پر آئیں کہنے لگیں کہ میں اس ذیب و زینیت سے کیا امید رکھوں حالانکہ پروردگار عالم کے عتاب میں ہوں۔ پھر اپنے گیسو کھول ڈالے جن سے وہ خوشبو پھیلی جو بہشت میں گیسو سنوارنے میں استعمال کیا تھا۔ ہوائے اس کو تمام ہندوستان میں پھیلا دیا، اسی سبب سے ہندوستان میں خوشبو ہم پہنچی۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ جب حواؑ نے اپنے گیسو کھولے حق تعالیٰ نے ایک ہوا بھیجی جس نے اُن کے گیسوؤں کی خوشبو زمین پر مشرق سے مغرب تک پھیلا دی۔

بسنہ معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت رسولؐ خدا سے دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے کتے کو کس چیز سے پیدا کیا؟ فرمایا شیطان کے آب و دہن سے۔ پوچھا کس طرح؟ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ و حواؑ کو جب زمین پر بھیجا وہ کانپتے ہوئے دو چوڑوں کی طرح پڑے تھے تو ابلیس ملعون و رندوں کے پاس دوڑا جو حضرت آدمؑ علیہ السلام سے پہلے زمین پر موجود تھے۔ اور کہا کہ دو مرغ آسمان سے زمین پر گرے ہیں جن سے بڑے مرغ کسی نے نہیں دیکھے، چل کر ان کو کھاؤ۔ رند سے اُس کے ساتھ دوڑے۔ ابلیس ان کو تخریص کرتا تھا اور آواز دیتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ فاصلہ کم ہے اب قریب پہنچ گئے۔ اس نرمی کے ساتھ گفتگو میں اس کا آب و دہن زمین پر گرا۔ پس خدا نے اس سے دو کتے خلق کیے ایک نر اور دوسری مادہ۔ نر ہندوستان میں آدمؑ علیہ السلام کے پاس کھڑا ہوا اور سگ مادہ جدہ میں حضرت حواؑ علیہا السلام کے پاس استادہ ہوئی، اور رندوں کو ان کے نزدیک نہیں آنے دیا۔ اسی روز سے رندے کتوں کے اور کتے رندوں کے دشمن ہیں۔

بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ بہشت میں آدم و حوا کا قیام دنیا کی ساعتوں سے سات گھنٹی رہا یہاں تک کہ درخت ممنوعہ سے کھایا۔ تو خدا نے اُسی روز اُن کو زمین پر بھیج دیا۔ آدم نے عرصہ کی پروردگار کا قبل اس کے کہ تُو مجھ کو خلق کرے یہ گناہ اور جو کچھ کہ مجھ پر آئندہ واقع ہو گا کیا تو نے مقدر کر دیا تھا یا اس باسے میں مجھ پر شقاوت غالب ہوئی جو مجھ سے صادر ہوا؟ فرمایا کہ اے آدم میں نے تجھے پیدا کیا اور تعلیم دی اور تجھے اور تیری زوجہ کو بہشت میں ساکن کیا۔ لیکن میری نعمت اور قوت جو ارج کے سبب سے جسے میں نے تجھ کو عطا کیا تو نے میری معصیت پر قدرت پائی حالانکہ تو میری نگاہوں سے پوشیدہ نہ تھا اور میرا علم تیرے فعل کو اساطہ کیے تھا۔ آدم نے کہا پروردگار! مجھ پر تیری جنت قائم ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تجھے پیدا کیا تیری صورت درست کی، فرشتوں کو تیرے سجدہ کا حکم دیا اور تیرا نام اپنے آسمانوں پر بلند کیا اور تیری ابتدا بزرگی سے کی۔ تجھ کو اپنی بہشت میں ساکن کیا۔ اور یہ سب میں نے تجھ سے اپنی خوشنودی کے واسطے اور اس لیے کیا کہ ان نعمتوں کے ذریعہ سے تیرا امتحان لوں۔ کیونکہ یہ سب نعمتیں تجھ کو بغیر کسی عمل کے میں نے عطا کی تھیں۔ آدم نے کہا خداوند! خیر تیری طرف سے ہے اور شر میری طرف سے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم میں خداوند کریم ہوں خیر کو شر سے پہلے پیدا کیا اور رحمت کو اپنے غضب سے قبل، اور ذلیل کرنے پر گرامی رکھنے کو مقدم کیا اور عذاب کرنے سے پہلے جنت تمام کرنا لازم قرار دیا۔ اے آدم کیا تجھ کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور نہیں کہا تھا شیطان تیرا اور تیری زوجہ کا دشمن ہے اور کیا تم دونوں کو قبل اس کے کہ تم بہشت میں داخل ہو شیطان سے پرہیز کے لیے نہیں کہا تھا اور کیا یہ نہیں بتا دیا کہ اگر اُس درخت سے کھاؤ گے تو اپنے نفس پر ظلم کرو گے اور میرے گنہگار ہو گے۔ اے آدم ظلم و عاصی بہشت میں میرا ہمسایہ نہیں ہو سکتا۔ عرض کی اے پالنے والے ہم پر تیری جنت تمام ہے۔ ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور نافرمانی کی۔ اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔ جب اپنے پروردگار سے انہوں نے اپنے گناہ کا اقرار کیا اور اعتراف کیا کہ خدا کی جنت ان پر تمام ہے تو خداوند رحمان و رحیم کی رحمت نے ان کو گھیر لیا اور اُن کی توبہ قبول فرمائی۔ ارشاد کیا کہ اے آدم تم اور تمہاری زوجہ نیچے زمین پر جاؤ اگر اپنے عمل کی اصلاح کرو گے تمہاری اصلاح کروں گا۔ اگر میرے لیے کوئی کام کرو گے تم کو قوت دوں گا۔ اور اگر میری خوشنودی کا قصد کرو گے میں تمہاری خوشنودی میں عجلت کروں گا۔ اگر مجھ سے خائف رہو گے میں تم کو اپنے غضب سے بے خوف کروں گا آدم و حوا یہ سن کر روئے۔ اور عرض کی خداوند! ہماری مدد کرنا کہ ہم اپنی اصلاح

کریں اور عمل کریں جو تیری خوشنودی کا سبب ہو۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کبھی تم سے بدی ہو جائے تو یہ کر لیا کرو تاکہ میں تمہاری توبہ قبول کروں۔ اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہوں۔ آدم علیہ السلام نے کہا خداوند اچھا تو ہم کو نیچے اپنی رحمت سے اپنے محبوب ترین قطعہ زمین پر پہنچا دے۔ خدا نے جبریلؑ کو وحی فرمائی کہ ان کو بابرکت شہر مکہ کی طرف لے جاؤ۔ جبریلؑ علیہ السلام نے آدمؑ کو کوہ صفا پر اور حواؑ کو کوہ مروہ پر اتارا۔ دونوں کھڑے ہوئے اور سُر آسمان کی جانب کر کے گریہ وزاری میں مشغول تھے، خدا کی طرف سے اُن کو آواز آئی کہ کیوں روتے ہو جب کہ میں تم سے راضی ہوں، عرض کی پالنے والے ہم اپنے گناہ کے سبب سے روتے ہیں اسی کے سبب سے ہم اپنے پروردگار کے جوار رحمت سے الگ ہوئے، ہم سے تسبیح و تقدیس ملائکہ مخفی ہوئی، ہم پر ہماری شرمگاہیں ظاہر ہوئیں، ہمارے گناہ ہی نے ہم کو کھیتی باڑی اور آب و غذا کی مشقت میں ڈالا۔ ہم کو شدید وحشت ہو رہی ہے اُس جدائی کے سبب جو ہمارے درمیان واقع ہوئی ہے تو خداوند رحمن و رحیم نے ان پر رحم کیا اور جبریلؑ کو وحی کی کہ میں نے آدمؑ و حواؑ پر رحم کیا۔ چونکہ انہوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا اور اپنی تکلیف کی شکایت کی لہذا ان کے لیے بہشت سے ایک خیمہ لے جاؤ اور اُن کو بہشت کی جدائی میں تعزیت دو اور صبر کی ترغیب دو۔ اور اس خیمہ میں آدمؑ و حواؑ کو جمع کرو کیونکہ میں نے اُن کے رونے کے سبب سے اُن پر رحم کیا، اور اُن کی وحشت و تنہائی پر ترس کھایا۔ اور ان کے لیے اس خیمہ کو اس بلند پر نصب کرو جو مکہ کے پہاڑوں اور اس کی بنیاد کے درمیان واقع ہے جس کو اکثر فرشتوں نے بلند کیا ہے، جبریلؑ علیہ السلام خیمہ لائے وہ کعبہ کی بنیاد اور اس کے ارکان کے برابر تھا اس کو اسی جگہ برپا کیا اور آدمؑ کو کوہ صفا سے اور حواؑ کو کوہ مروہ سے نیچے لائے اور دونوں کو خیمہ میں یکجا کیا۔ خیمہ کا ستون یا قوت سُرخ کا تھا جس کے نور و روشنی سے مکہ کی تمام پہاڑیاں اور اس کے قرب و جوار روشن ہو گئے۔ وہ روشنی ہر طرف سے حرم کی اونچائی کے برابر بلند ہوئی اور حرمت خیمہ اور ستون کے سبب سے حرم محترم ہوا کیونکہ بہشت سے یہ لائے گئے تھے اسی سبب سے حق تعالیٰ نے نیکیوں کو حرم میں زیادہ قرار دیا ہے اور اس کے نزدیک گناہوں کو بھی زیادہ سخت گردانا ہے اور خیمہ کی طنابوں کو اس کے گرد مسجد الحرام کے برابر کھینچا۔ اس کی میخیں بہشت کی شاخوں کی تھیں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ بہشت کے طلائے خالص کی تھیں۔ اور اس کی طنابیں بہشت کی ارغوانی ڈوریوں کی تھیں۔ خدا نے جبریلؑ کو وحی کی کہ ستر ہزار فرشتوں کو زمین پر لے جائیں جو سرکشان جن سے خیمہ کی حفاظت کریں اور آدمؑ و حواؑ کے مونس ہوں اور خیمہ کی تعظیم کے لیے اس کے گرد طواف کریں۔ ملائکہ نازل ہوئے

اور خیمہ کے نزدیک قیام کیا اور سرکش و مغرور شیاطین سے اس کی حفاظت میں مشغول ہوئے اور خیمہ اور کعبہ کے گرد ہر شب و روز طواف کرتے رہے جس طرح کہ آسمان پر بیت المعمور کے گرد طواف کرتے تھے۔ ارکان کعبہ زمین پر بیت المعمور کے برابر ہیں جو آسمان پر ہے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو وحی کی کہ آدمؑ و حواؑ کے پاس جا کر ان کو میرے گھر کی بنیادوں سے دور کر دو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ فرشتوں کے ایک گروہ کو زمین پر بھیجوں جو میرے گھر کی بنیادوں کو ملائکہ اور اولاد آدمؑ میں سے میری تمام مخلوق کے لئے بلند کریں۔ جبرئیلؑ نازل ہوئے، آدمؑ و حواؑ کو خیمہ سے باہر لائے اور خانہ کعبہ سے دور آدمؑ کو صفا پر اور حواؑ کو مروہ پر پہنچا دیا اور خیمہ کو آسمان پر لے گئے۔ آدمؑ و حواؑ علیہم السلام نے کہا اے جبرئیلؑ کیا خدا کے غضب کے سبب سے تم نے ہم کو اُس مکان سے علیحدہ کیا اور ہم میں جدائی ڈالی یا خدا کی خوشنودی کے باعث ہمارے لئے ایسی مصلحت سمجھی گئی اور مقدور ہوئی ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا غضب اور غصہ کے سبب سے نہیں ہے لیکن خدا جو کچھ کرتا ہے اس کی بارگاہ میں کسی کو سوال کرنے کا حق نہیں ہے۔ اے آدمؑ خدا نے جن ستر ہزار فرشتوں کو زمین پر بھیجا کہ تمہارے مونس ہوں اور بنیاد خانہ و خیمہ کے گرد طواف کریں، انہوں نے خدا سے سوال کیا کہ خیمہ کے بجائے ان کے لئے بیت المعمور کے مقابل ایک مکان کی تعمیر فرمائے جس کے گرد طواف کریں جس طرح کہ آسمان پر بیت المعمور کے گرد طواف کرتے تھے۔ پس خدا نے مجھ پر وحی کی کہ تم کو اور حواؑ کو اس جگہ سے دور کر دو اور خیمہ کو آسمان پر لے جاؤں آدمؑ علیہ السلام نے کہا میں تقدیر خدا اور اس کے حکم پر جو ہمارے حق میں جاری ہوا ہے راضی ہوں۔ لہذا آدمؑ صفا پر اور حواؑ مروہ پر رہتے تھے یہاں تک کہ آدمؑ کو حواؑ کی مفارقت سے وحشت اور بے تکلیف ہوئی۔ تو کوہ صفا سے نیچے آئے اور کوہ مروہ کی طرف شوق میں متوجہ ہوئے کہ حواؑ کو سلام کریں، اور اس وادی میں پہنچے جو صفا و مروہ کے درمیان تھی جہاں نشیب تھا۔ آدمؑ کوہ صفا سے حواؑ کو دیکھتے تھے۔ جب وادی میں پہنچے تو نظروں سے کوہ مروہ پوشیدہ ہو گیا اور حواؑ بھی چھپ گئیں تو آدمؑ اُس وادی میں اس خیال سے ڈرے کہ شاید راہ بھول گئے ہیں۔ وادی سے اُپر آئے مروہ پر پہنچے تو دوڑنا ترک کیا اور اُپر چڑھ کر حواؑ کو سلام کیا پھر دونوں کعبہ کی طرف دیکھنے لگے کہ شاید اس کی بنیادیں بلند ہوئی ہوں۔ پھر خدا سے دعا کی کہ ان کو اپنے مکان محترم میں واپس کر دے۔ پھر آدمؑ مروہ سے نیچے آئے اور صفا پر پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر کعبہ کی طرف رُخ کر کے دعا کی۔ اس کے بعد پھر حواؑ کے مشتاق ہوئے اور کوہ صفا سے نیچے آئے اور مروہ کی جانب چلے اسی طرح تین مرتبہ گئے اور واپس آئے۔ جب صفا پر پہنچے دعا کی کہ خدا اُن کو اور حواؑ کو یکجا کر دے اور حواؑ نے بھی یہی دعا کی خدا نے اُسی وقت دونوں کی دعائیں

قبول فرمائیں وہ زوال آفتاب کا وقت تھا۔ جبرئیلؑ آدمؑ کے پاس آئے اور کہا کہ صفا سے نیچے آؤ اور حواؑ سے ملاقات کرو۔ آدمؑ علیہ السلام نیچے آئے اور مروہ کی طرف چلے اور دوڑتے ہوئے حواؑ کے پاس پہنچے اور جو کچھ جبرئیلؑ علیہ السلام نے کہا تھا ان کو اُس سے آگاہ کیا۔ دونوں بہت خوش ہوئے اور خدا کا شکر و حمد بجالائے اسی سبب سے سات مرتبہ صفا و مروہ کے درمیان آدمؑ کی طرح سعی کرنا (دوڑنا) مقرر ہوا۔ پھر جبرئیلؑ نے ان کو خبر دی کہ خدا نے ملائکہ کو زمین پر بھیجا ہے کہ صفا و مروہ کے اور طور سینا اور جبل السلام یعنی نجف اشرف کے ایک ایک پتھر سے خانہ محترم کی بنیادوں کو قائم کریں۔ پھر خدا نے جبرئیلؑ کو بھی فرشتوں کے ساتھ کعبہ کی تعمیر و تکمیل کا حکم دیا۔ جبرئیلؑ نے ان چار پتھروں کو ان کے مقام سے کھود کر نکالا اور جس مقام پر خدا کا حکم تھا رکھا اور خانہ کعبہ کے ارکان اور اُس کے نشانات انہی بنیادوں پر جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے مقرر فرمایا تھا نصب کیا۔ پس خدا نے جبرئیلؑ علیہ السلام کو وحی کی کہ اس مکان کو مکمل کریں اُس پتھر سے جو امانتا کو ابو قیس میں سپرد ہے یعنی حجر الاسود سے۔ اور اس کے لیے دو درگاہیں قرار دیں ایک مشرق کی طرف دوسری مغرب کی جانب جب جبرئیلؑ فارغ ہوئے ملائکہ نے اس کے گرد طواف کیا۔ آدمؑ و حواؑ علیہما السلام نے بھی فرشتوں کو طواف کرتے دیکھ کر خود بھی سات مرتبہ طواف کیا۔ پھر وہاں سے چلے تاکہ کچھ چیز حاصل کر کے کھائیں۔ یہ اُسی روز ہوا جس روز کہ زمین پر آئے تھے۔

بسمد موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ کوہ صفا پر چالیس روز سجدے میں پڑے رہے اور بہشت اور جوار رحمت الہی سے جدائی پر روتے رہے۔ تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اور رونے کا سبب پوچھا۔ کہا کیوں کرتے روؤں حالانکہ خدا نے اپنے جوار رحمت سے مجھ کو الگ کر دیا اور دنیا میں بھیج دیا۔ کہائے آدمؑ خدا سے توبہ کرو۔ پوچھا کس طرح توبہ کروں، تو خدا نے اُن کے لیے ایک نور کا قبة کعبہ کے مقام پر نازل کیا جس سے مکہ کے پہاڑوں پر حرم کے برابر نور ساطع ہوا تو خدا نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ حرم کے گرد نشانات قائم کریں پھر آٹھویں ذی الحجہ کو جبرئیلؑ آدمؑ کے پاس آئے اور کہا اٹھو۔ پھر ان کو حرم سے باہر لے جا کر کہا کہ غسل کریں اور احرام باندھیں۔ اور ان کو احرام و تبلیہ کی کیفیت تعلیم کی۔ وہ پہلی ذی القعدہ کو بہشت سے باہر آئے تھے۔ ان کو جبرئیلؑ آٹھویں ذی الحجہ کو احرام باندھنے کے بعد منیٰ میں لے گئے رات وہیں قیام کیا۔ صبح ہوئی تو عرفات کی جانب لائے۔ روز عرفہ ظہر کا وقت آیا تو اُن کو تبلیہ قطع کرنے اور غسل کرنے کا حکم دیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو جبرئیلؑ نے کہا کہ عرفات میں کھڑے رہیں۔ پھر ان کلمات کی تعلیم دی جو اپنے پروردگار سے حاصل کیے تھے

وہ یہ ہیں۔ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَمَلْتُ سُوءًا وَظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَمَلْتُ سُوءًا وَظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَمَلْتُ سُوءًا وَظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

غرض اسی طرح اسنادہ ہے اور آسمان کی جانب ہاتھ بلند کر کے درگاہ الہی میں تضرع و زاری کرتے تھے۔ جب آفتاب غروب ہو گیا آدم کو جبریلؑ مشعر میں لائے۔ اسی جگہ شب بسر کی۔ صبح ہوئی تو کوہ مشعر الحرام پر کھڑے ہوئے اور چند کلمات کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں رجوع ہوئے۔ اس وقت خدا نے اُن کی توبہ قبول کی۔ پھر جبریلؑ علیہ السلام ان کو منیٰ میں لائے اور حکم دیا کہ سرمنڈ وائیں پھر ان کو مکہ کی طرف واپس لائے جب حجرہ اولیٰ کے پاس پہنچے شیطان ان کے راستہ میں آیا اور کہا ہے آدم کہاں کا ارادہ ہے جبریلؑ نے کہا کہ اس پر اللہ اکبر کہہ کہہ کر سات پتھر ماریں۔ جب ایسا کیا شیطان بھاگ گیا۔ پھر حجرہ ثانی کے پاس سربراہ آدم سے ملا۔ جبریلؑ نے کہا اسی طرح پھر سات پتھر مارو۔ آدم نے اس کو سات پتھر مارے اور اللہ اکبر کہتے گئے۔ شیطان بھاگ گیا۔ پھر تیسرے حجرہ کے پاس آیا۔ آدم نے جبریلؑ کے کہنے سے پھر سات پتھر اس کی طرف پھینکے اور ہر پتھر کے ساتھ اللہ اکبر کہتے رہے پھر شیطان بھاگ گیا۔ تو جبریلؑ نے کہا اب ہرگز اس کو نہ دیکھو گے۔ پھر جبریلؑ آدم کو کعبہ کی طرف لائے اور اُن کو حکم دیا کہ سات مرتبہ طواف کریں۔ پھر کہا کہ خدا نے تمہاری توبہ قبول فرمائی اور تمہاری زوجہ کو تم پر حلال کیا۔ جب آدم علیہ السلام نے اپنے حج کو تمام کیا ملائکہ نے اُن سے ابلیس میں ملاقات کی اور کہا ہے آدم تمہارا حج مقبول ہو بہم نے تم سے دو ہزار سال قبل اس مکان کا حج کیا ہے۔ اور بموجب حدیث صحیح ملائکہ نے ان سے یہ بات اس وقت کی جب وہ عرفات سے روانہ ہوئے۔ اور دوسری حسن حدیث میں فرمایا کہ جب آدم طواف کعبہ کر رہے تھے اور اُن کی دعا قبول ہونے والی تھی کہ جبریلؑ نے اُن سے کہا کہ اس جگہ اپنے گناہ کا اقرار کرو۔ آدم علیہ السلام نے کہا خداوند ہر عمل کرنے والے کے لیے ایک اجر ہے میرے عمل کا کیا اجر ہے؟ حق تعالیٰ نے اُن پر وحی کی ہے آدم تیری اولاد میں سے جو شخص اس مکان تک آئے گا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرے گا اس کو بخش دوں گا۔

بسنیج حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے کعبہ کی بناد کی اور اس کے گرد طواف کیا اور کہا کہ ہر عمل کرنے والے کے واسطے ایک اجر ہے۔ میں نے بھی عمل کیا ہے۔ وحی ہوئی کہ لے آدم سوال کرو۔ عرض کی بارالہا میرا گناہ بخش دے ان کو

جانب آدم علیہ السلام و حسن علیہ السلام کی تہذیب

وحی پہنچی کہ تم بخشے گئے۔ عرض کی کہ میری ذریت کو بھی بخش دے۔ وحی آئی کہ اے آدم جو شخص ان میں سے تمہاری طرح اپنے گناہ کا اقرار کرے گا اُس کو بخش دوں گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آدم کی نسل بڑھی اور اُن کی اولاد زیادہ ہوئی تو ایک روز لوگ اُن حضرت کے پاس بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے تھے حضرت آدم علیہ السلام خاموش تھے۔ لوگوں نے کہا اے پدر آپ کیوں خاموش ہیں؟ فرمایا جب حق تعالیٰ نے مجھے اپنے جوار رحمت سے علیحدہ کیا مجھ سے عہد لیا اور فرمایا کہ گفتگو کم کرنا تاکہ پھر میرے جوار کی طرف واپس ہو سکوں۔

بسمد معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر سے منقول ہے کہ جب آدم و حوا علیہما السلام سے ترک اولیٰ صادر ہوا تو خدا نے آدم کو کوہ صفا پر بھیجا۔ اسی لیے اس کو صفا کہتے ہیں کیونکہ آدم مصطفیٰ برگزیدہ کا اُس پر نزول ہوا۔ اور حوا کو کوہ مروہ پر اتارا اسی لیے اُس کو مروہ کہتے ہیں کہ اس پر مریض یعنی عورت کا نزول ہوا۔ آدم نے سمجھا کہ میرے اور حوا کے درمیان اس لیے جدائی ڈالی گئی کہ وہ مجھ پر حلال نہ ہوں گی۔ لہذا آدم نے حوا سے علیحدگی اختیار کی۔ دن کو کوہ مروہ پر ان کے پاس آتے تھے اور رات کو واپس چلے جاتے تھے اس خوف سے کہ کہیں شہوت غالب نہ ہو جس وقت خدا ان پر وحی یا کوئی فرشتہ نہیں بھیجتا تھا وہ حوا سے دل بہلاتے کیونکہ حوا کے سوا کوئی مونس نہ تھا۔ اسی لئے عورتوں کو نساء کہتے ہیں۔ چونکہ حوا آدم کے لیے باعث اُفسس تھیں۔ خدا نے اُن پر احسان و انعام کیا کہ ان کو توبہ کی توفیق دی اور چند کلموں کی تعلیم دی۔ جب آدم نے اُن کلمات کے ساتھ تکلم کیا خدا نے ان کی توبہ قبول کی اور جبرئیل کو ان کے پاس بھیجا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ا سلام علیک اے آدم، بیشک خدا نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تم کو مناسب حج تعلیم کروں تاکہ تم پاک ہو جاؤ۔ پھر ان کا ہاتھ پکڑا اور خانہ کعبہ کے پاس لائے۔ خدا نے ایک ابر بھیجا کہ خانہ کعبہ کی جگہ پر سایہ کرے اور وہ ابر بیت المعمور کے برابر تھا۔ جبرئیل نے کہا اے آدم اس ابر کے سایہ کے گرد خط کھینچو کہ جلد تمہارے لیے ایک بلور کا گھر ظاہر ہوگا جو تمہارا اور تمہاری اولاد کا قبلہ ہوگا۔ جب آدم علیہ السلام نے خط کھینچا خدا نے ان کے لئے ابر کے نیچے بلور کا مکان ظاہر کیا اور حجر اسود کو بھیجا اور وہ دودھ سے زیادہ سفید اور آفتاب سے زیادہ نورانی تھا۔ چونکہ مشرکوں نے بھی اس پر ہاتھ پھیرا اس لیے سیاہ ہو گیا۔ جبرئیل نے آدم سے کہا کہ حج کریں اور اپنے گناہ سے تمام مشاعر کے نزدیک آمرزش طلب کریں اور بتایا کہ خدا نے ان کو بخش دیا اور کہا کہ جمرہ کے پتھروں کو مشعر سے اٹھالیں۔ غرض جب جبروں کے قریب پہنچے

تو مثل سابق مہرہ شیطان کا آنا اور آدم کا اس کو پتھر مارنا بیان کر کے فرمایا کہ، وہ رمی جمرات سے فارغ ہوئے اُن کو پہلے سے حکم کیا گیا تھا کہ خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کریں اور خدا کے لیے نوافع و انکساری کے طور پر سرمنڈوائیں۔ پھر حکم دیا کہ سات بار خانہ کعبہ کے گرد طواف کریں اور سات مرتبہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کریں، صفا سے ابتدا کر کے مروہ پر ختم کریں۔ اس کے بعد پھر خانہ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کریں یہ طواف نسا ہے جس میں کسی محرم کو حلال نہیں ہے کہ عورتوں سے جماع کرے جب تک کہ طواف سے فارغ نہ ہو جائے۔ جب آدم علیہ السلام تمام اعمال بجالائے جبریلؑ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے تمہارا گناہ بخش دیا اور توبہ قبول فرمائی اور تمہاری زوجہ کو تم پر حلال کیا۔

بسنہ منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے طواف کیا اور حجر اسود اور دروازہ خانہ کعبہ کے درمیان دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا کہ آدم کی توبہ اسی جگہ مقبول ہوئی۔

دوسری معتبر روایت میں منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے لوگوں نے پوچھا کہ جب آدمؑ نے حج کیا کس چیز سے ان کے بال تراشے گئے؟ فرمایا کہ جبریلؑ علیہ السلام بہشت سے ایک یا قوت لائے تھے وہ اُن کے سر پر پھیرا گیا تو سب بال گر گئے۔

بسنہ موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ زمین ہند پر آئے تو حجر اسود ان کی طرف گرا دیا گیا وہ عرش کے سامنے یا قوت سرخ کے مانند تھا۔ جب آدمؑ نے اُس کو دیکھا پہچان لیا۔ اُس کو بوسہ دیا پھر اُس کو اٹھا کر مکہ کی طرف لائے جب تھک جاتے تھے جبریلؑ اُن سے لے لیتے تھے۔ جب کبھی جبریلؑ اُن کے پاس آتے تھے ان کو محزون و غموم دیکھتے۔ ایک بار آدمؑ نے جبریلؑ سے شکایت کی۔ جبریلؑ نے کہا کہ جب کبھی اندوہ و ملال ہو تو لاَوْحَوْلٍ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ پڑھو۔ عامہ و خاصہ نے وہب سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام بہشت سے نیچے ایک پہاڑ پر آئے جو زمین ہند کے پورب میں تھا جس کو باسم کہتے تھے۔ خدا نے اُن کو حکم دیا کہ مکہ کو جائیں۔ زمین اُن کے لیے پیچیدہ ہوگئی جہاں جہاں اُن کا قدم پڑا وہ زمین آباد ہوگئی۔ آدمؑ دو سو سال تک بہشت کی جدائی پر رویا کیے۔ پس خدا نے بہشت کے ایک خیمہ کے ذریعہ سے اُن کی تسلی فرمائی جسے کعبہ کی جگہ پر نصب کیا وہ خیمہ یا قوت سرخ کا تھا، اُس میں سونے کے دو دروازے تھے ایک مشرق کی طرف دوسرا مغرب کی طرف۔ اس میں سونے کی دو قندیلیں لٹکی ہوئی تھیں جو نور سے روشن تھیں اور رکن یعنی حجر الاسود نازل ہوا وہ بہشت کا ایک سفید یا قوت تھا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی کرسی نازل ہوئی جس پر وہ بیٹھے تھے وہ خیمہ خانہ کعبہ کی جگہ پر

نصب تھا یہاں تک کہ آدم علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو خدا نے اس خیمہ کو آسمان پر اٹھا لیا اس کی جگہ پر فرزندانِ آدم نے مٹی اور پتھر کا گھر بنایا وہ ہمیشہ معمور رہا اور طوفانِ نوح میں غرق نہیں ہوا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے ۱۷

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ کا آسمان میں ایک فرشتہ مخصوص دوست تھا۔ جب وہ زمین پر آئے اس ملک کو وحشت ہوئی اس نے خدا سے شکایت کی اور اجازت طلب کی کہ زمین پر جا کر آدمؑ سے ملاقات کرے۔ جب وہ زمین پر آیا دیکھا کہ وہ ایک بیابان میں بیٹھے ہیں۔ جب آدمؑ کی نگاہ اس پر پڑی ہاتھ اس کے سر پر پھیرا اور ایک نعرہ کیا جس کو تمام مخلوق نے سنا۔ اس فرشتہ نے کہا کہ اے آدمؑ تم نے اپنے پروردگار کی معصیت کی اور وہ بوجھ اٹھایا جس کی طاقت تم کو نہ تھی کیا تم جانتے ہو کہ خدا نے تمہارے حق میں ہم سے کیا کہا تھا اور ہم نے اُس کو اسی پر رو کر دیا تھا۔ کہا نہیں۔ فرشتہ نے کہا کہ خدا نے ہم سے کہا تھا کہ میں زمین میں خلیفہ بناؤں گا۔ ہم سب نے کہا کہ آیا تو زمین میں اُس کو خلیفہ قرار دے گا جو فساد اور غریزی کرے خدا نے تم کو خلق اسی لیے کیا کہ تم زمین میں رہو۔ یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ آسمان میں رہو، حضرت صادقؑ نے تین بار فرمایا کہ واللہ اس نے اس گفتگو سے آدمؑ کی تسلی کر دی۔

حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ شیطان پہلا شخص ہے جس نے گانا گایا اور نغمہ شتربانی ایجاد کیا اور نوحہ کیا۔ جب آدمؑ نے درختِ ممنوعہ سے کھا یا شیطان نے گانا شروع کیا، جب خدا نے اُن کو بہشت سے زمین پر بھیجا اُس نے حدی (نغمہ شتربانی) شروع کیا جب وہ بھی زمین پر نکال دیا گیا، تو بہشت کی نعمتوں کو یاد کر کے نوحہ کیا۔

دوسری حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ و یوسفؑ اور داؤدؑ کی طرح کسی نے گریہ نہیں کیا۔ پوچھا کہ ان کا گریہ کس حد تک تھا؟ فرمایا کہ آدمؑ جس وقت بہشت سے زمین پر بھیجے گئے ان کا سر ان کی بلندی قامت کے سبب سے آسمان کے ایک دروازہ میں تھا وہ اس قدر روئے کہ اہل آسمان ان کی صدائے گریہ سے بے چین ہو گئے اور خدا سے شکایت کی تو خدا نے ان کے قد کو چھوٹا کر دیا۔ اور داؤد علیہ السلام اس قدر روئے کہ اُن کے آنسوؤں سے گھاس اُگ آئی تھی پھر حیدر ایسی آہیں کیں کہ وہ گھاس جل گئی۔ اور یوسف علیہ السلام اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کی مفارقت پر قید خانہ میں اس قدر روئے کہ اہل زندان کو اذیت ہوئی اور یہ طے کیا کہ ایک روز روئیں اور دوسرے روز خاموش رہیں۔

نور حیات القلوب جلد اول

۱۷ مولف فرماتے ہیں کہ یہ روایت عامہ کے طریق پر ہے گزشتہ روایتیں قابلِ اعتماد ہیں۔ ۱۲

حضرت علی بن الحسینؑ سے منقول ہے کہ جب کبھی آدمؑ حواؑ سے مقاربت کا ارادہ کرتے تھے حرم سے باہر لے جاتے تھے پھر غسل کر کے حرم میں داخل ہوتے تھے۔

بسنده صحیح منقول ہے کہ صفوان نے حضرت امام رضاؑ سے حرم اور اس کے نشانات کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا کہ جب آدمؑ بہشت سے کوہ ابوقیس پر نازل ہوئے اور لوگ کہتے ہیں کہ ہند میں اترے تو خدا سے اپنی وحشت کی شکایت کی اور یہ کہ جو کچھ آواز تسبیح و تہلیل، بہشت میں سنتے تھے دنیا میں نہیں سنا دیتی۔ حق تعالیٰ نے ایک یا قوت مخرج بھیجا جس کو انہوں نے خانہ کعبہ کی جگہ پر رکھا۔ وہ اس کے گرد طواف کرتے تھے۔ اس کی روشنی جہاں تک پہنچتی تھی اس مقام تک نشانات قائم کیے تو حق تعالیٰ نے سب کو حرم قرار دے دیا۔

بسنده معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ خوشبو کی اصل کس چیز سے ہے؟ فرمایا کہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ راوی نے کہا کہ کہتے ہیں کہ آدمؑ بہشت سے آئے ان کے سر پر ایک تاج تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ خدا کی قسم اس سے زیادہ وہ غم میں مشغول تھے کہ ان کے سر پر تاج رہا ہو۔ پھر فرمایا کہ حواؑ نے قبل اس کے کہ درخت کا پھل کھائیں اپنے گیسوؤں کو بہشت کی ایک خوشبو سے معطر کیا تھا۔ جب زمین پر آئیں اپنے سنوارے ہوئے گیسوؤں کو کھولا۔ خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے اس خوشبو کو مغرب و مشرق تک پہنچا دیا۔ لہذا تمام خوشبوؤں کی اصل اسی سے ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب حضرت آدمؑ نے درخت ممنوعہ کا پھل کھایا بہشت کے محلے آپ کے جسم سے اتر گئے۔ آپ نے بہشت کے ایک پتے سے اپنی ستر پوشی کی جب وہ زمین پر آئے اس برگ کی خوشبو گھاسوں میں چسپیدہ ہو گئی۔ باوجود اس میں بسی ہوئی مغرب کی طرف چلی۔ جب وہ ہند میں رکی وہ خوشبو وہاں کے درختوں اور گھاسوں میں سرایت کر گئی اس طرح ہندوستان میں خوشبو کا وجود ہوا۔ اور سب سے پہلے جس حیوان نے اس گھاس کو کھایا آہوئے مشک تھا جس سے اس کا گوشت و خون تیار ہوا اور وہ خوشبو اس کی نافر میں جمع ہو گئی۔

بسنده معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ پچیسویں ذی القعدہ کو رحمت خدا وسیع ہوئی زمین کھینچی گئی اور بڑی ہوئی اسی روز کعبہ نصب ہوا اور آدم علیہ السلام زمین پر آئے۔

بسنده معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کوہ یک بلند مقام تھا اور اس کی زمین سفید تھی جس سے آفتاب و ماہتاب کی طرح روشنی نمایاں تھی۔ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو وہ زمین سیاہ ہو گئی۔ جب آدمؑ زمین پر آئے حق تعالیٰ نے تمام زمین کو ان کے لیے بلند

بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو جب زمین پر بھیجا اُن کو حکم دیا کہ اپنے ہاتھ سے زراعت کریں۔ بہشت اور اس کی نعمتوں کے بعد اب اپنی محنت و مشقت سے روزی حاصل کریں۔ حضرت آدمؑ دو سو سال تک بہشت کی مفارقت میں گریہ و زاری کرتے رہے آخر خدا کے سجدہ میں سمرجہ کا یا اور تین شب و روز سجدہ سے سر نہیں اٹھایا۔ عرض کی پالنے والے آیا تو نے مجھے خلق نہیں کیا؟ فرمایا کہ بے شک خلق کیا۔ عرض کی کیا اپنی رُوح تو نے میرے جسم میں نہیں پھونکی؟ فرمایا کہ ہاں ضرور پھونکی۔ کہا کیا اپنی بہشت میں مجھ کو تو نے ساکن نہیں کیا۔ فرمایا کہ ہاں ساکن کیا۔ عرض کی کیا تو نے میرے لئے اپنی رحمت کو اپنے غضب پر سبقت نہیں دی؟ فرمایا کہ ہاں دی ہے لیکن کیا تو نے صبر یا شکر کیا۔ آدمؑ نے کہا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔ پھر سے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے بیشک تُو بڑا بخشنے والا رحیم ہے۔ تو خدا نے ان پر رحم کیا اور ان کی توبہ قبول فرمائی بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

بسنہ معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے چاہا کہ آدمؑ کی توبہ قبول کرے جبرئیلؑ کو ان کے پاس بھیجا جبرئیلؑ نے آکر کہا السلام علیک اے اپنی بلاؤں پر صبر کرنے والے اور اپنی خطا سے توبہ کرنے والے آدمؑ! خدا نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ تم کو وہ مناسک سکھاؤں جس کے ذریعہ سے خدا تمہاری توبہ قبول کرنا چاہتا ہے۔ پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر خانہ کعبہ کے نزدیک لائے۔ ایک ابر آسمان سے نازل ہوا جس نے کعبہ کے بقدر سایہ کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اس سایہ کے گرد خط کھینچو اور حد و حرم ان کو دکھلائے۔ آدمؑ نے حرم کے گرد خط کھینچا پھر ان کو منی میں لے گئے وہاں مسجد کی جگہ دکھائی۔ آدمؑ نے اُس کے گرد بھی خطوط کھینچے۔ پھر ان کو عرفات میں لے جا کر ٹھہرایا اور کہا جب آفتاب غروب ہو جائے سات مرتبہ اپنے گناہ کا اعتراف کرو۔ آدمؑ نے ایسا ہی کیا اس سبب سے اُس مقام کو معترف یا معروف کہتے ہیں اور یہ سنت فرزندِ آدمؑ کے لئے مقرر

(بقیہ ۱۲ ص ۱۱۱) کہ آفتاب کی حرارت یا لذات بغیر کسی جہت کے ہی ہو یا اس سبب سے ہو کہ آپ کو بلندی قامت کے سبب سے ممکن نہ تھا کہ کسی چھت یا کسی درخت یا غار میں پوشیدہ ہو سکیں۔ اور ان کا قد ستر ہاتھ کر دینے سے مراد یہ ہو کہ قامت اول ستر ہاتھ قامت آخر کے ہاتھ سے ہو جائے تاکہ عام خلقت کے مساوی ہونے میں منافات نہ واقع ہو یا یہ کہ ہاتھ سے مراد اُس زمانہ کا مقررہ ہاتھ ہو یا مراد وہ گڑھ جو جسے آدمؑ نے چیزوں کی پیمائش کے لئے مقرر فرمایا ہو۔ اور حوائج کے بارے میں بھی یہی تمام وجوہ قائم ہیں اور اس حدیث کے حل کی بہت سی وجہیں ہیں نے بجا لانا اور میں ذکر کی ہیں۔ ۱۲ منہ

ہوئی کہ اس جگہ اپنے گناہوں کا اقرار کریں اور خدا سے توبہ کریں۔ پھر جبریلؑ نے بتایا کہ عرفات سے واپس ہوں۔ تو وہ ساتوں پہاڑ سے گزرے تو کہا کہ ہر پہاڑ پر چار مرتبہ اللہ اکبر کہو تہائی رات کو مشعر الحرام میں پہنچے وہاں نماز شام و نماز شب کو جمع کیا اس سبب سے مشعر کو جمع کہتے ہیں۔ پھر اُن کو بطائے مشعر میں آرام کرنے کو کہا وہ سو گئے۔ صبح ہوئی تو اُن سے کہا کہ کوہ مشعر کے اوپر جائیں اور طلوع آفتاب کے قریب سات مرتبہ اپنے گناہ کا اقرار کریں اور سات مرتبہ خدا سے توبہ کریں اور گناہ کی بخشش چاہیں۔ آدمؑ نے ایسا ہی کیا۔ اسی وجہ سے دو اعتراض مقرر ہوئے ایک عرفات میں اور ایک مشعر میں تاکہ اُن کی اولاد کے لیے یہ سنت ہو کہ اگر کوئی عرفات میں پہنچ جائے تو اُس نے گویا حج کو پورا کیا۔ پھر مشعر سے روانہ ہوئے اور وقت چاشت منیٰ میں پہنچے وہاں بحکم جبریلؑ دو رکعت نماز ادا کی اور خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کی۔ خدا نے اُن کی قربانی قبول فرمائی اس طرح کہ آسمان سے ایک آگ نازل کی جس نے قربانی کو جلا دیا۔ اور تمام امور اولاد آدمؑ کے لیے سنت قرار پائے۔ پھر جبریلؑ نے کہا کہ خدا نے تم پر احسان کیا کہ تم کو مناسک حج کی تعلیم دی، تمہاری توبہ اس کے ذریعہ سے قبول کی اور تمہاری قربانی کو مقبول فرمایا۔ لہذا خدا کی بارگاہ میں اظہار عاجزی و انکساری کے لیے اپنا سر منڈواؤ۔ آدمؑ نے سر منڈوایا پھر اُن کا ہاتھ پکڑ کر خانہ کعبہ کی طرف لے چلے ابلیس جمرہ عقبہ کے نزدیک آیا اور کہا آدمؑ کہاں جلتے ہو۔ جبریلؑ نے کہا اے آدمؑ اس کو سات پتھر مارو اور ہر پتھر کے ساتھ اللہ اکبر کہو۔ جب آدمؑ نے ایسا کیا شیطان چلا گیا۔ پھر دوسرے روز آدمؑ کا ہاتھ پکڑ کر ان کو جمرہ اولیٰ کی جانب لائے، پھر شیطان ظاہر ہوا۔ جبریلؑ نے کہا اس کو سات پتھر مارو اور اللہ اکبر کہتے جاؤ۔ جب ایسا کیا شیطان بھاگ گیا۔ پھر جمرہ دوم کے پاس ظاہر ہوا اور کہا اے آدمؑ کہاں جلتے ہو۔ جبریلؑ نے کہا اس کو سات پتھر مارو اور ہر مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ ایسا کرنے سے شیطان غائب ہو گیا۔ اسی طرح تیسرے اور چوتھے روز بھی کیا۔ آخر میں جبکہ شیطان بھاگ گیا، جبریلؑ نے آدمؑ سے کہا کہ اب اس کے بعد اُس کو ہرگز نہ دیکھو گے۔ پھر ان کو خانہ کعبہ کی طرف لے گئے اور حکم دیا کہ سات مرتبہ طواف کریں۔ آدمؑ نے ایسا ہی کیا تو جبریلؑ نے کہا کہ خدا نے تمہارا گناہ بخش دیا اور تمہاری توبہ قبول فرمائی اب تمہاری زوجہ تمہارے لیے حلال ہو گئی۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ بہشت سے زمین پر آئے، خدا سے بہشت کے میوؤں کی خواہش کی۔ خدا نے انگور کے دو خوشے ان کے لیے بھیجے آدمؑ نے اُن کو بویا، اُن میں پتیاں نکلیں پھل لگے اور ان کا میوہ تیار ہوا۔ ابلیس لعین نے

آن کر ان کے گرد ایک دیوار کھینچی آدم نے کہا اے ملعون تجھے ان سے کیا غرض۔ اُس نے کہا یہ میرے بیٹے ہیں۔ آدم نے فرمایا تو جھوٹا ہے۔ آخر دونوں رُوح القدس کے فیصلہ پر راضی ہوئے اور ان کے پاس پہنچے۔ آدم نے واقعہ بیان کیا۔ رُوح القدس نے کچھ آگ ان درختوں کی طرف پھینکی جو ان درختوں کی شاخوں میں لگی اور شعلے بلند ہوئے یہاں تک کہ آدم کو گمان ہوا کہ سب جل گئے۔ شیطان کو بھی یہی خیال ہوا۔ جب آگ ختم ہوئی دیکھا کہ درخت دو ثلث جل گئے تھے ایک ثلث باقی رہ گئے تھے۔ رُوح القدس نے کہا جو کچھ جل گیا شیطان کا حصہ ہے اور جس قدر باقی ہے اُسے آدم وہ تھا رخصتہ ہے۔

دوسری حدیث معتبر سند کے ساتھ انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آدم کو زمین پر بھیجا۔ اُن کو درخت لگانے اور زراعت کرنے کا حکم دیا اور بہشت کے درختوں میں سے درخت خرما اور انگور اور زیتون اور انار ان کے لیے بھیجے۔ انہوں نے ان سب کو زمین میں اپنے فرزندوں کے لیے بویا اور اُن کے پھل کھائے۔ شیطان لعنہ اللہ علیہ نے کہا اے آدم یہ درخت کیسے ہیں جن کو میں نے پہلے زمین پر نہیں دیکھا تھا حالانکہ میں تم سے پہلے زمین پر تھا۔ اجازت دو کہ کچھ ان میں سے کھاؤں۔ آدم نے انکار کیا اور اس کو ڈانٹا۔ پھر وہ حضرت آدم کے آخر وقت حوائکے پاس آیا اور کہا کہ مجھے جھوک اور پیاس کے سبب سے سخت اذیت ہے۔ حوائکے نے کہا کہ آدم نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ ان درختوں سے تجھے کچھ نہ کھلاؤں کیونکہ یہ بہشت کے درخت ہیں اور تجھ کو حق نہیں ہے کہ بہشت کا میوہ کھائے۔ اس نے کہا کہ ذرا سا میری ہتھیلی پر ڈال دو۔ حوائکے نے انکار کیا۔ پھر کہا کہ حقوڑا سادے دو میں کھاؤں گا نہیں چوسوں گا۔ حوائکے نے انکو رکا ایک خوشہ اُس ملعون کو دے دیا۔ وہ چوسنے لگا۔ جب ایک ٹکڑا چوس چکا، حوائکے نے اُس کے منہ سے کھینچ لیا۔ خدا نے آدم کو وحی کی کہ انگور کو میرے اور تمہارے دشمن ابلیس ملعون نے چوسا ہے لہذا اس کا شیرہ جو شراب ہو جائے تم پر حرام ہو گیا۔ اگر کھا لیتا تو تمام انگور جو کچھ اُس سے حاصل ہوتا سب کا سب حرام ہو جاتا۔ اسی طرح اُس نے حوا کو فریب دے کر خرمالے کو چوسا۔ انگور و خرما دونوں مشک سے زیادہ خوشبودار تھے اور شہد سے زیادہ شیریں لیکن دشمن خدا شیطان کے چوسنے سے اُن کی خوشبو زائل ہو گئی اور شیرینی کم ہو گئی۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ وفات آدم علیہ السلام کے بعد ابلیس ملعون نے درخت خرما اور درخت انگور کی جڑوں میں پیشاب کیا اور پانی اُن کی جڑوں میں اس کے پیشاب کے ساتھ مل کر جاری ہوا۔ اسی سبب سے ان درختوں کی ثمر بدبودار اور مست کرنے

والی ہوتی ہے لہذا خدا نے فرزند ان آدم پر ہر مست کرنے والی چیز کو حرام کر دیا اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ہمارا خرماء وہ ہے جسے خدا نے آدم کے لیے بہشت سے بھیجا، اور وہ تمام خرموں سے بہتر ہے۔

بسنہ معتبر و صحیح حضرت امام رضا سے منقول ہے کہ حضرت مریم کے خرمے کا درخت عجوہ تھا اور آدم کے لئے عقیق و عجوہ نازل ہوئے جن سے خرموں کی تمام قسمیں پیدا ہوئیں۔

بسنہ معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ جب آدم زمین پر آئے تو کھانے پینے کے محتاج ہوئے۔ جبریل سے شکایت کی۔ جبریل نے کہا کہ زراعت کرو۔ آدم نے کہا کوئی دغا مجھے تعلیم کرو۔ جبریل نے یہ دغا سکھائی۔ اَللّٰهُمَّ اٰكْفِنِيْ مَوْنةَ الدُّنْيَا وَ كُلَّ حَوْلٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ وَ اَلْبَسْنِيْ الْعَافِيَةَ حَتّٰى تَهْنِئَنِيْ لِمَعِيْشَةٍ۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے حالات اور ان کی نسل جاری ہونے کی کیفیت :-

فصل پنجم {

بسنہ معتبر زرارہ سے منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادق سے دریافت کیا کہ آدم کی نسل کیونکر قائم ہوئی کیونکہ جو لوگ ہمارے پاس رہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدا نے آدم کو وحی کی کہ اپنی لڑکیوں کو اپنے لڑکوں سے تزویج کرو۔ چنانچہ اس تمام خلقت کی اصل بھائیوں اور بہنوں سے ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اس سے پاک و بلند مرتبہ ہے کہ اُس سے ایسا فعل صادر ہو۔ جو شخص ایسا کہتا ہے تو اُس کے اعتقاد میں خدا نے اپنی برگزیدہ مخلوق اپنے دوستوں، پیغمبروں، مومنوں اور مسلمانوں کی اصل حرام سے قرار دی اور بطریق حلال خلق کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا باوجود اس کے کہ اُن سے حلال اور طیب و طاہر طریق کا عہد لیا ہے۔ خدا کی قسم مجھے خبر پہنچی ہے کہ بعض چوپائے اپنی بہن کو نہ پہچان کر اُس پر سوار ہو گئے۔ جب معلوم ہوا کہ اُن کی بہن تھی تو وہ اپنے عضو تناسل کو دانتوں سے کاٹ کر مَر گئے۔ اسی طرح جب کسی نے اپنی ماں کے ساتھ نادانستگی میں ایسا فعل کیا تو اُس نے بھی اپنے کو معلوم ہونے کے بعد ہلاک کر ڈالا، تو انسان باوجود علم و فعل کے کیونکر ایسے عمل پر راضی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس وقت ایک گروہ ہے جسے تم جانتے ہو کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کے اہلبیت سے حصول علم ترک کر دیا ہے اور دوسرے ایسے لوگوں سے علم حاصل کرتے ہیں جو خدا کی جانب سے مامور نہیں ہیں اور نہ اُن کو خدا کی جانب سے کچھ علم ہے۔ اسی لیے وہ لوگ جاہل اور گمراہ ہوئے ہیں اور ابتداء سے خلق کی کیفیت اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کو نہیں

جانتے۔ افسوس ہے اُن پر کیوں اس سے غافل ہیں جس میں نہ فقہائے اہل حجاز نے اختلاف کیا ہے اور نہ اہل عراق نے۔ حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے قلم کو حکم دیا تو وہ لوح محفوظ پر جاری ہوا ان تمام امور کے ساتھ جو قیامت تک ہونے والے ہیں جن میں خدا کی تمام کتابیں بھی شامل ہیں اور خدا کی تمام کتابوں میں بھائیوں پر بہنوں کا حرام ہونا موجود ہے۔ اور اس وقت ان چاروں کتابوں: تورات، انجیل، زبور، اور قرآن کو ہم دیکھتے ہیں جو اس دنیا میں مشہور ہیں اور حق تعالیٰ نے جن کو لوح محفوظ سے اپنے پیغمبروں پر نازل کیا ہے اُن میں سے کسی ایک میں بھی بہن کو بھائی پر حلال نہیں کیا ہے اور جو شخص ایسا کہتا ہے اس کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ گبروں کی دلیل کو قوت دے۔ کیا باعث ہے ان کی اس بات کا خدا ان کو ہلاک کرے۔ پھر فرمایا آدمؑ کے لئے ستر جوڑواں اولاد ہوئی۔ ہر بار ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ جب قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا آدمؑ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ پانچ سو سال تک روتے رہے اور زوجہ سے مقاربت نہ کی۔ اس مدت کے بعد جبکہ اُن کو اس غم میں تسکین ہوئی، احوال سے قربت کی تو خدا نے اُن کو شیثؑ سا فرزند عطا فرمایا جن کے ساتھ کوئی لڑکی نہیں پیدا ہوئی۔ شیثؑ کا نام بہتہ اللہ تھا۔ وہ پہلے وصی تھے کہ جن سے زمین پر آدمیوں میں وصیت کی گئی پھر شیثؑ کے بعد تنہا بغیر جوڑے کے یافتہ ہوئے۔ جب دونوں بالغ ہوئے اور خدا نے چاہا کہ نسل زیادہ ہو جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور یہ کہ جیسا ہونا چاہا ہے قلم اُسی کے مطابق حرام قرار دیتا ہوا جاری ہوا جیسا کہ بہنوں کو بھائیوں پر حرام کیا ہے تو خدا نے روز پنجشنبہ عصر کے بعد ایک حوریہ کو جس کا نام نزلہ تھا بھیجا اور آدمؑ کو حکم دیا کہ اس کو شیثؑ کے ساتھ تزویج کریں۔ پھر دوسرے روز عصر کے بعد بہشت سے دوسری حوریہ نازل ہوئی جس کا نام منزلہ تھا، اُس کو یافتہ سے تزویج کرنے کا حکم دیا۔ آدمؑ نے ایسا ہی کیا۔ شیثؑ سے لڑکا اور یافتہ کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ جب وہ دونوں بالغ ہوئے حق تعالیٰ نے آدمؑ کو حکم دیا کہ یافتہ کی بیٹی کو شیثؑ کے بیٹے سے تزویج کریں۔ آدمؑ نے تعمیل کی۔ انہی کی نسل سے انبیاء و مرسلین اور برگزیدگان خدا پیدا ہوئے۔ معاذ اللہ ایسا نہیں ہے کہ جس طرح لوگ بیان کرتے ہیں کہ بھائی بہنوں سے نسل قائم ہوئی۔

بسنہ مہتر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک حوریہ کو بہشت سے بھیجا آدمؑ نے اس کو اپنے ایک بیٹے سے تزویج کیا اور دوسرے بیٹے سے ایک جینی عورت کو تزویج کیا اور ان دونوں کے اولاد ہوئی۔ پس لوگوں میں حسن و خلق حوریہ کے سبب ہے

اور بدی خلق و خیر جن سے ہے۔ اور آنحضرتؐ نے اس سے انکار کیا کہ آدمؑ نے اپنی بیٹیوں کو اپنے بیٹوں سے تزویج کیا ہوگا۔

بسنذ معتبر منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے اس بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا کہ لوگ آدمؑ کے ان کے لڑکوں کی تزویج کرنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ راوی نے کہا کہتے ہیں کہ ”حواء کے ہر مرتبہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ آدمؑ ہر لڑکے کو اس لڑکی سے جو دوسری مرتبہ ہوتی تھی تزویج کرتے تھے“ حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے۔ جب ہبمتہ اللہ پیدا ہوئے اور بڑے ہوئے آدمؑ نے خدا سے سوال کیا کہ ان کے لئے ایک عورت عطا فرمائے۔ خدا نے بہشت سے ایک حوریہ کو بھیجا آدمؑ نے ہبمتہ اللہ سے تزویج کیا اس سے چار لڑکے پیدا ہوئے۔ پھر حضرت آدمؑ کے ایک دوسرا فرزند پیدا ہوا۔ جب وہ بڑا ہوا تو اس کو ایک جتنی عورت کے سات تزویج کیا اس سے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ پھر پسرانِ شیتؑ نے ان لڑکیوں سے عقد کیا۔ لہذا حسن و جمال اولاد آدمؑ میں حوریہ کے سبب سے ہے اور علم آدمؑ کے سبب سے ہے۔ اور ہر خرابی و بیوقوفی جن کے اثر سے ہے۔ جب لڑکے ہو چکے تو وہ حوریہ آسمان پر چلی گئی۔

اور دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ آدم علیہ السلام کے چار لڑکے پیدا ہوئے خدا نے ان کے لئے چار حوریں بھیجیں جب ان سے اولادیں ہو چکیں تو خدا نے ان حوروں کو آسمان پر بلالیا۔ پھر انہی چار لڑکوں سے چار جتنی عورتوں کو تزویج کیا اور ان سے نسل قائم ہوئی لہذا لوگوں میں علم آدمؑ سے ہے اور ہر حسن و جمال حوروں کے سبب سے ہے۔ اور بد صورتی و بد خلقی اور بدی جن سے ہے۔

بسنذ معتبر منقول ہے کہ سلیمان بن خالد نے حضرت صادقؑ سے عرض کی کہ آپ پر فدا ہوں لوگ کہتے ہیں کہ آدمؑ نے اپنی لڑکیوں کو اپنے لڑکوں سے تزویج کیا؟ فرمایا کہ ہاں لوگ ایسا ہی کہتے ہیں لیکن اے سلیمان شاید تو نہیں جانتا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ آدمؑ نے اپنی دختر کا نکاح اپنے بیٹے سے کیا ہوتا تو بیشک میں زینبؑ کا نکاح قاسمؑ سے کر دیتا اور آدمؑ کے دین کو ترک نہ کرتا۔ سلیمان نے کہا میں آپ پر فدا ہوں وہ لوگ کہتے ہیں کہ قابیل نے ہابیل کو اسی لئے مار ڈالا کہ اس کو غیرت آئی کہ اس کی بہن ہابیل کو دی جائے۔ فرمایا کہ اے سلیمان تو بھی ایسے امر قبیح کو آدمؑ پیغمبر کے لئے روایت کرتا ہے۔ اور شرم نہیں کرتا۔ عرض کی میں آپ پر فدا ہوں کس سبب سے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا؟ فرمایا اس لئے کہ آدمؑ نے ہابیل کو اپنا وصی قرار دیا تھا۔ بیشک خدا نے آدمؑ کو وحی فرمائی کہ وصیت اور

خدا کے اسم اعظم کو ہابیل کے سپرد کریں۔ قابیل ان سے بہت بڑا تھا۔ جب اُس نے یہ سنا غصہ میں آیا اور کہا کہ میں کرامت و وصیت کا زیادہ سزاوار اور حق دار ہوں۔ آدم نے خدا کی وحی کے مطابق ان دونوں کو خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا حکم دیا۔ خدا نے ہابیل کی قربانی قبول فرمائی اور قابیل کی رد کر دی۔ لہذا اس نے ہابیل پر حسد کیا اور اس کو مار ڈالا۔ سلیمان نے کہا آپ پر نثار ہوں آدم کی نسل کیوں کر قائم ہوئی۔ کیا کوئی عورت حوائی کے علاوہ تھی اور کوئی مرد آدم کے سوا تھا؟ فرمایا کہ خدا نے آدم کو بطن حوائی سے قابیل کو پہلے پیدا کیا پھر ہابیل پیدا ہوئے۔ جب قابیل بالغ ہوا حق تعالیٰ نے اس کے لئے ایک حبی عورت ظاہر فرمائی اور آدم کو وحی فرمائی کہ اس کو قابیل سے تزویج کریں۔ آدم نے ایسا ہی کیا اور قابیل راضی ہو گیا اور قناعت کی۔ جب ہابیل بالغ ہوئے حق تعالیٰ نے اُن کے لئے ایک حوریہ کو ظاہر کیا اور آدم کو وحی فرمائی کہ اس کو ہابیل سے تزویج کریں آدم نے تعمیل حکم کی۔ جب ہابیل مار ڈالے گئے وہ حوریہ حاملہ تھی۔ اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ آدم نے اُس کا نام ہبۃ اللہ رکھا۔ خدا نے آدم کو وحی کی کہ اسم اعظم اور وصیت کو اُن کے سپرد کریں۔ پھر حوائی سے ایک فرزند پیدا ہوا۔ آدم نے اس کا نام شیت رکھا۔ جب وہ بالغ ہوئے خدا نے ایک حوریہ بھیجی اور آدم کو وحی فرمائی کہ اس کو شیت کے ساتھ تزویج کریں۔ اس حوریہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی آدم نے اُس کا نام حورہ رکھا۔ جب وہ دختر بالغ ہوئی آدم نے اس کو ہبۃ اللہ سپرد ہابیل سے تزویج فرمایا۔ اُسی سے آدم کی نسل قائم ہوئی۔ جب ہبۃ اللہ کا انتقال ہوا خدا نے آدم کو وحی کی کہ وصیت اور خدا کے اسم اعظم اور اسماء وغیرہ جن کی تم کو تعلیم دی گئی ہے اور علم پیغمبری وغیرہ سب شیت کے سپرد کرو۔ اے سلیمان یہ ہے حقیقت ۱۷

حدیث معتبر میں حمزہ ثانی سے منقول ہے کہ حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ جب خدا نے آدم کی توبہ قبول کی تب انہوں نے حوائی سے مقاربت کی۔ جب سے خلق کئے گئے تھے اب تک قربت کی نوبت نہیں آئی تھی۔ مگر زمین پر آنے اور توبہ مقبول ہونے کے بعد حضرت آدمؑ علیہ السلام کے دل میں کعبہ اور اس کے گرد و نواح کی بڑی عظمت تھی۔ اس لئے جب حوائی سے مقاربت کرنا چاہتے اُن کو حرم سے باہر لے جاتے تھے۔ بعد فراغ تعظیم حرم کے لئے غسل کرتے اُس کے بعد خانہ کعبہ کے نزدیک آتے تھے۔ حوائی سے آدم کے لئے بیس لڑکے اور بیس لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ایک بائیس ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوتا۔ پہلی مرتبہ ہابیل اور اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام اقلیمیار رکھا گیا۔ اور دوسری مرتبہ قابیل اور اس

۱۷ موقت فرماتے ہیں کہ احادیث کا متفق ہونا نہایت دشوار ہے۔ ممکن ہے ایسا ہی ہوا ہو اور اسی طرح نسل بڑھی ہو۔ ۱۷ منہ

کے ساتھ لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام "لوزا" ہوا اور وہ آدم کی اولاد میں مقبول ترین لڑکی تھی۔ جب وہ لوگ بالغ ہوئے آدم کو اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ لوگ فتنہ زنائیں نہ گرفتار ہو جائیں۔ اس لئے اُن کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اے ہابیل میں چاہتا ہوں کہ تیرا نکاح لوزا سے کروں اور اے قابیل تیرا نکاح اقلیمیا سے کروں۔ قابیل نے کہا میں اس پر راضی نہ ہوں گا۔ آپ چاہتے ہیں کہ ہابیل کی بہن سے جو بد صورت ہے میرا نکاح کریں اور میری بہن سے جو حسین ہے ہابیل کا عقد کریں۔ آدم کہا میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں اُسی کے مطابق دونوں کو تزویج کروں گا۔ اس پر دونوں راضی ہو گئے آدم نے قرعہ ڈالا ہابیل کے حصہ میں لوزا اور قابیل کے حصہ میں اقلیمیا کا نام نکلا لہذا دونوں کو تزویج کر دیا۔ اُس کے بعد بہنوں کا بھائیوں کے ساتھ نکاح حرام ہو گیا۔ اس وقت ایک مرد قریش حاضر تھا اُس نے پوچھا کہ اُن سے اولاد بھی پیدا ہوئی؟ فرمایا کہ ہاں۔ اس نے کہا یہ فعل گہروں کا ہے۔ فرمایا کہ اُس کے بعد اس فعل کو مجوسیوں نے کیا جسے خدا نے حرام کر دیا تھا۔ پھر فرمایا کہ اس سے انکار نہ کرو کیا ایسا نہیں تھا کہ خدا نے آدم کی زوجہ کو اُن کے جسم سے خلق کیا اور اُن پر حلال قرار دیا۔ ان کی شریعت میں ایسا ہی تھا اس کے بعد حرام کر دیا۔

دوسری حدیث میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جب قابیل نے ہابیل سے لوزا کے بلے میں نزاع کی آدم نے اُن کو قربانی کرنے کا حکم دیا۔ ہابیل کو سفندوں کا مالک تھا اُس نے اپنے ایک بہترین گوسفند کو اور کچھ دودھ قربانی کے لئے لیا اور قابیل نے جو کھیتی کرتا تھا اپنی زراعت میں سے تھوڑی سی بالیاں لیں۔ اور دونوں نے پہاڑ پر جا کر اپنی اپنی قربانیاں چوٹی پر رکھ دیں۔ ایک آگ پیدا ہوئی جس نے ہابیل کی قربانی کو جلا دیا۔ قابیل کی قربانی اپنی جگہ پر باقی رہی۔ آدم علیہ السلام اُس وقت اُن کے پاس نہ تھے بلکہ حکم خدا کبھی کی زبانت کے لئے مکہ گئے تھے۔ قابیل نے کہا کہ میں دنیا میں عیش سے اس حال میں بسر نہ کروں گا کہ تیری قربانی مقبول ہو اور میری نہ ہو۔ اور تو چاہتا ہے کہ میری خوبصورت بہن کو اپنے نکاح میں لے اور میں تیری بد صورت بہن کے ساتھ عقد کروں۔ ہابیل نے وہ جواب دیا جسے خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ پھر قابیل نے ایک چھڑا ہابیل کے سر پر پٹک کر اُس کو مار ڈالا۔

بسندید منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت امام رضا سے دریافت کیا کہ آدم کی نسل کیونکر بڑھی؟ فرمایا کہ حواء ہابیل اور اس کی بہن سے حاملہ ہوئیں ایک بار اُ اور دوسری مرتبہ قابیل اور اس کی بہن کے ساتھ حاملہ ہوئیں۔ ہابیل کو قابیل کی بہن کے ساتھ اور قابیل کو ہابیل کی بہن کے ساتھ تزویج کیا اس کے بعد بہن سے نکاح حرام ہو گیا لے

لے موت دہاتے ہیں کہ چونکہ یہ حدیث روایات اہلسنت کے موافق ہیں اس لئے تفسیر پر محمول کی گئی ہیں روایات سابقہ قابل اعتماد ہیں - ۱۲

ہابیل و قابیل کا بارگاہ خداوندی میں قربانی پیش کرنا۔

حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ جب خدا نے آدمؑ کو زمین پر بھیجا ان کی زوجہ کو بھی بھیجا۔ اور شیطان و سانپ بھی زمین پر آئے۔ ان کا جوڑا نہ تھا شیطان نے آپس میں لواطہ کرنا شروع کیا اسی طرح سانپ نے بھی، اور اپنی اپنی ذریت پیدا کی بلکہ اور آدمؑ کی ذریت زوجہ سے پیدا ہوئی۔ اور خدا نے آدمؑ و حوا علیہما السلام کو خبر دی کہ سانپ و شیطان ان کے دشمن ہیں۔

حق تعالیٰ نے چند آیتوں میں بیان فرمایا ہے جس کا فہمی ترجمہ یہ ہے کہ ”اے رسول! ان کو آدمؑ کے دونوں لڑکوں کا

صحیح حال سنا دو جب کہ دونوں قربانی لے گئے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔ ہابیل نے کہا کہ خدا پر ہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہے، اگر تو لے قابیل اپنا ہاتھ میرے قتل کے ارادہ سے میری جانب بڑھائے گا تو بڑھا۔ لیکن میں تو اپنا ہاتھ تیری طرف اس ارادہ سے نہ بڑھاؤں گا تاکہ تجھے قتل کروں۔ بیشک میں اپنے خالق سے ڈرتا ہوں جو کہ عالموں کا پروردگار ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے اور میرے گناہ کے ساتھ خدا کی طرف واپس ہو۔ پھر تو اصحابِ جہنم سے ہو گا اور یہی ظالموں کی جزا ہے۔“ (سورۃ مائدہ آیت ۳۱ تا ۳۳)۔ پس اس کے نفس نے بھائی کو مار ڈالنے پر آمادہ کیا۔ تو خدا نے ایک کوسے کو بھیجا کہ زمین کھودے تاکہ اُسے دکھا دے کہ کیوں کر اپنے بھائی کے ستر یا بوسیدہ جسم کو پوشیدہ کرنا چاہئے۔ اس نے کہا افسوس ہے مجھ پر کیا اس سے بھی عاجز ہوں کہ مثل اس کوسے کے ہوسکوں تاکہ اپنے بھائی کا جسم پنہاں کروں۔ پس پشیمان ہونے والوں سے ہوا۔

سند معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ کے دونوں فرزندوں نے خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کی۔ ایک اپنے گوسفندوں میں سے سب سے بہتر گوسفند لے گیا اور دوسرا گندم کے خوشہ کا ایک خراب دستہ لے گیا۔ تو صاحبِ گوسفند ہابیل کی قربانی قبول ہو گئی۔ اور دوسرے یعنی قابیل کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔ قابیل کو غصہ آیا۔ اُس نے ہابیل سے کہا خدا کی قسم تجھ کو ضرور مار ڈالوں گا۔ ہابیل نے کہا کہ خدا پر ہیزگاروں کے عمل قبول کرتا ہے (آخر آیت تک جو مذکور ہوئی۔ اس نے اپنے بھائی کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ مگر نہیں جانتا تھا کہ کیوں کر مارنا چاہیے۔ یہاں تک کہ ابلیس علیہ اللعنة آیا اور اُس کو تعلیم دی کہ اس کے سر کو دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دے۔ جب اس کو مار ڈالا تو اب نہیں جانتا تھا کہ اس کے ساتھ کیا کرے۔ تو دو کوسے آئے اور ایک نے دوسرے سے لڑنا شروع کیا اور ایک نے دوسرے کو مار ڈالا۔ پھر زندہ کوسے نے اپنے پنجوں سے گڑھا

سے محل تامل ہے اس لیے کہ جب دونوں بغیر چڑے کے اکیلے اکیلے آئے تو لواطہ کس کے ساتھ کیا۔ ۱۶ (مترجم)

کھودا اور اس مردہ کو سے کو دفن کر دیا۔ یہ دیکھ کر قابیل نے بھی اسی طرح ہابیل کو دفن کیا اور مردوں کو دفن کرنے کی یہ سنت جاری ہوئی۔ پھر قابیل اپنے پدر کی خدمت میں واپس آیا۔ آدم علیہ السلام نے اس کے ساتھ ہابیل کو نہ دیکھا تو پوچھا کہ میرے فرزند کو تو نے کہاں چھوڑا۔ قابیل نے کہا تم نے مجھے اُس کی نگہبانی کے لئے نہیں بھیجا تھا۔ آدمؑ سمجھ گئے اور فرمایا کہ میرے ساتھ اُس مقام پر چلیں جہاں تم دونوں قربانی لے گئے تھے جب وہاں پہنچے حضرت آدم علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ہابیل مار ڈالے گئے تو آپ نے اس زمین پر لعنت کی جس نے خون ہابیل کو جذب کر لیا تھا۔ پھر خدا نے حکم دیا کہ وہ قابیل پر بھی لعنت کریں۔ اور آسمان سے اُس کو آواز آئی کہ تو ملعون ہوا۔ چونکہ آدم علیہ السلام نے زمین پر لعنت کی اس لئے کہ خون ہابیل کو پی گئی تھی، اس کے بعد پھر کسی کے خون کو زمین نے قبول نہیں کیا۔ آدمؑ وہاں سے واپس ہوئے اور چالیس شب و روز ہابیل پر روتے رہے۔ جب اُن کا غم زیادہ ہوا تو اپنے حال کی خدا سے شکایت کی۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ میں تم کو ایک فرزند عنایت کروں گا جو ہابیل کا قائم مقام ہو گا۔ غرض کہ تو اُسے ایک فرزند پاکیزہ و مبارک پیدا ہوا۔ وہ آٹھ روز کا ہوا تو خدا نے وحی کی کہ اے آدمؑ یہ فرزند تمہارے لئے میری ایک بخشش ہے اس کا نام "ہبتہ اللہ" رکھو۔ آدمؑ نے اس کا نام ہبتہ اللہ رکھا۔

حضرت صادقؑ سے معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ ہابیل کو سفند پالے ہوئے تھے اور قابیل زراعت کرنے والا کسان تھا۔ جب دونوں بالغ ہوئے آدمؑ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کرو شاید خدا قبول فرمائے۔ ہابیل محض خدا کی رضا اور اپنے پدر کی خوشنودی کے واسطے ایک نہایت عمدہ گو سفند لائے اور قابیل ردی خوشوں میں سے ایک دستہ لایا جو اس کے خرمن میں بے کار پڑے تھے جن کو گاؤں بھی نہیں کھا سکتی تھیں۔ اُس کی غرض نہ رضائے خدا تھی نہ خوشنودی پدر۔ خدا نے ہابیل کی قربانی قبول فرمائی اور قابیل کی قربانی رد کر دی تو شیطان نے قابیل کے پاس آ کر کہا کہ ہابیل کے فرزند پیدا ہوں گے تو تیرے فرزندوں پر فخر کریں گے کہ اُن کے باپ کی قربانی قبول ہوئی۔ لہذا اس کو قتل کر دے تاکہ اس سے لڑکے نہ پیدا ہوں۔ یہ سن کر اُس نے ہابیل کو مار ڈالا۔ حق تعالیٰ نے جبریلؑ کو بھیجا۔ انہوں نے ہابیل کو دفن کیا۔ اس وقت قابیل نے کہا کہ۔ یٰوُیْلَتِیْ اَعْجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغَدَابِ۔ (آیہات سورۃ مائدہ پٹ) افسوس ہے مجھ پر میں ایسا عاجز ہوں کہ اس غراب کے مثل بھی نہ ہو سکا حضرت نے فرمایا اس غراب کی طرح جس کو میں نہیں پہچانتا وہ آیا اور اُس نے میرے بھائی کو دفن کیا۔ اور میں نہیں

نہایت غریب و محتاج ہوں۔

جانتا تھا کہ کیونکر دفن کروں۔ پھر آسمان سے قابیل کو آواز آئی کہ تُو ملعون ہو! کیونکہ تُو نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔ آدم علیہ السلام ہابیل پر چالیس شب و روز روتے رہے۔

بسنَد حسن انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب آدمؑ نے ہابیلؑ کو وصیت کی اور اُن کو اپنا وصی قرار دیا، قابیلؑ نے ان پر حملہ کیا اور ان کو مار ڈالا تو خدا نے آدمؑ کو بہتہ اللہ سا فرزند عطا فرمایا اور حکم دیا کہ ان کو اپنا وصی قرار دے اور اس کو پوشیدہ رکھو۔ اس لیے سنت یہی جاری ہوئی کہ وصیت کو انبیاء پوشیدہ رکھتے تھے۔ پھر قابیلؑ نے بہتہ اللہ سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے باپ نے تم کو وصی بنایا ہے۔ اگر اس کا اظہار کرو گے اور وصی کے ایسی باتیں کر دے گا تو تم کو بھی مار ڈالوں گا جس طرح تمہارے بھائی کو مار ڈالا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب قابیلؑ نے اپنے بھائی کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا اس کو معلوم نہ تھا کہ کس طرح سے مارے، شیطان نے اس کو بتایا کہ اس کے سر کو دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دے۔

بسنَد معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ کے دونوں لڑکوں نے قربانی پیش کی تو ہابیلؑ کی قربانی مقبول ہوئی قابیلؑ کو بہت رشک ہوا اور ہر وقت تاک میں رہنے لگا تنہائی میں اس کے پیچھے لگا رہتا یہاں تک کہ ایک روز اس کو آدم علیہ السلام سے علیحدہ پایا اور مار ڈالا۔

بسنَد معتبر امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک مرد شامی نے حضرت امیر المومنینؑ سے قول خدا "يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ" (آیت ۳۳ - سورۃ عبس ۳۳) کہ جس روز مرد اپنے بھائی سے بھاگے گا کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کون ہے فرمایا کہ قابیلؑ ہے جو اپنے بھائی ہابیلؑ سے بھاگے گا۔ پھر روز چہار شنبہ کی نحوست کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا کہ وہ آخر ماہ کا چہار شنبہ ہے جو تحت الشعاع میں واقع ہوتا ہے اسی روز قابیلؑ نے ہابیلؑ کو قتل کیا۔ پوچھا کہ جس شخص نے کہ سب سے پہلے شعر کہا وہ کون تھا؟ فرمایا کہ آدمؑ تھے۔ پوچھا کہ اُن کا شعر کس قسم کا تھا فرمایا کہ وہ جب آسمان سے زمین پر آئے اور زمین کی تربت اور اُس کی وسعت کو دیکھا اور قابیلؑ نے ہابیلؑ کو قتل کیا۔ آدمؑ نے ایسا شعر کہا جس کا مضمون یہ ہے کہ "شہروں اور جوچھ اس میں ہے سب میں انقلاب ہو گیا اور رُوئے زمین گرد آلود اور خراب ہے اور ہر رنگ و مزہ متغیر ہو گیا ہے اور بلیغ و خوبصورت چہروں کی بشارت کم ہو گئی تو ابلیس ملعون نے اس کے جواب میں کہا کہ پھر دور ہو جاؤ شہروں سے اور ان لوگوں سے جو شہروں میں ساکن ہیں۔ میرے سبب سے بہشت کا کشادہ مکان تم پر تنگ ہو گیا تھا حالانکہ تم اور

تمہاری زوجہ بہشت کی راحت میں دنیا کے آزار سے محفوظ تھے آخر تم میرے مکر و فریب سے محفوظ نہ رہ سکے یہاں تک کہ اپنے ہاتھ سے اس فائدہ مند نعمت کو کھو بیٹھے۔ اور اگر خدا نے جبار کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو بہشتِ خالد سے سوائے ہوا کے کچھ بھی تمہارے ہاتھ نہ آتا اور کچھ فائدہ تم کو حاصل نہ ہوتا۔

حدیث موثق میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بلا و ہند کے عقب میں ایک شخص ہے جس کو پیروں پر کھڑا رکھا ہے اور وہ ٹاٹ کا لباس پہنے ہوئے ہے، اور دس افراد اُس پر موکل ہیں۔ جب کبھی اُن میں سے کوئی مُرجاتا ہے تو اُس کا ڈول کے باشندے اُس کی بجائے ایک شخص کو پھر مقرر کر دیتے ہیں۔ اسی طرح لوگ مرتے جاتے ہیں لیکن وہ دس افراد کم نہیں ہوتے جب آفتاب طلوع ہوتا ہے موکل لوگ اس شخص کا منہ آفتاب کی طرف پھیر دیتے ہیں اور غروب کے وقت تک اُس کے چہرے کو آفتاب کے مقابل رکھتے ہیں۔ اور سرد موسم میں سرد پانی اور گرم موسم میں گرم پانی اُس پر ڈالتے ہیں۔ اسی حال میں اُس کے پاس ایک شخص کا گزر ہوا۔ اُس نے پوچھا ہے بندہ خدا تو کون ہے اس نے اس کی طرف نگاہ کی اور کہا کہ یا تو تو احمق ترین انسان ہے یا عاقل ترین مُردم ہے۔ ابتدا لے عالم سے اس وقت تک میں اس جگہ کھڑا ہوں اور سوائے تیرے کسی نے مجھ سے نہیں پوچھا۔ حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ آدم کا فرزند قابیل تھا جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔

دوسری معتبر حدیث میں بھی یہی مضمون انہی حضرت سے منقول ہے اس جگہ آپ تشریف لے گئے تھے اُس کو دیکھا تھا اور اس سے سوال کیا تھا اور اشعار نظم فرمائے تھے کہ گرمی میں اس کے گرد آگ روشن کرتے ہیں اور جاڑے میں اُس پر پانی ڈالتے ہیں۔

دوسری حدیث معتبر سند کے ساتھ انہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک شخص رسول خدا کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہ میں نے ایک عجیب امر مشاہدہ کیا ہے۔ پوچھا کیا؟ عرض کی کہ میرے عزیزوں میں ایک مریض ہے جس کے لئے لوگوں نے احتیاف کے کنوئیں کا پانی بنا یا جو وادی برہوت میں ہے اور اُس سے لوگ شفا پاتے ہیں۔ میں پانی لانے کو اپنے ساتھ ایک مشک و ڈول لے کر چلا اور وہاں پہنچا۔ جب میں نے اُس چاہ سے پانی لیکر مشک میں بھرنا چاہا ناگاہ میں نے زنجیر کے مانند ایک چیز آسمان سے نیچے آتی ہوئی دیکھی اُس سے ایک شخص بندھا ہوا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا مجھے پانی دے دو کہ پیاس سے میری جان جاتی ہے۔ میں نے پیالہ اُس کی طرف بلند کیا کہ اُس کو پانی دے دوں مگر اس کی گردن کی زنجیر کھینچی گئی یہاں تک کہ اُس کو آفتاب تک پہنچا دیا۔ جب پھر میں نے چاہا کہ پانی

حدیث موثق میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بلا و ہند کے عقب میں ایک شخص ہے جس کو پیروں پر کھڑا رکھا ہے اور وہ ٹاٹ کا لباس پہنے ہوئے ہے، اور دس افراد اُس پر موکل ہیں۔ جب کبھی اُن میں سے کوئی مُرجاتا ہے تو اُس کا ڈول کے باشندے اُس کی بجائے ایک شخص کو پھر مقرر کر دیتے ہیں۔ اسی طرح لوگ مرتے جاتے ہیں لیکن وہ دس افراد کم نہیں ہوتے جب آفتاب طلوع ہوتا ہے موکل لوگ اس شخص کا منہ آفتاب کی طرف پھیر دیتے ہیں اور غروب کے وقت تک اُس کے چہرے کو آفتاب کے مقابل رکھتے ہیں۔ اور سرد موسم میں سرد پانی اور گرم موسم میں گرم پانی اُس پر ڈالتے ہیں۔ اسی حال میں اُس کے پاس ایک شخص کا گزر ہوا۔ اُس نے پوچھا ہے بندہ خدا تو کون ہے اس نے اس کی طرف نگاہ کی اور کہا کہ یا تو تو احمق ترین انسان ہے یا عاقل ترین مُردم ہے۔ ابتدا لے عالم سے اس وقت تک میں اس جگہ کھڑا ہوں اور سوائے تیرے کسی نے مجھ سے نہیں پوچھا۔ حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ آدم کا فرزند قابیل تھا جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔

ہنگالوں۔ پھر وہ نیچے آیا العطش العطش کہتا تھا اور کہتا تھا کہ پانی دو کہ میری جان جاتی ہے۔ پھر میں نے پیالہ اُس کی طرف بڑھایا، پھر وہ کھینچ لیا گیا یہاں تک کہ آفتاب تک پہنچ گیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ پھر میں نے وہاں مشک کو باندھ لیا اور اُس کو پانی نہیں دیا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ وہ قابیل پسر آدم ہے جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تھا۔ اور یہی معنی ہیں قول خدا۔
 وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَوْ كُنْتُمْ حَيُّونَ لَهُمُ بَشَرٌ اَلَا كَيْفَ يَسْطِ كُفَيْهِ اِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ
 فَاةً وَمَا هُوَ بِاِلَيْهِ وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِي ضَلٰلٍ هٰذَا يَتْلُو سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ ۚ كَسَّ كَسَّ كَسَّ كَسَّ
 ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے علاوہ دوسرے خداؤں کو پکارتے ہیں تو وہ اُلکی دُعاؤں کو نہیں قبول کرتے لیکن اُس شخص کی طرح جس نے اپنا ہاتھ پانی کی طرف بڑھایا تاکہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے لیکن نہیں پہنچ سکتا۔ اور کافروں کا پکارنا صرف گمراہی ہے۔ چند سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ ایک روز حضرت امام محمد باقر مسجد الحرام میں بیٹھے تھے اور طاؤس یمانی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ چلیں اُن سے ایک مسئلہ پوچھیں دیکھو اس کا جواب وہ کیا دیتے ہیں۔ غرض دونوں آنحضرت کی خدمت میں آئے۔ طاؤس نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ وہ کون دن تھا جس میں ایک ثلث آدمی مر گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ ثلث آدمی کبھی نہیں مرے بلکہ تجھ سے کہنے میں غلطی ہوئی۔ تو چاہتا تھا کہ ربع انسان کہے۔ اس نے کہا یہ کیونکر ہوا؟ فرمایا جب دنیا میں آدم و حواؑ اور ہابیل و قابیل تھے، اور قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا اسی وقت چوتھائی انسان مر گئے۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ حضرت نے پوچھا قابیل کے ساتھ کیا گیا جانتے ہو؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا کہ اُس کو آفتاب میں لٹکا دیا ہے اور آب گرم اس پر چھڑکتے ہیں، اسی طرح تاقیامت اس پر عذاب ہوتا رہے گا۔ اس نے پھر دُعا کی کہ لوگ کس ایک باپ سے ہیں جو مار ڈالنے والا تھا یا کشتہ ہونے والا۔ فرمایا کہ اُن میں سے کوئی ایک باپ نہ تھا۔ بلکہ لوگوں کے پدر شیتؑ پسر آدم تھے لے

لے مولف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ان کی بہنیں جو ان کے ساتھ پیدا ہوئیں پہلے ہی مر گئی ہوں اور قابیل نے ان کے دفن کی کیفیت نہ دیکھی ہو یا یہ کہ ان کے ساتھ ان کی بہنوں کا پیدا ہونا تقیہ پر محمول ہو یا یہ جواب سائل کے علم کے موافق دیا گیا ہو۔ چنانچہ دوسری حدیث میں منقول ہے جو متن میں درج ہے طاؤس نے مسجد الحرام میں کہا کہ پہلا خون جو زمین پر بہا گیا ہابیل کا خون تھا اور اسی روز چوتھائی آدمی مار ڈالے گئے۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے یہ سن کر فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ پہلا خون جو بہا حواؑ کا خون تھا جس وقت کہ وہ حائض ہوئیں۔ اور جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اس وقت چھ حصوں میں سے ایک حصہ آدمی مر گئے کیونکہ اس روز آدم و حواؑ۔ قابیل و ہابیل اور ان کی دو بہنیں تھیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ خدا نے دو ملک قابیل پر منوکل فرمائے ہیں کہ جب آفتاب (باقی برص ۱۳)

پہلے انجان خاص پانچ ہیں۔

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ عذاب کے لحاظ سے بدترین انسان قیامت میں سات اشخاص ہوں گے پہلا شخص آدمؑ کا فرزند قابیل ہے جس نے اپنے بھائی کو بارڈالا (آخر حدیث تک) عامہ نے حضرت رسولؐ سے روایت کی ہے کہ بدترین خلق پانچ اشخاص ہیں "ابلیس اور قابیل و فرعون اور بنی اسرائیل کا وہ شخص جس نے ان کو دین سے برگشتہ کیا اور اس اُمت کا وہ شخص جس سے لوگ کفر پر بیعت کریں گے یعنی معاویہ۔"

دوسری معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ جب آگ نے ہابیل کی قربانی کو جلا دیا اور قابیل کی قربانی قبول نہیں ہوئی شیطان نے اس کو بہکا یا اور کہا کہ ہابیل اس آگ کو پوجنا تھا اسی لئے اُس کی قربانی کو اُس نے قبول کر لیا۔ قابیل نے کہا کہ اچھا میں بھی آگ کی پرستش کروں گا۔ لیکن اُس کی بہنیں جسے ہابیل پوجتا تھا، بلکہ دوسری آگ کی عبادت کروں گا اور اس کے سامنے قربانی پیش کروں گا کہ میری قربانی قبول کرے۔ پھر اُس نے آتش کے بنائے اور قربانی اُن آتش کے کدوں کے لئے لے گیا، اور اپنے خالق کو نہیں پہچانا۔ اور اپنے فرزندوں کے لئے آتش پرستی کے سوا میراث میں کچھ نہ چھوڑا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حضرت آدمؑ کے زمانہ میں وحوش و طیور اور درندے جو کچھ خدائے خلق فرمایا تھا سب باہم مل کر رہتے تھے۔ لیکن جب فرزند آدمؑ نے اپنے بھائی کو قتل کیا ایک نے دوسرے سے نفرت کی اور مخالفت ہو کر ہر حیوان اپنی شکل و نوع کے ساتھ علیحدہ ہو گیا۔

بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آدمؑ کا فرزند قابیل اپنے سر کے بالوں سے جہنم آفتاب میں لٹکا ہوا ہے وہ آفتاب کے ساتھ پھرتا رہتا ہے۔ جہاں جہاں وہ گرمی و سردی کے زمانہ میں پھرتا ہے اسی طرح قیامت تک ہوگا اور قیامت میں خدا اُس کو آتش جہنم میں ڈالے گا۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ انہی حضرت سے لوگوں نے پوچھا کہ آدمؑ کے فرزند کا حال جہنم میں کیا ہوگا؟ فرمایا کہ سبحان اللہ خدا اس سے زیادہ انصاف ور ہے کہ اس پر عذاب دُنیا و آخرت دونوں کر سے لے

(بقیہ صفحہ ۱۳۵) طلوع ہوتا ہے اس کو آفتاب میں باہر لاتے ہیں۔ اور جب غروب ہوتا ہے اُس کو آفتاب کے ساتھ اندر لے جاتے ہیں اور اسی کے ساتھ اس پر گرم پانی بھی چھڑکتے ہیں۔ اسی طرح قیامت تک اس پر عذاب ہوتا رہے گا۔ ۱۷

۱۸ موقوف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تمام حدیثوں کی مخالفت ہے۔ شاید اس سے مراد یہ ہو کہ دُنیا کا عذاب آخرت کے عذاب میں تخفیف کا سبب ہو جائے یا یہ کہ ہابیل کے قتل کا عذاب آخرت میں اس پر نہ کیا جائے گا بلکہ کافر ہونے کی وجہ سے جہنم میں جائے گا۔ ۱۹

سند معتبر حضرت امیر المومنین سے مروی ہے کہ فرزند آدم جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا، قابیل
تھا جو بہشت میں پیدا ہوا تھا۔ ۱

کتاب معتبرہ میں حضرت امیر سے منقول ہے کہ سب سے پہلے جس نے خدا سے بغاوت و سرکشی
کی آدم کی لڑکی عناق تھی۔ حق تعالیٰ نے اُس کے بیس انگلیاں پیدا کی تھیں ہر انگلی میں دو بڑے
ناخن مثل دو کھرپے کے تھے۔ اور اس کے پیٹھنے کی جگہ ایک جریب برابر زمین تھی۔ جب
اس نے سرکشی کی خدا نے ایک شیر ہا تھی کی طرح، ایک بھیڑیا اونٹ کے برابر اور ایک
گدھ گدھے کے مانند بھیجا۔ یہ سب جانور ابتداءئے خلقت میں اتنے ہی بڑے تھے۔ خدا
نے ان جانوروں کو اُس پر مسلط فرمایا ان سب نے اُس لڑکی کو مار ڈالا اور بعض روایتوں میں
مذکور ہے کہ عناق کا بیٹا عنوج ایک جابر تھا خدا اور اسلام کا دشمن، بہت بلند قامت اور
جسیم تھا۔ دریا سے مچھلی پکڑ کے آفتاب کے قریب کر کے بھون لیتا تھا۔ اس کی عمر تین ہزار
ساٹھ سال ہوئی۔ جب نوح نے چاہا کہ کشتی میں سوار ہوں عنوج اُن کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے
اپنے ساتھ کشتی میں لے لیجئے۔ نوح نے فرمایا کہ میں اس پر مامور نہیں ہوں۔ طوفان کا پانی
اُس کے زانو سے زیادہ نہیں بڑھا۔ وہ حضرت موسیٰ کے زمانہ تک زندہ رہا۔ حضرت موسیٰ
نے اُس کو قتل کیا۔ حق تعالیٰ نے سورۃ الاعراف میں فرمایا ہے: ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴

بند حسن حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حواءؑ حاملہ ہوئیں اور بچہ حرکت میں آیا، انہوں نے آدمؑ سے کہا کہ کوئی چیز میرے شکم میں حرکت کر رہی ہے۔ آدم علیہ السلام نے کہا جو شے تمہارے پیٹ میں متحرک ہے میرا نطفہ ہے جو تمہارے رحم میں قرار پا یا ہے۔ حق تعالیٰ اس سے ایک مخلوق پیدا کرے گا تاکہ اُس کے بارے میں ہمارا امتحان کرے۔ پھر شیطانؑ حواءؑ کے پاس آیا اور کہا کہ تم کو کیا معلوم ہوتا ہے۔ حواءؑ نے کہا آدمؑ سے میرے شکم میں ایک فرزند ہے جو حرکت کرتا ہے۔ شیطان ملعون نے کہا اگر نیت کرو کہ اُس کا نام "عبدالحارث" رکھو گی تو فرزند پیدا ہوگا اور زندہ رہے گا۔ اور اگر ایسا نہ کرو گی تو پیدا ہونے کے چھ روز بعد مر جائے گا۔ حواءؑ کے دل میں اُس سے کہنے سے شک آ گیا اور آدمؑ سے بیان کیا۔ آدمؑ نے کہا کہ وہ خبیث تمہارے پاس تم کو فریب دینے آیا تھا اُس کی بات کا یقین نہ کرو کیونکہ مجھے فضل خدا سے اُمید ہے کہ یہ فرزند ہمارے لیے بخلاف اُس کے قول کے زندہ اور باقی رہے گا۔ لیکن آدم علیہ السلام کے دل میں بھی اُس ملعون کی بات سے کچھ شک سا ہو گیا۔ غرض ایک لڑکا پیدا ہوا اور چھ روز کے بعد مر گیا تو حواءؑ نے کہا کہ جو کچھ حارث ملعون نے کہا تھا، سچ ہوا۔ دونوں کے دل میں شک پیدا ہو گیا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حواءؑ کے دوسرا حمل قرار پایا۔ تو شیطان ملعون آیا اور بولا تمہارا کیا حال ہے۔ حواءؑ نے کہا مجھ سے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا وہ چھ روز میں مر گیا۔ اس ملعون نے کہا کہ اگر نیت کر لیا ہوتا کہ اس کا نام عبدالحارث رکھو گی تو زندہ رہتا۔ اب جو تمہارے شکم میں ہے چوپایوں سے ایک جانور اُونٹ یا گائے یا بھیڑ یا بکری ہوگا۔ اُس وقت حواءؑ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اس کے قول کی تصدیق کریں اور آدمؑ سے ذکر کیا، اُن کے دل میں بھی ایسا ہی گزرا۔ جب حواءؑ پر بار حمل سنگین ہوا آدمؑ و حواءؑ دونوں نے دعا کی کہ اگر نیک فرزند ہم کو عطا فرمائے گا تو ہم تیرا شکر کریں گے۔ خدا نے ان کو ثلثہ فرزند عطا فرمایا، یعنی چوپایوں میں سے نہ تھا۔ شیطان ملعون حواءؑ کے پاس ولادت سے پہلے آیا اور پوچھا کہ تم لوگوں کا کیا حال ہے۔ حواءؑ نے کہا مجھ پر حمل کی گرانی ہے اور ولادت کا زمانہ قریب ہے شیطان ملعون نے کہا کہ اب کے پھر یہ دیکھ کر پشیمان ہو گی جب تمہارے شکم سے اُونٹ یا گائے یا بھیڑ یا بکری کے مانند لڑکا ہوگا۔ پھر آدمؑ کو تم سے اور تمہارے فرزند سے نفرت ہو جائے گی۔ آخر حواءؑ کو اس پر مائل کر لیا کہ وہ اس کی اطاعت کریں اور اس کی بات مان لیں۔ پھر بولا کہ یہ سمجھ لو کہ اگر اس کا نام عبدالحارث رکھنے کی نیت کر لو گی اور میرے لیے اُس کو مفید قرار دو گی تو وہ ایک مستوی الخلق پیدا ہوگا اور زندہ رہے گا۔ حواءؑ نے کہا کہ میں نے نیت کر لی کہ تیرے لیے اس میں کچھ حصہ قرار دوں گی۔ اُس ملعون نے کہا کہ آدم علیہ السلام کو بھی چاہیے کہ اس میں میرے لیے

حقتہ قرار دیں اور نیت کر لیں کہ اس کا نام عبدالحارث رکھیں گے۔ تو حوائی نے آدم سے شیطان کا قول ذکر کیا۔ اُن کے دل میں بھی خوف پیدا ہوا اور اس کی باتوں کی طرف کچھ رغبت ہوئی۔ حوائی نے تاکید آ کہا کہ اگر نیت نہ کرو گے کہ اس کا نام عبدالحارث رکھو گے اور حارث کا اس میں کچھ حقتہ نہ قرار دو گے تو میں تم کو اپنے پاس نہ آنے دوں گی نہ مقاربت کرنے دوں گی پھر میرے اور تمہارے درمیان موانعت باقی نہ رہے گی۔ آدم علیہ السلام نے کہا کہ پہلے بھی تو میری معصیت کا سبب ہوئی اب یہاں بھی تجھ کو شیطان فریب دے گا۔ اچھا میں نے تیری متابعت کی اور اس کا نام عبدالحارث رکھا غرض کہ صبح و ساء لڑکا پیدا ہوا اور وہ مسرور ہوئے اور اس خوف سے ایمن ہو گئے اور سمجھے کہ لڑکا زندہ و سلامت رہے گا۔ ساتویں روز اس کا نام عبدالحارث رکھا۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے قول خدا: فَلَمَّا أَتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فَيُنسَأُ لَكُمَا تَكْفِيرًا۔ کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا کہ وہ آدم و حواءؑ تھے اور اُن کا شرک فرمانبرواری کا شرک تھا کہ شیطان کی اطاعت کی اس بائے ہیں کہ اُس کے لیے خدا کی مخلوق میں حقتہ قرار دیا اور اس کا نام عبدالحارث رکھا، خدا کی عبادت میں شرک نہیں کیا تھا کہ غیر خدا کی عبادت کی ہو لے

لے مولف فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں ظاہری طور پر شیعوں کے مقررہ اصول کے خلاف ہیں اور اصول و روایات عامہ کے موافق ہیں۔ شاید تقیہ کی بنا پر وارد ہوئی ہوں۔ شیعوں میں تو بہ مشہور ہے کہ جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ۔ کی ضمیر تشنیہ اولاد آدم میں عورت و مرد کی طرف راجع ہے۔ یعنی جب خدا نے آدم و حواءؑ کو صبح و تندرست اولادیں عطا کیں ان میں سے بعض عورت و مرد نے شرک اختیار کیا۔ اور دوسری وجہیں بھی اس آیت کی تفسیر میں بیان کی گئی ہیں۔ جن کو ہم نے بحسب اراالانوار میں ذکر کیا ہے اور یہ وجہ بہت نمایاں ہے جیسا کہ حدیث معتبر میں وارد ہوئی ہے۔

ماہون نے حضرت امام رضاؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی ان حضرت نے فرمایا کہ حواءؑ پانچ سو مرتبہ حاملہ ہوئیں اور ہر مرتبہ ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوتا تھا۔ اور آدم و حواءؑ نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر فرزندانِ شائستہ ہم کو عطا فرمائے گا تو ہم شکر گزار ہوں گے۔ جب بہتر و بے عیب و بے مرض کی صحیح و تندرست نسل خدا نے ان کو عطا فرمائی اور وہ دو صنف تھے ایک مرد دوسری مادہ۔ تو انہیں دونوں صنفوں نے خدا کے لیے اس میں شریک قرار دیا جو اُس نے اُن کو عطا فرمایا تھا اور اُن لوگوں نے شکر نہ کیا جس طرح کہ ان کے باپ اور ماں شکر کرتے رہے۔ ۱۷

مسعودی نے کتاب مروج الذهب میں ذکر کیا ہے کہ جب باہیل مار ڈالے گئے آدم علیہ السلام بہت مضطرب و بے چین ہوئے تو خدا نے وحی فرمائی کہ میں تجھ سے ایک نور پیدا کروں گا جس کو پاکیزہ سلسلوں اور شریف اصولوں میں جاری کرنا چاہتا ہوں اور اُس نور کے ذریعہ سے تمام نوروں پر مہابت کروں گا۔ اس کو اپنا آخری پیغمبر بناؤں گا اور اُس کے لیے بہترین ائمہ اور خلفاء مقرر کروں گا تاکہ ان کی مبارک مدت میں زمانہ کو ختم کروں اور زمین کو ان کی دعوت کے ساتھ برقرار رکھوں اور ان کے اطاعت کرنے والوں سے زمین کو روشن کروں۔ تو اب مستعد اور آمادہ ہو جاؤ۔ غسل کرو اور خدا کو پاکیزگی کے ساتھ یاد کرو اور اپنی زوجہ سے مقاربت کرو اس حال میں کہ اُس نے بھی غسل کر لیا ہو۔ کیونکہ میری امانت تمہاری طرف سے اس فرزند کی طرف منتقل ہوگی جو تم میں پیدا ہونے والا ہے۔ یہ شکر آدم کو تکمیل ہوئی، پھر حواء سے مقاربت کی وہ حاملہ ہوئیں اور اُن کا حسن و جمال زیادہ ہوا اور نور اُن کے سر سے پیر تک ساطع ہوا یہاں تک کہ حضرت شیتؑ پیدا ہوئے۔ وہ نہایت حسین و جمیل، تندرست اور صاحب ہیبت و وقار تھے۔ پھر وہ نور حواء سے اُن کی طرف منتقل ہوا اور اُن کی پیشانی پر چمکنے لگا۔ آدم علیہ السلام نے اُن کا نام شیتؑ رکھا بعضوں نے کہا ہے کہ ان کا نام ہیبتہ اللہ رکھا۔ جب وہ سن شباب پر پہنچے، اور سمجھ دار ہوئے حضرت آدمؑ نے اپنی وصیت ان پر ظاہر کی اور ان علوم کی منزلت اور اس کا محل انہیں پہنچوایا جو ان کو سپرد کرنے والے تھے اور ان کو بتلایا کہ وہ ان کے بعد زمین پر حجت خدا اور اس کے نائب ہیں ان کو چاہیے کہ حق خدا کو اپنے وصی کی طرف ادا کریں، اور اُن کے وصی اسی طرح اپنے اوصیا کو ادا کرتے رہیں جو پیغمبرِ آخر الزمان ان کی ذریت طاہرہ اور اُن کے اوصیا کے انوار کے منتقل ہونے پر ہوں گے۔ حضرت شیتؑ نے وصیت کو اخذ کیا اور پوشیدہ رکھا جیسا کہ حق تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام روز جمعہ چھٹی ماہ نیساں کو اسی ساعت میں جس میں کہ مخلوق ہوئے تھے رحمت خدا سے حاصل ہوئے آپ کی عمر مبارک نو سو تیس سال کی تھی۔ ایک روایت کے مطابق ان حضرت کی وفات کے وقت ان کی چالیس ہزار اولاد در اولاد موجود تھی۔ ان پر حضرت شیتؑ اپنے باپ آدم علیہ السلام کے وصی ہوئے اور لوگوں میں ان صحیفوں کے مطابق جو ان کے پدر آدمؑ پر اور ان صحیفوں کے مطابق جو ان پر نازل ہوئے تھے حکم کرتے تھے۔ شیتؑ سے نوش پیدا ہوئے تو نورِ پیغمبرِ آخر الزمان ان کی طرف منتقل ہوا۔ جب وہ پیدا ہوئے تو وہ نور ان سے ظاہر و روشن تھا۔ جب وہ وصیات کی حد میں پہنچے شیتؑ نے امانتیں

ظہر شیتؑ کی ولادت۔

ان کے سپرد کیں اور ان کو ان وصایا کی عظمت و مرتبہ کو پہنچوایا اور وصیت کی کہ اپنے فرزندوں کو اس وصیت کی بھلائی و شرافت بتلاتے رہیں۔ اسی طرح یہ وصیت جاری رہی اور نور منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ وہ نور عبدالمطلب اور ان کے فرزند عبد اللہ تک پہنچا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ آدم کی تمام نسل شیث سے جاری ہوئی۔ حضرت شیث کی وفات تیسری تشرین الاول کو ہوئی اور ان کی عمر نو سو ساٹھ سال تھی۔ ان سے قینان پیدا ہوئے اور نور ان سے ظاہر ہوا۔ حضرت شیث علیہ السلام نے ان سے وصیت کا عہد لیا۔ ان کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان کی وفات ماہ تموز میں ہوئی۔ ان سے مہلائیل پیدا ہوئے اور آٹھ سو سال زندہ رہے۔ ان سے لود پیدا ہوئے ان کی عمر نو سو باسی ۹۶۲ سال کی ہوئی۔ ان کی وفات ماہ آذر میں ہوئی۔ ان سے حضرت ادریس علیہ السلام پیدا ہوئے اور وہ نور محمد و آل محمد کا، ان سب میں یکے بعد دیگرے نمایاں و درخشاں ہوتا رہا۔ لوگ کہتے ہیں کہ قابیل کے زمانہ میں اس کے فرزندوں نے بہت قسم کے باجے تیار کر لیے تھے۔

ان وصیوں کا ذکر جو حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئیں۔
فصل ششم { شروع کتاب میں آدم علیہ السلام کے صحیفوں کا بیان ہو چکا ہے۔

سید ابن طاووس کا بیان ہے کہ صحف ادریس میں لکھا ہے کہ ستائیسویں ماہ رمضان شب جمعہ تیسرے پہر کو حق تعالیٰ نے ایک کتاب سریانی زبان میں اکیس ورق کی آدم پر نازل کی اور وہ پہلی کتاب تھی جو خدا نے زمین پر بھیجی۔ اس میں تمام زبانیں اور لغتیں مذکور تھیں۔ مجموعاً ہزار زبانیں تھیں کہ ایک زبان والے دوسری زبان کو بغیر تعلیم نہیں سمجھ سکتے۔ اور دلائل وجود باری اور واجبات اور اس کے احکام اور شریعتیں اور سننیں اور اس کے حدود تھے۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق اور امام محمد باقر سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میں تیرے لیے سخن حق اور خیر اور نیکی کو چار کلموں میں جمع کیے دیتا ہوں جن میں سے ایک کلمہ میرا ہے، ایک تمہارا ہے، ایک کلمہ میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، اور ایک کلمہ تمہارے اور مخلوق کے درمیان مشترک ہے۔ جو مجھ سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ میری عبادت کرنا اور کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کرنا۔ اور جو تم سے متعلق ہے یہ ہے کہ تم کو تمہارے عمل کی جزا اس وقت عطا کروں گا جبکہ تم اس کے لیے زیادہ محتاج ہو گے۔ اور جو کلمہ میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یہ ہے کہ تم کو لازم ہے کہ مجھ سے دعا کرو قبول کرنا

عہ رومی مہینہ کا نام جو عموماً اکتوبر و نومبر شمسی میں پڑتا ہے اور ۳۱ دن کا ہوتا ہے۔ ۱۲

عہ تموز بھی رومی مہینہ کا نام ہے یہ بھی ۳۱ دن کا ہوتا ہے اور جولائی و اگست شمسی میں اس کا ساتھ ہوتا ہے۔ ۱۳

میرے ذمہ ہے۔ اور جو تمہارے اور لوگوں کے درمیان مشترک ہے یہ ہے کہ جو کچھ تم اپنے لیے پسند کرو وہی لوگوں کے لیے بھی پسند کرو۔

فصل ہفتم { حضرت آدم علیہ السلام کی وفات آپ کی عمر مبارک۔ اور حضرت شیتؑ سے آپ کی وصیت وغیرہ :-

صحیح و معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ پیغمبروں کے نام اور ان کی عمریں حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کی گئیں۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام کے نام تک پہنچے اور ان کی عمر چالیس سال دیکھی۔ عرض کی پروردگارا داؤد کی عمر کس قدر کم ہے اور میری عمر کس قدر زیادہ ہے۔ پروردگارا اگر میں اپنی عمر سے تیس سال اس کی عمر میں زیادہ کروں اور برداشتے دیگر ساٹھ سال بڑھادوں تو کیا تو اس کو ثبوت فرمائے گا؟ وحی ہوئی کہ ہاں عرض کی میری عمر سے تیس یا ساٹھ سال کم کر کے اس کے لیے کچھ دے۔ جب آدمؑ کی عمر تمام ہوئی، ملک الموت ان کی روح قبض کرنے کے لیے نازل ہوئے۔ آدمؑ نے کہا ابھی تو میری عمر کے تیس یا ساٹھ سال باقی ہیں۔ ملک الموت نے کہا کہ کیا آپ نے وہ داؤد کو نہیں دی جس وقت کہ آپ کی ذریت سے پیغمبروں کے نام اور ان کی عمریں آپ کے سامنے پیش کی گئیں اس وقت آپ وادی جنان میں تھے۔ آدمؑ نے کہا مجھے یاد نہیں ہے۔ ملک الموت نے کہا کہ اے آدمؑ انکار نہ کرو۔ کیا تم نے خدا سے سوال نہیں کیا کہ تمہاری عمر سے کم کر کے داؤد کی عمر میں اضافہ فرمادے۔ خدا نے زبور میں ثبت فرمایا اور تمہاری عمر سے محو کر دیا۔ آدمؑ نے کہا زبور لاؤ تاکہ میں دیکھ کر یاد کروں۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ آدمؑ بیچ کہتے تھے کہ انہیں یاد نہ تھا۔ لہذا اسی روز سے مقرر ہوا کہ لین دین اور دوسرے معاملات کے بارے میں تحریر لکھ لیں تاکہ انکار نہ کیا جاسکے۔

اور حدیث حضرت صادقؑ میں ہے کہ حق تعالیٰ نے ابتدا میں جبریلؑ و میکائیلؑ اور ملک الموتؑ فرمایا کہ اس باب میں تحریر لکھیں کیوں کہ آدمؑ بھول جائیں گے۔ تو تحریر لکھی گئی اور ان فرشتوں نے اپنے بازوؤں پر طینت علیین سے مہر کیا۔ جب آدمؑ نے انکار کیا ملک الموتؑ نے تحریر نکال کر دکھلا حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہی سبب ہے کہ جب قرض کی تحریر پیش کی جاتی ہے تو قرضدار کو ندامت ہوتی ہے۔

سند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام علیل ہوئے تو حضرت شیتؑ کو طلب کیا اور کہا اے فرزند میری اجل قریب ہے میں بیمار ہوں میرے پروردگار نے

موت فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ حدیثیں اس کے خلاف ہیں جو علمائے شیعہ میں مشہور ہے کہ "انبیاء پر سہ جائز نہیں" اس لیے اکثر علماء نے تقیہ پر محمول کیا ہے۔ ۱۲ منہ

عہد و اراکین دین میں تحریر کی ضرورت۔

اپنی سلطنت سے یہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو بھیجا ہے اور یقیناً مجھ سے عہد متعلق کیا ہے اسی کے بارے میں تم کو میں اپنا وصی کرتا ہوں۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے سپرد فرمایا ہے ان سب کامیں تم کو خیرینہ وار بنانا ہوں۔ یہ میرے سر کے نیچے کتاب وصیت ہے اس میں علم کا اثرا اور خدا کے اسمائے بزرگ ہیں۔ جب میری وفات ہو جائے ان کو لے لینا اور ہرگز کسی کو اس پر مطلع نہ کرنا اور نہ سال آئندہ ہم اُس پر نظر کرنا۔ اس صحیفہ میں سب کچھ ہے جن کی تم کو اپنے امور دینی و دنیوی میں ضرورت ہوگی۔ آدم علیہ السلام اُس صحیفہ کو جنت سے لائے تھے۔ پھر فرمایا کہ مجھے بہشت کے میوہ کی خواہش ہے، کوہِ حدید پر چلے جاؤ وہاں جس ملک کو دیکھنا میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میرے پدر بیمار ہیں اور تم سے بہشت کا میوہ ہدیہ طلب کرتے ہیں۔ شیثؑ پہاڑ پر گئے جبرئیلؑ کو ملائکہ کے گروہ کے ساتھ دیکھا۔ جبرئیلؑ علیہ السلام نے سلام کی ابتدا کی اور کہا اے شیثؑ کہاں جاتے ہو؟ پوچھا اے بندہ خدا تو کون ہے، کہا میں روح الامین جبرئیلؑ ہوں شیثؑ نے حضرت آدم علیہ السلام کا پیغام پہنچایا اور جبرئیلؑ نے کہا اے شیثؑ تمہارے پدر پر بھی سلام ہو وہ دنیا سے مفارقت کر گئے اور تم سب اسی لئے نازل ہوئے ہیں خدا اس مصیبت میں تم کو اجر عظیم عطا کرے، صبر جمیل کرا مت فرمائے اور تمہاری وحشت کو اُن سے تبدیل کرے۔ واپس چلو۔ شیثؑ یہ سن کر واپس ہوئے وہ فرشتے اپنے ساتھ جو کچھ ضرورت تھی آدمؑ کی تجہیز و تکفیز کے لئے لائے تھے۔ جب آدمؑ کے پاس پہنچے پہلا کام جو شیثؑ نے کیا یہ تھا کہ صحیفہ وصیت کو آدمؑ کے سر کے نیچے سے نکال کر اپنے شکم پر باندھا۔ جبرئیلؑ نے کہا مبارک ہو اے شیثؑ! تمہارے مثل کون ہے۔ خدا نے تم کو اپنی کرامت سے مسرور کیا اور اپنا لباس عافیت تم کو پہنایا۔ اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں کہ خدا نے تم کو اپنی جانب سے ایک امر بزرگ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ پھر جبرئیلؑ اور شیثؑ نے آدمؑ کو غسل دینا شروع کیا۔ جبرئیلؑ بتاتے جاتے تھے یہاں تک کہ فارغ ہوئے پھر اُن کو کفن پہنانے اور حنوط کرنے کی تعلیم دی۔ اُس سے فارغ ہوئے تو قبر کھودنا سکھلایا۔ پھر شیثؑ کا ہاتھ پکڑ کر سامنے کھڑا کیا کہ آدمؑ پر نماز پڑھیں جس طرح کہ ہم لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کہا کہ ستر تکبیریں کہو اور اُن کو نماز میت کی تعلیم دی۔ اور ملائکہ کو حکم دیا کہ شیثؑ کے پیچھے صف قائم کریں جس طرح کہ آج ہم لوگ پیش نمازوں کے پیچھے صفیں قائم کرتے ہیں۔ شیثؑ نے کہا کہ کیا درست ہے کہ میں باوجود تمہاری اس منزلت کے جو پیش خدا قائم کو حاصل ہے اور تمہارے ساتھ بزرگ ملائکہ ہیں میں تمہاری پیش نمازی کروں۔ جبرئیلؑ نے کہا شید تم کو معلوم نہیں ہے کہ جب خدا نے تمہارے پدر بزرگوار کو خلق فرمایا ان کو ملائکہ کے درمیان کھڑا کیا

حضرت شیث سے وصیت

حضرت آدم کی وفات اور تجہیز و تکفیز

حضرت آدم کے جنازہ کی نماز و تدفین

اور ہم سب کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں لہذا وہ امام ہوئے اور یہ سنت ان کے فرزندوں میں جاری ہوئی۔ آج وہ دنیا سے تشریف لے گئے اور تم ان کے وصی اور ان کے علم کے وارث اور قائم مقام ہو۔ ہم کیوں کہ تم پر تقدیم کریں تم ہمارے امام ہو۔ تو شیثؑ نے ان کے ساتھ آدم علیہ السلام پر نماز پڑھی جس طرح جبریلؑ نے ان کو تعلیم دی۔ پھر جبریلؑ نے اُن کو دفن کا طریقہ بتایا۔ جب آدم علیہ السلام کے دفن سے فارغ ہوئے اور جبریلؑ اور ملائکہؑ نے چاہا کہ آسمان پر جائیں، حضرت شیثؑ روئے اور فریاد کی کہ یا وحشتاہ۔ جبریلؑ نے کہا چونکہ خدا تمہارے ساتھ ہے تم کو کوئی وحشت نہیں ہے۔ اور ہم خدا کے حکم سے تمہارے پاس آتے رہیں گے اور خدا تمہارا مونس ہے رنجیدہ نہ ہو اور اپنے پروردگار کے ساتھ نیک گمان رکھو کیونکہ وہ تم پر مہربان ہے۔ غرض جبریلؑ و ملائکہ علیہم السلام آسمان پر چلے گئے۔ اس وقت قابیل جو اپنے باپ کے خوف سے ان کی زندگی میں بھاگ گیا تھا پہاڑ سے نیچے آیا۔ اس نے شیثؑ سے ملاقات کی اور کہا میں نے اپنے بھائی ہابیلؑ کو اس لئے مار ڈالا کہ میری قربانی قبول نہیں ہوئی اور اس کی قبول ہوئی۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کو وہ مرتبہ حاصل ہو جائے گا جو آج تجھے حاصل ہے۔ اور میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ اپنے باپ کا وصی و جانشین ہو جس طرح کہ تو آج ہے۔ اگر تو ایک کلمہ بھی اس میں سے جو تیرے باپ نے تجھے بتلایا ہے ظاہر کرے گا تو یقیناً تجھ کو بھی مار ڈالوں گا جس طرح کہ ہابیلؑ کو مار ڈالا۔ اسی مضمون کے قریب قریب معتبر سند کے ساتھ امام زین العابدینؑ سے بھی منقول ہے۔ اور یہ بھی مذکور ہے کہ شیثؑ نے آدمؑ پر پچھتر تکبیریں کہیں۔ ستر آدم علیہ السلام کے لئے اور پانچ اُن کے فرزندوں کے لئے۔

بسن معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب آدمؑ ہابیلؑ کے قتل پر مطلع ہوئے بہت روئے اور خدا سے اپنے حال کی شکایت کی۔ خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ میں تم کو ایک فرزند بخشوں گا جو ہابیلؑ کا عوض اور قائم مقام ہوگا۔ پھر شیثؑ پیدا ہوئے اور ساتویں روز اُن کا نام رکھا گیا۔ خدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ یہ سپر میری جانب سے ایک بخشش ہے اس کا نام ہبتہ اللہ (اللہ کی بخشش) رکھو آدمؑ نے ہبتہ اللہ رکھا۔ جب وفات کا وقت آیا خدا نے اُن کو وحی کی کہ میں تم کو دنیا سے اپنے جوار رحمت کی طرف بلانے والا ہوں لہذا اپنے بہترین فرزند کو جو میری بخشش ہے وصیت کرو اور اپنا وصی قرار دو۔ جو اسماء میں نے تم کو تعلیم کیئے ہیں اس کے سہرو کرو۔ کیونکہ میں پسند نہیں کرتا کہ زمین اُس عالم سے خالی رہے جس کو میری طرف سے علم عطا ہوا ہو اور میرے حکم کے مطابق حکم کرتا ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو اپنی مخلوق پر

حجت قرار دوں۔ تو آدمؑ نے اپنی تمام اولاد زن و مرد کو جمع کیا اور کہا اے فرزندو! میں دنیا سے جانے والا ہوں اور خدا کا حکم ہے کہ میں اپنے بہترین فرزند ہبتہ اللہ کو وصیت کروں۔ بیشک خدا نے اُس کو پسند کیا ہے اور میرے بعد تمہارے لیے اختیار فرمایا ہے۔ لہذا اُس کی بات سُنو اور اُس کی اطاعت کرو کہ وہ تم لوگوں پر میرا وصی اور خلیفہ ہے۔ سب نے کہا ہم نے سنا اور اس کی اطاعت کریں گے۔ پھر آدم علیہ السلام کے حکم سے ایک تابوت بنایا گیا۔ آدمؑ نے اپنا علم اور اسماء اور وصیت اس میں محفوظ کیا اور ہبتہ اللہ کے سپرد کیا اور کہا دیکھو جب میں مرجاؤں مجھ کو غسل و کفن دینا اور نماز پڑھ کر دفن کرنا۔ اور جب تمہاری وفات کا وقت آئے اور تم کو آئنا معلوم ہوں تو اپنے فرزندوں میں جو سب سے نیک اور سب سے افضل اور سب سے زیادہ تم سے مصاحب رکھتا ہو اس کو وصیت کرنا، اور زمین کو بغیر کسی عالم کے جو ہم اہل بیت میں سے ہو خالی نہ چھوڑنا۔ اے فرزند خدا نے مجھ کو زمین پر بھیجا اور اس میں اپنا خلیفہ قرار دیا اور خلق پر اپنی حجت گردانا۔ اور میں تم کو اپنے بعد زمین میں اپنی حجت قرار دیتا ہوں۔ اور تم بھی جب تک کسی کو خدا کی مخلوق پر اس کی حجت اور اپنے بعد وصی نہ قرار دے لو دنیا سے رخصت نہ ہونا۔ اور اس وصی کو تابوت اور جو کچھ اس میں ہے سب سپرد کر دینا جس طرح میں نے تم کو سپرد کیا ہے اور اُس کو آگاہ کرنا کہ میرے فرزندوں میں سے ایک پیغمبر جلد آنے والا ہے جس کا نام نوحؑ ہو گا اس کی قوم طوفان میں غرق ہوگی۔ اور اپنے وصی کو وصیت کرنا کہ تابوت اور جو کچھ اس میں ہے سب کی حفاظت کرے۔ اور تاکید کر دینا کہ جب اس کی وفات کا وقت آئے اپنے بہترین فرزند کو اپنا وصی قرار دے اور ہر وصی اپنی وصیت کو تابوت میں رکھتا جائے۔ اور ہر ایک اپنے بعد دوسرے کو ان امور کی وصیت کرنا ہے اور ان میں سے جو شخص نوحؑ سے ملاقات کرے اس کو چاہئے کہ اُن کے ساتھ کشتی پر سوار ہو اور نوح علیہ السلام کو چاہئے کہ تابوت کو مع تمام اشیاء کے کشتی میں لے جائیں جو اس میں ہو۔ اور کوئی شخص اُن سے پیچھے نہ رہ جائے۔ اے ہبتہ اللہ اور میرے تمام فرزندو! قابیل ملعون سے پرہیز کرنا۔ غرض جب آدم علیہ السلام کی رحلت کا دن آیا۔ اور ملک الموت نازل ہوئے تو آدمؑ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا واحد ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں خدا کا بندہ اور زمین میں اُس کا خلیفہ ہوں۔ اُس نے احسان کی میرے ساتھ ابتدا کی اور اپنے ملائکہ کو حکم دیا کہ مجھے سجدہ کریں۔ اور مجھے تمام اسماء کی تعلیم دی۔ پھر مجھے اپنی بہشت میں ساکن کیا اور بہشت کو میرا دار قرار اور وطن بنایا تھا حالانکہ مجھے اس لیے خلق کیا تھا کہ میں زمین میں ساکن رہوں کیونکہ اُس کی

حضرت آدم علیہ السلام کی تدفین

یہی مشیت تھی۔ اُس نے اپنی تقدیر و تدبیر کے ساتھ یہی ارادہ کیا تھا۔ اور جبریلؑ کے لئے کفن کے ساتھ حنوط اور تخت بہشت سے لائے تھے۔ ان کے ساتھ ستر ہزار ملک نازل ہوئے تھے تاکہ آدم علیہ السلام کے جنازہ میں شریک رہیں۔ ہبتہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کی مدد سے غسل دیا اور کفن پہنایا اور حنوط کیا۔ پھر جبریلؑ نے ہبتہ اللہ سے کہا کہ آگے بڑھو اور اپنے باپ پر نماز پڑھو اور پچھتر تکبیریں کہو۔ ملا کرنے اُن کی قریب کی اور حضرت آدم علیہ السلام کو دفن کیا اس کے بعد ہبتہ اللہ نے طاعت الہی کے ساتھ تمام اولاد آدمؑ میں قیام کیا۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا اپنے بیٹے قینان کو وصیت کی اور تابوت ان کے سپرد کیا۔ قینان اپنے بھائیوں اور آدمؑ کے فرزندوں میں طاعت خدا کے ساتھ قائم رہے۔ جب اُن کی وفات کا زمانہ آیا اپنے بیٹے بڑ کو اپنا وصی قرار دیا اور تابوت اور اُن چیزوں کو جو اُس میں تھیں بڑ کے سپرد کیا اور نوحؑ کی پیغمبری کے بارے میں اُن سے وصیت کی۔ بڑ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے اخنوخ کو وصیت کی جن کو ادیس کہتے ہیں۔ اور تابوت اور اس کی چیزوں کو اُن کے سپرد کیا۔ اخنوخ اُن چیزوں کے ساتھ قائم رہے جب اُن کی اجل قریب آئی حق تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ میں تم کو آسمان پر اُٹھانے والا ہوں لہذا اپنے بیٹے خرقائیل کو وصیت سپرد کرو۔ خرقائیل اخنوخ کی وصیت پر قائم ہوئے۔ جب اُن کی وفات کا زمانہ آیا انہوں نے اپنے بیٹے نوحؑ کو وصیت کی اور تابوت کو اُن کے سپرد کیا اور تابوت ہمیشہ نوحؑ کے ساتھ رہا یہاں تک کہ وہ اپنے ساتھ کشتی پر لے گئے جب اُن کی وفات کا وقت آیا انہوں نے اپنے فرزند سام کو وصیت کی اور تابوت اور اُس کی چیزیں اُن کو سپرد کیں۔

بسنہ معتبر و گرامام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت آدمؑ نے اپنے بیٹے کو جبریلؑ کے پاس بھیجا اور کہا کہ اُن سے کہنا کہ میرے لئے درخت زیتون کی زینت سے جو بہشت میں ایک مقام ہے کھانا لائیں۔ جبریلؑ نے اُن سے ملاقات کی اور کہا کہ واپس چلو کیوں کہ تمہارے باپ نے وفات پائی۔ ہم لوگ ان کی آخری خدمت پر مامور ہوئے ہیں اور ان پر نماز پڑھنے کے واسطے آئے ہیں۔ جب غسل کو تمام کیا جبریلؑ علیہ السلام نے کہا کہ اے ہبتہ اللہ آگے کھڑے ہو اور اپنے باپ پر نماز پڑھو۔ ہبتہ اللہ سامنے کھڑے ہوئے اور پچھتر تکبیریں اُن پر کہیں ستر تکبیریں تو آدم علیہ السلام کی فضیلت کے لئے اور پانچ تکبیریں سنت جاری کرنے کے لئے۔ اور فرمایا کہ آدم علیہ السلام ہمیشہ مکہ میں خدا کی عبادت کیا کرتے تھے جب خدا نے چاہا

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ یہ تمام حدیثیں اور دوسری حدیثیں اسی مضمون کے ساتھ انشاء اللہ کتاب امامت میں مذکور ہوں گی۔ ۱۲ منہ

کہ ان کی رُوح قبض کرے ملائکہ کو ایک تخت اور بہشت کے کفن وحنوط کے ساتھ بھیجا۔ جب حق علیہا السلام نے فرشتوں کو دیکھا، چاہا کہ ملائکہ اور آدم علیہ السلام کے درمیان حامل ہو جائیں آدم علیہ السلام نے کہا مجھ کو خدا کے رسولوں فرشتوں کے ساتھ چھوڑ دو تو ملائکہ نے ان کی رُوح قبض کی اور آبِ سدر سے غسل دیا اور اُن کی قبر کے لئے محل قرار دیا۔ اور کہا کہ یہ فرزندِ آدم کے لئے سنت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر سو چھتیس سال ہوئی اور وہ مکہ میں مدفون ہوئے۔ آدم اور نوح علیہ السلام کے درمیان پندرہ سو سال کی مدت گزری۔

بسنده صحیح حضرت صادق سے منقول ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے وفات پائی اور اُن حضرت پر نماز کا وقت آیا، ہبۃ اللہ نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ اے فرستادہ خدا آگے بڑھو اور خدا کے پیغمبر پر نماز پڑھو۔ جبرئیل نے کہا کہ خدا نے ہم کو حکم دیا کہ تمہارے پدر کو سجدہ کریں۔ لہذا ہم اُن کے نیک فرزندوں پر تقدم نہیں کر سکتے۔ اور تم اُن کے نیک ترین فرزند ہو۔ پس ہبۃ اللہ آگے کھڑے ہوئے اور آدم علیہ السلام پر نماز (پنجگانہ) کے اعداد کے موافق تکبیریں کہیں جیسا کہ خدا نے اُمت محمد پر واجب قرار دیا۔ اور یہ سنت اولادِ آدم میں قیامت تک کے لئے جاری رہے گی۔ اور دوسری معتبر حدیث میں آنحضرت سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے میوہ کی خواہش کی اور ہبۃ اللہ اس میوہ کے حاصل کرنے کے لئے گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے اُن سے ملاقات کی اور پوچھا کہاں جاتے ہو؟ کہا آدم علیہ السلام علیل ہیں اور میوہ طلب کرتے ہیں۔ جبرئیل نے کہا واپس چلو کیونکہ خدا نے اُن کی رُوح قبض کر لی۔ جب واپس آکر دیکھا تو وہ رحلت فرما چکے تھے۔ پھر ملائکہ نے اُن کو غسل دیا اور ہبۃ اللہ سے کہا کہ آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ اور خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ پانچ تکبیریں کہو۔ پھر اُن کا سر نیچے کر کے قبر میں اتارا، اور قبر کو برابر کیا، اور کہا اسی طرح اپنے مَرَدوں کے ساتھ کرنا۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ آدم پر تیس تکبیریں کہی گئیں۔ پچیس تکبیریں چھوڑ دی گئیں، پانچ باقی رکھی گئیں۔

بسنده معتبر حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ آدم کی قبر حرمِ خدا میں ہے۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات

جمعہ کے روز ہوئی۔ اکابر علمائے مسلمان روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آدم کو جہنم لے لیا وہی سے زمین پر بھیجا، بہشت کی مفارقت میں اُن کو وحشت ہوئی تو خدا سے دعا کی کہ درختان بہشت میں سے ایک درخت نازل فرمائے تو خدا نے اُن کے لیے خرما کا درخت نازل کیا جو اُن کی زندگی میں اُن کا مونس تھا۔ جب اُن کی وفات کا وقت آیا اپنے فرزندوں سے کہا کہ یہ درخت حیات میں میرا مونس تھا امید ہے کہ وفات کے بعد بھی مونس ہو گا لہذا اس کی ایک ٹہنی کے دو حصے کر کے میرے کفن میں رکھ دینا۔ اُن کے فرزندوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کے بعد پیغمبروں نے ان کی متابعت کی۔ زمانہ جاہلیت میں یہ سنت متروک ہو گئی تھی، جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو پھر جاری کیا۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آدم علیہ السلام کی رحلت پر قابیل اور شیطان نے شتمات کی اور ایک جگہ جمع ہو کر باجے اور کھیل ایلجا دیکے لہذا دنیا میں اس قسم کی جس قدر چیزیں ہیں جن سے لوگ لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہیں اور لذت حاصل کرتے ہیں وہی ہیں جنہیں ان دشمنانِ خدا نے ایجا دیکھا۔

عامۃ اور خاصۃ نے وہب ابن منبہ سے روایت کی ہے کہ شیتؑ نے آدم کو ایک غار میں جو کوہ البوقیس پر ہے جس کو غارا الکبیر کہتے ہیں دفن کیا۔ اس جگہ وہ طوفان نوح کے زمانہ تک مدفون ہے۔ جب طوفان آیا تو نوحؑ نے اُن کو نکال کر ایک تابوت میں اپنے ساتھ کشتی میں رکھا۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوح جب کشتی میں تھے خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ سات مرتبہ غار کعبہ کے گرد طواف کریں۔ جب طواف سے فارغ ہوئے اور کشتی سے نیچے آئے اُس وقت پانی اُن کے زانوں تک تھا۔ پھر زمین سے ایک تابوت نکالا جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی ہڈیاں تھیں اُس کو کشتی میں داخل کیا اور کعبہ کے گرد بہت طواف کیا پھر کشتی روانہ ہوئی اور کوہ نمک پہنچی پھر خدا نے زمین کو حکم دیا کہ اپنے پانی کو اندر کھینچ لے جس طرح کہ اُس کی ابتدا مسجد سے ہوئی تھی۔ پھر نوح علیہ السلام نے اس تابوت کو نجف اشرف میں دفن کیا۔ ۱۷

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ آدم کی عمر شریف

۱۷ مولف فرماتے ہیں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ آدم و نوح علیہم السلام نجف اشرف میں مدفون ہیں۔ تو جن حدیثوں میں آدم علیہ السلام کا کہ میں دفن ہونا مذکور ہے اور جو حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں وہ اس پر محمول ہیں کہ اول اسی جگہ مدفون ہوئے تھے۔ ۱۸ منہ

نوسو تیس سال ہوئی۔ اور سید ابن طاؤس نے بحوالہ صحیفہ ادریس بیان کیا ہے کہ آدم علیہ السلام دس روز تپ میں مبتلا رہے۔ ان کی وفات روز جمعہ پندرہ محرم کو ہوئی اور غار کوہ ابو قہیس میں رُو بقبلہ دفن ہوئے اُن کی عمر اُس روز سے کہ ان کے جسم میں رُوح داخل ہوئی وفات کے روز تک ایک ہزار تیس سال تھی۔ ان کی وفات کے ایک سال اور پندرہ روز بعد تو علیہا السلام بیمار ہوئیں اور فوت ہوئیں اور آدم کے پہلو میں مدفون ہوئیں۔ سید کا بیان ہے کہ میں نے تورات کے سفر سوم میں دیکھا کہ آدم کی عمر نوسو تیس سال تھی اور یہی مدت محمد بن خالد برقی نے بھی کتاب ہدایں بروایت حضرت صادقؑ بیان کی ہے۔

بند معتبر امام حسنؑ سے منقول ہے کہ اول جو شخص کہ حضرت آدمؑ کے بعد مبعوث ہوا حضرت شیثؑ تھے۔ ان کی عمر ہزار سال تھی۔ اور حدیث ابو ذرؓ میں ہے جو مذکور ہو چکی کہ حضرت شیثؑ کی زبان سریلانی تھی۔ ان پر پچاس صحیفے نازل ہوئے۔ اکثر ارباب تاریخ نے بیان کیا ہے جبکہ آدمؑ کی عمر دوسو پینتیس سال ہوئی تو حضرت شیثؑ پیدا ہوئے اور ان کی عمر نوسو بارہ سال ہوئی۔ وہ اپنے باپ ماں کے پہلو میں ابو قہیس کے غار میں دفن ہوئے۔

سید ابن طاؤس نے ذکر کیا ہے کہ میں نے صحیفہ ادریسؑ میں دیکھا ہے کہ خدا نے شیثؑ پر پچاس صحیفے نازل کیئے جن میں خدا کے وجود کے دلائل، فرائض احکام اور سنن و شرائع اور حدود الہی مرقوم تھے۔ حضرت شیثؑ مکہ میں رہتے تھے اور ان صحیفوں کو اولاد آدمؑ کو سنایا کرتے تھے۔ اور ان کی تعلیم فرماتے۔ خدا کی عبادت کرتے اور کعبہ کو آباد رکھتے تھے اور حج و عمرہ بجالاتے تھے یہاں تک کہ اُن کی عمر نوسو بارہ سال ہوئی۔ جب وہ بیمار ہوئے تو اپنے فرزند ایوس کو اپنا وصی بنایا اور اُن کو تقویٰ و پرہیزگاری اور خدا سے ڈرنے کی تاکید فرمائی۔ ان کی رحلت ہوئی تو ان کو ایوس نے اپنے بیٹے قینان اور ان کے (قینان کے) بیٹے مہلائیل کی مدد سے غسل دیا اور ایوس نے نماز پڑھائی اور غار ابو قہیس میں آدم علیہ السلام کی داہنی جانب دفن کیا۔

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ مفسرین و مؤرخین کے درمیان آدمؑ کی عمر میں اختلافات ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ہزار سال ان کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ ساٹھ سال داؤد کو دیئے تھے اور انکار کیا تو پھر ان کی عمر ہزار سال ہو گئی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ نوسو چھتیس سال عمر تھی۔ بعضوں نے نوسو تیس سال کہا ہے۔ احادیث سابقہ سے معلوم ہوا کہ آخر کے دونوں قول میں سے ایک صحیح ہے۔ اور ممکن ہے کہ نوسو چھتیس سال ہوئی ہو اس بناء پر ممکن ہے کہ بعض حدیثوں میں اکائیوں کا ذکر نہ کیا ہو بلکہ دہائیوں پر اکتفا کی ہو۔ اور عرف عام میں یہ رائج ہے۔ ۱۲ منہ

باب سوم: حضرت ادریس علیہ السلام کے حالات

حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: **وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِتٰهُ كَانِ صِدْقًا نَّبِيًّا ۝**
وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ (آیت ۶۱۔ سورۃ مریم ۲۱) (اے رسول!) ادریس کو یاد کرو یقیناً وہ بہت
 تصدیق کرنے والے اور بڑے سچے پیغمبر تھے۔ اور تم نے ان کو بہت اونچی جگہ بلند کر کے پہنچا دیا۔
 کتب معتبرہ میں وہب سے روایت ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام ایک نومند اور کشادہ سینہ
 مرو تھے۔ ان کے جسم پر بال کم تھے اور سر پر زیادہ تھے۔ ان کا ایک کان دوسرے کان سے بڑا
 تھا۔ ان کے سینے کے بال باریک تھے۔ وہ آہستہ گفتگو کرتے تھے۔ راستہ چلنے میں قدم نزدیک
 نزدیک رکھتے تھے۔ ان کو "ادریس" اس واسطے کہتے ہیں کہ خدا کی حکمتیں اور اسلام کی
 خوبیوں کا درس دیا کرتے تھے۔ اپنی قوم میں انہوں نے عظمت و جلال الہی کے بارے میں
 غور و فکر کیا اور کہا کہ اس آسمان و زمین اور اس خلق عظیم اور آفتاب و ماہتاب اور ستاروں اور
 بادلوں اور تمام مخلوقات کا کوئی خالق اور پیدا کرنے والا ہے جو اپنی قدرت سے ان میں تدبیر
 کرتا اور ان کی اصلاح کرتا ہے۔ لہذا سزاوار ہے کہ میں اس کی عبادت کروں جو حق عبادت ہے۔
 اس غرض سے انہوں نے اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ خلوت اختیار کی۔ ان کو نصیحت کرتے
 اور خدا کو یاد دلاتے اور خدا کے عذاب سے ڈراتے اور خالق کائنات کی عبادت کی دعوت
 دیتے تھے۔ اس تبلیغ کے سبب ان میں سے ایک ایک کر کے سات افراد ان کے ہمراہ ہو گئے۔
 پھر ستر تک تعداد پہنچی، پھر سات سو، پھر ایک ہزار تک ان کے ہم خیال ہو گئے۔ تو ان سے
 کہا کہ آؤ ہم نیک ترین سوا شخص کا انتخاب کریں۔ تو ان ہزار میں سے سوا افراد کو چنا۔ پھر ان
 میں سے ستر اور پھر ان میں سے دس اور دس میں سے سات نفوس کا انتخاب کیا اور فرمایا
 آؤ ہم سات اشخاص کو دعا کریں اور باقی سب لوگ آمین کہیں۔ شاید ہمارا خالق اپنی عبادت کی
 جانب ہماری رہبری فرمائے غرض ہاتھ زمین پر رکھ کر دعا کی۔ کچھ اُن پر ظاہر نہ ہوا۔ پھر آسمان
 کی جانب ہاتھ بلند کر کے دعا کی تو خدا نے حضرت ادریس علیہ السلام پر وحی فرمائی اور ان کو
 اپنا پیغمبر قرار دیا۔ ان کی اور ان لوگوں کی جو آپ پر ایمان لائے اپنی عبادت کی جانب
 رہنمائی کی تو وہ لوگ برابر عبادت میں مشغول رہتے اور کسی کو خدا کے ساتھ شریک نہیں کرتے
 تھے یہاں تک کہ خدا نے ادریس کو آسمان پر اُٹھایا۔ پھر وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے سوائے
 چند افراد کے دین سے منحرف ہو گئے اور ان کے درمیان اختلافات رونما ہوئے اور بدعتیں

حضرت ادریس علیہ السلام کا شمار ان پیغمبروں میں ہے جنہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت کی دعوت دی۔

پیدا ہوئیں یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام اُن پر مبعوث ہوئے۔

حدیث ابو ذر میں بیان ہو چکا کہ حضرت ادریس علیہ السلام پر تین صیغے نازل ہوئے اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قلم سے لکھنا شروع کیا اور کپڑے سی کر پہنے۔ اُن سے پہلے لوگ درختوں کے پتوں سے ستر پوشی کرتے تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام خیال طی کرتے تھے اور ساتھ ہی تسبیح و تقدیس و تکبیر و تمجید خدا کرتے رہتے تھے۔

بسنہ ہائے معتبر بیاں حضرت صادق سے منقول ہے کہ مسجد سہل ادریس کا مکان تھا جہاں وہ خیال طی کرتے اور نماز پڑھتے تھے۔ جو شخص اُس جگہ دعا کرتا ہے خداوند عالم اُس کی حاجت بر لاتا ہے اور قیامت میں اُس کو مقام بلند تک پہنچائے گا جو ادریس علیہ السلام کی جگہ ہے۔

بسنہ معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کی پیغمبری کی ابتداء یوں ہوئی کہ اُن کے زمانہ میں ایک ظالم بادشاہ تھا ایک روز وہ سیر و تفریح کے لئے نکلا اُس کا گزر ایک زمین سبز پر ہوا جو ایک مومن خالص کی زمین تھی جس نے دین باطل کو ترک کر کے اہل باطل سے بیزار ی اور علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ بادشاہ کو وہ زمین پسند آئی۔ وزیروں سے پوچھا یہ کس کی زمین ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ظالم مومن کی ہے جو آپ کی رعایا میں سے ہے بادشاہ نے اُس کو بلوایا اور اُس سے زمین کی خواہش کی۔ اس نے کہا میرے بال بچے تجھ سے زیادہ اس زمین کے محتاج ہیں۔ بادشاہ نے کہا اس زمین کو قیمت لے کر مجھے دے دو۔ اس نے کہا نہ میں فروخت کروں گا اور نہ یوں ہی بلا قیمت دوں گا، اس کا ذکر ہی چھوڑ دو۔ بادشاہ کو غصہ آیا اور اس کے تیور بگڑ گئے۔ اسی حالت میں غضبناک اور متفکر واپس ہوا۔ اس کی ایک زوجہ ازارقہ میں سے تھی جس کو وہ بہت چاہتا تھا اور اکثر اس سے مشورہ کیا کرتا تھا۔ جب وہ اپنے دربار میں بیٹھا تو اس عورت کو بلا یا۔ اُس عورت نے بادشاہ کو بہت غضبناک دیکھا پوچھا اے بادشاہ کیا ایسا معاملہ ہوا کہ تو اس قدر غصہ میں ہے۔ بادشاہ نے زمین کا قصہ اس سے بیان کیا۔ اس عورت نے کہا اے بادشاہ غم وہ کرتا ہے اور بیچ و تاب غصہ میں وہ کھاتا ہے جس کو انتقام و تغیر کی طاقت نہیں ہوتی۔ اگر تو اُس کو بغیر کسی جیلے کے قتل نہیں کرنا چاہتا تو میں اس کے مار ڈالنے کی تدبیر و جیلہ کرتی ہوں کہ زمین بھی تیرے قبضہ میں آجائے، اور رعایا کے نزدیک اس کے قتل کے بارے میں تجھ پر کوئی الزام بھی نہ رہے۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کون سی تدبیر ہے؟ اس نے کہا کہ ازارقہ کی ایک جماعت اس کے پاس بھیجتی ہوں کہ اُس کو پکڑ لائیں۔ اور تیرے سامنے گواہی دیں کہ وہ تیرے دین سے پھر گیا ہے۔ اس طرح تو اُس کو قتل کر کے اس کی زمین پر قابض ہو سکتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اچھا ایسا ہی کر۔ ازارقہ

حضرت ادریس علیہ السلام پر نازل ہوئے

بسنہ معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا مکان تھا جہاں وہ خیال طی کرتے اور نماز پڑھتے تھے۔ جو شخص اُس جگہ دعا کرتا ہے خداوند عالم اُس کی حاجت بر لاتا ہے اور قیامت میں اُس کو مقام بلند تک پہنچائے گا جو ادریس علیہ السلام کی جگہ ہے۔

میں سے کچھ اشخاص اس عورت کے دین پر تھے جو مومنین کا قتل حلال جانتے تھے۔ اُس نے اُن کو طلب کیا۔ اُنہوں نے بادشاہ کے سامنے گواہی دی کہ وہ بادشاہ کے دین سے منحرف ہو گیا ہے۔ یہ سنکر بادشاہ نے اس کو قتل کرادیا اور اس کی زمین پر قبا بھن ہو گیا۔ اس مومن کے قتل کی وجہ سے حق تعالیٰ غضبناک ہوا اور ادریس علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اس جبار و ظالم کے پاس جا کر کہو کہ تو نے اس مومن کے قتل پر اکتفا نہ کی بلکہ اُس کی زمین بھی غضب کر لی اور اس کے اہل و عیال کو محتاج و مجبور کر دیا۔ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ قیامت میں اس کے بدلے میں تجھ سے انتقام لوں گا۔ اور دنیا میں تیری بادشاہی مٹا دوں گا۔ تیرے شہر کو برباد کروں گا تیری عزت کو ذلت میں تبدیل کروں گا اور تیری عورت کا گوشت کتوں کو کھلا دوں گا۔ کیا میرے علم اور برداشت نے جو تیرے امتحان کا باعث تھا، تجھ کو مغرور کر دیا ہے؟ حضرت ادریس علیہ السلام اس کے پاس پہنچے جس وقت کہ وہ اپنے دربار میں تھا اور اس کے گرد اس کے اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا اے جبار میں خدا کا رسول ہوں پھر اس کا پیغام پہنچا یا۔ اس نے کہا اے ادریس میرے دربار سے نکل جاؤ میرے ہاتھ سے اپنی جان نہ بچا سکو گے۔ پھر اس عورت کو بلایا اور ادریس کی گفتگو بیان کی۔ اس نے کہا ادریس کے خدا کی رسالت سے خوف مت کر میں کسی کو بھیج کر ادریس کو قتل کرانے دیجی ہوں۔ تاکہ اس کے خدا کی رسالت باطل ہو جائے۔ بادشاہ نے کہا ایسا ہی کر۔ ادریس علیہ السلام کے شیعوں میں سے بھی چند اصحاب تھے جو ان کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے، حضرت ادریس نے اُن کو بھی آگاہ کر دیا تھا جو کچھ خدا نے اُن کو وحی کی تھی اور جو پیغام اُنہوں نے بادشاہ کو پہنچا یا تھا۔ وہ حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں خوف زدہ ہوئے کہ اب حضرت کو وہ سب قتل کر دیں گے۔ اُس عورت نے ازارقہ کے چالیس آدمیوں کو ادریس علیہ السلام کے قتل کرنے کو بھیجا۔ وہ حضرت کے جائے قیام پر آئے جہاں وہ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن اُن کو وہاں نہ پایا اور واپس گئے۔ ادریس کے دوستوں نے دیکھا کہ وہ حضرت کے قتل کے ارادہ سے آئے تھے تو وہ متفرق ہو گئے۔ اور ادریس سے ملاقات کر کے ان ظالموں کے ارادہ سے آگاہ کیا کہ آج چالیس اشخاص آپ کے قتل کے ارادہ سے آئے تھے ہوشیار رہیے گا۔ بلکہ اس شہر سے چلے جائیے حضرت ادریس علیہ السلام اسی روز اپنے اصحاب کو لے کر شہر سے باہر نکل گئے۔ صبح کو خدا سے دعا کی کہ پالنے والے تو نے مجھے اس ظالم کے پاس بھیجا، میں نے تیرا پیغام اس کو پہنچا یا۔ اُس نے مجھے قتل کی دھمکی دی اور اب میرے مار ڈالنے کے درپے ہے۔ خدا نے وحی فرمائی کہ تم اس سے علیحدہ رہو مجھے اس کے ساتھ چھوڑ دو۔ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ میں اپنا حکم اس پر جاری کروں گا

اور تہا باری بات اور اپنی رسالت سچ کر دکھاؤں گا۔ ادریس علیہ السلام نے عرض کی پالنے والے میری ایک حاجت ہے۔ خدا نے فرمایا بیان کرو میں تمہاری حاجت بر لاؤں گا۔ عرض کی جب تک میں نہ عرض کروں ان پر بارش نہ ہو۔ خدا نے فرمایا اے ادریس ان کے شہر تباہ ہو جائیں گے اور لوگ بھوکے مر جائیں گے۔ ادریس نے کہا جو کچھ میری تو یہی التجا ہے۔ خدا نے فرمایا اچھا منظور ہے۔ جب تک تم دُعا نہ کرو گے اُن کے لیے بارش نہ ہوگی اور میں سب سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے کا سزاوار ہوں۔ یہ سنکر ادریس علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو آگاہ کیا اُس سے کہ جو کچھ خدا سے دُعا کی تھی اور جو کچھ جواب ملا تھا۔ اور فرمایا اے میرے دوستو اس شہر سے دوسرے شہروں میں چلے جاؤ۔ وہ ہمیں اشخاص تھے سب دوسرے شہروں میں متفرق ہو گئے اور تمام شہروں میں یہ مشہور ہو گیا کہ ادریس نے خدا سے ایسی دُعا کی ہے۔ ادریس خود بھی ایک بلند پہاڑ کے غار میں جا کر پوشیدہ ہو گئے۔ خدا نے ایک فرشتہ کو اُن پر موکل فرمایا جو روزانہ شام کو اُن کے پاس کھانا لایا کرے۔ وہ حضرت ہر روز دن کو روزہ رکھتے تھے۔ شام کو فرشتہ اُن کے لیے کھانا لاتا تھا۔ ادھر خدا نے اُس بادشاہ جبار کی حکومت برباد کر دی وہ قتل کر دیا گیا، اُس کا شہر مٹا دیا گیا اور اُس کی عورت کا گوشت کتوں نے کھا یا اس سبب سے کہ اس مومن پر اُس نے ظلم کیا تھا۔ پھر اُس شہر میں ایک دوسرا ظالم سرکشی کرنے والا پیدا ہوا۔ اسی طرح بیس سال گزرے کہ ایک قطرہ پانی کا نہ برسا۔ اس شہر والے سخت تکلیف و اذیت میں مبتلا ہوئے۔ ان کے حالات بہت خراب ہو گئے۔ وہ دوسرے دور دور کے شہروں سے سامان خوراک لاتے تھے۔ جب اُن کا حال بہت تباہ ہو گیا انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یہ بلا جو ہم پر نازل ہوئی ہے اس سبب سے ہے کہ ادریس علیہ السلام نے خدا سے دُعا کی ہے کہ جب تک وہ نہ چاہیں آسمان سے بارش نہ ہو اور وہ ہم سے پوشیدہ ہو گئے ہیں اُن کا پتہ ہم کو نہیں معلوم۔ لیکن خدا ہمارے اوپر اُن سے بہت زیادہ مہربان ہے لہذا ہم کو چاہیے کہ خدا کی بارگاہ میں توبہ کریں کہ اس شہر اور اس کے گرد و نواح میں پانی برسائے۔ غرض انہوں نے موٹے کپڑے پہنے اور اپنے سروں پر خاک ڈالی اور خاک پر کھڑے ہو کر خدا کی بارگاہ میں گریہ و زاری توبہ و استغفار کرنے لگے۔ خدا کو اُن پر رحم آیا اور ادریس علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ تمہارے شہر والے مجھ سے توبہ و استغفار اور فریاد و زاری کر رہے ہیں اور میں خدائے رحمان و رحیم اور توبہ کا قبول کرنے والا ہوں، گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں میں نے اُن پر رحم کیا۔ اور اُن کے سوال بارش پورا کرنے میں کوئی امر مجھے مانع نہیں ہے مگر یہ کہ تم نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ جب تک تم دُعا نہ کرو بارش نہ کروں گا۔ لہذا اے ادریس مجھ سے

طلب کرتا کہ میں اُن پر بارش بھیجوں۔ ادریسؑ نے عرض کی نہیں پالنے والے میں تو نہیں سوال کرتا پھر وحی ہوئی کہ بارش کی دعا کرو۔ ادریسؑ نے پھر نکار کیا تو خدا نے اُس فرشتہ کو وحی کی جو اُن پر کھانا لے جانے کے لئے مقرر تھا کہ ادریسؑ کے لئے طعام نہ لے جائے جب شام ہو گئی اور کھانا نہیں پہنچا تو ادریسؑ بھوک سے بے چین ہوئے لیکن صبر کیا۔ دوسرے روز پھر کھانا نہیں آیا تو اُن کی بھوک اور تکلیف اور زیادہ ہوئی۔ تیسرے روز بھی جب کھانا نہ ملا تو اُن کی بے چینی بہت زیادہ ہوئی اور صبر نہ ہو سکا۔ خدا کی بارگاہ میں مناجات کی کہ پالنے والے قبل اس کے کہ میری جان میرے جسم سے تو نکلے میری روزی تو نے بند کر دی۔ تو خدا نے وحی فرمائی کہ اے ادریسؑ تین روز کھانا نہ ملنے سے فریاد کرنے لگے لیکن اپنے شہر والوں کی بھوک اور تکلیف کی بیس سال تک تم کو مطلق پرواہ نہیں ہوئی میں نے تم کو بتایا کہ وہ بہت تکلیف و مصیبت میں مبتلا ہیں میں نے ان پر رحم کیا اور میں نے خواہش کی کہ تم بارش کی دعا کرو تاکہ میں ان کے لئے پانی برسائوں لیکن تم نے دعا کرنے سے بخل کیا اس لئے میں نے تم کو بھوک کا مزہ چکھا یا جس سے تم کو صبر نہ ہو سکا۔ اور فریاد کرنے لگے۔ اب اس غار سے باہر نکلو اور اپنی روزی تلاش کرو۔ میں نے تم کو تمہارے حال پر چھوڑ دیا کہ خود اپنی روزی کی فکر کرو۔ یہ سنکر حضرت ادریسؑ علیہ السلام پہاڑ سے نیچے آئے تاکہ کہیں سے کچھ کھانے کو ملے اور بھوک کی تکلیف دور ہو۔ شہر کے قریب پہنچے تو ایک گھر سے دھواں نکلتے ہوئے دیکھا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک ضعیف نے دو روٹیاں پکائی ہیں اور آگ پر سینک رہی ہے۔ اُس سے فرمایا کہ مجھے کھانے کو دو کہ بھوک سے بے طاقت ہو رہا ہوں۔ اُس عورت نے کہا اے بندہ خدا ادریسؑ کی بددعا نے ہمارے پاس اتنا نہیں رہنے دیا ہے کہ کسی اور کو کھلائیں اور قسم کھائی کہ ان دو روٹیوں کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ جاؤ اس شہر کے علاوہ کسی اور شہر میں روزی تلاش کرو۔ ادریسؑ علیہ السلام نے کہا اتنی روٹی تو مے دو کہ میں اپنی جان بچاؤں اور میرے پیروں میں چلنے کی طاقت آجائے۔ اس نے کہا یہی دو روٹیاں ہیں ایک میرے لئے اور ایک میرے بچے کے واسطے۔ اگر اپنی روٹی تم کو دے دوں تو خود مرنے ہوں اور اگر اپنے بچے کے حصہ کی دے دوں تو وہ مرجائے، کچھ اور نہیں کہ تم کو دوں۔ ادریسؑ نے کہا تمہارا لڑکا چھوٹا ہے، اُس کے لئے آدھی روٹی کافی ہوگی آدھی میرے واسطے کافی ہے، جس کے سبب زندہ رہ جاؤں گا۔ عورت نے اپنے حصہ کی روٹی کھالی اور دوسری روٹی ادریسؑ اور لڑکے میں تقسیم کر دی۔ لڑکے نے جب دیکھا کہ ادریسؑ اس کے حصہ کی روٹی میں سے کھا رہے ہیں رونے لگا۔ اور اس قدر مضطرب ہوا کہ مری گیا۔ عورت بولی کہ اے شخص تو نے میرے بیٹے کو مار ڈالا۔ حضرت ادریسؑ نے فرمایا گھبرا مت میں اس کو خدا کے حکم سے زندہ کئے دیتا ہوں۔

والدہ جانے سے حضرت ادریسؑ علیہ السلام کی تنہا ہو۔

وہ کی طاقت کشتی

یہ کہہ کر لڑکے کے دونوں بازو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر بولے کہ اے رُوح جو اس فرزند کے جسم سے نکل چکی ہے جگمگ خدا پھر اس کے بدن میں واپس آجائیں ادریسؑ ہوں خدا کا پیغمبر۔ وہ لڑکا فوراً زندہ ہو گیا۔ عورت نے جو یہ دیکھا بولی میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ ادریسؑ پیغمبر علیہ السلام ہیں۔ اور باہر نکل کر شور مچانے لگی کہ شہر والو مبارک ہو اور تکلیف و مصیبت سے نجات کی خوشخبری ہو کہ ادریسؑ تمہارے شہر میں آ گئے۔ حضرت ادریسؑ علیہ السلام وہاں سے نکل کر اس ظالم بادشاہِ اول کے مقام پر پہنچے جو ایک ٹیلہ پر تھا۔ پھر اُن کے پاس شہر والوں کا ایک گروہ آیا اور کہا اے ادریسؑ اس بیس سال میں آپ کو ہم پر رحم نہ آیا کہ ہم ایسی تکلیف و مصیبت میں مبتلا ہیں اور جھوکے مر رہے ہیں۔ لہذا دُعا کیجئے خدا بارش کرے۔ ادریسؑ نے کہا اس وقت تک دُعا نہ کروں گا جب تک یہ تمہارا بادشاہ جبار اور تمام شہر والے ننگے پیر اور پیدل میرے پاس آ کر التجا نہ کریں۔ جب بادشاہ نے ادریسؑ علیہ السلام کا یہ کلام سنا چالیس آدمیوں کو انہیں گرفتار کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ جب ادریسؑ کے پاس پہنچے حضرت نے اُن پر نفرین کی وہ سب مر گئے۔ بادشاہ نے جو یہ ماجرا سنا تو پانچ سو آدمیوں کو اُن کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ انہوں نے ادریسؑ سے آکر کہا ہم اس لئے آئے ہیں کہ آپ کو بادشاہ کے پاس لے چلیں حضرت ادریسؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان چالیس آدمیوں کو دیکھو جو تم سے پہلے مجھے لے جانے کے لئے آئے تھے کہ کس طرح مرے ہوئے پڑے ہیں۔ اگر تم لوگ واپس نہ جاؤ گے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ انہوں نے کہا اے ادریسؑ بیس سال سے ہم کو جھوک میں مبتلا کر رکھا ہے اور اب ہم پر نفرین کرتے ہو تمہارے دل میں رحم نہیں ہے۔ ادریسؑ نے فرمایا میں اس جبار کے پاس نہیں جاؤں گا اور نہ بارش کی دُعا کروں گا جب تک وہ اور تمام شہر والے پیادہ اور ننگے پیر میرے پاس نہ آئیں گے۔ یہ سن کر وہ لوگ بادشاہ کے پاس واپس گئے اور ادریسؑ کا قول بیان کیا اور التجا کی تو وہ مع اہل شہر کے ادریسؑ کے پاس آیا اور سب نے کھڑے ہو کر عاجزی سے التجا کی کہ وہ خدا سے بارش کی دُعا کریں۔ ادریسؑ نے منظور کیا اور خدا سے دُعا کی کہ بارش کرے۔ اسی وقت آسمان پر ابر آ یا، بجلی چمکنے لگی رعد گرجنے لگے اور بارش شروع ہوئی اور اس حد تک پانی برسا کہ اُن کو غرق ہونے کا گمان ہوا اور جلد سب اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔

۱۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ انبیاء کے معصوم ہونے کے دلائل بیان ہو چکے ہیں اس لئے خدا کی جانب سے ادریسؑ سے بارش کا دُعا کرنے کا حکم اختیار ہی واستجابی ماننا پڑے گا۔ اور دُعا میں تاخیر اور ان لوگوں کو ذلت کے ساتھ طلب کرنے سے ان حضرت کی غرض دنیوی اقتدار و عظمت اور غضب نفسانی سے انتقام لینا نہ تھی بلکہ مقربانِ بارگاہِ الہی کا غم گنہگاروں اور سرکشوں پر خدا کے لئے ہوا کرتا ہے۔ اور اکثر ہوتا ہے کہ وہ معبود سے انتہائی محبت کے (باقی برص ۱۵۴)

بسنده حسن حضرت صادق سے منقول ہے کہ خدا ایک فرشتہ پر غضبناک ہوا اور اس کے بال و پر قطع کر کے ایک جزیرہ میں ڈال دیا، وہ اس جزیرہ میں مدتوں پڑا رہا۔ جب خدا نے حضرت ادریسؑ کو مبعوث فرمایا وہ فرشتہ حضرت کے پاس آیا اور دعا کی التجا کی، کہ خدا اس سے راضی ہو جائے اور بال و پر عطا فرمائے۔ حضرت نے دعا کی اور خدا نے اس پر رحم فرمایا اور اس کے پر و بازو عطا فرمائے۔ تو فرشتے نے حضرت ادریس علیہ السلام سے پوچھا کہ مجھ سے آپ کی کوئی حاجت ہے؟ فرمایا ہاں۔ چاہتا ہوں کہ تو مجھے آسمان پر لے چلے تاکہ ملک الموت کو دیکھوں کیونکہ ان کی یاد سے بے خوف زندگی گزارنا میرے لیے ممکن نہیں۔ اس فرشتہ نے حضرت کو اپنے پروں پر اٹھایا اور آسمان چہارم پر لے گیا۔ وہاں حضرت نے ملک الموت کو دیکھا کہ بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے سر کو تعجب سے حرکت دے رہے ہیں۔ جناب ادریس علیہ السلام نے ان کو سلام کیا اور سر ہلانے کا سبب پوچھا۔ ملک الموت نے کہا کہ رب العزت نے مجھ کو آپ کی رُوح چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان قبض کرنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کی پالنے والے یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ آسمان چہارم کا خلا پانچ سو سال کی مسافت رکھتا ہے اور آسمان چہارم سے آسمان سوم تک پانچ سو سال کی راہ ہے۔ اسی طرح ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا فاصلہ ہے تو آسمان چہارم و پنجم کے درمیان ان کی رُوح کیوں کر قبض کی جاسکتی ہے۔ یہ کہہ کر وہیں حضرت کی رُوح قبض کر لی۔ یہ ہے قول خدا وَرَفَعْنَا مَكَانًا عَلِيًّا۔ کے معنی حضرت صادقؑ نے فرمایا ان کو اس سبب سے ادریسؑ کہتے ہیں کہ وہ خدا کی کتاب کا بہت درس دیا کرتے تھے۔

حدیث معتبرہ میں امیر المومنین سے منقول ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو خدا نے ان کی وفات کے بعد مکان بلند پر پہنچایا اور بہشت کی نعمتیں کھلائیں۔
بسنده معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا فرشتوں میں ایک ملک خدا کے نزدیک زیادہ مقرب تھا کسی لغزش پر خدا نے اس کو زمین پر بھیج دیا۔ وہ حضرت ادریسؑ کے پاس آیا اور التجا کی کہ خدا سے اس کی شفاعت فرمائیں۔ حضرت نے

بقیہ ص ۱۵۳ :- سبب اس کے احکام و مناسبات سے سزا بنی کرنے والوں پر خدا سے زیادہ غصہ کرتے ہیں اس لیے کہ خدا کے ایسا رحم و کرم ان میں نہیں ہوتا۔ وہ بندوں کو خدا سے سرکش کرتے ہوئے دیکھنے کی برداشت نہیں رکھتے اور یہ بھی ان کے لیے عین شفقت و مہربانی ہوتی ہے تاکہ متنبہ ہو جائیں اور پھر خدا سے بناد و سرکشی نہ کریں تاکہ خدا کے عذاب میں گرفتار نہ ہوں۔ ۱۷ منہ

منظور فرمایا اور تین روز مسلسل بغیر افطار کئے روزے رکھے اور تینوں شبیں عبادت میں بسر کیں جس سے بہت مضحک اور کمزور ہو گئے پھر خدا سے دعا کی اور اس فرشتے کی سفارش کی تو خدا نے اس کو آسمان پر جانے کی اجازت دی۔ اُس وقت اُس نے حضرت ادریس علیہ السلام سے عرض کی آپ کے اس احسان کے عوض چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے کوئی خدمت لیں۔ حضرت نے فرمایا چاہتا ہوں کہ ملک الموت سے ملاقات کر دو تاکہ ان سے دوستی کروں کیونکہ ان کی یاد کے سبب کوئی نعمت مجھے خوش گوار نہیں معلوم ہوتی۔ فرشتے نے ان کو اپنے پروں پر بٹھا لیا اور آسمانِ اول پر لے گیا۔ وہاں ملک الموت کو تلاش کیا معلوم ہوا وہ دوسرے آسمان پر گئے ہیں۔ وہ اور اوپر لے گیا یہاں تک کہ آسمانِ چہارم و پنجم کے درمیان ملاقات ہوئی۔ اُس فرشتے نے پوچھا آپ اس قدر ترش رو کیوں ہو رہے ہیں؟ ملک الموت نے کہا کہ ابھی میں زیر عرش تھا کہ حکم باری تعالیٰ ہوا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کی رُوح آسمانِ چہارم و پنجم کے درمیان قبض کروں۔ جب حضرت ادریس علیہ السلام نے سنا کہ اپنے لگے اور فرشتے کے پروں پر سے گر پڑے۔ ملک الموت نے وہیں اُن کی رُوح قبض کر لی۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

وَ اِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ - ۱۱

دوسری حدیث میں عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام دن میں شہروں شہروں گھومتے، سیاحت کیا کرتے اور روزہ سے رہتے۔ جہاں رات ہو جاتی وہیں قیام کر لیتے، وہیں ان کی روزی ان کو پہنچ جاتی تھی۔ فرشتے اُن کے نیک اعمال بھی دوسرے لوگوں کے اعمال کی طرح آسمان پر لے جاتے تھے۔ ملک الموت نے خدا سے ادریسؑ کو سلام کرنے اور ان سے ملاقات کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور اجازت لے کر ان کے پاس آئے، اور کہا چاہتا ہوں کہ آپ کی مصاحبت میں رہوں۔ حضرت نے منظور فرمایا اور وہ ایک دوسرے کے رفیق ہو گئے اور وہ مدتوں ساتھ رہے۔ دن کو روزے رکھتے تھے۔ جب رات کے وقت حضرت ادریس علیہ السلام کا کھانا پہنچ جاتا تھا وہ ملک الموت کو بھی کھانے میں شریک ہونے کی دعوت دیتے۔ وہ کہتے تھے کہ مجھ کو ضرورت نہیں ہے اور نماز میں مشغول رہتے۔ ادریسؑ تھک کر سو جاتے تھے لیکن ملک الموت کو نہ سستی لاحق ہوتی نہ وہ سوتے تھے۔ اسی طرح چند روز گزرے یہاں تک کہ ایک روز وہ انگور کے ایک باغ اور گوسفند کے ایک گلہ کی طرف سے گذرے۔ انگور پکے ہوئے تھے۔ ملک الموت نے پوچھا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ ہم ایک بڑھ اس گلہ سے یا اس باغ سے انگور کے چند خوشے لے لیں اور شام کو آپ اسی سے افطار کریں۔ ادریسؑ نے کہا سبحان اللہ میں تم کو اپنے مال سے کھانے کی دعوت دیتا ہوں تو انکار

کرتے ہو اور مجھ کو دوسروں کا مال بغیر اجازت کھانے کی دعوت دیتے ہو۔ تم نے میری مصاحبت کر کے خوب دوستی ادا کی۔ تہاؤ تم کون ہو؟ کہا میں ملک الموت ہوں۔ تو ادیس نے کہا تم سے میری ایک حاجت ہے۔ پوچھا کیا؟ کہا چاہتا ہوں کہ مجھ کو آسمان پر لے چلو۔ تو ملک الموت نے خدا سے اجازت لے کر اُن کو اپنے پروں پر بٹھایا اور آسمان پر لے گئے۔ پھر ادیس علیہ السلام نے کہا میری ایک دوسری حاجت بھی ہے۔ پوچھا وہ کیا؟ کہا میں نے سنا ہے کہ موت بہت سخت ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کا کچھ مزہ بھی چکھاؤ تاکہ سمجھوں کہ ویسی ہی ہے جیسا کہ میں نے سنا ہے۔ ملک الموت نے خدا سے اجازت لی۔ اجازت مل گئی تو تھوڑی دیر کے لیے اُن کی سانس پکڑ لی۔ پھر ہاتھ ہٹا لیا پوچھا کہ موت کو کیسا پایا؟ کہا بہت زیادہ شدید ہے اُس سے جیسا کہ میں نے سنا تھا۔ (پھر کہا، ایک اور حاجت ہے یعنی مجھ کو جہنم کی آگ دکھا دو۔ ملک الموت نے خازن جہنم کو حکم دیا کہ جہنم کے دروازے کو کھول دو۔ جب ادیس علیہ السلام نے دیکھا غش کھا کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے کہا ایک اور حاجت ہے یعنی بہشت دیکھنا چاہتا ہوں۔ ملک الموت نے بہشت کے خزانہ دار سے اجازت لی اور ادیس بہشت میں داخل ہوئے اور کہا اے ملک الموت اب میں یہاں سے باہر نہ آؤں گا کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے اور میں نے چکھ لیا۔ فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو جہنم کے پاس وارد نہ ہو۔ اور میں وارد ہو چکا۔ اور بہشت کے بارے میں فرمایا ہے کہ اہل بہشت بہشت سے باہر نہ جائیں گے۔

سید ابن طاووس نے کتاب سعد السعود میں ذکر کیا ہے کہ میں نے ادیس کے صحیفوں میں دیکھا کہ اے غافل انسان نزدیک ہے کہ موت تجھ پر نازل ہو اور تیری فریاد و زاری شدید ہو۔ تیری پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگے تیرے لب کھینچ جائیں اور تیری زبان بند ہو جائے، تیرا دہن خشک ہو جائے اور تیری آنکھوں کی سفیدی اُس کی سیاہی پر غالب ہو جائے تیرے منہ سے کف جاری ہو اور تیرے تمام بدن میں لرزہ پڑ جائے اور تو موت کی دشواری تلخی اور سختی میں مبتلا ہو جائے ہر چند لوگ تجھ کو آواز دیں تو نہ سنے۔ اور اپنے عزیزوں میں تو مردہ ہو کر پڑا ہے اُس وقت تو دوسروں کے لیے باعثِ عبرت ہو گا۔ پس رقبہ موت کے، موت کے معنی سے

حضرت ادیس کے صحیفوں کے بارے میں

۱۵۷ موقت فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عامر کے طریق پر ان کی روایتوں کے موافق ہے حدیث اول اعتماد کے قابل ہے۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ادیس علیہ السلام کی عمر زمین پر تین سو سال ہوئی بعضوں نے اس سے زیادہ کہا ہے ان سے متوشیح پیدا ہوئے۔ جب آسمان پر گئے تو ان کو ابنا خلیفہ قرار دیا اور متوشیح نے نو سو اسی سال عمر پائی انہوں نے اپنے فرزند لاکم کو اپنا وصی قرار دیا جو حضرت نوح علیہ السلام کے باپ ہیں۔ ۱۶ (منہ)

تو عجز حاصل کر کیونکہ یقیناً تجھ پر موت نازل ہوگی۔ ہر چند تیری عمر دراز ہو آخر تو فنا ہو گا کیونکہ جو پیدا ہوا فنا اس سے نزدیک ہو جاتی ہے۔ اور یہ سمجھ لے کہ موت زیادہ آسان ہے بول روز قیامت سے جو اس کے بعد ہے۔ دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ یقین کے ساتھ جانو کہ پرہیز معصیت خدا سے حکمت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ ہے اور غیر کی طرف ہٹانے والا ایک سبب ہے جو نیک کی اور فہم و عقل کے دروازوں کو کھولنے والا ہے کیونکہ جب خدا نے اپنے بندوں کو دوست رکھا تو ان کو عقل عطا فرمائی اور اپنے پیغمبروں اور دوستوں کو روح القدس کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ اور لوگوں کے لئے دیانت اور حقائق اور حکمت کے رازوں کے پردے کھولے گئے تاکہ گمراہی کو ترک کریں اور رشد و صلاح کی پیروی کریں جس سے ان کے نفوس میں راسخ ہو جائے کہ ان کا خدا اس سے عظیم تر ہے کہ فکریں اس کو احاطہ کریں یا آنکھیں اس کا ادراک کریں یا وہم اس کی حقیقت کو سمجھ سکے یا حالات اس کی حد قائم کر سکیں۔ (لیکن) وہ احاطہ کیے ہوئے ہے اپنے علم و قدرت کے ساتھ تمام چیزوں کو اور تدبیر کرنے والا ہے تمام اشیاء کا جیسا چاہتا ہے۔ اس کے کاموں میں دخل نہیں دیا جاسکتا اور اس کی غرضیں دریافت نہیں کی جاسکتیں اور اس پر اندازہ وغیرہ واقع نہیں ہوتا اور مخلوقین کی توانائی اس کی ذات کی شناخت میں شہتی نہیں ہو سکتی۔ دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ اپنے پروردگار کو کثرت سے یاد کرتے رہو کیونکہ اگر خدا دیکھے گا کہ تم ایک دوسرے کے معین و مددگار ہو تو تمہاری دعاؤں کو قبول کرے گا اور تمہاری حاجتیں بر لائے گا اور تم کو تمہاری آرزوؤں تک پہنچائے گا اور تم پر اپنے خزانوں سے اپنی رحمتوں کی بارش کرے گا جو کبھی فنا نہ ہوں گے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ اپنے پروردگار کو اکثر اوقات یاد کرتے رہو۔ کیونکہ اگر وہ جانے گا کہ تم ایک دوسرے کے حامی و ناصر ہو تو تمہاری دعاؤں کو مستجاب کرے گا، حاجتوں کو بر لائے گا، تم کو تمہاری آرزوؤں تک پہنچائے گا اور تم پر اپنے خزانوں سے رحمت کی بارش کرے گا جو کبھی زائل نہ ہوگی۔ دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ جب روزہ رکھو اپنے نفس کو ہر ناپاکی و نجاست سے پاک کر دو اور روزہ رکھو صاف اور خالص نیت سے خدا کے لئے خیالات فاسد اور افکار بد سے پاک ہو کر۔ کیونکہ خدا جلد آلودہ قلوب اور مخلوط نیتوں کو باز رکھے گا روزہ رکھنے سے اور تمہارے دہنوں کو کھانے سے چاہیے کہ تمہارے اعضا و جوارح بھی (حالت صوم میں) گناہوں سے باز رہیں کیونکہ خدا تم سے راضی نہیں ہوتا صرف اس پر کہ روزہ میں کھانے سے باز رہو اور بس۔ بلکہ چاہیے کہ تمام قبیح باتوں اور گناہوں اور برائیوں سے روزہ رکھو اور جب نمازیں داخل ہو اپنے قلوب اور خیالات کو نماز کی طرف

رجوع رکھو اور خدا سے تضرع و توسل کے ساتھ پاکیزہ دعائیں مانگو اور اُس سے اپنی حاجتیں منفعیتیں اور مصلحتیں خضوع و خشوع، عاجزی اور انکساری کے ساتھ طلب کرو۔ اور جب سجدہ میں جاؤ دنیا کی فکریں، بُرے خیالات ناشائستہ حرکات و سحر رکھو اور مکہ اور حرام کھانا، زیادتی اور ظلم و کینہ دل میں نہ لاؤ اور یہ بُری باتیں اپنے نفس سے دُور کرو اور روزانہ پانچ وقت واجب نمازیں بجالاؤ جس میں پڑھنے کے لئے آٹھ سورتیں ہیں۔ ہر صبح تین سورتہ۔ ہر سورۃ میں تین سجدے تین تسبیح کے ساتھ۔ دوسرے پہر پانچ سورتہ اور غروب آفتاب کے وقت پانچ سورتہ ان کے سجدوں کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ یہ نمازیں ہیں جو تم پر واجب ہیں اور جو اس سے زیادہ نافلہ بجالائے تو اس کا ثواب خدا پر ہے۔

باب چہارم: حضرت نوح علیہ السلام کے حالات

اس باب میں دو فصلیں ہیں

فصل اول { ان حضرت کی ولادت اور وفات اور عمر اور نگینہ کے نقش کا بیان، اُن کی اولاد اور پسندیدہ اخلاق کا تذکرہ :-

قطب راوندی وغیرہ نے کہا ہے کہ نوح لاکھ کے بیٹے تھے اور لاکھ متوشلخ کے اور متوشلخ اخنوع کے فرزند تھے جن کو ادریس بھی کہتے ہیں۔

بسمند معتبر حضرت امام رضا سے منقول ہے کہ شام کے رہنے والے ایک شخص نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے نوح کا نام پوچھا فرمایا کہ اُن کا نام سکن تھا اور اُن کو نوح اس لئے کہتے ہیں کہ نوسو پچاس سال تک اپنی قوم پر نوحہ کیا۔

بسمند معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ نوح کا نام عبدالغفار تھا اُن کو نوح اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے نفس، پر نوحہ کرتے تھے۔

بسمند معتبر حضرت سے منقول ہے کہ نوح کا نام عبدالملک تھا اُن کا نام نوح اس لئے ہوا کہ انہوں نے پانچ سو سال تک گریہ کیا۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ اُن کا نام عبدالاعلیٰ تھا سلم

بسمند معتبر حضرت امام رضا سے منقول ہے کہ جب نوح کشتی میں سوار ہوئے حق تعالیٰ نے اُن پر وحی کی کہ جب غرق ہونے کا خوف ہو تو ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ کہو پھر مجھ سے نجات کی دعا مانگو، تاکہ تم کو اور جو تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں ان سب کو نجات دوں۔ نوح اور جو لوگ سلم

سوائے فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ سب نام آنحضرت کے یہے ہوں اور تمام ناموں سے آپ پکارے جاتے ہوں۔ ۱۷-

آپ کے ساتھ تھے جب کشتی میں اطمینان سے بیٹھے اور بادبانوں کو بلند کیا ایک سخت ہوا آئی۔ نوح کو غرق ہونے کا خوف ہوا اور ہوا زیادہ تیز ہوئی اور ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنے کا موقع نہ رہا تو مہربانی زبان میں کہا هَلْؤَلِیَا اَلْفَا اَلْفَا یَا مَارِیَا اَلْفَقِن۔ تو کشتی کی حرکت کم ہو گئی اور وہ درست چلنے لگی تو حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ خدا نے جن کلمات سے مجھ کو غرق ہونے سے نجات دی وہ اس لائق ہیں کہ مجھ سے علیحدہ نہ ہو۔ لہذا اپنی انگلی پر لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلْفَ مَرَّۃً یَا رَبِّ اَصْلِحْ لِّیْ نَفْسِیْ کیا جو اُس سریانی کلام کا عربی زبان میں ترجمہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ کہتا ہوں خداوند مجھے نجات دے۔

کتب معتبرہ میں وہب سے روایت ہے کہ نوح نجا رہے تھے ان کا رنگ قد سے گندمی تھا چہرہ پتلا، اور سر لایا، آنکھیں بڑی، پنڈلیاں پتلی، رانوں کا گوشت زیادہ تھا۔ ناف بڑی۔ واڑھی لائی اور گھنی تھی۔ بلند قامت تنومند انسان تھے۔ مزاج میں غصہ بہت زیادہ تھا۔ جب مبعوث ہوئے آپ کی عمر آٹھ سو پچاس سال تھی۔ وہ اپنی قوم کو نو سو پچاس سال تک خدا کی طرف دعوت دیتے تھے مگر اُن کی سرکشی بڑھتی جاتی تھی۔ اسی حال پر تین قرن گزرے۔ اُن کی قوم کے لوگ بدھے ہو ہو کر مرتے جاتے تھے ان کی اولادیں باقی رہیں۔ اور ہر ایک ان میں سے اپنے لڑکوں کو ان کے بچپن ہی میں حضرت نوح علیہ السلام کے پاس لے جاتا اور کہتا کہ لے فرزند اگر میرے بعد تو زندہ رہ جائے تو اس دیوانہ کی اطاعت ہرگز نہ کرنا۔

بسنہ سن حضرت صادق سے منقول ہے کہ حضرت نوح کی عمر دو ہزار پانچ سو سال ہوئی آٹھ سو پچاس سال مبعوث ہونے سے قبل نو سو پچاس سال قوم کی ہدایت کا زمانہ دو سو سال کشتی کی تیاری میں گزرے اور پانچ سو سال طوفان کے بعد زندہ رہے۔ جب پانی زمین سے خشک ہوا تو شہروں کی بنیاد ڈالی اور اپنی اولاد کو اُن میں آباد کیا جب دو ہزار پانچ سو سال تمام ہوئے ملک الموت اُن کے پاس آئے وہ دھوپ میں بیٹھے تھے، کہا السلام علیک حضرت نوح نے جواب سلام دیا اور پوچھا اے ملک الموت کس واسطے آئے ہو کہا آپ کی روح قبض کرنے کے لیے۔ کہا کیا اتنی مہلت دو گئے کہ آفتاب سے سایہ میں چلا جاؤں؟ کہا ہاں۔ پس نوح سایہ میں گئے اور فرمایا اے ملک الموت دنیا میں میری زندگی کی مدت دھوپ سے سایہ میں آنے کے مانند تھی۔ اب جو کچھ تم کو حکم دیا گیا ہے بجالاؤ۔ ملک الموت نے اُن حضرت کی روح مقدس قبض کر لی۔

بسنہ معتبر امام زادہ عبدالعظیم سے منقول ہے کہ امام علی نقی نے فرمایا کہ نوح کی عمر دو ہزار پانچ سو سال ہوئی۔ ایک روز کشتی میں سو رہے تھے، تیز ہوا چلی اُن کا ستر کھل گیا۔ حام و یافث یہ دیکھ کر ہنسنے لگے۔ سام نے اُن کو ڈانٹ کر ہنسنے سے منع کیا اور کھلے ہوئے اعضا کو کپڑے سے

چھپا دیا۔ سام چھپا دیتے تھے، حام و یافث کھول دیتے تھے۔ جب نوح علیہ السلام بیدار ہوئے تو دیکھا کہ وہ دونوں ہنس رہے ہیں۔ اس کا سبب دریافت کیا: جو کچھ گوارا تھا سام نے بیان کیا۔ نوح نے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیا اور کہا خداوند احام و یافث کے آپ پشت (لطفہ) کو متغیر کرے۔ تاکہ اُن کی اولاد سیاہ پیدا ہو۔ خدا نے اُن کے آپ پشت کو متغیر فرمایا۔ نوح علیہ السلام نے دونوں سے فرمایا کہ خدا نے تمہاری اولاد کو قیامت تک فرزندانِ سام کا غلام و خدمت گار قرار دیا کیوں کہ اُس نے میرے ساتھ نیکی کی ہے اور تم دونوں عاق ہوئے۔ اور تمہارا عاق ہونا ہمیشہ تمہارے فرزندان میں ظاہر ہو گا اور نیکی کی علامت فرزندانِ سام سے نمایاں ہے گی جب تک کہ دنیا باقی ہے اس لیے جس قدر سیاہ لوگ ہیں حام کی اولاد ہیں اور تمام ترک و سقالیہ یا جوج و ماجوج فرزندانِ یافث کی یادگار ہیں۔ ان کے علاوہ جو لوگ کہ سرخ و سفید ہیں سام کی اولاد ہیں۔ خدا نے نوح کو وحی فرمائی کہ میں نے اپنی کمان یعنی قوس و قزح کو اپنے بندوں اور شہروں کے لئے امان اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان ایک عہد قرار دیا جس سے وہ غرق ہونے سے تا روز قیامت بے خوف رہیں گے۔ اور میرے سوا سب سے زیادہ عہد کا وفا کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ یہ معلوم کر کے نوح علیہ السلام خوش ہوئے اور لوگوں کو خوشخبری دی۔ اس وقت اس قوس کے ساتھ ایک زہ اور ایک تیر بھی تھا۔ اُس کے بعد تیر وزہ برطرف ہو گیا۔ طوفان کے بعد شیطان حضرت نوح کے پاس آیا اور کہا آپ کا مجھ پر ایک بڑا احسان ہے۔ مجھ سے کوئی نصیحت طلب کیجئے کہ میں آپ سے خیانت نہ کروں گا۔ نوح خاموش ہو گئے اور اس سے سوال نہ کیا۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اُس سے سوال کرو میں اس کی زبان پر ایسی بات جاری کروں گا جو اسی پر حجت ہوگی۔ تو نوح نے فرمایا کہ بتا کیا کہتا ہے؟ شیطان نے کہا کہ جب ہم فرزندِ آدم کو بخیل یا حریص یا حسد کر نیوالا یا جبر فظلم کر نیوالا یا کاموں میں جلدی کر نیوالا پاتے ہیں تو اس کو یوں اٹھا لیتے ہیں جیسے کوئی شخص کو زہ اٹھا لیتا ہے۔ جب کبھی کسی شخص میں یہ اوصاف جمع ہو جاتے ہیں تو میں اُس کو سرکشی کرنے والا شیطان کہتا ہوں۔ پھر نوح نے پوچھا کہ وہ احسان جس کو تو سمجھتا ہے کہ میں نے تجھ پر کیا ہے وہ کیا ہے؟ کہا یہ کہ آپ نے اہل زمین پر بددعا کی اور ایک آن میں سب کو جہنم میں بھیج دیا اور مجھ کو اُن کی طرف سے فراغت ہو گئی۔ اگر آپ نافرین نہ کرتے مجھے اُن کے ساتھ مشغول رہنے کے لئے ایک زمانہ کی ضرورت ہوتی۔

یہاں سے تفسیر غلوب کا سبب ہے۔

بعد طوفان شیطان کا حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آکر نصیحت کرنا۔

بسمد معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ نوح علیہ السلام کشتی سے اترنے کے بعد پانچ سو برس تک زندہ رہے۔ جب اُن کی عمر آخر ہوئی تو جبریل اُن کے پاس آئے اور کہا اے نوح تمہاری پیغمبری ختم ہوئی اور تمہاری عمر کی مدت تمام ہوئی۔ لہذا خدا کے بزرگ نام کو اور میلثِ علم اور آثارِ علم پیغمبری جو تمہارے پاس ہیں سب اپنے بیٹے سام کو سپرد کر دیکو کہ خدا فرماتا ہے کہ میں

زمین کو خالی نہ چھوڑوں گا لیکن اس میں کوئی عالم رہے گا جس کے ذریعہ سے بندے مجھ کو لائق عبادت سمجھیں اور میری عبادت کریں تاکہ وہ ایک پیغمبر کی وفات سے دوسرے پیغمبر کے مبعوث ہونے تک ان کی نجات کا باعث ہو۔ اور میں زمین کو ہرگز بغیر کسی حجت کے نہ چھوڑوں گا جو لوگوں کو میری طرف بلائے گا اور میرے حکم کا جانتے والا ہوگا۔ یقیناً میرا حکم ہے اور میں نے مقدر کیا ہے کہ ہر گروہ کا ایک ہدایت کرنے والا قرار دوں گا جس کے ذریعہ سے سعادت مندوں کی ہدایت کروں گا اور اشیقا پر میری حجت تمام ہوگی۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے اسم اعظم و میراثِ علم و آثارِ علم پر پیغمبری اپنے فرزند سام کو سپرد کیا۔ عام و یافت کو علم نہ تھا جس سے وہ فائدہ حاصل کرتے۔ نوح نے ان کو ہموڈ کی خوشخبری دی کہ آپ کے بعد مبعوث ہوں گے۔ اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ ان کی متابعت کریں اور ہر سال ایک مرتبہ وصیت نامہ کو پھولیں اور دیکھیں۔ وہ ان کے لئے عید کا روز ہو گا جیسا کہ آدم نے اُن کو حکم دیا تھا۔ اس کے بعد فرزند ان عام میں ظلم و سرکشی شروع ہوئی اور فرزند ان سام پوشیدہ ہو گئے اُن چیزوں کے ساتھ جو اُن کے پاس تھیں مثل علم وغیرہ کے۔ اور نوح کے بعد سام کو عام و یافت کی دولت حاصل ہوئی اور وہ لوگ ان پر مسلط ہوئے۔ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرَيْنِ۔ (سورۃ الصافات آیت پ ۲۳) کہ ہم نے جباروں کی دولت کو نوح کے لئے قرار دیا۔ اور خدا محمد کو اس سے غالب کرے گا۔ اہل سند و ہند اور حبشہ عام کی اولاد سے ہیں اور اہل عجم و سند فرزند ان یافت سے ہیں اور ان کی دولت اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی اور وہ وصیت میراث میں ان لوگوں میں سے ایک عالم کے بعد دوسرے عالم کو ملتی رہی یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے ہموڈ کو مبعوث فرمایا۔

اور دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ قوم نوح میں ہر ایک کی عمر تین سو سال کی ہوتی تھی اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی عمر دو ہزار چار سو پچاس سال ہوئی۔
بسمعتہ حضرت امام زین العابدین سے منقول ہے کہ لوگوں نے تین چیزیں تین آدمیوں سے اخذ کی ہیں۔ صبر ایوب سے، شکر نوح سے اور صدق فرزند ان یعقوب سے۔

مؤثق سند کے ساتھ اور اس کے علاوہ امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں جسے حق تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی تعریف میں فرمایا ہے

سے موقت فرماتے ہیں کہ گزشتہ تمام حدیثیں ایک دوسرے کے موافق ہیں۔ اور آنحضرتؐ کی عمر سے ان اوقات کا جن میں وہ امور دین کی جانب متوجہ نہیں رہے ہیں شمار نہ کیا ہوگا۔ بعض مؤرخ نے آنحضرتؐ کی عمر ہزار سال بیان کی ہے اور بعض نے دو ہزار چار سو پچاس سال۔ بعض نے ایک ہزار چار سو ستر سال اور بعض نے تیرہ سو سال۔ یہ اقوال چونکہ احادیث معتبرہ کے خلاف ہیں اس لیے سب لغو ہیں۔ ۱۲ منہ

عمرای جانب سے حضرت نوح علیہ السلام کی عمر

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر

اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۵۸) یعنی یقیناً نوح بہت شکر کرنے والے تھے۔ فرمایا کہ اسی لیے آنحضرت کا نام عبد الشکور ہو گیا تھا کیونکہ ہر صبح وشام اس دُعا کو پڑھتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْهَدُكَ اَنْتَ مَا اَصْبَحَ اَوْ اَمْسَی بِنِعْمَتِیْ اَوْ عَافِیَّتِیْ فِیْ دِیْنِیْ اَوْ دُنْیَا فِیْنَكَ وَحَدَاکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ الْحَمْدُ بِهَا عَلَیْ وَلَکَ الشُّکْرُ بِهَا عَلَی سَخِّیْ تَرْضَیْ وَبَعْدَ الرِّضَآءِ۔

اس دُعا کے الفاظ میں روایت میں معمولی اختلاف ہے جس کو میں نے بحار الانوار کی کتاب دُعا میں ذکر کیا ہے (موتلف)

بِسند معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ جب طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام درخت لگانے پر مامور ہوئے شیطان آپ کے پاس آ گیا۔ جب حضرت نے چاہا کہ انگور کا درخت لگائیں، شیطان نے کہا یہ درخت میرا ہے۔ نوح نے کہا تو جھوٹا ہے۔ شیطان نے کہا آپ ایسی سے میرا حصہ بھی قرار دیجئے۔ نوح نے کہا اچھا دوثلث یہی سبب ہے کہ شیرہ انگور جو رش کھا کر جب تک دوثلث کم نہ ہو جائے حلال نہیں۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ شیطان نے درخت انگور کے بارے میں حضرت نوح علیہ السلام سے منازعت کی۔ اُس وقت جبرئیلؑ نے آکر کہا کہ اس کا حق ہے اس کو بھی دو۔ لہذا آپ نے ایک تنہائی شیطان کو دی۔ وہ راضی نہ ہوا۔ پھر نصف حصہ دیا۔ اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا! تو جبرئیلؑ نے اس درخت میں آگ لگا دی یہاں تک کہ اُس درخت کا دو تنہائی حصہ جل گیا اور ایک تنہائی باقی رہا۔ اس وقت کہا جو کچھ جل گیا وہ شیطان کا حصہ ہے اور جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ تنہا حصہ ہے اور تم پر حلال ہے۔

بِسند حسن امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب نوح کشتی سے نیچے اترے بہت سے درخت زمین میں لگائے۔ ان ہی کے درمیان خرے کا درخت بھی بویا تھا۔ ابلیس علیہ اللعنة آیا اور وہ درخت کھود کر لے گیا۔ جب حضرت نوح واپس آئے تو درخت خرما کو نہ پایا اور شیطان کو دیکھا کہ درختوں کے پاس کھڑا ہے۔ اسی حال میں جبرئیلؑ نے آکر نوح علیہ السلام کو خبر دی کہ درخت خرما شیطان لے گیا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ وہ درخت تو کیوں لے گیا خدا کی قسم ان درختوں میں سے کسی ایک کو میں اس درخت سے زیادہ عزیز نہیں رکھتا اور خدا کی قسم جب تک اس درخت کو نہ لگالوں قرار نہ لوں گا۔ ابلیس نے کہا آپ جب اُس کو بوئیں گے میں کھو دوں گا لہذا میرے واسطے بھی اُس میں حصہ قرار دیجئے۔ نوح نے تنہائی اُس کے لیے مقرر کیا وہ راضی نہ ہوا۔ پھر آدھا حصہ مقرر فرمایا وہ راضی نہ ہوا۔ پھر نوح نے اس میں اضافہ نہیں کیا۔ جبرئیلؑ نے آپ سے کہا کہ اے پیغمبر خدا احسان کیجئے کہ میں نے آپ کی جانب سے ہے۔ اس وقت نوح نے سمجھا کہ خدا نے اس کو اس جگہ ایک سلطنت دی ہے لہذا آپ نے اس کے لیے دو تنہائی حصہ قرار دیا۔ اسی سبب سے مقرر ہوا کہ اس کے شیرہ کو جوش دیں جب تک

شیطان کا درخت انکو میں اپنا حصہ قرار دینے کے لئے منازعت۔

دوثلث اس کا جو شیطان ملعون سے متعلق ہے جل نہ جائے حلال نہ ہوگا۔

عامہ اور خاتمہ نے وہمب سے روایت کی ہے کہ جب نوح کشتی سے اترے اُن درختوں کو جو اپنے ساتھ کشتی میں لائے تھے زمین میں لگایا۔ اُسی وقت اُن درختوں میں پھل لگ گئے اُن میں سے درخت انگور غائب تھا اس کو ابلیس نے لے جا کر پوشیدہ کر دیا تھا۔ جب نوح نے چاہا کہ جا کر کشتی میں تلاش کریں ایک فرشتہ نے جو آپ کے ساتھ تھا کہا کہ بیٹھے ابھی آپ کے بیٹے وہ درخت اسی جگہ لایا جائے گا۔ اور کہا کہ انگور کے شیرہ میں آپ کا ایک شریک ہے اس سے مناسب شرکت رکھیے۔ نوح نے کہا کہ ساتواں حصہ اُس کو دے دوں گا اور چھ حصے میرے بیٹے رہیں گے فرشتہ نے کہا کہ نیکی کیجئے کیوں کہ آپ نیکو کار ہیں۔ فرمایا چھٹا حصہ اس کو دے دوں گا۔ فرشتہ نے کہا نیکی کیجئے کیونکہ آپ نیک کردار ہیں۔ نوح علیہ السلام نے کہا پانچواں حصہ دے دوں گا۔ فرشتہ نے کہا نیکی کیجئے کیونکہ آپ نیکی کرنے والے ہیں۔ اسی طرح وہ زیادہ کرتے رہے اور فرشتہ زیادتی کے لیے کہتا رہا یہاں تک کہ نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ دو حصہ اس کا اور ایک حصہ میرا۔ اس وقت فرشتہ راضی ہوا۔ اور دوثلث جو شیطان کا حصہ ہے حرام ہوا اور ایک ثلث جو نوح علیہ السلام کا حصہ ہے حلال رہا۔

دوسری حدیث میں عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ شیطان نے نوح سے کہا کہ مجھ پر آپ کا ایک حق اور ایک احسان ہے اس کے عوض میں چند خصلتیں آپ کو سکھائے دیتا ہوں۔ نوح نے کہا وہ میرا حق تجھ پر کیا ہے؟ کہا وہ بدو عا جو آپ نے اپنی قوم پر کی اور سب ہلاک ہوئے اور مجھ کو اُن کے بہکانے سے آپ نے فراغت بخشی لہذا ہمیشہ تکبر و حسد سے پرہیز کیجئے۔ کیونکہ تکبر نے مجھ کو اس پر مادہ کیا کہ میں نے آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا اور کافر ہوا اور شیطان رجیم قرار دیا گیا۔ اور حرص نے آدمؑ کو اس پر مادہ کیا کہ تمام بہشت ان پر حلال تھی اور صرف ایک درخت سے اُن کو منع کیا گیا تھا۔ لیکن اُس درخت سے انہوں نے کھایا اور بہشت سے باہر ہوئے۔ اور حسد اس کا باعث ہوا کہ آدمؑ کے لڑکے نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔ نوحؑ نے پوچھا کہ کس وقت تجھ کو فرزند ان آدمؑ پر زیادہ قابو حاصل ہوتا ہے؟ کہا اُن کے غصہ کے وقت۔

فصل دوم حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت اور تبلیغ اور قوم کی نافرمانی وغیرہ اور ان کے غرق ہونے تک کے حالات۔

علی بن ابراہیم نے بند حسن حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نوح تین سو برس تک اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دیتے رہے لیکن قوم نے ان کی دعوت قبول نہ کی تو چاہا کہ اُن پر نفرین کریں اُس وقت اُن پر طلوع آفتاب کے قریب آسمان اول کے فرشتوں میں سے دو ہزار گز وہ نازل ہوئے وہ عظمائے ملائکہ میں سے تھے۔ نوحؑ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو کہا ہم سب

اور تم میں کون مذاق و مسخر کا زیادہ مستحق ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا نے اُن کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور جبریلؑ کو ان کی تعلیم پر مامور فرمایا۔ غرض نوحؑ نے کشتی بنانا شروع کیا۔ اس کی لمبائی بارہ سو ہاتھ قرار دی، چوڑائی آٹھ سو ہاتھ اور اونچائی اسی ہاتھ۔ نوحؑ نے عرض کی خداوند کشتی بنانے میں میری کون مدد کرے گا؟ خدا نے وحی فرمائی کہ اپنی قوم کے درمیان اعلان کرو کہ جو شخص کشتی بنانے میں میری مدد کرے گا اور اس کی کوئی چیز تراشنے کا تو جو کچھ تراشنے کا وہ چاندی سونابن جائے گا حضرت نوح علیہ السلام نے یہ اعلان کیا تو لوگ کشتی بنانے میں آپ کے ساتھ ہو گئے اور مذاق و مسخر اپن بھی کرتے جاتے تھے کہ جنگل میں کشتی بنا رہے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ انہی حضرت سے روایت ہے کہ جب خدا نے قوم نوح کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو چالیس سال پہلے سے اُن کی عورتوں کو بائجھ کر دیا تھا پھر اُن میں کوئی اولاد نہیں ہوئی جب نوحؑ کشتی بنا کر فارغ ہوئے خدا کے حکم سے آپ نے سریانی زبان میں ندا کی جس کو سن کر تمام چوپائے اور جانور حاضر ہوئے آپ نے ہر حیوان کا جوڑا کشتی میں داخل کیا۔ دنیا کے تمام لوگوں میں اسٹی اسٹی اسٹی آپ پر ایمان لائے تھے پھر خدا نے وحی فرمائی کہ اَجْعَلْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاهْلَكَ الْاَوْثَمَ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ وَمَا اَلَوْ قَلِيلٌ (آیت سورہ ہود ۶۱) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہر قسم کے جانداروں میں سے (نر و مادہ) ایک ایک جوڑے کر لوگوں اور اپنے گھر والوں کو کشتی میں داخل کر دو سوائے اُن کے جن کے بارے میں تم کو پہلے خبر ہے وہی ہے جو ان کے ایک فرزند والی زوجہ تھی اور کشتی پر ان لوگوں کو بھی سوار کر دو جو تم پر ایمان لائے ہیں۔ اور ان پر بہت تھوڑے ایمان لائے تھے یہ کشتی مسجد کو فی تیار کی گئی جب وہ دن آیا جس روز خدا اُن کو ہلاک کرنا چاہتا تھا، نوح علیہ السلام کی زوجہ تنور میں جو مسجد کو فی تیار مشہور ہے روٹی پکا رہی تھی اور نوح کشتی میں اس جگہ جو جانوروں کے لیے مقرر تھی ان کی چیزیں جمع کر رہے تھے کہ زوجہ نوح نے آواز دی کہ تنور سے پانی اُبل رہا ہے۔ نوح نے آکر تنور پر کچھ مٹی ڈالی اور اُس پر مہر لگائی کہ پانی باہر نہ آوے اور جا کر تمام جانوروں کو کشتی میں داخل کیا۔ پھر تنور کے پاس آئے اور مہر توڑی اور مٹی ہٹا دی۔ آفتاب چھپ گیا اور آسمان سے بغیر اس کے کہ قطرہ قطرہ پانی برسے یکبارگی پانی آیا اور تمام چشمے اُبل پڑے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّثَبَّرٍ وَفَجَّرْنَا الدَّرُءَ عِبْقُونا فَانْفَضَى الْبَآءُ عَلَىٰ اَمْرِ قَدْ قَدَّرَ وَحَمَلْنَاہُ عَلَىٰ ذَاتِ الْاُؤَادِ وَدُسِّرَہُ (آیت ۱۱۱ سورہ القمر ۱۱) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے آسمان کے دروازوں کو موسلا دھار پانی سے کھول دیا۔ اور زمینوں سے چشمے جاری کر دیئے تو زمین و آسمان دونوں کا پانی مل کر ایک ہو گیا اُس امر پر جو مقدر ہو چکا تھا یا اُس قدر جو اندازہ کیا جا چکا تھا۔ اور نوح کو تم نے ایک کشتی پر سوار کیا جو تختوں اور کیلوں سے بنی تھی۔ پھر خدا نے فرمایا کہ کشتی میں سوار ہو جاؤ۔

کشتی کے چلنے اور رک جانے کے وقت خدا کے نام کے ساتھ نجات کی دعا کرتے رہو یا بسم اللہ کہتے رہو یا خدا کے نام سے کشتی کا چلنا اور رکنا موقوف ہے۔ غرض کشتی حرکت میں آئی اور نوح نے اپنے کافر بیٹے کو دیکھا جو پانی میں کھڑا ہوتا اور گرتا جاتا، فرمایا: **يَا بُنَيَّ اِذْكَبْ لَكَ غَصًّا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ**۔ بیٹا ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ مت رہو۔ اس نے کہا: **سَاوِي إِلَى جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْهَلَاءِ**۔ یعنی جلد پہاڑ پر چڑھ جاتا ہوں اور (وہاں) پناہ لیتا ہوں وہ مجھ کو پانی میں ڈوبنے سے محفوظ رکھے گا۔ نوح نے فرمایا: **لَوْعَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ اِلَّا مَنْ رَحِمَ** (آیت ۴۳، ۴۴ سورہ ہود پل) یعنی آج خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے مگر (وہی بچ سکتا ہے) جس پر خدا رحم فرمائے۔ پھر نوح علیہ السلام نے کہا: **رَبِّ اِنَّ ابْنِي مِنْ اٰهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ**۔ پالنے والے یقیناً میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو تمام حکم کرنے والوں سے بہتر حکم کرنے والا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: **يَا نُوحُ اِنَّكَ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اِنِّيْٓ اَعْطٰكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ**۔ (ترجمہ) اے نوح وہ تمہارے اہل سے ہرگز نہیں ہے جن کی نجات کا میں نے وعدہ کیا ہے۔ لہذا مجھ سے ایسی بات کا سوال نہ کرو جس کا تم کو علم نہیں ہے۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم جاہل مت بنو۔ نوح نے عرض کی کہ: **رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهِ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ**۔ (آیت ۴۵ سورہ ہود پل) خداوند! میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے ایسی چیز کا سوال کروں جس کا مجھے علم نہ ہو۔ اور اگر تو مجھ کو نہ بخشے گا اور رحم نہ فرمائے گا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گا۔ پس خاموش ہوئے جیسا کہ خداوند عالم نے اُن سے فرمایا، اسی اثنا میں اُن کے درمیان موج حاصل ہو گئی اور سپر نوح غرق ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کشتی مڑی اور اُس کو موجوں نے چھیڑا دیا یہاں تک کہ مکہ میں پہنچی، اور خانہ کعبہ کے گرد طواف کیا کیونکہ کعبہ کے سوا تمام دنیا غرق ہو گئی تھی۔ خانہ کعبہ کو بیت العتیق اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ غرق ہونے سے محفوظ رہا۔ غرض چالیس روز تک آسمان سے پانی برستا رہا اور زمین سے چشمے اُبلتے رہے یہاں تک کہ کشتی اس قدر بلند ہوئی کہ آسمان سے جا ملی۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ہاتھ بلند کیے اور عرض کی **يَا سَمْعٰنُ اَتْلِقْنِیْ بِرُءُوْسِیْ**۔ اے سمان! اس وقت خدا نے زمین کو حکم دیا کہ اپنے پانی کو کھینچ لے جیسا کہ فرمایا ہے: **وَقِيلَ يَا اَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكَ وَاِیَّا سَمَآءُ اَقْلَعِيْ وَغِیْضُ الْاَنْہٰآءِ وَفُضِّیْ اِلَیْہِمْ وَاَسْتَوَتْ عَلٰی الْجُودِیِّ**۔ یعنی کہا گیا کہ اے زمین اپنے پانی کو جذب کر لے اور لے

آسمان برسنے سے رُک جا۔ تو پانی زمین میں جذب ہو گیا اور کافروں کے ہلاک ہونے اور مومنوں کی نجات کے بارے میں جو خدا کا حکم تھا عمل میں آیا۔ اور کشتی کوہِ جودی پر ٹھہری۔ حضرت نے فرمایا جو پانی کہ زمین سے باہر آیا تھا زمین نے اسے جذب کر لیا۔ مگر آسمان کے پانی کو قبول نہ کیا اور کہا کہ خدا نے مجھے صرف اپنے پانی کے جذب کرنے کا حکم دیا ہے؛ تو آسمان کا پانی زمین کے اوپر ہی ٹھہر گیا اور کشتی جو دہی پر ٹھہری اور وہ موصول میں ایک بڑا پہاڑ ہے۔ پس خدا نے جبریلؑ کو بھیجا تو جو پانی زمین پر رُکا ہوا تھا اس کو اُن دریاؤں میں بہنچا دیا جو دنیا کے گرد خلق کیئے گئے ہیں۔ اور نوح علیہ السلام کو خدا نے وحی فرمائی: يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْنَا اُمِّم مِّمِّنْ مَّعَكَ وَاُمِّم سَنُتَبِّعُكَ ثُمَّ يَكْسِتُهُمْ مِّتَاعًا دَارِیْمًا۔ سورۃ ہود پ، اے نوح کشتی یا پہاڑ سے اترو ہماری سلامتی تحیت، برکتوں اور نعمتوں کے ساتھ جو تم پر اور اُن چند لوگوں پر جو تمہارے ساتھ کشتی میں ہیں ہم نے نازل کی۔ اور چند ایسے گروہ ہیں جن کو جلد ہم دنیا کی نعمتوں سے کامیاب کریں گے۔ پھر اُن کے لئے اُن کے کفر کی وجہ سے عذاب دردناک ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ پھر نوح اسی مومنوں کے ساتھ جو آپ کے ہمراہ تھے موصول میں کشتی سے اترے اور مدینۃ الشانین کی بنیاد ڈالی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی ایک بیٹی بھی آپ کے ہمراہ تھی۔ نسل انسان اُسی سے جاری ہوئی اسی سبب سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نوح دو پدر میں سے ایک پدر ہیں یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے بعد جمیع انسانوں کے باپ ہیں۔

بسنہ معتبر منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ نوح نے کیوں کر جاننا کہ اُن کی قوم سے کوئی نہ ایمان لائے گا جبکہ خود اپنی قوم پر نفرین کی اور کہا کہ خدا کرے اُن کے فرزند فاسق و فاجر پیدا ہوں۔ فرمایا کہ شاید تو نے نہیں سنا ہے جو کچھ خدا نے نوح سے فرمایا کہ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لاچکے تیری قوم سے اب کوئی ایمان نہ لائے گا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے نوح کی پیغمبری ظاہر کی، اور اُن کے شیعوں کو یقین ہوا جو کافروں کے ہاتھوں تکلیف میں مبتلا تھے کہ اُن کے آرام کا زمانہ قریب آیا حالانکہ اُن کی بلائیں شدید اور نکلے کی تکلیف زیادہ اور سخت ہوتی گئی اور اس حد تک پہنچی کہ کفار حضرت نوحؑ پر بھی پتھر برسانے لگے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ آنحضرتؐ تین روز تک بے ہوش پڑے رہتے اور خون آپ کے جسم سے جاری رہتا تھا۔ تین سو برس ہدایت کرنے کے بعد آپ کے ساتھ یہ برتاؤ ہونے لگا۔ پھر آپ شبِ روزان کو

خدا کی طرف دعوت دینے لگے لیکن وہ ایمان نہ لائے۔ آپ تبلیغ فرماتے اور وہ لوگ پیچھے پھیر لیتے۔ تین سو سال کے بعد ایک روز نماز صبح کے بعد آپ نے چاہا کہ ان کے لیے بددعا کریں تو اس وقت ساتویں آسمان سے تین فرشتے آئے اور کہا اے پیغمبر خدا ہمارے آپ ایک حاجت ہے۔ پوچھا وہ کیا؟ کہا یہ کہ اپنی قوم پر نفرت کرنے میں تاخیر کیجئے کیونکہ یہ پہلا غضب اور عذاب ہو گا جو زمین پر نازل ہو گا۔ نوح نے کہا تین سو سال کے لیے بددعا کو میں نے ملتوی کیا اور اپنی قوم میں واپس آئے۔ پھر ان کو خدا کی طرف دعوت دینا شروع کی جیسا کہ معمول تھا۔ اور وہ لوگ بدستور سابق درجے آزار رہے یہاں تک کہ تین سو سال گزر گئے اور آپ ان کے ایمان لانے سے مایوس ہوئے۔ پھر چاشت کے وقت بیٹھے تاکہ ان پر بددعا کریں ناگاہ فرشتوں کا ایک گروہ چھٹے آسمان سے نیچے آیا اور سلام کیا اور کہا کہ صبح آسمان ششم سے ہم لوگ روانہ ہو کر اس وقت آپ کے پاس پہنچے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنی قوم پر بددعا کرنا ابھی ملتوی رکھیے۔ پھر نوح نے تین سو سال ان پر نفرت کرنے سے باز رہنے کا وعدہ کیا اور اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے اور ان کی تبلیغ میں مشغول ہوئے مگر قوم پر روگردانی کے سوا کوئی اثر نہ ہوا یہاں تک کہ اس دوسرے تین سو سال کی مدت بھی تمام ہوئی اور تبلیغ کے نو سو سال پورے ہو گئے۔ آپ کے شیعوں نے آپ کے پاس آ کر شکایت کی جو کچھ ان کو ظالم بادشاہوں اور عام کافروں سے اذیت پہنچی تھی اور التجا کی کہ دُعا کریں تاکہ خدا ان کے آزار سے نجات دے۔ نوح نے ان کی استدعا قبول کی اور منساہ پڑھ کے دُعا کی۔ جبریل نازل ہوئے اور کہا کہ حق تعالیٰ نے تمہاری دُعا قبول فرمائی اور فرماتا ہے کہ اپنے شیعوں سے کہو کہ خدما کھائیں اور اس کا بیج بویں اور اس کی حفاظت کریں یہاں تک کہ اس میں پھل لگنا شروع ہو۔ جب وہ درخت بار آور ہو جائیں گے اس وقت ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے۔ یہ سن کر نوح نے خدا کی حمد و ثنا کی اور یہ خبر اپنے شیعوں سے بیان کی۔ وہ لوگ بھی مسرور ہوئے اور انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ان درختوں میں میوے لگنے شروع ہوئے۔ وہ لوگ میوے لے کر نوح کے پاس آئے اور وعدہ وفا کی کہ طالب ہوئے نوح نے دُعا کی! خدا نے فرمایا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ ان خرمیوں کو بھی کھالیں اور ان کے بیج بویں جب ان کے درخت بار آور ہوں گے اس وقت میں ان کو نجات دوں گا۔ یہ سن کر ان لوگوں نے چونکہ گمان کیا کہ ان سے وعدہ خلافتی ہوئی اس لیے ان میں سے تہائی لوگ دین سے پھر گئے دو تہائی رہ گئے۔ ان لوگوں نے ان باقی ماندہ خرمیوں کو کھایا اور ان کے بیج بویں۔ جب ان کے درختوں میں پھل آئے ان کے میوے لے کر وہ لوگ نوح کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور سوال کیا کہ وعدہ کو وفا کیجئے۔ نوح علیہ السلام نے خدا سے دُعا کی پھر وحی آئی کہ ان خرموں کو بھی کھالیں اور ان کے بیج بوئیں۔ یہ سن کر نوح کے دُوسرے تہائی شیعہ دین سے برگشتہ ہو گئے۔ صرف ایک ثلث باقی رہ گئے جو اطاعت پر قائم تھے۔ اور پھر خرموں کو بویا۔ جب اُن میں پھل آئے وہ لوگ نوح کے پاس وہ پھل لے کر آئے اور کہنے لگے کہ تم میں سے دین پر بہت کم لوگ باقی ہیں اگر ہماری تکلیفوں کے دفعیہ میں تاخیر ہوگی تو ہم سب دین سے پھر جائیں گے۔ یہ سن کر نوح نے نماز پڑھی اور مناجات کی کہ پروردگار میرے اصحاب میں بہت تھوڑے لوگ رہ گئے ہیں۔ اگر اب ان کو نجات نہ ملے گی تو دُرتا ہوں کہ کہیں یہ لوگ بھی ہلاک نہ ہوں۔ پس ان کو وحی ہوئی کہ تمہاری دُعا میں نے قبول کی۔ لہذا کشتی تیار کرو۔ اور دُعا کے قبول ہونے اور طوفان کے آنے کے درمیان پچاس سال کی مدت گزری۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب نوح علیہ السلام نے خدا سے اپنی قوم کے لیے عذاب طلب کیا خدا نے جبریلؑ کو سات دانہ خرما کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے آکر کہا اے پیغمبر خدا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ میرے پیدا کیے ہوئے اور سب میرے بندے ہیں میں ان کو اپنے برقی غضب سے ہلاک نہ کروں گا جب تک کہ تاکید کے ساتھ ان کو دعوت حق نہ دی جائے اور ان پر حجت بخوبی تمام نہ ہو جائے۔ لہذا اپنی قوم کی ہدایت کی کوشش میں مشقت و تکلیف برداشت کرنے کے لیے پھر مشغول ہو جس کے سبب سے میں تم کو ثواب عطا کروں گا ان خرموں کو بویا۔ جب یہ آگیاں اور بڑے ہو کر بار آور ہوں اس وقت یقیناً تمہاری اور تمہاری قوم کی نجات و رہائی ہوگی۔ اس سے مومنین کو بھی آگاہ کر دو جو تمہارے فرمانبردار ہیں غرض جب ایک زمانہ کے بعد درخت اُگے، بڑھے اور اُن میں پھل آئے اور پختہ ہو گئے تو حضرت نوح علیہ السلام نے خدا سے دُعا کی کہ اپنے وعدہ کو وفا کرے۔ خدا نے حکم دیا کہ ان درختوں کے خرموں کے بیج دُوسری مرتبہ پھر بوئیں اور اپنی قوم پر تبلیغ رسالت میں کوشش، تاکید اور تکلیفوں پر صبر کرنے میں پھر مشغول ہوں۔ یہ خبر نوح نے مومنوں کو پہنچائی تو اُن میں سے تین سوا شخص اس مرتبہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ نوح جو کچھ دُعا کرتے تھے اگر وہ حق ہوتا تو ان کے پروردگار کا وعدہ غلط نہ ہوتا۔ اسی طرح ہر مرتبہ جب درختوں میں میوے پیدا ہوتے تھے حق تعالیٰ ان کو حکم دیتا تھا کہ ان کے بیج بوئیں یہاں تک کہ سات مرتبہ ایسا ہوا اور ہر مرتبہ اُن میں سے ایک گروہ جو ایمان لائے تھے مرتد ہوتے رہے۔ آخر میں صرف ستر اور چند اشخاص باقی رہ گئے اس وقت خدا نے نوح کو وحی فرمائی کہ اب حق کی تُو رانی صبح باطل کی تاریک رات سے ظاہر ہوئی اور خالص حق رہ گیا اور اس سے غبارِ کُفران لوگوں کے مرتد ہونے سے جن کی طبیعتیں خبیث تھیں،

دفع ہو گیا۔ اگر میں کافروں کو ہلاک کر دیتا اور ان لوگوں کو جو مرتد ہو گئے چھوڑ دیتا تو یقیناً وہ وعدہ سابق پیح نہ ہوتا جو میں نے ان مؤمنین سے کیا تھا جو تمہاری قوم سے مجھ پر خالص طور سے ایمان لائے تھے اور انہوں نے تمہاری پیغمبری کی رسمیان کو پکڑا تھا۔ وہ وعدہ یہ تھا کہ ان کو زمین میں خلیفہ قرار دوں گا، ان کے لیے ان کے دین کو برقرار رکھوں گا اور خوف کو امن سے تبدیل کر دوں گا تاکہ ان کے دلوں سے شک برطرف ہو کر میرے لئے خالص عبادت ہو۔ لہذا کیوں کر ان کی موجودگی میں خلیفہ قرار دیتا۔ وہ جماعت اُس بادشاہی کی مجھ سے تمنا رکھتی تھی جو میں مومنوں کو عطا کرنے والا ہوں۔ اس نعمت کی خوشبو ان کے دماغوں تک پہنچتی اور یقیناً اس خلافت کی وہ لوگ طمع کرتے اور اُن کا پوشیدہ نفاق مضبوط ہوتا۔ اور اس باسے میں ان کے دلوں میں گمراہی و ضلالت مستحکم ہوتی اور وہ خالص مومنوں سے عداوت کا اظہار کرتے اور بادشاہی طلب کرنے اور امر و نہی سے انحراف کے لیے ان لوگوں سے جنگ و جدال کرتے۔ پھر دین کا قیام عمل میں نہ آتا اور مومنوں کے درمیان ان لڑائیوں اور فتنوں کے سبب حق منتشر ہوتا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے نوح کو حکم دیا کہ کشتی تیار کریں۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ انہی حضرت سے منقول ہے کہ نوح دس مرتبہ مامور ہوئے کہ دانہ خرما بویں اور ہر مرتبہ جبکہ بھل تیار ہوتا آپ کے اصحاب آنے اور ایفاء وعدہ کے طالب ہوتے۔ اور جب وہ بار دیگر دانہ خرما لاتے ان کے اصحاب تین گروہ ہو جاتے تھے ایک فرقہ مرتد ہو جاتا، ایک منافق اور ایک فرقہ اپنے ایمان پر باقی رہتا۔ یہاں تک کہ دسویں مرتبہ نوح کے پاس وہ لوگ آئے اور کہا اے خدا کے رسول آپ جس قدر چاہیں وعدہ کے ایفاء میں تاخیر کریں ہم تو آپ کو خدا کا فرستادہ اور راست گو پیغمبر سمجھ چکے ہیں۔ اب آپ کی پیغمبری میں شک نہیں کر سکتے۔ تو خدا نے ان لوگوں کو کشتی کے ذریعہ سے نجات دی اور باقی تمام قوم کو ہلاک کیا لے

لے مولف کا ارشاد ہے کہ ان احادیث کو متحد کرنا سخت مشکل ہے ممکن ہے کہ ان راویوں میں سے بعض کو سہو ہوا ہو یا بعض روایتیں تقیید کی بناء پر عام کی روایتوں کے موافق وارد ہوئی ہوں یا بعض حدیثوں میں بعض باتیں مکرر ذکر ہو گئی ہوں۔ اسی طرح احتمال ہے فرشتوں کے دوسرے اور چھٹے آسمان سے آنے میں کہ دونوں واقع ہوا ہو۔ اسی طرح بہتر اور چند مومنوں کی تعداد میں ممکن ہے کہ فرزدان نوح کو بھی شمار کیا ہو یا اس کے برعکس۔ اور وعدہ میں تاخیر کا سبب ممکن ہے کہ معنی وعدہ نہ رہا ہو بلکہ کسی شرط کے ساتھ مشروط رہا اور وہ شرط عمل میں نہ آئی ہو یا یہ کہ درحقیقت یہ تاخیر عذاب میں کی گئی نہ کہ وعدہ میں (باقی برص ۱۷۱)

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نوحؑ نے طوفان کے وقت زمین کے تمام پانیوں کو طلب کیا اور سوائے آبِ گندھک اور آبِ تلخ کے سب نے قبول کیا۔ ۱۷

حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ نے تمام پانیوں کو طلب کیا۔ جن چشموں نے آپؑ کا حکم قبول نہ کیا ان پر آپؑ نے لعنت کی تو وہ تلخ اور کھاری ہو گئے۔
بسنده معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ ماہِ رجب کی پہلی تاریخ کو کشتی میں سوار ہوئے اور آپؑ نے ان لوگوں کو جو آپؑ کے ساتھ کشتی میں تھے حکم دیا تو اس دن سب نے روزہ رکھا۔

بسنده معتبر منقول ہے کہ ایک مرد شامی نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے قولِ حق تعالیٰ: **يَوْمَ يَفِرُّ الْبَرُّ مِنْ أَخِيهِ طُورًا وَمِنْ أَهْلِهِ وَصَاحِبَتُهُ وَبَنِيهِ** ۱۷۲ کی تفسیر دریافت کی۔ فرمایا کہ قیامت میں اپنے لڑکے سے جو گریز کرے گا وہ حضرت نوحؑ ہوں گے۔ اور کنعان اپنے لڑکے سے گریز کریں گے۔ پھر نوحؑ کی کشتی کا طول و عرض وغیرہ معلوم کیا۔ فرمایا اس کی لمبائی آٹھ سو ہاتھ تھی اور چوڑائی پانچ سو ہاتھ اور اونچائی اسی ہاتھ۔ ۱۷۳

بسنده معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کشتی نوحؑ کی لمبائی بارہ سو ہاتھ تھی چوڑائی آٹھ سو ہاتھ۔ اور اس کی گہرائی اسی ہاتھ تھی۔ اس نے خانہ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کیا اور صفاء و مروہ کے درمیان سعی کی پھر جو دی پر ٹھہری۔
دوسری حدیث میں ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ فدائے فرمایا کہ نوحؑ نے کشتی میں حیوانات کے لیے نوے مکان بنائے تھے۔

بسنده معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے سوائے خانہ کعبہ کے تمام زمینوں کو طوفانِ نوحؑ میں غرق کر دیا تھا۔ اسی لیے اس کو بیت العتیق کہتے ہیں کیونکہ غرق ہونے سے

رَبَّقِيہ از ص ۱۷۱) اور اگر کوئی کسی کی سزا کا وعدہ کرے اور عمل میں نہ لائے تو یہ قبیح نہیں ہے بلکہ مستحسن ہے۔ اور ان حدیثوں سے حضرت صاحب الامرؑ کی غیبت کے لئے اور آنحضرتؑ کے ظہور میں تاخیر کی حکمتیں غور و تامل کرنے والوں کے لئے ظاہر ہوتی ہیں۔ ۱۷۴ منہ (خواجہ صفی ہذا) ۱۷۵ مولف فرماتے ہیں کہ آبِ گندھک سے مراد آبِ گرم جس سے گندھک کی بو آتی ہے۔ ۱۷۶ منہ ۱۷۷ مولف فرماتے ہیں کہ جو حدیث کشتی کی جسامت میں پہلے گذری وہ اس سے معتبر ہے۔ ممکن ہے کہ اختلاف ہاتھوں کے اختلاف کے اعتبار سے ہو۔ لیکن یہ مشکل ہے۔ ۱۷۸ منہ

محفوظ رہا۔ راوی نے پوچھا کیا آسمان پر اٹھایا گیا تھا؟ فرمایا نہیں لیکن پانی سے مقل نہیں ہوا بلکہ اس کے گرد بلند ہوا تھا۔

بہت معتبر منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کس سبب سے حق تعالیٰ نے تمام زمینوں کو غرق کیا حالانکہ اس میں اطفال اور وہ لوگ مثلاً دیوانے بھی تھے جن کے لیے گناہ نہیں ہے۔ جواب میں فرمایا کہ ان میں اطفال نہیں تھے۔ کیونکہ خدا نے چالیس سال قبل سے قوم نوح کی صلیبوں کو اور ان کی عورتوں کے رحموں کو عقیم کر دیا تھا۔ لہذا ان کی نسلیں منقطع ہو گئی تھیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ خدا اس کو اپنے عذاب سے ہلاک کرے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ نوح کی قوم نے حضرت نوح کی تکذیب کی اس لیے ہلاک ہوئی۔ بقیہ اور لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ تکذیب کرنے والوں کی تکذیب سے راضی تھے۔ اور کوئی شخص اگرچہ کسی امر میں شریک نہیں ہوتا لیکن اس پر رضا مند رہتا ہے تو گویا کہ وہ بھی اس میں شریک رہا ہے اور اس امر کا مرتکب ہوا ہے۔

اور دوسری متبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس لیے فرمایا کہ نوح تمہارا بیٹا تمہارا اہل سے نہیں ہے کہ وہ گنہگار تھا۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ اِنَّ عَلٰی غَيْرِ صَاحِبٍ لِّہ

لے موافق فرماتے ہیں کہ نوح کے فرزند کے بارے میں مفسرین و مؤرخین اور علمائے مخالفین کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا نوح کا رط کا تھا یا نوح کی بیوی کا دشوہراؤل سے، حلال زادہ تھا یا زنا زادہ۔ علمائے شیعوں میں مشہور ہے کہ وہ نوح کا رط کا تھا اور حلال زادہ تھا۔ اور اس آیت اِنَّ عَلٰی غَيْرِ صَاحِبٍ لِّہ کی قرات میں اکثر قاریوں نے عَلٰی۔ بفتح عین و میم و ضم لام باتنویں پڑھا ہے جو اسم ہے۔ اور کسائی اور یعقوب اور سہل نے بفتح عین و کسر میم و فتح لام دینی عَلٰی، پڑھا ہے جو فعل ماضی غیر منصوب ہے جو اس کا مفعول ہے اور قرأت اول کی بناء پر بعضوں نے کہا ہے کہ ایک مضائقہ مقدر ہے یعنی وہ صاحب عمل ناشائستہ تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ خود ناشائستہ عمل کا نتیجہ تھا یعنی حلال زادہ نہ تھا۔ اور شیعوں کے اس معنی سے انکار پر حضرت امام رضاؑ اور تمام ائمہ علیہم السلام سے بہت سی حدیثیں منقول ہیں کہ جو سستی کہتے ہیں کہ وہ نوح علیہ السلام کا بیٹا نہ تھا غلط کہتے ہیں۔ بلکہ وہ انہی کا بیٹا تھا۔ چونکہ کافر و بدکار تھا اس لیے خدا نے فرمایا کہ وہ تیرے اہل سے نہیں ہے۔ اور ان کی اطاعت کرنے والوں کو ان کے اہل سے شمار کیا جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا مَنْ يَّبْعُنِيْ فَاتَّبِعْنِيْ يَّتَّبِعْنِيْ۔ یعنی جس نے میری پیروی کی وہ میرے اہل سے ہے۔ اور شیعوں کی بعض معتبر حدیثوں میں جو وارد ہوا ہے کہ وہ نوح کا فرزند نہ تھا تو وہ یا تو تقیہ پر محمول ہیں یا اس پر کہ وہ نوح کی بیوی کا دشوہراؤل سے بطریق حلال پیدا شدہ تھا۔ کیونکہ عقل و نقل سے ثابت ہو چکا ہے کہ انبیاء پاک ہیں اس سے کہ حق تعالیٰ ان کو چھوڑے کسی امر حرام کے ساتھ ان کی طرف نسبت ہو جو (باقی برصت)۔

نہ کہ بیٹے کے بارے میں شیعی جو غرق ہوا کہ وہ نوح کا بیٹا تھا یا نہیں۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب نوح کشتی سے اترے ابلیس نے ان کے پاس آکر کہا کہ زمین میں کسی شخص کا احسان مجھ پر آپ کے احسان سے زیادہ نہیں ہے آپ نے ان فاسقوں پر لعنت کی اور سب کو جہنم میں پہنچا دیا اور مجھ کو ان کے گمراہ کرنے (کی محنت) سے راحت بخشی۔ لہذا دو خصلتیں آپ کو تعلیم کرتا ہوں۔ اول یہ کہ ہرگز کسی پر حسد نہ کیجئے کیونکہ حسد نے میرے ساتھ کیا جو کچھ کیا۔ دوسرے حرص ہرگز نہ کیجئے کیونکہ حرص نے آدمؑ کے ساتھ کیا جو کچھ کیا۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب نوح نے اپنی قوم پر بددعا کی اور وہ ہلاک ہو گئی تو شیطان نے آپ کے پاس آکر کہا کہ آپ کا مجھ پر ایک احسان ہے چاہتا ہوں کہ اس کا عوض دوں۔ نوح نے کہا کہ میں اس بات سے نفرت رکھتا ہوں کہ تجھ پر احسان کروں۔ بتاؤ وہ احسان کیا ہے۔ اس نے کہا یہ کہ آپ نے اپنی قوم پر نعرین کی اور غرق کر دیا۔ اب کوئی باقی نہیں ہے جسے میں گمراہ کروں۔ اور اب مجھ کو راحت ہے جب تک کہ دوسرا قرن آئے پھر گمراہ کروں گا۔ نوح نے فرمایا اس کا عوض کیا ہے؟ کہا بندوں پر میرے قابو کے مواقع یاد رکھیے ان تین حالتوں میں سے کوئی ایک حالت ہو تو میں ان سے بہت قریب رہتا ہوں؛ جبکہ وہ غصہ میں ہوں۔ جبکہ دو آدمیوں کے درمیان حکم کرنا ہو۔ اور جس وقت بندہ کسی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے۔

بند معتبر حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب نوح علیہ السلام حیوانات کو کشتی میں داخل کر رہے تھے بکری نے نافرمانی کی آپ نے اُس کو کشتی میں پٹک دیا اُس کی دُم ٹوٹ گئی۔ اسی وجہ سے اُس کی شرمگاہ کھلی رہ گئی۔ اور گوسفند نے کشتی میں داخل ہونے میں سہقت کی تو نوح نے اُس کی دُم اور پشت پر ہاتھ پھیرا اس سبب سے اس کی بُری دُم پیدا ہو گئی جس سے اُس کی شرمگاہ پوشیدہ رہی۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نجف دُنیا میں سب سے بلند ایک پہاڑ تھا اور

(بقیہ صفحہ ۱۷۴) ان کی ذمت کا باعث ہو۔ اسی طرح اس آیت میں حق تعالیٰ نے جس میں کہ حصّہ و عاثر کی مثال بیان کی ہے فرمایا ہے کہ ان عورتوں کی مثال زن نوح و لوط کی سی ہے۔ وہ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے تصرف میں تھیں پھر ان دونوں نے ان سے خیانت کی تو ان بندوں نے عذاب خدا سے بچانے میں ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ اور ان عورتوں سے کہا گیا کہ دوزخ کی آگ میں جہنم والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ اور عامۃ و خاصۃ کے طریق پر حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ ان (نوح و لوط کی) عورتوں کی خیانت یہ تھی کہ وہ کافرہ تھیں اور کافروں سے مومنوں کی چٹخوری کرتی تھیں اور اپنے شوہروں کو آزار پہنچاتی تھیں کوئی اور خیانت نہ تھی۔ ۱۷ (منہ)

وہ وہی پہاڑ تھا جس کے باسے میں نوح کے لڑکے نے کہا تھا کہ اسی پر پناہ لوں گا جو مجھ کو ڈوبنے سے بچالے گا۔ اس وقت خدا نے اس پہاڑ کو وحی فرمائی کہ کیا تجھ پر لوگ میرے عذاب سے پناہ لیں گے؟ یہ سن کر وہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نرم ریت بن گیا اور بجائے اس کے وہاں ایک بڑا دریا پیدا ہو گیا جس کو "نی" کہتے تھے۔ پھر وہ دریا خشک ہو گیا تو نی بخت یعنی دریائے نی کہنے لگے۔ پھر اس دریا کا یہی نام ہو گیا اور کثرت استعمال سے بخت رہ گیا۔

بسنہ معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب نوح علیہ السلام زمین پر تشریف لائے آپ کے تمام فرزند اور وہ لوگ جو آپ کے مطیع تھے کل اسی آدمی تھے۔ آپ نے اسی جگہ جہاں اترے تھے ایک قریہ کی بنیاد ڈالی اور اس کا قریۃ الثمانین نام رکھا کیوں کہ اُس میں کل اسی ہی آدمی تھے۔ ابن بابویہ نے وہب سے روایت کی ہے کہ جب نوح کشتی میں سوار ہوئے حق تعالیٰ نے تمام ذی روح پر جو کشتی میں تھے مثل چوپایوں، طائروں اور وحشیوں کے ہر ایک پر تسکین نازل کی۔ اُس وقت اُن میں سے کوئی کسی کو آزار نہیں پہنچاتا تھا۔ گو سفند بھیڑیے کے ساتھ اور گائے شیر کے ساتھ رہتی اور کنجشک سانپ کے منہ پر بیٹھتی تھی۔ اس جگہ نہ نزاع تھی نہ فریاد۔ نہ گالی تھی نہ نفرت بلکہ سب اپنی جانوں کی فکر میں تھے۔ خدا نے ہر صاحب زہر کے زہر کو دفع کر دیا تھا یہاں تک کہ کشتی سے باہر آئے۔ کشتی میں جو ہے اور غدر سے بہت تھے۔ اس وقت خدا نے نوح کو وحی فرمائی کہ شیر پر ہاتھ پھیرو۔ جب آپ نے ہاتھ پھیرا اس کو چھینک آئی اس کے دماغ کے دونوں سوراخوں سے دُور بلیاں گریں ایک نر اور دوسری مادہ۔ تب چوہے کم ہوئے۔ پھر آپ نے دست مبارک ہاتھی پر پھیرا اس کو چھینک آئی تو اس کے دماغ کے دونوں سوراخوں سے دُور سوراخوں سے دُور گرسے جس سے غدر سے کم ہوئے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ حضرت نوح سے اُن کی قوم نے چوہوں کی زیادتی کی شکایت کی۔ خدا نے چیتے کو حکم دیا۔ اس نے چھینکا اس کے دماغ سے بلی گری اور غدر سے کی زیادتی کی شکایت کی تو خدا نے ہاتھی کو حکم دیا۔ اُس نے چھینکا اس کے دماغ سے سوراخ سے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب نوح نے خچر کو کشتی میں داخل کرنا چاہا وہ مرک گیا کیوں کہ شیطان اس کے دونوں پیروں کے درمیان موجود تھا۔ حضرت نے فرمایا اے شیطان داخل ہو اور درخت خرما کی ایک چھڑی سے خچر کو مارا تو وہ کشتی میں داخل ہوا اور شیطان بھی داخل ہوا اور اس نے کہا کہ دو خصلتیں آپ کو سکھاتا ہوں۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھ سے

بخت کی وجہ

چوہے سوراخوں کی علت

گفتگو کی مجھے حاجت نہیں ہے شیطان نے کہا حرص سے پرہیز کیجئے جس نے آدمؑ کو بہشت سے نکالا اور حسد سے احتراز کیجئے جس نے مجھ کو بہشت سے باہر کیا۔ اس وقت خدا نے نوحؑ کو وحی فرمائی کہ اس کا یہ قول مان لو اگرچہ وہ ملعون ہے۔

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ کے زمانہ میں ہر پہاڑ اور ہر زمین پر پندرہ ہاتھ پانی بلند تھا۔ ۱۷

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دی تو حضرت شیثؑ کی اولاد نے اپنے علم سے جو ان کو وراثتہ ملا تھا حاجت کر حضرت نوحؑ کی تصدیق کی۔ اور قابیل کے فرزندوں نے تکذیب کی اور کہنے لگے کہ جو کچھ تم اپنے پدران گذشتہ کے بارے میں کہتے ہو ہم نے سنا۔ کیا ہم بھی تم پر ایمان لائیں حالانکہ ہم سے ذلیل ترین لوگوں نے تمہاری پیروی کی ہے۔ اس سے اُن کی مراد حضرت شیثؑ کے فرزند تھے۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ شریعت نوحؑ میں یہ تھا کہ خدا کی عبادت اُس کی بیگانگی اور اخلاص کے ساتھ کریں اور جن لوگوں نے اُس کا مثل و شریک قرار دیا ہے اُس کو ترک کریں۔ یہ وہ فطرت ہے جس پر خدا نے ہر ایک کو پیدا کیا ہے۔ اور خدا نے نوحؑ اور تمام پیغمبروں سے عہد لیا کہ خدا کی پرستش کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ان کو ناز، امر و نواہی اور حلال و حرام سے آگاہ کیا۔ لیکن اُن کی شریعت میں میراث کے حدود و احکام نہ تھے۔ نوحؑ ان لوگوں میں نوشو پچاس سال موجود رہے اور تبلیغ حق کرتے رہے۔ لیکن وہ لوگ انکار و سرکشی سے باز نہ آئے۔ تو نوحؑ نے عرض کی خداوندائیں مغلوب ہوں تو میرا انتقام لے اُس وقت خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ تیری قوم کے لوگ ایمان نہ لائیں گے سوائے اُن کے جو ایمان لاچکے۔ لہذا اُن کے افعال سے رنجیدہ نہ ہو۔ اس سبب سے نوحؑ نے اُن پر بددعا کرنے کے وقت کہا کہ اُن کی اولاد فاجر اور کفر کرنے والی ہی پیدا ہوگی۔

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ اور اُن کی قوم شہر کو فکے غری

۱۷ سو قف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ پانی پندرہ ہاتھ سے کہیں کم نہ تھا اگرچہ بعض مقامات پر زیادہ رہا ہو یا یہ کہ باعجاز حضرت نوحؑ سطح آب بھی سطح زمین کی طرح نہا ہوا رہی ہو۔ اور یہ جو بیان ہوا کہ کشتی آسمان سے ٹکرائی تو ممکن ہے کہ آخر میں ایسا ہوا ہو یا پانی کے بعض حصے موج کے سبب سے بلند ہو گئے ہوں۔ ۱۷ (منہ)

جانب فرات کے کنارے ایک شہر کے رہنے والے تھے۔ نوح ایک مرد بخار تھے۔ خدا نے اُن کو برگزیدہ کیا اور پیغمبر قرار دیا۔ انہوں نے سب سے پہلے کشتی بنائی اور پانی پر رواں کی۔ وہ اپنی قوم کو نو سو پچاس سال تک دین حق کی دعوت دیتے رہے اور وہ لوگ آپ کے ساتھ مذاق و مسخر اپن کرتے رہے۔ جب آپ ان کی ہدایت سے بالکل مایوس ہو گئے تو اُن پر لعنت کی بخدا نے وحی کی کہ ایک کسادہ کشتی بناؤ اور جلد عمل میں لاؤ۔ حضرت نوحؑ لکڑیاں دُور سے لا کر مسجد کو فہ میں کشتی بنانے لگے اور اُسی مسجد میں اُن کی قوم کے اپنے بُت یعوب و یوق و تسرک بھی نصب تھے راوی نے پوچھا کہ آپ پر خدا ہوں نوحؑ نے کتنے دنوں میں کشتی تیار کی؟ فرمایا کہ دُو دُور میں جن کا مجموعہ اسی سال ہوتا ہے۔ راوی نے پوچھا کہ عامہ کہتے ہیں کہ پانچ سو سال میں تیار کی۔ فرمایا کہ ایسا نہیں ہے۔ اور ایسا کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ خدا فرماتا ہے وَحِیْئِذَا اُورِوْجِیْ مَعْرَیْ ہُتْ ۔

بسنہ معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ کشتی پر ایک سر پوش تھا جس کی وجہ سے آفتاب و ماہتاب نہیں دیکھے جاسکتے تھے۔ نوحؑ کے پاس دُو دانے تھے ایک سے دن میں روشنی ہوتی تھی اور دُوسرے سے رات کے وقت۔ اُن ہی سے نماز کے اوقات معلوم ہوتے تھے۔ جناب نوحؑ اپنے ہمراہ حضرت آدمؑ کا جسد مبارک بھی کشتی میں لائے تھے جب کشتی سے زمین پر آئے اُن کو مسجد منی کے مینار کے نیچے دفن کیا۔

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوحؑ نے کشتی کو تیس برس میں تیار کیا اور دُوسری حدیث میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ سو سال میں تمام کی۔ اس وقت خدا نے اُن کو حکم دیا کہ ہر جوڑے سے دُو عدد کشتی میں اپنے ساتھ لے لیں اُن آٹھ جوڑوں میں سے جو حضرت آدمؑ اپنے ہمراہ بہشت سے لائے تھے، تاکہ فرزند ان نوح کشتی سے اُترنے کے بعد زمین میں آرام کر سکیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ تمہارے لئے آٹھ جوڑے چھ پائیوں کے اُتارے دُو جوڑے کو سفند کے، دُو بکری کے دُو اونٹ کے اور دُو گائے کے

۱۷۔ موقت فرمانے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کا جسد طوفان کے بعد بجنہ اشرف میں مدفون ہوا جیسا کہ بیان ہو چکا۔ شاید یہ حدیث تقیہ پر محمول ہو۔ ۱۷ منہ

۱۸۔ موقت فرماتے ہیں کہ ان مختلف حدیثوں کا متفق کرنا جو کشتی بنانے کی مدت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں یا اس طرح ممکن ہے کہ بعض عامہ کی روایتوں کے موافق تقیہ کی بنا پر وارد ہوئی ہوں گی یا بعض کشتی تراشنے کے اصل زمانہ کے بارے میں ہوں گی۔ اور بعض کشتی تیار کرنے کے زمانے سے متعلق اور بعض اس کے مقدمات مثل لکڑی و کیلیں اور کشتی کی تمام عملی ضروریات کی فراہمی کے بارے میں اور بعض مقدمات کے حصول کے بارے میں۔ ۱۷ منہ

کشتی تیار کرنے کی مدت۔

کو سفند کے دو جوڑے تھے۔ اُن میں سے ایک قسم لوگ پالتے ہیں اور ایک قسم وحشی ہے جو پہاڑوں پر رہتا ہے۔ اُن کا شکار حلال ہے۔ اسی طرح ایک جوڑا بکری کا اہلی ہے اور ایک وحشی اور ایک جوڑا گائے کا اہلی اور ایک پہاڑی ہے۔ اور ایک جوڑا اونٹ کا خراسانی ہے اور ایک عربی۔ اسی طرح پرندے بھی صحرائی اور خانگی ہوتے ہیں۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حیض ایک نجاست ہے جس میں خدا نے عورتوں کو مبتلا کیا ہے۔ حضرت نوحؑ کے زمانے میں عورتیں سال میں ایک مرتبہ حائض ہوتی تھیں۔ اسی زمانہ میں سات سو عورتوں نے پردہ ترک کیا اور پرمکلف لباس و زیورات سے آراستہ ہو کر شہروں میں گھومنا پھرنا شروع کیا۔ مردوں کی مجلسوں میں شریک ہوئیں، اُن کے ساتھ آزادی سے اٹھتی بیٹھتی تھیں۔ لہذا خدا نے مخصوص انہی بدکردار عورتوں کو ہر ماہ حیض میں مبتلا کیا۔ پھر مردوں نے اُن عورتوں کو اپنے درمیان سے نکال دیا۔ وہ حیض کے خون کی زیادتی کے سبب سے مردوں سے علیحدہ ہو گئیں۔ انہوں نے کی شہوت شکستہ ہو گئی۔ ان کے علاوہ دوسری عورتیں اپنی عادت کے موافق ہر سال ایک مرتبہ حائض ہوتی تھیں۔ چونکہ دونوں قسم کی عورتوں کی اولادوں کی آپس میں شادیاں ہوئیں اس لیے سب عورتیں مل جل گئیں۔ ہر ماہ حائض ہونے والی عورتوں کا حیض زیادہ صاف اور پابندی کے ساتھ ہوتا تھا اور لڑکے بھی اُن سے بہت کم ہوتے تھے۔ اسی سبب سے جو ہر ماہ حائض ہوتی تھیں کم ہوئیں۔

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے اترے، پانی خشک ہو گیا اور کافروں کی ہڈیوں سے زائل ہو گیا تو حضرت نے اپنی قوم کی ہڈیاں دیکھیں تو بے حد رنجیدہ اور محزون ہوئے۔ خدا نے اُن پر وحی کی کہ سیاہ انگور کھاؤ تاکہ تمہارا غم دفع ہو۔

دوسری حدیث معتبر میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ نوحؑ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کشتی میں سات شبانہ روز رہے اور کشتی نے خانہ کعبہ کے گرد طواف کیا اور جو دی پر ٹھہری جو کوفہ میں فرات کے کنارے ہے۔

سہ یہ صفت تو سال میں ایک مرتبہ حائض ہونے والی عورتوں کی معلوم ہوتی ہے جن کا اب وجود ہی نہیں۔ وہی کم ہوتے ہوئے معدوم ہو گئیں۔ ممکن ہے راوی سے سہو ہوا ہو۔ ۱۷ ترجمہ سہ مولف فرماتے ہیں کہ کشتی میں قیام نوحؑ کی مدت میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ اسی روایت کے قائل ہیں کہ چونکہ یہ سب سے قوی ہے۔ اور بعض دوسری روایت کے موافق ہیں کہ ایک سو پچاس روز کشتی میں رہے۔ اور بعضوں نے چھ مہینے اور پانچ مہینے بھی بیان کیا ہے۔ ۱۷ منہ۔

احادیث معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ ولد الزنا بدترین خلق ہوتا ہے۔ حضرت نوح نے سگ و خوک اور تمام جانوروں کو کشتی میں اپنے ساتھ لیا لیکن ولد الزنا کو نہیں لیا۔

بسنہ معتبر امام محمد باقرؑ سے قول خدا: "نوح پر ایمان نہیں لائے مگر بہت تھوڑے" کی تفسیر میں منقول ہے کہ ایمان لانے والے صرف آٹھ تھے۔ ۱۷

حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ نوح کا تنور مسجد کوفہ میں داہنی جانب قبلہ کی طرف تھا۔ ایک روز نوحؑ کی بیوی آنحضرتؐ کے پاس آئی جب کہ وہ کشتی کی تیاری میں مشغول تھے اور کہا تنور سے پانی نکل رہا ہے۔ حضرت نوحؑ تنور کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور ایک پختہ اینٹ سے اُس کا منہ بند کیا اور اپنی مہر سے اُس پر مہر لگائی تو پانی رُک گیا جب کشتی تیار کر کے فارغ ہوئے اور تمام چیزوں کو اس میں رکھا پھر تنور کے پاس آئے اور اپنی مہر اور اینٹ کو تنور سے ہٹایا اُس وقت پانی اُبلنا شروع ہوا۔ فرات اور دوسرے چشمے بھی جوش میں آئے۔ چند معتبر حدیثوں میں منقول ہے کہ جب تمام کافر ڈوب گئے اور خدا نے زمین کو وحی کی۔

يَا اَرْضُ اَبْلَعِيْ مَآءَکَ یعنی اے زمین اپنے پانی کو جذب کر لے؛ تو زمین نے اُن پانیوں کو جو چشموں اور نہروں سے نکلے تھے جذب کر لیا؛ آسمان کا پانی زمین کے اوپر رہ گیا تو خدا نے اُن پانیوں کو دنیا کے گرد دریاؤں کی شکل میں رواں کر دیا۔

بسنہ معتبر موسیٰ ابن جعفر سے منقول ہے کہ جب نوحؑ کشتی میں بیٹھے اور وہ خدا کے حکم سے چلی اُس وقت خدا نے پہاڑوں پر وحی کی کہ میں اپنے بندے نوحؑ کی کشتی کو تم میں سے کسی پر ٹھہرانا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر تمام پہاڑوں نے اپنے اپنے سر بلند کرنا شروع کئے سوائے کوہ جودی کے جو موصل میں ہے۔ اس نے عجز و انکساری سے کام لیا اور کہا کہ میرا وہ رتبہ نہیں ہے کہ نوحؑ کی کشتی مجھ پر ٹھہرے۔ خدا نے اُس کی انکساری پسند فرمائی اور کشتی کو مامور کیا کہ اسی پر ٹھہرے۔ لہذا جب کشتی جودی سے ٹکرائی اور مرتزلزل ہوئی اہل کشتی کو اُس کے ٹوٹ جانے اور ڈوب جانے کا خوف ہوا۔ اس وقت نوحؑ نے ایک جھروکے سے جو کشتی میں تھا اپنا سر باہر نکالا اور ہاتھوں کو آسمان کی جانب بلند کیا اور کہا یا کلمات فنی یا کلمات فنی۔ خداوند کشتی کو قرار ہو خداوند کشتی کو قرار ہو، اور بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے کہا یا کلمات فنی۔ یعنی پروردگار ارحسان فرما۔ دوسری روایت معتبرہ میں ہے کہ حضرت نوحؑ نے جناب رسول خدا اور امیر المومنین اور فاطمہ زہرا اور حسن اور حسین علیہم السلام اور تمام

۱۷ مولاؑ کو بل کر اسٹی ہوئے یا یہ کہ ان دونوں حدیثوں میں سے ایک حدیث تفسیر پر محمول ہو۔ ۱۸

اُمّہ علیہم السلام کے انوار مقدسہ کا توسل اختیار کیا اور اُن کو شفیع قرار دیا۔ اس میں کوئی باہمی منافات نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سب واقع ہوا ہو۔

حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی نوروز کے دن جو دی پر چڑھی۔

سید ابن طاووس نے محمد بن جریر طبری سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو پیغمبری کے ساتھ اس لئے گرامی کیا کہ وہ خدا کی عبادت بہت کیا کرتے تھے اور عبادت کے لئے مخلوق سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین ہو گئے تھے اور اُن کا قد اُن کے زمانہ کے لوگوں کے ہاتھوں سے تین سو ساٹھ ہاتھ تھا۔ اُن کا لباس اُن کا ہوتا تھا اور اُن سے قبل حضرت ادریس علیہ السلام کا لباس پوست آہو کا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام پہاڑوں میں زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ کی غذا زمین کی گھاس تھی۔ جب آپ کی عمر چار سو ساٹھ برس کی ہوئی تو جبرئیلؑ آپ کے لیے (خلعت) پیغمبری لائے اور کہا خلعت سے کنارہ کشی کیوں اختیار کی ہے؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ میری قوم خدا کو نہیں پہچانتی اس وجہ سے اُن سے علیحدگی اختیار کی۔ جبرئیلؑ نے کہا ان سے جہاد کیجئے۔ آپ نے کہا میں ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا اگر وہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ میں اُن کے دین پر نہیں ہوں تو یقیناً مجھ کو مار ڈالیں۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ اگر آپ کو طاقت ہو جائے تو کیا اُن سے جہاد کیجئے گا؟ فرمایا نہایت شوق سے کاش مجھ کو یہ قوت ہوتی۔ پھر آپؑ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ جبرئیلؑ علیہ السلام نے ایک نعرہ کیا جس سے نزدیک تھا کہ تمام پہاڑ ٹکڑے ہو جائیں۔ اور اُن کے جواب میں ملائکہ اور تمام زمین کے اجزائے کہا بتیک بتیک اے خدا کے فرستادہ۔ اُس وقت نوح علیہ السلام پر سخت دہشت طاری ہوئی۔ جبرئیلؑ نے کہا میں وہ ہوں کہ آپ کے دو پدر آدم اور ادریس کے ساتھ رہتا تھا۔ خدائے غفار نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور میں آپ کے لیے خوشخبریاں لایا ہوں۔ اور لیجئے یہ ہے لباسِ شکیبائی اور جامہ یقین و باری اور خلعت رسالت و پیغمبری۔ اور خدا آپ کو حکم دیتا ہے کہ ادریس کے بیٹے حمران کی دخترِ عمورہ کو اپنے ساتھ تزویج کیجئے کیوں کہ سب سے پہلے وہی آپ پر ایمان لائے گی۔ اس کے بعد نوحؑ عاشورے کے روز اپنی قوم کی جانب گئے۔ آپ ایک سفید عصا اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے جو آپ کو قوم کے پوشیدہ حالات سے مطلع کرتا تھا۔ آپ کی قوم کے سردار ستر ہزار اشخاص تھے۔ وہ اُن کی عید کا دن تھا اور سب اپنے بتوں کے پاس حاضر تھے حضرت نوحؑ اُن کے پاس آئے اور فرمایا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور آدم علیہ السلام خدا کے برگزیدہ ہیں۔

اور یسٰس اُس کے بلند کئے ہوئے ہیں۔ ابراہیم اُس کے خلیل اور موسیٰ کلیمِ خدا ہیں اور عیسیٰ مسیح رُوح القدس کے ذریعہ سے خلق ہوں گے۔ اور محمد مصطفیٰ خدا کے آخری پیغمبر ہیں اور تم لوگوں پر میرے گواہ ہیں کہ میں نے خدا کی رسالت کی تبلیغ کی۔ یسٰس کو بتوں کو لرزہ ہوا آتشکد سے خاموش ہو گئے۔ اور وہ سب کے سب خائف ہوئے۔ اُس وقت اُن کے سردار اور جابر لوگوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ نوح نے کہا میں خدا کا بندہ اور اُس کے بندے کا فرزند ہوں۔ اُس نے مجھ کو تمہاری طرف اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ یہ کہہ کر آپ پر گریہ طاری ہوا۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو عذابِ خدا سے ڈراتا ہوں۔ جب عمرو نے حضرت نوح کا کلام سنا فوراً ایمان لائی۔ اس کے باپ نے اس پر عتاب کیا اور کہا کہ نوح کے ایک مرتبہ کے کلام نے تجھ پر ایسا اثر کیا ہیں ڈرتا ہوں کہ بادشاہ کو تیرے ایمان لانے کی خبر ہوگی تو وہ تجھ کو مار ڈالے گا۔ عمرو نے کہا بابا آپ کی عقل اور علم و فضل کہاں ہے؟ نوح ایک تنہا اور کمزور انسان ہیں۔ بغیر خدا کی جانب سے مامور ہوئے ایسی آواز آپ لوگوں کے سامنے کیوں کر بلند کر سکتے ہیں جو آپ لوگوں کو اس قدر ہراساں کرے۔ اس کے باپ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے عمرو کو ایک سال کے لیے قید کر دیا اور کھانا بند کر دیا۔ تمام سال اُس کے اضطراب کی کیفیت لوگ سُنتے رہے۔ ایک سال کے بعد جب کہ قید خانہ سے اس کو نکالا۔ تو لوگوں نے اُس میں نورِ عظیم مشاہدہ کیا۔ اور اُس کی حالت پہلے سے بہتر پائی۔ سب کو تعجب ہوا کہ وہ بغیر آب و غذا کے تمام سال زندہ کیسے رہی۔ اُس سے دریافت کیا تو اُس نے بیان کیا کہ میں نے پروردگارِ نوح سے فریاد کی، لہذا نوح باغِ جاز میرے واسطے کھانا لاتے تھے۔ پھر نوح نے اُس سے نکاح کیا اور سام پیدا ہوئے۔ نوح کی دو بیویاں تھیں۔ ایک کافرہ جس کا نام رابعہ تھا وہ طوفان میں ہلاک ہو گئی۔ دوسری با ایمان تھی جو آپ کے ساتھ کشتی میں تھیں۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ مومنہ بیوی کا نام ہیکل تھا۔

معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امیر المومنین نے امام حسنؑ و امام حسینؑ سے وصیت فرمائی کہ جب میری وفات ہو اور میرے غسل سے فارغ ہونا تو میرے جنازہ کو پائنتو سے اٹھانا، سر ہانے ہاتھ نہ لگانا۔ کیونکہ اس طرف سے ملائکہ اٹھائیں گے۔ اور جس مقام پر کہ جنازہ سر ہانے کی جانب سے زمین پر جھکے پائنتی کو بھی زمین پر رکھ دینا۔ پھر قبلہ کی طرف ایک سیلج مارنا۔ وہاں ایک قبر ظاہر ہوگی جسے میرے پدر نوح نے میرے لئے اپنے سینہ کے قریب بنائی ہے۔ شہزادو نے حسب وصیت ایسا کیا۔ ایک لوح برآمد ہوئی جس پر سریانی خط اور زبان میں لکھا تھا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ قبر ہے جس کو نوح پیغمبر نے وصی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی علیؑ علیہ السلام کے لئے طوفان سے سات سو سال قبل تیار کی ہے۔ اس باسے میر

حضرت علیؑ کی قبر نیزہ نوح کے قریب۔

کہ آدم و نوح امیر المومنین کے پشت سر کی جانب مدفون ہیں اور یہ کہ آنحضرتؐ کی زیارت کے بعد ان پیغمبروں کی زیارت بھی کرنا چاہیئے۔ حدیثیں بہت ہیں جن میں سے اکثر میں نے کتاب مزار میں لکھی ہیں۔ ۱۶ (مؤلف)

باب پنجم۔ قصہ ہائے حضرت ہود علیہ السلام

اور ان کی قوم اور شدید و شداد اور ارم ذات العماق کے حالات
اس میں دو فصلیں ہیں

فصل اول { ہود اور ان کی قوم کے حالات -۱

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے بیان کیا ہے کہ ہود علیہ السلام کے بیٹے تھے اور وہ عادر باح کے۔ وہ حلوس کے وہ عاد کے وہ عوص کے وہ ارم کے اور وہ سام بن نوح کے فرزند تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ہود کا نام عابر ہے اور وہ صالح کے بیٹے تھے اور وہ از مخشد کے اور وہ سام بسیر نوح کے بیٹے تھے۔ ابن بابویہ نے کہا ہے کہ آنحضرتؐ کو اس لیے ہود کہتے ہیں کہ آپ اپنی قوم میں اس امر کے ساتھ ہدایت یافتہ تھے جس سے قوم گمراہ تھی۔

بسنہ معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا آپ نے اپنے شیعوں اور اطاعت کرنے والوں کو طلب کیا اور فرمایا کہ یاد رکھو کہ میرے بعد حجت خدا کی غیبت کا زمانہ ہے جس میں پیشوایان باطل اور بادشاہان جابر کا غلبہ ہوگا اور خداوند عالم تم سے اس شدت کو میرے ایک قائم کے ذریعہ سے رفع کرے گا جس کا نام ہود ہوگا۔ جو پسندیدہ ہیئت اور اخلاق جمیدہ اور سکینہ و وقار کا حامل ہوگا اور مجھ سے خلق و صورت میں مشابہ ہوگا۔ جب وہ ظاہر ہوگا خداوند عالم تمہارے دشمنوں کو ہوا کے ذریعہ سے ہلاک کرے گا۔ اس لیے مومنین برابر حضرت ہودؑ کے آنے کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ایک طویل مدت گزر گئی اور بہت سے لوگ گمراہ ہو گئے اس وقت خدا نے ہودؑ کو ظاہر فرمایا جبکہ وہ لوگ ناپسندیدہ ہو چکے تھے اور ان پر بلائیں شدید ہو گئی تھیں پھر خدا نے ان کے دشمنوں کو بادِ عقیم کے ذریعہ سے ہلاک کیا جس کو قرآن میں ذکر فرمایا ہے اُس کے بعد پھر غیبت ہو گئی اور سرکشوں کا غلبہ ہوا یہاں تک کہ حضرت صالح علیہ السلام ظاہر ہوئے۔

ابن یابوہ اور قطب راوندی نے وہب سے روایت کی ہے کہ جب ہود کی عمر چالیس سال ہوئی خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ اپنی قوم کو میری عبادت اور وحدانیت کی دعوت دو۔ اگر وہ قبول کریں گے تو اُن کی قوت اور مال میں اضافہ کروں گا۔ وہ لوگ ایک روز ایک مقام پر جمع تھے اُس وقت ہود اُن کے پاس آئے اور کہا کہ خدا کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ انہوں نے کہا اے ہود تم ہمارے نزدیک ثقت، قابل اعتماد اور امین تھے۔ آپ نے فرمایا میں تمہاری طرف خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ بتوں کی پرستش ترک کرو۔ اُن لوگوں نے جب آپ کا کلام سنا غضبناک ہو کر آپ کی طرف دوڑے اور آپ کا گلا گھوٹنا شروع کیا یہاں تک کہ جب آپ مرنے کے قریب پہنچ گئے تو بھوٹا۔ حضرت ایک شبانہ روز تک بے ہوش پڑے تھے۔ جب ہوش آیا عرض کی کہ پروردگار جو کچھ تو نے حکم دیا میں نے تعمیل کی۔ اور جو کچھ ان لوگوں نے کیا تو نے دیکھ لیا۔ اس وقت جبریل نازل ہوئے اور کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بد دل اور رنجیدہ ہو گئے اور اپنی قوم کی ہدایت میں سستی اختیار کی حالانکہ میں نے وعدہ کیا ہے کہ تمہارا خوف اُن کے دلوں میں ڈال دوں گا۔ پھر وہ لوگ تمہارے زور و کوب پر قادر نہ ہوں گے۔ یہ سن کر ہود پھر اپنی قوم کی طرف آئے اور کہا تم لوگوں نے بہت فساد اور سرکشی اختیار کی ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہود ان باتوں کو ترک کرو ورنہ اس مرتبہ تم کو ایسی اذیت دیں گے کہ پہلی تکلیف بھول جاؤ گے۔ ہود نے فرمایا سرکشی سے باز آؤ اور اپنے پروردگار سے توبہ کرو۔ پھر تو اُن کے دلوں میں ہود کا رعب اور خوف قائم ہو گیا۔ انہوں نے سمجھا کہ اب ہم لوگ ہود کی زور و کوب پر قادر نہیں ہیں لہذا تمام قوم نے بل کر آپ کی تکلیف پر کمر باندھی۔ حضرت ہود نے اُن لوگوں میں نعرہ کیا جس کی شدت اور دہشت سے وہ لوگ دوہٹ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ بھی نوح کی قوم کے مانند کفر پر اڑے ہو جس طرح نوح نے اپنی قوم کے لیے بد دعا کی تھی تم لوگ اُسی کے مستحق ہو کہ میں بھی بد دعا کروں۔ اُن لوگوں نے کہا نوح کی قوم کے تمام خدا کمرور و ناتوان تھے اور ہمارے سب خدا مضبوط اور قوی ہیں اور ہماری طاقتیں بھی تم کو معلوم ہیں۔ ان لوگوں کے قد اس زمانہ کے متعارف ہاتھ سے ایک سو بیس ہاتھ تھے۔ اور چوڑائی جسم کی نشتھ ہاتھ۔ ان میں کوئی جب چاہتا ایک چھوٹے پہاڑی ٹیلہ کو اکھاڑ چھینکتا تھا۔ اسی طرح حضرت ہود علیہ السلام نے ان لوگوں کو سات سو ساٹھ سال دعوت کی۔ جب خدا نے چاہا کہ ان کو ہلاک کرے، احقاف کے میدانوں کی ریت اور پتھر ان کے گرد جمع کر کے ٹیلے بنا دیئے۔ ہود علیہ السلام نے اُن سے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ ٹیلے خدا کی طرف سے

تمہارے لئے عذاب نہ ہوں۔ غرض حضرت ہود علیہ السلام اُن کی سرکشی کے سبب سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ ان ٹیلوں نے آپ کو آواز دی کہ آپ خوش ہوں کہ قوم عاد پر ہمارے ذریعہ سے ایک روز بد آئے گا۔ جب ہود علیہ السلام نے یہ آواز سنی فرمایا کہ اے قوم خدا سے ڈرو اور اُس کی عبادت کرو۔ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو یہ پہاڑ اور ٹیلے سب کے سب تمہارے لئے خدا کا عذاب اور غضب ہو جائیں گے۔ ان لوگوں نے یہ سن کر ٹیلوں کو کھود کر ہٹانا چاہا لیکن جس قدر وہ ہٹاتے تھے ٹیلے اور زیادہ جمع ہوتے جاتے تھے آخر ہود علیہ السلام نے عرض کی کہ پروردگار تیری رسالت جس قدر پہنچاتا ہوں ان کا کفر زیادہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ میں اُن سے بارش روکے دیتا ہوں۔ ہود نے اپنی قوم سے فرمایا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تم لوگوں کو ہلاک کرے گا۔ آپ کی یہ آواز تمام پہاڑوں تک پہنچی یہاں تک کہ تمام درندوں وحشیوں اور طائروں نے سنا۔ اور ہر جنس کے جانور آپ کے پاس حاضر ہوئے اور گریہ کیا۔ اور کہا کیا آپ ہم کو بھی نافرمانوں کے ساتھ ہلاک کریں گے۔ یہ سن کر ہود نے اُن کے لئے بارگاہِ خدا میں دُعا کی۔ خدا نے وحی فرمائی کہ میں اُس کو ہلاک نہ کروں گا جس نے میری نافرمانی نہیں کی ہے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ عاد قوم ہود کا ایک قبیلہ تھا اور اُن کی آبادی کا شقوق سے اختصر تک ایک گاؤں تھا۔ اُن کے شہر چار منزل کے تھے۔ ان کے پاس زراعت کافی اور خرما کے درخت بہت تھے۔ ان کی عمریں ورازا اور قد بلند تھے۔ وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ خدا نے ہود کو اُن ہی لوگوں پر مبعوث فرمایا تھا کہ اُن کو اسلام کی دعوت دیں اور بت پرستی سے اُن کو منع کریں۔ ان لوگوں نے انکار کیا اور ایمان نہیں لائے اور آپ کو آزار پہنچاتے رہے۔ لہذا خدا نے سات برس تک بارش اُن سے روک دی یہاں تک کہ اُن میں قحط ظاہر ہوا۔ حضرت ہود علیہ السلام خود بھی زراعت کرتے تھے اور اُس کے لئے آب کشی کیا کرتے تھے۔ ایک بار ایک گروہ آپ کے دروازہ پر آیا اور آپ کو پکارا ایک بوڑھی عورت باہر آئی جس کے بال سفید تھے اور ایک آنکھ نہ تھی۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہم فلاں شہر سے آئے ہیں۔ خشک سالی کی مصیبت میں گرفتار ہیں۔ اس لئے آئے ہیں کہ ہود ہمارے لئے دُعا کریں کہ ہمارے شہروں میں پانی برسے اس نے کہا اگر ہود کی دُعا مستجاب ہوتی تو وہ خود اپنے لئے دُعا کرتے کیونکہ اُن کی تمام زراعت پانی کی کمی کی وجہ سے خشک ہو گئی ہے۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ اس وقت وہ کہاں ہیں؟

عورت نے جواب دیا کہ فلاں مقام پر ہیں۔ وہ لوگ آنحضرتؑ کی خدمت میں آئے اور کہا اے پیغمبر خدا ہمارے شہر خشک ہو گئے ہیں۔ پانی نہیں برستا ہے۔ خدا سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارے پانی برساوے اور ہم کو نعمت فراوان عطا فرمائے۔ ہو تو یہ سنکر ناز کے لئے تیار ہوئے۔ اور ناز پڑھ کر ان کے لئے جب دعا کر چکے اور ان سے فرمایا کہ واپس جاؤ خدا نے تمہارے لئے آب باران نازل کیا اور تمہارے شہروں میں فراوانی حاصل ہوئی تو ان لوگوں نے کہا اے پیغمبر خدا ایک عجیب بات ہم لوگوں نے مشاہدہ کی۔ پوچھا وہ کیا؟ ان لوگوں نے بیان کیا آپ کے دولت کدہ پر ایک ضعیف سفید بال اور ایک چشم ہم نے دیکھی۔ اُس نے ایسی ایسی باتیں کیں۔ ہود علیہ السلام نے فرمایا وہ میری بیوی ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اُس کی عمر دراز کرے۔ ان لوگوں نے پوچھا کس سبب سے؟ فرمایا خدا نے کسی مومن کو نہیں پیدا کیا مگر یہ کہ اُس کے لئے ایک دشمن بھی ہوتا ہے جو اُس کو تکلیف پہنچاتا ہے اور میری دشمن وہ عورت ہے۔ اور میرا دشمن وہ ہے جس کا میں مالک و مختار ہوں۔ اور یہ اُس سے بہتر ہے کہ وہ میرا مالک و مختار ہوتا۔ عرض کہ حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم میں ہے اور ان کو خدا کی طرف دعوت دیتے ہے اور بتوں کی پرستش سے روکتے ہے۔ کہتے تھے کہ بتوں کی پرستش ترک کرو اور خدائے واحد کی عبادت کرو۔ تاکہ تمہارے شہروں کی آبادی میں ترقی ہو اور خدا تم پر بارش نازل کرے۔ لیکن وہ لوگ ایمان نہیں لائے تو خدا نے اُن پر نہایت سزا اور تندہی بھجی جس کو ان پر سات شب اور آٹھ روز تک قائم رکھا۔

بسم اللہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے یقیناً حق تعالیٰ کے خزانہ قدرت میں باد رحمت اور باد عذاب دونوں ہیں۔ لیکن جب وہ چاہتا ہے باد عذاب کو باد رحمت قرار دے دیتا ہے لیکن کبھی باد رحمت کو باد عذاب نہیں بناتا۔ کیوں کہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ کوئی گروہ خدا کی اطاعت کرے اور وہ اُن کے لئے وبال ہو لیکن جبکہ وہ اطاعت سے منحرف ہو جائیں۔ پھر فرمایا کہ خداوند عالم نے قوم بولس کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ اُن کے لئے عذاب مقدور و مقرر فرما چکا تھا۔ اور عذاب نے ان کو گھیر لیا تھا۔ لیکن وہ لوگ ایمان لائے اور خدا کی بارگاہ میں تضرع و زاری کی تو عذاب کو روک دیا اور باد عظیم جس کو خدا نے قوم عاد کے لئے بھیجا۔ وہ عذاب کی ایک ہوا ہے جس میں رحم کی مطلق گنجائش نہیں اس سے کسی گھاس کی نشوونما نہیں ہوتی۔ وہ زمین کے ساتویں طبقہ سے برآمد ہوئی تھی وہ ہوا کبھی ظاہر نہیں ہوئی سوائے اس وقت کے جب کہ قوم عاد پر خدا نے غضب فرمایا۔ اس وقت بھی خزینہ داروں کو حکم تھا کہ اس ہوا کو بقدر کشادگی اُگلشتری

عورت ہود علیہ السلام کی زوجہ کی سرکش۔

اور ان کے ساتھ ایک دشمن ضرور ہوتا ہے۔

باد عظیم کی صفت۔

ایک عقیقہ ہے جس کے شر سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

ابن بابویہ نے وہب سے روایت کی ہے کہ بادِ عقیقہ اسی زمین میں ہے جس پر ہم آباد ہیں وہ ستر ہزار آہنی زنجیروں سے بندھی ہوئی ہے اور ہر زنجیر پر ستر ہزار فرشتے موکل ہیں جب حق تعالیٰ نے اس ہوا کو قوم عاد پر مسلط کیا اس کے نگہبانوں نے اس ہوا کو اس قدر باہر کرنے کی اجازت طلب کی جتنی کہ گائے کے دماغ سے نکلتی ہے۔ اگر خدا اجازت دے دیتا تو وہ زمین کی کسی چیز کو بغیر جلائے نہ چھوڑتی۔ لیکن حق تعالیٰ نے اُس کے موکلوں کو وحی کی کہ اس کو انگشتِ تری کے سُوراج کے بقدر باہر نکالیں۔ اسی ہوا سے قوم عاد ہلاک ہوئی۔ اور اسی ہوا سے خداوندِ عالم ابتداءِ قیامت میں پہاڑوں، ٹیلوں، شہروں اور قصروں کو گرا کر زمین کے برابر کر دے گا۔ اس کو عقیقہ اس سبب سے کہتے ہیں کہ عذاب پیدا کرنے والی اور رحمت سے خالی ہے۔ وہ ہوا جب قوم عاد پر آئی تو ان کے قصروں، قلعوں، شہروں، عمارتوں کو اور ہر ایک چیز کو مثل بالو کے بنا دیا جو ہوا میں اُڑتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا تَدْرُسُ مِنْ شَيْءٍ اَنْتَ عَلَيْهِ الْاَوْ جَعَلْتَهُ سَكًا لِّرَمِيمٍ (آیت سورۃ الذریت ۲۱)، یعنی وہ ہوا جس چیز تک پہنچتی تھی اس کو بوسیدہ ہڈی اور بوسیدہ گھاس کے مانند کئے بغیر نہ چھوڑتی تھی۔ اسی سبب سے ان شہروں میں ریگ رواں کی کثرت ہے کیوں کہ ہوانے ان شہروں کو اسی طرح ریزہ ریزہ کر دیا۔ وہ ہوا قوم عاد پر سات شب اور آٹھ روز تک مسلسل چلتی رہی۔ مردوں اور عورتوں کو زمین سے بلند کر کے سر کے بل پشکتی تھی۔ پہاڑوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکتی تھی جس طرح اُن کے مکانات کو کھود کر ریزہ ریزہ کر دیتی تھی۔ اسی سبب سے بالو میں پہاڑ نہیں ہوتے اور اسی وجہ سے خدا نے اس کو ذاتِ الہیہ فرمایا ہے کیونکہ قوم عاد کے لوگ پہاڑوں سے کھجے اور ستون پہاڑوں کی بلندی کے برابر تراشتے تھے اور ان کھجیوں کو نصب کرتے تھے۔ ایضاً وہب سے روایت ہے کہ قوم عاد کا انجام یہ ہوا کہ جس قدر بھی روئے زمین پر جن جن شہروں میں بالو ہیں وہ سب قوم عاد کے زمانہ میں اُن کے مسکن تھے۔ بالو پہلے بھی شہروں میں تھا، لیکن کم تھا۔ مگر آخر زمانہ میں زیادہ ہو گیا۔ اور وہ دراصل قوم عاد کے مضبوط قصر، قلعے، شہر، مکانات اور باغات وغیرہ تھے۔ اور اُن کے شہر عرب کے آباد ترین شہر تھے۔ ان میں نہریں اور باغات تمام شہروں سے زیادہ تھے۔ جب وہ لوگ سرکش پر آمادہ ہوئے اور بتوں کی پرستش کرنے لگے تو حق تعالیٰ اُن پر غضبناک ہوا اور بادِ عقیقہ اُن پر مسلط فرمایا جس نے اُن کے قصروں، شہروں، قلعوں، مکانوں اور منزلوں کو ریزہ ریزہ کر کے

بیت کے نیچے اور میدانِ قوم عاد کے مکانات و محلات ہیں۔

بالو بنا دیا۔ وہ لوگ تیرہ قبیلے تھے اور حضرت ہود علیہ السلام ان میں حسب و نسب اور بزرگی و ثروت والے تھے۔ ان کے پاس بہت دولت تھی اور وہ آدم سے بہت مشابہ تھے ان کا رنگ گندمی تھا۔ جسم پر بال بہت تھے اور وہ خوبصورت انسان تھے۔ آدم سے مشابہت میں حضرت یوسف علیہ السلام کے علاوہ ان کا کوئی مثل نہ ہوا۔ حضرت ہود علیہ السلام بہت زمانہ تک اپنی قوم میں رہے۔ اُن کو خدا کی طرف دعوت دیتے تھے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے اور لوگوں پر ظلم کرنے سے روکتے اور عذاب خدا سے ڈراتے تھے۔ لیکن اُن لوگوں نے سرکشی کی اور طریقہ باطل سے باز نہ آئے۔ وہ لوگ احقاف میں رہتے تھے۔ کوئی اُمت تعداد اور قوت و غضب میں اُن سے زیادہ نہ ہوئی۔ جب اُن لوگوں کو محسوس ہوا کہ ہوا اُن کی طرف آرہی ہے ہوڈ سے کہنے لگے کہ ہم کو ہوا سے ڈراتے ہو اور اپنے فرزندوں، مال اور دولت کو لے کر ایک درہ میں چلے گئے۔ خود اُس کے دروازہ پر کھڑے ہوئے تاکہ ہوا سے اپنے اہل و عیال اور مال کو بچائیں۔ لیکن ہوا اُن کے پیروں تک پہنچی، اُن کو زمین سے آسمان تک بلند کرتی پھر دریاؤں میں پھینک دیتی تھی۔ حق تعالیٰ نے پہلے اُن پر چیونٹیوں کو مسلط فرمایا تھا۔ وہ اُن کے بھی رفع کرنے پر قادر نہ ہو سکے۔ چیونٹیاں اُن کے کان، ناک، آنکھ اور منہ میں داخل ہوتی تھیں۔ آخر کار اُن لوگوں نے اپنے شہروں کا رہنا ترک کر دیا اور مال و دولت چھوڑ کر دُور چلے گئے۔ خداوند عالم نے پہاڑوں اور پتھروں کو اُن کا مسخر قرار دیا تھا اور محنت و مشقت کی ایسی طاقت بخشی تھی کہ نہ اُن سے پہلے کسی کو بخشی، نہ اُن کے بعد کسی کو عطا فرمائی۔ اُن میں سے اکثر دہنا اور بیرین اور عالج میں رہتے تھے جن کے حدود یمن اور حضرموت تک ہیں۔ اُن کی ہلاکت کے بعد حضرت ہوڈ مکہ میں اُن لوگوں کے ساتھ مقیم ہو گئے جو آپ پر ایمان لائے تھے اور اپنی وفات تک آپ نے مکہ ہی میں قیام فرمایا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے بھی ایسا ہی کیا اور اُس درہ روحا میں جو مکہ سے قریب ہے ستر ہزار پیغمبر ج کے قصد سے گئے ہیں سب کے لباس بال سے بنے ہوئے کپڑوں کے تھے۔ اُن کے اونٹوں کی مہار بھی بال سے بٹی ہوئی ڈوریوں کی تھی اور وہ مختلف تلبیہ کہتے تھے۔ انہی پیغمبروں کی جماعت سے ہود، صالح اور ابراہیم، موسیٰ، شعیب اور یونس علیہم السلام تھے۔ حضرت ہود علیہ السلام مرد تاجر تھے۔

بند معتبر علی بن یقطین سے منقول ہے کہ منصور دوانیقی نے یقطین کو ایک عابد کے قصر میں کنواں کھودنے کا حکم دیا۔ یقطین اس کے کھودنے میں مشغول ہوا اور مدتوں کھدواتا رہا۔

یہاں تک کہ منصور کا انتقال ہو گیا۔ لیکن اُس کنویں سے پانی نہ نکلا۔ جب مہدی کو اس کی اطلاع ہوئی اُس نے کہا کہ جب تک پانی نہ نکلے گا میں اس کو یقیناً کھود و اتار ہوں گا۔ خواہ تمام بیت المال صرف ہو جائے۔ تو یقیناً نے اپنے بھائی ابو موسیٰ کو تہنات کیا، وہ کنواں کھود و اتارنے میں مشغول ہوا اور اس قدر کھود وایا کہ زمین کی تہ میں سوراخ ہو گیا۔ اس جگہ سے ایک ہوا نکلی۔ کھودنے والے ڈرے اور یہ کیفیت ابو موسیٰ سے بیان کی۔ وہ کنویں کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ کو اس کے اندر اتار دو۔ کنویں کی کشادگی چالیس ہاتھ تھی۔ ایک محل رسیوں سے باندھا گیا اس میں ابو موسیٰ کو بٹھا کر لوگوں نے کنویں کے اندر اتارا۔ جب وہ کنویں کی تہ میں پہنچا اس سوراخ سے اُس کو سخت خطرہ محسوس ہوا۔ اُس نے اس کے نیچے ہوا کی آواز سنی۔ حکم دیا تو سوراخ کو بڑا کیا گیا اور دو شخصوں کو ایک محل میں بٹھا کر اس کے نیچے کی خبر لانے کے لیے سوراخ کے اندر اتار دیا۔ وہ دونوں ایک عرصہ تک اس کے اندر رہے پھر رسیوں کو حرکت دی تو محل کو اوپر کھینچا۔ ان دونوں نے بیان کیا کہ ہم نے عجیب امور مشاہدہ کیے۔ مردوں کو دیکھا جو سب پتھر ہو گئے ہیں ان کے مال و ظروف و مکانات ہر شے پتھر کی ہے۔ مرد و عورتیں لباس پہنے ہوئے ہیں۔ بعض بیٹھے ہیں بعض ایک پہلو سے سوتے ہیں۔ اور بعض تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ جب ہم نے ان کے کپڑوں کو ہاتھ لگایا وہ مثل عنبر کے ہوا میں اڑ گئے۔ اُن کے مکانات اپنے حال پر باقی ہیں۔ ابو موسیٰ نے یہ کیفیت مہدی کو لکھ بھیجی جس کو سن کر تمام علماء غرق حیرت ہو گئے اور کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ آخر مہدی نے مدینہ میں خط بھیجا اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو اس مشکل کے حل کے لیے طلب کیا۔ وہ حضرت عراق تشریف لے گئے۔ مہدی نے یہ واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ یسئیر حضرت بہت روئے اور فرمایا کہ یہ سب لقیہ قوم عاد ہیں۔ خداوند عالم نے اُن پر غضب فرمایا وہ مع اپنے مکانات کے زمین میں دھنس گئے اور یہ اصحاب احتقاف ہیں۔ مہدی نے پوچھا کہ احقاف کیا ہے؟ فرمایا ریت۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے ہود کو مبعوث کیا سام کی اولاد کے لوگ ایمان لائے جن کو آنحضرتؐ کے اوصاف معلوم ہو چکے تھے۔ لیکن دوسرے لوگ بادِ عقیقہ کے ذریعہ ہلاک ہوئے۔ ہود نے ان لوگوں کو حضرت صالحؑ کے بارے میں وصیت کی اور اُن کے مبعوث ہونے کی خوشخبری دی۔

بند معتبر آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ قوم ہود کی عمر چار سو سال کی ہوئی تھی پہلے خدا نے تین سال تک ان کو تھک و خشک سالی میں مبتلا کیا لیکن وہ لوگ اپنے کفر سے باز نہ

آئے۔ جب اُن پر قحط شدید ہوا انہوں نے ایک گروہ مکہ کی پہاڑیوں کی جانب روانہ کیا وہ لوگ کعبہ کی جگہ نہیں پہچانتے تھے کہ بارش کی دُعا کریں۔ جب وہ لوگ وہاں پہنچے اور دُعا کی تو تین قسم کے بادل آسمان پر بلند ہوئے۔ ان لوگوں نے پہلے اور دوسرے ابر کو پسند نہ کیا اور تیسرے ابر کو جس میں عذاب تھا اختیار کیا، وہی بادل اُن کی ہلاکت کا باعث ہوا۔ جب ہوا اُن کی طرف آئی اُن کے ایک رئیس خلیجان نامی نے ہود سے کہا کہ یہ ہوا جو آ رہی ہے اس میں کچھ مخلوق اُونٹ کی طرح معلوم ہوتے ہیں جو گزر لیئے ہوئے ہیں اور وہی اس ہلا کو ہمارے سر پہ لائے ہیں۔ ہود نے فرمایا کہ یہ خدا کے فرشتے ہیں خلیجان نے کہا کہ اگر ہم تمہارے خدا پر ایمان لائیں تو کیا خدا ہم کو ان فرشتوں پر مسلط کر دے گا کہ ہم ان سے اپنا انتقام لیں۔ ہود نے فرمایا کہ خدا گنہگاروں کو اپنے اطاعت کرنے والوں پر مسلط نہیں کرتا۔ خلیجان نے کہا ہمارے وہ لوگ جو ہلاک ہو چکے ان کے لئے کیا ہوگا؟ فرمایا خدا تجھ کو اُن کے عوض میں ایسے لوگ عطا کرے گا جو اُن سے بہتر ہوں گے خلیجان نے کہا کہ ان کے بعد زندگی کا کوئی کُٹھن نہیں۔ آخر وہ اپنی قوم کے ساتھ ہو گیا اور ہلاک ہوا۔

بسنہ معتبر موسیٰ ہے اصبع بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک نخلستان میں حضرت امیر المومنین کے ہمراہ گیا وہاں دیکھا کہ یہودیوں کا ایک گروہ اپنے ایک مردہ کو بیٹے ہوئے دفن کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ جناب امیر نے حضرت امام حسن سے فرمایا کہ پوچھو کہ یہ لوگ اس قبر کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ امام حسن علیہ السلام نے (دریافت کر کے) بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہود کی قبر ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ غلط کہتے ہیں۔ میں ان سے بہتر جانتا ہوں۔ یہ قبر یعقوب کے بیٹے ہود کی ہے۔ پھر فرمایا کہ اس جگہ ایک شخص اہل مہرہ سے ہے ایک مرد پیر نے کہا کہ میں ان میں سے ہوں۔ پوچھا تیرا مکان کہاں ہے؟ کہا مہرہ میں دریا کے کنارے۔ پوچھا کس قدر فاصلہ ہے اس مقام سے اس پہاڑ تک جس پر صوموہ ہے۔ کہا اُس جگہ سے قریب ہے۔ فرمایا کہ تیری قوم اس کے بارے میں کیا کہتی ہے؟ عرض کی کہتے ہیں کہ ایک ساحر کی قبر ہے۔ فرمایا کہ غلط کہتے ہیں۔ میں اُن سے بہتر جانتا ہوں۔ وہ ہود کی قبر ہے۔ لے

روایت معتبر میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ضربت کھانے کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھ کو نجف میں میرے دو بھائیوں ہود اور

لے موقف فرماتے ہیں کہ مؤرخوں اور مفسروں کے درمیان آنحضرت کی قبر کے مقام میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرات میں ایک فار کے اندر ہے اور اباب تاریخ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرات میں ایک سرخ چٹیلہ پر ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہود مکہ میں حجر اسماعیل کے اندر مدفون ہیں۔ ۱۲ منہ

صالح کی قبروں کے درمیان دفن کرنا۔ دوسری روایت میں حضرت امام حسنؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے پیرامیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ کو میرے بھائی ہودؑ کی قبر میں دفن کرنا۔ لہذا جو کچھ حدیث سابق میں بیان ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے اولاً محل دفن ہود علیہ السلام کی غرض رہی ہو۔ اور دفن کے بعد آدمؑ کے مانند آپ کے جسد مبارک کو نجف میں منتقل کر دیا ہو۔

بسموثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ہوا چلتی ہے اور سفید و سیاہ و زرد وغیرا اڑاتی ہے وہ سب قوم عاد کی بوسیدہ ہڈیاں اور ان کی عمارتوں کے ذرات ہیں اور معتبر حدیثوں میں قول حق تعالیٰ - اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمٍ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ رَاٰیكَ سُوْرَةُ الْاَنْزِلِ اکی تفسیر میں وارد ہوا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے قوم ہودؑ پر بادِ صرصر یعنی سخت یا سرد و روزِ نحس میں بھیجا جس کی نحوست دائمی ہے یا ان پر ہمیشہ رہے گی۔ اور احادیث معتبر میں وارد ہوا ہے کہ اس روزِ نحس مستمر سے مراد مہینے کا آخری چہار شنبہ ہے۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدا نے ہوا کے لیے ایک مکان مقرر فرمایا ہے جو مقفل ہے۔ اگر اس کا قفل کھول دیا جائے تو جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان میں ہے وہ ہوا سب کو نیست و نابود کر دے۔ وہ ہوا قوم عاد پر بقدر سوراخ انگشتی بھیجی گئی تھی۔ اور ہودؑ اور صالح اور شعیب اور اسمعیل اور محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین کی زبان عربی تھی۔

دوسری حدیث میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کے لوگ بہت بڑے و زشت خرم کے مانند لائے ہوئے تھے۔ ہاتھ سے پہاڑ کے ٹکڑے اکھاڑ لیتے تھے۔

وہ سب سے روایت ہے کہ ان آٹھ دنوں کو جن میں کہ ہوا قوم ہودؑ پر چلتی رہی عرب بردالحو ز کہتے ہیں۔ کیونکہ انہی دنوں میں زیادہ تر تمام ملکوں میں ہوائے سخت چلتی ہے اور شدید سردی پڑنے لگتی ہے۔ اسی سبب سے ان کو عجز سے نسبت دی ہے کیونکہ قوم عاد میں ایک بوڑھی عورت زمین میں داخل ہوئی۔ اسی کے عقب سے ہوا چلی اور آٹھویں روز اس قوم کو ہلاک کر ڈالا۔

حق تعالیٰ نے بہت سی آیتوں میں عاد کے قصہ کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرمایا ہے کہ ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا یعنی جو ان کے قبیلہ سے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ اے قوم خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا نہ کوئی پیدا کرنے والا ہے، نہ کوئی خدا ہے نہ کوئی معبود۔ کیا اس کے عذاب سے تم پر ہمیز نہیں کرتے ان کے بزرگ و

اشتراک جو کافر تھے کہنے لگے کہ ہم تم کو احق اور دروغ گو سمجھتے ہیں۔ ہود نے فرمایا کہ اے قوم میں سفینہ و نادان نہیں ہوں بلکہ میں عالموں کے پروردگار کی جانب سے بھیجا ہوا اور اس کا رسول ہوں۔ اُس کی رسالت اور پیغامات تم کو پہنچائے دیتا ہوں۔ اور تمہارا خیر خواہ و امین ہوں۔ کیا تم تعجب کرتے ہو اس سے جو تمہارے پروردگار کی جانب سے یاد دلانے والا آیا ہے یا تم میں سے وہ شخص جو تم کو خدا کے عذاب سے ڈراتا ہے۔ یاد کرو جب خدا نے تم کو قوم نوح کے بعد خلیفہ قرار دیا اور تمہارے لیے خلق میں وسعت زیادہ کی یعنی تم کو قوی و تنومند کیا۔ لہذا خدا کی نعمتوں کو یاد کرو شاید نجات پاؤ۔ ان لوگوں نے کہا کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم ایک خدا کی عبادت کریں اور ان بتوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباؤ اجداد پرستش کرتے تھے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم ہمارے لئے جو کچھ خدا کے عذاب کا وعدہ کرتے ہو لاؤ اگر تم سچے ہو۔ ہود نے کہا کہ یقیناً تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب نازل ہو چکا ہے۔ کیا تم لوگ ان چند ناموں کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کرتے ہو جن کے نام تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھے ہیں یعنی بتوں کے بارے میں جن کو تم نے اپنا خدا اور روزی دینے والا سمجھ رکھا ہے حالانکہ خدا نے ان سبھوں کے بارے میں کوئی حجت نہیں بھیجی ہے۔ لہذا خدا کے عذاب کا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ پس ہم نے ہود کو اور اُن کو جو لوگ اُن پر ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے نجات دی اور جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی تھی ان کا استیصال کر دیا کیونکہ وہ لوگ ایمان لانے والوں سے نہ تھے۔ (سورۃ الاعراف پ ۲۷-۲۸)

اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ عادی طرف ہم نے اُن کے بھائی ہود کو بھیجا جو کہتے تھے کہ اے قوم خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اور تم لوگ بڑے افترا پر واز ہو۔ اے میری قوم کے لوگو میں تم سے اپنی رسالت کا کوئی اجماع نہیں چاہتا۔ میرا اجر تو اُس کے ذمہ ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا ہے۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ اور اے قوم اپنے پروردگار سے آمرزش طلب کرو اور اس سے توبہ کرو تاکہ برسنے والا بادل تمہاری طرف بھیجے اور تمہاری قوت میں اضافہ کرے۔ میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں اس سے مجرم بن کر روگردانی نہ کرو۔ سرکشوں نے از روئے غنا و سرکشی کہا کہ اے ہود ہمارے لیے کوئی بیتہ و معجزہ تو تم لائے نہیں ہو ہم لوگ تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو ترک کرنے والے نہیں ہیں اور نہ تم پر ایمان لانے والے ہیں۔ ہم سوائے اس کے کچھ نہیں کہتے ہیں کہ ہمارے خداؤں نے تم کو دیوانہ کر دیا ہے اس سبب سے کہ تم نے

ان کے شان میں گستاخی کی ہے۔ ہوؤ نے فرمایا کہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں اور تم لوگ بھی گواہ رہو کہ میں اس بات سے بیزار ہوں کہ تم نے میرے پروردگار کا شریک کا قرار دیا ہے اور تم سب کے سب بل کر میرے ساتھ مسکاری کرو اور مجھ کو مہلت نہ دو پھر بھی تم مجھ کو ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ یہی میرا معجزہ ہے۔ بیشک میں نے اپنے خدا پر بھروسہ کیا ہے جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے۔ اور رُوئے زمین پر جتنے چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اسی کے ہاتھ میں ہے یعنی وہ مقہور ہے۔ یقیناً خلق و رزق و اتمام حجت و ہدایت و انتقام و عذاب میں میرا پروردگار راہِ راست پر ہے۔ تو اگر قبول نہیں کرتے اور روگردانی کرتے ہو تو کرو۔ میں نے تو یقیناً تم تک وہ سپینم پہنچا دیا جس کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اور میرا پروردگار تم سب کو ہلاک کر گیا اور دوسری قوم کو تمہارا جانشین قرار دے گا جس کو تمہاری ہلاکت سے کوئی ضرر نہ پہنچائے گا۔ یقیناً میرا پروردگار تمام چیز پر مطلع اور حافظ ہے۔ اور جب ہمارا حکم عذاب کی شکل میں آیا تو ہم نے ہوؤ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے نجات دی اور عذاب سخت سے بچا لیا۔ (آیہ ۸۱ سورۃ ہود پل)

دوسرے مقام پر فرمایا کہ قوم عاد نے مسلیں کی تکذیب کی جس وقت کہ ان کے بھائی ہوؤ نے اُن سے کہا کہ تم لوگ عذاب خدا سے کیوں نہیں ڈرتے۔ میں تو یقیناً تمہارے لیے رسول امین ہوں۔ لہذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے تبلیغ رسالت کے عوض میں کوئی اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو عالمین کے پروردگار پر ہے۔ کیا تم ہر بلندی پر یا ہر راستہ پر ایک نشانی بناتے ہو (حالانکہ وہ عبث و بے کار ہے) اور جھیل کرتے ہو۔

بعضوں نے کہا کہ وہ لوگ راستوں پر اور بلندیوں پر مینارے بناتے اور اُس پر بیٹھتے تاکہ جو کوئی اُدھر سے گزے اُس سے مذاق و مسخرہ پن کریں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ کبوتروں کے واسطے بے فائدہ اپنی تفریح کے لیے جرجیاں بناتے تھے اور قصر بلند اور مستحکم عمارتیں تیار کرتے تھے کہ شاید ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ جب کسی پر ہاتھ بڑھاتے تھے تو نہایت ظلم و سختی کے ساتھ۔ لہذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور اُس سے ڈرو جس نے کہ تمہاری مدد یعنی اعانت کی ہے اس چیز سے جو تم جانتے ہو یا وہ نعمتیں پہاڑے تمہارے لیے بھیجی ہیں جن کو تم جانتے ہو کہ اس نے چہار پایوں اور اولادوں اور باغوں اور چشموں کے ذریعہ سے تمہاری امداد کی ہے۔ میں تمہارے لیے ایک بڑے عذاب کے روز سے ڈرتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے لیے برابر ہے

چاہے تم نصیحت کرو یا نہ کرو۔ اور جو کچھ تم کہتے ہو سوائے جھوٹ کے کچھ نہیں ہے جیسا کہ تم سے پہلے پیغمبروں نے کہا اور ہم لوگ سزاوار عذاب نہیں ہیں۔ اور ہمدانی علیہ السلام کو جھوٹ کے ساتھ منہم کر کے چھوڑ دیا۔ لہذا ہم نے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ (آیت ۱۳۹ تا ۱۴۱ سورۃ شورا پٹا)

اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ اے محمد تمہاری بات سے تمہاری قوم اگر روگردانی کرے تو کہہ دو کہ ہم تم کو عادی و شادی طرح عذاب اور صعوبت سے ڈراتے ہیں جس وقت کہ اُن کے پاس پیغمبرانِ خدا اُن کے سامنے اور پیچھے سے آئے اور کہا کہ سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ تو وہ لوگ کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو کوئی اپنا فرشتہ بھیجتا۔ ہم لوگ تو اُس بات کو نہیں مانتے جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو۔ اور عادی قوم نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور کہنے لگے کہ کس کی طاقت ہم سے زیادہ ہوگی۔ کیا نہیں جانتے تھے کہ جس خدا نے اُن کو خلق کیا ہے اُس کی قوت اُن سے بہت زیادہ ہے۔ وہ لوگ ہماری نشانہوں سے انکار کرتے تھے لہذا ہم نے اُن پر سخت و سہرہوا چند شخصوں میں بھیجی تاکہ ان کو دنیا کی زندگی میں خوار کرنے والا عذاب دکھائیں پھر آخرت میں بھی ذلیل کرنے والا عذاب ہے اور اُن لوگوں کی مدد نہ کی جائے گی۔ (آیت ۱۲ تا ۱۵ سورۃ حم سجدہ پٹا)

دوسری جگہ فرمایا ہے کہ یاد کرو برادرِ عادی کہ جس وقت کہ اس نے اپنی قوم کو ڈرایا جو کہ احقاف میں رہتے تھے حالانکہ اس سے پہلے ڈرانے والے اُن کے آگے پیچھے سے گزر چکے تھے (اس نے کہا) یہ کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو اس لیے کہ میں تمہارے لیے ایک سخت روز کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ کیا تم ہم لوگوں کو ہمارے خداؤں سے بہکانے آئے ہو (اچھا تو) ہمارے لیے جس عذاب کا وعدہ کرتے ہو اگر تم سچے ہو تو لاؤ۔ اس نے کہا عذاب کے آنے کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہے۔ میں تو جن احکام کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اُس سے تم کو ڈراتا ہوں۔ لیکن میں تم میں سے ایک کو وہ کو حماقت کرنے والا اور نادان پاتا ہوں۔ پھر جب ان لوگوں نے عذاب کو دیکھا کہ ایک مستقل ابرائ کی وادیوں پر گھرا تھا تو کہنے لگے کہ یہ ہم پر برسنے والا بادل ہے۔ ہٹو دے کہ یہ وہ چیز ہے جس (کے طلب کرنے) میں تم نے تعجیل کی۔ یہ ایک ہوا ہے جس میں دروناک عذاب ہے جو ہر اُس چیز کو فنا کر دے گی جس پر اپنے پروردگار کے حکم سے چلے گی۔ اس کے بعد ان لوگوں نے اس حال میں صبح کی کہ اُن کے مکانات کے سوا کچھ نہیں دکھائی دیتا تھا۔ ہم گنہگاروں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں (آیت ۲۵ سورۃ الاحکاف پٹا) اہل تفسیر نے ذکر کیا ہے کہ ہٹو دے ایک احاطہ بنایا تھا۔ جس میں آہٹ اور وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے پناہ گزین ہو گئے تھے وہ ہوا اُن لوگوں

تک نہیں پہنچتی تھی مگر اسی قدر کہ ان کی فرحت کا سبب ہو۔ اور قوم عادی اٹھا کر اس قدر بلند کرتی تھی کہ وہ ایک ٹڈی کے مانند معلوم ہوتے تھے اور پھر ان کو سر کے بل پہاڑوں پر پہنچتی تھی جس سے ان کی ہڈیاں چور چور ہو جاتی تھیں۔ اس کو روکنے کے لیے ان لوگوں نے عمارتیں اور مضبوط دیواریں بنائی تھیں جب ان میں وہ لوگ داخل ہوتے تھے ان کے پیچھے ہوا بھی داخل ہوتی تھی اور ان کو باہر نکال کر اڑالے جاتی تھی۔

فصل دوم { شدید اور شداد اور ارم ذات العباد کا بیان :-

ابن بابویہ اور شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص عبداللہ بن قلاب نامی اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلا جو گم ہو گیا تھا۔ وہ اس کو عدن کے جنگلوں اور بیابانوں میں تلاش کرتا پھرتا تھا۔ انہی بیابانوں میں اس کو ایک شہر نظر آیا جس کے گرد ایک حصار تھا۔ چاروں طرف بہت سے قصور بے شمار علم بلند تھے۔ اور قریب پہنچا۔ سمجھا کہ اس میں آبادی ہوگی۔ وہاں وہ اپنے اونٹ کے بارے میں معلوم کرے گا۔ لیکن کسی کو اس شہر میں داخل ہوتے ہوئے نہ دیکھا تو شہر سے باہر آیا اور اپنے ناقہ سے اتر کر اس کو ایک طرف باندھ دیا اور اپنی تلوار بنیام سے نکال کر شہر کے دروازہ سے داخل ہوا۔ اس کو دو بڑے دروازے اور نظر آئے جس سے بڑے اور اونچے دنیا میں کسی نے نہ دیکھے ہوں گے۔ ان دروازوں کی کڑیاں نہایت خوشبودار اور باقوت زرد و سرخ سے مرصع تھیں جن کی روشنی سے تمام مکانات روشن تھے۔ یہ دیکھ کر وہ نہایت متعجب ہوا۔ پھر اس نے ایک دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا اس میں بھی ایک شہر دیکھا جو بے مثل و بے نظیر تھا۔ اس میں ایسے قصور نظر آئے جن کے ستون زبرجد اور باقوت سرخ سے بنائے گئے تھے۔ ہر قصر کے اوپر کھڑکیاں تھیں اور ہر کھڑکی کے اوپر ایک دوسری کھڑکی تھی۔ وہ سب سونے، چاندی، مروارید، باقوت اور زبرجد سے بنی ہوئی تھیں۔ ان قصروں کے دروازے بھی شہر کے دروازوں کے مانند تھے جن کی کڑیاں نہایت خوشبودار اور باقوت سے مرصع تھیں۔ ان قصروں کے فرش مروارید اور مشک زعفران کے غلولوں سے بنے ہوئے تھے۔ اس نے ان عمارتوں کو جب دیکھا اور کسی کو وہاں نہ پایا تو خوف زدہ ہوا ان قصروں کے چاروں طرف کھڑکیاں تھیں جن میں درخت لگے ہوئے تھے اور ان میں پھل لٹک رہے تھے ان کے نیچے نہریں جاری تھیں۔ اس نے گمان کیا کہ شاید وہی بہشت ہے جس کا خدا نے نیکوں کے لیے وعدہ کیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ دنیا ہی میں اس نے مجھے بہشت میں داخل کیا۔ پھر اس نے ان مروارید، مشک اور زعفران کے غلولوں سے جس قدر کہ لے سکتا تھا لے لیا لیکن زبرجد و باقوت کا کوئی دانہ نہ اٹھا سکا۔

اور باہر آیا اور اپنے ناقہ پر سوار ہو کر جس راہ سے آیا تھا واپس ہو کر یمن میں پہنچا۔ وہاں ان مروارید، زعفران و مشک کی گولیوں کو دکھایا اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا اور ان موتیوں کو فروخت کیا جو کہ امتداد زمانہ کے سبب زرد و متغیر ہو گئے تھے۔ یہ شہر مشہور ہوئی اور معاویہؓ تک پہنچی تو اس نے والی صنعا کے پاس قاصد بھیجا کہ اس شخص کو میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ وہ شخص معاویہ کے پاس آیا۔ اُس نے اس کو تنہائی میں بلا کر حالات دریافت کیے اُس نے معاویہ سے کل واقعہ بیان کیا۔ معاویہ نے کعب الاحبار کو بلا کر پوچھا کیا تو نے سنا یا کتبوں میں دیکھا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا شہر ہے جو سونے اور چاندی سے بنایا گیا ہے جس کے ستون اور کھمبے یا قوت اور زبرد کے ہیں اور اس کے قصر کھڑکیاں اور فرش مروارید کے ہیں اور اس کی کاریوں میں درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ کعب نے کہا ہاں۔ اس شہر کو عاد کے بیٹے شداد نے تعمیر کیا تھا۔ وہی ارم ذات العباد ہے جس کا ذکر خدا نے قرآن میں کیا ہے۔ اور اس کی تعریف میں فرمایا ہے لَمْ يَخْلُقْ مِثْلَهَا فِي الْبِلَادِ۔ یعنی شہروں میں اس کا مثل نہیں خلق ہوا ہے۔ معاویہ نے کہا کہ اُس کا حال مجھ سے بیان کر۔ کعب نے کہا کہ قوم عاد کے علاوہ ایک شخص عاد والی تھا اُس کے دو پسر تھے۔ ایک کا نام شدید دوسرے کا شداد تھا۔ جب عاد مر گیا تو اس کے یہ دونوں بیٹے بادشاہ ہوئے اور شدت کے ساتھ غلبہ حاصل کیا یہاں تک کہ اہل مشرق و مغرب سب نے اُن کی اطاعت کی۔ شدید پہلے مر گیا اور شداد بلا نزاع تمام دنیا کی بادشاہی میں مستقل ہوا۔ وہ کتابوں کے پڑھنے میں نہایت حریص تھا۔ جب وہ بہشت کا ذکر سنتا تھا کہ اُس میں یا قوت و زبرد و مروارید کی عمارتیں ہیں تو چاہتا تھا کہ دنیا میں بھی اُس کے مثل خدا کے مقابلہ میں ایک بہشت بنائے۔ غرض سو آدمیوں کو اُس بہشت کے بنانے پر مامور کیا اور اُن میں سے ہر ایک کی مدد کو ہزار ہزار آدمی مقرر کئے اور کہا کہ جا کر ایک بہت بہتر اور تمام بیابانوں سے کشادہ میدان تلاش کرو اور اُس میں میرے لیے ایک شہر سونے چاندی یا قوت و زبرد اور مروارید کا تیار کرو اُس کے ستون زبرد کے بناؤ اُس میں قصر تیار کرو اور اُن قصروں پر کھڑکیاں بناؤ اور اُن کھڑکیوں پر بھی کھڑکیاں تیار کرو۔ اُن قصروں کے نیچے مختلف میوؤں کے درخت لگاؤ اور نہریں جاری کرو جیسا کہ میں نے کتابوں میں بہشت کے اوصاف دیکھے ہیں چاہتا ہوں کہ اُسی کے مثل دنیا میں ایک شہر تعمیر کروں اُن لوگوں نے کہا کہ اس قدر جواہرات اور سونا چاندی کہاں سے آئے گا کہ ایسا شہر تعمیر کریں۔ شداد نے کہا کہ شاید تم لوگ نہیں جانتے کہ دنیا کے تمام ممالک میرے قبضہ میں ہیں۔ ان لوگوں نے کہا ہاں جانتے ہیں۔ اس نے کہا کہ سونے چاندی اور جواہرات کے کانوں پر ایک ایک گروہ کو موکل کرو تاکہ جس قدر تم کو

ضرورت ہو وہ لوگ جمع کریں۔ علاوہ ازیں اور لوگوں کے پاس جس قدر سونا چاندی ہو حاصل کرو۔ چنانچہ اس غرض کے لیے بادشاہان مغرب و مشرق کو فرمان لکھے گئے اور لوگ دس سال تک جواہرات جمع کرتے رہے۔ پھر تین سو سال کی مدت میں وہ شہر تیار کیا گیا۔ شداد کی عمر نو سو سال کی تھی۔ لوگوں نے اس کو اطلاع دی کہ ہم بہشت کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو اُس نے کہا اُس کے گرد ایک حصار تیار کرو اور اس حصار کے چاروں طرف ہزار ہزار قصر بناؤ اور ہر قصر کے پاس ہزار ہزار علم نصب کرو کیونکہ ہر قصر میں میرا ایک وزیر ساکن ہوگا۔ یہ سنکر وہ لوگ واپس گئے اور اس کی خواہش کے مطابق سب کچھ تیار کر کے اس کے پاس واپس آئے اور اطلاع کی کہ سب کچھ تعمیر کر چکے۔ تب اُس نے حکم دیا کہ لوگ ارم ذات العماو چلنے کی تیاری کریں تو لوگ دس سال تک سامان سفر تیار کرتے رہے پھر شداد اپنے لشکر اور رعایا کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب اس ارم کے قریب پہنچا اور ایک شب کی مسافت باقی رہ گئی حق تعالیٰ نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر آسمان سے ایک آواز بھیجی جس کو سنکر سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ نہ وہ خود ارم میں داخل ہو سکا اور نہ اس کے ساتھیوں میں سے کوئی جاسکا۔ (لے معاویہ) تیرے زمانہ میں مسلمانوں میں سے ایک شخص سُرخ رُو، سُرخ بالوں والا، کوتاہ قد جس کے ابرو اور گردن خالی ہوں گے اپنا اونٹ تلاش کرتا ہوا اُس بہشت میں داخل ہوگا۔ وہ شخص معاویہ کے پاس موجود تھا جب کعب نے اُس کو دیکھا کہا خدا کی قسم یہی مروہ ہے۔ پھر آخر زمانہ میں دینِ حق کے پیرو اُس بہشت میں داخل ہوں گے۔

ابن بابویہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کتابِ معمرین میں دیکھا ہے جس میں ہشام بن سعد سے منقول ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے اسکندریہ میں ایک پتھر دیکھا جس میں لکھا تھا کہ میں شداد بن عادی ہوں جس نے ارم ذات العماو تعمیر کیا جس کے مانند کوئی شہر مخلوق نہیں ہوا اور بہت سے لشکر تیار کیے اور اپنے قوت بازو سے میدانوں کو ہموار کیا اور قصر ہائے ارم تیار کرائے جس وقت کہ پیری اور موت نہ تھی۔ اور پتھر نرمی میں پھول کے مانند تھے۔ اور میں نے بہت سا خزانہ بارہ منزل تک دریا میں ڈال دیا جس کو کوئی نکال نہ سکے گا۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اُس کو باہر لائے گی۔

باب ششم

حضرت صالح علیہ السلام او ان کے ناقہ اور قوم کے حالات

واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے اس قصہ کو بھی قرآن میں بہت جگہ غفلوں کی تنبیہ اور اس امت کے جاہلوں کی نصیحت کے لئے بیان فرمایا ہے۔ پہلے ہم بعض آیتوں کا ظاہری ترجمہ بیان کرتے ہیں تاکہ معتبر حدیثیں اس کے مطابق بیان ہو سکیں۔ خدا نے سورۃ اعراف میں فرمایا ہے کہ ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا جو کہتے تھے کہ اے میری قوم کے لوگو خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ بے شبہ تمہاری طرف اس کی جانب سے ہدایت اور معجزہ آچکا ہے یہ ہے اونٹنی خدا کی بھیجی ہوئی تمہارے واسطے آیت و نشانی ہے۔ اس کو چھوڑ دو تاکہ یہ خدا کی زمین میں گھوم پھر کر اپنا رزق کھائے اور اس کو تکلیف نہ پہنچاؤ ورنہ تم پر عذاب دروناک نازل ہو گا۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ خدا نے تم کو عاد کے بعد خلیفہ بنایا اور زمین میں جگہ دی تاکہ نرم زمینوں میں محل بناؤ حالانکہ تم پہاڑوں میں مکانات بناتے ہو۔ تو خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد نہ کرو۔ ان کے سر پر ہار دہ لوگوں نے جو حق قبول کرنے سے تکبر کرتے تھے ان غریبوں سے جو حضرت صالحؑ پر ایمان لائے تھے اور جن کو ان لوگوں نے کمزور کر رکھا تھا کہا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ صالحؑ اپنے پروردگار کی جانب سے بھیجے گئے ہیں۔ ان مؤمنین نے جواب دیا کہ صالحؑ جن پیغامات کے ساتھ بھیجے گئے ہیں ہم ان پر ایمان لا چکے ہیں۔ ان لوگوں نے جو مغرور تھے کہا کہ جس پر تم ایمان لائے ہو ہم لوگ تو اس کو نہیں مانتے۔ پھر ان لوگوں نے ناقہ کے پیر قطع کر دیئے اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور حضرت صالحؑ سے کہا کہ ہمارے لئے وہ (عذاب) لاؤ جس کا وعدہ کرتے ہو اگر تم پیغمبر ہو۔ تو ان لوگوں کو زلزلہ نے گھیر لیا بعض کہتے ہیں کہ وہ صدائے مہیب تھی۔ بعض صاعقہ کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک ایسی آواز تھی جس کی شدت سے زمین کو زلزلہ ہوا اور وہ لوگ اپنے مکانات میں مڑ کر سروراکھ کے مانند ہو گئے۔ پھر صالحؑ نے ان کی طرف سے منہ پھیر کر کہا اے میری قوم میں نے اپنے پروردگار کی رسالت تم کو پہنچادی اور تم کو نصیحت کی لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتے (سورۃ اعراف آیت ۹۱ تا ۹۳) پ

اور سورۃ ہود میں فرمایا ہے کہ ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا جو کہتے تھے

اے میری قوم کے لوگو خدا کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے تم کو زمین کی مٹی سے پیدا کیا اور تم کو بڑی بڑی عمریں دیں یا زمین کو تمہاری زندگی تک قائم رکھا تو خدا سے آمرزش طلب کرو اور توبہ کرو اس کی طرف رجوع کرو اس لئے کہ میرا پروردگار توبہ کرنے والوں سے نزدیک ہے اور دعا کا قبول کرنے والا اور مددگار ہے۔ اُن لوگوں نے کہا اے صالحؑ اس سے پہلے تم یقیناً ہمارے درمیان ہماری اُمیدوں کے محل تھے۔ کیا تم ہم کو اُسے پوجنے سے منع کرتے ہو جس کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے ہم یقیناً اس کے بارے میں شک میں ہیں جس کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو اور ہم تم کو اتہام کرنے والا سمجھتے ہیں۔ صالحؑ نے فرمایا اے قوم مجھے یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے پروردگار سے روشن دلیل پر ہوں اور اُس نے مجھے اپنی جانب سے بڑی رحمت و نبوت عطا کی ہو تو اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو مجھے عذاب سے کون بچائے گا۔ لہذا اگر بغیر کسی نقصان کے میں تمہاری بات مان لوں تو زیادتی نہ کرو۔ اور اے میری قوم کے لوگو یہ خدا کا ناقہ ہے یہ تمہارے لیے (میرے نبوت کا) معجزہ ہے۔ لہذا اس کو (اس کے حال پر) چھوڑ دو کہ یہ خدا کی زمین میں چل پھر کر کھائے۔ اور اس کو تکلیف نہ پہنچاؤ (ایسا نہ ہو) کہ تم کو جلد عذاب گھیر لے۔ ان لوگوں نے ناقہ کو پئے کر دیا۔ تب صالحؑ نے کہا میں روز اپنے گھروں میں (زندگی سے) اور فائدہ اٹھاؤ کیونکہ اس سے زیادہ تم کو مہلت نہیں ہے یہ خدا کا وعدہ ہے جو کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ جب ان کے لئے ہمارے عذاب کا حکم آپہنچا تو صالحؑ کو اور اُن لوگوں کو جو ان پر ایمان لائے تھے ہم نے اپنی رحمت سے نجات دی اور اُس روز کی ذلت سے بچا لیا یقیناً تمہارا پروردگار ہر چیز پر قادر اور تمام امور پر غالب ہے۔ اور ان لوگوں کو صدائے عظیم نے گھبرا دیا۔ جن لوگوں نے ظلم کیا تھا وہ لوگ اپنے گھروں میں مردہ ہو گئے گویا کہ کبھی اُن مکانوں میں تھے ہی نہیں۔ یقیناً ثمودؑ (کی قوم والے) اپنے پروردگار کے مُنکر ہو گئے تو خدا کی رحمت اُن سے دُور ہو گئی۔ (آیت ۶۸ سورۃ ہود پ)

اور سورۃ حجر میں فرمایا ہے کہ بے شک اصحابِ حجر نے پیغمبرانِ مرسل کی تکذیب کی (حجر شہر یا وادی کا نام ہے جس میں قوم صالحؑ ساکن تھی) اور ہم نے اپنے معجزات و نشانیاں پیغمبروں کو عطا کیں۔ وہ قوم ان معجزوں سے رُوگردانی کرنے والی تھی۔ اور وہ لوگ جب کہ بلاؤں سے بے خوف تھے تو پہاڑوں کو کاٹ کر مکانات بناتے تھے تو ان لوگوں کو صبح ہوتے ہوتے صدائے مہیب نے لے ڈالا۔ پھر اُن کو اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا جو کچھ وہ کر چکے تھے۔ (آیت ۸۲ سورۃ حجر پ)

پھر سورۃ شعراء میں فرمایا ہے کہ ثمود نے پیغمبروں کی تکذیب کی جس وقت کہ اُن سے صالحؑ

نے کہا کیا تم خدا کے عذاب سے خوف نہیں کرتے تحقیق کہ میں تمہارے لیے امین رسول ہوں لہذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تبلیغ رسالت کے عوض میں کوئی مزدوری نہیں چاہتا۔ میری اجرت تو عالموں کے پروردگار کے ذمہ ہے۔ کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم ہمیشہ ان نعمتوں میں چھوڑ دیئے جاؤ گے جو تم کو حاصل ہیں اور اطمینان سے ان باغوں چشموں، زراعتوں اور نخلستانوں میں جن کے میوے نرم اور لطیف ہیں موت یا عذاب سے بے خوف ہو کر رہو گے؟ اور نہایت کاریگری کے ساتھ پہاڑوں کو تراش کر مکانات بناتے ہو۔ لہذا عذاب خدا سے پرہیز کرو اور میری اطاعت کرو اور زیادتی کرنے والوں کی پیروی نہ کرو جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور کسی امر کی اصلاح نہیں کرتے۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم سوائے جادوگر کے کچھ نہیں ہو تم تو دیوانے ہو گئے ہو تم ہماری طرح بس انسان ہو۔ تو اگر تم سچے ہو تو کوئی نشانی لاؤ۔ صالح نے کہا کہ یہ اونٹنی ہے جس کے لیے ایک روز پانی کا لینا مقرر ہے اور ایک روز تمہارے لیے کیونکہ یہ مقرر ہوا تھا کہ ایک روز وہ اونٹنی اُن کی تمام وادی کا پانی پئے اور اس قدر دودھ دے کہ تمام شہر والوں کے لیے کافی ہو اور ایک روز اہل شہر کے حیوانات پانی پئیں۔ اور اونٹنی پانی کے قریب نہ جائے۔ صالح نے کہا کہ اس ناقہ کو کوئی تکلیف نہ دینا ورنہ تم کو عذاب کا ایک سخت روز دیکھنا ہو گا۔ لیکن ان لوگوں نے ناقہ کو پے کر دیا اور ندامت کے ساتھ صبح کی اور عذاب نے ان کو گھیر لیا۔ (آیہ ۵۸ تا ۶۱ سورۃ شعرا پ)

قطب راوندی نے کہا ہے کہ صالحؑ ثمود کے بیٹے وہ عاتر کے، وہ ارم کے، وہ سام کے اور وہ نوح کے فرزند تھے۔ اور مشہور یہ ہے کہ صالحؑ پسر عبید پسر آصف پسر اسخ پسر عبید پسر حاور پسر ثمود پسر عاتر پسر ارم پسر سام پسر نوحؑ تھے۔ بسند معتبر منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے ان آیات کریمہ کی تفسیر دریافت کی جن کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ثمودیوں نے ڈرانے والے پیغمبروں کو دروغ سے نسبت دی اور کہنے لگے کہ اپنے ایسے ایک انسان کی ہم لوگ کیا متابعت کریں۔ ہم تو گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کیا خدا کی کتاب اور پیغمبر ہی ہمارے درمیان اُسی پر نازل ہوئی ہے بلکہ وہ نہایت دروغ گو اور زیادتی کرنے والا ہے (آیہ ۲۵ تا ۲۷ سورۃ الفرقان) حضرت نے فرمایا کہ یہ باتیں اُس وقت ہوئیں جبکہ ان لوگوں نے صالحؑ کی تکذیب کی اور حق تعالیٰ نے کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا مگر پہلے پیغمبروں کو اُن کے پاس بھیجا تا کہ وہ خدا کی حجت ان پر تمام کریں۔ غرض خدا نے صالحؑ کو اُن کی طرف بھیجا انہوں نے اُن کو خدا کی طرف بلایا لیکن ان لوگوں نے قبول نہ کیا بلکہ نہایت سختی کے

سہ موافقت فرماتے ہیں کہ اکثر آیتوں کی تفسیر احادیث کے تذکرہ کے ساتھ بیان کی جائے گی۔ ۱۲ منہ

ساتھ سرکشی کی اور کہنے لگے کہ تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہمارے لیے اس پتھر سے شتر مادہ باہر نہ لاؤ گے جو دس مہینہ کا حمل رکھتی ہو۔ وہ لوگ اس پتھر کی تنظیم اور پریش کرتے تھے ہر سال اس کے لیے قربانیاں کرتے تھے اور اس کے گرد جمع ہوتے تھے۔ پھر حضرت صالحؑ سے ان لوگوں نے کہا کہ اگر تم پیغمبر اور رسول ہو جیسا کہ بیان کرتے ہو تو اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ ہمارے لیے اس پتھر سے ایک شتر مادہ جو دس ماہ کا حمل رکھتی ہو باہر لائے تو خدا نے اُن کی خواہش کے مطابق ایک ناقہ اُس پتھر سے ظاہر کیا اور حضرت صالحؑ کو وحی کی کہ اُن لوگوں سے کہہ دو کہ خدا نے پانی ایک روز ناقہ کے لیے مخصوص کیا ہے اور ایک روز تم لوگوں کے لیے۔ اُونٹنی اپنے باری کے دن تمام پانی پی لیتی تھی۔ پھر لوگ اس کا دودھ دوہتے اور تمام چھوٹے اور بڑے اس روز اس کے دودھ سے سیراب ہو جاتے تھے اور دوسرے روز شہر کے لوگ اور تمام حیوانات پانی سے سیراب ہوتے اس روز اُونٹنی پانی نہیں پیتی تھی۔ اسی صورت سے جب تک خدا نے چاہا سیر ہوئی۔ پھر ان لوگوں نے سرکشی کی اور آپس میں مشورہ کیا کہ اس ناقہ کو پے کر دو اور چین کرو۔ ہم اس پر راضی نہیں ہیں کہ ایک روز پانی اس کے لئے ہو اور ایک روز ہمارے لیے۔ جو اُس کو مار ڈالے جو کچھ مانگے ہم اُس کو اجرت دیں گے۔ یہ سُن کر ایک مرد سُرخ رو سُرخ بالوں والا کبود چشم اُن کے پاس آیا جو دلدار تھا اس کے باپ کا پتہ نہ تھا اُس کو قدار کہتے تھے۔ نہایت شفیق اور اُن لوگوں کے لئے غص تھا۔ ان لوگوں نے اُس کے لئے اجرت مقرر کی۔ جب اُونٹنی اپنی باری کے روز پانی کی طرف گئی اور پانی پی کر واپس ہوئی تو اُس شخص نے اُس کو تلوار سے ایک ضربت لگائی جس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ پھر دوسری ضربت لگا کر اُس کو مار ڈالا۔ وہ ایک پہلو کے بل زمین پر گر پڑی تو اُس کا بچہ پہاڑ پر بھاگا اور تین مرتبہ آسمان کی طرف منہ کر کے فریاد کی۔ پھر تمام قوم صالحؑ جمع ہوئی اور ہر ایک نے اُس اُونٹنی کو ضربت لگانے میں شرکت کی اور اُس کے گوشت کو آپس میں تقسیم کر لیا اور کوئی چھوٹا اور بڑا باقی نہ رہا جس نے اُس کا گوشت نہ کھایا ہو جب حضرت صالحؑ علیہ السلام نے یہ حال ملاحظہ فرمایا اُن کے پاس آئے اور کہا لوگو تم نے یہ کیا غضب کیا کہ اپنے پروردگار کی نافرمانی کی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے حضرت صالحؑ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تمہاری قوم نے بغاوت اور سرکشی کی اور اُونٹنی کو مار ڈالا جسے میں نے اُن کی طرف بھیجا تھا کہ اُن کے درمیان حجت ہو۔ اور اس اُونٹنی کے رہنے سے اُن کا کوئی نقصان نہ تھا بلکہ اُن کے لئے بہت بڑی نعمت تھی۔ لہذا اُن سے کہہ دو کہ میں اپنا عذاب تین روز میں بھیجوں گا۔ اگر انہوں نے توبہ نہ کی اور سرکشی سے باز نہ آئے تو ضرور اُن پر عذاب نازل کروں گا۔ حضرت صالحؑ اُن کے پاس آئے

اور فرمایا کہ لوگوں میں تمہارے پروردگار کا رسول ہوں وہ فرماتا ہے کہ اگر توبہ کرو گے اور سرکشی سے باز آؤ گے اور استغفار کرو گے تو تمہارے گناہ بخش دیں گے اور تمہاری توبہ قبول کر دیں گے۔ حضرت نے جب اُن سے یہ فرمایا اُن کی بغاوت و سرکشی اور زیادہ ہوئی۔ ان لوگوں نے کہا اے صالح جو کچھ تم سے وعدہ کرتے ہو اگر سچے ہو تو لاؤ۔ صالح نے فرمایا کہ یقیناً کل صبح تمہاری اس حالت میں ہوگی کہ تمہارے چہرے زرد ہوں گے اور دوسرے روز سُرخ اور تیسرے روز تمہارے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ غرض وعدہ کے مطابق پہلے روز صبح کو ان کے چہرے زرد ہو گئے۔ اس وقت ایک نے دوسرے کے پاس جا کر کہا کہ صالح نے جو کچھ کہا تھا وہ عذاب تمہاری طرف پہنچا۔ تو سرکشی و بغاوت کرنے والوں نے کہا کہ ہم لوگ صالح کی بات نہ قبول کریں گے اور اُن کے قول کو نہ مانیں گے خواہ صحیح ہو۔ پھر جب دوسرا دن آیا اُن کے چہرے سُرخ ہو گئے پھر اُن میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ جو کچھ صالح نے کہا تھا وہ عذاب آگیا۔ لیکن اُن کے سرکشوں نے کہا کہ ہم ہلاک ہو جائیں گے مگر صالح کی بات نہ مانیں گے اور اپنے خداؤں کی عبادت ترک نہ کریں گے جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے۔ نہ اُن لوگوں نے توبہ کی اور نہ اپنی سرکشی سے باز آئے۔ جب تیسرا روز آیا اُن کے چہرے سیاہ ہو گئے۔ پھر بعض نے بعض لوگوں کے پاس جا کر کہا کہ جو کچھ صالح نے کہا سب واقع ہوا مگر وہ لوگ نے کہا کہ بیشک جو کچھ صالح نے کہا تھا وہ آں پہنچا۔ آخر جب نصف شب ہوئی جبرئیل نے اُن کے پاس آ کر ایک نعرہ کیا جس سے ان کے کانوں کے پردے پھٹ گئے، ان کے قلوب شکافتہ ہو گئے اور جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ وہ لوگ اُس تیسرے روز حنوط و کفن کر چکے تھے اور جانتے تھے کہ اب عذاب نازل ہو گا۔ غرض سب کے سب یکبارگی مر گئے اُن میں کوئی بولنے والا باقی نہ رہا۔ خدا نے ان سب کو ہلاک کر دیا اور ان کو صبح اس حالت میں ہوئی کہ وہ اپنے مکانات اور خوابگاہوں میں مُردہ پڑے تھے۔ پھر حق تعالیٰ نے اس آواز کے ساتھ ایک آگ آسمان سے نازل کی جس نے سب کو جلا دیا۔ یہ تھا اُن کا قصہ۔

حدیث حسن بلکہ صحیح میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسول خدا نے جبرئیل سے دریافت فرمایا کہ صالح کی قوم کی ہلاکت کیوں کر ہوئی؟ جبرئیل نے عرض کیا کہ یا محمد صالح اُس وقت مبعوث ہوئے تھے جبکہ اُن کی عمر سولہ سال کی تھی۔ اور وہ اُن میں اس وقت تک رہے جبکہ اُن کی عمر ایک سو بیس سال تک پہنچی لیکن اُن کی قوم نے اُن کی کسی بہتر بات کو قبول نہ کیا۔ اُن کے ستر بُت تھے جن کی وہ لوگ پرستش کرتے تھے۔ جب حضرت نے اُن کا یہ حال مشاہدہ کیا فرمایا کہ اے قوم یقیناً میں سولہ سال تمہاری طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔

اور اس وقت ایک سو بیس سال کی عمر تک پہنچا۔ میں دو باتیں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یا تم مجھ سے سوال کرو اور میں اپنے خدا سے عرض کروں کہ جو کچھ تم نے سوال کیا ہے وہ قبول فرمائے۔ یا میں تمہارے خداؤں سے سوال کروں اگر وہ میرے سوال کو قبول کریں تم اگر یہ بھی نہیں مانتے، تو میں تمہارے درمیان سے چلا جاتا ہوں کیونکہ میں تم سے رنجیدہ ہوں اور تم مجھ سے دل تنگ ہو۔ ان لوگوں نے کہا اے صالح تم نے یہ انصاف کی بات کی ہے۔ اور وعدہ کیا کہ ایک روز صبح میں چل کر اس کی آزمائش کریں گے۔ پھر وہ گمراہ لوگ مقررہ روز اپنے بتوں کو ایک صبح میں لے گئے جو شہر سے قریب تھا اور طعام و شراب کھایا پیا۔ فارغ ہوئے تو حضرت صالح علیہ السلام کو بلایا اور کہا کہ سوال کرو۔ صالح اُن کے بڑے بت کے پاس آئے اور پوچھا اس کا نام کیا ہے۔ اُن لوگوں نے بتلایا تو حضرت نے اُسی نام سے اُس بت کو پکارا۔ اُس نے جواب نہ دیا۔ صالح نے پوچھا کہ یہ جواب کیوں نہیں دیتا؟ لوگوں نے کہا کہ دوسرے بت کو آواز دو۔ اس نے بھی جواب نہ دیا۔ اسی طرح تمام بتوں کے نام لے کر آواز دی اور کسی ایک نے جواب نہ دیا تو صالح نے فرمایا کہ لے قوم تم نے دیکھ لیا کہ میں نے تمہارے تمام خداؤں کو آواز دی لیکن کسی ایک نے بھی جواب نہ دیا اب مجھ سے سوال کرو تاکہ میں اپنے خدا سے دعا کروں وہ اسی وقت تمہاری بات قبول کرے گا۔ اُن لوگوں نے بتوں کو پکارا اور کہا کہ کیوں تم لوگوں نے صالح کا جواب نہیں دیا۔ پھر بھی کوئی جواب نہ ملا۔ تب انہوں نے صالح سے کہا کہ تم کچھ دیر کے لیے الگ ہو جاؤ اور ہم کو ہمارے خداؤں کے ساتھ چھوڑ دو۔ یہ سن کر حضرت صالح علیہ السلام علیحدہ ہو گئے۔ ان لوگوں نے فرش و ظروف پھینک دیئے اور اُن بتوں کے سامنے خاک پر ٹوٹے اور کہا کہ اگر آج صالح کا جواب نہ دو گے تو ہم لوگ ذلیل ہو جائیں گے۔ پھر صالح کو بلایا اور کہا کہ اب سوال کرو تو یہ بت جواب دیں گے۔ پھر صالح نے ایک ایک کو پکارا لیکن کچھ جواب نہ ملا۔ تو صالح نے فرمایا کہ تمام دن گذر گیا اور یہ سب میرا جواب نہیں دیتے ہیں۔ اب تم سوال کرو تاکہ میں اپنے خدا سے عرض کروں اسی وقت وہ قبول فرمائے گا۔ یہ سن کر اُن لوگوں نے اپنے سرداروں اور بزرگوں سے ستر آدمی انتخاب کئے۔ ان لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ ہم تم سے سوال کرتے ہیں۔ حضرت نے کہا سب اس پر راضی ہیں یا نہیں؟ سب نے کہا ہاں۔ اگر اس جماعت نے تمہاری بات مان لی تو ہم سب کو بھی منظور ہے۔ پھر اُن ستر آدمیوں نے کہا اے صالح، ہم تم سے سوال کرتے ہیں اگر تمہارے پروردگار نے قبول کر لیا تو ہم تمہاری متابعت کریں گے اور تمہاری بات مانیں گے اور تمام شہر والے بھی اطاعت کر لیں گے۔

حضرت صالحؑ نے اُن سے کہا کہ جو چاہو سوال کرو۔ ان لوگوں نے ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کیا جو نزدیک تھا۔ اور کہا کہ اے صالحؑ اُو اس پہاڑ کے نزدیک چلیں اس جگہ ہم سوال کریں گے۔ جب اس پہاڑ کے نزدیک پہنچے کہنے لگے کہ اے صالحؑ اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ اسی وقت اس پہاڑ سے ایک سُرخ اُونٹنی بہت سُرخ بال والی اتنی بڑی کہ دس ماہ کا اُسے حل بھی ہو اور ایک پہلو سے دوسرے پہلو تک ثلث فرسخ لانی ہو باہر لائے حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے ایسی چیز کا سوال کیا جو میرے لئے تو دشوار ہے مگر میرے پروردگار کے لئے سہل اور آسان ہے۔ صالحؑ نے خدا سے دعا کی اُسی وقت پہاڑ شکافتہ ہوا اور ایک سخت آواز پیدا ہوئی پھر نزدیک تھا کہ جس کی شدت سے عقلیں زائل ہو جائیں۔ اور پہاڑ کو ایسا اضطراب ہوا جیسے ولادت کے وقت عورت بے چین ہوتی ہے۔ ناگاہ ناقہ کا سرا اس شکاف سے ظاہر ہوا۔ ابھی پوری گردن باہر نہ آئی تھی کہ اس نے بولنا شروع کیا۔ پھر تمام بدن باہر آیا اور ٹھیک طور سے وہ استادہ ہوئی جب ان لوگوں نے یہ عجیب حالت مشاہدہ کی کہنے لگے کہ تمہارے پروردگار نے کس قدر جلد تمہاری بات قبول کر لی۔ اب سوال کرو کہ اس کا بچہ بھی پیدا ہو۔ صالحؑ نے دعا کی اُسی وقت ناقہ سے بچہ جدا ہوا اور اس کے گرد پھرنے لگا۔ اس وقت صالحؑ نے کہا اے قوم کیا کچھ اور باقی ہے؟ ان لوگوں نے کہا نہیں۔ اب آؤ اپنی قوم کے پاس چلیں اور اُن کو جو کچھ ہم نے دیکھا ہے اُس سے آگاہ کریں تاکہ وہ لوگ تم پر ایمان لاویں۔ پھر یہ لوگ واپس ہوئے ابھی قوم کے پاس نہ پہنچے تھے کہ اُن میں سے چوتھ آدمی مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ صالحؑ نے جادو کیا۔ لیکن چھ استخوان ثابت قدم رہے اور کہتے تھے کہ جو کچھ ہم نے دیکھا حق تھا۔ اور اُن کے درمیان بات بڑھ گئی اور صالحؑ کی تکذیب کرنے والے پھر گئے اور ان چھ شخصوں میں سے بھی ایک شخص شک میں مبتلا ہوا اور آخر تک ان میں موجود رہا یہاں تک کہ ان لوگوں نے ناقہ کو پے کر دیا۔ راوی نے کہا میں نے شام میں اُس پہاڑ کو دیکھا کہ اس کا شکاف ایک میل ہے۔ ناقہ کے پہلو کی جگہ پہاڑ کے دونوں طرف باقی ہے جو اس میں اثر کر گئی تھی۔

بسمو ثقی حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت صالحؑ اپنی قوم سے ایک مدت تک غائب رہے۔ اور جس روز کہ غائب ہوئے نہ جوان تھے نہ بڑھے۔ آپ کا جسم نہایت خوبصورت اور ریش گھنی تھی۔ میاں قامت تھے۔ جب اپنی قوم کے پاس واپس آئے لوگوں نے آپ کو نہ پہچانا۔ آپ کی واپسی سے قبل لوگوں کی تین جماعت تھیں ایک گروہ انکار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ صالحؑ زندہ نہیں ہیں اور نہ وہ واپس آ سکتے ہیں۔ دوسرا گروہ شک میں

مبتلا تھا۔ تیسرے گروہ کو یقین تھا کہ واپس آئیں گے۔ جب حضرت واپس آئے تو پہلے اس جماعت کے پاس گئے جس کو شک تھا۔ اور فرمایا کہ میں صالح ہوں۔ لوگوں نے تکذیب کی اور گالیاں اور جھڑکیاں دیں اور کہا کہ صالح کی شکل تمہاری طرح نہ تھی۔ پھر جو لوگ منکر تھے آپ اُن کے پاس آئے۔ اُن لوگوں نے بھی آپ کی بات نہ مانی اور سخت نفرت کا اظہار کیا۔ پھر آپ تیسرے گروہ کے پاس آئے جو اہل یقین سے تھا اور کہا میں صالح ہوں۔ وہ بولے ہم کو ایسی نشانی بتاؤ جس سے تمہارے صالح ہونے میں ہم کو شک نہ ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ خدا خالق ہے اور ہر شخص کو جس صورت پر چاہے پھیر دیتا ہے۔ ہم کو صالح کی نشانیوں کی اطلاع مل چکی ہے۔ اور ہم پڑھ چکے ہیں جب کہ وہ آویں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں وہ ہوں جو تمہارے لیے ناقہ لایا۔ ان لوگوں نے کہا سچ کہتے ہو۔ ہم اس علامت کو کتابوں میں پڑھ چکے ہیں۔ اب کہیے ناقہ کی علامت کیا تھی؟ فرمایا ایک روز پانی ناقہ کے واسطے مخصوص تھا اور ایک روز تمہارے لیے۔ ان لوگوں نے کہا ہم خدا پر اور ان باتوں پر آپ جو کچھ اس کی جانب سے لائے ہیں ایمان لائے۔ اس وقت منکبروں یعنی شک کرنے والوں کی جماعت نے کہا کہ تم لوگ جس بات پر ایمان لائے ہو ہم اُس کو نہیں مانتے راوی نے پوچھا کہ لے فرزند رسول اس وقت کوئی عالم تھا؟ فرمایا کہ خدا اس سے عادل تر ہے کہ زمین کو بغیر عالم کے چھوڑ دے۔ جب صالح ظاہر ہوئے جس قدر عالم موجود تھے، آپ کے پاس آئے اور اس اُمت میں علیٰ اور قائم منتظر صلوات اللہ علیہما کی مثال حضرت صالح کی سی ہے کہ آخر زمانہ میں دونوں حضرات ظاہر ہوں گے اس وقت بھی لوگوں کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ بعض ظاہر ہونے کا اقرار کریں گے اور بعض انکار۔

بسمعتہ حضرت موسیٰ ابن جعفر سے منقول ہے آپ نے فرمایا اصحاب رس دو گروہ تھے۔ ایک وہ ہیں جن کا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ ایک دوسرا گروہ ہے جو بادیہ نشین تھا اور بھیڑ بکریوں کا مالک تھا۔ صالح پیغمبر نے ان کی طرف ایک شخص کو اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ ان لوگوں نے اُس کو مار ڈالا۔ دوسرا رسول بھیجا اُس کو بھی مار ڈالا۔ پھر ایک رسول بھیجا اور اس کی مدد کے لیے ایک ولی کو بھی ساتھ کیا۔ رسول کو ان لوگوں نے مار ڈالا، ولی نے کوشش کی یہاں تک کہ حجت اُن پر تمام کی۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ ہمارا خدا دریا میں ہے کیونکہ وہ دریا کے کنارے آباد تھے۔ اُن میں ہر سال ایک روز عید ہوتی تھی۔ اس روز دریا سے ایک بہت بڑی مچھلی نکلتی تھی؛ وہ لوگ اس کو سجدہ کرتے تھے۔ صالح کے ولی نے اُن سے کہا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم مجھ کو اپنا پروردگار سمجھو۔ لیکن اگر وہ مچھلی جس کی پرستش تم لوگ کرتے ہو

میری اطاعت کرے تو کیا تم میری وہ بات مانو گے جس کی میں تم کو دعوت دیتا ہوں؟ اُن لوگوں نے کہا ہاں۔ اور عہد و پیمان کیا۔ غرض مچھلی باہر آئی جو چار مچھلیوں پر سوار تھی۔ جب اُن کی نظر اُس مچھلی پر پڑی سب کے سب سجدہ میں گر پڑے۔ پھر صالح کے ولی اس مچھلی کے پاس آئے اور اُس کو حکم دیا کہ میرے پاس خداوند کریم کے نام سے آخواہ تو چاہے یا نہ چاہے۔ پس کُروہ مچھلی اُتری۔ ولی نے کہا پھر ان مچھلیوں پر سوار ہو جا اور آ۔ تاکہ اس قوم کو میرے بارے میں کوئی شک نہ رہے۔ پھر وہ مچھلی ان چاروں مچھلیوں پر سوار ہوئی اور سب دریا سے باہر آئیں اور ولی صالح کے پاس پہنچیں یہ دیکھ کر بھی سب نے تکذیب کی تو خدا نے ان کی طرف ایک ہوا بھیجی جس نے اُن کو اُن کے حیوانات سمیت دریا میں ڈال دیا۔ پھر ولی صالح کو وحی پہنچی کہ اُس کنوئیں پر جاؤ جس کو وہ لوگ رس کتے تھے۔ انہوں نے اس میں بہت سونا اور چاندی چھپا رکھا ہے۔ وہ اس کنوئیں پر پہنچے اور تمام خزانہ اس میں سے نکال کر اپنے اصحاب پر چھوٹے اور بڑے کو برابر برابر تقسیم کر دیا۔ ممکن ہے کہ وہ وہی کنواں ہو جو فی الحال مکہ معظمہ کے راستہ میں واقع ہے اور اس کے نام سے مشہور ہے۔

عامہ و خاصہ نے کثیر سندوں کے ساتھ صہیب سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا نے حضرت امیر المومنین سے فرمایا کہ یا علی پہلے اشقیاء میں شقی ترین کون تھا؟ عرض کی ناقہ صالح کو پکے کرنے والا۔ فرمایا تم نے سچ کہا۔ پھر فرمایا کہ بعد کے اشقیاء میں سب سے زیادہ شقی اور بد بخت کون ہے عرض کی مجھے نہیں معلوم۔ فرمایا کہ وہ شخص ہے جو تنہا سے سر پر ضربت لگائے گا۔ حضرت عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں اور علی بن ابیطالب غزوہ عثیرہ میں خاک پر سوئے تھے ناگاہ ہم نے دیکھا کہ رسول خدا نے اپنے پائے مبارک سے ہم کو بیدار کیا اور فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ ہم تم کو شقی ترین مردم سے آگاہ کریں؟ ہم دونوں نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ۔ تو حضرت نے فرمایا ایک احمر ثود (قوم ثود کا سرخ آدمی) جس نے ناقہ صالح کے پاؤں قطع کیے اور دوسرا وہ جو یا علی تنہا سے سر پر ضربت لگائے گا۔ جس سے تمہاری داڑھی خون میں رنگین ہو جائے گی۔

بہت سی سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا علی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے باہر نکلے اور فرما رہے تھے کہ اے گروہ انصار اے گروہ فرزندان بائسم و فرزندان عبدالمطلب میں محمد ہوں اور خدا کا رسول ہوں۔ یقیناً میں اس طینت سے مخلوق کیا گیا ہوں جو رحمت الہی کا محل ہے۔ میں تین بیٹیوں علی، حمزہ اور جعفر کے ساتھ رہتا ہوں۔ اس وقت ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ لوگ آپ کے ساتھ قیامت میں سوار رہیں گے۔ فرمایا کہ تیری مال تیرے

ماتم میں بیٹھے اس روز چار اشخاص "یس، علی، فاطمہ اور صالح پیغمبر" کے سوا کوئی سوار نہ ہوگا۔ یس تو براق پر سوار ہوں گا، اور میری بیٹی فاطمہ میرے ناقہ غضبہ پر اور صالح ناقہ خدا پر جو پے کر دیا گیا، اور علی بہشت کے ایک ناقہ پر سوار ہوں گے جس کی مہار یا قوت کی ہوگی اور وہ حضرت یسعی علی دو سہنر چلے پہنچے ہوں گے اور بہشت و دوزخ کے درمیان جا کر کھڑے ہوں گے اس حالت میں کہ لوگ ایسی سختی اٹھائے ہوں گے کہ ان کے تمام جسم پسینہ سے نر ہوں گے۔ اس وقت عرش الہی کی طرف سے ایک ہوا چلے گی جو ان کے پسینوں کو خشک کر دے گی۔ فرشتے اور پیغمبر اور صدیق کہیں گے کہ یہ سوائے ملک مقرب اور پیغمبر مرسل کے کوئی نہیں ہے۔ اس وقت ایک منادی ندا کرے گا یہ ملک مقرب اور پیغمبر مرسل نہیں بلکہ یہ دنیا و آخرت میں رسول خدا کا بھائی علی ابن ابی طالب ہے۔

معتبر روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ امام حسن علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ وہ سات حیوان کون ہیں جو ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے ہیں؟ فرمایا کہ آدمؑ و حواؑ و گوسفندؑ ابراہیمؑ و ناقہ صالحؑ و مادر بہشت اور وہ کوآ جسے خدا نے اس لیے بھیجا کہ قابیل کو مابیل کے دفن کی تعلیم کرے اور ابلیس لعنہ اللہ علیہ۔

بعض روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ جب ناقہ کے پاؤں قطع کر چکے تو وہی نو آدمی جنہوں نے ناقہ کو پے کیا تھا کہنے لگے کہ آؤ صالحؑ کو بھی مار ڈالیں کیونکہ اگر اُس نے عذاب کی خبر سچ بیان کی ہے تو ہم اس سے پہلے ہی قتل کر چکے ہوں گے۔ اور اگر اُس نے غلط کہا ہے تو ناقہ کے پاس اُسے بھی پہنچا چکے ہوں گے۔ یہ مشورہ کر کے رات کو وہ آپ کے مکان پر آئے یا اُس غار پر آئے جہاں آپ عبادت کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیج دیا تھا جو آپ کی حفاظت کر رہے تھے۔ اُن فرشتوں نے اُن لوگوں کو پتھر مار مار کر ہلاک کر ڈالا۔

کعب الاحبار سے روایت ہے کہ ناقہ کے پے کرنے کا سبب یہ تھا کہ ایک عورت تھی جس کو ملکہ کہتے تھے وہ قوم ثمود کی ملکہ ہو گئی تھی۔ جب لوگوں نے صالحؑ کی طرف رخ کیا اور ریاست ان حضرت کی طرف منتقل ہوئی ملکہ نے آنحضرتؐ پر حسد کیا۔ قطام نامی اُس قوم کی ایک عورت تھی جو قدار بن سالف کی معشوقہ تھی اور ایک دوسری عورت جس کا نام اقبال تھا اور وہ مصدع کی معشوقہ تھی۔ اور قدار اور مصدع ہر شب باہم بیٹھ کر شراب پیتے تھے۔ ان ملعونہ سے ملکہ نے کہا کہ اگر آج رات قدار اور مصدع تمہارے پاس آویں اُن سے تم دونوں رنجیدگی ظاہر کرو اور کہو کہ ہم ناقہ و صالحؑ کے لیے معنوم و محزون ہیں جب تک ہم تمہارا ناقہ کو پے نہ کرو گے ہم تم سے خوش نہ ہوں گے۔ جب قدار اور مصدع اُن کے پاس آئے اُن دونوں نے

یہ بات اُن سے کہی ان دونوں نے قبول کیا کہ ناقہ کو پے کریں گے۔ اور سات شخصوں کو اور اپنا ہم خیال بنایا پھر ناقہ کو پے کیا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ شہر میں نواشخص تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں ہونے دیتے تھے سہ معتبر روایتوں میں سے بعض میں وارد ہوا ہے کہ قوم صالح پر چہار شنبہ کے روز عذاب نازل ہوا۔ اور بعض میں وارد ہوا ہے کہ ناقہ صالح کو چہار شنبہ کے روز پے کیا ان دونوں روایتوں میں منافات ہے۔

باب ہفتم

حضرت ابراہیم خلیلؑ او آپؑ کی اولاد و مجاؤ کے حالات

فصل اول { حضرت ابراہیمؑ کے فضائل و مکارم اخلاق : اسمائے مبارک اور نقشِ نیکیں کا بیان :-

سند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ پندرہ سال کے تھے کہ حصولِ عبرت کے ساتھ خدا کی معرفت پر مطلع ہو گئے اور ان کی دلیلیوں نے خدا پر ایمان کے جاننے کا احاطہ کر لیا۔ جناب رسولِ خداؐ سے منقول ہے کہ میں رب سے پہلے قیامت میں بلا یا جاؤں گا اور عرش کی داہنی جانب جا کر کھڑا ہوں گا۔ بہشت کا ایک سبز محل مجھے پہننا یا جاؤں گا پھر میرے

سہ مولف فرماتے ہیں کہ اس روایت کی بنا پر یہ فقہ حضرت امیر المؤمنینؑ کی شہادت کے قصہ سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔ اسی لیے آپ کو ناقة اللہ کہتے ہیں کیونکہ آپ اس امت میں خدا کی بہت بڑی نشانی تھے۔ اور جس طرح اس ناقہ سے دودھ کا نفع حاصل ہوتا تھا آنحضرتؐ سے نہ ختم ہونے والے علوم کا فائدہ حاصل ہوتا تھا۔ اور جس طرح وہ لوگ ناقہ کو پے کرنے کے بعد ظاہری عذاب میں مبتلا ہوئے اُسی طرح آنحضرتؐ کی شہادت کے بعد ائمہ حق مغلوب ہو گئے اور خلفائے جور ان پر غاب آ گئے اور بے شمار مخلوق جب تک کہ قائم آل محمدؐ نہ ظاہر ہوں گے ضلالت میں گرفتار رہے گی۔ لہذا ہر جگہ مشابہت ہوتی ہے اور ابنِ طحمر اور ناقہ کا پے کرنے والا دونوں باتفاق ولد الزنا تھے۔ اور سابق باب میں ایک روایت گوری کہ حضرت صالح علیہ السلام حضرت امیر المؤمنینؑ کے پاس مدفون ہیں۔ ۱۷ منہ

پدر ابراہیم اور میرے بھائی علیٰ طلب کیے جائیں گے۔ اور عرش کی داہنی طرف اس سایہ میں کھڑے ہوں گے اور بہشت کے سبز حلقے ان کو بھی پہنائیں گے۔ پھر عرش کے سامنے سے ایک منادی ندا کرے گا کہ اے محمدؐ کیا اچھے تمہارے باپ ابراہیمؑ ہیں اور علیؑ کیا اچھے بھائی ہیں۔
بسنده معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ہر چیز سے چار باتیں اختیار کی ہیں۔ پیغمبروں میں سے شمشیر زنی و جہاد کے لئے ابراہیمؑ و داؤدؑ و موسیٰؑ کو اختیار کیا ہے اور نوحؑ کو خانہ آبادیوں کے لئے جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے کہ خدا نے آدمؑ و نوحؑ و آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو تمام عالم پر برگزیدہ کیا۔

حضرت امیر المؤمنین سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ ان پیغمبروں میں سے ہیں جو فتنہ شدہ پیدا ہوئے اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کہ لوگوں کو فتنہ کرنے کا حکم دیا۔
بسنده معتبر منقول ہے کہ ابراہیمؑ پہلے انسان ہیں جنہوں نے مہمانی کی اور ان کی ڈاڑھی میں سفید بال پیدا ہوئے تو انہوں نے خدا سے عرض کی کہ یہ کیا ہے؟ وحی آئی کہ یہ وقار ہے دنیا میں اور نور ہے آخرت میں۔ واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے چند مقام پر قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ خدا نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور خلیل اُس دوست اور محب کو کہتے ہیں جو کسی طرح دوستی کی شرطوں میں غفلت نہ واقع ہونے دے۔ اس بالے میں کہ خدا نے ان کو اپنا خلیل بنایا، بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں منجملہ ان کے بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ خدا نے اس لئے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا کہ کسی شخص نے اُن سے سوال نہیں کیا جسے آپ نے رد کر دیا ہو اور خود آپ نے خدا کے سوا کبھی کسی سے سوال نہیں کیا۔

بسنده صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ چونکہ زمین پر بہت سجدہ کرتے تھے اس لئے خدا نے اُن کو اپنا خلیل بنایا۔

بسنده معتبر امام علی نقیؑ سے منقول ہے کہ ان کو اس واسطے اپنا خلیل بنایا کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر بہت صلوات بھیجتے تھے۔ حضرت رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ خدا نے ابراہیمؑ کو اس سبب سے خلیل بنایا کہ لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے اور شب میں اس وقت نماز پڑھتے تھے جبکہ لوگ خواب راحت میں ہوتے تھے۔

بسنده معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو خدا نے

۱۔ موقوف فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں کوئی منافات نہیں ہے۔ اور آنحضرتؐ کو خدا نے اپنا خلیل اس لئے بنایا کہ آپ تمام اخلاق پسندیدہ سے آراستہ تھے۔ اور ہر وہ حدیث جس کو خلعت کے اظہار میں زیادہ دخل ہے انہی کے مثل اخلاق کی ترغیب میں دنیا والوں کے لئے بیان فرمایا ہے۔ ۱۲ منہ

ملک الموت خلعت کو نوحی علیہ السلام

اپنا خلیل بنایا۔ ایک خوش رُوح جوان کی صورت میں سفید لباس پہنے ہوئے ملک الموت غلت کی خوشخبری لے کر آئے اُن کے سر سے پانی اور تیل ٹپک رہا تھا۔ جب ابراہیمؑ اپنے مکان میں داخل ہونے لگے، ایک شخص کو اندر سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ حضرت بہت غیور انسان تھے۔ جب گھر سے کہیں جاتے تو دروازہ کو مقفل کر کے کبھی اپنے ساتھ لے جاتے تھے ایک روز کسی ضرورت سے گئے تھے۔ واپس آئے اور دروازہ کھولا تو ایک نہایت خوبصورت مرد کو مکان میں کھڑا ہوا پایا۔ ابراہیمؑ غیرت کے سبب بے تاب ہو گئے۔ فرمایا کہ اے بندہ خدا تجھ کو میرے مکان میں کس نے داخل ہونے کی اجازت دی۔ اس نے کہا مکان کے پروردگار نے۔ ابراہیمؑ نے کہا بے شک پروردگار مجھ سے زیادہ حق دار ہے۔ اے بندہ خدا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ملک الموت ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام ڈرے اور پوچھا کیا تم میری رُوح قبض کرنے کے لیے آئے ہو؟ کہا نہیں بلکہ خدا نے ایک بندہ کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ میں اس لیے آیا ہوں کہ اس کو خوشخبری دوں۔ ابراہیمؑ نے پوچھا وہ بندہ کون ہے شاید میں اس کی تمام عمر خدمت کروں۔ اس نے کہا اے ابراہیمؑ تم ہی وہ بندہ ہو۔ یہ سن کر خوش خوش حضرت ابراہیمؑ جناب سارہ کے پاس آئے اور کہا خدا نے مجھ کو اپنا خلیل قرار دیا ہے۔

بسمد معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب خدا کی جانب سے ملاکہ رسول بن کر ابراہیمؑ کے پاس قوم کو طوطا کو ہلاک کرنے آئے، حضرت اُن کے لیے گائے کے بچے کا بھنا ہوا گوشت لائے اور کہا کھاؤ۔ ان فرشتوں نے کہا جب تک اس کی قیمت نہ بتلائیے گا ہم نہیں کھائیں گے فرمایا کھانے کے شروع کے وقت بسم اللہ اور فارغ ہو کر الحمد للہ کہو یہی اس کی قیمت ہے تو جبریلؑ نے اپنے ماتحت چار فرشتوں سے کہا کہ سزاوار ہے کہ خدا ان کو اپنا خلیل قرار دے۔

حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا جبریلؑ نے ہوا میں اُن سے ملاقات کی جب کہ وہ نیچے آرہے تھے اور کہا اے ابراہیمؑ تمہاری کوئی حاجت ہے؟ فرمایا تم سے نہیں ہے۔ بسمد معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ پہلے شخص تھے جن کے لیے بالو (ریت) آٹا بن گیا تھا جس وقت کہ وہ مصر میں اپنے ایک دوست کے پاس کچھ اناج قرض لینے گئے لیکن وہ مکان پر موجود نہ تھا۔ حضرتؑ کو یہ پسند نہ آیا کہ اپنے بار برداری کے جانوروں کو خالی واپس لے جائیں تو تھیلوں کو بالو سے بھر لیا جب اپنے مکان پر پہنچے چار پایوں کو جناب سارہ کے سپرد کیا اور خود خجالت کے سبب سے مکان میں نہ گئے اور ایک جگہ جا کر

سور ہے۔ جناب سارہ نے تخیلوں کو کھولا اس میں اتنا بہتر آتا تھا کہ اُس سے عمدہ آٹا نہیں ہو سکتا۔ حضرت سارہ اُس آٹے کی روٹیاں پکا کر حضرت کے پاس لائیں۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا کہ یہ روٹیاں کہاں سے آئیں؟ کہا اُسی آٹے کی ہیں جو آپ اپنے مصری دوست سے لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے مجھے یہ آٹا دیا ہے یقیناً میرا دوست ہے لیکن وہ خلیل مصری نہیں ہے اس سبب سے خدا نے اُن کو اپنا خلیل قرار دیا۔ غرض ابراہیم خدا کا شکر و حمد بجالائے اور وہ طعام نوش فرمایا۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادق سے منقول ہے کہ جب قیامت کا روز ہوگا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلائیں گے اور اُن کو ایک سُرخ حلقہ گلاب کے رنگ کا پہنا کر عرش کی داہنی جانب کھڑا کریں گے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام بلائے جائیں گے اور اُن کو ایک سفید حلقہ پہنا کر عرش کی بائیں جانب استادہ کریں گے۔ پھر امیر المؤمنین کو طلب کریں گے اور ایک سُرخ حلقہ پہنا کر پیغمبر کی داہنی جانب کھڑا کریں گے۔ پھر حضرت اسمعیل کو طلب کریں گے اور ایک سفید حلقہ پہنا کر ابراہیم کی بائیں جانب کھڑا کریں گے۔ اس کے بعد حضرت امام حسن کو بلائیں گے اور ایک سُرخ حلقہ پہنا کر امیر المؤمنین کی داہنی طرف استادہ کریں گے۔ پھر حضرت امام حسین کو بلا کر سُرخ لباس پہنا کر امام حسن کی داہنی طرف کھڑا کریں گے۔ اسی طرح ہر امام کو بلا کر سُرخ حلقے پہنائیں گے اور امام سابق کے واسطے بازو پر استادہ کریں گے۔ اس کے بعد ائمہ کے شیعوں کو طلب کر کے ان کے سامنے کھڑا کریں گے۔ ان سب کے بعد جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کو شیعوں کی عورتوں اور بچوں کے ساتھ بلائیں گے اور سب کے سب بے حساب بہشت میں داخل ہوں گے۔ پھر حکم خدا ایک منادی عرش کے درمیان سے نڈا کرے گا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابراہیم تمہارے کیا اچھے باپ ہیں اور علی تمہارے کیا اچھے بھائی ہیں اور کیا اچھے تمہارے فرزند زادے ہیں اور وہ حسن اور حسین علیہم السلام ہیں اور کیا اچھا جنین ہے تمہارا محسن جو شکم میں شہید ہوا ہے اور امام زین العابدین سے آخر ائمہ علیہم السلام تک تمہاری ذریت سے کیا اچھے رہنما امام ہیں اور کیا اچھے شیعوں ہیں تمہارے شیعوں یقیناً محمد اور اُن کے وصی اور اُن کے فرزند زادے اور ان کی ذریت سے ائمہ سب کے سب کامیاب و رستگار ہیں۔ پھر اُن کو بہشت میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ یہ ہیں معنی قول خدا کے جو فرماتا ہے کہ جو آتش جہنم سے دُور کیا جائے گا اور دروازہ بہشت سے داخل کیا جائے گا یقیناً وہ کامیاب ہے۔

حضرت امام حسن سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سینہ کشادہ اور پیشانی بلند تھی۔ اور حضرت رسول اکرم سے منقول ہے کہ فرمایا جو شخص ابراہیم کو دیکھنا چاہے مجھ کو دیکھے۔

قیامت کے روز جناب ابراہیم اور محمد وآل محمد کے ساتھ نظر آئے۔

حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے لوگوں کی داڑھی سفید نہیں ہوتی تھی۔ ایک روز ابراہیمؑ نے ایک سفید بال داڑھی میں دیکھا۔ پوچھا کہ خداوند ایہ کیا ہے؟ آپؑ کو وحی ہوئی کہ یہ وقار کا سبب ہے۔ عرض کی پروردگار! میرے وقار کو زیادہ کر۔

بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جب صبح کو حضرت ابراہیمؑ سو کر اٹھے تو اپنی داڑھی میں ایک سفید بال دیکھا۔ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہ مجھے اُس نے اس عمر تک پہنچایا اور میں نے ایک چتر زون کے لیے بھی خدا کی نافرمانی نہیں کی۔ بسنہ معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ پہلے زمانہ میں آدمی کتنا ہی بڑھا ہو جاتا مگر اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید نہیں ہوتے تھے۔ اگر کسی مجمع میں کوئی شخص اپنے باپ و دادا کے ساتھ موجود ہوتا تو کوئی اجنبی شخص باپ بیٹے میں تمیز نہ کر سکتا اور پوچھتا کہ ان میں سے کون باپ ہے کون بیٹا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ آیا عرض کی خداوند! میرے لئے ایک علامت قرار دے جس سے میں پہچانا جاسکوں۔ لہذا آپؑ کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے۔

بسنہ معتبر مروی ہے کہ محمد بن عرفہ نے حضرت صادقؑ سے عرض کی کہ ایک جماعت کہتی ہے کہ ابراہیم خلیلؑ نے ختنہ کر کے آسترہ ایک تالاب میں ڈال دیا؟ فرمایا سبحان اللہ! ایسا نہیں ہے وہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں بلکہ پیغمبروں کا خلاف ختنہ اور ناف بھی ساتویں روز گر جاتی ہے۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ بہت ضیافت کرنے والے تھے۔ ایک روز کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور گھر میں کوئی چیز نہ تھی۔ حضرتؑ نے سوچا کہ اگر سقف خانہ کی لکڑی نکال کر تجار کے ہاتھ بیچتا ہوں تو وہ اُس سے بت تراشے گا۔ آخر جہانوں کو تو ضیافت خانہ میں ٹھہرایا، اور ایک بھتیلا لے کر صحرا میں گئے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو بھتیلا نہ پایا۔ سمجھے کہ خدا نے ان کے لئے سامان مہیا کر دیا ہے اور واپس مکان پر آئے تو سارہ کو دیکھا کہ کچھ پکار رہی ہیں پوچھا کہ یہ چیزیں کہاں سے تم کو ملیں؟ کہا یہ وہی ہیں جو کسی مرد کے ہاتھ آپؑ نے بھیجی ہیں۔ دراصل خدا نے جبریلؑ کو مامور کیا کہ جہاں ابراہیمؑ نے نماز ادا کی ہے وہاں کا بالو تھیلے میں بھریں اور ان پتھروں کو بھی جو پڑے ہوئے ہیں رکھ لیں (اور سارہ کے پاس پہنچا دیں) جبریلؑ نے تعمیل کی۔ حق تعالیٰ نے بالو کو صاف اور بھوسہ دور کیا ہوا باجرہ، اور گول پتھروں کو شلغم اور لائبے پتھروں کو گاجر بنا دیا۔

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب کبھی تم میں سے کوئی شخص سفر میں

جائے اور واپس آئے تو اپنے اہل و عیال کے لئے جو کچھ میسر ہو ضرور لائے خواہ پتھر ہی ہو کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جب معیشت میں تنگی ہوتی تھی اپنی قوم کے پاس جاتے تھے۔ اور اگر اُن لوگوں پر تنگی ہوتی تو واپس چلے آئے۔ ایک مرتبہ ناکام واپس آ رہے تھے۔ مکان کے قریب پہنچے تو خچر سے اُترے اور خرچی کو بالو سے بھر لیا تاکہ سارہ سے شرمندگی نہ ہو۔ اور مکان میں داخل ہوئے۔ خرچی کو نیچے رکھا اور خود نمازی میں مشغول ہو گئے۔ سارہ نے خرچی کو کھولا دیکھا کہ آٹے سے بھری ہوئی ہے اُس میں سے لے کر خیر کیا اور روٹیاں پکائیں اور ابراہیم کو کھانے کے لئے بلایا وہ حضرت نماز سے فارغ ہو کر آئے اور دریافت کیا کہ روٹیاں کہاں سے لائے کہا اُسی آٹے کی ہیں جو خرچی میں تھا۔ ابراہیم علیہ السلام نے سر آسمان کی جانب بلند کیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی خلیل ہے۔ اور حق تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی تعریف قرآن میں فرمادی ہے کہ برادرہ تھے جس کے معنی بہت سی حدیثوں میں دعا کرنے والے کے وارد ہوئے ہیں۔

دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ دنیا میں ایک ایسا وقت تھا جبکہ ایک شخص کے سوا کوئی خدا کی پرستش کرنے والا نہ تھا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِيفًا وَّلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (آیہ ۱۶، سورۃ النحل ۱۶) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیمؑ لوگوں کے پیشوا، خدا کے لئے خالص اور دنیا کے باطل سے دین حق کی طرف مائل انسان تھے اور مشرک نہ تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ اگر کوئی اور بھی ہوتا تو خدا اس کو بھی ابراہیمؑ کے ساتھ یاد فرماتا۔ وہ مدت دراز تک یوں ہی عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے اُن کو اسمعیل واسحق علیہم السلام سے فزند عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ محبت پیدا کر دی اور عبادت کرنے والے تین افراد ہو گئے۔

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اپنا بندہ قرار دیا قبل اس کے کہ اُن کو اپنا پیغمبر قرار دے۔ اور پیغمبر قرار دیا قبل اس کے کہ رسول بنائے اور رسول بنایا قبل اس کے کہ امام بنائے۔ جب تمام عہدے اُن کو عطا کر چکا تو فرمایا کہ میں نے تم کو لوگوں کے امام بنایا۔ چومکہ ابراہیمؑ کی نگاہوں میں یہ مرتبہ بہت عظیم معلوم ہوا، عرض کی کہ میری ذریت میرے بھی امام تو نے بنایا ہے؟ خدا نے فرمایا کہ میرا عہد امامت و خلافت ظالموں تک نہ پہنچے گا امامؑ نے فرمایا کہ بے وقوف اور احمق متقی و پرہیزگار کا امام نہیں ہو سکتا۔

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے جس نے پیر میں نعلین پہنے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ پہلے زمانہ میں لوگ بے خبرم جاتے تھے

حضرت ابراہیمؑ کے لئے عہدہ امامت اور آپؑ کا اپنی ذریت کے لئے امامت کی دعا کرنا۔

جب ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ آیا عرض کی پروردگار موت کے لئے کوئی علت قرار دے جس سے میت کو ثواب ہو اور صاحب مصیبت کے لئے تسکین کا باعث ہو۔ لہذا حق تعالیٰ نے پہلے ذات الجنب اور سرسام کو بھیجا اور اس کے بعد دوسری بیماریاں پیدا کیں۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ مہمانوں کے باپ تھے۔ یعنی مہمانوں کو بہت دوست رکھتے تھے۔ جب کوئی مہمان آپ کے پاس نہ ہوتا تھا تو حضرتؑ تلاش کرتے تھے۔ ایک روز گھر کے دروازوں کو بند کر کے مہمانوں کی تلاش میں باہر تشریف لے گئے۔ جب واپس آئے ایک شخص کو بصورت مرد مکان میں دیکھا فرمایا اسے بندہ خدا کس کی اجازت سے اس گھر میں داخل ہوا؟ اس نے تین مرتبہ کہا کہ اس مکان کے پروردگار کی اجازت سے۔ ابراہیمؑ نے سمجھا کہ وہ جبرئیلؑ ہیں اور اپنے پروردگار کی حمد بجا لائے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ تمہارے پروردگار نے مجھ کو اپنے ایک بندہ کے پاس بھیجا ہے جس کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ بتاؤ وہ کون ہے تاکہ میں زندگی بھر اس کی خدمت کروں۔ جبرئیلؑ نے کہا تم ہی وہ ہو۔ پوچھا مجھ کو خلیل کیوں قرار دیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا اس لئے کہ تم نے کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کیا اور تم نے کسی کے سوال کو رد نہیں کیا۔

بند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت ابراہیمؑ گھر سے نکلے اور شہروں میں گھومنے پھرنے لگے تاکہ خدا کی مخلوقات سے عبرت حاصل کریں گھر سے گھومتے ایک بیابان میں پہنچے وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہے اس کی آواز آسمان تک بلند ہے اور اس کا لباس جسم سے لپٹا ہوا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اس کے قریب کھڑے ہو کر تعجب سے اس کی نماز دیکھنے لگے پھر آپ بیٹھ گئے اور انتظار کرتے رہے تاکہ وہ نماز سے فارغ ہو۔ جب بہت زیادہ دیر ہوئی اس کو اپنے ہاتھ سے حرکت دی اور کہا کہ میں تجھ سے ایک حاجت رکھتا ہوں اپنی نماز مختصر کر۔ اس نے نماز ختم کی اور حضرت ابراہیمؑ سے مخاطب ہوا۔ حضرتؑ نے پوچھا تو کس کی نماز پڑھتا تھا؟ کہا ابراہیمؑ کے خدا کے لئے۔ پوچھا ابراہیمؑ کا خدا کون ہے؟ اس نے کہا وہ جس نے تجھ کو اور مجھ کو خلق کیا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا تمہارا طریقہ مجھے پسند آیا میں چاہتا ہوں کہ تم کو خدا کی خوشنودی کے لئے بھائی بناؤں۔ بتاؤ تمہارا گھر کہاں ہے؟ تاکہ جب کبھی چاہوں تم سے ملاقات کر سکوں۔ اس نے کہا تم وہاں نہیں پہنچ سکتے اس لئے کہ درمیان میں ایک دریا حائل ہے جس کو تم عبور نہیں کر سکتے۔ ابراہیمؑ نے کہا تم کس طرح عبور کرتے ہو اس نے کہا

میں پانی پر چلتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے کہا جس نے تمہارے لئے پانی کو مسخر کیا ہے شاید میرے لئے بھی کرے۔ اُٹھو ہم دونوں چلیں اور آج رات تمہارے ساتھ ایک منزل میں گزریں۔ عرض وہ دونوں چلے۔ جب پانی کے قریب پہنچے اس مرد نے بسم اللہ کہا اور پانی پر روانہ ہوا۔ ابراہیمؑ نے بھی بسم اللہ کہا اور پانی پر چلے۔ یہ دیکھ کر وہ شخص متعجب ہوا۔ جب اس کے جائے قیام پر پہنچے، ابراہیمؑ نے پوچھا کہ تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے؟ اُس نے کہا تمام سال اس درخت کا میوہ جمع کرتا ہوں یہی میرا ذریعہ معاش ہے۔ ابراہیمؑ نے پوچھا تمام دنوں میں سخت ترین روز کون ہے؟ کہا جس روز خدا تمام خلایق کے اعمال کا اُن کو بدلہ دیگا۔ ابراہیمؑ نے کہا اچھا آؤ دعا کریں کہ خدا ہم کو اُس روز کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ ابراہیمؑ نے کہا یا تو تم دعا کرو میں آمین کہوں یا میں دعا کروں تم آمین کہو۔ اُس نے کہا کس واسطے ابراہیمؑ نے کہا مومن گناہ گاروں کے لئے۔ عابد نے انکار کیا۔ پوچھا کیوں؟ عابد نے کہا اس لئے کہ تین سال سے دعا کر رہا ہوں اب تک مستجاب نہیں ہوئی۔ اب شرم آتی ہے کہ خدا سے کوئی حاجت طلب کروں اور وہ مقبول نہ ہو۔ ابراہیمؑ علیہ السلام نے کہا خدا جب بندہ کو دوست رکھتا ہے اس کی دعا کو محفوظ کر لیتا ہے تاکہ اس سے وہ بندہ مناجات کرتا رہے سوال کرتا رہے اور مانگتا رہے۔ اور جب کسی بندہ کو دشمن رکھتا ہے اس کی دعا کو جسد مستجاب کر لیتا ہے یا اُس کے دل میں مایوسی ڈال دیتا ہے تاکہ دعا نہ کرے۔ پھر حضرت نے اُس سے پوچھا کہ وہ کیا حاجت ہے جو خدا سے کرتے رہے ہو؟ عابد نے کہا ایک روز میں اپنی نماز کی جگہ پر کام میں مشغول تھا ناگاہ ایک نہایت حسین طفل ادھر سے گزرا جس کی پیشانی سے نور ساطع تھا اور اُس کے کاکل پشت پر لٹکے ہوئے تھے وہ چند گائیں چرا رہا تھا جن پر گویا روغن ملا ہوا تھا۔ اُس کے ساتھ نہایت عمدہ اور موٹے تازے گوسفند بھی تھے۔ جو کچھ میں نے دیکھا مجھے بہت اچھا معلوم ہوا۔ میں نے پوچھا اے نبو بصورت لڑکے یہ گائیں اور یہ گوسفند کس کے ہیں؟ اس نے کہا میرے۔ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں ابراہیم خلیل خدا کا فرزند اسمعیل ہوں۔ اس وقت میں نے دعا کی اور خدا سے سوال کیا کہ وہ اپنے خلیلؑ کو مجھے دکھا دے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا میں ہی ابراہیم خلیل الرحمن ہوں اور وہ طفل میرا فرزند ہے۔ عابد نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہ اُس نے میری دعا قبول فرمائی۔ پھر اُس شخص نے ابراہیمؑ کے دونوں طرف چہرے کو بوسہ دیا اور ہاتھ ان کی گردن میں ڈال کر کہا ہاں اب دعا کیجئے تاکہ میں آمین کہوں۔ تو ابراہیمؑ علیہ السلام نے اُس روز سے قیامت تک کے مومنین و مومنات کے لئے دعا کی کہ خدا اُن کے گناہوں کو بخش دے اور اُن سے راضی ہو۔

اور عابد نے آپ کی دعا پر آمین کہی۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کی پوری دعا ہمارے قیامت تک کے گنہگار شیعوں کے شامل حال ہے۔ بعض روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ اس عابد کا نام ماریا تھا اور وہ اوس کا فرزند تھا اُس کی عمر چھ سو ساٹھ سال کی تھی۔

فصل دوم { حالات اور آپ کے اور اُس وقت کے ظالموں کے درمیان جو واقعات ہوئے خاص کر فرود اور آزر کے ساتھ جو گزرے۔

حسن بلکہ صحیح سند کے ساتھ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آزر پدر ابراہیمؑ کنعان کا بیٹا تھا جو فرود کا منعم تھا۔ اُس نے فرود سے کہا کہ حساب نجوم سے مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ اس زمانہ میں ایک مرد پیدا ہوگا جو اس دین کو باطل کرے گا اور لوگوں کو دوسرے دین پر بلائے گا۔ فرود نے کہا کس شہر میں پیدا ہوگا؟ اُس نے کہا اسی شہر میں۔ فرود کا محل کوٹاریا میں تھا جو کوفہ کے موصعات میں سے ایک موضع ہے۔ فرود نے پوچھا کہ وہ شخص پیدا ہو چکا ہے؟ آزر نے کہا نہیں۔ تو فرود نے کہا کہ مناسب ہے کہ مردوں اور عورتوں میں جدائی ڈلوادوں۔ پھر اُس نے حکم دے دیا کہ مردوں سے عورتوں کو جدا کر دیا جائے۔ لیکن ابراہیمؑ کی ماں حاملہ ہوئیں اور ان کا حمل ظاہر نہ ہوا۔ جب ولادت کا زمانہ قریب آیا آپ کی ماں نے آزر سے کہا کہ مجھ کو کوئی بیمار ہے یا حیض شروع ہوا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم سے علیحدہ رہوں۔ اس زمانہ میں یہ قاعدہ تھا کہ حیض یا مرض کی حالت میں عورتیں شوہروں سے الگ رہتی تھیں۔ غرض وہ گھر سے نکل کر ایک غار میں چلی گئیں۔ وہیں حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام پیدا ہوئے ان کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر وہیں چھوڑا اور غار کے دروازے کو پتھر سے بند کر دیا اور اپنے گھر واپس آئیں۔ خداوند قادر و حکیم نے ابراہیمؑ کے لیے ان کے انگوٹھے میں دودھ پیدا کر دیا وہ اُسے چوسا کرتے تھے کبھی کبھی اُن کی ماں اُن کے پاس آتی رہتی تھیں۔ فرود نے ہر حال عورت پر قابض مقرر کر رکھا تھا کہ جو لڑکا پیدا ہو اُس کو مار ڈالیں لہذا ابراہیمؑ کی والدہ نے مائے جانے کے خون سے ان کو غار میں پوشیدہ کر دیا تھا۔ ابراہیمؑ علیہ السلام ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے جس قدر دوسرے بچے ایک ماہ میں بڑھتے ہیں یہاں تک کہ غار ہی میں آپ تیرہ سال کے ہوئے۔ ایک مرتبہ جب آپ کی والدہ آپ کو دیکھنے گئیں اور وہاں سے واپس ہونا چاہا تو حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے اُن کو پکڑ لیا اور کہا مادرِ گرامی مجھ کو بھی باہر لے چلیے۔ انہوں نے کہا کہ اگر بادشاہ کو معلوم ہو جائے گا کہ تم اس زمانہ میں پیدا ہوئے ہو تو تم کو مار ڈالے گا۔ جب ابراہیمؑ کی ماں چلی گئیں تو ابراہیمؑ علیہ السلام

سے آذر ابراہیمؑ کا باپ نہ تھا جیسا کہ تفصیل کے ساتھ اس فصل کے آخر میں مرقوم ہے اس کی تردید فرمائی ہے۔ ۱۴ (مترجم)

ستارہ چاند اور سورج کی حرکت کا اطلاق۔

خود غار سے باہر آئے اُس وقت آفتاب غروب ہو چکا تھا اور ستارہ زہرہ چمک رہا تھا حضرت نے اُسے دیکھ کر فرمایا کیا یہ میرا پروردگار ہے جب وہ غروب ہو گیا کہا اگر یہ میرا خدا ہوتا، تو حرکت نہ کرتا اور غائب نہ ہوتا۔ میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا یعنی ان ہستیوں کو جو غائب ہو جاتی ہیں۔ پھر مشرق سے جب چاند طلوع ہوا حضرت ابراہیم نے کہا کیا یہ میرا خدا ہے۔ یہ زہرہ سے بہت بڑا ہے۔ جب اُس میں حرکت ہوئی اور وہ بھی زائل ہو گیا تو کہا اگر میرا پروردگار میری حفاظت نہ کرتا تو یقیناً میں گمراہ ہوتا۔ پھر جب صبح ہوئی اور آفتاب طلوع ہوا اور اس کی شعاعوں نے عالم کو روشن کر دیا ابراہیم نے کہا یہ سب سے بڑا اور سب سے بہتر ہے کیا یہ میرا خدا ہے۔ جب وہ بھی متحرک ہوا اور زائل ہو گیا تو حق تعالیٰ نے آسمانوں کو کھول دیا۔ ابراہیم نے عرش اور جو کچھ اُس پر ہے سب دیکھا اور خدا نے ملکوت آسمان و زمین بھی دکھائے۔ اس وقت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے میری قوم والو جن کو تم خدا کا شریک کرتے ہو میں اُس سے بیزار ہوں میں نے تو اُس کی طرف رُخ کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو نور سے خلق کیا ہے اور میں اُس حال میں دین باطل سے کتر اگر دین حق کی طرف رغبت کرنے والا ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں پھر آپ کی ماں آزر کے مکان میں آپ کو لے گئیں اور اپنے لڑکوں کے ساتھ ان کو چھوڑ دیا۔ جب آزر گھر میں آیا اور اس نے جناب ابراہیم کو دیکھا پوچھا یہ کون ہے جو اس سلطنت میں زندہ بچ گیا حالانکہ بادشاہ تمام لوگوں کے بچوں کو مارے ڈالتا ہے۔ انہوں نے کہا یہ تیرا لڑکا ہے فلاں وقت پیدا ہوا تھا جب کہ میں تجھ سے علیحدہ ہو گئی تھی۔ آزر نے کہا افسوس ہے تجھ پر۔ اگر بادشاہ کو یہ خبر ہو گئی اُس کی نگاہوں میں میری کچھ عزت نہ رہے گی۔ آزر فرود کا وزیر اور صاحب اختیار تھا اُس کے اور تمام لوگوں کے واسطے بھی بت بنانا تھا اور اپنے لڑکوں کو بیچنے کے لئے دیتا تھا۔ تنخانہ اُس کے قبضہ میں تھا۔ ابراہیم کی ماں نے کہا تجھ کو کوئی خطرہ نہیں اگر بادشاہ مطلع نہ ہوا میرا فرزند میرے پاس زندہ و موجود ہی رہے گا۔ اگر اُس کو خبر ہو گئی تو میں جواب دے لوں گی۔ جب کبھی آزر ابراہیم علیہ السلام کی جانب نگاہ کرتا اُس کا دل آپ کی محبت سے لبریز ہو جاتا۔ پھر اُن کو بھی فروخت کرنے کے لئے بت دینے لگا جس طرح کہ اُن کے بھائیوں کو دیتا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام بت لے کر اُس کی گردن میں رستی باندھتے اور زمین پر کھینچتے ہوئے کہتے کہ کون ایسی چیز کا خریدار ہے جو نہ نقصان پہنچا سکتی ہے نہ فائدہ۔ اور اُس کے بال بکڑ کر پانی میں ڈبو تے اور کہتے کہ بچی لو اور کچھ باتیں کرو۔ یہ سب باتیں آپ کے بھائیوں نے آزر سے بیان کیں۔ اُس نے

ابراہیم کو ہلا کر منع کیا۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا تو اُن کو اپنے مکان میں بند کر دیا اور باہر نکلنے نہیں دیا۔

بند معتبر حضرت موسیٰ ابن جعفر سے منقول ہے کہ ابراہیم ماہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ کو پیدا ہوئے۔

بند صحیح حضرت صادق سے منقول ہے کہ ابراہیم کا باپ منجم نمرود کفان کا بیٹا تھا۔ نمرود بغیر اُس کی رائے کے کوئی کام نہیں کرتا تھا اس لئے ایک رات ستاروں پر نظر کی۔ صبح کو نمرود سے کہا کہ آج رات میں نے ایک امر عجیب مشاہدہ کیا اس نے پوچھا کیا کہا میں نے دیکھا کہ اس ملک میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو ہم کو ہلاک کرے گا۔ اور عنقریب اُس کی ماں اُس سے حاملہ ہونے والی ہے۔ نمرود کو یہ سُنکر تعجب ہوا اور پوچھا کیا کوئی عورت اُس سے حاملہ ہو گئی؟ اُس نے کہا نہیں۔ اس نے علم نجوم سے یہ معلوم کر لیا تھا کہ وہ آگ میں جلایا جائے گا مگر یہ علم نہ ہوسکا کہ خدا اُس کو نجات دیدے گا۔ غرض یہ معلوم کر کے نمرود نے حکم دیا کہ مردوں کو عورتوں سے علیحدہ کر دیا جائے۔ سب مرد اپنی عورتوں کو چھوڑ کر شہر سے باہر چلے جائیں۔ اسی رات ابراہیم کا حمل قرار پایا۔ اُن کے باپ کو حمل کا شبہہ ہوا تو قابلہ عورتوں کو ہلا کر ابراہیم کی والدہ کا معاونہ کرایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ حمل ہے یا نہیں۔ اس وقت خدا نے مادر ابراہیم کے رحم میں جو کچھ تھا اُن کی پشت میں چسپاں کر دیا۔ اُن عورتوں نے آزر سے آکر بیان کیا کہ آپ کی زوجہ میں حمل کی کوئی علامت نہیں ہے جب ابراہیم پیدا ہوئے آزر نے چاہا کہ آپ کو بادشاہ کے پاس لے جائے۔ زوجہ نے کہا کہ اپنے بیٹے کو نمرود کے پاس نہ لے جا ورنہ وہ اس کو مار ڈالے گا۔ رہنے دے میں اس کو ایک غار میں چھوڑ آتی ہوں وہیں وہ مر جائے گا اور تو اس کے قتل کا سبب نہ ہو گا۔ اس نے مان لیا۔ مادر ابراہیم آپ کو ایک غار میں لے گئیں۔ دودھ پلا کر باہر نکلیں اور غار کے دروازہ کو پتھر سے بند کر کے واپس آئیں۔ خداوند عالم نے ان کی روزی کو اُن کے انگوٹھے میں مقرر فرمایا کہ وہ اپنے انگوٹھے کو چوستے تھے اُس سے دودھ نکلتا تھا اور آپ پیتے تھے اور ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے کہ دوسرے اطفال ایک ہفتہ میں۔ اور ایک ہفتہ میں اتنے بڑے ہوتے تھے جتنا دوسرے بچے مہینہ میں اور ہر مہینہ میں اس قدر بڑھتے تھے جس قدر دوسرے ایک سال میں۔ غرض دن گزرتے گئے ایک روز آپ کی ماں آزر سے اجازت لے کر غار میں آئیں۔ دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام زندہ ہیں اور آپ کی آنکھیں دو چراغ کے مانند روشن ہیں۔ ان کو سینہ سے لگایا، پھر دودھ پلا کر واپس آئیں اُن کے باپ نے ابراہیم کا حال

پوچھا۔ کہا وہ مر گیا۔ میں نے اُس کو خاک میں چھپا دیا۔ ایک عرصہ تک یوں ہی ہوتا رہا کہ جب آزر کسی کام کے لیے چلا جاتا آپ کی والدہ آپ کے پاس آتیں اور دودھ پلا کر چلی جاتی تھیں جب ابراہیم گھٹنوں چلنے لگے ایک روز آپ کی ماں غار میں آئیں اور دودھ پلا کر واپس جانے لگیں تو ابراہیم اُن سے پہٹ گئے اور کہا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ ماں نے کہا صبر کرو۔ میں تمہارے باپ سے اجازت لے لوں۔ ابراہیم غیبت کے زمانہ میں ہمیشہ اپنے کو پوشیدہ رکھتے اور امر دین کو چھپاتے رہے۔ پھر جب حکم خدا ہوا، ظاہر ہوئے اور علانیہ دین خدا کی تبلیغ شروع کی۔ خدا نے اُن کے حق میں اپنی قدرت کا اظہار کیا۔

دوسری روایت میں جناب رسالت مآب سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ کی ماں اور باپ طاعنی بادشاہ کے ملک سے بھاگے۔ ان کی ولادت چند ٹیلوں کے نیچے ایک بڑی نہر کے کنارے جس کو خمر زان کہتے تھے غروب آفتاب سے شب ہونے تک ہوئی جب ابراہیمؑ زمین پر آئے اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر کلا اور کئی بار اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فرمایا اور کپڑے لے کر پہن لیے اس عجیب حال کے مشاہدہ سے اُن کی ماں پر سخت خوف طاری ہوا۔ پھر حضرت اپنی ماں کے سامنے راستہ پر کھڑے ہو گئے اور آسمان کی جانب نظر کی۔ پھر ان ستاروں کو خالق آسمان و زمین پر دلیل میں لائے جیسا کہ خدا نے اُن کی زبانی قرآن میں ذکر کیا ہے۔

علی بن ابراہیمؑ نے روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو بُت پرستی سے منع کیا اور اُن پر اس بارے میں جہتیں اور دلیلیں تمام کیں لیکن اُن لوگوں نے نہ مانا۔ آخر عید کا دن آیا۔ نمرود اور رعایا میں سے تمام لوگ عید گاہ چلے گئے لیکن ابراہیمؑ نے اُن کے ساتھ جانا پسند نہ کیا تو اُن لوگوں نے آپ کو بتخانے کی نگرانی سپرد کی اُن کے جانے کے بعد ابراہیمؑ نے کچھ کھانا لیا اور بتخانہ میں گئے۔ ایک ایک بُت کے پاس کھانا لے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ کھا لو اور بات کرو۔ جب کچھ جواب نہ ملتا تھا تو تیشہ اٹھا کر اُس کا ہاتھ اور پیر توڑ ڈالتے تھے۔ اسی طرح ان تمام بتوں کے ساتھ کیا اور تیشہ کو سب سے بڑے بُت کی گردن میں ٹکایا دیا جو صدر بتخانہ میں نصب تھا۔ جب بادشاہ اور تمام امرا و لشکر و رعایا عید گاہ سے واپس آئے اپنے بتوں کو ٹوٹا ہوا دیکھا کہنے لگے کہ جس نے بھی یہ حرکت ہمارے خداؤں کے ساتھ کی ہے اُس نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے وہ قتل کیا جائے گا۔ لوگوں نے کہا وہی آزر کا فرزند ابراہیمؑ ہے جو ان خداؤں کو بُرا کہتا ہے۔ پھر حضرت کو نمرود کے پاس لائے۔ نمرود نے آزر سے کہا کہ تو نے مجھ سے خیانت کی اور اس بڑے کو مجھ سے چھپا رکھا۔ اُس نے کہا اے بادشاہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بُت پرستی

یہ اُس کی ماں کی حرکت ہے۔ وہ کہتی ہے کہ اس بارے میں میرے پاس جواب ہے۔ فرود ابراہیمؑ کی والدہ کو طلب کیا اور پوچھا کہ تو نے اس لڑکے کو کس سبب سے مجھ سے چھپایا اس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ جو کچھ کیا دیکھ لے۔ آپ کی ماں نے کہا اے بادشاہ میں نے یہ فعل تیری رعایا کی مصلحت کے لئے کیا ہے جبکہ میں نے دیکھا کہ تو اپنی رعایا کی اولاد کو مائے ڈالتا ہے اور اُن کی نسل کو برباد کر رہا ہے تو میں نے سوچا کہ اگر میرا یہ فرزند وہی لڑکا ہوگا جس کی خبر بندریہ نجوم معلوم کی گئی ہے تو میں بادشاہ کو دسے دوں گی کہ اس کو مار ڈالے اور لوگوں کے بچوں کے قتل سے باز آجائے، اور اگر یہ وہی لڑکا نہیں ہے تو میرا فرزند زندہ و سلامت بچ جائے گا۔ اب اس پر تجھے اختیار ہے جو چاہے کہ اور لوگوں کے قتل سے باز آ۔ فرود نے یہ جواب پسند کیا اور اس کی رائے مناسب سمجھی۔ پھر ابراہیمؑ سے پوچھا کہ ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا یہ حرکت ان کے بڑے کی ہے پوچھ لو اگر یہ بول سکتے ہوں۔ یہ شکر فرود نے ابراہیمؑ کے بارے میں اپنی قوم سے مشورہ کیا۔ سب نے کہا کہ اس کو جلا کر اپنے خداؤں کی مدد کرو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ فرود اور اُس کے تمام ساتھی حرامزادے تھے جو پیغمبر کے مار ڈالنے پر بہت جلد راضی ہو گئے۔ اور فرعون اور اس کے ساتھی حلال زادہ تھے جنہوں نے یہ رائے دی کہ موسیٰ اور اُن کے بھائی کو چھوڑ دو، اور ساتروں کو جمع کرو اور مقابلہ کراؤ۔ انہوں نے اُن کے مار ڈالنے کا حکم نہ دیا کیونکہ پیغمبر یا امام کے قتل پر سوائے زنا زادوں کے کوئی راضی نہیں ہوتا۔ الغرض ابراہیمؑ کو قید کر لیا اور اُن کے جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کیں۔ جس روز ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنا قرار پایا تھا فرود مع لشکر کے آیا۔ اس کے واسطے ایک بلند مقام تیار کیا گیا تھا جہاں سے وہ ابراہیمؑ کو جلتے ہوئے دیکھ سکے۔ غرض ابراہیمؑ لائے گئے لیکن کسی کو جرات نہ ہوئی کہ آگ کے قریب جاسکے اور اُس میں اُن کو ڈالے کیونکہ آگ کی زیادتی اور حرارت کے سبب اس کے گرد ایک فرسخ تک طائر اڑ نہیں سکتے تھے۔ اس وقت شیطان آیا اور اُن کو منجیق کی تعلیم دی تو ابراہیمؑ علیہ السلام کو منجیق میں بٹھایا۔ آزر نے آکر آپ کے روئے مبارک پر طمانچہ مارا اور کہا اپنے خیالات سے باز آ۔ حضرت نے قبول نہ کیا۔ اس وقت آسمان وزمین سے فریاد بلند ہوئی اور کائنات کی ہر شے نے ابراہیمؑ کی امداد کی خواہش کی۔ زمین نے کہا پروردگار مجھ پر سوائے ابراہیمؑ کے تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہے کیا تو راضی ہے کہ لوگ اُسے جلا دیں۔ فرشتوں نے کہا تیرے خلیل ابراہیمؑ کو لوگ جلاتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اگر مجھ سے وہ مدد طلب کریگا تو یقیناً قبول کروں گا۔ جبرئیلؑ نے کہا خداوند ا تیرے خلیل ابراہیمؑ علیہ السلام کے سوا زمین پر

شیخ ابو یوسف محمد بن یحییٰ

ابو یوسف محمد بن یحییٰ

تیری عبادت کوئی کرنے والا نہیں۔ تو نے اُن کے دشمنوں کو اُن پر مسلط کر دیا ہے تاکہ اُن کو آگ میں جلا دیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ خاموش ہو۔ ایسی بات تیرے ایسا بندہ کہہ سکتا ہے جو ڈرتا ہے کہ کوئی امر اس کے قبضہ و اختیار سے باہر ہو جائے گا۔ وہ میرا بندہ ہے جس وقت چاہوں گا اُس کو بچا لوں گا۔ اگر وہ مجھ سے دُعا کرے گا میں قبول کروں گا۔ پھر ابراہیمؑ نے اپنے پروردگار سے بعد اخلاص عرض کی۔ **يَا اَللّٰهُ يَا وَاحِدًا يَا اَحَدًا يَا مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدًا تَجَنَّبْنِي مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ**۔ اس وقت جبریلؑ نے حضرت سے ہوا میں ملاقات کی جب کہ وہ مخفی سے جدا ہو چکے تھے اور پوچھا کہ اے ابراہیمؑ کوئی حاجت مجھ سے ہے؟ آپ نے فرمایا تم سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ لیکن عالموں کے پروردگار سے میری حاجت ضرور ہے۔ اُس وقت جبریلؑ نے ان کو ایک انگوٹھی دی جس پر نقش تھا۔ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَلْحَبَاتُ طَهَّرْنِي اِلَى اللّٰهِ وَاَسْنَدْتُ اَمْرِي وَفَوَضْتُ اَمْرِي اِلَى اللّٰهِ**۔ پھر خدا نے آگ کو وحی کی کہ کُوْنِيْ بُرْدًا۔ یعنی سرد ہو جا اس میں اس قدر ٹھنڈک پیدا ہوئی کہ سردی کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کے دانت بجھنے لگے یہاں تک کہ خدا نے فرمایا **وَسَلَامًا عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ** اور ابراہیمؑ کے لئے باعث سلامتی ہو۔ وہاں جبریلؑ آئے اور آپ کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو میں مشغول ہوئے، اُن کے چاروں طرف گل و لالہ پیدا ہو گئے۔ جب فرود ملعون نے یہ عجیب کیفیت مشاہدہ کی کہنے لگا کہ اگر کوئی شخص خدا اختیار کرے تو ابراہیمؑ کے خدا کے ایسا خدا اختیار کرے اس وقت فرود کے ایک بہت بڑے رفیق نے کہا کہ میں نے آگ کو قسم دیدی تھی کہ ابراہیمؑ کو نہ جلا دے۔ اسی وقت ایک گرز آتشیں آگ میں سے اُس بد بخت کی طرف آیا اور اُس کو جلا ڈالا۔ فرود نے ابراہیمؑ کو دیکھا کہ ایک سبز باغ میں بیٹھے ہوئے ایک مرد پیر سے گفتگو کر رہے ہیں۔ اُس نے آذر سے کہا کہ کس قدر گرمی ہے تیرا فرزند اپنے پروردگار کے نزدیک۔ پھپکی آگ کو پھونکتی تھی اور مینڈک اُس پر پانی لا کر ڈالتا تھا تاکہ اُسے بجھا دے۔ اور جب خدا نے آگ پر وحی کی کہ سرد ہو جا، تین روز تک دُنیا کی تمام آگ میں گرمی باقی نہ رہی تھی۔

علی بن ابراہیمؑ نے روایت کی ہے کہ جب فرود نے ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا اور وہ ان پر سرد اور سلامتی کا سبب ہو گئی اور آپ زندہ و سلامت باہر آئے تو فرود نے پوچھا اے ابراہیمؑ تمہارا پروردگار کون ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا میرا پروردگار وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مردہ بناتا ہے۔ فرود نے کہا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مار ڈالتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے پوچھا

تو کیونکر زندہ کرتا اور مار ڈالتا ہے؟ نمرود ملعون نے دو آدمیوں کو زندان سے بلوایا جو واجب القتل تھے۔ اس نے ایک کو قتل کیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تو سچا ہے تو جس کو قتل کیا ہے اسے زندہ کر۔ پھر ابراہیم نے کہا کہ میرا پروردگار آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے تو مغرب سے نکال۔ وہ کافر مہوت اور عاجز ہو کر رہ گیا۔

بند ہائے معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ کو مخنیق میں رکھا جبرئیلؑ غضبناک ہوئے۔ خدا نے وحی فرمائی کہ کس چیز نے تجھ کو غضبناک کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا خداوند ابراہیمؑ تیرے خلیل ہیں اور زمین پر اُن کے سوا کوئی نہیں ہے جو تیری یتیمائی کے ساتھ پرستش کرے۔ اپنے اور اُن کے دشمن کو تو نے اُن پر مسلط کر دیا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ خاموش ہو تیرے ایسا بندہ عجلت کر سکتا ہے جس کو خوف ہوتا ہے کہ معاملہ اُس کے اختیار سے باہر ہو جائے گا۔ وہ میرا بندہ ہے۔ میں جس وقت چاہوں گا اُس کو بچا لوں گا۔ یہ سن کر جبرئیلؑ خوش ہو گئے اور ابراہیمؑ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا آپ کی کوئی حاجت ہے؟ ابراہیمؑ علیہ السلام نے فرمایا تم سے کوئی حاجت نہیں پس خدا نے ان کے واسطے ایک انگوٹھی بھیجی جس پر چھ کلمے نقش تھے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ لَوْحٌ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَوَضَّيْتُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ وَ أَسْنَدْتُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ حَسْبِيَ اللَّهُ۔ اور وحی فرمائی کہ انگوٹھی کو ہاتھ میں پہن لو تاکہ میں آگ کو تم پر سرد اور باعث سلامتی کروں۔

بند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ موسیٰ بن عمران نے جب فرعون کے جادو گروں کے عصاؤں اور رستیوں کو دیکھا تو اُن پر خوف کیوں طاری ہوا، اور ابراہیمؑ کو جب مخنیق میں رکھ کر آگ میں ڈالا تو وہ نہ ڈرے؟ فرمایا کہ ابراہیمؑ کو محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام اور امام حسینؑ علیہ السلام کے امام فرزندوں کے انوار مقدسہ پر جو ابراہیمؑ کی پشت میں تھے اعتماد و بھروسہ تھا اس لیے وہ نہیں ڈرے۔ اور چونکہ موسیٰؑ کے صلب میں یہ انوار نہ تھے اس لیے اُن کو خوف ہوا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ چار اشخاص تمام روئے زمین کے بادشاہ ہوئے۔ دو مومن حضرت سلیمان بن داؤد اور ذوالقرنین۔ اور دو کافر بخت نصر اور نمرود۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مخنیق دُنیا میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کے لیے کوفہ میں ایک نہر کوثر نامی کے کنارے بنائی گئی اور وہ قریہ قطانامی تھی۔ اُس مخنیق کو شیطان نے بنایا اور جب ابراہیمؑ کو مخنیق میں بٹھایا تاکہ آگ میں ڈالیں۔ جبرئیلؑ آئے اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ۔ کیا آپ کی کوئی حاجت ہے؟

فرمایا تم سے نہیں۔ اس وقت خدا نے آگ سے خطاب فرمایا کہ مَرُو ہوجا۔

بندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ کے بیٹے آگ روشن کی گئی تمام زمین کے جانوروں نے خدا سے شکایت کی اور اجازت طلب کی کہ آگ کو برطرف کر دیں خدا نے سوائے بینڈک کے کسی کو اجازت نہ دی۔ دو تہائی آگ جل گئی ایک تہائی رہ گئی۔

دوسری حدیث میں پشہ کی حکمت کے بارے میں فرمایا کہ خدا نے اس کو بعض طاروں کی روزی قرار دیا ہے لیکن خود اُس نے سرکش پشہ نمرود کو ذلیل کیا جس نے کہ خدا سے سرکشی کی تھی اور اس کی پروردگاری سے انکار کیا تھا۔ اس نے اُس پر سب سے کمزور مخلوق کو مسلط کیا تاکہ اُسے اپنی قدرت و عظمت دکھا دے۔ پس اُس نے اس پشہ کی ناک میں داخل ہو کر اُس کو مار ڈالا۔

حضرت امیر المومنینؑ سے معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ چہار شنبہ کے روز ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا اور اُسی روز نمرود پر پشہ کو مسلط کیا گیا۔

اکثر مؤرخوں اور بعض مفسروں نے ذکر کیا ہے کہ آگ سے نجات کے بعد ابراہیمؑ علیہ السلام نے نمرود کو دین حق کی دعوت دی۔ اُس شقی نے کہا کہ میں تمہارے خدا سے جنگ کروں گا۔ اور ایک دن مقرر کیا۔ اس روز نمرود بے شمار لشکر لے کر میدان میں آیا۔ ابراہیمؑ تمہا اس کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اتنے پھروں کو بھیجا جن سے فضا تاریک ہو گئی اور وہ لشکر والوں پر حملہ آور ہوئے اور ان کے سر اور ناک میں پیٹ گئے یہاں تک کہ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ نمرود بھی چل اور منقلع واپس آیا لیکن پھر بھی ایمان نہ لایا۔ تو خدا نے ایک کمزور چھڑ کو حکم دیا کہ اُس کے دماغ میں گھس جائے۔ وہ اس کے دماغ میں جا کر اس کا مغز کھانے لگا۔ وہ اس قدر بے چین ہوا کہ چند آدمیوں کو مقرر کیا کہ گرز ہائے گراں سے اُس کے سر پر ماریں کہ شاید اس سے اس کے اضطراب میں تسکین ہو۔ اسی حالت میں چالیس سال گزرے اور وہ ایمان نہ لایا بالآخر جہنم واصل ہوا۔

بندِ ہائے معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس کو سقر کہتے ہیں جس روز سے کہ خدا نے اس کو پیدا کیا ہے اُس نے سانس نہیں لی ہے اگر خدا اس کو اجازت دیدے کہ سوئی کے سوراخ کے برابر سانس لے تو یقیناً روئے زمین

۱۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نمرود اور پشہ کا قطعہ صحیح ہے لیکن اس کی تفصیل کسی معتبر حدیث میں نظر سے نہیں گزری۔ ۱۷ منہ

پر جو کچھ ہے سب کو جلا دے۔ اس وادی کی گرمی، بدبو اور نجاست و عذاب سے جو حق تعالیٰ نے اس میں رہنے والوں کے لئے مہیا کیا ہے اہل جہنم بھی پناہ مانگتے ہیں۔ اس میں ایک پہاڑ ہے جس کی حرارت و گندگی و نجاست سے جو خدا نے اس میں رہنے والوں کے لئے پیدا کیا ہے اس وادی والے پناہ مانگتے ہیں۔ اس پہاڑ میں ایک درہ ہے جس کی حرارت و نجاست و گندگی سے جو خدا نے اس میں رہنے والوں کے لئے تیار کیا ہے پہاڑ والے پناہ مانگتے ہیں۔ اس درہ میں ایک کنواں ہے کہ درہ والے اس کی گرمی و بدبو اور عذابوں سے جو خدا نے اس میں رہنے والوں کے لئے پیدا کیا ہے پناہ مانگتے ہیں۔ اس کنویں میں ایک سانپ ہے کہ تمام کنویں والے اس سانپ کی خباثت زہر و غیرہ سے جو خدا نے اس میں پیدا کیا ہے پناہ مانگتے ہیں۔ اس سانپ کے شکم میں سات صندوق ہیں جس میں گزشتہ امتوں میں سے پانچ اشخاص ہوں گے۔ قابیل جس نے بائبل کو قتل کیا، نمرود جس نے ابراہیمؑ کے ساتھ خدا کے بارے میں تکرار کی کہ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ فرعون جس نے کہا کہ میں تمہارا بڑا خدا ہوں۔ یہود جس نے یہودیوں کو گمراہ کیا اور پولس جس نے نصاریٰ کو گمراہ کیا۔ اور دو اشخاص اس امت کے ہوں گے۔

بسم اللہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا، آپ نے ہمارے حق کے ساتھ دعا کی تو خدا نے اُن پر آگ کو سرد و سلامت کر دیا۔

بسم اللہ حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ جس روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا اُن کی یہ دعا تھی: یا اَحَدُ یا حَمْدُ یا مَنْ لَمْ یَلِدْ و لَمْ یُولَدْ و لَمْ یَکُنْ لَہُ کُفُوًا اَحَدٌ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰہ۔ حق تعالیٰ نے آگ کو وحی کی کہ ابراہیمؑ پر سرد اور باعث سلامتی ہو جا۔ پس تین روز تک دنیا میں کوئی آگ سے حرارت حاصل نہ کر سکا اور پانی تک گرم نہ ہوا۔ نمرود کے لیے ایک بلند عمارت بنائی گئی تھی۔ تین روز کے بعد وہ آزر کے ساتھ اس عمارت پر آیا اور آگ میں دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام ایک سبز باغ میں بیٹھے ہوئے ایک ضعیف آدمی کے ساتھ گفتگو کر رہے ہیں۔ نمرود نے آزر سے کہا کہ کس قدر گرمی ہے تیرا فرزند اپنے پروردگار کے نزدیک۔ پھر نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے شہر سے چلے جاؤ ایک شہر میں میرے ساتھ نہ رہو۔

بسم اللہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب یوسفؑ نمرود کے پاس گئے اُس نے کہا ابراہیمؑ تمہارا کیا حال ہے۔ فرمایا میں ابراہیمؑ نہیں ہوں بلکہ یوسفؑ پس یوسفؑ پر اسحقؑ پر ابراہیمؑ ہوں۔ وہ وہی نمرود تھا جس نے ابراہیمؑ سے اُن کے پروردگار کے بارے میں تکرار کی تھی۔ وہ

چار سو سال جوان رہا۔

بند معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے، جبریلؑ اُن کے لیے بہشت سے ایک پیراہن لائے اور اُن کو پہنایا اس سبب سے آگ برطرف ہو گئی اور آپ کے گرد درختِ زکس روئیدہ ہو گیا۔ وہی پیراہن حضرت یوسفؑ کے پاس تھا جس کو انہوں نے جب مصر میں نکالا تو حضرت یعقوبؑ علیہ السلام نے اُس کی بو دُن میں سونگھی اور فرمایا کہ یوسفؑ کی بو آ رہی ہے۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جس روز موتوں کو توڑا وہ نوروز کا دن تھا۔ امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں مذکور ہے کہ جناب رسالتؐ نے فرمایا کہ خدا نے بحق محمدؐ و آل محمدؐ نوحؑ کو سختی اور شدید غم سے نجات دی۔ اُنہی کی برکت سے ابراہیمؑ پر آگ کو سرد و باعثِ سلامتی قرار دیا اور اُس میں اُن کو کُرسی اور ایسے نرم بستر پر متمکن فرمایا کہ اُس کے مثل اُس شیطان بادشاہ نے نہ دیکھا تھا اور نہ دُنیا میں کسی بادشاہ کو میسر ہوا تھا۔ اور خدا نے اُس آگ میں درختانِ سبز خوش منظر، پھول اور شگوفے اور سبزے ایسے پیدا کیے جو چاروں فصلوں میں نہیں میسر آتے۔

حدیث معتبر میں حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جب مُرد نے چاہا کہ آسمان کا حال دریافت کرے چار کُرس گز فراق کئے اور اُن کی تربیت کی۔ اور لکڑی کا ایک صندوق بنایا۔ اس میں ایک شخص کو بٹھایا۔ اور کُرسوں کو چند روز بھوکا رکھا۔ پھر اُس صندوق کے پایہ سے باندھ دیا۔ اور صندوق کے بیچ میں ایک لکڑی لگا کر اس میں گوشت لٹکایا تو وہ بھوکے کُرس گوشت کھانے کی کوشش میں اُڑے اور تابوت کو مع اُس مُرد کے آسمان کی جانب لے گئے اور اس قدر بلند کیا کہ اُس نے جب زمین کی جانب دیکھا پہاڑ مثل مورچہ کے معلوم ہونے لگے اور آسمان کو دیکھا تو وہ اتنا ہی بلند نظر آیا۔ پھر ایک زمانہ کے بعد زمین کی جانب نگاہ کی تو پانی کے سوا کچھ نہ معلوم ہوا اور جب آسمان کو دیکھا وہ اتنا ہی بلند تھا جیسا کہ پہلے دکھائی دیتا تھا۔ پھر ایک مدت تک اُوپر چلے گئے۔ پھر جب زمین کو دیکھا کچھ نہ دکھائی دیا۔ آسمان کو دیکھا تو وہ اتنا ہی بلند تھا۔ آخر تاریکی میں پڑ گیا کہ نہ آسمان دکھائی دیتا تھا نہ زمین۔ اُس کو خوف ہوا اور گوشت کو تابوت کے نیچے لٹکا دیا۔ کُرسوں نے

لے موٹ فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں کوئی منافات نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سب واقع ہوا ہو۔ اور ابراہیمؑ نے ان دُعاؤں کو پڑھا ہو اور رسول خدا اور ائمہ طاہرینؑ کو شفیع قرار دیا ہو اور حق تعالیٰ نے ان کے لیے پیراہن اور انگوٹھی بھیجی ہو اور آگ سے بَرْدًا وَسَلَامًا فرمایا۔ ۱۲ منہ۔

نوروز معلوم کا آسمان پر جانے کی کوشش کرنا۔

سر نیچے کیا اور زمین پر آئے لے

بسمد مقرر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا محلّ ولادت کوثر یا
تھا جو کوفہ کے مقامات میں سے تھا۔ آپ کے باپ بھی وہیں کے رہنے والے تھے۔ آپ کی
ماں اور لوطؑ کی والدہ دونوں بھنیں تھیں یعنی سارہ اور ورقہ۔ یہ دونوں لاجج کی
بیٹیاں تھیں جو عذاب الہی سے ڈرانے والے پیغمبر تھے لیکن رسول نہ تھے۔ ابراہیمؑ ابتدائے
طفولیت میں اسی فطرت پر تھے جس پر کہ حق تعالیٰ نے تمام انسانوں کو خلق فرمایا ہے یہاں تک
کہ خدا نے اپنے دین کی جانب ان کی ہدایت فرمائی اور ان کو برگزیدہ فرمایا اور ابراہیمؑ نے
اپنی خالہ کی بیٹی سارہ کو تزویج کیا اور اپنے نکاح میں لائے۔ سارہ فارغ البال تھیں۔
ان کے پاس بہت زمینیں اور مویشی تھے۔ آپ نے اپنے تمام اموال حضرت ابراہیمؑ کو
بخش دیئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوشش کر کے تمام چیزوں کی اصلاح کی۔
مویشیوں اور زراعت میں ترقی ہوئی اس حد تک کہ کوثر یا میں کسی کا حال ان سے بہتر نہ تھا۔
جب حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے اور صحیح و سلامت اس میں سے واپس آئے اور
نمرود کو معلوم ہوا تو اس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کو اس شہر سے نکال دیں اور ان کے تمام
مویشی اور سامان، مال و دولت سب ضبط کر لی جائے۔ ابراہیمؑ نے ان پر تہمت قائم کی کہ اگر
ہمارے مویشی اور مال بیٹے لیتے ہو تو میری وہ عمر مجھ کو واپس دو جسے میں نے ان کے
حاصل کرنے میں صرف کیا ہے۔ یہ معاملہ آخر کار قاضی کے پاس پیش کیا گیا۔ قاضی نے فیصلہ
کیا کہ ابراہیمؑ نے جو کچھ ان کے ملک میں حاصل کیا ہے ان سے لے لیا جائے اور ان کے
ملک میں جو ان کی عمر صرف ہوئی ہے ان کو واپس دے دی جائے۔ جب یہ قضیہ نمرود
سے بیان کیا گیا اس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کے مال و اسباب ان کو دے کر ان کو اس
شہر سے نکال دو کیوں کہ اگر وہ تمہارے شہر میں رہیں گے تو تمہارے دین کو فاسد
کر دیں گے اور تمہارے خداؤں کو ضرر پہنچائیں گے۔ غرض ابراہیمؑ اور لوطؑ کو اپنے ملک
سے شام کی جانب نکال دیا۔ ابراہیمؑ لوطؑ اور سارہ کو لے کر چلے گئے اور کہا۔ اِنِّیْ ذٰہِبٌ
اِلٰی رَبِّیْ سَیِّدِیْنِ۔ (آیہ سورۃ الصفت پ) میں اپنے پروردگار کی طرف یعنی بیت المقدس
جا رہا ہوں وہ غنقریب میری راہ میری کرے گا۔ پھر ابراہیمؑ نے ایک صندوق بنا کر اس میں سارہ
کو بٹھایا اور اپنے تمام مال اور مویشی کو لے کر روانہ ہوئے۔ نمرود کے ملک سے نکل کر ایک

لے موت فرمانے ہیں کہ موزوں میں مشہور یہ ہے کہ نمرود خود بھی اسی تابوت میں اپنے ایک مصاحب
خاص کے ساتھ بیٹھا تھا۔ ۱۲ منہ

قبطی کے ملک میں داخل ہوئے جس کو عرارہ کہتے تھے۔ چنگی لینے والوں نے روکا اور اُن میں سے ایک شخص نے آکر ابراہیمؑ کے اموال کا محصول لینا شروع کیا۔ جب نو بت صندوق کی آئی اس نے کہا اس صندوق کو کھولو تاکہ اس میں جو کچھ ہے اس کا محصول بھی لیا جائے ابراہیمؑ نے فرمایا اس صندوق کے اندر طلا و نقرہ ہے جو کچھ چاہو سمجھ کر حساب کر لو اور اس کا محصول لے لو لیکن صندوق کو نہ کھولو۔ اُس نے کہا جب تک صندوق نہ کھولا جائے گا اُس کا حساب نہیں ہو سکتا۔ آخر اُس نے یہ جبر صندوق کھولا، اس میں ایک نہایت حسین و جمیل عورت یعنی سارہ نظر آئیں۔ پوچھا کہ یہ عورت تم سے کیا رشتہ رکھتی ہے؟ فرمایا کہ یہ میری حرمت اور میری خالہ کی دختر ہے۔ اُس نے کہا کیوں اس کو صندوق میں بند کر رکھا ہے ابراہیمؑ نے کہا اس کی غیرت کے لیے تاکہ کوئی اس کو نہ دیکھ سکے۔ اس نے کہا جب تک میں یہ حال بادشاہ سے نہ بیان کروں تم کو نہ جانے دوں گا۔ پھر بادشاہ کے پاس ایک قاصد بھیجا جس نے حقیقت حال عرض کی۔ بادشاہ نے چند لوگوں کو بھیجا کہ صندوق اٹھا لائیں۔ ابراہیمؑ علیہ السلام بھی ساتھ چلے اور فرمایا کہ میں صندوق سے جدا نہ ہوں گا جب تک کہ میرے جسم میں جان باقی ہے۔ جب بادشاہ کو یہ اطلاع دی گئی اُس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کو بھی تابوت کے ساتھ حاضر کرو۔ چنانچہ ابراہیمؑ علیہ السلام کو مع تابوت اور اُن کے تمام سامان کے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ تابوت کو کھولو۔ آپ نے فرمایا اس میں میری خالہ کی دختر اور میری حرمت ہے میں اپنا تمام مال اس کے عرض دینے کو تیار ہوں مگر اس صندوق کو نہ کھولو۔ بادشاہ نے یہ جبر صندوق کو کھولا۔ جب جناب سارہ کا حسن و جمال مشاہدہ کیا ضبط نہ کر سکا اور ہاتھ اُن کی طرف بڑھایا۔ ابراہیمؑ نے اُس طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا خداوند امیری خالہ کی دختر کی حرمت سے اس کے ہاتھ کو باز رکھ۔ بادشاہ کا ہاتھ خشک ہو گیا اور وہ سارہ کی طرف نہ بڑھاسکا اور نہ اپنی طرف واپس لاسکا۔ بادشاہ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ تمہارے خدا نے ایسا کیا؟ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا ہاں! میرا خدا صاحب غیرت ہے اور حرام کو دشمن رکھتا ہے۔ چونکہ تو نے حرام کا ارادہ کیا تھا اس لیے تیرے اور تیرے ارادہ کے درمیان مانع ہوا۔ اُس نے کہا اپنے خدا سے کہو کہ میرا ہاتھ میری طرف واپس کر دے میں پھر متعرض نہ ہوں گا۔ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے کہا خداوند اس کا ہاتھ اُس کی طرف واپس کر دے تاکہ پھر میری حرمت سے متعرض نہ ہو۔ خدا نے اُس کا ہاتھ اُس کی طرف پھیر دیا۔ پھر جب سارہ کی جانب نظر کی ضبط نہ کر سکا اور ہاتھ اُن کی طرف بڑھایا پھر ابراہیمؑ نے غیرت سے منہ پھیر لیا اور دعا کی، اُس کا ہاتھ خشک ہو گیا اور جناب سارہ تک نہ پہنچ سکا۔ بادشاہ نے کہا تمہارا پروردگار بہت صاحب غیرت ہے اور تم بہت غیور ہو۔ اچھا اپنے خدا سے دعا کرو کہ میرا ہاتھ میری طرف واپس کر دے۔ اگر تمہاری دعا قبول کر لے گا

میں پھر ایسی حرکت نہ کروں گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اس شرط سے دُعا کروں گا کہ اگر پھر تو ایسا کرے تو مجھ سے دُعا کے لیے نہ کہنا۔ اس نے کہا اچھا۔ ابراہیمؑ نے دُعا کی کہ خداوند اگر یہ سچ کہتا ہے، اس کا ہاتھ واپس کرے۔ تو اُس کا ہاتھ واپس ہو گیا۔ جب بادشاہ نے یہ حالات دیکھے اس کے دل میں حضرت ابراہیمؑ کا رُعب پیدا ہو گیا۔ اور اُس نے آنحضرتؐ کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور کہا کہ تم بے خوف رہو تمہاری حرمت یا تمہارے اموال سے اب تعرض کروں گا۔ جس جگہ مزاج چاہے جاؤ۔ لیکن تم سے میری ایک حاجت ہے۔ ابراہیمؑ علیہ السلام نے پوچھا وہ کونسی حاجت ہے؟ کہا میرے پاس حسین و جمیل اور عاقل و دانا ایک کینر ہے میں اُسے سارے کی خدمت کے لیے دینا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے منظور فرمایا۔ اُس نے ہاجرہؑ مادرِ اسمعیلؑ کو سارے کو عطا کیا اور ابراہیمؑ اپنے اہل و اموال کے ساتھ روانہ ہوئے۔ بادشاہ بھی ان کی تعظیم و مہابت سے اُن کی مشابہت کے لیے اُن کے پیچھے چلا۔ خدا نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ کھڑے ہو جاؤ اور اُس بادشاہ کے آگے جس پر قابو پا چکے ہو راستہ نہ چلو بلکہ اس کو آگے کرو اُس کے پیچھے چلو اور اس کی تعظیم کرو۔ کیونکہ وہ بادشاہی کے باوجود مغلوب اور ناچار ہے خواہ نیکو کار ہے یا بدکار یہ سن کر ابراہیمؑ کھڑے ہو گئے اور بادشاہ سے کہا کہ آگے چلو کیوں کہ میرے خدا نے اس وقت مجھ پر وحی کی کہ تمہاری تعظیم کروں اور تم کو مقدم رکھوں، اور تمہارے پیچھے چلوں تمہاری جلالت کے سبب سے۔ بادشاہ نے پوچھا کیا واقعی تمہارے خدا نے ایسی وحی کی ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا خدا صاحبِ رفق و مدار بردبار اور صاحبِ کرم ہے۔ تم نے اپنے دین کی طرف مجھے راغب کر لیا۔ پھر بادشاہ نے حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کو رخصت کیا اور وہ روانہ ہوئے۔ شہرِ شام میں پہنچ کر کھڑے ہوئے اور لوطؑ کو اس کے مضافات ہی میں چھوڑ دیا۔ جب ایک مدت گزر گئی اور کوئی فرزند نہ پیدا ہوا تو ابراہیمؑ نے سارے سے کہا کہ اگر مناسب سمجھو تو ہاجرہ کو میرے ہاتھ فروخت کرو شاید خدا کوئی فرزند کرامت فرمائے جو کہ میرا قائم مقام ہو۔ عرض سارے سے ہاجرہ کو خرید فرمایا اور اُن سے حضرت اسمعیلؑ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

بسنہ معتبر منقول ہے کہ شام کے ایک شخص نے امیلمونینؑ سے قولِ خدا۔ یَوْمَ یَفِیؤُ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْمَہٗ وَ اُمِّہٖ وَ اَبِیْہٖ۔ کی تفسیر دریافت کی۔ فرمایا کہ قیامت میں جو اپنے باپ سے دوری چاہے گا وہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام ہوں گے۔

سنة مولف فرماتے ہیں کہ اس فصل میں چند اشکال ہیں جن کی تفصیل میں نے بحوالہ انوار میں تحریر کی ہے لیکن اس جگہ اس کا اشارہ کر دینا بھی ضروری ہے۔ اول یہ کہ آیات و احادیث کے (باقی برص ۲۲۸)

(بقیہ از ص ۲۲۷) ظاہری معنی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آزر ابراہیم کا باپ تھا اور یہی عامہ میں مشہور بھی ہے۔ لیکن علمائے شیعہ میں یہ مشہور ہے بلکہ ان کا اجماع ہے کہ آزر ابراہیم کا باپ نہ تھا بلکہ ان کے والد تارخ تھے اور وہ مسلمان تھے۔ اور اکابر علماء کے ایک گروہ نے علمائے امامیہ کے اجماع کا دعوے اس پر کیا ہے اور بہت سی حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں کہ آدم سے حضرت رسول اکرم تک تمام انبیاء و مرسلین کے باپ مسلمان تھے اور سب کے سب انبیاء و اوصیاء تھے۔ اور چونکہ ابراہیم آنحضرت کے جد بزرگ تھے، لہذا ان کے والد کو بھی مسلمان ہونا چاہیے۔ اریاب نسب کا بھی اسی پر اتفاق ہے کہ آنحضرت علیہ السلام کے والد تارخ تھے۔ لہذا قرآن مجید اور اکثر حدیثوں میں جو آزر کو باپ کہا گیا ہے وہ مجاز کے طور پر ہے کیونکہ وہ آنحضرت کا چچا تھا۔ اور عرب میں یہ رواج ہے کہ چچا کو باپ کہتے ہیں۔ یا نانا تھا اور مشہور ہے کہ نانا کو بھی باپ کہتے ہیں۔ یا آنحضرت کا چچا ہی رہا ہو اور تارخ کی وفات کے بعد ان کی والدہ سے عقد کیا ہو۔ اور آنحضرت کی تربیت کی ہو، اسی سبب سے اس کو باپ کہا گیا ہے۔ اور جن حدیثیں جو قابل تاویل نہیں ہیں ممکن ہے کہ وہ تفسیر پر محمول ہوں۔ دوسرے یہ کہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا ہے فَكَفَّرَ نَظْرَهُ فِي التَّجْوُمِ فَقَالَ اِنِّي سَقِيمٌ (آیت ۸۸، ۸۹ سورۃ الصافات ۳) جس کا مضمون حدیث کے موافق یہ ہے کہ جب ان کی قوم نے عید گاہ جانا چاہا ابراہیم نے ستاروں پر نظر کی اور کہا میں بیمار ہوں اور ان لوگوں کے ساتھ نہ گئے؛ اور پھر ان بتوں کو توڑا۔ یہ کلام کس وجہ سے تھا۔ آیا سچ تھا یا جھوٹ۔ بعضوں نے کہا ہے کہ آنحضرت کو باری کا بخار عارض ہوتا تھا اس لئے ستاروں پر نظر کر کے کہا کہ یہ میری توبہ کا وقت ہے مجھے بخار آئے گا اور میں باہر نہیں آسکوں گا۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ چونکہ وہ لوگ منجم تھے، حضرت ابراہیم نے بھی ان کے طریقہ کے موافق ستاروں کو دیکھ کر فرمایا کہ میں بیمار ہوں گا یا واقعہ یا برسبیل مصلحت و عذر فرمایا۔ اور ایسا کلام جو خلاف واقع ہوتا ہے برسبیل مصلحت کہا جاتا ہے۔ تو یہ کہ طور پر اس میں صحیح بات کا ارادہ ہوتا ہے۔ وہ جھوٹ نہیں ہوتا اور جائز ہے۔ بلکہ بہت سے مقامات پر اپنے نفس یا اپنے مال یا اپنی غرض یا دوسری معقول ضرورت کی حفاظت کے لیے واجب ہوتا ہے۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ آنحضرت نے جب ستاروں پر نظر کی جو صانع کی وحدت و صفات کمالیہ کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اپنی قوم کو دیکھا کہ ستاروں اور بتوں کی پرستش کرتے ہیں تو فرمایا کہ میرا دل بیمار ہے اور اپنی قوم کی ضلالت سے مجھے اندوہ و غم ہے۔ اور بہت سی معتبر حدیثوں کا ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام مصلحت کے سبب سے تھا جس کی وجہ مذکور ہوئی یا یہ ہو کہ حضرت نے تو یہ فرمایا جس کے ظاہری مفہوم کی وجہ سے لوگوں نے معنی نہ سمجھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اکثر صفات کی تردید۔

اور آنحضرت علیہ السلام کی واقعی غرض صحیح تھی۔ چنانچہ حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس طرح کہا کہ میں بیمار ہوں؟ فرمایا کہ وہ بیمار نہ تھے اور آپ نے جھوٹ بھی نہیں کہا۔ اُن کی غرض یہ تھی کہ میں اپنے دین میں بیمار ہوں اور دین حق کی تلاش کرتا ہوں یا اس کا علاج طلب کرتا ہوں تاکہ دین باطل کو زائل کر دوں اور دوسری روایت میں وارد ہوا ہے: یعنی میں بیمار ہوں گا۔ اور جو شخص کہ مرنے کی حالت میں مجبور ہے وہ بیماری کی حالت میں بھی مجبور ہوتا ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرتؑ نے جب نجوم میں اُس علم کے ذریعہ سے جو خدا نے آپ کو عطا فرمایا تھا نظر کی اور واقعہ کربلا اور شہادت امام حسین علیہ السلام سے مطلع ہوئے فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔ یعنی میلرول عمکین و بیمار ہے اس واقعہ کے لیے۔ تیسرے یہ کہ جب ثابت ہو چکا کہ پیغمبر ان خدا ابتداء سے آخر تک معصوم ہیں تو جس وقت کہ آپ نے زہرہ و مشتری اور آفتاب و ماہتاب کو دیکھا کہ اُن کی قوم اُن کی پرستش کرتی تھی تو فرمایا ہذا سب بتی۔ یہ میرا پروردگار ہے، اور یہ بات بظاہر کفر ہے۔ یہ قول کیا معنی رکھتا ہے۔ اس شبہ کا چند طریقہ پر جواب ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ یہ ایسی بات ہوتی ہے جو اپنے نفس سے غور و غوض کے موقع پر کی جاتی ہے۔ چنانچہ کوئی شخص کسی مسئلہ میں غور کرتا ہے تو ایک شق کو سامنے رکھ کر خیال کرتا ہے کہ اگر ایسا ہو گا تو پھر ایسا ہو گا۔ اور اس کے بعد فکر کرتا ہے جس سے اُس کا صحیح اور باطل ہونا ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور حضرت صادقؑ کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے کہ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا ابراہیم علیہ السلام خدا کے سوا (ستاروں کو) ہذا آریٰ کہنے سے (معاذ اللہ) کافر ہو گئے فرمایا کہ اگر آج کوئی شخص ایسی بات کہے تو کافر ہو جائے گا۔ لیکن ابراہیمؑ سے شرک نہیں ہوا کیوں کہ وہ اپنے پروردگار کی تلاش میں تھے یعنی دوسروں کو سمجھنا چاہتے تھے۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ابراہیمؑ کے سوا کوئی شخص اگر دین حق کی جستجو اور فکر میں ایسی بات کہے تو وہ ابراہیمؑ کے ایسا ہے۔ اور اس وجہ پر بہت سی حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ وجہ دوم یہ کہ یہ ایسی بات تھی جس سے بظاہر تصدیق کا خیال ہوتا ہے لیکن مراد فرض اور تقدیر سے تھی۔ اور حضرتؑ نے مصلحت کی بنا پر ایسا فرمایا تھا۔ کیوں کہ اگر پہلے ہی انکار کر دیتے تو قوم آپ سے متنفر ہو جاتی اور آپ کی حجت قبول نہ کرتی۔ اس لیے ابتداء میں اُن سے موافقت کی اور یہ بات فرمائی۔ غرض یہ تھی کہ اگر فرض کر لوں کہ میرا پروردگار یہ ہے تو ہو سکتا ہے اس کے بعد استدلال کیا کہ نہیں ہو سکتا، اور اُن پر حجت تمام کی۔ اور اس

وجہ کی مؤید حضرت صادقؑ کی وہ حدیث ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا وہ کلام دراصل ابراہیمؑ کا نہ تھا بلکہ دوسرے جو کہتے تھے ان کی نقل تھی۔ وجہ سوم یہ کہ آپ کا یہ قول سوال کے طریقہ پر تھا اور سوال یا حقیقت کسی چیز کے دریافت کرنے کے لئے ہوتا ہے یا کبھی انکار کے طریقہ پر۔ یعنی کیا تم کہتے ہو کہ یہ میرا پروردگار ہے جیسا کہ معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ مامون نے امام رضاؑ سے اسی آیت کی تفسیر دریافت کی فرمایا کہ اُس وقت تین جماعت تھیں۔ ایک زہرہ کی پرستش کرتی تھی، ایک ماہتاب کی اور ایک آفتاب کی۔ جس وقت ابراہیمؑ غار سے باہر آئے تھے جس میں کہ آپ کو ولادت کے وقت سے پوشیدہ رکھا تھا۔ رات کی تاریکی پھیل گئی تھی۔ آپ نے زہرہ کو دیکھا تو اقرار و تصدیق کی بنا پر نہیں بلکہ انکار کے طور پر فرمایا کہ یہ میرا پروردگار ہے۔ جب ستارہ غروب ہو گیا کہا میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا کیوں کہ پوشیدہ ہونا اور غروب ہونا حادث کی صفت ہے قدیم واجب الوجود بالذات کی صفت نہیں ہے۔ پھر نورانی چاند کو طالع دیکھا تو انکار و خبر دینے کے طریقہ سے کہا کہ یہ میرا پروردگار ہے۔ جب وہ بھی غروب ہو گیا تو فرمایا اگر میرا پروردگار میری ہدایت نہ کرتا تو یقیناً میں گمراہ ہو جاتا۔ امامؑ نے فرمایا یعنی اگر خدا میری ہدایت نہ کیے ہوتا میں گمراہوں کی جماعت سے ہو جاتا۔ پھر جب صبح ہوئی اور آفتاب طلوع ہوا، انکار کے طور پر اور آگاہ کرنے کے طریقہ سے اور خبر دینے اور اقرار کرنے کے سوال کے طریقہ سے فرمایا کہ یہ میرا پروردگار ہے۔ یہ زہرہ اور چاند سے بڑا ہے، جب آفتاب غروب ہو گیا تینوں گروہوں سے جو زہرہ چاند اور آفتاب کی پرستش کرتے تھے فرمایا کہ اے میری قوم والو جو کچھ تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو میں اُس سے بیزار ہوں۔ میں نے تو اپنا منہ جان اور دل اُس خدا کی طرف کر لیا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کو عدم سے وجود میں لایا میں خدا کے لئے خالص اور تمام باطل دنیوں سے متنفر ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ ممکن ہے ابراہیمؑ کی غرض جو کچھ آپ نے پہلے کہا اس سے یہ ہو کہ ان بے دنیوں پر ان کے دین کا باطل ہونا ظاہر ہو جائے اور آپ ان پر یہ ثابت کر دیں کہ اُس چیز کا پوجنا سزاوار اور مناسب نہیں جو زہرہ، ماہتاب اور آفتاب کے ایسی صفت رکھتی ہو، بلکہ اُس کی پرستش کرنا چاہیے جس نے ان سب کو آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے۔ اور یہ حجت جو آپ نے اپنی قوم پر تمام کی ان جہتوں میں سے تھی جن کو خدا نے آپ کو الہام فرمایا تھا۔ اور عطا کیا جیسا کہ خدا نے اُس قصہ کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ یہ وہ حجت ہے جو میں نے ابراہیمؑ کو ان کی قوم پر عطا کی۔ مامون نے کہا یا بن رسول اللہ

خدا آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے میرے دل کی گرہ کھول دی۔

دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نمرود سپہر کنگان کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور چار نفر تمام روئے زمین کے بادشاہ ہوئے دُومومن سلیمان و ذوالقرنین اور دُو کافر۔ نمرود اور بخت نصر۔ اور لوگوں نے نمرود کو آگاہ کیا تھا کہ امسال ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تجھ کو اور تیرے دین اور بتوں کو ہلاک و برباد کرے گا۔ یہ معلوم کر کے اُس نے عورتوں پر قابل عورتوں کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ جو لڑکا اُس سال میں پیدا ہو اُس کو مار ڈالو۔ ابراہیمؑ کی والدہ بھی اُسی سال حاملہ ہوئیں۔ خدا نے اُن کے حمل کو بجائے شکم کے اُن کی پشت میں قرار دیا۔ جب وہ پیدا ہوئے اُن کی ماں نے زمین کے نیچے ایک غار میں اُن کو چھپا دیا اور اُس کا منہ بند کر دیا۔ وہ بڑے ہوئے اُن کا بڑا ہونا دوسرے بچوں کے مانند نہ تھا۔ اُن کی والدہ کبھی کبھی اُن کو دیکھ آ یا کرتی تھیں غرض ابراہیمؑ جب زمین کے نیچے سے نکلے اُن کی نگاہ پہلے زہرہ پر پڑی کہ اس سے بہتر ستارہ آپ نے نہ دیکھا تھا کہا یہ میرا پروردگار ہے۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں چاند نکلا۔ جب ابراہیمؑ علیہ السلام نے اُس کو دیکھا کہا یہ بہت بڑا ہے یہ میرا پروردگار ہے۔ جب وہ غروب ہو گیا فرمایا میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر صبح کے وقت آفتاب نکلا تو کہا یہ میرا پروردگار ہے یہ ان سب سے بڑا ہے۔ جب آفتاب بھی غروب ہو گیا تو ہر ایک کی طرف سے رنج پھیر کر خدائے عالمیان کی جانب کیا۔ یہ حدیث سابقہ تمام وجہوں کا احتمال رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری وجہیں بھی ہیں جن کو میں نے بجا والا نوار میں ذکر کیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کا استدلال ستارہ کے غروب ہونے پر کہ وہ خدائی کے قابل نہیں ہے اس اعتبار سے ہے کہ چونکہ ستاروں سے طلوع کے وقت ایک نور اور روشنی سامع ہوتی ہے لیکن جب وہ غروب ہونے لگتے ہیں تو روشنی بہت کم ہو جاتی ہے۔ اور جب غروب ہو جاتے ہیں تو نور کا اثر اور روشنی بالکل زائل ہو جاتی ہے۔ لہذا طلوع کے وقت وہ لوگ پرستش کرتے تھے۔ ابراہیمؑ نے اُن کے مذہب کے بطلان پر استدلال کیا اس طرح پر کہ جو چیز کہ کبھی نفع دیتی ہے اور کبھی اُس سے فائدہ نہیں حاصل ہوتا۔ کبھی ظاہر ہوتی ہے اور کبھی پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ وہ پرستش کے قابل نہیں ہے۔ پرستش اس کی کرنا چاہیئے جس کے کمالات اور وجود کے فیض سے ہمیشہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اور خیر کے حاصل کرنے میں وہ کسی شرط سے مشروط نہیں ہے۔ اس کا ظہور اور ہویا ہونا کسی وقت میں کسی وقت سے زیادہ نہیں ہے۔ یا اس اعتبار سے کہ جو حوادث سے محفوظ نہیں وہ

وہ خود حادث ہے۔ یا حضرت کا استدلال اس اعتبار سے ہے کہ وہ لوگ منجم تھے اور ستارہ کی تاثیر اس کے طلوع کے وقت قوی جانتے تھے اور انحطاط اور غروب کے وقت کمزور جانتے تھے۔ لہذا حضرت نے یہ ثابت کیا کہ جس چیز میں عجز اور نقص ہوتا ہے وہ صنایع اشیاء نہیں ہو سکتی چنانچہ تمام عقلیں اس پر شہادت دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس بارے میں اور بہت سی وجہیں ہیں جن کے ذکر کی گنجائش اس کتاب میں نہیں ہے۔ چہارم یہ کہ ابراہیمؑ نے یہ کیوں کہا کہ بتوں کو بڑے بت نے توڑا ہے حالانکہ خود توڑا تھا، اور یہ دروغ ہے اور دروغ پیغمبروں کے لیے جائز نہیں ہے۔ اس شبہ کا بھی چند طرح سے جواب ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ ابراہیمؑ کا کلام ایک شرط سے مشروط تھا کیوں کہ آپ نے اس طرح فرمایا کہ **بَلْ فَعَلَهُ كَيْدُ هُمْ هَذَا فَاسْتَوَوْهُمْ** اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ۔ آیت سورۃ انبیاء پک۔ یعنی، اُن کے بڑے نے کیا ہے۔ تو اُن سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہوں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ بات کر سکتے ہیں اور شعور رکھتے ہیں اور پرستش کے قابل ہیں تو اُن سے صادر ہوا لہذا اُن سے پوچھو کہ کس نے یہ فعل کیا ہے۔ اس کلام سے اُن بتوں کی بہت ذلت ہوئی کہ جو بول نہ سکتا ہو اُس کی طرف کسی فعل اور حرکت کی نسبت نہیں دی جاسکتی۔ اور جو کہ اپنی ذات سے نقصان کو دفع نہیں کر سکتا کس طرح معبودیت کا سزاوار ہو سکتا ہے اور اُس سے کیونکر کسی نفع یا نقصان کی اُمید کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ حضرت صادقؑ سے معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ لوگوں نے اس آیت کی تفسیر دریافت کی حضرت نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے اپنے کلام کے آخر میں کہا کہ **اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ**۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر وہ بات کرتے ہیں تو اُن کے بزرگ نے یہ فعل کیا ہے۔ اور بولتے نہیں تو یہ اس کا کام نہیں ہے۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے جھوٹ نہیں کہا۔ دوسرے یہ کہ فعل کی نسبت اُن کے بڑے کو دینا مجاز کی صورت سے تھا چونکہ ابراہیمؑ کے نزدیک اُن کے توڑنے کا سبب یہ تھا کہ قوم اُن بتوں کی تعظیم کرتی تھی۔ چونکہ بڑے بت کی زیادہ تعظیم کرتی تھی لہذا اُن کے توڑنے میں وہ بت بہت زیادہ دخل رکھتا تھا اس لئے اُس کی طرف نسبت دی۔ اور یہ عرب میں رائج ہے کہ فعل کو دوسرے اسباب کے ساتھ فاعل کے علاوہ بھی نسبت دیتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ **كَيْدُ هُمْ** ابتدائے کلام ہو گا اور **فَعَلَهُ** کا فاعل مقدر۔ یعنی کیا ہے جس نے کیا ہے۔ اگر تم لوگ سچ کہتے ہو کہ یہ سب خدا ہیں تو اُن کا بڑا بت موجود ہے اس سے پوچھ لو کہ یہ فعل کس کا ہے (باقی برص ۲۳۳)

فصل سوم

ملکوت آسمان وزمین میں حضرت ابراہیمؑ کی سیر اور آپ کے علوم وغیرہ کا تذکرہ۔۔۔
 حضرت امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں مذکور ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ جب ابراہیمؑ خلیل کو ملکوت آسمان میں بلند کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو ملکوت آسمان وزمین کی اس لئے سیر کرائی کہ وہ صاحب یقین تھے خدا نے ان کی آنکھوں کو قوی کیا جب کہ ان کو آسمان پر بلند کیا اور انہوں نے زمین اور اس کی ظاہر و پوشیدہ تمام چیزوں کو دیکھا (آیت سورۃ الانعام پ) حضرت ابراہیمؑ نے ایک مرد و عورت کو زنا کرتے ہوئے دیکھا آپ نے نعرین کی کہ وہ ہلاک ہو جائیں لہذا وہ دونوں ہلاک ہو گئے۔ پھر دو آدمیوں کو اسی حال میں دیکھا اور بددعا کی وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ پھر ایک مرد و زن کو اسی طرح دیکھا پھر بددعا کی وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ چوتھی مرتبہ پھر ایک جوڑے کو اسی گناہ میں مبتلا دیکھا اور چاہا کہ بددعا کریں کہ حق تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ اے ابراہیمؑ اپنی بددعا کو میرے بندوں اور کفریوں سے روکے رکھو تحقیق کہ میں بخشنے والا مہربان اور جبار و بڑوار ہوں۔ میرے بندوں کے گناہ مجھ کو ضرر نہیں پہنچاتے جس طرح کہ ان کی عبادت فائدہ نہیں پہنچاتی۔ اور میں ان کی سزا و تربیت اس طرح نہیں کرتا کہ جلد اپنے غضب سے ان کا تدارک کر لوں جس طرح کہ تم کرتے ہو۔ لہذا اپنی دعا میرے بندوں سے باز رکھو۔ تحقیق کہ تم میرے بندوں کو میرے عذاب سے ڈرانے والے ہو میری بادشاہی میں شریک نہیں ہونہ میرے بندوں پر حافظ و نگہبان اور شاہد ہو میں اپنے بندوں کے ساتھ تین طریقوں میں سے ایک اختیار کرتا ہوں۔ یا تو وہ توبہ کرتے ہیں اور میں ان کی توبہ قبول کرتا ہوں اور ان کے گناہوں کو بخش دیتا ہوں اور ان کے عیبوں کو پوشیدہ کر دیتا ہوں یا یہ کہ اپنے عذاب کو ان سے روک دیتا ہوں اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ ان کے صلب سے چند مومن پیدا ہونے والے ہیں۔ لہذا کافر مال باپ پر رحم و مہربانی کرتا ہوں اور عذاب کو

(بقیہ ص ۲۳۴) چوتھے یہ کہ جھوٹ وہ کلام ہے جو واقعہ کے خلاف اور کسی مصلحت سے خالی ہوتا ہے اور یہ بات حضرت ابراہیمؑ نے مصلحت سے فرمایا تاکہ ان کو حجت میں عاجز کر دیں۔ چنانچہ معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ کسی پر جھوٹ کا الزام نہیں ہوتا جب کہ وہ اصلاح کی غرض سے کوئی بات کہتا ہے۔ پھر امام نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا کہ خدا کی قسم انہوں نے نہیں کیا تھا اور نہ ابراہیمؑ نے غلط کہا تھا۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ خدا دوست رکھتا ہے دروغ کو ابراہیمؑ کی طرح اصلاح کے لئے کہ آپ نے بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ کو اصلاح کے لئے فرمایا۔ اور یہ ظاہر کیا کہ وہ صاحبان عقل نہیں ہیں۔ ۱۶ منہ

جناب ابراہیمؑ کا چند مومن پیدا ہونے والے ہونے دیکھ کر ان لوگوں کو ان اور خدا کی جانب سے بددعا کا کلام نہ

ان سے رفع کر دیتا ہوں۔ جب مومنین اُن کے صلبوں اور رحموں سے باہر آ جاتے ہیں اور علیحدہ ہو جاتے ہیں تو اُن پر میرا عذاب واجب ہو جاتا ہے۔ پھر میری بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ اور اگر ان کے صلبوں اور رحموں میں مومنین نہیں ہوتے اور نہ وہ توبہ ہی کرتے ہیں تو میں نے جو عذاب اُن کے لیے آخرت میں ہتیا کر رکھا ہے وہ اس سے زیادہ سخت ہے جو تم ان کے واسطے دُنیا میں چاہتے ہو کیونکہ میرے بندوں کے لیے میرا عذاب میرے جلال و بزرگی کے موافق ہے۔ لہذا مجھ کو میرے بندوں کے ساتھ چھوڑ دو اور دخل نہ دو کیونکہ میں اُن پر تم سے زیادہ مہربان ہوں اور متمثل جبار اور دانا حکیم ہوں۔ اپنے علم سے تدبیر کرتا ہوں اور اُن میں قضا و قدر کو جاری کرتا ہوں۔ اسی مضمون سے ملتی ہوئی بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔

بہت سی صحیح و معتبر حدیثوں میں ائمہ اطہار سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں منقول ہے
وَكَذَٰلِكَ نُرِي آيَاتِنا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
(آیت سورۃ الانعام پ)، یعنی ابراہیم کی آنکھوں میں اس قدر قوت دی گئی کہ آسمانوں سے (ان کی نگاہ) گزر گئی۔ اور اُن کے لیے زمین کے حجابات ہٹا دیئے گئے تو انہوں نے جو کچھ زمین میں تھا اور جو کچھ ہوا میں تھا مشاہدہ کیا اور آسمانوں کو دیکھا اور جو کچھ اس میں تھا۔ اور فرشتوں کو جو آسمانوں کے حامل ہیں مشاہدہ فرمایا اور عرش و کرسی کو اور اُن تمام چیزوں کو دیکھا جو اُن پر تھیں۔ اسی طرح حضرت رسول خدا اور تمہارے ہر امام کو تمام چیزوں کو جو زمین و آسمان میں ہیں دکھلایا۔

بسنید صحیح حضرت صادق سے منقول ہے کہ جب ابراہیم نے ملکوت آسمان و زمین کو دیکھا تو مثل سابق تین اشخاص کو زنا کرتے ہوئے دیکھا بدو دعا کی وہ مر گئے تو خدا نے وحی کی کہ اے ابراہیم تمہاری دعا مستجاب ہے لیکن میرے بندوں پر نفرین نہ کرو کیوں کہ اگر میں چاہتا تو اُن کو پیدا ہی نہ کرتا۔ میں نے اپنی مخلوق کو تین قسم پر خلق کیا ہے۔ ایک صنف میری عبادت کرتی ہے اور کسی کو میرے ساتھ شریک نہیں کرتی اُس جماعت کو میں ثواب عطا کرتا ہوں۔ ایک قسم کے لوگ دوسرے کی پرستش کرتے ہیں لیکن میرے اختیار سے باہر نہیں جاسکتے اور ایک طرح کے لوگ میرے بغیر کی پرستش کرتے ہیں اور اُن کے صلب سے ایک گروہ کو پیدا کروں گا جو میری عبادت کریں گے۔ پھر ابراہیم نے دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک مردار پڑا ہے اُس کا بعض حصہ پانی میں ہے اور بعض حصہ خشکی میں ہے۔ دریا کے جانور اُس حصہ کو کھاتے

باب ہفتم کا چوتھا حصہ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حالتیں بیان کی گئی ہیں

تین قسم کی مخلوق

سے موت فرماتے ہیں کہ آئندہ بہت سی حدیثیں اس بارہ میں فضائل محمد و آل محمد کے ذیل میں مذکور ہوں گی۔ ۱۶

ہیں جو حصہ پانی میں ہے۔ اور جب واپس جاتے ہیں تو ان میں سے بعض جانور ان بعض کو کھا جاتے ہیں۔ اسی طرح صحرائی درندے آتے ہیں اور اس کو کھا کر جب واپس جاتے ہیں تو ان میں سے بعض درندے بعض کو کھا جاتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہ دیکھ کر تعجب کیا اور اپنے پروردگار سے عرض کی کہ کیوں کر تو مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ یہ چند گروہ ہیں جن میں سے بعض دوسرے کو کھاتے ہیں ان حیوانات کے اجزا کس طرح آپس سے جدا ہوتے ہیں۔ خدا نے ان پر وحی کی کہ کیا تم ایمان نہیں رکھتے ہو اس پر کہ میں مردہ کو زندہ کروں گا۔ عرض کی ہاں ایمان تو رکھتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ یعنی میں چاہتا ہوں کہ دیکھ لوں جس طرح تمام چیزوں کو دیکھا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ چار طاٹروں کو لو اور ریزہ ریزہ کرو۔ پھر ہر ایک کے اجزا کو آپس میں ایک دوسرے سے مخلوط کر دو جس طرح اس مردار کے اجزا ان حیوانوں کے بدن میں ہیں۔ اور درندے جو ایک دوسرے کو کھا کر مخلوط ہو گئے ہیں۔ پھر اس پھاڑوں پر ایک ایک جزو رکھو اور ان کے نام لے کر پکارو۔ وہ دوڑنے ہوئے تمہارے پاس آئیں گے۔ اور دوسری روایت کے بموجب یہ کہ میرے نام بزرگ سے ان کو بلاؤ اور ان کو میری عظمت و جلال کی قسم دو اور وہ طیور مرغ اور کبوتر اور طاؤس اور نازخ صحرائی تھے۔

بند معتبر منقول ہے کہ مامون نے حضرت امام رضا سے قول حضرت ابراہیم ربّ اَرِنِیْ کَیْفَ تَحْیِی الْمَوْتِی۔ آیت سورۃ بقرہ پ ۱ کی تفسیر دریافت کی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ یقیناً میں اپنے بندوں میں سے ایک شخص کو اپنا خلیل اور دوست بناؤں گا جو اگر مجھ سے مردوں کو زندہ کرنے کا سوال کرے گا تو میں قبول کروں گا۔ ابراہیمؑ کو خیال ہوا کہ وہ خلیل شاید میں ہوں گا۔ اس لئے خدا سے عرض کی کہ خداوند! مجھ کو دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ خدا نے فرمایا کیا ایمان نہیں رکھتے۔ عرض کی ہاں ایمان تو رکھتا ہوں مگر چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے کہ میں ہی تیرا خلیل ہوں۔ فرمایا فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ۔ تو چار طاٹروں کو لے کر فَصِّرْهُنَّ إِلَیْكَ۔ ان کو کوٹ کر ایک دوسرے میں ملا دو اور اچھی طرح دیکھ لو تا کہ زندہ ہونے کے بعد تم کو ان پر شبہ نہ ہو اور ثُمَّ اجْعَلْ عَلَیْ كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جَبْرًا۔ پھر ان میں سے ہر پہاڑ پر ایک جزو رکھ دو ثُمَّ اَدْعُهُنَّ یَا بُنَیَّکَ سَعِیًا۔ پھر ان کو پکارو تو وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آویں گے۔ وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ اور سمجھ رکھو کہ خدا عزیز و حکیم ہے اور جوارادہ کرتا ہے اُس پر غاب اور اُس کے تمام کام حکمت سے بھرے ہوئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے کرکس اور مرغ آبی اور طاؤس اور مرغ خانگی

جب ابراہیمؑ کی مردوں کو زندہ کرنے کے واسطے دعا فرمائی۔

کو پکڑا اور ریزہ ریزہ کیا۔ پھر ان کے ذروں کو باہم مخلوط و مزوج کر دیا پھر ہر پہاڑ پر ان پہاڑوں میں سے جو اُن کے گرد تھے ایک ایک جزو رکھا اور وہ دس پہاڑ تھے اور ان پرندوں کی چونچیں اپنی انگلیوں میں پکڑ لیں اور اپنے پاس دانہ اور پانی رکھ لیا پھر اُن پرندوں کا نام لے کر اُن کو آواز دی تو ان حیوانوں کے بعض اجزاء بعض کی طرف اڑے اور اُن کے بدن دُست ہوئے اور ہر بدن اپنی گردن اور سر سے آکر متصل ہو گئے۔ ابراہیم نے اُن کی منقاریں چھوڑ دیں تو وہ پرندے اڑے زمین پر بیٹھے اور اس دانہ میں سے چنا اور پانی میں سے پیا اور کہا اے پیغمبر خدا آپ نے مجھ کو زندہ کیا خدا آپ کو زندہ رکھے۔ ابراہیم نے فرمایا نہیں بلکہ خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی۔ فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرند ہڈ ہڈ، لٹورہ، طاؤس اور زراع صحرائی کو لیا اور ذبح کیا اور اُن کے سروں کو جدا کیا اور ہاؤں میں رکھ کر ان کا بدن مع ہڈی گوشت اور پر وغیرہ کے کوٹ ڈالا کہ اُن کے اجزاء باہم نہ مخلوط ہو گئے۔ پھر دس حصے کر کے دس پہاڑوں پر رکھا اور اپنے پاس آب و دانہ رکھ لیا اُن کی منقاریں اپنی انگلیوں کے درمیان رکھیں پھر آواز دی کہ اے پرندو جلد خدا کے حکم سے آؤ۔ تو گوشت، ہڈیوں اور پروں کے اجزاء میں سے بعض نے بعض کی طرف پرواز کی یہاں تک کہ جسم دُست ہو گئے جس طرح کہ پہلے تھے اور ہر بدن اپنی گردن سے آکر مل گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی منقاریں چھوڑ دیں تو وہ پرند زمین پر بیٹھے۔ دانہ کھایا اور پانی پیا۔ پھر کہا اے پیغمبر خدا آپ نے ہم کو زندہ کیا خدا آپ کو زندہ رکھے۔ پس ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ خدا زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ ظاہر آیت کی تفسیر ہے اور اس کی معنوی تفسیر یہ ہے کہ ایسے چار شخصوں کو اختیار کر کے بات سمجھنے اور ضبط رکھنے کی گنجائش رکھتے ہوں اور اپنا علم ان کو سپرد کرو پھر ان کو زمین کے چاروں طرف بھیج دو تاکہ لوگوں پر تمہاری حجت ہوں۔ اور جس وقت تم جاؤ تمہارے پاس وہ لوگ آسکیں۔ لہذا اُن کو خدا کے بزرگ تر کے نام سے بلاؤ تاکہ اُس کے حکم سے وہ جلد آجائیں۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ابراہیم نے ہاؤں میں تمام پرندوں کو باریک کوٹ ڈالا اور اُن کے سروں کو اپنے پاس رکھ لیا۔ پھر خدا کو اس نام سے پکارا جس کا اس نے حکم دیا تھا اور وہ دیکھ رہے تھے کہ پروں اور گوشت وغیرہ کے اجزاء کس طرح اجزاء کے درمیان سے ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر پرواز کرتے ہیں اور ہر ایک

کی رگیں باہر آتی ہیں اور بدنوں سے متصل ہوتی ہیں یہاں تک کہ اُن کے پُر پورے طور پر تیار ہو گئے اور ہر ایک حضرت ابراہیمؑ کے پاس اُڑ کر آیا اور اپنے سر سے ملنے لگا۔ حضرت ابراہیمؑ دوسرے کا سر اُس کے نزدیک لاتے تھے لیکن گھوم کر وہ اپنے ہی سر سے متصل ہوتا تھا۔

بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے شتر مرغ، طاؤس، مرغابی اور مرغ خانگی کو لیا۔ اُن کے پروں کو اکھاڑ کر ان کو ذبح کیا۔ پھر ان کو ہاون میں رکھ کر کوٹ ڈالا اور اُردن کے پہاڑوں پر رکھ دیا۔ وہ دس پہاڑ تھے پھر اُن کو اُن کے ناموں سے پکارا اور وہ دوڑتے ہوئے اُن کے پاس آئے۔

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ جو اختلاف پرندوں کے تعین میں واقع ہوا ہے شاید بعض تفتیہ پر محمول ہوں اور روایات عامہ کے طریقہ پر وارد ہوئے ہوں۔ اور ممکن ہے کہ یہ امر چند بار واقع ہوا ہو، لیکن یہ مشکل ہے۔ اور یہ شبہ جو اس بارے میں وارد ہوتا ہے کہ کس طرح حضرت ابراہیمؑ کو خدا کے زندہ کرنے کے بارے میں شک ہوا کہ ایسا سوال کیا؟ اس کے جواب میں چند وجوہ بیان کئے گئے ہیں۔

اول یہ کہ جس طرح آپ کو دلیل و بُرہان کے ذریعہ سے علم تھا اُسی طرح چاہتے تھے کہ ظاہر بظاہر اور بطریق مشاہدہ بھی سمجھ لیں چنانچہ حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ سے لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کے قول لَکِنَّا لَنَیْطُطُّنَّ قَلْبِیْ کہ اپنے دل کے اطمینان کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا اُن کے دل میں شک تھا؟ فرمایا نہیں۔ لیکن خدا کے بارے میں اپنے یقین میں اضافہ چاہتے تھے۔ یہی مضمون حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے بھی منقول ہے۔ دوم یہ کہ اصل زندہ کرنے کو جانتے تھے اُس کی کیفیت کو چاہتے تھے کہ دیکھ لیں کہ کس طرح ہوتا ہے۔ سوم یہ کہ سابقہ حدیثوں میں بیان ہوا کہ وہ جاننا چاہتے تھے کہ وہی خلیل خدا ہیں یا نہیں۔ چہارم یہ کہ مروی ہے کہ اُن سے کہا تھا کہ مُردہ کو زندہ کریں۔ اور اُن پر تشدد کیا کہ اگر زندہ نہ کرو گے تو تم کو مار ڈالوں گا۔ حضرت نے چاہا کہ اس کے سوال کی قبولیت کے ساتھ آپ کا دل قتل سے مطمئن ہو جائے۔ لیکن حق وہی دو وجہیں ہیں جو معتبر حدیثوں میں گذریں۔ اور شیخ محمد بن بابویہ نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن طیفور سے میں نے سنا وہ قول ابراہیمؑ۔ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِی الْمَوْتِی۔ کے بارے میں کہتے تھے کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اُس کے شائستہ بندوں میں سے کسی کی زیارت کریں جب حضرت اُس کے پاس گئے، اُس سے گفتگو کی تو اُس شخص نے کہا کہ خدا کا ایک بندہ دُنیا میں ہے جس کو ابراہیمؑ کہتے ہیں خدا نے اس کو اپنا خلیل قرار دیا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ اُس کی علامت کیا ہے اُس نے کہا خدا اس کے لیے مُردہ کو زندہ کرے گا۔ لہذا ابراہیمؑ کو (باقی برص ۲۳۷)

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مصحف ابراہیمؑ ماہ مبارک رمضان کی پہلی شب میں نازل ہوا۔ اور ابو ذرؓ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ پر بیس صحیفے نازل کیے۔ ابو ذرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ابراہیمؑ کے صحیفوں میں کیا تھا۔ فرمایا کہ تمام مثالیں اور حکمتیں تھیں۔ اور ان صحیفوں میں یہ نصیحتیں بھی تھیں یعنی اے امتحان میں افتادہ مغرور بادشاہ تجھ کو میں نے اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ تو مال دنیا کو جمع کرے بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ مظلوموں کی دعا تجھ سے رد کرے، اور میں اُن کی دعا کو رد نہیں کرتا اگرچہ کوئی کافر ہو۔ اور عاقل پر یہ لازم ہے کہ جب تک کوئی عذر نہ ہو اپنے لئے چار ساعتیں مقرر کرے ایک وہ جس میں وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرے ایک ساعت وہ جس میں وہ اپنے نفس کا حساب کرے جو کچھ اُس نے نیکی یا بدی کی ہے اور ایک ساعت وہ ہے جس میں وہ خدا کی اُن تمام نعمتوں پر غور کرے جو کچھ اس نے عطا کی ہیں اور ایک ساعت وہ ہے جس

مصحف ابراہیمؑ کا ذکر اور اس کے فضائل۔

دہشتیہ ۲۳۶ گمان ہوا کہ وہ خود ہوں گے۔ اس لئے خدا سے سوال کیا کہ مردہ کو زندہ کرے خدا نے فرمایا کیا ایمان نہیں رکھتے کہا ہاں ایمان تو رکھتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے کہ میں ہی تیرا خلیل ہوں۔ اور وہ چاہتے تھے کہ ان کے لئے ایک معجزہ ہو جس طرح کہ دوسرے پیغمبروں کے لئے تھا اس لئے آپ نے خدا سے مردہ کو زندہ کرنے کا سوال کیا اور خدا نے اُن کو حکم دیا کہ اس کے لئے زندہ کو مار ڈالیں۔ لہذا حضرت نے اپنے بیٹے اسمعیلؑ کو ذبح کیا اور خدا نے اُن کو حکم دیا کہ چار پرندوں کو ذبح کریں طاؤس اور لٹورہ اور مُرغِ آبی اور مُرغِ خانگی۔! طاؤس دنیا کی زینت تھا اور لٹورہ امتیادوں کی درازی جو کہ اُس کی عمر زیادہ بڑی ہوتی ہے۔ اور مُرغِ آبی حرم تھا اور مُرغِ خانگی شہوت۔ گویا خدا نے فرمایا کہ اگر یہ پسند کرتے ہو کہ تمہارا دل زندہ اور مجھ سے مطمئن ہو تو ان چار چیزوں کو اپنے دل سے نکال دو اور اپنے نفس سے اُن کو مار ڈالو کیونکہ یہ جس دل میں ہوں گے وہ مطمئن نہیں ہو سکتا۔ (شیخ کہتے ہیں کہ) میں نے اس سے پوچھا کہ خدا نے اُن سے کیوں پوچھا کہ کیا ایمان نہیں رکھتے باوجودیکہ جانتا تھا کہ وہ ایمان رکھتے ہیں اور اُن کے حال سے واقف تھا اس نے جواب دیا کہ چونکہ ابراہیمؑ کا سوال اس طرح کا تھا کہ گویا وہ شک رکھتے ہیں۔ خدا نے چاہا کہ یہ تو ہم ان سے زائل ہو جائے اور یہ تہمت اُن سے دفع ہو جائے۔ تو ابراہیمؑ نے ظاہر کیا کہ وہ شک نہیں رکھتے لیکن یقین کی زیادتی کے لئے چاہتے ہیں یا دوسرے امور کے لئے جو بیان ہوئے۔ یہ ابن طیفور کا کلام جو حدیث کے مانند مستند نہیں محل اعتماد نہیں ہو سکتا لیکن چونکہ شیخ بزرگ نے ذکر کیا تھا میں نے بھی نقل کر دیا۔ ۱۲ منہ

میں وہ حلال طریقہ پر حظ نفس کے لیے غلوت کرے۔ یقیناً یہ ساعت اس کے لیے دوسری ساعتوں سے زیادہ محبوب ہے اس میں دلوں کے لیے زیادہ راحت و آرام ہے۔ عاقل پر لازم ہے کہ وہ اپنے زمانہ اور اہل زمانہ پر نظر رکھے اور ہمیشہ اپنے حال کی اصلاح کا خیال رکھے اور اپنی زبان کی حفاظت کرے اُن باتوں سے جو نہ کہنا چاہیے۔ جو شخص اپنے عمل سے اپنے قول کا حساب کرتا ہے اُس کا بولنا کم ہو جاتا ہے سوائے اس وقت کے جب کہ اُس کا نفع ہوتا ہے عقلمند کو چاہیے کہ تین باتوں کا ہمیشہ طالب رہے۔ اپنی دنیاوی معاش کی اصلاح اپنی آخرت کے ترشہ کی تحصیل اور اُس چیز سے لذت حاصل کرنا جو حرام نہ ہو۔ ابو ذرؓ نے کہا جو کچھ کہ خدا نے قرآن میں نازل کیا ہے کیا اُس میں صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ میں سے بھی کچھ ہے؟ فرمایا اے ابو ذر ان آیات کو پڑھو۔ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ نَبَلَ تَوَٰشُرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ مِّنْ نَّبَقِیْ اِنَّ هٰذَا لَفِی الصَّحِیْفِ الْاُولٰٓئِیْ صَحِیْفِ اِبْرٰہِیْمَ وَ مُوسٰی۔ (آیہ سورۃ اعلیٰ پ ۱) جس نے زکوٰۃ دی وہ رستگار ہوا یا اپنے نفس کو کفر و معصیت سے پاک کیا اور اپنے پروردگار کو یاد کیا پھر نماز ادا کی بلکہ تم تو دنیاوی زندگی ہی کو بہتر سمجھتے ہو حالانکہ آخرت بہت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ بیشک یہ اگلے صحیفہ ابراہیمؑ و موسیٰؑ میں موجود ہے۔

بسنید صحیح حضرت صادقؑ سے تفسیر قول خدا اِبْرٰہِیْمَ الَّذِیْ وَفٰی میں منقول ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیمؑ جنہوں نے کہ پورا کیا جس پر وہ مامور ہوئے تھے یا خدا سے جو عہد کیا تھا اس کو اچھی طرح وفا کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ ہر صبح یہ دعا پڑھتے تھے۔ اَصْبَحْتُ وَرَبِّیْ فَحَمْدُہٗ اَصْبَحْتُ لَا اُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا اَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا اٰخَرَ وَّلَا اَتَّخِذُ مَعَهٗ وَلِیًّا۔ اس سبب سے اُن کو بندہ شکور کہتے تھے۔

بسنید معتبر منقول ہے کہ مفضل بن عمرؓ نے حضرت صادقؑ سے قول خدا۔ وَاِذِ ابْنٰی اِبْرٰہِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ (آیہ ۱۲ سورۃ بقرہ پ ۱) کی تفسیر دریافت کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس وقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیمؑ کے پروردگار نے چند امور میں ان کا امتحان لیا تو ابراہیمؑ نے پورا کر دکھایا۔ دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا تھے؟ فرمایا کہ وہ کلمات وہی تھے جو آدمؑ نے خدا سے سیکھے تھے اور ان کی توبہ قبول ہوئی تھی یعنی انہوں نے کہا کہ خداوند! میں تجھ سے بحق محمدؑ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام سوال کرتا ہوں کہ میری توبہ قبول فرما تو خدا نے ان کی توبہ قبول کی۔ مفضل نے پوچھا فَاَتَمَّھُنَّ کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا

کہ حضرت ابراہیمؑ نے اُن کے اسماء مبارکٹ بارہویں امام قائم آل محمدؐ تک تمام کئے جو کہ حضرت امام حسینؑ کی اولاد میں سے نو امام ہیں۔ اور ابن بابویہ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ اس باب میں وارد ہوا ہے کلمات کے پئے ایک وجہ ہے۔ اور کلمات کی دوسری وجہیں ہیں اول یہ کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو ملکوت آسمان وزمین دکھائے کہ وہ صاحبان یقین میں سے ہو جائیں۔ دوم معرفت۔ یعنی اپنے خالق کو قدیم جانتا اور اس کو یکتا سمجھتا اور مخلوقات کی مشابہت سے منزہ جانتا۔ جس وقت کہ آپ نے ستارہ و ماہتاب و آفتاب کو دیکھا اور اُن میں سے ہر ایک کے غروب ہو جانے پر استدلال کیا کہ حادث ہیں اور اُن کے محدث پر یہ استدلال کہ وہ ایک پیدا کرنے والا رکھتے ہیں۔ سو تم شجاعت۔ اور اُن کی شجاعت بتوں کے ٹوٹنے میں ظاہر ہوئی جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے جس وقت کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مجھ سے اور صورتیں کیسی ہیں جن کی تم لوگ تعظیم کرتے ہو اور اُن کی عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہو۔ اُن لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اُن کی پرستش کرتے ہوئے دیکھا۔ ابراہیمؑ نے کہا تم اور تمہارے باپ دادا کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا تم جو کچھ کہتے ہو سچ کہتے ہو یا مذاق و مسخرہ پن کرتے ہو۔ فرمایا کہ تمہارا پروردگار وہ ہے جو زمین و آسمان کا خدا ہے اور جو سب کو عدم سے عالم وجود میں لایا ہے۔ اور میں اس بات پر گواہ ہوں۔ خدا کی قسم میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک تدبیر کروں گا جب کہ تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ گے۔ جب وہ لوگ عید گاہ چلے گئے ابراہیمؑ نے سوائے بڑے بت کے تمام بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اس خیال سے کہ شاید واپسی پر وہ لوگ اس بت سے سوال کریں اور اس طرح اُن پر حجت تمام ہو جائے۔ اور ایک تن تنہا کا اتنے ہزار اشخاص سے مقابلہ کرنا کامل شجاعت ہے۔ چہارم علم و بردباری ہے۔ جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ابراہیمؑ بردبار اور خوف خدا سے بہت آہ و زاری کرنے والے یا دُعا کرنے والے یا اُس کی طرف بہت رجوع کرنے والے تھے۔ پانچویں سخاوت و جوانمردی ہے جیسا کہ خدا نے اُن کے جہانوں کے قصہ میں ذکر کیا ہے۔ چھٹے علیحدگی و دوری اختیار کرنا اپنے اہل بیتؑ سے خدا کے لئے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ ابراہیمؑ نے آزر اور اپنی قوم سے کہا کہ میں تم سے اور اُن سے جن کو خدا کے سوا تم پوجتے ہو علیحدگی اور دوری اختیار کرتا ہوں۔ میں تو اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں اور اسی کی عبادت کرتا ہوں ساتویں نیکی کا حکم اور بدی کی ممانعت کرنا جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ابراہیمؑ نے آزر سے

وہ کلمات جن کے ذریعہ سے ابراہیمؑ کی آزمائش کی گئی۔

کہا کہ اے میرے باپ کیوں تم ایسی چیز کو پوجتے ہو جو نہ بولتی ہے نہ سنتی ہے اور نہ تم کو کوئی فائدہ پہنچاتی ہے۔ بہ تحقیق کہ میرے پاس وہ علم آچکا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا ہے۔ لہذا میری اطاعت کرو تاکہ میں تم کو سیدھی راہ کی ہدایت کروں۔ اے پدر شیطان کی عبادت نہ کرو اس لیے کہ وہ خدا کی بہت معصیت کرنے والا ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر خداوند رحمن کی جانب سے کوئی عذاب نہ نازل ہو۔ اس وقت تم شیطان کے ساتھی ہو جاؤ گے۔ اٹھو یہی بدی کو نیکی کے ذریعہ سے روک دینا۔ جس وقت کہ آزر نے اُن سے کہا اے ابراہیم کیا تم ہمارے خداؤں کو نہیں مانتے۔ اگر تم اس خیال کو ترک نہ کرو گے تو تم کو سنگسار کروں گا۔ ایک مدت کے لیے میرے پاس سے دور ہو جاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ میں جلد تمہارے لیے اپنے خدا سے آمزش کی دعا کروں گا کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ مہربان اور کریم ہے۔ نویں توکل جیسا کہ فرمایا ہے قوم تم جن کی پرستش کرتے ہو اور ہمارے گزشتہ بزرگ جن کو پوجتے تھے سب کے سب ہمارے دشمن ہیں سوائے عالمین کے پروردگار کے جس نے مجھ کو خلق کیا ہے۔ وہی میری رہبری فرماتا ہے اور مجھے آب و غذا دیتا ہے۔ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی شفا عطا فرماتا ہے۔ وہی یقیناً مجھے مَرَدہ کرے گا اور پھر قیامت میں وہی مجھ کو زندہ کرے گا۔ اور میری التجا ہے کہ وہ اس روز میرے گناہوں کو بخش دے دسویں حکم اور صالحین کے ساتھ منسوب ہونا۔ چنانچہ دعا کی خداوند نے حکم عطا فرما اور مجھ کو صالحوں میں شامل کر اور وہ صالحین رسول خدا اور ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ اور کہا میرے بچے بعد کے لوگوں میں لسان صدق پہنچے زبان یعنی میرا ذکر خیر قائم فرما۔ اور لسان صدق سے مراد امیر المؤمنین ہیں جیسا کہ خدا نے دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا گیارھویں جان کے بارے میں امتحان جس وقت کہ ان کو منجیق میں بٹھا کر آگ میں ڈالا۔ بارھویں فرزند کے بارے میں امتحان جس وقت کہ خدا نے ان کو حضرت اسمعیلؑ کے ذبح کا حکم دیا۔ تیرھویں زوجہ کے بارے میں امتحان جس وقت کہ خدا نے اُن کی حرمت کو غدارہ قطعی سے بچایا۔ چودھویں حضرت سارہ کی کج خلقی پر صبر۔ پندرھویں اپنی ذات کو خدا کی اطاعت میں وقف کر دینا جیسا کہ آپ نے دعا کی کہ خداوند مجھ کو رسوا نہ کرنا جس روز کہ لوگ مبعوث ہوں۔ سوٹھویں عیوب سے پاک ہونا۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابراہیمؑ نہ یہودی تھے، نہ نصرانی بلکہ باطل دینیوں سے متنفر تھے اور مسلمان اور حق کے مطیع تھے اور مشرک نہ تھے۔ سترھویں تمام عبادتوں کی شرطوں کو جمع کرنا جس مقام پر کہا ہے کہ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (آیت ۱۶۳ سورہ انعام پ، یعنی یقیناً میری نماز، میری قربانی، میرا حج یا میری عبادت اور زندگی اور موت اُس

خدا کے لئے خاص ہے جو عالم کا پروردگار ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں اس پر مانو
کیا گیا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں پس جب یہ کہہ دیا کہ زندگی اور موت، تو تمام
عباد توں کو اُس میں داخل کر دیا۔ اٹھا رھویں مردوں کے زندہ کرنے میں اُن کی دعا کا مستجاب
ہونا۔ اُنیسویں خدا کا اُن کے لئے گواہی دینا کہ وہ صالحین میں سے ہیں جس جگہ کہ فرمایا ہے کہ
بختیق میں نے ابراہیمؑ کو دنیا میں برگزیدہ کیا اور وہ آخرت میں یقیناً صالحین میں سے ہیں۔
(صالحین، یعنی رسول خدا اور ائمہ ہدی علیہم السلام۔ بیسویں پیغمبروں کا اُن کے بعد اُن کی
اقتدار کرنا۔ اسی جگہ فرماتا ہے کہ (اے محمدؐ) میں نے تم کو وحی کی کہ ملت ابراہیمؑ کی متابعت کرو۔
اور پھر فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین سچا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔
(ابن بابویہ کا کلام تمام ہوا)

حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ کی ابتداء یہ تھی کہ خواب میں اُن
کو حکم دیا گیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو۔ ابراہیمؑ نے اس حکم کو پورا کیا اور اس پر آمادہ ہوئے
اور خدا کا حکم بخوشی منظور کیا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ان پر وحی کی کہ میں نے تم کو لوگوں کا
امام بنایا۔ پھر اُن پر سنتھائے حنیفہ کو نازل کیا جو دس چیزیں ہیں پانچ سر سے متعلق ہیں اور
پانچ جسم سے۔ پانچ جو سر سے متعلق ہیں یہ ہیں:- شارب لینا، واڑھی رکھنا، ستر کے بال ترشوانا،
مسواک و خال شکرنا۔ جسم سے متعلق پانچ امور یہ ہیں:- مونٹے زیر ناف بنانا، ختنہ کرنا، ناخن
کٹوانا، غسل جنابت کرنا، پانی سے استنجا کرنا۔ یہ ہیں حنیفہ طاہرہ جو ابراہیمؑ لائے اور یہ قیامت
تک منسوخ نہ ہوں گے اور یہ ہیں قول خدا کے معنی کہ ملت ابراہیمؑ کی پیروی کرو۔ کیونکہ ان
کا باطل سے حق کی جانب مائل (ہونے کا صحیح راستہ) ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ابراہیمؑ پہلے شخص تھے جنہوں نے مہمانوں کی مہمانی کی اور
ختنہ کیا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا اور اپنے مال سے خمس نکالا اور نعلین پہنی اور جنگ کے
لئے علموں کو درست کیا۔

ایک روایت میں منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے ایک فرشتہ سے ملاقات کی اس سے دریافت
کیا کہ تم کون ہو؟ اُس نے کہا میں ملک الموت ہوں۔ آپؑ نے پوچھا کیا ہو سکتا ہے کہ تم اپنی وہ
صورت مجھے دکھا دو جس سے کہ تم مومن کی رُوح قبض کرتے ہو؟ کہا اچھا۔ میری جانب سے
ذرا مٹہ پھیر لیجئے۔ حضرتؑ نے مٹہ پھیر لیا۔ پھر جب نظر کی تو دیکھا کہ ایک خوبصورت اور
خوش لباس حسین جوان ہے جس کے بدن سے خوشبو آ رہی ہے۔ آپؑ نے
فرمایا کہ اگر مومن تم کو بغیر حسن و جمال کے نہ دیکھے تو اس کے لئے بہتر ہے۔ پھر کہا کیا

ممکن ہے کہ تم مجھے اپنی وہ صورت دکھا دو جس سے تم فاجروں کی رُوح قبض کرتے ہو؟ ملک الموت نے کہا کہ آپ اس کے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا میں دیکھ سکتا ہوں۔ کہا بہتر ہے۔ میری جانب سے منہ پھیر لیجئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب حضرتؑ نے نگاہ کی تو ایک مرد سیاہ کو سیاہ لباس میں دیکھا جس کے بال جسم پر کھڑے ہیں اور بند ہو آ رہی ہے اور اس کے منہ اور ناک سے آگ اور دھواں نکل رہا ہے۔ پس حضرت ابراہیمؑ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا ملک الموت صورتِ اول میں نظر آئے۔ فرمایا اے ملک الموت اگر فاجر تم کو اسی صورت میں دیکھے تو اس کے عذاب کے لئے یہی کافی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ زمین کو تمہارا ستر دیکھنے سے شرم آتی ہے اور اُس نے مجھ سے شکایت کی ہے لہذا اپنے ستر اور زمین کے درمیان ایک حجاب قرار دو۔ پس حضرتؑ نے اپنے لئے ایک زیر جامہ تیار کیا جو آپ کے زانوؤں تک تھا۔

فصل چہارم { حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر اور وفات وغیرہ کا تذکرہ :-

بِسْمِ اللّٰہِ حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا گذر انقیاء میں ہوا جو نجف اشرف کے پہلو میں واقع ہے۔ اُس شہر میں ہر شب زلزلہ آتا تھا۔ جب ابراہیمؑ نے رات بھر وہاں قیام کیا تو زلزلہ نہ آیا۔ اس شہر کے رہنے والوں کو تعجب ہوا اور کہا کیا سبب ہے کہ ہمارے شہر میں زلزلہ نہیں آیا لوگوں نے کہا کل رات ایک مرد پیر ہمارے شہر میں وارد ہوا ہے اس کا ایک لڑکا اس کے ساتھ ہے۔ یہ معلوم کر کے لوگ حضرتؑ کے پاس آئے اور کہا کہ ہر شب ہمارے شہر میں زلزلہ آتا تھا اس رات جب کہ آپ ہمارے شہر میں وارد ہوئے زلزلہ نہیں آیا۔ آج رات بھی قیام فرمائیے تاکہ ہم اچھی طرح سمجھ لیں۔ جب دوسری رات پھر زلزلہ نہیں آیا تو اس شہر کے لوگ حضرتؑ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمارے شہر میں قیام رکھیئے آپ جو چاہیں ہم سے خدمت لیں ہم حاضر ہیں۔ فرمایا میں اس شہر میں تو نہ رہوں گا لیکن اس صبح اُسے نجف کو جو کہ تھا اُسے شہر کے پیچھے ہے میرے ہاتھ فروخت کر دو پھر تمہارے شہر میں زلزلہ نہ آئے گا۔ ان لوگوں نے کہا ہم نے یوں ہی بچتا۔ حضرتؑ نے فرمایا میں تو قیمت دے کر لوں گا۔ اُن لوگوں نے کہا جو چاہے دے دیجئے۔ پس حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے سات گوسفند اور چار دراز گوش کے عوض اس زمین کو اُن سے خرید فرمایا اس سبب سے اس زمین کو انقیاء کہتے تھے کیونکہ زبانِ نبطی میں انقیاء کے معنی گوسفند کے ہیں۔ آپ کے

فرزند نے کہا اے خلیل الرحمن آپ اس زمین کو کیا کیجئے گا جس میں نہ زراعت کی جاسکتی ہے اور نہ حیوانات چرائے جاسکتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا خاموش رہو کیوں کہ خداوند عالمیان ستر ہزار پیغمبروں کو اس صحرا سے محشور کرے گا جو بے حساب بہشت میں داخل ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک کثیر جماعت کی شفاعت کرے گا۔

حدیث معتبرہ میں حضرت محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اول دو اشخاص جنہوں نے روئے زمین پر باہم مصافحہ کیا وہ ذوالقرنین اور ابراہیمؑ خلیل تھے۔ ابراہیمؑ نے ان سے رو برو ملاقات کی اور مصافحہ کیا۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ جنگ عمالقہ کے لئے مسجد سہلہ سے یمن کی جانب گئے۔

بند معتبر انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے سوال کیا کہ ایک دختران کو عطا فرمائے جو ان کے مرنے کے بعد اُن پر گریہ کرے۔

معتبر حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ سارہؑ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اے ابراہیمؑ آپ ضعیف ہو گئے خدا سے سوال کیجئے کہ ایک فرزند عطا فرمائے جس سے ہماری آنکھیں روٹیں ہوں کیونکہ خدا نے آپ کو اپنا خلیل قرار دیا ہے اگر چاہے گا تو وہ آپ کی دعا مستجاب کریگا حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے خدا سے دعا کی کہ اُن کو ایک فرزند دانا کرمت فرمائے خدا نے اُن پر وحی فرمائی کہ ہاں ایک عقلمند لڑکا عطا کروں گا۔ اور اُس کے بارے میں تمہارا امتحان بھی لوں گا۔ ابراہیمؑ اس خوشخبری کے تین سال تک منتظر رہے۔ پھر خدا کی جانب سے وہ موقع آیا۔ سارہؑ نے کہا کہ اے ابراہیمؑ آپ ضعیف ہو گئے اور آپ کی اجل قریب ہے۔ اگر دیکھجئے کہ خدا آپ کی اجل میں تاخیر کرے اور عمر دراز کرے تاکہ آپ میرے ساتھ زندگی گزاریں تو زیادہ بہتر ہو۔ ابراہیمؑ نے خدا سے سوال کیا جیسا کہ سارہؑ نے التماس کی تھی، حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ جس قدر چاہو تم کو زندگی عطا کر دوں۔ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے جناب سارہؑ کو خبر دی۔ انہوں نے کہا خدا سے دعا کیجئے کہ جب تک آپ خود موت کے طالب نہ ہوں آپ کو موت نہ آئے۔ ابراہیمؑ نے دعا کی اور حق تعالیٰ نے مستجاب فرمایا جب ابراہیمؑ نے دعا کرنا مقبولیت کی خبر سارہؑ سے بیان کی، سارہؑ نے کہا شکریجئے خدا کا اور کھانا پکوائیے اور فقیر اور اہل حاجت کو بلائیے کہ وہ طعام کھائیں۔ ابراہیمؑ نے عام دعوت کی۔ جب لوگ حاضر ہوئے ان میں ایک کمزور نابینا بڑھا بھی تھا جس کے ساتھ رہبری کے لئے ایک شخص تھا۔ وہ دسترخوار پر بیٹھا۔ جب وہ لقمہ اٹھا کر منہ میں لے جانا چاہتا اُس کے ہاتھ کو لڑھکتا ہوتا اور لقمہ داہنے او

بائیں ہو جاتا تھا یہاں تک کہ ایک مرتبہ لقمہ اُس کی پیشانی پر جا لگا۔ اُس کے ساتھی نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے منہ تک پہنچایا۔ پھر اُس نابینا نے دوسرا لقمہ لیا۔ اُس کا ہاتھ کانپا اور لقمہ اُس کی آنکھوں تک جا پہنچا۔ ابراہیمؑ کی نگاہ اُسی کی جانب تھی۔ آپ کو یہ حال دیکھ کر حیرت ہوئی اور اس کے قدم سے اس اختلال کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے کہا آپ اس مرد کا جو حال ملاحظہ کر رہے ہیں یہ کمزوری اور پیری کے سبب سے ہے۔ ابراہیمؑ نے اپنے دل میں سوچا کہ میں بھی اگر بہت بوڑھا ہو جاؤں گا تو اسی مرد کی طرح ہو جاؤں گا۔ پھر تو آپ نے خدا سے دعا کی کہ خداوند امیری موت کا وہی وقت بہتر ہے جو میرے لیے پہلے تو مقرر کر چکا تھا۔ کیونکہ اس حال کو مشاہدہ کرنے کے بعد مجھے زیادہ عمر کی ضرورت نہیں ہے۔

حدیث معتبرہ میں حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خدا نے چاہا کہ ابراہیم علیہ السلام کی رُوح قبض کرے تو ملک الموت کو اُن کے پاس بھیجا۔ کہا اَسَلَامُ عَلَیْکَ یَا اِبْرَاهِیْمُ آپ نے فرمایا۔ وَ عَلَیْکَ السَّلَامُ یَا مَلِکُ الْمَوْتِ۔ کیا تم اس لیے آئے ہو کہ اپنے اختیار سے مجھے آخرت کو لے چلو یا موت کی خبر لائے ہو۔ یقیناً ما مور ہوئے ہو کہ میری رُوح قبض کرو۔ ملک الموت نے کہا کہ میں آیا ہوں اور آپ کو آپ کی خواہش سے خدا کی ملاقات اور عالم قدس کی جانب دعوت دیتا ہوں۔ لہذا قبول کیجئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کبھی تم نے دیکھا ہے کہ دوست اپنے دوست کو مار ڈالے۔ ملک الموت واپس گئے اور اپنے موقف عرض پر کھڑے ہو کر کہا خداوند اُن نے سنا جو کچھ تیرے خلیل ابراہیمؑ نے کہا۔ حق تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ ابراہیمؑ کے پاس جاؤ اور کہو کہ کبھی تم نے دیکھا ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست کی ملاقات کو ناپسند کرے۔ دوست وہ ہے جو اپنے دوست کی ملاقات کا آرزو مند ہو۔ یہ سن کر ابراہیمؑ راضی ہوئے۔

بسنده وثق حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام جب مناسک حج سے فارغ ہو کر شام کی جانب واپس گئے تو وہیں آپ کی رُوح مقدس عالم قدس کی جانب روانہ ہوئی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ملک الموت آئے تاکہ آپ کی رُوح قبض کریں، ابراہیمؑ نے موت کو پسند نہ کیا۔ ملک الموت اپنے پروردگار کے پاس واپس گئے اور کہا ابراہیمؑ موت سے کراہت رکھتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کو رہنے دو کیونکہ وہ میری عبادت کرنا چاہتے ہیں بہا شک کہ ابراہیمؑ نے ایک مرد پیر کو دیکھا کہ جو کچھ وہ کھاتا ہے اُسی وقت دوسری جانب سے نکل جاتا ہے۔ انہوں نے زندگی کو ناپسند کیا اور موت کی خواہش کی۔ لہذا ایک روز وہ اپنے مکان میں جب آئے تو ایک صورت بہت حسین نظر آئی

یہ اس شخص کی حالت ہے کہ سب سے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا موت سے احتراز

کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں ملک الموت ہوں۔ فرمایا سبحان اللہ کون ایسا ہے جو تمہاری زیارت وصحبت کو پسند نہ کرے گا جبکہ تم ایسی نیک صورت رکھتے ہو۔ ملک الموت نے کہا اے خلیل الرحمن جب خدا اپنے بندہ کے لیے بہتری چاہتا ہے تو مجھ کو اس صورت میں بھیجتا ہے۔ اور اگر بندہ کے واسطے بدی پسند کرتا ہے تو مجھ کو دوسری صورت میں اس کے پاس بھیجتا ہے۔ غرض کہ وہ حضرت شام میں رحمت الہی سے واصل ہوئے آپ کے بعد حضرت اسمعیلؑ لقائے خدا سے فائز ہوئے۔ اور حضرت اسمعیلؑ کی عمر مبارک ایک سو تیس سال ہوئی اور وہ حجر اسمعیلؑ میں اپنی ماں کے پاس دفن ہوئے۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے پروردگار سے مناجات میں عرض کی کہ پروردگار اُس شخص کی عیال کا کیا حال ہو گا جس کا کوئی جانشین نہ ہو کہ جس کے ہاتھ میں اُس کے عیال کا انتظام ہو۔ خدا نے وحی کی کہ اے ابراہیمؑ کیا اپنے بعد عیال کے لیے ایک خلیفہ وجانشین کا تم کو مجھ سے زیادہ خیال ہے۔ عرض کی کہ پروردگار! نہیں۔ اب میرا دل سرور سے میں نے سمجھ لیا کہ تیرا لطف و کرم اُن کے شامل حال ہے۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ شب معراج ایک مرد پیر کی طرف گزرے جو ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا اور اس کے گرد بہت سے اطفال موجود تھے حضرت نے جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ مرد پیر کون ہے۔ جبریلؑ نے کہا کہ یہ آپ کے پدر ابراہیمؑ ہیں پوچھا یہ بچے کون ہیں جو ان کے چاروں طرف ہیں کہا یہ مومنوں کے بچے ہیں جن کو موت آپہنچی ہے حضرت نے اس کے پاس پہنچا دیئے گئے ہیں آنحضرتؐ ان کو غذا دیتے ہیں اور ان کی تربیت کرتے ہیں۔

۱۔ موقت فرماتے ہیں کہ اگر دنیاوی زندگی کی خواہش دُنیا کی فانی لذتوں اور فائدوں کے لیے ہو تو بُری ہے اور اگر تحصیلِ آخرت اور خضابِ مقدس الہی کی عبادت کے لیے ہو تو وہ دُنیا کی نہیں آخرت کی محبت ہے، اور وہ خدا کی دوستی ہے اس کے سوا کسی کی نہیں۔ اسی وجہ سے بہت سی دُعاؤں میں طویل عمر کا طلب کرنا وارد ہے۔ پس مرتبہ کمال یہ ہے کہ آدمی قضائے الہی پر راضی ہے۔ اگر وہ سمجھتا ہے کہ خدا اُس کے لیے موت چاہتا ہے تو وہ اُس پر راضی ہو اور اگر جانتا ہے کہ خدا اس کے لیے حیات پسند کرتا ہے تو وہ اُس پر راضی رہے۔ اور اگر بندہ کچھ نہیں جانتا تو تحصیلِ معرفت کے لیے حیات ہی کو طلب کرتا ہے اور اس سے محبت الہی مطلوب ہوتی ہے۔ جب تک پیغمبرانِ خدا نہیں جانتے کہ خدا حیات کے طلب کرنے اور موت کی تاخیر میں سفارش کرنے میں راضی ہے اس وقت تک یقیناً وہ سفارش نہیں کرتے اگر وہ لوگ اپنے لیے ویسا پسند کرتے تو رضائے الہی حاصل کرنے کے لیے اپنے کو بڑی بڑی ہلاکتوں میں نہ ڈالتے۔ ۱۷ منہ

حضرت ابراہیمؑ کی عمر

مومنوں کے بچے حضرت ابراہیمؑ کی تربیت میں

فصل پنجم حضرت کی اولاد و ازواج و بناء کعبہ و نصب حجر اسمعیل وغیرہ کے تذکرے۔

ابراہیمؑ نے بادئہ شام میں نزول فرمایا اور جب ہاجرہؑ سے اسمعیلؑ پیدا ہوئے سائرہؑ کو شدید غم ہوا کیونکہ ابراہیمؑ علیہ السلام کا کوئی فرزند اُن کے شکم سے نہ تھا۔ پھر وہ ہاجرہؑ کے بارے میں ابراہیمؑ کو تکلیف پہنچانے لگی تھیں، اس سبب سے حضرت غمگین رہتے تھے۔ ابراہیمؑ نے جب اُس کی بارگاہِ خدا میں شکایت کی اُن کو وحی پہنچی کہ عورت کی مثال ٹیڑھی ہڈی کی سی ہے اگر اُس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو اس سے فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر اس کو سیدھی کر دے تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ پھر خدا نے اُن کو حکم دیا کہ اسمعیلؑ اور ہاجرہؑ کو سائرہؑ سے علیحدہ کر دو۔ عرض کی خداوند کس جگہ لے جاؤں؟ فرمایا میرے حرم کی جانب اُس جگہ جس کو میں نے مامن قرار دیا ہے کہ جو شخص اُس میں داخل ہو گا بے خوف رہے گا۔ اور وہ زمین کا پہلا قطعہ ہے جس کو میں نے خلق کیا ہے اور وہ مکہ ہے۔ جبریلؑ اُن کے لیے براق لائے اور ہاجرہؑ و اسمعیلؑ اور ابراہیمؑ کو اس پر سوار کر کے مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ ابراہیمؑ جس بہت مقام پر پہنچتے، جس جگہ درخت و نخلستان و زراعت دیکھتے دریافت کرتے تھے کہ اے جبریلؑ کیا وہ جگہ یہی ہے۔ جبریلؑ کہتے نہیں بلکہ دوسری جگہ ہے چلے چلیے۔ یہاں تک کہ مکہ میں پہنچے۔ جبریلؑ نے اُن کو خانہ کعبہ میں اتارا۔ ابراہیمؑ نے سائرہؑ سے عہد لیا تھا کہ سواری سے نہ اتریں گے جب تک کہ اُن کے پاس نہ واپس آجائیں۔ جب ہاجرہؑ و اسمعیلؑ اُس مکان میں اترے اُس جگہ ایک درخت تھا۔ ہاجرہؑ نے ایک بساط اُس درخت کے نیچے بچھا دی اور اس کے سایہ میں اپنے فرزند کے ساتھ ٹھہر گئیں۔ اور ابراہیمؑ واپس ہونے لگے تو ہاجرہؑ نے پوچھا ہم کو اس بے آب و گیاہ مقام میں آپ کس پر چھوڑے جاتے ہیں جہاں کوئی نموس و غنچہ نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اُس پر چھوڑتا ہوں جس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو اس جگہ پہنچا دوں یہ کہہ کر واپس روانہ ہو گئے۔ جب ایک پہاڑ پر پہنچے جو ذی طوی میں ہے مُڑ کر ہاجرہؑ و اسمعیلؑ کو دیکھا اور کہا خداوند تحقیق کہ میں نے اپنے فرزند کو اُس وادی میں جہاں پانی نہیں، سبزہ و گیاہ نہیں، تیرے خانہ محترم کے نزدیک آباد کیا ہے اس لیے کہ اے پالنے والے وہ غار قائم کریں۔ لہذا تو کچھ لوگوں کے دلوں کو پھیرے کہ وہ اُن کی طرف مائل اور اُن کے طالب ہوں اور اُن کو میوے نصیب کر تاکہ وہ تیرا شکر کریں۔ یہ کہہ کر روانہ ہوئے اور جناب ہاجرہؑ اسی جگہ رہ گئیں جب سورج بلند ہوا اور اسمعیلؑ پیاسے ہوئے تو ہاجرہؑ بے قرار ہوئیں۔ اُنھیں اور اس وادی میں صفا اور مروہ کے درمیان گئیں اور فریاد کی کہ کیا اس وادی میں کوئی نموس ہے۔ حضرت

نصاب اسمعیلؑ کی ولادت

حضرت ابراہیمؑ کا جناب ہاجرہؑ اور اسمعیلؑ کو مکہ میں لایا چھوڑا۔

اسمعیلؑ اُن کی نگاہ سے اوجھل ہو گئے۔ جناب ہاجرہؑ کو صفا پر گئیں وہاں سے مروہ کی جانب ایک سراب نظر آیا سمجھیں کہ پانی ہے۔ وہاں سے مروہ کی جانب گئیں جب وہاں پہنچیں دیکھا کہ حاجی آہستہ آہستہ چل رہے اور دوڑ بھی رہے ہیں۔ اسمعیلؑ پھر نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے۔ ہاجرہؑ بے چین ہو کر وہاں سے دوڑیں اور اس مقام پر پہنچیں جہاں سے اسمعیلؑ نظر آنے لگے۔ پھر مروہ پر پہنچیں تو اُس سراب کو کوہ صفا کی جانب دیکھا اور صفا کو روانہ ہوئیں۔ پھر جب ایسی جگہ پہنچیں جہاں سے اسمعیلؑ نہ دکھائی دیئے تو دوڑ کر اُس مقام پر پہنچیں جہاں سے اسمعیلؑ نظر آنے لگے، اسی طرح سات مرتبہ صفا و مروہ کی جانب دوڑیں۔ جب ساتویں بھیرے میں مروہ پر پہنچیں اور اسمعیلؑ کی جانب نگاہ کی تو دیکھا کہ پانی اُن کے پیروں کے نیچے سے جاری ہے جناب ہاجرہؑ اسمعیلؑ کے پاس دوڑ کر آئیں اور پانی کے چاروں طرف بالوجع کیا تا کہ بہہ نہ جائے، اسی سبب سے اُس کا زمزم نام رکھا گیا۔ عرفات و ذوالحجاز میں قبیلہ جرم اتر ہوا تھا جب مکہ میں پانی ظاہر ہوا اور پرندے اور صحرائی جانور ان پانی کے پاس جمع ہوئے تو جرم نے جانوروں کو دیکھا اور سمجھے کہ اس جگہ پانی ظاہر ہوا ہے، تو اُس مقام پر آئے وہاں ایک عورت اور ایک بچہ کو ایک درخت کے نیچے مقیم دیکھا۔ ہاجرہؑ سے پوچھا کہ تم کون ہو اور تمہارا اور اس بچہ کا کیا معاملہ ہے؟ فرمایا میں ابراہیمؑ خلیل الرحمن کے بیٹے کی ماں ہوں اور یہ اُن کا لڑکا ہے۔ خدا نے اُن کو حکم دیا کہ تم کو اس جگہ چھوڑ جائیں۔ اُن لوگوں نے کہا کہ آپ اجازت دیجیئے کہ ہم لوگ بھی آپ کے نزدیک آباد ہو جائیں۔ تیسرے روز حضرت ابراہیمؑ قطع مسافت کر کے اُن کے دیکھنے کے واسطے آئے۔ جناب ہاجرہؑ نے کہا اے خدا کے خلیل یہاں سے قریب جرم کے کچھ لوگ ہیں وہ ہمارے ساتھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ کیا آپ اُن کو اجازت دیتے ہیں؟ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا ہاں اُن کو اجازت ہے۔ پھر جناب ہاجرہؑ نے جرم کو اجازت دیدی تو وہ لوگ اُن کے نزدیک مقیم ہو گئے اور اپنے خیمے پر پائی گئے۔ ہاجرہؑ اور اسمعیلؑ کو اُن لوگوں سے موانست ہوئی۔ تیسری مرتبہ جب حضرت ابراہیمؑ اُن کے دیکھنے کے لئے آئے اُن کے چاروں طرف لوگوں کی کثرت اور آبادی ملاحظہ کر کے خوش ہوئے۔ اسمعیلؑ بڑے ہوئے اور قبیلہ جرم کے ہر شخص نے ایک ایک دو دو گوسفند اُن کو دیئے یہاں تک کہ اُن کے پاس بہت سے گلے جمع ہو گئے اور وہ باطمینان زندگی بسر کرنے لگے یہاں تک کہ بالغ ہوئے۔ اس وقت خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کریں۔ اُن دونوں نے عرض کی یہ وردگار کس مقام پر تعمیر کریں؟ فرمایا اُس بقیعہ زمین پر جہاں کہ میں نے ایک قبۃ آدمؑ کے لئے بھیجا تھا اور وہ نصب کیا گیا تھا۔ جس سے تمام حرم روشن ہو گیا تھا۔ وہ طوفان نوحؑ میں آسمان پر اٹھایا گیا تھا

جناب ہاجرہؑ کا پانی کی کھال کش میں صفا و مروہ کے درمیان دوڑتا۔

پھر خدا نے جبریلؑ کو بھیجا جنہوں نے خانہ کعبہ کی جگہ پر خط کھینچا اور خدا نے کعبہ کی بنیادوں کو پھر حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے ہشت سے بھیجا اور حجر الاسود جس کو خدا نے آدمؑ کے بیٹے بھیجا تھا برف سے زیادہ سفید تھا کافروں کے ہاتھ لینے سے سیاہ ہو گیا۔ ان فرض ابراہیمؑ نے کعبہ کو تعمیر کیا۔ اسمعیلؑ ذی طوی سے پتھر لاتے تھے۔ جب نو ہاتھ دیواریں بلند ہو چکیں تو خدا نے اُن کو حجر الاسود کا پتہ بتایا جو ابومیس میں پوشیدہ تھا۔ ابراہیمؑ نے اس کو وہاں سے نکالا اور اس مقام پر نصب کیا جہاں کہ آج موجود ہے اور کعبہ کے بیٹے وروازے کھولے۔ ایک مشرق کی جانب دوسرا مغرب کی جانب جس کو مستجا رکھتے ہیں پھر کعبہ کے اوپر کڑیاں لگائیں اور اُس پر گھاس پھیلا دی اور ہاجرہؑ کی چادر خانہ کعبہ کے گرد لٹکا دی اور کعبہ کے اندر رہنے لگے۔ پھر خدا نے ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ کو حکم دیا کہ کنواں کھودیں۔ پھر جبریلؑ آٹھویں ذی الحجہ کو نازل ہوئے اور کہا اے ابراہیمؑ اُٹھئے اور پانی مہیا کیجئے کیوں کہ اُس زمانہ میں مٹی اور عرفات میں پانی نہ تھا۔ روز ہشتم کو اسی بیٹے ترویہ کہتے ہیں کیونکہ ترویہ کے معنی سیرابی کے ہیں۔ پھر جبریلؑ ابراہیمؑ کو مٹی میں لے گئے اور شب وہیں بسر کی اور تمام اعمال حج کے اُن کو تعلیم کیئے جس طرح آدمؑ کو تعلیم کیئے تھے۔ جب حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو دعا کی کہ خداوند اس مقام کو ایک ایسا باطن قرار دے جو ہر شہر سے زیادہ پُر امن ہو اور اُس کے باشندوں کو پھل روزی کر جان میں خدا اور روز قیامت پر ایمان لائے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ پھل سے مراد دلوں کے میوے ہیں۔ یعنی ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں قائم فرماتا کہ اطراف عالم سے اُن کی طرف آئیں۔

دوسری صحیح حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ نے اسمعیلؑ کو مکہ میں چھوڑ دیا۔ اسمعیلؑ پیاسے ہوئے۔ صفا و مروہ کے درمیان ایک درخت تھا۔ اُن کی ماں باہر آئیں اور کوہ صفا پر جا کر کھڑی ہوئیں اور فریاد کی کہ کیا کوئی اس وادی میں انیس و غنخوار ہے کوئی جواب نہ ملا پھر مروہ پر پہنچیں اور آواز دی جواب نہ ملا۔ پھر صفا پر واپس آئیں اور ندی کچھ جواب نہ آیا یہاں تک کہ سات مرتبہ اسی طرح کیا۔ پس سنت یہ جاری ہو گئی کہ صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کریں۔ پھر جبریلؑ ہاجرہؑ کے پاس آئے اور کہا تم کون ہو کہا میں حضرت ابراہیمؑ کے فرزند کی ماں ہوں۔ کہا ابراہیمؑ نے یہاں تم کو کس پر چھوڑ دیا ہے؟ جناب ہاجرہؑ نے کہا میں نے بھی اُن سے یہی سوال کیا تھا جبکہ وہ ہم کو چھوڑ کر واپس جا رہے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ خداوند عالمین پر جبریلؑ نے کہا تم کو اُس کے بھروسہ پر چھوڑا ہے جو یقیناً کافی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ لوگ مکہ میں گزرنے

سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ وہاں پانی نہ تھا۔ حضرت اسمعیلؑ اپنے پیروں کو زمین میں پیاس کے سبب سے رگڑتے تھے ناگاہ ان کے قدموں کے نیچے سے آب زمزم جاری ہوا۔ پھر جب جناب ہاجرہؑ اسمعیلؑ کے نزدیک آئیں اور پانی کو جاری دیکھا اُس پانی کے گرد خاک جمع کرنے لگیں۔ اور اگر اُس کے حال پر چھوڑ دیتیں تو وہ ہمیشہ جاری رہتا۔ اُس وقت یمن کے کچھ سوار گذر رہے تھے انہوں نے چڑیوں کو دیکھا کہ اُس کے گرد جمع ہو رہی ہیں سمجھ گئے کہ یہ طیور پانی کے سبب سے جمع ہوئے ہیں لہذا وہ لوگ پانی کے پاس آئے جناب ہاجرہؑ نے اُن کو پانی دیا۔ اُن لوگوں نے بہت سا کھانا ہاجرہؑ کو دیا۔ حق تعالیٰ نے اُس پانی کے سبب سے اُن کی روزی جاری کر دی کیونکہ ہمیشہ قافلے ان کے پاس آتے تھے اور اُس پانی سے فائدہ حاصل کرتے تھے اور اُن کو طعام دیتے تھے۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ حج کریں اور اسمعیلؑ کو اپنے ساتھ حج کے لیے لے جائیں اور ان کو حرم میں ساکن کریں۔ دونوں باپ بیٹے حج کے واسطے ایک سُرخ اونٹ پر روانہ ہوئے ان کے ساتھ سوائے جبرئیلؑ کے کوئی نہ تھا۔ جب حرم میں پہنچے جبرئیلؑ نے کہا اے ابراہیمؑ نیچے اتر بیٹے اور حرم میں داخل ہونے سے پہلے غسل کیجئے۔ ابراہیمؑ نے غسل کیا جبرئیلؑ نے ان کو احرام کی تعلیم دی۔ پھر ان کو حج کی صدا کے تلبیہ بلند کرنے کو کہا کہ ان چار تلبیہوں کو کہیں جو پھر ان خدا کا کرتے تھے۔ پھر ان کو صفا کی جانب لائے۔ وہ اونٹ سے اترے جبرئیلؑ ان کے درمیان کھڑے ہوئے اور کعبہ کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہا۔ پھر الحمد للہ کہا اور خدا کو بزرگی کے ساتھ یاد کیا اور خدا کی ثنا کی۔ ان دونوں حضرات نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر وہاں سے حمد و ثنا کرتے ہوئے جبرئیلؑ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جبرئیلؑ ان کو حجر اسود کے پاس لائے اور اُن کو حکم دیا کہ ہاتھ حجر اسود پر ملیں اور اس کو بوسہ دیں اور سات بار طواف کریں۔ ان کو مقام ابراہیمؑ پر کھڑا کیا کہ دو رکعت نماز ادا کریں۔ غرض تمام مناسک حج ان کو تعلیم کیئے۔ جب تمام اعمال سے فارغ ہوئے ابراہیمؑ واپس چلے گئے۔ اسمعیلؑ تنہا کعبہ میں رہ گئے۔ کوئی اُن کے ساتھ نہ تھا۔ پھر آئندہ سال خدا نے حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کو حکم دیا کہ حج کے لیے جائیں اور خانہ کعبہ کی تعمیر کریں۔ اس وقت بھی اہل عرب زیادہ تر حج کو جاتے تھے۔ خانہ کعبہ خراب ہو گیا تھا صرف چند آثار باقی رہ گئے تھے لیکن اس کی وسعت معروف و معلوم تھی۔ جب عرب حج سے واپس چلے گئے اسمعیلؑ نے پتھروں کو جمع کر کے کعبہ کے اندر رکھا۔ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام آئے اور کعبہ کی تعمیر میں مشغول ہوئے مٹی اور پتھر اٹھایا اور

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ کی تعلیم۔

اصل بنیاد تک پہنچا یا کعبہ کی زمین ایک سُرخ پتھر تھی خدا نے وحی کی کہ کعبہ کی بنیاد اس پتھر پر رکھیں اور چار فرشتوں کو اُن کے پاس بھیجا کہ پتھر جمع کریں فرشتے پتھر دیتے جاتے تھے اور ابراہیم و اسمعیل دیوار تعمیر کر رہے تھے یہاں تک کہ دیواریں بارہ ہاتھ بلند ہوئیں اس کے لیے دو دروازے قائم کئے تاکہ ایک دروازہ سے داخل ہوں اور دوسرے دروازہ سے باہر جائیں۔ پھر اس کے لیے چوکھٹ قائم کئے اور اُن کے کواڑوں میں زنجیریں لگائیں لیکن کعبہ عریاں تھا۔ جب لوگ مکہ میں وارد ہوئے۔ اسمعیل نے قبیلہ حمیر کی ایک عورت کے بارے میں خدا سے سوال کیا کہ اس سے اُن کے لیے تزویج کا موقع حاصل ہو یا نہ وہ عورت شوہر دار تھی۔ خدا نے اس کے شوہر کے لیے موت مقدر فرمایا۔ جب اس کا شوہر مر گیا تو وہ عورت اپنے شوہر کے غم میں مکہ ہی میں رہ گئی۔ خدا نے اُس کے غم کو صبر سے تبدیل کیا اور اسمعیل کی خواستگاری اُس کو میسر کی۔ وہ عورت بہت سمجھ دار اور عقلمند تھی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حج کے لیے آئے اسمعیل سے ملاقات کے لیے اُن کے گھر بھی گئے۔ وہ موجود نہ تھے روزی کی فکر میں کہیں گئے تھے۔ ان کی زوجہ نے ابراہیم کو دیکھا کہ وہ ایک مرد پیر ہیں اور گردیں بھرے ہوئے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے اس سے پوچھا کہ تم لوگ کیسے؟ کہا بہت اچھے ہیں۔ پھر اسمعیل کا حال دریافت کیا۔ عورت نے اُن کی تعریف کی اور کہا کہ اُن کی حالت بہت اچھی ہے۔ پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ کہا قبیلہ حمیر سے۔ یہ معلوم کر کے حضرت ابراہیم واپس چلے گئے ایک خط لکھ کر اس عورت کو دے گئے کہ جب تمہارا شوہر آئے تو اس کو دے دینا۔ جب اسمعیل واپس آئے خط کو پڑھا اور پوچھا کہ اُس مرد پیر کو تم جانتی ہو کہ کون تھے؟ اس نے کہا وہ بہت نیک اور تم سے مشابہ معلوم ہوتے تھے۔ فرمایا وہ میرے پدر تھے۔ عورت نے کہا واسو اتاہ۔ اسمعیل نے کہا کیوں شاید اُن کی نگاہ تمہارے کسی حصہ جسم پر پڑی۔ اُس نے کہا نہیں۔ لیکن افسوس کہ اُن کی خدمت مجھ سے نہیں ہوئی۔

اُس عاقلہ عورت نے کعبہ کے دونوں دروازوں کے لئے دو پرے بنا دیئے جن کی لمبائی بارہ ہاتھ تھی اور اُن کو درازوں پر لٹکا دیا جو بہت اچھے معلوم ہوئے تو اُس نے تمام عمارت کعبہ کے واسطے لباس تیار کرنے کا مشورہ کیا تاکہ پتھروں کی بدنما پی پوشیدہ ہو جائے اسمعیل نے کہا بہتر ہے۔ تو وہ نہایت عجلت کے ساتھ متوجہ ہوئی اور اپنے قبیلہ کی عورتوں کے پاس کاتنے کے لیے آؤں بھیجا۔ اسی روز سے یہ سنت عورتوں میں جاری ہوئی کہ اس طرح آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں۔ پھر تیزی کے ساتھ اُس نے پرے بنانا شروع کیئے

اور اپنے قبیلے اور شناسا لوگوں سے مدد حاصل کی۔ پر مے تیار کر کے ہر طرف لٹکاتی جاتی تھی یہاں تک کہ حج کا زمانہ آگیا اور ایک سمت کا پرودہ باقی رہ گیا اور تیار نہ ہو سکا۔ اس نے حضرت اسماعیلؑ سے کہا کہ اب اس طرف کے لیے کیا کروں کیونکہ اس کا جامہ تیار نہ ہو سکا۔ آخر اس طرف کے لیے برگ خرما کے پر مے تیار کر کے لٹکا دیئے۔ حج کا وقت آگیا اور اس مرتبہ بہت زیادہ عرب آئے کہ اس سے پہلے نہیں آئے تھے۔ انہوں نے چند نئی باتیں ملاحظہ کیں جو ان کو اچھی معلوم ہوئیں تو کہنے لگے کہ اس مکان کی تعمیر کرنے والے کے لیے مناسب ہے کہ ہم ہدیہ لایا کریں۔ پس اُس روز سے خانہ کعبہ کے لیے ہدیہ مقرر ہوا اور عرب کے تمام قبیلے خانہ کعبہ کے لئے ہدیے مثل روپیہ وغیرہ کے لانے لگے یہاں تک کہ بہت سا مال جمع ہو گیا تو اُس لیف خرما کے پر مے بٹا دیئے گئے اور کعبہ کا لباس پورا کر کے اس کے گرد لٹکا دیا گیا۔ کعبہ پر چھت نہیں تھی۔ اسماعیلؑ نے کٹڑی کے ایسے چھبے بنائے جیسے آج کل دیکھے جاتے ہیں اور اُس کی چھت لکڑیوں اور خشک شاخوں سے درست کی اور گیلی مٹی اور پچھلا دی۔ جب دوسرے سال عرب آئے اور کعبہ میں داخل ہوئے دیکھا اُس کی عمارت میں اور اضافہ ہوا ہے کہنے لگے سزاوار یہ ہے کہ اس عمارت کی تعمیر کرنے والے کے لیے ہدیے اور زیادہ لائے جائیں۔ پھر آئندہ سال بہت سے ہدیے لائے۔ حضرت اسماعیلؑ انہیں جانتے تھے کہ ان ہدیوں کو کیا کریں، خدا نے اُن کو وحی کی کہ ان کو ذبح کرو اور حاجیوں کے لیے طعام کا انتظام کرو۔ اسماعیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے کئی آب کی شکایت کی۔ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو وحی کی کہ ایک کنواں کھودیں جس سے حاجیوں کے پانی پینے کا انتظام ہو۔ پھر جبریلؑ نازل ہوئے اور چارہ زمزم کھودا گیا۔ جبریلؑ نے کہا اے ابراہیمؑ چاروں طرف کنوئیں کے بسم اللہ کہہ کے پھاؤ رہا رو حضرت ابراہیمؑ نے پہلی ضرب اُس زاویہ پر لگائی جو کعبہ کی جانب ہے اور بسم اللہ کہا تو چشمہ جاری ہو گیا۔ پھر بسم اللہ کہہ کے ہر طرف ضرب لگائی تو چشمہ جاری ہو گیا۔ جبریلؑ نے کہا اے ابراہیمؑ اس پانی کو پیو اور دعا کرو کہ خدا اس میں تمہارے فرزندوں کے لیے برکت عطا فرمائے اور جبریلؑ اور ابراہیمؑ دونوں کنوئیں سے باہر آئے۔ پھر جبریلؑ نے کہا کہ یہ پانی اپنے سر اور بدن پر چھڑکو اور کعبہ کے گرد طواف کرو کیونکہ یہ وہ پانی ہے جسے خدا نے تمہارے فرزند اسماعیلؑ کے لیے عطا فرمایا ہے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ واپس ہوئے اسماعیلؑ نے حرم کے باہر ایک آپ کی مشابعت کی۔ ابراہیمؑ چلے گئے اور اسماعیلؑ حرم میں واپس آئے۔ خدا نے اُس زن جمیرہ سے ایک فرزند عطا فرمایا اُس سے پہلے اس عورت کے کوئی بچہ نہیں پیدا ہوا تھا۔

حضرت اسمعیلؑ نے اُس کے بعد چار عورتوں سے عقد کیا اور ہر ایک سے خدا نے اُن کو چار چار فرزند عطا فرمائے۔ اُدھر موسیٰ بیماری میں ابراہیمؑ نے عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی اسمعیلؑ کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ جب حج کا موسم آیا اسمعیلؑ اپنے پدر بزرگوار کے انتظار میں تھے، تو جبریلؑ نازل ہوئے اور اُن کو ابراہیمؑ کی رحلت کی اطلاع دی۔ اور تعزیت کی۔ اور کہا اے اسمعیلؑ اپنے باپ کی موت پر ایسی باتیں نہ کہو جو خدا کی ناراضی کا سبب ہو۔ ابراہیمؑ خدا کے بندوں میں ایک بندہ تھے۔ خدا نے اُن کو اپنے جوار رحمت میں بلا لیا، انہوں نے قبول کیا۔ پھر اُن کو خبر دی کہ تم بھی ایک روز اپنے باپ سے ملحق ہونے والے ہو۔ اسمعیلؑ کا ایک چھوٹا لڑکا تھا جس کو وہ بہت عزیز رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ ان کے بعد نبوت و خلافت اس کو ملے۔ لیکن خدا کو منظور نہ تھا اُس نے دوسرے فرزند کو اُن کی وصایت و خلافت کے لیے مقرر فرمایا۔ جب حضرت اسمعیلؑ کی وفات کا وقت آیا اُس فرزند کو آپ نے طلب کیا، جس کو خدا نے معین کیا تھا۔ اور وصیت کی اور کہا اے فرزند جب تمہاری موت کا وقت آئے ایسا ہی کرنا جیسا کہ میں نے کیا۔ اور جب تک کہ خدا کسی کو خلافت کے لیے معین نہ کرے تم خود معین نہ کرنا۔ غرض کہ ہمیشہ سے یہ طریقہ ہے کہ کوئی امام دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ خدا اس کو خبر دیتا ہے کہ وہ کس کو اپنا وصی قرار دے۔

دوسری معتبر سند سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے عرض کی کہ ایک گروہ جو ہمارے پاس رہتا ہے کہتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ خلیل الرحمنؑ نے تیشہ سے ایک تالاب پر اپنا ختنہ کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا سبحان اللہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ وہ لوگ کہتے ہیں وہ ابراہیمؑ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ راوی نے عرض کی فرمائیے کہ کیوں کہ تمہارے فرمایا انبیاءؑ کی ناف اور غلاف ختنہ ولادت کے ساتویں روز گر جاتا ہے۔ جب حضرت اسمعیلؑ پیدا ہوئے اُن کا بھی غلاف ختنہ اور ناف گر گئی۔ سارہؑ نے ہاجرہؑ کو سرزنش کی جس طرح کہ کنیزوں کو سرزنش کی جاتی ہے شاید رنگ کی سیاہی یا بدبو کی وجہ سے کی ہو۔ ہاجرہؑ کو بہت صدمہ ہوا اور وہ روئیں۔ جب اسمعیلؑ نے مال کو روتے ہوئے دیکھا وہ بھی رونے لگے۔ حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے اور اسمعیلؑ سے رونے کا سبب پوچھا۔ اسمعیلؑ نے کہا سارہؑ نے میری مال کو اس طرح سرزنش کی ہے۔ وہ روئیں۔ اُن کے رونے سے سبب سے میں بھی گریاں ہوا۔ یہ سن کر ابراہیمؑ اپنی جائے نماز پر تشریف لے گئے۔ خدا سے مناجات کی اور سوال کیا کہ اس غم کو ہاجرہؑ سے دور کر دے۔ حضرتؑ کی دُعا مقبول ہوئی۔ جب سارہؑ سے اسخنی پیدا ہوئے ساتویں روز ناف تو گر گئی لیکن غلاف ختنہ نہیں گرا۔ سارہؑ یہ حال دیکھ کر بخیرہ ہوئیں

جب ابراہیم تشریف لائے سارہ نے کہا یہ کیا معاملہ ہے جو آل ابراہیم اور اولاد پیغمبران میں ظاہر ہوا یہ تمہارا فرزند اسحق ہے جس کی نافرمانی تو کر گئی مگر غلاف دور نہیں ہوا۔ حضرت ابراہیم اپنی جائے نماز پر گئے اور اپنے پروردگار سے اس واقعہ کی شکایت کی۔ خدا نے وحی کی کہ یہ اس سرزنش کا سبب ہے جو سارہ نے ہاجرہ کو کی تھی میں نے قسم کھائی ہے کہ پیغمبروں کی اولاد میں سے کسی کا یہ غلاف دور نہ کر دوں گا۔ لہذا اسحق کا ختنہ کرو اور لوہے کی گرمی کا مزہ ان کو چکھاؤ۔ غرض ابراہیم نے اسحق کا ختنہ لوہے سے کیا۔ اس کے بعد یہ سنت جاری ہوئی کہ تمام لوگ اپنی اولاد کا ختنہ لوہے سے کرتے ہیں۔

بند معتبر حضرت امیر المؤمنین سے مروی ہے کہ منیٰ میں رخی جمعات کا سبب یہ ہے کہ جب جبریلؑ حضرت ابراہیمؑ کو مناسک حج کی تعلیم کر رہے تھے تو شیطان جبرہ اولیٰ میں ابراہیمؑ کے سامنے ظاہر ہوا۔ جبریلؑ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اس کو پتھر سے ماریں۔ ابراہیمؑ نے سات پتھر اس کی طرف پھینکے شیطان اسی جگہ زمین میں غائب ہو گیا۔ پھر جبرہ دوم میں ظاہر ہوا۔ پھر سات پتھر اس پر پھینکے۔ وہ زمین میں غائب ہو گیا اور جبرہ سوم میں ظاہر ہوا۔ پھر اس پر سات پتھر پھینکے وہ زمین میں غائب ہو گیا پھر ظاہر نہ ہوا۔

بند ہائے صحیح و معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ سکینہ ایک اچھی ہوا ہے جو بہشت سے باہر آتی ہے اور انسان کی سی صورت رکھتی ہے اور نہایت خوشبودار ہوتی ہے۔ وہ ہوا ابراہیمؑ پر نازل ہوئی جبکہ وہ خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ اس خانہ حرکت میں تھی اور ابراہیمؑ اس کی بنیاد عقب سے رکھ رہے تھے۔

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ عربی گھوڑے وحشی تھے۔ جب ابراہیمؑ و اسمعیلؑ خانہ کعبہ کے بتوں کو باہر لائے خدا نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ میں نے تم کو ایک خزانہ دیا ہے کہ تم سے پہلے کسی کو نہیں دیا۔ پس ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ ایک پہاڑ پر گئے جس کو برحیا کہتے ہیں اور گھوڑوں کو طلب کیا اور کہا لا اہلا لا ہلم۔ تو زمین عرب کے تمام گھوڑے آ کر ان کے مطیع ہوئے۔ اسی سبب سے ان گھوڑوں کو جیاد کہتے ہیں۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ لوگوں کو حج کی ندا کریں۔ حضرت ارکان کعبہ کے ایک رکن پر کھڑے ہوئے اور دوسری روایت کے موافق مقام پر کھڑے ہوئے۔ وہ مقام اس قدر بلند ہوا کہ ابونہیس کے برابر بلند ہو گیا۔ پھر آپ نے لوگوں کو حج کے لیے طلب کیا۔ خدا نے آپ کی آواز ان لوگوں تک پہنچا دی

خدا نے ابراہیمؑ کو مناسک حج کی تعلیم کی۔

جو باپ کے صلب اور ماں کے شکم میں تھے جو قیامت تک پیدا ہونے رہیں گے۔ ان سب نے کہا: لَبَّيْكَ دَارِعَى اللّٰهِ كَبَّيْكَ دَارِعَى اللّٰهِ۔ جس شخص نے ایک مرتبہ لبیک کہا ایک بار حج کرتا ہے اور جس شخص نے دو بار کہا دو حج کرتا ہے اور جس نے پانچ مرتبہ کہا پانچ حج کرتا ہے اور جس شخص نے لبیک نہیں کہا وہ حج نہیں کرتا۔

حدیث معتبرہ میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ سب سے پہلے عربی گھوڑوں پر حضرت اسمعیلؑ سوار ہوئے۔ گھوڑے پہلے وحشی تھے اُن پر کوئی سوار نہیں ہو سکتا تھا۔ خدا نے سب کو اسمعیلؑ کے لئے کوہ منیٰ سے جمع کیا اس سبب سے اُن کو اعراب کہتے تھے کیونکہ اسمعیلؑ عرب تھے۔

بسنہ معتبرہ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کی سنت اس لئے ہوئی کہ ابراہیمؑ جب اُس مقام پر پہنچے اُن کے پاس شیطان آیا جبرئیلؑ نے کہا اس پر حملہ کیجئے پس شیطان بھاگا اور حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام اُس کے پیچھے دوڑے۔ فرمایا کہ منیٰ کو اس لئے منیٰ کہتے ہیں کہ جبرئیلؑ نے حضرت سے کہا کہ جو آرزوئیں آپ کی ہوں اُس کی تمت کیجئے اور اپنے پروردگار سے طلب کیجئے اور عرفات کو اس لئے عرفات کہتے ہیں جب آفتاب کا زوال ہوا جبرئیلؑ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اپنے گناہوں کا اعتراف کیجئے اور اپنے مناسک حج کو پہچانیئے۔ جب آفتاب غروب ہو گیا اُن سے کہا الف الی الشعر الحرام یعنی مشعر الحرام سے نزدیک ہو جیسے۔ اس سبب سے مشعر کو مزدلفہ کہتے ہیں۔

حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرتؐ سے لوگوں نے پوچھا کہ سارہؑ نے کیوں یہ کہا کہ خداوند ا میں نے ہاجرہؑ سے جو کچھ کیا اُس کا مواخذہ مجھ سے نہ کر۔ فرمایا کہ سارہؑ نے ہاجرہؑ کا ختنہ کر دیا تھا تاکہ اُن میں عیب ہو جائے۔ لیکن اُن کے حسن کی زیادتی کا سبب ہو گیا۔ اُس کے بعد سے عورتوں کا ختنہ کرنے کی سنت جاری ہوئی۔

بسنہ معتبرہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو مکہ میں ساکن کیا خدا سے دعا کی کہ مبعود اُن کو میوے عطا فرما۔ خدا نے اُردن کی زمین کے ایک ٹکڑے کو حکم دیا جو شام میں ایک مقام ہے تو وہ زمین کا ٹکڑا وہاں سے میوؤں اور باغوں کو لئے ہوئے علیحدہ ہو کر مکہ میں آیا اور خانہ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کیا اور اس مقام پر ساکن ہوا۔ اس سبب سے اس کا نام طائف ہوا۔

بسنہ حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے دو لڑکے تھے ایک زین محسنہ سے ایک کنیز سے۔ لیکن فرزند کنیز بہتر تھا۔ جب ملا کہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس ولادت

اسحقؑ کی خوشخبری لائے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَاَمَّا اَتُةُ قَارِئِمَةَ فَصَدَّحَتْ** فرمایا کہ ضحک سے مراد ہنسنا نہیں بلکہ حین کا آنا ہے یعنی ان کی زوجہ کھڑی تھیں جب اس خوشخبری کو سنا تو عارضین ہو گئیں حالانکہ اُن کی عمر نوے برس کی ہو چکی تھی اور حضرت ابراہیمؑ کی عمر ایک سو بیس سال گذر چکی تھی۔ اور قوم نے جب اسحقؑ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ عجیب حال ہے اُن دونوں مرد وزن کا کہ اس سن میں ایک لڑکا کہیں سے لے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا لڑکا ہے۔ جب اسحقؑ بڑے ہوئے تو اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس قدر مشابہ تھے کہ لوگوں کو شک ہوتا تھا اور اُن دونوں کے درمیان فرق نہیں کر سکتے تھے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی لیش کے بالوں کو سفید کر دیا۔ اس طرح دونوں کے درمیان فرق پیدا ہوا۔ ایک روز ابراہیمؑ اپنی دائرہ کو حرکت دے رہے تھے اس میں ایک سفید بال مشاہدہ فرمایا۔ کہ خداوند! یہ کیا ہے؟ ان کو وحی ہوئی کہ یہ تمہارا وقار ہے۔ عرض کی خدا یا میرے وقار کو زیادہ کر۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اسمعیلؑ و اسحقؑ بڑے ہوئے ایک روز باہم دوڑے اور اسمعیلؑ آگے نکل گئے تو ابراہیمؑ نے اُن کو اٹھایا اور گود میں بٹھایا اور اسحاقؑ کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ سارے کو یہ دیکھ کر غصہ آیا اور کہا اب نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ میرے فرزند اور کنیز کے فرزند کو برابر بھی سمجھتے بلکہ فرزند کنیز کو میرے فرزند پر فوقیت دیتے ہیں۔ میرے پاس سے اس لڑکے کو دوڑ کیجئے۔ لہذا ابراہیمؑ نے اسمعیلؑ اور ہجرہ کو کعبہ کے پاس پہنچا دیا۔ جب ان کا کھانا ختم ہو گیا ابراہیمؑ نے چاہا کہ واپس جائیں اور اُن کے لیے طعام کی فکر کریں، ہاجرہ نے پوچھا مجھ کو کس پر چھوڑتے ہیں؟ فرمایا خداوند عالمیان پر چھوڑنا ہوں۔ اُن کو بہت زیادہ جھوک لگی تھی تو ہاجرہ پر جبرئیلؑ نازل ہوئے اور پوچھا کہ ابراہیمؑ نے تم کو کس کے سہارے چھوڑا ہے؟ کہا ہم کو خدا پر چھوڑا ہے جبرئیلؑ نے کہا تم کو کفایت کرنے والے پر چھوڑا ہے۔ اور اپنا ہاتھ چاہہ زمرم میں ڈال کر رکھا۔ تو اُس میں پانی جاری ہو گیا۔ جناب ہاجرہؑ نے ایک مشک لی کہ پانی سے بھر لیں اس خوف سے کہ کہیں پانی زائل نہ ہو جائے۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ پانی تمہارے لیے باقی ہے گا اپنے لڑکے کو لاؤ۔ عرض وہ لوگ پانی پی کر مطمئن ہوئے۔ پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور اُن سے واقعہ بیان کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ جبرئیلؑ علیہ السلام تھے۔

بند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اسمعیلؑ نے عمالقہ کی ایک عورت سے نکاح کیا جس کو سامہ کہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسمعیلؑ کو دیکھنے کے مشاق

ہو کر دراز گوش پر سوار ہوئے تو سارہ نے اُن سے عہد لیا کہ وہاں پہنچ کر زمین پر نہ اُتریں جب کہ اُن کے پاس واپس نہ آجائیں۔ جب وہ مکہ میں پہنچے جناب ہاجرہ رعلت کر چکی تھیں۔ زوجہ اسمعیلؑ سے پوچھا تمہارے شوہر کہاں ہیں؟ کہا شکار کو گئے ہیں۔ پوچھا تم لوگوں کا کیا حال ہے؟ کہا نہایت خراب اور زندگی دشواری میں گذر رہی ہے۔ لیکن حضرت کو اُترنے کے لیے نہ کہا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا جب تمہارا شوہر آجائے تو کہنا کہ ایک مرد پیر آیا تھا اُس نے کہا ہے کہ اپنے گھر کی چو کھٹ بدل دو۔ جب اسمعیلؑ گھر پر واپس آئے اپنے پدر کی خوشبو محسوس کی۔ سامہ سے پوچھا کہ کوئی شخص تیرے پاس آیا تھا؟ کہا ہاں ایک مرد ضعیف آیا تھا اور حکم دیا ہے کہ اپنے گھر کی چو کھٹ میں تبدیلی کر دینا۔ اسمعیلؑ نے یہ سن کر اس کو طلاق دے دیا۔ پھر دوسری مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسمعیلؑ کو دیکھنے کے ارادہ سے چلے تو سارہ نے پھر وہی شرط کی کہ سواری سے نہ اُتریں جب تک کہ واپس نہ آجائیں۔ حضرت جب مکہ میں آئے اسمعیلؑ پھر موجود نہ تھے۔ لیکن دوسری عورت سے نکاح کر چکے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس سے پوچھا کہ تیرا شوہر کہاں ہے؟ اُس نے کہا خدا آپ کو عافیت دے وہ شکار کو گئے ہیں۔ پوچھا تم لوگ کیسے ہو؟ کہا بہت اچھے ہیں۔ پوچھا تمہارا حال کیسا ہے؟ کہا خدا کا فضل و کرم شامل حال ہے۔ آپ سواری سے اُترے خدا آپ پر رحمت نازل کرے جب تک کہ اسمعیلؑ واپس نہ آئیں قیام کیجئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے انکار کیا۔ اس نے اصرار کیا، ابراہیمؑ نے پھر انکار کیا۔ اُس نے کہا اچھا اپنا سمر آگے لائیے کہ اگر وہاں دھو دوں۔ یہ کہہ کر پانی اور ایک پتھر لائی۔ ابراہیمؑ نے اپنا ایک پاؤں اٹھا کر پتھر پر رکھا دوسرا پاؤں رکاب میں تھا تو ایک جانب سمر مبارک کو اُس نے دھویا پھر دوسری جانب دوسرے پیر کو پتھر پر رکھ کر آپ کے دوسرے جانب کے سر کو دھویا۔ حضرت نے اُس عورت کو دعا دی اور کہا جب تیرا شوہر آجائے اُس سے کہنا کہ ایک مرد پیر آیا تھا اُس نے کہا ہے کہ اپنے گھر کی چو کھٹ کی رعایت اور محافظت کرنا کیونکہ یہ بہتر ہے۔ جب اسمعیلؑ واپس گھر آئے اپنے باپ کی خوشبو سونگھی۔ بیوی سے پوچھا کہ کوئی اس جگہ آیا تھا؟ کہا ہاں ایک ضعیف آدمی آئے تھے۔ یہ اُن کے پیروں کی جگہ ہے جو پتھر پر باقی ہے۔ حضرت اسمعیلؑ گر پڑے۔ اور اپنے باپ کے قدم کے نشانات کو بوسہ دیا۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ سارہ پیغمبروں کی اولاد سے تھیں اور ابراہیمؑ نے اُن کے ساتھ اس شرط پر عقد کیا تھا کہ وہ انکی مخالفت نہ کریں گی اور جو کچھ آپ اُن کو حکم دیں گے وہ حق کے خلاف نہ ہوگا اور وہ اُس کو منظور کریں گی۔ حضرت ابراہیمؑ روزانہ کوفہ کے راستہ سے مکہ جاتے تھے اور واپس آتے تھے۔

نظر فرمائی کہ ان حالات اور رعایت کے قابل نہیں۔

نظر فرمائی کہ ان حالات اور رعایت کے قابل نہیں۔

حدیث صحیح میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے سارہؑ سے اجازت طلب کی کہ اسمعیلؑ سے ملاقات کرنے مکہ جائیں۔ انہوں نے اس شرط سے اجازت دی کہ رات کو واپس آجائیں اور دراز گوش سے نیچے نہ اتریں۔ راوی نے پوچھا کہ ایسا کیونکر ہو سکتا تھا؟ فرمایا کہ مسافت زمین اُن کے لئے کم ہو جاتی تھی۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ جب اسمعیلؑ پیدا ہوئے سارہؑ کو بہت غیرت معلوم ہوئی خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ اُن کی متابعت کریں۔ انہوں نے حضرتؑ سے کہا کہ ہاجرہؑ کو لے جا کہ ایسی جگہ چھوڑ آئیے جہاں نہ زراعت ہو اور نہ کوئی دودھ دینے والا جانور ہو۔ ابراہیمؑ ہاجرہؑ کو کعبہ کے قریب چھوڑ گئے۔ اُس وقت مکہ میں نہ پانی دستیاب تھا نہ کوئی آباد تھا۔ وہاں حضرتؑ نے اُن کو چھوڑا اور روتے ہوئے واپس گئے۔

قطب راوندی نے کہا ہے کہ جب اسمعیلؑ سن شباب کو پہنچے سات بکریاں جمع کیں۔ اور یہی اُن کا اصل مال تھا۔ اُن کی نشوونما کی۔ وہ عربی میں گفتگو کرتے تھے۔ تیر اندازی جانتے تھے انہوں نے اپنی ماں کی وفات کے بعد قبیلہ جرہم کی ایک عورت کو اپنے جہاں نکاح میں لیا جس کا نام زحلہ تھا یا عماوہ۔ پھر اُس کو طلاق دے دیا۔ کوئی اولاد اُس سے نہیں ہوئی۔ اُس کے بعد سیدہ وختہ حارث بن قضاص سے عقد کیا اُس سے لڑکے پیدا ہوئے۔ اُن کی عمر مبارک ایک سو سینتیس سال ہوئی۔ اور وہ بعد وفات حجر اسمعیلؑ میں دفن ہوئے۔

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت اسمعیلؑ کی عمر ایک سو تیس سال کی ہوئی اور وہ اپنی ماں کے پاس حجر میں دفن ہوئے اور ہمیشہ فرزندان اسمعیلؑ امر خلافت کے حامل اور بیت اللہ کے محافظ رہے اور ایک بزرگ کے بعد اُن کے دوسرے بزرگ نے عدنان بن اود کے زمانہ تک لوگوں کے حج اور امور دین کو قائم رکھا اور دوسری صحیح حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ اسمعیلؑ واسحقؑ پسران ابراہیمؑ کی عمریں ایک سو بیس بیس سال ہوئیں۔ بسنہ معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ نے اسمعیلؑ اور ہاجرہؑ کو مکہ میں پہنچایا اور رخصت کیا تو ہاجرہؑ اور اسمعیلؑ روتے گئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کیوں روتے ہو میں نے تم کو اُس زمین میں چھوڑا ہے جو خدا کے نزدیک محبوب ترین زمین ہے اور اُس کا حرم ہے۔ جناب ہاجرہؑ نے کہا میں نہیں جانتی تھی کہ کوئی پیغمبر تمہاری طرح کر سکتا ہے جیسا کہ تم نے کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا میں نے کیا کیا؟ ہاجرہؑ نے کہا کہ ایک کمزور عورت اور کمزور بچہ کو جو کچھ کر نہیں سکتے اس بیابان میں چھوڑتے ہو جن کا کوئی مونس انسانوں میں

لے موٹ فرماتے ہیں کہ ان حیثیوں میں اسمعیلؑ کی عمر کے بارے میں اختلاف یا تفسیر کے اعتبار سے ہے یا بعض راویوں نے یہو کیا ہے۔ ۱۲ منہ

نہیں ہے اور نہ اس جگہ پانی ہے نہ زراعت اور نہ کوئی آبادی ہے۔ یسٰں کہ حضرت ابراہیمؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ خانہ کعبہ کے دروازہ پر آئے اور دُعا کی خداوند! میں نے اپنی بعض ذریت کو تیرے باحرمیت مکان کے نزدیک اُس وادی میں ساکن کیا ہے جو بے زراعت ہے۔ خداوند! اس واسطے کہ وہ نماز کو قائم رکھیں۔ لہذا کچھ لوگوں کے دلوں کو اُن کی طرف پھیرنے جو اُن کی جانب مائل ہوں اور اُن کو (بکثرت) پھل نصیب کرتا کہ وہ تیرے شکر گزار ہوں۔ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو وحی کی کہ کوہ ابوقبیس پر جا کر لوگوں کو آواز دیں کہ اے گروہ خلائق خدا تم کو اس مکان کے حج کا حکم دیتا ہے جو مکہ میں ہے۔ وہ حرمت والا مکان ہے۔ جو شخص اس کی جانب متوجہ ہو سکے خدا کی جانب سے اُس کے لئے ایک فریضہ ہے۔ لہذا ابراہیمؑ کوہ ابوقبیس پر گئے اور اپنی بلند ترین آواز سے ندا کی۔ خدا نے اُن کی صدا کو پھیلا دیا اور اہل مشرق و مغرب کو اور جو اُن کے درمیان میں تھے اور قیامت تک کے اُن تمام لوگوں کو جن کو خدا نے مردوں کے صلب میں نطفوں سے مقدر فرمایا تھا اور اُن تمام لوگوں کو جن کو عورتوں کے رحم میں مقدر فرمایا تھا سُنایا۔ پس اُس وقت تمام مخلوق پر حج واجب ہو گیا۔ اور تلبیہ جو آیام حج میں حاجی کہتے ہیں وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز کا جواب ہے جو حضرت نے خدا کے حکم سے حج کے لئے بلند فرمایا تھا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ حرم کے کبوتروں کی اصل ان باقی ماندہ چند کبوتروں سے ہے جو حضرت اسمعیلؑ کے پاس تھے۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حجر اسمعیلؑ کا مکان ہے اور اُسی جگہ اسمعیلؑ اور ہاجرہؑ کی قبر ہے اور حدیث صحیح میں فرمایا کہ حجر خانہ کعبہ میں داخل نہیں ہے کیوں کہ اسمعیلؑ نے جب اپنی ماں کو وہاں دفن کیا اس کے گرد ایک دیوار کھینچ دی تاکہ اُن کی ماں کی قبر پائمال نہ ہو۔ اور اس میں اور پیغمبروں کی بھی قبریں ہیں۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حج میں تیسرے رکن کے نزدیک اسمعیلؑ کی باکرہ بیٹیاں دفن ہیں اور حدیث حسن میں فرمایا کہ خدا نے قرآن میں جو آیات بتیناں فرمائی ہیں کہ مکہ میں ہے وہ مقام ابراہیمؑ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ایک پتھر پر کھڑے تھے اور آپ کا پیرا اُس میں دھنس گیا اور آپ کے قدم کا اثر اب تک باقی ہے اور حجر الاسود اسمعیلؑ کا مکان ہے۔

فصل ششم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے فرزند کے ذبح پر مامور ہونا۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ اسمعیلؑ اور اسحقؑ کے بعض قصے حضرت لوطؑ کے بیان میں مذکور ہوں گے۔ ۱۷

۱۷۔ حضرت ابراہیمؑ اسمعیلؑ اور اسحقؑ کے بعض قصے حضرت لوطؑ کے بیان میں مذکور ہوں گے۔ ۱۷

سیراب ہو جائے یعنی پانی اپنے اور اپنے اہل کے لیے جمع کیجئے۔ اُس زمانہ میں مکہ اور عرفات کے درمیان پانی نہ تھا۔ عرض کہ وہ ابراہیمؑ کو منیٰ میں لائے اور وہاں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء اور صبح کی نماز ادا کی۔ جب آفتاب طلوع ہوا عرفات کو روانہ ہوئے اور مردہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ پھر زوال آفتاب کے وقت غسل کیا اور نماز ظہر وعصر ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ اُس مسجد کی جگہ پر بجالائے جو عرفات میں ہے۔ پھر اُن کو لے گئے اور محل وقوف میں کھڑا کیا اور کہا اے ابراہیمؑ اپنے گناہوں کا اعتراں کیجئے اور اپنے مناسک حج کو شناخت کر لیجئے اور حضرت ابراہیمؑ کو اُس جگہ کھڑا رکھا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوا تو اُن سے کہا کہ مشعر الحرام کے قریب جا بیٹے، وہاں جا کر مغرب وعشاء کی نماز ایک اذان اور دو اقامت سے بجالائے اور رات وہاں قیام کیا اور صبح کے وقت جب نماز پڑھ چکے تو جبریلؑ نے اُن کو موقف دکھایا اور اُن کو منیٰ میں لائے پھر اُن کو حکم دیا کہ جمرہ عقبہ میں پتھر پھینکیں کیونکہ شیطان وہاں اُن کے سامنے ظاہر ہوا تھا پھر اُن کو ذبح کا حکم دیا۔ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام جب مشعر الحرام میں پہنچے اس جگہ رات کو شاد و خرم سوئے۔ خواب میں دیکھا کہ اپنے فرزند کو ذبح اور قربان کر رہے ہیں۔ حضرت اپنے ساتھ لڑکے کی والدہ کو بھی حج کے لیے لائے تھے جب منیٰ میں پہنچے اپنے اہل کے ساتھ رمی جمرہ کیا۔ پھر سارہ سے کہا کہ تم کعبہ کی زیارت کے لیے جاؤ اور لڑکے کو اپنے پاس روک لیا وہاں سے اُن کو وسط جمرہ میں لے گئے اُس جگہ اُس نے اپنے فرزند سے مشورہ کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ **يَا بُنَيَّ اِنِّي اَرٰى فِى الْمَنَامِ اَنِّىْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَأْمُرُ۔** (آیت سورۃ الصافات) اے فرزند عزیز میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کرنا ہوں تو غور کرو اور سمجھو کہ تمہیں کیا بہتر معلوم ہوتا ہے اور کیا مصلحت سمجھتے ہو۔ اُس سعادتمند فرزند نے کہا اے پدر بزرگوار جس کام پر آپ مامور ہوئے ہیں جلد اُس کو انجام دیجئے۔ اگر خدا چاہے گا تو آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ اُن لوگوں نے خدا کے حکم پر گردن جھکا دی۔ ناگاہ شیطانؑ ایک مرد پیر کی صورت میں آیا اور کہا اے ابراہیمؑ اس طفل سے کیا چاہتے ہو؟ فرمایا کہ میں اس کو ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ اُس نے کہا اے سبحان اللہ تم ایسے فرزند کو ذبح کرنا چاہتے ہو جس نے ایک چشم زدوں کے لئے بھی گناہ نہیں کیا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا خدا نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے کہ تمہارا پروردگار منع کرتا ہے۔ اس کام کا جس نے حکم دیا ہے وہ شیطان ہے حضرت ابراہیمؑ نے کہا تجھ پروائے ہو جس نے مجھ کو اس مرتبہ تک پہنچایا ہے اسی نے مجھ کو حکم دیا ہے اور اسی ایک فرشتہ سے میں نے یہ حکم بھی سنا ہے جس کی آواز ہمیشہ میرے کان میں پہنچی ہے اور اس میں کوئی شک مجھ کو نہیں ہے۔ اُس نے کہا نہیں خدا کی قسم اُس کام کا تم کو سولے شیطان کے

جناب ابراہیمؑ کو ذبح فرزند سے شیطان کا ارکان اور رولانا

کسی نے حکم نہیں دیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا خدا کی قسم اب تجھے گنگو نہ کروں گا اور ارادہ کیا کہ فرزند کو ذبح کریں۔ شیطان نے کہا اے ابراہیمؑ تم پیشوائے خلق ہو اور لوگ تمہاری پیروی کرتے ہیں۔ اگر تم ایسا عمل کرو گے تو لوگ تمہارے بعد فرزندوں کو ذبح کریں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اُس کا جواب نہ دیا اور بیٹے کی جانب رخ کر کے ذبح کے بارے میں مشورہ کیا۔ جب دونوں خدا کے حکم پر راضی ہو گئے لڑکے نے کہا با جان میرا منہ چھپا دیجیئے اور میرے ہاتھ اور پیروں کو مضبوط باندھ دیجیئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے فرزند یا تم کو ذبح کروں یا تمہارے دست و پا باندھوں خدا کی قسم یہ دونوں تمہارے لیے جمع نہ کروں گا۔ پھر دراز گوش کا زین بچھایا اور فرزند کو اُس پر لٹایا اور چھری اُن کے حلق پر رکھی اور اپنا سر آسمان کی جانب بلند کیا اور چھری اپنی پوری قوت سے پھیری۔ جبریلؑ نے چھری پھیرنے سے قبل چھری اُلٹی کر دی۔ جب ابراہیمؑ نے دیکھا کہ چھری اُلٹی ہے اُس کو سیدھی کر کے پھر بچے کے حلق پر رکھی اور پھیر دی، جبریلؑ نے پھر اُس کو اُلٹی کر دی یہاں تک کہ کئی مرتبہ ایسا ہوا۔ پھر جبریلؑ ایک گوسفند کو پہاڑ کی جانب سے لائے اور ابراہیمؑ کے ہاتھ کے نیچے سے فرزند کو نکال کر اُس کو گوسفند کو اُن کی جگہ پر لٹا دیا اور مسجد خیف کی بائیں جانب سے حضرت ابراہیمؑ کو آواز آئی کہ تم نے اپنے خواب کو صحیح کر دکھایا ہم ایسی ہی جزا نیک بندوں کو دیتے ہیں۔ یقیناً یہ کھلا ہوا امتحان اور آزمائش تھی۔ اسی اثنا میں شیطان حضرت اسمعیلؑ کی ماں کے پاس پہنچا جس وقت کہ کعبہ اُن کو دُور سے دھوئیں کی طرح دکھائی دے رہا تھا اور کہا وہ پیر مرد کون ہے جس کو میں نے دیکھا کہا میرے شوہر ہیں۔ کہا وہ طفل کون ہے جو اُن کے ساتھ ہے؟ کہا میرا فرزند ہے اُس نے کہا میں نے دیکھا کہ وہ مرد اُس لڑکے کو لٹائے ہوئے تھا اور چھری ہاتھ میں لیے تھا تاکہ اُس کو ذبح کرے۔ فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ تمام لوگوں سے زیادہ رحیم ہیں کس طرح اپنے لڑکے کو ذبح کر سکتے ہیں۔ اُس نے کہا آسمانوں اور زمین کے پروردگار کے حق کی قسم اور اس خانہ بزرگ کے رب کی قسم میں نے دیکھا کہ اُس لڑکے کو وہ مرد لٹائے ہوئے تھا، چھری اُس کے ہاتھ میں تھی، وہ اُس کے ذبح کا ارادہ کر رہا تھا۔ پوچھا کیوں؟ شیطان ملعون نے کہا کہ وہ گمان رکھتا ہے کہ اُس کے پروردگار نے اُس کو حکم دیا ہے۔ سارا نے کہا کہ سزاوار ہے اُن کو کہ وہ اپنے پروردگار کی اطاعت کریں۔ لیکن اُن کے دل میں یہ بات آگئی کہ ابراہیمؑ کو اُن کے فرزند کے بارے میں کوئی حکم ملا ہے۔ پھر اپنے مناسک سے جب فارغ ہوئیں وادی میں منیٰ کی جانب رخ کیا اور دوڑیں۔ اور ہاتھ سر پر رکھے ہوئے کہتی تھیں خداوند! مجھ سے مواخذہ نہ کر جو کچھ میں نے مادر اسمعیلؑ سے سلوک کیا ہے جب ابراہیمؑ کے پاس پہنچیں اور فرزند کی خبر

شیطان ملعون کا لڑکے کو اُن کو درختانِ لعل حضرت ابراہیمؑ کو ذبح فرزند سے باز رکھیں۔

معلوم ہوئی اور اُن کے گلے پر چھری کی خراش دیکھی بہت رنجیدہ ہوئیں اور بیمار ہو گئیں اور اُسی مرض میں عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ راوی نے پوچھا کہ ابراہیمؑ نے اُن کو کس جگہ دفن کرنا چاہا؟ فرمایا کہ حجرہ وسط کے قریب اور گوسفند ایک پہاڑ پر آسمان سے نازل ہوا جو مسجد معنی کی داہنی جانب ہے۔ وہ تاریکی میں راہ چلتا تھا چیز تا تھا اور بول و براز کرتا تھا۔ یعنی علف زار میں۔ پوچھا اُس کا کیا رنگ تھا فرمایا کہ سیاہ و سفید کشادہ چشم اور اس کے سینک بڑے تھے۔

بسنہ موقوف منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنی لوگوں نے دریافت کئے جو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ میں ذو ذبیح کا فرزند ہوں امامؑ نے فرمایا کہ وہ ذو ذبیح حضرت اسمعیلؑ پسر ابراہیمؑ خلیل علیہما السلام اور عبد اللہ پسر عبد المطلب تھے۔ اسمعیلؑ وہ علیم بندہ ہیں جن کی خدا نے ابراہیمؑ کو خوشخبری دی۔ جب وہ اتنے بڑے ہو گئے کہ حضرتؐ کے ساتھ چلنے لگے تو ایک روز ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اے فرزند میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کرتا ہوں۔ لہذا غور کرو کہ تم کیا بہتر سمجھتے ہو اور تمہاری کیا رائے ہے عرض کی بابا جان آپ وہ بجا لائیے جس پر مامور ہوئے ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ وہ بجا لائیے جو آپ نے دیکھا ہے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صابروں میں سے پائیں گے۔ جب اُن کے ذبح کا ارادہ کیا تو خدا نے سیاہ گوسفند سے ذبح عظیم کا فدیہ عطا فرمایا جو تاریکی میں کھانا پیتا تھا۔ دیکھتا تھا۔ راستہ چلتا تھا۔ بول و براز کرتا تھا اور اس سے چالیس سال قبل ہشت کے باغوں میں چرتا تھا۔ ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ خدا نے فرمایا کہ ہو جا اور وہ پیدا ہو گیا تاکہ اسمعیلؑ کا فدیہ ہو۔

اسے موقوف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جس فرزند کو ابراہیمؑ نے ذبح کرنا چاہا اور جس کا قصہ خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے وہ اسحقؑ تھے۔ اس باب میں علمائے خاصہ و عامہ میں اختلاف عظیم ہے۔ یہودی و نصاریٰ کا ظاہر اس پر اتفاق ہے کہ وہ حضرت اسحقؑ تھے۔ اور شیعوں کی حدیثیں دونوں اسمعیلؑ و اسحقؑ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ اور علمائے شیعہ میں زیادہ مشہور یہ ہے کہ وہ ذبیح اسمعیلؑ تھے۔ اور شیعوں کی کثیر روایتیں اسی پر دلالت کرتی ہیں۔ اور آیت کریمہ کا ظاہر بھی یہی ہے۔ جیسا کہ حدیثوں کے ضمن میں معلوم ہو گا۔ اور اگر اس پر اجماع نہ ہو کہ ذبیح کون تھے تو اخبار کے درمیان یہ جمع کرنا ممکن ہے کہ دونوں واقع ہوا ہو۔ اور احتمال ہے کہ اسحقؑ کا ذبیح ہونا تفسیر پر محمول ہو یا یہ کہ اُن کا ذبیح ہونا اُس زمانہ میں علمائے مخالفین میں مشہور رہا ہو گا۔ اور اہل کتاب کا اتفاق معتبر نہیں ہے۔ بلکہ بعض نے نقل کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک عالم یہود کو طلب کیا اور اس سے پوچھا۔ اُس نے کہا کہ علمائے اہل کتاب جانتے ہیں کہ ذبیح اسمعیلؑ تھے لیکن حسد کے سبب سے انکار کرتے ہیں کیونکہ حضرت اسحقؑ اُن کے جد ہیں۔ اور حضرت اسمعیلؑ عرب والوں کے جد ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ یہ فضیلت ان کے جد کے لیے ہو نہ کہ اُسے عمر بن عبدالعزیز تمہارے جد کے واسطے ۱۷۔ منہ

ذبیح اسمعیلؑ تھے یا اسحقؑ۔

حدیث اسمعیلؑ کے ذبیح ہونے کے خلاف۔

اور قیامت تک کی ہر قربانی جو منی میں ہوتی ہے گی حضرت اسمعیلؑ کا فدیہ ہے لہذا ذبیحین کا یہی مطلب ہے۔
 شیخ محمد بن بابویہ نے اس حدیث کو وارد کرنے کے بعد کہا ہے کہ ذبیح کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ بعض میں وارد ہوا ہے کہ ذبیح اسمعیلؑ ہیں اور بعض میں وارد ہوا ہے کہ اسمٰعیلؑ نہیں۔
 اور خبریں جن کے ذرائع صحیح ہوں تو رد نہیں کی جاسکتی ہیں حقیقت میں ذبیح اسمعیلؑ ہوئے
 لیکن جب اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے اس واقعہ کے بعد وہ بھی ممتحن ہوئے کہ کاش اُن کے پدر اُن کے ذبیح
 پر مامور ہوتے اور وہ خدا کے حکم پر صبر کرتے اور اطاعت و فرمانبرداری کرتے جس طرح اُن
 کے بھائی نے صبر و اطاعت کی۔ اور ثواب میں اُن کے برابر ہوتے۔ خدا نے اُن کے دل کی یہ آرزو
 معلوم کی کہ وہ اس میں پختے ہیں تو ملائکہ میں اُن کا نام ذبیح رکھا۔ یہ مضمون معتبر سند کے ساتھ
 حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ اور حضرت رسولؐ کی حدیث میں کہیں دو ذبیح کا فرزند ہوں اس کی
 مؤید ہے کیونکہ چچا کو بھی باپ کہتے ہیں۔ اور قرآن میں بھی وارد ہوا ہے۔ اور حضرت رسولؐ نے
 فرمایا کہ چچا بھی مثل باپ کے ہے۔ اس وجہ سے بھی آنحضرتؐ کا قول درست ہے کہ آپؐ دو
 ذبیح کے فرزند ہیں جو اسمعیلؑ اور اسمٰعیلؑ علیہما السلام ہوں گے کہ اُن میں سے ایک حقیقی ذبیح
 ہیں یعنی حقیقی والد اور دوسرے مجازی ذبیح یعنی مجازی والد۔ اور ذبیح عظیم کے لئے دوسری
 وجہ ہے۔ جیسا کہ فضل بن شاذان سے روایت ہے اُس نے کہا کہ میں نے حضرت امام رضاؑ کو
 فرماتے ہوئے سنا کہ جب خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے فرزند اسمعیلؑ کے بجائے
 اُس کو سفند کو ذبیح کریں جو اُن پر نازل ہوا تھا حضرت ابراہیمؑ نے تمت کی کہ کاش اپنے
 فرزند اسمعیلؑ کو اپنے ہاتھ سے ذبیح کرتے اور اُن کے عوض کو سفند ذبیح کرنے پر مامور نہ ہوتے
 تاکہ اُس کا عوض وہ ہوتا جو ایک باپ کے لئے اپنے عزیز ترین فرزند کو خدا کی راہ میں ذبیح
 کرنے میں ہوتا ہے۔ تو خدا نے اُن پر وحی کی کہ تمہارے نزدیک خلق میں سب سے زیادہ
 محبوب کون ہے؟ عرض کی خداوند مجھے تیرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
 زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ اُس وقت خدا نے فرمایا کہ تم کو وہ زیادہ محبوب ہیں یا تمہاری جان؟ عرض
 کی وہ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ فرمایا اُن کے فرزند تم کو زیادہ پیارے ہیں یا خود
 تمہارے فرزند؟ عرض کی انہی کے فرزند۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ دشمنوں کے ہاتھ سے اُن کے
 فرزندوں کا مذبح و گشتہ ہونا تمہارے دل کو زیادہ بے چین کرے گا یا تمہارے فرزند کا
 میری طاعت میں تمہارے ہاتھ سے ذبیح ہونا؟ عرض کی پروردگار اُن کے فرزند کا دشمنوں کے

سہ موافقت فرماتے ہیں کہ دوسرے ذبیح عبد اللہ ہیں جن کا قصہ حضرت رسولؐ کے حالات میں مذکور ہو گا۔ ۱۲ منہ

ہاتھ سے ذبح ہونا میرے دل کو زیادہ تکلیف دے گا۔ اُس وقت خدا نے وحی کی کہ اے ابراہیم یقیناً ایک گروہ محمدؐ کی امت میں ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ لوگ اُن کے بعد اُن کے فرزند کو اس طرح ذبح کریں گے جیسے گوسفند کو ذبح کرتے ہیں اور میرے غضب کے مستحق ہوں گے۔ اس جاں سوز قصہ کو سُن کر حضرت ابراہیمؑ کا دل بے چین ہو گیا۔ اور وہ فریاد کر کے رونے لگے۔ اُس وقت خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ تمہارے اس اضطراب کو تمہارے فرزند اسمعیلؑ پر میں نے فدیہ کیا۔ اگر تم اُن کو اس بے چینی و اضطراب کے ساتھ ذبح کرتے جس کا اظہار تم نے حضرت امام حسین علیہ السلام اور اُن کے ذبح ہونے پر کیا۔ اور میں نے اہل ثواب کے بلند ترین درجات کو تم پر واجب کیا جو اُن کی مصیبتوں پر عطا کرتا ہوں۔ یہ ہیں قول خدا وَفَدَّيْنَاهُ بِذَبْحٍ عَظِيمٍ۔ کے معنی کہ ہم نے اُس کا فدیہ ذبح عظیم سے کیا۔ ابن بابویہ کا مضمون تمام ہوا۔

احادیث مستبرہ میں گذرا کہ حضرت ابراہیمؑ کا گوسفند اُن میں سے تھا جن کو خدا نے خلق فرمایا ہے بغیر اُس کے کہ رحم مادر سے پیدا ہوں۔

حدیث موثق میں منقول ہے کہ لوگوں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ذبح اسمعیلؑ تھے یا اسحقؑ؟ فرمایا کہ اسمعیلؑ تھے۔ شاید تو نے قول خدا کو نہیں سنا ہے جو اُس نے سورۃ صافات میں اسمعیلؑ کی خوشخبری و قصہ ذبح کے بعد فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اسحقؑ کی خوشخبری دی پھر کیونکہ ذبح اسحقؑ ہو سکتے تھے۔

بسنید حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ ذبح اسمعیلؑ ہیں۔ بسند موثق منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ (سپر ز دلی) کیوں حرام ہوئی اُس حیوان کے اجزائیں جو ذبح کیئے جاتے ہیں؟ فرمایا کہ جب حضرت ابراہیمؑ کے پاس کوہ بشیر سے جو مکہ میں ایک پہاڑ ہے گوسفند لایا گیا تا کہ اُس کو وہ اپنے فرزند کے فدیہ میں ذبح کریں تو اُن کے پاس شیطان آیا اور کہا کہ اس میں سے میرا حصہ دیجئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اس میں تیرا کیا حصہ ہے؟ حالانکہ وہ میرے پروردگار کے بیٹے قربانی ہے جو میرے فرزند کا فدیہ ہے۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اُس کا بھی اس گوسفند میں کچھ حصہ ہے اور وہ تلی ہے کیونکہ وہ خون کے جمع ہونے کا مقام ہے۔ اور نصیبے بھی حرام ہیں کیونکہ وہ نطفہ کے جاری ہونے کی جگہ ہے۔ لہذا حضرت ابراہیمؑ نے تلی اور دونوں نصیبے شیطان ملعون کو دیدیئے۔

بسنید صحیح منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ اسمعیلؑ بڑے تھے یا اسحقؑ اور ذبح کون تھا؟ فرمایا کہ اسمعیلؑ پانچ سال اسحقؑ سے بڑے تھے اور وہی ذبح تھے۔

نام حسینؑ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کا کریم۔

حضرت اسمعیلؑ کے ذبح ہونے کے متعلق حدیثیں۔

حال حاضر دوروں کے نصیبے اور دلی حرام ہونے کا سبب۔

وہ مکہ میں رہتے تھے۔ ابراہیمؑ نے چاہا کہ ان کو موسم حج میں منیٰ کے اندر ذبح کریں۔ اور خدا کی جانب سے ابراہیمؑ کو اسمعیلؑ و اسحقؑ کی ولادت کی خوشخبری میں پانچ سال کا فاصلہ تھا۔ کیا ابراہیمؑ کا قول تو نے نہیں سنا کہ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ۔ انہوں نے خدا سے سوال کیا کہ اُن کو ایک پسرخوار عطا فرمائے۔ اور حق تعالیٰ نے سورۃ صافات میں فرمایا ہے۔ فَبَشِّرْهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔ پس ہم نے اُن کو ایک بڑوار لڑکے کی خوشخبری دی یعنی اسمعیلؑ کی بطور ہاجرۃ سے۔ پس ایک بڑے گوسفند سے اسمعیلؑ کا فدیہ کیا پھر اس ذکر کے بعد فرمایا کہ ہم نے اُن کو صالحین میں سے ایک پیغمبر اسحقؑ کی خوشخبری دی۔ اور ہم نے اُن پر اور اسحقؑ پر برکت نازل کی۔ غرض اسمعیلؑ اسحقؑ کی خوشخبری سے قبل ذبح ہو چکے تھے۔ لہذا کوئی اگر گمان کرتا ہے کہ ذبیح اسحقؑ تھے اور وہ اسمعیلؑ سے بڑے تھے تو اُس نے اس خبر کی تکذیب کی جو خدا نے قرآن میں فرمائی ہے۔

بند صحیح حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اگر خدا کے نزدیک گوسفند سے زیادہ کوئی حیوان بہتر ہوتا تو یقیناً اسی کو وہ اسمعیلؑ کا فدیہ قرار دیتا۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ اگر گوسفند سے زیادہ طیب کسی کا گوشت ہوتا تو بیشک خدا اسی کو اسمعیلؑ پر فدیہ کرتا۔ ایک حدیث میں اسمعیلؑ کی بجائے اسحقؑ وارد ہوا ہے

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یعقوبؑ نے عزیز مصر کو لکھا کہ ہم اہل بیتؑ مورد ابتلاء و امتحان ہیں۔ ہمارے باپ ابراہیمؑ کا آگ سے امتحان لیا گیا۔ اور ہمارے پدر اسحقؑ کا ذبح سے امتحان کیا گیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ سارہؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ آپ پیر ہو گئے کاش دعا کرتے کہ خدا ایک فرزند عطا کرنا جس سے ہماری آنکھیں روشن ہوں کیونکہ خدا نے آپ کو اپنا خلیل قرار دیا ہے اور آپ کی دعا مستجاب ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے خدا سے دعا کی کہ ان کو ایک عقلمند لڑکا عطا فرمائے۔ خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ میں سپردا عطا کرتا ہوں۔ اور اس کے ذریعہ سے اپنی اطاعت میں تمہارا امتحان لوں گا۔ اس خوشخبری کے تین سال بعد دوسری مرتبہ پھر اسمعیلؑ کے بارے میں بشارت ہوئی۔

حدیث حسن میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ صاحب ذبیح کون تھا؟ فرمایا کہ اسمعیلؑ تھے۔

معتبر حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ سے لوگوں نے پوچھا کہ اسمعیلؑ کے بارے میں خوشخبری اور اسحقؑ کے متعلق خوشخبری کے درمیان کس قدر فاصلہ تھا؟ فرمایا کہ پانچ سال کا فاصلہ تھا حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَبَشِّرْهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔ یہ اسمعیلؑ کی پہلی خوشخبری تھی۔ جو خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو فرزند کے بارے

گوسفند کی اور اس سے بڑا اور دوسری معتبر حدیث

میں دی۔ اور جب سارہ سے اسحق پیدا ہوئے اور تین سال کے ہوئے ایک روز حضرت ابراہیمؑ کی گود میں بیٹھے تھے۔ اسمعیلؑ آئے اور اسحقؑ کو علیحدہ کر کے اُن کی جگہ پر بیٹھ گئے۔ سارہؑ نے یہ کیفیت دیکھی تو کہا ہاجرہؑ کا فرزند میرے فرزند کو آپ کی گود سے علیحدہ کر کے اُس کی جگہ پر خود بیٹھتا ہے۔ خدا کی قسم اب ممکن نہیں ہے کہ ہاجرہؑ اور اس کا فرزند میرے ساتھ ایک شہر میں رہیں۔ ان کو میرے پاس سے دُور بھیجئے۔ حضرت ابراہیمؑ سارہؑ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اور ان کے حق کی رعایت کرتے تھے کیونکہ وہ پیغمبروں کی اولاد سے تھیں اور اُن کی خالہ کی دختر تھیں لیکن یہ امر حضرت ابراہیمؑ پر بہت دشوار گذرا اور اسمعیلؑ کی مفارقت پر غمگین ہوئے۔ اسی رات ایک فرشتہ خدا کی جانب سے ابراہیمؑ کے خواب میں آیا اور اُن کو اُن کے فرزند اسمعیلؑ کا مکہ میں زمانہ حج میں ذبح کرنا دکھایا۔ حضرت ابراہیمؑ صبح کو بہت رنجیدہ اُٹھے۔ حج کا زمانہ آیا۔ حضرت ابراہیمؑ، ہاجرہؑ اور اسمعیلؑ کو ذی الحجہ کے مہینہ میں شام سے مکہ لے گئے تاکہ حج کے زمانہ میں ان کو ذبح کریں۔ اور کعبہ کے ستونوں کو بلند کیا اور حج کے ارادہ سے منیٰ کی جانب متوجہ ہوئے۔ منیٰ کے اعمال بجالا چکے تو اسمعیلؑ کو ساتھ لے کر مکہ واپس آئے پھر کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لیے متوجہ ہوئے جب سعی کے مقام پر پہنچے حضرت ابراہیمؑ نے اسمعیلؑ سے کہا کہ لے فرزند میں نے خواب میں دیکھا کہ تم کو اس سال حج کے زمانہ میں ذبح کر رہا ہوں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ عرض کی بابا جان جس امر پر آپ مامور ہوئے ہیں بجالائیے۔ جب سعی سے فارغ ہوئے وہ اسمعیلؑ کو منیٰ میں لے گئے وہی قربانی کا دن تھا۔ حجرہ میں پہنچے تو اُن کو بائیں پہلو بٹایا اور چھری اٹھائی کہ ذبح کریں اس وقت ان کو آواز آئی کہ اے ابراہیمؑ تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا اور میرے حکم کی تعمیل کر دی۔ پھر ایک بڑے گوسفند کو اسمعیلؑ کا فدیہ کیا اور اس کے گوشت کو مسکینوں پر تصدق کر دیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ منیٰ کو کس لئے منیٰ کہتے ہیں؟ فرمایا اس لئے کہ اس جگہ پہنچ کر جبرئیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ جو حاجت ہو اس کی تمنا کیجئے اور خدا سے طلب کیجئے آپ نے دل میں یہ تمنا اور آرزو کی کہ خدا اسمعیلؑ کی بجائے ایک گوسفند قرار دے جس کو وہ اسمعیلؑ کے فدیہ میں ذبح کریں۔ لہذا خدا نے ان کی آرزو پوری کی ۱۷

۱۷ مؤلف فرماتے ہیں کہ حدیثیں جو اسمعیلؑ کے ذبیح ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے اس باب میں اتنے ہی پر یس نے اتفاق کیا۔ اور بہت سی حدیثیں حضرت لوط علیہ السلام کے قصہ میں انشاء اللہ تعالیٰ بیان کی جائیں گی۔ ۱۷

باب ششم: حضرت لوط علیہ السلام کے حالات

مفسرین میں یہ مشہور ہے کہ لوطؑ، حضرت ابراہیمؑ کے برادر زادے تھے ہاران پستراج کے فرزند تھے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ ابراہیمؑ کی خالہ کے بیٹے تھے۔ قول آخری بنا پر سارہ لوطؑ کی بہن تھی اور یہ زیادہ قوی ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ لوطؑ پیغمبروں میں سے تھے جو ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے۔ شیخ علی بن ابراہیمؑ نے ذکر کیا ہے کہ جب فرود نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا اور حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اُن پر آگ کو سرد کر دیا۔ فرود ابراہیمؑ سے خائف ہوا۔ اور کہا کہ اے ابراہیمؑ میرے شہر میں سے نکل جاؤ میرے ساتھ ایک ملک میں تم نہیں رہ سکتے۔ حضرت ابراہیمؑ اپنی خالہ کی دختر سارہ کو اپنے نکاح میں لا چکے تھے اور لوطؑ حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لا چکے تھے۔ حضرت لوطؑ اس وقت لڑکے تھے۔ ابراہیمؑ کے پاس کچھ گوسفند تھے وہی اُن کا ذریعہ معاش تھے۔ ابراہیمؑ فرود کے شہر سے نکلے اور سارہ کو ایک صندوق میں بٹھا کر اپنے ساتھ لیا کیونکہ وہ بہت غیر متدین تھیں۔ جب شہر سے روانہ ہونے لگے، فرود کے عمال مانع ہوئے اور چاہا کہ ان کے گوسفندوں کو ان سے لے لیں اور کہا کہ تم نے ان کو ہمارے بادشاہ کی سلطنت و مملکت میں حاصل کیا ہے اور مذہب میں تم بادشاہ کے مخالف ہو ان کو نہ لے جانے دیں گے۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان بادشاہ کا قاضی فیصلہ کرے گا۔ اس کا نام سندوم تھا۔ اس کے پاس گئے۔ بادشاہ کے عمال نے کہا کہ یہ شخص مذہب میں بادشاہ کا مخالف ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہے اس نے ہمارے بادشاہ کے شہر میں لکھا ہے یہ تمام سامان اور چیزیں تم نہیں چاہتے کہ ہمارے ملک سے باہر لے جائیں سندوم نے کہا یہ لوگ سچ کہتے ہیں۔ اے ابراہیمؑ جو کچھ تمہارے پاس ہے اُن سے دست بردار ہو جاؤ۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر صحیح حکم نہ کرے گا تو ابھی مر جائے گا۔ سندوم نے پوچھا کہ حق کیا ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا ان سے کہو کہ جس قدر عمر میں نے ان چیزوں کے حاصل کرنے میں صرف کی ہے مجھے واپس کر دیں میں یہ چیزیں ان کو دے دوں گا۔ سندوم نے کہا ہاں ابراہیمؑ کی عمر ان کو واپس دے دی جائے پھر وہ یہ چیزیں واپس کر دیں۔ یہ سکر عمال دست بردار ہوئے۔ فرود نے اطراف عالم میں لکھا کہ ابراہیمؑ کو کسی آبادی میں ٹھہرنے نہ دیا جائے۔ ابراہیمؑ روانہ ہوئے اور فرود کے کسی عامل کے پاس سے گزرے کہ جو اس کی طرف سے گزرتا تھا وہ اس کے سامان کا اس سے محصول لیا کرتا تھا سارہ صندوق میں ابراہیمؑ کے ساتھ تھیں۔ اس نے تمام سامان کا جو ابراہیمؑ کے ساتھ تھا محصول لے لیا پھر صندوق کے پاس آیا اور اس کے کھولنے پر اصرار کیا تاکہ جو مال اس میں ہو اس کا محصول حاصل کرے حضرت ابراہیمؑ نے کہا جو سامان اس صندوق میں چاہو اس کا سب کچھ حساب کر لو اور محصول لے لو۔ اس نے کہا

یقیناً تم کو صندوق کھول پڑے گا اور بھر صندوق کھولا۔ تو اس میں جناب سارہ نظر آئیں۔ اُن کے شہر جمال کو دیکھ کر وہ ششدر رہ گیا۔ اور پوچھا یہ عورت کون ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا میری بہن ہے اور آپ کی غرض یہ تھی کہ وہ دین میں میری بہن ہے۔ کارندے تو صندوق اٹھا کر عامل کے پاس لے گئے اس نے اُن کی جانب ہاتھ دراز کیا۔ جناب سارہ نے کہا میں تجھ سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں۔ اس کا ہاتھ خشک ہو کر اس کے سینہ پر پڑ گیا۔ اس کو سخت تکلیف پہنچی تو اُس نے کہا یہ کیا بلا ہے جو مجھ کو عارض ہوئی۔ جناب سارہ نے کہا یہ تیرے اس ارادہ کی وجہ سے ہے جو تُو نے کیا تھا۔ اس نے کہا میں اب تمہارا ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہوں اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ مجھ کو میرے حال سابق پر بھیج دے۔ جناب سارہ نے کہا خداوند اگر یہ سچ کہتا ہے تو اس کو پہلی حالت پر واپس کر دے۔ وہ پھر بدستور تندرست ہو گیا۔ اس کے پاس ایک کنیز کھڑی تھی اس نے جناب سارہ سے کہا کہ یہ کنیز میں نے تمہاری خدمت کے لیے تم کو عطا کی۔ وہ حضرت ہاجرہؑ اور اسماعیلؑ اُنھیں حضرت ابراہیمؑ سارہ اور ہاجرہؑ کو لے کر روانہ ہوئے اور ایک گاؤں میں جا کر مقیم ہوئے جو لوگوں کے راستہ پر واقع تھا۔ جہاں سے ہو کر لوگ یمن اور شام اور اطراف عالم میں جاتے تھے۔ غرض جو شخص اس راستہ سے گزرتا تھا حضرت اُس کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ اور چونکہ یہ خبر تمام عالم میں مشہور ہو چکی تھی کہ فرودنے اُن کو آگ میں ڈالا وہ نہیں جلے۔ غرض جو شخص حضرت ابراہیمؑ کے پاس سے گزرتا تھا آپ اُس کی ضیافت کرتے تھے۔ ابراہیمؑ ان چند شہروں کی آبادیوں سے سات فرسخ کے فاصلہ پر مقیم تھے جن میں کافی درخت اور زراعت و مٹیں تھیں وہ تمام شہر قافلوں کے راستہ پر تھے اور جو ان شہروں سے گزرتا تھا ان کی زراعتوں اور میوے میں سے ضرور کچھ لے کر کھا یا کرتا تھا۔ شہر والے اس حال سے نالاں تھے اور اس کے روکنے کی تدبیر سوچتے رہتے تھے کہ شیطان ایک مرد پیر کی صورت میں ان کے پاس آیا اور کہا کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسی ترکیب بتا دوں جس پر اگر تم عمل کرو گے تو کوئی شخص تمہارے شہر و رنج نہ کرے گا۔ پوچھا وہ تدبیر کیا ہے؟ کہا جو شخص تمہارے شہر میں وارد ہو اُس کی دُبر میں جماع کرو۔ اور اس کا سامان چھین لو۔ اس کے بعد پھر شیطان ایک حسین لڑکے کی صورت میں ان کے پاس آیا اور اُن سے لپٹ گیا۔ اس کے ساتھ اُن لوگوں نے یہ فعل قبیح کیا جس طرح کہ اس نے اُن کو تعلیم دی تھی۔ ان لوگوں کو یہ عمل اچھا معلوم ہوا، اور لذت حاصل ہوئی تو مردوں نے مردوں سے لواطہ کرنا شروع کیا اور عورتوں سے مستغنی ہو گئے، اور عورتوں نے عورتوں کے ساتھ مساحتہ کرنا شروع کر دیا۔ وہ مردوں سے بے نیاز ہو گئیں۔ لوگوں نے اس امر کی شکایت حضرت ابراہیمؑ سے کی۔ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت لوطؑ کو ان کی طرف بھیجا کہ اُن کو خدا کے عذاب سے ڈرائیں اور اس کی عقوبت سے پرہیز کر لیں۔ جب حضرت لوطؑ ان کے پاس پہنچے انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ کہائیں حضرت ابراہیمؑ کی خالہ کا لڑکا ہوں جن کو فرودنے آگ میں ڈالا۔ اور وہ نہ جلے۔

لے خالہ زاد بہن بھی تھیں اس لیے جناب ابراہیمؑ نے جھوٹ نہیں کہا۔ ۱۷ مترجم۔

شیطان کا تعلیم سے قوم لوطؑ میں اعلیٰ و سافلہ کا رواج۔

اور خدانے آگ کو اُن پر سزا اور باعثِ سلامتی قرار دیا۔ وہ تنہا سے قریب ہی رہتے ہیں۔ لہذا خدا سے ڈرو اور اس فعلِ قبیح کو ترک کرو نہیں تو خدا تم کو ہلاک کرے گا۔ وہ سب اس بات سے خوفزدہ ہوئے اور ان کو جرأت نہ ہوئی کہ اُن حضرت کو کوئی تکلیف پہنچاتے۔ لیکن جو شخص اُن لوگوں کے راستہ سے گذرتا وہ لوگ چاہتے تھے کہ اس کے ساتھ فعلِ بد کریں! حضرت لوط اُس کو اُنکے ہاتھ سے بچا یا کرتے تھے۔ لوط نے انہی میں سے ایک عورت کے ساتھ نکاح کر لیا تھا۔ اس عورت سے چند لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جناب لوط ایک طویل مدت تک ان میں مقیم رہے اور اُن کو نصیحتیں کرتے رہے۔ لیکن ان لوگوں نے قبول نہ کیا۔ اور کہنے لگے کہ لے لوط اگر ہماری نصیحت سے باز نہ آؤ گے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے یا اس شہر سے نکال دیں گے۔ آخر حضرت لوط نے اُن پر بددعا کی۔ ایک روز حضرت ابراہیمؑ اپنی قیامگاہ پر کچھ ہمانوں کی ضیافت کا سامان کر رہے تھے کوئی چیز اُن کے پاس نہ تھی۔ ناگاہ دیکھا کہ چار اشخاص آپ کے پاس کھڑے ہیں جن کی شکلیں انسانوں سے مشابہ تھیں۔ ان چاروں افراد نے سلام کیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا اور سارے کے پاس گئے اور کہا چند ہمان اور آگئے ہیں جو انسانوں سے مشابہ نہیں ہیں۔ سارے نے کہا ہمارے پاس ایک بچھڑے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پھر اس کو ذبح کیا اور بریاں کر کے حضرت ابراہیمؑ ان کے پاس لائے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے تحقیق ہمارے رسول ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری کیلئے آئے اور کہا سلام ابراہیمؑ نے کہا سلام اور فوراً بچھڑا بریاں کر کے لائے لیکن ان رسولوں نے کھانے کی طرف توجہ نہ کی۔ تو حضرت ابراہیمؑ کو خوف محسوس ہوا۔ سارے عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ آئیں اور ان اشخاص سے پوچھا کہ تم لوگ خلیلِ خدا کے طعام سے کیوں انکار کرتے ہو۔ انہوں نے کہا خوف نہ کرو لے ابراہیمؑ ہم رسولانِ خدا ہیں قومِ لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ اُن پر عذاب نازل کریں۔ یہ سن کر سارے کو خوف ہوا اور وہ حائض ہو گئیں حالانکہ مدتوں سے بہ سببِ پیری اُن کا حیض زائل ہو چکا تھا۔ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے جناب سارے کو اسحقؑ کی خوشخبری دی اور اسحقؑ کے بعد یعقوبؑ کی جو اسحقؑ سے پیدا ہوں گے۔ تو سارے نے ہاتھ منہ پر مارا اور کہا یا ولیت! کیا مجھ سے سچے پیدا ہو گا حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں۔ یقیناً یہ عجیب امر ہے۔ جبریلؑ نے اُن سے کہا کیا تم تعجب کرتے ہو خدا کے امر سے اور اسے اہل بیت تم پر خدا کی برکتیں اور رحمتیں ہوں (پل آیت ۱۹ سورۃ ہود) تحقیق کہ وہ عظیم المرتبت و صاحبِ بزرگی ہے جب حضرت ابراہیمؑ سے خوف رفع ہوا اور ولادتِ اسحقؑ کی خوشخبری اُن کو ملی تو قومِ لوط سے عذاب کے دور ہونے کے انتہاس میں مبالغہ شروع کیا اور جبریلؑ سے پوچھا کہ کس لئے بھیجے گئے ہو؟ کہا قومِ لوط کو ہلاک کرنے کے لیے حضرت ابراہیمؑ نے کہا لوط ان کے درمیان موجود ہیں اُن کو کس طرح ہلاک کرو گے؟ جبریلؑ نے کہا ہم بہتر جانتے ہیں کہ کون وہاں پر ہے۔ ہم اُس کو اور اُس کے اہل کو نجات دیں گے سوائے اس کی زوجہ کے کہ وہ عذاب میں باقی رہنے والوں میں ہوگی۔ حضرت ابراہیمؑ نے جبریلؑ سے کہا کہ اگر اس شہر میں

لے آیتوں کے مطالب اسی جگہ سے بیان ہونا شروع ہوئے جو سورۃ ہود میں ہیں۔ ۱۶

ستو مومن ہوں گے تو ان کو بھی ہلاک کر دو گے! جبریلؑ نے کہا نہیں۔ کہا اگر بچاؤ ہوں؟ کہا نہیں پوچھا اگر دس مومنین ہوں۔ کہا نہیں۔ اگر ابراہیمؑ نے کہا اگر ایک مومن ہو؟ کہا نہیں۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے ہم نے اس شہر میں بھی مسلمان کا ایک گھر نہ پایا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے جبریلؑ! اپنے پروردگار کے پاس ان کے بارے میں واپس جاؤ۔ پس خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو مانند چشم زون کے کہا اے ابراہیمؑ! کی سفارش سے باز آ جاؤ۔ کیونکہ تمہارے پروردگار کا حکم آپ کا ہے اور یقیناً ان پر عذاب آئے گا۔ رو نہ ہو گا۔ پھر ملائکہ ابراہیمؑ سے رخصت ہو کر حضرت لوطؑ کے پاس آئے اور ان کے سامنے کھڑے ہو گئے جبکہ وہ اپنی زراعت میں آہٹاشی کر رہے تھے۔ لوطؑ نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ کہا کہ ہم لوگ مسافر ہیں اور بتائے سبیل۔ آج رات ہماری ضیافت کیجئے۔ لوطؑ نے کہا کہ اس شہر کے لوگ بہت برے ہیں۔ مردوں سے جماع کرتے ہیں اور ان کے مال ٹوٹ لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا دیر زیادہ ہو گئی ہے اور ہم اب دوسرے جگہ نہیں جا سکتے۔ آج رات ہم کو چھہرنے کی جگہ دیجئے۔ لوطؑ اپنی زوجہ کے پاس آئے جو اسی قوم سے تھی۔ کہا آج چند مہمان میرے پاس آئے ہیں ان کے آئے کی خبر اپنی قوم کو نہ کرنا۔ اس وقت تک تم نے جس تو نافرمانی کی ہے میں معاف کر دوں گا۔ اس نے کہا ایسا ہی ہو گا۔ اس کے اور اس کی قوم کے درمیان یہ ط تھا کہ جب کوئی مہمان حضرت لوطؑ کے پاس دن کو آتا تو وہ گھر کے بالا خانہ پر دھواں کرتی اور جب رات کوئی مہمان آتا تو آگ روشن کر دیتی تھی۔

جب جبریلؑ اور وہ ملائکہ جو ان کے ساتھ تھے لوطؑ کے گھر میں داخل ہوئے ان کی زوجہ کو سٹ پر دوڑی ہوئی گئی اور کچھ آگ روشن کر دی جسے دیکھ کر شہر والے ہر طرف سے حضرت لوطؑ کے مکان کی طرف دوڑے۔ جب مکان کے دروازے پر پہنچے کہنے لگے اے لوطؑ کیا تم نے تم کو منع نہیں کیا کہ مہمانوں کو اپنے گھر نہ لایا کرو۔ پھر چاہا کہ ان مہمانوں سے فعل بد کریں۔ حضرت لوطؑ نے فرمایا ہماری لڑکیاں پاکیزہ ہیں تمہارے لیے۔ خدا سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں ذلیل نہ کرو۔ کیا تم میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو نیکی اور بہتری پر نائل ہو۔ مروی ہے کہ حضرت لوطؑ کی مراد لڑکیوں سے قوا کی عورتیں تھیں کیونکہ ہر پیغمبر اپنی قوم کا باپ ہوتا ہے۔ اور ان کو امر حلال کی دعوت دیتا اور حرام سے منع کرتا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ تمہاری عورتیں تمہارے لیے زیادہ بہتر ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم جانتے کہ ہمیں تمہاری لڑکیوں سے کوئی واسطہ نہیں اور ہم جو کچھ چاہتے ہیں اس سے بھی تم بخوبی واقف ہو۔ جب حضرت ان سے ناامید ہوئے تو فرمایا کاش مجھ کو قوت ہوتی تو میں تم لوگوں میں رکن شد با کے ساتھ پناہ لیتا۔ پس معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت لوطؑ کے بھائی کو بھیجا مگر یہ کہ وہ اپنی قوم میں غالب تھا۔ اور ان میں اپنا قبیلہ اور رشتہ داروں کے افراد رکھتا تھا۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ قوت سے مراد حضرت لوطؑ کی قائم آلہ محمدؐ تھے

جبریلؑ اور وہ ملائکہ جو ان کے ساتھ تھے لوطؑ کے گھر میں داخل ہوئے ان کی زوجہ کو سٹ پر دوڑی ہوئی گئی اور کچھ آگ روشن کر دی جسے دیکھ کر شہر والے ہر طرف سے حضرت لوطؑ کے مکان کی طرف دوڑے۔ جب مکان کے دروازے پر پہنچے کہنے لگے اے لوطؑ کیا تم نے تم کو منع نہیں کیا کہ مہمانوں کو اپنے گھر نہ لایا کرو۔ پھر چاہا کہ ان مہمانوں سے فعل بد کریں۔ حضرت لوطؑ نے فرمایا ہماری لڑکیاں پاکیزہ ہیں تمہارے لیے۔ خدا سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں ذلیل نہ کرو۔ کیا تم میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو نیکی اور بہتری پر نائل ہو۔ مروی ہے کہ حضرت لوطؑ کی مراد لڑکیوں سے قوا کی عورتیں تھیں کیونکہ ہر پیغمبر اپنی قوم کا باپ ہوتا ہے۔ اور ان کو امر حلال کی دعوت دیتا اور حرام سے منع کرتا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ تمہاری عورتیں تمہارے لیے زیادہ بہتر ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم جانتے کہ ہمیں تمہاری لڑکیوں سے کوئی واسطہ نہیں اور ہم جو کچھ چاہتے ہیں اس سے بھی تم بخوبی واقف ہو۔ جب حضرت ان سے ناامید ہوئے تو فرمایا کاش مجھ کو قوت ہوتی تو میں تم لوگوں میں رکن شد با کے ساتھ پناہ لیتا۔ پس معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت لوطؑ کے بھائی کو بھیجا مگر یہ کہ وہ اپنی قوم میں غالب تھا۔ اور ان میں اپنا قبیلہ اور رشتہ داروں کے افراد رکھتا تھا۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ قوت سے مراد حضرت لوطؑ کی قائم آلہ محمدؐ تھے

اور رکن شدید سے اُن حضرت کے تین سوتیرہ اصحاب۔ غرض یسئذ جبریلؑ نے کہا کہ کاش حضرت لوطؑ جانتے کہ کونسی قوت اُن کے ساتھ ہے۔ حضرت نے یسئذ پوچھا کہ تم لوگ کون ہو جبریلؑ علیہ السلام نے کہا میں جبریل ہوں۔ پوچھا کس امر پر مامور ہوئے ہو؟ کہا اُن کی ہلاکت پر۔ فرمایا اسی وقت عمل میں لاؤ۔ کہا ان کے لیے صبح کا وقت مقرر ہے۔ کیا صبح قریب نہیں ہے۔ غرض کہ ان لوگوں نے خانہ لوطؑ کے دروازہ کو توڑا اور مکان میں داخل ہوئے۔ جبریلؑ نے اپنے پیروں کو اُن کی آنکھوں پر مارا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے شک اُن لوگوں نے ناجائز مطلب کی خواہش کی اور لوطؑ سے اُن کے جہانوں کو عمل قبیح کے لیے طلب کیا تو ہم نے اُن کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ جب اُن لوگوں نے یہ حال مشاہدہ کیا سمجھے کہ عذاب اُن پر آ گیا۔ پھر جبریلؑ نے حضرت لوطؑ سے کہا کہ جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے اپنے بال بچوں کو لے کر اُن کے درمیان سے چلے جاؤ۔ اور تم میں کوئی مڑ کر پیچھے نہ دیکھے۔ لیکن تمہاری زوجہ دیکھے گی تو اس کو پہنچے گا جو کچھ پہنچنے والا ہے۔ قوم لوطؑ میں ایک مرد عالم تھا۔ اس نے کہا اے قوم تمہاری جانب وہ عذاب آ گیا جس کا وعدہ حضرت لوطؑ سے کرتے تھے۔ لہذا ان کو گھیر لو اور اپنے درمیان سے جانے نہ دینا۔ جب تک وہ تم میں موجود ہیں عذاب نہ آئے گا۔ یہ سئذ لوگ حضرت لوطؑ کے مکان کے گرد جمع ہوئے اور اُن کو گھیر لیا۔ جبریلؑ نے کہا اے لوطؑ ان کے درمیان سے چلے جائیے۔ کہا کس طرح چلا جاؤں۔ یہ لوگ میرے مکان کے گرد تو جمع ہیں۔ جبریلؑ نے اُن کے سامنے ایک ستون نور کا قائم کیا اور کہا کہ اس ستون کے سہارے چلے جاؤ اور تم میں سے کوئی مڑ کر نگاہ نہ کرے۔ غرض کہ اس شہر سے زمین کے نیچے سے باہر نکلے۔ اُن کی زوجہ نے مڑ کر دیکھا۔ حق تعالیٰ نے اُس پر ایک پتھر نازل کیا جس نے اس کو مار ڈالا۔ جب صبح ہوئی اُن چاروں فرشتوں میں سے ہر ایک ان کے شہر کے ایک ایک جانب باہر نکلے اور زمین کو ساتویں طبقہ سے کھودا۔ اور اس حد تک بلند کیا کہ اہل آسمان نے اُن کے مخرج اور کُنٹوں کے چلنے کی آوازیں سُنیں۔ پھر ان لوگوں پر اُس شہر کو اُلٹ دیا اور خدا نے اُن پر پتھر سجیل کے یعنی کھر نیچے آسمان اول سے یا جہنم سے برسا ئے جو باہم لپٹے ہوئے تھے یا پیادے اور منقط اور رنگا رنگ پتھر۔

بسنده حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کوئی بندہ جو قوم لوطؑ کے عمل کو حلال جانتا ہے دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ خدا اس کو اُن پتھروں میں سے ایک پتھر مارتا ہے جس سے اس کی موت واقع ہوتی ہے لیکن دنیا اُس کو نہیں دیکھتی۔

بسنده صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ خدا صبح و شام خدا سے بخل سے پناہ مانگتے تھے۔ اور ہم بھی بخل سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو

اپنے نفس کو بخل سے محفوظ رکھتا ہے وہ رستگار ہے۔ اور میں تم کو بخل کے نتیجے سے آگاہ کرتا ہوں۔ بہ تحقیق کہ حضرت لوطؑ کی قوم کے لوگ ایک شہر کے رہنے والے تھے جو اپنے طعم پر بخیل تھے۔ بخل نے اُن کو اُن کی شرمگاہوں کے ایسے درمیں مبتلا کیا جس کا علاج نہ تھا۔ پھر فرمایا کہ قوم لوطؑ کے شہر قافلوں کے راستوں پر آباد تھے جو شام و صبح کو جاتے تھے۔ قافلے والے اُن کے پاس قیام کرتے تھے اور وہ لوگ اُن کی ضیافت کیا کرتے تھے جب اُن کی یہ ضیافت زیادہ ہوئی وہ لوگ نفس کی خباثت اور بخل کی وجہ سے تنگ آئے۔ لہذا بخل اس کا باعث ہوا کہ جب اُن کے پاس کوئی مہمان آتا اس کو ذلیل کرتے اور اس کے ساتھ افلام کرتے تھے بغیر اس کے کہ اس عمل قبیح کے لیے شہوت یا خواہش اُن کو ہوتی ہو۔ اس سے ان کی صرف یہ غرض تھی کہ قافلے اُن کے شہر میں قیام نہ کریں تاکہ اُن کو ضیافت نہ کرنی پڑے اُن کے اس بُرے عمل کی دوسرے شہروں میں شہرت ہوئی۔ اور قافلوں نے اُن کے پاس قیام کرنے سے پرہیز کیا۔ غرضیکہ بخل نے اُن پر وہ بلا مستط کی جسے وہ اپنے سے دفع نہ کر سکے یہاں تک کہ اُس عمل کی خواہش اُن کو اس حد تک ہوئی کہ شہروں سے مردوں کو اس فعل کے لیے اجرت پر بلانے لگے۔ تو کون مرض بخل سے بدتر ہو سکتا ہے۔ اور اس کے انجام کا نقصان خدا کے نزدیک بخیل ہونے سے زیادہ رُسوا کرنے والا اور زیادہ قبیح ہے۔ راوی نے پوچھا کہ آیا لوطؑ کے شہر والے سب کے سب یہ فعل کرتے تھے؟ فرمایا ہاں سوائے ایک مسلمان گھر کے شاید خدا کا فرمودہ تو نے نہیں سنا۔ یعنی ہم نے شہر میں مومنوں میں سے جو تھا اس کو بار کر دیا۔ پس ہم نے مسلمانوں کے ایک گھر کے سوا کوئی مکان نہ پایا۔ حضرت نے فرمایا کہ اُن کے درمیان حضرت لوط علیہ السلام تیس سال تک رہے اور اُن کو خدا کی طرف بلاتے تھے اور عذاب الہی سے اُن کو بچنے کی ہدایت فرماتے تھے۔ وہ ایسی قوم تھی جو اپنے تئیں پانچنے سے پاک نہیں کرتی تھی نہ غصا جنابت کرتی حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کی خالہ کے فرزند تھے اور ساراہ حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت لوطؑ کی بہن تھیں حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ دو مرسل پیغمبر تھے جو لوگوں کو عذاب خدا سے ڈراتے تھے حضرت لوطؑ ایک سخی اور صاحب کرم انسان تھے جو مہمان اُن کے پاس آتا تھا اس کی ضیافت کرتے تھے۔ اور اپنی قوم کی شرارت سے اپنے مہمانوں کی حفاظت کرتے تھے۔ آپ کی قوم جب کسی مہمان کو دیکھتی تو حضرت لوطؑ سے کہتی تھی کہ کیا ہم لوگوں نے تم کو منع نہیں کیا ہے کہ کہیں سے کوئی مہمان جو تمہارے پاس آئے تو اس کی مہمانی نہ کرنا ورنہ ہم لوگ تمہارے مہمانوں کو ذلیل اور تم کو ان کی نگاہوں میں رُسوا کر دیں گے۔ پھر جب حضرت لوطؑ کے پاس کوئی مہمان آتا تو اس کو پوشیدہ رکھتے اس سبب کہ حضرت لوطؑ کا کوئی خاندان اور کوئی قبیلہ وہاں نہ تھا۔ اور ہمیشہ حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ اس قوم پر عذاب نازل ہونے کے امیدوار تھے اور اُن کی خدا کے نزدیک منزلت بلند تھی۔ خدا جب اس قوم پر عذاب کا ارادہ کرتا حضرت ابراہیمؑ کی محبت و غفلت اور

حضرت لوط کی محبت کو ملاحظہ کر کے عذاب میں تاخیر فرماتا۔ آخر خداوند عالم کا غضب ان پر شدید ہوا اور ان کے لیے عذاب کو مقدر فرمایا۔ اور اس عذاب کے عوض میں مقرر فرمایا کہ ابراہیمؑ کو ایک فرزند دانا عطا فرمائے جو ان کی تسلی کا باعث ہو اُس تکلیف میں جو قوم لوط کے ہلاک ہونے کے سبب ان کو پہنچنے والی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس رسولوں (فرشتوں) کو بھیجا کہ ان کو اسمعیلؑ کی خوشخبری دیں۔ وہ رات کے وقت حضرت ابراہیمؑ کے گھر میں داخل ہوئے۔ حضرت ابراہیمؑ کو ان سے خوف معلوم ہوا اور وہ ڈرے کہ چور ہوں گے۔ جب رسولوں (فرشتوں) نے ان کو ہراساں اور خوفزدہ دیکھا، سلام کیا۔ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ اور کہا کہ ہم لوگ تم سے خائف ہیں۔ کہا خوف نہ کیجئے ہم لوگ آپ کے پروردگار کے رسول ہیں آپ کو ایک نیک لڑکے کی خوشخبری دینے آئے ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ نیک لڑکا حضرت اسمعیل علیہ السلام تھے جو بطن جناب ہاجرہ سے پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرشتوں سے کہا کیا مجھ کو خوشخبری ہے۔ ان فرشتوں نے کہا ہاں ہم آپ کو بحق و راستی خوشخبری دیتے ہیں نا امید نہ ہوں۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا اور کس کام کے لیے آئے ہو؟ فرشتوں نے کہا ایک گنہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں اور وہ حضرت لوطؑ کی قوم ہے بہ تحقیق کہ وہ ایک فاسقوں کا گروہ ہے (ہم آئے ہیں) اس لیے کہ ان کو عاملوں کے پروردگار کے عذاب سے ڈرائیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا لوطؑ ان لوگوں میں موجود ہیں۔ کہا ہم بہتر جانتے ہیں کہ کون اس جگہ ہے۔ یقیناً ان کو اور ان کے سب گھر والوں کو نجات ہوگی سوائے ان کی بیوی کے کہ وہ عذاب میں باقی رہنے والی ہے۔ جب وہ فرشتے آل لوط کے پاس آئے۔ حضرت لوطؑ نے کہا تم ایسے اشخاص ہو کہ تم کو نہیں پہچانتے۔ انہوں نے کہا تمہاری قوم خدا کے عذاب میں شک کرتی تھی۔ ہم حق کے ساتھ تمہارے پاس آئے ہیں تاکہ تمہاری قوم کو عذاب سے ڈرائیں یقیناً ہم لوگ سچے ہیں۔ لے لے لوط جب آئندہ سات روز اور سات راتیں گزر جائیں تو نصف شب کو تم اپنے گھر والوں کو لے کر اس شہر سے نکل جانا۔ تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کے نہ دیکھے ہاں تمہاری زوجہ دیکھے گی اور اس کو وہی عذاب ملے گا جو تمہاری قوم کو ملے گا۔ تم لوگ جہاں مامور ہونا چلے جانا۔ جب صبح ہوگی قوم کے تمام متنفس ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ جب آٹھویں روز کی صبح آئی خدا نے پھر رسولوں کو ابراہیمؑ کے پاس بھیجا کہ ان کو اسحقؑ کی خوشخبری دیں۔ اور قوم لوط کے ہلاک ہونے پر ان کو تعزیت دیں اور تسلی دیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ہمارے رسول ابراہیمؑ کے پاس آئے اور ان کو سلام کیا اور خوشخبری دی۔ حضرت ابراہیمؑ نے سلام کا جواب دیا اور فوراً ہی پچھڑے کا بھٹا ہوا گوشت لائے

امامؑ نے فرمایا یعنی وہ ذبح کیا ہوا بریاں اور عمدہ پکا ہوا گوشت تھا۔ مگر جب حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا کہ اس گوشت کی جانب وہ لوگ ہاتھ نہیں بڑھاتے ہیں حضرتؑ کو خوف ہوا۔ کیونکہ اس زمانہ میں ایک دوسرے کے ساتھ طعام میں شریک ہونا ایک دوسرے کے شر سے بے خوف ہونے کی دلیل تھی۔ اور کھانا نہ کھانا دشمنی کی علامت تھی۔ ان لوگوں نے کہا کہ خوف نہ کیجئے ہم لوگ ایک قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی بیوی اسی جگہ کھڑی تھیں، ان کو اسحقؑ کی خوشخبری دی اور اسحقؑ کے بعد یعقوبؑ کی۔ یہ سن کر حضرت سارہؑ تعجب سے ہنسیں اور کہا یا ویلتا۔ کیا فرزند مجھ سے پیدا ہو گا حالانکہ میں پیر زال ہوں اور یہ میرے شوہر بھی ضعیف ہیں۔ یقیناً یہ امر عجیب ہے۔ ان فرشتوں نے کہا کیا تم امر خدا میں تعجب کرتی ہو۔ یقیناً خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں تم اہل بیت پر لازم ہیں یہ تحقیق کہ وہ حمید و مجید ہے۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے اسحقؑ کی خوشخبری سنی اور خوف ان سے زائل ہو گیا تو اپنے پروردگار سے قوم لوط کی سفارش میں مناجات شروع کی اور خدا سے سوال کیا کہ بلا کو ان سے دفع کرے۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ ان باتوں سے درگزر کرو کیونکہ تمہارے پروردگار کا حکم آچکا ہے اور آج ہی صبح کو طلوع آفتاب کے بعد ان پر عذاب نازل ہو گا اور یہ جنتی ہے اس کا واپس ہونا ناممکن ہے۔

سند معتبر حضرت امیر المومنین سے مروی ہے کہ اس امت میں چھ باتیں قوم لوط کے طریقوں میں سے ہیں۔ کمان سے گولی مارنا، ڈھیلے پھینکنا، بغل کھانا، ازبڑوئے تکبہ زمین پر جامہ کھسینا، اور پیرہن کے اور قبا کے بند کھولے رکھنا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ان کے اعمال فیجہ میں سے یہ بھی تھا کہ مجلس میں ایک دوسرے کے روبرو ریاچ صادر کیا کرتے تھے۔ حضرت لوطؑ نے ان سے کہا کہ اپنی مجلسوں میں ایسے برے کام نہ کیا کرو۔

دوسری صحیح حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریلؑ سے سوال کیا کہ قوم لوط کی ہلاکت کیونکر ہوئی جبریلؑ نے کہا کہ حضرت لوطؑ کی قوم ایک شہر کی رہنے والی تھی جو پاشخانہ سے فارغ ہو کر آبدست نہیں لیتی تھی اور نہ غسل جنابت کرتی تھی اور اپنے طعام سے بخل کرتی تھی حضرت لوطؑ ان میں تیس سال رہے۔ وہ ان میں ایک غیر شخص تھے ان میں سے نہ تھے۔ نہ ان کا خاندان وہاں تھا نہ کوئی رشتہ دار۔ وہ ان کو خدا کی طرف بلاتے اور اس پر ایمان لانے اور اپنی متابعت کی ہدایت کرتے اور اعمال فیجہ سے روکتے۔ ان کو خدا کی عبادت کی ترغیب دیتے لیکن ان لوگوں نے آپؑ کی نصیحتوں کو قبول نہ کیا

اور آپ کی اطاعت نہ کی۔ اس لیے جب خدا نے چاہا کہ ان پر عذاب نازل کرے ان کی طرف چند رسول (فرشتے) بھیجے تاکہ ان کو ڈرائیں اور حجت تمام کریں۔ ان میں غذا اور سامان زندگی کی افراط جب ہو گئی تو فرشتوں کو حکم دیا کہ مومنوں میں سے جو ان کے شہر میں ہوں ان کو شہر سے باہر کر دیں۔ لیکن وہاں ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ تھا ان لوگوں کو شہر سے علیحدہ کر دیا اور حضرت لوط سے کہا کہ رات اپنے بال بچوں کو باہر لے جاؤ۔ جب نصف شب گزری حضرت لوط اپنی دختر کو لے کر روانہ ہوئے، ان کی زوجہ واپس اپنی قوم کی جانب دوڑی کہ ان کو حضرت لوط کے باہر جانے کی اطلاع دے۔ جب صبح ہوئی عرش الہی سے محمد کو آواز آئی کہ اے جبریل! قوم لوط کے باپے میں خدا کا قول لازمی اور اس کا حکم حتمی ہے تو زمین کو ساتویں طبقہ سے کھودا اور آسمان کی طرف لاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ خدائے جبار کا حکم اس کے اُلٹ دینے کا تم کو پہنچے۔ اور خانہ لوط کی ایک کھلی ہوئی نشانی باقی چھوڑ دو تاکہ ہر اس شخص کے لیے عبرت ہو جو ادھر سے گزے۔ یا رسول اللہ میں اس ظالم گروہ کی جانب گیا اور اپنے واسطے پر کو اس شہر کے شرقی جانب مارا اور بائیں کو اس کے مغربی جانب مارا اور زمین کو اس کے ساتویں طبقہ سے کھودا سوائے مکان آل لوط کے جس کو راہ گیروں کے لیے ایک علامت چھوڑ دی۔ پھر ان کو اس قدر بلند کیا کہ اہل آسمان نے ان کے مُرخ اور کنتوں کی آوازیں سُنیں۔ جب آفتاب طلوع ہوا عرش سے مجھ کو آواز آئی کہ اے جبریل! شہر کو اس قوم پر اُلٹ دو۔ میں نے اُلٹ دیا۔ اس طرح کہ نیچے کا حصہ اوپر اور اوپر کا حصہ نیچے ہو گیا۔ اور اُن پر سبیل یعنی کھجوں کی بارش ہوئی جن میں نشانات تھے یا وہ منقطع تھے اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ عذاب آپ کی اُمت کے اُن لوگوں کو بھی ہو تو بعید نہیں جو ان کے ایسا عمل کریں۔ جناب رسالتاً نے فرمایا کہ اے جبریل! اُن کا شہر کہاں تھا؟ کہا جہاں آج بحیرہ طبریہ شام کے نواح میں ہے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا کہ جب تم نے شہر کو اُن لوگوں پر اُلٹ دیا تو وہ شہر اور اُس کے باشندے کہاں گئے؟ کہا یا حضرت! مصر تک دریائے شام میں۔ اور وریا میں وہ پیلے بن گئے۔

دوسری موثق حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ کے پاس ملائکہ آئے تو کہا ہم اس شہر کے باشندوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں۔ جب سارہ نے یہ سنا تو فرشتوں کی کمی اور قوم لوط کی زیادتی پر تعجب کیا اور کہا کہ قوم لوط کی اس قوت و کثرت کے ساتھ کیا برابری ممکن ہے۔ فرشتوں نے ان کو اسحقؑ اور یعقوبؑ کی خوشخبری دی تو وہ ہاتھوں کو اپنے منہ پر مار کر کہنے لگے کہ ایک بوڑھی عورت کو کبھی لڑکا پیدا نہیں ہوا کیونکہ مجھ سے

فرزند ہو گا۔ اس وقت سارہ کی عمر نوٹے سال کی تھی اور حضرت ابراہیمؑ ایک سو بیس سال کے تھے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے قوم لوط کے بارے میں شفاعت کی لیکن مؤثر نہ ہوئی اور جبریلؑ اور دوسرے فرشتے حضرت لوط کے پاس آئے۔ جب آپ کی قوم کو معلوم ہوا کہ لوط کے پاس مہمان آئے ہیں ان کے مکان کی طرف دوڑے۔ حضرت آئے اور دروازے پر ہاتھ رکھا اور ان کو قسم دی اور کہا خدا سے ڈرو اور میرے مہمانوں کو رُسوانہ کرو۔ ان لوگوں نے کہا کیا ہم نے تم کو منع نہیں کیا ہے کہ مہمانوں کو گھر میں نہ بلایا کرو۔ حضرت نے اپنی لڑکیوں کو پیش کیا اور کہا کہ حلال طریقہ پر نکاح میں تم کو دیتا ہوں اگر میرے مہمانوں سے دست بردار ہو جاؤ ان لوگوں نے کہا کہ تمہاری لڑکیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں ہے اور تم جانتے ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں حضرت لوط نے کہا کاش ایک مضبوط پناہ کے ساتھ مجھ کو قوت ہوتی۔ جبریلؑ نے کہا کاش یہ (حضرت لوط) جانتے کہ کیا قوت ان کے ساتھ ہے۔ پھر حضرت لوط کو اپنے پاس بلایا اور ان لوگوں نے دروازے کو کھولا اور مکان میں داخل ہو گئے۔ جبریلؑ نے اپنی انگلی سے ان کی طرف اشارہ کیا وہ سب اندھے ہو گئے اور دیوار ہاتھ سے پکڑ کر قسم کھائی کہ صبح ہوگی تو ہم آئی لوط میں سے کسی ایک کو باقی نہیں چھوڑیں گے۔ جبریلؑ نے حضرت لوط سے کہا کہ ہم تمہارے پروردگار کے رسول ہیں۔ حضرت لوط نے کہا جلدی کرو۔ جبریلؑ نے کہا ہاں۔ پھر حضرت لوط نے کہا جلدی کرو۔ جبریلؑ نے کہا ان کے لیے صبح کا وعدہ ہے۔ کیا صبح نزدیک نہیں ہے پھر جبریلؑ نے کہا تم اپنے فرزندوں کے ساتھ اس شہر سے فلاں موضع تک چلے جاؤ۔ لوط نے کہا میرے چچر ضعیف ہیں۔ کہا سامان بار کرو اور چلے جاؤ۔ جب سحر ہوئی جبریلؑ نیچے آئے اور اپنے پر کو اس شہر کے نیچے لے جا کر اٹھالیا اور جب خوب بلند کر چکے تو ان لوگوں پر اُلٹ دیا اور شہر کی دیواروں کو شکستہ کر دیا اور حضرت لوط کی بیوی نے ایک سخت آواز سُنی اور اسی سے ہلاک ہوئی لے

بسمد معتبر حضرت صاوقؑ سے منقول ہے کہ جو کسی شخص کے ساتھ لواط کرنے پر راضی ہوتا ہے۔ وہ بقیہ سدوم میں سے ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ ان کی اولاد سے ہے لیکن ان کی

لے مولف فرماتے ہیں کہ علماء کے درمیان اس قوم پر اپنی لڑکیوں کو لوط کے پیش کرنے میں اختلاف ہے کہ کس وجہ سے تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ دختروں سے مراد ان کی عورتیں تھیں اس لیے کہ ہر بیٹہ اپنی امت کے لیے باپ کی طرح ہے اور حضرت لوط کی غرض یہ تھی کہ تمہاری عورتیں لڑکوں سے پاکیزہ اور بہتر ہیں کیوں ان سے رغبت نہیں کرتے کیونکہ وہ تمہارے لیے حلال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے پہلے حضرت کی لڑکیوں کی خواستگاری کی تھی اور حضرت نے (بقیہ ص ۲۷۷ پر)

طینت سے ہے۔ پھر فرمایا کہ قوم لوط کے ہار شہر تھے جو اُن پر اُلٹ دیئے گئے۔ سدوم صیدوم۔ لدنا۔ عمیر۔

حدیث صحیح میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ سے لوگوں نے پوچھا کہ لوط کی قوم نے کیونکر جانا کہ لوط کے گھر مہمان ہیں؟ فرمایا کہ ان کی بیوی باہر نکلی کہ صغیر کرتی تھی۔ اس کی آواز کو سُن کر لوگ جمع ہو جاتے تھے اور صغیر وہ آواز ہے جو منہ سے نکالتے ہیں اور صومک کہتے ہیں۔

بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ لوط کی قوم خدا کی مخلوق میں بہترین قوم تھی۔ ابلیس لعین نے ان کو گمراہ کرنے میں بے حد کوشش اور انتہائی جدوجہد کی۔ اُن کی خوبی اور نیکی یہ تھی کہ جب کسی کام کے لیے وہ جاتے تمام مرد سناٹے جاتے اور عورتوں کو تنہا چھوڑ دیتے تھے۔ شیطان نے ان کے ساتھ یہ تدبیر کی کہ جب وہ لوگ اپنی زراعت، مال و متاع کو جمع و درست کر کے واپس آتے تھے وہ ملعون سب کو خراب کر دیتا تھا۔ لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آؤ اس شخص کی تاک میں بیٹھیں جو ہمارے متاع کو خراب کرتا ہے چنانچہ وہ لوگ تاک میں رہے اور اس کو گرفتار کیا۔ دیکھا ایک لڑکا نہایت حسین و جمیل ہے۔ پوچھا تو یہی ہے جو ہمارے اموال کو خراب کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں ہی تمہاری چیزوں کو خراب کرتا ہوں۔ تو پھر ان کی رائے ہوئی کہ اس کو مار ڈالیں۔ آخر اس کو ایک شخص کے سپرد کیا۔ رات ہوئی تو شیطان نے فریاد شروع کی۔ اس شخص نے پوچھا تجھ کو کیا ہوا؟ کہا رات کے وقت میرا باپ مجھ کو اپنے شکم پر سلاتا تھا۔ اس نے کہا آ میرے شکم پر سورہ۔ جب اُس کے شکم پر لیٹا چند ایسی حرکتیں کیں جن سے اُس کو آمادہ کیا اور اس کو سکھلایا تو اس نے اس کے ساتھ لواطہ کیا۔ جس سے لذت حاصل ہوئی۔ پھر شیطان اس کے پاس سے بھاگ گیا۔ جب صبح ہوئی وہ مرد قوم کے پاس آیا اور اُن کو جو کچھ رات کو واقع ہوا تھا اس سے آگاہ کیا۔ یہ فعل ان سب کو پسند آیا۔ وہ اس فعل قبیح سے پہلے واقف نہ تھے۔ پھر رفتہ رفتہ اس میں وہ سب مشغول ہوئے یہاں تک کہ مردوں نے مردوں کو اس فعل کے لئے کافی سمجھا اور

(یقینہ از ص ۶۷۷) ان کے کفر کی وجہ سے ان کی یہ خواہش منظور نہیں کی لیکن اس وقت مجبوراً راضی ہو گئے اور ان لوگوں نے قبول نہیں کیا۔ اس کی بھی دو وجہیں ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ اس شریعت میں لڑکی کا فر کو دینا حلال رہا ہو گا۔ دوسرے ایمان لاتے کی شرط سے حضرت لوطؑ نے یہ تکلیف دی ہوگی۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ ان میں دو شخص اُن کے سردار تھے جن کے سب مطیع تھے حضرت لوطؑ نے چاہا کہ اپنی بیٹیاں اُن دونوں شخصوں کو دیں شاید قوم اُن کی ذریت سے ہاتھ اٹھالے۔ اور یہ دونوں وجہیں مابقیہ حدیثوں میں گزر چکیں۔ ۱۲

راہ پر تاک میں بیٹھے رہتے جس شخص کا ان کے شہر کی طرف گزر ہوتا اس کو پکڑ کر اس کے ساتھ یہ فعل کرتے یہاں تک کہ لوگوں نے اُن کے شہر کا راستہ چھوڑ دیا۔ ان لوگوں نے عورتوں کو ترک کیا اور لڑکوں کے ساتھ مشغول ہوئے۔ جب شیطان نے دیکھا کہ مردوں میں اس کا عمل مستحکم ہو گیا تو ایک عورت کی شکل اختیار کر کے عورتوں کے پاس آیا اور کہا تمہارے مرد آپس میں ایک دوسرے سے مشغول ہیں تم بھی آپس میں ایک دوسرے سے مساحقہ کرو عورتیں بھی آپس میں مشغول ہوئیں ہر چند حضرت لوط اُن کو نصیحت کرتے تھے کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ خدا کی حجت اُن پر تمام ہوئی تو خدا نے جبریلؑ و میکائیلؑ اور اسرافیلؑ کو سادہ رُوحوں کی صورت میں بھیجا جو قبائیس پہننے ہوئے اور عمامے سر پر رکھے ہوئے تھے وہ حضرت لوطؑ کے پاس آئے جبکہ وہ اپنے بھیت میں مشغول تھے حضرت لوطؑ نے پوچھا تم لوگ کہاں جاتے ہو میں نے تم سے بہتر بھی کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ کہا ہمارے مالک نے ہم کو اس شہر کے مالک کے پاس بھیجا ہے۔ حضرت لوطؑ نے کہا شاید تمہارے آقا کو اس شہر کے لوگوں کی خبر نہیں ملی ہے کہ کیا کرتے ہیں۔ خدا کی قسم مردوں کو پکڑتے ہیں اور اس کے ساتھ اس قدر فعل قبیح کرتے ہیں کہ خون نکلنے لگتا ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے آقا نے ہم کو حکم دیا ہے کہ اس شہر کے درمیان سے راہ چلیں۔ حضرت لوطؑ نے کہا میں چاہتا ہوں انتظار کرو تاکہ اندھیرا ہو جائے۔ یہ سن کر لوطؑ کے پاس وہ لوگ بیٹھ گئے تو حضرت لوطؑ نے اپنی دشمن کو ان کے لیے کھانا اور ایک ظرف میں پانی لانے کو بھیجا اور ایک چادر منگائی جس کو سر وی میں اوڑھیں۔ لڑکی روانہ ہوئی تھی کہ پانی برسا شروع ہوا اور میدان بھر گیا۔ حضرت لوطؑ کو خوف ہوا کہ سیلاب سے غرق نہ ہو جائیں، کہا اٹھو چلیں غرض لوطؑ دیوار سے لگے ہوئے جاتے اور وہ وسط راہ سے چلتے تھے۔ آنحضرتؐ اُن سے فرماتے تھے کہ اے میرے بچو! کن سے سے چلو۔ وہ کہتے تھے کہ ہمارے مالک کا حکم ہے کہ درمیان سے راستہ چلیں۔ جس قدر تاریکی بڑھتی تھی حضرت لوطؑ غنیمت سمجھتے تھے تاکہ ان لوگوں کو ان کی قوم نہ دیکھے۔ اس وقت شیطان گیا اور زین لوطؑ کی گود سے لے کر ایک لڑکے کو کنوئیں میں ڈال دیا اس سبب سے قوم کے تمام لوگ حضرت لوطؑ کے دروازے پر جمع ہو گئے۔ اور جب اُن لڑکوں کو حضرت لوطؑ کے مکان میں دیکھا، کہا اے لوطؑ تم بھی ہمارے عمل میں داخل ہو گئے؟ فرمایا یہ تو ہمارے جہاں ہیں مجھ کو ذلیل و رسوا نہ کرو۔ وہ کہنے لگے کہ یہ تین نفر ہیں۔ ایک کو تم خود رکھو اور دو ہمارے سپرد کرو۔ حضرت لوطؑ نے ان تینوں کو ایک حجرہ میں داخل کر دیا اور کہا کاش میرے بھی اہل خاندان اور رشتہ دار ہوتے تو تمہارے شہر سے میری حفاظت کرتے۔ ان لوگوں نے زیادتی کی اور دروازے کو توڑ ڈالا۔ جبریلؑ نے حضرت لوطؑ سے کہا کہ تم تمہارے پروردگار کے فرستادہ ہیں یہ لوگ تم کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ بھجھ جبریلؑ نے ایک مٹی خاک لے کر ان کی طرف پھینکی اور کہا شاہت الوجوہ یعنی ان کے چہرے خراب ہو جائیں۔

اسی وقت تمام اہل شہر اندھے ہو گئے۔ حضرت لوطؑ نے اُن سے پوچھا کہ اے خدا کے قاصد و اُن کے بائے میں خدا نے تم کو کیا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا تم کو حکم ہوا ہے کہ صبح ہوتے ہوئے ان لوگوں کو عذاب میں گرفتار کریں۔ کہا میری خواہش ہے کہ اسی وقت ان کو عذاب میں گرفتار کرو۔ ان فرشتوں نے کہا ان کی موت صبح کے وقت ہے۔ کیا صبح نزدیک نہیں ہے۔ آپ جس شخص کو کہیں ہم اُسے گرفتار کر لیں۔ پھر تم اپنی لڑکیوں کو لے کر چلے جاؤ اور اپنی زوجہ کو چھوڑ دو۔ حضرت نے فرمایا کہ خدا لوطؑ پر رحمت نازل کرے اگر وہ جانتے کہ حجرہ میں ان کے ساتھ کون ہے تو یقیناً وہ سمجھتے کہ ان کی مدد کی گئی ہے جس وقت انہوں نے کہا کہ کاش تمہارے مقابلہ کی مجھ کو قوت ہوتی یا میں رُکنِ شدید کی طرف پناہ لیتا۔ تو جبریلؑ سے زیادہ کون رُکنِ شدید ہو سکتا ہے جو ان کے ساتھ حجرہ میں تھے۔ پھر خدا نے فرمایا کہ یہ عذاب تمہاری اُمت کے اُن ظالموں سے دُور نہیں ہے جو قومِ لوطؑ کے فعل کو قبول کریں۔ (بندِ معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ) جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب قومِ لوطؑ نے وہ فعل قبیح کرنا شروع کیا تو زمین نے اپنے پروردگار سے فریاد کی اس کی فریاد آسمانِ مکتبِ پہنچی آسمان نے گریہ کیا اس کی فریاد عرشِ مکتبِ پہنچی تو خدا نے آسمان کو وحی کی کہ ان پر پتھر کی بارش کرے اور زمین کو وحی کی کہ ان ظالموں کو پیچھے دالے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے چار فرشتوں کو قومِ لوطؑ کے ہلاک کرنے کو بھیجا جبریلؑ، میکائیلؑ اور اسرافیلؑ و کر و بیلؑ یہ فرشتے حضرت ابراہیمؑ کے پاس عمامہ باندھے ہوئے پہنچے اور سلام کیا۔ آپ نے ان کو نہیں پہچانا لیکن ان کی صورتِ پاکیزہ دیکھ کر کہا میں خود ان کی خدمت کروں گا اور وہ بڑے مہمان دوست تھے انہوں نے ان کے لیے ایک فرخہ بچھڑا بریاں کیا۔ جب وہ خوب پک گیا تو ان کے سامنے لائے۔ ان فرشتوں نے اس طعام کی طرف توجہ نہ کی۔ تو حضرت ابراہیمؑ خوفزدہ ہوئے یہ دیکھ کر جبریلؑ نے عمامہ سر سے اتار دیا۔ تب حضرت نے ان کو پہچانا اور کہا تم جبریلؑ ہو؟ کہا ہاں۔ اتنے میں جناب سارہ بھی آگئیں اس وقت جبریلؑ نے ان دونوں کو اسحقؑ و یعقوبؑ کی خوشخبری دی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا کہ کس لیے آئے ہو؟ کہا قومِ لوطؑ کے ہلاک کرنے کو۔ کہا اگر ان میں ستمو مبین ہوں تب بھی ان کو ہلاک کر دو گے؟ کہا نہیں۔ پوچھا اگر بچاس مومنین ہوں؟ کہا نہیں۔ پوچھا اگر تیس افراد ہوں؟ کہا نہیں۔ پھر پوچھا اگر بیس افراد ہوں؟ کہا نہیں۔ پوچھا اگر صرف پانچ ہی ہوں؟ کہا نہیں۔ دریافت کیا فقط ایک مومن ہو؟ کہا نہیں۔ اس وقت حضرت نے فرمایا کہ وہاں لوطؑ ہیں۔ تو جبریلؑ نے کہا ہاں ہم بہتر جانتے ہیں کہ وہ وہاں ہیں۔ اُن کو اور اُن کے عیال کو کوئی گزند نہ پہنچے گا۔ سوائے ان کی زوجہ کے۔ پھر وہاں سے وہ فرشتے حضرت لوطؑ کے پاس گئے۔ وہ شہر کے قریب اپنے کھیت کی درستی میں مشغول تھے۔ فرشتوں نے ان کو سلام کیا۔ وہ اپنے سروں پر عمامے رکھے

ہوئے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کی پاکیزہ صورت مشاہدہ کی اور دیکھا کہ سفید لباس پہنے ہوئے ہیں اور سفید عمامے باندھے ہوئے ہیں۔ حضرت نے ان کو اپنے مکان چلنے کی تکلیف دی انہوں نے قبول کیا۔ حضرت لوط آگے چلے اور وہ ان کے عقب میں روانہ ہوئے لیکن حضرت لوط ان کو اپنے مکان لے جانے پر دل میں پشیمان ہوئے تھے کہ میں ان کو اپنی قوم کے درمیان لے جاتا ہوں میں نے ان کے حق میں بُرا کیا کیونکہ میں اپنی قوم سے واقف ہوں۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تم اُس گروہ کی طرف چلتے ہو جو بدترین خلق خدا ہیں۔ فرشتوں سے حق تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جب تک لوط تین مرتبہ اپنی قوم کی بدی پر گواہی نہ دے دیں ان لوگوں پر عذاب نہ کرنا۔ جبریلؑ نے حضرت لوط کا کلام سُن کر کہا یہ پہلی شہادت ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد چلتے چلتے حضرت لوط نے ان فرشتوں سے متوجہ ہو کر کہا کہ تم بدترین مخلوق الہی کے نزدیک چل رہے ہو۔ جبریلؑ نے کہا یہ دوسری شہادت ہے۔ جب یہ لوگ شہر کے دروازے پر پہنچے پھر حضرت لوط نے یہی بات فرمائی۔ جبریلؑ نے کہا یہ تیسری گواہی ہے۔ آخر وہ حضرت لوط کے گھر میں داخل ہوئے۔ لوط کی بیوی نے ان کی حسین صورتیں مشاہدہ کیں اور بام پر جا کر تالی بجائی۔ قوم نے اس کی آواز نہ سنی تو اس نے بالاخانہ پر دھواں کیا۔ لوگوں نے دیکھا تو حضرت لوط کے مکان کی طرف دوڑے۔ اُن کی بیوی اُن ظالموں کے پاس آئی اور کہا کہ کچھ لوگ لوط کے پاس آئے ہیں جن سے زیادہ حسین و جمیل میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ ان لوگوں نے مکان میں داخل ہونا چاہا تو حضرت لوط مانع ہوئے اور پھر ان کے درمیان جو واقع ہوا اس کا ذکر مکرر ہو چکا ہے غرض کہ وہ لوگ لوط پر غالب ہوئے اور مکان میں داخل ہو گئے۔ جبریلؑ نے کہا اے لوط چھوڑ دو اور ان کو آنے دو اپنی انگلی سے ان کی طرف اشارہ کیا تو وہ سب کے سب اندھے ہو گئے۔

بند معتبر حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ مجلس میں ایک دوسرے پر ڈھیلے پھینکنا قوم لوط کے افعال میں سے ہے۔ بعضوں نے نقل کیا ہے کہ وہ لوگ سر راہ بیٹھتے تھے اور جو گزرتا تھا اس پر ڈھیلے پھینکتے تھے۔ جس کا پتھر لگ جاتا تھا وہی اس پر متصرف ہوتا تھا اور اس کے ساتھ فعل قبیح کرتا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان کے اعمال قبیح میں سے ایک یہ بھی تھا کہ مجلس میں ریاچ بلند آواز سے صا ور کرتے اور شرم نہیں کرتے تھے۔ اور بعضوں نے نقل کیا ہے کہ ایک دوسرے کے روبرو غلام کرتے اور پرواہ نہیں کرتے تھے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کے نام میں اختلاف ہے۔ اہلہ و آلہ و آلہ تینوں نام لکھے ہیں۔

باب نہم۔ ذوالقرنین کے حالات

قطب راوندی نے ذکر کیا ہے کہ انکا نام عیساٰش تھا۔ اور وہ نوح کے بعد پہلے بادشاہ ہوئے جن کی سلطنت میں مشرق و مغرب کے تمام ممالک شامل تھے واضح ہو کہ اہل تفسیر اور ارباب تاریخ میں اختلاف ہے کہ آیا ذوالقرنین، اسکندر رومی تھے یا اس کے علاوہ، معتبر حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذوالقرنین اس کے علاوہ تھے، پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا وہ پیغمبر تھے یا نہیں حق یہ ہے کہ وہ پیغمبر نہ تھے لیکن خدا کے ایک شائستہ بندہ تھے جو خدا کی جانب سے تائید یافتہ تھے پھر یہ بھی اختلاف ہے کہ ان کو ذوالقرنین کیوں کہتے ہیں۔ اس کی چند وجہیں ہیں اول یہ کہ ایک ضربت ان کے قرن امین یعنی سر کی داہنی طرف لوگوں نے ماری اور وہ مر گئے پھر خدا نے ان کو مبعوث کیا پھر دوسری ضربت قرن ایسر پر یعنی جانب چپ ان کے سر پر لوگوں نے ماری وہ پھر مر گئے پھر خدا نے ان کو مبعوث کیا۔ دوم یہ کہ دو قرن وہ زندہ رہے اور ان کے زمانہ میں لوگوں کا دو قرن گذرا۔ سوم یہ کہ ان کے سر پر دو سینک تھے۔ یا دو بلندیاں سینک کے مشابہ تھیں چہارم یہ کہ ان کے تاج میں دو شاخیں تھیں۔ پنجم یہ کہ سر کے دونوں جانب کے حصے قوی تھے۔ ششم یہ کہ دنیا کے دو قرن یعنی عالم کے دونوں سرے تک وہ اپنے قبضہ میں لائے اور مالک ہوئے۔ ہفتم یہ کہ ان کے سر کے دونوں جانب دو گیسو تھے ہشتم یہ کہ نور و ظلمت کو خدا نے ان کا مسخر کیا تھا۔ نہم یہ کہ خواب میں انہوں نے دیکھا کہ آسمان پر گئے ہیں۔ اور آفتاب کے دو قرن یعنی اس کے دونوں طرف پلٹے ہیں۔ دسویں یہ کہ قرن بمعنی قوت یعنی وہ قوی اور شجاع تھے اور اقتدار عظیم کے مالک ہوئے اور حق تعالیٰ نے قرآن میں ان کا ذکر فرمایا ہے (آیت ۸۲ تا ۹۸ سورہ کہف پ)، کہ یہ تحقیق کہ ہم نے اس کو زمین میں متمکن کیا اور ہر چیز کا سبب یعنی علمی وسیلہ اور ایک آلہ اور قوت کہ جس کے ذریعہ پہنچ سکتے ہیں عطا کیا پس اس نے پیروی کی ایک سبب کی جس سے محل غروب آفتاب تک پہنچا اور اس کو پایا جبکہ وہ چشمہ لجن آلود یا گرم میں غروب ہو رہا تھا اور اس کے قریب ایک قوم کو پایا۔ ہم نے کہا۔ اے ذوالقرنین یا قتل کا عذاب کرو گے، اس پر جو کفر سے باز نہیں آتا ہے یا ان کے درمیان نیکی سے پیش آؤ گے اس نے کہا بعض کہ ظلم کرتا ہے اور شرک میں مبتلا ہوتا ہے اس کو معذب کروں گا۔ پھر اپنے پروردگار کی طرف وہ واپس ہو گا اور وہ اس پر عذاب کرے گا ایک منکر اور سخت عذاب، اور جو کہ ایمان لائے گا۔

اور اعمال نیک کرے گا۔ تو اس کے لئے بہتر بدلہ ہے اور جلد تم اس سے اپنے کاموں میں سے آسان کام کرنے کو کہیں گے۔ پھر اس نے ایک دوسرے سبب کی پیروی کی تو آفتاب طلوع ہونے کی جگہ پہنچا اور اس کو ایک گروہ کے سر پر طلوع کرتے ہوئے دیکھا جن کے لئے ہم نے آفتاب سے بچنے کے لئے کوئی آڑ نہیں بنایا تھا۔ کہ اس میں وہ پوشیدہ ہوتے۔ حدیث معتبر میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ وہ لوگ مکان بنانا نہیں جانتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ برہنہ رہتے تھے اور لباس نہیں پہنتے تھے جیسا کہ آئینہ ذکر کیا جائے گا۔ پھر خدا نے فرمایا کہ ذوالقرنین کا معاملہ ایسا ہی تھا اور یقیناً ہمارا علم احاطہ کیے ہوئے تھا۔ جو کچھ ذوالقرنین کے پاس سامان و اسباب و لشکر وغیرہ تھا پھر اس نے ایک سبب کی پیروی کی اور ایک راستہ اختیار کیا یہاں تک کہ وہ دوسرے درمیان پہنچے جس کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ وہ سد آرمینہ اور آذربائیجان کے پہاڑ تھے یا وہ پہاڑ ہے جو شمال کے آخر میں ترکستان کا آخری حصہ ہے۔ ذوالقرنین نے اس جگہ ایک گروہ دیکھا جو ان کی گفتگو نہیں سمجھ سکتے تھے۔ اس لئے کہ ان کی زبان غریب تھی اور وہ لوگ عقلمند نہ تھے۔ ان لوگوں نے کہا اے ذوالقرنین یا جوج و ماجوج ہمارے شہروں میں قتل و غارت کرتے اور زراعتوں کو خراب کرتے ہیں اور فساد پھیلاتے ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ بہار کے زمانہ میں آتے اور جو کچھ سبز و خشک چیزیں ہوتیں لے کر چلے جاتے تھے بعضوں نے کہا ہے آدمیوں کو کھا جاتے تھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین کیا تم تمہارے لئے کچھ خرچ اور اجرت قرار دیں اس لئے کہ ہمارے اور ان کے درمیان ایک ایسی دیوار بنا دو کہ وہ ہماری طرف نہ آسکیں ذوالقرنین نے کہا جو کچھ کہ خدا نے میرے لئے عطا فرمایا ہے مال اور بادشاہی سے بہتر ہے اور اس خرچ سے جو تم مجھے دو گے اور مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن قوت میں میری اعانت کرو تا کہ تمہارے اور ان کے درمیان ایک بڑی دیوار تیار کروں۔ میرے لئے لوہے کے ٹکڑے جمع کرو۔ ان لوگوں نے لوہے کے ٹکڑے دو پہاڑوں کے درمیان جمع کیئے یہاں تک کہ ایک پہاڑ کے برابر انبار ہو گیا۔ ذوالقرنین نے کہا کہ اس میں آگ لگا کر دھونکو تا کہ چھوٹے چھوٹے آگ کی طرح لال ہو جائیں۔ پھر کہا تا نہا کھلا کر لاؤ تا کہ ان لوہوں پر پھیلائیں (غرض کہ دیوار تیار ہوئی) اور پھر یا جوج و ماجوج نہ اس دیوار کو بچاند سکے اور نہ دیوار میں سوراخ کر سکے۔ ذوالقرنین نے کہا یہ خدا کی رحمت ہے اور جب میرے پروردگار کا وعدہ پورا ہو گا کہ قیامت کے قریب وہ باہر آئیں تو وہ اس دیوار کو زمین کے برابر کر دے گا۔ اور میرے پروردگار کا وعدہ حق ہے۔ یہ ہے آیات کا ترجمہ مفسرین کے قول کے مطابق۔

ترجمہ حیات القلوب

شیخ محمد بن مسعود عیاشی نے اپنی تفسیر میں اصبح بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ سے لوگوں نے ذوالقرنین کا حال دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ خدا کے شانستہ بندہ تھے۔ ان کا نام عیاش تھا۔ خدا نے ان کو اخذ کیا اور مغرب کے اطراف میں طوفان نوح کے بعد قرون گذشتہ میں مبعوث فرمایا۔ لوگوں نے ان کے سر کے داہنی جانب ضربت لگائی۔ جس کے صدمہ سے وہ شہید ہو گئے پھر سو سال کے بعد خدا نے ان کو دوسرے قرن میں مبعوث کیا۔ جو مشرق کے اطراف میں تھے پھر لوگوں نے ان کے سر کے بائیں جانب وار کیا جس سے وہ شہید ہو گئے پھر سو سال کے بعد خدا نے ان کو زندہ کیا اور ان دونوں ضربتوں کی جگہ دوشا خیں عطا فرمائیں جن کے درمیان خلا تھا۔ اور ان کے دونوں شاخوں کے بیچ میں خدا نے بادشاہی عزت اور بیغیر ہی کا معجزہ قرار دیا۔ پھر ان کو آسمان اول پر لے گیا۔ اور حجبات اٹھا دیئے تو مشرق و مغرب کے درمیان مثل پہاڑ اور صحرا اور راستے اور جو کچھ زمین میں تھا ذوالقرنین نے دیکھا اور خدا نے ان کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا جس سے وہ حق و باطل کو پہچانتے تھے اور ان کو ان کی شاخوں میں آسمان کے ایک قطعاہر کے ساتھ تقویت دی جس میں تاریکیاں اور رعد اور بجلی تھی اور پھر ان کو زمین میں بھیجا اور ان کو وحی کی کہ اطراف مشرق و مغرب کی زمین میں سیر کرو کیونکہ میں نے تمہارے لئے شہروں کا طے کرنا آسان کیا اور لوگوں کو تمہارا مطیع کیا اور تمہارا غوف ان کے دلوں میں پیدا کر دیا۔ ذوالقرنین ناچہ مغرب کی طرف روانہ ہوئے اور وہ جس شہر میں گذرتے تھے خدا دیتے تھے مثل صدائے شیر غضبناک کے اور ان کی دونوں شاخوں سے تاریکی، رعد، برق اور صاعقہ چند ظاہر ہوتی تھیں جو ان کی مخالفت کرتا اور دشمنی پر آمادہ ہوتا وہ اس کو ہلاک کرتی تھیں ایک ہی دن میں جبکہ آفتاب مغرب تک نہیں پہنچا تھا۔ کہ اہل مشرق و مغرب سب کے سب ان کے منقاد مطیع ہو گئے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ مَكْتَلًا لِّفِي الْوَرُضِ وَ اَتَيْنَاہُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا۔ پھر جب مغرب میں آفتاب پہنچا ذوالقرنین نے دیکھا کہ وہ ایک گرم چشمہ میں غروب ہو رہا ہے اور ستر ہزار فرشتے آفتاب کو آہنی زنجیروں اور قلابوں سے دریا کی تہ سے داہنی زمین کی جانب کھینچتے ہیں جس طرح کشتی پانی پر کھینچی جاتی ہے۔ وہ آفتاب کے ساتھ گئے اس مقام تک جہاں سے آفتاب طلوع ہوا۔ اور مشرق کے سامنے کے لوگوں پر چمکنے لگا جیسا کہ حق تعالیٰ نے وصف کیا ہے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اس جگہ وہ ایک گروہ پر وارد ہوئے جن کو آفتاب نے جلا دیا تھا اور ان کے جسموں اور رنگوں کو تبدیل کر دیا تھا پھر اس جگہ سے تاریکی اور ظلمت میں گئے یہاں تک کہ دوسرے درمیان میں پہنچے جیسا کہ قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں کے باشندوں نے

کہا اے ذوالقرنین، یقیناً یا جوج و ماجوج ان دونوں پہاڑوں کے پیچھے ہیں وہ زمین میں فساد کرتے ہیں جب ہماری کھیتی اور پھلوں کی تیاری کا وقت آتا ہے ان دونوں دیواروں سے باہر آ جاتے ہیں اور غلے اور میوے کچھ نہیں چھوڑنے سب کھا جاتے ہیں۔ مایا ہم لوگ تمہارے لئے کچھ خراج مقرر کر دیں جسے ہر سال دیتے رہیں گے ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنادو، انہوں نے کہا مجھ کو تمہارے خراج کی حاجت نہیں ہے، اپنے ہاتھ پیروں سے میری مدد کرو۔ لوہے کی سیلیں جمع کرو۔ ان لوگوں نے ایک پہاڑ کھودا اور اس میں سے لوہے کے ٹکڑے اینٹوں کی مانند الگ کئے اور ایک دوسرے پر ان دونوں پہاڑوں کے درمیان چنے ذوالقرنین پہلے شخص تھے جنہوں نے زمین پر دیوار تعمیر کی۔ پھر لکڑیاں جمع کیں اور ان لوہے کے ٹکڑوں پر پھیلا کر آگ لگا دی اور جھوڑو یا پھر دھونکن شروع کیا جب وہ لوہے پگھل کر پانی ہو گئے تو ذوالقرنین نے کہا سرخ تانبا لاؤ تو لوگوں نے تانبے کا پہاڑ کھود کر تانبا نکالا اور اس لوہے پر پھیلا دیا جو اس کے ساتھ پانی کی طرح پگھل کر باہم مخلوط ہو گیا اور دیوار تیار ہو گئی جس پر نہ تو یا جوج و ماجوج چڑھ سکتے ہیں اور نہ اس میں سوراخ کر سکتے ہیں۔ ذوالقرنین خدا کے نیک بندہ تھے خدا کے نزدیک ان کی عزت و منزلت بہت تھی وہ خدا کو دوست رکھتے تھے اور سچائی کے ساتھ اس کی عبادت کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے ان کی مدد کی ان کے لئے شہروں میں ذرائع پیدا کیے اور ان میں ان کو متکفل فرمایا تھا یہاں تک کہ مشرق و مغرب کے درمیان تمام ملکوں کے مالک ہوئے ایک فرشتہ ذوالقرنین کا دوست تھا جس کا نام رقیل تھا وہ ان کے پاس آتا جاتا تھا۔ ان سے گفتگو کرتا اور آپس میں ایک دوسرے سے اپنے راز کہتے تھے ایک روز باہم بیٹھے تھے ذوالقرنین نے اس سے کہا اہل آسمان کی عبادت کیسی ہے اور اہل زمین کی عبادت سے کیا مناسبت رکھتی ہے رقیل نے کہا اے ذوالقرنین اہل زمین کی عبادت کی کیا حقیقت ہے آسمانوں میں ایک قدم کی جگہ نہیں ہے مگر یہ کہ اس پر ایک فرشتہ ہے جو استاد ہے اور کبھی نہیں بیٹھتا یا کوئی فرشتہ رکوع میں ہے اور کبھی سجدہ میں نہیں جاتا یا سجدے میں ہے ج ہرگز سر نہیں اٹھاتا یہ سن کر ذوالقرنین بہت روئے اور کہا کہ لے رقیل میں چاہتا ہوں کہ دنیا میں اس قدر زندہ رہوں کہ اپنے پروردگار کی عبادت اتنا تک پہنچا دوں اور اس کا عبادت کا جو حق ہے بجالاؤں۔ رقیل نے کہا اے ذوالقرنین زمین میں خدا کا ایک چشمہ ہے جس کو عین الحیوۃ کہتے ہیں اور حق تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم قرار دے لیا ہے کہ جو شخص اس چشمہ کا پانی پئے گا ہرگز اس کے لئے موت نہ بھیجے گا جب تک وہ خود اس سے موت کا سوال نہ کرے اگر اس چشمہ تک پہنچ جاؤ اور اس کا پانی پی لو تو جس قدر چاہو زندہ رہ سکتے ہو۔

رقیل فرشتہ کا ذوالقرنین کو پیشتر آجیات سے آگاہ کرنا۔

ذوالقرنین نے پوچھا وہ چشمہ کہاں ہے رقائقیل نے کہا کہ میں نہیں جانتا لیکن آسمان میں سنا ہے کہ خدا نے زمین میں ایک ظلمت پیدا کی ہے جس کو انس و جن میں سے کسی نے بٹے نہیں کی پوچھا وہ ظلمت کہاں ہے فرشتہ نے کہا میں نہیں جانتا اور آسمان پر چلا گیا۔ ذوالقرنین بہت غمگین اور محزون ہوئے اس لئے کہ رقائقیل نے چشمہ اور ظلمت کی خبر تو دی لیکن اس علم سے آگاہ نہ کیا جس کے ذریعہ سے وہ چشمہ سے منتفع ہو سکتے پس ذوالقرنین نے اپنے ملک کے علماء اور فقہاء کو جمع کیا جو آسمانی کتابوں کو پڑھے ہوئے اور آثار پیغمبری کو دیکھے ہوئے تھے ان سے کہا کیا تم لوگوں نے اگلے بادشاہوں کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ خدا نے زمین میں ایک چشمہ خلق کیا ہے جس کو چشمہ زندگانی کہتے ہیں۔ اور اس نے قسم کھائی ہے کہ جو شخص اس چشمہ کا پانی پیئے گا جب تک خود موت کا طالب نہ ہو گا نہ مرے گا۔ ان لوگوں نے کہا اے بادشاہ ہم کو علم نہیں پوچھا کیا خدا کی کتابوں میں تم نے پڑھا ہے کہ خدا نے زمین میں کہیں ظلمت پیدا کی ہے جس کو انس و جن نے عبور نہیں کیا ہے ان لوگوں نے کہا نہیں پھر تو ذوالقرنین بہت رنجیدہ اور غمگین ہوئے۔ اس لئے کہ جو خبر چشمہ و ظلمت کی وہ معلوم کرنا چاہتے تھے وہ نہیں دریافت ہو سکی ان علماء کے درمیان پیغمبروں کے وصیوں میں سے کسی کا ایک فرزند بھی موجود تھا۔ جب ذوالقرنین مایوس ہوئے تو اس لڑکے نے کہا اے بادشاہ آپ اس جماعت سے اُس امر کا سوال کرتے ہیں جس کا علم ان کو نہیں ہے بلکہ وہ علم جو آپ چاہتے ہیں میرے پاس ہے یہ سن کر ذوالقرنین اس قدر خوش ہوئے کہ اپنے تخت سے اچھل پڑے اور اس لڑکے کو اپنے پاس بلایا اور کہا مجھ کو آگاہ کرو جو تم جانتے ہو اس نے کہا ہاں اے بادشاہ میں نے آدم کی کتاب میں دیکھا ہے جو اس روز لکھی گئی جس روز کہ درخت چشمہ وغیرہ زمین کی تمام چیزوں کے نام رکھے گئے۔ اس میں لکھا ہے ایک چشمہ ہے جس کو عین الحیوۃ کہتے ہیں جس کا تعلق خدا کے حتمی ارادہ سے ہے وہ یہ کہ جو شخص اس کا پانی پیئے گا اس وقت تک نہ مرے گا جب تک کہ خدا سے موت کا طالب نہ ہو اور وہ چشمہ تاریکی میں ہے جس میں انس و جن میں سے کوئی نہیں گیا ہے ذوالقرنین یہ سن کر بہت مسرور ہوئے اور کہا صاحبزادے اور قریب آؤ کیا تم جانتے ہو کہ وہ ظلمت کہاں ہے اس نے کہا آدم کی ایک کتاب میں میں نے دیکھا ہے۔ کہ وہ چشمہ مشرق کی جانب ہے یہ سن کر ذوالقرنین بہت خوش ہوئے اور اپنے سلطنت کے لوگوں کے پاس حکم بھیجا اور فقہاء و علماء اور حکماء کو طلب کیا۔ یہاں تک کہ ہزار حکیم و فقیہ اور عالم جمع ہو گئے۔ ذوالقرنین کافی سامان و اسباب کے ساتھ سب کو لے کر چلنے پر آمادہ ہوئے اور آفتاب کے طالع ہونے کی طرف رخ کر کے روانہ ہو گئے دریاؤں کو طے کرتے شہروں اور پہاڑوں سے گذرتے اور بیابانوں کو قطع کرتے بارہ سال تک مراحل اور منازل

طے کرتے ہوئے پہلی ظلمت تک پہنچے ایسی ظلمت اور تاریکی جو رات کی تاریکی اور دھوئیں کے اندھیرے سے بالآخر تھی وہ افق کے دونوں کناروں کو گھیرے ہوئے تھی ذوالقرنین اس ظلمت کے کنارے اترے اور اپنے لشکر سے اہل فضل و کمال اور فقہاء و عقلاء کو طلب کیا۔ اور کہا میں چاہتا ہوں کہ اس ظلمات کو طے کروں یہ سن کر سب نے اتر روئے تعظیم ان کو سجدہ کیا اور کہا اے بادشاہ آپ وہ بات چاہتے ہیں جو کسی نے نہیں چاہا۔ اور اس راہ سے چلتے ہیں جس سے کوئی نہیں گیا۔ نہ خدا کے پیغمبروں اور رسولوں میں سے اور نہ دنیا کے بادشاہوں اور فرمانروایوں میں سے، ذوالقرنین نے کہا مجھ کو اس میں چلنا اور اپنے مقصود کی تلاش ضروری ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر آپ اس ظلمت کو طے کر لیں گے۔ تو اپنے مقصد تک پہنچ جائیں گے۔ لیکن ہم کو خوف ہے کہ کہیں ظلمات میں آپ کو کوئی ایسا امر نہ درپیش ہو جائے جو آپ کی بادشاہی کے زائل ہونے اور آپ کی ہلاکت کا سبب ہو پھر اس زمین کے رہنے والے بلاؤں میں گرفتار ہوں۔ ذوالقرنین نے کہا مجھ کو بغیر اس راہ کو طے کئے کوئی چارہ نہیں۔ پھر وہ لوگ سجدہ میں گر پڑے اور کہا خداوند! ہم لوگ تیری جانب اس ارادہ سے علیحدگی چاہتے ہیں جو ذوالقرنین کا ہے۔ پھر ذوالقرنین نے کہا اے گروہ علماء بتاؤ کہ کس حیوان کی بینائی زیادہ ہے ان لوگوں نے کہا باکرہ اسب مادہ کی تو ذوالقرنین نے اپنے لشکر سے چھ ہزار باکرہ اسب مادہ انتخاب کیا اور اہل علم و فضل و حکمت سے چھ ہزار اشخاص چنے اور ہر ایک کو سواری کے لئے ایک ایک اسب مادہ دیا اور حضرت خضرؑ کو دو ہزار شخصوں کا سردار بنا کر ان کو اپنے لشکر کا مقدمہ قرار دیا اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ ظلمات میں داخل ہوں۔ اور خود چار ہزار اشخاص کے ساتھ ان کے پیچھے روانہ ہوئے اور بقیہ لشکر کو حکم دیا کہ بارہ سال تک اسی مقام پر ٹھہرے رہیں اور ان کے واپس آنے کا انتظار کریں اگر بارہ سال پر وہ واپس نہ آئیں تو سب اپنے اپنے شہروں کو یا جہاں چاہیں چلے جائیں۔ خضر نے کہا کہ اے بادشاہ ہم ظلمات میں تو چل رہے ہیں۔ جہاں ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے اگر ہم میں سے کچھ لوگ گم ہو جائیں تو کیونکر پائیں گے۔ ذوالقرنین نے ان کو ایک لعل دیا جو ضیاء اور روشنی میں ایک مشعل کے مانند تھا اور کہا جب تم میں سے کوئی گم ہو جائے تو اس لعل کا زمین پر پھینک دینا۔ اس میں سے ایک آواز پیدا ہوگی تو گم شدہ شخص اس کی آواز کے سہارے آکر مل جائے گا خضر نے اس لعل کو لے لیا اور ظلمات میں داخل ہو گئے۔ آگے آگے خضر چل رہے تھے وہ جس منزل سے روانہ ہوتے تھے ذوالقرنین اس منزل پر پہنچ کر قیام کرتے تھے، ایک روز خضر ظلمات میں ایک دھوئیں کے اندر گئے اپنے ساتھیوں سے کہا اس

ظلمات میں ذوالقرنین کا داخل ہونا۔

جگہ ٹھہر جاؤ اور اپنی جگہ سے حرکت نہ کرو پھر اپنے مرکب سے اتر کر اس محل کو اس دھوئیں میں ڈال دیا چونکہ وہ پانی میں گرا اور تہہ میں گزرتا رہا اس لیے اس میں سے آواز پیدا نہ ہوئی خضر کو خوف ہوا کہ کہیں اس سے آواز نہ ظاہر ہو جب وہ پانی کی تہہ میں پہنچ گیا اس کی آواز ظاہر ہوئی خضر اس کی روشنی میں چلے ناگاہ ایک چشمہ نظر آیا جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور یاقوت سے زیادہ صاف اور شہد سے زیادہ شیریں تھا خضر نے اس کا پانی پیا اس میں اپنے کپڑے دھوئے اور غسل کیا پھر اپنا لباس پہن کر اس محل کو اپنے ساتھیوں کی طرف بھینکا اس سے آواز ظاہر ہوئی اسی آواز پر آپ چلے اور اپنے اصحاب تک پہنچ گئے اور سوار ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے ذوالقرنین ان کے بعد اس مقام سے گزرے لیکن اس چشمہ پر مطلع نہ ہو سکے، چالیس شبانہ روز اس ظلمت میں چلتے رہے آخر ایک روشنی میں پہنچے جو دن اور آفتاب و مانتاب کے مانند نہ تھی لیکن خدا کے انوار میں سے ایک نور تھا پھر ایک سرخ زمین کے ریگستان میں پہنچے جس کے بالونم تھے اور سنگریزے گویا مروارید تھے۔ ناگاہ ایک قصر نظر آیا جس کا طول ایک فرسخ تھا ذوالقرنین نے اپنے لشکر کو اس قصر کے پاس ٹھہرایا اور خود تنہا اس قصر میں داخل ہوئے اس جگہ ایک لانا بنا لوبا نظر آیا جس کے دونوں کنارے قصر کے دونوں گوشوں کو چھپائے ہوئے تھے ایک سیاہ پرندہ آسمان و زمین کے درمیان ابابیل کے مانند اس لوبے میں لٹکا ہوا تھا۔ جب اس نے ذوالقرنین کے پیروں کی آواز سنی کہا کون ہے فرمایا میں ذوالقرنین ہوں اس پرندے نے کہا کیا وہ زمین جس کو تم اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو بایں وسعت تھا ہے لئے کافی نہ تھی کہ میرے قصر کے دروازے تک پہنچے۔ ذوالقرنین کو اس حال کے مشاہدہ اور اس گفتگو کے سننے سے سخت خوف و خطر لاحق ہوا۔ اس نے کہا ڈرو نہیں اور جو میں پوچھوں اس کا جواب دو۔ ذوالقرنین نے کہا پوچھو، دریافت کیا کہ کیا دنیا میں اینٹیں اور کچ بہت ہو گئی ہیں کہا ہاں یہ سُن کر وہ پرندہ خود بخود کانپا اور اس لوبے کے تہائی حصے کے برابر بڑا ہو گیا۔ ذوالقرنین بہت ڈرے۔ اس نے کہا ڈرو نہیں اور مجھ کو خبر دو کہا پوچھو اس نے کہا کیا لوگوں میں ساری ترقی ہو گئی ہے کہا ہاں، پھر وہ کانپا اور بڑا ہوا یہاں تک کہ اس لوبے کا دو تہائی حصہ اس سے بڑھ گیا اور ذوالقرنین کا خوف زیادہ ہوا۔ اس نے کہا خوف نہ کرو اور مجھے اطلاع دو۔ کہا دریافت کرو۔ کہا کیا ناحق گواہی کی عادت لوگوں میں زیادہ ہو گئی ہے ذوالقرنین نے کہا ہاں پھر اس کو لرزہ ہوا اور اس قدر بڑا ہوا کہ تمام لوبا اس سے بھر گیا یہ دیکھ کر ذوالقرنین کے خوف کی انتہا نہ رہی اس نے کہا۔ ڈرو نہیں اور مجھے آگاہ کرو کہا پوچھو۔ اس نے کہا آیا لوگوں نے خدا کی واحدانیت کی گواہی ترک کر دی ہے اور لا الہ الا اللہ کہنا چھوڑ دیا ہے۔ کہا نہیں، تو

ایک ثلث وہ پرندہ گھٹ گیا پھر ذوالقرنین کو خوف ہوا۔ اس نے کہا درو نہیں اور مجھے بتلاؤ۔ کہا پوچھو۔ اس نے کہا کیا لوگوں نے ناز ترک کر دی ہے، کہا نہیں پھر وہ ایک ثلث کم ہوا۔ اور کہا اے ذوالقرنین خوف نہ کرو اور مجھے خبر دو کہا دریافت کرو اس نے کہا کیا لوگوں نے غسل جنابت ترک کر دیا ہے کہا نہیں۔ یہ سن کر وہ چھوٹا ہو کر اپنی پہلی حالت پر آ گیا پھر ذوالقرنین نے نگاہ کی اور دیکھا کہ قصر کے اوپر جانے کے لیے ایک زبیر ہے اس طائر نے کہا۔ کہ اے ذوالقرنین اس زبیر سے اوپر جاؤ وہ نہایت خوفزدہ اس زبیر سے قصر کے اوپر پہنچے وہاں ایک چھت دیکھی جو اس قدر لابی تھی جہاں تک نگاہ کام کر سکتی ہے ناگاہ اس جگہ ان کی نظر ایک خوش رو اور نورانی نوجوان پر پڑی جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا وہ ایک مرد تھا۔ انسان کی شکل کا اور سر آسمان کی جانب بلند کئے ہوئے آسمان کو دیکھ رہا تھا اپنے ہاتھ کو دہن پر رکھے ہوئے تھا۔ جب ذوالقرنین کے پیر کی آواز سنی پوچھا کون ہے کہا میں ذوالقرنین ہوں کہا اے ذوالقرنین کیا وہ کشادہ دنیا جس کو تم چھوڑ کر یہاں آئے ہو متھائے لے کافی نہ تھی۔ کہ تم اس جگہ تک پہنچے ذوالقرنین نے پوچھا کہ تم کیوں دہن پر ہاتھ رکھے ہو کہا اے ذوالقرنین میں ہی صور پھونکوں گا اور قیامت نزدیک ہے انتظار کر رہا ہوں کہ خدا حکم دے اور میں صور پھونکوں پھر ہاتھ بڑھا کر ایک پتھر یا کوئی چیز مثل پتھر کے ذوالقرنین کی طرف پھینکی اور کہا اے ذوالقرنین اس کو لے لو جب اس کو بھوک لگے گی تم کو بھی بھوک لگے گی جب یہ سیر ہو گا تم بھی سیر ہو گے بس اب واپس جاؤ۔ ذوالقرنین نے پتھر کو اٹھا لیا۔ اور اپنے اصحاب کی طرف واپس آئے اور جو کچھ مشاہدہ کیا تھا ان لوگوں سے بیان کیا اور پتھر بھی دکھلایا اور کہا کہ اس کے وزن سے مجھے آگاہ کرو، وہ لوگ ترازو لائے ایک پلہ میں اس پتھر کو اور اسی کے مثل ایک پتھر دوسرے پلہ میں رکھ کر اٹھایا وہ پتھر وزن میں ہوا اور اس کا پتھر جھک گیا پھر دوسرا پتھر اضافہ کیا پھر وہی ایک پتھر وزن میں زیادہ رہا یہاں تک کہ ہزار پتھر اس کے برابر ایک پلہ میں اور وہ ایک پتھر ایک پلہ میں رکھا گیا۔ پھر بھی وہی ایک پتھر زیادہ وزن میں رہا۔ ان لوگوں نے کہا اے بادشاہ اس پتھر کا معاملہ ہماری سمجھ سے باہر ہے، حضرت نے کہا اے بادشاہ آپ اس جماعت سے وہ چیز دریافت کرتے ہیں جس کا علم ان کو نہیں ہے۔ اس پتھر کا علم میرے پاس ہے، ذوالقرنین نے کہا مجھے آگاہ کرو اور اس کی کیفیت بیان کرو حضرت نے ترازو اور پتھر اٹھایا جو ذوالقرنین لائے تھے اس کو ایک پلہ میں رکھا اور دوسرا پتھر مثل اس کے دوسرے پلہ میں رکھا اور ایک مٹھی خاک لے کر اس پتھر پر ڈال دی جو ذوالقرنین لائے تھے جس سے اس میں وزن کا اور اضافہ ہو گیا اور ترازو اٹھائی دونوں پلے برابر ہوئے یہ دیکھ کر سب کو

تعجب ہوا اور سجدہ میں گر پڑے اور عرض کی اے بادشاہ یہ ایسا امر ہے ہمیں جس کا کوئی علم نہیں اور ہم جانتے ہیں کہ خضر ساحر نہیں ہیں پھر یہ کیا بات ہے کہ ہم نے ہزار پتھر ایک پلہ میں رکھا اور ایک پلہ میں یہ ایک پتھر پھر بھی یہی وزنی ہوا اور خضر نے ایک مٹھی خاک اس پر اور اضافہ کی اور اسی کے برابر ایک پتھر سے تو لا اور برابر ہوا ذوالقرنین نے کہا اے خضر اس پتھر کی حقیقت بیان کرو۔ خضر نے کہا اے بادشاہ خدا کا حکم یقیناً اس کے بندوں میں جاری ہے اور اس کی سلطنت اور بادشاہی بندوں کے لئے قہر کرنے والی ہے۔ اور اس کا حکم حق و باطل کا جدا کرنے والا ہے اور یقیناً خدا نے آزمائش اور امتحان کیا ہے بعض بندوں کا بعض سے اور عالم کا امتحان عالم سے کیا ہے جاہل کا جاہل سے اور عالم کا جاہل سے اور جاہل کا عالم سے اور یقیناً میرا امتحان آپ کے ذریعہ سے، اور آپ کا امتحان میرے ذریعہ سے لیا ہے۔ ذوالقرنین نے کہا اے خضر خدا رحمت کرے تم کہتے ہو کہ خدا نے مجھ کو مبتلا و متحن کیا ہے تمہارے ذریعے سے کیونکہ تم کو مجھ سے زیادہ عقلمند بنایا اور میرا زیر دست قرار دیا ہے خدا تم پر رحمت کرے مجھ کو اس پتھر کی حقیقت سے آگاہ کرو۔ خضر نے کہا اے بادشاہ اس پتھر کو صاحب صور نے تمہارے لئے مثال قرار دی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فرزندان آدم کی مثال اس پتھر کی سی ہے کہ ہزار پتھر اس کے مقابلہ میں لائے گئے اور پھر بھی ضرورت باقی رہی جب اس پر خاک ڈالی گئی وہ کافی ہو گئی اور وہ پتھر دوسرے پتھر کے وزن کے برابر ہو گیا اے بادشاہ آپ کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔ حق تعالیٰ نے بادشاہی جو آپ کو عطا کی وہ ظاہر ہے۔ لیکن آپ اس پر راضی نہ ہوئے بلکہ وہ خواہش کی کہ ویسی کسی نے خواہش نہیں کی اور اس جگہ داخل ہوئے جہاں انسانوں اور جنوں میں سے کوئی داخل نہیں ہوا تھا انسان کی یہی حالت ہے۔ کہ سیر نہیں ہوتا جب تک قبر میں اس پر خاک نہیں ڈال دی جاتی۔ یہ سن کر ذوالقرنین بہت روئے اور کہا اے خضر تم نے سچ کہا یہ مثال میرے ہی واسطے دی گئی ہے اور جب اس سفر سے واپس ہوں گا پھر کسی شہر کا ارادہ نہ کروں گا۔ پھر ظلمات میں داخل ہو کر واپس ہوئے اثنائے راہ میں گھوڑوں کے سموں کی آواز آئی جیسے دانوں پر چل رہے ہوں لوگوں نے پوچھا اے بادشاہ یہ کیا ہے کہا اٹھا لو جو شخص اٹھائے گا پشیمان ہو گا اور جو نہ اٹھائے گا وہ بھی پشیمان ہو گا یہ سن کر بعض لوگوں نے لے لیا بعض نے نہیں لیا جب ظلمات سے باہر آئے دیکھا کہ وہ پتھر زبرجد ہیں۔ لہذا جن لوگوں نے لے لیا تھا اس سبب سے پشیمان ہوئے کہ کیوں نہ زیادہ لیا اور جنہوں نے نہیں لیا تھا وہ اس وجہ سے پشیمان ہوئے کہ کیوں نہ لیا۔ پھر ذوالقرنین دو مہرہ الجندل کی طرف

واپس ہوئے ان کی منزل اسی جگہ تھی اور وہ وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ رحمت الہی سے واصل ہوئے راوی کہتا ہے کہ حضرت امیر المومنین جب اس قصہ کو نقل فرماتے کہتے تھے کہ خدا رحمت کرے میرے بھائی ذوالقرنین پر کہ انہوں نے اس راہ میں غلطی نہیں کی جو اختیار کی جس میں انہوں نے طلب کیا اگر جانے کے وقت زبرد کی وادی میں پہنچتے جو کچھ وہاں تھا لوگوں کے لیے سب نکال لاتے کیونکہ جاتے وقت دنیا کی جانب راغب تھے اور چونکہ واپسی میں دنیا کی رغبت برطرف ہو گئی تھی لہذا اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

بسنہ معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ ذوالقرنین نے ایک صندوق بلور کا بنایا۔ اور اپنے ساتھ بہت سا سامان اور کھانے کی چیزیں لے کر کشتی میں سوار ہوئے اور دریا میں ایک مقام پر پہنچکر اس صندوق میں بیٹھے اور اس پر ایک رستی باندھی اور کہا صندوق کو دریا میں ڈال دو جب میں رستی کو حرکت دوں مجھے باہر نکال لینا اور اگر حرکت نہ دوں جس قدر رستی ہے دریا میں جانے دینا اس طرح دریا میں چالیس روز تک نیچے چلے گئے ناگاہ دیکھا کہ کوئی شخص صندوق کے ایک پہلو پر ہاتھ مارتا ہے اور کہتا ہے کہ اے ذوالقرنین کہاں کا ارادہ رکھتے ہو۔ کہا چاہتا ہوں کہ دریا میں اپنے پروردگار کی سلطنت کی سیر کروں جس طرح کہ صحرا میں اس کی حکومت دیکھی ہے، اس نے کہا اس جگہ سے جہاں تم موجود ہو طوفان کے زمانہ میں نوح گزرے تھے اور یہاں ان کا تیشہ گر پڑا اور آج تک وہ قعر دریا میں نیچے چلا جاتا ہے ابھی تک تمہ میں نہیں پہنچا جب ذوالقرنین نے یہ سنا رستی کو ہلایا اور باہر آئے۔

بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ وہ مقام جس کو ذوالقرنین نے دیکھا جہاں آفتاب چشمہ گرم میں غروب ہوتا ہے شہر جابلقا کے قریب تھا۔ دوسری حدیث میں حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ خدا نے ذوالقرنین کے لیے ابر کو مسخر کیا تھا اور سببوں کو ان کے واسطے نزدیک کیا تھا اور نور کو ان کے لیے کشادہ کیا تھا کہ وہ رات کے وقت بھی اسی طرح دیکھتے تھے، جس طرح دن کو دیکھتے تھے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ ذوالقرنین خدا کے نیک بندہ تھے اور اسباب ان کے واسطے طے ہوئے اور حق تعالیٰ نے ان کو ملکوں میں متمکن کیا اور ان کے لیے چشمہ حیات کی تحریف کی گئی اور ان کو تنہا یا گیا کہ جو شخص اس چشمہ کا پانی پیتا ہے نہیں مرتا جب تک کہ صویر کی آواز نہیں سن لیتا۔ ذوالقرنین اس چشمہ کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ اس کے مقام تک پہنچے اس جگہ تین سو ساٹھ چشمے تھے۔ خضر اس لشکر کے سردار اور ہر قول تھے

ان کو ذوالقرنین نے اپنے تمام اصحاب میں سے انتخاب کیا تھا اور بہت دوست رکھتے تھے۔ ان کو اپنے تمام اصحاب کے ایک گروہ کے ساتھ طلب کیا اور ہر ایک کو نمک آلود خشک مچھلی دی اور کہا ان چشموں میں جاؤ اور ہر ایک اپنی مچھلی کو ایک چشمہ میں دھوئے کوئی دوسرا اس کے چشمہ میں نہ دھوئے یہ سن کر سب متفرق ہوئے اور ہر ایک نے اپنی مچھلی کو ان چشموں میں سے ایک چشمہ میں دھویا۔ خضر بھی ایک چشمہ پر پہنچے جب اپنی مچھلی کو اس پانی میں ڈالا وہ زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی۔ جب خضر نے اس حال کو مشاہدہ کیا، اپنے کپڑے پانی میں دھوئے اور غسل کیا پھر وہ پانی پیا اور چاہا کہ اس مچھلی کو پکڑ لیں، لیکن نہیں پکڑ سکے پھر اپنے اصحاب کے ساتھ ذوالقرنین کے پاس آئے ذوالقرنین نے حکم دیا کہ سب کی مچھلیاں واپس لے لی جائیں۔ عرض مچھلیاں جمع کی گئیں۔ تو خضر کی مچھلی کم تھی ان کو طلب کیا اور مچھلی کا حال دریافت کیا انہوں نے کہا مچھلی پانی میں زندہ ہو کر میرے ہاتھ سے نکل گئی پوچھا تم نے کیا کیا۔ کہا میں پانی میں گیا اور کئی بار ڈوب کر چاہا کہ اس کو پکڑ لوں لیکن وہ ہاتھ نہ آئی۔ پوچھا کہ اس پانی کو تم نے پیا۔ کہا ہاں۔ پھر ذوالقرنین نے ہر چند اس چشمہ کو تلاش کیا لیکن نہ پایا۔ تو خضر علیہ السلام سے کہا کہ وہ چشمہ تمہاری قسمت میں تھا ہماری کوشش کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بہت سی حدیثوں میں آئمہ اطہار علیہم السلام سے منقول ہے کہ ہماری مثال یوشع اور ذوالقرنین کے ایسی ہے کہ وہ پیغمبر نہ تھے۔ بلکہ وہ دونوں عالم تھے اور فرشتوں کی آواز سنتے تھے،

بہت سی حدیثوں میں حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ ذوالقرنین پیغمبر تھے یا ملک اور ان کی شاخیں سونے کی تھیں یا چاندی کی فرمایا کہ نہ وہ ملک تھے نہ پیغمبر ان کی شاخیں نہ چاندی کی تھیں نہ سونے کی بلکہ وہ ایک بندہ تھے جو خدا کو دوست رکھتے تھے خدا بھی ان کو دوست رکھتا تھا انہوں نے خدا کے لئے کام کئے خدا نے ان کو مدد دی۔ ان کو اس لئے ذوالقرنین کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی قوم کو خدا کی طرف بلایا لوگوں نے ان کے سر کی بائیں جانب ایک ضربت لگائی جس سے وہ شہید ہو گئے خدا نے ان کو زندہ کر کے پھر ایک جماعت پر مبعوث فرمایا وہ ان کو خدا کی طرف بلائے تھے ان لوگوں نے بھی ایک ضربت ان کے سر کی داہنی جانب لگائی۔ اس سبب سے ان کا نام ذوالقرنین ہوا۔

بسنہ معتر منقول ہے کہ اسود قاصی نے کہا کہ میں امام موسیٰ کی خدمت میں گیا، حضرت نے کبھی مجھ کو نہ دیکھا تھا فرمایا کہ تم اہل سد میں سے ہو عرض کی اہل باب الابواب

میں سے ہوں۔ فرمایا تم اہل سد میں سے ہو کہا باب الابواب میں سے ہوں۔ فرمایا کہ تم اہل سد میں سے ہو عرض کی ہاں۔ فرمایا کہ وہی سد جس کو ذوالقرنین نے بنایا اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ذوالقرنین بارہ سال کے تھے کہ بادشاہ ہوئے اور تیس سال بادشاہ ہے۔ ۱۷

بند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ چھ ہزار سواروں کے ساتھ ذوالقرنین حج کو گئے جب حرم میں داخل ہوئے ان کے بعض اصحاب نے خانہ کعبہ تک ان کی مشایعت کی۔ جب واپس ہوئے تو بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس سے خوبصورت اور زیادہ نورانی کسی کو نہیں دیکھا تھا لوگوں نے کہا وہ ابراہیم خلیل الرحمن ہیں جب یہ سنا فرمایا کہ چار پاپوں پر زین کسو تو ساٹھ ہزار گھوڑوں پر اتارے غصہ میں زین کسنا جتنے میں ایک گھوڑے پر زین کستے ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا ہم سوار نہ ہوں گے بلکہ خلیل خدا کے پاس پیادہ چلیں گے ذوالقرنین حضرت ابراہیمؑ کے پاس پیادہ آئے اور ملاقات کی ابراہیمؑ نے ان سے پوچھا کس شغل میں تم نے اپنی عمر صرف کی یہاں تک کہ دنیا کو طے کیا کہا گیارہ کلمات کے ساتھ۔ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ بَاقٍ لَا يَغْنَى سُبْحَانَ مَنْ هُوَ عَالِمٌ لَا يَنْسَى سُبْحَانَ مَنْ هُوَ حَافِظٌ لَا يَسْقُطُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ بَصِيرٌ لَا يَرْتَابُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ مَلِكٌ لَا يَرَامُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ عَزِيزٌ لَا يَصْنَمُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ مُحْتَجِبٌ لَا يُرَى سُبْحَانَ مَنْ هُوَ وَاسِعٌ لَا يُتَكَلَّفُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ قَائِمٌ لَا يَلْهُو سُبْحَانَ مَنْ هُوَ ذَا اِلْمٌ لَا يُسْهَوُ۔

بند معتبر حضرت رسول مقبول سے منقول ہے کہ ذوالقرنین ایک صالح بندہ تھے جن کو خدا نے اپنے بندوں پر حجت قرار دیا تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو دین حق کی طرف بلایا۔ اور ان کو گناہوں سے پرہیز کا حکم دیا۔ لوگوں نے ان کے سر کے ایک جانب ضربت لگائی تو وہ اپنی قوم سے غائب ہو گئے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سمجھا کہ وہ مر گئے یا ہلاک ہو گئے۔ حالانکہ وہ کسی جنگل میں چلے گئے تھے پھر ظاہر ہوئے اور اپنی قوم کی طرف واپس آئے پھر ظالموں نے ان کے سر کے دوسری جانب ایک ضربت لگائی۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ یقینی تمہارے درمیان میں ایک شخص ہے جو ان کی سنت پر ہو گا۔ یعنی امیر المومنینؑ پھر فرمایا کہ ذوالقرنین کو حق تعالیٰ نے زمین میں مٹا کر اور ہر چیز کا ایک سبب ان کو عطا فرمایا۔ اور وہ دنیا میں مغرب سے مشرق تک پہنچے اور خداوند عالم جلد ان کی سنت کو ہمارے فرزندوں میں سے قائم

امام آخر الزماں کے بارے میں پیشین گوئی۔

۱۷ قول مؤلف :- شاید بادشاہی ان کی ان کے قتل ہونے یا غائب ہونے سے تیس سال قبل رہی ہوگی یا اس کے بعد ہوگی جبکہ تمام عالم پر وہ قابض ہوئے اور ان کی بادشاہی قائم ہوئی تاکہ دوسری حدیثوں کے ساتھ منافات نہ ہو :-

میں جاری کرے گا جو مشرق و مغرب کو طے کرے گا۔ یہاں تک کہ کوئی صحرا اور میدان اور پہاڑ جو ذوالقرنین نے طے کیا ہے باقی نہ بچے گا کہ وہ طے نہ کرے اور زمین کے خزانوں اور معدنوں کو خدا اس کے لئے ظاہر کرے گا۔ اور اس کی مدد کرے گا۔ دلوں میں اس کا خوف ڈال دے گا وہ زمین کو عدل اور راستی سے چمک دے گا بعد اس کے کہ وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی۔

بسنہ ہائے صبح حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ذوالقرنین پیغمبر نہ تھے لیکن خدا کے شائستہ بندہ تھے کہ خدا کو دوست رکھتے تھے اور خدا ان کو دوست رکھتا تھا وہ خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے تھے اس لئے خدا نے ان کی اعانت اور مدد کی اور ان کو ابر سخت اور ابر نرم و ہموار پر اختیار دیا تھا۔ انہوں نے ابر نرم کو اختیار کیا اور اس پر سوار ہوئے وہ جس گروہ کے پاس جاتے تھے اپنے تئیں ان لوگوں تک پہنچاتے تھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ان کے پیغام پہنچانے والے دروغ کہیں۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے ذوالقرنین کو دو ابر کے درمیان اختیار دیا۔ انہوں نے نرم و ملائم ابر کو اختیار کیا اور سخت ابر کو حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے لئے چھوڑ دیا پوچھا کہ ابر سخت کون ہے فرمایا کہ جس ابر میں صاعقہ، رعد اور برقی ہوتی ہے۔ اور حضرت قائمؑ ایسے ہی ابر پر سوار ہوں گے اور ساتوں آسمانوں کے اسباب کے ساتھ اوپر جائیں گے اور ساتوں زمین میں گھومیں گے جس میں پانچ زمین آباد ہیں اور دو غیر آباد و بیکار ہیں۔

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے جب ذوالقرنین کو خبر کیا گیا انہوں نے نرم ابر اختیار کیا اور ابر صعب کو اختیار نہ کر سکے اس لئے کہ خدا نے اس کو حضرت صاحب الامرؑ کے لئے ذخیرہ کیا ہے۔ جناب ابراہیمؑ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ پہلے پہل زمین میں جن دو شخصوں نے مصافحہ کیا وہ ذوالقرنین اور ابراہیمؑ خلیل تھے۔ اور یہ کہ دو مومن بادشاہ تمام عالم پر تصرف ہوئے سلیمان اور ذوالقرنین اور فرمایا کہ ذوالقرنین عبداللہ پسر ضحاک اور وہ سعد کے بیٹے تھے۔

بسنہ معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا جو زمین میں بادشاہ ہوتا سوائے چار نفوس کے جو نوحؑ کے بعد ہوئے ذوالقرنینؑ ان کا نام کیا ایش تھا۔ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ اور یوسفؑ علیہم السلام، عیاش مشرق کے مالک ہوئے۔ اور داؤد شامات کے درمیان کے علاقوں کے اور اصطفیٰ اور فارس پر حکم ان تھے اسی طرح سلیمانؑ بھی۔ لیکن یوسفؑ مصر اور اس کے صحرائے مالک ہوئے۔ اور آگے نہ بڑھے۔

۱۔ قول مؤلف۔ ذوالقرنین کی پیغمبری شاید غلبہ اور مجازی بنا پر ہو جو کہ وہ پیغمبر کی کے قریب مرتبہ رکھتے تھے اور پیغمبروں کی تعداد میں مذکور ہوئے ہیں اور ممکن ہے کہ عبداللہ اور عیاش دونوں ان کے نام لیے ہوں۔

بسنہ دہائے معتبر حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ذوالقرنین جب سند سے ہوتے ہوئے خلعت میں داخل ہوئے ایک فرشتہ کو دیکھا کہ ایک پہاڑ پر کھڑا ہے اور اس کا قد پانچ سو ہاتھ کا ہے فرشتہ نے ذوالقرنین سے کہا کیا پیچھے راستہ نہ تھا پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں خدا کا ایک فرشتہ ہوں کہ اس پہاڑ پر موکل ہوں اور تمام پہاڑوں کی جڑ جن کو خدا نے خلق فرمایا ہے اسی پہاڑ سے متعلق ہے جب خدا کسی شہر کو زلزلہ میں لانا چاہتا ہے مجھ پر وحی کرتا ہے میں اس شہر کو حرکت دیتا ہوں۔

ابن بابویہ نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ خدا کی بعض کتابوں میں میں نے دیکھا ہے کہ جب ذوالقرنین سدا کی تعمیر سے فارغ ہوئے اسی طرف سے اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے ناگاہ ایک مرد پیر کے پاس پہنچے جو ناز پڑھ رہا تھا۔ ذوالقرنین اس کے پاس مع اپنے لشکر کے ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ وہ ناز سے فارغ ہوا ذوالقرنین نے اس سے کہا کہ کیونکر تم کو میرے لشکر کے آدمیوں سے خوف نہ ہوا۔ جو تمہارے پاس آئے اس نے کہا کہ میں اس سے مناجات کر رہا تھا جس کا لشکر تجھ سے بہت زیادہ ہے اور جس کی بادشاہی تجھ سے زیادہ غالب ہے۔ اور جس کی قوت تجھ سے زیادہ شدید ہے۔ اگر تیری طرف اپنا رخ کرتا اپنی حاجت اس سے نہ حاصل کر سکتا ذوالقرنین نے کہا کیا تم راضی ہو کہ میرے ساتھ چلو تاکہ میں تم کو اپنے ملک میں مساوی اور شریک کروں اور تم سے اپنے بعض امور میں مدد حاصل کروں۔ اس نے کہا ہاں راضی ہوں۔ اگر تم میرے بیٹے چار نعلینوں کے خامن ہو جاؤ، اول ایسی نعمت کہ جو کبھی زائل نہ ہو دوسرے ایسی صحت کہ جس میں بیماری نہ ہو۔ تیسرے ایسی جوانی کہ جس میں پیری نہ ہو۔ چوتھے ایسی زندگی کہ جس میں موت نہ ہو۔ ذوالقرنین نے کہا کہ کون مخلوق ان پر قادر ہے۔ اس نے کہا میں اس کے ساتھ ہوں جو ان سب پر قادر ہوں اور یہ تمام امور اس کے قبضہ میں ہیں۔ اور تم بھی اسی کے اختیار میں ہو۔ پھر ذوالقرنین کا گزرا ایک عالم کے پاس ہوا اس نے ذوالقرنین سے کہا مجھے آگاہ کرو ان دو چیزوں سے جو اب تک قائم ہیں جس روز سے کہ خدا نے ان کو خلق کیا ہے اور ان دو چیزوں سے جو رواں ہیں اور ان دو چیزوں سے جو ہمیشہ ایک دوسرے کے بعد آتی ہیں۔ اور ان دو چیزوں سے جو باہم ایک دوسرے کی دشمن ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا کہ وہ دو چیزیں جو قائم ہیں آسمان و زمین ہیں۔ اور وہ دو چیزیں جو رواں ہیں آفتاب و مانتاب ہیں اور وہ دو چیزیں جو ایک دوسرے کے بعد آتی ہیں۔ رات و دن ہیں اور جو دو چیزیں کہ باہم ایک دوسرے کی دشمن ہیں وہ موت اور زندگی ہیں۔ اس نے کہا جاؤ کہ تم واثق مند ہو۔

ذوالقرنین شہروں میں گھوم رہے تھے یہاں تک کہ ایک پیر مرد کے پاس پہنچے جو مردوں کی کھوپڑیاں جمع کئے ہوئے تھا۔ اور اس کو گھمانا اور دیکھنا تھا۔ ذوالقرنین اپنے لشکر کے ساتھ اس کے پاس ٹھہر گئے اور کہا اے شیخ بیان کر کہ کس لئے ان سروں کو حرکت دیتا ہے اس نے کہا اس واسطے کہ میں جانوں کہ کون مشریف رہا ہے اور کون وضع دار کون مالدار تھا اور کون پریشان حال۔ بیس سال سے ان کو گردش دیتا ہوں اور ہر تپد دیکھتا ہوں مگر شناخت نہیں ہو سکتی اور میں تمیز نہیں کر سکتا ذوالقرنین اس کو چھوڑ کر آگے بڑھے اور کہا میری تنبیہ سے اس کی غرض تھی اور کچھ نہیں۔ پھر شہروں کی سیر کرتے ہوئے موسیٰ کی دانشمند قوم کے پاس پہنچے جو حق کی ہدایت اور حق کے ساتھ انصاف کرتی تھی۔ ان سے کہا کہ اپنے حالات مجھ سے بیان کرو کیونکہ میں تمام زمین کی مشرق سے مغرب تک دریا اور صحرا اور پہاڑ اور میدانوں اور روشنی اور تاریکی میں سیر کر چکا ہوں۔ لیکن تمہارے مانند کسی کو نہیں دیکھا۔ بتاؤ کہ تمہارے مردوں کی قبریں تمہارے مکانات کے دروازوں پر کیوں ہیں۔ ان لوگوں نے کہا اس لئے کہ موت کو ہم فراموش نہ کریں اور اس کی یاد ہمارے دلوں سے نہ نکلے پوچھا کس لئے تمہارے مکانات میں دروازے (دکواڑ) نہیں ہیں۔ کہا اس لئے کہ ہم میں چور اور خیانت کرنے والے نہیں ہوتے جو شخص ہم میں ہے امین ہے۔ پوچھا تم میں اُمرا کیوں نہیں ہوتے کہا اس لئے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرتے۔ پوچھا تمہارے درمیان حکام کیوں نہیں ہوتے جواب دیا کہ ہم آپس میں دشمنی اور لڑائی نہیں کرتے پوچھا کیوں تم میں بادشاہ نہیں ہوتے کہا ہم زیادتی کے طالب نہیں۔ پوچھا کیوں تمہارے حالات اور اموال میں ایک دوسرے سے فرق نہیں ہے کہا اس لئے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے مساوات رکھتے ہیں اور اپنے مال کی زیادتی کو ایک دوسرے پر تقسیم کر دیتے ہیں اور آپس میں رحم کرتے ہیں۔ پوچھا تمہارے درمیان نزاع اور اختلاف کیوں نہیں ہے کہا اس لئے کہ ہمارے قلوب میں ایک دوسرے کی الفت ہے اور ہم میں فساد نہیں ہے کہا کیوں ایک دوسرے کو اسیر و قتل نہیں کرتے کہا صحیح ارادہ کے ساتھ ہم اپنی طبیعتوں پر غالب ہو گئے اور اپنے نفسوں کی اصلاح علم و بردباری کے ساتھ کی ہے۔ پوچھا کس سبب سے تمہاری باتیں ایک میں اور تمہارا طریقہ صحیح اور درست ہے کہا اس سبب سے کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کی بُرائی نہیں کرتے اور غیبت نہیں کرتے پوچھا کس لئے تمہارے درمیان پریشان اور فقیر کوئی نہیں ہے۔ کہا اس لئے کہ اپنے مال کو ہم آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں پوچھا کس لئے تم میں سخت مزاج اور تند خو نہیں ہوتے کہا اس لئے کہ عاجزی اور فروتنی کو ہم نے

اپنا شمار بنا رکھا ہے پوچھا کیوں تمہاری عمر میں تمام لوگوں سے زیادہ ہوتی ہیں کہا اس لیے کہ ہم لوگ حقوق عباد ادا کرتے ہیں اور انصاف کے ساتھ حکم کرتے ہیں اور ظلم نہیں کرتے پوچھا تم لوگوں میں قحط کیوں نہیں آتا کہا اس لیے کہ ہم استغفار سے غافل نہیں ہوتے۔ کہا کیوں تم لوگ محزون و غمگین نہیں ہوتے جواب دیا کہ ہم لوگ اپنے نفس کو بلاؤں پر راضی رکھتے ہیں اور اپنی ذات کو بلاؤں مصیبت پر تسلی دے چکے ہیں۔ پوچھا کیوں تم پر اور تمہارے اموال پر آفتیں نہیں آتیں کہا اس لیے کہ ہم لوگ خدا کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتے اور ستاروں کو بلاؤں کا سبب نہیں سمجھتے بلکہ تمام امور کو اپنے پروردگار کی طرف سے جانتے ہیں۔ کہا اچھا بتاؤ کہ تم نے اپنے آباؤ اجداد کو بھی اسی طریقہ پر پایا ہے کہا ہاں۔ ہمارے بزرگ بھی اپنے مسکینوں پر رحم کرتے تھے فقیروں کے ساتھ موااسات اور برابری رکھتے تھے اگر کوئی ان پر ظلم کرتا تو معاف کر دیتے تھے۔ اگر کوئی ان کے ساتھ بدی کرتا تو وہ اس سے نیکی کرتے تھے اور امانت میں خیانت نہیں کرتے تھے۔ بیچ بولتے تھے اور جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ اس سبب سے خدا نے ان کے کاموں کی اصلاح کی یہ سب معلوم کرنے کے بعد ذوالقرنین نے ان کے پاس بود و باش اختیار کی یہاں تک کہ رحمت الہی سے واصل ہوئے۔ انکی عمر پانچ سو سال ہوئی۔

علی بن ابراہیمؒ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے ذوالقرنین کو انکی قوم پر مبعوث کیا۔ ان لوگوں نے ان کے سر پر داہنی جانب ایک ضربت لگائی جس سے خدا نے ان پر موت طاری کی پانچ سو سال کے بعد پھر ان کو زندہ کیا اور مبعوث کیا تو قوم نے بائیں جانب ایک ضربت لگائی وہ شہید ہو گئے پھر حق تعالیٰ نے پانچ سو سال کے بعد ان کو زندہ کیا اور اسی قوم پر مبعوث کیا اور ان کو مشرق و مغرب تک تمام روئے زمین کی بادشاہی عطا فرمائی وہ جب یاجوج و ماجوج تک پہنچے ان کے اور لوگوں کے درمیان ایک دیوار تانبے، لوہے، قیر اور کانسہ سے تیار کی جو یاجوج و ماجوج کو باہر نکلنے سے مانع ہوئی حضرت نے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج میں سے کوئی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اس کے صلب سے ہزار فرزند نہیں پیدا ہو جاتے وہ سب سے پہلی مخلوق ہے جسے خدا نے ملائکہ کے بعد خلق فرمایا ہے پھر ذوالقرنین نے ایک سبب کی پیروی کی حضرت نے فرمایا کہ ایک راہبر کے پیچھے گئے یہاں تک کہ اس جگہ پہنچے جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے وہاں ایک جماعت دیکھی جو برہنہ تھی اور لباس استعمال کرنے کا طریقہ نہیں جانتی تھی پھر ایک راہبر کے ساتھ گئے اور دوسرے (پہاڑوں) کے درمیان پہنچے لوگوں نے ان سے التماس کیا کہ یاجوج و ماجوج کے ضرر سے بچنے کے لئے ایک دیوار بنا دیں ذوالقرنین نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے لوہے کی سیلیں جمع کیں اور ان دونوں پہاڑوں

کے درمیان ایک دوسرے پر چڑھیں دیں کہ اُن پہاڑوں کے برابر اونچی دیوار ہو گئی پھر حکم دیا تو آگ اس کے نیچے روشن کی یہاں تک کہ وہ لوہے کی سلیں آگ کی طرح سُرخ ہو گئیں پھر قطران یعنی کانسی بھلا کر اس پر پھیلا دیا تو وہ دیوار بن گئی۔ ذوالقرنین نے کہا کہ یہ میرے پروردگار کی ایک رحمت ہے جب اس کا وعدہ پورا ہو جائے گا اس دیوار کو زمین کے برابر کر دے گا۔ اور میرے پروردگار کا وعدہ حق ہے امام نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں جب قیامت کا دن قریب ہو گا۔ باجوج و باجوج دنیا میں دیوار سے باہر آویں گے اور آدمیوں کو کھا جائیں گے پھر ذوالقرنین ناحیہ مغرب کی طرف گئے اور جس شہر میں پہنچتے تھے شہر غضبناک کی طرح نعرہ کرتے تھے، تو اس شہر میں تاریکیاں، رعد اور برق اور صاعقہ ظاہر ہوتی تھیں۔ اور جو ان کی مخالفت اور ان سے دشمنی کرتا تھا اس کو ہلاک کر دیتی تھیں وہ ابھی مغرب تک نہیں پہنچے تھے کہ تمام اہل مشرق و مغرب نے ان کی اطاعت کی پھر ان کو بتایا گیا کہ زمین میں خدا کا ایک چشمہ ہے جس کو عین الحیوة کہتے ہیں اور کوئی ذی روح اگر اس کا پانی پی لیتا ہے صور بھونکنے کے وقت تک زندہ رہتا ہے ذوالقرنین نے یہ معلوم کر کے حضرت خضر کو جو ان کے تمام اصحاب میں بہتر تھے تین سو اسیٹھ آدمیوں کے ساتھ طلب کیا۔ اور ہر ایک کو خشک مچھلی دی اور کہا کہ فلاں مقام پر جاؤ وہاں تین سو ساٹھ چشمے ہیں اور ہر ایک اپنی اپنی مچھلی کو ایک ایک چشمہ میں دھوئے، وہ لوگ روانہ ہوئے اور ہر ایک ایک چشمہ پر گیا۔ جب خضر نے اپنی مچھلی کو پانی میں ڈالا وہ زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی خضر کو تعجب ہوا وہ اس مچھلی کے تعاقب میں پانی میں اتر گئے اور اس چشمہ کا پانی بھی پیاجب سب لوگ واپس آئے ذوالقرنین نے خضر سے کہا کہ اس چشمہ کا پانی تمہاری قسمت میں تھا۔

ابن بابویہ نے عبداللہ بن سلیمان سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے بعض آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ذوالقرنین اسکندریہ کے ایک شخص تھے اسی مقام کی ان کی ضعیف ماں بھی تھی اور سوائے ذوالقرنین کے ان کے کوئی فرزند نہ تھا۔ اور ان کو اسکندری کہتے تھے۔ وہ بچپن سے نیک، صاحب ادب صاحب خلق جمیل اور پاک نفس انسان تھے یہاں تک کہ جو ان ہوئے، انہوں نے خواب میں دیکھا، کہ وہ آفتاب سے قریب ہو گئے ہیں اور آفتاب کے دونوں قرن یعنی اس کے دونوں کنارے پر قابض ہو گئے ہیں جب اس خواب کو اپنی قوم سے بیان کیا قوم نے ان کا نام ذوالقرنین رکھا۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد ان کی ہمت بلند ہوئی اور ان کا شہرہ ہوا اور وہ اپنی قوم میں عزیز ہوئے۔ سب سے پہلی بات جس کا انہوں نے ارادہ کیا یہ تھی کہا میں عالموں کے پروردگار کے لئے مطیع اور مسلمان ہوں پھر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور تمام قوم اُنکے رعب کے سبب سے مسلمان ہو گئی

انہوں نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ ایک مسجد میرے لئے تعمیر کروان لوگوں نے جان و دل سے قبول کیا فرمایا کہ اس مسجد کی لمبائی چار سو ہاتھ اور اس کی چوڑائی دو سو ہاتھ اور اس کی دیوار کی چوڑائی بائیس ہاتھ اور اس کی بلندی ستو ہاتھ ہونا چاہئے۔ لوگوں نے کہا اے ذوالقرنین ایسی لکڑی کہاں سے لائی جائے جس پر اس عمارت کی دونوں دیواریں قائم ہوں جس کی بنیادیں اس لکڑی پر کھڑی کی جائیں اور اس عمارت کو بنائیں یا یہ کہ مسجد کی چھت اس پر تعمیر کریں کہا جب دونوں دیواروں کی تعمیر سے فارغ ہو جاؤ اس میں اس قدر مٹی ڈالو کہ دیواروں کے برابر ہو جائے پھر ہر مومن کو تھوڑا تھوڑا سونا اور چاندی ان کے حال کے موافق دید و کہ ریزہ ریزہ کر کے پھر اس خاک کے ساتھ مسجد میں پڑ کر کے مخلوط کرو اور مسجد کو جب مٹی سے بھر لو تو اس مٹی پر چڑھ کر تانا و پتیل وغیرہ جس کی چاہو تختیاں بناؤ اور اسی سے چھت کو آسانی سے درست کرو جب فراغت ہو جائے فقیر و مساکین کو اس مٹی کو باہر لے جانے کے لئے بلاؤ کہ لوگ ان چاندی سونے کی خواہش سے جو مٹی میں مخلوط ہے بخوشی اس مٹی کو باہر لے جانے میں سبقت اور عجلت کریں گے، غرضیکہ جس طرح ذوالقرنین نے کہا تھا لوگوں نے مسجد کی تعمیر کی اور چھت درست ہوئی اور فقیر و مساکین بھی مستغنی ہوئے پھر ذوالقرنین نے اپنے لشکر کے چار حصے کئے اور ہر حصہ میں دس ہزار اشخاص قرار دیئے اور ان کو شہروں میں بھیلادیا اور شہروں میں گھومنے اور سفر کرنے کا ارادہ کیا جب ان کی قوم نے ان کے ارادہ کی خبر پائی ان کے پاس جمع ہوئے اور کہا اے ذوالقرنین ہم تم کو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ ہم کو اپنی خدمت سے محروم نہ کرنا اور دوسرے شہروں میں قیام نہ کر لینا کیونکہ ہم لوگ تمہاری زیارت سے مستفیض رہنے کے زیادہ حق دار ہیں اس لئے کہ تم ہمارے شہر میں پیدا ہوئے ہو اور ہم میں تمہاری نشوونما اور تربیت ہوئی ہے اور ہمارے اموال اور مکانات سب تمہارے لئے حاضر ہیں جو حکم چاہو تم کو دو اور تمہاری ماں بھی ضعیف ہیں ان کا حق تم پر تمام خلق سے بہت زیادہ ہے تمہارے لئے مناسب نہیں ہے کہ ان کی نافرمانی اور مخالفت کرو جواب دیا کہ خدا کی قسم تمہارا قول درست اور تمہاری رائے نہایت مناسب ہے لیکن میں اس شخص کے مانند ہو رہا ہوں جس کے دل اور چشم و گوش کو قبضہ میں کر لیا گیا ہو اور جس کو سامنے سے قتل کرتے اور پیچھے سے اس کو بھگاتے ہیں اور وہ نہیں جانتا کہ اس کو کس غرض سے اور کہاں لئے جلتے ہیں لیکن اے میری قوم کے لوگو! اور اس مسجد میں داخل ہو اور سب کے سب مسلمان ہو جاؤ اور مخالفت نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے غرض کہ قریہ والوں اور اسکندر یہ کے رئیسوں کو طلب کیا اور کہا کہ مسجد کو آباد رکھنا اور میری ماں کو میری مفارقت پر دلاسمہ دیتے رہنا یہ کہہ کر ذوالقرنین روانہ ہو گئے ان کی ماں ان کی مفارقت

میں بہت زاری کرتی تھیں اور ان کا رونام نہ ہوتا تھا۔ ایک دہقان نے ان کی ماں کی تسلی کے لیے ایک تدبیر تجویز کی، ایک بڑی عید تریب دی اور منادی کو حکم دیا گیا کہ لوگوں میں جا کر ندا کرے کہ تھاں سے دہقان نے تم کو آگاہ کیا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں روز حاضر ہونا جب وہ دن آیا اس کے منادی نے ندا کی کہ جلد آؤ لیکن وہ شخص اس عید میں شریک نہ ہو جو دنیا کی کسی مصیبت یا بلا میں گرفتار ہو، چاہے کہ وہ شخص ثمرت کرے جو بلا و مصیبت سے محفوظ ہو یہ سن کر تمام اشخاص کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو بلا و مصیبت سے خالی ہو اور ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کسی بلا میں یا اپنے کسی دوست یا عزیز کی موت کے غم میں مبتلا نہ ہو جب ذوالقرنین کی ماں نے یہ سنا ان کو یہ تفسیر پند آیا مگر یہ نہ سمجھ سکیں کہ اس سے دہقان کی عرض کیا ہے پھر چند روز کے بعد دہقان نے منادی کو بھیجا جس نے ندا کی کہ دہقان تم کو حکم دیتا ہے کہ فلاں روز حاضر ہونا لیکن وہ لوگ نہ آئیں جن پر کوئی بلا و مصیبت نہ ہو اور جن لوگوں کا دل کسی دروے رنجیدہ نہ ہو اور وہ لوگ بھی نہ آئیں جو کسی بلا میں گرفتار نہ ہوں کیونکہ اس شخص کے ساتھ نیکی نہیں ہے جو کسی بلا میں نہ مبتلا ہو جب یہ ندا کی گئی لوگوں نے کہا کہ اس مرد نے پہلے بخل کیا آخر پشیمان اور شرمندہ ہوا۔ اپنی غلطی کا تدارک کیا اور اب اپنا عیب چھپاتا ہے۔ جب سب جمع ہوئے اس نے خطبہ پڑھا کہ میں نے تم لوگوں کو اس لئے جمع نہیں کیا تھا کہ دعوت و ضیافت کی جائے بلکہ اس لئے تم کو جمع کیا ہے کہ تم سے ذوالقرنین کے بائے کچھ باتیں کروں۔ اور اس درد کے متعلق جو ان کی مفارقت میں ہمارے دلوں کو پہنچا ہے اور ان کی خدمت سے محروم ہونے میں جو تکلیف گزری ہے اس کا کچھ تذکرہ کروں، آدم کو یاد کرو جن کو خدا نے اپنے دست قدرت سے بنایا اور ان میں روح پھونکی اور فرشتوں کو ان کے لیے سجدہ کا حکم دیا۔ اور ان کو اپنی بہشت میں ساکن کیا اور ان کو اس کرامت سے گرامی کیا۔ جس سے خلق میں کسی کو گرامی نہیں کیا تھا پھر ان کو سخت ترین بلا میں جو دنیا میں ہو سکتی ہے مبتلا کیا کہ ان کو بہشت سے نکالا۔ اور وہ مصیبت وہ تھی کہ کوئی مصیبت اس سے سخت نہیں ہو سکتی۔ پھر اس کے بعد ابراہیم کو آگ میں ڈالے جانے میں اور ان کے فرزند کو ذبح ہونے میں اور یعقوب کو رنج و اندوہ میں اور یوسف کو غلامی میں اور ایوب کو بیماری میں یحییٰ کو رنج میں ذکر کیا کہ مار ڈالے جانے میں اور عیسیٰ کو اسیر ہونے میں اور بہت سی مخلوق کو مصائب میں جن کی تعداد خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مبتلا کیا پھر کہا کہ آؤ چلیں سکندر کی ماں کو تسلی دیں ہم دیکھیں کہ ان کا صبر کس قدر ہے کیونکہ ان کی مصیبت ان کے فرزند کے غم میں سب سے

ذوالقرنین کی مفارقت میں ان کی ماں کی ہے یعنی اور دہقان کی ماں کی

زیادہ ہے۔ چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس گئے اور کہا کیا آج اس مجمع میں آپ موجود تھیں اور ان باتوں کو آپ نے سنا جو مجلس میں بیان کی گئیں انہوں نے کہا تمہارے تمام امور کی میں نے اطلاع پائی اور تمہاری تمام باتوں کو میں نے سنا تمہارے درمیان کوئی نہ تھا جس کی مصیبت اسکندروس کی مفارقت میں مجھ سے زیادہ ہوتی اب خدا نے مجھ کو صبر دیا اور مجھے راضی کیا اور میرے دل کو مضبوط کر دیا مجھے اُمید ہے کہ میرا اجر میری مصیبت کے مطابق ہوگا اور تمہارے لئے تمہاری مصیبت اور اس غم و رنج کے بقدر اجر کی اُمید وار ہوں جو تم کو تمہارے بھائی کی مفارقت میں ہے۔ اور اس نیت اور کوشش کے بقدر اجر کی اُمید رکھتی ہوں جو تم نے اس کی مال کو سٹی دینے میں کی اور اُمید رکھتی ہوں کہ خدا تم کو اور مجھ کو بخش دے گا۔ اور مجھ پر اور تم پر رحم کرے گا۔ جب اس گروہ نے اس عاقلہ جلیلہ کا صبر جمیل مشاہدہ کیا خوش ہوئے اور واپس گئے۔ ذوالقرنین مغرب کی جانب سیر کرتے تھے یہاں تک کہ بہت دُور چلے گئے اور ان کا شکر اس وقت فقا اور ساکیز کا تھا یہاں تک کہ خدا نے ان کو وحی کی کہ تم جمیع خلائق پر مشرقی سے مغرب تک میری حجت ہو۔ یہی تمہارے خواب کی تعبیر ہے۔ ذوالقرنین نے کہا خداوند تو مجھ کو اس امر عظیم کی تکلیف دیتا ہے جس کی قدر تیرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میں اس عظیم گروہ کا کس شکر سے مقابلہ کروں اور کس سامان سے ان پر غالب ہو سکتا ہوں۔ اور کس تدبیر سے ان کو مطیع کروں اور کس صبر کے ساتھ ان کی سختیوں کو برداشت کروں اور کس زبان سے ان سے گفتگو کروں اور ان کو مختلف زبانوں کو کیونکر سمجھوں اور کس کان سے ان کی باتیں سنوں اور کس آنکھ سے ان کو دیکھوں اور کس ہمت سے ان کی مخالفت کروں اور کس دل سے ان کے مطلب کا ادراک کروں اور کس حکمت سے ان کے معاملات کی تدبیر کروں اور کس حلم سے ان کی زیادتیوں پر صبر کروں اور کس عدالت سے ان کا انصاف کروں اور کس معرفت سے ان کے درمیان حکم کروں اور کس شکر سے ان سے جنگ کروں اس لئے کہ ان میں سے یقیناً کوئی ایک چیز بھی میرے پاس نہیں ہے لہذا مجھ کو ان پر قوت دے یقیناً تو مہربان پروردگار ہے تو کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور نہ اس کی قوت سے زیادہ بار ڈالتا ہے۔ خدا نے اُن کو وحی کر میں عنقریب طاقت و قوت تم کو اس امر کے لئے دیتا ہوں جس کی تکلیف تم کو دی ہے تمہارے سینہ کو کشادہ کروں گا کہ تمام چیز کو سن سکو اور تمہاری سمجھ میں وسعت دوں گا۔ تاکہ سب چیزوں کو سمجھ سکو اور تمہاری زبان کو ہر چیز پر گویا کروں گا اور تمہارے لئے امور کا احصا کروں گا۔ اور کوئی چیز تم سے فوت نہ ہوگی اور تمہارے لئے تمہارے امور کی حفاظت کروں گا تاکہ کوئی چیز تم پر مخفی نہ رہے اور تمہاری پشت قوی کروں گا تاکہ کسی خطرہ سے تم نہ ڈرو اور تم پر

ایسا رعب پیدا کر دوں گا کہ تم کسی چیز سے ہراساں نہ ہو اور تمہاری رائے کو درست کر دوں گا۔ تاکہ تم سے غلطی نہ ہو اور تمہارے جسم کو تمہارا مسخر قرار دوں گا تاکہ تمام چیزوں کا تم احساس کر سکو اور روشنی اور تاریکی کو بھی تمہارا مسخر کر دوں گا۔ اور ان کو تمہارا دوشک قرار دوں گا روشنی تمہاری ہدایت اور رہنمائی کرے گی۔ اور تاریکی تمہاری حفاظت کرے گی اور قوموں کو تمہارے پیچھے سے تمہارے سامنے جمع کرے گی۔ غرض ذوالقرنین اپنے پروردگار کی رسالت کے ساتھ روانہ ہوئے خدانے ان کی مدد کی جو کچھ وعدہ کیا تھا پورا کیا۔ اور وہ چلے تاکہ اس مقام پر پہنچیں جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے۔ ان کے پاس کوئی قوم نہیں پہنچی مگر یہ کہ ذوالقرنین نے اُن کو خدا کی طرف دعوت دی جو قبول کرتا تو ذوالقرنین اس سے راضی ہوتے اور جو قبول نہیں کرتا تھا تو ذوالقرنین اس پر ظلمت کو مسلط کر دیتے تھے جو ان کے شہروں، قریوں، مکانوں اور منزلوں کو تاریک کر دیتی تھی اور ان کے منہ ناک اور شکم میں بھر جاتی تھی اور وہ سب اسی طرح کچھ عرصہ تک تھیر رہتے آخر دعوت الہی کو قبول کرتے تھے اور تضرع و رازی کرتے ہوئے ان کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ وہ غروب آفتاب کے مقام پر پہنچے وہاں ان کے پاس وہ قوم آئی جس کا ذکر حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ اور ذوالقرنین نے اس قوم کے ساتھ بھی وہی عمل کیا جو پہلے دوسری قوم کے ساتھ کرتے آئے تھے یہاں تک کہ مغرب کے اطراف سے فارغ ہوئے اور اتنی جماعتوں سے ملاقات کی جن کی تعداد کا خدا کے سوا کوئی نہیں اٹھا کر سکتا اور ان کو وہ قوت اور شوکت حاصل ہوئی جو کسی کے لئے تائید الہی کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتی اور ان کے لشکر میں مختلف زبانیں اور طرح طرح کی خواہش اور پرانگندہ قلوب پیدا ہو گئے پھر ظلمات میں آٹھ شبانہ روز چلتے رہے یہاں تک کہ ایک پہاڑ پر پہنچے جو تمام زمین کو گھیرے ہوئے تھا ناگاہ ایک فرشتہ کو دیکھا جو پہاڑ سے لپٹا ہوا ہے اور کہتا ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ مِنْ أَلْوَنِ إِلَى مُنْتَهَى الدَّهْرِ سُبْحَانَ رَبِّيَ مِنْ أَوَّلِ الدُّنْيَا إِلَى آخِرِهَا سُبْحَانَ رَبِّيَ مِنْ مَوْضِعٍ كَيْفَى إِلَى عَرْشِ رَبِّي سُبْحَانَ رَبِّيَ مِنْ مُنْتَهَى الظُّلُمَةِ إِلَى النُّورِ۔

یہ سن کر ذوالقرنین سجدہ میں گر پڑے اور جب تک خدانے ان کو قوت اور مدد دی اس ملک کو دیکھنے کے واسطے سر نہ اٹھایا۔ فرشتہ نے کہا اے فرزند آدم تجھ کو ایسی طاقت کیونکر ملی۔ کہ تو اس جگہ پہنچا حالانکہ فرزندِ آدم میں سے کوئی اس جگہ تجھ سے پہلے نہیں پہنچا تو ذوالقرنین نے کہا کہ مجھے اس نے اس مقام تک آنے کی قوت دی۔ جس نے تجھ کو اس پہاڑ پر قابض ہونے کی طاقت بخشی ہے جو تمام زمین کو گھیرے ہوئے ہے فرشتہ نے کہا تو نے سچ کہا۔ اور اگر یہ پہاڑ نہ ہوتا زمین اپنے باشندوں سمیت ہلتی۔ اور سرنگوں

زلزلہ کا سبب

فرشتہ کی ذوالقرنین کو نصیحتیں۔

ہو جاتی اور روئے زمین پر کوئی پہاڑ اس سے زیادہ بڑا نہیں ہے اور یہ پہلا پہاڑ ہے جس کو خدا نے روئے زمین پر خلق کیا ہے اور اس کی چوٹی آسمان اول سے ملی ہوئی ہے اور اس کی بڑھتاؤں زمین میں ہے اور تمام زمین کو مانند حلقہ کے گھیرے ہوئے ہے اور روئے زمین کے تمام شہروں کی جڑ اسی پہاڑ سے تعلق رکھتی ہے جب خدا چاہتا ہے کہ کسی شہر میں زلزلہ آوے۔ میری جانب وحی کرتا ہے میں اس شہر کی بڑ کو جو کت دیتا ہوں جو اس شہر تک پہنچتی ہے اور اس شہر کو اس جڑ کے ذریعہ سے زلزلہ میں لانا ہوں۔ ذوالقرنین نے جب چاہا کہ واپس ہوں اس فرشتہ سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کرو اس نے کہا اپنی روزی کا غم نہ کرو اور آج کے کام کو کل پر نہ اٹھا رکھو اور جو چیز تمہاری ضائع ہو جائے اس کے لئے غم نہ کرو و فرق و مدارات کے ساتھ عمل کرو اور جبار ظالم اور صاحب تکبر نہ بنو یہ سن کر ذوالقرنین اپنے اصحاب کی طرف واپس ہوئے اور عنان عزیمت مشرق کی جانب پھیری اور جو گروہ ان کے اور مشرق کی جانب آباد تھا اس کی تلاش کرتے تھے اور پھر ہدایت کرتے تھے اسی طریقہ سے جس طرح جانب مغرب کی اُمتوں کی ہدایت کی تھی اور ان جاعلہ سے قبل ان کو مطیع کیا تھا جب مشرق و مغرب سے فاسخ ہوئے اس سد کی جانب متوجہ ہوئے جس کا تذکرہ خدا نے قرآن میں کیا ہے اور اس جگہ ایسے لوگوں سے ملاقات کی جو کوئی زبان نہیں سمجھتے تھے اور سد اور ان لوگوں کے درمیان ایک قوم آباد تھی جس کو یا یوج ماجوج کہتے تھے جو چوپایوں سے مشابہ تھے کھاتے پیتے تھے ان کے بچے بھی ہوتے تھے ان میں نر و مادہ تھے ان کا چہرہ، جسم اور خلقت انسان سے مشابہ تھی لیکن انسان سے بہت چھوٹے ہوتے تھے بلکہ اطفال کے برابر تھے۔ اور پانچ بالشت سے زیادہ بڑے نہیں ہوتے تھے اور خلقت و صورت میں سب کے سب مساوی ہوتے سب عریاں جسم اور برہنہ پارہتے نہ کپڑے پہنتے نہ پیروں میں جوتے رکھتے اونٹ کے مانند ان کے بھی کوہان ہوتے جس سے ان کی سردی و گرمی میں حفاظت ہوتی ان کے ڈوکاں ہوتے ایک میں اندر و باہر بال ہوتے اور دوسرے میں اندر و باہر کوہان رہتے تھے۔ ان کے ناخن کے بجائے چنگل ہوتے تھے درندوں کی طرح ان کے دانت اور کانٹے ہوتے تھے جب وہ سوتے تو اپنے ایک کان کو بچھا لیتے اور دوسرے کو اوڑھتے تھے جو ان کے جسم کو سر سے ہیر تک چھپا لیتا تھا۔ ان کی روزی دریا کی مچھلیاں تھیں ہر سال ان پر ابر سے مچھلیوں کی بارش ہوتی تھی جس سے ان کی زندگی آسانی اور فارغ الیالی سے ہر ہوتی جب وہ وقت آتا تھا مچھلیوں کے برسے کے منتظر ہوتے تھے جس طرح انسان بارش آب کا انتظار کرتے ہیں۔ اگر مچھلیوں کی بارش ہو جاتی تھی تو ان میں فراوانی ہوتی اور وہ فرج ہوتے

ان کی اولادیں پیدا ہوتیں اور وہ زیادہ ہو جاتے اور ایک سال تک وہ مچھلیاں ان کا ذریعہ معاش ہوتیں پھر وہ کوئی چیز اس کے علاوہ نہیں کھاتے تھے اور اس قدر زیادہ ہو جاتے کہ ان کی تعداد سوائے خدا کے کوئی احصاء کر سکتا تھا اور اگر کسی سال مچھلیوں کی بارش نہ ہوتی تو وہ سب قحط میں گرفتار ہوتے، بھوک سے پریشان ہوتے ان کی نسل اور اولادیں منقطع ہو جاتیں ان کی عادت تھی کہ وہ چوپایوں کی طرح راستہ چلتے اور جہاں چاہتے جماع کرتے۔ جس سال ان پر مچھلیاں نہیں برستی تھیں بھوکے ہوتے تھے اور شہروں کی جانب رُخ کرتے تھے جس جگہ پہنچ جاتے تھے فساد کرتے تھے کسی چیز کو نہیں چھوڑتے تھے ان کا فساد ٹڈیوں اور اولوں اور تمام آفتوں سے بہت زیادہ تھا اور وہ سب جس زمین کی طرف رُخ کرتے وہاں کے باشندے اپنے مکانات کو چھوڑ کر باہر بھاگ جاتے اور اس زمین کو خالی کر دیتے تھے کیونکہ کوئی ان سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا وہ جس مقام پر وارد ہوتے تھے اس پر اس طرح چھا جاتے تھے کہ کسی کو وہاں پیر رکھنے اور بیٹھنے کی جگہ نہیں رہتی تھی۔ خدا کی مخلوق میں کوئی ان کی تعداد نہیں جانتا تھا اور ممکن نہ تھا کہ کوئی ان کی طرف نظر کر سکتا یا ان کے پاس جاسکتا کیونکہ وہ نہایت کریمہ نظر اور نجاست و کثافت وغیرہ سے آلودہ ہوتے تھے اس سبب سے لوگوں پر غالب ہوتے تھے۔ جس وقت کہ وہ کسی طرف کا رخ کرتے تھے ان کی آواز سو فرسخ کی مسافت سے مثل آندھی اور سخت بارش کی آواز کے ان کی تعداد کی زیادتی کے سبب سے سنائی دیتی تھی اور جس شہر میں وارد ہوتے تھے ان کا ایک بہیمہ مثل شہد کی مکھیوں کی آواز کے بلکہ اس سے زیادہ شدید اور سخت ہوتا تھا کہ ان کی آواز کے مقابلہ میں کوئی آواز نہیں سنائی دے سکتی تھی جب وہ کسی زمین کا رخ کرتے تھے تو تمام جانور اور درندے اس زمین سے بھاگ جاتے تھے کیونکہ اس ساری زمین پر وہ بھر جاتے تھے کہ کسی دوسرے حیوان کے لیے جگہ نہ رہتی تھی۔ ایک امر ان میں سب سے زیادہ عجیب یہ تھا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے مرنے کا وقت جانتا تھا کیونکہ ان کے نر و مادہ میں سے کوئی اس وقت تک نہ مرنے کا وقت اب تک کہ اس کے ہزار فرزند نہ ہو جاتے جب ہزار فرزند ہو جاتے تو وہ سمجھ لیتا کہ اب مرنے چاہیئے پھر وہ ان کے درمیان سے بکھل جاتا اور مرنے کے لئے ہاتھ پیر پھیلا دیتا تھا۔ وہ سب ذوالقرنین کے زمانہ میں شہروں میں وارد ہوئے تھے اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر جاتے تھے اور شہروں کو خراب کرتے پھرتے تھے اور ایک قوم کے پاس سے دوسری قوم کی طرف رُخ کرتے اور باشندوں کو ان کے شہروں سے نکالتے رہتے تھے اور

جس طرف متوجہ ہوتے تھے رُخ نہیں پھیرتے تھے اور داہنی اور بائیں جانب متوجہ نہیں ہوتے تھے جب اس قوم نے جس کے پاس ذوالقرنین پہنچے تھے ان کی آواز سنی سب کے سب نے ذوالقرنین کے پاس جمع ہو کر فریاد کی کہ ہم نے سنا ہے جو کچھ خدا نے آپ کو عطا فرمایا ہے مثل بادشاہی اور ملک و سلطنت کے اور جو دبدبہ و مہیت اس نے آپ کو بخشی ہے اور نور و ظلمت اور اہل زمین کے شکروں سے جس طرح آپ کی مدد کی ہے ہم یا جوج اور ماجوج کے ہمسایہ واقع ہوئے ہیں اور ان کے اور ہمارے درمیان اس پہاڑ کے سوا کوئی آڑ اور روک نہیں ہے ہمارے اور ان کے درمیان ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سے راہ ہے اگر وہ ہماری طرف رُخ کریں گے ہم کو ہمارے مکاناتوں سے نکال دیں گے۔ ہم ان کے سامنے ٹھہرنے کی تاب نہیں رکھتے۔ وہ بے انتہا مخلوق ہیں انسانوں کی سی صورت رکھتے ہیں لیکن مثل چوپایوں کے اور درندوں کے گھاس کھاتے ہیں۔ اور حیوانوں اور جانوروں کو درندوں کی طرح پھاڑ ڈالتے ہیں سانپ اور بچھو اور تمام حشرات الارض بلکہ ہر ذی رُوح کو کھا جاتے ہیں اور مخلوقات خدا میں سے کوئی مخلوق ان سے زیادہ نہیں ہوتی ہم جانتے ہیں کہ زمین ان سے بھر جائے گی اور وہ اس پر بسنے والوں کو نکال دیں گے۔ اور زمین میں فساد کریں گے۔ ہم ہر وقت خائف ہیں کہ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سے ہماری طرف ظاہر ہوں گے۔ خدا نے آپ کو تدبیر و قوت عطا کی ہے کہ اس کے مثل تمام عالم میں کسی کو نہیں عطا کی۔ کیا ہم آپ کے لئے کچھ چندہ جمع کر دیں تاکہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنادیں ذوالقرنین نے کہا خدا نے جو کچھ مجھے عطا کیا ہے اس چندہ سے بہتر ہے جو تم لوگ مجھے دو گے بلکہ تم مجھے اپنی قوت سے مدد دو تاکہ تمہارے اور ان کے درمیان میں ایک سد تیار کر دوں۔ لوہے کی سلیں لاؤ۔ ان لوگوں نے کہا کہاں سے لائیں اتنے لوہے اور تانبے کہ اس سد کے لئے کافی ہو فرمایا کہ تم کو لوہے اور تانبے کی کانیں بتلانا ہوں کہا کس طرح ان میں سے لوہے اور تانبے کو کاٹیں گے پس ان کے لئے دوسرے معدن کوڑیوں کے نیچے سے باہر نکالا جس کو سامور کہتے تھے وہ تمام چیزوں سے زیادہ سفید تھا اس میں سے جس قدر بھی کسی چیز پر ڈال دیتے تھے۔ اس کو وہ پگھلا دیتا تھا۔ اسی سے چند آلات تیار کئے۔ جس سے وہ لوگ معدنوں میں کام کرتے تھے اور اسی آلہ سے حضرت یسلمان بیت المقدس کے لئے ستوں اور ان پتھروں کو کاٹتے تھے جو شیاطین ان کے لئے لائے تھے غرض کہ ان لوگوں نے تانبا اور لوہا ذوالقرنین کے پاس اس قدر جمع کیا جو سد کیلئے کافی تھا!

پھر لوہے کو پگھلایا اور اس کے ٹکڑے پتھر کی سلوں کی طرح بنائے اور دیوار میں پتھر کے بجائے ان ہی ٹکڑوں کو چننا اور تانبے کو پگھلا کر مٹی کے بجائے ان آہنی ٹکڑوں کے درمیان میں رکھا۔ دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک فرسخ کا فاصلہ تھا ذوالقرنین نے فرمایا تو اس دیوار کے لئے بنیاد کھودی یہاں تک کہ زمین کے نیچے پانی تک پہنچا یا اور سد کی چوڑائی ایک میل تک قائم کی اور آہنی ٹکڑوں کو ایک دوسرے پر چن کر تانبے کو پانی کی طرح پگھلا کر اس میں ڈالا گیا کہ ایک طبقہ مس کا تھا۔ اور ایک آہن کا یہاں تک کہ وہ دیوار ان دونوں پہاڑوں کے برابر ہو گئی اور وہ چمکدار کپڑے کی طرح تانبے کی سرخی اور لوہے کی سیاہی کے سبب سے سُمرخ و سیاہ معلوم ہوتی تھی۔ یا جوج و ماجوج ہر سال اس سد کے قریب آتے ہیں۔ کیونکہ وہ شہروں میں گشت کرتے رہتے ہیں۔ جب سد کے نزدیک پہنچتے ہیں وہ مانع ہوتی ہے پھر واپس چلے جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ اسی حال پر قیامت کے قریب تک رہیں گے یہاں تک کہ آثار قیامت ظاہر ہوں اور قیامت کی علامتوں میں سے ایک قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ کا ظہور ہے اس وقت حق تعالیٰ سد کو ان کے لیئے کھول دے گا۔ جیسا کہ فرمایا ہے کہ جس وقت یا جوج و ماجوج رہائے جائیں گے۔ اور وہ ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوں گے۔ لے

باب دہم حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ علیہم السلام کے حالات

بسنہ صحیح حمزہ ثمالی سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ ایک بار جمعہ کے روز میں نے صبح کی نماز حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے ساتھ مدینہ کی مسجد میں ادا کی حضرت نماز سے فارغ ہو کر دو لنگرہ پر تشریف لے گئے میں بھی ان حضرت کے ساتھ گیا۔ حضرت نے اپنی ایک کینز کو جس کا نام سکینہ تھا طلب کیا اور فرمایا کہ جو سائل ہمارے مکان کے دروازے سے گزے اس کو کھانا کھلانا کیونکہ آج روز جمعہ ہے۔ میں نے عرض کی کہ ایسا تو نہیں ہے کہ ہر سوال کرنے والا مستحق بھی ہو فرمایا کہ اے ثابت میں ڈرتا ہوں کہ اس صورت میں بعض ان میں سے جو مستحق ہیں میں اُن کو بھی نہ دوں اور رد کر دوں تو مجھ پر بھی نازل ہو وہ بلا جو یعقوبؑ اور آل یعقوبؑ پر نازل ہوئی۔ یقیناً

لے قول مؤلف۔ اس کے بعد جو کچھ دہب کی روایت میں گذرا اس روایت میں بھی مذکور تھا لیکن میں نے نگار کے خیال سے ذکر نہیں کیا اور جو کچھ ان دونوں روایتوں میں سابقہ روایتوں کے خلاف ہے قابل اعتبار نہیں۔ ۱۲

کھانا کھلاؤ بہ تحقیق کہ یعقوبؑ ہر روز ایک گوسفند ذبح کر کے اس میں سے کچھ تصدق بھی کرتے سائل کو دیتے اور بقیہ حصہ میں سے خود کھاتے اور اپنے اہل و عیال کو کھلاتے تھے۔ ایک مرتبہ شب جمعہ افطار کے وقت ایک مسافر مومن غریب روزہ دار سائل جس کی منزلت خدا کے نزدیک بہت عظیم تھی ان کے دروازہ پر آیا اور آواز دی کہ اپنے کھانے میں سے غریب مسافر بھوکے سائل کو کھانا کھلاؤ۔ یوں ہی کئی بار سوال کیا ان لوگوں نے سنا لیکن اس کے حق کو نہ پہچانا اور اس کی بات کو باور نہ کیا آخر وہ مایوس ہوا اور رات کی تاریکی نے اس کو گھیر لیا وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کہتا اور روتا ہوا واپس چلا گیا اور بھوکا سو گیا دوسرے روز بھی بھوکا تھا لیکن صبر کیا اور خدا کی حمد بجالایا۔ یعقوبؑ اور ان کے اہل و عیال رات کو سیر ہو کر سوئے صبح کو ان کے پاس رات کا کھانا بچا ہوا تھا حق تعالیٰ نے اس صبح کو یعقوبؑ پر رحم کی کہ تم نے میرے بندہ کو اس درجہ ذلیل کیا کہ اس کے سبب سے اپنی جانب میرے غضب کا رخ پھیر لیا اور میرے عذاب کے سزاوار ہوئے لہذا میری جانب سے اپنے اور اپنے اہل و عیال پر ابتلا کے منظر رہو لے یعقوبؑ میرے نزدیک پیغمبروں میں سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ گرامی وہ ہے جو میرے مسکین اور عاجز بندوں پر رحم کرے اور ان کو اپنے قرب میں جگہ دے ان کو کھانا کھلائے ان کی امید گاہ اور جائے پناہ ہو اے یعقوبؑ تم نے کیوں رحم نہ کیا میرے غریب بندہ پر جو میری عبادت میں کوشش کرنے والا اور دنیا کی قلیل گدھال چیزوں پر قناعت کرنے والا ہے شب گزشتہ جس وقت کہ تمہارے دروازہ پر وہ گذرا اپنے افطار کے وقت تمہارے گھر میں آواز دی کہ راہ گیر غریب اور قانع سائل کو کھانا کھلاؤ اور تم لوگوں نے اس کو کچھ نہ دیا اس نے اپنے حال کی مجھ سے شکایت کی اور بھوکا سو رہا اور میری حمد بجالایا پھر دوسرے روز روزہ رکھا اے یعقوبؑ تم اور تمہارے فرزند سیر ہو کر سوئے اور صبح تمہارے پاس کھانا بچا ہوا تھا۔ اے یعقوبؑ شاید تم نہیں جانتے کہ میری عقوبت اور بلا بہ نسبت میرے دشمنوں کے میرے دوستوں کو بہت جلد پہنچتی ہے۔ اور یہ میرا لطف و احسان ہے میرے دوستوں کے لئے اور استدراج اور امتحان ہے دشمنوں کے واسطے اپنے عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ تم پر بلا نازل کروں گا اور تمہارے فرزندوں کو تیرے مصائب کا نشانہ بناؤں گا۔ اولم کارہی طرف سے آزار و مصیبت میں

لے معلوم ہوتا ہے حضرت یعقوبؑ کے کانوں تک اس کی آواز نہیں پہنچی ورنہ نبی کی شان سے یہ بعید ہے کہ سائل کو محروم واپس کر دے۔

لیکن عتاب الہی شایدا اس وجہ سے ہوا کہ پہلے سے حضرت نے اپنے ملازمین کو تاکید کی ہوگی۔ کہ کسی سائل کو محروم واپس نہ کرنا جس طرح امام زین العابدینؑ نے اپنی کنیر کو تاکید فرمائی (مترجم) ۱۲

گرفتار کروں گا۔ لہذا میری بلاؤں کے لئے تیار رہو اور میرے حکم پر راضی رہو اور میری جانب سے مصیبتوں پر صبر کرو۔ ابو حمزہ نے کہا میں آپ پر فدا ہوں کس وقت یوسفؑ نے وہ خواب دیکھا فرمایا کہ اسی شب کو جبکہ یعقوبؑ اور آل یعقوبؑ سیر ہو کر سوئے اور سائل بھوکا سویا یوسفؑ نے خواب دیکھا اور صبح کو اپنے پدر یعقوبؑ سے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گیارہ ستاروں اور آفتاب و ماہتاب نے مجھے سجدہ کیا۔ جب یعقوبؑ نے یوسفؑ سے اس خواب کو سنا جو کچھ ان کو وحی ہو چکی تھی کہ بلا پر مستعد رہنا اس بناء پر یوسفؑ سے کہا کہ اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ تمہارے ہلاک کرنے میں کوئی مکرو فریب نہ کریں یوسفؑ نے اس نصیحت پر عمل نہ کیا اور اپنے خواب کو اپنے بھائیوں سے بیان کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ پہلی جو بلا یعقوبؑ اور آل یعقوبؑ پر نازل ہوئی یوسفؑ کے بارے میں ان کے بھائیوں کا حسد تھا۔ اس خواب کے سبب سے جو ان لوگوں نے یوسفؑ سے سنا تھا۔ اور یعقوبؑ کی رقت یوسفؑ کے لئے زیادہ ہوئی وہ ڈرے کہ جو وحی ان کو کی گئی ہے کہ ہلاک کے لئے تیار رہنا وہ یوسفؑ کے باب میں ہوگی اور ان کی محبت دوسرے فرزندوں کی بہ نسبت زیادہ تھی جب برادران یوسفؑ نے دیکھا کہ وہ یوسفؑ پر ان لوگوں سے زیادہ مہربان ہیں اور ان کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور ان لوگوں پر ترجیح دیتے ہیں ان پر بہت گراں گذرا۔ اور آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارے باپ کو یوسفؑ اور ان کا بھائی ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم زیادہ قوی اور ثنومند ہیں اور باپ کی خدمت کرتے ہیں اور وہ دونوں بچے ہیں وہ ان کا کوئی کام بھی نہیں کرتے۔ یقیناً اس بارے میں ہمارے باپ کھلی ہوئی غلطی پر ہیں۔ یوسفؑ کو مار ڈالو یا ایسی زمین پر چھوڑ دو جو آبادی سے دور ہوتا کہ پدر بزرگوار کا روئے انصاف ہم سب کی طرف ہے یعنی ان کی شفقت ہم سے مخصوص ہو جائے اور پھر وہ کسی دوسری طرف رنج نہ کریں پھر اس کے بعد ہم سب نیک اور صالح بن جائیں گے اور توبہ کر لیں گے یہ مشورہ کر کے وہ لوگ اسی وقت اپنے باپ کی خدمت میں آئے اور کہا اے پدر کیوں ہم لوگوں کے ساتھ یوسفؑ کو نہیں بھیجتے اور اس کے بارے میں ہم کو امین کیوں نہیں سمجھتے۔ حالانکہ ہم ان کے ناصح اور خیر خواہ ہیں۔ ان کو کل ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ وہ (جنگل کے میوے کھائیں اور کھیلیں یقیناً ہم لوگ اس کی حفاظت کرنے والے ہیں اس سے کہ کوئی ضرر اس کو پہنچے۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ بے شک اس کا میری نگاہوں سے علیحدہ ہونا میرے صدمہ کا سبب ہوتا ہے میں اس کی مفارقت کی تاب نہیں رکھتا میں

۱۰ سورہ یوسفؑ پ

ڈرتا ہوں کہ کہیں اس کو بھیڑ یا نہ کھا جائے اور تم اس سے غافل رہو غرض کہ یعقوب عذر کرتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کی جانب سے وہ بلا یوسف سے متعلق ہو چونکہ ان کو ہر ایک سے بہت زیادہ دوست رکھتے تھے آخر خدا کی قدرت اس کی قضا اور اس کا حکم جاری یعقوب یوسف اور ان کے بھائیوں کے باب میں غالب آیا اور حضرت یعقوب اپنی ذات سے اور یوسف سے بلا کو رد نہ کر سکے غرضیکہ یوسف کو ان کے بھائیوں کے حوالہ کیا باوجودیکہ کراہت رکھتے تھے اور یوسف کے باسے میں خدا کی جانب سے بلا کے منظر ہوئے جب وہ لوگ یوسف کو مکان سے لے چلے حضرت یعقوب بیتاب ہو کر ان کے پیچھے تیزی سے دوڑتے ہوئے پہنچے اور یوسف کو ان سے لے لیا اور ان کی گردن میں بائیں ڈال کر روئے پھر ان کو لے دیا اور واپس آئے ادھر وہ لوگ روانہ ہوئے اور تیزی کے ساتھ یوسف کو لے چلے تاکہ ایسا نہ ہو کہ پھر حضرت یعقوب آکر ان سے لے لیں اور واپس نہ دیں۔ وہ لوگ ان کو بہت دُور ایک جنگل میں لے گئے اور مشورہ کیا کہ یوسف کو مار کر درخت کے نیچے ڈال دیں رات کو بھیڑ یا کھا جائیگا۔ ان میں سب سے بڑے بھائی نے کہا کہ اگر یہی منظور ہے کہ یوسف کو باپ سے جدا کر دیا جائے تو میری بات اگر مانو تو اس کو قتل نہ کرو بلکہ اس کو قصر چاہ میں ڈال دو تاکہ کسی قافلہ کے لوگ نکال لے جائیں یہ مشورہ کر کے یوسف کو کنوئیں پر لے گئے اور اس میں گرا دیا۔ ان کا خیال تھا کہ یوسف غرق ہو جائیں گے جب وہ کنوئیں کی تہ میں پہنچے ان لوگوں کو آواز دی کہ لے فرزند ان رو میں میرا سلام میرے پدر کی خدمت میں پہنچا دینا جب ان کی آواز سنی ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس جگہ سے حرکت نہ کرو جب تک کہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ مر گیا۔ آخر وہ وہاں شام تک ٹھہرے اور سونے کے وقت روئے ہوئے باپ کی خدمت میں واپس آئے اور کہا کہ بابا جان ہم لوگ یوسف کو لے کر گئے اس کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا اور خود ادھر ادھر دوڑنے اور تیر اندازی کرنے لگے اتنے میں بھیڑ یا آکر اس کو کھا گیا۔ باپ نے جب ان کا کلام سنا اتنا لہو و آتش الہیہ راجعون کہہ کر روئے اور سمجھ گئے کہ یہ وہی امتحان و ابتلا ہے۔ جسکی خبر بذریعہ وحی خدا نے دیدی تھی کہ بلا پر تیار رہو لہذا صبر کیا اور مصیبت پر آمادہ ہو گئے اور ان لوگوں سے فرمایا کہ (جو کچھ کہتے ہو ایسا نہیں ہے) بلکہ تمہارے نفسوں نے ایک جیلہ کو تمہارے لئے زمینت دیدی ہے خدا کبھی یوسف کا گوشت بھیڑیے کو کھانے کے لئے نہ دے گا۔ قبل اس کے کہ میں اس سے سچے خواب کی تعبیر مشاہدہ نہ کر لوں جو یوسف نے دیکھا تھا۔ جب صبح ہوئی بھائیوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آؤ چل کر دیکھیں کہ یوسف کس حال میں ہیں آیا مر گئے یا زندہ ہیں جب کنوئیں پر پہنچے راہگیروں کی ایک جماعت کو دیکھا کہ کنوئیں پر جمع

ہیں۔ اس جماعت نے پہلے کسی کو پانی لانے کے لئے کنویں پر بھیجا تھا اس نے ڈول کنویں میں ڈالا تو حضرت یوسفؑ اس ڈول سے لیٹ گئے اس نے ڈول اوپر نکالا اس میں ایک نہایت حسین و جمیل لڑکے کو دیکھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی کہ خوش خبری ہو تم کو کہ یہ طفل کنویں سے نکلا ہے۔ اسی وقت یوسفؑ کے بھائی پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ یہ ہمارا غلام ہے کل اس کنویں میں گر گیا تھا آج ہم لوگ آئے ہیں کہ اس کو نکالیں یہ کہہ کر یوسفؑ کو ان سے لے لیا اور ایک طرف لے گئے اور کہا اگر تم ہماری غلامی کا اقرار نہ کرو گے تو ہم تم کو مار ڈالیں گے۔ یوسفؑ نے کہا کہ مجھ کو قتل نہ کرو اور جو کچھ چاہو کرو۔ پھر ان کے بھائی اُن کو قافلہ والوں کے پاس لے گئے اور کہا کہ اس غلام کو ہم سے خرید لو۔ یہ سن کر ان میں سے ایک شخص نے بیس درہم کے عوض یوسفؑ کو خرید کیا۔ یوسفؑ کے بھائی یوسفؑ کے لئے راہ داروں میں سے تھے یعنی ان کی شان سے واقف نہ تھے کہ اس قدر کم قیمت پر فروخت کر دیا اور جس شخص نے ان کو خرید کیا تھا بصرے جا کر وہاں کے بادشاہ کے ہاتھ فروخت کیا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا جس نے یوسفؑ کو خرید اٹھا کہ یوسفؑ کو عزیز رکھنا شاید ہمارے کاموں میں اس سے کچھ مدد ملے یا یہ کہ ہم اس کو فرزندگی میں لے لیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ ابو حمزہ نے امام سے پوچھا کہ یوسفؑ کی کیا عمر تھی جس روز کہ ان کو کنویں میں ڈالا تھا۔ فرمایا کہ نو سال اور بعض روایتوں کی بنا پر سات سال اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ راوی نے پوچھا کہ یعقوبؑ کے مکان سے مصر کا کیا فاصلہ تھا فرمایا کہ بارہ روز کا اور فرمایا یوسفؑ حسن و جمال میں نظیر نہ رکھتے تھے جب بالغ ہونے کے قریب پہنچے بادشاہ کی بیوی ان پر عاشق ہوئی اور کوشش کرتی تھی کہ ان کو راضی کر لے کہ وہ اس کے ساتھ زنا کریں یوسفؑ کہتے تھے کہ معاذ اللہ ہم اس گھر کے رہنے والے ہیں جو زنا نہیں کرتے اس عورت نے ایک روز دروازوں کو بند کر دیا اور کہا خوف نہ کرو اور ان کے سامنے لیٹ گئی یوسفؑ اپنے کو چھڑا کر دروازے کی طرف بھاگے زینا اُن کے پیچھے دوڑی اور ان کے پیراہن کو پیچھے سے کھینچا یہاں تک کہ ان کے گریبان کو بھاڑ ڈالا۔ یوسفؑ نے اپنے کو پھر چھڑایا اور پھٹے ہوئے پیراہن کے ساتھ باہر نکل گئے اسی اثنا میں بادشاہ بھی دروازہ پر آگیا اور ان کو اس حال سے دیکھا عورت نے اپنے گناہ کو رفع تہمت کے لئے یوسفؑ سے منسوب کیا اور کہا کیا ہے اس کی سزا جو تمہارے اہل سے بدی کا ارادہ کرے سوائے اس کے کہ اس کو قید خانہ بھیج دیا جائے یا ایک دردناک عذاب اس کو پہنچایا جاوے

بادشاہ نے ارادہ کیا کہ یوسفؑ کو سزا دے حضرت نے کہا بحق خداؑ یعقوبؑ میں قسم کھاتا ہوں کہ تیرے اہل سے میں نے بدی کا ارادہ نہیں کیا بلکہ وہ خود مجھ کو لپٹی ہوئی تھی اور معصیت پر آمادہ کرتی تھی میں اس کے پاس سے بھاگ کر آیا ہوں اچھا اس بچہ سے پوچھ لے جو موجود ہے کہ ہم میں سے کس نے دوسرے کا ارادہ کیا تھا۔ اس وقت اس عورت کے پاس ایک شیرخوار بچہ اسی خاندان کا کوئی لڑکے ہوئے آگیا تھا۔ خدا نے اس بچہ کو گویا کیا اس نے کہا لے بادشاہ یوسفؑ کے پیرہن کو دیکھئے اگر سامنے سے پھٹا ہوا ہو تو یوسفؑ نے اس کا قصد کیا تھا اور اگر پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو اس نے یوسفؑ کا قصد کیا ہے جب بادشاہ نے اس طفل سے خلافِ عادت یہ بات سنی بہت خائف ہوا پھر پیرہن لایا گیا دیکھا کہ پشت کی جانب پھٹا ہے زوجہ سے کہا یہ تمہارا لکڑ ہے اور تم عورتوں کے مکر سخت ہیں پھر یوسفؑ سے کہا کہ اس بات سے درگزر کرو اور اس امر کو پوشیدہ رکھنا کہ کوئی شخص تم سے نہ سنے لیکن یوسفؑ نے اس کو مخفی نہ رکھا اور اس کی شہر میں شہرت ہو گئی حتیٰ کہ شہر کی چند عورتوں نے طعنہ زنی کی کہ عزیز مصر کی زوجہ اپنے غلام سے عشق بازی کرتی ہے اور اس کو اپنی طرف مائل کرتی ہے جب اس کی اطلاعِ عزیز کی بیوی کو ہوئی، ایک مجلسِ آراستہ کی اور سامانِ ضیافت کر کے ان عورتوں کو طلب کیا اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک نارنگی اور ایک چاقوئے دیا۔ اور یوسفؑ کو مجلس میں طلب کیا۔ جب ان عورتوں کی نظر آنحضرتؑ کے جمال پر پڑی ان کی زیبائی اور حسن سے مدہوش ہو گئیں اور نارنگی کے عوض اپنے ہاتھوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور کہا کہ یہ انسان نہیں بلکہ فرشتہ مقرب ہے۔ پھر عزیز مصر کی زوجہ نے اُن سے کہا کہ تم لوگ اس کی محبت پر تجھ کو ملامت کرتی تھیں یہ اُسی کا نتیجہ ہے۔ غرض وہ عورتیں اس مجلس سے واپس گئیں پھر ہر ایک نے پوشیدہ طور سے یوسفؑ کے پاس ایک قاصد بھیجا اور ان سے التماس کیا کہ ان کی ملاقات کو آویں حضرت نے انکار کیا پھر مناجات کی کہ خداوند اُمیں زندان کو اس سے زیادہ پسند کرتا ہوں کہ وہ عورتیں مجھے بلائیں اگر تو ان کے مکر کو مجھ سے نہ دفع کرے گا تو میں ان کی طرف التفات کروں گا اور نافرمانوں میں شامل ہو جاؤں گا تو خدا نے آنحضرتؑ سے ان کے مکر دور کر دیئے جب یوسفؑ اور زنِ عزیز اور ان کا قصہ شہر مصر میں شائع ہوا بادشاہ نے باوجودیکہ اُس بچہ سے سنا اور سمجھ لیا تھا کہ یوسفؑ کی کوئی خطا نہیں ہے تاہم ارادہ کیا کہ ان کو قید خانہ میں بھیج دے آخر آنحضرتؑ کو قید خانہ میں بھیجا اور وہاں گذرا جو کچھ خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔

علی بن ابراہیمؑ نے جابر سے روایت کی ہے گیارہ سال سے جن کو حضرت یوسفؑ نے

خواب میں دیکھا تھا یہ تھے طارق، حو بان، ذبال، ذوالکتنین، و باب، قابس، عمودان، فیثق، مصبیح، صوغ اور ضرغ۔

بند مغرب حضرت امام محمد باقرؑ سے حضرت یوسفؑ کے خواب کے بارے میں جو انہوں نے دیکھا کہ گیارہ ستاروں اور آفتاب و ماہتاب نے اُن کو سجدہ کیا، یہ تعبیر روایت کی گئی ہے کہ وہ بادشاہ مصر ہوں گے۔ اور ان کے باپ ماں اور بھائی ان کے پاس جائیں گے آفتاب سے مراد یوسف کی ماں تھیں جن کا نام راحیل تھا اور ماہتاب حضرت یعقوبؑ تھے۔ اور گیارہ ستارے ان کے بھائی تھے۔ جب یہ لوگ ان کے پاس پہنچے خدا کے لئے سجدہ شکر کیا۔ اس سبب سے کہ یوسفؑ کو زندہ دیکھا اور یہ سجدہ خدا کے لئے تھا یوسفؑ کے لئے نہ تھا۔

بند دیگر انہی حضرت سے روایت ہے کہ یوسفؑ کے پندرہ بھائی تھے۔ بنیامین اور یوسفؑ ایک ماں سے تھے یعقوبؑ کو اسرائیل اللہ کہتے تھے یعنی خدا کے لئے خالص یا خدا کے برگزیدہ یا صرف برگزیدہ وہ اسحقؑ کے فرزند تھے اور وہ ابراہیمؑ خلیل خدا کے بیٹے تھے۔ یوسفؑ کی عمر نو سال کی تھی جبکہ انہوں نے وہ خواب دیکھا اور یعقوبؑ سے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ پیارے بیٹے اپنے خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ کہنا۔ ورنہ وہ تمہارے ساتھ کوئی فریب کریں گے۔ اور تمہارے دفتیر کی تدبیر کریں گے کیونکہ شیطان انسان کا دشمن ہے۔ اور دشمنی ظاہر کرنے والا ہے۔ پھر فرمایا جیسا کہ تم نے یہ خواب دیکھا ہے اس سے امید ہے۔ کہ تمہارا پروردگار تم کو برگزیدہ فرمائے گا۔ اور احادیث کی تاویل کی تعلیم یعنی خوابوں کی تعبیر یا اس سے زیادہ عام باتیں اور تمام علوم الہی اور اپنی نعمت یعنی پیغمبری تم پر نام کرے گا۔ جس طرح کہ تمہارے دو پیر ابراہیمؑ واسحقؑ پر تم سے پہلے تمام کر چکے۔ یہ تحقیق کہ تمہارا پروردگار دانا اور حکیم ہے یوسفؑ حسن و جمال میں اپنے تمام ہم عصروں سے زیادہ تھے اور یعقوبؑ اُن کو بہت دوست رکھتے تھے اور اپنے تمام فرزندوں پر ان کو ترجیح دیتے تھے اس سبب سے ان کے تمام بھائیوں پر حسد غالب آیا اور ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا جیسا کہ خدا نے ذکر کیا ہے کہ یوسفؑ اور ان کا بھائی ہمارے باپ کے نزدیک ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم غصبہ ہیں حضرت نے پھر فرمایا یعنی ہم ایک جماعت ہیں یقیناً ہمارے باپ اس بارے میں کھلی ہوئی غلطی پر ہیں پھر ان لوگوں نے تدبیر کی کہ یوسفؑ کو مار ڈالیں تاکہ باپ کی شفقت ان سے مخصوص ہو جائے۔ لاوی نے جو ان میں موجود تھے کہا کہ یوسفؑ کا مار ڈالنا مناسب نہیں ہے بلکہ اس کو اپنے باپ کی نگاہوں سے

پوشیدہ کر دیں تاکہ وہ اس کو نہ دیکھیں اور ہم لوگوں پر مہربان ہو جائیں غرضیکہ حضرت کے پاس آئے اور کہا با آپ ہم لوگوں کو یوسفؑ کے لئے امین کیوں نہیں سمجھتے حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں اس کو ہمارے ساتھ کل بھیج دیجئے تاکہ وہ گھوٹے پھرے فرمایا یعنی گو سفند چراوے اور کھیلے یقیناً ہم لوگ اس کے محافظت اور نگہبانی کریں گے۔ خدا نے یعقوبؑ کی زبان پر جاری کیا۔ انہوں نے کہا کہ تمہارا اس کو لے جانا مجھے مغموم کرتا ہے میں ڈرتا ہوں کہ بھیڑ یا اس کو نہ کھا جائے اور تم اس سے غافل رہو ان لوگوں نے کہا کہ اگر بھیڑ یا اس کو کھا جائے اور ہماری جماعت اس کے ہمراہ ہے تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے حضرت نے فرمایا دو سے تیرہ افراد تک کو عصبہ کہتے ہیں غرض کہ یوسفؑ کو جب لے گئے تو مشورہ کر کے ان کو کنویں کے اندر ڈال دیا۔ اور ہم نے کنویں میں یوسفؑ کو وحی کی کہ تم ان لوگوں کو اس امر کی اس وقت خبر دو گے جبکہ وہ تم کو نہ پہچانیں گے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جبریلؑ ان پر کنویں میں نازل ہوئے اور کہا کہ (خدا فرماتا ہے) کہ تم تم کو جلال کے ساتھ عزیز مصر بنائیں گے۔ اور تمہارے بھائیوں کو تمہارا محتاج کریں گے تاکہ وہ تمہارے پاس آویں اور تم ان کو اس برتاؤ کی خبر دو جو آج تمہارے ساتھ ان لوگوں نے کیا ہے اور وہ تم کو نہ پہچانیں گے کہ تم یوسفؑ ہو۔

حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت کنویں میں اُن پر یہ وحی نازل ہوئی وہ سات سال کے تھے، علی بن ابراہیمؑ کا بیان ہے کہ جب یوسفؑ کو اپنے باپ سے علیحدہ کیا اور ان لوگوں نے چاہا کہ ان کو مار ڈالیں لاوی نے ان سے کہا کہ اگر میری بات مانو تو یوسفؑ کو قتل نہ کرو بلکہ اس کنویں میں ڈال دو تاکہ اس کو کوئی راہ گیر نکال لے جائے، یہ سن کر ان کو کنویں پر لائے اور کہا اپنے کپڑے اتار دو یوسفؑ رونے لگے اور کہا اے میرے بھائیو مجھے برہنہ نہ کرو۔ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے چاقو نکال لیا اور کہا اگر کپڑے نہیں اتارو گے تو تم کو مار ڈالوں گا۔ چنانچہ یوسفؑ کا لباس اتارا اور ان کو کنویں میں ڈال دیا اور واپس چلے گئے۔ یوسفؑ نے کنویں میں اپنے پروردگار سے مناجات کی اور کہا اے ابراہیمؑ واسحقؑ اور یعقوبؑ کے خدا میری کمزوری اور بے بسی اور خورد سالی پر رحم کر، اسی اثنا میں مصر کے ایک قافلہ نے اس چاہ کے قریب قیام کیا اور ایک شخص کو کنویں سے پانی لانے کو بھیجا۔ جب اس نے ڈول کنویں میں ڈالا یوسفؑ اس سے لپٹ گئے ان قافلہ والوں نے ڈول کو اوپر کھینچا۔ تو اس میں ایک طفل کو دیکھا جس کے حسن و جمال کے مانند دنیا کی آنکھوں نے نہ دیکھا تھا وہ

اپنے دوسرے ساتھیوں کے پاس دوڑتے ہوئے گئے اور کہا بشارت ہو کہ تم نے ایک ایسا حسین و جمیل غلام پایا ہے۔ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو اپنا سرمایہ قرار دیں گے۔ جب برادران یوسف کو اس کی اطلاع ہوئی قافلہ والوں کے پاس آئے اور کہا یہ ہمارا غلام ہے بھاگ گیا تھا۔ اور چپکے سے یوسف سے کہا کہ اگر تم ہماری غلامی کا اقرار نہ کرو گے تو ہم تم کو مار ڈالیں گے۔ اہل قافلہ نے یوسف سے پوچھا تو انہوں نے خوف سے کہہ دیا کہ ان لوگوں کا غلام ہوں۔ قافلہ والوں نے کہا کہ کیا اس غلام کو ہمارے ہاتھ پہنچو گے ان لوگوں نے کہا ہاں اس شرط پر کہ مصر لے جائیں۔ اور اس شہر میں ظاہر نہ کریں۔ اور ان کو نہایت کم قیمت یعنی اٹھارہ درہم پر فروخت کر دیا کیونکہ وہ یوسف کی قدر نہ جانتے تھے۔

بسیار صحیح حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ قیمت جس کے عوض میں یوسف کو فروخت کیا میں درہم تھے جو اس زمانہ کے حساب سے ایک ہزار دو سو ستر وینار فلس ہوتے ہیں۔ اور ابو حمزہ ثمالی کی تفسیر سے منقول ہے کہ جس شخص نے حضرت یوسف کو خرید کیا اس کا نام مالک بن زعر تھا۔ جس وقت سے خریدا تھا وہ اور اس کے ساتھی آنحضرت کی برکت سے اپنے حالات میں بہتری اور اس سفر میں برکت مشاہدہ کرتے تھے۔ اس وقت تک جبکہ ان کو فروخت کیا پھر وہ برکت ان سے زائل ہو گئی۔ اور برابر مالک کا دل یوسف کی طرف مائل تھا اور وہ آثارِ جلالت و بزرگی ان کی جبین سے مشاہدہ کرتا تھا۔ ایک روز یوسف سے اس نے کہا کہ مجھ سے اپنا نسب بیان کرو کہا میں یعقوب کا فرزند یوسف ہوں اور وہ اسحق بن ابراہیم کے بیٹے ہیں یہ سن کر مالک نے ان کو گود میں لے لیا اور رونے لگا۔ اور کہا میرے کوئی فرزند پیدا نہیں ہوا میں چاہتا ہوں کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ مجھے لڑکے کی امت فرمائے اور سب پسروں میں حضرت یوسف نے دعا کی تو خدا نے اس کو بارہ مرتبہ فرزند عطا فرمائے اور ہر مرتبہ جوڑواں لڑکے پیدا ہوئے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب برادران یوسف نے چاہا کہ یعقوب کے پاس واپس جائیں یوسف کے کپڑوں کو خون میں آلودہ کیا تاکہ باپ سے کہیں کہ یوسف کو بھڑیے نے بھاڑ ڈالا۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بکری کے بچے کو ذبح کر کے ان کے کپڑے کو اس کے خون میں آلودہ کیا تو لاوی نے ان سے کہا۔ بھائیو ہم یعقوب اسرائیل خدا بن اسحق پیغمبر خدا پسراہیم خلیل خدا کے فرزند ہیں۔ کیا تم لوگ گمان کرتے ہو کہ خدا اس خبر کو ہمارے باپ سے پوشیدہ رکھے گا ان لوگوں نے کہا کہ پھر کیا تدبیر کرنا چاہیے اس نے کہا آؤ غسل کر کے نماز جماعت ادا کریں اور خدا سے تضرع و زاری کریں کہ اس خبر کو ہمارے باپ سے پوشیدہ رکھے یقیناً خدا بخشنے والا مہربان ہے پس اٹھے اور غسل کیا اور

ابراہیم و یعقوب کی سنت یہ تھی کہ جب تک گیارہ افراد جمع نہ ہوں نماز جماعت نہیں ہو سکتی تھی اور وہ دس ہی آدمی تھے ان لوگوں نے کہا اب کیا کریں امام جماعت نہیں لاوی نے کہا ہم خدا کو اپنا امام قرار دیتے ہیں۔ غرضیکہ نماز ادا کی اور بارگاہِ خدایں گریہ و زاری کی کہ اس خبر کو ان کے پدر سے پوشیدہ رکھے پھر رات کو سونے کے وقت اپنے باپ کی خدمت میں روتے ہوئے آئے اور یوسف کے خون آلود پہلاہن کو دکھا کر کہا اے پدر ہم ادھر ادھر دوڑنے اور سیر و تفریح میں مشغول تھے یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ بھیڑیے نے اس کو پھاڑ ڈالا لیکن آپ کو ہماری بات کا اعتبار نہ ہوگا گو کہ ہم راست گو ہیں۔ یعقوب نے فرمایا کہ تمہارے بیٹے تمہارے نفسوں نے کسی امر کی زینت دی ہے لہذا میں صبر جمیل کرتا ہوں اور خدا سے مدد طلب کرتا ہوں کہ مجھے صبر عطا فرمائے اس پر کہ جو کچھ تم یوسف کے بارے میں کہتے ہو پھر یعقوب نے کہا کہ اس بھیڑیے کا غضب یوسف پر کس قدر شدید تھا اور کس قدر مہربان تھا اس کے کپڑوں پر کہ یوسف کو کھالیا اور اس کے کپڑوں کو پھاڑا تک نہیں مختصر یہ کہ وہ قافلہ والے یوسف کو مصر لے گئے اور عزیز مصر کے ہاتھ ان کو فروخت کیا عزیز نے جب یوسف کے حسن و جمال کو دیکھا عظمت و جلال کا نور ان کے جبین سے مشاہدہ کیا اور اپنی زوجہ زلیخا سے سفارش کی کہ ان کو عزت و محبت کے ساتھ رکھیں۔ شاید ان سے ہم کو کچھ نفع حاصل ہو یا ہم ان کو اپنا فرزند قرار دیں گے کیونکہ عزیز کے کوئی فرزند نہ تھا۔ پس ان دونوں نے یوسف کو گرامی رکھا اور ان کی تربیت کی جب وہ سن بلوغ کو پہنچے عزیز کی پوی ان پر عاشق ہوئی اور ہر عورت جو یوسف کو دیکھتی تھی ان کے عشق سے بے تاب ہو جاتی تھی۔ اور کوئی مرد ان کو نہیں دیکھتا تھا۔ مگر یہ کہ ان کی محبت میں ہتھیار ہوتا تھا حضرت کا روئے نورانی چودھویں کے چاند کی مانند تھا۔ زلیخا کو شش کرتی تھیں کہ یوسف کو اپنی طرف مائل کر لیں اور ان کے ساتھ ہم بستر ہوں یہاں تک کہ ایک روز دروازوں کو بند کیا اور کہا کہ جلد آ کر میرے مقصد کو پورا کرو، یوسف نے کہا میں اس عمل قبیح سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ جس کے لئے تو مجھ کو آمادہ کرتی ہے تیرے شوہر عزیز نے میری تربیت کی ہے اور مجھ کو گرامی رکھتے ہیں یقیناً خدا تم گاروں کو نجات نہیں دیتا لیکن وہ یوسف سے لپٹ گئیں اسی حال میں یوسف نے مکان کے ایک گوشہ میں یعقوب کی صورت دیکھی کہ اپنی انگلی کو دانت سے کاٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے یوسف تمہارا نام آسمان میں پیغمبروں کی جماعت میں لکھا ہے ایسا فعل نہ کرو کہ زمین میں تم کو زنا کاروں میں لکھیں اور دوسری حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول

ہے کہ زلیخا نے جب یوسفؑ کا ارادہ کیا اس مکان میں ایک بت تھوڑی سی اور اس بت پر پردہ ڈال دیا یوسفؑ نے کہا یہ کیا کرتی ہے کہا اس بت پر پردہ ڈالتی ہوں تاکہ ہم کو اس حال سے نہ دیکھے کیونکہ میں اس سے شرم کرتی ہوں۔ یوسفؑ نے کہا کہ تو اس بت سے شرم کرتی ہے جو نہ دیکھتا ہے اور نہ سنتا ہے اور میں اپنے پروردگار سے شرم نہ کروں جو ہر ظاہر و پوشیدہ پر مطلع ہے پھر حسرت کی اور بھاگے زلیخا ان کے پیچھے دوڑیں اسی حال میں عزیز مکان کے دروازہ میں داخل ہوئے۔ زلیخا نے عزیز سے کہا کہ اس شخص کی کیا سزا ہے جو تمہاری زوجہ کے ساتھ بڑی کا ارادہ کرے سوائے اس کے کہ اس کو زندان میں بھیجو، یا درونک عذاب میں مبتلا کر دے یوسفؑ نے عزیز سے کہا کہ اسی نے میری نسبت یہ ارادہ کیا ہے۔ وہیں گہوارہ میں ایک بچہ تھا خدا نے یوسفؑ کو اہام کیا تو عزیز سے کہا کہ اس بچہ سے جو گہوارہ میں ہے پوچھ لو یہ گواہی دے گا کہ میں نے خیانت نہیں کی ہے جب عزیز نے بچہ سے سوال کیا حق تعالیٰ نے اس کو گہوارہ میں یوسفؑ کے لئے گویا کیا اس نے کہا کہ اگر یوسفؑ کا پیرا ہن سامنے سے پھٹا ہوا ہے تو زلیخا بیچ کہتی ہے اور یوسفؑ جھوٹے ہیں اور اگر یوسفؑ کا پیرا ہن پشت سے پھٹا ہوا ہے تو زلیخا جھوٹ کہتی ہے۔ اور یوسفؑ سچے ہیں عزیز نے یوسفؑ کے پیرا ہن کو دیکھا کہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو زلیخا سے کہا کہ یہ تمہارا مکر ہے۔ اور تم عورتوں کا مکر تو بہت عظیم ہے۔ پھر یوسفؑ سے کہا کہ اس بات سے درگزر کرو۔ اور کہیں ذکر نہ کرنا اور زلیخا سے کہا کہ اپنے گناہ سے توبہ کر کیونکہ تو خطا کاروں میں سے ہے۔ پھر یہ خبر شہر مصر میں مشہور ہوئی اور عورتیں زلیخا کے عشق کا چرچا کر کے اس کو ملا مت کرنے لگیں۔ جب زلیخا نے سنا تو ان عورتوں کو طلب کیا اور ایک مجلس آراستہ کی اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھری اور ایک ترنج ویدی اور کہا اس کو ٹکڑے ٹکڑے کرو۔ اسی وقت یوسفؑ سے کہا کہ مجلس میں داخل ہوں جب عورتوں کی نظر یوسفؑ کے جمال پر پڑی ہاتھ اور ترنج میں تمیز نہ ہوئی اور اپنے ہاتھوں کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ اس وقت زلیخا نے ان سے کہا کہ مجھے معذور رکھو یہ ہے اس کا نتیجہ کہ تم اس کی محبت میں مجھ کو ملا مت کرتی تھیں میں اس کو اپنی طرف بلاتی ہوں۔ اور وہ مجھ سے گریز کرتا ہے اگر وہ میرا حکم نہ مانے گا تو ذلت کے ساتھ اس کو قید کروں گی۔ عورتیں وہاں سے اپنے اپنے گھر گئیں اور رات نہیں ہونے پائی تھی کہ ان عورتوں میں سے ہر ایک نے یوسفؑ کے پاس قاصد بھیجے۔ اور ان کو اپنے پاس بلایا۔ یوسفؑ پریشان ہوئے۔ اور خدا سے مناجات کی کہ خداوند ا قید خانہ میں مجھ کو جانا اس سے زیادہ محبوب ہے جس کے لئے یہ عورتیں مجھے طلب کرتی ہیں اگر تو ان کے مکر کو مجھ سے نہ دفع کرے گا۔ تو میں ان کی

طرف مائل ہو جاؤں گا۔ اور نادانوں میں شامل ہو جاؤں گا حق تعالیٰ نے اُن کی دُعا مستجاب کی اور ان عورتوں کے جیلوں اور مکاریوں کو ان سے دفع کیا پھر زلیخا نے حکم دیا تو یوسفؑ کو زندان میں لے گئے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے دلوں میں گذرا بعد ان نشانیوں کے جو ان لوگوں نے یوسفؑ کی پاکدامنی پر مشاہدہ کیں تو یوسفؑ کو ایک مدت کے لئے زندان میں بھیج دیا۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ آیتیں بچہ کا گہوارہ میں گواہی دینا اور پیراہن یوسفؑ کا پیچھے سے پھٹنا اور یوسفؑ کے پیچھے زلیخا کا دوڑنا تھیں غرض جب یوسفؑ نے زلیخا کے قول کو قبول نہ کیا اس نے مکاریاں شروع کیں آخر اس کے شوہر نے یوسفؑ کو قید خانہ میں بھیج دیا۔ یوسفؑ کے ساتھ بادشاہ کے غلاموں میں سے دو جوان بھی زندان میں بھیجے گئے تھے جن میں ایک خباز (نان پِڑ) تھا دوسرا ساقی دوسری روایت کی بنا پر یہ ہے کہ بادشاہ نے دو شخصوں کو یوسفؑ پر موکل کیا کہ اُن کی محافظت کریں جب وہ زندان میں داخل ہوئے یوسفؑ سے پوچھا کہ تم کیا ہنر جانتے ہو کہا میں خواب کی تعبیر کا علم جانتا ہوں تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ انگور شراب کے لیے میں نے سچوڑا۔ یوسفؑ نے کہا زندان سے رہا کئے جاؤ گے اور بادشاہ کے ساقی بنو گے اور تمہاری منزلت ان کے نزدیک بلند ہوگی۔ پھر دوسرے نے کہا جو خباز تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ پیالے میں چند روٹیاں تھیں جن کو میں سر پر رکھے ہوئے تھا اور پرند اس کو کھا رہے تھے۔ اس نے خواب نہیں دیکھا تھا بھوٹ بیان کیا یوسفؑ نے اس سے کہا کہ بادشاہ تجھ کو قتل کرے گا۔ اور دار پر پھینچے گا اور طائر تیرے سر کا مغز کھائیں گے یہ سن کر اس مرنے کہا کہ میں نے تو بھوٹ کہا ہے۔ خواب نہیں دیکھا تھا۔ یوسفؑ نے کہا جو کچھ میں نے تم لوگوں سے کہہ دیا ہے وہ یقیناً واقع ہوگا۔

یوسفؑ ہمیشہ زندان والوں کے ساتھ نیکی کرتے تھے اور بیماروں کی خبر گیری کرتے اور محتاجوں کی مدد کرتے تھے قید خانہ میں ان لوگوں کے لئے جگہ کو وسیع رکھتے تھے آخر بادشاہ نے اس شخص کو طلب کیا جس نے خواب میں انگور سچوڑنا دیکھا تھا تاکہ اس کو قید سے رہا کرے یوسفؑ نے اس سے کہا کہ جب بادشاہ کے پاس پہنچنا میرا بھی ذکر کرنا لیکن شیطان نے اس کے دل سے فراموش کر دیا۔ کہ بادشاہ کے سامنے ذکر کرنا اور اس کے بعد برسوں یوسفؑ زندان میں رہے۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جبرائیلؑ یوسفؑ کے پاس زندان میں آئے اور کہا اے یوسفؑ خداوند عالم تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے اپنی مخلوق میں سب سے بہتر تم کو قرار دیا ہے یہ سن کر یوسفؑ روئے اور اپنے رخساروں کو زمین پر رکھا اور کہا تو ہی میرا

پالنے والا ہے پھر جبریلؑ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ تم کو تمہارے پدر کے نزدیک بہ نسبت تمہارے بھائیوں کے محبوب بنایا یوسفؑ نے اپنے رخساروں کو زمین پر رکھا اور کہا تو ہی میرا پروردگار ہے جبریلؑ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ میں نے تم کو کنوئیں سے باہر نکالا اس کے بعد جبکہ تم کنوئیں میں ڈال دیئے گئے تھے اور تم کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو چکا تھا یوسفؑ نے پھر رخساروں کو زمین پر رکھا فریاد کی اور کہا تو ہی میرا پالنے والا ہے جبریلؑ نے پھر کہا یقیناً خدا نے تمہارے لئے اس وجہ سے ایک سزا قرار دی ہے کیونکہ تم نے اس کے سوا دوسرے سے مدد طلب کی۔ لہذا اتنے سال زندان میں اور رہو جب وہ مدت ختم ہوئی اور اُن کو اجازت دی گئی کہ دُعا کے فرج پڑھیں انہوں نے اپنے رخساروں کو زمین پر رکھا اور کہا اَللّٰهُمَّ اِن کانت ذنوبی قد اخلقت وجهی عندک فانی اتوجه الیک بوجه ابائی الصالحین ابراہیم واسحق و یعقوب۔ یعنی خداوند اگر میرے گناہوں نے میرے چہرے کو تیرے نزدیک ذلیل کر دیا ہے تو بیشک میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنے آباء کے صالحین ابراہیمؑ واسحقؑ و یعقوبؑ کی رو سے۔ تو خدا نے ان کو نجات دی اور زندان سے رہائی بخشی۔

راوی نے کہا یا حضرت میں آپ پر فدا ہوں کیا ہم لوگ بھی اس دُعا کو پڑھیں فرمایا کہ اس دُعا کو پڑھو اور یوں کہو۔ اَللّٰهُمَّ اِن کانت ذنوبی قد اخلقت وجهی عندک فانی اتوجه الیک بذیك نبی الرحمة صلی اللہ علیہ والہ وعلیٰ وفاطمة والحسن والحسین والائمة علیہما السلام۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ بادشاہ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ سات فرہ گایوں کو سات لاغر گائیں کھا رہی ہیں اور سات سبز بالیاں دیکھیں کہ جن پر سات خشک بالیاں لیٹی ہوئی تھیں اور ان پر غالب تھیں اس نے اپنے وزیروں سے اس کی تعبیر دریافت کی وہ لوگ کچھ نہ سمجھ سکے اور کہا کہ یہ خواب پریشان ہے۔ اور پریشان خوابوں کی تعبیر ہم لوگ نہیں جانتے اس وقت وہ شخص جس کے خواب کی تعبیر یوسفؑ نے بیان کی تھی اور وہ جب زندان سے رہا ہوا تھا اور یوسفؑ نے اس سے کہا تھا کہ بادشاہ سے ان کا ذکر کرے۔ بادشاہ کے پاس موجود تھا اس کو سات برس زندان سے رہا ہوئے گزرے تھے کہ اس کے بعد اب یوسفؑ اس کو یاد آئے اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں آپ کو اس خواب کی تعبیر سے ابھی آگاہ کرتا ہوں مجھے زندان میں بھیجئے تاکہ یوسفؑ سے دریافت کروں غرض وہ یوسفؑ کے پاس آیا اور کہا اے راست گوارا راست کرو اور یوسفؑ سم کو آگاہ کرو اُن سات فرہ گایوں کے بارے میں جن کو سات لاغر گائیں کھاتی ہیں اور گھوئوں کی سات سبز و خشک بالیوں سے تاکہ میں بادشاہ اور

بادشاہ کے خواب کی تعبیر

اس کے ارکان سلطنت کو آگاہ کروں شاید کہ وہ لوگ تمہاری بزرگی اور فضیلت یا تعبیر خواب کو سمجھیں یوسفؑ نے کہا چاہئے کہ سات برس تک متواتر نہایت انتہام سے زراعت کرو اور جو کچھ اس مدت میں حاصل کرو جمع کرو ان کو کاٹ کر صاف نہ کرو تا کہ اس میں کیڑے نہ پڑیں اور ضائع نہ ہو اور اس مدت میں کم کھاؤ پھر اس کے بعد دوسرے سات سال آئیں گے جن میں شدید قحط پڑے گا اور وہی ذخیرہ جو سات سال قبل کیا گیا ہے اس قحط کے زمانہ میں کفایت کرے گا۔ پھر اس کے بعد ایک سال لٹے گا۔ جس میں بارش بہت ہوگی اور کافی پھل اور غلہ پیدا ہوگا۔ یہ سن کر وہ شخص بادشاہ کے پاس آیا اور جو کچھ یوسفؑ نے فرمایا تھا بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے کہا یوسفؑ کو میرے پاس لاؤ اس عرض سے قاصد یوسفؑ کے پاس واپس آیا۔ یوسفؑ نے کہا کہ جا کر بادشاہ سے پہلے یہ دریافت کرو کہ ان عورتوں کا کیا حشر ہوا جن کو زینچا نے بلایا تھا۔ اور انہوں نے جب مجھ کو دیکھا تو اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے یقیناً میرا پروردگار ان کی مکاریوں سے خوب واقف ہے بادشاہ سے کہو کہ ان عورتوں کو طلب کرے اور زینچا کا اور میرا حال ان سے معلوم کرے وہ عورتیں اس بات سے آگاہ ہیں۔ جس کے سبب سے میں قید خانہ میں آیا کیونکہ ان کی اور زینچا کی خواہش کو میں نے قبول نہیں کیا تھا۔ عزیز نے ان عورتوں کو طلب کیا اور پوچھا کہ تمہارا کیا معاملہ تھا جس وقت کہ یوسفؑ کو تم لوگ اپنی طرف مائل کرتی تھیں ان عورتوں نے کہا کہ ہم خدا کی تعزیر کرتے ہیں۔ اور یوسفؑ سے کوئی بدی نہیں جانتے۔ زینچا نے کہا کہ اب تو حق ظاہر ہو گیا۔ سچ یہ ہے کہ میں نے ان کو اپنی طرف مائل کیا تھا اور وہ راست گو ہیں اس کے بعد یوسفؑ نے کہا کہ میری غرض یہ تھی کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے ان کی غیبت میں ان کے ساتھ خیانت نہیں کی کیونکہ خدا خیانت کرنے والوں کی ہدایت نہیں کرتا اور میں اپنے نفس کو بدی سے بری نہیں کرتا یہ تحقیق کہ نفس بدی کی جانب بہت زیادہ حکم کرنے والا ہے۔ سوائے اس وقت کے جب کہ میرا پروردگار رحم کرے یہ تحقیق کہ میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے عزیز نے کہا کہ یوسفؑ کو میرے پاس لاؤ میں اپنا مقرب بناؤں گا غرض یوسفؑ ان کے پاس آئے جب ان کی نظریں یوسفؑ پر پڑی اور ان سے گفتگو کی تو انوار رشد و نیکی اور صلاح و عقل و دانائی ان کے روشن جبین سے مشاہدہ کیا اور کہا یہ تحقیق کہ تم آج سے ہمارے نزدیک صاحب منزلت اور امین اور مقرب ہو تمہاری جو حاجت ہو مجھ سے طلب کرو یوسفؑ نے کہا مجھ کو خزانوں اور مصر کی زمین کے انباروں پر امین قرار دو کہ اس کے تمام محاصل اور زرعاتیں میرے تصرف میں رہیں یقیناً میں حفاظت کرنے والا اور نگاہ رکھنے والا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں

کہ کس طرح صرف کرنا چاہئے۔ عزیز مصر نے مصر کے تمام محاصل کو ان حضرت کے تصرف میں دے دیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے یوسف کو مصر کی زمین میں ایسا اقتدار اور ایسی تمکین عطا کی کہ وہ جس جگہ چاہیں استقرار حاصل کریں اور ہر طرف ان کا حکم جاری ہے گا ہم ہر اس شخص کو دنیا و آخرت میں اپنی رحمت تک پہنچاتے ہیں اور نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے اور یقیناً آخرت کا اجر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو ایمان لائے ہیں اور پرہیزگار ہیں۔ غرض یوسف کے حکم سے سنگ و ساروج سے غلہ جمع کرنے کی جگہ تیار کی گئی اور مصر کے تمام غلے اس میں جمع کئے گئے ہر شخص کو اس کی خوراک کے مطابق دے کر باقی غلہ کو خوشہ میں رکھا اور انباروں میں اکٹھا کیا۔ اسی طرح سات سال تک جمع کرتے رہے جب خشک سالی اور فحط کا زمانہ آیا ان بالیوں کو جو جمع کی گئی تھیں باہر نکالا ان کو وہ جس قیمت پر چاہتے فروخت کرتے تھے وہاں سے ان کے اور ان کے پدر کے درمیان اٹھارہ روز کی راہ تھی۔ لوگ اطراف عالم سے مصر میں آتے تھے تاکہ یوسف سے غلہ حاصل کریں یعقوب اور ان کے فرزند بھی ایک موضع میں مقیم تھے جہاں گوند بہت پیدا ہوتی تھی۔ برادران یوسف کچھ گوند لے کر مصر کی طرف جاتے تھے تاکہ وہاں سے غلہ لائیں۔ یوسف بذات خود فروخت کے لئے متوجہ ہوتے تھے اور کسی غیر کو مامور نہ کرتے تھے۔ جب ان کے بھائی ان کے پاس آئے یوسف نے ان کو پہچانا لیکن ان لوگوں نے یوسف کو نہ پہچانا جو کچھ ان لوگوں نے طلب کیا ان کو دیا اور غلہ کے پیمانہ سے زیادہ دیا پھر ان سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو کہا ہم لوگ فرزندان یعقوب ہیں اور وہ اسحق کے بیٹے ہیں وہ ابراہیم خلیل خدا کے فرزند ہیں جن کو مرنے آگ میں ڈالا اور وہ نہیں جلے اور خدا نے ان پر آگ کو سمد اور باعث سلامتی قرار دیا پوچھا تم لوگوں کے پدر کا کیا حال ہے وہ کیوں نہیں آئے کہا وہ ایک ضعیف اور کمزور انسان ہیں پوچھا کیا تمہارا کوئی اور بھائی ہے کہا ایک بھائی اور ہے جو دوسری ماں سے ہے کہا جب پھر میرے پاس آنا تو اس کو لیتے آنا کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں پیمانہ بھر کر دیتا ہوں اور اس پر اور رعایت بھی کرتا ہوں اس شخص کے ساتھ جو میرے پاس آتا ہے پس اگر اپنے اس بھائی کو نہ لاؤ گے ایک پیمانہ بھی تمہارے لئے میرے پاس نہ ہوگا اور تم کو اپنے پاس تک نہ آنے دوں گا ان لوگوں نے کہا جس طرح بھی ممکن ہو گا والد کو راضی کریں گے اور اس باب میں تقصیر نہ کریں گے۔ یوسف نے اپنے ملازموں سے کہا کہ جو چیزیں وہ لوگ قیمت غلہ کے لئے لائے ہیں ان کی لا علمی میں ان کے سامان میں رکھ دو تاکہ جب وہ لوگ اپنے گھر لوٹ کر جائیں اور اپنے بار کو کھولیں تو دیکھیں کہ ان کے متاع کو ہم نے انہیں واپس کر دیا ہے تو پھر مہارے پاس آئیں۔ غرض برادران یوسف

اپنے باپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ عزیز مصر نے کہا ہے کہ اگر اپنے بھائی کو اپنے ساتھ نہ لاؤ گے تو آئندہ غلہ نہ دیں گے لہذا ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ اس سے ہم غلہ لے آویں بے شبہ ہم اس کی محافظت کریں گے یعقوبؑ نے کہا کیا میں تم کو اس پر امین بناؤں جس کے بھائی پر اس سے قبل امین بن چکا ہوں بے شک خدا زیادہ حفاظت کرنے والا ہے اور وہ تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے پھر جب ان لوگوں نے اپنے سامان کو کھولا اپنے سرِ بابہ کو جو غلہ خریدنے کے لئے لے گئے تھے اس میں موجود پایا۔ کہا بابا جان اس سے زیادہ احسان نہیں ہو سکتا جو عزیز نے ہمارے ساتھ کیا ہے۔ ہمارا مال ہے جو ہم کو واپس کر دیا ہے اور ہم سے قیمت نہیں لی اگر ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے گا اپنے گھر والوں کے لئے ہم غلہ لاویں گے اور بھائی کی حفاظت کریں گے اور بھائی کو لے جانے کے سبب سے ایک شتر بار زیادہ لیں گے اور جو کچھ ہم لا لے ہیں وہ بہت تھوڑا سا غلہ ہے جو ہمارے آرزو کے لئے کافی نہ ہو گا۔ یعقوبؑ نے کہا کہ ہرگز اس کو تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک کہ خدا کی جانب سے ایک عہد مجھ کو نہ دو گے اور خدا کی قسم نہ کھاؤ گے کہ یقیناً اس کو میرے پاس لاؤ گے سوائے ایسے اتفاق کے کہ تمہارے اختیار سے معاملہ باہر جائے۔ ان لوگوں نے قسم کھائی یعقوبؑ نے کہا جو کچھ ہم نے کہا ہے خدا اس سے آگاہ ہے اور اس پر گواہ ہے۔ جب ان لوگوں نے چاہا کہ باہر نکلیں یعقوبؑ نے ان سے کہا کہ لے میرا فرزند و سب کے سب ایک دروازہ سے داخل نہ ہونا ایسا نہ ہو کہ تم کو لوگوں کی نظر لگ جائے مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور میں تم سے جو کچھ خدا نے تمہارے لئے مقدر کیا ہے دفع نہیں کر سکتا۔ مگر خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں اور توکل کرنے والوں کو چاہئے کہ اسی توکل کریں۔ جب یوسفؑ کے پاس سب بھائی پہنچے ان کے پدر نے جو وصیت کی تھی اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور جو تدبیر کہ یعقوبؑ نے ان کے لئے کی تھی تاکہ خدا کا حکم ان سے دفع کریں مگر یہ کہ یعقوبؑ کے نفس میں جو خوف تھا اسے اپنے فرزند بنیامین پر ظاہر کر اور وہ یقیناً صاحب علم و دانا تھے اور جانتے تھے کہ ان کی تدبیر تقدیر خدا کو روک نہیں سکتی لیکن اکثر انسان نہیں جانتے۔ جب وہ لوگ یعقوبؑ کے پاس سے روانہ ہوئے بنیامین اپنے بھائیوں کے ساتھ کوئی چیز نہ کھاتے تھے نہ ان کے ساتھ بیٹھتے اٹھتے تھے اور نہ ان سے بات چیت کرتے تھے۔ جب یوسفؑ کے پاس پہنچے اور سلام کیا اور یوسفؑ کی نگاہ اپنے بھائی پر پڑی تو بہت خوش ہوئے اور جب دیکھا کہ ان لوگوں سے وہ علیحدہ بیٹھے ہیں کہا کہ تم ان کے بھائی ہو کہا ہاں فرمایا کیوں ان کے ساتھ نہیں بیٹھتے کہا اس لئے کہ میرا ایک حقیقی بھائی تھا لوگ اس کو اپنے ساتھ لے گئے اور واپس نہ لائے اور بتایا گیا کہ بھیڑ یا اس کو کھا گیا۔ اس نے

میں نے قسم کے ساتھ اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ کسی امر میں ان کے ساتھ شریک نہ ہوں گا۔ جب تک زندہ ہوں۔ یوسفؑ نے پوچھا کیا تھا اے بیوی بھی ہے کہا ہاں پوچھا بچے بھی پیدا ہوئے کہا ہاں پوچھا کتنے بچے ہیں کہا تین پس فرمایا کہ ان کے نام کیا ہیں کہا ایک کا نام بھیڑ یا رکھا ہے دوسرے کا نام پیراہن اور تیسرے کا خون پوچھا ایسے نام کیوں رکھے، کہا اس لئے کہ اپنے بھائی کو بھول نہ جاؤں بلکہ جب کسی ایک کو پکاروں میرا بھائی یاد آجائے پھر یوسفؑ نے اپنے دوسرے بھائیوں سے کہا کہ تم لوگ باہر جاؤ اور بنیامین کو اپنے پاس روک لیا۔ وہ لوگ باہر چلے گئے۔ بنیامین کو اپنے پاس طلب کیا اور کہا میں تمہارا بھائی یوسفؑ ہوں تو جو کچھ ان لوگوں نے کیا اس پر غمگین نہ ہو میں چاہتا ہوں کہ تم کو اپنے پاس روک لوں۔ بنیامین نے کہا کہ اور سب بھائی نہیں مانیں گے کیونکہ بابا نے چلتے وقت ان سے خدا کا عہد و پیمان لیا ہے کہ وہ مجھ کو ان کے پاس واپس لے جائیں گے۔ یوسفؑ نے کہا میں ایک تدبیر کرتا ہوں اور جیلہ تلاش کرتا ہوں۔ لیکن جو کچھ دیکھنا اس کو ظاہر نہ کرنا اور بھائیوں کو خبر نہ کرنا پھر جب یوسفؑ نے ان کو غلام لے دیا اور مزید احسان ان کے ساتھ عمل میں لایا چکے اپنے ایک ملازم سے کہا کہ اس صاع کو بنیامین کے بار میں پوشیدہ کر دو وہ صاع سونے کا تھا۔ جس سے غلہ نانپتے تھے۔ غرض اس کو بنیامین کے بار میں چھپا دیا اس طرح کہ ان کے بھائیوں کو خبر نہ ہو سکی جب وہ بار کر چکے اور واپس روانہ ہونے لگے تو یوسفؑ نے اپنے ملازم کو بھیج کر ان لوگوں کو روک لیا پھر یوسفؑ نے ان لوگوں میں منادی کرائی کہ اے اہل قافلہ تم لوگ چور ہو یہ سن کر برادران یوسفؑ آئے اور پوچھا کہ تمہاری کیا چیز گم ہوئی ہے ملازموں نے کہا کہ بادشاہ کا صاع گم ہو گیا ہے جو شخص اس کو لائے گا۔ ہم اس کو ایک ستر مال دیں گے اور ہم ضامن ہیں کہ مال اس کو دوا دیں گے۔ برادران یوسفؑ نے کہا کہ خدا کی قسم آپ لوگ سمجھ لیں کہ ہم اس لئے نہیں آئے ہیں کہ زمین میں فساد پھیلا دیں اور ہم لوگ چور بھی نہیں ہیں یوسفؑ نے کہا اس کی کیا سزا ہے جس کے پاس پیمانہ منکلی۔ ان لوگوں نے کہا اس کی سزا یہ ہے کہ اسے آپ غلام بنالیں اور ہم لوگ بھی غلاموں کو یہی سزا دیتے ہیں۔ یعقوبؑ کی شریعت میں ایسا ہی حکم تھا۔ کہ جو شخص چوری کرتا اس کو غلام بنا لیتے تھے۔ یوسفؑ نے رفع تہمت کے لئے فرمایا کہ بنیامین کے بار سے پہلے دوسرے بھائیوں کے بار کو کھولیں۔ پھر ان کے بار کو دیکھیں۔ چنانچہ پیمانہ بنیامین کے بار میں نکلا تو ان کو پکڑ لیا اور قید کر دیا۔ حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ یوسفؑ نے کیونکر یہ فرمایا کہ اہل قافلہ کو ندا کریں کہ تم لوگ چور ہو حالانکہ ان لوگوں نے چوری نہیں کی

تھی۔ فرمایا کہ ان لوگوں نے نہ چوری کی تھی نہ یوسف نے جھوٹ کہا کیونکہ یوسف کی غرض یہ تھی کہ تم لوگوں نے یوسف کو ان کے باپ سے چڑایا۔ برادران یوسف نے کہا کہ اگر بنیامین نے چوری کی تو اس کے بھائی یوسف نے بھی پہلے چوری کی تھی یہ سن کر یوسف خاموش ہے اور کچھ جواب نہ دیا اور دل میں کہا کہ تم ہی لوگ بدکردار ہو جس طرح کہ یوسف کو ان کے باپ سے چڑایا اور خدا بہت زیادہ جاننے والا ہے۔ جو کچھ تم کہتے ہو پھر سب بھائی جمع ہوئے اور غیظ میں ان کے بدن سے زرد خون ٹپکتا تھا۔ وہ یوسف سے ان کے بھائی کے روک لئے جانے کے بارے میں تکرار کر رہے تھے۔ فرزند ان یعقوب کی عادت یہ تھی کہ جب ان کو غصہ آتا تھا ان کے جسم کے بال کھڑے ہو کر کپڑوں سے باہر نکل آتے تھے، اور ان بالوں کی نوک سے زرد خون ٹپکنے لگتا تھا۔ پھر ان لوگوں نے یوسف سے کہا کہ اے عزیز یہ تحقیق کہ بنیامین کے باپ بہت ضعیف آدمی ہیں لہذا ہم میں سے کسی ایک کو اس کے بجائے قید کر لیجئے کیونکہ ہم آپ کو بہت نیک سمجھتے ہیں اور اس کو رہا کر دیجئے یوسف نے کہا معاذ اللہ خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ جس کے پاس سے میری چیز چھین چکی ہے اس کے بجائے کسی دوسرے کو گرفتار کروں یہ نہیں کہا کہ جس نے میری چیز چھین چرائی ہے۔ تاکہ جھوٹ نہ ہو جائے اور کہا کہ اگر کسی دوسرے کو گرفتار کروں گا تو ظالم ٹھہروں گا۔ جب وہ لوگ بنیامین سے ناامید ہوئے اور چاہا کہ اپنے باپ کے پاس واپس ہوں۔ ان کے بڑے بھائی نے جو ایک روایت کی بنیاد پر لاوی تھے اور دوسری روایت کے مطابق یہود اور مشہور یہ ہے کہ سمعون تھے اور حدیث معتبر میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ یہود اسے کہتے تھے ان سے کہا کہ شاید تم لوگوں کو یاد نہ رہی ہے کہ تمہارے پدر نے تم سے پہچان خدا اس فرزند کے بارے میں لیا ہے اور اس سے پہلے تم نے یوسف کے بارے میں خطا کی تم لوگ ان کے پاس واپس جاؤ لیکن میں تو نہیں جاؤں گا اور زمین مصر سے اس وقت تک باہر نہ نکلوں گا جب تک کہ میرے باپ اجازت نہ دیں گے۔ یا میرے بیٹے خدا کا حکم نازل ہو کہ اپنے بھائی کو ان سے واپس لے لوں اور وہ بہترین حکم کرنے والوں میں سے ہے پھر ان سے کہا کہ تم لوگ واپس جاؤ اور کہو کہ باا تمہارے لڑکے نے چوری کی اور ہم کو اہی نہیں دیتے ہیں۔ مگر جو کچھ جانتے ہیں اور ہم غیب کے امور سے واقف نہیں ہیں آپ ان مشہر والوں سے اور اہل قافلہ سے جن کے ساتھ ہم لوگ تھے دریافت کر لیجئے۔ یقیناً ہم لوگ راست گو ہیں۔ چنانچہ برادران یوسف باپ کی طرف واپس ہوئے اور یہود مصر میں ٹھہر گئے اور یوسف کی مجلس میں حاضر ہوئے اور بنیامین کے بارے میں بہت بحث کی یہاں تک کہ آوازیں بلند ہوئیں اور یہود کو غصہ آ گیا۔ ان کے شانہ پر ایک بال تھا۔

جب ان کو غصہ آتا تھا وہ بال کھڑا ہو جاتا تھا اور اس سے خون بہنے لگتا تھا اور جب تک فرزند ان یعقوبؑ میں سے کسی کا ہاتھ نہیں لگتا تھا سکون نہیں ہوتا تھا جب حضرت یوسفؑ نے دیکھا کہ خون ان کے بال سے جاری ہے یوسفؑ کے سامنے ان کے فرزندوں میں سے ایک فرزند تھا اس کے ہاتھ میں ہونے کا ایک انار تھا جس سے وہ کھیل رہا تھا یوسفؑ نے اس سے انار لے کر یہود کی طرف پھینک دیا۔ وہ لڑکا انار کے پیچھے دوڑا اور چاہا کہ اس کو پکڑے اس کا ہاتھ یہود اسے مس ہوا اور ان کا غصہ فرو ہو گیا۔ یہود کو شک ہوا اور لڑکے نے انار کو لے لیا۔ اور یوسفؑ کے پاس واپس آیا پھر یوسفؑ اور یہود کے درمیان بات بڑھی یہاں تک کہ یہود کو غصہ آیا اور ان کے شانہ کا بال بلند ہوا اور خون اس سے جاری ہوا پھر یوسفؑ نے انار کو لے کر ان کی طرف پھینکا اور وہ طفل اس کے پیچھے گیا اور اس کا ہاتھ یہود اسے مس ہوا۔ اور ان کا غصہ ساکن ہو گیا اسی طرح تین مرتبہ ہوا تو یہود نے کہا کہ شاید اس گھر میں فرزند ان یعقوبؑ میں سے کوئی ہے جب برادران یوسفؑ یعقوبؑ کے پاس پہنچے اور بنیامین کے قصہ کو بیان کیا۔ فرمایا کہ تمہارے نفسوں نے کسی امر کو زینت دی ہے اور وہ تمہارے فعل سے قید ہوا ہے ورنہ عزیز کیا جانیں کہ چور کو چوری کے سبب سے غلامی میں لے لینا چاہیے میں صبر جمیل کرتا ہوں شاید کہ حق تعالیٰ سب کو میرے پاس پہنچائے یقیناً وہ وانا اور حکیم ہے پھر ان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور کہا کس قدر افسوس ہے یوسفؑ پر۔ ان کی آنکھیں یوسفؑ کے غم میں رونے اور محزون رہنے کے سبب سے سفید ہو گئی تھیں اور وہ نابینا ہو گئے تھے۔ ان کے بھائیوں کی طرف سے ان کو بہت غصہ تھا لیکن وہ ان لوگوں پر ظاہر نہیں کرتے تھے منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ یوسفؑ کے لئے یعقوبؑ کا صدمہ کس حد تک پہنچا تھا فرمایا کہ ستر عورتوں کے غم کے برابر جن کے فرزند مگئے ہوں اور ان کو صدمہ ہوا اور فرمایا کہ یعقوبؑ کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون نہیں جانتے تھے اسی لئے اِسْفَا عَلٰی یُوسُفَ کہتے تھے۔ ان کے بھائی کہتے تھے کہ خدا کی قسم آپ یوسفؑ کو یاد کرنا ترک نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہلاکت کے قریب پہنچ جائیں گے یا ہلاک ہو جائیں گے یعقوبؑ نے کہا میں اپنے غم اور اندوہ عظیم کی شکایت نہیں کرتا مگر خدا سے اور اس کے کرم اور اس کی رحمت کو جس قدر جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اے فرزند جاؤ اور یوسفؑ اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو اس لئے کہ کافروں کے سوا اس کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں ہوتا۔

حسن سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ یعقوبؑ نے جس وقت کہ اپنے فرزندوں سے کہا کہ جاؤ یوسفؑ اور اس کے بھائی کو تلاش کرو کیا جانتے

تھے کہ وہ زندہ ہیں حالانکہ بیس سال ان کی مفارقت کو ہو چکے تھے، اور ان کی آنکھیں ان پر بہت رونے سے نابینا ہو چکی تھیں۔ فرمایا کہ ہاں وہ جانتے تھے کہ وہ زندہ ہیں کیونکہ اپنے پروردگار سے سحر کو دُعا کی تھی کہ ملک الموت کو ان کے پاس بھیج دے۔ لہذا ملک الموت نہایت حسین شکل اور پاکیزہ خوشبو میں ان پر نازل ہوئے یعقوب نے پوچھا کہ تم کون ہو کہا میں ملک الموت ہوں تم نے خدا سے سوال کیا تھا کہ مجھ کو تمہارے پاس بھیج دے مجھ سے کیا حاجت ہے یعقوب نے کہا مجھ کو بتلاؤ کہ روجوں کو کہاں سے لیتے ہو اپنے اعوان سے یا متفرق طور پر۔ کہا متفرق طور پر لیتا ہوں یعقوب نے کہا کہ میں تم کو خدائے ابراہیم واسحق و یعقوب کی قسم دیتا ہوں کہ مجھ سے بیان کرو کہ کیا یوسف کی روح بھی تمہارے پاس پہنچی ہے۔ جواب دیا نہیں اس وقت سے ان کو معلوم تھا کہ یوسف زندہ ہیں اور اپنے فرزندوں سے کہا کہ جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اور خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو اس لئے کہ کافروں کے گروہ کے سوا کوئی اس کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ عزیز مصر نے یعقوب کو لکھا کہ یہاں تمہارا فرزند یوسف ہے جس کو میں نے کم قیمت پر خرید لیا ہے اور اپنا غلام بنایا ہے اور تمہارے دوسرے فرزند بنیامین کے پاس میری چیز ملی اس سبب سے میں نے اس کو غلامی میں لے لیا پس کوئی امر یعقوب پر اس نام سے زیادہ دشوار نہیں گذرا۔ قاصد سے کہا کہ ٹھہر و تاکہ میں جواب لکھوں اور تحریر فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط یعقوب اسرئیل خدا ابراہیم خلیل الرحمن کے فرزند اسحق ذبیح خدا کے بیٹے کا ہے اما بعد میں نے تمہارے خط کا مضمون سمجھا جو تم نے ذکر کیا ہے کہ میرے فرزندوں کو تم نے خرید لیا اور غلامی میں لیا ہے بہ تحقیق کہ میرے جد ابراہیم کو ضرور ملعون نے جو روئے زمین کا بادشاہ تھا آگ میں ڈالا اور وہ نہ جلے خدا نے اُن پر آگ کو سرد اور سلامت کر دیا اور میرے پدر اسحق کے بارے میں میرے جد ابراہیم کو خدا نے حکم دیا کہ ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں جب انہوں نے چاہا کہ ذبح کریں خدا نے ایک بڑے گوسفند کو ان کا فدیہ قرار دیا۔ بہ تحقیق کہ میں ایک فرزند رکھتا تھا کہ اس سے زیادہ کوئی دنیا میں مجھے محبوب نہیں تھا۔ وہ میری آنکھ کی روشنی اور میوہ دل تھا اس کے بھائی اس کو لے گئے اور واپس آ کر کہا کہ اس کو بھیڑیے نے کھا لیا ہے اس غم سے میری کمر ہو گئی اور اس پر زیادہ گریہ کرنے سے میری آنکھیں بے بصارت ہو گئیں اس کی ماں کے بطن سے اس کا ایک بھائی تھا مجھے اس سے بھی انس تھا وہ اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ تمہارے پاس گیا تاکہ وہ سب ہماری واسطے غلہ لاویں وہ لوگ میرے پاس آئے اور کہا کہ اُس نے

بادشاہ کا پیمانہ چورایا اور تم نے اس کو قید کر لیا ہے اور ہم اس خاندان کے لوگ نہیں ہیں کہ سرفراور گناہ کبیرہ ہمارے لئے زیبا ہو۔ میں تم سے سوال کرتا ہوں اور خدائے ابراہیم واسحق و یعقوب کی قسم دیتا ہوں کہ مجھ پر احسان کرو اور خدا کا تقرب حاصل کرو اور اس کو مجھے واپس دے دو۔ جب یوسف نے خط کو پڑھا اس کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور بہت روئے اور دوسری روایت میں ہے کہ جب نامہ کو کھولا گریہ ضبط نہ ہو سکا۔ اٹھے اور گھر گئے خط کو پڑھا اور بہت روئے پھر اپنے منہ کو دھویا۔ اور دربار میں آئے۔ پھر ان پر گریہ غالب ہوا اور گھر میں واپس گئے روئے اور پھر اپنے منہ کو دھویا اور باہر آئے اور اپنے بھائیوں کی جانب نظر کی اور کہا آیا جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا جس وقت کہ جاہل اور نادان تھے ان لوگوں نے کہا شاید تم یوسف ہو فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے بیشک خدانے ہم پر احسان و انعام کیا بہ تحقیق جو شخص کہ یہ پہچان کرے کرتا ہے اور بلاؤں پر صبر کرتا ہے تو یقیناً خدا نیکوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ بھائیوں نے کہا کہ یقیناً خدانے ہم لوگوں پر تم کو صدمت و سیرت میں فضیلت دی ہے بیشک ہم لوگ خطا کار تھے، جو کچھ تمہارے ساتھ کیا۔ یوسف نے کہا کہ آج تم پر کوئی الزام نہیں ہے خدائے بخشنے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ میرا یہ پیرا ہن لے جاؤ اور میرے باپ کی آنکھوں پر رکھو تاکہ وہ بینا ہو جائیں اور تم لوگ مع پدر بزرگوار اور اپنے زن و فرزند کے یہاں میرے پاس آؤ۔ جب قافلہ مصر سے روانہ ہوا یعقوب نے کہا بہ تحقیق کہ میں یوسف کی بوسہ گھڑ رہا ہوں اگر تم لوگ یہ نہ کہو کہ زیادہ بڑھے ہو گئے ہیں اور ان کی عقل زائل ہو گئی ہے ان لوگوں نے جو حاضر تھے کہا خدا کی قسم آپ اپنی قدیم غلطی پر یوسف کے انتظار میں ہیں جب خوشخبری دینے والا آیا اور پیرا ہن کو یعقوب کی آنکھوں پر رکھا وہ بینا ہو گئے۔ اس وقت حضرت نے کہا کہ میں تم سے نہ کہتا تھا کہ میں رحمت خدا کو جس قدر جانتا ہوں تم نہیں جانتے بھائیوں نے کہا کہ بابا جان ہمارے لئے استغفار کیجئے یقیناً ہم لوگ خطا کار تھے کہا اس کے بعد اپنے پروردگار سے تمہارے لئے استغفار کروں گا بہ تحقیق کہ وہ بخشنے والا مہربان ہے یہ ہے آیتوں کا ترجمہ اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب عزیز کے قاصد نے نامہ کو یعقوب سے لیا اور روانہ ہوا یعقوب نے آسمان کی جانب ہاتھ بلند کیا اور کہا یا حسن الصمد یا کریم المعونۃ یا خیر الکل یا خیر الہ انتنی بروح منك وفرج من عندك پس جبریل نازل ہوئے اور کہا اے یعقوب کیا تم چاہتے ہو کہ تم کو چند دعائیں تعلیم کروں کہ جب اس کو پڑھو گے خدا تمہاری آنکھوں کو کھول دیگا۔ اور تمہارے

فرزندوں کو تمہارے پاس واپس لائے گا کہا ہاں جبریلؑ نے کہا کہو کہ۔ یا من لا یعلم احد کیف
هو الا هو یا من سد الهواء بالسباء و لیس الارض علی الباء و اختار لنفسه احسن
الاسماء ائتنی بروح منک و فرج من عندک پس ابھی صبح نہیں ہوئی تھی کہ پہر امن
یوسفؑ لایا گیا اور ان کے چہرہ پر رکھا اور حق تعالیٰ نے ان کی آنکھ اور ان کے فرزند کو
انہیں واپس عطا فرمایا۔

پھر روایت ہے کہ جب عزیز نے حکم دیا تو یوسفؑ کو زندان میں لے گئے حق تعالیٰ نے
علم تعبیر خواب کو ان پر الہام کیا اور وہ اہل زندان کے خوابوں کی تعبیر بیان کیا کرتے تھے۔
جب ان دونوں شخصوں نے اپنے خوابوں کو ان سے نقل کیا اور حضرت نے تعبیر بیان کی
تو اس شخص سے جس کے متعلق گمان رکھتے تھے کہ وہ نجات پائے گا کہا کہ مجھ کو اپنے بادشاہ
کے سامنے یاد کرنا اور اس وقت ان کی توجہ جناب مقدس الہی کی طرف نہیں ہوئی اور اس
کی درگاہ میں پناہ نہ لی اس لئے خدا نے ان کو وحی کی کہ تم کو وہ خواب جو تم نے دیکھا کس
نے دکھایا یوسفؑ نے کہا اے میرے پالنے والے تو نے۔ فرمایا کس نے تم کو تمہارے باپ کا
محبوب بنایا کہا اے پروردگار تو نے، فرمایا کہ کس نے قافلہ کو کنویں تک پہنچایا جس نے تم کو کنویں
سے نکالا کہا خداوند تو نے فرمایا کس نے تم کو وہ دعا تعلیم کی جس کے سبب سے تم نے اس کنویں
سے نجات پائی۔ کہا پروردگار تو نے فرمایا کہ کس نے علم تعبیر خواب تم کو الہام کیا کہا پالنے والے
تو نے فرمایا پھر کس طرح تم نے میرے غیر سے مدد کی خواہش کی اور مجھ سے اعانت نہ طلب کی
اور کیونکہ میرے ایک بندہ سے آرزو کی کہ وہ میری ایک مخلوق کے سامنے تم کو یاد کرے جو میرے ہی
قبضہ قدرت میں ہے اور میری جانب تم نے پناہ نہ لی۔ اب اس سبب سے اتنی مدت تک اور زندان
میں رہو۔ یہ سن کر یوسفؑ نے مناجات کی کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس حق کے ساتھ جو میرے
آپائے طاہرین کا تجھ پر ہے۔ کہ مجھ کو نجات دے۔ پس حق تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ ان کا حق مجھ پر
نہیں ہے۔ اگر اپنے باپ آدمؑ کے متعلق تم کہتے ہو تو ان کو اپنے دست قدرت سے میں نے پیدا
کیا اور ان کو حکم دیا کہ بہشت کے تمام درختوں میں سے صرف ایک درخت کے پاس نہ جانا۔ لیکن
میری نافرمانی کی پھر جب توبہ کیا تو میں نے ان کی توبہ قبول کی۔ اور اگر اپنے باپ نوحؑ کے
بارے میں تم کہتے ہو تو میں نے ان کو اپنی مخلوق میں برگزیدہ کیا اور پیغمبر بنایا اور جب
ان کی قوم نے ان کی نافرمانی کی تو انہوں نے ان کے ہلاک کرنے کی دعا کی میں نے ان
کی دعا مستجاب کی اور ان کی قوم کو غرق کیا اور ان کو اور ان لوگوں کو جو ان پر ایمان لائے
تھے کشتی کے ذریعہ سے نجات دی۔ اور اگر اپنے باپ ابراہیمؑ کے بارے میں کہتے ہو تو

ان کو اپنا خلیل بنایا اور آگ سے نجات دی اور غرود کی آگ ان پر سرد و سلامت قرار دی۔ اور اگر اپنے باپ یعقوبؑ کے بارے میں کہتے ہو تو ان کو بارہ فرزند عطا کئے اور جب ان میں سے ایک کو ان کے سامنے سے علیحدہ کر دیا وہ اس قدر روئے کہ نابینا ہو گئے اور راستوں پر بیٹھ کر مخلوق سے میری شکایت کی پس تمہارے بزرگوں کا کون سا حق مجھ پر ہے اس وقت جبرئیلؑ نے اُن سے کہا کہ یہ دُعا پڑھو۔ اسلک بمنک العظیم واحسانک القدیم یعنی تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری بزرگ نعمتوں اور قدیم احسانوں کے حق سے جب یہ کہا عزیز نے وہ خواب دیکھا اور ان کی نجات کا باعث ہوا۔

بسنده معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ زندان بان نے حضرت یوسفؑ سے کہا کہ میں تم کو دوست رکھتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ مجھ پر کوئی بلا نازل نہیں ہوئی مگر لوگوں کی دوستی کے سبب سے میری چھوٹی مجھے دوست رکھتی تھیں اس لئے مجھ کو چوری میں متہم کیا۔ اور چونکہ مجھ کو میرے پدر دوست رکھتے تھے اس لئے بھائیوں نے مجھ پر حسد کیا اور بلا میں گرفتار کیا اور زینچا مجھ کو دوست رکھتی تھی تو اس کے مکر کے سبب سے قید خانہ میں پڑا ہوں۔ امام نے فرمایا کہ یوسفؑ زندان میں حق تعالیٰ سے شکایت کرتے تھے کہ کس گناہ پر میں زندان کا مستحق ہوا۔ خدا نے ان پر وحی کی کہ تم نے خود زندان کو اختیار کیا۔ جس وقت کہ کہا کہ پروردگار قید خانہ کو اس سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں جس کی طرف یہ عورتیں مجھے مائل کرتی ہیں۔ کیوں نہ کہا کہ عافیت کو میں اس سے محبوب رکھتا ہوں جس کی طرف یہ عورتیں دعوت دیتی ہیں۔

بسنده معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب برادران یوسفؑ نے ان کو کنویں میں ڈالا جبرئیلؑ کنویں میں ان پر نازل ہوئے اور کہا ہا جزا دے تم کو کس نے یہاں پانی میں پھینک دیا کہا میرے بھائیوں نے چونکہ میں اپنے باپ کے نزدیک قرب و منزلت رکھتا تھا۔ اس سبب سے حسد کیا۔ اور مجھ کو کنویں میں ڈال دیا۔ جبرئیلؑ نے کہا کیا چاہتے ہو کہ اس کنویں سے نکلو۔ کہا خدائے ابرہیم واسحق و یعقوبؑ کو اختیار ہے جبرئیلؑ نے کہا وہ فرماتا ہے کہ اس دُعا کو پڑھو۔ اللہم انی اسئلك بان لك الحمد کله لا الہ الا انت الحمد المثنان بدیع السلوات والارض ذوالجلول والاکرام صل علی محمد وال محمد واجعل من امری فرجا ومخرجا وارزقنی من حیث احتسب ومن حیث لا احتسب۔ جب یوسفؑ نے اس دُعا کے فوراً سے اپنے پروردگار سے مناجات کی خدا نے ان کو کنویں سے نجات بخشی اور زینچا کے مکر سے بچایا اور مصر

کی بادشاہی عطا فرمائی۔ اس طرح سے کہ ان کو گمان بھی نہ تھا۔

بند منبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا جبریلؑ ان کے لئے ایک جامہ بہشت لائے اور ان کو پہنایا کہ اس پر گرمی اور سردی کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ جب ابراہیمؑ کی وفات کا زمانہ قریب آیا جو بازو بند ان کے پاس تھا اسحقؑ کو باندھ دیا۔ اور اسحقؑ نے یعقوبؑ کو باندھا جب یوسفؑ پیدا ہوئے یعقوبؑ نے اس کو ان کے گلے میں لٹکا دیا۔ اور وہ ان کے گلے میں ان حالات میں بھی تھا۔ جو ان پر گذر گئے۔ جب یوسفؑ نے پیراہن کو تعویذ کے درمیان سے مصر میں نکالا۔ یعقوبؑ نے فلسطین شام میں اس کی بو سونگھی اور کہا میں یوسفؑ کی بو سونگھ رہا ہوں۔ اور وہ وہی پیراہن تھا۔ جو بہشت سے لایا گیا۔ راوی نے کہا آپ پر فدا ہوں پھر وہ پیراہن کس کے پاس پہنچا۔ فرمایا کہ اپنے اہل کے پاس پہنچا پھر فرمایا کہ ہر ایک پیغمبر نے کوئی علم یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز جو میراث میں چھوڑی سب رسولؐ خدا کو ملی اور ان سے ان کے وصیتوں کو ملی یعقوبؑ فلسطین میں تھے جب قافلہ مصر سے روانہ ہوا یعقوبؑ کو پیراہن کی بو معلوم ہوئی اور اس کی خوشبو وہ بھی جو بہشت سے لائی گئی اور وہ ہم تک میراث میں پہنچی ہے۔ اور وہ ہمارے پاس ہے۔

بند مثنیٰ حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ فرزند ان یعقوبؑ کے درمیان ایسا حکم تھا کہ جب کوئی شخص چوری کرتا اس کو غلامی میں لے لیتے تھے یوسفؑ جبکہ بچے تھے اپنی بھوپھی کے پاس رہتے تھے اور وہ ان کو بہت دوست رکھتی تھیں۔ اسحقؑ کا ایک کمر بند تھا جس کو انہوں نے یعقوبؑ کو دے دیا تھا۔ اور وہ کمر بند ان کی بہن کے پاس تھا۔ جب یعقوبؑ نے چاہا کہ یوسفؑ کو ان کے پاس سے لے جائیں۔ تو وہ بہت رنجیدہ ہوئیں اور کہا رہنے دو میں بھیج دوں گی۔ پھر کمر بند کو ان کے کپڑوں کے نیچے کمر میں باندھ دیا۔ جب یوسفؑ اپنے باپ کے پاس آئے ان کی بھوپھی بھی آئیں اور کہا میرے پاس سے کمر بند چوری ہو گیا ہے۔ اور تلاش کرنے لگیں آخر کار یوسفؑ کے کمر سے کھولا اور کہا یوسفؑ نے میرا کمر بند چرایا ہے۔ میں ان کو غلامی میں لیتی ہوں اسی جیل سے یوسفؑ کو اپنے پاس لے گئیں یہ تھی مراد برادران یوسفؑ کی۔ جبکہ بنی امین کو یوسفؑ نے روک لیا تھا۔ اور ان کے بھائیوں نے کہا کہ اگر اس نے چوری کی تو (کیا تعجب ہے) اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی۔

علی بن ابراہیمؑ نے روایت کی ہے کہ جب برادران یوسفؑ پیراہن کو لائے اور

یعقوب کی آنکھوں پر رکھا ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ میں خدا سے جو کچھ جانتا ہوں تم نہیں جانتے ان لوگوں نے کہا بابا جان خدا سے ہمارے گناہوں کے لیے آمرزش طلب کیجئے کیونکہ ہم نے خطا کی ہے کہا اس کے بعد تمہارے بیٹے طلب آمرزش کرونگا یقیناً وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

بند معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ یعقوب نے دعائیں سحر تک تاخیر کی کیونکہ سحر کی دعا مستجاب ہے۔ اور دوسری روایت میں فرمایا کہ شب جمعہ کی سحر تک تاخیر کی!

روایت میں ہے کہ جب یعقوب اور ان کے اہل و عیال مصر میں داخل ہوئے۔ یعقوب اور برادران یوسف سب کے سب سجدہ میں گر پڑے اس وقت یوسف نے کہا اے پدر یہ تھی اس خواب کی تعبیر جو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ خدا نے میرے خواب کو سچ کر دکھایا اور مجھ پر احسان کیا کہ قید خانہ سے نجات بخشی اور آپ لوگوں کو قریب سے میرے پاس تک پہنچا دیا بہ تحقیق کہ میرا پروردگار صاحب لطف و احسان ہے۔ اور جو کچھ وہ چاہتا ہے لطف و تدبیر کے ساتھ عمل میں لاتا ہے اور یقیناً وہ دانا اور حکیم ہے۔

بند معتبر منقول ہے کہ امام علی نقیؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ یعقوب اور ان کے فرزندوں نے یوسف کو کیونکہ سجدہ کیا حالانکہ وہ لوگ پیغمبر تھے فرمایا کہ ان لوگوں نے یوسف کو سجدہ نہیں کیا بلکہ ان کا سجدہ طاعت خدا اور تحیت یوسف تھا جس طرح کہ ملائکہ کا سجدہ آدم کے لئے طاعت خدا تھا۔ پھر یعقوب اور ان کے فرزندوں نے مع یوسف کے سجدہ شکر کیا خدا کے شکر یہ کہ بے ان لوگوں کو ایک دوسرے سے اس نے ملا دیا کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ جس وقت یوسف نے مقام شکر میں کہا کہ پروردگار! بہ تحقیق کہ تو نے مجھ کو ملک و بادشاہی عطا کی اور اس سے زیادہ عام بات خوابوں کی تعبیر کا علم اور تمام علوم عطا فرمائے اور میرے امور کا دنیا و آخرت میں تو ہی متکفل اور معین ہے۔ خداوندانجھ کو اپنی اطاعت اور دین اسلام پر موت دینا اور مجھ کو صالحین سے ملحق کرنا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جبریلؑ یوسفؑ پر نازل ہوئے اور کہا اپنے ہاتھ کو باہر نکالو جب انہوں نے ہاتھ باہر کیا ان کی انگلیوں کے درمیان سے ایک نور نکل گیا یوسفؑ نے جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ نور کیسا تھا۔ کہا یہ پیغمبری تھی خدا نے تمہارے صلب سے باہر کر دی اس سبب سے کہ تم اپنے باپ کی تعظیم کو نہیں اٹھتے تو خدا نے نور پیغمبری کو یوسفؑ سے نکال لیا تھا۔ تاکہ ان کے فرزند پیغمبر نہ ہوں۔ اور ان کے بھائی لاوی کے فرزندوں میں پیغمبری قرار دی کیونکہ جب ان کے بھائیوں نے چاہا کہ یوسفؑ کو مار ڈالیں

لاوی نے کہا کہ مارو نہیں بلکہ کنویں میں ڈال دو۔ اس کی جزا میں کہ یوسفؑ کے قتل میں مانع ہوئے پیغمبری کو ان کے صلب میں قرار دیا اور اسی طرح جب براہِ ران یوسفؑ نے بنیامین کے قید ہونے کے بعد چاہا کہ خدمتِ پدر میں واپس آئیں لاوی نے کہا کہ زمینِ مصر سے حرکت نہ کروں گا جب تک کہ میرے باپ اجازت نہ دیں یا خدا کوئی حکم میرے لیے فرمائے اور سب سے بہتر حکم کرنے والا وہی ہے خدا نے ان کی یہ بات بھی پسند کی اور اس کے بعد پیغمبری ان کی اولاد میں پھیر دی اس لئے پیغمبران بنی اسرائیل سب کے سب لاوی کے فرزندوں میں سے تھے موسیٰؑ بھی ان ہی کے فرزندوں میں سے تھے۔ یعنی موسیٰؑ پسرِ عمران پسرِ یصہر پسرِ فاہت پسرِ لاوی تھے۔ الغرض یعقوبؑ نے یوسفؑ سے کہا کہ اے پسرِ مجھ سے بیان کرو کہ تمہارے ساتھ بھائیوں نے کیا کیا جس وقت کہ تم کو میرے پاس سے لائے یوسفؑ نے کہا بابا جان مجھ کو اس امر سے معاف رکھیے کہا اچھا تمام باتیں نہیں کہنا چاہتے ہو کچھ تو بیان کرو۔ کہا جس وقت مجھ کو کنویں کے پاس لے گئے اور کہا پیرا ہن کو اتارو۔ میں نے کہا بھائیو! خدا سے ڈرو۔ اور مجھ کو برہنہ نہ کرو تو چاہو میرے سامنے پھینچ کر کہا کہ اگر کپڑے نہ اتارو گے تو تم کو مار ڈالیں گے پس مجبوراً میں نے کپڑے اتارے اور ان لوگوں نے مجھ کو عریاں کنویں میں ڈال دیا۔ جب یعقوبؑ نے یہ سنا ایک نعرہ کیا اور بیہوش ہو گئے۔ پھر جب ہوش میں آئے کہا اے فرزندِ بیان کرو پھر کیا ہوا کہا بابا جان میں آپ کو ابراہیمؑ و اسحاقؑ و یعقوبؑ کے خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ آپ مجھے اس امر سے معاف رکھیے۔ تو یعقوبؑ خاموش ہو گئے۔

روایت میں ہے کہ قحط کے زمانہ میں عزیز مصر کا انتقال ہو گیا اور زلیخا محتاج ہو گئیں اس حد تک کہ لوگوں سے سوال کرتی تھیں اور یوسفؑ بادشاہ ہوئے اور ان کو لوگ عزیز مصر کہتے تھے۔ ایک بار لوگوں نے زلیخا سے کہا کہ عزیز کے راستہ پر بیٹھ جاؤ شاید وہ تم پر رحم کریں کہ میں ان سے نخل ہوں لوگوں نے جب اصرار کیا تو وہ یوسفؑ کے راستہ پر بیٹھیں جب آنحضرتؐ کو کنبہ شاہی کے ساتھ ادھر سے گذرے زلیخا اٹھیں اور کہا پاک ہے وہ خدا جو بادشاہوں کو اپنی معصیت کے سبب سے غلام بناتا ہے اور غلاموں کو اپنی اطاعت کی وجہ سے بادشاہ بنا دیتا ہے۔ یوسفؑ نے کہا تم زلیخا ہو۔ پھر حکم دیا تو ان کو حضرت کے دولت کدہ پر لوگ لے گئے۔ اس وقت زلیخا بہت ضعیف ہو گئی تھیں یوسفؑ نے ان سے کہا کہ کیا تم نے میرے ساتھ ایسا اور ایسا نہیں کیا کہ اے پیغمبرِ خدا کچھ کمالات نہ کیجئے کیونکہ میں تین بلاؤں میں مبتلا تھی جن میں کوئی شخص مبتلا نہیں ہوا تھا پوچھا وہ کیا۔ کہا

تمہاری محبت میں مبتلا تھی۔ اور خدا نے دنیا میں تمہاری نظیر نہیں خلق کی ہے اور حسن و جمال میں مبتلا تھی ایسی کہ میری نگاہ سے زیادہ کوئی مقبول عورت نہ تھی اور کسی کے پاس مجھ سے زیادہ دولت نہ تھی اور میرا شوہر نامزد تھا۔ پھر یوسف نے ان سے کہا کہ کیا حاجت رکھتی ہو کہا جاسکتی ہوں کہ آپ دعا کیجئے کہ خدا میری جوانی واپس کرے۔ یوسف نے دعا کی اور خدا نے ان کو جوان کر دیا۔ یوسف نے ان سے عقد کیا اور وہ باکرہ تھیں۔ (یہاں تک علی بن ابراہیم کی روایت تھی اور اکثر مضامین اس روایت کے بہت سی معتبر روایتوں میں وارد ہیں جس کو ہم نے اختصار کے خیال سے ترک کر دیا۔ مولف)

ابن بابویہ نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا کہ خدا کی بعض کتابوں میں میں نے دیکھا ہے کہ یوسف اپنے شکر کے ساتھ زلیخا کے پاس سے گذرے اور وہ ایک گھنڈر پر بیٹھی تھیں جب زلیخا نے اسباب سلطنت اور آنحضرت کی شوکت مشاہدہ کی کہا۔ حمد و سپاس اس خدا کے لئے زیبا ہے جو بادشاہوں کو ان کے گناہوں کے سبب سے غلام بنا دیتا ہے اور غلاموں کو ان کی اطاعت کے سبب سے بادشاہ قرار دیتا ہے میں محتاج ہو گئی مجھے کچھ صدقہ دیجئے یوسف نے کہا خدا کی نعمت کو حقیر سمجھنا اور اس کا کفران کرنا اس کیلئے ہمیشہ کی رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے۔ لہذا خدا کی جانب بازگشت کرو تا کہ تمہارے گناہ کے دھبہ کو آبِ توبہ سے دھو دے یہ تحقیق دعا کی مقبولیت کا محل اور اس کے لئے دلوں کی پاکیزگی اور اعمال کی نیکی اور صفائی کی شرط ہے۔ زلیخا نے کہا ابھی توبہ و انابت اور گذشتہ غلطیوں کے تدارک سے فراغت نہیں پائی ہے اور خدا سے شرم کرتی ہوں کہ عفو کے مقام میں آؤں اور اس ذاتِ مقدس سے طلبِ رحمت کروں حالانکہ ابھی آنسو نہیں بہے ہیں۔ اور دل سے اپنی تدامت کے حق کی ادائیگی نہیں ہوئی ہے۔ اور طاعات کے طرف میں گزشتہ نہیں ہوئی ہے یوسف نے کہا۔ توبہ کرو اور اس کے شرائط میں پھر کوشش اور اہتمام کرو۔ کیونکہ راہِ علی بھلی ہوئی ہے۔ اور دعا کا تیر قبولیت کے نشانہ پر پہنچتا ہے قبل اس کے کہ عمر کے ایام اور گھڑیاں ختم ہوں اور حیات کی مدت تمام ہو زلیخا نے کہا میرا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اگر آپ میرے بعد رہ گئے تو عنقریب سن لیں گے۔ پھر یوسف نے فرمایا کہ گائے کی کھال سوئے سے بھر کر ان کو دے دی جائے زلیخا نے کہا کہ روزی یقیناً خدا کی جانب سے مقرر ہے اور پہنچتی ہے میں روزی کی زیادتی اور راحت و عیش زندگانی کو نہیں چاہتی جب تک کہ خدا کے غضب میں گرفتار ہوں۔ اس کے بعد یوسف کے بعض فرزندوں نے کہا کہ یہ عورت کون تھی جس کے لئے ہمارا جگر پارہ پارہ ہو گیا اور دل نرم ہو گیا فرمایا کہ یہ

راحت و شادمانی کی دلیہ ہے جو اب وام انتقام الہی میں گرفتار ہے۔ پھر یوسفؑ نے زلیخا کے ساتھ عقد کیا جب ان سے ہم بستر ہوئے ان کو باکرہ پایا پوچھا تم باکرہ کیونکر رہ گئیں حالانکہ مدتوں شوہر کے ساتھ بسر کی کہا میرا شوہر نامرود تھا اور مقاربت پر قادر نہ تھا۔

حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب زلیخا یوسفؑ کے راستہ پر بیٹھیں اور آنحضرتؐ نے ان کو پہچانا فرمایا واپس چلو کہ میں تم کو غنی کر دوں گا۔ پھر ایک لاکھ درہم اوروں کے لئے بھیجا۔

بسنہ معتبر منقول ہے کہ ابوبصیر نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ یوسفؑ نے کنویں میں کون سی دعا پڑھی جس سے ان کو نجات حاصل ہوئی فرمایا کہ جب وہ کنویں میں پھنسے گئے اور نادم ہو گئے کہا۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ الْخَطَايَا وَالَّذِ نُوْبُ قَدْ اَخْلَقْتَ وَجْهِيْ عِنْدَكَ فَكِّرْ تَرْفَعْ لِيْ اِلَيْكَ صَوْقًا وَلَنْ تَسْتَجِيْبَ لِيْ وَغَوْهٌ فَاِنِّيْ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ الشَّيْخِ يَعْقُوْبٍ فَاَرْحَمُ ضَعْفَةٍ وَاجْمَعُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ فَقَدْ عَلِمْتُ رَفْتَهُ عَلَيَّ وَشَوْقِيْ اِلَيْهِ

یعنی خداوند اگر میرے گناہوں اور خطاؤں نے میرے چہرے کو تیرے نزدیک ذلیل کر دیا ہے تو میرے لئے اپنے نزدیک کوئی آواز نہیں بلکہ کرتا اور نہ میرے لئے کسی دعا کو مستجاب کرتا ہے تو میں تجھ سے مرویہ یعقوبؑ کے حق سے سوال کرتا ہوں پس ان کے ضعف پر رحم کر اور مجھے اور اس کو یکجا کرے کیونکہ تو یقیناً مجھ پر ان کی رقت اور ان کے لئے میرے شوق کو جانتا ہے۔ ابوبصیر نے کہا کہ اس کے بعد حضرت صادقؑ رُوئے اور فرمایا کہ میں دعا میں یہ کہتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ الْخَطَايَا وَالَّذِ نُوْبُ قَدْ اَخْلَقْتَ وَجْهِيْ عِنْدَكَ فَكِّرْ تَرْفَعْ لِيْ اِلَيْكَ صَوْقًا فَاِنِّيْ اَسْأَلُكَ بِكَ فَلَيْسَ كَمَثَلِهِ شَيْئٌ وَاَتُوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ

حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اس دعا کو پڑھو اور بہت پڑھو کیونکہ میں ہم سخیوں اور عظیم بلاؤں کے موقع پر بہت پڑھتا ہوں۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب زلیخا یوسفؑ صلوات اللہ علیہ کے پاس زندان میں آئے اور کہا ہر نماز واجب کے بعد تین مرتبہ اس کو پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِيْ مِنْ اَمْرِئِيْ فَرْجًا وَمَخْرَجًا وَارْزُقْنِيْ مِنْ حَيْثُ اَحْتَسِبُ وَمِنْ حَيْثُ لَوْ اَحْتَسِبُ۔

حضرت صادقؑ کی دعا جو سخیوں اور بلاؤں میں پڑھنی چاہیے۔

شیخ طوسی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت یوسفؑ ماہ محرم کی تیسری تاریخ کو قید خانہ سے رہا ہوئے اور ابن بابویہ علیہ الرحمۃ نے بسند معتبرہ عبد اللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آل یعقوبؑ کو بھی مثل دوسروں کے فحط سے تکلیف ہوئی یعقوبؑ علیہ السلام نے اپنے فرزندوں کو جمع کیا اور کہا میں نے سنا ہے کہ مصر میں غلہ ارزاں فروخت ہوتا ہے اور مالک غلہ

لوگوں کو روکتا نہیں بلکہ غم سے کہ جلد روانہ کر دیتا ہے لہذا تم لوگ جاؤ اور اُس سے غم خریدو انشاء اللہ وہ تمہارے ساتھ احسان کرے گا۔ فرزند ان یعقوب نے اپنا سامان سفر لیا۔ اور روانہ ہوئے جب مصر میں وارد ہوئے اور یوسف کی خدمت میں پہنچے آپ نے ان کو پہچانا لیکن ان لوگوں نے آپ کو نہیں پہچانا۔ یوسف نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو کہا ہم فرزند ان یعقوب پسر اسحق پسر ابراہیم خلیل خدا ہیں اور کنعان کے پہاڑ سے آئے ہیں یوسف نے کہا تو تم لوگ تین پیغمبروں کی اولاد ہو لیکن تم صاحبان علم و حلم نہیں ہو اور نہ تم میں وقار و خشوع ہے شاید تم لوگ کسی بادشاہ کے جاسوس ہو گے اور میرے شہر میں جاسوسی کے لئے آئے ہو گے۔ کہا اے بادشاہ ہم لوگ جاسوس نہیں ہیں اور نہ اصحاب حرب ہیں اور اگر تم کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے باپ کون ہیں تو یقیناً تم ہم کو گرامی رکھو گے۔ وہ پیغمبر خدا ہیں اور پیغمبر خدا کے فرزند ہیں اور بہت اندوہناک ہیں۔ یوسف نے پوچھا کس سبب سے ان کو اندوہ عارض ہوا ہے حالانکہ وہ پیغمبر ہیں اور پیغمبر زادہ ہیں اور ان کی جگہ بہشت ہے اور تم لوگوں کے ایسے تندرست و توانا بہت سے ان کے فرزند ہیں شاید ان کا حزن تمہاری جہالت، بیوقوفی، جھوٹ اور مکر و فریب کی وجہ سے ہو گا۔ ان لوگوں نے کہا۔ اے بادشاہ ہم لوگ نادان و احمق نہیں ہیں اور نہ ان کا غم ہماری وجہ سے ہے لیکن ان کے ایک فرزند تھا جو سن کے لحاظ سے ہم سے بہت چھوٹا تھا۔ اس کا نام یوسف تھا۔ ایک روز ہمارے ساتھ شکار کے لئے نکلا اور اس کو بھیڑ یا کھا گیا اسی روز سے ہمارے والد اب تک براہِ محزون اور غمگین رہتے ہیں۔ یوسف نے پوچھا تم سب بھائی ایک باپ سے ہو کہا ہمارے باپ تو ایک ہیں لیکن ماں متفرق ہیں فرمایا کہ تمہارے باپ نے کیوں اپنے تمام فرزندوں کو بھیجا اور ایک کو اپنے پاس روک لیا تاکہ ان کا مؤنس ہو اور اس سے ان کو راحت ملے کہا انہوں نے ہمارے ایک بھائی کو جو ہم سب سے بہت چھوٹا تھا اپنے پاس روک لیا فرمایا کہ کیوں اسی کو تم میں سے انہوں نے اختیار کیا کہا اس لئے کہ یوسف کے بعد ہم سب میں اسی کو زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ یوسف نے کہا میں تم میں سے ایک کو اپنے پاس روکے لیتا ہوں بقیہ سب لوگ اپنے باپ کے پاس جا کر میرا سلام پہنچاؤ اور کہو کہ اس فرزند کو جس کو تم کہتے ہو کہ انہوں نے اپنے پاس روک لیا ہے میرے پاس بھیج دیں تاکہ وہ مجھ سے بیان کرے کہ ان کے غم کا کیا باعث ہوا ہے۔ اور کیوں وہ پیری کے وقت سے پہلے ضعیف ہو گئے اور ان کے گریہ اور ناہینا ہونے کا کیا سبب ہے۔ یہ سن کر ان لوگوں نے اپنے درمیان قرعہ ڈالا۔ قرعہ شمعون کے نام نکلا یوسف نے ان کو اپنے پاس روک لیا اور ان کے لئے کھانے کا انتظام کر دیا۔ ان کے دوسرے بھائی واپس روانہ ہو گئے۔ جب بھائیوں نے

شعون کو رخصت کیا۔ شعون نے کہا بھائیو! دیکھتے ہو کہ میں کس امر میں مبتلا ہوں۔ میرے پدر کو میرا سلام کہو۔ جب وہ لوگ یعقوبؑ کے پاس آئے کمزور آواز سے ان کو سلام کیا۔ آپ نے پوچھا کہ کیوں اس قدر کمزور آواز سے تم نے سلام کیا۔ اور کیوں تم میں اپنے دوست شعون کی آواز مجھ کو نہیں سنائی دیتی ہے کہ آپ کے پاس ہم اس کی طرف سے آئے ہیں جس کا ملک تمام بادشاہوں سے بہت زیادہ ہے۔ اس کے مقابل کا ہم نے کسی کو حکمت و دانائی و خشوع و سکینہ و وقار میں نہیں پایا با جان اگر کو آپ کا مثل ہے تو وہی ہے لیکن ہم اس گھر کے رہنے والے ہیں جو بلا کے واسطے خلق ہونے پر بادشاہ نے ہم کو ہتم کیا اور کہا کہ میں تمہاری باتوں کا اعتبار نہیں کرتا جب تک تمہارے پدر بنیام کو نہ بھیجیں اور ان کے ذریعہ سے پیغام بھیجیں کہ ان کے حزن اور پیری اور گریہ کرنے اور ناہ ہونے کا کیا سبب ہے، یعقوبؑ نے گمان کیا کہ یہ بھی فریب ہے جو ان لوگوں نے کیا ہے تاکہ بنیامین کو ان کے پاس سے جدا کر دیں۔ کہا میرے فرزند و تمہاری عادت بُری عادت۔ جس طرف جاتے ہو تم میں سے ایک کم ہو جاتا ہے میں اس کو تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا۔ جس فرزندوں نے اپنا سامان کھولا دیکھا کہ ان کے مال غد میں موجود ہیں اور ان کو واپس دیدہ گئے ہیں جس کی ان کو خبر نہ تھی۔ خوش خوش اپنے باپ کے پاس آئے اور کہا کوئی اس بادشاہ کے مثل نہیں دیکھا گیا۔ وہ گناہ سے تمام لوگوں سے زیادہ پرہیز کرتا ہے۔ ہمارے مال قیمت طعام کے لئے اس کے واسطے ہم لوگ لے گئے تھے گناہ کے خوف سے ہم کو واپس کر دیا ہے۔ اسی مال کو ہم لے جائیں گے اور اپنے گھر والوں کے واسطے غلہ لائیں گے، اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے۔ اور اس کے واسطے ایک شتر بار اور حاصل کریں گے یعقوبؑ نے کہا تم جانتے ہو کہ بنیامین تم میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے یوسفؑ کے بعد مجھے اس کے ساتھ اُس ہے اور وہ تمہارے درمیان میری راحت کا باعث ہے میں اس کو تمہارا ساتھ نہ بھیجوں گا۔ جب تک کہ تم خدا کے لئے مجھ سے عہد نہ کرو گے کہ اس کو میرے پاس واپس لاؤ گے۔ مگر یہ کہ تم کو ایسا امر و پریش ہو جس سے تمہارا اختیار نہ چلے، یہ سن کر بہو داسا صغانت کی اور وہ لوگ بنیامین کو اپنے ساتھ لے کر مصر کی جانب متوجہ ہوئے جب یوسفؑ کی خدمت میں پہنچے حضرت نے دریافت کیا آیا میرا پیغام اپنے پدر کو پہنچا دیا ان لوگ نے کہا ہاں، اور جواب میں اپنے بھائی کو لائے ہیں جو چاہے اس سے پوچھ لیجئے یوسفؑ نے پوچھا صاحبزادے تمہارے پدر نے کیا پیغام بھیجا ہے بنیامین نے کہا مجھ کو آپ پاس بھیجا ہے اور سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ نے میرے پاس پیغام بھیج کر میرے اور قبل از وقت پیر ہونے، رونے اور ناہینا ہونے کا سبب دریافت کیا ہے۔ تو

شخص آخرت کو زیادہ یاد کرتا ہے اس کا حزن و اندوہ زیادہ ہوتا ہے اور میرا بڑا ہا پا وقت سے پہلے روز قیامت کی یاد کے سبب سے ہے اور مجھ کو میرے حبیب یوسف کے غم نے رولا یا اور میری آنکھوں کو بے نور کر دیا ہے۔ اور مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ میرے غم کے سبب سے آپ بھی محزون ہوئے۔ اور میرے معاملہ میں اہتمام کیا ہے تو خدا آپ کو جزائے خیر اور ثواب عظیم کرامت فرمائے اور آپ کا مجھ پر اس سے زیادہ کوئی احسان نہ ہو گا کہ میرے فرزند بنیامین کو جلد میرے پاس واپس بھیج کر مجھے شاد کیجئے کیونکہ یوسف کے بعد اس کو تمام فرزندوں سے بہت زیادہ دوست رکھتا ہوں میں اپنی حشرت میں اس سے انس حاصل کروں گا۔ اور اپنی تنہائی کو اس سے دور کروں گا۔ اور میرے لئے آرزو بھی جلد بھیجے جس سے اپنے خیال کے امر میں مدد حاصل کروں گا۔ جب یوسف نے اپنے پدر کا پیغام سنا گریہ لگو گریہ ہوا۔ اور صبر نہ کر سکے اٹھے اور مکان میں داخل ہو کر بہت روئے پھر باہر آئے اور حکم دیا تو ان لوگوں کے لئے کھانا لایا گیا۔ فرمایا کہ دو دو آدمی جو ایک مال کے بطن سے ہوں ایک ایک خوان پر بیٹھیں یہ سب کے سب بیٹھ گئے مگر بنیامین کھڑے ہے یوسف نے کہا تم کیوں نہیں بیٹھتے کہا میرا کوئی بھائی موجود نہیں ہے جو میری ماں سے پیدا ہوا ہو۔ یوسف نے کہا کیا تمہارا کوئی حقیقی بھائی نہ تھا۔ کہا تھا۔ پوچھا کیا ہوا جواب دیا۔ کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کو بھیڑ یا کھا گیا۔ پوچھا تم کو اس کا غم کس قدر ہے کہا میرے بارہ فرزند ہوئے ہیں میں نے سب کے نام اپنے بھائی کے نام سے اشتقاق کیا ہے کہا ایسے بھائی کے بعد ہاتھ عورتوں کے گلے میں تم نے ڈالا۔ اور فرزند پیدا کئے بنیامین نے کہا میرے باپ مرد صالح ہیں انہوں نے مجھے حکم دیا کہ خواستگاری کرو شاید تم سے ایسی اولادیں پیدا ہوں جو زمین کو بیسج خدا سے سنگین کریں اور دوسری روایت کے مطابق لا الہ الا اللہ کہنے سے (زمین کو قائم رکھیں) یوسف نے کہا اچھا آؤ میرے خوان پر بیٹھو، برادران یوسف نے کہا کہ خدا یوسف اور اس کے بھائی کو ہمیشہ ہم پر فوقیت دیتا ہے یہاں تک کہ بادشاہ نے اس کو اپنے ساتھ خوان پر بٹھایا۔ اس کے بعد یوسف نے فرمایا تو پیمانہ کو بنیامین کے بار میں پوشیدہ کر دیا جب لوگوں نے تلاش کیا تو ان کے بار میں نکلا اس لئے روک لیا۔ جب ان کے بھائی یعقوب کے پاس گئے اور قصہ بیان کیا۔ یعقوب نے کہا میرا پسہ چوری نہیں کرتا۔ تم نے اس بار سے میں بھی فریب کیا پھر فرزندوں کو حکم دیا کہ بار دیگر مصر جائیں اور عزیز مصر کو نامہ لکھا اور ان سے لطف و مہربانی کے طالب ہوئے اور سوال کیا کہ ان کے فرزند کو ان کے پاس واپس بھیج دے جب فرزند ان یعقوب یوسف کی خدمت میں پہنچے اور باپ کا خط ان کو دیا۔ انہوں نے پڑھا اور ضبط نہ کر سکے گریہ غالب ہوا۔ اور اٹھ کر مکان میں داخل ہوئے اور کچھ دیر روئے جب

باہر آئے بھائیوں نے کہا اے عزیز مصر ہم کو تمہاری مہربانی اور مروت معلوم ہو چکی ہے اور ہم قحط و گرسنگی میں گرفتار ہیں اور ہماریے پاس سرمایہ کم ہے لہذا ہماریے سرمایہ کا خیال نہ کیجئے اور ہم کو پورا پیمانہ دیجئے اور کافی غلہ دینے سے قبل ہمیں ہمارے بھائی کو بھیک میں دیجئے یقیناً خدا الصمدق کرنے والوں کو اچھی جزا دیتا ہے یوسف نے کہا آیا جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا جس وقت کہ تم لوگ نادان تھے۔ ان لوگوں نے کہا شاید تم یوسف ہو کہا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے خدا نے مجھ پر احسان کیا ہے اور جو بلاؤں پر صبر و پریزگاری اختیار کرتا ہے تو خدا نیک کام کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ پھر یوسف نے کہا کہ وہ لوگ یعقوب کے پاس واپس جائیں اور فرمایا کہ میرا پیرا ہن لے جاؤ اور میرے پدر کے چہرے پر رکھ دو تاکہ وہ بینا ہو جائیں اور سب لوگ مع اہل و عیال کے میرے پاس آؤ۔ اس وقت جبریلؑ یعقوب پر نازل ہوئے اور کہا چاہتے ہو کہ تم کو کوئی دعا تعلیم کروں کہ اسے جس وقت پڑھو گے تمہارے دونوں آنکھیں تم کو واپس مل جائیں گی کہا ہاں جبریلؑ نے کہا وہی پڑھو جو تمہارے باپ آدمؑ نے پڑھا تھا اور (جس کے ذریعہ سے) خدا نے ان کی توبہ قبول کی تھی۔ اور جو کچھ نوحؑ نے کہا تھا صبر کے سبب سے ان کی کشتی جو دی پر ٹھہری تھی اور انہوں نے غرق ہونے سے نجات پائی اور جو کچھ تمہارے پدر ابراہیمؑ نے کہا تھا جس وقت کہ ان کو آگ میں ڈالا گیا اور ان کلمات کے ذریعہ سے خدا نے آگ کو ان پر سرد اور سلامت کیا یعقوبؑ نے کہا اے جبریلؑ بتاؤ وہ کلمات کیا ہیں جبریلؑ نے کہا۔ کہو پروردگار میں تجھ سے بحق محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسینؑ سوال کرتا ہوں کہ یوسفؑ و بنیامین دونوں کو مجھ سے بلا دے اور میری آنکھیں مجھے عطا فرما۔ یعقوبؑ نے ابھی یہ دعا تمام نہیں کی تھی کہ خوشخبری دینے والا آیا اور پیرا ہن یوسفؑ کو ان کے چہرہ پر رکھا اور وہ بینا ہو گئے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یوسفؑ داخل زندان ہوئے ان کی عمر بارہ سال کی تھی اور اٹھارہ سال تک زندان میں رہے اور رہا ہونے کے بعد اسی سال تک زندہ رہے تو آنحضرتؐ کی عمر ایک سو دس سال ہوئی۔

دوسری معتبر حدیث میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ یعقوبؑ نے یوسفؑ کے لئے اس قدر گریہ کیا کہ ان کی آنکھیں ضائع ہو گئیں۔ یہاں تک کہ ان سے (ان کے فرزندوں نے) کہا کہ ہمیشہ یوسفؑ کو آپ یاد کرتے ہیں نتیجہ یہ ہو گا کہ بیمار ہو جائیں گے یا ہلاکت کے قریب پہنچیں گے یا ہلاک ہو جائیں گے۔ اور یوسفؑ علیہ السلام نے یعقوبؑ کی مفارقت پر اس قدر گریہ کیا کہ اہل زندان کو اذیت ہونے لگی اور ان لوگوں نے کہا یا تو آپ رات کو گریہ کیجئے اور دن میں

خاموش رہیے اور یادوں کو رو یا کیجئے اور رات کو چپ رہیے اور اس سے قبل معتبر حدیث میں ذکر ہو چکا کہ یوسفؑ اُن پیغمبروں میں تھے جو پیغمبری کے ساتھ بادشاہی رکھتے تھے، اور ان حضرت کی سلطنت میں مصر اور اُس کے صحرا تھے اور سلطنت اس سے آگے نہ بڑھی۔

بند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یعقوبؑ اور عیسیٰؑ جوڑواں پیدا ہوئے تھے لیکن پہلے عیسیٰؑ پیدا ہوئے تھے۔ اور بعد میں یعقوبؑ اسی سبب سے ان کا نام یعقوبؑ رکھا گیا کیونکہ عیسیٰؑ کے عقب میں پیدا ہوئے۔ اور یعقوبؑ کو اسرائیل کہتے تھے یعنی خدا کا بندہ اس لئے کہ اسرائیل کے معنی بندہ کے ہیں اور ایل خدا کا نام ہے اور دوسری روایت کی بنا پر اسرائیل کے معنی قوت یعنی قوت خدا۔

کعب الاحبار سے روایت کی گئی ہے کہ یعقوبؑ بیت المقدس کی خدمت کرتے تھے، اور بیت المقدس میں جو سب سے پہلے داخل ہوتا تھا۔ اور سب کے بعد نکلتا تھا آنحضرت ہی تھے وہ بیت المقدس کی قندیلیں روشن کر دیتے تھے اور جب صبح کو جا کر دیکھتے تھے تو قندیلوں کو بجھی ہوئی پاتے اس لئے ایک رات تاک میں بیٹھے ناگاہ دیکھا کہ ایک جن قندیلوں کو خاموش کر رہا ہے، حضرت نے اس کو پکڑا اور بیت المقدس کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ یعقوبؑ نے اس جن کو قید کر رکھا ہے وہ مسجد کے ستون سے باندھا ہوا ہے۔ اس کا نام ایل تھا۔ اسی سبب سے اُن کو اسرائیل کہنے لگے۔

بند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بنیامین کو یوسفؑ نے قید کر لیا یعقوبؑ نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی اور کہا خداوند کیا مجھ پر تو رحم نہ کرے گا میری دونوں آنکھیں اور دونوں فرزند کو تو نے لے لیا۔ خدا نے اُن پر وحی کی کہ اگر اُن کو میں نے مار ڈالا ہو گا تو یقیناً زندہ کر دوں گا۔ اور ان کو تم سے بلا دوں گا۔ لیکن کیا تم کو وہ گوسفند یاد نہیں آتا ہے جس کو تم نے ذبح کر کے بریاں کیا اور کھایا اور فلاں شخص تمہارے مکان کے پہلو میں روزہ دار تھا تم نے اس کو کچھ نہ دیا۔ اس کے بعد یعقوبؑ ہر روز صبح کو حکم دیتے تھے کہ ایک فرسخ تک ندا کریں کہ جو شخص ناشتہ کرنا چاہے آئے یعقوبؑ کے پاس آئے۔ اور ہر شام کو پکارتے تھے کہ جو شخص طعام چاہتا ہو آئے یعقوبؑ کے پاس آئے۔

بند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یعقوبؑ نے یوسفؑ سے کہا کہ اے فرزند زنا نہ کرنا کیونکہ اگر کوئی پرندہ زنا کرتا ہے تو اس کے پر گر جاتے ہیں، حدیث صحیح میں حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول خداؐ

کے پاس آیا اور کہا کہ اے پیغمبر خدا میرے چچا کی لڑکی ہے جس کا حسن و جمال اور بدن مجھے پسند ہے لیکن اس سے اولاد نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ اس کی خواستگاری نہ کر بدرستی کہ یوسفؑ نے جب اپنے بھائی بنیامین سے ملاقات کی پوچھا کہ کیونکہ تم کو پسند آیا کہ میرے بعد عورتوں سے تزویج کرو کہا بابا جان نے مجھ کو حکم دیا۔ اور کہا کہ اگر تم سے ممکن ہو کہ اولاد حاصل کر سکو تاکہ وہ زمین کو تسبیح و تمغہ یہ خدا سے قائم رکھیں تو کرو۔

بند معتبر امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ لوگوں نے تین خصلتوں کو تین شخصوں سے اخذ کیا ہے صبر کو ایوبؑ سے شکر کو نوحؑ سے اور حسد کو فرزدان یعقوبؑ سے! بند معتبر منقول ہے کہ ایک جماعت نے حضرت امام رضاؑ سے اعتراض کیا کہ آپ نے کیوں عہد ناموں کی ولایت کو قبول کیا فرمایا کہ یوسفؑ پیغمبر خدا تھے اور عزیز مصر سے جو کافر تھا سوال کیا کہ ان کو اپنی جانب سے ولی بنائے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ اِنِّي حَافِظٌ عَلَيْهَا۔ فرمایا کہ مجھ کو زمین کے خزانوں پر والی قرار دو کیونکہ میں جو کچھ میرے ہاتھ میں ہو گا اس کی حفاظت کروں گا اور زمانہ کے لئے میں عالم ہوں۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ صبر جمیل جو یعقوبؑ نے کہا وہ صبر ہے کہ مطلق اس کی شکایت نہ ہو۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ یوسفؑ نے اپنے پروردگار سے زندان میں بغیر سالن کے روٹی کھانے کی شکایت کی اور روٹیاں بہت سی ان کے پاس جمع ہو گئی تھیں تو خدا نے ان کو جوگی کی کہ خشک روٹیوں کو ایک برتن میں رکھ کر نمک کا پانی اس پر ڈال دو جب ایسا کیا تو آپ کا نمہ تیار ہوا اور اسے اپنا سالن بنایا۔

بند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب زینچا پریشان اور محتاج ہو گیا بعض لوگوں نے کہا کہ یوسفؑ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اب عزیز مصر ہیں وہ تمہاری مدد کریں گے، بعض لوگوں نے کہا کہ اگر ان کے پاس جاؤ گی تو خوف ہے کہ وہ تم کو تکلیف پہنچائیں ان تکلیفوں کے عوض میں جو تم نے اُن کو پہنچائی ہیں زینچا نے کہا میں اس شخص سے نہیں ڈرتی جو خدا سے ڈرتا ہے۔ پھر جب یوسفؑ کی خدمت میں گئیں اور ان کو سخت شاہی پر رونق افروز دیکھا کہا کہ تعریف اس خدا کے لئے سزاوار ہے جس نے غلاموں کو اپنی اطاعت کے سبب سے بادشاہ بنایا اور بادشاہوں کو اپنی معصیت کی وجہ سے

عہ سالن کی ایک قسم جس کا مزہ ترش ہوتا ہے۔ (مترجم)

غلام بنا دیا۔ پھر یوسفؑ نے اُن سے عقد کیا اور اُن کو بارہ پایا تو یوسفؑ نے ان سے کہا کہ کیا یہ اُس سے بہتر اور مستحسن نہیں ہے جو تم حرام کے طور پر چاہتی تھیں۔ زلیخا نے کہا میں آپ کے بارے میں چار باتوں میں مبتلا تھی میں اپنے ہمعصر وں میں سب سے زیادہ حسین تھی۔ اور آپ اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے میں بارہ تھی اور میرا شوہر نامزد تھا۔ جب یوسفؑ نے بنیامین کو اپنے پاس روک لیا۔ یعقوبؑ نے اُن حضرت کو خط لکھا اور وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ یوسفؑ ہیں۔ اس خط کا ترجمہ یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ نامہ یعقوبؑ بن اسحاق بن ابراہیمؑ خلیل الرحمنؑ کا آل عزیز و فرعون کی طرف ہے تم پر سلام ہو یہ تحقیق کہ میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں کہ جس کے سوا خدائی کا کوئی سزاوار نہیں ہے اما بعد یہ تحقیق کہ ہم اُس خاندان کے ہیں جس کی طرف اسباب بلا جھٹیا ہیں۔ میرے جد ابراہیمؑ کو خدا کی اطاعت کے سبب سے آگ میں ڈالا گیا خدا نے اُن پر آگ کو سرد اور باعث سلامتی قرار دیا اور خدا نے میرے جد کو حکم دیا کہ میرے پدر کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں۔ پھر خدا نے اُن کو بخشا جو کچھ بخشا اور میرا ایک پسہ تھا جو میرے نزدیک تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز تھا وہ میری نگاہوں سے گم ہو گیا اُس کے غم میں میری آنکھوں کی روشنی جاتی رہی اُس کا ایک بھائی تھا جو اُسی کی ماں کے بطن سے تھا۔ جب وہ فرزند گم ہو گیا میں اُس کو یاد کرتا تھا اور اُس کے بھائی کو اپنے سینہ سے لگاتا تھا جس سے میرے اندوہ میں تسکین ہوتی تھی وہ بھی تمہارے پاس چوری کے الزام میں قید ہو گیا۔ میں تم کو ہی گواہ کرتا ہوں کہ میں نے کبھی چوری نہیں کی اور نہ سارق فرزند مجھ سے پیدا ہو سکتا ہے جب یوسفؑ نے خط کو پڑھا روئے اور فریاد کی پھر کہا یہ میرا پیرا ہمن لے جاؤ اور اُن کے چہرہ پر ڈال دو تاکہ وہ بینا ہو جائیں اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ سب لوگ میرے پاس چلے آؤ۔

دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب یعقوبؑ علیہ السلام مصر کے پاس پہنچے یوسفؑ اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہو کر اُن حضرت کے استقبال کو چلے۔ اُتارے راہ میں زلیخا کی طرف سے گڈے اور وہ اپنے بالا خانہ پر عبادت میں مشغول تھیں، جب یوسفؑ کو دیکھا پہچانا اور مغوم آواز سے پکارا کہ لے جانے والے تیرے عشق میں میں نے بہت غم اٹھایا۔ کیا خوب ہے تقویٰ و پرہیزگاری جو کس طرح بندوں کو آزاد کر دیتی ہے اور گناہ کس قدر بُری چیز ہے جو آزاد کو غلام بنا دیتا ہے۔

دوسری حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب غلہ فروخت کرنے کے لئے متوجہ ہوتے اپنے بعض وکیلوں کو حکم دیتے کہ کل کی بہ نسبت گراں فروخت کریں اور جس روز جانتے تھے کہ نرخ زیادہ ہو گیا ہے اور زیادہ گراں فروخت کرنا چاہئے کہتے تھے کہ فلاں قیمت پر فروخت کرو اور نہیں چاہتے تھے کہ لفظ گراں کی زبان پر جاری ہو۔ وکیل سے ایک بار کہا کہ فروخت کرو اور نرخ اُس کے لئے مقرر نہ کیا وکیل کچھ دور گیا اور واپس آیا اور پوچھا کہ کس نرخ سے فروخت کروں فرمایا کہ جاؤ اور فروخت کرو اور نہیں چاہا کہ نرخ کی گراں کی زبان پر جاری ہو وکیل جب انبار کے پاس آیا۔ ایک شخص آیا اور قیمت اُس کو دی وکیل نے غلہ ناپنا شروع کیا ابھی گزشتہ روز کے نرخ کے مطابق ایک پیمانہ باقی تھا کہ خریدار نے کہا بس میں نے اسی قدر قیمت دی تھی وکیل نے سمجھا کہ نرخ ایک پیمانہ گراں ہوا ہے پھر دوسرا خریدار آیا اور اُس کے غلہ میں ابھی ایک پیمانہ باقی تھا کہ پہلے شخص کے غلہ کے برابر ہو خریدار نے کہا بس اتنی ہی قیمت میں نے دی ہے وکیل نے سمجھا کہ ایک پیمانہ اور زیادہ گراں ہوا ہے یہاں تک کہ اُس روز نرخ میں نصف کا فرق ہو گیا۔

بند ہائے معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو پیراہن کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے بہشت سے لایا گیا اُس کو قصبہ نقرہ میں رکھا تھا جب کوئی شخص اُس کو پہنتا تھا بہت کشادہ ہوتا تھا۔ جب قافلہ مصر سے روانہ ہوا یعقوبؑ رملہ میں یا فلسطین شام میں تھے اور یوسفؑ مصر میں تھے یعقوبؑ نے کہا میں یوسفؑ کی بوسہ لکھ رہا ہوں اُن کی مراد بہشت کی خوشبو تھی جو پیراہن سے اُن کے مشام میں پہنچی۔

بند معتبر منقول ہے کہ اسماعیل بن فضل ہاشمی نے حضرت صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جب فرزندانِ یعقوبؑ نے اُن سے التجا کی کہ اُن کے لئے استغفار کریں تو یعقوبؑ نے کس سبب سے کہا کہ اس کے بعد اپنے خدا سے تمہارے لئے آمرزش طلب کروں گا اور اُس وقت اُن کے لئے طلب آمرزش نہ کی اور جب ان لوگوں نے یوسفؑ سے کہا کہ خدا نے تم کو ہم لوگوں پر اختیار کیا اور ہم خطا کار ہیں یوسفؑ نے کہا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے خدا تم کو بخش دے۔ امام نے فرمایا اس لئے کہ بہ نسبت ضعیفوں کے دل کے نوجوانوں کا دل زیادہ نرم ہوتا ہے۔ پھر فرزندانِ یعقوبؑ کا گناہ یوسفؑ کے حق میں تھا اور یعقوبؑ کے حق میں یوسفؑ کے سبب سے تھا اس لئے

یوسفؑ نے اپنے حق کو معاف کر دینے میں سبقت کی اور یعقوبؑ نے عفو میں تاخیر کی اس لئے اُن کی معافی دوسرے کے حق سے تھی لہذا اُن کے لئے شبِ جمعہ کی سحر تک ملتوی کی۔

متعدد معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت یوسفؑ علیہ السلام حضرت یعقوبؑ علیہ السلام کے استقبال کو آئے اور باہم ملاقات ہوئی یعقوبؑ پیادہ ہو گئے لیکن یوسفؑ کو شوکتِ شاہی مانع ہوئی اور وہ پیادہ نہ ہوئے۔ ابھی گلے مل کر فارغ نہ ہوئے تھے کہ جبریلؑ حضرت یوسفؑ پر نازل ہوئے اور رب الارباب کی جانب سے عتابِ آمیز خطاب لائے کہ اے یوسفؑ تمام جہان کا مالک فرماتا ہے کہ ملک و بادشاہی تم کو میرے شائستہ صدیق بندہ کے لئے پیادہ ہونے سے مانع ہوئی اپنا ہاتھ کھو لو جب ہاتھ بڑھا یا اُن کے ہاتھ کی ہتھیلی سے اور ایک روایت کی بنا پر اُن کی انگلیوں کے درمیان سے ایک نور نکلا یوسفؑ نے کہا یہ کیسا نور تھا جبریلؑ نے کہا پیغمبری کا نور تھا اب تمہارے صلب سے پیغمبر نہ ہوگا اس کی پاداش میں جو یعقوبؑ کی بابت تم نے کیا کہ اُن کے لئے پیادہ نہ ہوئے۔ لے

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب زلیخا حضرت یوسفؑ کے دروازہ پر اُن کی بادشاہی کے زمانہ میں آئیں اور اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کو خوف ہے کہ حضرت یوسفؑ تم پر عتاب نہ کریں۔ اُس سبب سے جو تم سے اُن کی نسبت واقع ہوا۔ زلیخا نے کہا کہ اُس سے کوئی خوف مجھ کو نہیں ہوتا جو خدا سے ڈرتا ہے پھر وہ مکان میں داخل ہو گئیں۔ یوسفؑ نے کہا اے زلیخا کیوں تمہارا رنگ متغیر ہو گیا ہے زلیخا نے کہا میں حمد کرتی ہوں اُس خدا کی جو بادشاہوں کو اپنی معصیت کے سبب سے غلام بنا دیتا ہے اور غلاموں کو اپنی بندگی و اطاعت کی برکت سے شامی کے مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔ یوسفؑ نے کہا جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا اُس کا کیا سبب تھا کہا تمہارا بے نظیر حسن و جمال۔ یوسفؑ نے کہا تمہارا کیا حال ہوتا اگر اُس پیغمبر کو دیکھتیں جو آخر زمانہ میں مبعوث ہو سکا۔ جن کا اسم مبارک محمدؐ ہے اور وہ مجھ سے بہت زیادہ خوبصورت

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ بعضوں نے ان احادیث کو تفسیر پر محمول کیا ہے چونکہ یہ عامہ کے طریقہ سے منقول ہیں اور ممکن ہے کہ آنحضرتؐ کا پیادہ نہ ہونا نخوت اور تکبر کی راہ سے نہ رہا ہو بلکہ تدبیر و مصلحت ملک کے لئے ہو اور چونکہ یعقوبؑ کے حق کی رعایت کرنا مصلحت ملک و بادشاہی کی رعایت سے اولیٰ تھا پس ترکِ اولیٰ اور مکروہ فعل آنحضرتؐ سے صادر ہوا اس سبب سے عتاب کے سزاوار ہوئے۔

بہت زیادہ خوشنوا اور بہت زیادہ سخی ہوں گے زلیخانے کہا تم سچ کہتے ہو۔ یوسفؑ نے کہا کیونکر معلوم ہوا کہ میں سچ کہتا ہوں کہا اس لئے کہ جب تم نے اُن کا نام لیا اُن کی محبت میرے دل میں قائم ہو گئی اُس وقت خدا نے یوسفؑ کو وحی کی کہ زلیخا سچ کہتی ہے میں بھی اب اُس کو دوست رکھتا ہوں اس سبب سے کہ اُس نے میرے حبیب محمدؐ کو دوست رکھا اور یوسفؑ کو حکم دیا کہ اُن سے عقد کریں۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اس امت کے مخالفین جو خنازیر سے مشابہ ہیں قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیبت کے بارے میں لوگوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ یقیناً برادرانِ یوسفؑ پیغمبروں کی اولاد میں سے تھے اور یوسفؑ کے ساتھ سودا اور معاملہ کیا اُن کے بھائی تھے اور اُن کو نہ پہچانا یہاں تک کہ یوسفؑ نے اظہار کیا کہ میں یوسفؑ ہوں تو یہ امت ملعونہ کیوں انکار کرتی ہے کہ خدا اپنی حجت کو جس وقت چاہے لوگوں سے پوشیدہ کرے۔ بے شبہ یوسفؑ بادشاہ مصر تھے اور اُن کے اور اُن کے باپ کے درمیان اٹھارہ روز کی راہ تھی اگر خدا چاہتا کہ یوسفؑ اپنا مکان یعقوبؑ کو پہنچا دیں تو قادر تھا۔ خدا کی قسم یعقوبؑ اور اُن کے فرزند ان خوشخبری کے بعد قریب کی راہ سے نوروز میں مصر پہنچے تو یہ امت کیوں انکار کرتی ہے کہ حق تعالیٰ وہ کرے گا۔ اپنی حجت کے بارے میں جو کچھ یوسفؑ کے بارے میں اُس نے کیا کہ وہ لوگوں کے پاس سے بازاروں میں گذرتے اور فرش پر اُن کے ساتھ بیٹھتے اور وہ لوگ اُن کو نہ پہچانیں جب تک خدا اجازت نہ دے کہ وہ اپنے کو پہنچوائیں جس طرح کہ یوسفؑ کو اجازت دی جس وقت کہ انہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم نے یوسفؑ کے ساتھ کیا کیا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب فرزند ان یعقوبؑ نے یوسفؑ کے لئے اجازت طلب کی یعقوبؑ نے اُن سے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں بھیڑ یا اُس کو نہ کھا جائے۔ گویا اُن کو ایک عذر خود تعلیم کر دیا تو اُسی عذر سے وہ لوگ کامیاب ہوئے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک اعرابی یوسفؑ کی خدمت میں آیا حضرت نے اس کو کھانا کھلایا وہ جب فارغ ہوا یوسفؑ نے اس سے پوچھا کہ تیری منزل کہاں ہے۔ کہا فلاں موضع میں فرمایا جب فلاں وادی میں پہنچا یعقوبؑ کو پکارنا تو تیرے پاس ایک مرد عظیم صاحب جمال آئے گا۔ تو اُن سے کہنا کہ ایک شخص کو میں نے مصر میں دیکھا ہے جس نے تم کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ تمہاری امانت خدا کے نزدیک ضائع نہ ہوگی جب اعرابی اُس مقام پر پہنچا اپنے غلاموں سے کہا کہ میرے اونٹوں کو دیکھتے رہنا۔ اور یعقوبؑ کو آواز دی

خوشنوا سے مشابہ ہیں۔

تو ایک بلند قامت فرہ اندام خوبصورت نابینا باہر آیا اور ہاتھ سے دیواروں کو پکڑتا ہوا اُس کے پاس پہنچا۔ اعرابی نے پوچھا کیا تم ہی یعقوب ہو کہا ہاں پھر جب یعقوب کو اعرابی نے یوسف کا پیغام سنایا یعقوب گر پڑے اور بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے کہا اے اعرابی خدا کی درگاہ میں تیری کوئی حاجت ہے کہا ہاں میں بہت مال رکھتا ہوں اور میرے چچا کی لڑکی میرے عقد میں ہے اور اس سے اولاد نہیں ہوتی چاہتا ہوں کہ خدا سے دُعا کیجئے کہ ایک فرزند مجھے کرامت فرمائے۔ یعقوب علیہ السلام نے وضو کیا۔ اور دو رکعت نماز ادا کی اور اُس کے لئے دُعا کی تو خدا نے اُس کو چار مرتبہ جوڑواں فرزند عطا کئے۔ اس کے بعد سے یعقوب سمجھتے تھے کہ یوسف زندہ ہیں اور حق تعالیٰ اُن کو اس غیبت کے بعد ظاہر کرے گا اور اپنے فرزندوں سے کہا کرتے تھے کہ میں خدا کے لطف کو جس قدر جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور اُن کے فرزند اُن کو دروغ اور ضعف عقل سے نسبت دیتے تھے۔ لہذا جس وقت کہ بُوئے پیراہن اُن کے مشام میں پہنچی فرمایا میں یوسف کی بوسونگھ رہا ہوں اور مجھ کو جھوٹ اور ضعف عقل سے نسبت نہ دو۔ یہودانے کہا خدا کی قسم آپ اپنی قدیم غلطی میں مبتلا ہیں۔ جب بشارت دینے والا آیا اور پیراہن کو یعقوب کی آنکھوں پر رکھا اور وہ بینا ہو گئے فرمایا کہ میں تم سے نہ کہتا تھا کہ خدا کی رحمت جس قدر میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

شیخ ابن بابویہ علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو وارد کرنے کے بعد کہا ہے اس کی دلیل کہ یعقوب کو یوسف کی حیات معلوم تھی اور ابتلا و امتحان کے لئے خدا نے یوسف کو اُن کی نظر سے پوشیدہ کر دیا تھا۔ یہ ہے کہ جب فرزدان یعقوب اُن کے پاس روتے ہوئے آئے فرمایا کہ میرے فرزندو تم کو کیا ہوا کہ تم روتے اور واپلا کرتے ہو اور میں اپنے حبیب یوسف کو تنہا اے درمیان کیوں نہیں دیکھتا ہوں اُن لوگوں نے کہا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اور یہ اُس کا پیراہن ہم لوگ آپ کے لئے لائے ہیں۔ فرمایا میرے سامنے رکھو۔ پھر پیراہن کو اپنے منہ پر رکھا اور بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے کہا اے فرزندو تم کہتے ہو کہ میرے حبیب یوسف کو بھیڑیا کھا گیا کہا ہاں فرمایا کیوں اُس کے گوشت کی بو انہیں معلوم ہوئی اور کیوں اُس کا پیراہن درست ہے بھیڑیے پر جھوٹی تہمت رکھتے ہو میرا فرزند مظلوم ہو گیا اور تم نے فریب کیا ہے اُسی رات کو اُن سے منہ پھیر لیا اور یوسف علیہ السلام پر نوحہ کرنے لگے اور کہتے تھے کہ میرے حبیب یوسف کو جس کو میں تمام فرزندوں سے زیادہ دوست رکھتا تھا

مجھ سے جدا کر دیا میرے حبیب یوسفؑ کو جس سے میں اپنے فرزندوں میں اُمید رکھتا تھا مجھ سے چھین لے گئے میرے حبیب یوسفؑ کو جس کے سر پر میں اپنا داہنا ہاتھ رکھتا تھا اور جس کے چہرہ پر بایاں ہاتھ رکھتا تھا مجھ سے چھین لیا میرے حبیب یوسفؑ کو جو تنہائی میں میرا مددگار اور وحشت میں میرا مونس تھا مجھ سے جدا کر دیا۔ میرے حبیب یوسفؑ کاش میں جانتا کہ تجھ کو کس پہاڑ پر پھینک دیا یا کس دریا میں غرق کر دیا میرے حبیب یوسفؑ کاش میں تیرے ساتھ ہوتا کہ مجھ پر وہی گذرتا جو تجھ پر گذرا۔

بند معتبر ابولصیر سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یعقوبؑ کا حزن یوسفؑ کی مفارقت پر بہت شدید ہوا اور وہ اس قدر روئے کہ اُن کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور پریشانی اور احتیاج بھی اُن کو لاحق ہوئی۔ وہ ہر سال میں دو مرتبہ اپنے عیال کے لئے مصر سے گرمی اور جاڑے کے واسطے غلہ منگاتے تھے انہوں نے اپنے فرزندوں کی ایک جماعت کو ایک قلیل سرمایہ دے کر اپنے چند رفیقوں کے ساتھ جو مصر جا رہے تھے روانہ کیا۔ جب وہ لوگ یوسفؑ کی خدمت میں پہنچے اور وہ وقت وہ تھا جبکہ عزیز نے مصر کی حکومت یوسفؑ کے سپرد کر دی تھی یوسفؑ نے اُن لوگوں کو پہچانا اور اُن لوگوں نے یوسفؑ کو بادشاہی کی ہیبت و وقار کے سبب نہ پہچانا۔ حضرت نے اُن لوگوں سے فرمایا کہ اپنے ساتھیوں سے پہلے اپنا سرمایہ لاؤ۔ اور اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ ان کو جلد ناپ کر غلہ دے دو اور پورا پورا دینا اور جب فارغ ہونا اُن کے مال کو اُن کے بار میں بغیر اُن کی اطلاع کے رکھ دینا۔ پھر یوسفؑ نے بھائیوں سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے دو بھائی اور تجھے وہ کیا ہو گئے کہا بڑے کو بھڑپا کھا گیا اور چھوٹے کو اپنے باپ کے پاس چھوڑ آئے ہیں وہ اس کو جدا نہیں کرتے کیوں کہ وہ اُس کے باپ سے بہت ڈرتے ہیں یوسفؑ نے کہا میں چاہتا ہوں۔ دوسری مرتبہ جب غلہ خریدنے آؤ تو اُس کو اپنے ساتھ لیتے آنا اگر نہ لاؤ گے تو تم کو غلہ نہ دوں گا اور نہ اپنے پاس آنے دوں گا۔ جب وہ لوگ باپ کی خدمت میں آئے اور اپنے مال کو کھولا دیکھا کہ اُن کا سرمایہ بھی اُن کے غلہ میں موجود ہے کہنے لگے ہمارا سرمایہ بھی واپس کر دیا ہے اور ایک ستر بار دوسروں سے زیادہ غلہ دیا ہے لہذا ابا جان ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ دوسرا غلہ لائیں اور ہم اُس کی محافظت کریں گے۔ پھر جب چھ مہینہ کے بعد غلہ کی ضرورت ہوئی یعقوبؑ علیہ السلام نے اُن کو بھیجا اور بنیامین کو ہمراہ کر دیا اور خدا کا عہد اُن سے لیا کہ جب تک اُن کے اختیار میں ہو بنیامین

کو واپس لا دیں۔ جب یوسفؑ کی مجلس میں وہ لوگ داخل ہوئے پوچھا کہ بنیامین تمہارے ساتھ ہے کہا ہاں ہمارے سامان کے پاس ہے فرمایا کہ اُس کو لاؤ جب وہ لوگ اُن کو لے آئے یوسفؑ مسند شاہی پر بیٹھے تھے فرمایا کہ بنیامین تنہا آئیں۔ اُن کے ساتھ دوسرے بھائی نہ آویں۔ جب وہ یوسفؑ کے قریب پہنچے یوسفؑ نے اُن کو گود میں لے لیا اور روئے اور کہا میں تمہارا بھائی یوسفؑ ہوں۔ رنجیدہ نہ ہونا جو کچھ مصلحتاً تمہارے لئے انتظام کروں اور جو کچھ میں نے تم سے کہا اپنے بھائیوں سے نہ کہنا خوف نہ کرو اور غم نہ کرو۔ پھر اُن کو بھائیوں کے پاس بھیج دیا اور اپنے ملازموں سے فرمایا کہ آل یعقوب جو کچھ لائے ہیں لے لو اور جلد اُن کو غلہ دے دو اور جب فارغ ہو تو اپنے پیما نہ کو بنیامین کے بار میں رکھ دو جب ملازموں نے یوسفؑ کے حکم کے موافق عمل کیا اور ان لوگوں کو نصرت کیا اور وہ سامان لاد کر اپنے رفیقوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یوسفؑ بھی اپنے ملازموں کے ساتھ اُن کے پیچھے چلے اور ندا کی کہ اے اہل قافلہ تم سارق ہو۔ پوچھا آپ کی کون چیز گم ہوئی ہے۔ ملازموں نے کہا کہ بادشاہ کا صاع نہیں ملتا اور جو شخص اُس کو لائے گا اُس کو ایک اونٹ بار گندم دیا جائے گا۔ جب اُن کے بار کی تلاشی لی گئی۔ بنیامین کے بار میں صاع دستیاب ہوا۔ یوسفؑ کے حکم سے اُن کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور بھائیوں نے ہر چند رہائی کی کوشش کی فائدہ نہ ہوا آخر مایوس ہو کر واپس ہوئے اور یعقوبؑ سے واقعہ بیان کیا۔ حضرت نے اتالہ و اتالیہ راجون فرمایا اور روئے اور اُن کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اُن کی پشت خم ہو گئی اور دنیا نے بھی یعقوبؑ اور ان کے فرزندوں کی جانب پیٹھ کر لی۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بالکل محتاج ہو گئے اور اُن کا غلہ بھی ختم ہو گیا اُس وقت یعقوبؑ نے اپنے فرزندوں سے کہا کہ جاؤ یوسفؑ اور اُس کے بھائی کو تلاش کرو اور رحمت خدا سے مایوس نہ ہو پھر اُن میں سے کچھ لوگ قلیل سرمایہ کے ساتھ مصر روانہ ہوئے اور یعقوبؑ نے عزیز کو نامہ لکھا تاکہ اُس کو اپنے اور اپنے فرزندوں کے لئے مہر بانی پر آمادہ کریں۔ اور فرمایا قبل اس کے کہ اپنے سرمایہ کو ظاہر کرو نامہ عزیز کو دینا۔ اور خط میں لکھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ خط عزیز مصر اور عدالت کے ظاہر کرنے والے اور بیمانہ کو پورا کر کے دینے والے کے نام ہے یعقوبؑ فرزند اسحقؑ فرزند ابراہیمؑ خلیلؑ کی جانب سے جن کے لئے نرو دئے آگ اور لکڑیاں جمع کیں تاکہ اُن کو جلائے لیکن خدا نے اُس کو اُن پر سر و باعث سلامتی قرار دیا اور

اُن کو اُس سے نجات دی۔ اے عزیز میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ ہم ایسے قدیم خاندان کے لوگ ہیں کہ ہمیشہ ہم پر خدا کی جانب سے بلاؤں کا نزول رہتا ہے اس لئے کہ وہ نعمت و بلا کے ذریعہ سے ہمارا امتحان کرے اور بیس سال سے متواتر ہم مصیبت میں گرفتار ہیں۔ اول یہ کہ میرا ایک فرزند تھا جس کا نام میں نے یوسف رکھا تھا وہ میرے تمام فرزندوں میں میرے لئے راحت کا باعث تھا۔ وہ میری آنکھ کی روشنی اور میوہ دل تھا اس کے سوتیلے بھائیوں نے مجھ سے اصرار کیا کہ اُس کو اُن کے ساتھ بھیج دوں تاکہ وہ کھیلے اور خوش ہو۔ میں نے ایک روز صبح کو اُن کے ساتھ اُس کو بھیج دیا وہ لوگ رات کے وقت روتے ہوئے واپس آئے اور کسی کے خون سے آلودہ کر کے میرے پاس ایک پیراہن لائے اور کہا کہ بھیڑیے نے اُس کو کھالیا لہذا اُس کے گم ہو جانے سے مجھے بہت صدمہ ہوا اور اس کی جدائی میں میں اس قدر رویا کہ میری آنکھیں سفید ہو گئیں۔ یوسف کا ایک بھائی اُس کی خالہ کے بطن سے تھا میں اُس کو بہت دوست رکھتا تھا۔ وہ میرا مونس تھا جب یوسف مجھے یاد آتا تھا اُسی کو میں اپنے سینہ سے لگا لیتا تھا۔ اُس سے میرے صدمہ میں کچھ کمی ہو جاتی تھی۔ اُس کو بھی اُس کے بھائی میرے پاس سے لے گئے۔ اس لئے کہ تم نے اُس کے حالات ان لوگوں سے دریافت کئے تھے اور حکم دیا تھا کہ اُس کو تمہارے پاس لے جائیں اگر نہ لے جائیں گے تو اُن کو غلہ نہ ملے گا۔ بنا بریں میں نے اُس کو اُن کے ساتھ بھیج دیا۔ تاکہ ہمارے لئے گندم مل سکے۔ وہ لوگ واپس آئے اور اُس کو نہیں لائے اور کہا کہ اُس نے بادشاہ کا پیمانہ چڑا لیا تھا۔ حالانکہ ہم لوگ اُس خاندان کے ہیں جو چوری نہیں کرتے۔ تم نے اُس کو قید کر لیا اور میرے دل کو رنجیدہ کیا اور میرا غم اُس کی مفارقت میں شدید ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ میری کمر خم ہو گئی ہے اور میری مصیبت اُن مصیبتوں کے ساتھ اور زیادہ ہو گئی ہے جو متواتر مجھ پر وارد ہوئی ہیں لہذا اُس کی راہ کھول کر اور اس کو قید سے رہا کر کے مجھ پر احسان کرو اور کافی گندم ہمارے لئے بھیج دو۔ اور اُس کے نزع میں کشادہ دلی سے کام لو۔ اور ارزاں دو اور آل یعقوب کو جلد روانہ کرنا۔ جب خط لیکر فرزند اُن یعقوب روانہ ہوئے جبریل یعقوب پر نازل ہوئے اور کہا تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تم کو کس نے مصیبتوں میں مبتلا کیا جو عزیز کو لکھا ہے۔ یعقوب نے کہا خداوند! تو نے از روئے عقوبت و تادیب مبتلا کیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ آیا میرے سوا کوئی اور قادر ہے کہ ان بلاؤں کو تم سے دفع کرے

عرض کی نہیں اے پالنے والے خدا نے فرمایا کہ پھر تم نے میرے غیر سے شکایت کرنے میں شرم نہیں کی اور مجھ سے فریاد نہ کی اور اپنے بلاؤں کی مجھ سے شکایت نہ کی یعقوبؑ نے کہا پالنے والے تجھ سے آمرزش طلب کرتا ہوں اور تجھ سے توبہ کرتا ہوں اور اپنے رنج و اندوہ کی شکایت تجھ سے کرتا ہوں اُس وقت حق تعالیٰ نے فرمایا تمہاری اور تمہارے خطا کار فرزندوں کی تادیب میں نے انتہا کو پہنچا دی اور اگر لے یعقوبؑ اُسی وقت اپنے مصائب کی مجھ سے شکایت کرتے جس وقت کہ تم پر نازل ہوئے اور اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرتے بیشک اُن بلاؤں کو تم سے دفع کر دیتا اُس کے بعد جبکہ تمہارے لئے مقدر کر چکا تھا۔ لیکن شیطان نے میری یاد تمہارے دل سے بھلا دی تھی اور تم میری رحمت سے ناامید ہو گئے تھے لیکن میں تو بخشنے والا اور مہربان خدا ہوں۔ میں استغفار اور توبہ کرنے والے بندوں کو دوست رکھتا ہوں جو میری جانب میری رحمت اور آمرزش کی امید پر رغبت کرتے ہیں۔ لے یعقوبؑ میں یوسفؑ اور اس کے بھائی کو واپس کرتا ہوں اور جو کچھ تمہارے مال غن و گوشت سے ضائع ہوا ہے سب تم کو عطا کرتا ہوں۔ تمہاری آنکھوں کو بینا اور تمہاری خمیدہ کمر کو مثل تیرے سیدھی کئے دیتا ہوں پس تمہارا دل شاد اور آنکھیں روشن ہوں۔ میں نے تمہارے ساتھ جو کچھ کیا ایک قسم کی تادیب تھی جو تم کو کی لہذا میرا ادب قبول کرو۔ اُدھر جب فرزندِ ان یعقوبؑ یوسفؑ کے پاس پہنچے وہ شاہی تخت پر رونق افروز تھے۔ کہا لے عزیز ہماری پریشانی و بد حالی معلوم ہے ہم لوگ قلیل سرمایہ لائے ہیں لیکن ہم کو کافی غلہ دیجئے اور بنیامین کو ہمیں بھیجک میں دے دیجئے۔ یہ ہے خط ہمارے باپ یعقوبؑ کا جو انہوں نے ہمارے بھائی کے بارے میں لکھا ہے اور سوال کیا ہے کہ اُن کے پاس اُن کے فرزند کو واپس کر کے احسان کیجئے۔ یوسفؑ نے یعقوبؑ کے خط کو لیکر بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور روئے کہ اُن کی آواز گریہ بلند ہوئی یہاں تک کہ جو پیراہن پہنے ہوئے تھے اُن کے آنسوؤں سے تر ہو گیا پھر اپنے بھائیوں کو اپنے کو پہنچنوا یا اُن لوگوں نے کہا خدا کی قسم خدا نے تم کو ہم پر اختیار کیا ہے لہذا ہم کو سزا نہ دو اور رسوا نہ کرو آج ہمارے گناہ سے درگزر کرو یوسفؑ نے کہا آج تمہارے لئے کوئی سزائش نہیں ہے خدا تم کو بخش دے یہ میرا پیراہن لے جاؤ جس کو میرے آنسوؤں نے تر کر دیا ہے اور میرے باپ کے چہرہ پر رکھ دو کہ جب وہ میری بوسہ نکھیں گے۔ بینا ہو جائیں گے اور اپنے تمام متعلقین کو میرے پاس لاؤ اور اُن

کی ہر طرح مدد کی جو کچھ اُن کو ضرورت تھی اُن کو عطا کیا اور یعقوبؑ کی خدمت میں واپس کیا جب قافلہ مصر سے باہر نکلا یعقوبؑ کو یوسفؑ کی بڑا معلوم ہوئی اپنے کسی فرزند سے کہا جو اُن کے پاس موجود تھا کہ میں یوسفؑ کی بوسہ لکھتا ہوں۔ اُس جگہ اُن کے دوسرے فرزند بھی یوسفؑ کی بادشاہی، عزت، حشم خدم وغیرہ کی خوشخبری سنے کہ نہایت تیزی کے ساتھ نو روز میں یعقوبؑ کے پاس پہنچے۔ اور پیراہن کو یعقوبؑ کے چہرہ پر رکھا کہ اُن کی آنکھیں روشن ہو گئیں پوچھا کہ بنیامین کہاں ہے جواب دیا کہ نہایت اچھی حالت میں ہم یوسفؑ کے پاس اس کو چھوڑ آئے ہیں۔ یہ سن کر یعقوبؑ خدا کی حمد اور سجدہ شکر بجالائے اُن کی آنکھیں بینا ہو گئیں اور کمر سیدھی ہو گئی اور فرزندوں سے کہا کہ آج ہی انتظام کرو اور روانہ ہو جاؤ عرض بسرعت تمام یعقوبؑ اور یامیل یوسفؑ کی خالہ مصر کی جانب روانہ ہوئے اور نو روز میں منازل طے کر کے مصر میں داخل ہوئے جب یوسفؑ کے دربار میں پہنچے وہ باپ کے گلے میں باہیں ڈال کر روئے اور چہرہ کو بوسہ دیا اور یعقوبؑ کو مع اپنی خالہ کے سخت بادشاہی پر بٹھایا۔ پھر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور اپنے جسم پر خوشبودار تیل ملا۔ اور سُرمد لگایا اور شاہانہ لباس پہنا پھر اُن کے پاس آئے جب اُن لوگوں نے دیکھا سب اُن کی تعظیم اور شکر خداوند عالم کے لئے سجدے میں گر پڑے۔ اُس وقت یوسفؑ نے کہا یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو میں نے پہلے دیکھا تھا جسے میرے پروردگار نے سچ کر دکھایا جبکہ مجھ کو قید خانہ سے رہا کیا اور آپ لوگوں کو قریہ سے میرے پاس پہنچایا بعد اُس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال دیا تھا۔ یوسفؑ نے اس بیس سال کے عرصہ میں نہ روغن ملا تھا نہ سُرمد لگایا تھا اور نہ کبھی اپنے جسم کو معطر کیا تھا اور نہ ہنسنے تھے نہ عورتوں کے قریب گئے تھے۔

۱۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اور بہت سی حدیثوں کا ظاہر یہ ہے کہ یوسفؑ سے یعقوبؑ کی مفارقت کی مدت بیس سال تھی۔ لیکن مورخین و مفسرین میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ یوسفؑ کے خواب دیکھنے اور اُن کے پدر سے ملاقات کے درمیان اسی سال گزرے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ستر سال گزرے۔ بعض لوگوں نے چالیس اور بعض نے اٹھارہ سال کہا ہے اور جن بصری سے روایت ہے کہ جس وقت یوسفؑ کو کنویں میں ڈالا اُن کی عمر سات سال یا دس سال تھی اور غلامی اور قید اور بادشاہی میں اسی سال گزرے اور باپ اور عزیزوں سے ملنے کے بعد تیس سال زندگانی کی اس طرح آنحضرت کی عمر ایک سو اسی سال ہوئی۔ اور بعض شیعہ روایتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مفارقت کی مدت بیس سال سے زیادہ تھی۔ (باقی صفحہ ۳۴۹ پر)

بند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب عزیز کے حکم سے یوسف زندان میں ڈالے گئے حق تعالیٰ نے تعبیر خواب کا علم اُن حضرت کو تعلیم کیا۔ وہ اہل زندان کے خوابوں کی تعبیر بیان کرتے تھے جب اُن دو جوانوں کے خوابوں کی تعبیر بیان کی یہ خیال کر کے کہ قید سے رہائی ہو جائے گی۔ ایک سے کہا تھا کہ مجھ کو عزیز کے سامنے یاد کرنا حق تعالیٰ نے عتاب فرمایا کہ جب میرے غیر سے تم نے توسل کیا تو اتنے سال اور قید میں رہو لہذا بیس سال زندان میں رہے اور اکثر روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ سات سال زندان میں ہے۔

بند موثق منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آیا فرزندان یعقوب پیغمبر ان خدا تھے فرمایا نہیں۔ لیکن اسباط اور پیغمبروں کی اولاد سے تھے اور دنیا سے سعادت مند گئے اپنے اعمال کی بدی کا اقرار کیا اور توبہ کی۔

بند صحیح منقول ہے کہ مشام بن سالم نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ یوسفؑ کے بارے میں یعقوبؑ کا غم کس پایہ تک تھا فرمایا کہ ستر پسر مردہ عورتوں کے حزن کے برابر۔ پھر فرمایا کہ جبریلؑ یوسفؑ پر زندان میں نازل ہوئے اور کہا کہ حق تعالیٰ نے تمہارا اور تمہارے پدر کا امتحان لیا ہے۔ تم کو زندان سے نجات دے گا۔ اُس سے بحق محمد و آل محمد سوال کرو تا کہ تم کو رہائی بخشے۔ یوسفؑ نے کہا خداوند میں تجھ سے بحق محمد و آل محمد سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو جلد نجات بخش۔ اور راحت دے اس محنت و بلا سے جس میں گرفتار ہوں جبریلؑ نے کہا کہ اے صدیق خوش ہو کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو

(بقیہ حاشیہ ص ۳۴۸) بعض حدیثوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بنیامین یوسفؑ کی ماں کے بطن سے نہ تھے بلکہ اُن کی خالہ کے بطن سے تھے اور مفسرین کی کثیر جماعت بھی اسی کی قائل ہے وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ آیت میں واقع ہوا ہے کہ یوسفؑ اپنے باپ ماں کو تخت پر لے گئے مجاز کے طریقہ سے ہے اور اس سے مراد باپ اور خالہ ہیں کیونکہ خالہ کو بھی ماں کہتے ہیں جس طرح چچا کو باپ کہتے ہیں اور یوسفؑ کی ماں راحیل کا انتقال ہو چکا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ راحیل کو خدا نے زندہ کر دیا تھا تاکہ اُن کا خواب درست ہو اور بعض نے کہا ہے کہ اُن کی ماں اُس وقت تک زندہ تھیں لیکن قول اول زیادہ قوی ہے چنانچہ دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ جب یعقوبؑ یوسفؑ کے پاس آئے کتنے لڑکے اُن کے ساتھ تھے فرمایا کہ گیارہ پسر۔ دریافت کیا کہ بنیامین یوسفؑ کی ماں کے بطن سے تھے یا خالہ کے، فرمایا کہ اُن کی خالہ کے لڑکے تھے۔

تمہاری خوشخبری کے لئے بھیجا ہے۔ تین روز میں تم کو زندان سے رہائی ہو جائے گی۔ وہ تم کو مصر کا بادشاہ بنائے گا۔ اشراف اہل مصر سب کے سب تمہاری خدمت کریں گے۔ اور تمہارے بھائی اور پدر کو تمہارے پاس جمع کرنے کا۔ اے صدیق تم خدا کے برگزیدہ اور اس کے برگزیدہ بندہ کے فرزند ہو تم کو بشارت ہو۔ اسی شب کو عزیز نے خواب دیکھا جس سے وہ خائف ہوئے اور اپنے اعوان سے بیان کیا۔ وہ لوگ اُس کی تعبیر سے عاجز رہے۔ اُس وقت اُس شخص کو یوسف یاد آئے جنہیں قید سے رہا کیا گیا تھا۔ اُس نے کہا اے بادشاہ مجھ کو زندان میں بھیجئے وہاں ایک شخص ہے جس کا نظیر میں نے علم و بروری اور تعبیر میں دنیا میں نہیں دیکھا۔ آپ نے جب مجھ پر اور فلاں شخص پر غضب فرمایا تھا اور زندان میں بھیج دیا تھا۔ ہم دونوں نے خواب دیکھا اُس نے تعبیر بیان کی جیسا کہ اُس نے کہا تھا آپ نے میرے ساتھی کو دار پر کھینچا اور مجھ کو نجات بخشی عزیز نے کہا جا کر اُس سے خواب کی تعبیر دریافت کرو۔ وہ شخص قید خانہ میں گیا اور یوسف سے تعبیر دریافت کر کے جب عزیز کے پاس واپس آیا اور اُن کا پیغام بھی پہنچایا۔ عزیز نے کہا یوسف کو زندان سے لاؤ۔ میں ان کو اپنا مقرب اور برگزیدہ بناؤں گا۔ یوسف نے جواب میں کہا کیونکہ میں اُن سے بھلائی کی امید رکھوں حالانکہ ان کو گناہ سے میری بیزار کا علم ہو چکا تھا۔ پھر بھی اتنے سال مجھے قید رکھا۔ یہ معلوم کر کے عزیز نے عورتوں کو بلا بھیجا اور اُن سے یوسف کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا حاش اللہ ہم نے کوئی برائی اُن میں نہیں دیکھی۔ پھر اُس نے قید خانہ میں ملازم کو بھیج کر یوسف کو اپنے پاس بلایا اور اُن سے گفتگو کی تو اُن کی عقل و دانش اور کمال کو پسند کیا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ میرا خواب اور اُس کی تعبیر بیان کیجئے یوسف نے پہلے خواب کو نقل کیا۔ پھر تعبیر بیان کی۔ عزیز مصر نے کہا آپ نے سچ فرمایا اب بتلائیے کہ کون میرے ہفت سالہ ذخیرہ کو جمع کرے گا اور اُس کی حفاظت کرے گا یوسف نے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ میں اس امر کی تدبیر کروں۔ اور اس قحط سالی میں اس امر کا انتظام کروں بادشاہ نے کہا بہتر ہے۔ یہ بادشاہی مہر اور شاہی تخت و تاج اب آپ کے حوالے ہے۔ جو چاہیئے انتظام کیجئے۔ یوسف متوجہ ہوئے اور فراوانی کے ہر سات سال میر غلہ جمع کیا اور مصر کی زراعتوں کا حاصل خوشہ سمیت خزانہ میں رکھا جب قحط کے ایام آئے غلہ فروخت کرنے پر متوجہ ہوئے پہلے سال طلا و نقرہ کے عوض فروخت کیا یہاں تک کہ مصر اور اُس کے قرب و جوار میں ایک درہم و دینار کسی کے پاس نہ بچا اور سب یوسف

کے خزانہ میں داخل ہو گیا اور دوسرے سال زیور اور جواہرات کے عوض فروخت کیا یہاں تک کہ جس قدر زیور اور جواہرات اس سلطنت میں تھا اُن کے خزانہ میں پہنچ گیا۔ تیسرے سال حیوانات اور مویشیوں کے عوض فروخت کیا اور اُن کے تمام حیوانوں کے مالک ہو گئے چوتھے سال غلاموں اور کنیزوں کے عوض فروخت کیا۔ یہاں تک کہ ہر ملک جو اُس ملک میں تھا۔ سب کے مالک ہوئے۔ پانچویں سال مکانات عمارات وغیرہ کے عوض فروخت کیا اور ہر چیز پر متصرف ہوئے۔ چھٹے سال زمینوں اور نہروں کے عوض میں بیچا اور مصر اور اُس کے اطراف کی تمام مزرعہ اور نہریں اُن کے تصرف میں آ گئیں۔ ساتویں سال جبکہ لوگوں کے پاس کچھ نہیں رہ گیا تھا لوگوں کی خود ذاتوں کے عوض میں غلہ دیا یہاں تک کہ مصر اور اُس کے قریب جو اریں جس قدر انسان تھے یوسف کے غلام ہو گئے اُس وقت یوسف نے بادشاہ سے کہا کہ ان امور میں جو خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے تم کیا مصلحت دیکھتے ہو بادشاہ نے کہا کہ رائے تو تمہاری رائے ہے جو چاہو کرو مختار ہو۔ یوسف نے کہا تم کو اور خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے تمام اہل مصر کو آزاد کیا اور اُن کے اموال اور غلاموں کو اُنہیں واپس دیا۔ اور تمہاری انگشتی (مہر) اور تاج و تخت تم کو واپس دیا اس شرط پر کہ جس طرح میں نے ان کے ساتھ سلوک کیا تم بھی کرو اور ان کے درمیان جس طرح میں نے حکم کیا تم بھی کرنا کیونکہ خدا نے ان کو میرے سبب سے نجات دی۔ بادشاہ نے کہا میرا دین اور میرے لئے فخر کا سبب یہی ہے۔ میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں۔ اُس کا کوئی شریک نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اُس کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں اس کے بعد اُن حضرت سے یعقوب اور اُن کے بھائیوں کی ملاقات واقع ہوئی۔

بند صحیح منقول ہے کہ محمد بن مسلم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ یعقوب مصر پہنچنے کے بعد یوسف کے پاس کتنے دنوں زندہ رہے فرمایا کہ دو سال۔ پوچھا کہ اُس وقت زمین میں حجت خدا یعقوب تھے یا یوسف فرمایا کہ یعقوب حجت خدا تھے اور یوسف سے بادشاہی متعلق تھی۔ جب یعقوب عالم قدس کی جانب رحلت کر گئے یوسف اُن کے جسد مبارک کو ایک تابوت میں رکھ کر شام لے گئے اور بیت المقدس میں دفن کیا۔ پھر یعقوب کے بعد یوسف حجت خدا ہوئے۔ پوچھا کہ یوسف رسول اور پیغمبر تھے فرمایا ہاں شاید تو نے نہیں سنا کہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ مومن آلِ فرعون نے کہا یوسف تمہارے پاس روشن دلیلوں اور معجزات کے ساتھ آئے اور تم برابر اُن کی پیغمبری میں شک کرتے رہے یہاں تک کہ جب اُن کی وفات ہوئی تم لوگوں نے

تخلیہ کے نام پر عداوت کے عوض رانیایا جائے تاہم احوال دیگر و حضرت کرنا اور حضرت یوسف کے احوال بیان۔

کہا کہ اُن کے بعد خدا کوئی رسول نہ بھیجے گا۔

بند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یوسفؑ داخل زندان ہوئے اُن کی عمر بارہ سال کی تھی اور اٹھارہ سال وہ زندان میں رہے اور رہا ہونے کے بعد اسی سال زندہ رہے۔ آپ کی کل عمر ایک سو دس سال ہوئی اور دوسری معتبر حدیث میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یعقوبؑ اور یوسفؑ ہر ایک کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی۔

معتبر حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص قوم عاد سے فرعون کے زمانہ تک زندہ رہا۔ یوسفؑ کے زمانہ میں لوگ اُس کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے اور اس کو پتھر مارتے تھے وہ فرعون کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ کو لوگوں کے شر سے امان دے تو میں تجھ کو خیر خبریں جو دنیا میں میں نے مشاہدہ کی ہیں تجھ سے بیان کروں اور سچ کہوں گا تو فرعون نے اُس کو امان دی اور اپنا مقرب بنایا۔ وہ اُس کے دربار میں گذشتہ واقعات بیان کیا کرتا تھا۔ فرعون کو اُس کی صداقت پر بہت کافی اطمینان ہو گیا۔ اُس نے یوسفؑ سے بھی کوئی جھوٹ نہیں سنا اور نہ اُس عادی مرد کی کوئی جھوٹی بات معلوم ہوئی۔ ایک روز فرعون نے یوسفؑ سے کہا کہ آیا کسی شخص کو جانتے ہو جو تم سے بہتر ہو فرمایا ہاں میرے پدر یعقوبؑ مجھ سے بہتر ہیں پھر جب یعقوبؑ فرعون کے دربار میں داخل ہوئے اور اس کو شاہی آداب کے ساتھ سلام کیا تو فرعون نے اُن کی بڑی عزت کی اور اپنے پاس طلب کیا اُن کو یوسفؑ سے بھی زیادہ معزز کیا پھر یعقوبؑ سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا عمر ہوئی۔ فرمایا ایک سو بیس سال۔ عادی نے کہا غلط کہتے ہیں۔ یعقوبؑ خاموش رہے لیکن فرعون کو اُس کی یہ بات سخت ناگوار گذری پھر اُس نے یعقوبؑ سے پوچھا اے شیخ آپ کی کتنی عمر ہوئی فرمایا کہ ایک سو بیس سال عادی نے کہا جھوٹ کہتے ہیں۔ یعقوبؑ نے فرمایا خدا وندا اگر یہ شخص جھوٹ کہتا ہے تو اس کی داڑھی اُس کے سینہ پر گر جائے اُسی وقت عادی کی تمام ریش اُس کے سینہ پر گر گئی۔ فرعون کو سخت خوف ہوا اُس نے یعقوبؑ سے کہا کہ میں نے جس شخص کو امان دی ہے اُس پر آپ نے نفرین کی۔ چاہتا ہوں کہ دعا کیجئے کہ آپ خدا اُس کی ریش اُسے پھر عطا فرمائے۔ یعقوبؑ نے دعا کی اور اُس کی داڑھی پھر بدستور ہو گئی۔ عادی نے کہا کہ میں نے اس مرد کو ابراہیم خلیل الرحمنؑ کے ساتھ فلاں زمانہ میں دیکھا تھا جسے ایک سو بیس سال سے زیادہ عرصہ ہوا۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ جس کو تو نے

حضرت یوسفؑ کی عمر۔

دیکھا تھا۔ وہ میں نہ تھا بلکہ اسحق تھے اُس نے کہا تم کون ہو فرمایا میں یعقوب پسر اسحق پسر ابراہیم ہوں عادی نے کہا سچ کہتے ہو۔ میں نے اسحق کو دیکھا تھا۔ فرعون نے کہا تم دونوں سچ کہتے ہو۔

بند معتبر ابو ہاشم جعفر سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ برادران یوسف نے جو یہ کہا کہ اگر بنیامین نے چوری کی تو کوئی تعجب نہیں اُس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی اس کے کیا معنی تھے فرمایا کہ یوسف نے چوری نہیں کی تھی۔ لیکن یعقوب کا ایک کمر بند تھا جو ابراہیم سے میراث میں ملا تھا۔ جب وہ گم ہو جاتا تھا جبریل آ کر بتلاتے تھے کہ کہاں اور کس کے پاس ہے پھر اُس سے لے لیا جاتا تھا اور اُس کو غلامی میں گرفتار کر لیتے تھے۔ وہ کمر بند و خزانہ سارہ کے پاس تھا جو مادر اسحق کی ہمنام تھیں۔ سارہ یوسف سے بہت محبت کرتی تھیں اور چاہتی تھیں کہ اُن کو اپنی فرزندگی میں لے لیں۔ انہوں نے اُس کمر بند کو یوسف کی کمر میں اُن کے کپڑوں کے نیچے باندھ دیا اور یعقوب سے کہا کہ میرا کمر بند چوری ہو گیا۔ اس وقت جبریل نازل ہوئے اور کہا کہ اے یعقوب کمر بند یوسف کے پاس ہے اور بنا بر مصلحت الہی اُن پر یہ نہیں ظاہر کیا کہ سارہ نے کیا تدبیر کی ہے۔ یعقوب نے جب تلاش کیا کمر بند یوسف کی کمر سے ملا اور اُس وقت یوسف بڑے ہو چکے تھے۔ سارہ نے کہا چونکہ یوسف نے اس کو چڑایا ہے۔ لہذا میں زیادہ حق دار ہوں کہ یوسف کو لیجاؤں۔ یعقوب نے فرمایا کہ وہ تمہارا غلام ہے۔ بشرطیکہ اُس کو فروخت نہ کرو اور نہ کسی کو بخش دو۔ کہا میں قبول کرتی ہوں بشرطیکہ مجھ سے آپ نہ لے لیں۔ اور میں اسی وقت اُس کو آزاد کرتی ہوں۔ پھر یوسف کو آزاد کیا اور لے لیا۔ ابو ہاشم نے کہا کہ میرے دل میں گذرا اور میں یعقوب اور یوسف کے معاملہ میں تعجب سے غور کر رہا تھا کہ باوجود آپس میں اس قدر قریب ہونے کے کیونکہ یعقوب سے یوسف کا معاملہ پوشیدہ رہا یہاں تک کہ غم میں حضرت کی آنکھیں بے نور ہو گئیں حضرت نے باعجاز سمجھ لیا اور فرمایا کہ اے ابو ہاشم میں خدا سے اُس امر کے بارے میں پناہ مانگتا ہوں جو تیرے دل میں گذرا ہے اگر خدا چاہتا کہ جو چیز بھی یوسف اور یعقوب کے درمیان میں حائل ہوتی ہٹا دیتا تاکہ ایک دوسرے کو دیکھتے۔ لیکن خدا کی مصلحت تھی اور اُن کی ملاقات کی ایک مدت متعین فرمائی تھی اور خدا اپنے دوستوں کے لئے جو کچھ کرتا ہے اُسی میں اُس کے لئے بہتری ہوتی ہے۔

بند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے حق تعالیٰ کے قول

کی تفسیر کہ تمام کھانے فرزند ان یعقوب کے لئے حلال تھے سوائے اُس کے جو کچھ یعقوب نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا دریافت کی فرمایا کہ جس وقت یعقوب اونٹ کا گوشت کھاتے تھے اُن کے جسم کے نیچے کے حصہ میں زیادہ درد ہونے لگتا تھا اس وجہ سے اونٹ کا گوشت اپنے اوپر حضرت نے حرام کر لیا تھا اور یہ اُس وقت تھا کہ تورات نازل نہیں ہوئی تھی اور موسیٰ علیہ السلام نے اُس کو نہ حرام کیا اور نہ کھایا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ یوسف نے اپنے زمانہ کی ایک بہت حسین عورت کی خواستگاری کی اُس نے انکار کیا اور کہا میرے باؤشاہ کا غلام (مجھ سے عقد کرنا) چاہتا ہے حضرت نے اُس کے باپ سے خواستگاری کی اُس نے کہا کہ اُسی کو اختیار ہے۔ پس حضرت نے درگاہ باری میں دعا کی اور گریہ فرمایا اور اُس کو طلب کیا۔ خدانے وحی فرمائی کہ میں نے اُس کو تم سے تجویز کیا پھر یوسف نے اُن لوگوں کے پاس قاصد بھیجا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری ملاقات کو آؤں اُن لوگوں نے کہا کہ آؤ۔ جب یوسف اُس عورت کے مکان میں داخل ہوئے آپ کے آفتاب جمال کے نور سے وہ مکان روشن ہو گیا اُس عورت نے کہا یہ انسان نہیں بلکہ فرشتہ گرامی ہے۔ یوسف نے پانی طلب کیا اُس عورت نے سبقت کی اور پانی کا گلاس لائی جب حضرت نے پانی پی لیا اُس نے گلاس لے کر انتہائی شوق کے ساتھ اپنے منہ سے لگا لیا۔ یوسف نے کہا صبر کرو اور بیتاب نہ ہو کہ تیرا مطلب حاصل ہوتا ہے۔ پھر اُس کے ساتھ عقد کیا۔

دوسری معتبر حدیث میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ جب یوسف نے اُس شخص سے کہا کہ مجھ کو عزیز کے سامنے یاد کرنا جبرئیل اُن حضرت کے پاس آئے اور زمین پر ایک ٹھوکری جس سے زمین کے ساتویں طبقہ تک شگاف ہو گیا کہا اسے یوسف زمین کے طبقہ ہفتم پر نگاہ کر و کیا دیکھتے ہو۔ ایک چھوٹا سا پتھر بھر اُس پتھر میں شگاف کیا اور پوچھا پتھر کے اندر کیا ہے فرمایا ایک چھوٹا سا کیڑا جبرئیل نے کہا کون اس کا روزی دینے والا ہے۔ کہا خداوند عالمین۔ جبرئیل نے کہا تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ میں نے اس کیڑے کو زمین کے ساتویں طبقہ میں اس پتھر کے اندر فراموش نہیں کیا اور تم نے گمان کیا کہ میں تم کو بھول جاؤں گا کیونکہ تم نے اُس شخص سے کہا کہ باؤشاہ سے میرا تذکرہ کرنا۔ لہذا اپنی اس نامناسب گفتگو کے سبب سے برسوں اب زندان میں رہو۔ یوسف نے خدا کے اس عتاب پر اس قدر گریہ کیا کہ درود دیوار روئے اور قیدیوں کو اذیت ہوئی اور انہوں نے فریاد کی حضرت نے

اُن سے طے کیا کہ ایک روز روئیں گے اور ایک روز خاموش رہیں گے لیکن جس روز وہ خاموش رہتے اُن کی حالت اُس روز سے بدتر ہو جاتی جس روز کہ روتے تھے۔

بند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ صبر جمیل یہ ہے کہ لوگوں سے کسی طرح کوئی شکایت نہ کی جائے۔ یہ تحقیق کہ حق تعالیٰ نے یعقوبؑ کو ایک رسالت کے ساتھ ایک راہب و عابد کے پاس بھیجا۔ جب راہب کی نظر اُن حضرت پر پڑی سمجھا کہ حضرت ابراہیمؑ ہیں جلدی سے کھڑا ہو گیا اور ہاتھ حضرت کی گردن میں ڈال کر کہا کہ خلیل خدا مر جبا۔ یعقوبؑ نے کہا میں ابراہیمؑ نہیں ہوں بلکہ اسحقؑ کا فرزند ابراہیمؑ کا پوتا یعقوبؑ ہوں۔ راہب نے کہا کیوں اس قدر بڑھے ہو گئے ہو کہا غم و اندوہ نے مجھ کو ضعیف کر دیا۔ جب واپس ہوئے اور راہب کے دروازہ سے ابھی باہر نہ ہوئے تھے کہ وحی خدا اُن کو پہنچی کہ اے یعقوبؑ میرے بندوں سے میری شکایت کرتے ہو۔ حضرت اُسی چوکھٹ کے قریب سجدہ میں گر پڑے اور عرض کی پروردگار پھر ایسے فعل کا ارتکاب نہ کرونگا۔ خدا نے وحی فرمائی کہ میں نے تم کو معاف کیا لیکن آئندہ ایسا عمل نہ کرنا پھر حضرت نے کسی سے شکایت نہ کی اس کے بعد جو کچھ حضرت پر دنیا کی مصیبتیں گزریں سوائے اس کے کہ ایک روز کہا کہ میں اپنے حزن و اندوہ کی شکایت کرتا ہوں مگر خدا سے اور خدا کا کرم جس قدر میں جانتا ہوں اُسے فرزند و تم نہیں جانتے۔

حدیث معتبرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے یوسفؑ کو وحی کی جس وقت وہ زندان میں تھے کہ کس چیز نے تم کو مجرموں کے ساتھ ساکن کیا کہا میرے جرم اور گناہ نے چونکہ اپنے گناہ کا اعتراف کیا حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اس دعا کو پڑھو۔

يَا كَيِّدُ كُلِّ كَيِّدٍ يَا مَنْ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا وَزِيرَ يَا خَالِقَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ
الْمُنِيرِ يَا عَصَمَةَ الْمُصْطَرِّ الضَّرِيرِ يَا قَاصِدَ كُلِّ حَبَّارٍ عَيْنِي يَا مُغْنِيَ
الْبَائِسِ الْفَقِيرِ يَا جَابِرَ الْعَظَمِ الْكَسِيرِ يَا مُطْلِقَ الْكَنْبَلِ الْاَوْسَرِ
اَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ اَنْ تَجْعَلَ لِي مِنْ اَمْرِي حَرَجًا وَمُخْرَجًا وَ
تَرْزُقَنِي مِنْ حَيْثُ اَحْتَسِبُ وَمِنْ حَيْثُ لَا اَحْتَسِبُ۔ جب صبح ہوئی عزیزؑ نے اُن کو طلب کیا اور انہوں نے قید سے نجات پائی۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب عزیزؑ مصر نے اپنے کو معزول کیا اور یوسفؑ کو تخت سلطنت پر متمکن کیا۔ یوسفؑ نے دو پاکیزہ لباس پہنے اور تنہا بیابان کی

طرف گئے اور دو رکعت نماز ادا کی جب فارغ ہوئے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا۔ **يَا رَبِّ قَدْ اَتَيْتَنِي مِنَ الْمَلِكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَاْوِيلِ الْاَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيِّيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ**۔ پس جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کیا حاجت رکھتے ہو کہا۔ **رَبِّ تَوْفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحَقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ**۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس لئے دعا کی کہ مجھ کو دنیا سے مسلمان اٹھانا اور صالحین سے ملحق کرنا کیونکہ فتنہ و فساد سے ڈرتے تھے جو آدمی کو دین سے برگشتہ کر دیتا ہے یعنی جبکہ آنحضرت فتنوں سے ڈرتے تھے پھر کون اُن سے بے خوف ہو سکتا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ چہار شنبہ کے دن یوسف زندان میں داخل ہوئے۔

بند معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کی کہ لوگوں کو کیونکہ وہ شخص اچھا معلوم ہوتا ہے جو ناگوار غذائیں کھاتا ہے اور موٹے کپڑے پہنتا ہے اور خشوع کا اظہار کرتا ہے فرمایا کہ یوسف پیغمبر تھے اور پیغمبر زاوے تھے ریشمی قبائیں جن میں سونے کے تنکے لگے رہتے تھے پہنتے تھے اور آل فرعون کی مجلسوں میں بیٹھتے تھے اور حکم کرتے تھے۔ لوگوں کو اُن کے لباس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور قلعی نے کتاب عراقس میں ذکر کیا ہے کہ جب بادشاہ پیر یوسف کا عذر ظاہر ہوا اور اُس نے اُن حضرت کی امانت کفایت علم اور عقل کو سمجھا اور اُن کو زندان سے طلب کیا تو یوسف جب باہر نکلے اہل زندان کے لئے دعا کی کہ خداوندانیکوں کا دل ان پر مہربان کر دے اور نیکیوں کو اُن سے پوشیدہ نہ رکھ پس آنحضرت کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ہر شہر میں جو قیدی ہیں تمام لوگوں سے کچھ چیزوں میں زیادہ عقلمند ہیں۔ پھر زندان کے دروازہ پر لکھا کہ یہ جگہ زندہ لوگوں کی قبر ہے اور غموں کا گھر ہے اور دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کی ملامت کے تجربہ کا ذریعہ ہے پھر غسل کیا اور زندان کی کثافت سے جسم کو پاک کیا اور پاکیزہ لباس پہنا اور بادشاہ کے دربار کی جانب روانہ ہوئے جب دروازہ پر پہنچے کہا۔ **حَسْبِيَ رَبِّيْ مِنْ دُنْيَايَ وَحَسْبِيَ رَبِّيْ مِنْ خَلْقِهِ عَزَّ جَلَّوْهُ وَجَلَّ شَأْنُوْهُ وَ لَوْ اَلَهُ غَيْرُوْهُ**۔ جب مجلس میں داخل ہوئے کہا۔ **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ شَرِّهِ وَ شَرِّ غَيْرِهِ**۔ جب بادشاہ کی نظر ان پر پڑی حضرت نے عبرانی زبان میں اُس پر سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کون سی زبان ہے کہا میرے چچا اسمعیل کی زبان ہے پھر بادشاہ کے لئے زبان عربی میں دعا کی۔ اُس نے پوچھا یہ کونسی زبان ہے کہا یہ میرے آباؤ اجداد کی

زبان ہے۔ وہ بادشاہ بھی سات زبانیں جانتا تھا۔ یوسف سے جس زبان میں گفتگو کی اُسی میں حضرت نے جواب دیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور اُس کو یوسف کی کسنی اور اُن کے علم و کمال کی زیادتی پر تعجب ہوا۔ اُس وقت اُن کی عمر تیس سال تھی۔ بادشاہ نے کہا اے یوسف میں چاہتا ہوں کہ اپنا خواب تم سے سُنوں یوسف نے کہا تم نے خواب میں دیکھا کہ سات فرہبہ اشہب چشم نہایت سفید گائیں دریائے نیل سے نکلیں جن کے پستانوں سے دودھ بہہ رہے تھے جس وقت تم نے اُن کو دیکھا اُن کے حُسن پر تعجب کیا۔ ناگاہ نیل کا پانی خشک ہو گیا اور اُس کی تہ ظاہر ہو گئی اور کیچڑ اور مٹی کے درمیان سے سات لاغر پریشان گرد آلود گائیں نکلیں جن کے شکم پشت سے لپٹے ہوئے تھے اُن کے پستان نہ تھے اُن کے دانت ناخن اور پیچھے مثل درندوں کے تھے اُن کے سونڈ بھی درندوں کے سے تھے۔ اُن لاغر گایوں نے اُن فرہبہ گایوں کو چھاڑ ڈالا اور گوشت و پوست اور ہڈیوں کو توڑ کر اُن کا مغز تک کھا لیا۔ اور تم تعجب کرتے تھے ناگاہ تم نے دیکھا کہ گیہوں کی سات بالیاں سبز اور سات بالیاں سیاہ ایک جگہ سے اُگیں اُن کی جڑیں پانی میں چلی گئیں پھر ایک ہوا چلی اُس نے خشک بالیوں کو سبز بالیوں پر چسپاں کر دیا اور سبز بالیوں میں آگ لگ گئی۔ وہ سب سیاہ ہو گئیں۔ عزیز نے کہا آپ نے سچ فرمایا میرا یہی خواب تھا۔ پھر اُس کی تعبیر بیان کی تو بادشاہ نے سلطنت کا انتظام اور زراعت کی حفاظت اُن کے سپرد فرمائی۔

شیخ طبرسی علیہ الرحمہ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ عزیز مصر جس نے یوسف کو قید کیا تھا اُس کا نام قطفیر تھا۔ وہ بادشاہ کا وزیر تھا۔ بادشاہ کا نام ریان ابن ولید تھا۔ خواب بادشاہ نے دیکھا تھا۔ جب یوسف کو زندان سے رہا کیا عزیز نے وزیر کو معزول کر کے منصب وزارت یوسف کے سپرد کیا پھر بادشاہ ہی ترک کر کے خانہ نشین ہو گیا۔ اور تاج و تخت بھی یوسف کے حوالہ کر دیا اُسی زمانہ میں قطفیر کی وفات ہو گئی۔ بادشاہ نے اُس کی زوجہ راحیل کے ساتھ یوسف کا عقد کر دیا اور اُس سے افرائیم اور بیشائیم پیدا ہوئے۔

عرائس میں نقل کیا ہے کہ جب یوسف نے ابن یامین کو اپنے پاس طلب کیا اور تنہائی میں اُن سے گفتگو کی پوچھا تمہارا کیا نام ہے کہا ابن یامین پوچھا۔ یہ نام کیوں رکھا گیا کہا اس لئے کہ جب میں پیدا ہوا میری ماں کا انتقال ہو گیا۔ یعنی میں صاحب عزاء فرزند ہوں۔ پوچھا تمہاری ماں کا کیا نام تھا کہا راحیل دختر لیان۔ پوچھا کیا تمہارے اولاد بھی ہوئی

کہا ہاں دس سپر پیدا ہوئے پوچھا اُن کے نام کیا ہیں۔ کہا اُن کے نام اپنے بھائی کے نام سے مشتق کئے ہیں جو میری ماں کے بطن سے تھا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ یوسف نے کہا کہ اُس کا صدمہ تم کو اس قدر ہوا کہ تم نے ایسا کیا۔ بتاؤ لڑکوں کے نام کیا ہیں کہا بالتا۔ خیر۔ اشکل۔ اجبا۔ خیر۔ نعمان۔ اور۔ ارس۔ یسیم۔ اور یتیم۔ پوچھا ان کے معنی کیا ہیں۔ کہا بالتا اس لئے نام رکھا کہ زمین نے میرے بھائی کو چھپا لیا۔ خیر۔ اس لئے کہ وہ میری ماں کے پہلے بیٹے تھے۔ اشکل اس لئے کہ وہ میرا حقیقی بھائی تھا۔ خیر۔ اس لئے کہ وہ جس جگہ رہا۔ بخیر رہا۔ نعمان اس لئے کہ وہ ماں باپ کو پیارا تھا۔ اور۔ اس وجہ سے کہ وہ حسن و جمال میں مثل چھول کے تھا۔ ارس۔ اس لئے کہ وہ بدن کے مقابلہ میں سر کے مانند تھا۔ یسیم۔ اس واسطے کہ میرے باپ نے فرمایا کہ وہ زندہ ہے۔ یتیم۔ اس سبب سے کہ اگر میں اُس کو دیکھتا تھا میری آنکھیں روشن ہوتی تھیں اور بے انتہا مسرت ہوتی تھی۔ یوسف نے کہا چاہتا ہوں کہ میں اُس بھائی کے عوض جو ہلاک ہو گیا تمہارا بھائی بنوں یا میں نے کہا کہ آپ کے مانند کون شخص بھائی پاسکتا ہے لیکن آپ یعقوب راحیل سے نہیں پیدا ہوئے ہیں۔ یوسف یہ سن کر روئے اور اُن کو گلے سے لگایا اور کہا میں تمہارا بھائی یوسف ہوں۔ فریگین نہ ہو اور اپنے بھائیوں کو اطلاع نہ دینا۔

۱۔ مولف فرماتے ہیں چونکہ اس عجیب قصہ میں علامتے اشکالات وارد کئے ہیں اور اکثر لوگوں کے دل میں بہت شکوک پیدا ہوتے ہیں لہذا اگر اُن کے جواب میں محل اشارہ کر دیا جائے تو مناسب ہو گا۔ اوّل یہ کہ حضرت یعقوب نے محبت و مہربانی میں یوسف کو کیوں فضیلت دی جو ان مفاسد کا باعث ہوا حالانکہ فرزندوں میں بعض بعض کو فضیلت باز نہیں ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ان فسادوں کا سبب ہو۔ جواب یہ ہے کہ وہ تفضیل جو صرف بشری محبت کے سبب سے ہو اور کوئی دینی مقصد اُس میں نہ ہو وہ بہتر نہیں ہے لیکن یوسف سے یعقوب کی محبت یوسف کے حقیقی کمالات علم اور فضل اور قابلیت اور تربت بنوت کی وجہ سے تھی۔ یا یہ کہ قلبی محبت اختیاری نہیں ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اختیاری امور میں اُن کے درمیان فرق نہیں رہتا۔ اور ممکن ہے کہ اُن فسادات کے ہونے کا یہ سبب ہو کہ یعقوب نے نہ سمجھا ہو گا کہ اس کا باعث یہ ہو گا۔ دوم یہ کہ یعقوب نے جملات بنوت کے ساتھ کیونکہ اس قدر اضطراب دے چینی اور اگر یہ یوسف کی مفارقت میں کیا کہ اُن کی آنکھیں بے نور ہو گئیں حالانکہ پیغمبروں کو مصیبتوں پر تمام مخلوق سے زیادہ صبر کرنا چاہیئے۔ جواب یہ ہے کہ محبت اور حزن کی زیادتی اور رونا اختیاری نہیں ہے جو کچھ مذموم ہے وہ جزع کرنا اور چند چیزوں کا زبان سے نکلنا ہے جو حق تعالیٰ کے غضب کا باعث ہوتا ہے یعقوب سے ایسے مذموم افعال صادر نہیں ہوئے اور حسب قلب قصائے الہی (باقی صفحہ ۳۵۹ پر)

باب گیارہواں حضرت ایوبؑ کے عجیب قصے

ارباب تفسیر و تاریخ کے درمیان میں مشہور کہ ایوب اموص کے بیٹے وہ عیص کے بیٹے وہ سہتی ابن ابراہیم علیہ السلام کے فرزند تھے اور آپ کی مادر گرامی لوط علیہ السلام کی اولاد سے تھیں بعض نے کہا ہے کہ ایوب

(بقیہ جلد ۳۵۵)

براضی تھے اور فضا پر راضی رہنا ان سب کے منافی نہیں ہے جیسا کہ اگر کسی شخص کو مرض الکلی تکلیف دینے کے لئے ضرورت ہو کہ خود اس کا ہاتھ قطع کیا جائے تو وہ خود حلاوت طلب کرتا ہے اور اس کو اپنے ہاتھ کے کاٹ ڈالنے کا حکم دیتا ہے اور اُس سے راضی ہوتا ہے بلکہ اُس کا ایک حد تک احسان مند ہوتا ہے لیکن گریہ و فریاد کرتا ہے غلغلیں بھی ہوتا ہے اور یہ سب تکلیفوں کے دفع کرنے کا باعث نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابراہیمؑ کی وفات کے موقع پر فرمایا کہ دل بے چین ہے آنکھیں گریاں ہیں لیکن میں کوئی بات ایسی نہیں کہنا چاہتا جو غضب پروردگار کا سبب ہو کیونکہ خدا کے دوستوں کی محبت خدا کے سوا کسی سے نہیں ہوتی اور جی سے ہوتی بھی ہے تو خدا کی خوشنودی و رضامندی کے لئے اور جو شخص خدا کا محبوب ہوتا ہے وہ لوگ اُسی کو دوست رکھتے ہیں کیونکہ ان کے محبوب کا محب ہوتا ہے۔ اسی طرح اپنے قریب سے قریب تر شخص سے اگر وہ خدا کا دشمن ہے تو دشمنی کرتے ہیں اور اُس کے گلے پر تلوار پھیر دیتے ہیں اور سب سے زیادہ دُور رہنے والے انسان کے ساتھ اگر وہ خدا کا دوست ہے تو لطف و محبت کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ حضرت یعقوبؑ یوسفؑ کو ظاہری حسن و جمال اور دنیوی اغراض کے لئے نہیں چاہتے تھے بلکہ انوارِ خیر و صلاح کے سبب سے جو اُن میں مشاہدہ کرتے تھے اُن کو دوست رکھتے تھے اسی لئے برادرانِ یوسفؑ جو ان مراتبِ عالیہ سے غافل اور ان دقیق معنوں سے ناواقف تھے محبت میں اُن کے امتیاز کے سبب سے تعجب کرتے تھے اور اُن کو گرہا ہی اور ضلالت سے نسبت دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم محبت اور رعایت کے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ ہم تو منہ اور قوت والے ہیں اور یوسفؑ سے زیادہ اُن کی خدمت کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یوسفؑ کی محبت اور اُن کی مفارقت میں یعقوبؑ کی بیقراری جنابِ مقدس الہی کی محبت کے خلاف اور اُن حضرت کے کمال کے منافی نہیں ہے بلکہ عین کمال ہے سو ہم یہ کہ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کے خواب اور ملائکہ کے خبر دینے کے باوجود جانتے تھے کہ یوسفؑ زندہ ہیں تو کیوں اس قدر مضطرب ہوئے۔ جواب یہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اضطرابِ مفارقت پر ہوتا ہے یا کبھی بداء اور محوِ اثبات کے احتمال پر ہوتا ہے اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ کیونکر یعقوبؑ یوسفؑ پر محزون ہوئے حالانکہ جبریلؑ نے اُن کو خبر دی تھی کہ یوسفؑ زندہ ہیں اور اُن کے پاس واپس آئیں گے فرمایا کہ فراموش ہو گیا تھا۔ اور وہ حدیث بھی شہرت کے موافق تاویل کی محتاج ہے۔ چہاں ہم یہ کہ یوسفؑ ہو سکتا ہے کہ یعقوبؑ نابینا ہوئے حالانکہ پیغمبروں کی خلقت میں کوئی نقص نہ ہونا چاہیئے۔ جواب یہ ہے کہ بعض نے کہا ہے (باقی صفحہ ۳۵۶)

عجیب کے بیٹے تھے اور آپ کی زوجہ مطہرہ رحمت افرائیم بن یوسف کی دختر تھیں۔ یا ماحیر دختر میشا پسر یوسف تھیں یا لیا دختر یعقوب علیہ السلام علی الخلاف لیکن پہلی یعنی (رحمت) سب سے زیادہ مشہور ہیں۔
بند ہائے معتبر منقول ہے کہ ابو بصیر نے حضرت صادق علیہ السلام سے سوال کیا

(بقیہ حاشیہ ص ۳۵۹) کہ آنحضرت نابینا نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ کی بصارت میں ضعف پیدا ہو گیا تھا اور آنکھوں کے سفید ہو جانے کو گریہ کی کثرت پر محمول کیا ہے کیونکہ جب آنکھیں پُر از آب ہوتی ہیں سفید معلوم ہوتی ہیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہم پیغمبروں کو ہر مرض اور نقص سے بری نہیں سمجھتے۔ لیکن انہیں کوئی نقص نہ ہونا چاہیے جو لوگوں کی نفرت کا سبب ہو اور کور ہونا ایسا نہیں ہے کہ لوگوں کی نفرت کا باعث ہو لیکن اس طرح ہو کہ بظاہر ان کی خلقت میں اُس کے سبب سے کوئی عیب نہ پیدا ہو۔ اور پیغمبرانِ خدا دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اس سبب سے کوئی عیب اور غلغلہ آنحضرت میں پیدا نہ ہوا تھا اور آخری قول زیادہ قوی ہے۔ بحکم یہ کہ حق تعالیٰ نے یوسفؑ کے قصہ میں فرمایا ہے **وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰی بُرْهَانَ رَبِّهٖ**۔ یعنی زلیخانے یوسفؑ کا قصد کیا اور یوسفؑ بھی زلیخا کا قصد کرتے اگر اپنے پروردگار کی دلیل نہ دیکھ چکے ہوتے۔ عام میں سے بعض لوگوں نے اس آیت کی تفسیر میں رکیک باتیں بیان کیں ہیں کہ یوسفؑ نے بھی زلیخا سے لپٹ کر چاہا کہ اُس فعل قبیح کی طرف متوجہ ہوں ناگاہ مکان کے گوشہ میں یعقوبؑ کی صورت دیکھی کہ اپنی انگلی دانتوں سے کاٹتے ہیں تو متنبہ ہوئے اور وہ ارادہ ترک کیا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ زلیخانے بُت پر کپڑا ڈالا تب حضرت متنبہ ہوئے۔ اور وہ ارادہ ترک کیا اور اسی طرح کی دوسری باطل وجہیں کھیں ہیں۔ جواب یہ ہے کہ آیت کے دو مقامات صحیح ہیں جو روایتوں میں وارد ہوئے۔ اول یہ کہ مراد یہ ہے کہ اگر وہ پیغمبر نہ ہوتے اور اپنے پروردگار کی دلیل یعنی جبریلؑ کو نہ دیکھتے ہوتے تو بیشک وہ بھی قصد کرتے لیکن چونکہ پیغمبر تھے اور پیغمبر خدا کی معصیت سے معصوم ہوتا ہے لہذا حضرت نے قصد نہیں کیا۔ دوم یہ کہ مراد یہ ہے کہ زلیخا کو مار ڈالنے کا قصد کیا کیونکہ اُس کا ارادہ حرام کی غرض سے تھا اور غرض کا دفع کرنا جائز ہے ہر چند قتل سے ہو یا یہ کہ ممکن ہے کہ اُس اہمیت میں اُس شخص پر ایسے شخص کا قتل کرنا جائز ہو گا جو اس کو گناہ پر مجبور کرے اور حق تعالیٰ نے یوسفؑ کو چند مصلحتوں کی بنا پر اُس کے قتل سے منع کیا اور اس لئے کہ اُس کے عوض میں یوسفؑ کو قتل نہ کر دیں چنانچہ بند معتبر منقول ہے کہ مامون نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس آیت کی تفسیر کیا ہے فرمایا اگر ایسا نہ ہوتا کہ یوسفؑ اپنے پروردگار کی دلیل دیکھ چکے ہوں تو یقیناً وہ بھی قصد کرتے جس طرح کہ زلیخا نے قصد کیا لیکن وہ معصوم تھے اور معصوم گناہ کا قصد نہیں کرتا بہ تحقیق کہ میرے پدرے اپنے پدرے سے سُن کر مجھے خبر دی ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زلیخا نے ارادہ کیا۔ ارتکاب فعل کا اور یوسفؑ نے قصد کیا۔ (بقیہ ص ۳۶۱ پر)

کہ ایوبؑ جن بلاؤں میں مبتلا ہوئے اُس کا کیا سبب تھا۔ فرمایا کہ نعمتوں کی زیادتی کے سبب سے تھا جو حق تعالیٰ نے اُن کو عطا فرمائی تھیں اور آنحضرت اُن نعمتوں کا شکر جیسا کہ چاہئے ادا کرتے تھے اُس وقت شیطان علیہ اللعنة کی آسمانوں پر جانے سے ممانعت نہ تھی۔ وہ عرش تک جایا کرتا تھا۔ ایک روز شیطان آسمان پر گیا اور نعمتوں پر ایوبؑ کا شکر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۰) ترک کا اور دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ علی بن ابیہم نے اسی آیت کی تفسیر اُن حضرت سے دریافت کی فرمایا کہ زلیخا نے معصیت کا قصد کیا اور یوسفؑ نے اُس کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا اس لئے کہ اُن پر اُس کا ارادہ بہت گراں گذرا لیکن خدا نے اُن کو زلیخا کے قتل سے اور زنا سے روک دیا۔ چنانچہ فرماتا ہے كَذَٰلِكَ لِنُصَوِّرَ عَنْهُ السُّوءَ وَ الْفَحْشَاءَ یعنی ہم نے اُن سے زلیخا کا قتل اور بڑی یعنی زنا کو دفع کر دیا لیکن وہ دونوں حدیثیں جو پہلے گزریں اور جو یعقوبؑ کے دیکھنے اور زلیخا کے بُت پر پردہ ڈالنے پر مشتمل تھیں وجہ اول کے منافی نہیں ہیں کیونکہ اُن میں تصریح نہیں ہے کہ یوسفؑ نے زنا کا ارادہ کیا بلکہ ممکن ہے کہ وہ عصمت کی اظہار کرنے والی ہوں کہ حق تعالیٰ نے اُس وقت اُن پر ظاہر کر دیا ہو کہ وہ ارادہ اُن کے دل میں پیدا نہ ہو اور بعض حدیثیں جن میں ان مطالب کی تصریح ہے تفسیر پر محمول ہیں ششتم یہ کہ یوسفؑ نے بھائیوں سے کہا کہ کوشش کر کے بنیامین کو پدر سے حاصل کریں اور سب آویں پھر اُن کو قید کر دیا باوجود اس کے کہ جانتے تھے کہ یعقوبؑ کے حزن و اندوہ کی زیادتی کا سبب ہو گا اور یہ تکلیف تھی جو یوسفؑ نے اپنے پدر کو پہنچائی۔ اسی طرح اپنی بادشاہی کی مدت میں کیوں یعقوبؑ کو اپنی حیات کی اطلاع نہ دی باوجود اس کے کہ اُن کے حزن و اندوہ کو جانتے تھے۔ جواب یہ ہے وہ جو کچھ کرتے تھے۔ وحی الہی کے مطابق کرتے تھے اور حق تعالیٰ اپنے دوستوں کا دنیا میں بلاؤں اور مصیبتوں کے ذریعہ سے امتحان لیتا ہے تاکہ وہ صبر کریں اور آخرت کے عالی مرتبوں اور عظیم سعادتوں پر فائز ہوں لہذا جو کچھ بنیامین کے قید کر لینے اور اُس وقت معین تک باپ کو آگاہ نہ کرنے میں یوسفؑ نے کیا وہ سب خدا کے حکم سے تھا تاکہ یعقوبؑ کی تکلیف شدید تر ہو اور اُس کا ثواب بہت زیادہ ہو۔ ہفتم یہ کہ کس وجہ سے یوسفؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ لے اہل قافلہ تم لوگ ساری ہو حالانکہ وہ جانتے تھے کہ اُن لوگوں نے چوری نہیں کی ہے۔ اور جھوٹ پیغمبروں کے لئے جائز نہیں ہے۔ جواب یہ ہے بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ تعبیر کے موقع پر اور جس جگہ شرعی مصلحت درپیش ہو جائز ہے مثلاً کوئی شخص ایسی بات کہے جس سے خلاف واقع معنی اور مفہوم ہوں اور اُس کی غرض حقیقی معنی ہو تو یہ قسم کلام دروغ کی نہیں ہے بلکہ بعض وقت واجب ہو جاتی ہے اور اس موقع پر چونکہ بنیامین کو روک لینے میں مصلحت تھی اور بغیر اس حیلہ کے ممکن نہ تھا اس لئے فرمایا کہ تم لوگ چور ہو اور یوسفؑ کی مراد یہ تھی کہ تم لوگوں نے اپنے پدر سے یوسفؑ کو چرا لیا (باقی صفحہ ۳۶۲ پر)

جو الواح سماویہ پر بہت کثرت سے ثبت کیا گیا تھا دیکھا یا یہ دیکھا کہ اُن کے شکر کو نہایت عظمت کے ساتھ اوپر لے جاتے ہیں تو اُس ملعون کے دل میں حسد کی آگ مشتعل ہوئی کہا پروردگار! ایوبؑ تیرا شکر اس لئے کرتے ہیں کہ بہت کافی نعمت تو نے اُن کو عطا کی ہے جو کچھ تو نے دنیا میں اُن کو بخشا ہے اگر اُن کو لے لے تو ہرگز تیری کسی نعمت کا شکر نہ ادا کریں لہذا مجھ کو اُن کی دنیا پر مسلط کر دے تب تجھ کو معلوم ہو گا کہ تیری کسی نعمت کا ہرگز شکر نہ کریں گے۔ اُس وقت شیطان کو رب الارباب کا خطاب پہنچا کہ تجھ کو اُن کے مال اور فرزندوں پر مسلط کیا یہ سنتے ہی شیطان بہت خوش ہوا اور تیزی سے زمین پر آیا اور جو کچھ اموال و فرزند ان ایوبؑ تھے سب کو ضائع اور ہلاک کر دیا۔ جیسے جیسے وہ ہر ایک کو ہلاک کرتا تھا ایوبؑ کا شکر و حمد زیادہ ہوتا تھا پھر شیطان نے التجا کی کہ مجھ کو اُن کی زراعتوں پر مسلط کر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جا اختیار دیا۔ یہ سن کر وہ اپنے فرما بزرواروں کو لے کر آیا اور ایوبؑ کی زراعتوں میں (سم آلود ہوا) پھونک دی جس سے تمام زراعت جل گئی حضرت کا حمد و شکر اور زیادہ ہوا پھر اُس نے کہا خداوند! مجھ کو اُن کے گوسفندوں پر مسلط فرما۔ جب اجازت ملی تمام گوسفندوں کو ہلاک کر دیا۔ حضرت نے حمد و شکر اور زیادہ کیا۔ اُس نے

(بقیہ حاشیہ ص ۳۶۱) بعض لوگوں نے کہا کہ اس بات کا کہنے والا یوسفؑ کے علاوہ کوئی اور شخص تھا جس نے اُن حضرت کے حکم سے نہیں کہا تھا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اُن کی غرض استفہام اور سوال سے تھی یعنی کیا تم لوگ چور ہو۔ خبر دینا مقصود نہ تھا کہ تم لوگ چور ہو۔ اور معبر حدیثیں وجہ اول پر وارد ہوئی ہیں۔ ہشتم یہ کہ یعقوبؑ اور برادران یوسفؑ پر کیونکر جائز تھا کہ یوسفؑ کو سجدہ کریں حالانکہ غیر خدا کے لئے سجدہ جائز نہیں اور یوسفؑ کیونکر راضی ہو گئے کہ باپ اُن کو سجدہ کریں جواب دہی ہے جو حضرت آدمؑ کے لئے ملائکہ کے سجدہ کے بارے میں اس شبہ کے رفع کرنے میں چند وجہوں کے ساتھ میں نے لکھا ہے وجہ اول یہ کہ خدا کا سجدہ شکر نعمت اور یوسفؑ کی ملاقات کی وجہ سے کیا چنانچہ اس مضمون پر مؤثر گذریں اور دوسری حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُن کا سجدہ خدا کی عبادت تھا۔ دوم یہ کہ سجدہ پرستش نہ تھا بلکہ سجدہ تعظیم تھا اور اُس شریعت میں سجدہ تعظیم غیر خدا کے لئے جائز تھا۔ سوم یہ کہ حقیقی سجدہ نہ تھا بلکہ ایک قسم کی تواضع تھی جو اُس زمانہ میں مجاز کے طریقہ پر سجدہ کہی جاتی تھی۔ بہر حال وہ سجدہ خدا کے حکم سے تھا اور بھائیوں پر اور دوسروں پر یوسفؑ کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے تھا۔ مختصر بات یہ ہے کہ نبوت امامت اور انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے ثابت ہونے کے بعد جو کچھ بھی اُن سے صادر ہوتا ہے اُس کو تسلیم کرنا چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں خدا کے حکم کے موافق کرتے ہیں ہر چند اُس فعل کی حکمت معلوم نہ ہو اور شکوک شبہ اور وسوسے شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور ضلالت و گمراہی کا باعث ہیں۔ ۱۷

کہا۔ خداوند ایوبؑ جانتے ہیں کہ جو کچھ تو نے اُن کی نعمتیں لے لی ہیں عنقریب پھر عطا فرمائے گا لہذا مجھ کو اُن کے جسم پر اختیار دے پھر خطاب الہی اُس کو پہنچا کہ تجھ کو اُن کے تمام جسم پر سوائے عقل اور آنکھ کے اور دوسری روایت کے موافق سوائے دل آنکھ زبان اور کان کے تمام اعضا پر اختیار دیا جب اُس ملعون کو یہ اجازت مل گئی بہت تیزی سے نیچے آیا کہ ہمیں ایسا نہ ہو کہ رحمت الہی اُن کو گھیر لے اور اس ملعون کے ارادہ میں حائل ہو جائے پھر اُس سموم آگ کو جس سے وہ پیدا ہوا تھا۔ اُن کے ناک میں چھونکا جس کی وجہ سے حضرت کے سر سے پیر تک تمام جسم میں زخموں اور دھبوں کی زیادتی سے ایک زخم ہو گیا، حضرت کافی مدت تک اسی تکلیف اور مصیبت میں مبتلا رہے اور حمد و شکر الہی میں کمی نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ حضرت کے بدن مبارک میں کیڑے پیدا ہو گئے اور حضرت صبر کے اس درجہ میں تھے کہ کوئی کیڑا جب آپ کے جسم متحن سے گر پڑتا تھا اُسے پکڑ کر اپنے جسم میں رکھ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اُسی جگہ واپس جا جہاں خدا نے تجھ کو خلق کیا ہے اور حضرت کے جسم اقدس سے اس قدر نفع ظاہر ہونے لگی کہ شہر والوں نے اُن کو شہر سے باہر ایک کثیف مقام پر ڈال دیا اور رحمت اُن کی زوجہ دختر یوسف علیہ السلام جاتی تھیں اور اُن کے لئے غوم پھر کر بھیک مانگ لاتی تھیں۔ جب آنحضرتؐ پر بلاؤں کو ایک مدت گذر گئی اور شیطان نے دیکھا کہ جس قدر بلا زیادہ ہوتی ہے اُن کا شکر اُس سے زیادہ ہوتا ہے تو اصحاب ایوبؑ کی ایک جماعت کے پاس گیا جن لوگوں نے رہبانیت اختیار کر لی تھی اور پہاڑوں میں رہتے تھے کہا آؤ اُس بندہ مبتلا شدہ کے پاس چلیں اور اُس سے دریافت کریں کہ کس سبب سے اس بلائے عظیم میں مبتلا ہوئے۔ وہ لوگ اشہب گھوڑوں پر سوار ہو کر آنحضرتؐ کی جانب چلے جب اُن کے قریب پہنچے حضرت کے جسم کی بدبو سے اُن کے گھوڑے دُور بھاگنے لگے۔ وہ لوگ اُترے اور گھوڑوں کو الگ باندھ کر پیدل حضرت کے پاس آئے اُن کے درمیان ایک کم عمر جوان بھی تھا جب وہ لوگ بیٹھے تو کہا کاش اپنے گناہ سے آپ ہم کو بھی مطلع کرتے ہم کو جرات نہیں کہ آپ کے گناہوں کی معافی کے لئے خدا سے التجا کریں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بھی ہلاک ہو جائیں ہم کو گمان بھی نہ تھا کہ آپ ایسی بلا میں مبتلا ہوں گے جس میں کوئی شخص نہیں ہوا۔ لیکن کسی ایسے گناہ کے سبب سے جس کو آپ نے ہم سے پوشیدہ رکھا ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا اپنے پروردگار کی عزت کی قسم کھاتا ہوں اور وہی گواہ ہے کہ کبھی میں نے کوئی طعام نہیں کھایا مگر یہ کہ غریبوں اور یتیموں کو اپنے ساتھ شریک کر لیا اور کبھی مجھ کو دو عباؤں میں درپیش

نہیں ہوئیں۔ لیکن میں نے اُس کو اختیار کیا جو ان میں زیادہ دشوار تھی۔ یہ سُن کر اُس جوان نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تمہارا حال خراب ہو بغیر خدا کے پاس تم لوگوں نے آکر اُس کو سہرا لٹنے کی یہاں تک کہ اُس نے اپنے معبود کی جو اُس نے پوشیدہ عبادت کی تھی ظاہر کی جب وہ لوگ واپس چلے گئے ایوبؑ نے اپنے پروردگار سے مناجات کی اور کہا کہ پروردگار اگلا مجھ کو بات کرنے اور عرض مال کی اجازت ہو تو کچھ عرض کروں۔ خدا نے اُن کے سر کے قریب ایک ابر بھیجا۔ جس سے آواز آئی کہ تم کو اجازت دی گئی جو حجت تمہاری ہو بیان کر کیونکہ میں تم سے ہر وقت قریب ہوں۔ ایوبؑ نے کمر باندھی اور دوزانو ہو کر بیٹھے اور عرض کی پروردگار اتیری عزت کی قسم کھاتا ہوں مجھ کو تو نے کسی بلا میں مبتلا نہیں کیا لیکن مجھ کو جب بھی عبادت سے متعلق دو امور درپیش ہوئے میں نے اُن میں سے اُس امر کو اختیار کیا جو میرے جسم پر زیادہ دشوار تھا اور میں نے کبھی کھانا نہیں کھایا مگر یہ کہ اپنے ساتھ کسم یتیم کو شریک کیا۔ کیا میں نے تیری حمد نہیں کی تیرا شکر ادا نہیں کیا تیری تسبیح و تہنہ نہیں کی۔ پس ابر کی دس ہزار زبانوں سے آواز آئی کہ اے ایوبؑ کس نے تم کو ایسا بنایا تم نے اُس وقت عبادت کی جبکہ دنیا بے خبر تھی اور کس نے عبادت کو تمہارے لئے محبوب کیا کیا تم خدا پر احسان رکھتے ہو اس معاملہ میں جس میں خدا کا احسان تم پر ہے یہ سُن کر ایوبؑ نے ایک مٹھی خاک لے کر اپنے مُنہ میں ڈالی اور کہا میں نے غلط کہا اور تو کرتا ہوں اور تمام نعمتیں اور عبادتیں تیری ہی طرف سے ہیں اس وقت حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو بھیجا جس نے زمین پر ٹھوکر ماری اسی وقت ایک چشمہ جاری ہوا اُس میں آپ نے غسل کیا اور تمام زخم و درد اور تکلیفیں زائل ہو گئیں اور اُس سے بہتر تازہ اور حسن و جمال پیدا ہو گیا جو پہلے تھا پھر اُن کے چاروں طرف خدا نے سبز باغ پیدا کر دی اور اُن کے اموال، اہل و عیال اور زراعتیں سب عطا فرمائیں۔ وہ فرشتہ حضرت کے پاس بیٹھا ہوا گفتگو کر رہا تھا کہ آپ کی زوجہ آئیں اُن کے ہاتھ میں روٹی کا ایک خشک ٹکڑا تھا جب وہاں پہنچیں کھنڈر کے بجائے باغ و بہستان دیکھا اور ایوبؑ کی جگہ دو جوان نظر آئے جو بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ وہ رونے اور چلانے اور فریاد و اویلا کرنے لگیں کہ اے ایوبؑ تم پر کیا گزری۔ ایوبؑ نے اُن کو آواز دی جب وہ قریب آئیں تو ایوبؑ کو پہچانا اور الہی نعمتوں کی واپسی مشاہدہ کر کے سجدہ شکر بجالائیں۔ جس وقت وہ ایوبؑ کے لئے روٹیاں مانگنے روانہ ہوئی تھیں اُن کے خوبصورت گیسو موجود تھے چونکہ ایک گروہ کے پاس جا کر ایوبؑ کے لئے طعام طلب کیا تھا اُن لوگوں نے کہا کہ اگ

اپنے گیسو ہمارے ہاتھ فروخت کر تو کھانا دیں اُن معظمہ نے اپنے گیسو کاٹ کر دے دیئے اور ایوبؑ کے لئے کھانا لائی تھیں جب ایوبؑ نے اُن کے گیسو کٹے ہوئے دیکھے غضبناک ہوئے اور قسم کھائی کہ سو بید اُن کو باریں گے جب ایوبؑ سے گیسوؤں کے کاٹے جانے کا سبب بیان کیا تو ایوبؑ غمگین اور اپنی قسم پر پشیمان ہوئے خداوند عالم نے اُن کو وحی فرمائی کہ خرمائے خوشوں کا ایک دستہ لوحین میں سو خوشے ہوں اور ایک بار اُن کے جسم پر مارو جس سے تمہاری قسم پوری ہو جائے۔ پھر خداوند عالم نے آپ کے اُن فرزندوں کو بھی زندہ کر دیا جو ان بلاؤں سے پہلے فوت ہوئے تھے اور اُن فرزندوں کو بھی جو اس بلا میں مرے تھے تاکہ اُن حضرت کے ساتھ زندگانی بسر کریں پھر اُن سے لوگوں نے پوچھا کہ ان بلاؤں میں جو آپ پر نازل ہوئیں کون سی بلا زیادہ سخت تھی۔ فرمایا کہ دشمنوں کی شتمانت۔ پھر خداوند عالم نے اُن کے مکان پر سونے کے ٹکڑوں کی بارش کی حضرت جمع کرتے تھے اور ہوا سے جو ٹکڑے اسی اور طرف چلا جاتا تھا حضرت اُس کے پیچھے دوڑتے تھے اور اُس کو واپس لاتے تھے جبریلؑ نے کہا اے ایوبؑ آپ سیر نہیں ہوتے۔ فرمایا پروردگار کے فضل سے کون سیر ہو سکتا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یاد کرو ایوبؑ کو جس وقت کہ اُس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ میرا حال ظاہر ہے اور میری تکلیف انتہا کو پہنچی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے تو ہم نے اُس کی دُعا کو مستجاب کیا اور اُس کی تمام تکلیفوں کو دور کر دیا اور اُس کے اہل و عیال کو اپنی رحمت سے اُس کو بھر عطا فرمایا تاکہ عبادت کرنیوالوں کے لئے باعث نصیحت ہو اور دوسرے مقام پر فرمایا کہ ہمارے بندہ ایوبؑ کو یاد کرو جس وقت کہ اُس نے اپنے پروردگار سے فریاد کی کہ مجھ کو شیطان نے مس کیا اور سخت اذیت و تکلیف میں گرفتار کیا ہے پس ہم نے اُس سے کہا کہ اپنا پیر زمین پر مارو جس سے سرد پانی جاری ہو گا۔ جس میں غسل کرو اور اسے پی لو تاکہ تکلیف اور درد سے نجات پاؤ اور اپنی رحمت سے اُس کے اہل و عیال اور مثل اُن کے تمام چیزوں کو اُسے عطا کیا۔ اور اس قصہ کو صاحبان عقل کے لئے بیان کرو۔ پھر ہم نے ایوبؑ سے کہا کہ ایک ٹکڑی کے دستہ کو بیکر اُس سے

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ سونے کے ٹکڑوں کا جمع کرنا دنیا کے حرص کے سبب سے نہ تھا بلکہ حق تعالیٰ کی نعمت کی قدر و عزت کے سبب سے تھا (جیسا کہ حضرت نے فرمایا کہ) اس سبب سے اس کو پسند کرتا ہوں کہ اُس کی جانب سے عطا ہوتا ہے اور اُس کے لطف و احسان پر دلالت کرتا ہے۔ ۱۱

اپنی زوجہ کو مارو تا کہ تمہاری قسم کی مخالفت نہ ہو۔ یقیناً ہم نے اُس کو نیک بندہ پایا اور وہ قیام ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا تھا۔ یہ تھا آیتوں کا ترجمہ۔ اور اس قصہ میں چند دوسرے حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ مثلاً اُن کے اہل کے ”جو خدا نے فرمایا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ مثل اُن فرزندوں کے جو اس بلا میں ہلاک ہوئے ہیں دوسرے فرزند جو پہلے فوت ہوئے تھے اُن کو زندہ کر دیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اُن کے مثل جو زندہ ہوئے۔ دوسرے فرزند اُن کی زوجہ سے اُن کو عطا فرمایا۔ اور شیطان کو آنحضرت کے جسم اور مال پر مسلط کرنے کے بارے میں بعض متکلمین شیعہ نے مثل بید مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے انکار کیا ہے اور بہت بعید سمجھا ہے کہ حق تعالیٰ شیطان کو پیغمبروں پر مسلط کرے۔ صرف ان کے انکار کی وجہ سے بہت احادیث معتبرہ سے کنارہ کرنا مشکل ہے۔ جبکہ حق تعالیٰ شقی انسانوں کو اُن کے اختیار پر چھوڑ دیتا ہے جو پیغمبروں اور اُن کے وصیوں کو شہید کرتے ہیں اور ان کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے ہیں اور یہ زیادہ تر شیطان کی تحریک اور ترغیب سے واقع ہوتا ہے تو اس میں کیا مشکل ہے کہ وہ شیطان کو اُس کے اختیار پر کسی مصلحت کی بنا پر چھوڑ دے تا کہ وہ اُن کے جسم کو تکلیف پہنچائے جو اُن کے اجر و ثواب میں زیادتی کا سبب ہو لیکن چاہئے کہ شیطان کو اُن کے دین اور عقل پر اختیار نہ دے۔ اور ان روایتوں میں جو یہ وارد ہوا ہے کہ آپ کے جسم مبتلا میں کیڑے پیدا ہو گئے تھے اور وہ نقص ظاہر ہو گیا جو خلائق کی نفرت کا سبب ہوا تو اکثر متکلمین شیعہ نے اس سے انکار کیا ہے اُس اصل کی بنا پر ان لوگوں نے ثابت کیا ہے کہ پیغمبروں کو اُن امور سے پاک رہنا چاہیے جو لوگوں کی نفرت کا سبب ہو کیونکہ یہ اُن کی بعثت کی غرض کے منافی ہے لہذا ممکن ہے کہ یہ حدیث عامہ کے اقوال و روایات کے موافق ہوں اور تفسیر کی بنا پر وارد ہوئی ہوں اگرچہ دلیلا کے لحاظ سے امراض تنفسہ کے اس قسم کا استحالہ ثابت کرنا مشکل ہے جو نبوت نبوت اور تبلیغ رسالت سے فراغت کے بعد ہو خصوصاً اُس کے بعد اُس کے دفع کرنے میں ایسے معجزات ظاہر ہوں جو امر نبوت کو زیادہ مستحکم کرنے کا سبب ہوں لیکن بعض روایت ان کے قول کے موافق بھی وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ ابن بابویہ نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ایوب سات سال تک مبتلا رہے بغیر کسی گناہ کے کہ اُن سے صادر ہوا ہو کیونکہ پیغمبر ان خدا معصوم و مطہر ہیں۔ گناہ نہیں کرتے اور نہ باطل کی جانب رجعت کرتے ہیں وہ صغیرہ اور کبیرہ کسی گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے پھر فرمایا کہ ایوب کو اُس بلائے عظیم میں جس میں کہ وہ مبتلا ہوئے بدبو پیدا نہیں ہوئی تھی اور نہ اُن کی صورت میں کوئی عیب پیدا ہوا تھا اور

پیرپ و خون اُن کے جسم سے ظاہر ہوا تھا اور ایسا بھی نہ تھا کہ کوئی اُن کی صورت دیکھ کر نفرت کرے یا کسی کو اُن کو دیکھنے سے وحشت ہو اور نہ اُن کے جسم میں کیڑے پڑے اور پیغمبروں اور اپنے دوستوں میں سے جس شخص کو خدا مبتلا کرتا ہے اُس کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔ اور ایوبؑ سے لوگ جو پرہیز کرتے تھے تو خود اُن کی بے خبری اور پریشانی کے سبب تھا اور اس لئے بھی کہ وہ حضرت اُن کی نگاہوں میں بے قدر ہو گئے تھے اور یہ بھی سبب تھا کہ وہ لوگ جاہل تھے اُس قدر و منزلت سے جو حضرت کو پیش خدا حاصل تھی لیکن لوگ گمان کرتے تھے کہ اُن کی بلاؤں کا طول پکڑنا خدا کے نزدیک اُن کی بے قدری کے سبب سے ہے حالانکہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ تمام لوگوں سے پیغمبروں کی بلائیں بہت زیادہ ہوتی ہیں اُن کے بعد جو زیادہ نیک ہوتا ہے اُس پر بلا زیادہ نازل ہوتی ہے۔ اور اُن کو خدا ایسی بلاؤں میں مبتلا کرتا ہے جو لوگوں کی نگاہوں میں سہل معلوم ہوتی ہیں تاکہ اُن کے لئے خدا فی کا دعویٰ نہ کریں اور خدا اُن کو بزرگ نعمتیں کرامت فرماتا اس واسطے کہ اُس کے ساتھ اس پر استدلال کریں کہ خدا کا ثواب و قسم کا ہوتا ہے۔ عمل کے ساتھ استحقاق کے رو سے اور بلا کے ساتھ اختصاص کے رو سے اور اس لئے کہ لوگ ضعیف کو اُس کے ضعف کے سبب سے اور فقیر کو اُس کی فقری کے سبب سے اور بیمار کو اُس کی بیماری کے سبب سے حقیر سمجھیں اور سمجھیں کہ خدا جس کو چاہتا ہے بیمار کرتا ہے جس کو چاہتا ہے شفا دیتا ہے ہر وقت جبکہ چاہتا ہے اور جس طرح کہ ارادہ کرتا ہے اور ان امور کو جس کے لئے چاہتا ہے عبرت اور جس کے لئے چاہتا ہے شقاوت اور جس کے لئے چاہتا ہے سعادت قرار دیتا ہے اور تمام امور میں اپنے حکم کے ساتھ عادل ہے اور اپنے افعال میں حکیم ہے اور اپنے بندوں کے لئے وہی کرتا ہے جس میں اُن کے لئے مصلحت دیکھتا ہے اور بندوں کی قوت اُسی سے ہے۔

بند معتبر حضرت امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایوبؑ ماں اور فرزندوں کے تلف ہونے میں چہار شبہ کے آخر دن میں مبتلا ہوئے۔

بند ہائے معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایوبؑ سات سال تک بے گناہ مبتلا رہے اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے پیغمبر کسی گناہ کے ایوبؑ کو مبتلا کیا حضرت نے صبر کیا یہاں تک کہ لوگوں نے سزائش اور ملامت شروع کی تو حضرت نے خدا سے شکایت کی کیونکہ پیغمبران خدا سزائش پر صبر نہیں کر سکتے اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ ایوبؑ زمانہ ابتلا میں خدا سے عافیت طلب

کیا کرتے تھے۔

بند صبح حضرت صادق سے منقول ہے۔ جب حق تعالیٰ نے ایوبؑ کو عافیت کرامت فرمائی حضرت نے بنی اسرائیل کی زراعتوں کو دیکھا پھر آسمان کی جانب دیکھا اور کہا اے میرے خدا اور میرے مالک اپنے بندہ ایوب بتلا کو تو نے عافیت بخشی اُس نے زراعت نہیں کی حالانکہ بنی اسرائیل نے زراعت کی ہے۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ ایک مٹھی اپنے تھیلے سے لے کر زمین پر پھیلا دیں اس کے بعد مسور یا چنا پیدا ہوا۔ حدیث سے ظاہر ہوا ہے کہ یہ دانہ پہلے نہ تھا اُن حضرت کی برکت سے پیدا ہوا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خداوند عالم مومن کو ہر بلا میں مبتلا کرتا اور ہر قسم کی مومن سے مارتا ہے لیکن اُس کو عقل کے زائل ہونے میں مبتلا نہیں کرتا کیا ایوبؑ کو نہیں دیکھتے ہو کہ حق تعالیٰ نے کس طرح شیطان کو اُن کے مال، اولاد گھر والوں اور تمام چیزوں پر مسلط فرمایا مگر عقل پر مسلط نہیں کیا۔ عقل کو اُن کے لئے باقی رکھا تاکہ خدا کی وحدانیت اعتقاد رکھیں اور اُس کی یکتائی کے ساتھ عبادت کریں۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک حسین و جمیل عورت کو قیامت میں لائیں گے کہ گناہگار ہوگی۔ وہ کہے گی کہ پالنے والے تو نے میری خلقت بہتر اور حسین قرار دی۔ اُس سبب سے گناہ میں مبتلا ہوئی۔ حق تعالیٰ حکم دیا کہ مریمؑ کو لاویں پھر اُس سے فرمائے گا کہ تو زیادہ خوبصورت ہے یا مریمؑ اُس کو ہم نے ایسا حسن عطا فرمایا تھا تاہم اُس نے اپنے حسن سے فریب نہ کھایا پھر ایک حسین مرد کو لائیں گے جس نے اپنے حسن کے سبب سے گناہ کیا ہوگا وہ کہے گا خداوند! تو نے مجھ کو حسین بنایا تھا عورتیں مجھ پر مائل ہوئیں اور مجھ کو زنا میں مبتلا کیا اُس وقت یوسفؑ بلائے جائیں گے اور اُس شخص سے کہا جائے گا کہ تو زیادہ خوبصورت ہے یا وہ، ہم نے اس کو سب سے زیادہ حسین بنایا لیکن اُس نے عورتوں سے فریب نہ کھایا پھر ایک صاحب مصیبت و بلا کو لائیں گے جس نے اپنی بلاؤں کے سبب سے گناہ کیا ہوگا۔ وہ کہے گا خداوند! تو نے مجھ پر بلاؤں کو سخت کیا یہاں تک کہ میں نے گناہ کیا اُس وقت ایوبؑ طلب کریں گے اور کہیں گے کہ اے شخص تیری بلائیں زیادہ سخت تھیں یا ایوبؑ کی ہم نے اُس کو ایسی بلاؤں میں مبتلا کیا اور وہ گناہ کا مرتکب نہ ہوا۔

۱۔ مولف فرمانے ہیں کہ مفسرین نے آنحضرت کی ابتلا کی مدت میں اختلاف کیا ہے بعضوں نے اٹھارہ سال کہا ہے اور بعض نے سات برس۔ آخری قول صحیح ہے جیسا کہ حدیثوں میں گذرا۔ ۱۲

حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ لوگوں نے تین خصلتیں تین شخصوں سے سیکھی ہیں۔ صبر ایوبؑ سے، شکر نوحؑ سے حسد فرزند ان یعقوبؑ سے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک روز ایوبؑ کی ثنا کی کہ میں نے کوئی نعمت اُس کو نہیں عطا کی۔ مگر یہ کہ اُس کا شکر زیادہ ہوتا رہا۔ شیطان نے کہا اگر بلا کو اُس پر مسلط کرتا تو دیکھتے کہ کیونکر صبر ہوتا ہے تو خدا نے اُس کو اُن کے اونٹوں اور غلاموں پر مسلط کیا اُس نے ہر ایک کو ہلاک کیا سوائے ایک غلام کے جس نے اکر ایوبؑ کو اطلاع دی کہ آپ کے غلام واوٹ سب مر گئے فرمایا میں خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے اُن سب کو لے لیا۔ شیطان نے کہا خداوند! وہ گھوڑوں کو زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ خدا نے اُن پر بھی اختیار نہ دیا اُس نے سب کو ہلاک کر دیا۔ ایوبؑ نے کہا حمد و ثنا سزاوار ہے اُس خدا کے لئے جس نے اُن سب کو واپس لے لیا اسی طرح شیطان نے گائیں، گوسفندیں، زراعتیں اور آپ کے تمام اہل و عیال کو ہلاک کیا۔ وہ جس جس طرح ہر ایک کو ہلاک کرتا تھا ایوبؑ شکر کرتے جاتے تھے یہاں تک کہ شدید بیماری میں مبتلا کیا اور اُس نے بہت طول پکڑا لیکن ایوبؑ ہر حال میں شکر کرتے رہے یہاں تک کہ لوگوں نے آپ کو گناہ کے بارے میں سرزنش کی۔ اُس وقت حضرت نے فریاد کی اور حق تعالیٰ سے دعا کی اُس نے شفا عطا فرمائی اور ہر چھوٹی اور بڑی چیز جو آپ کی تلف ہوئی تھی آپ کو واپس عطا کی۔

ابن بابویہ نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ ایوبؑ یعقوبؑ کے زمانہ میں تھے اور اُن کے داماد تھے۔ ایسا یعقوبؑ کی بیٹی اُن کی بیوی تھیں۔ اُن کے باپ اُن لوگوں میں سے تھے جو ابراہیمؑ پر ایمان لائے تھے اور ان کی ماں لوطؑ کی بیٹی تھیں۔ جب ایوبؑ پر بلا میں ہر طرح سے مستحکم ہو گئیں آپ کی زوجہ نے صبر کیا اور آپ کی خدمت ترک نہ کی۔ شیطان نے زن ایوبؑ پر اُن کی ملازمت اور خدمت کی وجہ سے حسد کیا۔ اُن کے پاس آکر کہا کیا تم یوسفؑ صدیق کی بہن نہیں ہو کہا ہاں۔ اُس نے کہا یہ کیا تکلیف اور مصیبت ہے جس میں تم کو دیکھتا ہوں اُس صابرہ حالہ نے جواب دیا کہ خدا نے ایسا انتظام فرمایا جس میں ہم کو اپنے فضل سے ثواب عطا فرمائے اور جب اُس نے عطا کیا اپنے فضل سے عطا کیا پھر اُس نے ہم کو مبتلا کیا تاکہ امتحان لے اور ثواب بخشے۔ کیا تو نے اُس سے بہتر انعام کرنے والا دیکھا ہے لہذا ہم اُس کی بخشش پر شکر کرتے ہیں اور اُس کی آزمائش پر اُس کی حمد کرتے ہیں۔ اُس نے

ہمارے لئے باہم دو فضیلت کو جمع کر دیا ہے تاکہ صبر کریں اور ہم کو صبر کی قوت نہیں ہے مگر اسی کی توفیق اور مدد سے لہذا اُسی کے لئے ہماری نعمتوں اور بلاؤں پر حمد سزاوار ہے۔ شیطان نے کہا تم نے سخت غلطی کی ہے تمہاری بلائیں اس لئے نہیں ہیں پھر چند شکوک پیدا کئے۔ زوجہ ایوبؑ نے ہر ایک کو دفع کیا اور فوراً ایوبؑ کے پاس آئیں اور تمام قصہ اُن سے بیان کیا۔ ایوبؑ نے کہا وہ شیطان ہے وہ ہماری ہلاکت چاہتا ہے۔ خدا کی قسم اگر خدا نے مجھ کو شفا بخشی تو مجھ کو سو بیداروں کا۔ اس لئے کہ تو نے اُس کی باتوں کی جانب توجہ کی جب شفا پائی اُس درخت کی باریک ٹہنیوں کا ایک دستہ لیا جس کو انعام کہتے تھے۔ ایک مرتبہ اُن سب سے زوجہ کو مارا تاکہ قسم کی مخالفت نہ ہو۔ اور ایوبؑ کی عمر جس وقت کہ وہ بلاؤں میں مبتلا ہوئے تھے تہتر سال تھی۔ پھر حق تعالیٰ نے تہتر سال اُن کی عمر اور بڑھادی۔

باب بارہواں حضرت شعیبؑ کے حالات

آنحضرت کے نسب کے بارے میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ آپؐ نوبہ کے بیٹے وہ مدین بن ابراہیمؑ کے فرزند تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپؐ کے پدر کا نام بویب تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ آپؐ میکیل کے فرزند تھے وہ یسوع بن ابراہیمؑ کے فرزند تھے اور میکیل کی ماں لوط علیہ السلام کی دختر تھیں۔ بعض نے کہا ہے کہ آنحضرت کا نام شیریں تھا اور وہ صیقون کے بیٹے تھے وہ عثاک کے بیٹے اور وہ ثابت کے فرزند اور وہ مدین پسر ابراہیمؑ کے بیٹے تھے۔ بعض نے کہا ہے وہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے نہ تھے بلکہ کسی اور کی اولاد میں سے تھے جو ابراہیمؑ پر ایمان لایا تھا حق تعالیٰ نے سورۃ اعراف میں فرماتا ہے کہ ہم نے شہر مدین کے باشندوں کی جانب اُن کے بھائی شعیبؑ کو مبعوث کیا۔ وہ کہتے تھے کہ لوگو خدا کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ یہ تحقیق کہ واضح حجت تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی جانب سے آپؐ کو ہے۔ لہذا پیمانہ اور ترازو سے پورا پورا تولو اور لوگوں کی چیزیں کم نہ کرو اور زیور

سے مولف فرماتے ہیں کہ ایوبؑ کی قسم کے بارے میں جو سبب پہلے ذکر ہوا وہ قابل اعتماد ہے اگرچہ ممکن ہے دونوں باتیں ہوئی ہوں۔

میں اُس کے بعد فساد نہ پھیلا و جب کہ خدا نے اُس کی اصلاح فرمائی ہے یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر ایمان و اعتقاد رکھتے ہو اور خدا کی راہ پر بیٹھ کر ایمان داروں کو اُس کے راستہ سے نہ روکو اور راہ خدا کو لوگوں کی نگاہوں میں باطل نہ کرو اور اُس وقت کو یاد کرو جب کہ تم تھوڑے سے تھے تو خدا نے تم کو کثرت عطا کی اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوا۔ اور اگر ایسا ہو کہ ایک گروہ تم میں گا اُس پر ایمان لائے جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں اور ایک گروہ اس پر ایمان نہ لائے تو صبر کرو تاکہ خدا ہمارے درمیان کوئی حکم کرے اور وہ بہترین حکم کرنے والا ہے۔ اُن کی قوم کے سرداروں اور بزرگوں نے جو قبول حق سے انکار کرتے تھے کہا کہ اے شعیبؑ یقیناً ہم تم کو اور ان لوگوں کو جو تم پر ایمان لائے ہیں اپنے قریب سے نکال دیں گے یا یہ کہ تم لوگ ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔ شعیبؑ نے کہا اگرچہ ہم تمہارے (مذہب سے) نفرت ہی رکھتے ہوں (تب بھی) تمہارے مذہب میں پلٹ آئیں۔ اگر ہم تمہارے دین میں داخل ہو جائیں گے تو خدا پر غلط بہتان قائم کریں گے اُس کے بعد کہ خدا نے ہم کو اُس سے نجات دے دی ہے اور ہم کو مناسب نہیں ہے کہ بغیر حکم خدا کے ہم دین باطل کی طرف لوٹیں اور ہمارے پروردگار کا علم ہر شے کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہم نے خدا پر بھروسہ کیا۔ خداوند ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ حکم فرما اور تو بہترین حکم کرنے والا ہے۔ اُس گروہ نے کہا جو کافر تھا کہ اگر تم لوگ شعیبؑ کی متابعت کرو گے تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گے لہذا اُن کو زلزلہ نے لے ڈالا اور اُن لوگوں نے صبح کی اپنے گھروں میں اس حال میں کہ مردہ تھے جن لوگوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی تھی گویا کبھی اُن مکانوں میں نہ تھے اور وہی لوگ نقصان اٹھانے والے تھے۔ (غرضیکہ حیاروں اور مغروروں کا یہ کلام سن کر) شعیبؑ نے اُن کی جانب سے منہ پھیر لیا اور کہا اے قوم میں نے تم کو اپنے پروردگار کی رسالت پہنچا دی اور تم کو بخوبی نصیحت کی لہذا کیوں کافر گروہ کے لئے میں افسوس کروں اور غمگین رہوں اور سورہ ہود میں فرمایا ہے کہ دین کی جانب اُن کے بھائی شعیبؑ کو ہم نے بھیجا۔ اس نے قوم سے کہا کہ خدا سے ڈرو اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اور ترازو اور پیمانہ کو کم نہ کرو یقیناً میں نعمت و فراوانی میں تم کو دیکھتا ہوں اور بے شبہ میں تمہارے لئے اُس روز کے عذاب سے ڈرتا ہوں جو تم کو گھیرے گا اے میری قوم والو پیمانہ اور تول میں انصاف اور سچائی کے ساتھ لوگوں کے حقوق ادا کرو ان کے

حقوق میں کمی نہ کرو اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کرو۔ مال حلال کا بقیہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور میں تمہارا پاسباں نہیں ہوں میرا فرض تو صرف رسالت کا فقط پہنچا دینا ہے۔ اُن لوگوں نے جواب دیا کہ اے شعیبؑ کیا تمہاری نماز تم کو حکم دیتی ہے کہ ہم لوگوں سے اُن کی پرستش ترک کرادو جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ باوجود اس کے کہ ہم اپنے مال میں جو چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں اور تم تو بردبار اور نیک ہو۔ شعیبؑ نے فرمایا مجھے بتاؤ تو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی روشن دلیل یعنی علم و پیغمبری و کمالات پر ہوں اور اُس نے مجھے اپنے فضل سے رفوی دیا ہو تو کیا سزا وار ہے کہ میں اُس کی وحی میں خیانت کروں اور اُس کا پیغام تم لوگوں تک نہ پہنچاؤں اور میں جو تم کو ممانعت کرتا ہوں تو اس سے میری غرض تمہاری مخالفت کرنا نہیں ہے اور کوئی دوسری غرض بھی نہیں ہے سوائے اس کے کہ جس قدر مجھ سے ممکن ہو تمہارے حال کی اصلاح کروں اور توفیق خدا کی جانب سے ہے اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اُسی کی جانب میری بازگشت ہے اے میری قوم کے لوگو ایسا نہ ہو کہ جو معاہدہ مجھ سے کرو اُس کے سبب سے تم کو وہ پہنچے جو قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح یا قوم لوط کو پہنچا ہے اُن قوموں کے حالات سے تمہارے حالات دور نہیں ہیں نصیحت حاصل کرو اور خدا سے آمرزش طلب کرو اور اُس سے توبہ کرو یقیناً میرا پروردگار بڑا رحم کرنے والا اور مہربان ہے۔ اُن لوگوں نے کہا اے شعیبؑ ہم بالکل نہیں سمجھتے جو تم کہتے ہو اور ہم تم کو اپنے درمیان یقیناً کمزور دیکھتے ہیں اور تمہارے قبیلہ کی رعایت مد نظر نہ ہوتی تو ہم تم کو سنگسار کر دیتے حالانکہ تم ہم لوگوں پر غالب نہیں ہو سکتے۔ شعیبؑ نے فرمایا کیا میرا قبیلہ تمہارے نزدیک خدا سے زیادہ غلبہ والا ہے تم لوگوں نے خدا کو پس پشت ڈال دیا ہے اور اُس سے خون و اندیشہ نہیں کرتے۔ جو کچھ تم کرتے ہو۔ یقیناً خدا کا علم اُن پر محیط ہے اے لوگو یہ حال جو تمہارا ہے اس پر جو کچھ چاہتے ہو مت کرو بدرستی کہ میں وہی کرتا ہوں جس پر خدا کی جانب سے مامور ہوا ہوں۔ بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کی جانب خواری اور ذلت ابدی میں ڈالنے والا عذاب آتا ہے اور کون جھوٹ کہنے والا ہے۔ تم بھی انتظار کرو میں بھی انتظار کرتا ہوں۔ اور جب ہمارا حکم اُن کے عذاب کے بارے میں آپہنچا تو ہم نے شعیبؑ کو اور اُن لوگوں کو جو اُن پر ایمان لائے تھے۔ اپنی رحمت سے نجات دی اور اُن ستمگاروں کو ایک صدائے مہیب نے لے ڈالا تو وہ اپنے مکانات میں مردہ ہو گئے۔

گویا کبھی اُس میں تھے ہی نہیں (آیت ۸۴ تا ۹۴ پل) اور سورہ شرا میں فرمایا ہے کہ جنگل کے رہنے والوں نے پیغمبروں کی تکذیب کی۔ جو ہمیشہ اور دن رات کے جھنڈ میں آباد تھے جس وقت کہ شعیبؑ نے اُن سے کہا کیا عذاب خدا سے نہیں ڈرتے ہو یہ تحقیق کہ میں تمہارے لئے امین رسول ہوں لہذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور تم سے میں اپنی رسالت کا اجر کچھ نہیں طلب کرتا۔ میرا اجر تو عالموں کے پروردگار کے ذمہ ہے پیمانہ پورا ناپ کرو اور کم کرنے والوں میں سے نہ ہو اور درست ترازو سے وزن کرو اور لوگوں کی چیزوں کو کم نہ کرو اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کرو اور اُس خدا سے ڈرو جس نے تم کو اور تمام خلایق کو پیدا کیا ہے۔ آپ کی قوم نے کہا کہ تم اُن لوگوں میں سے ہو جو جادو سے دیوانہ ہوئے ہیں اور تم ہماری طرح سوائے ایک انسان کے اور کچھ نہیں ہو اور ہم تم کو جھوٹ کہنے والوں میں سے شمار کرتے ہیں۔ اگر تم اپنے دعویٰ رسالت میں سچے ہو تو ہمارے لئے آسمان کے چند ٹکڑے لا دو۔ شعیبؑ نے کہا جو کچھ تم کہتے ہو میرا پروردگار خوب واقف ہے۔ غرض اُن لوگوں نے اُن حضرت کی تکذیب کی تو اُن کو ابرو الے دن کے عذاب نے گرفتار کیا یہ تحقیق کہ وہ سخت دن کا عذاب تھا۔ (پل آیت ۱۷۹ تا ۱۸۹)

واضح ہو کہ مفسرین میں مشہور یہ ہے کہ جب شعیبؑ کی تکذیب اُن کی قوم نے انتہا کو پہنچا دی حق تعالیٰ نے اُن لوگوں پر ایک شدید گرمی نازل کی جس نے اُن کے نفسوں پر اثر کیا اور جب وہ اپنے مکانوں میں داخل ہوئے وہ گرمی بھی داخل ہوئی نہ اُن کو سایہ میں چین ملتا تھا نہ پانی سے۔ گرمی سے بچنے جاتے تھے۔ پھر حق تعالیٰ نے ایک ابر اُن کی جانب بھیجا تو سب نے گرمی کی شدت سے اُس ابر کی جانب پناہ لی۔ جب وہ تمام لوگ اُس ابر کے نیچے پہنچ گئے تو اُس سے آگ کی بارش ہوئی اور زمین کو زلزلہ ہوا یہاں تک کہ وہ لوگ جل کر راکھ ہو گئے اور مفسرین کے ایک گروہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت شعیبؑ دو گروہ پر مبعوث ہوئے ایک بار اہل مدین پر جو صدائے ہیب سے ہلاک ہوئے جس سے زمین کو زلزلہ ہوا۔ اُس کے بعد حضرت اہل بیت پر مبعوث ہوئے اور وہ لوگ بجلی گرانے والے ابر کے ذریعہ سے ہلاک ہو گئے۔

بند معتبر حضرت علی بن الحسینؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے شعیبؑ پیغمبر نے باٹ اور ترازو تیار کیا۔ آپ کی قوم تو لیتی تھی اور لوگوں کے حق کو پورا پورا دیتی تھی۔

اُس کے بعد لوگوں نے ناپ تول میں کم کرنا اور چورانا شروع کیا تو اُن کو زلزلہ نے لے ڈالا اور اُسی میں معذب اور ہلاک ہوئے۔

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے اپنی سند سے ابن عباس اور وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ شعیب و ایوب اور بلعم بن باعور اُس گروہ کی اولاد میں سے تھے جو ابراہیم پر اس روز ایمان لائے جبکہ حضرت نے آتش نمرود سے نجات پائی وہ لوگ بھی اُن حضرت کے ساتھ شام کی جانب ہجرت کر کے آئے تھے حضرت ابراہیم نے ان لوگوں سے دختران لوط کو تزویج کیا لہذا وہ تمام پیغمبر جو ابراہیم کے بعد اور فرزندان یعقوب کے پہلے گذرے۔ اسی جماعت کی اولاد سے تھے اور حق تعالیٰ نے شعیب کو مدین کے باشندوں پر پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔ وہ لوگ شعیب کے قبیلہ سے نہ تھے اُن پر ایک جبار بادشاہ حاکم تھا کہ اُس سے کسی ہمعصر بادشاہ کو مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ وہ قوم خدا کے ساتھ کفر اور پیغمبروں کی تکذیب کرتی تھی اور دوسروں کے لئے ناپ تول کم کرتی تھی۔ وہ لوگ جب اپنے واسطے ناپیتے اور تولتے تو پورا پورا لیتے تھے اور بادشاہ اُن کو غلہ روک رکھتے اور کم تولنے ناپنے کا حکم کرتا تھا شعیب نے اُن کو ہر چند نصیحت کی کوئی فائدہ نہ ہوا یہاں تک کہ بادشاہ نے شعیب کو اور اُن لوگوں کو جو آپ پر ایمان لائے تھے اپنے شہر سے نکال دیا آخر خدا نے اُن پر گرمی اور جلانے والے ابر کو بھیجا جس نے اُن کو بھون ڈالا وہ سب نوروز تک اسی عذاب میں گرفتار رہے اور پانی اُن کے لئے اس قدر گرم ہو گیا تھا کہ وہ پی نہ سکتے تھے پھر وہ لوگ اُس بیشہ کی جانب چلے گئے جو اُن کے نزدیک تھا اُس وقت خدا نے ایک ابر سیاح اُن پر بلند کیا جب سب کے سب اُس ابر کے سایہ میں جمع ہو گئے خدا نے اُس ابر سے آگ برسائی جس نے سب کو جلا دیا۔ اُن میں سے ایک بھی نہ بچا۔ جب حضرت رسول خدا کے سامنے شعیب کا ذکر ہوتا فرماتے تھے کہ وہ قیامت میں خطیب پیغمبروں ہوں گے۔ جب شعیب کی قوم ہلاک ہو گئی حضرت مع اُس جماعت کے جو آپ پر ایمان لائی تھی مکہ تشریف لے گئے اور اُسی جگہ مقیم رہے یہاں تک کہ رحمت الہی سے واصل ہوئے۔ اور دوسری روایت میں ہے جو زیادہ صحیح ہے کہ شعیب مکہ سے مدین واپس گئے وہیں قیام کیا۔ یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام اُن کے پاس گئے اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ شعیب کی عمر دو سو بیالیس سال ہوئی۔

بند مقبرہ حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پانچ پیغمبروں

ہود و صالح و اسمعیل و شعیب اور محمد علیہم السلام کے سوا عرب سے کسی کو مبعوث نہ کیا۔ حضرت امیر المؤمنینؑ سے منقول ہے کہ شعیبؑ اپنی قوم کو خدا کی طرف بلاتے تھے۔ یہاں تک کہ پیر ہو گئے اور اُن کی ہڈیاں باریک ہو گئیں پھر ایک مدت تک اُن سے غائب رہے اور پھر خدا کی قدرت سے جوان ہو کر اُن کے پاس واپس آئے اور اُن کو خدا کی طرف دعوت دی۔ اُن لوگوں نے کہا جس وقت کہ تم بڑھے تھے تمہاری بات کا ہم نے اعتبار نہ کیا اب کیونکر باور کر سکتے ہیں جبکہ تم جوان ہو۔

بسمتہ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ کو وحی کی کہ میں تمہاری قوم میں سے چالیس ہزار افراد پر جو سرکش ہیں اور ساٹھ ہزار نیک لوگوں پر عذاب کروں گا۔ شعیبؑ نے کہا پروردگار! نیک لوگوں پر تو کیوں عذاب کریگا حق تعالیٰ نے وحی کی اس لئے کہ اُن لوگوں نے اہل معاصی کی رعایت کی اور اُن کو بدی کی ممانعت نہ کی اور میرے غضب کے لئے اُن پر غضبناک نہ ہوئے۔

حضرت رسالت پناہؑ سے منقول ہے کہ شعیبؑ خدا کی محبت میں اس قدر روئے کہ نابینا ہو گئے۔ خدا نے اُن کو بصارت واپس عطا فرمائی پھر اس قدر روئے نابینا ہو گئے۔ پھر خدا نے اُن کو بینا کر دیا۔ تین بار اسی طرح ہوا۔ چوتھی مرتبہ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے شعیبؑ کب تک گریہ کرو گے اگر جہنم کے خوف سے گریہ کرتے ہو تو میں نے تم کو اُس سے امان دی اور اگر بہشت کے اشتیاق میں روتے ہو تو میں نے اُس کو تمہارے لئے مباح کیا شعیبؑ نے کہا اے میرے مولا اور میرے مالک تو جانتا ہے کہ میرا گریہ نہ جہنم کے خوف سے ہے اور نہ بہشت کے شوق میں بلکہ تیری محبت نے میرے دل میں جگہ کر لی ہے۔ تیرے شوق ملاقات میں گریہ کرتا ہوں۔ اُس وقت اُن کو وحی ہوئی کہ میں اس سبب سے اپنے کلیم موسیٰ بن عمران کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں تاکہ وہ تمہاری خدمت کرے۔

بسمتہ معتبر سہل بن سعیدؑ سے منقول ہے کہ اُس نے کہا کہ مجھ کو ہشام بن عبد الملک نے رصافہ میں بھیجا کہ ایک کنواں کھودوں۔ جب دو سو قانت کھود چکا تو انسان کا ایک سر ظاہر ہوا۔ اُس کے ارد گرد کی مٹی ہشامی تو میں نے دیکھا کہ ایک مرد سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک پتھر پر کھڑا ہے اور اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے سر پر رکھے ہوئے ہے اُس ضربت کے سبب سے جو سر پر لگائی گئی تھی جب ہاتھ کو اُس جگہ سے ہٹا دیا جاتا تھا تو خون جاری ہو جاتا تھا۔ جب ہاتھ چھوڑ دیا جاتا تھا وہ پھر زخم پر رکھ لیتا تھا اور خون بند

ہو جاتا تھا۔ اُس کے لباس پر لکھا ہوا تھا کہ میں شعیب بن صالح پیغمبر ہوں کہ خدا نے مجھ کو ایک قوم کی جانب رسول بنا کر بھیجا تھا اُس قوم نے ایک ضربت لگائی اور مجھ کو اس کنویں میں ڈال دیا اور اس کو مٹی سے پاٹ دیا۔ میں نے یہ قصہ ہشام کو لکھا اُس نے جواب میں لکھا کہ اُس کنویں کو جس طرح پہلے تھا بند کر دو اور دوسری جگہ کنواں کھودو۔

باب تیرھواں حضرت موسیٰ و ہارونؑ کے حالات

اس میں چند فصلیں ہیں

فصل اول اُن کے نسب اور فضائل اور بعض حالات کے بیان میں :-
مفسرین اور مؤرخوں کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ موسیٰ عمران کے فرزند وہ یصہر کے بیٹے وہ فاہت کے وہ لادی بن یعقوب کے بیٹے تھے۔ ہارون اُن کے بھائی تھے اور اُن کے ماں اور باپ ایک تھے۔ اُن کی ماں کے نام میں اختلاف ہے بعض نے نجیب اور بعض نے فاجیہ اور بعض نے یو جائید بیان کیا ہے۔ مشہور آخری قول ہے۔ باب اول میں بیان ہوا ہے کہ موسیٰ کی انگلی پر دو کلمہ نقش تھا جسے توری سے اشتقاق کیا تھا۔ اَصْبِرْ تَوَجَّرْ اَصْدَقْ تَنْجَمْ یعنی صبر کرو تاکہ اجر ملے اور سچ بولو تاکہ نجات پاؤ۔

بند معتبر حضرت رسول خدا سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے چار پیغمبر کو مشیر اور جہاد کے لئے اختیار کیا۔ ابراہیمؑ و داؤدؑ و موسیٰؑ و محمدؐ اور خاندانوں میں سے چار خاندانوں کو اختیار کیا جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے کہ خدا نے آدمؑ و نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو تمام عالم پر برگزیدہ کیا۔

بند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ جب شب معراج مجھ کو آسمان پہنچ پر لے گئے میں نے ایک مرد کو سن کہولت میں نہایت عظمت کی حالت میں دیکھا جو نہ جوان تھا نہ بالکل بڑھا۔ اُس کی آنکھیں بڑی تھیں اور اس کے گرد اُس کی اُمت کے بہت سے گروہ جمع تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون ہے کہا وہ ہیں جو اپنی قوم میں محبوب تھے۔ یعنی ہارونؑ پسر عمران۔ یہ

حضرت موسیٰ کا نسب

سُن کر میں نے اُن پر سلام کیا اُنہوں نے بھی مجھ پر سلام کیا۔ میں نے اُن کے لئے استغفار کیا اُنہوں نے میرے لئے بھی استغفار کیا۔ پھر میں اوپر آسمان ششم پر گیا۔ اُس جگہ ایک بلند قامت گندمی رنگ انسان کو دیکھا کہ اگر وہ دو پیراہن پہنتا تو دونوں سے اُس کے جسم کے بال باہر آ جاتے وہ کہہ رہا تھا کہ بنی اسرائیل گمان کرتے ہیں کہ میں خدا کے نزدیک گرامی ترین فرزند آدم ہوں حالانکہ گرامی تر خدا کے نزدیک یہ مرد (محمّد) ہے میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے کہا تمہارے بھائی موسیٰ بن عمران ہیں میں نے اُن پر سلام کیا۔ اُنہوں نے مجھ پر۔ میں نے اُن کے لئے استغفار کیا اُنہوں نے میرے لئے۔

ایک روایت میں حضرت امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰ کی عمر دوسو چالیس سال تھی اور اُن کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ گذرا۔ معتبر حدیث میں حضرت امیرؑ سے قول حق تعالیٰ (یعنی جس روز کہ مرد اپنے بھائی ماں، باپ اور زن و فرزند سے گریز کر گیا) کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو شخص اپنی ماں سے گریز کرے گا وہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ابن بابویہ نے کہا ہے کہ وہ اپنی ماں سے اس خوف سے گریز کریں گے کہ ایسا نہ ہو کہ اُن کی کوئی خطا کی ہو۔ ممکن ہے کہ مجازی ماں مراد ہوں یعنی اُن عورتوں میں سے کوئی عورت جس نے خانہ فرعون میں اُن کی تربیت کی تھی۔

ابن بابویہ نے مقابل سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن پر شکم مادر میں تین سو ساٹھ برکتیں نازل کیں۔ اور فرعون نے اُس صندوق کو جس میں موسیٰ تھے پانی اور درخت کے درمیان پایا تھا۔ اسی سبب سے اُن کا نام موسیٰ رکھا اس لئے کہ قطعی زبان میں پانی کو مو اور شجر کو سئی کہتے ہیں۔

بہت سی معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کی کہ آ یا اے موسیٰ تم جانتے ہو کہ میں نے تم کو اپنی مخلوق میں سے کیوں اختیار کیا اور اپنے کلام کے لئے برگزیدہ کیا۔ کہا پالنے والے میں نہیں جانتا۔ خدا نے اُن کو وحی کی کہ میں اہل زمین پر اُن کے ظاہر و باطن سے مطلع ہوا اور اُن میں کسی کو ایسا نہ پایا جس کا نفس میرے لئے ذلیل اور اُس کی تواضع میرے لئے تم سے زیادہ ہو۔ اے موسیٰ میرے لئے جب نماز پڑھو اپنے دونوں رخساروں کو خاک پر رکھو۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ جب یہ وحی موسیٰ کو پہنچی سجدہ میں گر پڑے اور اپنے چہرے کے دونوں پہلوؤں

کو اپنے پروردگار کے لئے تذلل و انکساری کے ساتھ خاک پر رکھے۔ اُس وقت خدا نے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰ اپنے سر کو اٹھاؤ اور اپنا ہاتھ اپنے چہرہ پر اور سجدوں کے نشانات اور تمام بدن پر جہاں تک تمہارا ہاتھ پہنچ سکے ملو۔ اس عمل سے تم کو ہم درد، بیماری اور آفت وغیرہ سے امان ملے گی۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک مرتبہ وحی الہی تیس یا چالیس روز تک جناب موسیٰ پر نازل نہیں ہوئی۔ تو موسیٰ شام کے ایک پہاڑ پر گئے جس کو ایجا کہتے تھے اور عرض کی خداوند اگر تو نے بنی اسرائیل کے گناہوں کے سبب سے مجھ سے اپنا گفتگو اور وحی بند کر دی ہے تو میں تیری قدیم آمرزش تجھ سے طلب کرتا ہوں حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ میں نے تم کو اس لئے اپنے وحی و کلام سے مخصوص کیا کہ اپنے مخلوق میں تم سے زیادہ کسی کو متواضع نہیں پایا۔ حضرت نے فرمایا پھر موسیٰ جب نماز سے فارغ ہوتے تھے۔ اُس وقت تک نہیں اُٹھتے تھے جب تک اپنے دونوں رخسار و کو زمین پر نہیں ملتے تھے۔

بند موقت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے پیغمبروں کے ساتھ روحا کے دروں سے گزرے جو سب کے سب قطرانی یعنی کوا عبا میں اوڑھے ہوئے تھے اور لبیک و عبدک و ابن عبدک لبیک کہتے تھے۔

بند صحیح حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰ روحا کے پہاڑ اور پر گزرے۔ وہ ایک سُرخ اونٹ پر سوار تھے جس کی مہار لیف خرما کی تھی اور فطرا عبا اوڑھے ہوئے تھے اور کہتے تھے یا کریم لبیک۔

معتبر حدیث میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ موسیٰ نے رملہ بصرہ سے احرام باندھا اور روحا کے چٹانوں سے گزرے اور اپنے ناقہ کو لیف خرما کی مہار سے کھینچ رہے تھے اور تلبیہ کہتے تھے اور پہاڑ اُن کا جواب دیتے تھے۔

بند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا موسیٰ نے خدا کی درگاہ میں ہاتھ بلند کیا اور کہا پروردگار! جس جگہ کہ جاتا ہوں تکلیف اُٹھاتا ہوں۔ وحی آئی کہ اے موسیٰ پیرے لشکر میں ایک غماز ہے۔ عرض کی خداوند! مجھے اُس کو پہنچائے فرمایا میں غماز کو دشمن رکھتا ہوں میں خود کیونکر غمازی کروں۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ موسیٰ نے مناجات کی۔ پروردگار! ایسا انتظام کہ لوگ مجھ کو بُرا نہ کہیں حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰ میں نے یہ تو لپٹا

لئے نہیں کیا تیرے لئے کیوں کر کروں۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ پہلے ہارون علیہ السلام کی وفات ہوئی یا موسیٰ علیہ السلام کی۔ فرمایا کہ ہارون کی۔ اُن کے فرزندوں کے نام شبر و شبیر تھے۔ جس کا ترجمہ عربی میں حسنؑ اور حسینؑ ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حجر اسمعیل میں غائبہ کعبہ تک ناروان کے نیچے دو ہاتھ کے برابر پسران ہارون شبر و شبیر کی نماز کی جگہ تھی۔

بند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ (بنی اسرائیل کو گمان تھا) موسیٰؑ آلہ مردمی نہیں رکھتے اور جب موسیٰ غسل کرنا چاہتے تھے ایسے مقام پر جاتے تھے۔ جہاں اُن کو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا ایک روز ایک نہر کے کنارے غسل کر رہے تھے اور اپنے کپڑوں کو پتھر پر رکھ دیا تھا۔ خدا نے پتھر کو حکم دیا کہ موسیٰ سے دور ہو جائے۔ موسیٰ اُس کے پیچھے چلے۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل کی نگاہ موسیٰ پر پڑی تو اُن لوگوں نے سمجھا کہ جیسا وہ گمان کرتے تھے نہیں ہے۔ اور اس آیت کے معنی یہی ہیں جسے خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ إِذَا دُمُّوا سَبُّوا** اللہ یمتاقا نو اذ کان عند اللہ وجہہا۔ یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جن لوگوں نے موسیٰ کو ایذا دی تو خدا نے اُن کو اُس سے بری کیا جو وہ لوگ کہتے تھے اور وہ خدا کے نزدیک روشناس تھے۔ ۱۷

۱۷ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر میں بہت سی وجہیں بیان کی گئی ہیں جن کو میں نے بجا رالاً نواریں ذکر کیا ہے اور سید مرتضیٰ نے اس وجہ کے بعد حدیث میں ذکر ہوئی بیان کیا ہے کہ عقل کی رو سے یہ جائز نہیں ہے کہ خدا اپنے پیغمبر کے سر کی ہتک کرے اس لئے کہ اس کو لوگوں کے درمیان ہر آفت و بلا سے پاک رکھتا ہے اور خدا قادر تھا کہ اُس علت سے اُن حضرت کے بری ہونے کا اظہار دوسرے طریقے سے کرے جس کے ضمن میں کوئی خفیت نہ ہو اور جو کچھ اس بار سے میں صحیح ہے اور روایت میں وارد ہوا ہے یہ ہے کہ جب ہارون فوت ہوئے بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کو مٹہم کیا کہ انہوں نے ہارون کو مار ڈالا۔ اس لئے کہ بنی اسرائیل کی رغبت ہارون کی جانب زیادہ تھی تو خدا نے اُن حضرت کی برأت کا اظہار کیا۔ اس طرح کہ مالک کو حکم دیا تو ہارون کو بنی اسرائیل کی مجلس میں مردہ لائے اور ٹاڈا دیا اور کہا کہ خود اپنی موت سے مرے ہیں اور موسیٰؑ بری ہیں۔ یہ وجہ حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ موسیٰؑ ہارون کی قبر پر آئے اور اُن کو آواز دی۔ ہارونؑ خدا کے حکم سے قبر سے باہر آئے اور کہا موسیٰؑ نے مجھ کو نہیں مارا ہے اور پھر قبر میں واپس گئے۔

فصل دوم

موسیٰ اور ہارون کی ولادت اور اُن کے تمام حالات۔

بسنہ موثق بلکہ صحیح حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت یوسفؑ کی وفات کا وقت آیا۔ انہوں نے آل یعقوبؑ کو جمع کیا وہ اُس وقت ایسی اشخاص تھے اور فرمایا کہ قبضی تم پر غالب ہوں گے اور تم کو سخت تکلیفیں پہنچائیں گے تم کو اُن سے نجات ایک مرد کے ذریعہ سے ہوگی جو فرزندانِ لادی پسر یعقوبؑ میں سے ہوگا اور اُس کا نام موسیٰ پسر عمران ہوگا وہ ایک جوان بلند قامت پیچیدہ مو اور گندم گوں ہوگا۔ اُس وقت سے بنی اسرائیل اپنے بعض فرزند کا نام عمران اور عمران اپنے فرزند کا نام موسیٰ رکھتے تھے کہ شاید وہی موسیٰ ہو جس کی خبر یوسف علیہ السلام نے دی ہے۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ موسیٰؑ نے خروج نہیں کیا یہاں تک کہ اُن سے پہلے چالیس کذاب بنی اسرائیل میں ہوئے اور ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں وہی موسیٰ بن عمران ہوں جس کی یوسفؑ نے خبر دی ہے۔ یہ خبر فرعون کو پہنچی کہ بنی اسرائیل کا ایسے شخص کا چرچا کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے تیرے ملک کی بربادی ہوگی اور اُس کی تلاش میں ہیں۔ فرعون کے کاہنوں اور ساحروں نے کہا کہ تیرے دین اور قوم کی ہلاکت اُس لڑکے کے ہاتھ سے ہوگی جو امسال بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا۔ یہ سن کر فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں پر قابض عورتوں کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ ہر لڑکے کو جو امسال پیدا ہو مار ڈالیں۔ مادر موسیٰؑ پر بھی ایک قابض مقرر تھی۔ جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ لڑکے مار ڈالے جاتے ہیں اور لڑکیاں زندہ چھوڑ دی جاتی ہیں تو کہا ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور ہماری نسل منقطع ہو جائے گی۔ لہذا عورتوں سے مقاربت نہ کرنا چاہیے۔ عمران پدر موسیٰؑ نے اُن سے کہا بلکہ اپنی عورتوں سے مقاربت ضرور کرو کیونکہ خدا کا حکم ظاہر ہوگا اور وہ فرزند موعود ضرور پیدا ہوگا۔ ہر چند مشرکین نہ چاہیں پھر کہا جو چاہے عورتوں سے اپنے اوپر جماع حرام کرے۔ لیکن میں تو حرام نہیں کروں گا اور جو چاہے ترک کر دے میں تو ترک نہ کروں گا اور موسیٰؑ کی ماں سے مجامعت کی اور وہ حاملہ ہوئیں۔ تو اُن پر بھی قابض مقرر کیا کی گئی کہ اُن کی نگہبانی کرے۔ جب مادر موسیٰؑ اُسٹھتی تھیں وہ بھی اُسٹھتی تھیں اور جب وہ بیٹھتی تھیں وہ بھی بیٹھتی تھیں اور جب وہ موسیٰؑ سے حاملہ ہوئیں اُن کی محبت دلوں میں پیدا ہو گئی اور اسی طرح تمام جہتہائے خدا خلق پر ہوتے ہیں۔ قابض نے کہا کہ تم کو کیا ہوگا ہے کہ اس طرح زرد ہوتی جاتی اور پگھلی جاتی ہو کہا مجھ کو اس حال پر ملامت نہ کرو کیونکہ اللہ نے ہمارا حال یہ پیدا کیا کہ جب میرا فرزند پیدا ہوگا وہ بھی مار ڈالا جائے گا۔ قابض نے کہا غمگین نہ ہو

میں تمہارے فرزند کو اُن سے پوشیدہ رکھوں گی۔ مادر موسیٰ کو یقین نہ آیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے آپ کی ماں پچپن ہونے لگیں۔ قابلہ نے کہا میں نے تم سے نہیں کہا ہے کہ تمہارے فرزند کو چھپا لوں گی۔ پھر اُس نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر تہہ خانے میں چھپا دیا اور فرعون کے پاس ان کے پاس آئی۔ جو دروازہ پر جمع تھے اور کہا جاؤ کہ اُس کے شکم سے ایک ٹکڑا خون کا پیدا ہوا اُس کے پیٹ میں لڑکا نہ تھا۔ پھر مادر موسیٰ نے اُن کو دودھ پلایا لیکن خائف تھیں کہ ایسا نہ ہو کہ موسیٰ کی آواز بلند ہو اور فرعون کی قوم آگاہ ہو جائے۔ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ ایک صندوق بنائیں۔ موسیٰ کو اُس میں رکھ کر بند کر دیں اور رات کو دریائے نیل میں لے جا کر ڈال دیں۔ مادر موسیٰ نے ایسا ہی کیا۔ جب صندوق کو پانی میں ڈالا وہ اُن کی طرف واپس آ گیا۔ ہر چند ہاتھ سے اُس کو دھکیلتی اور دُور کرتی تھیں وہ صندوق واپس آ جاتا تھا۔ یہاں تک کہ روانی آب میں وہ صندوق پہنچ گیا اور ہوا اُس کو لے چلی۔ یہ دیکھ کر وہ بیتاب ہوئیں اور چاہا کہ فریاد کریں۔ حق تعالیٰ نے اُن کو صبر عطا کیا۔ وہ خاموش ہو گئیں۔ اُدھر آسیہ زن فرعون نے جو تمام بنی اسرائیل کی عورتوں میں نیک تھیں۔ فرعون سے کہا کہ بہار کا زمانہ ہے مجھ کو باہر لے چلو اور حکم دو کہ میرے لئے رودنیل کے کنارے ایک خیمہ نصب کریں تاکہ میں ان ایام میں بہار کی سیر کروں۔ اُس نے حکم دیا اور ایک خیمہ اُن کے لئے رودنیل کے کنارے نصب ہوا۔ ایک روز وہ اُس خیمہ میں بیٹھی تھیں ناگاہ دیکھا کہ ایک صندوق اُن کی طرف بہتا ہوا آ رہا ہے اپنی کنیزوں سے کہا کیا تم لوگ نہیں دیکھتی ہو جو میں پانی میں دیکھ رہی ہوں۔ سب نے کہا ہاں خدا کی قسم لے ہماری خاتون اور سردار ہم ایک چیز دیکھ رہے ہیں۔ جب صندوق اُن کے پاس پہنچا وہ جلدی سے اُٹھیں اور پانی کے کنارے پہنچیں اور اُس کی طرف ہاتھ بڑھایا پھر اُس کے اور قریب ہو گئیں یہاں تک کہ پانی میں پہنچ گئیں اور بے قابو ہو گئیں تو فریاد کی اُن کی کنیزیں دوڑیں اور جس طرح ممکن ہوا اُن کو پانی سے نکالا اور کنارہ پر پہنچایا پھر اُس صندوق کو کھولا۔ اس میں ایک نہایت حسین و جمیل بچہ تھا۔ اس کو دیکھتے ہی بے اختیار ہو گئیں اور اُس کی محبت اُن کے دل میں جا گزیں ہو گئی۔ بچے کو گود میں لیا اور کہا میں اس کو اپنا لڑکا بناؤں گی۔ اُن کی کنیزوں نے کہا ہاں خدا کی قسم لے خاتون آپ کے کوئی فرزند نہیں ہے اور نہ بادشاہ کے کوئی لڑکا ہے۔ اس خوش جمال فرزند کو اپنی فرزندگی میں لے لیجئے یہ سن کر آسیہ اُٹھیں اور

فرعون کے پاس جا کر بولیں۔ میں نے ایک لڑکا نہایت پاکیزہ اور خوش اندام پایا ہے چاہتی ہوں کہ اس کو فرزندگی میں لے لوں جو میری اور تمہاری آنکھوں کی روشنی کا سبب ہو۔ اُس کو قتل نہ کرنا۔ اُس نے پوچھا کہاں سے ملا۔ کہا یہ تو نہیں معلوم کہ کس کا لڑکا ہے۔ دریا میں بہتا ہوا جارہا تھا وہیں سے نکالا ہے۔ پھر اس قدر اصرار و التماس کہ فرعون راضی ہو گیا۔ جب لوگوں نے سنا کہ فرعون نے ایک لڑکے کو فرزندگی میں لے لیا۔ امر اُڑا کہیں نے اپنی عورتوں کو بھیجا کہ موسیٰ کو دودھ پلائیں اور پرورش کریں موسیٰ نے کسی کا دودھ منہ نہ لگایا تو زوہرہ فرعون نے کہا کہ ایک دایہ میرے بچے کے تلاش کرو۔ کسی کو حقیر نہ سمجھو بلکہ جو ملے اُس کو لاؤ۔ جو عورت آتی تھی موسیٰ اُس دودھ قبول نہ کرتے تھے۔ موسیٰ کی ماں نے بھی سنا۔ بیٹی سے کہا کہ جاؤ اور تحقیق کر شاید موسیٰ کا پتہ چلے۔ موسیٰ کی بہن فرعون کے دروازے تک آئیں اور کہا میں نے سنا ہے کہ تمہارے فرزند کے لئے ایک دایہ کی ضرورت ہے۔ قریب ہی ایک نیک عورت رہتی ہے جو تمہارے فرزند کو دودھ پلائے گی اور اس کی اچھی طرح حفاظت اور پرورش کرے گی۔ یہ سن کر زن فرعون کو لوگوں نے اطلاع دی کہا اُس کو حاضر کرو۔ موسیٰ کی بوسہ کے پاس آئیں۔ پوچھا کس گروہ کی لڑکی ہے۔ کہا بنی اسرائیل کی جماعت سے ہوں کہا لڑکی تو چلی جا مجھے تجھ سے کوئی کام نہیں ہے۔ عورتوں نے اُس سے کہا بی بی خدا آپ کو عافیت دے اُس کو بلا کر دیکھئے تو کہ بچہ اس کی پستان قبول کرتا ہے یا نہیں اسیہ نے کہا بچہ قبول کر لے گا تو کیا فرعون بھی راضی ہو جائے گا۔ کہ لڑکا بنی اسرائیل کا اور دایہ بھی بنی اسرائیل کی ہو۔ وہ ہرگز راضی نہ ہو گا۔ عورتوں نے کہا کیا حرج ہے اگر اُس کا امتحان کر لیں کہ آیا اُس کا دودھ پیتا ہے یا نہیں۔ اسیہ نے کہا اچھا جا اور اُس عورت کو بلا لا۔ موسیٰ کی بہن اپنی ماں کے پاس آئیں اور کہا چلو کہ بادشاہ کی بیوی۔ تم کو بلایا ہے۔ وہ اسیہ کے پاس آئیں اور جب موسیٰ کو گود میں لے کر دودھ پلایا وہ خوش ہو کر پینے لگے۔ اسیہ یہ دیکھ کر فرعون کے پاس خوش خوش دوڑی گئیں اور اپنے فرزند کے لئے مجھے دایہ مل گئی۔ بچہ دودھ اُس کا پینے لگا اس نے پوچھا دایہ کس جماعت کی ہے۔ کہا بنی اسرائیل کی۔ فرعون نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ بچہ بھی بنی اسرائیل کا اور دایہ بھی۔ اسیہ نے کہا اس بچہ سے تم کو کیا خوف ہے۔ اس لئے کہ یہ تو اب تمہارا پسہ ہے تمہاری گود میں بڑا ہو گا اور اسی طرح کی بہت سے وجوہ بیان کئے اور فرعون کے فرعون کو اُس کی رائے سے پھیر دیا اور راضی کر لیا۔ غرض موسیٰ کی آل فرعون

فرعون کے گھر میں حضرت موسیٰ کی پرورش۔

میں نشوونما ہوئی اُن کی ماں بہن اور قابلہ نے اُن کے معاملہ کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ اُن کی ماں اور قابلہ کی وفات ہو گئی۔ بنی اسرائیل کو موسیٰ کی خبر نہ تھی وہ لوگ اُن کی تلاش میں تھے اور لوگوں سے پوچھتے تھے اور حقیقت حال اُن سے پوشیدہ تھی جب فرعون کو معلوم ہوا کہ وہ لوگ اُس فرزند کی تلاش و جستجو میں ہیں تو اُن پر تکلیفیں اور سختیاں زیادہ کر دیں اور آپس میں اُن کے درمیان جدائی ڈلوادی اور اُن کو ممانعت کی کہ موسیٰ کے بارے میں کچھ دریافت کریں یا اُن کے آنے کی خبر دیں۔ ایک بار بنی اسرائیل چاندنی رات میں نیکے اور اپنے ایک بوڑھے عالم کے پاس جمع ہوئے۔ وہ صحرا میں رہتا تھا۔ اُس سے کہا کہ ان شدتوں اور بلاؤں میں ہم کو جو کچھ ملا وہ صرف خبریں اور وعدے تھے کب تک اور کس حد تک ہم اس بلا میں گرفتار رہیں گے اُس نے کہا خدا کی قسم اُس وقت تک اس بلا میں مبتلا رہو گے جب تک کہ خدا فرزند اُن لادوی بن یعقوب علیہ السلام میں سے ایک فرزند کو نہ بھیجے جس کا نام موسیٰ بن عمران ہوگا وہ بلند قامت اور پیچیدہ بال والے ہوں گے۔ اسی گفتگو میں مشغول تھے کہ موسیٰ ایک اونٹ پر سوار اُن کے پاس آکر کھڑے ہوئے۔ اُس مرد پیر نے آنحضرت کو دیکھا اور ان میں وہ علامتیں مشاہدہ کیں جن کو سنا اور کتابوں میں دیکھا تھا۔ اُن حضرت کو پہچانا۔ اور اُن سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے۔ خدا تم پر رحم کرے۔ فرمایا موسیٰ پوچھا کس کے بیٹے ہو۔ کہا عمران کے۔ یہ سن کر وہ مرد پیر جست کر کے اٹھا اور حضرت کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ بنی اسرائیل نے اُن کے چاروں طرف ہجوم کیا اور اُن کے پیروں کو بوسہ دیا۔ موسیٰ نے اُن لوگوں کو پہچانا اور اُن لوگوں نے موسیٰ کو پہچانا۔ حضرت نے اُن لوگوں کو اپنا شیعہ بنایا۔ پھر ایک مدت کے بعد ایک روز موسیٰ روانہ ہوئے۔ اور فرعون کے ایک شہر میں داخل ہوئے۔ ناگاہ دیکھا کہ اُن کے ایک شیعہ اور ایک قبطی میں جنگ ہو رہی ہے جو آل فرعون میں سے ہے۔ آپ کے شیعہ نے استغاثہ کیا اور اُس قبطی سے جنگ کے لیے جو موسیٰ کا دشمن تھا امداد طلب کی۔ موسیٰ نے اُس قبطی کے سینہ پر ایک ہاتھ مارا تاکہ اُس کو دور کریں۔ قبطی گر پڑا اور مر گیا۔ حق تعالیٰ نے موسیٰ کو جسم میں کشادگی اور عظیم ہیبت اور قوت عطا کی تھی۔ لوگوں نے آپس میں اس بات کا تذکرہ کیا اور یہ خبر مشہور ہو گئی کہ موسیٰ نے آل فرعون کے ایک مرد کو مار ڈالا۔ وہ رات موسیٰ نے خوف میں بسر کی اور خبروں کے انتظار میں تھے۔ جب صبح ہوئی ناگاہ اُسی شخص نے جس نے موسیٰ سے مدد طلب کی تھی

پھر دوسرے کے بارے میں امداد چاہی۔ موسیٰ نے اُس سے کہا یقیناً تو گمراہی کا ظاہر کرنے والا ہے کل ایک شخص سے منازعت کی اور آج پھر ایک شخص سے جنگ پر آمادہ ہے۔ پھر جب ارادہ کیا کہ ہیبت اور غضب کا اظہار کریں اُس شخص پر جو دونوں کا دشمن تھا۔ اُس نے کہا اے موسیٰ تم چاہتے ہو کہ مجھ کو مار ڈالو جس طرح کل ایک شخص کو مار ڈالا تم زمین میں جبار ہونے کا ارادہ رکھتے ہو اور اصلاح کرنے والے نہیں ہونا چاہتے اور ایک شخص شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا اور کہا اے موسیٰ سرداران آل فرعون آپس میں مشورہ کر رہے ہیں کہ تم کو مار ڈالیں لہذا شہر سے باہر چلے جاؤ میں تو یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں۔ یہ سُن کر موسیٰ شہر مصر سے بغیر کسی پشت پناہ اور سواری اور خادم کے نکلے جنگلوں اور بیا بانوں کو طے کرتے ہوئے شہر مدین میں پہنچے اور ایک درخت کے نیچے ٹھہرے۔ وہاں ایک کنواں تھا جس کے گرد آدمیوں کا ایک ہجوم تھا جو پانی کھینچ رہے تھے۔ ناگاہ دیکھا کہ دو لڑکیاں چند گوسفند کو لئے ہوئے آئیں۔ تاکہ اُن کو پانی پلائیں اور دُور کھڑی ہو گئیں۔ موسیٰ نے پوچھا تم کس کام کے لئے آئی ہو کہا ہمارے باپ ایک بوڑھے آدمی ہیں اور ہم دو کمزور لڑکیاں ہیں اور مردوں سے مزاحمت کی قوت نہیں رکھتے۔ اسی لئے انتظار کرتے ہیں کہ جب لوگ پانی کھینچنے سے فارغ ہو جائیں اس کے بعد ہم اپنے گوسفندوں کو پانی پلائیں۔ موسیٰ کو اُن پر رحم آ گیا اُن کی دُور لے لی اور کہا اپنے گوسفندوں کو قریب لاؤ۔ پھر اُن کے لئے پانی کھینچا اور اُن کو سیراب کر دیا۔ وہ دونوں اور لوگوں کے جانے سے پہلے واپس چلی گئیں۔ اور موسیٰ پھر اُسی درخت کے نیچے جا کر بیٹھ رہے اور کہا خداوند میرے لئے جو نیکی بھی تو بھیجے میں اُس کے لئے محتاج اور فقیر ہوں۔ روایت میں ہے کہ جس وقت آپ نے یہ دعا کی نصف دانہ خرمائے کے لئے محتاج تھے۔ جب وہ لڑکیاں اپنے باپ شعیب کے پاس پہنچیں حضرت نے پوچھ کیا باعث ہوا کہ تم اس قدر جلد واپس آ گئیں۔ اُن دونوں نے کہا ایک نیک، رحیم اور مہربان مرد وہاں تھا۔ جس نے ہمارے لئے پانی کھینچ دیا۔ شعیب نے ایک دختر سے کہا کہ جاؤ اور اُس مرد کو ہمارے پاس بلا لاؤ۔ یہ سُن کر ایک لڑکی نہایت شرم و حیا کے ساتھ موسیٰ کے پاس آئی اور کہا میرے پدر پزر گوار آپ کو بلاتے ہیں تاکہ پانی کھینچنے کے عوض آپ کو دیں۔ روایت میں ہے کہ موسیٰ نے اُس سے کہا کہ مجھ کو راستہ بتاؤ۔ اور میرے پیچھے چلو کیونکہ ہم فرزدان یسقوٹ عورتوں کے پیچھے نظر نہیں کرتے غرض موسیٰ شعیب کے پاس آئے اور اپنے حالات اُن سے بیان کئے۔ فرمایا خوف نہ کرو تم نے

ظالموں سے نجات پائی حضرت کی ایک لڑکی نے کہا اسے پدر ان کو اجرت پر روک لیجئے کیونکہ یہ کسی دوسرے شخص سے زیادہ قوی اور امین ہوں گے جس کو آپ اجرت پر بلائیں گے پھر شیعیٹ نے موسیٰ سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان لڑکیوں میں سے ایک کا ہتھارے ساتھ نکاح کر دوں۔ اس شرط پر کہ تم آٹھ سال کے لئے اجیر بن جاؤ۔ اور اگر دس سال پورے کر دو تو پھر یہ تمہاری ہے اور تم کو اختیار ہے۔ روایت میں ہے کہ موسیٰ نے دس سال پورے خدمت میں گزارے اس لئے کہ پیغمبرانِ خدا اختیار نہیں کرتے مگر وہ امر جو بہتر اور مکمل ہوتا ہے۔ جب موسیٰ نے وعدہ کو پورا کر دیا اپنی بیوی کو لے کر بیت المقدس کی جانب روانہ ہوئے۔ اور شب تاریک میں راہ بھول گئے۔ اسی اثنائے دور سے ایک آگ نظر آئی۔ اپنی زوجہ سے کہا اسی جگہ انتظار کرو۔ میں نے آگ دیکھا ہے شاید تمہارے لئے اُس میں سے کچھ لے آؤں یا راستہ کا پتہ معلوم ہو۔ جب آگ کے نزدیک پہنچے ایک ہرے درخت کو دیکھا جس کے نیچے سے آواز آئی کہ آگ ظاہر ہے جب اُس کے پاس پہنچے درخت اُن سے اور دُور ہو گیا تو موسیٰ واپس ہوئے اور اپنے نفس میں ایک قسم کا خوف محسوس کیا۔ پھر درخت اُن کے قریب ہو گیا اور اس درخت کے بقعہ مبارک میں داہنی جانب کی وادی سے آواز آئی کہ اے موسیٰ بہ تحقیق کہ میں وہ خدا ہوں جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔ اپنے عصا کو زمین پر ڈال دو۔ موسیٰ نے یہ سن کر اپنا عصا زمین پر ڈال دیا تو وہ ایک اڑو جان گیا اور جست کرنے لگا پھر وہ خرسے کے ایک درخت کے برابر بن گیا۔ اُس کے دہن سے ایک مہیب آواز نکل رہی تھی اور آگ کی ایک زبان سے شعلہ نکل رہا تھا۔ موسیٰ نے یہ حال مشاہدہ کیا تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اُن کو آواز آئی کہ واپس آؤ یہ سن کر وہ واپس تو آئے مگر اُن کا تمام جسم کانپ رہا تھا اور نانو ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔ عرض کی پروردگار یہ آواز جو میں سنتا ہوں کیا تیری آواز ہے۔ فرمایا ہاں میری آواز ہے لہذا ڈرو نہیں۔ جب یہ خطاب اُن کو پہنچا واپس ہوئے اور پیر کو اڑو سے کے دُور پر رکھا اور ہاتھ اُس کے دہن میں ڈالا وہ پھر اپنی شکل میں واپس ہو کر عصا بن گیا جیسے کہ پہلے تھا۔ پھر خدا نے اُن کو نعلین اتار دینے کا حکم دیا۔ اس لئے کہ وہ گدھے کے چمڑے کی تھی اور دوسری روایت میں ہے کہ نعلین سے مراد دو خوف تھے جو اُن کے دل میں تھے ایک فرعون کا اور دوسرا اُس کی قوم کے رئیسوں کا۔ پھر خدا نے اُن کو فرعون اور اُس کی قوم کے رئیسوں کی طرف دو نشانہوں کے ساتھ بھیجا۔ ایک نشانی بد بیضاتھی اور دوسری عصا۔

منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے اپنے بعض اصحاب سے کہا انتظار کرو جس کی امید کم کو نہ ہو یہ نسبت اُس کے جس کی امید رکھتے ہو یہ تحقیق کہ موسیٰؑ اپنے اہل کے لئے آگ لینے کے واسطے گئے اور جب واپس ہوئے تو پیغمبرِ مرسل تھے اور خدا نے اُن کی پیغمبری کے معاملہ کو ایک رات میں درست کر دیا اور اسی طرح جس وقت خدا قائم آل محمدؑ کو ظاہر کرنا چاہے گا ایک شب میں اُن کے امر کی اصلاح فرما دے گا اور غیبت اور حیرت سے اُن کو ظاہر فرمائے گا۔

ثعلبی نے بعض راویان عامہ سے روایت کی ہے کہ جب موسیٰؑ کی ماں کو خوف ہوا کہ فرعون کے چوہدار گھر میں آ کر موسیٰؑ کو دیکھیں گے تو اُن کو ایک تنور میں جو گرم تھا ڈال دیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد تنور کے پاس گئیں تو دیکھا کہ موسیٰؑ آگ سے کھیل رہے ہیں۔

روایت ہے کہ موسیٰؑ نے جب اپنی ماں کا دودھ قبول کر لیا۔ آسیہ نے اُن کو فرعون کے گھر میں رہنے کی تکلیف دی اور کہا کہ وہیں رہ کر دودھ پلایا کریں وہ راضی نہیں ہوئیں اور موسیٰؑ کو اپنے گھر لے گئیں جب ان کا دودھ چھڑا دیا۔ آسیہ نے کسی کو بھیجا کہ میں اپنے فرزند کو دیکھنا چاہتی ہوں اور جب موسیٰؑ کو فرعون کے گھر لے چلے تو لوگوں نے طرح طرح کے تحفے اور ہدیے پیش کئے اور برسرِ راہ آپ کے سر پر زرد مال نثار کرتے ہوئے فرعون کے مکان تک لائے۔

بند معتبر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یوسفؑ کی وفات کا وقت آیا انہوں نے اپنے اہلبیت اور شیعوں کو جمع کیا اور خدا کی حمد و ثنا کی پھر اُن کو اُن سختیوں کی خبر دی جو پہنچنے والی تھی کہ مرد مار ڈالے جائیں گے اور عامل عورتوں کے شکم کو چاک کر کے بچے ذبح کئے جائیں گے یہاں تک کہ خدا فرزند ان لادھی پسر یعقوبؑ کے قائم میں حق کو ظاہر کر لگا اور وہ ایک گندمی رنگ بلند قامت انسان ہوں گے۔ پھر اُن کے صفات اُن سے بیان کئے۔ بنی اسرائیل اس وصیت پر متمسک ہوئے۔ اُس کے بعد مصیبتیں اُن پر ظاہر ہوئیں اور اُن میں سے انبیا اور اوصیا غائب ہو گئے اور چار سو سال تک وہ لوگ قائم کے قیام کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ اُن کو موسیٰؑ کے پیدا ہونے کی خوشخبری ملی اور آنحضرتؐ کے ظہور کی علامتیں نظر آئیں اور بلائیں اُن پر شدید ہوئیں۔ اُن پر لوگ کڑی اور پتھر بار کرنے لگے تو ان لوگوں نے اُس عالم کو تلاش کیا جس کی باتوں سے مطمئن ہوتے تھے اور اُس کی خبروں

سے راحت پاتے تھے وہ اُن سے پوشیدہ ہو گیا تھا تو اُس کے پاس مراسلے روانہ کئے کہ ہم نے ان تکلیفوں سے تمہاری باتوں کے سبب سے راحت پائی تو اُس نے اُن لوگوں سے کسی صحرا میں ملنے کا وعدہ کیا۔ وہ لوگ وہاں گئے اور اُس سے ملے اُس نے حدیث قائم اُن سے بیان کی اور اُن کے صفات بتلائے اور اُن لوگوں کو خوشخبری دی کہ اُس کا خروج نزدیک ہے اور ملاقات شب ماہ میں ہوگی۔ اسی اثنا میں حضرت موسیٰ اُن پر مثل آفتاب کے طالع ہوئے اُس وقت آنحضرت کی جوانی کا آغاز تھا اور فرعون کے گھر سے سیر و تفریح کے بہانہ سے نکلے تھے اور اپنے لشکر اور غلاموں سے علیحدہ ہو کر تنہا اُن کے پاس آئے تھے وہ ایک چمپر پر سوار تھے اور ریشمی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ جب عالم کی نظر آنحضرت پر پڑی اُن صفات کے ذریعہ سے جو سن چکا تھا ان کو پہچانا۔ جلدی سے اٹھا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا اور بوسہ دیا اور کہا اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے مجھ کو موت نہیں دی اور آپ کی زیارت کرا دی۔ وہ لوگ جو اُن کے شیعوں میں سے موجود تھے یہ دیکھ کر سمجھے کہ اُن کے قائم موعود وہی ہیں تو سب زمین پر گر پڑے اور سجدہ شکر الہی بجالائے۔ موسیٰ نے اُن سے صرف اتنی بات کی کہ میں امیدوار ہوں کہ خدا تمہاری آسائش کا سامان جلد کرے گا اور اُن کی نگاہوں سے غائب ہو گئے اور شہر مدین کی جانب چلے گئے اور شعیب کے پاس بے جب تک کہ رہے پھر دوسری غیبت پہلی غیبت سے زیادہ شدید تھی اور وہ سچاس سے چند سال زیادہ مقدر ہوئی تھی پھر اُن پر بلائیں زیادہ سخت ہوئیں اور وہ عالم بھی اُن سے پوشیدہ ہو گیا پھر لوگوں نے اُس کے پاس کسی کو بھیجا کہ ہم کو آپ کے پوشیدہ ہونے سے صبر نہیں ہوتا۔ وہ عالم کسی صحرا میں ظاہر ہوا اور اُن کو طلب کیا اور اُن کو تسلی دے کر مسرور کیا اور بیان کیا کہ حق تعالیٰ نے اُس کو وحی فرمائی ہے کہ تم کو چالیس سال میں تکالیف سے نجات دے گا۔ سب نے کہا الحمد للہ پھر حق تعالیٰ نے اُس کو وحی فرمائی کہ اُن سے کہہ دو کہ میں نے ان کے الحمد للہ کہنے سے اُن کی مدت کو کر کے تیس سال کر دی۔ یہ سن کر سب نے کہا کہ تمام نعمتیں خدا کی جانب سے ہیں خدا نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ بیس سال کی مدت کر دی سب نے کہا کہ نیکی خدا کے سوا کسی کی جانب سے نہیں۔ خدا نے وحی فرمائی اب دس سال کی مدت کر دی سب نے کہا خدا کے سوا کوئی بدی کو دور نہیں کرتا اُس وقت خدا نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں کیونکہ میں نے اُن کے لئے بلاؤں سے نجات کی اجازت دے

خدا کی طرف سے نجات کی اجازت دے کر فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ بیس سال کی مدت کر دی سب نے کہا خدا کے سوا کسی کی جانب سے نہیں۔ خدا نے وحی فرمائی اب دس سال کی مدت کر دی سب نے کہا خدا کے سوا کوئی بدی کو دور نہیں کرتا اُس وقت خدا نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں کیونکہ میں نے اُن کے لئے بلاؤں سے نجات کی اجازت دے

دی۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی ناگاہ نور شہد جمال موسیٰ غیبت افق سے اُن پر طالع ہوا۔ وہ ایک دراز گوش پر سوار تھے۔ اُس عالم نے چاہا کہ اُن لوگوں کو چند باتیں بتائے جو موسیٰؑ کے معاملہ میں اُن کے لئے بصارت اور بصیرت کا سبب ہو۔ موسیٰؑ اُن کے قریب آئے اور کھڑے ہو گئے اور سلام کیا۔ اُس عالم نے پوچھا آپ کا کیا نام ہے۔ فرمایا موسیٰ۔ پوچھا کس کے لڑکے ہیں۔ کہا عمران کے۔ اُس نے پوچھا۔ وہ کس کے فرزند تھے فرمایا فاہت ابن لادی پسر یعقوب کے۔ پوچھا کس کام کے لئے آپ آئے ہیں کہا خدا کی طرف سے پیغمبری کے واسطے۔ اُس وقت عالم اُٹھا اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ موسیٰؑ فخر سے اتر کر اُن کے ساتھ بیٹھے۔ اُن کو تسلی دی اور خدا کی جانب سے چند باتوں پر مامور کیا اور فرمایا کہ متفرق ہو جاؤ۔ اُس کے بعد سے فرعون کے عرق ہونے تک چالیس سال کا زمانہ گذرا۔

بند حسن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب مادر موسیٰؑ اُن سے حاملہ ہوئیں اُن کا حمل ظاہر نہیں ہوا مگر جس وقت کہ وضع حل ہوا اور فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں پر قبضیوں کی چند عورتوں کو موکل کیا تھا تاکہ اُن کی محافظہ کریں۔ اُس خبر کے سبب سے جو اُس کو پہنچی تھی کہ بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ ہم میں ایک مرد پیدا ہو گا جس کا نام موسیٰ بن عمران ہو گا اور فرعون اور اُس کے ساتھیوں کی ہلاکت اُسی کے ہاتھ سے ہوگی۔ اُس وقت فرعون نے کہا کہ یقیناً میں اُن کے لڑکوں کو قتل کروں گا تاکہ جو کچھ وہ چاہتے ہیں واقع نہ ہو اور اُس نے مردوں اور عورتوں میں جا ڈلوا دی۔ اور مردوں کو قید خانوں میں قید کر دیا۔ جب موسیٰؑ پیدا ہوئے اور اُن کی ماں کی نگاہ اُن پر پڑی غمگین و اندوہناک ہوئیں اور روئیں کہ اسی وقت اس کو قتل کر ڈالیں گے۔ تو خدا نے اُن پر اُس عورت کے دل کو مہربان کر دیا جو موکل ہوئی تھی اُس نے مادر موسیٰؑ سے کہا کہ کیوں تمہارا چہرہ زرد ہو رہا ہے کہا ڈرتی ہوں کہ میرا فرزند کو مار ڈالیں گے کہا خوف نہ کرو۔ موسیٰؑ ایسے تھے کہ جو اُن کو دیکھتا تھا اُن کی مجلس سے بیتاب ہو جاتا تھا جیسا کہ حق تعالیٰ نے آنحضرت سے خطاب کیا کہ میں نے اپنی جان سے تیرے لئے محبت ڈال دی تو اُس زن قبلیہ نے جو اُن پر موکل تھی اُن کو دوست رکھا اور خدا نے موسیٰؑ کی ماں پر آسمان سے ایک صندوق بھیجا اور اُن کو آواز آ کہ اپنے فرزند کو اس میں رکھ کر دریا میں ڈال دو اور مغموم نہ ہو اس لئے کہ میں اس پیغمبر مرسل بناؤں گا۔ یہ سن کر اُن کی ماں نے موسیٰؑ کو صندوق میں رکھا اور اُس

موسیٰؑ کی ولادت اور سنہ ولادت میں دریا میں ڈال دیا۔

کو بند کر کے دریا ئے نیل میں ڈال دیا۔ فرعون کے چند قصر نیل کے کنارے تھے۔ جن کو سیر و قصر ترح کے لئے بنایا تھا۔ اُن قصروں میں سے ایک میں وہ اپنی زوجہ آسیہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ناگاہ اُس کی نظر نیل میں ایک سیاہی پر پڑی جس کو موج بلند کرتی اور ہوا سے ٹکراتی ہے یہاں تک کہ وہ صندوق قصر فرعون کے دروازہ پر پہنچا۔ اُس نے حکم دیا تو لوگ اُس کو نکال کر اُس کے پاس لائے جب صندوق کو کھولا اُس میں ایک لڑکے کو دیکھا۔ کہا بنی اسرائیل کا ہے لیکن خدا نے اُس کے دل میں موسیٰ کی شدید محبت ڈال دی اور آسیہ بھی اُن کی محبت سے بیتاب ہو گئیں۔ فرعون نے اُن کو مار ڈالنے کا قصد کیا تو آسیہ نے کہا اُس کو نہ مارو شاید ہم کو اس سے کچھ نفع حاصل ہو یا اپنی فرزندگی میں لے لیں۔ (ترجمہ آیت ۹ سورہ القصص پ ۲۰) وہ نہیں جانتے تھے کہ جس فرزند موعود سے وہ ڈرتا تھا یہی فرزند ہے۔ فرعون کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اُس نے کہا اچھا اس کے لئے دایہ تلاش کرو جو اس کی تربیت کرے پس اُن عورتوں میں سے بہت سی عورتیں لائی گئیں جن کے بچے مار ڈالے گئے تھے۔ موسیٰ نے کسی کا دودھ نہیں پیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے پہلے ہی دودھ پلانے والی عورتوں کا دودھ موسیٰ پر حرام کر دیا۔ جب اُن کی ماں کو خبر ملی کہ فرعون نے موسیٰ کو دریا سے نکال لیا ہے بہت محزون ہوئیں جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ مادر موسیٰ کا دل غم و اندوہ کی زیادتی کے سبب عقل و شعور سے خالی ہو گیا تھا اور نزدیک تھا کہ اپنے پوشیدہ درد کا وہ اظہار کریں یا مرجائیں اگر میں اُن کے دل کو صبر سے مضبوط نہ کرتا اس لئے کہ وہ خدا کے وعدوں پر ایمان لانے والوں میں سے تھیں۔ لہذا خدا کی مدد سے ضبط و صبر کیا اور موسیٰ کی خواہر سے کہا کہ موسیٰ کے حال کی تلاش میں جائیں اور اُن کی خبر دریافت کریں۔ اُن کی بہن فرعون کے گھر میں آئیں اور دُور سے ان کی جانب نگاہ کی۔ اُن لوگوں کو نہ معلوم ہو سکا کہ وہ موسیٰ کی بہن ہیں۔ جب موسیٰ نے اُن میں سے کسی کا دودھ قبول نہ کیا فرعون کو نہایت فکر ہوئی اُس وقت خواہر موسیٰ نے کہا۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو میں ایسا خاندان بتا دوں جو اس بچہ کی محافظت کریں اور اس کے خیر خواہ ہوں۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ یہ سن کر وہ اُن کی ماں کو بلا لائیں۔ جب موسیٰ کی ماں نے گود میں لے کر موسیٰ کے مُنہ میں دودھ دیا وہ نہایت شوق سے پینے لگے۔ فرعون اور اُس کی زوجہ کو بھی خوشی ہوئی اور اُن کی ماں کو گرامی کیا۔ اور کہا اس بچہ کی ہمارے لئے پرورش کرو ہم تم کو خوش کر دیں گے اور انعام و اکرام

سے مالا مال کر دیں گے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے موسیٰؑ کا رُخ اُن کی ماں کی جانب کر دیا تاکہ اُن کی آنکھیں روشن ہوں اور غمگین نہ رہیں یا سمجھیں کہ خدا کا وعدہ حق ہے لیکن زیادہ تر لوگ نہیں جانتے۔ فرعون فرزند ان بنی اسرائیل کو جو پیدا ہوتے تھے مار ڈالتا تھا لیکن موسیٰؑ کی تربیت کر رہا تھا اور ان کو عزیز رکھتا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ اُس پر اُن ہی کے ہاتھ سے بلا آئے گی۔ غرض کہ موسیٰؑ کی تربیت ہونے لگی۔ ایک روز وہ فرعون کے پاس تھے کہ فرعون کو پھینک آئی۔ موسیٰؑ نے کہا الحمد للہ رب العالمین۔ فرعون نے اس کلام کو اُن پر روکیا اور اُن کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا یہ کیا ہے جو تو کہتا ہے۔ موسیٰؑ کو دکر اُس کی داڑھی سے لپٹ گئے اور چند بال توڑ ڈالے۔ فرعون کی داڑھی لمبی تھی۔ یہ دیکھ کر فرعون نے اُن کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ آسیہ نے کہا کمسن بچہ ہے کیا جانے کہ کیا کہتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ اُس نے کہا نہیں بلکہ دانستہ کہتا اور کرتا ہے۔ آسیہ نے کہا امتحان کر لو۔ ایک طبق میں خرے اور ایک طبق میں آگ بھر کر اس کے سامنے رکھو اگر آگ اور خرے میں تمیز کر لے تو تمہارا خیال درست ہے۔ جب اُن کے پاس دونوں چیزیں لائی گئیں موسیٰؑ نے چاہا کہ خرما کی جانب ہاتھ بڑھائیں۔ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اُن کا ہاتھ آگ کی جانب کر دیا۔ وہ ایک انگارہ اٹھا کر منہ میں لے گئے اور اُن کی زبان جل گئی۔ وہ چلا اُٹھے اور رونے لگے۔ اُس وقت آسیہ نے فرعون سے کہا کہ میں نہ کہتی تھی کہ وہ نادان ہے۔ یہ دیکھ کر فرعون نے معاف کیا۔ راوی نے حضرت سے دریافت کیا کہ کب تک موسیٰؑ اپنی ماں سے جدا رہے۔ فرمایا کہ تین روز تک۔ پوچھا کہ ہارونؑ موسیٰؑ کے حقیقی بھائی تھے۔ فرمایا ہاں۔ پوچھا کہ وحی دونوں پر نازل ہوتی تھی فرمایا کہ موسیٰؑ پر وحی ہوتی تھی وہ ہارونؑ سے بیان کرتے تھے۔ پوچھا کہ حکم قضا اور امر و نہی کے معاملہ میں دونوں کا ساتھ تھا فرمایا کہ موسیٰؑ اپنے پروردگار سے مناجات کرتے تھے علم کو لکھتے تھے اور بنی اسرائیل میں حکم کرتے تھے۔ جب موسیٰؑ خدا سے مناجات کے لئے اپنی قوم سے علیحدہ ہوتے تھے ہارونؑ اُن کی قوم میں اُن کے جانشین ہوتے۔ پوچھا اُن میں سے پہلے کون فوت ہوا۔ فرمایا کہ ہارونؑ موسیٰؑ سے پہلے فوت ہوئے۔ اور دونوں کا صحنہ تئیں میں انتقال ہوا۔ پوچھا کہ موسیٰؑ کی اولاد تھی فرمایا نہیں۔ اولاد ہارونؑ کی تھی۔ پھر فرمایا کہ موسیٰؑ نہایت حرمت و عزت کے ساتھ فرعون کے پاس رہے یہاں تک کہ بڑے ہو کر مردوں کی حد میں پہنچے۔ وہ فرعون سے توحید کے بارے میں

جو کچھ گفتگو کرتے تھے فرعون اُس سے انکار کرتا تھا یہاں تک کہ اُن کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ تو موسیٰؑ فرعون کے پاس سے چلے گئے اور شہر میں داخل ہوئے۔ دوسروں کو دیکھا جو باہم لڑ رہے تھے اُن میں سے ایک شخص موسیٰؑ کی باتوں کا قائل تھا۔ اور دوسرا فرعون کا ماننے والا تھا۔ موسیٰؑ ان کے پاس آئے اور فرعون کے ماننے والے کو ایک ہاتھ مارا وہ ہلاک ہو گیا۔ موسیٰؑ خوف سے پنہاں ہو گئے۔ جب دوسرا دن آیا دوسرا قبیلہ موسیٰؑ کے ماننے والے اُسی شخص سے لڑنے لگا۔ اُس نے پھر موسیٰؑ سے مدد چاہی تو اُس فرعون نے موسیٰؑ سے کہا کہ کیا تم مجھ کو بھی مار ڈالنا چاہتے ہو۔ جس طرح ایک شخص کو کل مار ڈالا۔ موسیٰؑ نے اُس کو بھوڑ دیا اور چلے گئے۔ فرعون کا خزانچی بھی موسیٰؑ پر ایمان لا چکا تھا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ آل فرعون میں سے ایک مومن نے کہا جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا کہ کیا ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار وہ ہے جو تمام عالم کا پالنے والا ہے۔ جب فرعون کو اس کی اطلاع ہوئی کہ موسیٰؑ نے ایک شخص کو مار ڈالا تو موسیٰؑ کی تلاش و فکر میں ہوا کہ اُن کو قتل کرے۔ مومن آل فرعون نے موسیٰؑ کے پاس کہلا بھیجا کہ قوم فرعون کے رؤسا تمہارے مار ڈالنے کا مشورہ کر رہے ہیں لہذا یہاں سے باہر چلے جاؤ اور میں تو یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں۔ یہ معلوم کر کے وہ شہر سے باہر چلے گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ خوفزدہ موسیٰؑ اس کے منتظر تھے کہ اب فرعون کے آدمی اُن کی گرفتاری کے لئے اُن کے پاس پہنچتے ہیں اور وہ داہنے اور بائیں دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ پالنے والے مجھے ظالموں سے نجات دے پھر وہ شہر مدین کو روانہ ہوئے۔ وہ شہر تین روز کی راہ پر تھا۔ جب مدین کے دروازہ پر پہنچے۔ ایک کنواں نظر آیا جس میں سے لوگ اپنے جانوروں اور گوسفندوں کے لئے پانی کھینچ رہے تھے۔ وہاں ایک طرف بیٹھ گئے اور تین روز سے کچھ نہ کھایا تھا۔ پھر اُن کی نظر دوڑا کیوں پر پڑی جو علیحدہ کھڑی تھیں اور چند گوسفندیں اُن کے ہمراہ تھیں وہ کنویں کے قریب نہیں آتی تھیں۔ موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ پانی کیوں نہیں کھینچتی ہو انہوں نے کہا ہم انتظار میں ہیں کہ یہ لوگ واپس جائیں۔ چونکہ ہمارے پدر ضعیف ہیں اس لئے ہم اپنے گوسفندوں کو پانی پلانے آئے ہیں۔ موسیٰؑ کو اُن پر رحم آ گیا۔ کنویں کے قریب گئے اور اس شخص سے کہا جو کنویں پر استادہ تھا کہ مجھے اجازت دو کہ میں بھی پانی لے لوں۔ ایک ڈول تمہارے لئے کھینچوں گا اور ایک اپنے واسطے اُن کے ڈول کو دس آدمی مل کر کھینچتے تھے موسیٰؑ نے تنہا ایک ڈول اُس کے لئے

اور ایک ڈول دخترانِ شعیب کے لئے کھینچا اور اُن کے گوسفندوں کو پانی پلایا پھر جا کر سایہ میں بیٹھے اور کہا۔ رَبِّ اِنِّیْ لَمَّا اَنْزَلْتَ اِلَیْیَ مِنْ خَلْقٍ فَقِیْرٌ وَهُ بِہٖتْ بھوکے تھے۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ موسیٰؑ بیشک یکم خدا تھے کہ یہ دعا کی اور خدا سے ایک روٹی کے علاوہ سوال نہ کیا کیونکہ اُس مدت میں حضرت زمین کی گھاس کھاتے تھے اور اُس کی سبزی اُن کے شکم کی کھال سے دکھائی دیتی تھی کیونکہ وہ بہت لاغر ہو گئے تھے۔ جب شعیب کی لڑکیاں واپس مکان میں آئیں حضرت نے فرمایا کہ آج اس قدر جلد کیسے واپس آ گئیں۔ لڑکیوں نے اُن سے موسیٰؑ کا قصہ بیان کیا۔ شعیب نے ایک لڑکی سے کہا کہ جا کر اُس مرد کو بلا لاؤ تاکہ ہم اُس کو پانی کھینچنے کی اجرت دیں۔ وہ لڑکی موسیٰؑ کے پاس گیا و شرم میں ڈوبی ہوئی آئی اور کہا کہ میرے والد تم کو پانی کھینچنے کی اجرت دینے کو بلاتے ہیں۔ موسیٰؑ اُٹھے اور اس لڑکی کے ساتھ خانہ شعیب کی جانب روانہ ہوئے چونکہ ہوا سے اُس لڑکی کے کپڑے اُڑنے لگے اور جسم دکھائی دیا تو موسیٰؑ نے کہا کہ میں اُس جماعت سے ہوں جو عورتوں کی پشت کی جانب نظر نہیں کرتے لہذا تم میرے پیچھے چلو اور میری رہنمائی کرو۔ عرض موسیٰؑ نے شعیب سے ملاقات کی اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ جناب شعیب نے فرمایا کہ اب خوف نہ کرو کیونکہ ظالموں کے گروہ سے تم کو نجات ملی۔ پھر شعیب کی..... دختر نے کہا باباجان اس شخص کو اجرت پر مقرر کر لیجئے کیونکہ یہ کسی دوسرے سے توانائی اور امانت میں بہتر ہو گا۔ شعیب نے کہا۔ توانائی اُس کی تو پانی کھینچنے سے ظاہر ہو گئی لیکن تم کو اس کی امانت کیونکہ معلوم ہوئی۔ عرض کی اس لئے کہ وہ راضی نہیں ہوا کہ میں اُس کے آگے چلوں تاکہ ایسا نہ ہو کہ اُس کی نظر میری پشت کے کسی حصہ پر پڑے۔ پس شعیب نے موسیٰؑ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ایک دختر کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں۔ اس مہر پر کہ آٹھ سال تک تم میرے اجیر رہو اور اگر دس سال پورے کر دو تو پھر تمہیں اختیار ہے اور میں تم پر دشواری ڈالنا نہیں چاہتا۔ اگر خدا نے چاہا تو..... تم مجھ کو شائستہ لوگوں میں سے پاؤ گے۔ موسیٰؑ نے کہا میرے اور آپ کے مابین یہ شرط ہے کہ دو وعدوں میں سے کسی ایک کو پورا کروں تو میرے لئے کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔ اگر میں چاہوں دس سال کی مدت کو تمام کروں یا چاہوں آٹھ سال کی اور جو کچھ میں کہتا ہوں خدا اس پر وکیل اور گواہ ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ کس وعدہ کو موسیٰؑ عمل میں لائے فرمایا دس سال کے وعدہ کو۔ پوچھا کہ وعدہ کی مدت ختم ہونے کے بعد زفاف واقع ہوا یا پہلے۔ فرمایا کہ پہلے۔ دریافت کیا

دعائے شعیب سے

کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کی خواستگاری کرے اور اُس کا باپ دو ماہ کے اجارہ کی شرط کرے تو جائز ہے۔ فرمایا کہ موسیٰ جانتے تھے کہ شرط کو پورا کریں گے۔ یہ شخص کیسے جانتا ہے کہ شرط کو پورا کرے گا اور زندہ رہے گا۔ پوچھا کہ شعیب نے کس دختر کو ان کے نکاح میں دیا۔ فرمایا اُس کو جو موسیٰ کو بلا کر لائی اور اپنے باپ سے کہا اُس کو اجرت پر مقرر کر لو کہ وہ توانا اور امین ہے۔ جب موسیٰ نے دس سال کی مدت تمام کی شعیب سے کہا کہ اب میں اپنی ماں اور رشتہ داروں کے پاس وطن جانا چاہتا ہوں آپ مجھے کیا دینا چاہتے ہیں۔ شعیب نے کہا ہر اہلق کو سفند جو اس سال میرے گوسفندوں سے پیدا ہوں گے۔ تمہارے ہیں۔ تو موسیٰ نے نرمادہ گوسفندوں سے جوڑا لگایا اور اپنے عصا کو اہلق کر دیا۔ یعنی اُس کی کھال بعض مقامات سے پھیل دی اور بعض جگہ چھوڑ دی اور گوسفندوں کے درمیان نصب کر دیا اور ایک اہلق عبا اُس پر ڈال دی۔ اُس کے بعد نرمادہ نے جوڑا کھایا تو اُس سال جتنے گوسفند کے بچے ہوئے سب اہلق تھے۔ جب سال ختم ہو گیا موسیٰ نے گوسفندوں کو لیا اور اپنی زوجہ کے ہمراہ شہر سے نکلے۔ شعیب نے توشہ سفر ساتھ کیا۔ روانگی کے وقت موسیٰ نے شعیب سے کہا کہ وہ عصا جو تمہارے پاس ہے میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس رہے۔ حضرت شعیب کو میراث میں پیغمبروں کے عصا ملے تھے اور گھر میں ایک جگہ رکھے ہوئے تھے۔ شعیب نے کہا جا کر ایک عصا لے آؤ۔ جناب موسیٰ مکان میں گئے۔ عصا لے نوح و ابراہیم نے حرکت کی اور اُن کے ہاتھ میں آ گیا۔ اُسے لے کر شعیب کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا اس کو واپس لے جاؤ اور دوسرا عصا لاؤ۔ موسیٰ اُس کو واپس لے گئے اور تمام عصاؤں میں ملا کر رکھ دیا اور چاہا کہ کوئی دوسرا عصا لاویں پھر اُس میں حرکت ہوئی اور وہی اُن کے ہاتھ میں آیا۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا تو شعیب علیہ السلام نے یہ مشاہدہ کر کے فرمایا کہ اسی کو لے جاؤ کیوں کہ خدا نے اس کو تم سے مخصوص کیا ہے موسیٰ روانہ ہوئے اور مصر کی جانب چلے اثنائے راہ میں ایک بیابان میں پہنچے رات کا وقت تھا سخت سردی اور ہوا سے اُن کو اور اُن کی زوجہ کو تکلیف تھی ناگاہ موسیٰ کی نظر دور سے ایک آگ پر پڑی جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ جب موسیٰ نے مدت اجارہ کو ختم کیا اور اپنی زوجہ کو لے کر روانہ ہوئے طور کی جانب سے ایک آگ دیکھی۔ زوجہ سے کہا کہ مجھے آگ نظر آتی ہے۔ تم ٹھہرو میں جاتا ہوں شاید اُس میں سے کچھ مل جائے جس کے سبب سے سردی سے تم کو آرام

ملے۔ پھر وہ آگ کی جانب رخ کر کے روانہ ہوئے ناگاہ ایک درخت کو دیکھا جس میں آگ مشتعل تھی جب وہ اُس کے قریب گئے تاکہ اس میں سے آگ لیں آگ خود اُن کی جانب بڑھی یہ دیکھ کر وہ ڈرے اور بھاگے وہ آگ پھر درخت کی جانب واپس ہو گئی۔ جب دیکھا کہ آگ درخت کی طرف واپس گئی پھر اس کی جانب متوجہ ہوئے۔ پھر آگ کے شعلے اُن کی جانب بڑھے دو مرتبہ ایسا ہی ہوا جب تیسری مرتبہ بھاگے تو مڑ کر پھر پیچھے نہ دیکھا اس وقت حق تعالیٰ نے اُن کو ندا کی کہ میں ہی خدا اور تمام عالموں کا پالنے والا ہوں۔ موسیٰ نے کہا اس کی دلیل کیا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے عرض کی یہ میرا عصا ہے، فرمایا کہ اس کو زمین پر ڈال دو۔ موسیٰ نے عصا کو پھینک دیا وہ ایک سانپ بن گیا موسیٰ ڈرے اور بھاگے۔ آواز آئی کہ اُس کو اٹھا لو اور خوف نہ کرو۔ اس لئے کہ تم محفوظ ہو اور اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں ڈالو جب نکالو گے تو سفید اور نورانی ہوگا بغیر کسی بیماری اور مرض کے کیونکہ موسیٰ سیاہ رنگ تھے جب ہاتھ گریبان سے نکالتے تھے اُس کی روشنی سے عالم متور ہو جاتا تھا۔ خدا نے فرمایا کہ یہ دو معجزے تمہاری حقیقت کی دلیل ہیں۔ تم کو چاہئے کہ فرعون اور اس کی قوم کی جانب جاؤ کیونکہ وہ یقیناً فاسقوں کے گروہ ہیں موسیٰ نے کہا پالنے والے میں نے اُن کے ایک آدمی کو مار ڈالا ہے۔ ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ مجھے نہ مار ڈالیں اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ فیض ہے۔ لہذا اُن کو میرے ساتھ بھیج دے تاکہ وہ رسالت کی تبلیغ میں میرے معین دیاور ہوں اور میری تصدیق کریں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ وہ لوگ میری تکذیب کریں گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے بازو کو تمہارے بھائی ہارون سے مضبوط کر دیا گیا اور تمہارے لئے سلطنت قوت اور برہان قرار دوں گا۔ فرعون تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اُن معجزات اور نشانیوں کے سبب سے جو میں نے تم کو عطا کی ہیں اور جو تمہاری متابعت کرے گا غالب ہوگا۔

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ اُس جماعت کے نزدیک جو پیغمبروں سے گناہ اور خطا کے قائل ہیں۔ منجملہ اورشہوں کے ایک یہ بھی ہے کہ موسیٰ نے ایک قطعی کو قتل کیا ان لوگوں نے کہا ہے کہ اگر اُس مرد کا قتل نہ ناجائز نہ تھا تو موسیٰ نے گناہ کیا اور اگر جائز تھا تو کیوں موسیٰ نے کہا کہ یہ عمل شیطان کا تھا اور کیوں کہا کہ پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا لہذا مجھے بخش دے اور جس وقت کہ فرعون نے اعتراض کیا اور کہا کہ تو نے وہ (بقیہ صفحہ ۳۹۵ پر)

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ مامون نے امام رضا علیہ السلام سے ان مذکورہ آیات کی تفسیر دریافت کی۔ فرمایا کہ فرعون کے کسی شہر میں موسیٰ کا گذر ہوا جس وقت کہ اُس شہر کے رہنے والے نماز شام اور نماز شب کے وقت سے غافل تھے۔ وہاں دو شخصوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا ایک موسیٰ کا ماننے والا تھا اور دوسرا دشمن۔ جو آپکا ماننے والا تھا اُس نے آپ کے دشمن کے مقابلہ میں مدد مانگی۔ موسیٰ نے اپنے دشمن پر خدا کے حکم سے عمل کیا اور ایک ہاتھ مارا جس سے وہ مر گیا۔ موسیٰ نے کہا کہ یہ شیطانی فعل تھا اور ان دونوں کی جنگ شیطان کا کام تھا نہ کہ موسیٰ کا اس لئے کہ شیطان گمراہ کرنے والا اور دشمنی ظاہر کر نیوالا دشمن ہے مامون

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۲) کام کیا جو کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔ موسیٰ نے اس وقت کیوں کہا کہ میں گمراہوں میں سے تھا۔ اس کا جواب چند طریقہ سے ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ موسیٰ مار ڈالنے کا ارادہ نہ رکھتے تھے بلکہ اُن کا مطلب مظلوم سے ظلم کا دفع کرنا تھا اگرچہ اُن کا فعل اُس کے قتل پر منتهی ہوا اور کوئی شخص اپنے یا کسی مومن کے دفع ضرر کے لئے کوشش کرے اور آخریے ارادہ وہ فعل اُس ظالم کے قتل پر منتهی ہو تو کوئی گناہ اُس پر نہیں ہے۔ دوم یہ کہ وہ کافر تھا اور اُس کا خون حلال تھا اس سبب سے موسیٰ نے اُس کو مار ڈالا۔ اور موسیٰ نے جو یہ کہا کہ یہ شیطانی فعل تھا اُس کی توجہ میں چند وجہیں ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ ہر چند کافر کا مار ڈالنا مباح تھا اور ایک مسلمان سے اُس کا دفع کرنا مناسب تھا۔ لیکن زیادہ بہتر یہ تھا کہ اُس وقت وہ فعل واقع نہ ہوتا اور موسیٰ اُس وقت تک صبر کرتے جب تک کہ اُس کے معاوضہ پر مامور نہ ہوتے لہذا یہ سبقت کرنا مکروہ اور ترک اولیٰ تھا۔ اس لئے فرمایا کہ یہ شیطانی فعل تھا۔ دوم یہ کہ اشارہ اُسی مقتول کی طرف کیا کہ اُس کا شیطانی عمل تھا نہ کہ اپنا عمل اور مطلب اُس کے مار ڈالنے کے عذر سے تھا۔ سوم یہ کہ اشارہ اپنے مقتول کی جانب تھا کہ وہ شیطانی عمل کا نتیجہ تھا اور یہ اصطلاح عرف عرب میں رائج ہے اور اپنے نفس پر ظلم کا جو اعتراف کیا وہ بھی اسی منہج پر ہے جیسا کہ حضرت آدم کے حالات میں مذکور ہوا کہ درگاہ باری تعالیٰ میں اپنی عاجزی کے اظہار کے لئے تھا بغیر اس کے کہ کوئی گناہ کیا ہو یا فعل مکروہ یا ترک اولیٰ ہو جیسا کہ گذرا۔ یا یہ مراد ہو کہ خداوند میں نے اپنی ذات پر ظلم کیا کہ اپنے کو فرعون کی اذیت و عقوبت میں ڈال دیا کیونکہ اگر فرعون کو معلوم ہو گا تو وہ مجھے اُس کے عوض میں قتل کر دیگا فَاعْتَصِرْ ذِي الْقُرْنَيْنِ لَهَذَا مِيرَاسٍ لِّمَنْ يُّصْلِحُ مِنْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُفْهَمُونَ اور ایاں کہ فرعون نہ جانے کہ میں نے یہ فعل کیا فَخَفَرَ لَهَا بَيْتًا فَنُصِبَ فِيهِ خُذْ مِثْلَ آبِ الرَّسِّ بِأَيْدِيكَ لَعَلَّكَ تَكْفُرُ اور ایاں انتظام کیا کہ فرعون کو اُن پر قابو نہ ہوا اور جو فرعون نے کہا کہ موسیٰ تم کافروں میں سے تھے یعنی تم نے کفران نعمت کیا اور میرے حق تربیت کی رعایت نہ کی موسیٰ نے کہا میں ظالموں اور گمراہوں میں سے تھا یعنی میں نہیں جانتا تھا کہ میرا دفع کرنا اُس قبیلے کے قتل پر منتهی ہو گا یا میں مکروہ اور ترک اولیٰ کرنے پر گمراہ تھا یا میں راستہ بھول گیا تھا اور اُس شہر میں جانا پڑا اور کافر کے ہاتھ سے ایک مومن کو بچانے کے لئے مجھے ایسا کام مجبوراً کرنا پڑا۔ ۱۲

نے کہا کہ موسیٰ کے اس قول سَرَبَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاَغْفِرْ لِیْ کے کیا معنی ہیں (آیت ۱۶ سورۃ القصص پ ۲۰) فرمایا کہ ظلم وضع شے ہے اپنے غیر مقام میں یعنی اپنے نفس کو اُس مقام سے میں نے ہٹا کر قائم کیا کہ اس شہر میں داخل ہوا لہذا مجھے میرے دشمنوں سے پوشیدہ رکھ کہ وہ مجھ پر قابو نہ پائیں تو خدا نے اُن کو پوشیدہ رکھا اور وہ یقیناً چھپانے والا اور رحیم ہے۔ موسیٰ نے کہا خداوند! تو نے جو قوت مجھ کو عطا فرمائی جس سے میں نے ایک ہاتھ میں اُس شخص کو مار ڈالا تو میں کافر و مجرموں کا اُس کے ذریعہ سے معین و مددگار نہ ہوں گا۔ بلکہ ہمیشہ اُس قوت سے تیری رضا کے لئے تیرے دشمنوں سے جہاد کروں گا۔ تاکہ تو مجھ سے راضی ہو۔ غرضیکہ موسیٰ کو اس شہر میں صبح ہوئی اس حال میں کہ خوفزدہ اور ہراساں تھے کہ دشمن اُن کو گرفتار نہ کر لیں ناگاہ دیکھا کہ کل جس شخص نے اُن سے مدد طلب کی تھی آج پھر ایک دوسرے شخص سے برسرِ پیکار ہے اور موسیٰ سے مدد چاہتا ہے۔ موسیٰ نے نصیحت کے طور پر اُس سے فرمایا تو یقیناً گمراہی میں ہے۔ کل ایک شخص سے تو نے جنگ کی اور آج دوسرے شخص سے لڑتا ہے۔ میں تیری تادیب کروں گا تاکہ پھر ایسے نہ کرے اور جب اُس کی تادیب پر آمادہ ہوئے اُس نے کہا اے موسیٰ کل ایک شخص کو تم نے مار ڈالا آج چاہتے ہو کہ مجھے مار ڈالو تمہاری خواہش اس کے سوا کچھ نہیں ہے تم زمین میں ایک جبار بن جاؤ اور اصلاح کرنے والوں میں سے نہیں ہونا چاہتے ہو مامون نے کہا اے ابوالحسن خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ موسیٰ کے اس قول کے کیا معنی ہیں جو آپ نے فرعون سے فرمایا۔ فَعَلْتُهَا اِذَا وَاَنَا مِنَ الضَّالِّیْنَ۔ اماہ رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جس وقت موسیٰ فرعون کے پاس آئے اور چاہا کہ تبلیغ رسالت کریں اُس نے کہا وَفَعَلْتَ فَعَلْتِكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكَافِرِیْنَ آیہ سورۃ شعرا۔ پ ۱۹۔ موسیٰ نے فرمایا قَالَ فَعَلْتُهَا اِذَا وَاَنَا مِنَ الضَّالِّیْنَ۔ یعنی میں نے یہ فعل اُس وقت کیا جبکہ میں راستہ بھول گیا تھا اور تیرے ایک شہر میں جا پہنچا تھا۔ پ میں نے تم لوگوں سے گریز کی۔ جبکہ مجھے تم سے خوف ہوا پھر میرے پروردگار نے مجھے حکم عطا کیا اور پیغمبر مرسل قرار دیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ اپنی عزت کو قسم کھاتا ہوں کہ اگر وہ شخص جس کو تم نے مار ڈالا۔ ایک چشم زدوں کے لئے بھی اقرار کئے ہوتا کہ میں اُس کا پیدا کرنے والا اور روزی دینے والا ہوں تو یقیناً اپنے

عذاب کا مزہ میں تم کو چکھانا لیکن اس لئے تم کو معاف کیا کہ اُس نے اقرار نہیں کیا تھا۔ کہ میں اُس کا خالق اور رازق ہوں۔

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ زمین کے ٹکڑوں نے آپس میں ایک دوسرے پر فخر کیا ہے اور کعبہ نے زمین کو بلا پر فخر کیا۔ حق تعالیٰ نے اُس پر وحی کی کہ خاموش ہو اور کربلا پر فخر نہ کر کیونکہ وہ ایک ایسا مبارک ٹکڑا ہے جہاں میں نے درخت کے ذریعہ سے موسیٰؑ کو ندا کی اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ وادی سین کی ایک نہر ہے جس کو خدا نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔ وہ نہر فرات ہے اور وہ زمین کو بلا کا ایک مبارک ٹکڑا ہے اور وہ روشن درخت جس کو موسیٰؑ نے دیکھا تھا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی آل کا نور تھا جو اُس وادی میں اُن پر ظاہر ہوا۔

بسنہ معتبر حضرت امام باقرؑ سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ نے مدّت اجارہ کو ختم کیا اور اپنی زوجہ کے ساتھ بیت المقدس روانہ ہوئے۔ راہ بھول گئے دور سے ایک آگ دیکھی۔ اور اس کی طرف گئے۔

بسنہ صحیح منقول ہے کہ برنطی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جس لڑکی کے ساتھ موسیٰؑ علیہ السلام نے نکاح کیا وہی دختر تھی جو موسیٰؑ کے پاس گئی اور اُن کو شعیب کے پاس بلا کر لائی کہا ہاں پھر فرمایا کہ جب موسیٰؑ نے چاہا کہ شعیب سے جدا ہوں اور مصر واپس جائیں۔ شعیب نے کہا اس مکان میں داخل ہو اور اُن عصاؤں میں سے ایک عصا نکال لاؤ اور اپنے پاس رکھو جس سے درندوں کو اپنے سے دفع کرنا۔ شعیب کو اُس عصا کے بارے میں اطلاع تھی جو موسیٰؑ نے انتخاب کیا تھا کہ اُس سے کیا کیا کام لئے جاسکتے ہیں۔ موسیٰؑ اُسی عصا کو شعیب کے پاس لائے۔ حضرت نے پہچان کر کہا دوسرا عصا لاؤ۔ موسیٰؑ نے واپس لے جا کر اُس کو رکھ دیا اور چاہا کہ دوسرا عصا اٹھادیں پھر وہی حرکت کر کے اُن کے ہاتھ میں آگیا۔ وہ اس کو جب شعیب کے پاس لائے فرمایا میں نے تم سے نہیں کہا کہ دوسرا لاؤ۔ موسیٰؑ نے کہا تین مرتبہ اس کو واپس رکھا مگر پھر یہی ہاتھ میں آتا ہے فرمایا اچھا اسی کو لے جاؤ کیونکہ یہ تمہارے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ اس کے بعد ہر سال

لے مولف فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ موسیٰؑ کو ایک شب میں حوائی شام سے کربلا میں زمین طے کرانکے لایا۔ ہو تو بعید نہیں ہے۔

ایک مرتبہ موسیٰ شعیبؑ کی زیارت کے لئے آتے تھے اور اُن کا حق خدمت بجالاتے تھے۔ جب شعیبؑ کھانا کھاتے تھے موسیٰ اُن کے پاس کھڑے ہو کر روٹیاں توڑ توڑ کر اُن کو دیتے تھے۔

حدیث معتبرہ میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ عصا آدمؑ کا تھا جو شعیبؑ کو ملا تھا اور شعیبؑ سے موسیٰ کے پاس آیا اور اب ہمارے پاس ہے اور اب بھی جب میں اس کو دیکھتا ہوں تو وہ اسی طرح سبز ہے جیسا کہ اُس روز تھا جبکہ درخت سے علیحدہ کیا گیا تھا۔ اُس سے گفتگو کر کے تو وہ بولے گا۔ وہ قائم آل محمدؑ کے لئے باقی رکھا گیا ہے۔ وہ اس سے وہی کام لیں گے جو موسیٰؑ لیا کرتے تھے۔ ہم جب چاہتے ہیں وہ حرکت میں آتا ہے جس چیز کے کھانے کو کہتے ہیں کھالینا ہے۔ جب اس کو کسی چیز کے کھانے کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ اپنے مُنہ کو کھولتا ہے ایک حصہ زمین سے اور دوسرا حصہ اُس کے دہن کا چھت سے مل جاتا ہے۔ اُس کا دہن چالیس ہاتھ کے برابر کھلتا ہے جو اُس کے پاس موجود ہوتا ہے اُس کو اپنی زبان سے اُچک لیتا ہے۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ حضرت آدمؑ اُس کو بہشت سے ہمراہ لائے تھے۔

وہ بہشت کے درخت عو مج کا تھا اور دوسری معتبرہ روایت کی بنا پر بہشت کے درخت مور کا تھا۔ اُس میں دو شاخیں تھیں۔ شعیبؑ اُس کو ہمیشہ اپنے فرش کے پاس رکھتے تھے۔ جب سوتے تھے اپنے بستر میں چھپا کر رکھتے تھے۔ ایک روز موسیٰؑ نے اُس کو اٹھالیا۔ شعیبؑ نے فرمایا کہ میں تم کو امین جانتا تھا کیوں عصا کو بلا اجازت تم نے لیا۔ موسیٰؑ نے کہا اگر عصا میرا نہ ہوتا میں نہ اٹھاتا۔ شعیبؑ نے سمجھا کہ انہوں نے خدا کے حکم سے اٹھایا ہے اور وہ پیغمبر ہیں۔ اس لئے عصا اُن کو دے دیا۔ دوسری حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ کا عصا بہشت کے درخت مور کی ایک لکڑی تھی جس کو جبریلؑ اُن حضرت کے لئے لائے تھے۔ جس وقت کہ وہ شہر مدین کی جانب متوجہ ہوئے۔

شعیبؑ نے روایت کی ہے کہ عصا موسیٰؑ میں دو شاخیں اور پتھیں اور نیچے دو ٹیڑھی شاخیں اور سر آہنی تھا۔ جب موسیٰؑ کسی بیابان میں اس وقت جاتے تھے جبکہ سورج نکلنا نہ تھا

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اُن حضرت کے پاس دو عصا رہا ہو ایک وہ جو جبریلؑ لائے تھے اور دوسرا وہ جو شعیبؑ نے دیا تھا۔

عصا موسیٰ کے صفات۔

توان دونوں شاخوں سے ایک نور ساطع ہوتا اور جہاں تک نظر کام کرتی اُس کی روشنی معلوم ہوتی۔ جب اُن کو پانی کی ضرورت ہوتی عصا کو کنویں میں داخل کرتے تھے۔ پانی کنویں کے اوپر کھینچ آتا تھا۔ اس کے سرے پر ایک ڈول پیدا ہو جاتا اور پانی نکل آتا۔ جب کھانے کی ضرورت ہوتی۔ عصا کو زمین پر مارتے تو زمین سے اُس روز کی خوراک کے موافق کھانا باہر آ جاتا۔ اگر میوے کی خواہش ہوتی زمین میں اُس کو گاڑ دیتے اُسی وقت وہ ایک درخت ہو جاتا اور اس سے میوہ حاصل ہوتا۔ اور جب دشمن سے جنگ کی نوبت آتی اُس کی دونوں شاخیں دو بڑے بڑے سانپ بن جاتے جو حضرت موسیٰ سے دشمن کو دفع کر دیتے جب اُن کے راستہ میں کوئی پہاڑ یا جنگل پڑ جاتا عصا کو مارتے تھے تو راستہ اُن کے لئے کھل جاتا تھا۔ جب چاہتے تھے کہ کسی بڑی نہر کو عبور کریں عصا کو مارتے۔ نہر اُن کے واسطے پھٹ جاتی کبھی دوسری شاخ سے شہد جو ش مارتا جب راستہ چلنے سے عاجز ہوتے اُس پر سوار ہوتے اور جس جگہ وہ چاہتے وہ ان کو لے جاتا اور اُن کی رہنمائی کرتا۔ اُن کے دشمنوں سے جنگ کرتا اُس میں سے ایسی خوشبو پیدا ہوتی کہ پھر دوسری خوشبو کی ضرورت نہ رہتی۔ جب اس کو معجزہ کے لئے زمین پر ڈال دیتے ایک اثر ڈھا ہو جاتا کہ اُس سے زیادہ بڑا ہو نہیں سکتا۔ اُس کا رنگ نہایت سیاہ ہوتا اور چار پیر اُس کے لئے پیدا ہو جاتے اور دونوں شاخوں کے بجائے ایک بڑا سا دہن ہو جاتا اور بارہ ٹنک اور بہت سے دانت اُس میں نکل آتے اور اُس کے دانتوں سے ایک ڈراؤنی آواز آتی اور اُس کے دہن سے آگ کی زبان باہر نکل آتی اور اس کچی کے بجائے پڑ نکل آتے جس کے ہر بال مثل شہاب کے چمکنے لگتے اور اُس کی آنکھیں مثل برق کے چمکتیں اور اُس سے ایک ہوا مانند بادِ موم کے نکلکتی کہ جس کو لگتی اُس کو جلا دیتی جب کسی اتنے بڑے پتھر کے پاس پہنچتا جو اونٹ کے برابر ہوتا اُس کو بھی نکل جاتا اور اُس کے پیٹ میں پتھروں کی آواز معلوم ہوتی۔ بڑے بڑے درختوں کو جڑ سے اکھاڑتا اور کھا لیتا۔

شاذان بن جبریل نے حضرت رسولؐ سے روایت کی ہے کہ فرعون موسیٰ کی تلاش میں حاملہ عورتوں کے شکم کو چاک کر کے بچوں کو نکالتا اور مار ڈالتا۔ جب موسیٰ پیدا ہوئے اُسی وقت گفتگو کرنے لگے اور اپنی ماں سے بولے کہ مجھے ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دو۔ آپ کی ماں یہ عجیب حال دیکھ کر ڈریں اور کہا اے فرزندِ ڈرتی ہوں کہ تو غرق نہ ہو جائے۔ موسیٰ نے کہا خوف نہ کرو خداوندِ عالم مجھ کو تمہارے پاس جلد پہنچا

وے گا۔ اُن کی ماں اس معاملہ میں متعجب اور حیران تھیں یہاں تک کہ موسیٰ نے دوبارہ بچہ کہا کہ مجھ کو ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دو۔ تب آپ کی ماں نے آپ کو دریا میں ڈال دیا وہ اُس میں ایک مدت تک رہے نہ کچھ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اُن کو کنارہ پر پہنچا دیا اور ان کی ماں سے ملا دیا ایک روایت ہے کہ ستر روز کے بعد وہ اپنی ماں کے پاس پہنچے اور دوسری روایت کے موافق سات ماہ تک ماں سے جدا رہے۔ یہاں تک شاذاں کی روایت تھی۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ وہ تین روز سے زیادہ اپنی ماں سے جدا نہ رہے۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب فرعون مطلع ہوا کہ اُس کے ملک کی بربادی موسیٰ کے ہاتھ سے ہوگی۔ کاهنوں کو طلب کیا اور اُن سے معلوم کیا کہ موسیٰ بنی اسرائیل سے ہوں گے لہذا برابر اپنے ملازموں کو حکم دیتا رہا کہ بنی اسرائیل کی حاملہ عورتوں کے شکم چاک کریں۔ یہاں تک کہ موسیٰ کی تلاش میں بیس ہزار سے زیادہ بنی اسرائیل کے بچوں کو مار ڈالا اور موسیٰ کو نہ قتل کر سکا اس لئے کہ خداوند عا نے اُس کے شتر سے اُن کی حفاظت کی۔

امام حسن عسکری کی تفسیر میں اس آیت **وَرَادَّ جَنَّتَاكُم مِّنَ الْفِرْعَوْنَ** کے بارے میں مذکور ہے۔ یعنی اے بنی اسرائیل اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے آباء اجداد کو آل فرعون یعنی اُن لوگوں سے نجات دی۔ جو فرعون کی جانب منسوب تھے اور اس کے دین و مذہب میں اُس سے متحد تھے۔ **يَسْمُوْنَكُمْ سُمُوًا اَعْدَابِ** و لوگ تم پر بدترین عذاب کرتے اور سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے تم پر بوجھ لادتے تھے۔ فرمایا اُن کے شدید عذاب یہ تھے کہ فرعون ان لوگوں سے عمارات اور تعمیرات میں کام لیتا اور اس خوف سے کہ کام چھوڑ کر بھاگ نہ جائیں اُن کے پیروں میں زنجیریں ڈلوادی تھیں۔ اور وہ زنجیر و طوق پہنے ہوئے سیڑھیوں سے بالا خانوں پر جاتے تھے بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ اُن میں سے کوئی سیڑھی پر سے گر پڑتا مرنے لگتا یا ہاتھ پیروں سے بیکار ہو جاتا تو اُس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی تھی یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وجہ کی کہ ان لوگوں سے کہو کہ ہر کام شروع کرنے سے پہلے محمد و آل محمد پر صلوات بھیجیں تاکہ اُن کی مصیبتیں کم ہوں۔ وہ لوگ یہ عمل کرنے لگے تو اُن پر بلائیں آسان اور سبک ہوتی جاتی تھیں۔ اُن کو یہ بھی بتا دیا کہ جو شخص صلوات بھول جائے اور سیڑھی پر سے گر کر بیکار ہو جائے تو محمد و آل محمد پر صلوات بھیجے اگر اُس سے ممکن نہ ہو کوئی دوسرا

بنی اسرائیل پر فرعونوں کے ظالم۔

اُس پر صلوٰت پڑھے تو اسی وقت صحت پائے گا یٰدَیْحُوْنَ اٰبْنَآءَ کُمُ فرمایا کہ جب فرعون سے لوگوں نے کہا بنی اسرائیل میں ایک فرزند پیدا ہوگا جس کے ذریعہ سے تیری ہلاکت ہوگی اور تیری سلطنت کو زوال ہوگا تو اُس نے حکم دیا کہ اُن کے فرزندوں کو فرج کر دیا جائے بنی اسرائیل کی عورتیں قابلہ عورتوں کو رشوت دیتی تھیں کہ اُس کے حمل کا اظہانہ کرے جب بچہ پیدا ہوتا تو اُس کو کسی صحرا یا غار وغیرہ میں ڈال دیتیں اور اُس پر دس مہینہ صلوٰت پڑھتی تو حق تعالیٰ ایک فرشتہ کو مقرر کرتا کہ اُس کی تربیت کرے اور بچہ کے ایک انگلی سے دودھ جاری ہوتا جس کو وہ پیتا تھا اور دوسری انگلی سے نرم و ہلکی غذا پیدا ہوتی جسے وہ کھاتا تھا اسی طرح بنی اسرائیل کی نشو و نما ہوئی اور جو بچے اُن کے پنج گئے وہ اُن سے بہت زیادہ تھے جو مار ڈالے گئے۔ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسْآءَ کُمُ۔ یعنی تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور کنیزی میں لیتے تھے۔ موسیٰ سے اُن لوگوں نے فریاد کی کہ ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو کنیز بنا لیتے ہیں اور اُن کی بکارت زائل کرتے ہیں۔ خدا نے وحی فرمائی کہ ان عورتوں سے کہو کہ جب لوگ اُن کے ساتھ ایسا ارادہ کریں محمد اور اُن کی آل طاہرہ پر صلوٰت بھیجیں جب اُن عورتوں نے ایسا کیا تو م فرعون کے مظالم ان سے خدا نے دفع فرمایا۔ لہذا جب فرعون نے ایسا ارادہ کرتے تو یا کسی دوسرے کام میں مشغول ہو جاتے یا بیمار ہو جاتے یا کسی سخت مرض میں گرفتار ہو جاتے تھے۔ خدا کے لطف و کرم سے کسی ایک بنی اسرائیل کی عورت کی بے عزتی پر قادر نہ ہو سکتے تھے۔ بلکہ حق تعالیٰ محمد و آل محمد پر صلوٰت کی برکت سے اُن سے یہ بلا نہیں دفع کر دیتا تھا وَفِیْ ذٰلِکُمْ یعنی اس نجات دینے میں بَلَاءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ پ سورہ بقرہ آیت ۴۹۔ تمہارے پروردگار کی جانب سے ایک بڑی آزمائش تھی۔ خدا نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل یاد کرو اور سوچو کہ خدا نے جب تمہارے آباؤ اجداد سے محمد و آل محمد پر صلوٰت بھیجنے کے سبب سے بلاؤں کو دفع کر دیا تو جب آنحضرتؐ کو دیکھو گے اور اُن پر ایمان لاؤ گے تو تم پر خدا کا کس قدر فضل و کرم ہوگا اور اُس کی نعمتیں تمام ہوں گی۔

بیچ البلاغہ میں مذکور ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے زہد کے بارے میں بیان فرمایا کہ اپنے پیغمبرؐ کی تائسی کرو۔ اُس کے بعد آنحضرتؐ کا کچھ زہد بیان کیا پھر فرمایا کہ اگر چاہو موسیٰ کلیم اللہ کی تائسی کرو۔ جس وقت کہ آپؐ نے فرمایا رَبِّ اِنِّیْ لِنَبَا اَنْزَلْتَ اِلَیْ مِنْ خَیْرِ فَرِیْدٍ (پ سورہ القصص آیت ۲۴) خدا کی قسم آپؐ نے سوال نہ کیا مگر ایک روٹی کا کیوں کہ زمین کی گھاس کھاتے تھے اور اُس کی سبزی آپؐ کے

درد کے نشان برسات

شکم کی کھال سے نمایاں تھی اور دکھائی دیتی تھی کیونکہ وہ بہت لاغر تھے اور گوشت بالکل جسم پر کم ہو گیا تھا اور دوسرے خطبہ میں فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے باتیں کیں جو بات کرنے کے قابل تھی اور ان کو اپنی نشانیوں میں سے ایک امر عظیم کا مشاہدہ کرایا یعنی اُن سے بغیر کسی عضو یا زبان یا دہن کے گفتگو کی۔ بلکہ ایک آواز ہو ایسے پیدا کی اور موسیٰؑ نے سنا۔ لہ

لہ مولف فرماتے ہیں۔ کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے بقیۃ مبارکہ میں خطاب فرمایا کہ اپنی نعلینوں کو اتار دو اس لئے کہ تم وادی مقدس میں ہو جس کا نام طوی ہے۔ مفسروں نے اس میں چند وجہیں بیان کی ہیں کہ یوں خدا نے موسیٰؑ کو نعلین اتارنے کا حکم دیا۔ اول یہ کہ مردہ گدھے کے چمڑے کی تھی۔ اس لئے فرمایا کہ اتار دو اور یہ مضمون بند موقوف حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ دوم یہ کہ گائے کے پاک کئے ہوئے چمڑے کی تھی اور اُس کے اتارنے کا حکم دیا کہ آپکا پیر وادی مقدس سے مس ہو۔ اور حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ اُس وادی کو اس واسطے مقدس کہتے ہیں کہ روحوں کو اُس جگہ پاک کیا اور ملائکہ اُسی جگہ برکزیدہ کئے گئے اور خدا نے اُس جگہ موسیٰؑ سے کلام کیا۔ سو تم یہ کہ تواضع اور عاجزی پاؤں کو برہنہ کرنے میں ہے اس لئے حکم دیا کہ پاؤں کو برہنہ کریں چہارم یہ کہ موسیٰؑ نے نعلین کو نجاسات سے بچنے اور اذیت دینے والے جانوروں سے محفوظ رہنے کے لئے پہنا تھا۔ اور خدا نے اُن کو حشرات الارض سے بے خوف کر دیا تھا اور اُس وادی کی طہارت سے آپ کو مطلع کر دیا تھا یعنی یہ کہ اس وادی مقدس میں نعلین اور کفش پہننے کی ضرورت نہیں ہے۔ پنجم یہ کہ نعلین دنیا و آخرت سے کنایہ ہے۔ یعنی جب وادی میں تم میرے پاس پہنچ گئے تو دل کو دنیا و عقبیٰ کی محبت سے اٹھا لو اور مخصوص ہماری محبت میں لگاؤ۔ ششم یہ کہ نعلین کنایہ ہے مال اور اہل کی محبت سے یا محبت اہل و عیال سے چونکہ موسیٰؑ اپنی زوجہ کے لئے لگ لینے آئے تھے اور آپ کا دل اُن کی جانب لگا ہوا تھا۔ لہذا ان کو وحی پہنچی کہ اُن کی محبت کو دل سے نکال دو اور ہماری یاد کے سوا خانہ دل میں جو ہماری محبت کا حرم سرا اور ہمارے ذکر کا خلوت خانہ ہے۔ دوسرے کی یاد کو راہ نہ دو۔ مثال اس کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خواب دیکھے کہ اُس کا جو نام ہو گیا تعبیر کے لحاظ سے اُس کی زوجہ کے مرجانے کی دلیل ہوتی ہے جیسا کہ حدیث معتبر میں منقول ہے کہ سعد بن عبد اللہ نے حضرت صاحب الامر صلوات اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی جس وقت کہ حضرت بچہ تھے اور گود میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے بیٹھے تھے اور کہا کہ فقہائے سنی و شیعہ کہتے ہیں کہ خدا نے نعلین اتارنے کے لئے اس وجہ سے فرمایا کہ وہ مردہ کے کھال کی تھی اُن حضرت نے فرمایا کہ جو یہ بات کہتا ہے موسیٰؑ پر افترا باندھتا ہے اور اُن حضرت کو مرتبہ پیغمبری کے ساتھ جہالت کو نسبت دیتا ہے کیونکہ دو صورت سے خالی نہیں ہے یا موسیٰؑ کی نازا اُس نعلین سے جائز تھی یا ناجائز تھی (باقی صفحہ پر)

ناشع نعلینک کی تشریح و تفسیر۔

ثعلبی نے روایت کی ہے کہ ایک شب میں حق تعالیٰ نے موسیٰ کو پیغمبری پر مبعوث کیا وہ ایک پہاڑ میں پہنچے ہوئے تھے جس میں بند کی جگہ پر ایک خلال لگائے ہوئے تھے اور اُن کا جبہ اور جامہ اُن کا تھا۔ حق تعالیٰ اُن سے ہمکلام تھا اور کہتا تھا کہ میری رسالت کے ساتھ فرعون کے پاس جاؤ میں تم کو دیکھتا ہوں اور تمہارے احوال سے مطلع ہوں میری قوت اور مدد تمہارے ساتھ ہے میں تم کو اپنی ضعیف مخلوق کی جانب بھیجتا ہوں جو میری نعمتوں کی زیادتی کے سبب مغرور اور میرے عذاب سے بیخوف ہو گئی ہے۔ دُنیا نے اُس کو مغرور بنا دیا ہے اس درجہ کہ میرے حق اور ربوبیت سے انکار کرتی ہے اور گمان کرتی ہے کہ مجھ کو نہیں پہچانتی۔ اپنے عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ایسا نہ چاہتا کہ اپنی مخلوق پر اپنی حجت کو تمام کروں یقیناً اُس پر غضب ناک ہوتا ایسے جبار کے غضب کی طرح جس کے غضب کے سبب سے زمین و آسمان پہاڑ و دریا و رخت و چارپائے غضبناک ہوتے ہیں اگر آسمان کو اجازت دیتا اُس پر وہ پتھروں کی بارش کرتا اگر زمین کو اجازت دیتا اُس کو نکل جاتی اگر پہاڑوں کو اجازت دیتا اُس کو پیس ڈالتے اگر دریاؤں کو حکم دیتا اُس کو غرق کرتے لیکن چونکہ میری عظمت و جلال کے مقابلہ میں حقیر و ذلیل ہے

(بقیہ حاشیہ ص ۲۷۰) اگر جائز تھی تو اُس وادی میں بھی نعلین کا پہننا جائز تھا۔ ہر چند وہ وادی مقدس اور مطہر تھی اور اُن کی نماز اُس نعلین سے جائز نہ تھی تو اس بات کا کہنے والا قائل ہو گا کہ موسیٰ حلال و حرام کو نہیں جانتے تھے اور نہ اُن کو یہ معلوم تھا کہ کس چیز میں نماز جائز ہے اور کس چیز میں ناجائز۔ اور یہ قول کفر ہے سعد نے کہا تو میرے مولا اس آیت کی تاویل ارشاد فرمائیے۔ فرمایا کہ جب موسیٰ وادی مقدس میں پہنچے کہا خداوند میں نے اپنی محبت کو تیرے لئے خالص کیا ہے اور اپنے دل کو تیرے غیر کی خواہش کے داغ سے دھو رکھا ہے حالانکہ ابھی اُن کے دل میں زوجہ کی محبت تھی۔ خدا نے فرمایا کہ اپنی نعلین کو اتار دو یعنی اپنے دل سے اپنی بیوی کی محبت دور کر دو اور نکال دو۔ اگر تم سچ کہتے ہو کہ تمہاری محبت میرے لئے خالص ہے اور تمہارا دل میرے سوا کسی طرف مشغول نہیں ہے۔ حدیث معتبر میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ نعلین اتارنے سے مراد دُورِ خوف کا دور کرنا تھا جو اُن حضرت کے دل میں تھا۔ ایک خوف اپنی زوجہ کے خالق ہونے کا تھا کیونکہ وہ اُن کو زانیہ کی کے درد میں چھوڑ گئے تھے اور آگ لینے آئے تھے اور دوسرا خوف فرعون کا تھا یعنی جب وادی امین میں تم محفوظ ہو تو چاہئے کہ دُنیا کے خوف سے مطمئن ہو۔ لہذا ممکن ہے کہ روایت اول جو عامہ کی روایات کے موافق ہے۔ تفسیر کی بنا پر وارد ہوئی ہو۔ ۱۲

اس لئے اُس کو مہلت دی۔ میرا علم اُس کے شامل حال ہوا اور میں تو اُس سے بلکہ تمام خلق سے بے نیاز ہوں اور میں ہی غنی و فقیر کا خلق کرنے والا ہوں۔ دُنیا میں کوئی غنی نہیں ہے سوائے اُس کے جس کو میں بے نیاز کر دوں اور فقیر نہیں ہے مگر یہ کہ میں اُس کو فقیر بنا دوں۔ لہذا میری رسالت اُس کو پہنچاؤ اور اس کو میری عبادت اور یکتائی کی جانب دعوت دو اور میرے عذاب و عقاب سے ڈراؤ اور قیامت کو یاد دلاؤ اور اُس کو بتا دو کہ میرے غضب کی تاب کسی چیز کو نہیں لیکن نرمی سے گفتگو کرنا سختی نہ کرنا شاید اُس کی سمجھ میں آجائے یا اُس کو خوف ہو جائے اور اُس کو تعظیم کے ساتھ اس کی کنیت سے خطاب کرنا۔ میں نے جو لباس دُنیا اس کو عطا کیا ہے اُس سے مرعوب نہ ہونا۔ یقیناً وہ میری قدرت کے اندر ہے اور اُس کی پیشانی میرے ہاتھ میں ہے اُس کی پلک نہیں بھپکتی اور نہ وہ بات کرتا ہے نہ سانس لیتا ہے مگر میرے علم اور تقدیر کے ساتھ اُس کو آگاہ کرو کہ میں غضب و عقوبت کرنے سے عفو و مغفرت کے ساتھ زیادہ نزدیک ہوں اور اُس سے کہو کہ اپنے پروردگار کی اجابت کرے کہ اُس کی بخشش گنہگاروں کے لئے کھلی ہوئی ہے اور تجھ کو اس مدت میں مہلت دے دی ہے باوجودیکہ تو نے خدائی کا دعویٰ کیا اور لوگوں کو اُس کی پرستش سے باز رکھا۔ پھر بھی اس مدت میں اس نے تجھ پر بارش کی اور تیرے لئے زمین سے گھاس اُگائی اور تجھ کو عافیت کا لباس پہنایا۔ اگر وہ چاہتا تو تجھ کو بہت جلد اپنی سزا میں گرفتار کرتا اور جو کچھ تجھ کو عطا کیا ہے تجھ سے سلب کر لیتا لیکن وہ صاحبِ علم عظیم ہے۔ چونکہ موسیٰ کا دل اُن کے فرزند میں لگا ہوا تھا خدا نے ایک فرشتہ کو حکم دیا جس نے ہاتھ بڑھا کر اُن کے فرزند کو اُن کے پاس حاضر کر دیا۔ موسیٰ نے اس کو لیا اور ایک پتھر سے اُس کا خنڈہ کیا اُسی وقت اُس کا زخم اچھا ہو گیا اور فرشتہ نے پھر اُس کو اُسی جگہ پہنچا دیا۔ موسیٰ اپنی بیوی کے ساتھ اُسی جگہ مقیم رہے یہاں تک کہ اہل مدین میں سے ایک چرواہے کا اُن کی طرف گذر ہوا۔ وہ اُن کے اہل و عیال کو شعیب کے پاس لے گیا۔ وہ ان کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ خدا نے فرعون کو عرق کیا۔ اُس کے بعد شعیب نے ان کو موسیٰ کے پاس بھیج دیا۔

موسیٰ و ہارونؑ کا فرعون اور اس کے اصحاب پر مبعوث ہونا اور وہ تمام واقعات جو فرعون اور اس کے ساتھیوں کے عرق ہونے تک گزرے

فصل سوم

لے مولف فرماتے ہیں کہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ اپنی زوجہ کے پاس واپس آئے۔

بند معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ فرعون نے سات شہر اور سات قلعے تعمیر کئے تھے وہ اُن ہی میں موسیٰ کے خوف سے محصور تھا۔ ایک قلعہ سے دوسرے قلعے تک جنگل بنوائے تھے۔ اُن میں درندہ شیروں کو چھوڑ رکھا تھا تاکہ جو شخص بغیر اس کی اجازت کے داخل ہو وہ اُس کو ہلاک کر ڈالیں۔ جب حق تعالیٰ نے موسیٰ کو رسالت کے ساتھ اُس کی طرف بھیجا وہ دروازہ اول پر پہنچے اور اس پر عصا کو مارا وہ کھل گیا وہ اُس میں داخل ہوئے شیروں کی نظر اُن پر پڑی تو سب بھاگ گئے۔ اسی طرح جس دروازہ پر پہنچتے تھے وہ کھل جاتا تھا اور تمام شیر ذلیل ہو کر بھاگ جاتے تھے۔ آخر وہ قصر فرعون کے دروازہ پر پہنچ کر بیٹھ گئے۔ بالوں کے بٹنے ہوئے کپڑے پہنے تھے اور عصا ہاتھ میں تھا۔ جب فرعون کا جوہدار جو لوگوں کے لئے اجازت طلب کرتا تھا باہر آیا۔ موسیٰ نے اُس سے کہا کہ میرے لئے مجلس فرعون میں آنے کی اجازت طلب کر۔ اُس نے توجہ نہ کی۔ پھر اُس سے کہا اُس نے جواب دیا کہ پروردگار عالم کو کوئی اور نہ ملا جو اُس نے تم کو پیغمبری کے لئے بھیجا۔ موسیٰ کو غصہ آیا اور عصا کو دروازہ پر مارا تو جتنے دروازے اُن کے اور فرعون کے درمیان تھے سب کھل گئے۔ فرعون نے موسیٰ کو دیکھا تو ان کو بلوایا۔ موسیٰ اُس کی مجلس میں آئے۔ وہ سب سے بلند درجہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ جو اسٹی ہاتھ اونچا تھا۔ موسیٰ نے کہا میں عالموں کے پروردگار کا نیری طرف رسول ہوں۔ فرعون نے کہا اگر سچے ہو تو کوئی علامت اور معجزہ دکھاؤ۔ یہ سنکر موسیٰ نے عصا کو زمین پر ڈال دیا۔ اُس کی دو شاخیں تھیں۔ وہ فوراً ایک زبردست اثر دھان گیا اور اپنے منہ کو کھولا۔ ایک حصہ کو قصر کے اوپر اور دوسرے کو قصر کے نیچے رکھا۔ فرعون نے دیکھا کہ اُس کے شکم سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں۔ اُس نے فرعون کی جانب رخ کیا۔ فرعون کا اُس کے خوف سے پیشاب خطا ہو گیا۔ چلایا اور فریاد کی کہ اے موسیٰ اس کو پکڑ لو۔ جو لوگ اُس کی مجلس میں حاضر تھے سب کے سب بھاگ گئے۔ موسیٰ نے عصا کو اٹھالیا تو فرعون ہوش میں آیا اُس نے چاہا کہ موسیٰ کی تصدیق کرے اور اُن پر ایمان لائے۔ اُس کے وزیر بلہامان نے کھڑے ہو کر کہا اے اپنے وقت کے خدا تجھ کو لوگ پوجتے ہیں اور تو ایک بندہ کا فرمانبردار ہونا چاہتا ہے۔ اُس کے اُمراء و رؤساء اُس کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے۔ کہ یہ مرد ساحر ہے اور ایک روز مقابلہ کے واسطے مقرر کیا اور ساحروں کو جمع کیا کہ موسیٰ سے مقابلہ کریں۔ ساحروں نے رسیوں اور لکڑیوں کو پھینکا جو جادو کے ذریعہ سے حرکت میں آئے تو موسیٰ نے اپنے عصا کو زمین پر ڈال دیا اُس نے سب کو کھالیا۔ وہ بہتر ساحر فرعون کی قوم سے تھے۔ جب اُن لوگوں نے یہ کھلا

ہوا معجزہ دیکھا سجدہ میں گر پڑے اور فرعون نے کہا کہ موسیٰ کا کام جادو نہیں ہے اگر جادو ہوتا تو چاہیے تھا کہ ہماری رسیاں اور لکڑیاں باقی رہتیں۔ آخر موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے روانہ ہوئے۔ فرعون نے آپ کا تعاقب کیا۔ جب دریا میں شگاف ہوا اور بنی اسرائیل اُس میں داخل ہوئے فرعون اپنے لشکر کے ساتھ دریا کے کنارے پہنچا وہ سب زگھوڑوں پر سوار تھے۔ فرعون دریا میں داخل ہونے سے ڈرا تو جبرئیلؑ ایک مادہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور اُن لوگوں کے آگے دریا میں چلے یہ دیکھ کر اُن لوگوں کے گھوڑے اُس مادہ کے پیچھے دریا میں داخل ہوئے اور سب غرق ہو گئے اور حق تعالیٰ نے پانی کو حکم دیا کہ فرعون کے مردہ جسم کو اُوپر کر دے تاکہ بنی اسرائیل یہ نہ سمجھیں کہ وہ نہیں مبرا بلکہ پوشیدہ ہو گیا ہے۔ پھر حق تعالیٰ نے موسیٰ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے ساتھ مصر واپس جائیں خدا نے بنی اسرائیل کو فرعون اور اُس کے ساتھیوں کے تمام اموال و مکانات میراث میں عطا فرمائے کہ بنی اسرائیل کا ایک ایک آدمی اُن کے کئی کئی مکانات پر قابض ہوا۔ پھر خدا نے اُن کو حکم دیا کہ شام کی جانب جائیں۔ وہ جب دریا سے عبور کر چکے تو ایک جماعت کے پاس پہنچے جو ایک بت کے گرد جمع تھی اور اُس کی پرستش کرتی تھی۔ بنی اسرائیل نے یہ دیکھ کر موسیٰ سے کہا کہ ہمارے لئے بھی ایک خدا بناؤ جیسا کہ اس جماعت کا خدا ہے موسیٰ نے کہا تم ایک جاہل گروہ ہو کیا خداوند عالم کے سوا کوئی اور خدا چاہتے ہو۔

بسمد مثنیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے فرعون کی جانب موسیٰ کو بھیجا وہ فرعون کے قصر کے دروازہ پر پہنچے اور اجازت طلب کی۔ اجازت نہ ملی تو عصا کو دروازہ پر مارا سب دروازے کھل گئے اور آپ فرعون کے دربار میں آئے اور کہا میں خدا کا رسول ہوں۔ اُس نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے۔ بنی اسرائیل کو میرے حوالے کر دے۔ میں اُن کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اُن نے کہا کیا میں نے تمہاری تربیت نہیں کی جب تم بچے تھے اور تم نے وہ کام کیا؟ کیا یعنی اُس مرد کو مار ڈالا اور کافروں میں ہو گئے یعنی میری نعمتوں کو بھول گئے تو اُن نے کہا کہ ہاں میں نے کیا میں راستہ بھول گیا تھا پھر میں نے تم لوگوں سے گریز کی چونکہ مجھے خوف تھا پھر میرے پروردگار نے مجھے علم و حکمت عطا کی اور اپنا پیغمبر بنایا اور وہ نعمت جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے کہ میری تربیت کی وہ اس سبب سے تھی کہ بنی اسرائیل کو تو نے غلام بنایا تھا۔ اُن کے فرزندوں کو ہلاک کرتا تھا۔ لہذا وہ تیرے نعمت اُس بلا کے سبب سے تھی۔ جس کا باعث تو خود تھا۔ فرعون نے پوچھا پروردگار عا

کیا ہے۔ اور کیا حقیقت رکھتا ہے کیونکہ ہے۔ اُس کا مطلب خدا کی کیفیت معلوم کرنا تھا چونکہ وہ آثار سے پہچانا جاتا ہے اس کی کئی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا اس لئے اس کے بارے میں کیونکہ اور کیسے کا سوال غلط ہے لہذا موسیٰ نے کہا کہ وہ آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے اور جو کچھ اُن کے درمیان میں ہے سب کا پالنے والا ہے اگر تم کو یقین آئے۔ فرعون نے تعجب کے ساتھ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیا نہیں سنہتے ہو میں کیفیت کے بارے میں پوچھتا ہوں اور وہ خلق کے بارے میں جواب دیتا ہے۔ پھر موسیٰ سے کہا کہ اگر میرے سوا کسی اور خدا کے قائل ہو گئے تو میں تم کو زندان میں بھیج دوں گا موسیٰ نے کہا اگر ظاہری معجزہ لاؤں پھر بھی تو اعتقاد نہ کرے گا۔ فرعون نے کہا اگر تم سچے ہو تو لاؤ۔ موسیٰ نے اپنے عصا کو زمین پر رکھ دیا اور وہ ایک اثر دھابن کیا۔ یہ دیکھ کر جو لوگ فرعون کے پاس بیٹھے تھے سب کے سب بھاگ گئے۔ فرعون خوف سے ضبط نہ کر سکا اور چلا اٹھا کہ اے موسیٰ تم کو قسم دیتا ہوں اُس دودھ کے حق کی جو تم نے ہمارے پاس رہ کر پیا ہے کہ اُس کو ہم سے واپس کرو۔ موسیٰ نے عصا کو اٹھایا اور اپنا ہاتھ گریبان سے نکالا جس کے نور کی روشنی سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ جب فرعون حیرت و وحشت سے ہوش میں آیا۔ ارادہ کیا کہ موسیٰ پر ایمان لائے۔ ہامان نے اُس سے کہا کہ مدتوں تو نے خدائی کی اور لوگوں نے تیری پرستش کی اب تو چاہتا ہے کہ اپنے بندہ کا فرمانبردار بنے فرعون نے اپنے امرا و رؤسا سے جو اُس کے پاس موجود تھے کہا کہ یہ مرد ساحر اور بڑا چالاک ہے۔ تم کو زمین مصر سے جادو کے ذریعہ سے نکالنا چاہتا ہے لہذا اس کے بارے میں تم کیا حکم دیتے ہو اور تمہاری کیا رائے ہے۔ اُن لوگوں نے کہا کہ موسیٰ اور اُن کے بھائی ہارون کے معاملہ میں تامل کرو اور لوگوں کو مصر کے شہروں میں بھیجو کہ تمہارے پاس جادو گروں کو تلاش کر کے حاضر کریں۔ فرعون و ہامان خود بھی جادو جانتے تھے اور لوگوں پر سحر میں غالب ہو چکے تھے بلکہ فرعون تو جادو کے ذریعہ سے خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ غرض مصر کے شہروں سے ہزار ساحروں کو جمع کیا۔ ہزار میں سے ایک سو اور سو میں سے اسٹی افراد کو انتخاب کیا جو سب سے زیادہ ماہر اور جاننے والے تھے۔ اُن جادو گروں نے فرعون سے کہا کہ ہم سحر میں کمال رکھتے ہیں دنیا میں ہم سے زیادہ جادو جاننے والا کوئی نہیں ہے اگر موسیٰ پر ہم غالب ہوں گے تو ہمیں کیا انعام ملے گا کہا اگر تم اُس پر غالب ہو جاؤ گے تو یقیناً میرے مقرب ہو جاؤ گے اور تم کو اپنی بادشاہی میں شریک کر لوں گا۔ ساحروں نے کہا اگر موسیٰ ہم لوگوں پر غالب ہو گئے

اور انہوں نے ہمارے سحر کو باطل کر دیا تو ہم سمجھ لیں گے کہ جو کچھ وہ لائے ہیں سحر کے قسم سے نہیں ہے نہ مکرو جیدہ ہے۔ ہم لوگ اُن پر ایمان لائیں گے اور اُن کی تصدیق کریں گے۔ فرعون نے کہا اگر موسیٰؑ تم پر غالب ہوں گے تو میں بھی اُن کی تصدیق کروں گا۔ لیکن اپنی تدبیر و کوشش کرو۔ غرض کہ ان لوگوں نے وعدہ کیا کہ عید کے روز جو اُن میں مقرر تھا موسیٰؑ میدان میں آئیں جب وہ دن آیا اور آفتاب بلند ہوا۔ فرعون کے تمام ساحر اور اُس کی تمام رعایا جج ہوئی اور فرعون کے لئے ایک قتبہ بنایا گیا جس کی بلندی اتنی گز تھی۔ اُس قتبہ کو فولاد سے مڑھ دیا گیا۔ اُس فولاد پر مصیقل کیا گیا کہ جب آفتاب اُس پر چمکتا اُس فولاد کی چمک سے کسی کو اُس کی طرف نظر کرنے کی تاب نہ تھی۔ فرعون و ہامان آکر اُس قصر میں بیٹھے تاکہ موسیٰؑ اور ساحروں کی جنگ دیکھیں۔ موسیٰؑ آسمان کی جانب دیکھتے تھے اور اپنے پروردگار کی وحی کے منتظر تھے۔ ساحروں نے موسیٰؑ کا یہ حال مشاہدہ کر کے فرعون سے کہا کہ ہم اس شخص کو آسمان کی جانب متوجہ دیکھتے ہیں اور ہمارا سحر آسمان پر نہیں پہنچ سکتا ہم تو تمہارے لئے اہل زمین کے سحر کے دفع کرنے کے ضامن ہوئے ہیں۔ ہم آسمانی معجزہ کا کوئی علاج نہیں کر سکتے۔ پھر ساحروں نے موسیٰؑ سے کہا کہ ابتدا تم کرو گے یا ہم کریں۔ موسیٰؑ نے کہا کہ جو کچھ تم کو کرنا ہو کرو۔ یہ سنکر ان لوگوں نے رستیاں اور لکڑیاں جن پر جادو کیا تھا سب کو موسیٰؑ کی طرف پھینکا اور کہا کہ فرعون کی عزت کی قسم ہم لوگ غالب ہوں گے۔ وہ سب سانپ اور اژدھوں کی طرح حرکت میں آئے لوگ ڈرے اور موسیٰؑ کے دل میں بھی خوف پیدا ہوا۔ اُن کو رب اعلیٰ کی جانب سے آواز آئی کہ مت ڈرو کیونکہ تم بلند تر ہو اور غالب آؤ گے۔ اپنے عصا کو زمین پر ڈال دو تاکہ جو کچھ ان ساحر نے بنایا ہے سب کو وہ اُچک لے اور کھا جائے کیونکہ اُن کا بنایا ہوا جادو ہے اور تمہارا فعل معجزہ خداوند عالم ہے جب موسیٰؑ نے عصا کو زمین پر ڈال دیا وہ قلعہ کے مانند بلند ہوا اور ایک بہت بڑا اژدھا ہو گیا اور زمین سے سر اٹھایا اور اپنے دہن کو کھولا اور اپنے منہ کے اوپر کا سہرا قصر فرعون کے اوپر لے گیا اور نیچے کا سہرا قصر کے نیچے رکھا پھر واپس ہوا اور ساحروں کے تمام عصا اور رستیوں کو کھا گیا لوگ اُس کے خوف سے منہزم ہوئے۔ اُن کے بھاگنے میں دس ہزار مرد اور عورتیں اور بچے ہلاک ہو گئے۔ اُدھر سے واپس آکر اُس نے پھر فرعون اور ہامان کے قصر کا رخ کیا۔ اُس کی دہشت سے ان دونوں کے پیشاب و پاخانہ نے خطا ہو گئے کہ اُن کے کپڑے نجس ہو گئے اور سر کے بال سفید ہو گئے موسیٰؑ بھی لوگوں کے ساتھ بھاگے تو خدا نے ان کو ندا کی کہ عصا کو اٹھا لو اور خوف نہ

جادو کروں سے جناب موسیٰؑ کا مقابلہ۔

کر کو یونکہ میں اُس کو حالتِ اول میں پھیر دوں گا۔ حضرت نے اپنی پیادہ اپنے ہاتھ میں لپیٹ کر اُس کے دھن میں ڈالا اور اُس کی زبان کو پکڑا تو وہی عصا ہو گیا جو پہلے تھا۔ جب ساحروں نے اس ظاہر اور کھلے ہوئے معجزہ کو دیکھا سب سجدہ میں گر پڑے اور کہا ہم موسیٰ و ہارونؑ کے خدا پر ایمان لائے۔ فرعون اُن پر غضبناک ہوا کہ اُس پر ایمان لاتے ہو قبل اس کے میں اجازت دوں۔ کیا موسیٰ تمہارا بزرگ ہے اُس نے تم کو جادو سکھایا ہے تم کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا یقیناً تمہارے ہاتھ پیروں کو ایک دوسرے کے مخالف جانب سے قطع کروں گا اور سب کو خرمی کے درختوں پر سولی دوں گا۔ ان لوگوں نے کہا کہ تیری کوشش سے ہم کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے کہ ہم اپنے پروردگار کی جانب واپس ہوئے ہیں اور ہم کو امید ہے کہ وہ ہمارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اس سبب سے کہ ہم پہلے گروہ ہیں جو اُس کے پیغمبر پر ایمان لائے ہیں۔ یہ سن کر فرعون نے اُن لوگوں کو قید کر دیا یہاں تک کہ خدا نے اُن پر طوفانِ ٹڈی جوں اور مینڈک اور خون مسلط کیا تو فرعون نے اُن کو رہا کیا۔ پھر خدا نے موسیٰ کو وحی کی رات کو میرے بندوں کو لے کر مصر سے نکل جاؤ فرعون اور اُس کے لشکر والے تمہارے پیچھے آئیں گے۔ موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر دریائے نیل کے کنارے آئے تاکہ دریائے گذریں۔ فرعون کو خیر پہنچی تو اُس نے اپنے لشکر کو جمع کیا۔ ساٹھ ہزار شخصوں کو مقدمہ لشکر بنا کر آئے بھیجا اور خود ایک لاکھ سواروں کے ساتھ روانہ ہوا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اُن لوگوں کو باغوں، چشموں اور خزانوں اور عمدہ منزلوں سے نکالا اور ان چیزوں کو بنی اسرائیل کو عطا کیا۔ وہ لوگ طلوعِ آفتاب کے وقت موسیٰ کے تعاقب میں روانہ ہوئے جب موسیٰ دریائے کنائے پہنچے اور فرعون اُن کے نزدیک ہوا۔ اصحابِ موسیٰ نے کہا کہ یہ لوگ ہمارے قریب آ گئے۔ موسیٰ نے کہا اُن کو ہم پر قابو نہیں ہو سکتا ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ وہ ہم کو دشمنوں کے شر سے نجات دے گا۔ پھر موسیٰ نے دریائے خطاب کیا کہ شکافِ تہ ہو جا۔ دریائے آواز آئی کہ اے موسیٰ تکبر کرتے ہو کہ مجھ کو حکم دیتے ہو کہ تمہارے لئے شکافِ تہ ہو جاؤں حالانکہ میں نے ایک چشمِ زون کے لئے کبھی خدا کی معصیت نہیں کی ہے اور تمہارا پاس بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے بہت معصیت کی ہے موسیٰ نے کہا اے دریائے خدا کی نافرمانی سے پرہیز کرو اور تو جانتا ہے کہ آدمؑ نافرمانی کی وجہ سے بہشت سے نکلے گئے اور شیطان خدا کی معصیت کے سبب ملعون ہوا۔ ویانے کہا میرا پروردگار بہت

بلند ہے اور اُس کا حکم قابل اطاعت ہے اور کسی چیز کو مناسب نہیں ہے کہ اس کی نافرمانی کرے اگر وہ فرمائے تو میں اطاعت کروں۔ پس یوشع بن نون موسیٰ کے پاس آئے اور کہا اے پیغمبر خدا حق تعالیٰ نے تم کو کس چیز کا حکم دیا ہے۔ موسیٰ نے کہا کہ اس دریا سے گزرنے کا یوشع نے یقین کی قوت کے ساتھ اپنے گھوڑے کو پانی پر رواں کیا اور دریا سے گزر گئے اور گھوڑے کا سُم ترنہ ہوا۔ چونکہ بنی اسرائیل نے قبول نہ کیا کہ پانی پر چلیں خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر ماریں۔ جب عصا کو مارا دریا شکافۃ ہوا اور بارہ راہیں اُس میں پیدا ہو گئیں۔ آفتاب نے دریا کی زمین کو خشک کر دیا۔ بنی اسرائیل بارہ اسباط تھے ہر سبط ایک ایک راہ پر روانہ ہوا۔ پانی اُن کے سر کے اوپر بلند اور پہاڑ کے مانند رُکا ہوا تھا۔ اُس سبط نے جو موسیٰ کے ساتھ تھا شور و غل مچایا کہ ہمارے بھائی یعنی دوسرے اسباط کیا ہوئے۔ موسیٰ نے کہا وہ تمہارے مثل دریا کی سیہر کر رہے ہیں۔ لوگوں نے موسیٰ کی تصدیق نہ کی۔ یہاں تک کہ خدا نے دریا کو حکم دیا تو وہ مشکب ہو گیا اور پانی کی دیواروں میں بہت سے طاق پیدا ہو گئے۔ جس سے ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور گفتگو کرتے تھے۔ جب فرعون اپنے لشکر کے ساتھ دریا کے کنارے پہنچا اور اس عظیم معجزہ کو مشاہدہ کیا اپنے اصحاب کی جانب رُخ کر کے بولا کہ میں نے اس دریا کو تمہارے لئے شکافۃ کیا ہے تاکہ عبور کرو لیکن کوئی جرأت نہیں کرتا تھا کہ دریا میں داخل ہو۔ اُن کے گھوڑے بھی پانی کے ہول سے بھاگ رہے تھے۔ جب فرعون اپنے گھوڑے کو دریا میں لے چلا۔ اُس کا منجم اُس کے پاس آیا اور کہا کہ اس میں داخل نہ ہو جیسے اُس نے نہ مانا اور گھوڑے کو مارا کہ دریا میں داخل کرے۔ گھوڑا رُکا۔ وہ سب نہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ جبرئیلؑ ایک اسپ مادہ پر سوار ہو کر آئے اور فرعون کے گھوڑے کے سامنے روانہ ہوئے اور دریا میں داخل ہوئے۔ فرعون کا گھوڑا بھی مادہ کی خواہش سے داخل ہوا پھر تو اُس کے اصحاب بھی اُس کے پیچھے داخل ہوئے اور جب موسیٰ کا آخری ساتھی دریائے نیل فرعون کا آخری ہمراہی دریا میں داخل ہوا اور جب فرعون کے تمام اصحاب دریا میں داخل ہو گئے حق تعالیٰ نے ہوا کہ حکم دیا کہ دریا کو ملاوے اور پانی کے پہاڑ آپس میں یکبارگی اُن لوگوں پر گر پڑے اُس وقت فرعون نے کہا کہ میں اُس خدا پر ایمان لایا۔ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں مسلمان ہوا اُس وقت جبرئیلؑ نے ایک مٹھی کیچڑ لے کر اُس کے مُنہ میں بھر دیا اور کہا جبکہ عذاب خدا تجھ پر نازل ہوا تب ایمان لاتا ہے قبل

جس کا یہ موسیٰ کا بنی اسرائیل کو دیکھ کر دریا سے عبور کرنا۔

اس کے زمین میں فساد کرنے والا تھا۔

علی بن ابراہیم نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ فرعون نے کہا کہ میری قوم کے سرداروں میں تمہارے لئے بجز اپنے کوئی خدا نہیں جانتا۔ لے ہا مان مٹی سے اینٹ بنا کر آگ میں پختہ کرو اور میرے لئے ایک قصر بلند تیار کرو شاید اُس پر جا کر موسیٰ کے خدا کا پتہ لگاؤ اور میں تو اُس کو دروغ گو سمجھتا ہوں۔ بیان کیا گیا ہے کہ ہا مان نے ایک قصر اس قدر بلند تیار کیا کہ اُس پر کوئی ہوا کی زیادتی کے سبب ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ اُس نے فرعون سے کہا کہ اس سے زیادہ بلند قصر نہیں بنایا جاسکتا۔ وہ قصر تیار ہوا تو خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے قصر کو جڑ سے اکھڑ پھینکا

۱۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ ساحروں کے جادو سے موسیٰ کے ڈرنے کے سبب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ حضرت اس لئے ڈرے کہ مبادا معجزہ اور جادو کا معاملہ جاہلوں میں مشتبہ نہ ہو جائے اور وہ گمان کریں کہ جو کچھ موسیٰ کرتے ہیں وہ بھی اُن ہی ساحروں کے فعل کی طرح ہے۔ اس کی تائید میں ایک روایت حضرت امیر سے منقول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آنحضرت کا خوف بمقتضائے بشریت تھا اور وہ یقین اور مرتبہ کے منافی نہیں ہے اور بعض کا خیال ہے کہ چونکہ حضرت کو عصا زمین پر ڈالنے کا دیر میں حکم ہوا وہ ڈرے کہ قبل اس کے متفرق نہ ہو جائیں اور گمان نہ کریں کہ وہ ساحر سچے ہیں۔ لیکن وجہ اول زیادہ واضح ہے۔ اور جانتا چاہئے کہ فرعون نے ان ساحروں کو قتل کیا یا نہیں مشہور یہ ہے کہ اُن کو دار پر کھینچا اور اُن کے ہاتھوں اور پیروں کو کاٹ ڈالا وہ لوگ روز اول ساحر اور کافر تھے اور روز آخر صاحبان ایمان بزرگ اور شہید ہوئے بعض نے کہا کہ اُن لوگوں کو قید کر دیا تھا اور آخر میں جبکہ عذاب اُن پر نازل ہوا تمام بنی اسرائیل کے ساتھ رہا ہوئے اور خدا نے فرعون کے ساتھ اُن کے مکالمہ کا ذکر کیا ہے کہ اُن لوگوں نے کہا کہ ہم لوگوں پر کیا طعن کرتا ہے اس کے سوا کہ جب ہم نے اپنے پروردگار کی نشانیاں مشاہدہ کیں۔ اُس پر ایمان لائے۔ خداوند ہم کو فرعون کے مظالم پر صبر عطا فرما اور دنیا سے مسلمان اٹھانا اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ کہ فرعون نے اُن سے کہا کہ موسیٰ تمہارا بزرگ ہے کہ تم لوگوں کو جادو سکھایا ہے۔ تمہارے ہاتھ پیر کاٹ کر خرما کے درخت پر دار پر کھینچوں گا۔ اُس وقت تم کو معلوم ہوگا کہ میرا عذاب زیادہ سخت ہے یا موسیٰ کے خدا کا عذاب اُن لوگوں نے کہا۔ کہ اُس خدا کے مقابلہ میں جس نے ہم کو پیدا کیا ہے ان کھلے معجزات کے ظاہر ہونے کی وجہ سے ہم تجھ کو نہیں مانتے۔ لہذا جو تجھ کو کرنا ہو کر لے کیونکہ تیرا حکم صرف زندگانی دُنیا تک ہے یقیناً ہم اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہیں وہ ہمارے گناہ اور جادو کو جس پر تو نے ہم کو مجبور کیا بخش دے گا وہی خدا ہمارے لئے تجھ سے بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

تو فرعون نے ایک صندوق بنوایا اور چار گدھ کے چوڑے لے کر اُن کی تربیت کی جب وہ بڑے ہو گئے صندوق کے ہر طرف لکڑیاں جوڑی گئیں۔ ہر لکڑی کے سرے پر گوشت کے ٹکڑے باندھے گئے اور گدھوں کو بہت بھوکا رکھا پھر ہر گدھ کے پیروں کو اُن لکڑیوں سے باندھا اور فرعون اور ہامان اُس صندوق میں بیٹھے۔ وہ گدھ اُس گوشت کی خواہش میں اُڑے اور ہوا میں بلند ہوئے۔ تمام دن اُڑتے رہے۔ فرعون نے ہامان سے کہا کہ آسمان کی جانب نظر کرو اور دیکھو کہ ہم آسمان پر پہنچ گئے۔ ہامان نے دیکھا اور کہا کہ آسمان کو اتنی ہی دور دیکھتا ہوں جتنا کہ زمین سے دیکھتا تھا۔ کہا اچھا زمین کی جانب نظر کرو اُس نے دیکھا اور کہا زمین تو نہیں مگر دریا اور پانی دکھائی دیتا ہے۔ پھر اس قدر پرواز کی کہ آفتاب غروب ہو گیا اور دریا بھی نکا ہوں سے اوجھل ہو گئے۔ جب آسمان کو دیکھا اتنی ہی دور نظر آیا جتنا کہ پہلے دکھائی دیتا تھا۔ جب رات ہو گئی۔ ہامان نے آسمان کو دیکھا۔ فرعون نے پوچھا کیا ہم آسمان پر پہنچ گئے۔ اُس نے کہا ستاروں کو اُسی دوری پر دیکھتا ہوں جیسے کہ زمین سے دیکھتا تھا اور زمین پر سیاہی اور تاریکی کے سوا کچھ نہیں دکھائی دیتا پھر وہ واپس ہو کر نیچے زمین پر آئے۔ فرعون کی سرکشی اور گمراہی پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی۔ علی بن ابراہیم نے شیخ طبرسی سے اور قطب راوندی رضی اللہ عنہم نے حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے اور تمام عامہ و خاصہ مفسرین سے منقول ہے کہ جب عصا کا معجزہ ظاہر ہوا اور جادوگر موسیٰ پر ایمان لائے فرعون مغلوب ہوا مگر پھر بھی ایمان نہ لایا اور اپنی قوم کے ساتھ اپنے کفر پر اڑا رہا۔ اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اُس روز ساٹھ ہزار بنی اسرائیل موسیٰ پر ایمان لائے اور ان کے مطیع ہوئے تو ہامان نے فرعون سے کہا کہ جو لوگ موسیٰ پر ایمان لائے ہیں اُن کی جستجو اور جو تجھ کو مل جائے اُس کو قید کر دے۔ جب فرعون نے بنی اسرائیل کو قید کیا۔ متواتر علامتیں اُس پر ظاہر ہوئیں اور وہ قحط اور بیوقوفی کی کمی میں مبتلا ہوا اور قطب راوندی کی روایت کی بنا پر جب فرعون اور اس کی قوم کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ موسیٰ کے ساتھ مکرو حیلہ کریں اور اذیت پہنچائیں سب سے پہلے فرعون نے یہ تدبیر کی کہ حکم دیا کہ ایک بلند عمارت تیار کریں۔ تاکہ عوام کو دکھائے کہ میں آسمان پر جا کر موسیٰ کے خدا سے جنگ کرنا چاہتا ہوں لہذا ہامان کو قصر تیار کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ پچاس ہزار کاریگروں کو اُس نے جمع کیا علاوہ ان لوگوں کے جنہوں نے اینٹیں بنائیں۔ اور لکڑیاں تراشیں اور دروازے بنائے اور میخیں تیار کیں اور اتنی بلند عمارت بنائی کہ ابتدائے دُنیا سے اُس وقت تک کوئی عمارت اُس کے برابر بلند نہیں بنائی گئی تھی۔ اُس عمارت کی بنیاد

فرعون کا خدا کو دیکھنے کے لئے آسمان پر جانے کی کوشش کرنا۔

ایک پہاڑ پر رکھی گئی تھی۔ جب وہ تیار ہو گئی تو حق تعالیٰ نے پہاڑ میں زلزلہ پیدا کیا اور وہ عمارت بنانے والوں اور کام کرنے والوں اور تمام موجودہ لوگوں پر منہدم ہو گئی اور سب ہلاک ہو گئے۔ اس وقت فرعون نے موسیٰ سے کہا کہ تم کہتے ہو کہ تمہارا پروردگار عادل ہے اور ظلم نہیں کرتا۔ یہ اُس کی عدالت تھی کہ اتنے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ پس ہمارے پاس سے دور ہو اپنے ساتھیوں کو لے جاؤ اور اپنے پروردگار کی رسالت انہیں کو پہنچاؤ۔ حق تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کی کہ اُس سے علیحدہ ہو جاؤ اور اُس کو اُس کے حال پر چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ تمہارے واسطے لشکر جمع کرنا چاہتا ہے تاکہ تم سے جنگ کرے۔ لہذا اُس سے ایک مدت طے کر لو اور اپنے لشکر کو اُس سے الگ کر لو کہ تمہاری امان میں رہیں اور عمارتیں بناؤ اور اپنے مکانات ایک دوسرے کے پاس تیار کرو یا قبیلہ کے موافق بناؤ روایت معتبر میں وارد ہوا ہے کہ خدا نے ہر ایک کو حکم دیا کہ اپنے مکانوں میں نمازیں پڑھیں موسیٰ نے فرعون سے چالیس روز کی مدت طے کی۔ خدا نے وحی فرمائی کہ وہ تمہارے لئے لشکر جمع کرتا ہے۔ تم خوف نہ کرو۔ میں اُس کا مکہ و ضرر تم سے دفع کر دوں گا۔ پھر موسیٰ فرعون کے دربار سے نکلے۔ اُس وقت تک عصا اُسی طرح ایک خوفناک اژدہا بنا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ اس کے پیچھے دوڑتے اور چلاتے اور اُس کے گرد گھومتے تھے۔ لوگ دیکھتے اور تعجب کرتے اور ترساں اور ہراساں اُس سے بھاگتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے لشکر میں داخل ہوئے اور عصا کو اٹھا لیا۔ وہ اپنی اصلی صورت میں ہو گیا۔ حضرت نے اپنی قوم کو جمع کیا اور ایک مسجد بنائی۔ جب چالیس روز کی مہلت ختم ہو گئی حق تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کی کہ عصا کو دریائے نیل پر ماریں جب حضرت نے عصا کو مارا دریا تمام خون ہو گیا۔

علی بن ابراہیم کی روایت میں وارد ہوا ہے کہ جس وقت بنی اسرائیل موسیٰ پر ایمان لائے فرعون کی قوم کے رؤساء نے اس سے کہا کیا تو موسیٰ اور اُس کی قوم کو چھوڑے دیتا ہے تاکہ زمین میں فساد پھیلایں اور تجھ کو اور تیرے خداؤں کو ترک کر دیں۔ امام نے فرمایا کہ فرعون پہلے بتوں کی پرستش کرتا تھا۔ آخر میں خدائی کا دعویٰ کرنے لگا۔ یہ سن کر فرعون نے کہا کہ عنقریب اُن کے لڑکوں کو قتل کر دوں گا۔ اور اُن کی لڑکیوں کو قید کروں گا اور ہم لوگ تو اُن پر مسلط ہیں۔ پس جب فرعون نے بنی اسرائیل کو قید کیا اس لئے کہ موسیٰ پر ایمان لائے تھے۔ بنی اسرائیل نے موسیٰ سے عرض کی کہ آپ کے آنے سے قبل ہمارے لڑکوں کے قتل سے ہم کو اذیت پہنچتی تھی اور آپ کے آنے کے بعد ہم کو یہ آزار پہنچتا ہے کہ ہم قید کئے جاتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا کہ نزدیک ہے کہ خدا تمہارے دشمن کو ہلاک کرے گا۔

اور تم کو زمین میں اُس کا جانشین قرار دے گا۔ لہذا غور کرو کہ اُس کا شکر کیونکر ادا کرو گے پھر حق تعالیٰ نے قوم فرعون کو قحط اور طرح طرح کی بلاؤں میں مبتلا کیا۔ جب کوئی نعمت اُن کی ملتی کہتے تھے کہ ہماری برکت کے سبب سے ہے اور جب کوئی بلا اُن پر تازیل ہوتی کہتے تھے کہ یہ موسیٰ اور اُس کی قوم کی نحوست کے سبب سے ہے۔ غرض جب قحط اور پھلوں کی کمی اور طرح طرح کی بلاؤں میں گرفتار ہوئے پھر بھی بنی اسرائیل کی تکلیف سے باز نہیں آئے۔ موسیٰ نے فرعون کے پاس جا کر کہا کہ بنی اسرائیل سے دست بردار ہو جا اُس نے قبول نہ کیا۔ موسیٰ نے ان لوگوں پر نفرین کی۔ حق تعالیٰ نے طوفان آب اُن پر بھیجا۔ جس نے قبطیوں کے تمام مکانات و عمارات کو برباد کر دیا اور سب نے جنگلوں میں جا کر نیمے نصب کئے۔ قبطیوں کے مکانات برباد ہو گئے لیکن ایک قطرہ پانی بنی اسرائیل کے مکانات میں داخل نہ ہوا۔ پانی اُن کی زمینوں میں جمع ہو گیا کہ زراعت بھی وہ نہ کر سکتے تھے تو فرعون نے موسیٰ سے کہا کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ اس طوفان کو ہم سے دفع کر دے تو ہم تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے۔ حضرت نے دعا کی اور اُن سے طوفان دور ہو گیا لیکن وہ لوگ ایمان نہ لائے ہامان نے فرعون سے کہا کہ اگر بنی اسرائیل سے ہاتھ اٹھا لو گے تو موسیٰ تم پر غالب آ جائیں گے اور تمہاری بادشاہی کو زائل کر دیں گے اس لئے اس نے بنی اسرائیل کو قید سے نہ رہا کیا۔ حق تعالیٰ نے اُس سال اُن کو کافی غلہ اور بیج دیوے عطا کئے ان لوگوں نے کہا کہ یہ طوفان ہمارے لئے ایک نعمت تھا۔ پھر اُن کی سرکشی میں اور زیادتی ہو گئی۔ علی بن ابراہیم کی روایت کے موافق دوسرے سال اور دوسروں کی روایت کی بنا پر دوسرے مہینے حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی کی تو آپ نے عصا سے مشرق و مغرب کی جانب اشارہ کیا۔ دونوں طرف سے ٹڈیاں ابرسیاہ کے مانند ان لوگوں کی جانب آئیں اور اُن کی تمام زراعتوں، پھلوں اور درختوں کو کھا گئیں اُس کے بعد اُن کے کپڑے، سامان، دروازوں، جالیوں، لکڑیوں اور آہنی میخوں کو کھایا پھر اُن کے جسموں پر حملہ آور ہوئیں اور اُن کی داڑھی اور سروں کے بال کھا گئیں لیکن بنی اسرائیل اور راحیل کے مکانات میں داخل نہ ہوئیں اور اُن کے اموال کو کوئی نقصان نہ پہنچا یا۔ پس فرعون کی قوم اُس کے پاس فریاد کے لئے آئی۔ اُس نے موسیٰ کے پاس سب کو بھیج دیا۔ کہ اگر اس بلا کو ہم سے دور کر دو تو ہم تم پر ایمان لائیں اور بنی اسرائیل کو قید سے رہا کر دیں۔ موسیٰ صحرا کی جانب گئے اور آپ نے اپنے عصا سے مشرق و مغرب کی جانب

قوم فرعون پر دہشت گردی عذاب

اشارہ کیا اسی وقت وہ ٹڈیاں جس طرف سے آئی تھیں واپس چلی گئیں۔ ایک بھی باقی نہ رہی۔ پھر بلان نے بہکایا اور فرعون کو بنی اسرائیل کی رہائی سے باز رکھا پھر علی بن ابراہیم کی روایت کے موافق تیسرے سال اور دوسروں کی روایت کے موافق تیسرے مہینے قمل کو اُن پر مسلط کیا، بعض قمل کو بڑی جوئیں کہتے ہیں اور بعض چھوٹی ٹڈیاں بتلاتے ہیں جن کے پر نہ تھے وہ اُن کی زراعتوں پر مسلط ہوئیں اور جڑ سے اُکھاڑ ڈالا۔ اور بعض روایتوں میں یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ کو حکم دیا تو وہ مصر کے ایک شہر کے ایک سفید ٹیلہ پر گئے جس کو عین الشمس کہتے تھے اور اپنے عصا کو زمین پر مارا۔ خدا کے حکم سے زمین سے اس قدر جوئیں نکلیں کہ فرعونوں کے تمام کپڑوں اور ظروف میں بھر گئیں اور اُن کے کھانوں میں داخل ہوئیں جو چیز بھی وہ لوگ کھاتے تھے اُس میں وہ جوئیں مخلوط تھیں ان کے جسموں کو مجروح کرتی تھیں۔ دوسروں کی روایت کی بناء پر وہ چھوٹے کیڑے تھے جو گہووں اور تمام غلہ میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کو خراب کرتے ہیں۔ لہذا دس جریب گہووں اگر چکی میں پیسے جاتے تو تین قفیر ملے واپس نہ نکلتے۔ بہر حال اُن کے لئے کوئی بلا اس سے زیادہ سخت نہ تھی۔ وہ ان کی داڑھی سر کے بال ابرو اور پلک کے بال تک کھا گئیں۔ اُن کے جسم آبلوں سے بھر گئے۔ اُن کے لئے نیند حرام ہو گئی اور بنی اسرائیل کو کوئی گزند نہ پہنچا۔ قبطیوں نے فرعون سے فریاد کی۔ اُس نے پھر موسیٰ سے استدعا کی کہ اگر یہ بلا ہم سے برطرف ہو جائے تو بنی اسرائیل کو رہا کر دوں گا۔ موسیٰ نے دعا کی اور وہ بلا بھی اُن سے دور ہو گئی اُس کے بعد ایک ہفتہ تک موسیٰ اُن کے پاس رہے اور وہ لوگ ایمان نہ لائے اور نہ بنی اسرائیل کو رہا کیا۔ پھر چوتھے سال یا چوتھے مہینے موسیٰ دریائے نیل کے کنارے آئے اور خدا کے حکم سے دریائے جانب اشارہ کیا۔ ناگاہ بہت سے مینڈک دریا سے نکلے اور قبطیوں کے مکانات کی جانب متوجہ ہوئے اور اُن کے کھانے پینے کی چیزوں میں داخل ہو گئے۔ تمام مکانات میں بھر گئے۔ اس طرح کہ جس کیڑے کو اُٹھاتے اور جس برتن کو دیکھتے اُس میں مینڈک بھرے ہوئے تھے۔ اُن کے دیگوں میں داخل ہوتے اور کھانے کو خراب کرتے۔ یہاں تک کہ ہر شخص اپنی ٹھڈی تک مینڈکوں میں ڈوبا رہتا جب وہ گفتگو کا ارادہ کرتے مینڈک اُن کے منہ کے اندر داخل ہو جاتے اور کھانا کھانے کا قصد

۱۔ ایک قفیر بارہ صاع اور ایک صاع چار سیر کے برابر ہوتا ہے۔ (غیاث اللغات) مترجم

کرتے تو لقمہ سے پہلے دہن میں پہنچ جاتے تھے۔ آخر وہ روتے ہوئے موسیٰ کی خدمت میں آئے اور اس ہلاکے دور کرنے کی استدعا کی اور عہد و پیمان کئے کہ جب یہ بلا اُن سے دور ہو جائے گی موسیٰ پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو رہا کر دیں گے۔ لہذا موسیٰ اس بلا کے سات روز بعد نیل کے کنارے گئے اور اپنے عصا سے اشارہ کیا تو وہ تمام مینڈک ایک ہی دفعہ دریا کے اندر چلے گئے۔ ان لوگوں نے پھر اپنی انتہائی شقاوت کی وجہ سے اپنے عہد پر وفانہ کی۔ پھر پانچویں سال کے با پانچویں مہینے موسیٰ نیل کے کنارے آئے اور حکم خدا اپنے عصا کو پانی پر مارا۔ اُسی وقت وہ تمام دریا اور نہریں قبطیوں کے لئے خون کے رنگ کی ہو گئیں یعنی اُن کو خون دکھائی دیتا تھا اور بنی اسرائیل کو پانی نظر آتا تھا۔ جب بنی اسرائیل پیٹتے تھے پانی ہوتا تھا اور جب قبطی پیٹتے تھے خون ہوتا تھا۔ قبطیوں نے بنی اسرائیل سے کہا کہ پانی اپنے منہ سے ہمارے منہ میں ڈال دیا کرو۔ اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا لیکن جب تک بنی اسرائیل کے دہن میں رہتا پانی ہوتا تھا اور جب وہ پانی قبطیوں کے دہن میں داخل ہوتا تو خون ہو جاتا۔ فرعون پیاس سے اس درجہ بیقرار تھا کہ درختوں کی سبز پتیاں پانی کے عوض چوستا تھا اور اُن پیٹیوں کا عرق اُس کے منہ میں جمع ہو کر خون ہو جاتا اور قطب راوندی کی دوسری روایت کے موافق آپ شور ہو جاتا تھا۔ سات روز تک اسی حال پر گذرے اور راوندی کی روایت کے موافق چالیس روز گذرے کہ اُن کا کھانا اور پینا سب خون تھا۔ آخر موسیٰ اسے شکایت کی اور یہ بلا بھی اُن سے زائل ہو گئی لیکن اُن کا کفر و غرور زیادہ ہی ہوتا گیا۔ علی ابن ابراہیم نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اس کے بعد حق تعالیٰ نے رجب یعنی سرخ برف ان پر برساتی جس کو کبھی اُن لوگوں نے نہ دیکھا تھا اور اُن کی کثیر جماعت اس سے ہلاک ہوئی۔ پھر اُن لوگوں نے فریاد کی اور موسیٰ سے کہا کہ اپنے پروردگار سے ہمارے لئے دعا کرو اُس بارہ میں جو اُس نے تم سے عہد کیا ہے کہ ہم قسم کھاتے ہیں کہ اگر رجب کو ہم سے برطرف کر دو گے تو یقیناً ہم تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے۔ پھر موسیٰ نے دعا کی تو حق تعالیٰ نے اُس برف کو اُن سے برطرف کر دیا۔ اور راوندی کی روایت کی بنا پر اُن کی سرکشی میں اور اضافہ ہوا حضرت موسیٰ نے درگاہ خدا میں مناجات کی کہ خداوند! تو نے فرعون اور اُس کی قوم کے رئیسوں کو مال و دولت و دنیاوی زندگی کے لئے عطا کی ہے جس کے سبب سے وہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ خداوند! اُن کے مالوں کو زائل و متغیر کر دے۔ حق تعالیٰ نے اُن کے تمام اموال کو پتھر بنا دیا حتیٰ کہ گندم و جو اور تمام غلہ اور کپڑے اور اسلحے

جو کچھ بھی اُن کے پاس تھا سب پتھر ہو گیا جس کی وجہ سے کسی چیز کو کام میں نہ لاسکتے تھے جب اس تنبیہ سے بھی متنبہ نہ ہوئے خدا نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی کہ آج رات آل فرعون کی باکرہ لڑکیوں پر طاعون بھیجتا ہوں بلکہ ہر مادہ جو اُن میں ہوں گی خواہ انسان ہوں یا حیوان سب ہلاک ہو جائیں گی۔ جب موسیٰؑ نے یہ خوشخبری اپنی قوم کو دی فرعون کے جاسوسوں نے یہ خبر فرعون کو بھی پہنچا دی۔ اُس نے کہا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو لاؤ اُن میں سے ہر ایک کو ہم اپنی عورتوں کے ساتھ قید کر دیں تاکہ جب رات کو موت آئے بنی اسرائیل کی عورتوں کو تمہاری عورتوں سے نہ پہچان سکے اس تدبیر سے تمہاری عورتیں بچ جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک کسی کی عقل اس درجہ خراب نہیں ہو جاتی۔ جناب مقدس الہی کے مقابلہ میں خدائی کا دعویٰ نہیں کرتا۔ عرض جب رات آئی حق تعالیٰ نے اُن پر طاعون بھیجا تو اُن کی عورتیں اور مادہ حیوانات سب ہلاک ہو گئیں۔ صبح کو آل فرعون کی عورتیں تمام مردہ اور متفصل بھتیں اور بنی اسرائیل کی عورتیں صحیح و سالم بھتیں۔ اُس رات علاوہ چوپایوں کے اسی ہزار جانیں ضائع ہوئیں۔ فرعون اور اس کی قوم کی عورتوں کے پاس مال دنیا زرو و جواہرات وغیرہ اس قدر زیادہ تھے کہ بغیر خدا کے کوئی احصا نہیں کر سکتا تھا۔ پھر حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آل فرعون کے اموال بنی اسرائیل کو میراث میں دوں۔ بنی اسرائیل سے کہو کہ اُن کے زیورات اور زینت کی چیزیں عاریت طلب کریں کیونکہ وہ لوگ بلاؤں کے خوف سے اور جو کچھ عذاب اُن پر نازل ہو چکا ہے اُس کے سبب سے دینے میں مضائقہ نہ کریں گے جب اُن کے تمام مال عاریتاً لے چکے تو حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے باہر نکال لے جائیں۔

علی بن ابراہیم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے فریاد کی کہ خدا سے دعا کریں کہ ہم کو فرعون کی بلاؤں سے نجات بخشے۔ اُس وقت خدا نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ رات کو ان لوگوں کو مصر سے باہر لے جاؤ۔ موسیٰؑ نے کہا خداوند! دریا ان کے درمیان حائل ہے کیونکہ دریا کو عبور کریں گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں دریا کو حکم دیتا ہوں وہ تمہارا مطیع ہو جائے گا اور تمہارے لئے شکافہت ہو گا۔ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو جمع کیا اور رات ہی میں ساحل کو روانہ ہو گئے۔ جب اُن کے چلے جانے کی خبر فرعون کو ہوئی اُس نے اپنا لشکر جمع کیا اور اُن کے تعاقب میں روانہ ہوا اور جب وہ لوگ دریا کے کنارے پہنچے موسیٰؑ نے دریا سے خطاب کیا کہ میرے لئے شکافہت ہو جا۔

کہا بغیر حکم خدا شکافۃ نہیں ہو سکتا۔ اسی اثنا میں فرعون کے لشکر کا طلیعہ نمودار ہوا بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا کہ تم نے ہم کو فریب دیا اور ہلاک کیا۔ اگر چھوڑ دیتے تو آل فرعون ہم کو صرف غلام بناتے وہ بہتر تھا۔ اس سے کہ اب ہم اُن کے ہاتھ سے مارے جائیں گے۔ موسیٰ نے کہا ایسا نہیں ہے یقیناً میرا پروردگار میرے ساتھ ہے اور نجات کے راستہ پر میری رہبری کرتا ہے۔ موسیٰ کو قوم کی بیوقوفی ناگوار معلوم ہوئی۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ اے موسیٰ تم نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ دریا ہمارے لئے شکافۃ ہو جائے گا۔ اب فرعون اور اس کے لشکر والے ہمارے پاس آں پہنچے اور قریب ہو گئے۔ اُس وقت موسیٰ نے دعا کی۔ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ عصا کو دریا پر مارو۔ جب دریا پر مارا وہ شکافۃ ہو گیا۔ اور موسیٰ اور آپ کی قوم کے لوگ دریا میں داخل ہو گئے۔ اسی حال میں فرعون کے لشکر والے دریا کے کنارے پہنچے اور دریا کو اس حال سے مشاہدہ کیا۔ فرعون سے کہا کیا تم کو یہ حال دیکھ کر تعجب نہیں ہے اُس نے کہا میں نے ہی ایسا کیا ہے اور میرے ہی حکم سے دریا شکافۃ ہوا ہے دریا میں داخل ہو جاؤ اور اُن لوگوں کا پیچھا کرو۔ جب فرعون اور جو لوگ کہ اُس کے ساتھ تھے دریا میں داخل ہو گئے اور دریا کے بیچ میں پہنچ گئے حق تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا کہ اُن کو غرق کرے تو وہ سب غرق ہو گئے جب فرعون ڈوبنے لگا بولا کہ میں ایمان لایا کہ کوئی خدا نہیں ہے بجز اُس خدا کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمان ہوا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اب ایمان لاتا ہے حالانکہ پہلے نافرمان اور زمین میں فساد کرنے والا تھا۔ ہاں آج تیرے جسم کو نجات دوں گا۔ امام نے فرمایا کہ فرعون کی تمام قوم دریا میں ڈوب گئی اُن میں سے کوئی نہ بچا اور دریا سے جہنم کی طرف گئے۔ لیکن تنہا فرعون کو حق تعالیٰ نے کنا سے پر ڈال دیا تاکہ وہ لوگ جو اس کے بعد باقی بچ رہے ہیں اُس کو دیکھیں اور پیچا نہیں اور ان لوگوں کے لئے ایک نشانی ہو اور کوئی اُس کے ہلاک ہونے میں شک نہ کرے۔ اور چونکہ وہ سب اپنا پروردگار جانتے تھے۔ حق تعالیٰ نے اُس کے مردہ جسم کو ساحل پر ڈال دیا تاکہ دیکھنے والوں کی عبرت اور نصیحت کا سبب ہو۔

مروی ہے کہ جب موسیٰ نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ فرعون کو خدا نے غرق کر دیا۔ اُن لوگوں کو یقین نہ ہوا کہنے لگے کہ اُس کی خلقت ایسی نہ تھی کہ مر جائے تو خدا نے دریا کو حکم دیا کہ فرعون کو ساحل پر پہنچائے تو اُن لوگوں نے اُس کو مردہ دیکھا۔ حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جبریلؑ رسول خدا کے پاس جس روز سے خدا نے

ایمان یاس معلول نہیں۔

فرعون کو غرق کیا تھا ہمیشہ منہموم و محزون آتے تھے۔ خدا نے اُن کو حکم دیا کہ یہ آیت رسول خدا کے پاس لے جائیں جو فرعون کے قصہ میں ہے اَلْأَنۡ وَتَقَدَّ عَصٰیۡتۡ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیۡنَ (آیت سورہ یونس پ) اس کو لے کر جناب جبریل شاد و غم حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے پاس آئے۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ اسے جبریل اس کے قبل میں تم کو رنجیدہ دیکھتا تھا۔ آج شاد و مسرور دیکھتا ہوں کہا ہاں یا حضرت جب خدا نے فرعون کو غرق کیا اور وہ ایمان لایا میں نے ایک مٹھی کچیر اُس کے منہ میں بھر دیا اور کہا اَلْأَنۡ وَتَقَدَّ عَصٰیۡتۡ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیۡنَ۔ اور چونکہ میں نے یہ بغیر اذن خدا کہا تھا خائف تھا کہ شاید رحمت خدا اُس پر نازل ہوا وہیں مغرب کیا جاوے۔ جب اس وقت خدا نے مجھ کو حکم دیا کہ وہ جملہ آپ کے پاس لاؤں تو اطمینان ہوا اور میں نے سمجھا کہ خدا میرے قول و عمل سے راضی ہے۔

حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جب فرعون موسیٰ کے تعاقب میں دریای جانب روانہ ہوا اُس کے مقدمہ لشکر میں چھ لاکھ سپاہی تھے اور ساقدار لشکر میں ایک لاکھ جب یہ تمام لشکر دریائے کنارے پہنچا۔ فرعون کا گھوڑا ابھڑا اور دریائے میں داخل نہ ہوا تو جبریل اس پر سوار ہو کر اُس کے آگے ہو کر دریائے میں داخل ہوئے فرعون کا گھوڑا بھی اُس کے پیچھے چلا اور تمام لشکر اُس کے عقب میں چلے۔

بسن مثنیٰ اور صحیح حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا تھا کہ جب چاند طلوع ہو تو وہ لوگ دریائے میں داخل ہوں اور حضرت یوسفؑ کے جسد مبارک کو مصر سے نکال لے جائیں تاکہ فرعون پر عذاب نازل ہو۔ اس روز چاند نکلنے میں تاخیر ہوئی تو موسیٰ نے سمجھا کہ چونکہ یوسفؑ کے جسد مبارک کو مصر سے باہر نہیں کیا گیا اس لئے عذاب میں دیر ہو رہی ہے۔ اُن کا جسد کس مقام پر مدفون ہے لوگوں نے کہا ایک ضعیفہ جانتی ہے۔ اُس کو حاضر کیا گیا وہ ایک نہایت بوڑھی نابینا اور کمزور عورت تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ یوسفؑ کے قبر کی جگہ تو جانتی ہے اُس نے کہا ہاں مگر بتاؤں گی نہیں۔ جب تک کہ چار چیزیں آپ مجھے نہ دیں گے۔ اور دوسری روایت کے بموجب اُس نے کہا کہ اپنے درجہ میں بہشت میں مجھے جگہ دیجئے اُن حضرت پر اُس کے سوالات و شواہد معلوم ہوئے۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ لے موسیٰ جو وہ چاہتی ہے اُس کو عطا کرو جو کچھ تم دے دو گے میں اُس کو مرحمت کروں گا۔ حضرت نے اُس وقت دعا کی اور اُس کی حاجتیں پوری ہوئیں تو اُس نے دریائے نیل کے کنارے

یوسف کی قبر کی جگہ بتائی۔ اُن حضرت کا جسد مبارک سنگ مرمر کے ایک صندوق میں تھا۔ اُس کو نکال لیا تو اُسی وقت چاند طلوع ہوا۔ پھر یوسفؑ کے جسم اقدس کو شام کی جانب لے گئے اور اُسی جگہ دفن کیا۔ اسی سبب سے اہل کتاب اپنے مردوں کو شام میں منتقل کرتے ہیں۔ بسند صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب اُس عورت کو موسیٰؑ نے طلب کیا اور فرمایا کہ مجھے یوسفؑ کی قبر سے آگاہ کرتا کہ تجھ کو بہشت میں جگہ ملے اُس نے کہا نہیں خدا کی قسم اس وقت تک نہیں بتاؤں گی جب تک کہ آپ مجھ سے وعدہ نہ کریں کہ میں جو مانگوں وہ مجھے آپ دیں گے حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ تم کو اُسے اختیار دینے میں کیا دشواری ہے تو موسیٰؑ نے فرمایا کہ جو تو مانگے وہ تیرا ہے اُس نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ بہشت میں آپ کے درجہ میں رہوں۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ فرعون کی تدبیروں میں سے ایک یہ بھی تھی۔ کہ بنی اسرائیل کے طعام میں زہر ملا دیتا تھا اور ان کو ہلاک کرتا تھا۔ اُس نے ایک مرتبہ یکشنبہ کے دن جو فرعون کی عید کا دن تھا۔ بنی اسرائیل کو ضیافت کے لئے طلب کیا اور دسترخوان بچھوایا۔ اُس کے حکم سے تمام کھانوں میں زہر ملا دیا گیا۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ کو خدا نے وحی کی کہ فلاں دوا ان لوگوں کو کھلا دو تا کہ فرعون کا زہر اُن پر اثر نہ کرے موسیٰؑ چھ سو بنی اسرائیل کے ساتھ فرعون کے ضیافت خانہ میں تشریف لائے۔ عورتوں اور بچوں کو واپس کر دیا اور بنی اسرائیل کو تاکید کر دی کہ جب تک فرعون خود اجازت نہ دے ہاتھ کھانے کی طرف نہ بڑھانا اور اُس دوا کو تمام لوگوں کو کھلا دیا اُس کی خوراک اسی قدر تھی جتنی کہ سوئی کے ناکہ میں آ سکتی ہے۔ جب بنی اسرائیل نے کھانے کے خوانوں کو دیکھا اُن پر جمع ہو گئے اور جس قدر ممکن ہوا کھایا۔ فرعون نے مخصوص طعام حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ اور یوشع بن نون اور تمام نیک لوگوں کے لئے ایک خاص مقام پر ترتیب دیا تھا۔ اُن میں زیادہ زہر ملا دیا تھا۔ جب اُن لوگوں کو بلایا گیا میں نے قسم کھائی ہے کہ سوا اپنے اور اپنے بڑے بڑے امراء کے کسی کو تم لوگوں کی خدمت کی اجازت نہ دوں گا پھر خود کھانے پر آمادہ ہوا اور ہر لحظہ کھانے میں تازہ زہر ملا دیا جاتا تھا۔ جب وہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے موسیٰؑ نے کہا ہم بنی اسرائیل کی عورتوں اور اُن کے بچوں کو اپنے ساتھ نہیں لائے۔ اُس نے کہا ہم اُن لوگوں کے لئے بھی کھانا دیتے ہیں جب وہ لوگ بھوکھانے سے فارغ ہو گئے موسیٰؑ اپنی قوم کے ساتھ اپنے لشکر گاہ کو واپس گئے۔ فرعون نے اپنے لشکر والوں کے لئے بغیر زہر کا کھانا تیار کر لیا تھا۔ لیکن جس نے بھی وہ کھانا کھایا اُسی وقت

فرعون کی عورت سے موسیٰؑ بنی اسرائیل کی دعوت اور کھانے میں نہ رہے۔

آہ کی اور مر گیا۔ غرض کہ اس سبب سے ستر ہزار مرد اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار عورتیں قوم فرعون کی ہلاک ہوئیں۔ علاوہ چوپایوں اور حیوانات کے۔ لیکن موسیٰ کی قوم کا ایک آدمی بھی ہلاک نہ ہوا۔ یہ واقعہ فرعون اور اُس کے اصحاب کے انتہائی تعجب کا سبب ہوا لیکن پھر بھی وہ لوگ ایمان نہ لائے۔

بسمد معتبر حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ چھ انسان و حیوان ماں کے رحم سے نہیں پیدا ہوئے۔ آدم و حوا۔ گوسفند ابراہیم۔ عصائے موسیٰ۔ ناقہ صالح۔ اور خفاش ہے جس کو حضرت عیسیٰ نے بنایا اور وہ بقدرت خدا زندہ ہو گیا۔

بسمد معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ پر جو لوگ ایمان لائے تھے ان میں سے ایک گروہ فرعون کے لشکر سے مل گیا تاکہ جب تک کہ موسیٰ کے غلبہ کا اثر ظاہر نہ ہو ہم فرعون کی دنیا سے منتفع ہوں گے۔ اور اُس سے ملے رہیں گے جب موسیٰ اور آپ کی قوم کے لوگ فرعون سے بھاگے وہ جماعت اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر دوڑی کہ موسیٰ کے لشکر سے مل جائے اور اُن میں شامل ہو جائے۔ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو بھیجا کہ ان کو طمانچے مار کر واپس کرے اور فرعون کے لشکر سے ملائے۔ چنانچہ وہ لوگ اُس کے ساتھ غرق ہوئے۔

بسمد معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کا باپ فرعون کے اصحاب میں سے تھا جب فرعون کے لشکر والے موسیٰ کے پاس پہنچے وہ شخص واپس آیا تاکہ اپنے باپ کو نصیحت کرے اور موسیٰ سے ملحق کر دے۔ وہ اپنے باپ سے گفتگو کرتا ہوا اور اُس کو سمجھاتا ہوا دریا میں داخل ہوا اور وہ دونوں غرق ہو گئے۔ جناب موسیٰ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ وہ تو رحمت خدا سے واصل ہوا لیکن جب عذاب الہی نازل ہوتا ہے اُن لوگوں سے جو گناہگاروں کے ہمسایہ ہیں دفع نہیں ہوتا بلکہ اُن کو بھی گھیر لیتا ہے۔

حدیث سابقہ میں گزرا کہ فرعون اُن پانچ افراد میں سے ہے جن پر قیامت کے روز سب سے زیادہ سخت عذاب ہوگا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے فرعون کو دو کلموں کے درمیان چالیس سال تک فہمت دی۔ اول اس نے یہ کہا کہ میرے سوا

لے خفاش ایک طائر کا نام ہے (غیاث) مترجم

تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ اور آخر میں کہا کہ میں تمہارا بلند تر پروردگار ہوں۔ لہذا اُس کو دو کلموں کی وجہ سے دنیا و عقبیٰ میں معذب کیا جس وقت کہ موسیٰ و ہارونؑ نے فرعون پر نفرین کی اور حق تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی کہ تمہاری دعا مقبول ہوئی اور جس وقت کہ اجابت دعا ظاہر ہوئی یعنی فرعون غرق ہوا تو چالیس سال گزر چکے تھے۔

حدیث معتبرہ میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبریلؑ نے فرعون کی سرکشی کے زمانہ میں مناجات کی کہ پروردگار! تو فرعون کو مہلت دیتا ہے اور اس کو چھوڑے جاتا ہے حالانکہ وہ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے اَنَا رَبُّكَ اَلْعَلٰیٰ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ خیال تیرے ایسے بندہ کا ہو سکتا ہے جو ڈرتا ہو کہ موقع اُس کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اور پھر قابو حاصل نہ ہو سکے گا۔

حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ حضرت نے مصر کے شہر کی مذمت میں فرمایا کہ بنی اسرائیل پر خدا نے غضب نہ فرمایا جب تک کہ اُن کو مصر میں داخل نہ کر لیا اور اُن سے راضی نہ ہوا جب تک کہ مصر سے نکال نہ لیا۔

بسنہ معتبرہ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ جناب موسیٰ فرعون کے دربار میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھ رہے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُذْرِیْ بِكَ فِیْ نَحْبِیْ وَ اَسْتَجِیْزُ بِكَ مِنْ شَرِّہٖ وَ اَسْتَعِیْزُ بِكَ۔ خدا نے فرعون کے دل کے اطمینان کو خوف سے بدل دیا۔

بسنہ معتبرہ دیگر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ جس وقت فرعون کہتا تھا کہ مجھ کو چھوڑ دو تاکہ موسیٰ کو قتل کر دوں تو کون مانع تھا۔ فرمایا کہ وہ حلال زادہ تھا اور وہی اُس کو مانع تھا اس لئے کہ پیغمبروں اور اُن کی اولاد کو حرام زادہ کے سوا کوئی قتل نہیں کرتا۔

دوسری حدیث میں انہی حضرت نے فرمایا کہ جب موسیٰ و ہارونؑ فرعون کی مجلس میں داخل ہوئے اُس کے حاضرین دربار حلال زادہ تھے اُن میں کوئی ولد الزنا نہیں تھا۔ اگر اُن میں کوئی شخص زنا زادہ ہوتا تو موسیٰ کے مار ڈالنے کا مشورہ دیتا یہی سبب تھا کہ جس وقت فرعون نے موسیٰ کے بارے میں اُن لوگوں سے مشورہ کیا کسی ایک نے بھی نہ کہا کہ اُن کو مار ڈالو بلکہ اُن کے بارے میں تاخیر غور و خوض اور دوسری تدبیروں کا مشورہ دیا۔ امام نے فرمایا کہ ہم لوگ بھی ایسے ہی ہیں یعنی جو ہمارے قتل کا ارادہ کرے وہ ولد الزنا ہے۔

حدیث حسن میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ فرعون جب کسی کو سزا دینے کا

تہذیب حیات

انہی اور ان کی اولاد کے قاتل غلام اُسے ہی ہوتے ہیں۔

ارادہ کرتا کہ تم کو اس کو منہ کے بل زمین پر یا تختہ پر لٹاتے اور اُس کے چاروں ہاتھ پیروں پر میخ بٹھو تک کہ اسی حال میں اُس کو چھوڑ دیتے تھے یہاں تک کہ وہ مرجاتا تھا اسی لئے اُس کو ذی الاوتاد یعنی میخوں والا کہتے تھے۔

حق تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ ہم نے موسیٰ کو نوکھلی ہوئی نشانیاں عطا کیں۔ چند معتبر حدیثیں وارو ہوئی ہیں۔ معصوم نے فرمایا کہ وہ نشانیاں تھیں۔ عصا۔ بدبویضا۔ ٹیڑھی۔ جوش۔ بینڈک۔ خون۔ طوفان۔ دریا کا بھٹنا۔ اور وہ پتھر جس سے پانی کے بارہا چشمے جاری ہوئے۔

دوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرت نے فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے ابراہیم پر وحی بھیجی کہ تمہارے لئے سارہ سے اسحق علیہ السلام پیدا ہوں گے اور سارہ نے کہا کہ کیا تمہارے فرزند پیدا ہو گا حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور میرا شوہر مرد پیر ہے تو حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ ہاں سارہ سے فرزند پیدا ہو گا۔ اُس کی اولاد میں سے بہت سے لوگ چار سو سال کے بعد فرعون کے ہاتھ سے معذب ہوں گے۔ اس سبب سے کہ سارہ نے میری بات کو رد کر دیا۔ جب عذاب نے بنی اسرائیل پر طول پکڑا انہوں نے خدا کی بارگاہ میں چالیس روز تک فریاد اور گریہ وزاری کی۔ تو خدا نے موسیٰ و ہارون پر وحی فرمائی کہ اُن کو عذاب فرعون سے نجات دلوائیں۔ اُن کی گریہ وزاری کے سبب سے چار سو سال میں سے ایک سو ستتر سال کم کر دیئے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اگر تم بھی خدا کی بارگاہ میں تضرع وزاری کرو گے تو غمنوں سے تمہاری رہائی جلد ہوگی اور قائم آل محمدؑ جلد ظاہر ہوں گے اگر ایسا نہ کرو گے تمہاری سختی کی مدت انتہا کو پہنچے گی۔

حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم اپنے سرکش بندوں کا امتحان اپنے دوستوں کے ذریعہ سے لیتا ہے جو ان کی نظر میں کمزور دکھائی دیتے ہیں۔ موسیٰ و ہارون فرعون کے پاس دو آدمی لباس پہنے ہوئے آئے اور عصا اُن دونوں حضرات کے ہاتھ میں تھے اور یہ شرط کر کے آئے تھے کہ اگر وہ مسلمان ہو جائے گا تو اُس کی بادشاہی قائم اور اُس کی عزت باقی رہے گی۔ فرعون نے یہ سن کر اپنے امراء سے کہا کیا ان دونوں کی حالت انتہائی تعجب کے قابل نہیں کہ میرے لئے دو امراء عزت اور بقائے ملک کی شرط کرتے ہیں اور خود ایسی فقر و مذلت کی حالت میں ہیں کیوں ان کو سونے کے خزانے نہیں مل گئے۔ اُس کے نزدیک مال و زرع جمع کر لینا ہی بہت دبیق تھا اور وہ بال کے بنے ہوئے کپڑے پہننا بہت حقیر سمجھتا تھا۔

دوسری معتبر حدیث میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ آخر ماہ کے چہار شنبہ کو فرعون غرق ہوا۔ اُسی روز اُس نے موسیٰ کو مار ڈالنے کے لئے طلب کیا تھا اور اُسی روز حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل کو مار ڈالیں۔ اُسی روز صبح کو فرعون کی قوم پر عذاب نازل ہوا۔ حدیث معتبر میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جب موسیٰ اپنی زوجہ کے پاس واپس آئے بوجھا کہاں سے آتے ہو فرمایا اس آگ کے خالق کے پاس سے جسے تم نے دیکھا۔ پھر صبح فرعون کے پاس آئے۔ امام نے فرمایا کہ خدا کی قسم گویا میری نظر میں ہے کہ وہ دونوں ہاتھ بلند کئے ہوئے تھے۔ اُن کے جسم پر بہت بال تھے اور حضرت گندمی رنگ کے تھے۔ بال کا ایک جتہ پہنے ہوئے تھے۔ عصا آپ کے ہاتھ میں تھا کمر میں لیف خرما کا پٹکا باندھے ہوئے اور گردھے کے چہرہ کی نعلین پہنے ہوئے تھے۔ لوگوں نے فرعون سے کہا کہ تیرے قصر کے دروازہ پر ایک جوان استادہ ہے اور کہتا ہے کہ میں پروردگار عالم کا رسول ہوں۔ فرعون نے اُس شخص سے جو شیروں پر موکل تھا کہا کہ شیروں کی زنجیر کھول دے۔ فرعون کی یہ عادت تھی کہ جب کسی پر غضبناک ہوتا تو اس پر شیروں کو چھوڑ دیتا اور وہ اُس کو بھاڑ ڈالتے۔ حضرت موسیٰ نے پہلے دروازہ پر عصا کو مارا۔ عصا کے گتے ہی وہ نو دروازے جو فرعون نے اپنی حفاظت کے لئے بند کئے تھے سب یکبارگی کھل گئے اور شیروں نے آ کر موسیٰ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ دم زمین پر گھسنے لگے اور عجز و انکساری کے ساتھ آنحضرت کے گرد پھرنے لگے۔ فرعون نے جب یہ حال دیکھا اپنے اہل دربار سے کہا کیا تم لوگوں نے کبھی ایسی کیفیت دیکھی تھی جب موسیٰ فرعون کی مجلس میں داخل ہوئے اُن کے درمیان جو گفتگو ہوئی خدا نے اُس کا ذکر قرآن میں فرمایا ہے۔ فرعون نے اپنے اصحاب میں کسی سے کہا کہ اٹھ کر موسیٰ کے ہاتھوں کو پکڑ لے اور دوسرے سے کہا کہ آپ کی گردن مار دے۔ اس غرض سے جو شخص بھی موسیٰ کے پاس آیا جبرئیل نے اُس کو تلوار سے ہلاک کر دیا۔ یہاں تک کہ چھ اشخاص قتل ہوئے۔ فرعون نے یہ دیکھ کر کہا کہ موسیٰ کو چھوڑ دو۔ پھر موسیٰ نے اپنا ہاتھ گریبان سے نکالا جو آفتاب کے مانند روشن تھا جس کے دیکھنے کی آنکھوں کو تاب نہ تھی۔ پھر حضرت نے عصا کو زمین پر ڈال دیا وہ ایک اثر دہا بن گیا اور قصر فرعون کو اپنے دہن میں پکڑ کر چاہا کہ نکل جائے۔ فرعون نے موسیٰ سے فریاد کی کہ مجھے کل تک کی مہلت دو۔ پھر اُن کے درمیان جو گذرا وہ گذرا۔ ۱۷

۱۷ مولف فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں کچھ اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض سے یہ ظاہر ہوتا ہے (باقی صفحہ ۴۲۵ پر)

ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ آب نیل فرعون کے زمانہ میں کم ہو گیا۔ تو اس کی رعایا میں سے کچھ لوگ اس کے پاس آئے اور کہا اسے بادشاہ ہمارے لئے نیل کا پانی زیادہ کر دے۔ فرعون نے کہا میں تم سے خوش نہیں ہوں اس لئے پانی کم کر دیا۔ پھر دوسری مرتبہ لوگ اُس کے پاس آئے اور کہا ہمارے تمام حیوانات پیاس سے ہلاک ہو گئے اگر آب نیل کو تو زیادہ نہ کرے گا تو تیرے سوا دوسرا خدا ہم اختیار کر لیں گے۔ کہا اچھا جنگل میں چلو اور خود بھی اُن کے ساتھ گیا۔ اور اُن سے علیحدہ ہو کر ایک طرف پہنچا کہ اس کو وہ لوگ نہ دیکھ سکیں اور نہ اُس کی باتیں سُن سکیں۔ پھر اپنا رخسارہ خاک پر رکھا اور انگشت شہادت سے آسمان کی جانب اشارہ کر کے کہا خداوند ا تیری جانب اس بندہ ذلیل کی طرح میں نے رخ کیا جو اپنے آقا کی جانب رخ کرتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی بھی آب نیل جاری کرنے پر قادر نہیں ہے لہذا اُس کو جاری کر دے۔ اُسی وقت دریا نے نیل میں اس قدر سخت طغیانی آئی کہ اس سے قبل نہیں آئی تھی۔ پھر اُن لوگوں کے پاس واپس آیا اور کہا کہ میں نے آب نیل کو تمہارے واسطے جاری کر دیا۔ یہ سُن کر سب نے اُس کو سجدہ کیا۔ اُسی وقت جبرئیل اُس کے پاس آئے اور کہا مجھے اپنے غلام سے ایک شکایت ہے اس کے بارے میں بھی فیصلہ کر دے۔ اُس نے کہا کیا شکایت ہے کہا کہ میں نے اپنے ایک غلام کو دوسرے تمام غلاموں پر مسلط کر دیا ہے اور سب کا اختیار اُسی کو دے دیا ہے۔ اب وہ مجھ سے دشمنی کرتا ہے اور میرے دشمن کا دوست ہو گیا ہے۔ اور میرے دوستوں سے دشمنی رکھتا ہے۔ فرعون نے کہا کہ تیرا غلام بڑا غلام ہے اگر میرے قبضہ میں آئے تو اُس کو دریا میں غرق کر دوں۔ جبرئیل نے کہا کہ اے بادشاہ اس بارہ میں ایک حکم نامہ لکھ دے۔ فرعون نے دوات و کاغذ منگوا کر اپنا حکم لکھ دیا کہ ایسے بندہ کی جو اپنے آقا کی مخالفت کرے اور اُس کے دشمنوں سے دوستی اور دوستوں سے دشمنی رکھے سوائے اس کے کوئی سزا نہیں ہے کہ اس کو ایک بہت گہرے دریا میں غرق کر دیا جائے۔ جبرئیل نے کہا اے بادشاہ اس پر تھہر کر دے۔ اُس نے اُس پر تھہر کر کے جبرئیل کو دے دیا۔ جب دریا میں داخل ہوا۔ جس روز وہ غرق ہوا۔ دریا میں داخل ہوتے

(تفسیر حاشیہ ۴۲۵) کہ فرعون نے موسیٰ کے ارادے کا ارادہ نہیں کیا اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ کیا۔ لہذا ممکن ہے کہ ان میں سے ایک روایت عام کے موافق تفسیر کی بنا پر وارد ہوئی ہو اور ممکن ہے کہ فرعون کا مطلب سختی اور ڈرانے سے رہا ہو اور قتل کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ ۱۶

ہی جبرئیل نے وہ نامہ لاکر اُس کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ یہ وہ حکم ہے جو تو نے خود اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔

بند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے قول خدا کی تفسیر میں منقول ہے جو اُس نے موسیٰ و ہارون کو خطاب کیا تھا کہ فرعون کے پاس جاؤ۔ اُس نے سرکشی اختیار کی ہے۔ اُس سے نرمی سے گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا خوفزدہ ہو جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ سخن نرم سے مراد یہ ہے کہ اُس کو کینیت سے مخاطب کریں۔ یا ابا معصب کہیں کیونکہ کینیت سے خطاب کرنے میں تعظیم ظاہر ہوتی ہے۔ اور جو یہ فرمایا کہ نصیحت حاصل کرے یا خوف کرے باوجود اس کے کہ جانتا تھا کہ وہ نصیحت پذیر نہیں ہے اور نہ ڈرنے والا ہے تو یہ اس لئے فرمایا کہ موسیٰ کو اس کے پاس جانے میں زیادہ رغبت ہو۔ اور اُس نے نصیحت بھی حاصل کی اور خوف بھی کیا۔ مگر جس وقت کہ عذاب کو دیکھا لیکن اُس وقت کچھ فائدہ نہ ہوا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس وقت وہ ڈوبنے لگا کہا میں ایمان لایا کہ کوئی خدا نہیں ہے سوائے اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور مسلمان ہوئے اُس وقت خدا نے اُس کے ایمان کو قبول نہ کیا اور فرمایا کہ اب ایمان لاتا ہے جب عذاب دیکھ چکا اور پہلے نافرمانی کرتا تھا اور فساد کرنا والا تھا۔ آج میں تیرے جسم کو زمین سے بلند کر دوں گا تاکہ تو اُن لوگوں کے لئے باعث عبرت اور ایک علامت قرار پائے جو تیرے بعد باقی رہیں گے تاکہ وہ تیرے حال سے نصیحت حاصل کرے۔ (آیت ۹۰ تا ۹۱ سورہ یونس پک)

بند معتبر منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ خدا نے کس علت میں فرعون کو عرق کیا حالانکہ وہ ایمان لایا تھا اور اُس کی یکتائی کا اُس نے اقرار کیا تھا۔ فرمایا اس لئے کہ وہ اُس وقت ایمان لایا جب عذاب میں گرفتار ہو گیا ایسے وقت کا ایمان مقبول نہیں ہوتا اور خدا کا حکم اہل گذشتہ و آئندہ کے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ اگلے لوگوں کے حالات قرآن مجید میں ذکر کئے گئے ہیں۔ یعنی جب ہماری عذاب کو دیکھا کہا ہم خدا کے یکتا پر ایمان لائے اور جس کو اُس کا شریک قرار دیتے تھے اُس سے انکار کیا لیکن اُن کو اُن کے ایمان نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا جب ہمارا عذاب آگیا اور آئندہ لوگوں کے احوال میں فرمایا ہے کہ جس روز (لے رسول) تمہارے پروردگار کی بعض نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ اُس روز کسی تنفس کا ایمان لانا

پہلے ایمان نہیں لایا تھا یا ایمان کے ساتھ کار خیر نہیں کیا تھا نفع نہ بخشے گا۔ اسی طرح فرعون کے ایمان کو نزول عذاب کے وقت قبول نہ کیا اور فرمایا کہ آج تیرے بدن کو بلندی پر پھینک دوں گا تاکہ اُن لوگوں کے لئے جو تیرے بعد رہیں گے ایک نشانی ہو۔ فرعون سر سے پیر تک لوہے میں غرق تھا۔ جب ڈوب گیا خدا نے اُس کے جسم کو ایک بلند مقام پر ڈال دیا تاکہ ہر اُس شخص کے لئے جو اُس کو دیکھے ایک نشانی ہو کہ باوجود لوہے کے وزن کے قدرت الہی سے پانی کے اوپر قائم رہا حالانکہ ڈوب جانا چاہئے تھا۔ یہ ایک آیت اور علامت تھی لوگوں کے لئے اور دوسرا سبب فرعون کے غرق ہونے کا یہ تھا کہ جب ڈوبنے لگا تو موسیٰ سے فریاد کی اور خدا سے نہ کی تو خدا نے موسیٰ کو وحی کی کہ فرعون کی فریاد کو اس لئے نہیں پہنچے کہ تم نے اُس کو پیدا نہیں کیا تھا اگر وہ مجھ سے فریاد کرتا تو یقیناً میں اُس کی مدد کرتا۔ ۱۵

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں حق تعالیٰ کے قول - وَإِذْ قَرَّبْنَا بَيْنَكُمْ الْبَحْرَيْنِ فَانْجَيْنَاكُم مِّنْ غَوْفِنَا اَلْغَوْفِ وَانْتُمْ تَنْظُرُونَ (آیہ ۲۷ سورہ بقرہ) کی تفسیر میں مذکور ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ اُس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تمہارے لئے دریائے پانی کو بھاڑا اور تم کو نجات دی اور فرعون اور اُس کی قوم کو غرق کیا اور تم ان کو دیکھ رہے تھے اور وہ ڈوب رہے تھے۔ یہ اُس وقت ہوا جب موسیٰؑ دریا پر پہنچے۔ اور حق تعالیٰ نے اُن پر وحی کی کہ میری توحید کے اقرار کی تجدید کریں اور اپنے دلوں میں محمدؐ کو یاد کریں جو میرے تمام بندوں میں سب سے زیادہ بہتر ہیں اور برادر محمدؐ علیؑ اور ان کی اولاد طاہرہؑ کی ولایت کا اعادہ کریں اور دعا کریں کہ خداوند محمدؐ و آل محمدؐ کی جو قدر و منزلت تیرے نزدیک ہے۔ ہم اُسی کی تجھ کو قسم دیتے ہیں کہ ہم کو پانی سے گزار دے۔ کہہ دو کہ اگر ایسا کرو گے۔ تو خداوند عالم تمہارے لئے پانی کو زمین کے مانند

۱۵۔ مولف فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں جو سبب مذکور ہے۔ فرعون کی توبہ نہ قبول ہونے کی سب سے زیادہ واضح وجہ یہ ہے جو مفسرین نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ چونکہ اُس کا اضطراب خدا پر بھروسہ کی حدیں پہنچ گیا تھا۔ تکلیف اُس سے ساقط ہو چکی تھی۔ اس وجہ سے اُس کی توبہ مقبول نہ ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ کلمہ اُس نے غلو سے نہیں کہا تھا بلکہ اُس کا ایک جیل تھا کہ ہلاکت سے نجات ہو جائے پھر اپنی سرکشی پر قائم رہے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ صرف توحید کا اقرار کیا تھا۔ موسیٰؑ کی پیغمبری کا اقرار بھی کرنا چاہیے تھا۔ تاکہ صحیح طور پر مسلمان ہوتا۔ اس کے علاوہ دوسری وجہیں بھی بیان کی ہیں جن کا ذکر کرنا بے فائدہ ہے۔ ۱۶

نیا مسلمان حکمران بنانا سے خبردار ہوئے کہ خود کو آل محمدؐ کے واسطے نہ کرے۔

سخت کر دیا تاکہ اُس پر سے تم لوگ گذر جاؤ بنی اسرائیل نے کہا کہ ہمیشہ تم ہم لوگوں پر
چند چیزیں وارد کرتے ہو جسے ہم نہیں پسند کرتے۔ ہم فرعون کے خوف سے بھاگے
اور تم کہتے ہو کہ یہ کلمات کہو اور بے پایاں دریا میں پیر رکھو اور چلو حالانکہ ہم نہیں
جانتے کہ اگر ایسا کریں تو ہمارے سر پر کیا گذرے گی۔ اُس وقت قلب بن یوقنا
موسیٰؑ کے پاس آیا۔ وہ ایک گھوڑے پر سوار تھا اور وہ خلیج جسے عبور کرنا چاہتے
تھے۔ چار فرسخ تھی۔ اُس نے کہا اے پیغمبر خدا کیا آپ کو خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم
لوگ ان کلمات کو زبان پر جاری کریں اور دریا میں داخل ہوں۔ موسیٰؑ نے کہا
ہاں اُس نے کہا کیا آپ حکم دیتے ہیں کہ ہم ایسا کریں فرمایا ہاں۔ یہ سن کر وہ کھڑا ہوا
اور توحید کا اقرار کیا اور محمدؐ کی پیغمبری اور علیؑ اور اُن کی آل طاہرہ کی ولایت کا دل
میں اعادہ کیا جس طرح کہ مامور ہوا تھا اور کہا خداوند اُن کے مرتبہ کی تجھ کو قسم دیتا
ہوں کہ مجھ کو اس پانی سے عبور کرا دے پھر اپنے گھوڑے کو پانی میں ڈال تو پانی گھوٹے
کے پیروں تلے نرم زمین کی طرح ہو گیا اور آخر خلیج تک پہنچا پھر وہاں سے گھوڑے
کو دوڑاتا ہوا واپس آیا اور بنی اسرائیل کی جانب رخ کر کے بولا کہ موسیٰؑ کی اطاعت
کرو یہ دعا نہیں ہے بلکہ بہشت کے دروازوں کی کنجی اور جہنم کے دروازوں کا قفل
ہے اور روزیوں کے نازل ہونے کا سبب اور خدا کے بندوں اور کنیزوں کے لئے
رضائے الہی حاصل کرنے کی ضامن ہے۔ لیکن بنی اسرائیل نے انکار کیا اور کہا ہم
تو زمین ہی پر چلیں گے تو خدا نے موسیٰؑ پر وحی بھیجی کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو اور کہو
بحق محمدؐ و آل محمدؐ ہمارے لئے دریا کو خشک گافتہ فرما جب ایسا کیا۔ دریا کی زمین آخر تک
ظاہر ہو گئی۔ موسیٰؑ نے کہا اب چلو اُن لوگوں نے کہا کہ دریا کی زمین میں کیچڑ ہے ہم کو
خوف ہے کہ کیچڑ میں کہیں پھنس نہ جائیں۔ تو خدا نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ کہو خداوند! محمدؐ اور
اُن کی آل طاہرہ و پاکیزہ کی عزت کی تجھ کو قسم کہ دریا کی زمین کو خشک کر دے۔ اسی
وقت خدا نے بادِ صبا کو بھیجا اُس نے دریا کی زمین کو خشک کر دیا۔ موسیٰؑ نے کہا
اب داخل ہو اُن لوگوں نے کہا کہ ہم بارہ اسباط ہیں۔ بارہ باپ کی اولاد۔ اگر دریا
میں ایک ہی راستہ سے چلیں گے تو ہر سبط ایک دوسرے سے پہلے چلنا چاہے گا۔
اس لئے ہم لوگوں کو اندیشہ ہے کہ ہمارے درمیان فتنہ و نزاع واقع نہ ہو۔ اگر ہم
سبط علیحدہ راستہ سے چلے گا تو فتنہ و فساد سے بیخوف رہے گا۔ خدا نے موسیٰؑ کو
حکم دیا کہ دریا میں بارہ طرف عصا ماریں اور کہیں کہ محمدؐ اور اُن کی آل طاہرہ کے حق

سے میں سوال کرتا ہوں کہ دریا کی زمین کو ہمارے لئے ظاہر کر دے اور ہمارے الم کو رفع فرما دے۔ اس طرح بارہ راستے پیدا ہو گئے اور باد صبا نے زمین کو خشک کر دیا۔ تو موسیٰؑ نے کہا چلو اُن لوگوں نے کہا ہم میں سے ہر گروہ ایک راستہ سے چلے گا۔ اور کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا کہ دوسرے پر کیا گزری۔ یہ سن کر موسیٰؑ نے اپنے عصا سے اُن پانی کے پہاڑوں پر جو راستوں کے درمیان بحکم خدا استادہ ہو گئے تھے مارا اور کہا خداوند! بحق محمد و آل محمد میں سوال کرتا ہوں کہ کھلے ہوئے طاق ان پانی کی دیواروں میں بنادے تاکہ ایک دوسرے کو دیکھ سکے۔ اسی وقت کھلے ہوئے طاق دیواروں میں پیدا ہو گئے۔ جب بنی اسرائیل سب دریا میں داخل ہو گئے فرعون مع لشکر کے کنارے آ پہنچا اور وہ بھی دریا میں داخل ہو گیا۔ جب اُس کے سب سے آخری ساتھی دریا میں داخل ہوئے اور سب سے آگے والوں نے چاہا کہ دریا سے نکلیں حق تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا تو اُن پر روان ہو گیا اور سطح برابر ہو گئی اور وہ سب غرق ہو گئے۔ موسیٰؑ کے اصحاب دیکھ رہے تھے اور وہ غرق ہو رہے تھے۔ حق تعالیٰ نے ان اسرائیلیوں سے خطاب کیا جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھے کہ جب خدا نے ان نعمتوں کو تمہارے آباؤ اجداد پر محمد و آل محمد کے صدقہ میں تمام کیا تو اس وقت تم ان کو دیکھتے ہو پھر ایمان کیوں نہیں لاتے۔

فصل چہارم | آئینہ زن فرعون اور مومن آل فرعون کے فضائل اور حالات۔

حق تعالیٰ نے سورہ مومن میں فرمایا ہے کہ ہم نے موسیٰؑ کو اپنے معجزات اور ظاہری دیلوں کے ساتھ فرعون، ہامان اور قارون کے پاس بھیجا اُن لوگوں نے کہا کہ وہ ایک جھوٹ بولنے والا ساحر ہے۔ پھر جب اُن کے پاس حق کے ساتھ آئے تو اُن لوگوں نے کہا جو لوگ اُس پر ایمان لائے ہیں اُن کے لڑکوں کو مار ڈالو اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دو اور کافروں کی تدبیر تو گمراہی کی ہے۔ اور فرعون نے کہا کہ مجھے موسیٰؑ کو قتل کر ڈالنے دو اور وہ اپنے پروردگار کو تدو کے لئے پکارے میں تو ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو خراب کر دے گا اور زمین میں فساد پھیلانے کا۔ قوم فرعون میں سے ایک مومن نے جو اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا تھا کہا کیا تم لوگ ایسے شخص کو مار ڈالنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار عالموں کا خدا ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس تھا ہے پروردگار کی جانب سے ظاہر معجزات لے کر آیا ہے۔ اگر وہ جھوٹ کہتا ہے تو اُس کا ضرر خود اُس پر عائد ہو گا اور اگر سچ کہتا ہے تو اُن نیکیوں میں سے جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے کچھ تم کو ضرور

پہنچے گی۔ اس لئے کہ خدا اُس کی ہدایت نہیں کرتا جو گناہ میں زیادتی کرنے والا اور بہت جھوٹ بولنے والا ہوتا ہے۔ اے میری قوم کے لوگو آج تم کو ملک اور بادشاہی حاصل ہے اور تم زمین مصر میں سب پر غالب ہو (لیکن یہ تو بتلاؤ) اگر خدا کا عذاب ہماری جانب آئے تو کون ہماری مدد کرے گا۔ فرعون نے کہا میں تم کو وہی سمجھاتا ہوں جو خود سمجھے ہوئے ہوں اور تمہاری ہدایت نیکی اور صلاح کی طرف ہی کرتا ہوں۔ تو جو شخص درپردہ ایمان لا چکا تھا اُس نے کہا کہ اے میری قوم والہ یقیناً میں تمہارے لئے بھی روزِ بد سے دوسری جماعت کی طرح ڈرتا ہوں جس نے اگلے زمانہ میں پیغمبروں کی تکذیب کی اور اُن پر قومِ نوح عا و ثمود کی طرح عذاب نازل ہوا تھا۔ اور اُس جماعت کی طرح جو اُن کے بعد ہوئی اور خدا اپنے بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اے میری قوم والو میں تمہارے لئے قیامت کے روز سے ڈرتا ہوں جس روز کہ جہنم کی طرف ۔۔۔۔۔ جاؤ گے اور کوئی تم کو عذاب خدا سے بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو خدا چھوڑ دے اُس کی کون ہدایت کرنے والا ہے اور بدیشک تمہارے پاس پہلے معجزات اور واضح جنتوں کے ساتھ یوسف آئے اور تم برابر ان کی رسالت میں شک کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ دنیا سے چلے گئے اور تم نے کہا کہ خدا اُن کے بعد ہرگز کوئی پیغمبر نہ بھیجے گا۔ اسی طرح خدا اس کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے جو بہت زیادہ گناہ کرنے والا اور شک کرنے والا ہے۔ پھر اُس نے کہا جو ایمان لایا تھا کہ اے میری قوم کے لوگو میری پیروی کرو تاکہ میں تمہاری ہدایت خیر و صلاح کی راہ پر کروں اے قوم والو اس دنیا کی زندگی میں بہت تھوڑا نفع ہے لیکن آخرت ہمیشہ کا مستقر اور مقام ہے۔ اے قوم والو میں تم کو نجات کے راستہ پر بلاتا ہوں اور تم مجھ کو جہنم کی دعوت دیتے ہو اور چاہتے ہو کہ میں کافر ہو جاؤں اور خدا کا اُس چیز کو شریک قرار دوں جس کا مجھے کوئی علم نہیں اور میں تم کو غالب اور بخشنے والے خدا کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو جن کی طرف بلاتے ہو اُن کی طرف دعوت کا کوئی حق نہیں ہے اس لئے کہ ہماری بازگشت خدا کی طرف ہے اور یقیناً زیادہ نافرمانی کرنے والے اصحابِ جہنم ہیں اور بہت جلد میری باتوں کو یاد کرو گے اور میں تو اپنے کام خدا کو سپرد کرتا ہوں۔ اور اُس پر چھوڑتا ہوں۔ یقیناً وہ بندوں کے حالات سے بخوبی واقف ہے تو خدا نے اُس کو بدی کے نقصانات سے جو اُس کے لئے وہ لوگ کرتے تھے محفوظ رکھا اور آلِ فرعون پر بدترین عذاب نازل ہوا۔ اور سورہ تحریم میں فرمایا ہے کہ خدا نے ان عورتوں کی مثال جو ایمان لائی ہیں زنِ فرعون سے دی ہے جس وقت کہ اُس نے دُعا کی کہ پروردگار میرے لئے اپنے نزدیک بہشت میں ایک

مکان بنا اور فرعون اور اُس کے عمل سے نجات ملے اور ظالموں کے گروہ سے مجھ کو محفوظ رکھ (آیت ۱۱ سورہ تحریم پٹ) عامہ و خاصہ کے طریقہ سے بہت سی سندوں کے ساتھ حضرت رسول خدا سے منقول ہے کہ تین اشخاص مومن آل فرعون، علی بن ابیطالب اور آسیہ زن فرعون ایک چشم زدن کے لئے بھی وحی خدا سے کافر نہیں ہوئے۔
بند ہائے بسیار ابن عباس وغیرہ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ بہترین زمان بہشت چار عورتیں ہیں خدیجہ بنت خویلد و فاطمہ زہرا و مریم و خیر عمران اور آسیہ بنت مزاحم زن فرعون۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ حزبیل مومن آل فرعون قوم فرعون کو خدا کی بیگانہ پرستی اور موسیٰؑ کی پیغمبری کی طرف دعوت دیتے تھے اور محمدؐ کو تمام پیغمبروں اور کل مخلوقات سے اور علی بن ابیطالب اور ائمہ طاہرینؑ کو تمام اوصیائے پیغمبران سے افضل کہتے تھے اور فرعون کی خدائی سے بیزار رہنے کی تبلیغ کرتے تھے۔ جفاخوروں نے فرعون سے جا کر کہا کہ حزبیل لوگوں کو تیری مخالفت پر آمادہ کرتے ہیں اور تیرے دشمنوں کی تیری دشمنی میں امداد کرتے ہیں۔ فرعون نے کہا کہ وہ میرے چچا کا لڑکا ہے۔ میری مملکت پر میرا خلیفہ اور میرا ولی عہد ہے۔ اگر جیسا کہ تم لوگ کہتے ہو اُس نے کیا ہو گا تو میرے عذاب کا مستحق ہو گا۔ اس لئے کہ پھر اُس نے میری نعمتوں کو ضائع کیا اور اگر تم لوگوں نے جھوٹ کہا ہے تو میرے بدترین عذاب کے مستحق ہوئے ہو کیونکہ تم نے اُس پر افترا کیا۔ پھر حکم دیا تو ان لوگوں کے ساتھ حزبیل کو حاضر کیا۔ ان لوگوں نے حزبیل سے اُس کے روبرو کہا کہ تو فرعون کی خدائی سے انکار اور اس کی نعمتوں کو پامال کرتا ہے۔ حزبیل نے کہا اے بادشاہ کیا آپ نے کبھی مجھ سے جھوٹ سنا ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا تو ان لوگوں سے دریافت کیجئے کہ ان کا خدا کون ہے کہا فرعون ہمارا پروردگار ہے کہا ان سے پوچھئے کہ کس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا فرعون نے۔ کہا ان سے پوچھئے کہ کون ان کا روزی دینے والا اور ان کی ضروریات کا کفالت کرنے والا ہے اور کون برائیوں کو ان سے دفع کرتا ہے۔ ان لوگوں نے کہا فرعون۔ حزبیل نے کہا اے بادشاہ میں آپ کو اور تمام حاضرین کو گواہ کرتا ہوں کہ ان کا پروردگار میرا پروردگار ہے ان کا خالق میرا خالق ہے ان کا رازق میرا رازق ہے۔ ان کی معیشت کی اصلاح کرنے والا میری معیشت کی بھی اصلاح کرنے والا ہے اور میرا پالنے والا، پیدا کرنے والا اور روزی دینے والا ان کے پروردگار خالق

جبار کشیدہ تیرہویں زمان بہشت

سیدنا موسیٰؑ آل فرعون کا لقیہ

اور روزی دینے والے کے سوا اور کوئی دوسرا نہیں ہے اور لے بادشاہ تجھ کو اور کل حافریز کو میں گواہ کرتا ہوں کہ ہر پروردگار، خالق اور رازق جو ان لوگوں کے پروردگار خالق اور رازق کے علاوہ ہے میں اُس سے بیزار ہوں اور اُس کی پروردگاری سے بھی اور اُس کی خدائی سے انکار کرتا ہوں۔ حزقیل کی عرض اُن کے واقعی خالق و رازق اور پروردگار سے تھی جو تمام جہانوں کا خدا ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہا کہ وہ پروردگار جس کو یہ لوگ کہتے ہیں بلکہ یہ کہا کہ ان کا پروردگار۔ یہ مفہوم فرعون اور اُس کے دربار کے حافریز پر پوشیدہ تھا۔ اُن لوگوں نے سمجھا کہ وہ کہتے ہیں کہ فرعون میرا پروردگار، خالق و رازق ہے عرض کہ فرعون نے اُس جماعت پر عتاب کیا اور کہا لے بدکردار و میرے اور میرے ابو عم اور میرے یاور کے درمیان فساد کرنے والو تم لوگ میرے عذاب کے مستحق ہوئے کیونکہ تم لوگ چاہتے ہو کہ میرے معاملہ کو خراب کرو اور میرے ابن عم کو ہلاک کرو اور میری بادشاہی میں رخنہ ڈالو پھر حکم دیا تو لوگوں نے اُن سب کو لٹاکے اُن کے زانوؤں کو سینہ پر رکھ کے کیلیں ٹھونک دیں اور آرے چلانے والوں کو ہلاک حکم دیا تو ان لوگوں نے اُن کے گوشت کو آرے سے ہڈی سے جدا کیا۔ یہ ہے جو خدا فرماتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اُس کو اُن کے بُرے فریبوں سے محفوظ رکھا جبکہ اُس کی بُرائی فرعون سے لوگوں نے بیان کی تاکہ وہ اُس کو ہلاک کرے (لیکن بجائے اُس کے) آل فرعون پر بدترین عذاب نازل ہوا یعنی اُس جماعت کو جس نے فرعون سے اُس کی بُرائی بیان کی زمین پر میخوں سے سی دیا اور ان کے گوشت کو آرے سے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ مومن آل فرعون نے چھ سو سال تک اپنا ایمان پوشیدہ رکھا۔ وہ ایک مرض میں مبتلا تھے جس سے اُن کی انگلیاں گر گئی تھیں اور اُن ہی ہاتھوں سے اُن کی طرف اشارہ کرتے تھے اور کہتے تھے لے قوم میری اُٹھ کر و تاکہ میں راہ حق کی ہدایت کروں تو خدا نے اُن کے مکہ سے اُن کو محفوظ رکھا۔

بسنید صحیح حضرت صادق سے منقول ہے کہ آل فرعون نے اُس مومن پر غلبہ کیا اور اُس کو پارہ پارہ کیا لیکن خدا نے اُس کو محفوظ رکھا اس سے کہ وہ دین حق سے برگشتہ ہو۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ فرعون نے دو شخصوں کو حزقیل کو بلانے کے لئے بھیجا۔ اُن دونوں نے حزقیل کو پہاڑوں میں پایا اور وہ نماز میں مشغول تھے اور صحرائے جانوران کے گرد جمع تھے۔ جب اُن دونوں نے ارادہ کیا کہ اثنائے نماز

حزقیل کی شہادت۔

میں اُن کو گرفتار کریں حق تعالیٰ نے ایک جانور کو حکم دیا جو اونٹ کے مانند بڑا تھا وہ حزیل اور اُن دونوں کے درمیان حائل ہو گیا اور اُن دونوں کو دفع کیا یہاں تک کہ حزیل نماز سے فارغ ہوئے۔ اُن کی نظر اُن دونوں پر پڑی۔ دُور سے اور کہا خداوند مجھ کو فرعون کے شتر سے پناہ دے اس لئے کہ تو میرا خدا ہے اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تیری ہی طرف میری بازگشت ہے اے میرے مالک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اگر یہ دونوں میرے ساتھ بدی کا ارادہ کریں تو ان پر جلد فرعون کو مسلط کر اور نیک ارادہ رکھتے ہوں تو ان کی ہدایت کر۔ اُن کو دیکھ کر وہ دونوں واپس ہوئے اثنائے راہ میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں تو فرعون سے اُس کا حال پوشیدہ رکھوں گا۔ اگر وہ مارا جائے تو ہم کو کیا فائدہ ہوگا۔ دوسرے نے کہا کہ فرعون کی عزت کی قسم میں تو ضرور کہوں گا۔ جب دربار میں آیا لوگوں کے سامنے جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا اور دوسرے نے پوشیدہ کیا۔ جب حزیل فرعون کے پاس آئے فرعون نے ان دونوں شخصوں سے پوچھا کہ تمہارا پروردگار کون ہے کہا تو ہے۔ پھر حزیل سے پوچھا کہ تمہارا پروردگار کون ہے۔ کہا جو ان کا پروردگار ہے وہی میرا ہے۔ فرعون نے سمجھا کہ خود اُسی کو کہتے ہیں لہذا خوش ہو گیا اور اُسی شخص کو مار ڈالا جس نے بیان کیا تھا۔ اور حزیل اور اُس شخص کو جس نے واقعہ کو پوشیدہ رکھا تھا نجات دی تو وہ شخص بھی موسیٰ پر ایمان لایا اور ساحروں کے ساتھ فرعون کے حکم سے قتل ہوا۔ بہت سی حدیثیں عامہ اور خاصہ کے طریقہ پر وارد ہوئی ہیں کہ پیغمبروں کی بخوبی تصدیق کرنے والے صدیق تین ہیں۔ مومن آل فرعون۔ مومن آل یاسین اور اُن میں سب سے افضل علی بن ابیطالب صلوات اللہ علیہ ہیں۔

تعلیمی نے نقل کیا ہے کہ حزیل فرعون کے اصحاب میں نجار تھے۔ وہ وہی تھے جنہوں نے مادر موسیٰ کے لئے تابوت بنایا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ فرعون کے خزانچی تھے۔ ستو سال تک اپنا ایمان پوشیدہ رکھا۔ یہاں تک کہ جس روز موسیٰ ساحروں پر غالب ہوئے اُس روز اپنا ایمان ظاہر کیا اور ساحروں کے ساتھ قتل کئے گئے

۱۔ مولف کہتے ہیں کہ مومن آل فرعون کے قتل ہونے اور نجات پانے کے بارے میں حدیثیں مختلف ہیں لیکن ہے کہ پہلے قتل سے نجات ہو گئی ہو لیکن آخر میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے ہوں اور احتمال ہے کہ نجات پانے کی حدیثیں تقیہ کی بناء پر وارد ہوئی ہوں۔

اور حزہیل کی زوجہ فرعون کی لڑکیوں کی مشاطہ تھی اور مومنہ تھی۔ ایک روز کنگھی اُس کے ہاتھ سے گر پڑی کہا بسم اللہ۔ فرعون کی دختر نے کہا کیا میرے باپ کے لئے کہا نہیں بلکہ اس کے بارے میں کہتی ہوں جو میرا اور تیرا اور تیرے باپ کا پروردگار ہے اُس نے کہا میں اپنے باپ سے بیان کروں گی اُس نے کہا کہہ دینا۔ لڑکی نے وہ قصہ فرعون سے بیان کیا۔ اُس نے اُس مومنہ کو مع اُس کے بچوں کے طلب کیا اور پوچھا تیرا پروردگار کون ہے۔ جواب دیا میرا پروردگار اور تیرا وہی ہے جو تمام جہانوں کا خدا ہے تو اُس نے ایک تانبے کا تنور منگایا اور اُس میں آگ روشن کر کے اُس مومنہ کو مع اُس کے بچوں کے طلب کیا۔ اُس عورت نے کہا میری خواہش ہے کہ میری اور میرے بچوں کی ہڈیاں جمع کر کے زمین میں دفن کرا دینا۔ اُس نے کہا چونکہ ہم پر تیرا حق ہے لہذا ایسا ہی کروں گا پھر حکم دیا تو اُس کے ایک ایک فرزند کو لہگ میں ڈالا۔ جب آخری بچہ کو جو شیر خوار تھا آگ میں ڈالا وہ بحکم خدا گویا ہوا کہ اے مادر مہربان صبر کیجئے کیونکہ آپ حق پر ہیں پھر اُس مومنہ کو بھی تنور میں ڈال دیا۔ آسیہ کے بارے میں یہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل سے تھیں اور مومنہ مخلصہ تھیں۔ فرعون کے محل میں پوشیدہ طور پر خدا کی عبادت کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ فرعون نے زن حزہیل کو قتل کیا۔ اُس وقت آسیہ نے دیکھا کہ اُس مومنہ کی روح فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں اُن کا یقین اور بھی زیادہ ہو گیا اسی اُنہیں فرعون اُن کے پاس آیا اور اس مومنہ کا قصہ آسیہ سے بیان کیا۔ آسیہ نے کہا اے فرعون تجھ پر وائے ہو یہ کیا جرات ہے جو خدا کے مقابلہ میں تو کر رہا ہے۔ فرعون نے کہا تو بھی اُسی عورت کی طرح دیوانی ہو گئی ہے۔ آسیہ نے کہا نہیں بلکہ میں اُس خدا پر ایمان لائی ہوں جو میرا اور تیرا اور تمام عالم کا پروردگار ہے۔ یہ سن کر فرعون نے مادر آسیہ کو طلب کیا اور کہا کہ تیری لڑکی دیوانی ہو گئی ہے اُس سے کہہ دے کہ موسیٰ کے خدا سے انکار کرے ورنہ موت کا مزہ اُس کو بھی چکھنا ہوں۔ ان نے ہر چند بھجایا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تو فرعون کے حکم سے اُن کو جلا دوں نے چار میخوں پر کھینچا اور عذاب کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئیں۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ جس وقت اُن پر عذاب کیا جا رہا تھا ان کے پاس حضرت موسیٰ کا گذر ہوا آپ نے دُعا کی تو خدا نے سزا کی تکلیف اُن سے زائل کر دی۔ یعنی فرعون کے عذاب کی اُن کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ اُس حال میں آسیہ نے کہا خدا یا میرے لئے بہشت میں ایک مکان بنا تو خطاب ہوا کہ اوپر نگاہ کرو۔ جب دیکھا اپنی جگہ بہشت میں نظر آئی تو خدا ان ہوئیں۔ فرعون نے

حزہیل کی زوجہ اور اس کے بچوں کی شہادت۔

حضرت آسیہ کی شہادت

کہا دیکھو اس کے جنون کو کہ میں اُس کو عذاب کرتا ہوں اور وہ ہنستی ہے۔ غرض کہ وہ رحمت الہی سے حاصل ہوئیں۔ اور سلیمانؑ سے روایت ہے کہ آسیہ پر دھوپ میں عذاب کیا جا رہا تھا۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا انہوں نے اُن پر سایہ کیا۔

فصل پنجم | دریائے نیل سے گزرنے کے بعد بنی اسرائیل کے حالات۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب بنی اسرائیل دریائے باہرائے اور ایک صحرائے میں مقیم ہوئے تو جناب موسیٰؑ سے کہنے لگے کہ ہم لوگوں کو تم نے ہلاک کیا کہ آبادی سے ایک جنگل میں پہنچا دیا جہاں نہ سایہ ہے نہ کوئی درخت نہ پانی۔ تو حق تعالیٰ نے اُن پر ایک ابر بھیجا جو دن میں اُن پر سایہ کرتا تھا اور رات کو اُن پر نازل ہوتا تھا جو گھاس پھوس اور درخت پر بیٹھتا تھا تاکہ اُن کی غذا ہو۔ اُس کے بعد بھنے ہوئے مرغ اُن کے دسترخوان پر گراتا تھا جسے وہ لوگ کھاتے تھے جب وہ لوگ سیر ہو جاتے تھے تو وہ تمام مرغ خدا کے حکم سے زندہ ہو کر اُڑ جاتے تھے۔ جناب موسیٰؑ کے پاس ایک پتھر تھا جسے وہ اپنے لشکر کے درمیان رکھ دیتے تھے اور اپنا عصا اُس پر مارتے تھے اُس میں سے ہر سبط کی جانب ایک چشمہ جاری ہو جاتا تھا۔ وہ لوگ بارگاہِ سبط تھے جب اسی حال سے ایک مدت گزری کہا اے موسیٰؑ ہم ایک کھانے پر نہیں صبر کر سکتے خدا سے دعا کرو کہ ہمارے لئے زمین سے سبزی ترکاری کڑی گیہوں (یا لہسن) مسور اور پیاز پیدا کرے فرمایا فوم گندم کہ کہتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ لہسن ہے اور بعض کہتے ہیں کہ روٹی ہے۔ موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ کیا ایسی معمولی چیزوں سے عمدہ اور بہتر چیزوں (من و سلویٰ) کو تبدیل کرنا چاہتے ہو تو مصر یا کسی دوسرے شہر میں چلو وہاں تمہاری خواہش کے مطابق چیزیں مل جائیں گی۔

بند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا۔ کہ بنی اسرائیل کو ارض مقدس کی طرف لے جائیں وہاں سے وہ کفار کو نکال دیں اور خود ساکن ہوں۔ اُس وقت بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تھی جناب موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ خدا نے تمہارے لئے مکہ دیا اور مقرر کر دیا ہے کہ ارض مقدس میں جیلِ قیام کرو اور مرتد نہ ہو اور حکم خدا سے انحراف نہ کرو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ وہ کہنے لگے اے موسیٰؑ ارض مقدس میں جباروں کا گروہ رہتا ہے جن کے مقابلہ کی ہم تاب نہیں رکھتے لہذا ہم ہرگز اُس شہر میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ وہ اُس شہر سے نکل نہ جائیں۔ ان میں سے دو شخصوں نے یعنی یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا نے کہا کہ خدا سے ڈرو۔ خدا نے ان دونوں

کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق عطا کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ سرکشانِ عمالقہ کے بارہ شہر ہیں۔ جب تم اُن میں داخل ہو گے تو اُن پر غالب ہو گے۔ خدا پر بھروسہ رکھو اگر اُس پر ایمان رکھتے ہو۔ اُن لوگوں نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز اس شہر میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ یہ جبار شہر میں موجود رہیں گے۔ تم مع اپنے پروردگار کے جاکر جنگ کرو ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ موسیٰ نے کہا خداوند! مجھے اپنی ذات پر اختیار ہے اور اپنے بھائی پر۔ مجھے گروہ فاسقوں سے الگ کر دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اُن لوگوں نے ارض مقدس میں داخل ہونا قبول نہیں کیا تو اُن پر چالیس سال تک اُس میں داخل ہونا میں نے حرام کر دیا وہ اسی زمین میں حیران و پریشان پھرا کریں گے۔ تم فاسقوں کی وجہ سے رنجیدہ نہ ہو۔ یہاں تک آیتوں کا ترجمہ تھا۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ وہ لوگ چار فرسخ زمین میں چالیس سال تک حیران پھرا گئے۔ اس سبب سے کہ انہوں نے خدا کے حکم کو روک دیا اور راضی نہیں ہوئے کہ اُس شہر میں داخل ہوں۔ شام کو منادی اُن کو ندا دیتا تھا کہ بارگروہ لوگ نکلتے اور رجز پڑھتے ہوئے روانہ ہوتے تھے اور سحر تک راستہ چلتے تھے پھر خدا زمین کو حکم دیتا تو وہ ان لوگوں کو اسی جگہ پہنچا دیتی تھی جہاں سے روانہ ہوتے تھے۔ جب صبح ہوتی تو وہ لوگ اپنے کو اسی سابق منزل میں پاتے تھے اور کہتے تھے کہ رات کو ہم لوگ راستہ بھول گئے۔ غرض کہ چالیس سال تک اسی حال میں رہے حق تعالیٰ اُن کے لئے من سلویٰ بھیجتا تھا۔ اُن کے ہمراہ ایک پتھر تھا جہاں وہ ٹھہرتے تھے موسیٰ اس پتھر پر عصا مارتے تھے اور اُس سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے تھے یعنی ہر سبط کی طرف ایک چشمہ جاری ہوتا تھا اور جب اُس کو دوسری جگہ لے جانا چاہتے تھے پانی واپس ہو کر اسی پتھر میں داخل ہو جاتا تھا۔ اسی پتھر کو ایک چوپائے پر بار کر لیا کرتے تھے اسی حال میں سوائے یوشع بن نون اور کالب بن یوحنانے سب مر گئے کیونکہ ان دونوں نے ارض مقدس میں داخل ہونے سے انکار نہیں کیا تھا اور موسیٰ اور ہارون بھی صحرائے تیبہ میں رحمتِ خدا سے واصل ہوئے۔

امام محمد باقرؑ اور جعفر صادقؑ علیہما السلام سے بہت سی حدیثوں میں منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لئے لکھ دیا اور مقدر کر دیا تھا کہ ارض مقدس میں داخل ہوں جب انہوں نے نافرمانی کی تو اُن پر ان شہروں میں داخل ہونا حرام کر دیا۔ (اور مقدر ہوا) کہ اُن کے فرزند داخل ہوں لہذا وہ تمام لوگ اُس صحرائے تیبہ میں مر گئے اُن

نہی اسرائیل کو قومِ عمالقہ سے لڑنے کا حکم اور ان کا انکار

صحرائے تیبہ میں بنی اسرائیل کا چالیس سال تک قید رہنا۔

کی اولاد یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا کے ساتھ اس شہر میں داخل ہوئی اور خدا جو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے جو چاہتا ہے ثابت فرماتا ہے اور اُس کے پاس ام الکتاب ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ اُن کے فرزند بھی داخل نہیں ہوئے بلکہ اُن کے فرزندوں کے فرزند داخل ہوئے۔

دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ شام کی زمین نہایت نیک و بہتر ہے لیکن وہاں کے لوگ بہت بُرے ہیں اور مصر بدترین شہر ہے کیونکہ وہ اس کا قید خانہ ہے جس پر خدا غضب فرماتا ہے اور بنی اسرائیل کا مصر میں داخل ہونا کسی سبب سے نہ تھا بجز اس کے کہ خدا اُن پر غضبناک تھا اُس گناہ کے سبب سے جو ان لوگوں نے کیا تھا۔ کیوں کہ حق تعالیٰ نے اُن سے فرمایا کہ ارض مقدسہ یعنی شام میں داخل ہو کیونکہ اُس نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ لیکن اُن لوگوں نے انکار کیا اس لئے چالیس سال تک مصر اور اُس کے بیابانوں میں حیران و پریشان پھرا گئے۔ اور مصر سے باہر نکلنا اور شام میں داخل ہونا اُن کو نصیب نہ ہوا مگر اُن کے توبہ کرنے اور خدا کے اُن سے راضی ہو جانے کے بعد۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اس سے کراہت رکھتا ہوں کہ اُس مٹی کے برتن میں کوئی غذا کھاؤں جو مصر میں بچتے کیا گیا ہو اور پسند نہیں کرتا کہ اپنا سر مصر کی مٹی سے دھوؤں۔ اس خوف سے کہ کہیں اُس کی خاک میری ذلت کا باعث نہ ہو اور میری عزت کو زائل نہ کر دے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جناب موسیٰ سے جب بنی اسرائیل نے کہا کہ تم اپنے پروردگار کے ہمراہ جا کر جنگ کرو ہم اسی جگہ بیٹھے ہیں۔ موسیٰ نے ہارون کا ہاتھ پکڑ کر چاہا کہ اُن کے درمیان سے نکل جائیں تو بنی اسرائیل کو خوف ہوا کہ اگر وہ چلے گئے تو ہم پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ اس لئے موسیٰ کے پاس گریہ و زاری کرتے ہوئے آئے اور التجا کی کہ وہ ان کے پاس رہیں اور خدا سے دعا کریں کہ اُن کی توبہ قبول فرمائے تو خدا نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ میں نے اُن کی توبہ قبول کی لیکن ان کو اس سرکشی کی سزا میں چالیس سال تک سرگشتہ اور پریشان رکھوں گا پھر وہ قارون کے سوا سب توبہ کے لئے تیرہ میں داخل ہوئے۔ وہ لوگ ابتدائے شب سے توریت پڑھتے ہوئے مصر کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اُن کے اور مصر کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ تھا جب مصر کے دروازہ تک پہنچتے تھے۔ زمین اُن کو اسی جگہ واپس کر دیتی تھی۔

ایضاً روایت ہے کہ جب بنی اسرائیل دریا سے گزرے تو ایک بُت پرست جماعت کے پاس پہنچے۔ موسیٰ سے کہا کہ ہمارے لئے بھی ایسا ہی خدا بنا دیجئے جیسا کہ ان لوگوں کا ہے موسیٰ نے کہا تم لوگ ایک جاہل گروہ ہو یہ لوگ اپنے اس عمل سے ہلاک ہونے والے ہیں کیونکہ ان کا عمل باطل ہے کیا خداوند عالم کے علاوہ کوئی اور خدا تمہارے لئے تلاش کروں حالانکہ اُس نے تم کو تمام عالم پر فضیلت دی ہے۔

ابن بابویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب بنی اسرائیل دریا سے عبور کر چکے کہنے لگے کہ اے موسیٰ کس قوت و ارادہ و سامان کے ساتھ ہم ارض مقدسہ میں پہنچیں گے حالانکہ اطفال اور عورتیں اور بڈے ہمارے ساتھ ہیں موسیٰ نے کہا کہ مجھ کو یقین نہیں ہے کہ خدا نے کسی گروہ یا کسی فرد کو دنیا میں وہ دیا ہو گا جو دنیا کے مال و سامان تم کو فرعون کی قوم سے میراث میں دلویا ہے اور اب بھی وہی تمہارے ہر معاملہ کا انتظام کریگا لہذا خدا کو یاد کرو اور اپنا کام اسی پر چھوڑ دو کہ وہ تم پر تم سے زیادہ مہربان ہے اُن لوگوں نے کہا اے موسیٰ دعا کرو کہ خدا ہم کو آب و غذا اور لباس عطا فرمائے اور ہم کو پیادہ رہنے سے نجات بخشنے اور گرمی سے سایہ میں رکھے۔ خدا نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ میں نے حکم فرمایا کہ آسمان من و سلویٰ اُن کے لئے بھیجے۔ ہوا سلویٰ کو بریاں کرے پھر اُن کو پانی دے اور ابر کو مامور کیا کہ اُن پر سایہ کرے اور اُن کے لباس کو حکم دیا۔ کہ جس قدر وہ بڑھتے جائیں لباس بھی بڑھتا جائے غرض موسیٰ نے اُن کو لے کر ارض مقدس کا رخ کیا جو بلاد شام میں فلسطین کے نام سے مشہور ہے۔ اُس کو اس لئے مقدس کہتے ہیں کہ وہاں یعقوبؑ پیدا ہوئے تھے اور وہ اسحقؑ و یوسفؑ کا مسکن تھا اور وفات کے بعد سب کو اُسی جگہ منتقل کر دیا گیا۔

حضرت امام حسن عسکری صلوٰۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں خداوند عالم کے قول وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ کے متعلق مسطور ہے یعنی یاد کرو اے بنی اسرائیل اُس وقت کو جبکہ تم پر ہم نے ابر کو سایہ فگن کیا جس وقت کہ تم لوگ تیرہ میں تھے تاکہ تم کو آفتاب کی گرمی اور مہتاب کی سردی سے محفوظ رکھے وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوٰی اور ہم نے تم پر مَنّ نازل کیا جس کو ترنجبین کہتے ہیں جو اُن درختوں سے نیچے گرتی تھیں اور وہ اٹھا لیتے تھے اور سلویٰ خدا نے اُن کے لئے بھیجا جو آسمانی پرندہ تھا جس کا گوشت تمام پرندوں سے بہتر تھا اور وہ لوگ بلا سختی اس کا کھا

کرتے اور کھاتے تھے غرض خدا نے اُن سے کہا کُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ
یعنی پاکیزہ چیزیں کھاؤ جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں اور میری نعمتوں پر شکر کرو اور میرے
اُن خاص بندوں یعنی محمد و آل محمد کی تعظیم کرو کیونکہ میں نے اُن کو قابل تعظیم بنایا
ہے اور اُن کو بڑا سمجھو۔ اس لئے کہ میں نے اُن کو بڑا کیا ہے اور اُن کی ولایت کا
تم سے عہد و پیمان لے چکا ہوں۔ وَمَا ظَلَمُونَا اُن لوگوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا کہ
جو کچھ ہم نے ان سے اُن بزرگواریوں کے باب میں عہد لیا تھا انہوں نے اس کو
بدل دیا اور اُس پر وفا نہیں کی لہذا کافروں کے کفر سے ہماری بادشاہی کو کوئی ضرر
نہیں پہنچتا جس طرح مومنوں کے ایمان سے ہماری سلطنت میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا
وَلٰكِنْ كَانُوا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ لیکن انہوں نے کافر ہو کر ہمارے حکم تبدیل
کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ وَاِذْ قُلْنَا اِذْ خُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ اور اُس وقت
کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے آباؤ اجداد گذشتگان کو حکم دیا کہ اس شہر میں یعنی
شہر اریحا میں داخل ہو جو ملک شام کا ایک شہر ہے جبکہ بنی اسرائیل صحرائے
تبیہ سے رہا ہوئے تھے۔ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ سَرَّعَدًا اور اُس شہر میں جس
جگہ چاہو بلا مشقت فراخی کے ساتھ روزی کھاؤ وَاِذْ خُلُوْا الْبَابَ سَجْدًا
اور شہر کے دروازہ میں سجدہ کر کے داخل ہو حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ
نے اُن کے لئے شہر کے دروازہ پر محمد اور علی صلوات اللہ علیہ کی صورت
مشکل فرمائی تھی اور اُن کو حکم دیا تھا کہ اُن تصویروں کی تعظیم کے لئے سجدہ کریں
اور اُن کی بیعت و محبت اپنے دلوں میں تازہ کریں اور اُن کی ولایت کا عہد و پیمان
اور اُن کی فضیلت کا اعتقاد جو اُن سے لیا گیا تھا یاد کریں وَتَقُوْا حِطَّةً
اور کہیں کہ یہ ہمارا سجدہ خدا کے لئے محمد و علی کی تصویر کی تعظیم کے جہت
سے ہے اور اُن کی ولایت کا اعتقاد ہمارے گناہوں کو کم کرنے والا اور ہماری خطاؤں
کو محو کرنے والا ہے۔ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ تاکہ ہم تمہارے گناہوں کو بخش دیں
وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ اور عنقریب ہم نیک لوگوں کے ثواب کو اور زیادہ
کروں گے۔ یعنی جو لوگ ایسا کریں گے اور پہلے گناہ نہ کئے ہوں گے تو ہم اُن کے
درجات و منازل کو اور زیادہ کریں گے فَبَعَثْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا الَّذِيْ قِيْلَ
لَهُمْ تَوَجَّنْ لَوْ كُوْلُوْا اَوْ يَطْلُبُوْا اَوْ يَطْلُبُوْا اَوْ يَطْلُبُوْا اَوْ يَطْلُبُوْا اَوْ يَطْلُبُوْا
فرمایا کہ سجدہ نہیں کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے اُن کو حکم دیا تھا اور نہ وہ بات کہی جو خدا نے

فرمائی تھی اور دروازہ کی جانب پشت کر کے داخل ہوئے۔ نہ خم ہوئے نہ داخل ہوتے وقت سجدہ کیا اور کہا کہ دروازہ کی اس قدر بلندی کے باوجود ہم کیوں خم ہو کر داخل ہوں کہ ان دونوں موسیٰ اور یوشع میں سے کوئی ہمارا مذاق اڑائے، اور ہم سے باطل اور بھل باتوں کے لئے وہ سجدہ کرائیں اور داخل ہوتے وقت خطہ کے بجائے حنطہ سمکانا کہنے لگے یعنی سرنج گندم جسے ہم اپنی غذا بنائیں گے ہم کو اس قول و فعل سے زیادہ محبوب ہے۔ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ آلِ إِبْرَاهِيمَ مَا يَأْتِيهِمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ إِنَّهُم كَانُوا يَفْسُقُونَ۔ تو ہم نے اُن لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا تھا اُن کے فسق کے سبب سے آسمان سے رجز اور ایک قسم کا عذاب بھیجا اس لئے کہ انہوں نے محمد و آل محمد کی ولایت کے لئے اطاعت نہیں کی اور وہ رجز یہ تھا کہ ایک روز سے کم وقت میں ان میں سے ایک لاکھ بیس ہزار اشخاص طاعون میں مر گئے اور وہ لوگ وہ تھے جن کو خدا جانتا تھا کہ ایمان نہ لائیں گے اور توبہ نہ کریں گے وہ عذاب اُس پر نازل نہیں ہوا جس کے بارے میں خدا کو علم تھا کہ توبہ کرتے گا یا اُس کے صلب سے کوئی مومن پیدا ہو گا جو خدا کی اُس کی یکتائی کے ساتھ عبادت کرے گا اور محمد کی رسالت پر ایمان لائے گا اور علی کی ولایت کو پہچانے گا۔ پھر خدا نے فرمایا کہ إِذَا اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ۔ اے بنی اسرائیل اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا جبکہ وہ لوگ موسیٰ کے پاس صحرائے تیبہ میں فریاد کرتے اور روتے ہوئے پیاسے آئے اور کہا ہم تشنگی کے سبب سے ہلاک ہوئے جاتے ہیں تو موسیٰ نے کہا خداوند سبحان محمد سید انبیاء اور بحق علی سید اوصیاء اور بحق فاطمہ سیدہ نسا اور بحق حسن بہترین اولیاء اور بحق حسین افضل شہداء اور اُن کے خلفاء اور عمرت کا واسطہ جو تمام اذکیا اور پاک لوگوں میں بہتر ہیں اپنے ان بندوں کو سیراب کر فَعَلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ۔ تو خدا نے وحی کی کہ اے موسیٰ اپنے عصا کو پتھر پر مارو فَأَنفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا۔ جب عصا کو پتھر پر مارا تو اُس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ۔ یعنی اولاد یعقوب کے اسباط میں سے ہر قبیلہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ معلوم کر لی تاکہ دوسرے گروہ و قبیلہ سے پانی کے بارے میں مزاحمت و منازعت نہ کریں پھر خدا نے اُن سے خطاب کیا کہ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ یعنی اس رزق میں سے کھاؤ اور پیو۔ وَلَا تَعْثُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ اور زمین میں فساد کرنے والے نہ بنو

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَنْ نُّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامِهِ وَآجِدْ - اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے گزشتہ آباؤ اجداد نے جو موسیٰ کے زمانہ میں تھے اُن سے کہا کہ ہم سے ایک قسم کے کھانے پر یعنی من و سلویٰ پر نہیں رہا جاتا ہم کو دوسرے کھانوں کی ضرورت ہے جس کو مخلوط کریں فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْزِلُ الْأَرْضُ لَهَذَا نُسْجَ پروردگار سے دعا کرو۔ کہ ہمارے لئے وہ چیزیں بھیجا کرے جو زمین سے اُگاتا ہے۔ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَتُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصِلِهَا سبزی (سیاگ پات) گدڑی لہسن (یا گندم) مسور اور پیاز میں سے قَالَ أَلَسْتَبْدُ لَكُنَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ - موسیٰ نے کہا آیا یہ چاہتے ہو کہ بہتر چیز تم سے لے لی جائے اور اُس سے بدتر تم کو دی جائے۔ اِهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مِمَّا سَأَلْتُمُوهُ - تو اتر پڑو یعنی صحرائے تیبہ سے کسی شہر میں چلو وہاں تمہارے لئے جو تم چاہتے ہو سب چیزیں حاصل ہو جائیں گی۔

بند معتبر حضرت محمد باقرؑ سے قول خدا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا (آیت ۲۶) تا ۶۱ سورہ بقرہ پ) کی تفسیر میں منقول ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جبکہ موسیٰ زمین تیبہ سے نکلے اور تمام بنی اسرائیل آبادی میں داخل ہوئے۔ اور اُن لوگوں نے گناہ کیا تھا حق تعالیٰ نے چاہا کہ اُن لوگوں کو گناہ سے نجات دے اور اگر توبہ کریں تو بخشدے اس وجہ سے اُن سے کہا کہ جب شہر کے دروازہ پر پہنچیں سجدہ کریں اور حطہ (یعنی بخشش) کہیں تاکہ اُن کے گناہ بخش دیئے جائیں اور خطائیں محو کر دی جائیں۔ اُن میں جو نیک لوگ تھے انہوں نے ایسا ہی کیا تو اُن کی توبہ قبول ہوئی لیکن ظالموں نے بجائے حطہ کے حنطہ حمر یعنی سرخ گندم طلب کیا اس لئے اُن پر عذاب نازل ہوا۔

متواتر حدیثوں میں عامہ اور خاصہ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ اس امت میں میرے اہل بیت کی مثال بنی اسرائیل کے باب حطہ کی سی ہے جس طرح بنی اسرائیل میں سے جو از روئے تواضع و انقیاد باب حطہ میں داخل ہوا اُس نے نجات پائی اور جو شخص اس طرح داخل نہ ہوا یعنی تکبر کیا اور نافرمانی کی وہ ہلاک ہوا اسی طرح اس امت میں جو شخص از روئے تسلیم و انقیاد میرے اہلبیت کی محبت میں داخل ہو گا۔ اُن کی امامت کا اعتقاد کرے گا۔ اُن کی متابعت اپنے اوپر لازم کر لے گا اور اُن کو اپنی بخشش کا وسیلہ سمجھے گا وہ نجات پائے گا اور جو شخص اُن

کی اطاعت سے سرتابی کرے گا اور دنیا ئے باطل کی پیروی کرے گا جس طرح سے اُن لوگوں نے سُرنج گندم طلب کیا وہ کافر اور ہلاک ہو گا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ طلوع آفتاب سے قبل سونا نخر ہے چہرہ کارنگ زرد کرتا ہے روزی سے محروم کرتا ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ روزی طلوع صبح سے آفتاب نکلنے کے درمیان تقسیم فرماتا ہے اسی وقت بنی اسرائیل پر من و سلویٰ نازل ہوتا تھا۔ جو اس وقت تک سوتا رہتا تھا اس کا حقہ نہیں نازل ہوتا تھا۔ وہ بیدار ہوتا تو اپنا حصہ نہیں پاتا تھا بلکہ دوسروں سے طلب و سوال پر مجبور ہوتا تھا۔

بند بائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب قائم آل محمدؑ مکہ سے ظہور فرمائیں گے اور کوفہ کی جانب متوجہ ہونا چاہیں گے اُن حضرت کا منادی اُن کے اصحاب کے درمیان ندا کرے گا کہ کوئی شخص اپنے ساتھ آب و غذا نہ رکھے۔ سنگ حضرت موسیٰ اُن کے ساتھ ہو گا اور وہ ایک اونٹ کا بار ہو گا جس منزل میں وہ لوگ قیام کریں گے اُس پتھر سے ایک چشمہ جاری ہو گا۔ جس سے ہر بھوکا و پیاسا جو پانی پئے گا سیر و سیراب ہو جائے گا یہی اُن کا توشہ ہو گا۔ یہاں تک کہ حضرت نجف اشرفؑ میں نزول اجلال فرمائیں گے۔ ۱۷

۱۷ مؤلف فرماتے ہیں کہ مفسرین نے ارض مقدسہ کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ وہ کون سی زمین ہے بعض لوگوں نے بیت المقدس کہا ہے بعض نے دمشق اور فلسطین۔ بعض نے شام اور بعض نے طور اور اس کے اطراف کی زمین بیان کی ہے۔ حدیثیں اس بارے میں مذکور ہو چکیں۔ ایضاً۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا موسیٰ ارض مقدسہ میں داخل ہوئے یا نہیں۔ لیکن احادیث معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسیٰ نے تیرہ میں رحلت فرمائی اور یوشع بن نون اُن حضرت کے وصی نے بنی اسرائیل کو تیرہ سے نکالا اور ارض مقدس میں پہنچایا۔ جیسا کہ اس کے بعد مذکور ہو گا۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا باب حطہ صحرائے تیرہ میں واقع ہوا یا وہاں سے نکلنے کے بعد۔ اکثر لوگوں کا یہ عقائد ہے کہ باہر نکلنے کے بعد بنی اسرائیل مامور ہوئے کہ اس طرح بیت المقدس کے دروازہ میں یا شہر اریحا کے دروازہ میں داخل ہوں۔ اس عقائد کی بنا پر چاہئے کہ موسیٰ اُس وقت اُن کے ساتھ نہ رہے ہوں۔ بعض نے کہا ہے کہ موسیٰ نے تیرہ میں ایک قبۃ بنایا تھا۔ جس کی طرف رخ کر کے غار پڑھتے تھے۔ بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اُس قبۃ کے دروازہ سے خم ہو کر داخل ہوں اور توافع و انکساری کے ساتھ اپنے گناہوں کی آمرزش طلب کریں جس سے رکوع مراد ہو گا بعض نے کہا ہے کہ سجود سے مراد خضوع عاجزی اور تواضع ہے بعض نے کہا (بقیہ ماثرہ ص ۴۴۲)

ثعلبی نے عرائس میں روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ ان کو اور ان کی قوم کو ارض مقدس شام عطا فرمائے گا اور ان کا مسکن قرار دے گا اور قوم عمالقہ کو جو اُس وقت شام پر قابض تھے ہلاک کرے گا۔ جب بنی اسرائیل فرعون کے غرق ہونے کے بعد مصر میں داخل ہوئے حق تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ ملک شام کے شہر اریحا کی جانب متوجہ ہوں کیوں کہ میں نے مقدر فرمایا ہے کہ وہ شہر تمہارا مستقر ہو لہذا جاؤ اور عمالقہ سے جنگ کرو اور اریحا پر تصرف کرو اور موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنی قوم کے بارہ نقیب مقرر کریں ہر سبط کا ایک نقیب ہو جو ان کا سردار ہو۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ جب تک ان کا حال ہم پر ظاہر نہ ہو ہم ان سے جنگ کے لئے نہ جائیں گے۔ جناب موسیٰ نے ان نقیبوں کو قوم عمالقہ کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ جب وہ شہر اریحا کے قریب پہنچے ایک سرکش شخص عوج بن عناق سے ان کی ملاقات ہوئی۔ روایت میں ہے کہ اُس کا قد تینس ہزار تین سو تیس ہاتھ تھا وہ چھلی دریا کی تہہ میں سے پکڑ کر آفتاب سے بھون کر کھایا کرتا تھا۔ طوفان نوح میں پانی اُس کے زانوؤں تک تھا۔ اُس کی عمر تین ہزار سال کی تھی۔ اُس کی ماں خناق حضرت آدمؑ کی دختر تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ پہاڑ سے ایک چٹان موسیٰ کے لشکر گاہ کے برابر اُکھاڑ لایا۔ تاکہ ان کے لشکر پر پھینکے حق تعالیٰ نے ہدہد کو بھیجا کہ اُس پتھر میں سوراخ کر دے تو وہ پتھر اُس کے گلے میں طوق کی طرح پڑ گیا اور وہ زمین پر گر پڑا۔ حضرت موسیٰ آئے۔ آپ کا قد دس ہاتھ تھا اور عصا دس ہاتھ لمبا تھا آپ نے دس ہاتھ جست کی تو عصا عوج کے گھٹنے پر مارا اور وہ ہلاک ہوا۔ غرض کہ جب عوج نے نقیبوں کو دیکھا ان کو اپنے دامن میں اٹھالیا اور اپنی زوجہ کے پاس لا کر رکھ دیا اور کہا کہ یہ جماعت مجھ سے لڑنے آئی ہے اور چاہا کہ پیر سے ان سب کو کچل کر ہلاک کر دے۔ زوجہ نے کہا کہ ان کو چھوڑ دو تاکہ تمہارا حال جا کے اپنی قوم سے بیان کریں۔ وہ لوگ وہاں سے آئے اور تمام شہر میں گھوم بھر کر ان کے حالات دریافت کئے۔ ان کے ایک خوشہ انگور کو اُس کی ٹہنیوں کے ساتھ بنی اسرائیل کے پانچ آدمی اٹھا سکتے تھے اور انار کے نصف پوست پر چار آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ جب نقبا اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے انہوں نے

عوج بن عناق کا حال۔

(بقیہ حاشیہ ص ۴۴۳) ہے کہ داخل ہونے کے بعد سجدہ کرنے اور طلب مغفرت سے مراد ہے اور سابقہ حدیثوں سے ان دونوں وجوہ کے درمیان ترجیح ظاہر ہوتی ہے۔

آپس میں مشورہ کیا کہ جو کچھ ہم نے دیکھا ہے اگر بنی اسرائیل سے بیان کریں گے تو وہ لوگ جناب موسیٰ کے اقوال میں شک کریں گے اور کافر ہو جائیں گے۔ لہذا بہتر ہے کہ اس خبر کو لوگوں سے پوشیدہ رکھیں اور موسیٰ و ہارون سے مخفی طور پر بیان کریں وہ لوگ جیسی مصلحت سمجھیں گے کریں گے یہ سچے کر کے آپس میں عہد کیا۔ غرض چالیس روز کے بعد موسیٰ کی خدمت میں پہنچے اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا۔ پھر ہر ایک نقیب اپنے سبط کے پاس آیا اور یہ بیان کو توڑ کر قوم علاقہ کے حالات اُن سب لوگوں سے بیان کر دیا اور اُن کو جہاد سے ڈرایا۔ لیکن یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا اپنے عہد پر قائم رہے۔ موسیٰ کی بہن مریم کالب کی زوجہ تھیں۔ غرض یہ خبر بنی اسرائیل میں مشہور ہو گئی تو وہ چلا کر رونے لگے اور کہنے لگے کاش ہم مصر ہی میں مر گئے ہوتے یا اس بیابان میں مر جاتے اور اس شہر میں داخل نہ ہوتے تاکہ ہمارے مال اور زن و فرزند علاقہ کی غنیمت نہ بنتے۔ پھر آپس میں کہنے لگے کہ آؤ اپنا ایک سردار بنا کر مصر کی طرف واپس چلیں۔ موسیٰ ہر چند اُن کی نصیحت کرنے لگے تھے کہ جس خدا نے تم کو فرعون پر غالب کیا وہ ہی اس قوم پر بھی غالب کرے گا۔ اُس نے فتح کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ خلاف وعدہ نہیں کرنا لیکن اُن لوگوں نے نہ مانا اور چاہا کہ مصر کی جانب واپس جائیں۔ یہ دیکھ کر کالب اور یوشع نے اپنے اپنے گریبانوں کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ خدا سے ڈرو اور ان سرکشوں کے شراریج میں چلو اُن پر خدا کی مدد سے غالب ہو گئے۔ ہم لوگوں نے اُن کو آزمایا ہے۔ اگرچہ اُن کے جسم قوی ہیں لیکن اُن کے دل کمزور ہیں اُن سے ڈرو نہیں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ بنی اسرائیل نے اُن کی بات نہ مانی اور چاہا کہ اُن کو سنگسار کر دیں اور موسیٰ سے کہا کہ ہم ہرگز اُس شہر میں داخل نہ ہوں گے تم اپنے پروردگار کے ساتھ جاؤ اور اُن سے جنگ کرو ہم تو اس جگہ سے حرکت نہ کریں گے۔ موسیٰ کو غصہ آیا اور اُن پر نعرہ بنی کی اور کہا خداوند میں تو صرف اپنی جان کا مالک ہوں اور اپنے بھائی کا۔ خداوند مجھے فاسقوں کے گروہ سے الگ کرے اس وقت ایک ابر قبہ الزمر کے دروازہ پر ظاہر ہوا اور خدا نے موسیٰ کو وحی کی کہ کب تک یہ گروہ نافرمانی کرتا رہے گا اور میری نشانہ کی تصدیق نہ کرے گا۔ میں ان سب کو ہلاک کر دوں گا اور تمہارے لئے ان میں سے ایک قوم زیادہ قوی قرار دوں گا۔ موسیٰ نے کہا خداوند اگر یکبارگی اُن کو تو ہلاک کر دے گا اور دوسری قومیں سنیں گی تو کہیں گی کہ موسیٰ نے اُن لوگوں کو اس لئے ہلاک کر دیا کہ اُن کو ارض مقدسہ میں داخل نہ کر سکے۔ پروردگار تیرا صبر تو یقیناً طویل فی اور تیری نعمت بے پایاں ہے اور تو ہی گناہوں کا بخشش والا اور

باپ کی فرزندوں کے لئے اور فرزندوں کی باپ کے لئے حفاظت کرنے والا ہے۔ لہذا ان کے گناہوں کو بخش دے اور ان کو اس بیابان میں ہلاک مت کر حق تعالیٰ نے وحی کی کہ تمہاری دعا کے سبب میں نے ان کو بخش دیا لیکن چونکہ تم نے ان کو فاسق کہہ دیا ہے اور ان پر نفرین کی ہے اس لئے قسم کھاتا ہوں کہ ارض مقدس میں داخل ہونا اب ان پر حرام کر دیا۔ سوائے یوشع اور کالمب کے اور اس بیابان میں ان کو چالیس سال تک سرگشتہ اور پریشان رکھوں گا۔ ان چالیس دنوں کے عوض جن میں ان لوگوں نے عمالقمہ کے حالات دریافت کئے پھر میرے حکم سے روگردانی کی۔ یہ لوگ اسی بیابان میں مرے گئے۔ اور ان کے فرزند ان ارض مقدسہ میں داخل ہوں گے۔ پھر حق تعالیٰ نے تیبہ میں ان پر ایک چھوٹا ابر بھیجا جو ابر باران کے مانند تھا بلکہ بہت چھوٹا ٹھنڈا اور نہایت بہتر تھا۔ ہمیشہ ان کے سروں پر سایہ فگن رہتا۔ جہاں وہ لوگ جاتے ان کے ساتھ جاتا۔ آفتاب کی گرمی سے ان کو محفوظ رکھتا۔ خدا نے ان کے لئے نور کا ایک عمود پیدا کیا جو اندھیری رات میں روشنی دیتا اور ان کے لئے من بھیجا اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک گوند تھا جو ان کے درختوں پر جمتا تھا اور شیرینی میں شہد کے مانند تھا۔ بعض نے ترجمین کہا ہے بعض نے شہد بتایا ہے بعض کہتے ہیں کہ چھوٹی روٹیاں تھیں بعض کہتے ہیں کہ کاڑھا شیرہ تھا بہر حال ہر شب کو برف کی طرح ان پر برستا تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ میٹھی چیز کھاتے کھاتے ہم مرے جاتے ہیں۔ اے موسیٰ دعا کرو کہ خدا ہم کو گوشت عطا کرے۔ تو حق تعالیٰ نے سلویٰ ان کے لئے نازل کیا اس میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سمانی سے مشابہ ایک طائر تھا بعض کہتے ہیں کہ مرغ پرند سے تھے جو آسمان سے ان پر ایک میل کے برابر آتے تھے اور ایک دوسرے پر بیٹھتے ہوئے ایک نیزہ بلند ہو جاتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ بوتل کے چوزوں کی طرح تھے جن کے بال و پر دور کئے ہوئے اور بھنے ہوئے ہوتے تھے۔ ہوا ان کو اڑا لاتی تھی اور بعض نے کہا ہے کہ طائر آتے تھے وہ لوگ ان کو اپنے ہاتھ سے پکڑتے تھے۔ وہ کنجشک سے بہت بڑے ہوتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ سلویٰ شہد تھا۔ جو ہر ایک کو ایک رات دن کے لئے ملتا تھا اور چھو کے روز دو شبانہ روز کے لئے کیونکہ روز شنبہ کو وہ نازل نہیں ہوتا تھا اور جو شخص زیادہ لے لیتا تھا اس میں کیڑے پڑ جاتے تھے پھر دوسرے روز اس کے لئے وہ نازل نہیں ہوتا تھا جیسا کہ اس امت میں جو شخص کہ حرام روزی حاصل کرتا ہے حلال روزی سے

محروم ہو جاتا ہے۔ جو خدا اُس کے لئے مقدر کئے ہوتا ہے۔ جب وہ لوگ پانی طلب کرتے تھے موسیٰ عصا کو پتھر مارتے تھے تو بارہ بڑی بڑی نہریں جاری ہو جاتی تھیں جن میں سے ہر سبط کے لئے ایک نہر ہوتی تھی جب وہ لباس طلب کرتے تھے خدا اُسی لباس کو جو وہ پہنے رہتے تھے نیا کر دیتا تھا۔ وہ کبھی پرانا نہیں ہوتا تھا بلکہ ہر روز نیا اور تازہ رہتا تھا اُن کے بچے لباس پہنے ہوئے پیدا ہوتے تھے۔ جوں جوں بڑے ہوتے تھے اُن کے کپڑے بھی بڑے ہوتے جاتے تھے۔ تیرہ کی چوڑائی کے بالے پر ہے کہ سترہ فرسخ تھی اور بعض چھ فرسخ کہتے ہیں۔

تعلیمی نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی بھیجی کہ مسجد ان کی نماز جماعت کے لئے تعمیر کریں اور بیت المقدس کو توریت و تابوت سلیمان کے لئے بنائیں اور ایک قبہ اُن کی قربانی کے لئے تیار کریں اور مسجد کے لئے سراپردہ بنائیں جس کا رو و پشت قربانی کی کھال کا ہو۔ اُن کے بند جانوران قربانی کے بال کے ہوں اور ان بندوں کو حائضہ عورت نہ چھوئے اور اُن کھالوں کو مرد جنب نہ بنائے اور مسجد کے ستون تانبے کے ہوں۔ ہر ایک کی لمبائی چالیس ہاتھ ہو اور اُس کے بار حصے کریں ہر حصہ کو ایک گروہ اٹھائے اور وہ سراپردے چھ سو ہاتھ لمبے ہوں اور سات قبے برپا کریں اُن میں سے چھ قربانی کے لئے مُشک و طلا و نقرہ کے ہوں اور اُن کو چاندی کے ستونوں پر نصب کریں اور ہر ستون کی لمبائی چالیس ہاتھ ہو اور چار پرے اُن قبول پر کھینچیں اور نیچے کا پردہ بہرہ سندس کا ہو دوسرا ارغوانی ہو تیسرا دیبا کا اور چوتھا قربانی کی کھال کا ہو جو دوسرے پردوں کو غبار اور بارش سے محفوظ رکھے۔ اُن کے بند بھی قربانی کے بال کے ہوں۔ اُن کے ستون چالیس ہاتھ ہوں اُن کے درمیان چاندی کے مربع خوان نصب کریں جس پر قربانی کو رکھیں ہر خوان چار ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا ہو اور ہر خوان کے چار پائے نقرہ کے ہوں ہر ایک کی بلندی تین ہاتھ ہو تاکہ کوئی شخص جب تک کھڑا نہ ہو اُس پر سے کوئی چیز نہ اٹھا سکے اور بیت المقدس کو جو ساتواں قبہ ہے سونے کے ستون پر نصب کریں جس کا طول ست ہاتھ ہو اور اُس کو طلا کے سیدھا پر رکھیں جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہو اور جس کو مختلف قسم کے جواہرات سے مرصع کیا ہو اُس کے نیچے سونے اور چاندی کی سلاخیوں کی جالیاں بنائیں۔ اُس کی طنائیں قربانی کے بالوں کی تیار کریں اور اُس کو مختلف رنگوں سرخ و زرد و بہرہ سے رنگ دیں اور وہ ساتوں پردے ایک دوسرے پر رکھیں

جانب درستی کا بیت المقدس کی تعمیر کا دستور ہوتا ہے۔

سب کے نیچے کا پردہ موٹے بزمِ ریشم کا ہو۔ دوسرا رغوانی اُس کے بعد حریر و دیبا کا سفید و زرد رنگا ہوا اور ساتواں جو سب کے اوپر ہو قربانی کی کمال کا ہو جو بارش اور گرد و غبار سے دوسرے پردوں کی حفاظت کرے۔ اُس کی وسعت ستر ہاتھ رکھیں۔ قبول کے فرش حریرِ سرخ کے ہوں اور ایک سونے کا صندوق اُس قبہ میں نصب کریں جو ميثاق کا صندوق ہو گا۔ اس کو طرح طرح کے جواہرات سے مرصع کریں اُس کے پائے سونے کے ہوں۔ اُس کی لمبائی نو ہاتھ چوڑائی چار ہاتھ اور بلندی موسیٰ کے قد کے برابر ہو۔ اُس قبہ کے چار دروازے ہوں۔ ایک سے ملائکہ داخل ہوں دوسرے سے موسیٰ۔ تیسرے سے ہارونؑ اور چوتھے سے فرزندان ہارونؑ۔ اور فرزندان ہارونؑ کو اُس قبہ کا اختیار ہو گا۔ اور صندوق کی محافظت کا اُن سے تعلق ہو گا۔ حق تعالیٰ نے موسیٰ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں سے جو شخص مانع ہوا ہو اُس سے ایک مثقال سونا لیکر بیت المقدس میں صرف کریں اور زیادہ جو کچھ ضرورت ہو فرعون اور اُس کے ساتھیوں کے مال و زیور میں سے جو حاصل ہوا ہے صرف کریں۔ موسیٰ نے ایسا ہی کیا۔ اُس وقت بنی اسرائیل چھ لاکھ تھے جن لوگوں سے یہ رقم وصول کی گئی اُن کی تعداد سات سو اسی تھی۔ پھر خدا نے موسیٰ پر وحی کی کہ میں آسمان سے تمہارے پاس ایک طرح کی آگ نازل کرتا ہوں جس میں دھواں نہ ہو گا نہ وہ کسی چیز کو جلائے گی نہ کبھی بجھے گی بلکہ جو قربانیاں مقبول ہوں گی اُن کو جلائے گی اور بیت المقدس کی قندیلیں اُس سے روشن ہوں گی۔ وہ قندیلیں سونے کی تھیں اور سونے کی زنجیروں میں لٹکی ہوئی تھیں جن میں یاقوت و مروارید اور طرح طرح کے جواہرات بڑے ہوئے تھے اور حکم دیا کہ مکان کے بیچ میں ایک بڑا پتھر رکھیں۔ اُس کے درمیان میں گرٹھا کریں کہ جو آگ آسمان سے نازل ہو اُس میں ہے۔ پھر موسیٰ نے ہارونؑ کو طلب کیا کہ خدا نے مجھے ایک آگ کے ذریعہ سے برگزیدہ کیا ہے جو آسمان سے بھیجے گا تاکہ جو قربانیاں مقبول ہوں گی اُس کو جلائے گی اور بیت المقدس کی قندیلیں روشن کرے گی۔ اور مجھے اُس گھر کے بارے میں وصیت کی ہے اور میں اُس کے لئے تم کو اختیار کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں۔ تو ہارونؑ نے اپنے دونوں فرزندوں شبر و شبیر کو طلب کیا اور کہا کہ خدا نے موسیٰ کو ایک امر کے لئے اختیار کیا ہے اور اُس کے بارے میں وصیت کی ہے اور موسیٰ نے اُس کے لئے مجھے اختیار کیا اور وصیت کی اور میں تم کو اختیار کرتا ہوں اور اُس امر کے بارے میں وصیت کرتا ہوں لہذا ہمیشہ بیت المقدس

کی تولیت اور تابوت اور آتش آسمانی کی محافظت اولاد ہارون علیہ السلام سے

متعلق رہی۔

فصل ششم

توریت کا نازل ہونا اور بنی اسرائیل کی سرکشی وغیرہ۔

حق تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا ہے کہ اے بنی اسرائیل اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تو جب موسیٰ تمہارے درمیان سے چلے گئے تو تم نے پچھڑے کو اپنا خدا بنا لیا حالانکہ تم نے اپنے اُوپر ظلم کیا۔ اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰ کو کتاب و بیان شراہ و احکام دیئے تاکہ تم ہدایت پاؤ اور

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ اگرچہ ثعلبی کی روایت اس قدر قابل اعتبار نہیں مگر ہم نے اس لئے نقل کیا کہ چند عجیب حالات پر مشتمل تھی اور اس لئے کہ اہل بصیرت پر ظاہر ہو کہ خاصہ و عامہ کی متواتر حدیث کی بنا پر حضرت رسولؐ نے حضرت امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ تم مجھ سے وہی نیت رکھتے ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی بلکہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ ایضاً عامۃ و خاصۃ کے طریقہ سے جو استفادہ کی بنا پر وارد ہوا ہے یہ ہے کہ حضرت رسولؐ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا نام عربی میں ہارونؑ کے فرزندوں کے ناموں پر اس لئے رکھا کہ جس طرح بیت المقدس کی تولیت جو بنی اسرائیل کا قبلہ اور بیت الشرف تھا اور تابوت کی محافظت جو اُن کے آسمانی علوم کا مخزن تھا اور آسمانی آگ کی نگہبانی جو اُن کے اعمال کے رد اور قبول ہونے کا معیار تھی۔ ثعلبی کے نقل کرنے کے مطابق جو اُن کے اکابر مفسرین محدثین میں سے ہیں ہارونؑ اور اولاد ہارونؑ سے متعلق تھی۔ اُسی طرح چاہیے کہ اس امت میں بھی صوری و معنوی کبہ کی محافظت و ولایت اور قرآن اور عام علوم الہی اور آثار پیغمبری حضرت امیر المومنینؑ اور اُن کی اولاد طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین سے متعلق ہو۔ یہی حضرات انوار ربانی کے نزول کی جگہ اور علوم و اسرار فرقانی کے مخزن ہوں اور اعمال خلق کا رد و قبول ان کے ہاتھ میں ہو اور اس امت کے طاعات و عبادات ان کے انوار ولایت سے وابستہ ہوں بلکہ اس امت کا بیت المقدس اُن بزرگواروں کا خانہ ولایت ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فِي بُيُوتِ اٰذِنَ اللّٰهُ اَنْ تَرْفَعَ وَيَدُّكُمُ فِيْهَا اَسْمُهُ اور اُس گھر والوں کی شان میں فرمایا ہے۔ يُسَبِّحُكُمْ فِيْهَا بِالْعُدُوِّ وَالْاَصْوَالِ رَجَالٌ لَا تُلْهِیْهُمْ تِجَارَةً وَّلَوْ بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ پھر فرمایا ہے۔ وَاِنَّمَا بُرِّدُ اللّٰهُ لِيُدْ هَبْ عَنْكُمْ الْاِرْحَاسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرْكُمْ تَطْهِيراً۔ اور اگر اُس مکان کی چھت اور دیوار کو بنی اسرائیل کی ضعیف عقل کے لئے سونے چاندی اور جواہرات سے زینت دی تھی تو خانہ وحی آشیانہ کی دیوار و چھت کو انوار ربانی کے جواہرات اور اسرار سبحانی کی روشنی ربانی صفحہ ۴۴۹ پر

یا دکر جس وقت کہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگوں نے مجھ سے کی پرستش کر کے اپنے نفسوں پر ظلم کیا لہذا اپنے پیدا کرنے والے سے توبہ کرو اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو یہ خدا کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے پھر خدا نے اُن کی توبہ قبول کی اور وہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے اور وہ وقت یاد کرو جبکہ تم لوگوں نے موسیٰ سے کہا کہ ہم تم پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ظاہر بظاہر خدا کو نہ دیکھ لیں گے تو تم کو بجلی نے لے ڈالا اور تم اُس کو دیکھتے ہی رہے پھر ہم نے تم کو اٹھایا اور تمہارے مرنے کے بعد تم کو زندہ کیا تاکہ تم شکر کرو۔ اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے تورات پر عمل کرنے کا عہد کیا اور کوہ طور کو تمہارے سروں پر ٹٹکا دیا اور کہا کہ جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا ہے اُس کو دل سے انقباض کرو۔ اور جو کچھ اُس میں ہے اُس کو یاد کرو مثل موعظہ و احکام کے شاید پرہیزگار ہو جاؤ تو اس کے بعد تم نے منہ پھیر لیا اور عہد کو توڑ ڈالا۔ اور اگر خدا کا فضل اور اُس کی رحمت شامل نہ ہوتی تو یقیناً تم لوگ خسارہ میں رہتے۔ پھر فرمایا ہے کہ یقیناً تمہارے پاس موسیٰ معجزات اور روشن دلیلوں کے ساتھ آئے تو اُس کے بعد تم لوگوں نے گوسالہ کی پرستش کی اور تم لوگ ستمگار تھے ہی۔ اور اُس وقت کو یاد کرو جب کہ تم پر

(بقیہ صفحہ ۴۴۸) اور حال رحمانی کی شاعری سے آراستہ کیا اور اُس میں سَا تَمَّا كَوْنُكَ دَرِّي كِ پَاك قَدْلِيں لُكَايَمِں اور مَثَلُ نُورٍ كَمِشْكُوَةٍ فِيْهَا مَصْبَاحُ كے نور سے ان کو روشن کیا اور اس کا روغن اپنے دست قدرت سے وادی قدس کے مبارک درخت زیتون سے نکالا اور اپنی جنت کی انگلیوں سے نچوڑا وہ اس حد تک ضیا بار ہوئیں کہ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيُّ كَوَلَوْ تَمَسَّهُ نَارٌ کی مصداق ہو گئیں اور نور پر نور زیادہ کیا جس سے جہالت کی تاریکیوں میں سرگشتہ و پریشان رہنے والوں کو اُن کو انوار ہدایت کی تجلیوں سے مقتضائے۔ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورٍ مِّنْ نِّسَاۗءِ حَيَاتِ اَبَدِي كے سرچشمہ تک پہنچایا اور اُس مکان کے چمن کو شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ كے بلند اشجار سے نزہت افزا بنایا اور اُس کے محراب میں وَاقُوا الْبُيُوتَ مِنْ اَبْوَابِهَا کا کتبہ نقش کیا اور اُس کے بلند دروازہ پر اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلَى بَابِهَا كُنْدَا سے وادی حیرت کے گم گشتہ لوگوں کی رہنمائی فرمائی ہے۔ پس افسوس ہے اُس آنکھ پر جو ایسی بلند غارت کو نہ دیکھے اور لعنت ہے اُس پر جو ایسی نفع بخش آواز کو نہ سنے۔ انشاء اللہ اس کلام کا تتمہ کتاب امامت میں مذکور ہوگا۔ اس جگہ صرف اشارہ پر ختم کیا جاتا ہے۔

ہم نے کوہ طور کو لٹکا دیا اور کہا کہ جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا ہے اس کو ولی اور جسمانی قوت کے ساتھ اختیار کرو اور سنو اور قبول کرو تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی اور ان کے کفر کے سبب سے ان کے دلوں میں بچڑے کی محبت جڑ پکڑ گئی تھی۔ تو اسے محمدؑ ان سے کہو کہ تمہارا ایمان جس چیز کا حکم دیتا ہے وہ بُری شے ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اور سورہ مائدہ میں فرمایا ہے کہ بیشک خدا نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ان میں سے بارہ نقیبوں کو اختیار کیا جو ان کے حالات سے آگاہ اور ان کے امور کے ضامن تھے۔ اور خدا نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم اور مدد کرو اور خدا کی راہ میں مال خرچ کر کے اس کو قرضِ حسنہ دو۔ تو یقیناً ہم تمہارے گنہگار کو برطرف کر دیں گے اور تم کو ان بہشتوں میں داخل کریں گے جن میں نہرں جاری ہوں گی پھر اس کے بعد تم سے جو کافر ہو جائے گا تو وہ راہِ راست سے بھٹک گیا۔ اور سورہ اعراف میں فرمایا ہے کہ ہم نے موسیٰؑ سے توریت بھیجی تھی میں تیس راتوں کا وعدہ کیا۔ پھر اس کو دس راتیں اور بڑھا کر چالیس راتوں میں پورا کیا۔ غرض کہ ان کے پروردگار کی مدتِ چالیس راتوں میں تمام ہوئی اور موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا کہ میری قوم میں میرے خلیفہ رہو اور ان کے امور کی اصلاح کرو اور فساد کرنے والوں کی پیروی نہ کرنا پھر جب موسیٰؑ ہماری وعدہ گاہ پر آئے تو ان کا پروردگار ان سے ہمکلام ہوا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوند! مجھے اپنے کو دکھلا دے تاکہ میں تجھ کو دیکھوں۔ خدا نے فرمایا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنے مقام پر میری تجلی کے وقت قائم رہے تو تم بھی دیکھ سکتے ہو جب پروردگار عالم نے پہاڑ پر تجلی نازل کی اور اپنے انوارِ عظمت میں سے کچھ نور اُس پر ظاہر کیا تو پہاڑ (ٹکڑے ٹکڑے ہو کر) زمین سے ہموار ہو گیا اور موسیٰؑ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب موسیٰؑ ہوش میں آئے تو عرض کی کہ پالنے والے میں تجھ کو پاک جانتا ہوں۔ اس سے کہ کوئی دیکھ سکے اور میں پہلا ایمان لانے والا ہوں اس پر کہ تجھ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ خدا نے فرمایا کہ اسے موسیٰؑ میں نے تم کو لوگوں پر اپنی رسالت کے ساتھ اور اپنے ساتھ گفتگو کرنے سے برگزیدہ کیا لہذا جو کچھ یعنی توریت ہم تم کو دیتے ہیں اس کو لو اور شکر کرو اور ان کے لئے ہر قسم کی نصیحتیں اور ہر چیز کے احکام کی تفصیل ہم نے لوحوں پر لکھ دیں۔ لہذا اس کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کرو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ اس کو اختیار کریں اور بہتر طریقہ سے عمل کریں اور ہم تم کو عنقریب جہنم میں ناسقوا

۴۰۰ ان کا خداوند! مجھے اپنے کو دکھلا دے تاکہ میں تجھ کو دیکھوں۔ خدا نے فرمایا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنے مقام پر میری تجلی کے وقت قائم رہے تو تم بھی دیکھ سکتے ہو جب پروردگار عالم نے پہاڑ پر تجلی نازل کی اور اپنے انوارِ عظمت میں سے کچھ نور اُس پر ظاہر کیا تو پہاڑ (ٹکڑے ٹکڑے ہو کر) زمین سے ہموار ہو گیا اور موسیٰؑ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب موسیٰؑ ہوش میں آئے تو عرض کی کہ پالنے والے میں تجھ کو پاک جانتا ہوں۔ اس سے کہ کوئی دیکھ سکے اور میں پہلا ایمان لانے والا ہوں اس پر کہ تجھ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ خدا نے فرمایا کہ اسے موسیٰؑ میں نے تم کو لوگوں پر اپنی رسالت کے ساتھ اور اپنے ساتھ گفتگو کرنے سے برگزیدہ کیا لہذا جو کچھ یعنی توریت ہم تم کو دیتے ہیں اس کو لو اور شکر کرو اور ان کے لئے ہر قسم کی نصیحتیں اور ہر چیز کے احکام کی تفصیل ہم نے لوحوں پر لکھ دیں۔ لہذا اس کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کرو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ اس کو اختیار کریں اور بہتر طریقہ سے عمل کریں اور ہم تم کو عنقریب جہنم میں ناسقوا

کی جگہ مصر یا شام میں دکھادیں گے۔ اور فرمایا ہے کہ موسیٰ کی قوم نے اُن کے طور پر جانے کے بعد اپنے زیورات (طلا) سے ایک گوسالہ بنایا جس سے بچھڑے کی آواز ظاہر ہوتی تھی کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ وہ اُن سے گفتگو نہیں کرتا اور نہ اُن کو کسی راستہ کی ہدایت کرتا ہے اُن لوگوں نے خدا کے بجائے اُس بچھڑے کی پرستش کی اور وہ لوگ تو اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے ہی پھر جب پشیمان ہوئے اور اپنی گمراہی کو سمجھے تو کہنے لگے کہ اگر اے پروردگار تو ہم پر رحم نہ کرے گا اور ہم کو نہ بخشے گا تو ہم لوگ نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔ جب موسیٰ اپنی قوم کی جانب غضبناک اور اندوہناک واپس ہوئے اور کہا کہ میرے بعد تم نے بُری قائم مقامی کی کیا اپنے پروردگار کے امر میں تعجیل کی۔ اور موسیٰ نے توریت کی تختیوں کو زمین پر پھینک دیا اور اپنے بھائی ہارون کا سر کپڑا کر اپنی طرف کھینچا۔ ہارون نے کہا اے میرے ماں جانے بیشک قوم نے مجھ کو ضعیف کیا اور نزدیک تھا کہ مجھ کو مار ڈالیں لہذا دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دو اور ظالموں کے ساتھ مجھ کو نہ بھڑاؤ۔ موسیٰ نے کہا خدایا مجھ کو اور میرے بھائی کو بخش دے اور اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو ارحم الراحمین ہے یہ تحقیق کہ اُن لوگوں نے گوسالہ کی پرستش کی اور بہت جلد اُن کے پروردگار کا غضب ان کو پہنچے گا اور دنیا کی زندگی میں اُن کو ذلت نصیب ہوگی اور میں ایسی ہی سزا افترا کرنے والوں کو دیتا ہوں۔ ان لوگوں نے گناہ کیا ہے۔ لہذا توبہ کریں۔ اور ایمان لائیں ہیں۔ یقیناً تمہارا پروردگار بخشنے والا اور مہربان ہے۔ جب موسیٰ کا غصہ کم ہوا انہوں نے توریت کی تختیوں کو اٹھا لیا۔ اُن نسخوں میں اُن کے لئے ہدایت اور رحمت تھی تاکہ اپنے خدا سے ڈریں اور موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر آدمیوں کو ہماری میقات کے لئے اختیار کیا۔ وہ لوگ زلزلہ میں گرفتار ہوئے تو موسیٰ نے کہا اگر تو ان کو ہلاک ہی کرنا چاہتا تھا۔ تو پہلے ہی ہلاک کر دیتا کیا تو ہم کو ہلاک کرے گا۔ اُس کے عوض میں جو ان کے بیوقوفوں نے کیا۔ یہ تو ہمارے لئے امتحان اور آزمائش کے سوا کچھ بھی نہیں اور تو جس کو چاہتا ہے اسی طرح گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور تو ہی ہمارا مالک و ناصر ہے۔ پس ہم پر رحم فرما اور بخش دے اور تو سب سے زیادہ بخشنے والا ہے اور ہمارے لئے دنیا و آخرت میں حسنہ یعنی بہتر نعمت مقرر فرما اور ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں خدا نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب جس کو چاہتا ہوں پہنچاتا ہوں اور میری رحمت تو تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے لہذا عنقریب اپنی رحمت اُن لوگوں کے لئے لکھوں گا اور واجب قرار دوں گا جو لوگ کہ پرہیزگار ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور میری نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں (پرہیزگاروں سے مراد)

بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر آخر الزمان اور ان کے اوصیا اور آنحضرت کی امت میں نیک لوگ ہیں پھر فرمایا ہے کہ اس وقت کو یاد کرو جبکہ کوہ طور کو زمین سے اٹھا کر ہم نے اُن کے سروں پر ایک ابر یا ایک چھت کے مانند بلند کیا۔ ان لوگوں کو گمان ہوا کہ اُن کے سروں پر وہ گر پڑے گا۔ اور اُن سے کہا گیا کہ جو تم کو دیا گیا ہے اُس کو لو اور قبول کرو۔ اور جو کچھ اُس میں ہے حفظ کرو شاید پرہیزگار ہو جاؤ اور سورہ طہ میں فرمایا ہے کہ اے بنی اسرائیل بیشک ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم سے وعدہ کیا کہ کوہ طور کی واہنی جانب سے تمہارے پاس تورات بھیجتا ہوں اور تم پر من و سلوی نازل کیا اور کہا کہ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو روزی کی ہے اُس میں سے کھاؤ اور ہماری روزی کی ہوئی چیزوں میں زیادتی اور سرکشی نہ کرو ورنہ ہمارا غضب تم پر نازل ہوگا اور جس پر ہمارا غضب نازل ہوا تو وہ جہنم میں جاتا ہے اور ہلاک ہوتا ہے اور میں تو یقیناً اس کو بخشنے والا ہوں جو توبہ کرتا ہے اور آئہ حق کی ولایت سے ہدایت پاتا ہے۔ اور ہم نے موسیٰ سے کہا کہ کیا سبب ہے کہ اپنی قوم سے پہلے تم کوہ طور پر آئے۔ عرض کی وہ میرے پیچھے آتے ہیں اور پالنے والے میں نے تیری جانب اس لئے آنے میں عجلت کی تاکہ تو خوش ہو جی تعلقا نے فرمایا کہ تمہارے چلے آنے کے بعد میں نے تمہاری قوم کا امتحان لیا اور اُن لوگوں کو سامری نے گمراہ کر دیا تو موسیٰ اپنی قوم پر غصہ کرتے ہوئے اور محزون واپس ہوئے۔ اور فرمایا کہ لوگو! کیا خدا نے تم سے بہتر وعدہ نہ کیا تھا کیا تم پر وعدے دراز ہو گئے کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ تم پر تمہارے پروردگار کی جانب سے غضب نازل ہو کیونکہ تم نے میرے وعدہ کے خلاف عمل کیا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدہ کے خلاف نہیں کیا لیکن چونکہ فرعونوں کی دولت و زیورات سے ہم لوگوں نے بہت کافی مال پایا تھا۔ لہذا اُس کو آگ میں ڈال کر پھلایا۔ سامری نے بھی جو کچھ اُس کے پاس تھا اُس میں ملا دیا۔ پھر اُس نے اُس سے سونے کا ایک بچھڑا نکالا جس میں سے آواز نکلتی تھی تو اُن لوگوں نے کہا کہ یہ تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے اور فراموش ہو گیا کہ موسیٰ خدا کی ملاقات کے لئے طور پر گئے ہیں۔ کیا اُن لوگوں نے نہیں دیکھا کہ وہ بچھڑا اُن کے جواب میں کوئی بات نہیں کہہ سکتا اور نہ اُن کے نفع و نقصان کا مالک تھا یقیناً ہارون نے اُن سے پہلے ہی کہا تھا کہ تم نے بچھڑے کے ذریعہ سے دھوکا اور فریب کھایا کیونکہ تمہارا پروردگار تو خداوند رحمان ہے لہذا میری پیروی اور فرمانبرداری کرو اُن لوگوں نے کہا کہ ہم اس بچھڑے کی پرستش ترک نہیں کریں گے جب تک کہ موسیٰ نہ واپس

آئیں۔ موسیٰ نے کہا اے ہارونؑ تم کو کون امر مانع ہوا اس سے کہ تم میرے پاس طور پر آتے جبکہ تم نے دیکھا کہ وہ گمراہ ہو رہے ہیں کیا تم نے میرے حکم کی نافرمانی نہیں کی ہارونؑ نے کہا اے میرے مانجائے میرے سر اور داڑھی کو پکڑ کر نہ کھینچنے میں آپ کے پاس آنے سے اس لئے ڈرا کہ آپ کہیں گے کہ بنی اسرائیل کو تو نے پیرا گندہ کر دیا اور میرے حکم کی تعمیل نہ کی۔ پھر موسیٰؑ نے سامری سے کہا کہ تیرے ایسا کرنے کا سبب کیا ہے اُس نے کہا میں نے وہ دیکھا جو ان لوگوں نے نہیں دیکھا جس وقت کہ جبریلؑ آئے تاکہ فرعون کو غرق کریں۔ میں نے اُن کو دیکھا کہ اُن کے گھوڑے کا سُم جس جگہ پڑتا ہے اُس جگہ کی خاک متحرک رہتی ہے تو میں نے ایک مٹھی وہ خاک اٹھائی تھی اور اس بچھڑے میں ڈال دی تو یہ بولنے لگا۔ یہ میرے نفس نے مجھے پسند کر دیا۔ موسیٰؑ نے کہا کہ جا تجھ کو دنیا کی زندگی میں یہی نصیب ہو گا کہ تجھ کو کوئی نہ چھوئے گا نہ تیرے نزدیک آئیگا اور آخرت میں تیرے لئے عذاب ہے اور اس وعدہ کے خلاف نہ ہو گا اور دیکھ اُس خدا کو جس کی پرستش کرتا تھا میں اُس کو جلائے دیتا ہوں اور اُس کی راکھ دریا میں ڈال دوں گا۔ کیونکہ اُس خدا کے علاوہ تم لوگوں کا کوئی خدا نہیں ہے جس کا علم تمام چیزوں پر محیط ہے۔ سامری کی دنیا کے بارے میں اختلاف ہے کہ کیا بھی بعض نے کہا ہے کہ موسیٰؑ نے حکم دے دیا تھا کہ کوئی شخص اُس کے پاس نہ بیٹھے نہ اُس سے گفتگو کرے اور نہ اُس کو کچھ کھلائے اور نہ وہ کسی کے نزدیک آئے۔ بعض نے کہا ہے کہ خدا کا فرمان یوں ہی ہوا کہ جو شخص بھی اُس کے پاس بیٹھتا تھا وہ اور سامری دونوں بیمار ہو جاتے تھے۔ اس سبب سے وہ کسی کو اپنے نزدیک آنے نہیں دیتا تھا اور آج بھی اُس کی اولاد میں وہی اثر ہے کہ جب کوئی اُن کو مس کر لیتا ہے دونوں تپ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ دوزخ کے خوف سے بھاگا اور صحرا کے وحشیوں کے ہمراہ گھومتا پھرتا تھا یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے وعدہ کیا کہ تیس روز میں توریت اور لوحیں اُن کے پاس بھیجی جائیں گی آپ نے بنی اسرائیل کو وعدہ خدا کی اطلاع کی اور طور کی جانب روانہ ہوئے اور اپنی قوم میں ہارونؑ کو اپنا خلیفہ بنایا جب تیس روز گزر گئے اور موسیٰؑ واپس نہ آئے اُن لوگوں نے ہارونؑ کی اطاعت ترک کر دی اور چاہا کہ اُن کو مار ڈالیں اور کہنے لگے کہ موسیٰؑ نے ہم سے غلط کہا اور ہمارے پاس سے بھاگ گئے۔ اس وقت شیطان ایک مرد کی صورت میں اُن کے پاس

آیا اور اُس نے کہا کہ موسیٰ تمہارے درمیان سے بھاگ گئے اور اب واپس نہ آئیں گے لہذا اپنے زیورات جمع کرو تا کہ میں تمہارے لئے ایک خدا بنادوں۔ سامری موسیٰ کے مقدمہ شک کے سہوار تھا جس روز کہ خدا نے فرعون اور اُس کے ساتھیوں کو غرق کیا اُس نے جبریلؑ کو دیکھا کہ ایک مادہ حیوان پر سوار ہیں اور وہ جانور جس جگہ قدم رکھتا ہے وہ زمین حرکت کرنے لگتی ہے تو سامری نے جبریلؑ کے گھوڑے کے ٹاپ کے نیچے کی خاک اٹھالی۔ دیکھا کہ وہ حرکت کر رہی ہے اُس نے اُس کو ایک پتیلی میں رکھ لیا اور بنی اسرائیل پر ہمیشہ فخر کیا کرتا تھا کہ میرے پاس ایسی خاک ہے۔ جب شیطان نے بنی اسرائیل کو فریب دیا تو ان لوگوں نے بچھڑا بنایا۔ پھر وہ سامری کے پاس آیا اور کہا وہ خاک جو تیرے پاس ہے لا۔ اور اُس سے لے کر اُس بچھڑے کے شکم میں رکھ دیا تو اُسی وقت وہ بچھڑا حرکت میں آیا اور بولنے لگا اور بال اور دم اُس کے پیدا ہو گئی۔ اس وقت بنی اسرائیل نے اُس کو سجدہ کیا وہ ستر ہزار اشخاص تھے ہر چند ہارون اُن کو نصیحت فرماتے تھے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم اس بچھڑے کی پرستش ترک نہ کریں گے۔ جب تک موسیٰ نہیں آئیں گے اور چاہا کہ ہارون کو ہلاک کریں۔ ہارون نے گریز کی۔ غرض وہ اسی حال خسراں مال پر قائم رہے۔ یہاں تک کہ موسیٰ کو چالیس روز طور پر گزر گئے۔ خدا نے اُن کو وہیں ذی الحجہ کو توریت عطا فرمائی جو تختیوں پر نقش تھی۔ اُس میں وہ سب کچھ مثل احکام و مواعظ اور قصے کے جن کی اُن لوگوں کو ضرورت تھی موجود تھے۔ پھر خدا نے موسیٰ پر وحی کی کہ ہم نے تمہاری قوم کا تمہارے بعد امتحان لیا۔ سامری نے اُن لوگوں کو گمراہ اور وہ لوگ سونے کے بچھڑے کی جو بولتا ہے پرستش کرنے لگے ہیں۔ موسیٰ نے عرض کی الہی گو سالہ تو سامری نے بنایا آواز اُس میں کس نے پیدا کی فرمایا میں نے۔ اے موسیٰ جب میں نے دیکھا کہ اُن لوگوں نے میری جانب سے منہ پھیر لیا اور گو سالہ کی طرف مائل ہو گئے میں نے اُن کے امتحان کو اور زیادہ کر دیا۔ تو موسیٰ غصہ میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی جانب روانہ ہوئے اور جب اُن لوگوں کو اس حال میں مشاہدہ کیا تو توریت کی تختیوں کو بھیج دیا اور ہارون کے سر اور داڑھی کو پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اور کہا کہ جبکہ تم نے دیکھا کہ وہ لوگ گمراہ ہو رہے ہیں تو میرے پاس آئے میں تم کو کون سا امر مانع ہوا۔ ہارون نے کہا بھائی میرے سروریش کو نہ کھینچو میں خائف ہوا کہ کہیں یہ نہ کہو کہ تو نے بنی اسرائیل میں جدائی ڈال دی اور میری بات کو نہ مانا۔ پھر بنی اسرائیل نے

سامری کا بنی اسرائیل کو گمراہ کرنا اور بچھڑے کی پرستش۔

کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدہ کے خلاف عمل نہیں کیا۔ لیکن فرعون اور اُس کی قوم کے بیشمار مال و دولت ہم کو حاصل تھی۔ یعنی اُن کے زیورات وغیرہ تو ہم نے اُن سب کو آگ میں پگھلا دیا اور ایک گوسالہ بنایا سامری نے وہ خاک اُس کے شکم میں ڈال دی تو وہ بولنے لگا۔ اس سبب سے ہم نے اُس کی پرستش کی۔ موسیٰ نے سامری پر اعتراض کیا کہ کیوں تو نے ایسا کیا اُس نے کہا کہ میں نے ایک مٹھی خاک دریا کی اسپ جبریلؑ کے سم کے نیچے سے اُٹھالی تھی۔ اُسی کو گوسالہ کے شکم میں ڈالی تو وہ بولنے لگا اور میرے نفس نے میرے لیے یوں ہی زینت دی۔ یہ سُن کر موسیٰ نے گوسالہ کو آگ میں جلا کر اُس کی راکھ دریا میں بہا دی اور سامری سے کہا کہ جاتیرے لئے جب تک تو زندہ ہے یہی روزی ہو گا کہ تو کہتا رہے لامساس۔ یعنی کوئی مجھ کو نہ چھوئے اور یہ علامت تیرے فرزندوں میں بھی باقی رہے گی تاکہ لوگ تم کو پہچانیں اور تمہارے فریب میں نہ آئیں۔ چنانچہ آج تک اولاد سامری مصر و شام میں مشہور ہیں اور اُن کو لوگ لامساس کہتے ہیں۔ غرض کہ موسیٰ نے ارادہ کیا کہ سامری کو مار ڈالیں لیکن خدا نے وحی فرمائی کہ اُس کو قتل نہ کر و کیونکہ وہ سخی ہے۔

بند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اُن کے ساتھ دو شیطان اُن کو تکلیف پہنچانے کے لئے موجود رہتے تھے اور اُن کی امت کے درمیان فتنہ و فساد برپا کرتے تھے اور اُس پیغمبر کے بعد لوگوں کو گمراہ کرتے تھے۔ نوحؑ کے زمانہ میں فسطیغوس اور حزام تھے۔ ابراہیمؑ کے عہد میں کیل اور ردام تھے۔ موسیٰؑ کے زمانہ میں سامری اور مرعقا۔ اور عیسیٰؑ کے وقت میں مولوس اور مرلیسان۔

ایضاً روایت ہے کہ خدا نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ میں تم پر توریت چالیس روز یعنی ماہ ذیقعدہ اور ماہ ذی الحجہ کے دس روز میں بھیجوں گا جس میں احکام ہوں گے۔ موسیٰؑ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تیس روز میں توریت اور الواح کو مجھ پر نازل فرمائے گا۔ خدا نے اُن کو یہی حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل سے تیس روز بتلا میں تاکہ وہ لوگ دل تنگ نہ ہوں موسیٰؑ نے بنی اسرائیل میں ہارونؑ کو اپنا جانشین بنایا اور کوہ طور کی جانب گئے۔ جب تیس روز گزر گئے اور موسیٰؑ واپس نہ آئے۔ بنی اسرائیل غضبناک ہوئے اور چاہا کہ ہارونؑ کو قتل کر دیں۔ اور کہنے لگے کہ موسیٰؑ نے ہم سے جھوٹ کہا یا ہمارے پاس سے بھاگ گئے اور ایک

ایسی سخاوت کے سبب سامری کی تلوار سے محفوظ رہا۔

توریت کے ساتھ گمراہ کرنے والے دو شیطان کا زمانہ۔

بچھڑا بنایا اور اُس کی پرستش کرنے لگے۔ اور دسویں ذی الحجہ کو خدا نے جناب موسیٰؑ پر تورات کی تختیاں نازل کیں جن میں احکام، خبریں قصے اور سنتیں سب کچھ موجود تھیں جن کی ان کو ضرورت تھی۔ جب خدا نے موسیٰؑ پر تورات نازل کی اور اُن سے گفتگو کی موسیٰؑ نے کہا خداوند! مجھے تو اپنے تئیں دکھا دے تاکہ تیری جانب نظر کروں تو حق تعالیٰ نے اُن پر وحی کی کہ میں نظر آنے والا نہیں ہوں اور میری عظمت کی نشانیوں کے دیکھنے کی کسی کو تاب نہیں ہے لیکن اس پہاڑ کی طرف دیکھو اگر یہ اپنی جگہ پر قائم رہے تو تم دیکھ سکتے ہو۔ غرض خدا نے پر وہ اُٹھا دیا اور اپنی آیات عظمت کی ایک نشانی پہاڑ پر ظاہر کی۔ تو پہاڑ دریا میں ڈوب گیا اور قیامت تک ڈوبتا جائے گا۔ فرشتے نیچے اتر آئے اور آسمان کے دروازے کھل گئے اور خدا نے فرشتوں کو وحی کی کہ موسیٰؑ کو دیکھیں تاکہ وہ بھاگیں نہیں۔ ملائکہ نازل ہوئے اور موسیٰؑ کے گرد احاطہ کر کے کہنے لگے کہ اے پسر عمران کھڑے ہو تم نے خدا سے بہت بڑا سوال کیا جب موسیٰؑ نے پہاڑ کو دیکھا کہ غرق ہو گیا اور فرشتوں کو اس حال میں مشاہدہ کیا۔ مُنہ کے بل خدا کے خوف اور اُس کیفیت کی ہیبت سے گر پڑے اور اُن کے بدن سے روح نے مفارقت کی۔ پھر خدا نے اُن کی روح دوبارہ اُن کے جسم میں واپس کی تو سر اُٹھایا اور کہا کہ میں تجھ کو پاک سمجھتا ہوں اس سے کہ تو دیکھا جاسکے اور میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں اور میں پہلا شخص ہوں کہ ایمان لایا یہ کہ تجھ کو کوئی دیکھ نہیں سکتا، اس وقت خدا نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ میں نے تم کو اپنی رسالت و گفتگو سے لوگوں پر برگزیدہ کیا اور اختیار کیا لہذا جو کچھ تم کو میں نے عطا کیا ہے اُس کو لو اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ تو جبرئیلؑ نے اُن کو آواز دی کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں قول خدا وَادْعُ نَا مُوسٰی اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْ تَمَّ الْعَجَل مِنْ مَّ بَعْدِ ۝ وَاَنْتُمْ ظَالِمُوْنَ - کی تفسیر میں منقول ہے کہ امام نے فرمایا کہ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ جب خدا تم کو مصیبتوں سے نجات دے گا اور تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا تو میں خدا کی جانب سے تمہارے لئے ایک کتاب لاؤں گا جو اوامر و نواہی، موعظوں، مثالوں اور نصیحتوں پر مشتمل ہوگی۔ جب خدا نے اُن لوگوں کو نجات دی تو موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنی وعدہ گاہ پر آویں اور پہاڑ کے نیچے تیس روز روزہ رکھیں موسیٰؑ کو

موسیٰؑ نے پہاڑ کو دیکھا کہ غرق ہو گیا اور فرشتوں کو اس حال میں مشاہدہ کیا۔ مُنہ کے بل خدا کے خوف اور اُس کیفیت کی ہیبت سے گر پڑے اور اُن کے بدن سے روح نے مفارقت کی۔ پھر خدا نے اُن کی روح دوبارہ اُن کے جسم میں واپس کی تو سر اُٹھایا اور کہا کہ میں تجھ کو پاک سمجھتا ہوں اس سے کہ تو دیکھا جاسکے اور میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں اور میں پہلا شخص ہوں کہ ایمان لایا یہ کہ تجھ کو کوئی دیکھ نہیں سکتا، اس وقت خدا نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ میں نے تم کو اپنی رسالت و گفتگو سے لوگوں پر برگزیدہ کیا اور اختیار کیا لہذا جو کچھ تم کو میں نے عطا کیا ہے اُس کو لو اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ تو جبرئیلؑ نے اُن کو آواز دی کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔

گمان ہوا کہ تیس روز کے بعد خدا اُن کو کتاب عطا فرمائے گا تو تیس روز روزہ رکھا جب تیس روز پورے ہو گئے موسیٰ نے افطار کرنے سے پہلے مسواک کی تو خدا نے اُن پر وحی کی کہ اے موسیٰ شاید تم کو نہیں معلوم کہ روز دار کے دہن کی بو میرے نزدیک مُشک کی بو سے زیادہ بہتر ہے لہذا دس روز اور روزہ رکھو۔ افطار کے وقت مسواک مت کرنا۔ موسیٰ نے ایسا ہی کیا۔ خدا نے وعدہ کیا تھا کہ کتاب چالیس شب و روز میں اُن کو عطا فرمائے گا غرض چالیس روز کے بعد کتاب اُن پر نازل کی اُدھر سامری نے بنی اسرائیل کے ضعیف اعتقاد لوگوں کو شبہ میں ڈالا کہ موسیٰ نے تم سے چالیس شب و روز میں واپس آنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور اس وقت تک بیس دن اور بیس راتیں گزر گئیں (یعنی شب و روز ملا کر چالیس کی تعداد ہو گئی) اور موسیٰ کا وعدہ ختم ہو گیا۔ موسیٰ نے اپنے پروردگار کو نہیں دیکھا۔ وہ تو تمہاری طرف آیا ہے اور چاہتا ہے تم کو اپنے تئیں دکھا دے کیونکہ وہ قادر ہے کہ تم کو اپنی طرف بلائے بغیر اس کے کہ موسیٰ درمیان میں ہوں اور سمجھ لو کہ موسیٰ کو اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ اُن کی اُس کو ضرورت تھی۔ پھر سامری نے جو گوسالہ بنایا تھا۔ پیش کیا بنی اسرائیل نے کہا کیونکہ گوسالہ ہمارا خدا ہو سکتا ہے اُس نے کہا کہ تمہارا پروردگار اس گوسالہ کے ذریعے سے تم سے بات کرے گا جس طرح کہ موسیٰ کے ساتھ درخت کے ذریعہ سے ہم کلام ہوا تھا۔ پھر اُن لوگوں نے گوسالہ میں سے نکلتی ہوئی آواز سنی تو کہنے لگے کہ بیشک خدا اس بچھڑے میں آگیا۔ جس طرح درخت میں داخل ہو گیا تھا جب موسیٰ واپس آئے اور یہ حالات معلوم کئے تو گوسالہ سے پوچھا کیا تیرا پروردگار تجھ میں تھا جیسا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہیں گوسالہ گویا ہوا اور بولا میرا پروردگار اس سے منزه ہے کہ گوسالہ یا درخت اُس کو احاطہ کر سکے یا وہ کسی مکان میں ہو۔ خدا کی قسم اے موسیٰ ایسا ممکن نہیں۔ لیکن سامری نے میرا پچھلا حصہ ایک دیوار سے متصل کر کے دیوار کی دوسری جانب زمین میں نقب لگایا پھر اپنے گمراہوں میں سے ایک شخص کو اُس جگہ چھپا دیا۔ وہ میری دم کی جانب منہ ڈال کر اُن سے گفتگو کرتا تھا۔ چونکہ بنی اسرائیل محمد و آل محمد پر صلوات بھیجنے میں سستی کرنے لگے۔ اُن کی محبت سے انکار کیا۔ اور پیغمبر آخر الزماں کی پیغمبری اور اُن کے برگزیدہ وصی کی امامت کے اعتقاد سے منحرف ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے میری عبادت کے لئے مخدول ہوئے اور مجھ کو اپنا خدا

روزہ اور ریت

ساری کا گوسالہ بنایا کہ جس کی پیشانی پر بنی اسرائیل کا رعب تھا۔

سمجھایہ اُن کی تقصیر کا سبب ہوئی کہ خدا کی توفیق اُن سے زائل ہو گئی۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگار کے امر کو جانا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب وہ لوگ محمد اور ان کے وصی پر صلوات میں تقصیر کے سبب سے ذلیل ہوئے یعنی گو سالہ پرستی میں مبتلا ہوئے تو اے بنی اسرائیل محمد اور علیؑ کے ساتھ عداوت کرنے میں تم لوگ نہیں ڈرتے حالانکہ اُن کو دیکھتے ہو اور معجزات اور دلائل تم پر ظاہر ہیں۔ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ یعنی میں نے تمہارے آباؤ اجداد کی ابتدا میں گو سالہ پرستی کی خطا معاف کر دی شاید کہ اے زمانہ محمدؐ کے بنی اسرائیل تم شکر کرو اس نعمت کا جو تم پر اور تمہارے بزرگوں پر نازل کی۔ حضرت نے فرمایا کہ خدا نے اُن کو معاف نہ کیا مگر اس لئے کہ ان لوگوں نے محمدؐ اور ان کی آل طاہرہ کے واسطے سے خدا سے دعا کی اور اُن کی محبت کا اقرار کیا اُس وقت خدا نے اُن پر رحم کیا اور اُن کی خطا سے درگزر کی۔ وَ إِذْ أَنْتِنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَ الْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔ اُس وقت کو یاد کرو کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی یعنی توریت جبکہ بنی اسرائیل سے عہد کیا تھا کہ ایمان لائیں اور ہر اس حکم پر عمل کریں جو توریت میں اُن پر واجب کیا گیا ہے اور ہم نے موسیٰ کو فرقان بھی دیا جو حق و باطل کو جدا کرنے والا ایک حکم ہے اور وہ حق اور باطل والوں کو بھی جدا کرنے والا ہے۔ اس لئے کہ جب خدا نے بنی اسرائیل کو کتاب توریت اور اُس پر ایمان لانے اور اُس کی فرمانبرداری کرنے کی وجہ سے گرامی کیا تو اُس کے بعد خدا نے موسیٰ پر وحی کی کہ اے موسیٰ وہ لوگ کتاب پر ایمان تو لائے۔ لیکن فرقان باقی ہے جو مومنوں اور کافروں اور اہل حق اور اہل باطل میں فرق کرنے والا ہے لہذا اُن پر اُس کا عہد تازہ کر دیا کیونکہ میں نے اپنے ذات مقدس کی قسم کھائی ہے اور وہ قسم حق ہے کہ خدا کسی کے ایمان و عمل کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ اُس پر ایمان نہ لائے۔ موسیٰ نے پوچھا وہ فرقان کیا ہے۔ فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے عہد لو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین خلق ہیں۔ اور پیغمبروں میں سب سے بڑے اور سب کے سردار ہیں اور یہ کہ علی اُن کے بھائی اور وصی صلوة اللہ علیہ بہترین اوصیائے پیغمبران ہیں اور یہ کہ اُن کے اولیا اور وصیا خلق میں امامت کے ساتھ مقرر ہوں گے اور وہ ذات مقدسہ بھی بہترین خلق ہیں اور یہ کہ اُن کے شیعہ جو اوامر و نواہی میں اُن کی پیروی کریں گے وہ بہشت میں فردوس اعلیٰ کے ستارے

موسیٰ پر نازل کتاب فرقان۔ فرقان سے مراد محمد و آل محمد

اور جہات عدن کے بادشاہ ہوں گے تو موسیٰ نے اُن سے وہ عہد لیا بعضوں نے زبان و دل سے قبول کیا اور ایمان لائے اور بعض نے صرف زبان سے کہا اور دل سے قبول نہ کیا لہذا نور ایمان ان کو حاصل نہ ہوا۔ یہ تھا وہ فرقان جو حق تعالیٰ نے موسیٰ کو عطا فرمایا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ شاید تم لوگ ہدایت پاؤ یعنی سمجھو کہ خدا کے نزدیک بندہ کا مشرف ولایت کے اعتقاد سے بے جیسا کہ تمہارے آباؤ اجداد نے یہ مشرف پایا۔ وَاِذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهٖ اَتُكْفٰی ظَلَمْتُمْ اَنفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمْ الْعِجْلَ فَنُؤِیْۤا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاَقْتُلُوْۤا اَنفُسَکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ فَنَابَ عَلَیْکُمْ اِنَّہٗ ہُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ اے بنی اسرائیل یاد کرو اُس وقت کو جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا جن لوگوں نے کہ گوسالہ کی پرستش کی تھی کہ تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اپنے کو ضرر پہنچایا کیونکہ گوسالہ کو اپنا خدا قرار دیا لہذا رجوع اور توبہ اُس خدا کی جناب میں کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہاری صورت درست کی اور اپنے نفسوں کو قتل کرو یعنی وہ لوگ جنہوں نے گوسالہ کی پرستش نہیں کی اُن لوگوں کو قتل کریں جن لوگوں نے پرستش کی ہے یہ تسل ہونا تمہارے لئے تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ تم دنیا میں زندہ رہو اور منجھے نہ جاؤ اور دنیا کی نعمتیں تو تم کو حاصل ہو جائیں اور آخرت میں تمہاری بازگشت جہنم کی طرف ہو اور جب کشتہ ہو گئے اور توبہ کرو گے تو خدا تمہارے قتل ہونے کو تمہارے گناہوں کا کفارہ قرار دیکھا اور تم کو ہمیشہ کی بہشت میں نعمتیں عطا فرمائے گا پھر خدا نے تمہاری توبہ قبول کی قبل اس کے کہ تم سب قتل ہو جاؤ اور تم کو توبہ کی جہالت دی اور تم کو عبادت کے لئے باقی رکھا اور وہ یقیناً توبہ کا بہت قبول کرنے والا اور مہربان ہے واقعہ یہ تھا کہ جب موسیٰ کے ہاتھ سے امر گوسالہ کا باطل ہونا ظاہر ہوا اور گوسالہ نے سامری کے فریب کی خبر دی تو موسیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے پرستش نہیں کی تھی حکم دیا کہ اُن کو قتل کریں جن لوگوں نے گوسالہ کی پرستش کی ہے۔ پرستش کرنے والوں میں سے بہت سے لوگوں نے انکار کیا کہ تم نے پرستش نہیں کی تھی تو خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اُس بچھڑے کو ہتھوڑے سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریا میں ڈال دیں اور اُس کا پانی سب کو پلائیں جس شخص نے اُس کی پرستش کی ہوگی دریا کا پانی پیتے ہی اُس کے ہونٹ اور ناک سیاہ ہو جائیں گی اس طرح وہ پہچان لئے گئے۔ جن لوگوں نے اُس کی پرستش نہیں کی تھی وہ بارہ ہزار اشخاص تھے۔

موسیٰ نے اُن کو حکم دیا کہ تلواریں لے کر میدان میں نکلیں اور گناہگاروں کو قتل کریں اس وقت منادی نے ندا کی کہ خدا کی اُن لوگوں پر لعنت ہے جو اپنے ہاتھ پیروں کو حرکت دیں۔ پس خاموشی سے قتل ہو جائیں اور قتل کرنے والوں میں سے جو شخص دیکھے کہ وہ کس کو قتل کر رہا ہے اور عزیز و بیگانہ میں فرق کرے وہ بھی ملعون ہے۔ یہ سن کر گناہگاروں نے سرکشی نہ کی اور قتل ہونے کے لئے گردنیں جھکا دیں اس وقت بے قصور لوگ موسیٰ کے پاس فریاد کرتے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نے گوسالہ کی پرستش نہیں کی پھر بھی ہماری سزا اُن سے بہت زیادہ ہے کہ ہم کو حکم ہو رہا ہے کہ ہم اپنے ہاتھ سے اپنے باپ ماں بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کریں اُس وقت حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی کی کہ میں نے ان لوگوں کو اس شدید امتحان میں اس لئے مبتلا کیا ہے کہ ان لوگوں نے اُن سے علیحدگی اختیار نہ کی جنہوں نے گوسالہ کی پرستش کی تھی نہ اُن سے انکار کیا نہ ان پر غضبناک ہوئے اچھا ان سے کہو کہ محمد و آل محمد کا واسطہ دیکر دعا کریں تاکہ میں اُن پر اُن لوگوں کا قتل آسان کر دوں۔ لہذا ان لوگوں نے دعا کی اور رسول خدا اور آئمہ ہدیٰ کے انوار سے متوسل ہوئے تو حق تعالیٰ نے اُن پر آسان کر دیا کہ کوئی رنج و الم ان کے قتل سے نہیں پہنچا۔ جب وہ چھ ہزار قتل ہونا شروع ہوئے تو خدا نے اُن میں سے بعض کو توفیق دی کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ جب محمد اور اُن کی آل پاک کا توسل ایسا امر ہے کہ جو شخص اُس کو عمل میں لاتا ہے کسی حاجت سے ناامید نہیں ہوتا اور اس کا کوئی سوال درگاہ خدا سے رد نہیں کیا جاتا اور تمام پیغمبروں نے بلاؤں میں اُن کا وسیلہ اختیار کیا ہے تو ہم کیوں نہ اُن کا توسل اختیار کریں یہ مشورہ کر کے سب جمع ہوئے اور فریاد کرنے لگے کہ پالنے والے بجاہ محمد جو تیرے نزدیک گرامی ترین خلق ہیں اور بجاہ علی جو محمد کے بعد افضل و اعظم خلق ہیں اور بجاہ ذریت طیبین و طاہرین آل طحہ و یسین تجھ کو ہم قسم دیتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری لغزش سے درگزر فرما اور یہ قتل ہونا ہم سے برطرف کر دے اس وقت حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی کی کہ کہدو کہ قتل سے لوگ ہاتھ روک لیں کیونکہ اُن میں سے بعض نے مجھ سے سوال کیا اور قسم دی۔ اگر ابتدا ہی میں یہ قسم مجھ کو دیتے تو ان کو توفیق نیک عطا فرماتا اور گوسالہ پرستی سے محفوظ رکھتا اور اگر شیطان بھی مجھ کو یہ قسم دیتا یقیناً میں اُس کی ہدایت کرتا اور اگر نمرود یا فرعون ایسی قسم دیتے ان کو بھی میں نجات دیتا غرض کہ اُن سے قتل کی سزا دفع کر دی گئی۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ افسوس

گوسالہ نہ پڑھنے والوں پر لعنت ہے

تفصیل الیقین بنی اسرائیل کا محمد و آل محمد کا واسطہ دیکر خدا سے سہارا مانگنا۔

ہے کہ ابتدا کار میں ہم لوگ انوار محمد و اُن کی آل اطہار کے توسل سے غافل رہے
 ورنہ خداوند عالم ہم کو اس فتنہ کے شر سے محفوظ رکھتا وَاِذْ خُلْتُمْ لِيُوسِلَ لَكُمْ
 نُورٌ مِّنْ لَّدُنِّي لَكَرَىٰ اللّٰهُ جَهَنَّمَ فرمایا یعنی اُس وقت کو یاد کرو۔ جب کہ
 تمہارے اسلاف نے کہا کہ اے موسیٰ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک
 خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں فَاَخَذَ ثَكْمُ الصَّاعِقَةِ تَوَّانَ كُوبَجَلِي نَسْ لَے ڈالا۔
 وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور تم ان کو دیکھتے ہی رہے۔ ثُمَّ لَعَنَّاكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ
 پھر ہم نے تمہارے اسلاف کو اُن کی موت کے بعد زندہ کیا لَعَنَّاكُمْ تَشْكُرُوْنَ شاید
 کہ وہ لوگ شکر کریں۔ اُس زندگی پر جس کے سبب سے وہ خدا کی بارگاہ میں توبہ و
 رجوع کر سکے اور ہم نے اُن کو موت دی اور وہ ہمیشگی کی موت نہ تھی جس کی بازگشت
 جہنم ہو جس میں وہ ہمیشہ رہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس بجلی کا سبب یہ تھا کہ جب موسیٰ
 نے فرقان کا عہد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی پیغمبری اور علی بن ابیطالب اور تمام ائمہ طاہرین
 کی امامت سے اُن سے لینا چاہا تو اُن لوگوں نے کہا کہ ہم کو یقین نہیں کہ یہ تمہارے
 پر ور و کار کا حکم ہے ہم اس پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہم خدا کو ظاہر بظاہر
 نہ دیکھ لیں جو خود ہم کو یہ حکم دے تو اُن پر بجلی گری اور ان لوگوں نے دیکھا کہ اُن پر بجلی
 آرہی ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ میں اپنے اُن دوستوں کو گرامی رکھتا ہوں۔
 جو میرے برگزیدہ بندوں کی تصدیق کرتے ہیں اور اس بارے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا
 اور میں عذاب کرنے والا ہوں اُن دشمنوں پر جو انکار و ستمناہی کرتے ہیں میرے برگزیدہ
 بندوں کے حقوق سے اور اس بارے میں بھی کسی کی پرواہ نہیں کرتا تو موسیٰ نے اُن
 باقی ماندہ لوگوں سے کہا جن کو بجلی سے ضرر نہیں پہنچا تھا۔ آیا قبول کرتے ہو اور اعتراف
 کرتے ہو۔ ورنہ تم لوگ بھی اُن ہی لوگوں سے ملحق ہو جاؤ گے۔ اُن لوگوں نے کہا اے
 موسیٰ ہم نہیں جانتے کہ اُن لوگوں پر یہ بجلی کس سبب سے گری اگر تم سچ کہتے ہو کہ محمد اور
 اُن کی آل طاہرہ کی ولایت قبول نہ کرنے کے سبب سے یہ بجلی نازل ہوئی ہے تو خدا سے
 بحق محمد و آل محمد دعا کرو کہ وہ ان لوگوں کو زندہ کرے تاکہ ہم اُن سے پوچھیں کہ کس سبب
 سے ان پر بجلی گری۔ موسیٰ نے دعا کی اور وہ لوگ زندہ ہو گئے بنی اسرائیل نے اُن سے
 پوچھا انہوں نے بتایا کہ یہ عذاب ہم کو اس سبب سے پہنچا کہ ہم نے محمد کی پیغمبری اور علی
 اور اُن کی ذریت کے اماموں کی امامت کے اعتقاد سے انکار کیا تھا۔ پھر ہم نے مرنے کے
 بعد اپنے پر ور و کار کی سلطنت آسمانوں میں دیکھی۔ جبابات، کرسی، عرش اور وزنج میں

بنی اسرائیل پر بھی گری کرے

محمد و آل محمد کی فضیلت اور پیش خدا عزت

دیکھا وہاں کسی کی حکومت محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام سے زیادہ جاری اور بزرگ تر نہیں پائی۔ جب ہم اس بجلی کے سبب سے مر گئے اور ہماری رو میں فرشتے جہنم کی طرف لے چلے تو محمد و علیؑ نے ملائکہ کو آواز دی کہ اس جماعت سے اپنے عذاب کو روکے رہو۔ یہ لوگ اس کی دعا سے پھر زندہ کئے جائیں گے جو ہمارے اور ہماری آل طاہرہ کے حق سے خدا سے سوال کرے گا یہ آواز اُس وقت پہنچی جبکہ قریب تھا کہ ہم ہاویہ میں پھینک دیئے جائیں۔ مگر یہ سن کر فرشتے ہمارے عذاب سے رُک گئے یہاں تک کہ اے موسیٰؑ تمہاری دعا سے ہم زندہ ہوئے لہذا حق تعالیٰ نے محمدؐ کے اہل عصر سے فرمایا جبکہ تمہارے ظالم بزرگ محمدؐ اور اُن کی آل اطہار کے توسل سے زندہ ہوئے تو تم اُن کے حق سے انکار نہ کرو اور خود سے غضب الہی کے سزا وار نہ بنو۔

وَإِذَا أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ اُس وقت کا یقین کرو جبکہ ہم نے تمہارے آباؤ اجداد سے عہد کیا کہ اُس پر عمل کریں جو ہم نے توریت میں نازل کیا اور اُس مخصوص نام کے ساتھ جو محمدؐ اور اُن کی آل طیبین کے بارے میں بھیجا تھا کہ وہ بہترین خلق ہیں اور حق کے ساتھ دنیا میں قیام کرنے والے ہیں لازم ہے کہ تم لوگ اس کا اقرار کرو اور اپنی اولاد کو بھی اس حکم خدا سے آگاہ کرو اور اُن کو مامور کرو کہ وہ اپنے فرزندوں تک یہ عہد پہنچائیں اسی طرح آخر دنیا تک عمل کیا جائے کہ پیغمبر خدا محمدؐ پر ایمان لائیں۔

اور وہ باتیں جو خدا کی جانب سے اُس کے دلی علی بن ابیطالبؑ کے حق میں وہ حضرت فرمائیں اور جو علیؑ کے بعد خدا کے حق کے ساتھ قیام کرنے والے ائمہ کے بارے میں ارشاد کریں ان کو قبول و منظور کریں لہذا اے بنی اسرائیل تمہارے اسلاف نے اُن کو قبول کرنے سے انکار کیا وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمْ الطُّورَ تو ہم نے جبرئیلؑ کو حکم دیا تو فلسطین کے پہاڑ سے اُس نے موسیٰؑ کے لشکر گاہ کے برابر ایک فرسخ مربع ایک ٹکڑا جدا کیا اور ان کے سروں پر لا کر ٹھہرا رکھا تو موسیٰؑ نے کہا کہ آیا قبول کرتے ہو جس کام میں نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے ورنہ یہ پہاڑ تمہارے سروں پر گرا دیا جائے گا۔ تو اُن لوگوں نے پناہ مانگی اور خوف جان کے سبب قبول کیا اور جن لوگوں نے دل کی رغبت و اختیار سے مانا خدا نے اُن کو دشمنوں سے محفوظ رکھا عرض جب قبول کیا تو سجدہ میں گر پڑے اور اپنے رخساروں کو خاک پر رکھا لیکن اکثر لوگوں نے اپنے رخساروں کو اس لئے زمین پر رکھا کہ دیکھیں کہ پہاڑ اُن کے سروں پر گرتا ہے یا نہیں اور بہت کم لوگوں نے دلی رغبت سے خدا کے نزدیک عجز و انکساری کے

لئے سرگزمین پر رکھا خذْ وَاٰمَّا اتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ - یعنی لو اور قبول کرو جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا ہے اُن فرائض میں سے جو ہم نے تم پر واجب کیا اُس قوت کے ساتھ جو ہم نے تم کو عطا کی ہے اور شرائط تکلیف ہم نے تم میں پوری عطا کی ہے اور علتوں کو تم سے اٹھایا ہے وَاسْمَعُوا اور سنو جس کا تم کو حکم دیتا ہوں قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا اُن لوگوں نے کہا تمہارے قول کو ہم نے سنا اور انکار کیا یعنی اُس کے بعد معصیت کی یا اُسی وقت دل میں سٹھان لیا کہ اطاعت نہ کریں گے - وَاسْتَرَبُّوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلُ یعنی وہ لوگ مامور ہوئے کہ وہ پانی پیئیں جس میں گوسالہ کے ٹکڑے پھینکے تھے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون گوسالہ پرست ہے اور کس نے اُس کی پرستش نہیں کی ہے يَكْفُرْهُمْ یعنی اپنے کفر کے سبب سے وہ اس پر مامور ہوئے - قُلْ بِسْمَايَا مَرْكُوبَةٍ اِيْمَانُكُمْ اَنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ - اے محمد اُن سے کہو کہ اگر تم توریت پر ایمان رکھتے ہو تو سمجھ لو کہ بُری چیز ہے جس کا وہ لوگ تم کو حکم دیتے ہیں یعنی تمہارا موسیٰ پر ایمان لانا تاکہ تم لوگ محمد اور علیؑ اور اُن کے اہلبیتؑ سے جو دوستان خدا ہیں انکار کرو۔ لیکن خدا کی پناہ ہرگز توریت کا ایمان تم کو حکم نہیں دیتا کہ محمدؐ و علیؑ سے انکار کرو بلکہ وہ تم کو حکم دیتا ہے کہ اُن بزرگواروں پر ایمان لاؤ امام نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ جب موسیٰ بنی اسرائیل کی جانب واپس ہوئے اور جن لوگوں نے گوسالہ کی پرستش کی تھی اُن حضرت کے پاس آئے اور توبہ و پشیمانی کا اظہار کیا تو موسیٰؑ نے کہا کہ کس نے بچھڑے کی پرستش کی بتاؤ کہ خدا کا حکم اُس پر جاری کروں سب نے انکار کیا اور ہر ایک نے کہا کہ میں نے یہ فعل نہیں کیا بلکہ دوسروں نے کیا۔ اُس وقت موسیٰؑ نے سامری سے کہا کہ نظر کر اپنے خدا کی جانب جس کی تو پرستش کرتا تھا اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریا میں پھینکے دیتا ہوں۔ پھر حکم دیا تو اُس کو ہتھوڑے سے پاش پاش کر کے شہر میں دریا میں ڈال دیا اور بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اس دریا کا پانی پیئیں۔ تو جس نے اُس کی پرستش کی تھی اگر وہ گورا چٹا تھا تو اُس کی ناک اور ہونٹ سیاہ ہو گئے اور اگر وہ سیاہ فام تھا تو اُس کے یہ اعضا سفید ہو گئے۔ پھر اُس وقت اُن میں حکم الہی جاری فرمایا۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ جب تم لوگ فرعون سے نجات پاؤ گے تو حق تعالیٰ تمہارے لئے ایک کتاب بھیجے گا جو اوامرو نواہی پر مشتمل ہوگی اور اُس میں حدود و احکام اور فرائض ہوں گے۔ جب اُن لوگوں

نے نجات پائی اور شام کے قریب پہنچے تو موسیٰ کتاب لائے۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ میں اُس شخص کے عمل کو قبول نہیں کرتا جو محمد اور علیؑ اور اُن کے آل اِطہار کی تعظیم نہیں کرتا۔ اور اُن کے دوستوں اور اصحاب کو گرامی نہیں رکھتا جیسا کہ حق ہے۔ اُسے خدا کے بند و سمجھو اور گواہ رہنا کہ محمد میری مخلوق میں سب سے بہتر اور افضل خلائق ہیں اور اُن حضرت کے بھائی علیؑ اُن کی امت میں اُن کے وصی اور علم کے وارث اور جانشین ہیں اور اُن کے بعد بہترین خلق ہیں اور آلِ محمد بہترین آلِ پیغمبران ہیں اور اُن حضرت کے اصحاب بہترین صحابہ پیغمبران ہیں اور اُن کی امت بہترین امتہائے پیغمبران ہے۔ تو بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم یہ قبول نہیں کرتے۔ اُسے موسیٰ یہ ہمارے لئے سخت اور دشوار ہے بلکہ ہم اُس کے شرائع قبول کرتے ہیں کہ یہ آسان ہے اور کیونکہ ہم یہ قبول کریں جبکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا پیغمبر تمام پیغمبروں سے بہتر اور اُس کی آل تمام پیغمبروں کی آل سے بہتر ہے۔ اور ہم جو اُس کی امت میں ہیں تمام پیغمبروں کی امتوں سے بہتر ہیں ہم اُس گروہ کی فضیلت کا اعتراف نہیں کرتے جس کو نہ ہم نے دیکھا ہے نہ پہچانتے ہیں اُس وقت حق تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے بازوؤں سے فلسطین کے ایک پہاڑ کو موسیٰ کے لشکر گاہ کے برابر جو ایک فرسخ مربع تھا اکھاڑا اور اُن کے سروں پر لا کر بلند کیا اور کہا کہ جو کچھ موسیٰ تمہارے لئے لائے ہیں اس کو قبول کرو ورنہ اس پہاڑ کو تمہارے اوپر گرا دیتا ہوں کہ تم کچل کر فنا ہو جاؤ گے۔ تو وہ لوگ بیقرار ہو کر فریاد کرنے لگے کہ اے موسیٰ ہم کیا کریں۔ موسیٰ نے فرمایا کہ خدا کا سجدہ کرو اور اپنی پیشانی اور دونوں رخساروں کو خاک پر ملو اور کہو خداوند! ہم نے سنا اطاعت کو قبول کیا۔ اعتراف کیا۔ تسلیم کیا اور راضی ہوئے۔ پھر جو کچھ موسیٰ نے اُن سے کہا اُن لوگوں نے عمل کیا اُن میں سے اکثر لوگوں نے جو کچھ بظاہر کہا اور کیا دل میں اس کے مخالف تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم نے سنا اور مخالفت کی برخلاف اس کے جو کچھ زبان سے کہتے تھے اور اپنے دہنے رخسار کو زمین پر رکھے ہوئے تھے لیکن خدا کی بارگاہ میں اُن کا قصد عاجزی اور انکساری اور اپنے اعمال گذشتہ کی پشیمانی کا نہ تھا بلکہ یہ اس لئے انہوں نے کیا تھا کہ دیکھیں پہاڑ اُن پر گرتا ہے یا نہیں پھر بائیں رخسار کو اسی قصد سے رکھا۔ تو جبریل نے موسیٰ سے کہا ان میں سے اکثر لوگوں کو براہِ کردوں گا کیونکہ انہوں نے ظاہری طور پر اعتراف کیا ہے اور چونکہ حق تعالیٰ بھی دین میں لوگوں کے ظاہر حال کے موافق سلوک کرتا ہے اس لئے اُن کا خون محفوظ ہے اور وہ امان

میں رہیں گے لیکن آخرت میں اُن کا معاملہ خدا پر ہے کہ وہاں وہ اُن کے بُرے اعتقاد اور فاسد نیت کے سبب سے ان پر عذاب کرے گا۔ پھر بنی اسرائیل نے دیکھا کہ وہ پہاڑ دو ٹکڑے ہوا ایک ٹکڑا مروارید سفید کا ہو کر آسمان کی جانب گیا اور آسمانوں کو چھاڑتا ہوا اُن کی نگاہوں سے غائب ہو گیا اور دوسرا ٹکڑا آگ بن کر زمین میں چیرتا ہوا اُن کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اُن لوگوں نے موسیٰؑ سے اس کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ جو ٹکڑا آسمان کی جانب گیا وہ جا کر بہشت سے ملحق ہو گیا خدا نے اُس میں بیشمار اضافہ فرمایا جس کی تعداد سوائے اُس کے کوئی نہیں جان سکتا اور اُس نے حکم دیا کہ اس سے اُن لوگوں کے لئے قصر۔ عمارات اور منزلیں تعمیر کی جائیں جو حقیقت میں ایمان لائے ہیں۔ ان عمارتوں میں ہر ایک طرح کی نعمتوں پر مشتمل ہوگی مثل درخت، باغات، میوہ جات، خوش سیرت حوروں اور ہمیشہ حق رکھنے والے غلاموں کے جو بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح ہوں گے۔ انہیں بہشت کے مانند وہ تمام نعمتیں ہوں گی جن کا خدا نے اپنے پرہیزگار بندوں سے وعدہ کیا ہے۔ اور وہ ٹکڑا جو زمین میں گیا وہ جہنم سے ملحق ہوا اور حق تعالیٰ نے اُس میں بھی بیشمار ٹکڑوں کا اضافہ کیا اور حکم دیا کہ اُس سے ان کا فوٹ کے لئے جو اس کتاب کے حکم سے منکر ہوئے قصر و مکانات اور منزلیں بنائیں جو طرح طرح کے عذاب سے بھری ہوں گی مثل آتشیں دریاؤں غسلیں و غساق کے حوضوں خون و پیپ اور میل کچیل کے روو خانوں کے اور اُن میں موکلان و وزخ اُن کے عذاب کے لئے ہاتھ میں گرز لئے ہوں اور تھوہڑ کے درخت اور زہر دار گھاس سانپ بچھو اور گولیاں، ٹکٹے اور زنجیریں اور تمام قسم کے عذاب اور ہر طرح کی بلائیں ہوں گی۔ خدا نے اہل وزخ کے لئے مہتیا کی ہیں۔ حضرت رسولؐ نے اپنے زمانہ کے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ کیا خدا کے عذاب سے نہیں ڈرتے ان فضائل کے انکار کرنے میں جن سے خدا نے مجھ کو اور میرے پاک و پاکیزہ عترت کو مخصوص کیا ہے۔

بند معتبر منقول ہے کہ طاؤس یحیٰی نے جو علمائے عامہ میں سے ہے حضرت امام محمد باقرؑ سے سوال کیا کہ وہ کون سا پرندہ ہے جس نے صرف ایک مرتبہ پرواز

۱۔ وہ پانی جس سے زخم دھویا گیا ہو۔

۲۔ سرد و گندہ چیز مثل پیپ وغیرہ۔

کی وہ نہ اُس کے قبل اُڑا تھا نہ بعد اور نہ آئندہ پرواز کرے گا فرمایا کہ وہ طور سینا ہے جس کو حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے سر پر بلند کیا۔ اُس میں مختلف قسم کے عذاب تھے یہاں تک کہ اُن لوگوں نے قبول کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اُس وقت کو یاد کرو جبکہ پہاڑ کو ہم نے کھودا اور بنی اسرائیل کے سر پر بلند کیا مثل ایک چھت کے اور اُن لوگوں نے گمان کیا کہ وہ اُن کے سروں پر گر پڑے گا۔

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے توریت بنی اسرائیل کے لئے بھیجا اور اُن لوگوں نے قبول نہ کیا تو وہ طور اُن کے سروں پر بلند کیا۔ موسیٰ نے اُن سے کہا کہ اگر قبول نہیں کرتے ہو تو یہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا۔ اُس وقت اُن لوگوں نے منظور کیا اور سرسجدہ میں رکھا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور گفتگو کرتا ہے۔ اُن لوگوں نے آپ کی تصدیق نہ کی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک گروہ اپنے لوگوں میں سے انتخاب کرو جو میرے ساتھ چلے اور خدا کی گفتگو سُننے تو ان لوگوں نے اپنی جماعت میں سے ستر نیک لوگوں کو انتخاب کر کے موسیٰ کے ساتھ ان کے محل مناجات پر بھیجا جب جناب موسیٰ مقام مناجات کے نزدیک گئے اور حق تعالیٰ نے ہوا میں آواز پیدا کر کے اُن سے باتیں کیں تو موسیٰ نے اُس جماعت سے کہا کہ سُنو اور بنی اسرائیل کے سامنے گواہی دینا۔ اُن لوگوں نے کہا ہم ایمان نہیں لائیں گے کہ یہ آواز خدا کی ہے جب تک کہ ظاہر بظاہر اُس کو دیکھ نہ لیں گے تو بجلی گری اور وہ سب جل کر خاک ہو گئے موسیٰ یہ دیکھ کر غمگین ہوئے اور عرض کی پالنے والے آیا تو ہم کو ہلاک کرتا ہے اُس سبب سے جو کچھ ہمارے بیوقوف لوگوں نے کیا۔ موسیٰ کو خیال ہوا کہ یہ لوگ بنی اسرائیل کے گناہوں کے سبب سے ہلاک ہوئے۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ جب موسیٰ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ پروردگار مجھے اپنے کو دکھلا دے تاکہ میں تجھ کو دیکھوں۔ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ تم مجھ کو کبھی نہ دیکھو گے اور نہ کبھی دیکھ سکو گے مگر یہ وعدہ کیا کہ پہاڑ پر تجلی کروں گا تاکہ موسیٰ سمجھیں کہ وہ

بنی اسرائیل کا موسیٰ کے بارے میں شک کو خدا کی طرف سے ہمکلام ہونا۔

دیکھا نہیں جاسکتا پھر موسیٰ کو ہر گئے اور آسمان کے دروازے کھولے گئے اور فرشتوں کا لشکر نیچے اتر آیا اور فوج فوج رعد و برق و صاعقہ و ہوا کے ساتھ ہاتھ میں نور کے گز لئے ہوئے موسیٰ کے پاس سے گزرنے لگے۔ ہر فوج کہتی تھی کہ اے پیسہ عمران تم نے اپنے پروردگار سے بہت بڑا سوال کیا اور موسیٰ اُن کی جس فوج کو دیکھتے خوف سے اُن کا تمام جسم کانپ جاتا تھا اور خدا کے حکم سے آگ اُن کے گرد احاطہ کئے ہوئے تھی جس سے وہ کسی طرف جا نہیں سکتے تھے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اپنے انوار عظمت کا کچھ حصہ پہاڑ پر جلوہ گر فرمایا۔ پہاڑ زمین میں دھنس گیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

بند معتبر منقول ہے کہ مامون نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اس مسئلہ کو پوچھا آنحضرت نے فرمایا کہ کلیم خدا موسیٰ بن عمران جانتے تھے کہ خدا اس سے منور ہے کہ آنکھوں سے دیکھا جاسکے لیکن چونکہ خدا نے اُن سے گفتگو کی اور ان کو اپنا ہمارا بنایا تھا اور موسیٰ نے اپنی قوم سے جا کر یہ بیان کیا تو ان لوگوں نے کہا

لے مولف فرماتے ہیں جاننا چاہئے کہ یہ اعتقاد شیعوں کی ضروریات دین سے ہے اور عقلی و نقلی دلیلوں سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ دیدنی نہیں ہے۔ اُس کی ذات مقدس آنکھ سے نہیں دیکھی جاسکتی۔ بلکہ دل کی آنکھیں اُس کی ذات و صفات مقدس کی کُنہ سے عاجز اور قاصر ہیں۔ وہ کیونکر دیکھا جاسکتا ہے جبکہ جسم و جسمانیات اور محل و مکان نہیں رکھتا اور نہ کسی سمت میں ہو سکتا ہے تو حضرت موسیٰ نے باوجود پیغمبری کے عظیم مرتبہ کے کس طرح یہ سوال کیا۔ اس شبہ کا جواب دو طرح دیا جاسکتا ہے۔ اول یہ کہ موسیٰ کا سوال آنکھ سے دیکھنے کا نہ تھا۔ بلکہ وہ چاہتے تھے کہ کُنہ ذات و صفات الہی کی معرفت حاصل ہو۔ اُسی کے ساتھ معرفت بشری کے مرتبہ کی انتہا اُن کو میسر ہو جائے اور چونکہ پہلی تمنا ممتنع اور دوسری آنحضرت کے درجہ سے بلند تھی۔ اس لئے حق تعالیٰ نے کوہ ہر اپنے انوار عظمت و جلال کے کچھ حصہ کے اظہار سے اور موسیٰ کے تاب نہ لانے سے یہ ظاہر کر دیا کہ کسی کو اُس کے کُنہ جلال کے ادراک کی قوت نہیں ہے اور اُن کو انتہائے مرتبہ معرفت کی قابلیت نہیں ہے کیونکہ یہ پیغمبر آخر الزمان سے مخصوص ہے۔ دوسرے یہ کہ موسیٰ کا سوال قوم کی جانب سے تھا کیونکہ وہ قوم کی خاطر داری پر مامور تھے کہ جو کچھ وہ سوال کرے اُس کو ظاہر کریں۔ لہذا اپنی قوم کی خواہش پر یہ سوال کیا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ یہ امر ممتنع ہے اور خدا دیدنی نہیں ہے۔ لیکن چاہا کہ اُن کی قوم پر بھی یہ ظاہر ہو یہ وجہ زیادہ واضح ہے۔ جیسا کہ اس کے بعد کی حدیث سے ظاہر ہے جو امام رضا سے منقول ہے۔

ہم ایمان نہیں لائیں گے جو کچھ تم کہتے ہو جب تک کہ خدا کی گفتگو نہ سن لیں گے جس طرح تم نے سنا ہے۔ وہ لوگ سات لاکھ اشخاص تھے۔ موسیٰؑ نے اُن میں سے ستر ہزار اشخاص کو انتخاب کیا پھر اُن میں سے سات ہزار اشخاص کو پھر اُن میں سے سات سو لوگوں کو چنا اور اُن میں سے ستر شخصوں کو منتخب کیا اور اپنے ساتھ طور سینا پر لے گئے جو اُن کے مناجات کا مقام تھا اور اُن لوگوں کو دامن کوہ میں ٹھہرایا اور خود پہاڑ پر گئے اور خدا سے سوال کیا کہ اُن سے گفتگو کرے۔ اس طرح کہ وہ ستر اشخاص سنیں۔ تو خدا اُن سے ہم کلام ہوا اور اُن لوگوں نے کلام الہی کو اپنے سر کے اوپر پیر کے نیچے داہنی و بائیں جانب اور سامنے اور پیچھے غرض کہ ہر سمت سے بیک دفعہ سنا کیونکہ خدا نے درخت میں آواز پیدا کر دی تھی اور وہ ہر طرف پھیلی ہوئی تھی اس لئے اُن لوگوں نے ہر سمت سے آواز سنی تاکہ سمجھیں کہ خدا کا کلام ہے کیونکہ اگر دوسرے کا کلام ہوتا تو ایک ہی طرف سے سنائی دیتا پھر اُن ستر آدمیوں نے کہا کہ ہم ایمان نہیں لاتے کہ یہ خدا کا کلام ہے جب تک کہ خدا کو ظاہر نظر نہ دیکھ لیں چونکہ اُن سے یہ بات بہت بڑی جرات، سخت گستاخی تکبر اور سرکشی کے ساتھ صادر ہوئی اس لئے حق تعالیٰ نے اُن پر بجلی گرائی۔ جس نے اُن کے ظلم کے سبب سے اُن کو ہلاک کیا۔ تو موسیٰؑ نے کہا خداوند! میں جب واپس جاؤں گا تو قوم سے کیا کہوں گا وہ لوگ کہیں گے کہ موسیٰؑ تم ہمارے بھائیوں کو لے گئے اور چونکہ تم اپنے دعوے میں کہ خدا تم سے گفتگو کرتا ہے سچے نہ تھے اس لئے ان لوگوں کو مار ڈالا تو حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کی دعا سے ان لوگوں کو زندہ کر دیا۔ جب وہ لوگ زندہ ہو گئے کہنے لگے چونکہ اے موسیٰؑ تم نے ہمارے دکھانے کے لئے سوال کیا تھا اس لئے ایسا ہوا اب سوال کرو کہ خدا تمہیں اپنے کو دکھا دے تاکہ تم اُس کی جانب نظر کرو کیونکہ وہ تمہاری خواہش کو قبول کرے گا اور جب تم دیکھ لینا ہم لوگوں سے بیان کر دینا کہ خدا کیسا ہے تو ہم لوگ اُس کو پہچان لیں گے جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے موسیٰؑ نے کہا خداوند! تو بنی اسرائیل کی باتیں سنتا ہے اور اُن کی صلاح کو بہتر جانتا ہے۔ تو خدا نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ مجھ سے سوال کرو جیسا وہ لوگ کہتے ہیں کیونکہ میں ان کی بہالت اور نادانی کا تم سے مواخذہ نہ کروں گا تو اس وقت موسیٰؑ نے کہا کہ خداوند! مجھے تو اپنے کو دکھا دے تاکہ تیری جانب نظر کروں۔ خدا نے فرمایا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن پہاڑ کی جانب دیکھو اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہے تو تم مجھے دیکھ سکتے ہو پھر خدا نے اپنی آیتوں میں سے ایک آیت کے ساتھ پہاڑ پر

کوہ طور پر لے جانے کے لئے جانبِ مشرق کا شتر لاکھ میں سے شتر نیک، آدمیوں کا انتخاب کرنا۔

پہاڑ پر بجلی کا ظاہر ہونا، موسیٰؑ کا بیوقوفی ہو کر کرنا۔ پہاڑ کو خود پر چڑھنا۔

تجلی کی تو اُس کو زمین سے ہموار کر دیا اور موسیٰ پہ ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب وہ ہوش میں آئے کہا میں خدا کی تنزیہ کرتا ہوں اور اے معبود تجھ سے توبہ کرتا ہوں یعنی اپنی قوم کی جہالت و نادانی سے منہ پھیر کر اُسی معرفت کی طرف رجوع ہوتا ہوں جو معرفت تیری مجھ کو پہلے تھی۔ اور میں بنی اسرائیل میں سب سے پہلا شخص ایمان لانے والا ہوں اس پر کہ تجھ کو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔

حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ہارونؑ نے کیوں موسیٰؑ سے کہا کہ اے میری ماں کے فرزند میری داڑھی اور سر کو نہ پکڑو۔ میرے باپ کے فرزند کیوں نہ کہا۔ حضرت نے فرمایا اس لئے کہ بھائیوں میں اُس وقت دشمنی ہوتی ہے جبکہ ایک باپ سے اور متفرق ماؤں سے ہوتے ہیں اور جب ایک ماں کے فرزند ہوتے ہیں تو اُن کے درمیان دشمنی کم ہوتی ہے سوائے اس کے کہ شیطان اُن میں فساد پیدا کرے اور وہ اُس کی اطاعت کریں۔ پس ہارونؑ نے موسیٰؑ سے کہا کہ میرے وہ بھائی کہ میری ماں کے بطن سے پیدا ہوئے ہو کسی دوسرے کے بطن سے نہیں ہو میری داڑھی اور سر کو نہ پکڑو یہ نہیں کہا اے میرے باپ کے بیٹے کیونکہ ایک باپ کے بیٹوں میں جن کی مائیں جدا جدا ہوتی ہیں عداوت بعید نہیں ہے سوائے اُن کے جن کو خدا محفوظ رکھے۔ اس کے بعد سائل نے حضرت سے پوچھا کہ موسیٰؑ نے ہارونؑ کی داڑھی اور سر کس سبب سے پکڑا اور اپنی طرف جھینپا۔ حالانکہ بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی میں اُن کا کوئی قصور نہ تھا۔ فرمایا اس لئے کہ جس وقت بنی اسرائیل نے گوسالہ پرستی کی اور کافر ہو گئے وہ اُن سے کیوں نہ الگ ہو کر موسیٰؑ سے جا کر مل گئے۔ جب اُن سے جدا ہو جاتے تو اُن پر عذاب نازل ہوتا کیا نہیں دیکھتے ہو کہ موسیٰؑ نے ہارونؑ سے کہا کہ کون امر مانع تھا اس سے کہ میرے پاس تم چلے آتے جبکہ تم نے دیکھا کہ وہ لوگ گمراہ ہو گئے۔ ہارونؑ نے کہا اگر میں ایسا کرتا تو بنی اسرائیل پر آگندہ ہو جاتے اور مجھ کو یہ خوف ہوا کہ آپ کہیں گے کہ تو نے بنی اسرائیل کے درمیان جدائی ڈال دی اور ان کی اصلاح کے بارے میں میری بات کی رعایت نہ کی بلکہ

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ جو لوگ پیغمبروں کے گناہ و خطا کے بارے میں شبہ کرتے ہیں ان کے شبہوں میں سے ایک عظیم شبہ موسیٰؑ و ہارونؑ کا یہ قصہ ہے کیونکہ دونوں بزرگوار پیغمبر تھے اگر ہارونؑ نے ایسا فعل کیا تھا کہ موسیٰؑ کے اس زجر و دہانت کے مستحق ہوئے تھے کہ موسیٰؑ اُن کی داڑھی اور سر مبارک پکڑ کر اپنی (باقی صفحہ پر)

بسنہ معتبر امام رضاؑ سے منقول ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ کس سبب سے حیوانوں میں گائے کی آنکھیں نہیں اُٹھتی اور وہ آسمان کی جانب سر بلند نہیں کرتی فرمایا چونکہ موسیٰؑ کی قوم نے بچھڑے کی پرستش کی تھی اس لئے وہ خدا سے شرم کی وجہ سے سر جھکا گئے رہتی ہے اور آسمان کی جانب نگاہ نہیں کرتی اور حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ گائے کو عزیز رکھو کہ وہ چوپایوں میں سب سے بہتر ہے اور وہ آسمان کی جانب خدا سے اُس روز کی شرمندگی کی وجہ سے سر بلند نہیں کرتی جس روز کہ بچھڑے کی پرستش کی گئی۔

(حاشیہ بقیہ ۳۹) جانب کھینچیں اور اُن سے سخت لہجوں گفتگو کریں تو ہارونؑ سے گناہ صادر ہوا تھا۔ اور اگر اُن کی خطا نہ تھی تو موسیٰؑ کا اپنے بھائی کی جو پیغمبر تھے اس طرح اہانت کرنا خطا اور گناہ تھا بالخصوص تورات کی تحفوں کو زمین پر پھینکنا اور اُن کو توڑنا جو کتاب خدا کی اہانت ہے۔ اس کا جواب چند وجوہ سے ہو سکتا ہے۔ وجہ اول جو سب سے زیادہ واضح ہے یہ ہے کہ یہ بظاہر دو پیغمبروں کے درمیان ایک نزاع تھی امت کی اصلاح اور اُس کو تائب کرنے کے لئے اس لئے کہ جب بنی اسرائیل نے ایسے اشریف کا ارتکاب کیا اور اس کو مسمولی سمجھا تو لازم تھا کہ موسیٰؑ کامل طریقہ سے اُن کے اس فعل کی خرابی کا اظہار فرمائیں اور کوئی طریقہ اس سے زیادہ کامل نہ تھا کہ اپنے عظیم المرتبت بھائی کی نسبت جو نسبی قرابت کے ساتھ پیغمبری کے منصب جلیل پر سرفراز تھا۔ موسیٰؑ ایسی سختی کریں اور ادواج کو زمین پر پھینک دیں اور ظاہر کریں کہ میں نے تمہاری اصلاح سے ہاتھ اٹھا لیا اور تمہارے لئے کتاب لانا کوئی فائدہ نہیں رکھتا۔ تاکہ اُن کی سمجھ میں بھی آئے کہ اُن لوگوں نے برا گناہ کیا ہے جو ایسے امور عجیب و غریب کا سبب ہوا جس نے موسیٰؑ کے کوہِ علم کو جگہ سے ہلادیا اور یقیناً موسیٰؑ سے کوئی خطا نہیں ہوئی تھی اور موسیٰؑ کی غرض بھی اُن کے آزاد پہنچانے کی نہ تھی اور اس قسم کے امور سیاست ملک اور اُن کے آداب میں بہت واقع ہوتے ہیں کہ اپنے مقررین میں سے کسی پر عتاب کرتے ہیں تاکہ دوسرے متنبہ ہوں اور حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت مقامات پر رسالتِ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت عتاب آمیز کلام فرمایا ہے لیکن مقصود امت کی تادیب ہے جیسا کہ اس کے بعد آنحضرتؐ کے احوال میں مذکور ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ موسیٰؑ کے یہ حرکات امت پر انتہائی غیظ و غضب و اندوہ کے سبب سے تھے۔ جیسے کہ انسان نہایت غضب و اندوہ کی حالت میں اپنے لب کا شتا ہے اور اپنی داڑھی کھینچتا ہے چونکہ ہارونؑ موسیٰؑ کی جان و نفس کی طرح تھے حضرت نے یہ افعال اُن کے ساتھ کئے اور حضرت ہارونؑ نے اس لئے استدعا کی کہ یہ حرکتیں مجھ سے نہ کیجئے ایسا نہ ہو کہ بنی اسرائیل ان حرکتوں کا سبب نہ سمجھیں اور عداوت پر محمول کریں (باقی ص ۴۷۱ پر)

جانب موسیٰؑ پر غیظ و غضب کا اعتدال اور اس کی ترویج۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ جس وقت کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ کے دیدار خدا کے سوال پر پہاڑ پر تجلی کی سات پہاڑ اُس میں سے ٹوٹ کر اُڑے اور حجاز و یمن کی طرف گرے جو پہاڑ مدینہ میں آیا احد و ورقان تھا اور مکہ میں ثور و ثبیر و حری گئے اور یمن میں صبر و حضور پہنچے۔

حدیث معتبر میں حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ جب میری وفات کے بعد میری لاش نجف اشرف کی جانب لے جانا تو ایک ہوا تھا رے سامنے آئے گی اور تم لوگوں کو زمین پر گرا دے گی جس جگہ ایسا ہو مجھ کو وہیں دفن کر دینا کہ

(بقیہ حاشیہ ص ۱۷۴) اور اُن کی شہادت کا سبب ان حضرت پر ہو۔ تیسری وجہ یہ کہ ہارون کے سروریش کو مہربانی و شفقت و دلداری کے طور پر اپنی طرف کھینچا کہ اُن کو تسلی دیں اور ہارون دُرسے کہ قوم اس کا مطلب کچھ اور سمجھے گی۔ اس لئے اس کو ترک کرنے کی استدعا کی تاکہ کوئی موسیٰ کے لئے گمان نہ کرے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ ہارون کا فعل موسیٰ کے ساتھ یا دونوں کا فعل ترک اولیٰ اور مکروہ تھا اور گناہ و معصیت کی حد تک نہ پہنچا تھا۔ کو مافیٰ نبوت ہو۔ ان کے علاوہ دوسری وجہیں بھی بیان کی گئی ہیں لیکن پہلی وجہ سب سے زیادہ واضح ہے اور الواجح کے پھینکنے کے بارے میں احتمال ہے کہ عقد کے سبب سے بے اختیار آنحضرت کے ہاتھ سے گر پڑی ہو یا غضب ربانی اور دین میں سختی اور مخالفین سے انکار کے لئے پھینکی ہو اور ان طریقوں سے پھینکنا استخفاف کا متلزم نہیں ہے۔ جاننا چاہیے کہ موسیٰ کے اپنی قوم سے وعدہ کرنے کے بارے میں حدیثیں مختلف ہیں اکثر روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ موسیٰ نے پہلے اُس سے وعدہ کیا کہ میں تم سے تیس روز غائب رہوں گا اور حق تعالیٰ نے چند مصلحتوں کے لئے بداد کے جہت سے اس وعدہ کو چالیس روز کا کر دیا۔ تیس روز کا وعدہ ایک شرط سے مشروط تھا کہ وہ شرط پوری نہ ہوئی اور بعض آیتوں سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے اور بعض آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ موسیٰ نے اُن سے چالیس روز کا وعدہ کیا تھا اور وعدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے محض طول زمانہ کے سبب سے اُن لوگوں نے ایسا کیا یہاں تک کہ شیطان نے ان کو ورغلا یا تو اُن لوگوں نے رات و دن کا علیحدہ علیحدہ حساب کیا اور اس حساب سے بیس روز گزرے پر ان لوگوں نے کہا کہ چالیس روز گزر گئے۔ اور آیتوں میں اتحاد آسان ہے۔ کیونکہ آیت صریح نہیں ہے اس میں کہ وعدہ تیس روز کا تھا اگر آیت صریح ہوتی جب بھی جمع کرنا ممکن ہے اسلئے کہ موسیٰ سے فرمایا تھا کہ وعدہ چالیس روز کا ہو گا اور ان کو کسی مصلحت سے حکم دیا تھا کہ تیس روز کا وعدہ کریں۔ اس وجہ کے ساتھ بعض حدیثوں کا اجتماع بھی ممکن ہے اور دوسری وجہ کے ساتھ بھی جمع کرنا ممکن ہے کہ موسیٰ کا وعدہ قوم سے تیس یا چالیس روز کا رہا ہو اس طرح کہ آپ نے فرمایا ہو کہ تیس روز تک تم میں موجود رہوں گا۔ اور ممکن ہے کہ بعض حدیثیں تقیہ پر محمول ہوں :

وہ پہلا طور سینا ہے۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نجف اشرف اُس پہاڑ کا ایک ٹکڑا ہے جس پر موسیٰؑ کے ساتھ حق تعالیٰ نے گفت گو کی۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے کوہ طور پر تجلی کی وہ دریا میں غرق ہو گیا اور قیامت تک نیچے جاتا رہے گا۔

دوسری معتبر روایت میں فرمایا کہ کربوبیاں ہمارے شیعوں کا ایک گروہ ہے جن کو خدا نے پہلے خلق کیا اور اُن کو عرش کی پشت پر مقیم رکھا ہے اُن میں سے کسی کے نور کو اگر اہل زمین پر تقسیم کرے تو وہ یقیناً سب کے لئے کافی ہو گا۔ اور جب موسیٰؑ نے دیدار کا سوال کیا۔ خدا نے اُن کو وہیوں میں سے ایک کو حکم دیا تو اُس نے پہاڑ پر تجلی کی اور وہ اُس کے نور کی تاب نہ لاسکا اور دریا میں غرق ہو گیا۔ لے

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب بنی اسرائیل نے توبہ کی اور موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ ایک دوسرے کو قتل کرو۔ اُن لوگوں نے پوچھا کس طرح۔ فرمایا تم لوگ کل صبح کو بیت المقدس کے پاس آؤ اور اپنے ہمراہ چاقو۔ تلوار یا کوئی دوسرا حربہ لیتے آؤ اور اپنے چہروں کو چھپا لو تاکہ ایک دوسرے کو نہ پہچان لو۔ میں جب منبر پر جاؤں اُس وقت قتل کرنا شروع کرو۔ دوسرے روز وہ ستر ہزار اشخاص جنہوں نے بچھڑے کی پرستش کی تھی بیت المقدس کے پاس جمع ہوئے موسیٰؑ نے نماز ادا کی اور منبر پر گئے اُس وقت قتل شروع ہوا۔ جب دس ہزار اشخاص قتل ہو گئے جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا اے موسیٰؑ کہ قتل سے ہاتھ روک لیں کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کی توبہ قبول کر لی۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ نے ستر اشخاص کو اپنی قوم میں سے انتخاب کیا اور اپنے ساتھ طور پر لے گئے۔ جب ان لوگوں نے رویت کا سوال کیا۔ اُن پر بجلی گری اور وہ جل کر مر گئے تو موسیٰؑ نے مناجات کی کہ خداوند اے میرے اصحاب تھے اُن کو وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ میں تم کو ایسے اصحاب دوں گا جو ان سے بہتر ہوں گے۔ موسیٰؑ نے کہا خداوند! مجھے ان سے انس ہے میں ان کو

کہ وہ پہلے طور سینا ہے۔

روایت کے سوال پر بھی لکھا۔

لے متوفی فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ وہ پہاڑ چند تعداد پر تقسیم ہو گیا ہو اور بعض حصہ زمین میں چلا گیا ہو اور بعض حصہ اطراف عالم میں پرواز کر گئے ہوں اور بعض حصے بالو ہو گئے ہوں چنانچہ اس کا ذکر بھی کیا گیا ہے اور پہاڑ پر تجلی کے معنی میں کافی بحث کی ضرورت ہے اس کتاب میں اُس کی گنجائش نہیں ہے۔

اور ان کے ناموں کو پہچانتا اور جانتا ہوں۔ تین مرتبہ یہی دعا کی تو خدا نے اُن کو زندہ کیا اور سب کو پیغمبر بنا دیا۔ لے

لے مولف فرماتے ہیں کہ اصول شیعہ کے موافق ان لوگوں کا پیغمبر ہونا مشکل ہے کیونکہ اُن کا ظاہری حال یہ ہے کہ اُن کا سوال گناہ تھا جس کے سبب وہ معذب ہوئے لہذا باوجود گناہ صادر ہونے کے وہ کیونکر پیغمبر ہو گئے۔ اس حدیث کا جواب چند وجوہ کے ساتھ ممکن ہے۔ اول یہ کہ اُن کی پیغمبری کا ذکر تفسیر کی بناء پر ہوا ہو گا کیونکہ اکثر عامر نے یوں ہی روایت کی ہے دوم یہ کہ جب وہ لوگ مر گئے توحیات اول جس میں گناہ کیا تھا ختم ہو گئی اور دوسری زندگی میں معصوم ہوں گے جو اُن کی پیغمبری کے لئے کافی ہے اور اس وجہ کے بارے میں کلام کی گنجائش ہے۔ سوم یہ کہ اُن لوگوں کا سوال بھی قوم کی جانب سے رہا ہو گا اور اُن کی ہلاکت عذاب کے لئے نہیں بلکہ قوم کی تادیب کے لئے ہو گی اور یہ بھی دشوار ہے۔ چہاں یہ کہ اُن کی پیغمبری کا اطلاق مجاز پر ہو گا۔ یعنی اس قدر پاک و بہتر زندہ ہونے کے بعد ہوئے کہ گویا پیغمبر ہو گئے۔ لیکن وجہ اول زیادہ واضح ہے۔ جانا چاہئے کہ یہ واقعہ حقیقت رحمت کے گواہوں میں سے ہے جو اس میں ہے اسی طرح حضرت قائم علیہ السلام کے زمانہ میں کچھ مرے ہوئے لوگ دنیا میں رجوع ہوں گے اس لئے جناب رسالتؐ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا اس امت میں بھی واقع ہو گا جو انشاء اللہ اس کے بعد علیحدہ باب میں مذکور ہو گا۔ جانا چاہئے کہ اسی مذکورہ متواتر حدیث کے موافق یعنی جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا اس امت میں بھی واقع ہو گا حضرت رسولؐ نے حضرت امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے ہو۔ اور اس امت میں سامری اور گوسالہ کی نظیر پہلے ظالم کا قصہ ہے جو بچھڑے سے بدتر تھا اور دوسرا سامری سے بھی زیادہ مکار تھا اور جس طرح اُن لوگوں نے ہارون کی اطاعت نہ کی اُسی طرح یہاں لوگوں نے پیغمبر آخر الزمان کے وصی برحق کی اطاعت نہیں کی اور جب حضرت امیر کو جبراً کھینچتے ہوئے مسجد میں لائے تاکہ ان سے بیعت لی جائے حضرت نے قبر رسالتؐ کی جانب رخ کر کے وہی خطاب کیا جو ہارون نے موسیٰ سے کیا تھا حضرتؐ فرمایا یَا بْنَ اُمِّ اِنَّا لَقَوْمٌ اَسْتَغْفِرُوْنِیْ وَکَاذِبًا یَقْتُلُوْا نَفْسِیْ اور جب وہ زمانہ خلافت جو بچائے گوسالہ و سامری و قارون کے تھا گزر گیا اور لوگوں نے امیر المومنینؑ سے بیعت کی تو بنی اسرائیل کی طرح تلواریں غلاف سے نکل آئیں۔ اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ اور جس طرح بنی اسرائیل بظاہر تیرہ میں چالیس سال تک حیران رہے۔ یہ امت حکم خدا کے خلاف اپنے اختیار و انتخاب کی وجہ سے قائم آل محمد کے زمانہ تک اپنے امور دین و دنیا میں حیران رہے گی۔ اور ان ہر ایک باتوں پر بہت سی حدیثیں عائدہ و خاتمہ کے طریقہ سے وارد ہوئی ہیں۔ جن کو انشاء اللہ اُن کی جگہ پر ذکر کروں گا۔

جناب رسالتؐ کا ارشاد کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا اس امت میں بھی واقع ہو گا۔

حضرت علیؑ کی تفسیر ہے کہ ہارون اور موسیٰ سے تھی۔

بند معتبر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر توریت نازل کی جس میں تمام چیزوں کا بیان تھا وہ اُن تمام حالات پر جو قیامت تک ہوں گے مشتمل تھی تو جب موسیٰ کی عمر آخر ہوئی خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ وہ تختیاں پہاڑ کے سپرد کر دو۔ وہ لوحیں بہشت کے زبرجد کی تھیں۔ تو موسیٰ تختیوں کو پہاڑ کے پاس لائے وہ جگہ خدا شکافۃ ہوا موسیٰ نے لوحوں کو کپڑے میں لپیٹ کر شکاف کوہ میں رکھ دیا وہ شکاف برابر ہو گیا اور لوحیں ناپید ہو گئیں یہاں تک کہ رسول خدا مبعوث ہوئے ایک مرتبہ اہل یمن کا قافلہ اُن حضرت کے پاس آیا۔ جب وہ اُس پہاڑ کے قریب پہنچا۔ پہاڑ میں شکاف ہوا اور وہ لوحیں ظاہر ہوئیں اُن لوگوں نے اُن کو لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا وہ سب اس وقت تک ہمارے پاس ہیں۔

دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب موسیٰ نے لوحوں کو زمین پر پھینک دیا تو ان میں سے کچھ ایک پتھر سے ٹکرا کر ٹوٹ گئیں اور اُس پتھر کے اندر چلی گئیں اور اُس میں محفوظ ہو گئیں۔ یہاں تک کہ حضرت رسول مبعوث ہوئے تو اُس پتھر نے اپنے کو حضرت تک پہنچا یا۔ اور اس بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں کہ کوئی کتاب کسی پیغمبر پر نازل نہیں ہوئی اور کوئی معجزہ خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں دیا مگر یہ کہ وہ سب اہلبیت رسالت کے پاس ہیں۔ انشاء اللہ وہ حدیثیں اُس کے باب میں اپنے مقام پر ذکر کی جائیں گی۔

حضرت صادق سے منقول ہے کہ رومیوں کے چیمین جزیران میں موسیٰ نے بنی اسرائیل پر نصرت کی تو ایک شبانہ روز میں بنی اسرائیل کے تین لاکھ اشخاص مر گئے۔ حضرت رسول سے منقول ہے کہ قرآن کو اس لئے فرقان کہتے ہیں کہ اُس کے آیات و سورے متفرق طور پر نازل ہوئے بغیر اس کے کہ لوح پر مرقوم ہوں اور توریت و انجیل و زبور ہر ایک یکجا تختیوں اور اوراق پر لکھی ہوئی نازل ہوئیں۔

بند ہائے معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ توریت چھٹی ماہ رمضان کو نازل ہوئی ہے

فصل ہفتم | قارون کے حالات :- حق تعالیٰ نے سورہ قصص میں فرمایا ہے کہ

لے مکتف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ توریت نازل ہونے کی ابتدا ماہ رمضان میں ہوئی ہو اور وہ ماہ ذی الحجہ میں پوری ہوئی ہو یا لوحیں ٹوٹ جانے کے بعد دوبارہ نازل ہوئی ہوں۔

قرآن کریم کے کاتب

اِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مَوْسٰی بَشِيْكَ قَارُوْنٌ مَّوْسٰی بِشِيْكَ قَارُوْنٌ مَّوْسٰی کی قوم سے تھا۔ حضرت صادق سے منقول ہے کہ وہ موصیٰ کی خالہ کا فرزند تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ اُن کے چچا کا لڑکا تھا فَبَعَثْنَا عَلَيْهِمْ تَوَّاسًا نے ان لوگوں سے بغاوت و سرکشی اور زیادتی کی۔ اُس کی بغاوت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ جب وہ لوگ مصر میں تھے فرعون نے اُس کو بنی اسرائیل پر حاکم بنایا تھا اس وقت اُس نے اُن پر ظلم کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنا لباس دوسروں سے ایک بالشت بلند رکھتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ مال کی زیادتی کے سبب سے غرور و تکبر کرتا تھا۔ وَاتَّيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا لَانَ مَفَاتِحُهَا لِنُتُوْءٍ بِالْعُصْبَةِ اَوْ لِي الْقُوَّةِ۔ اور ہم نے اُس کو خزانے عطا کئے تھے جن کی کنجیاں بہت قوت رکھنے والی جماعت کو اٹھانا دشوار تھا۔ علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ عصبہ دس سے پندرہ کی تعداد تک کو کہتے ہیں۔ بعضوں نے دس سے چالیس تک بیان کی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس مقام پر چالیس کی تعداد مراد ہے۔ بعضوں نے ساٹھ اور بعض نے ستر بیان کیا ہے۔ روایت میں ہے کہ اس کی کنجیاں ساٹھ خجروں پر بار ہوتی تھیں اور کوئی کنجی ایک انگلی سے زیادہ بڑی نہ تھی اور چونکہ لوہے کی کنجیاں وزنی تھیں لہذا اُس نے لکڑی کی بنوائیں جب اُن کا وزن بھی زیادہ ہی رہا تو چمڑے کی بنوائیں۔ اِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ۔ سورہ القصص آیت ۷۹ پ۔ جب اُس کی قوم نے اُس سے کہا کہ بہت مت انرا اور اپنے خزانوں کے سبب غرور و سرکشی نہ کر اس لئے کہ خدا اموال دنیا اور اس کی زمینوں پر خوش ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ کہنے والے موصیٰ تھے۔ وَابْتَغَ فِیْہَا اَللّٰکَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ۔ اور جو کچھ خدا نے تجھ کو دیا ہے اُس کے ذریعہ سے خانہ آخرت کو طلب کر وَلَوْ تَنَسَّ لَفِیْہِ الْاَلْبَاسُ۔ اور مال دنیا سے اپنے حصہ کو فراموش نہ کر یعنی آخرت کے لئے حاصل کر یا ضرورت کے موافق لینے پر قناعت کر وَاحْسَنُ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْکَ۔ اور لوگوں سے نیکی و احسان کر جس طرح خدا نے تجھ پر احسان فرمایا ہے۔ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ۔ اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کر اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ○ یقیناً خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا قَالَ اِنَّمَا اُوْتِیْتُہُ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ۔ اُس نے کہا کہ مجھ کو یہ مال کسی نے نہیں دیا ہے مگر میں نے اپنے علم سے جو میرے پاس ہے حاصل کیا ہے علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اُس کا مطلب تھا کہ ان اموال کو میں نے علم کیلئے

تقارون کا نبول اور اس کے خزانوں کی گنجیاں

١٠١٥

حاصل کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے علم کیمیا اُس کو سکھایا تھا بعض کا قول ہے کہ اس کا خیال تھا کہ چونکہ میں تم سے زیادہ علم وال اور افضل تھا خدا نے یہ مال اور اعتبار مجھے عطا فرمایا اور بعض کہتے ہیں کہ اُس کی مراد علم تجارت و زراعت اور زراعت سے تھی اَوَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا کیا اُس نے نہیں سمجھا کہ خدا نے اُن لوگوں کو ہلاک کر دیا جو اُس سے قرون پہلے تھے جن کی قوتیں، مال اور لشکر اُس سے کہیں زیادہ تھے وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۵﴾ اور مجرمین و کافرین سے قیامت میں اُن کے گناہوں کے بارہ میں سوال نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ خدا اُن کے اعمال سے مطلع ہے۔ فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِيْ زَيْنَتِهٖ ط غرض قارون اپنی قوم کے پاس اپنی زینتوں کے ساتھ آیا یعنی مختلف رنگوں سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے جن کو از روئے تکبر زمین پر کھینچتا تھا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ چار ہزار سواروں کے ساتھ آیا جن کے گھوڑوں کے زین سونے کے تھے اور ان پر ارغوانی کپڑے پڑے ہوئے تھے اور تین ہزار خوبصورت کنیزیں اُس کے ساتھ کبود یا سفید چھروں پر سوار تھیں جن میں ہر ایک طرح طرح کے زیوروں سے آراستہ تھی اور سب سُرخ لباس پہنے ہوئے تھیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ ستر ہزار اشخاص ساتھ تھے جو تمام سُرخ لباس پہنے ہوئے تھے قَالَ اَلَّذِيْ يَرْبِيْ ذٰلِكَ الْحَيٰوَةُ الدُّنْيَا يَالَيْتَ لَنَا مِثْلُ مَا اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۚ اِنَّهٗ لَكَدْ وَحٰطَ عَظِيْمًا ﴿۵۶﴾ اُن لوگوں نے (اُس کو دیکھ کر) کہا جو دنیاوی لذتوں کی خواہش رکھتے تھے کہ اُسے کاش جو کچھ قارون کو دیا گیا ہے اُسی کے مثل ہمارے لئے بھی ہوتا یقیناً وہ دنیا میں خوش نصیب انسان ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيُكَفِّرُوْنَ اللّٰهَ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُكْفٰ هَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ۔ (امیت سورہ مذکور) اور جن کو خدا نے علم عطا فرمایا تھا اور جو آخرت پر یقین رکھتے تھے ان لوگوں نے کہا کہ تم پر وائے ہو آخرت کا ثواب اُس کے لئے بہتر ہے جو ایمان لائے اچھے اعمال بجا لائے اور اس بات کی توفیق زینت دنیا کو ترک کر کے صبر کرنے والوں کے لئے ہوتی ہے فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبَدَا بِهٖ الْاَرْضُ ۚ تَوَسَّوْا قَارُوْنُ اور اس کے مکان کو زمین میں دھنسا دیا فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُوْهُ نَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اور کوئی گروہ تھا جو اُس کو عذاب خدا سے بچاتا اور وہ خود بھی اپنی ذات سے عذاب کو دفع

نہ کر سکا۔ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأُفْسِ يَقُولُونَ وَيُكَانُّ اللَّهُ يَبْسُطُ
الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ كُذَّوًّا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْكَ فَتَقْصُفَ يَدَاكَ
وَيُكَانِّكَ لَوْ يَفْلَحُ الْكَافِرُونَ (آیت ۸۲ سورہ مذکور) اور جو لوگ کل قارون
کی منزلت کی تمنا کرتے تھے اُن لوگوں نے صبح کی اُس حال میں کہہتے تھے کہ
یقیناً خدا اپنے بندوں میں جس کی روزی چاہتا ہے اُس کی مصلحت کے موافق
کٹا دے کرتا ہے اور جس کی چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔ اگر خدا ہم پر احسان
نہ کرتا اور ہماری آرزوئیں اُس پر رہتی تو یقیناً ہم بھی زمین کے نیچے دھنس جاتے
جیسے کہ قارون دھنس گیا اور بیشک کفرانِ نعمت کرنے والے فلاح نہیں پاتے یا روزِ
قیامت کافروں کو نجات نہ ملے گی۔ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ
عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فُسَادًا لِلْوَالِقَابِ لِلْمُتَّقِينَ (آیت ۸۳ سورہ مذکور) یہ
آخرت کا مکان ہم اُن لوگوں کے لئے بناتے ہیں جو زمین میں عظمت و بزرگی نہیں
چاہتے اور نہ فساد کرتے ہیں اور بہتر انجام تو بس پرہیزگاروں کے لئے ہے۔
علی بن ابیہیم نے روایت کی ہے کہ قارون کی ہلاکت کا یہ سبب تھا کہ جب موسیٰ
نے بنی اسرائیل کو دریا سے نکالا اور خدا نے اپنی نعمتیں اُن پر تمام کیں تو اُن کو عمالقہ
سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اُن لوگوں نے قبول نہ کیا تو اُن کے لئے مقرر فرمایا کہ چالیس
سال تک صحرائے تیبہ میں سرگشتہ و حیران پھرا کریں۔ وہ لوگ شروع رات سے اُٹھتے
تھے اور گرمیہ وزاری کے ساتھ توریت و دعا پڑھنے میں مشغول ہوتے تھے۔ قارون بھی
انہیں میں تھا وہ بھی توریت پڑھتا تھا۔ اُس سے زیادہ خوش آواز اُن میں کوئی نہ تھا۔ قرات
کی خوبی کی وجہ سے اُس کو منوں کہتے تھے وہ کہہ جاتا تھا اور بناتا تھا۔ جب بنی اسرائیل کے
معاملہ کو طول ہوا اُن لوگوں نے توبہ و انابت شروع کی۔ لیکن قارون نے پسند نہ کیا کہ توبہ میں اُن
کے ساتھ شریک ہو۔ چونکہ موسیٰ اُس کو دوست رکھتے تھے اس لئے اُس کے پاس تشریف لے
گئے اور فرمایا کہ تیری قوم توبہ میں مشغول ہے اور تو یہاں بیٹھا ہے جا کر اُن کے ساتھ شریک ہو
ورنہ تجھ پر عذاب نازل ہو گا۔ اُس نے حضرت کے حکم کی کوئی حقیقت نہ سمجھی اور آپ کا مذاق اڑانے
لگا۔ حضرت غمگین ہو کر چلے آئے اور اُس کے قہر کے سایہ میں قریب ہی بیٹھ گئے حضرت بال کا بیٹا ہوا جبہ پہنے
ہوئے تھے اور عصا ہاتھ میں تھا۔ قارون کے حکم سے راکھ پانی میں مخلوط کر کے حضرت کے سر پر بھینکی گئی۔
اُس شخصیت کو بہت غصہ آیا آپ کے شانے پر بال تھے جب آپ کو غصہ آتا وہ بال
کپڑے سے باہر نکل آتے اور اُن سے خون جاری ہو جاتا اُس وقت موسیٰ نے کہا خداوند

اگر میری وجہ سے قارون پر تو غضبناک نہیں ہوگا تو میں تیرا پیغمبر نہیں۔ حق تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی کہ میں نے آسمانوں اور زمینوں کو تمہارا تابع فرمان بنا دیا۔ جو حکم چاہوں گا دو۔ قارون نے اپنے قصر کے دروازے موسیٰ کے لئے بند کر دیئے تھے موسیٰ علیہ السلام یہ سن کر آئے اور دروازوں کی جانب اشارہ کیا آپ کے اعجاز سے تمام دروازے کھل گئے۔ آپ قصر میں داخل ہوئے۔ جب آنحضرت پر اُس کی نگاہ پڑی سمجھ گیا کہ عذاب کے لئے آتے ہیں تو کہا اے موسیٰ میں آپ سے رحم اور قربت کے حق سے چمیرے اور آپ کے درمیان ہے سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر رحم فرمائیے۔ موسیٰ نے کہ اے فرزند لادی مجھ سے بات نہ کر۔ پھر زمین کو حکم دیا کہ قارون کو لے لے پس قصہ اور جو کچھ اُس میں تھا زمین میں دھنس گیا اور قارون بھی زلزلہ میں زمین کے اندر ہو گیا۔ اور رونے لگا اور موسیٰ کو رحم کرنے کی قسم دی۔ موسیٰ نے پھر کہا کہ اے فرزند لادی مجھ سے گفتگو نہ کر۔ اُس نے ہر چند استغاثہ کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا یہاں تک کہ زمین میں پوشیدہ ہو گیا۔ جب موسیٰ اپنے مناجات کے مقام پر آئے حق تعالیٰ نے فرمایا اے فرزند لادی مجھ سے بات نہ کر موسیٰ سمجھ گئے قارون پر رحم نہ کرنے کے سبب سے یہ خدا کا عتاب ہے۔ عرض کی پروردگار قارون نے مجھ کو بغیر تیرے پکارا اور بغیر تیرے قسم دی اگر تیری قسم دیتا میں قبول کرتا۔ پھر خدا نے اُسے جواب کا اعادہ فرمایا جو موسیٰ نے قارون کو دیا تھا۔ موسیٰ نے کہا خداوند اگر میرا جاننا کہ تیری رضا اُس کی خواہش قبول کرنے میں ہے تو میں یقیناً قبول کر لیتا۔ اُس وقت خدا نے کہا کہ اے موسیٰ اپنے عزت و جلال اور جود و بزرگی اور عظمت و منزلت کا قسم کھانا ہوں کہ جس طرح قارون نے تم سے رحم کی خواہش کی۔ اگر مجھ سے کرتا تو میرا قبول کر لیتا۔ لیکن چونکہ تم سے مدد مانگی تھی اور تم سے متوسل ہوا تھا لہذا میں نے اُس کو تم پر ہی چھوڑ دیا تھا۔ اے پسر عمران موت کے خوف سے گھبراؤ مت۔ کیونکہ میں نے ہر نفس کے لئے موت کو مقرر کیا ہے اور تمہارے لئے راحت کا مقام مہیا کیا ہے جس کو اگر تم دیکھ لو اور اُس جگہ پہنچ جاؤ تو تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ ۱۲ کے بعد پھر ایک روز موسیٰ طور پر گئے۔ اُن کے ساتھ یوشع بھی تھے۔ جب آپ طور پر پہنچے ایک مرد کو دیکھا کہ ایک بیلچہ اور ایک زنبیل لئے ہوئے جا رہا ہے۔ پوچھا کہاں جاتے ہو کہا خدا کا ایک دوست رحلت کر گیا ہے اُس کے لئے قبر تیار کرنا ہے۔ موسیٰ نے کہا کیا میں بھی تمہاری مدد کروں اُس نے کہ

ہاں۔ غرض دونوں نے قبر کھودی۔ جب نارغ ہوئے اُس مرد نے قبر میں اترنا چاہا۔ موسیٰ نے پوچھا یہ کیا کرتے ہو کہا کہ چاہتا ہوں کہ قبر کے اندر جا کر دیکھوں کہ اچھی کھودی گئی ہے موسیٰ نے کہا میں جاتا ہوں۔ چنانچہ آپ قبر میں اترے اور لیٹے اور قبر کو پسند کیا۔ ملک الموت نے آکر وہیں آپ کی روح قبض کر لی۔ پہاڑ برابر ہو گیا اور قبر ناپید ہو گئی۔

حدیث حسن میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت یونسؑ مچھلی کے شکم میں دریا کی سیر کرتے ہوئے اُس جگہ پہنچے جہاں قارون پہنچا تھا کیونکہ قارون جب حضرت موسیٰؑ کی نفرین سے زمین میں دھنس گیا تو خدا نے ایک فرشتہ کو موکل کیا کہ روزانہ اس کو ایک مرد کے قد کے برابر نیچے کرتا جائے یونسؑ مچھلی کے شکم میں تیسرے خدا اور استغفار کرتے تھے۔ جب قارون نے یونسؑ کی آواز سنی اُس فرشتہ سے انتہاس کیا کہ مجھ کو مہلت دے کیونکہ انسان کی آواز سننا ہوں۔ حق تعالیٰ نے اُس فرشتہ کو وحی کی کہ اُس کو مہلت دے دے۔ اُس وقت قارون نے یونسؑ سے خطاب کیا کہ تم کون ہو کہا میں گنہگار ہوں اور خطا کرنے والا یونسؑ بن متی ہوں اُس نے کہا کہ وہ خدا کے لئے بہت غضب کرنے والا موسیٰ بن عمرانؑ کیا ہوا۔ یونسؑ نے کہا کہ افسوس مدت ہوئی کہ وہ دنیا سے چلے گئے پوچھا کہ وہ اپنی قوم پر رحم کرنے والا انسان ہارونؑ کیا ہوا کہا وہ بھی رحلت کر گئے پوچھا کہ کلمشوم و خنجر عمرانؑ کیا ہوئیں جو مجھ سے نامزد تھیں۔ یونسؑ نے کہا افسوس آل عمرانؑ میں سے کوئی باقی نہیں ہے قارون نے کہا آل عمرانؑ پر سخت افسوس ہے۔ حق تعالیٰ نے اُس کے افسوس کو پسند کیا اور اس کی جزا میں اُس فرشتہ کو جو اُس پر موکل تھا۔ حکم دیا کہ اُس کے عذاب سے جب تک دنیا قائم ہے رُک جائے۔

قطب راوندی اور تعلبی نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ بنی اسرائیل کو حکم دیں کہ اپنی چادروں میں چار کبود ڈور سے ہر طرف لگائیں اور ایک ایک آسمانی ڈور لٹکائیں۔ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو بلا کر فرمایا کہ خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ اپنی رداؤں میں آسمانی رنگ کے ڈور سے لٹکاؤ تاکہ جب اُن کو دیکھو اپنے خدا کو یاد کرو وہ غمگین اپنی کتاب تمہارے لئے نازل کرے گا۔ یہ سن کر قارون نے سرکش کے کہا یہ سب باتیں آقا اپنے غلاموں کے لئے کرتے ہیں تاکہ دوسروں سے ممتاز رہیں۔ اور جب موسیٰؑ بنی اسرائیل کے ساتھ دریا سے باہر آئے مذبح

اور مقام قربانی کی حکومت اور تولیت ہارون کے سپرد کی جہاں بنی اسرائیل اپنی قربانیاں ہارون کو دیتے تھے وہ مذبح میں رکھ دیتے تھے اور ایک آگ آسمان سے آتی تھی اور اُس کو جلا دیتی تھی۔ ہارون کے بارے میں قارون پر حسد غالب ہوا اُس نے موسیٰ سے کہا کہ پیغمبر ہی تم نے لے لی اور جسورہ ہارون کو دے دیا میرا کچھ حصہ نہ تھا حالانکہ میں توریت کو تم دونوں سے بہتر پڑھتا ہوں۔ موسیٰ نے کہا خدا کی قسم میں نے جسورہ ہارون کو نہیں دیا خدا نے ان کو عطا فرمایا ہے قارون نے کہا خدا کی قسم میں اس کی تصدیق نہ کروں گا جب تک کہ تم اس پر کوئی دلیل پیش نہ کرو گے یہ سن کر موسیٰ نے بنی اسرائیل کے سرداروں کو جمع کیا اور کہا اپنے اپنے عصا کو لاؤ سب نے لا کر اکٹھا کیا۔ حضرت نے اُن سب کو اُس مکان میں رکھا جس میں عبادت الہی کرتے تھے اور فرمایا تم سب لوگ رات کو ان عصاؤں کی نگرانی کرو۔ دوسرے روز حکم دیا کہ تمام عصا باہر نکالے جائیں۔ جب باہر لائے گئے تو کسی میں کوئی تغیر نہیں ہوا تھا مگر ہارون کا عصا سبز ہو گیا تھا اور اُس میں بادام کی پتیوں کی طرح پتیاں نکل آئی تھیں موسیٰ نے فرمایا اے قارون اب تو نے سمجھا کہ ہارون کا امتیاز خدا داد ہے۔ قارون نے کہا یہ اور جادوؤں سے زیادہ تجب خیر جادو نہیں ہے جو تم نے کیا۔ پھر غضبناک ہو کر اٹھ آیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر موسیٰ کے لشکر سے جدا ہو گیا۔ تاہم موسیٰ اُس کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے رہے اور اُس کی قربت کی رعایت کرتے رہے۔ وہ ہمیشہ موسیٰ کو آزار پہنچاتا رہا اور ہر روز اُس کی سرکشی اور دشمنی زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ اُس نے ایک مکان بنوایا اور اُس کی دیواروں پر صیفہائے طلا نصب کئے بنی اسرائیل ہر صبح و شام اُس کے پاس جاتے تھے وہ اُن کو کھانا کھلاتا اور لوگ موسیٰ کا مذاق اڑایا کرتے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ پر زکوٰۃ کا حکم نازل فرمایا کہ بنی اسرائیل کے امیروں سے وصول کریں موسیٰ قارون کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اُس سے ہزار دینار پر ایک دینار اور ہزار درم پر ایک درم اور ہزار گوسفند پر ایک گوسفند اسی طرح اُس کے تمام اموال پر زکوٰۃ طلب کی۔ قارون نے اپنے مکان پر جا کر حساب کیا تو اُس کو زکوٰۃ میں زیادہ مال جاتا ہوا معلوم ہوا جس کو وہ دینے پر راضی نہیں ہوا۔ بنی اسرائیل نے اُس سے کہا کہ تم ہمارے سردار اور بزرگ ہو جو حکم دو ہم اُس کی اطاعت کریں اُس نے کہا کہ فلاں فاحشہ کو بلا لاؤ اُس کے ذریعہ سے ہم مل کر ایک مکر کریں یعنی وہ موسیٰ پر زنا کی تہمت لگائے تاکہ بنی اسرائیل

قارون کا زکوٰۃ دینے سے انکار

اُن سے متنفر ہو جائیں اور ہم کو اُن سے نجات ملے۔ اُس کو بلالائے۔ قارون نے اُس سے ہزار اشرفی یا ایک طلائی طشت کا وعدہ کیا یا کہا کہ جو کچھ تو طلب کرے گی وہیں لگا۔ بشرطیکہ تو بنی اسرائیل کے سامنے کل موسیٰ پر زنا کا اتہام لگا دے (اُس نے منظور کر لیا) دوسرے روز قارون تمام بنی اسرائیل کو لے کر موسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ لوگ جمع ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ باہر تشریف لائیں اور ان کو امر و نہی فرمائیں اور اُن کے لئے احکام شریعت بیان کریں۔ موسیٰ باہر آئے اور منبر پر تشریف لے گئے خطبہ پڑھا و عظ فرمایا اور کہا کہ تم میں سے جو شخص چوری کرے گا اُس کے ہاتھ قطع کر دوں گا اور جو بخشش عمل کرے گا اُس کو انشی تازیانے ماروں گا اور جو شخص زنا کرے گا اگر ناکتخدا ہے تو اُس کو سو کوڑے ماروں گا اور اگر زوجہ رکھتا ہوگا تو سنگسار کروں گا تاکہ مرجائے۔ اُس وقت قارون بولا خواہ آپ ہی کیوں نہ ہوں۔ فرمایا ہاں خواہ میں ہی ہوں۔ قارون نے کہا بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ آپ نے فلاں فاحشہ کے ساتھ زنا کی ہے موسیٰ نے پوچھا کیا میں نے؟ کہا ہاں آخر وہ عورت حاضر کی گئی۔ حضرت نے اُس سے پوچھا کیا میں نے تیرے ساتھ زنا کی ہے اُسی خدا کے حق سے کہنا جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا کو پھاڑا اور مجھ پر توریت نازل فرمائی اُس عورت نے کہا نہیں یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں بلکہ قارون نے مجھ کو مال کی لالچ دے کر آمادہ کیا ہے کہ میں آپ کو متہم کر دوں۔ یہ سن کر قارون نے سر جھکا لیا اور بنی اسرائیل ساکت ہو گئے۔ موسیٰ اسجدے میں گر پڑے اور تضرع و زاری کے ساتھ درگاہ باری میں عرض کی کہ خداوند اتیرا دشمن میرے درپے آزار ہے اور چاہتا ہے کہ مجھے رسوا کرے خداوند اگر میں تیرا پیغمبر ہوں تو میری خاطر سے اُس پر غضب فرما اور مجھے اُس پر مسلط کر۔ خداوند عالم نے اُن پر وحی فرمائی کہ سر سجده سے اٹھاؤ اور زمین کو جو چاہو حکم دو وہ تمہاری اطاعت کرے گی۔ یہ سن کر موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا نے مجھ کو اُسی طرح قارون پر مسلط کیا ہے جس طرح فرعون پر مبعوث کیا تھا اور حکم دیا کہ جو شخص اُس کے ساتھیوں میں سے ہو اُس کے ساتھ رہے جو اس کو دوست نہ رکھتا ہو اُس سے جدا ہو جائے۔ یہ سن کر سوائے دو شخصوں کے سب اُس سے علیحدہ ہو گئے پھر موسیٰ نے زمین سے خطاب فرمایا کہ ان کو نکل لے تو اُن کے قدم زمین میں دھنس گئے پھر فرمایا کہ ان کو نکل تو وہ زانو تک زمین کے اندر ہو گئے پھر فرمایا تو کمر تک زمین میں چلے گئے پھر فرمایا تو

گردن تک نیچے ہو گئے۔ وہ لوگ موسیٰ سے فریاد اور استغاثہ کرتے رہے اور قارون رحم کرنے کی حضرت کو قسم دیتا تھا۔ بعض روایتوں کی بناء پر اُس نے ستر مرتبہ قسم دی مگر موسیٰ نے التفات نہ کیا یہاں تک کہ وہ لوگ زمین میں دھنس گئے۔ اُس وقت حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی نازل فرمائی کہ اُن لوگوں نے ستر مرتبہ فریاد کی اور تم نے رحم نہ کیا میں اپنے عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر مجھ سے ایک مرتبہ استغاثہ کرتے تو وہ یقیناً اپنی امداد اور فریاد رسی کے لئے اپنے نزدیک مجھ کو پاتے۔ اُس کے بعد بنی اسرائیل نے کہا کہ موسیٰ نے قارون کی ہلاکت کی اس لئے دعا کی کہ وہ زمین میں دھنس جائے تو خود اُس کے اموال اور خزانوں پر متصرف ہوں۔ جب موسیٰ نے یہ سنا تو پھر دعا کی اور قارون کے مکانات، اموال اور خزانے سب زمین میں دھنس گئے۔ لے

جانب موسیٰ کا قارون پر غضب اور اس کا زمین میں دھنسنا۔

لے مولف فرماتے ہیں کہ بہت سی حدیثوں میں منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین اور تمام ائمہ اطہار نے اس امت کا فرعون ظالم اول کو ہامان دوسرے کو اور قارون تیسرے کو فرمایا ہے اور یہ حدیث بھی اُن احادیث کی مولد ہے کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا اس امت میں بھی واقع ہو گا۔ ادنیٰ تامل سے معلوم ہو گا کہ کس قدر مشابہ ہے اُن تینوں منافقوں کا حال ان تینوں اشخاص سے اس لئے کہ اگر فرعون نے ناحق خدائی کا دعویٰ کیا تو پہلے نے ناحق خلافت الہیہ حاصل کی اور یہ بھی عین شرک ہے اور جناب مقدس الہی کے ساتھ مقابلہ اور جس طرح فرعون برابر موسیٰ کی اطاعت کا ارادہ کرتا تھا اور ہامان مانع ہوتا تھا۔ اُسی طرح وہ اقبیلونی (مجھ سے ہاتھ اٹھا لو) کہتا تھا اور بلظاہر پشیمانی کا اظہار کرتا تھا لیکن دوسرا منافق مانع ہوتا تھا جس طرح وہ لوگ اپنے ساتھیوں سمیت ظاہری دریا میں غرق اور کھلی ہوئی ہلاکت میں ہلاک ہوئے اُسی طرح یہ سب دریا ئے کفر و ضلالت میں غرق ہو کر ابدی ہلاکت میں گرفتار ہوئے اور رجعت میں پھر قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ کے آب شمشیر میں غرق ہوں گے اور قارون کے ساتھ تیسرے منافق کا مشابہت کا حال باہم دگر مال جمع کرنے، حرص اور دنیا کی آرائش اور زینت وغیرہ کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر قارون موسیٰ سے قرابت نسبی رکھتا تھا تو وہ بھی رسول اللہ سے قرابت نسبی بلکہ ظاہراً نسبی قرابت بھی رکھتا تھا اور اگر وہ موسیٰ کی دعا سے زمین کے اندر مع اپنے اموال کے دھنس گیا تو وہ بھی جناب رسول خدا اور امیر المومنین کی نفرین سے ہلاک ہوا چنانچہ امیر المومنین نے پہلا خطبہ جو خلافت واپس لینے کے بعد فرمایا اُم میں فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرعون و ہامان و قارون کو ہلاک کیا اگر ان لوگوں کے حالات میں اور ذرا غور کرو گے تو مشابہت کی دوسری وجہیں بھی ظاہر ہوگی جن کو انشاء اللہ ان کے مقام پر بیان کروں گا۔ اس جگہ صرف چند اشاروں پر اکتفا کرتا ہوں۔

فصل مشتم

بنی اسرائیل کا گائے ذبح کرنے پر مامور ہونا وغیرہ :-

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں قول خدا وَ اِذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهٖ اِنَّ اللّٰهَ يَامُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً کے بارے میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ نے مدینہ کے یہودیوں سے خطاب فرمایا کہ یاد کرو اُس وقت کو جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا تم کو بیشک حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو اور اُس کے کسی ٹکڑے کو مقتول کی لاش پر مار دو کہ وہ بحکم خدا زندہ ہو کر بتائے کہ کس نے اُس کو قتل کیا ہے۔ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جبکہ بنی اسرائیل کے ایک قبیلہ کے درمیان ایک مقتول پڑا تھا اور موسیٰ نے اُس قبیلہ کے لوگوں پر لازم کیا کہ اُن کے پچاس سربرآوردہ اشخاص خداوند قوی و شدید کی قسم کھائیں وہ جو بنی اسرائیل کا خدا اور جو محمدؐ اور اُن کی آل اطہار کو فضیلت دینے والا ہے کہ ہم لوگوں نے اُس کو نہیں قتل کیا ہے اور نہ اُس کے قاتل کو جانتے ہیں۔ اگر وہ لوگ قسم کھالیں اور خوبہادے دیں تو بہتر ہے۔ اگر قسم نہ کھائیں تو قاتل کا پتہ بتادیں تاکہ اس کے عوض اس کو قتل کیا جائے اگر قتل نہ کریں تو اُس کو ایک تنگ قید خانہ میں قید کر دیں۔ غرض کہ دو میں سے ایک کام کریں۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے پیغمبر خدا ہم قسم بھی کھائیں اور خوبہا بھی دیں حالانکہ خدا کا ایسا حکم نہیں ہے۔ یہ قصہ یوں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نہایت حسین و جمیل، صاحب فضل و کمال، صاحب حسب و نسب اور پردہ نشین عورت تھی۔ بہت سے لوگ اُس کے خواستگار تھے۔ اُس کے چچا کے تین لڑکے تھے اُن میں سے ایک جو سب سے زیادہ عالم اور پرہیزگار تھا اُس کے ساتھ وہ عورت راضی ہو گئی اور چاہا کہ اُس کے عقد میں آ جائے اُس کے دوسرے دونوں چچا زاد بھائیوں نے اُس پر حسد کیا اور ایک رات اُس کو ضیافت کے جیلہ سے بلا کر مار ڈالا۔ پھر اس کی لاش کو بنی اسرائیل کے سب سے بڑے قبیلے کے درمیان ڈال دیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ دونوں بھائی جو قاتل تھے گریباں چاک کئے سر پر خاک ڈالے حضرت موسیٰ کے پاس داؤد خواہی کے لئے آئے حضرت نے اُس قبیلہ کے تمام لوگوں کو بلا کر اُس مقتول کے بارے میں دریافت کیا اُن لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس کو نہیں قتل کیا ہے اور نہ ہم جانتے ہیں کہ کس نے قتل کیا ہے۔ موسیٰ نے کہا کہ حکم خدا یہ ہے کہ تم پچاس آدمی قسم کھاؤ اور خوبہا دو یا قاتل کا پتہ بتاؤ اُن لوگوں نے کہا کہ جب ہم کو قسم کھانے کے باوجود خوبہا دینا بھی ضروری ہے تو قسم کھانے سے کیا

فائدہ اور خونبہا دینے کے ساتھ ہم قسم بھی کھائیں تو خونبہا دینے کا کیا نتیجہ۔ موسیٰ نے کہا تمام فائدے خدا کی فرمانبرداری میں ہیں جو کچھ وہ فرماتا ہے عمل میں لانا چاہئے ان لوگوں نے کہا اسے پیغمبر خدا یہ جرمانہ اور گناہ کا الزام بہت سخت ہے حالانکہ ہم نے کوئی خیانت نہیں کی ہے اور یہ قسم بہت گراں ہے کیونکہ ہماری گردنوں پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے۔ لہذا درگاہ خدا میں دعا کیجئے کہ وہ ہم پر قاتل کو ظاہر کر دے تاکہ جو مستحق ہو اُس کو سزا دیجئے اور ہم جرمانہ اور سزا سے نجات پائیں۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے اس واقعہ کا حکم مجھ سے بیان کر دیا ہے اور مجھ میں تاب نہیں ہے کہ جرات کروں اور اُس کے کسی امر کا سوال کروں بلکہ ہم لوگوں پر لازم ہے کہ اُس کے حکم پر سر تسلیم خم کریں اور اپنے اوپر لازم سمجھیں اور اُس پر اعتراض نہ کریں کیا تم لوگ نہیں دیکھتے ہو کہ اُس نے ہم پر دو شنبہ کے روز کام کرنا اور اونٹ کا گوشت کھانا حرام کر دیا ہے تو ہم کو لازم نہیں ہے کہ اُس کے حکم میں تغیر کریں بلکہ چاہئے کہ اطاعت کریں۔ حضرت نے چاہا کہ اُس حکم کو اُن لوگوں پر لازم قرار دیں تو حق تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی کہ اُن کے سوال کو قبول کر لیں تاکہ میں قاتل کو ظاہر کروں اور دوسرے لوگ گناہ اور تہمت سے نجات پائیں اس لئے کہ اس سوال کی اجابت کے ضمن میں اُس شخص کی روزی کو فراخ کروں گا جو تمہاری امت کے نیک لوگوں میں سے ہے اور محمد و آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین پر درود بھیجنے اور محمد کو اور ان کے بعد علی کو تمام خلایق پر فضیلت دینے کا معتقد ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں دنیا میں اُس کو غنی کر دوں تاکہ محمد اور اُن کی آل اطہار صلوات اللہ علیہم کے فضیلت دینے پر اُس کے ثواب کا کچھ حصہ ادا ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پروردگار! مجھ سے اُس کے قاتل کو بیان فرما۔ وحی آئی کہ بنی اسرائیل سے کہو کہ خداتم سے قاتل کا پتہ اس طرح بتائے گا کہ ایک گائے کو ذبح کرو اور اُس کا گوشت مقتول کی لاش پر مارو تو میں اُس کو زندہ کر دوں گا اگر تم لوگ فرمان خدا کی اطاعت کرتے ہو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اُس کو عمل میں لاتے ہو ورنہ حکم اول کو قبول کرو لہذا قول خدا وَاِذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِہٖ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذٰبَحُوْا بَقَرَةً کے معنی یہ ہیں۔ کہ موسیٰ نے اُن سے کہا کہ خداتم کو حکم دیتا ہے کہ ایک گائے کو ذبح کرہ اگر اُس مقتول کے قاتل کا پتہ چاہتے ہو اور اُس کے کسی حصہ کو مقتول کی لاش پر مار تو وہ زندہ ہو جائے گا۔ اور اپنے قاتل کو بتا دے گا۔ قَالُوْۤا اَتَنْخِذُ نَہْزًۢوًا

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ - اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ کیا ہم لوگوں سے مذاق کرتے ہو کہ ہم ایک میت کے ٹکڑے کو دوسری میت پر ماریں تو وہ زندہ ہو جائے گی۔ موسیٰ نے کہا کہ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہل اور بے عقل ہوں یعنی خدا کی جانب اُس چیز کی نسبت دوں جسے اُس نے نہیں فرمایا ہے یا خدا کے حکم کو اپنے باطل قیاس اور اپنی ناقص عقل کے خلاف سمجھ کر انکار کر دوں جس طرح تم لوگ کرتے ہو۔ پھر فرمایا کہ کیا مرد اور عورت کا نطفہ بیجان نہیں ہے اور جب دونوں رحم میں جمع ہوتے ہیں تو خدا دونوں سے زندہ انسان پیدا کرتا ہے کیا ایسا نہیں ہے کہ مردہ تخم و بیج مردہ زمین میں پہنچنے سے خدا طرح طرح کی گھاس اور درخت کو زندہ کر دیتا ہے۔ قَالُوا اَدْعٰى لَنَا رَبِّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هٰذَا - فرمایا کہ جب موسیٰ کی حجت اُن پر تمام ہوئی تو اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ وہ ہمارے لئے اُس گائے کی صفت بیان کرے کہ وہ گائے کیسی ہو قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ لِّوَلٰٓئِهٖمْ لَوْ فَاْرَضُوْا بِكَرْبَعٍ عَنَّا لَبَيِّنٌ لِّكَ فَاَفْعَلُوْا مَا تَسُوْۤمُوْنَ - یعنی پھر موسیٰ نے اپنے پروردگار سے سوال کیا اور اُن لوگوں سے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بڑھی ہو نہ بہت جواں بلکہ درمیانی عمر کی ہو تو تم جس پر مامور ہوئے ہو اُسے بجا لاؤ قَالُوا اَدْعٰى لَنَا رَبِّكَ مَا لَوْ تَحٰۤمَدُ اُنْ لَّوْغُوْۤا فِيْ غٰیۤبِہٖۤم - فرمایا کہ اے موسیٰ اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ اُس گائے کا رنگ بیان کرے قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ صَفْرَآءُ فَاَقْعُ تَوْنُہَا تَسْرُ النَّاٰظِرِيْنَ - موسیٰ نے خدا سے سوال کے بعد کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد ہو اور اُس کی زردی خالص اور کھری ہو نہ کہ کم رنگ ہو کہ سفیدی ظاہر ہو اور نہ ایسی زیادہ رنگین ہو کہ سیاہی مائل ہو بلکہ اُس کی خوش رنگی اور حسن دیکھنے والوں کو خوش اور مسرور کر دے۔ قَالُوا اَدْعٰى لَنَا رَبِّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هٰذَا اِنَّ الْبَقْرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ - اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ جس قدر اُس گائے کے اوصاف بتائے گئے اُن کے علاوہ اُس کی کچھ اور صفت بیان کرے اس لئے کہ وہ ہم پر مشتبہ ہو گئی ہے کیونکہ اس صفت کی بہت سی گائیں ہیں اب اگر خدا نے چاہا تو ہم اُس گائے کو سمجھ لیں گے جس کے فوج کرنے کا حکم اُس نے دیا ہے قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ لِّوَلٰٓئِهٖمْ لَوْ ذَلُوْا لَشِیْءٌ اَلْمَرْضٰی وَلَوْ تَسْفٰی الْحَرٰثَ مُسَلَّمَةٌ

لَا شَيْئَةَ فِيْهَا۔ موسیٰ نے کہا خدا فرمانا ہے کہ وہ گائے نہ تو اتنی سدھائی ہوئی ہو کہ زمین جوتے اور نہ زراعت میں آب پاشی کرے بلکہ ان کاموں سے اُس کو علیحدہ رکھا ہوا اور عیبوں سے پاک ہو یعنی اُس کی خلقت میں کوئی عیب نہ ہو اور نہ اس میں اُس کے اصل رنگ کے علاوہ کوئی اور رنگ ہو۔ قَالُوا اَلْاِنْسَانُ جَدُّتْ بِالْحَقِّ طَفْدًا بَحْوًا هَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ۔ اُن لوگوں نے کہا اب جا کے گائے کے اوصاف بیان ہوئے جیسا کہ حق اور سزاوار تھا۔ آسان نہ تھا کہ وہ لوگ اُس گائے کی زیادہ قیمت کی وجہ سے اُس حکم کی تعمیل کرتے لیکن ان کے لئے ضروری تھا اور چونکہ اُن لوگوں نے موسیٰ کو متہم کیا کہ وہ اُس چیز پر قادر نہیں ہیں جس کا وہ لوگ سوال کرتے ہیں اس لئے گائے ذبح کرنے پر وہ لوگ مجبور ہوئے۔ امام نے فرمایا کہ جب اُن لوگوں نے ان صفات کو سنا کہا اسے موسیٰ کیا ہمارے خدا نے ہم کو ایسی گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے جو ان صفات کی ہو فرمایا ہاں حالانکہ موسیٰ نے ابتدا میں جب اُن سے کہا تھا اور وہ لوگ بلا چوں و چرا کسی گائے کو ذبح کر دیتے تو وہ کافی تھا۔ اور اُن کے سوال کے بعد ضرورت نہیں تھی کہ موسیٰ خدا سے گائے کی کیفیت کے بارے میں سوال کرتے بلکہ چاہئے تھا کہ اُن کے جواب میں فرما دیتے کہ جس گائے کو بھی ذبح کرو کافی ہے غرض جب اس صفت کی گائے پر معاملہ ٹھہرا تو اُن لوگوں نے اُس کی تلاش کی کہیں نہ ملی مگر ایک جوان کے پاس جو بنی اسرائیل ہی سے تھا اور جس کو خدا نے خواب میں محمدؐ و علیؑ اور اُن کی ذریت میں سے اماموں کو دکھایا تھا ان بزرگواروں نے اس سے فرمایا تھا کہ چونکہ تو ہم کو دوست رکھتا ہے اور دوسروں پر فضیلت دیتا ہے لہذا ہم چاہتے ہیں کہ تیری جزا میں سے کچھ تجھ کو دینا ہی میں عطا کریں لہذا جب تیرے پاس لوگ گائے خریدنے کے لئے آئیں تو تو بغیر اپنی ماں کے مشورہ کے فروخت نہ کرنا اگر تو ایسا کرے گا تو خدا تیری ماں کو چند امور الہام فرمائے گا جو تیری اور تیرے فرزندوں کی تو نگری کا باعث ہوگا۔ وہ جوان یہ خواب دیکھ کر خوش ہو گیا۔ صبح ہوئی تو بنی اسرائیل اُس کے پاس گائے خریدنے کے واسطے آئے اور گائے کی قیمت پوچھی۔ اُس نے کہا دو دینار لیکن کم و بیش کامیری ماں کو اختیار ہے اُن لوگوں نے کہا ہم ایک دینار دیں گے جو ان نے اپنی ماں سے مشورہ کیا اُس نے کہا چار دینار پر فروخت کرو۔ اُس نے بنی اسرائیل سے آکر کہا کہ میری ماں چار دینار قیمت کہتی ہے اُن لوگوں نے دو دینار منظور کئے اُس نے پھر اپنی ماں

بنی اسرائیل کے ایک جوان کا قصہ جو محمدؐ و آل محمدؑ پر بہت درود بھیجا کرتا تھا۔

سے رائے لی اُس نے سو دینار کہے بنی اسرائیل نے پچاس منظور کئے اسی طرح وہ لوگ جتنی قیمت پر راضی ہوتے تھے اُس کی ماں اُس پر اور اضافہ کرتی جاتی تھی جس قدر وہ اضافہ کرتی تھی وہ اُس کا نصف منظور کرتے تھے یہاں تک کہ اُس کی قیمت اس حد کو پہنچی کہ اُس گائے کی کھال کو سونے سے بھر دیں چنانچہ اسی قیمت پر اُن لوگوں نے اُس گائے کو خرید لیا اور ذبح کر کے اُس کی دم کو پکڑ کے جس سے آدمی ابتدا میں مخلوق ہوتے ہیں اور قیامت میں بھی آدمی کے اجزا اُس پر ترکیب پائیں گے اُس مقتول کی لاش پر مارا اور کہا خداوند! بجاہ محمد و آل محمد صلوات اللہ علیہ اس مُردہ کو زندہ اور گویا کر دے کہ وہ بتائے کہ کس نے اُس کو قتل کیا تھا تو وہ شخص فوراً صحیح و سالم اُٹھ بیٹھا اور کہا اے پیغمبر خدا میرے چچا کے ان دونوں لڑکوں نے میری چچا زاد بہن کے بارے میں مجھ پر حسد کیا اور مجھ کو مار ڈالا اُس کے بعد مجھ کو اس محلہ میں پھینک دیا تاکہ میرا خون بہا یہاں کے رہنے والوں سے وصول کریں۔ موسیٰ نے اُن دونوں کو قتل کیا۔ جب پہلی بار اُس گائے کے جزو کو میت پر مارا تو وہ شخص زندہ نہ ہوا۔ بنی اسرائیل نے کہا اے پیغمبر خدا وہ وعدہ کیا ہوا جو آپ نے ہم سے کیا تھا۔ حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی فرمائی کہ میرا وعدہ خلاف نہیں ہوتا لیکن جب تک اس گائے کی کھال کو سونے سے نہ بھر دیں گے اور اُس کے مالک کو نہ دیں گے یہ مُردہ زندہ نہ ہو گا۔ یہ سن کر اُن لوگوں نے اپنے اموال کو جمع کیا حق تعالیٰ نے اُس گائے کی کھال کو اور کشادہ کر دیا یہاں تک کہ اُس میں پچاس لاکھ دینار کی مقدار تک سونا بھر گیا۔ اور جب سونے کو اُس جوان کے سپرد کر دیا پھر اُس گائے کے عضو کو میت پر مارا تو وہ شخص زندہ ہو گیا۔ اُس وقت بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے کہا کہ خدا کے اس مُردہ کو زندہ کرنے اور اُس جوان کو اس قدر مال فراوان سے غنی کرنے سے زیادہ تعجب خیز کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ پھر خدا نے موسیٰ پر وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل سے کہو کہ جو شخص تم میں سے چاہے کہ میں اُس کو دنیا میں پاک و بہتر زندگی عطا کروں اور بہشت میں اُس کا مقام بلند کروں اور آخرت میں بھی اُس کو محمدؐ اور اُن کی آل اطہارؑ کے ساتھ رکھوں تو وہ بھی ایسا ہی عمل کرے جیسا کہ اس جوان نے کیا اُس نے موسیٰ سے محمدؐ و علیؑ اور اُن کی آل طاہرہ کا نام سُنا تھا اور ہمیشہ اُن پر صلوات بھیجا کرتا تھا اور اُن بزرگواروں کو جن و انس و ملائکہ پر فضیلت دیتا تھا اس سبب سے ہیں نے اس قدر مال اُس کو عطا فرمایا تاکہ وہ نیک لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور اپنے

دوستوں پر مہربانی کرے اور اپنے دشمنوں کو ذلیل کرے پھر اُس جوان نے موسیٰ سے کہا کہ اے پیغمبر خدا میں ان احوال کی حفاظت کیونکر کروں اور کیسے دشمنوں کی عداوت اور حاسدوں کے حسد سے محفوظ رہوں فرمایا کہ اس مال پر درست اعتقاد سے محمدؐ و آل محمدؐ پر درود پڑھ جیسا کہ پہلے پڑھا کرتا تھا تو خدا اس مال کی حفاظت کریگا اگر کوئی چور، غلام یا حاسد تیرے ساتھ بدی کا ارادہ کرے گا خدا اپنے احسان و کرم سے اُس کے ضرر کو تجھ سے دفع کریگا۔ اُس وقت اس جوان نے جو زندہ ہوا تھا یہ گفتگو سنی تو کہا خداوند! میں تجھ سے بحق محمدؐ و آل محمدؐ اور اُن کے انوار مقدسہ سے متوسل ہو کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو دنیا میں باقی رکھ تاکہ میں اپنے چچا کی لڑکی سے بہرہ مند ہوں اور میرے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل کر اور مجھ کو اس کے سبب سے کثیر نیکیاں روزی فرما خدا نے اسی وقت موسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ اس جوان کو اُن کے انوار مقدسہ سے توسل کی برکت سے میں نے ایک سو تیس سال عمر عطا فرمائی کہ وہ اس مدت میں صحیح و سالم رہے گا اور اس کے قومی میں کمزوری نہ ہوگی اور اپنی زوجہ سے بہرہ مند ہوگا۔ جب یہ مدت ختم ہو جائے گی دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ دنیا سے اٹھاؤنگا اور اپنی بہشت میں جگہ دوں گا جہاں وہ دونوں نعمات سے فیض یاب ہوں گے اے موسیٰؑ اگر وہ قاتل بد بخت بھی مجھ سے اسی طرح سوال کرتے جیسا کہ اس جوان نے کیا اور اُن بزرگواروں کے انوار مقدسہ سے صحیح اعتقاد کے ساتھ متوسل ہوتے تو یقیناً میں اُن کو حسد سے محفوظ رکھتا اور جو کچھ اُن کو عطا فرمایا تھا اُس پر قانع رکھتا اور اگر اس فعل کے بعد بھی توبہ کر لیتے اور اُن انوار مقدسہ سے متوسل ہو جاتے کہ میں اُن کو رسوانہ کروں تو یقیناً میں اُن کو رسوانہ کرتا اور نہ قاتل کے پتہ لگانے میں بنی اسرائیل کی خاطر کرتا اور اگر رسوائی کے بعد توبہ کر لیتے اور اُن انوار پاک و پاکیزہ سے توسل کرتے تو میں اُن کے اس فعل کو لوگوں کے دلوں سے فراموش کر دیتا اور مقتول کے وارثوں کے دل میں ڈال دیتا کہ وہ قصاص سے اُس کو معاف رکھیں۔ لیکن ان بزرگواروں کی محبت و ولایت اور اُن کی افضلیت کے ساتھ اُن سے توسل کرنا جس کو چاہتا ہوں اپنی رحمت سے عطا کرتا ہوں اور جس سے چاہتا ہوں اپنی عدالت سے اُس کے اعمال کی بدی کے سبب سے روک دیتا ہوں اور میں غالب اور حکیم خدا ہوں۔ پھر بنی اسرائیل کے اُس قبیلہ نے موسیٰؑ سے فریاد کی کہ ہم نے بوجہ فرمانبرداری اپنے تئیں پریشانی میں مبتلا کر دیا اور اپنا سب قبیل و کثیر

مال اُس گائے کی قیمت میں دے دیا۔ لہذا دعا کیجئے کہ خدا ہماری روزی کو فراخ کرے
 موسیٰ نے کہا افسوس ہے تم پر تمہارے دل کی آنکھیں کس قدر اندھی ہیں۔ شاید تم
 نے اس جوان اور اس زندہ ہونے والے مقتول کی دعائیں نہیں سنیں اور نہیں دیکھا
 کہ کیا فائدہ اُن کو حاصل ہوا تم بھی اُسی طرح دعا کرو اور اُن بزرگواروں کے انوارِ مقدسہ
 سے توسل حاصل کرو۔ خدا تمہارے فائدہ اور احتیاج کو بند کر دے گا اور تمہاری روزی
 کو فراخ کر دے گا۔ تو اُن لوگوں نے کہا خداوند! ہم لوگ تجھ سے التجا کرتے ہیں اور
 تیرے فضل و کرم پر بھروسہ رکھتے ہیں لہذا بحق محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ وحنٰ و حسینؑ
 وائمہ طاہرینؑ ہمارے فقر و احتیاج کو زائل کر دے۔ اُس وقت حق تعالیٰ نے
 موسیٰ پر وحی فرمائی کہ اُن سے کہیں کہ فلاں خرابہ میں جائیں اور فلاں مقام کو
 کھودیں اُس جگہ ایک کروڑ دینار مدفون ہیں اُس کو لے لیں اور جن اشخاص
 سے گائے کی قیمت وصول کی گئی ہے اُن کو واپس دے دیں اور باقی
 اپنے درمیان تقسیم کر لیں تاکہ اُن کے مال میں اور اضافہ ہو جائے اُس جزا میں کہ
 ارواح مقدسہ محمدؐ و آل محمدؐ سے متوسل ہوئے اور تمام مخلوق پر اُن کے فضل و
 کرامت کی زیادتی کا اعتقاد کیا اسی قصہ پر قولِ خدا۔ **وَإِذْ قَسَمْنَا نَفْسًا فَاذَرْتُمْ**
فِيهَا کا اشارہ ہے یعنی اُس وقت کو یاد کرو اے بنی اسرائیل جب کہ تم نے ایک
 شخص کو قتل کیا اور قاتل کے بارے میں اختلاف کیا اور تم میں سے ہر ایک نے
 الزام قتل سے اپنے کو بری اور دوسرے کو ملزم قرار دیا۔ **وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ**
 اور خدا عیاں اور ظاہر کرنے والا ہے۔ جو کچھ تم موسیٰ کی تکذیب کے الادوہ سے پوشیدہ
 رکھتے تھے۔ اس گمان پر کہ جو کچھ تم نے موسیٰ سے اُس مُردہ کے زندہ کرنے کا سوال
 کیا ہے خدا اُس کو قبول نہ کرے گا۔ **فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا** تو ہم نے کہا کہ اُس
 گائے کے کسی حصہ جسم کو اس کشتہ پر مارو **كَذَٰلِكَ يُخَيِّ اللَّهُ الْمَوْتَىٰ**۔ خدا یوں
 ہی ملاقاتِ میت سے مُردوں کو دنیا و آخرت میں زندہ کرتا ہے۔ یعنی جو
 آبِ مرد آبِ زن سے ملتا ہے اُس سے خدا جو عورتوں کے رحم میں ہوتا ہے
 زندہ کرتا ہے اور آخرت میں بحرِ مسجور سے جو آسمانِ اول کے نزدیک ہے اُس
 کا پانی مرد کی منی کے مانند ہے پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے بعد جبکہ تمام زندہ ہستیاں
 مرجائیں گی پھر خدا اُن بوسیدہ اور خاک شدہ جسموں پر اُسی پانی کی بارش کرے گا تو
 تمام اجسام تیار ہوں گے۔ اور دوسری بار صور پھونکتے ہی زندہ ہو جائیں گے۔

وَبَرِّیْكُمْ اَیَاتِہٖ اور تم کو تمام نشانیاں اور علامتیں دکھاتا ہے جو اُس کی یکتائی اور موسیٰؑ کی پیغمبری اور تمام مخلوق پر محمدؐ و علیؑ اور اُن کی آل کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ شاید تم غور و فکر کرو کہ وہ خدا جس سے عجیب علامتیں ظاہر ہوتی ہیں اپنی مخلوق کو حکم نہیں دیتا مگر اُس چیز کا جس میں اُن کی بہتری ہوتی ہے اور محمدؐ اور اُن کی آل طاہرین کو برگزیدہ نہیں کیا مگر اس لئے کہ وہ تمام صاحبان عقل سے افضل و برتر ہیں۔

علی بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک عالم اور نیک شخص نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کی خواستگاری کی۔ اُس نے قبول کر لیا اُس عورت کا ایک چچا زاد بھائی بڑا فاسق اور بدکار تھا اُس نے بھی خواستگاری کی تھی اور اُس عورت نے منظور نہیں کیا تھا لہذا اُس نے اُس مرد پر حسد کیا اور اُس کی تاک میں رہا آخر اُس کو قتل کر ڈالا اور اُس کو اٹھا کر حضرت موسیٰؑ کے پاس لایا اور کہا کہ یہ میرا چچا زاد بھائی ہے اور مار ڈالا گیا ہے موسیٰؑ نے پوچھا کس نے مارا ہے اُس نے کہا میں نہیں جانتا۔ بنی اسرائیل میں قتل کا حکم بہت سخت تھا غرض بنی اسرائیل جمع ہوئے اور کہا اسے پیغمبر خدا اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ اُنہی میں سے ایک شخص اور تھا جس کے پاس ایک گائے تھی اُس کا ایک نہایت نیک اور فرمانبردار لڑکا تھا اُس کے پاس کوئی چیز تھی جس کے خریدنے کے لئے لوگ آئے۔ جہاں وہ چیز رکھی ہوئی تھی اُس مقام کی کنجی اُس کے باپ کے سر کے نیچے تھی اور وہ سو رہا تھا لڑکے نے حق پدر کی رعایت سے نہ چاہا کہ اُس کو خواب سے بیدار کرے اس لئے اُس نے خریداروں کو جواب دے دیا۔ جب اُس کا باپ بیدار ہوا لڑکے سے دریافت کیا کہ اپنے متاع کو تو نے کیا کیا۔ اُس نے کہا جہاں رکھا تھا موجود ہے میں نے اُس کو اس لئے فروخت نہیں کیا کہ اُس مقام کی کنجی آپ کے سر ہانے رکھی ہوئی تھی اور مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ آپ کو بیدار کروں۔ باپ نے کہا کہ اُس نفع کے عوض میں جو مال نہ فروخت ہونے کا سبب سے تجھ سے ضائع ہوا میں نے اس گائے کو تجھے بخشا۔ خدا کو بھی اس کا یہ فعل پسند آیا جو اُس نے اپنے باپ کے ساتھ کیا یعنی باپ کے حق کی رعایت ملحوظ رکھی۔ اُس کے عمل کی جزا میں خدا نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اُس گائے کو اُس سے خرید کر ذبح کریں۔ غرض جب بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کے پاس

جمع ہوئے اور رو رو کے اُس مقتول کے بارہ میں فریاد کی تو موسیٰ نے فرمایا کہ خدا تم کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ بنی اسرائیل نے تعجب کیا اور کہا کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو ہم تو اپنے کشتہ کو تمہارے پاس لائے ہیں اور اُس کے قاتل کا پتہ دریافت کرتے ہیں اور تم کہتے ہو کہ گائے ذبح کرو۔ موسیٰ نے کہا میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ جاہل جنوں یا تم سے مذاق کروں۔ اُن لوگوں نے سمجھا کہ ہم سے موسیٰ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی ہوئی تو عرض کی کہ دعا کیجئے کہ خدا بیان فرمائے کہ وہ کیسی گائے ہو موسیٰ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ نہ فارض ہو نہ بکر۔ فارض وہ ہے جو جوڑا کھا چکی ہو اور حاملہ نہ ہوئی ہو اور بکر وہ ہے جو جوڑا نہ کھائے ہوئے ہو۔ اُن لوگوں نے کہا کہ دعا کرو کہ خدا اُس کا رنگ بیان فرمائے۔ کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو کہ زرد اور بہت زرد ہو جو دیکھنے والوں کو اچھی معلوم ہو اور لوگ اُس کے دیکھنے سے خوش ہوں پھر اُن لوگوں نے کہا کہ دعا کرو کہ تمہارا پروردگار بیان فرمائے کہ اُس گائے میں اور کیا صفت ہو کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو کہ جس سے ہل جوتنے کا کام نہ لیا گیا ہو اور نہ اُس سے آب کشی کرائی گئی ہو۔ سوائے زرد رنگ کے اُس میں کوئی اور رنگ کے نقطے اور دھبے نہ ہوں اُن لوگوں نے کہا اب جا کے ٹھیک ٹھیک بیان کیا۔ ایسی گائے فلاں شخص کے پاس ہے اُس نے اپنے لڑکے کو اُس کی نیکی کے عوض دے دی ہے۔ وہ لوگ اُس لڑکے کے پاس گائے خریدنے گئے اُس نے کہا کہ اُس کی کھال کو سونے سے بھر دو۔ یہ سن کر وہ لوگ موسیٰ کے پاس آئے اور کہا وہ اس قدر قیمت طلب کرتا ہے فرمایا تم کو اُسے خریدنے کے سوا چارہ نہیں یقیناً وہی گائے ذبح ہونی چاہئے اُسی قیمت پر خریدو عرض اُس کو اُن لوگوں نے خرید کیا اور ذبح کیا اور کہا اے پیغمبر خدا اب کیا کریں حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰ اُن سے کہو کہ اُس گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا لے کر اُس کشتہ پر ماریں اور اُس سے پوچھیں کہ اُسے کس نے قتل کیا ہے اُن لوگوں نے اُس گائے کی دم لے کر اُس پر مارا اور اس سے پوچھا کہ تجھ کو کس نے قتل کیا۔ اُس نے کہا فلاں پسر فلاں نے یعنی چچا کے اُس لڑکے نے جو اُس کے خون کا دعویدار تھا۔

حدیث صحیح میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے اپنے ایک عزیز کو قتل کیا اور اُس کو بنی اسرائیل کے بہترین اسباط

کے راستہ میں ڈال دیا پھر موسیٰ کے پاس آکر اُس کے خون کا دعویٰ کیا۔ بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰ ہم پر ظاہر کرو کہ کس نے اس کو قتل کیا ہے۔ موسیٰ نے کہا ایک گائے لاؤ۔ بنی اسرائیل کوئی گائے لے آتے وہی کافی تھی۔ لیکن حجت اور تکرار کرنے لگے۔ یعنی سوال کرنا شروع کیا خدا اُن پر سختی کرتا گیا یہاں تک کہ وہ گائے طے ہوئی جو بنی اسرائیل کے ایک جوان کے پاس تھی جس کو اُس نے اس شرط پر فروخت کرنا منظور کیا کہ گائے کی کھال کو سونے سے بھر دیں۔ مجبوراً اُن لوگوں نے اُسی قیمت پر خریدا اور فروغ کیا پھر موسیٰ کے حکم سے اُس گائے کی دم کو اُس میت پر مارا تو وہ شخص زندہ ہو گیا اور کہا یا رسول اللہ میرے پیسر عم نے مجھے قتل کیا ہے ان لوگوں نے قتل نہیں کیا جن پر یہ دعویٰ کرتا ہے۔ ایک شخص نے موسیٰ سے کہا کہ اس گائے کے متعلق ایک واقعہ ہے۔ پوچھا کیا کہا وہ جوان جو اس گائے کا مالک تھا اپنے باپ کا بہت فرمانبردار ہے ایک روز اُس نے کوئی چیز خریدی اور آیا کہ اُس کی قیمت ادا کرے اُس نے دیکھا کہ اُس کا باپ سو رہا ہے اور کنجیاں اُس کے سر کے نیچے ہیں۔ اُس کو اچھا نہیں معلوم ہوا کہ اپنے باپ کو خواب سے بیدار کرے۔ اس سبب سے اُس چیز کے نفع کو ترک کر دیا اور اُس کو واپس کر دیا جب اُس کا باپ بیدار ہوا اور اُس نے یہ حال اُس سے بیان کیا۔ باپ نے کہا بہت اچھا کیا۔ میں نے اس گائے کو تجھے بخشا اُس نفع کے عوض میں جو تجھ سے ضائع ہوا۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ غور کرو کہ باپ ماں کے ساتھ نیکی کرنا انسان کو کس مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ چونکہ اُن کا مکرر تذکرہ طوالت کا باعث ہے اس لئے میں نے اسی قدر ذکر پر اکتفا کیا۔

فصل ہفتم | موسیٰ اور خضر کی ملاقات اور حضرت خضر کے تمام حالات۔

حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وَ اِذْ قَالَ مُوسٰی لِفَتٰیہٗ لَا اُبْرِحْ حَتّٰی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیْ حَقْبًا۔ (آیت ۶۰ تا ۸۲ سورہ کہف ۱۷) یعنی اُس وقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰ نے اپنے ایک جوان یعنی اپنے ہمیشہ کے مددگار مصاحب سے کہا کہ میں اپنا سفر ترک نہ کروں گا جب تک کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ تک نہ پہنچ جاؤں چلنے سے باز نہ آؤں گا یا بہت مدت تک چلتا رہوں گا جس کو بعض نے استی اور بعض نے ستر سال بیان کیا ہے۔ قول اول جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ واضح ہو کہ اس آیت میں موسیٰ سے مراد موسیٰ بن عمران

راایت حق پدار کے سبب یہ حساب لیتے

اور اُن کے صاحب یوشع بن نون ہیں جو آنحضرت کے وصی تھے۔ اس معنی پر خاصہ اور عامہ کی حدیثیں متفق ہیں اور ایک ضعیف قول اہل کتاب کا بھی نقل کیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ جس موسیٰ کا ذکر ہے وہ پیشابن یوسف کے فرزند ہیں وہ موسیٰ بن عمران سے پہلے گذرے ہیں۔ اور مشہور یہ ہے کہ وہ دو دریا دریائے فارس اور دریائے روم ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ دو دریائے علم سے مراد ہے کہ ظاہری دریائے علم موسیٰ اور باطنی دریائے علم خضر تھے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام کیا اور الواح اُن پر نازل فرمائیں جن میں بہت سے علوم تھے موسیٰ بنی اسرائیل کی جانب واپس ہوئے اور خبر دی کہ خدا نے اُن پر توبیت نازل کی ہے اور اُن سے کلام کیا ہے اُس وقت اُن کے دل میں گذرا کہ خدا نے مجھ سے دانا تر کسی کو خلق نہیں فرمایا۔ تو خدا نے جبریل کو موسیٰ کے بارے میں خبر کی کہ نزدیک ہے کہ موسیٰ کا یہ عزور اُس کو ہلاک کر دے لہذا اُس سے کہو کہ ایک پتھر کے قریب دو دریائوں کے اجتماع کی جگہ پر ایک شخص تم سے زیادہ صاحب علم ہے اُس سے جا کر ملاقات کرو اور کچھ علم حاصل کرو۔ جبریل نازل ہوئے اور وحی الہی کو موسیٰ تک پہنچایا۔ موسیٰ اپنے دل میں شرمندہ ہوئے۔ سمجھے کہ غلطی ہوئی اور خائف ہوئے اور اپنے وصی یوشع سے کہا کہ خدا نے مجھ کو غم دیا ہے کہ ایک شخص کے پاس جاؤں جو دو دریائوں کے ملنے کی جگہ پر رہتا ہے اور علم سیکھوں۔ لہذا یوشع نے ایک مسلم مچھلی نمک آلودہ ساتھ میں رکھ لی اور دونوں صاحبان روانہ ہوئے جب اُس مقام پر پہنچے خضر کو دیکھا کہ چت سو رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ نے اُن کو نہیں پہچانا۔ یوشع نے مچھلی نکالی اور پانی میں دھو کر پتھر پر رکھ دی۔ مچھلی زندہ ہو کر پانی کے اندر چلی گئی کیونکہ وہ آب حیات تھا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور جب تھک کر ایک جگہ بیٹھے تو موسیٰ نے یوشع سے کہا کہ لاؤ ناشتہ کریں۔ اس سفر سے بہت پریشان ہو گئے ہیں۔ اُس وقت یوشع نے موسیٰ سے مچھلی کا قصہ بیان کیا کہ وہ زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی۔ موسیٰ نے کہا کہ جس شخص کی تلاش میں ہم لوگ تھے وہ وہیں تھا جو پتھر کے پاس لیٹا ہوا تھا۔ لہذا اُسی راہ سے واپس ہوئے۔ جب اس مقام پر پہنچے دیکھا کہ خضر نماز میں مشغول ہیں۔ وہ بیٹھ گئے۔ جب خضر نماز سے فارغ ہوئے تو اُن پر سلام کیا اور بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ

نے موسیٰ کو وحی کی کہ جس جگہ مچھلی غائب ہو جائے سمجھنا کہ خضر وہیں ملیں گے موسیٰ نے یوشع سے فرمایا کہ جب مچھلی غائب ہو جائے مجھے مطلع کرنا۔ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا۔ تو جب موسیٰ اور اُن کے ساتھی دو دریاؤں کے محل اجتماع پر پہنچے نَسِيحًا حَوْثَهُمَا تو اپنی مچھلی بھول گئے یا چھوڑ دی۔ موسیٰ نے مچھلی کا حال نہیں پوچھا۔ لیکن یوشع نے بتایا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا۔ کہ مچھلی نے دریا کی راہ اختیار کی اور پانی میں چلی گئی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ موسیٰ سو گئے تھے اور اُن حضرت کے اعجاز سے مچھلی زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی بعض نے بیان کیا ہے کہ یوشع نے وضو کیا اور اُن کے وضو کا پانی مچھلی تک پہنچا اور وہ زندہ ہو گئی اور کو در پانی میں چلی گئی فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ إِنِّي خَدَّاءٌ نَالِقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا۔ جب وہ لوگ مجمع البحرین سے گزر گئے موسیٰ نے اپنے ہمراہی سے کہا کہ ہمارے لئے ہمارا ناشدہ لاؤ یقیناً اس سفر میں ہم کو بہت زحمت و پریشانی ہوئی۔ قَالَ ارْءَيْتَ إِذَا دَخَلْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحَوْتَ وَمَا أَنَسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا۔ یوشع نے کہا کیا آپ نے دیکھا جس وقت ہم لوگ اُس پتھر کے پاس مقیم ہوئے کیا ہوا۔ میں تو مچھلی کا قصہ آپ سے کہنا بھول گیا۔ یا میں نے ترک کر دیا اور نہیں کہا اور فراموشی یا اُس کے ترک کا باعث شیطان کے سوا کوئی نہیں ہوا۔ وہ مچھلی زندہ ہو کر عجیب طرح دریا میں چلی گئی قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ۔ موسیٰ نے کہا وہی جگہ تو تھی جس کی تلاش میں ہم تھے۔ اور وہی ہمارا مقصود ہے جس کو تم بیان کرتے ہو۔ فَأَمَّا تِلْكَ الْأَنْتَارَةُ الَّتِي هِيَ فَهُذِهِمُ الْقَصَصُ الْكَبِيرُ۔ فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا لَحْمَتًا مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا وہاں اُن لوگوں نے میرے ایک بندہ کو پایا جس کو ہم نے اپنی بارگاہ سے رحمت عطا کی تھی یعنی اُس کو اپنی جانب سے وحی اور پیغمبری اور چند علوم کی تعلیم دی تھی۔ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبَعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَ رَبُّكَ لِي۔ موسیٰ نے اس سے کہا (کیا آپ کی اجازت ہے) کہ میں آپ کے ساتھ اس شرط سے رہوں کہ آپ مجھے اُس علم سے جس کو خدا نے آپ کو تعلیم کیا ہے کچھ سکھا دیں جو میری صلاح و بہتری کا سبب ہو۔ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا خضر نے

کہا یقیناً آپ کو اس کی طاقت و قوت نہیں ہے کہ آپ میرے ساتھ رہ کر ان امور پر صبر کر سکیں جو مجھ سے مشابہہ کریں۔ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا۔ اور آپ کیونکر اس امر پر صبر کر سکتے ہیں جو بظاہر بُرا ہو اور باطن میں آپ کا علم اُس کی حقیقت تک نہیں پہنچا ہے۔ قَالَ سَتَجِدُنِي إِِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا۔ موسیٰ نے کہا انشاء اللہ آپ مجھ کو صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کی کسی امر میں نافرمانی نہیں کروں گا۔ قَالَ فَإِنْ أَتَبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا۔ خضر نے کہا اگر میرے ساتھ آتے ہو تو مجھ سے کسی بارے میں سوال نہ کرنا جب تک میں خود تم سے بیان نہ کر دوں فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا سَاكَبَا فِي السَّيْفَيْنِ خَرَقَتَاهَا غَرَضَ مُوسَىٰ وَخَضِرٌ رَوَانَهُ هُمُوعًا يَهِيمًا تَبْكِي فِي سَوَاحِلِهَا أَوْ خَضِرٌ نَزَلَ فِي سَوَاحِلِهَا يَبْكِي قَالَ آخِرُ قَتْلَاهَا لَعْنَةُ اللَّهِ لَهَا فِيهَا نِسَاءٌ يُفْرِكْنَ كِلَاهُمَا إِذَا نَظَرَا حَتَّىٰ إِذَا أَتَا بِمَا تُسَوِّغُ لَكُمْ غِيَرًا مِّنْهُمَا وَكَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ۔ موسیٰ نے کہا کیا کشتی میں آپ نے اس لئے سوراخ کر دیا کہ کشتی والے غرق ہو جائیں یقیناً یہ بہت سخت فعل کیا۔ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا خضر نے کہا کیا میں نے تم سے پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ تم طاقت نہیں رکھتے ہو کہ میرے ساتھ رہ کر صبر کر سکو۔ قَالَ لَوْ تَوَخَّاهُ خِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا۔ موسیٰ نے کہا جو کچھ میں بھول گیا اُس بارہ میں مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے یا پہلی بار جو مجھ سے سُرُور ہو گیا اُسے گرفت نہ کیجئے اور میرے معاملہ کو مجھ پر دشوار نہ کیجئے۔ فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا الْفَتَا غَرَقَا فَانْقَلَبَا مِثْلَهُمَا فَكَلَّمَ خَضِرٌ اِثْنَيْنِ مِنْهُمْ قَالُوا فَمَنْ جَاءَكَ يَتَوَلَّىٰ سَاحِلَ الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ أَرْبَابَهُمْ فَأَخْلَفَ بِمَدْيَنَ بِأَمْرِ رَبِّهِ فَلَمَّا جَاءَهُ إِذَا بِآيَاتِنَا فَتَنًا فَكَانَ مِنَ الْغَالِبِينَ۔ موسیٰ نے کہا کیا یہ بُرا کام کیا۔ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا خضر نے کہا کیا میں نے کہا تھا کہ تم کو میرے ساتھ رہ کر صبر کی طاقت نہیں ہو سکتی۔ قَالَ إِنْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ بَعْدَ هَٰذَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِن لَّدُنِّي عُذْرًا۔ موسیٰ نے کہا اگر اب اس کے بعد آپ سے کسی چیز کا سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھئے گا یقیناً میری جانب سے آپ عذر کی حد کو پہنچ گئے یعنی اگر تین مرتبہ کے بعد مخالفت کروں تو آپ مجھے علیحدہ کر دیجئے گا

اور آپ معذور ہوں گے فَاٰنْطَلَقَا حَتّٰی اِذَا اَتٰیَا اَهْلَ قَرْیَۃٍ اِنْ اَسْتَطَعْنَا اَهْلُهَا
 فَاَبْوَا اَنْ یُّضِیْفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جَدًا اَرِیْضًا اَنْ یُّنْقَضَ فَاَقَامَا پھر
 روانہ ہوئے اور ایک قریہ میں پہنچے بیان کرتے ہیں کہ وہ قریہ انطاکیہ تھا یا
 ابلہ بصرہ یا باجرواں ارمینیہ غرض وہاں کے لوگوں سے کھانا طلب کیا اُن لوگوں
 نے کھانا دینے سے انکار کیا۔ اُس قریہ میں ایک دیوار نظر آئی جو بوسیدہ
 ہو چکی تھی اور گرا چاہتی تھی۔ خضر اُس دیوار کو درست کرنے لگے یا ایک کھبا اُس
 سے لگا دیا یا ہاتھ اُس دیوار پر پھیرا اور وہ باعجاز درست ہو گئی قَالَ کُوْشِیْتُ
 لَتَّخَذْتُ عَلَیْهِ اَجْرًا۔ موسیٰ نے کہا کاش اگر دیوار بنانے کی اُجرت اہل قریہ
 سے چاہتے تو لے سکتے تھے جس کے درست کرنے میں ہم کو شام ہو گئی یا یہ کہ
 اشارۃً کہا کہ بیکار کام کیا جس کی کوئی اُجرت نہیں۔ قَالَ هٰذَا فِرَاقٌ بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ
 سَاۡیِسْتُکَ بِنَاوِیْلٍ مَّا لَکَ تَسْتَطِیْعُ عَلَیْهِ صَبْرًا خضر نے کہا اب میرے اور تمہارے
 فراق کا وقت ہے جو کچھ تم نے دیکھا اور اُن پر صبر نہ کر سکے اُن کی تاویل سے
 میں اب تم کو آگاہ کرتا ہوں۔ اَمَّا السَّفِیْنَتُ فَکَانَتُ لِمَسَاکِیْنِ یَعْمَلُوْنَ فِی
 الْبَحْرِ فَاَرَدْتُ اَنْ اَعِیْبَہَا وَکَانَ دَمَآءُہُمْ مِّلَکٌ یَّاخُذُ کُلَّ سَفِیْنَةٍ غَضَبًا۔
 سنو! وہ کشتی چند مساکین و محتاج لوگوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے ہیں۔ میں
 نے چاہا کہ اُس میں عیب پیدا کر دوں کیونکہ اُن کے سامنے یا پیچھے ایک بادشاہ
 تھا جو درست کشتی کو غضب کر لیتا تھا میں نے اس لئے اُس میں عیب پیدا
 کر دیا تاکہ وہ غضب نہ کرے۔ وَاَمَّا الْغُلَامُ فَکَانَ اَبَوَاہُ مُؤْمِنِیْنِ فَنَحِشْنَا
 اَنْ یَّرِیْہُمَا کُفْرًا وَکُفْرًا اور اس لڑکے (کو جو میں نے مار ڈالا تو اُس) کے
 ماں باپ مومن تھے۔ مجھ کو خوف تھا کہ وہ لڑکا اُن کو کفر و سرکشی سے اذیت
 پہنچائے گا یا خود اُن کو سرکش و کافر بنا دے گا۔ فَاَرَدْنَا اَنْ یُّبَدِّلَ کُفْرَہُمَا
 رَبِّہُمَا خَیْرًا مِنْہُمْ سَکُوْنًا وَاقْرَبَ مَرَحًا۔ میں نے چاہا کہ اُس فرزند کے
 عوض اُن کا پروردگار اُس سے بہت زیادہ نیک فرزند عطا فرمائے جو
 بُری باتوں اور گناہوں سے پاک ہو اور ماں باپ پر مہربانی اور رحم کے سبب
 سے اُن کو زیادہ محبوب ہو۔ وَاَمَّا الْجُدَارُ فَکَانَ لِعُلَا مِیْنِ یَتِیْمِیْنِ
 فِی الْہَدِیْنَةِ وَکَانَ تَحْتِہٖ کَنْزٌ لَّہُمَا۔ اور اُس دیوار کے
 بارے میں یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم ہیں اور اس دیوار کے نیچے اُن کے لئے

خزانہ مدفون ہے وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا
وَيَسْتَخْرِجَا كُنْزَهُمَا رَحْمَةً مِنَّا رَبُّكَ ۚ اور ان یتیموں کا باپ صالح اور
نیک شخص ہے تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ وہ دونوں لڑکے بالغ ہوں اور
اُن کی عقل کامل ہو جائے تو اس دیوار کے نیچے سے اپنے خزانہ کو نکال لیں اور
یہ تمہارے پروردگار کی اُن بچوں پر رحمت ہے وَمَا فَعَلْتُمْ عَنْ آمْرِئِي ۖ اور
میں نے یہ سب اپنی رائے سے نہیں بلکہ اپنے پروردگار کے حکم سے کیا ذٰلِكَ
تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۚ یہ تھی اُن افعال کی تاویل جن کے دیکھنے
سے تم صبر نہیں کر سکے۔ ۱۷

علی بن ابراہیم نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ یونس اور ہشام بن ابراہیم نے
اس بارے میں نزاع کی کہ وہ عالم جس کے پاس موسیٰ گئے تھے زیادہ جانتے
والا تھا یا موسیٰ۔ اور کیا یہ جائز ہے کہ موسیٰ پر کوئی حجت اور امام ہو حالانکہ مخلوق
پر وہ خود حجت خدا تھے۔ آخر کار اس بارے میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی
خدمت میں عریضہ لکھا اور یہ مسئلہ آنحضرت سے دریافت کیا۔ حضرت نے جواب
میں لکھا کہ جب موسیٰ اُس عالم کی تلاش میں گئے اور اُس کو دریا کے ایک جزیرہ میں
پایا جو کبھی بیٹھتا تھا اور کبھی بیٹھا اور کبھی تکیہ کرتا تھا۔ موسیٰ نے اُس کو سلام کیا اس
نے سلام کو ایک عجیب فعل سمجھا اس وجہ سے کہ وہ اُس زمین میں تھا جہاں سلام
کا وجود ہی نہ تھا۔ اُس نے پوچھا تم کون ہو کہا موسیٰ بن عمران اُس نے کہا کیا تم ہی
وہ موسیٰ بن عمران ہو جس سے خدا نے کلام کیا ہے فرمایا ہاں عالم نے پوچھا موسیٰ
آپ کی کیا حاجت ہے موسیٰ نے کہا اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے اُس علم میں سے جو
خدا نے آپ کو تعلیم کیا ہے کچھ سکھا دیجئے عالم نے کہا خدا نے مجھے اُس امر پر موکل
فرمایا ہے جس کی طاقت آپ نہیں رکھتے اور جس امر پر آپ کو موکل کیا ہے میں اُس کی
طاقت نہیں رکھتا پھر عالم نے اُن بلاؤں کا ذکر کیا جو آل محمدؐ پر نازل ہونے والی تھیں
تو دونوں بزرگوار بہت روئے پھر اُس نے موسیٰ سے آل محمدؐ کی بزرگی اور فضائل
کا اس قدر ذکر کیا کہ موسیٰ بار بار کہتے تھے کہ کاش میں اُن کی آل سے ہوتا پھر

۱۷ مولف فرماتے ہیں کہ یہ آیات کا ترجمہ مفسرین کی تفسیر کے موافق تھا۔ اب اہل بیت کی تفسیریں
احادیث کے ضمن میں معلوم ہوں گی۔

اُس نے جناب رسول خدا کا اُن کی قوم پر مبعوث ہونا اور قوم کی تکذیب و ایذا رسانی کا حال بیان کیا اور اس آیت کی تاویل اُن سے کی وَتَقَلَّبُ اَفْجَادَهُمْ وَانْصَارَهُمْ کَمَا کُنْتُمْ یَوْمَ تَوَابًا اَوَّلَ مَرَّةٍ یعنی ہم اُن لوگوں کے دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دیں گے جو پہلی مرتبہ ایمان نہیں لائے۔ فرمایا کہ پہلی مرتبہ سے مراد فریشتہ کے ہونے سے جبکہ حق تعالیٰ نے ارواح سے اُن کے جسم خلق کرنے سے پہلے عہد لیا۔ غرض موسیٰ نے عالم سے استدعا کی کہ وہ اُن کو اپنے ہمراہ رکھے اس نے انکار کیا اور کہا آپ کو میرے کاموں کے دیکھنے کی تاب نہیں ہے۔ لیکن موسیٰ کے زیادہ اصرار سے اُس نے عہد لیا کہ جو کچھ آپ میرے کاموں سے مشاہدہ کریں نہ اُس پر اعتراض کریں اور نہ اُس سے مجھ کو روکیں جب تک کہ میں اُس کا سبب نہ بیان کروں۔ موسیٰ نے منظور کر لیا۔ غرض موسیٰ، یوشع اور وہ عالم تینوں بزرگوار ہمراہ چلے اور دریا کے کنارے پہنچے اُس جگہ ایک کشتی تھی جس کو آدمیوں اور بوجھ سے بھر لیا تھا۔ اور چاہتے تھے کہ روانہ ہوں لیکن ان اشخاص کو دیکھا تو کشتی کے مالکوں نے کہا کہ ان تین آدمیوں کو بھی کشتی میں داخل کر لیں کہ یہ لوگ نیک ہیں۔ غرض وہ لوگ بھی سوار ہو گئے اور کشتی روانہ ہوئی جب بیچ دریا میں پہنچی خضرؑ اٹھ کر کشتی کے کنارے گئے۔ اُس میں سوراخ کر کے کیچڑ اور پرائے کیڑوں سے اُس کو بھر دیا۔ موسیٰ نے جب خضرؑ کا یہ فعل دیکھا تو غصہ آگیا اور کہا اس کشتی میں سوراخ کر دیا تاکہ کشتی والوں کو غرق کر دے عجیب فعل تم نے کیا۔ خضرؑ نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میرے ساتھ رہ کر تم صبر نہیں کر سکتے اور نہ میرے کاموں کو دیکھنے کی تاب رکھتے ہو موسیٰ نے کہا اس مرتبہ مجھ سے جو پیمان شکنی ہو گئی اُسے معاف کیجئے اور کام مجھ پر دشوار نہ کیجئے پھر جب کشتی سے اترے خضرؑ کی نگاہ ایک لڑکے پر پڑی جو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور نہایت حسین و جمیل تھا گویا چاند کا ایک ٹکڑا تھا اُس کے کانوں میں مروارید کے دو گوشوارے تھے خضرؑ نے تھوڑی دیر تک اُس کو دیکھا پھر اُس کو پکڑ کر مار ڈالا۔ یہ دیکھ کر موسیٰ جھپٹے اور خضرؑ کو اٹھا کر زمین پر پٹک دیا اور کہا کیا بے گناہ ایک پاکیزہ بچے کو تم نے مار ڈالا حالانکہ اُس نے کسی کا خون نہیں کیا تھا بیشک تم نے یہ بہت بُرا کام کیا۔ خضرؑ نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میرے کاموں پر صبر نہیں کر سکتے موسیٰ نے (شرمندہ ہو کر) کہا کہ اب اگر اس کے بعد میں آپ سے کسی دوسرے چیز کے بارے میں سوال کروں تو آپ مجھ کو اپنے ساتھ سے علیحدہ

سورۃ الاحقاف

کر دیجئے گا کیونکہ اس کے بعد آپ معذوریں غرض پھر روانہ ہوئے اور شام کے قریب ایک قریب میں پہنچے جس کو نامہ کہتے تھے اُسی قریب سے نصاریٰ منسوب ہیں۔ وہاں کے رہنے والوں نے کبھی کسی کی ضیافت نہیں کی تھی اور نہ کبھی کسی غریب کو کھانا کھلایا تھا ان لوگوں نے اُن سے کھانا طلب کیا لیکن وہ لوگ نہ اپنے گھر سے باہر آئے اور نہ کھانا دیا۔ خضرؑ نے قریب ہی ایک دیوار دیکھی جو خراب ہو رہی تھی اُس کے پاس آئے اور ہاتھ اُس پر رکھ کر فرمایا کہ خدا کے حکم سے درست ہو جا تو وہ درست ہو گئی۔ موسیٰؑ نے کہا کہ مناسب نہ تھا کہ تم اس دیوار کو درست کرتے جب تک کہ وہ لوگ ہم کو کھانا نہ کھلاتے اور اپنے مکانات میں ہم کو کھٹھرنے کی جگہ نہ دیتے۔ یہی مطلب سے موسیٰؑ کے قول کا کہ اگر اس دیوار کے درست کرنے کی کوئی اجرت چاہتے تو لے سکتے تھے۔ اُس وقت خضرؑ نے کہا کہ اب میری اور تمہاری جدائی کا وقت آگیا لہذا اب میں تم کو اُن اُمور سے آگاہ کرتا ہوں جو تم نے دیکھے اور صبر نہ کر سکے۔ سنو! کشتی میں سوراخ کرنے کا یہ سبب تھا کہ وہ کشتی چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں کام کیا کرتے ہیں۔ اُس کشتی کے پیچھے ایک بادشاہ آ رہا تھا جو ہر اچھی کشتی چھین لیتا تھا۔ میں نے اُس میں عیب پیدا کر دیا۔ تاکہ وہ اُس کو غضب نہ کرے اور وہ اُن مسکینوں کے لئے باقی رہے یہ آیت اہل بیتؑ کے قرآن میں اس طرح ہے۔ يَأْخُذُ كُلُّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۝۱۵ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۝۱۶ فرمایا کہ آیت یوں ہی نازل ہوئی۔ یعنی اُس لڑکے کے بارے میں یہ ہے کہ اُس کے والدین مومن تھے اور وہ کفر پر مائل تھا۔ خضرؑ نے کہا کہ جب میں نے اُس کو دیکھا اُس کی پیشانی پر لکھا تھا وَطْبِعَ كَافِرًا یعنی خدا کے علم میں یہ ہے کہ اگر وہ زندہ رہ جائے گا تو کافر ہو گا لہذا مجھ کو خوف ہوا کہ اُس کا کفر اُس کے ماں باپ کو نہ گھیر لے تو میں نے چاہا کہ خدا اُس کے عوض میں اُن کو ایسا فرزند عطا کرے جو زیادہ نیک اور مہربانی میں ماں باپ سے زیادہ قریب ہو پھر خدا نے اُس پسر کے عوض ان کو ایک دختر عطا فرمائی جس سے ایک پیغمبر پیدا ہوا۔ دوسری معتبر روایتوں کی بنا پر اُس کی نسل سے بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے ستر پیغمبر پیدا ہوئے۔

بہت سی معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امیر المومنینؑ اور امام زین العابدینؑ اور امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ اور امام رضا صلوات اللہ علیہم اجمعین سے

منقول ہے کہ جو خزانہ اُن دونوں لڑکوں کا اُس دیوار کے نیچے تھا وہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر کلمہ اور موعظہ نقش تھا۔ لَوْلَا اَللّٰهُ فَمَا كُنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ مجھے اُس شخص پر تعجب ہے جو جانتا ہے کہ موت حق ہے کیونکر شاد ہوتا ہے اور تعجب ہے اُس شخص پر جو قضا و قدر پر ایمان رکھتا ہے کیونکر ڈرتا ہے۔ دوسری روایت کی بنا پر کیونکر بلاؤں پر اند و ہنیاک ہوتا ہے اور تعجب ہے اُس شخص پر جو جہنم کو یاد کرتا ہے اور ہمنشا ہے اور تعجب ہے اُس شخص پر جو دنیا کو دیکھتا ہے اور اُس کے ایک حال سے دوسرے حال میں بدلنے کو مشاہدہ کرتا ہے کیونکر اُس میں دل لگاتا ہے۔ دوسری روایت کی بنا پر تعجب ہے مجھ کو اُس پر جو آخرت کے حساب پر یقین رکھتا ہے کیونکر گناہ کرتا ہے اُس شخص کو سزاوار ہے جس کو عقل ربّانی دی گئی ہو یہ کہ خدا کی جانب سے سچے جو کچھ اُس نے اُس کے لئے مقدر کیا ہے یعنی تصدیق کرے کہ یقیناً اُس کے لئے بہتر ہے اور خدا پر اعتراض نہ کرے کہ کیوں اُس کی روزی دیر میں اُس کو ملی۔

بسمد صحیح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ خزانہ خدا کی قسم سونے اور چاندی کا نہ تھا وہ ایک تختی تھی جس پر یہ کلمے تحریر تھے کہ میں وہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور محمد میرے رسول ہیں۔ مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جو قیامت کے حساب کا یقین رکھتا ہے کیونکر اُس کا دل شاد ہوتا ہے اور تعجب ہے اُس پر جو قیامت کے حساب کا یقین رکھتا ہے کیونکر اُس کے دانت ہنسنے کے لئے کھلتے ہیں اور تعجب ہے اُس پر جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے کیونکر رنجیدہ ہوتا ہے اُس کی روزی دیر میں پہنچنے سے کیونکر گمان کرتا ہے کہ خدا اُس کی روزی دیر میں دے گا اور تعجب ہے اُس شخص پر جو دنیا کو دیکھتا ہے تو آخرت کی دنیا سے انکار کرتا ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ موسیٰ کے ساتھ جو مجمع البحرین کے سفر میں تھے وہ یوشع بن نون تھے اور فرمایا کہ موسیٰ جو خضرؑ پر اعتراض کرتے تھے اس سبب سے تھا کہ اُن کو ظلم سے سخت نفرت تھی اور وہ کام بظاہر ظلم تھے۔

بسمد معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت خضرؑ پیغمبر مرسل تھے خدا نے ان کو ایک قوم کی جانب مبعوث کیا تھا وہ اُس قوم کو خدا کی یگانہ پرستی کی جانب بلاتے تھے اور پیغمبروں اور کتاب ہائے خدا کی جانب دعوت دیتے تھے۔ اُن کا

معجزہ یہ تھا کہ دنیا کی کسی خشک زمین پر جب بیٹھ جاتے تھے تو وہ سہر و شاداب ہو جاتی تھی جس خشک مکڑی پر بیٹھتے یا ٹیکہ کرتے وہ بھی سبز ہو جاتی اُس میں پتیاں زنگل آتیں اور شگوفہ پیدا ہو جاتا اسی سبب سے اُن کو خضر کہتے ہیں۔ اُن حضرت کا نام تالیان تھا اور وہ ملک ان بن غابر بن ارفخشذ بن سام بن نوح کے فرزند تھے۔ خدا جب حضرت موسیٰ سے ہم کلام ہوا اور الواح میں ہر چیز کا موعظہ اور ہر حکم کی تفصیل اُن کے لئے تحریر کر دی اور ید بیضا اور عصا اور ٹیڑھی اور کھٹکل اور جوں اور خون کے طوفان اور دریا پھاڑنے کا معجزہ اُن کو عطا فرمایا اور اُن کے لئے فرعون اور اُس کی قوم کو غرق کیا تو موسیٰ میں ایک قسم کی خود ستائی جو بشریت کا لازمہ ہے پیدا ہوئی آپ نے اپنے دل میں سمجھا کہ مجھ کو گمان نہیں ہے کہ خدا نے مجھ سے زیادہ جاننے والا کسی کو پیدا کیا ہوگا تو حق تعالیٰ نے جبریل کو وحی کی کہ میرے بندے موسیٰؑ سے قبل اس کے کہ اُس کو غرور ہلاک کرے کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ایک عابد ہے اُس کے پاس جاؤ اور علم حاصل کرو جب جبریلؑ نازل ہوئے اور رسالت الہی کو موسیٰؑ تک پہنچایا۔ موسیٰؑ نے سمجھا کہ یہ وحی اُس سبب سے ہوئی جو اُن کے دل میں گذرا تھا۔ لہذا موسیٰؑ اپنے جو ان کے ساتھ جو یوشع بن نون تھے دو دریاؤں کے محل اجتماع پر گئے۔ وہاں خضرؑ کو پایا وہ عبادت الہی میں مشغول تھے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اُن دونوں نے میرے ایک بندہ سے ملاقات کی جس کو ہم نے اپنی جانب سے رحمت عطا کی تھی اور اپنے خاص علوم میں سے کچھ علم دیا تھا۔ تو موسیٰؑ نے خضرؑ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ رہوں اس لئے کہ اُس علم میں سے جو خدا نے آپ کو تعلیم کیا ہے مجھے آپ سکھائیں خضرؑ نے کہا تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے نہ میرے کاموں کے دیکھنے کی تم میں طاقت ہے کیونکہ میں ایسے علم کے ساتھ موکل ہوا ہوں جس کی برواشت تم کو نہیں۔ اور تم ایسے چند علموں کے ساتھ موکل ہوئے ہو جس کا تحمل میں نہیں کر سکتا موسیٰؑ نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ صبر و تحمل کی طاقت رکھتا ہوں خضرؑ نے کہا اے موسیٰؑ خدا کے علم اور امر میں قیاس کو دخل نہیں ہے کیونکہ تم صبر کر سکتے ہو اُس امر پر جو تمہارے احاطہ علم سے باہر ہے موسیٰؑ نے کہا انشاء اللہ..... آپ مجھ کو صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کے کسی امر میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا۔ جب انشاء اللہ کہہ دیا اور اپنے صبر کو مشیت الہی پر چھوڑ دیا تو خضرؑ نے کہا کہ اگر میرے ساتھ آتے

ہو تو کسی چیز کا مجھ سے سوال نہ کرنا یہاں تک کہ میں خود تم سے بیان کروں موسیٰ نے کہا منظور ہے اور دونوں روانہ ہوئے اور ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ حضرت نے کشتی میں سوراخ کر دیا موسیٰ نے اُن پر اعتراض کیا حضرت نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے موسیٰ نے کہا مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے مجھ سے سہو ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ نسیان سے اس جگہ ترک کرنا مراد ہے فراموشی نہیں۔ یعنی مجھ سے جو ایک مرتبہ ترک عہد ہوا اُس کا مواخذہ نہ کیجئے اور کام کو مجھ پر دشوار نہ کیجئے۔ عرض وہ پھر روانہ ہوئے۔ ایک لڑکے کو دیکھا حضرت نے اُس لڑکے کو قتل کر دیا۔ موسیٰ کو غصہ آیا اور حضرت کا گریبان پکڑ کر کہا کہ ایک بے گناہ شخص کو آپ نے مار ڈالا یہ بہت بُرا کام کیا حضرت نے کہا کہ خدا کے امور میں عقلیں حکم نہیں کر سکتیں بلکہ امور حق تعالیٰ عقلوں پر حکم کرنے والے ہیں جو چیز خدا کے حکم سے واقع ہو اُس کو تسلیم و قبول کرنا چاہئے اور اُس کی فرمانبرداری لازم ہے ہر چند عقل اُس کے سبب تک نہ پہنچ سکے اور میں جانتا ہوں کہ تم میرے کاموں کے دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے ہو۔ موسیٰ نے کہا اگر اس کے بعد میں کسی امر کا سوال کروں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھئے گا کیونکہ آپ کا عذر پورا ہو جائے گا۔ پھر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ناصرہ کے ایک قریہ میں پہنچے جس سے نصاریٰ منسوب ہوئے ہیں اور وہاں کے باشندوں سے طعام طلب کیا اُن لوگوں نے انکار کیا کہ اُن کو اپنے پاس ٹھہرائیں اور کھانا کھلائیں۔ پھر موسیٰ اور حضرت نے ایک دیوار کو دیکھا جو اُسی قریہ میں قریب ہی تھی اور گرا چاہتی تھی۔ حضرت اس دیوار کے پاس گئے اور اپنے اعجاز سے اس دیوار کو درست کر دیا۔ موسیٰ نے اعتراض کیا۔ جیسا کہ بیان ہوا اُس وقت حضرت نے کہا کہ یہ میری اور تمہاری جدائی کا وقت ہے اب میں تم کو ان کے سببوں سے آگاہ کرتا ہوں جن کے دیکھنے سے تم صبر نہ کر سکتے۔ سنو! کشتی کے بارے میں کہ وہ چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے تھے لہذا میں نے چاہا کہ اُس میں عیب پیدا کر دوں تاکہ وہ اُن کے پاس باقی رہ جائے کیونکہ اُن کے پیچھے ایک بادشاہ (اپنی کشتی پر آ رہا تھا) جو ہر بے عیب کشتی کو غصب کر لیتا تھا لہذا یہ کام میں نے اُن کی بھلائی کے لئے کیا حضرت نے فرمایا کہ حضرت نے کہا کہ میں نے چاہا کہ اُس کو معیوب کر دوں تاکہ خدا کی جانب معیوب کرنے کی نسبت نہ ہو بلکہ خدا اُس کی اصلاح چاہتا تھا معیوب کرنا نہیں۔ اور لڑکے کے بارے میں

خدا کے امور میں عقلیں حکم نہیں کر سکتیں۔

یہ ہے کہ اُس کے ماں باپ مومن تھے اور وہ کافر پیدا ہوا تھا حق تعالیٰ جانتا تھا کہ اگر وہ لڑکا بڑا ہو گا اس کے ماں باپ اُس کی محبت میں شبیختہ ہو کر کافر ہو جائیں گے۔ وہ اُن کو گمراہ کرے گا تو خدا نے مجھ کو حکم دیا کہ اُس کو مار ڈالوں اور خدا نے چاہا کہ اس کے ماں باپ کو اپنی بخشش کے محل تک پہنچائے اور اُن کی عاقبت نیک کرے۔ امام نے فرمایا کہ حضرت خضرؑ نے اس مقام پر کہا کہ ہم کو خوف ہوا کہ اُن کو وہ کافر کر دیگا لہذا ہم نے چاہا کہ اُس کے عوض خدا ان کو ایک فرزند عطا فرمائے جو اُس سے بہتر ہو اور یہ بشریت کی قسم کی گفتگو تھی جو اُن میں اثر کئے ہوئے تھے کیونکہ وہ موسیٰ علیہ السلام سے پیغمبر کے معلم ہوئے تھے جیسا کہ موسیٰؑ میں پہلے اثر کئے ہوئے تھے۔ اس لئے کہ ادب کے لحاظ سے مناسب یہ تھا کہ خوف کو اپنی جانب نسبت دیتے اور کہتے کہ مجھ کو خوف ہوا یہ نہ کہتے کہ ہم (یعنی خضر و خدا) کو خوف ہوا کیونکہ ڈر اور خوف خدا کو نہیں ہوتا بلکہ وہ ڈرتے تھے کہ کہیں خدا کی جانب سے اُس لڑکے کے قتل کا حکم فسخ نہ ہو جائے یا خلق کی جانب سے کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہو جس سے اُس لڑکے کے بارے میں خدا کا حکم نہ بجا لاسکیں اور اُس عمل کے ثواب اور خدا کے حکم کی اطاعت میں کامیاب نہ ہو سکیں اور چاہیے تھا کہ اُس اُس کے عوض کے ارادہ کو خدا کی جانب نسبت دیتے۔ اپنے کو اس میں شریک نہ کرتے۔ جیسا کہ کہا تھا کہ ہم نے چاہا بلکہ کہتے کہ خدا نے چاہا کہ اس کے عوض میں اُن کو (ایک فرزند) دے اور ایسا نہ تھا کہ خضرؑ کو موسیٰؑ کی تعلیم کا مرتبہ ملا ہو بلکہ موسیٰؑ خضرؑ سے افضل تھے لیکن حق تعالیٰ نے چاہا کہ موسیٰؑ پر ظاہر کر دے کہ علم اتنے ہی پر منحصر نہیں ہے جتنا وہ جانتے ہیں اور اگر اُن کو خدا کی جانب سے علوم نہ عطا ہوتے رہیں تو وہ جاہل رہیں گے۔ پھر خضرؑ نے دیوار درست کرنے کا سبب بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ خزانہ طلا و نقرہ کا نہ تھا بلکہ علم کا خزانہ تھا۔ سونے کی ایک تختی تھی جس پر یہ کلمات لکھے ہوئے تھے کہ تعجب ہے اُس شخص پر جو موت کا یقین رکھتا ہے تو کیونکر خوش ہوتا ہے اور حیرت ہے اُس پر جو قیامت پر یقین رکھتا ہے تو کیونکر ظلم کرتا ہے اور تعجب ہے اُس پر جو دنیا کو ایک حال سے دوسرے حال میں بدلتے ہوئے دیکھتا ہے تو کیونکر اُس پر مائل ہوتا ہے اور دل اُس میں لگتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اُن دونوں لڑکوں اور اُن کے صالح باپ کے درمیان ستر پلشت کا فاصلہ تھا خدا نے اس باپ کے صالح ہونے کی وجہ سے اُن دونوں

لڑکوں کی حرمت کی محافظت کی۔ غرض خضرؑ نے کہا کہ تمہارے پہرہ و ردگار نے چاہا کہ جب وہ دونوں لڑکے حد کمال کو پہنچیں تو اپنے خزانہ کو حاصل کریں۔ اس جگہ اپنے ارادہ کو علیحدہ کر دیا اور خدا کے ارادہ سے نسبت دی اس لئے کہ یہ آخری قصہ تھا اور پھر اُس کا معلوم ہونا موسیٰؑ کے لئے ختم ہو چکا تھا اور کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی تھی کہ اُس کے بارہ میں وہ کچھ کہتے اور اس لئے کہ موسیٰؑ غور سے سنیں اور خضرؑ نے چاہا کہ جو کچھ پہلے اور درمیانی قصہ میں بشریت کے سبب سے یا موسیٰؑ کی تنبیہ کی غرض سے اپنی جانب نسبت دی تھی اُس کا تدارک کریں لہذا اپنی عبودیت کو اپنے ارادہ سے علیحدہ کیا مثل بندہ مخلص کے اور مقام معذرت میں آئے اپنے ارادہ کے دعوے سے جو اُن معاملات میں کہ چکے تھے اور کہا کہ یہ تمہارے پروردگار کی جانب سے رحمت تھی اور میں نے خود کچھ نہیں کیا بلکہ جو کچھ کیا اپنے پروردگار کے حکم سے کیا۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے چاہا کہ حضرت خضرؑ سے رخصت ہوں کہا مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ تو اُن کی وصیتوں میں سے یہ کلمات بھی تھے کبھی لجاجت نہ کرو اور بغیر ضرورت و احتیاج راہ نہ چلو۔ اور بے موقع نہ ہنسوا اور اپنے گناہوں کو یاد کرو اور ہرگز دوسرے کے گناہوں کی جانب توجہ نہ کرو۔ اور حدیث معتبر میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آخری وصیت یہ تھی جو خضرؑ نے موسیٰؑ سے کی کہ کسی کو اُس کے گناہ پر ملامت نہ کرو۔ اور تین چیزوں کو خدا سب سے زیادہ دوست رکھتا ہے تو نگرہی میں میانہ روی اور انتقام پر طاقت کے وقت معاف کرنا اور خدا کے بندوں کے ساتھ مدار اور نرمی کرنا اور کوئی شخص کسی کے ساتھ احسان و نیکی نہیں کرتا مگر یہ کہ حق تعالیٰ قیامت میں اُس پر نیکی و احسان کرتا ہے اور حکمتوں کا راز خداوند عالم کا خوف ہے۔

بند معتبر حضرت صادقؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ خضرؑ نے موسیٰؑ سے کہا کہ اے موسیٰؑ تمہارا بہترین روز وہ ہے جو تمہارے آگے آنے والا ہے یعنی روز قیامت لہذا یہ دیکھو کہ وہ دن تمہارے لئے کیسا ہو گا اور اُس روز کے لئے جواب تیار رکھو کہ تم کو کھڑا رکھیں گے اور سوال کریں گے اور تم اپنی نصیحت زمانہ اور اُس کے حالات کے تغیر سے حاصل کرو اور سمجھ لو کہ دنیا کی عمر اُس کے لئے

غائب موسیٰؑ سے حضرت خضرؑ کی نصیحتیں

دراز ہے جو نیک اعمال کرے اور قلیل ہے اُس کے لئے جو غفلت میں بسر کرے لہذا اس طرح عمل کرو کہ گویا اپنے عمل کا ثواب دیکھتے ہو تاکہ آخرت کے ثواب میں تمہاری طمع کی زیادتی کا سبب ہو بیشک جو اُس جگہ دنیا سے جاتا ہے۔ اُن کے مانند ہے جو گزر گیا ہے جس طرح کہ گزری ہوئی چیزوں میں سے کچھ تمہارے ساتھ نہیں رہ جاتی سوائے عمل خیر کے جو تم نے کیا ہو گا آئندہ بھی ایسا ہی ہو گا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب خضرؑ نے یتیموں کی دیوار اُن کے پدر کی اصلاح کے لئے درست کر دی حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ میں لڑکوں کو اُن کے باپ واداک کی کوششوں کے سبب سے جزا دیتا ہوں اگر نیک جزا ہے تو نیک اور اگر بد ہے تو بد۔ لوگوں کی عورتوں سے زنا مت کرو تاکہ لوگ تمہاری عورتوں سے نہ زنا کریں اور جو شخص کسی مسلمان کی عورت کے بستر پر قدم رکھتا ہے تو وہ بھی اُس کی عورت کے بستر پر بدی کے ارادہ سے قدم رکھتا ہے اور جو تم کو گئے اُس کا بدلہ پاؤ گے۔

بسنہ صحیح حضرت صادق سے منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ جناب خضرؑ کی ملاقات پر مامور ہوئے خدا نے اُن کے لئے ایک زنبیل بھیجی جس میں نمک ملی ہوئی مچھلی تھی اور اُن کو وحی کی کہ مچھلی تم کو اُس چشمہ کے قریب خضرؑ کو بتائے گی جس کا پانی اگر مردہ پر پہنچ جاتا ہے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ اُس کو چشمہ زندگانی کہتے ہیں۔ موسیٰؑ اور یوشعؑ روانہ ہوئے اور اُس چشمہ اور پتھر تک پہنچے یوشعؑ چشمہ کے کنارے آئے۔ مچھلی کو پانی میں لے گئے۔ اُس کو دھویا وہ زندہ ہو گئی اور اُن کے ہاتھ میں حرکت کرنے لگی اور اس قدر تر پٹی کہ اُن کا ہاتھ زخمی کر کے نکل گئی۔ اور دریا میں داخل ہو گئی وہ یہ حال موسیٰؑ سے کہنا بھول گئے یا قصداً نہیں کہا۔ اور روانہ ہو گئے محضوری مسافت طے کی مٹی جو نیک موسیٰؑ وعدہ گاہ سے گزر گئے تھے اس لئے تکان غالب ہوئی وہ اُس جگہ تک جو راہ مقصود تھی نہیں ٹھکے تھے غرض یوشعؑ سے کہا کہ کھانا لاؤ کیونکہ اس سفر میں بہت تکلیف اٹھائی۔ اُس وقت یوشعؑ نے مچھلی کا قصہ بیان کیا تو موسیٰؑ اور یوشعؑ واپس آئے جب اُس پتھر کے پاس پہنچے دیکھا کہ مچھلی جانے کی جگہ پانی میں بنی ہوئی ہے پھر دریا کے ایک جزیرہ میں خضرؑ کو دیکھا کہ ایک چادر اوڑھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ موسیٰؑ نے اُن کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور سلام سے متعجب ہوئے اس لئے کہ وہ

اُس سرزمین میں تھے جہاں سلام کا رواج نہ تھا۔ خضرؑ نے پوچھا تم کون ہو موسیٰ نے کہا میں موسیٰ ہوں کہا پھر عمران جس سے خدا ہمکلام ہوا کہا ہاں پوچھا کس کام سے آئے ہو کہا اس لئے کہ آپ کے علم میں سے کچھ میں بھی سیکھوں کہا میں ایسے امر پر موکل ہوا ہوں جس کی تاب تم نہیں رکھتے پھر خضرؑ نے محمدؐ و آل محمدؐ کے حالات اور اُن کی بلاؤں کا موسیٰ سے تذکرہ کیا اور دونوں بزرگوار بہت روئے اور محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور اُن کی ذریت سے اماموں کی اس قدر فضیلتیں بیان کیں کہ موسیٰ بار بار کہتے تھے کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی امت محمدیہ سے ہوتا۔ پھر حضرت صادقؑ نے کشتی اور رط کے اور دیوار کا قصہ بیان کیا اور فرمایا کہ اگر موسیٰ صبر کرتے تو خضرؑ تجھ خیر ستر امور ان کو دکھاتے۔ اور دوسری روایت میں فرمایا کہ خدا موسیٰ پر رحمت فرمائے کہ خضرؑ سے عجلت کی اگر صبر کرتے تو یقیناً بہت سے عجیب امور دیکھتے جو کبھی نہیں دیکھے تھے اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں موسیٰ اور خضرؑ کے درمیان ہوتا تو میں اُن کو آگاہ کرتا کہ میں اُن دونوں سے زیادہ جاننے والا ہوں اور یقیناً اُن کو چند ایسی باتوں کی خبر دیتا جو اُن کے علم میں نہ تھی اُس لئے کہ خدا نے موسیٰ اور خضرؑ کو علم گذشتہ عطا فرمایا تھا اور ہمارے پاس آئندہ قیامت تک کا علم ہے جو پیغمبروں کی وراثت سے ہم تک پہنچا ہے۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب موسیٰ نے خضرؑ سے سوالات کئے اور جواب معلوم کر لئے تو دیکھا کہ ایک ابابیل دریا کے بیچ میں اڑ رہی ہے اور چلا رہی ہے، اور بلند و پست ہوتی ہے تو خضرؑ نے موسیٰ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ ابابیل کیا کہتی ہے پوچھا کیا کہتی ہے کہا کہتی ہے کہ خداوند آسمان و زمین و دریا کے حق کی قسم کہ تمہارا علم خدا کے علم کے مقابلہ میں بس اتنا ہے جتنا کہ میں اپنی منقار میں اس دریا سے لے سکتی ہوں بلکہ اُس سے بھی بہت کم۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ جب موسیٰ اپنی قوم کے پاس خضرؑ سے رخصت ہو کر واپس آئے۔ ہارونؑ نے اُس علم کے بارے میں جو خضرؑ سے معلوم ہوا تھا اور اُن عجائبات کے بارے میں جو دریا میں دیکھا تھا سوال کیا موسیٰ نے کہا میں اور خضرؑ دریا کے کنارے کھڑے تھے ناگاہ ہم نے دیکھا کہ ایک پرندہ دریا کی جانب ہوا سے آیا اور اپنی منقار میں ایک قطرہ اٹھا لیا اور مشرق کی جانب پھینک

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ہم کو موسیٰ و خضرؑ سے زیادہ علم عطا ہوا ہے۔

دیا پھر ایک قطرہ لے کر مغرب کی جانب پھینکا پھر ایک قطرہ لے کر آسمان کی جانب پھینکا اور پھر ایک قطرہ زمین کی جانب پھینکا اور ایک قطرہ پھر اٹھا کر دریا میں ڈال دیا۔ میں نے اُس کے اس فعل کا سبب حضرت سے دریافت کیا حضرت کو بھی نہیں معلوم تھا ناگاہ ایک شکار می کو میں نے دیکھا جو دریائے کے کنارے مچھلی کا شکار کر رہا تھا اُس نے میری جانب تھپ سے دیکھا اور پوچھا کہ تم لوگوں کو تعجب کیوں ہے میں نے کہا کہ اس طائر کے فعل سے اُس نے کہا کہ میں صیاد ہوں اور اس کے فعل کا سبب جانتا ہوں لیکن تم دونوں حضرات پیغمبر ہوتے ہوئے نہیں جانتے ہم نے کہا کہ یہ وہ پرندہ ہے جس کو دریا میں مسلم کہتے ہیں جتنا خدا نے ہم کو سکھا دیا ہے۔ صیاد نے کہا کہ یہ وہ پرندہ ہے جس کو دریا میں مسلم کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنی آواز میں بھی مسلم کہتا ہے۔ اُس کے اس فعل سے اشارہ یہ ہے کہ خدا تمہارے بعد ایک پیغمبر بھیجے گا۔ جس کی امت مشرق و مغرب زمین کی مالک ہوگی اور آسمان کے اوپر جائے گی اور زمین کے نیچے دفن ہوگی اور اُس پیغمبر کے نزدیک دوسرے عالموں کا علم اس قطرہ کی طرح ہوگا جس کی نسبت اس دریا سے ہے اور اُس کا علم اُس کے پسر عم اور وصی کو میراث میں پہنچے گا۔ اے ہارون اُس وقت ہم دونوں کا علم خود ہم کو کم معلوم ہوا اور وہ صیاد نظروں سے غائب ہو گیا تو ہم لوگوں نے سمجھا کہ وہ فرشتہ تھا اور خدا نے ہماری تادیب کے لئے بھیجا تھا۔

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ حضرت خضرؑ سے زیادہ جاننے والے تھے اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حضرت اور ذوالقرنینؑ عالم تھے اور پیغمبر نہ تھے لہٰذا اور دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ فرمایا کہ اس امت میں علی بن ابیطالب کی اور ہماری مثال موسیٰؑ اور خضرؑ کے مانند ہے جس وقت موسیٰؑ نے اُن سے ملاقات کی باتیں کیں اور خواہش کی کہ اُن کے ساتھ رہیں پھر اُن کے درمیان گذرا جو کچھ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ میں نے تم کو لوگوں پر اپنی رسالت اور اپنی ہمسکامی کے ساتھ برگزیدہ کیا لہٰذا جو کچھ میں نے تم کو عطا کیا ہے اس کو لو اور شکر کرتے رہو اور فرمایا ہے کہ ہم نے الواح میں موسیٰؑ کے لئے ہر چیز کا بیان

لے موقوف فرماتے ہیں کہ شاید مراد یہ ہو کہ حضرت جس وقت کہ ذوالقرنین کے ہمراہ تھے پیغمبر نہ تھے۔

اور ہر ایک شے کی تفصیل اور موعظے لکھ دیئے اور یقیناً خضر کے پاس وہ علم تھا جو موسیٰ کے لئے الواح میں نہیں لکھا تھا اور موسیٰ کو یہ گمان تھا کہ تمام چیزیں جن کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے تو ریت میں موجود ہے اور الواح میں سب کچھ لکھا ہوا ہے جس طرح اس جماعت کا دعویٰ ہے کہ وہ خود ہی اس امت کے فقہاء و علماء ہیں اور ہر علم و دانائی جس کی دین میں ضرورت اور امت کو احتیاج ہے وہ لوگ جانتے ہیں اور پیغمبر سے ان تک یہ علم پہنچا ہے اور ان لوگوں نے سمجھ لیا ہے حالانکہ یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں جو کچھ پیغمبر جانتے تھے ان کو نہیں معلوم نہ ان لوگوں نے سمجھا۔ بہت سے حلال و حرام اور احکام کے مسئلے ان کے پاس آتے ہیں جن کو وہ لوگ نہیں جانتے اور اس سے کراہت رکھتے ہیں کہ لوگ ان سے سوال کریں تاکہ ایسا نہ ہو کہ لوگ ان کو جہالت سے نسبت دیں۔ کیونکہ وہ علم کو اُس کے خزانہ سے نہیں طلب کرتے اور اپنی باطل رائے اور قیاس کو خدا کے دین میں دخل دیتے ہیں اور آثار پیغمبری سے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں اور خدا کی پرستش خود ساختہ عبادتوں کے ذریعہ سے کرتے ہیں حالانکہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ ہر بدعت ضلالت اور گمراہی ہے اور ہماری عداوت و حسد ان کو اس سے مانع ہے کہ وہ ہم سے طلب علم کریں خدا کی قسم موسیٰ نے باوجود اس بزرگی اور رفعت کے خضر پر حسد نہیں کیا اور علم اور دانش کا وہ مرتبہ جو ان کو حاصل تھا خضر سے سوال کرنے سے مانع نہ ہوا اور جب موسیٰ نے خضر سے خواہش کی کہ ان کو علم سکھائیں اور خضر جانتے تھے کہ وہ ان کی رفاقت کی طاقت نہیں رکھتے نہ ان کے افعال کا مشاہدہ کر سکتے ہیں اس لئے کہا کیونکہ تم ان امور کے دیکھنے کی تاب لا سکتے ہو جو تمہارے احاطہ علم سے باہر ہیں تو موسیٰ نے عجز و انکساری کے ساتھ کوشش کی کہ ان کو اپنے اوپر مہربان کر لیں شاید ہماری قبول کر لیں اس لئے کہا انشاء اللہ آپ مجھ کو صبر کرنے والا پائیں گے اور میں کسی امر میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا خضر جانتے تھے کہ موسیٰ ان کے علم کی طاقت نہیں رکھتے ہیں نہ قبول کریں گے نہ اُس کے سمجھنے کی قوت رکھتے ہیں اور نہ اس کو حاصل کریں گے چنانچہ موسیٰ نے عالم کے علم پر صبر نہیں کیا جس وقت کہ ان کے ہمراہ تھے اور ان کے کاموں کو دیکھا جو موسیٰ کے لئے مکروہ تھے حالانکہ خدا کو پسند تھے اسی طرح ہمارا علم جاہلوں پر مکروہ ہے اور خداوند عالم کے نزدیک حق ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک روز موسیٰ منبر پر گئے آپ کا منبر تین پائے کا تھا اُس وقت اُن کے دل میں گذرا کہ خدا نے کسی کو خلق نہیں فرمایا ہے جو اُن سے زیادہ عالم ہوگا لہذا جبریل اُن کے پاس آئے اور کہا کہ غرور میں تم ہلاک ہوئے اور خدا کے محل امتحان میں داخل ہو گئے منبر سے اُتر ویکونکہ زمین میں ایک شخص سے جو تم سے زیادہ جاننے والا ہے اُس کو تلاش کرو۔ موسیٰ نے یوشع کے پاس کہا بھیجا کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو مبتلا اور متحن کیا ہے میرے لئے توشہ دیا کہ وہ اور اُن کو ہم دونوں اُس عالم کی تلاش میں چلیں جس کا خدا نے ہم کو حکم دیا ہے۔ یوشع نے پھلی خریدی اور اُس کو بریاں کر کے زنبیل میں رکھا اور یکدم آذربائجان کی طرف روانہ ہوئے اور اُس طرف سے دریا کے کنارے پہنچے ناگاہ اس جگہ ایک مرد پیر کو دیکھا جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا ہے اپنے عصا کو اپنے پہلو میں رکھے ہوئے ہے اور چادر منہ پر ڈالے ہوئے ہے۔ جب چادر کو سر کی جانب کھینچتا ہے تو پیر کھل جاتے ہیں اور جب پیروں کو ڈھانکتا ہے تو سر کھل جاتا ہے موسیٰ نماز میں مشغول ہو گئے اور یوشع سے کہا کہ ہمارے توشہ کی نگرانی کرتا ناگاہ آسمان سے ایک قطرہ پانی کا زنبیل پر ٹپکا اور پھلی حرکت میں آئی اور زنبیل کو دریا کی جانب کھینچ لے گئی پھر ایک پرندہ آیا اور دریا کے کنارے بیٹھا اور اپنی چوخی پانی میں لے گیا اور کہا اے موسیٰ اپنے پروردگار کے علم سے تم نے اتنا بھی نہیں لیا ہے جتنا کہ میری چوخی نے اس تمام دریا سے حاصل کیا ہے۔ پھر موسیٰ اُٹھے اور یوشع کے ساتھ روانہ ہوئے حقوڑی راہ طے کی تھی کہ تھک گئے حالانکہ اس سے زیادہ مسافت طے کر چکے تھے اور نہیں تھکے تھے اس لئے کہ جب کوئی پیغمبر کسی کام کے لئے چلتا ہے اُس مقام تک نہیں ٹھکتا جہاں تک کے لئے مامور ہوتا ہے غرض اُس وقت یوشع سے پھلی کا قصہ سنا تو سمجھ گئے کہ محل ملاقات سے جو خدا نے فرمایا تھا آگے بڑھ گئے پھر اُسی مقام تک واپس آئے تو دیکھا کہ وہ پیر مرد اُسی حال سے سو رہا ہے۔ موسیٰ نے اُس سے کہا السلام علیک اے عالم۔ خضر نے بھی جواب دیا وعلیک السلام اے عالم بنی اسرائیل اور جست کر کے اُٹھے اور اپنا عصا لیا کہ چلے جائیں موسیٰ نے اُن سے کہا کہ میں خدا کی جانب سے مامور ہوا ہوں کہ آپ کے ساتھ رہوں تاکہ اُس علم سے جو آپ نے سیکھا ہے مجھے سکھا دیجئے غرض قول و اقرار کے بعد جیسا کہ حق تعالیٰ نے اُن کے مکالمہ کا ذکر کیا ہے موسیٰ اور خضر چلے بہانہ تک کہ کشتی

تک پہنچے اہل کشتی نے ان کو نیک سمجھتے ہوئے کشتی میں بغیر اجرت حاصل کئے داخل کر لیا۔ جب وہ دریا کے بیچ میں پہنچے حضرت نے کشتی میں سوراخ کر دیا اور موسیٰ اور اُن کے درمیان جو گفتگو ہوئی بیان ہو چکی پھر کشتی سے باہر آئے دریا کے کنارے ایک لڑکے کو دیکھا کہ دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا ہے اور بہتر ریشم کا لباس پہنے ہوئے ہے اُس کے کانوں میں دو مروارید لٹک رہے ہیں۔ حضرت نے اُس لڑکے کو پکڑ کے پیروں سے دبا دیا اور سُر جُدا کر دیا پھر دریا کے کنارے قریہ تاصرہ میں پہنچے وہاں کے لوگوں نے اُن کی ضیافت نہیں کی۔ وہ لوگ گرسنہ تھے جب اسی حال میں حضرت دیوار بنانے کی طرف متوجہ ہوئے موسیٰ نے کہا کاش اس کی مزدوری میں ہمارے لئے روٹی ہی لے لیتے کہ ہم کھاتے۔

حدیث معتبرہ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز موسیٰ اشرف بنی اسرائیل کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ایک شخص نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی آپ سے زیادہ خدا کا جاننے والا نہ ہوگا موسیٰ نے کہا میں بھی سمجھتا ہوں تو خدا نے اُن کو وحی بھیجی کہ حضرت تم سے زیادہ عالم ہے جاؤ اور اس کو تلاش کرو۔ اور جس جگہ کھجلی غائب ہو جائے حضرت کو اسی مقام پر تم پاؤ گے۔

حدیث معتبرہ میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ جب موسیٰ اور حضرت اُس لڑکے کے پاس پہنچے جو لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا حضرت نے اُس کو ایک ہاتھ مارا وہ مر گیا موسیٰ نے جب اعتراض کیا حضرت نے اُس کے جسم پر ہاتھ رکھ کر اُس کا شانہ جُدا کر دیا اور موسیٰ کو دکھلایا اُس پر لکھا ہوا تھا کہ کافر ہے اور اس کی خمیر کفر سے ہوئی ہے پھر کہا کہ میں نے اس کو اس لئے قتل کیا کہ اس کے باپ ماں موافق تھے اور میں ڈرا کہ اگر یہ بالغ ہو گا اپنے باپ ماں کو کفر کی طرف دعوت دے گا اور وہ اس کے ساتھ فحشت کی زیادتی کے سبب سے قبول کریں گے اور کافر ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اُس لڑکے کے عوض اُن کو ایک دختر عطا کی جس کی نسل سے شتر پہنچے پیدا ہوئے اور اُن دونوں یتیم لڑکوں اور اُن کے باپ کے درمیان جن کے لئے حضرت نے دیوار بنائی سات سو سال کا فاصلہ تھا۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ خدا ایک مومن کی نیکی کے سبب سے اُس کے فرزندوں کے فرزندوں کو اور اس کے گھر والوں کو اور اُس کے قرب و جوار کے گھر والوں کو نجات دیتا ہے اور اُس مومن کی بزرگی کے سبب سے سب کی حفاظت

لے غالباً کئی نسلیں گذر چکی تھیں۔ ۱۷ مترجم

فرماتا ہے پھر فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے صالح ماں باپ کی بہتری کے لئے خضر کو بھیجا کہ اُن کے فرزندوں کے لئے دیوار بنائیں۔

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ ناقص عقول پر اس عجیب و غریب قصہ میں شیطان کے لئے بہت سی شبہ کی راہیں ہیں لیکن دیانتدار مومن کو نہ چاہیئے کہ اس کے سبب میں خاص کر ان میں سے ہر ایک کے (سبب میں غور) فکر کرے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ کہیں اُس کی لغزش کا باعث ہو اور پہلے شیطان کو جواب دیدے کہ مضبوط دلیلوں سے ثابت ہے کہ جو کچھ خدا فرماتا ہے وہ عین عدالت اور حکمت ہے اور جو کچھ پیغمبرانِ خدا کرتے ہیں وہ حق و مناسب کرتے ہیں اگرچہ ہماری عقلیں اس کے مخصوص چند امور کو نہ سمجھ سکیں۔ اور شبہات کے مفصل جواب کے بارے میں یہ ہے۔ پہلا شبہ یہ کہ پیغمبر کو چاہیئے کہ اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم ہو لہذا کیونکہ جو کہتا ہے کہ موسیٰ دوسرے کے علم میں محتاج ہوں گے جواب یہ ہے کہ پیغمبر کو چاہیئے کہ اپنی امت میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہو اور خضر خود پیغمبر تھے اور ہو سکتا ہے کہ موسیٰ کی امت میں نہ رہے ہوں اور وہ علم جس میں کہ پیغمبر کو دوسرے کا محتاج نہ ہونا چاہیئے علم شرائع و احکام ہے اگر بعض علوم کو جو شرائع و احکام سے تعلق نہ رکھتے ہوں حق تعالیٰ کسی انسان کے توسط سے کسی پیغمبر کو سکھائے جس طرح فرشتوں کے ذریعہ سے سکھاتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس سے کہ موسیٰ بعض علم میں خضر کے محتاج ہوں لازم نہیں آتا کہ خضر اُن سے افضل ہوں۔ اس لئے کہ ممکن ہے کہ کوئی علم موسیٰ سے مخصوص ہو اور خضر اُس کو نہ جانتے ہوں اور وہ علم بہت زیادہ اور شریعت تو ہوا اُس علم سے جو خضر سے مخصوص ہو جیسا کہ معتبر حدیثوں کے ضمن میں مذکور ہوا۔

دوسرے یہ کہ خضر نے کیونکہ اُس طفل کو مار ڈالا حالانکہ ابھی کوئی گناہ اُس سے ظاہر نہیں ہوا تھا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ وہ بالغ ہو چکا ہو اور کفر اختیار کر چکا ہو اور اس اعتبار سے کہ ابتدائے بلوغ میں تھا اُس کو (قرآن میں) غلام کہا ہو اور کفر کے اعتبار سے قتل کا مستحق ہوا ہو اور بالغ نہ ہوا ہو تو خدا کو اختیار ہے کہ لوگوں کی رُوح قبض کریں لیکن ظاہری پیغمبروں کو زیادہ تر اسی پر مامور کیا ہے کہ لوگوں کے ظاہری حالات پر عمل کریں اور عقلاً جائز ہے کہ اُن میں سے بعض کو مامور کرے واقعی علم کے ساتھ اُن سے عمل کریں اور اُس کفر کے اعتبار سے جو جانتے ہیں اُن کو مار ڈالیں کیونکہ یہ اُن ہی کے لئے بہتر ہے کہ کافر نہ ہوں اور جہنم کے مستحق نہ ہوں اور دوسروں کے لئے بھی بہتر ہے یعنی وہ دوسروں کو گمراہ نہ کریں۔ تیسرے یہ کہ موسیٰ نے کیونکہ ان امور پر اعتراض میں جلدی کی باوجود اس کے کہ خضر کے مرتبہ کی بزرگی جانتے تھے اور اُن سے کہا کہ آپ نے گناہ و معصیت کیا۔ جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ موسیٰ کو ظاہری علم (باقی ص ۵۱۲ پر)

حضرت خضر کے بقیہ حالات ابن بابویہ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت کا نام خضر وہ تھا اور قابیل بن آدم کے فرزند تھے اور نبض نے کہا ہے کہ اُن کا نام خضر ون تھا اور نبض نے خلیعہ کہا ہے۔ اور اُن کو خضر اس سبب سے کہتے ہیں کہ جس خشک زمین پر وہ بیٹھتے تھے وہ سبز اور گھاسوں سے پُر ہو جاتی تھی۔ اور اُن کی عمر تمام فرزندِ آدم سے زیادہ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اُن کا نام تالیبا پسر ملکان پسر عابر پسر ارغشند پسر سام پسر نوح علیہم السلام ہے۔ ۱۷

بند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب رسول خدا معراج میں تشریف لے گئے راہ میں آپ کو مثل مشک کے خوشبو معلوم ہوئی حضرت نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیسی خوشبو ہے عرض کی یہ اُس مکان سے آتی ہے جس میں خدا کی عبادت کی وجہ سے لوگوں پر سختی کی گئی اور وہ ہلاک ہوئے۔ پھر جبرئیل نے کہا کہ خضر بادشاہوں کی اولاد سے تھے۔ خدا پر ایمان رکھتے تھے انہوں نے اپنے باپ کے مکان کے ایک حجرہ

(بقیہ حاشیہ ص ۵۱۱) کی تکلیف دی گئی ہو کیونکہ جو امر کہ بظاہر مکلف ہوتا ہے اور جو فعل بظاہر گناہ معلوم ہوتا ہے اور اس کا سبب اس کو نہیں معلوم ہوتا تو وہ اُس سے انکار کرتا ہے۔ اور موسیٰ نے جو یہ کہا کہ تم کو تم نے کیا یعنی تم نے وہ کام کیا کہ جو بظاہر منکر اور قبیح معلوم ہوتا ہے تو نبض نے کہا ہے کہ موسیٰ کا قول شرط پر مشروط تھا یعنی عجیب کام کی جس میں عقل حیران ہے۔ چوتھے یہ کہ موسیٰ نے وعدہ اور اقرار کیا تھا کہ میں سوال اور اعتراض نہ کروں گا یہاں تک کہ آپ خود اپنے کاموں کا سبب بیان کریں تو پھر کیونکہ اُس کی مخالفت کی۔ جواب یہ ہے کہ وعدہ کا ایفا مطلق معلوم نہیں ہے کہ واجب تھا خصوصاً جبکہ مشیت الہی پر منحصر کیا ہو گا اور جب شروع ہی میں انشاء اللہ کہہ دیا تھا تو لازم نہ تھا کہ اُس کو ضرور وفا کریں اور اُس کے ترک میں کوئی مصیبت لازم نہیں آتی۔ پنجم یہ کہ موسیٰ نے کیونکہ کہا کہ لَوْ تَوَخَّأْخَذْ فِيْهَا لَفَسَيْتُمْ - اور نسیان کے معنی فراموشی کے ہیں اور علمائے امامیہ کے اعتقاد میں اُن پر نسیان جائز نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ احادیث کے ضمن میں مذکور ہوا کہ اس جگہ نسیان اور اُس مقام پر جہاں کہ یوشع نے فَاِنْ فِیْ نَفْسِیْ الْحَوْتُ کہا ترک کے معنی میں ہے اور نفی میں نسیان ترک کے معنی میں بھی آیا ہے۔ ان شکوک کے دوسرے تمام جوابات چونکہ کتاب بجا رالانوار میں مذکور ہیں اور اس کتاب میں اس سے زیادہ کی گنجائش نہ تھی اس لئے میں نے ذکر نہیں کیا اور اب حضرت خضر کے تمام حالات لکھتا ہوں۔ چونکہ اُن حضرت کے اکثر حالات اس قصہ کے سلسلہ میں مذکور ہوئے لہذا اُن کے حالات کے لئے میں نے علیحدہ باب قرار نہیں دیا۔

۱۷ مؤلف فرماتے ہیں کہ نبض نے اُن حضرت کا نام یلیا اور بنی نے یسع اور نبض نے الیاس بیان کیا ہے۔ ۱۷ -

میں خلوت اختیار کی تھی اور خدا کی عبادت کیا کرتے تھے ان کے سوا ان کے باپ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ لوگوں نے اُن کے باپ سے کہا کہ خضرؑ کے علاوہ تمہارے فرزند نہیں ہے کوئی عورت اُن کے ساتھ تزویج کرو شاید خدا اُن کو کوئی فرزند عطا فرمائے تاکہ بادشاہی اُن میں اور اُن کے فرزندوں میں باقی رہے۔ غرض ایک باکرہ لڑکی کو اُن کے لئے تزویج کیا لیکن خضرؑ نے اُس کی جانب التفات نہ کیا۔ دوسرے روز اُس سے کہا کہ میرا معاملہ پوشیدہ رکھنا اگر تجھ سے پوچھا جائے کہ جو کچھ مردوں کی جانب سے عورتوں کے ساتھ واقع ہوتا ہے تیرے ساتھ بھی ہوا تو کہہ دینا کہ ہاں خضرؑ کے حکم کے بموجب اُس نے عمل کیا اور ہاں کہہ دیا لوگوں نے بادشاہ سے کہا کہ وہ عورت جھوٹ کہتی ہے۔ عورتوں کو حکم دیجئے کہ اُس کو ملاحظہ کریں کہ اُس کی بکارت باقی ہے یا زائل ہو گئی۔ جب عورتوں نے اُس کو دیکھا وہ اپنے حال پر باقی تھی تو بادشاہ سے کہا کہ آپ نے دو بیوقوفوں کو ایک دوسرے سے وابستہ کر دیا ہے۔ جن میں سے کسی ایک نے ایسا کام نہیں کیا ہے اور نہیں جانتے ہیں کہ کیا کرنا چاہیے۔ ایسی عورت کو اُس کے عقد میں لائیے جو باکرہ نہ ہو بلکہ دوسرے شوہر کے پاس رہ چکی ہو تاکہ وہ یہ کام اُس کو تعلیم کرے جب ایسی عورت خضرؑ کے پاس لائی گئی خضرؑ نے اُس سے بھی یہی التماس کیا۔ کہ اُن کے معاملہ کو اُن کے پدر سے مخفی رکھے اُس نے بھی قبول کر لیا۔ لیکن جب بادشاہ نے اُس عورت سے دریافت کیا اُس نے کہا آپ کا لڑکا عورت ہے۔ کیا کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ عورت عورت سے حاملہ ہوئی ہے۔ یہ سن کر بادشاہ کو خضرؑ پر بہت غصہ آیا اُن کو حجرہ میں بند کر کے دروازے کو مٹی اور پتھر سے چھنوا دیا لیکن دوسرے ہی دن اُس کی پدری شفقت جوش میں آئی اور فرمایا کہ دروازے کو کھول دو۔ دروازہ کھولا گیا تو لوگوں نے اُن کو حجرہ میں نہ پایا۔ حق تعالیٰ نے اُن کو ایسی قوت عطا فرمائی کہ جس شکل کو چاہیں اختیار کر سکیں اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو سکیں۔ پھر وہ ذوالقرنین کے ہمراہ ہو کر اُن کے لشکر کے ہراول ہوئے یہاں تک کہ آپ حیات پیا اور جو شخص وہ پانی پی لیتا ہے صور پھونکنے کے وقت تک زندہ رہتا ہے۔ پھر اُن کے باپ کے شہر سے دو آدمی تجارت کے لئے چلے کشتی پر سوار ہوئے وہ کشتی تباہ ہو گئی اور وہ ایک جزیرہ میں جا پڑے۔ وہاں خضرؑ کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے نماز میں مشغول ہیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے اُن دونوں کو بلا کر اُن کے حالات دریافت کئے۔ اُن لوگوں نے جب حالات اپنے بیان کئے تو فرمایا کہ اگر آج میں تم کو

جانب صراطِ شریعتی

جانب صراطِ شریعتی اور ان کی ازاد سے ہے التفاتی

جانب صراطِ شریعتی اور ان کی ازاد سے ہے التفاتی

تمہارے شہر پہنچا دوں تو اپنے شہر والوں سے میرا حال پوشیدہ رکھو گے۔ اُن لوگوں نے کہا ہاں۔ لیکن ایک مرد نے نیت کی کہ عہد پر قائم رہے گا اور دوسرے نے اپنے دل میں سوچا کہ جب اپنے شہر پہنچ جائے گا تو خضرؑ کا حال اُن کے باپ سے بیان کرے گا۔ غرض خضرؑ نے ایک ابر کو طلب کیا اور کہا ان دونوں شخصوں کو ان کے مکانوں تک لے جا کر پہنچا دے۔ ابر نے اُن کو اٹھایا اور اسی روز اُن کے شہر میں پہنچا دیا۔ ایک شخص نے تو اپنے عہد پر وفا کی اور اُن کا حال پوشیدہ کیا لیکن دوسرے نے بادشاہ کے پاس جا کر خضرؑ کا حال بیان کر دیا۔ بادشاہ نے پوچھا کون گواہی دے گا کہ تو سچ کہتا ہے اُس نے کہا کہ فلاں تاجر جو میرے ساتھ تھا۔ بادشاہ نے اُس کو طلب کیا۔ اُس نے انکار کیا اور کہا میں اس واقعے سے آگاہ نہیں ہوں اور اس شخص کو بھی نہیں پہچانتا۔ تو اُس پہلے شخص نے کہا کہ اسے بادشاہ میرے ساتھ ایک لشکر بھیجے۔ میں اُس تجزیہ میں جا کر خضرؑ کو لے آؤں اور اس شخص کو قید کر لیجئے تاکہ میں اس کا جھوٹ ظاہر کروں۔ بادشاہ نے ایک لشکر اُس کے ساتھ روانہ کیا۔ . . . اور اُس مرد کو جس نے خبر کو پوشیدہ رکھا تھا رہا کر دیا۔ پھر اُس شہر کے باشندوں نے بہت گناہ کیا جس کے سبب سے حق تعالیٰ نے اُن کو ہلاک کر دیا اور اُن کے شہر کو اُلٹ دیا اور سب کے سب برباد ہو گئے۔ سوائے اُس مرد اور اُس عورت کے جنہوں نے خضرؑ کا حال اُن کے باپ سے پوشیدہ رکھا تھا اور وہ دونوں الگ الگ شہر کے ایک جانب نکل گئے۔ جب وہ ایک دوسرے کے پاس پہنچے تو اپنا قصہ ایک دوسرے سے بیان کیا اور کہا کہ ہم نے نجات پائی تو اس لئے کہ خضرؑ کی خبر کو چھپایا۔ پھر وہ دونوں پروردگار خضرؑ پر ایمان لائے اور مرد نے اُس عورت سے عقد کیا اور دونوں دوسرے بادشاہ کی سلطنت میں چلے گئے۔ اُس عورت کی اُس بادشاہ کے محل میں رسائی ہو گئی اور وہ بادشاہ کی لڑکیوں کی مشاطگی کرنے لگی ایک روز اثنائے مشاطگی میں کنگھی اُس کے ہاتھ سے گر گئی اُس نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ لڑکی نے جب یہ کلمہ سنا پوچھا یہ کیسی بات ہے اُس نے کہا یقیناً میرا ایک خدا

۱۔ وہ عورت خضرؑ کی پہلی بیوی تھی جس کی طرف خضرؑ نے التفات نہیں کیا اور صبح کو اس سے تہنیک

کر دی تھی کہ اُن کا حال پوشیدہ رکھے۔ ۱۶ مترجم

ہے کہ تمام امور اُسی کی طاقت اور قوت سے جاری ہوتے ہیں لڑکی نے کہا کیا میرے باپ کے علاوہ کوئی اور تیرا خدا ہے۔ کہا ہاں وہ تیرا اور تیرے باپ کا بھی خدا ہے۔ لڑکی یہ سن کر اپنے باپ کے پاس گئی اور اُس عورت کی گفتگو بیان کی۔ بادشاہ نے اُس عورت کو طلب کیا اور پوچھا عورت نے اپنے کلام سے انکار نہ کیا بادشاہ نے پوچھا کہ کون تیرے ساتھ اس دین میں شریک ہے اُس نے کہا میرا شوہر اور میرے بچے۔ بادشاہ نے کسی کو بھیج کر اُن سب کو بلا لیا اور اُن کو مجبور کیا کہ خدا کی بیگانہ پرستی سے باز آئیں۔ ان لوگوں نے انکار کیا تو اُس کے حکم سے ایک دیگ حاضر کی گئی اور پانی بھر کر بہت جوش دیا گیا اور ان لوگوں کو اُس میں ڈال دیا پھر اُن کا مکان اُن پر منہدم کر دیا۔ جبریلؑ نے یہ قصہ بیان کر کے کہا کہ (یا رسول اللہ) یہ وہی خوشبو ہے جسے آپؐ سونگھ رہے ہیں یہ اُسی مکان کی ہے جس میں خدا کی وحدانیت کے اقرار کرنے والوں کو ہلاک کیا گیا۔

بند موقوف حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت خضرؑ نے آب حیات پیا ہے اور وہ صور بھونکنے کے وقت تک زندہ رہیں گے اور جو زندہ لوگ مر جاتے ہیں خضرؑ کے ساتھ ہمارے پاس آتے ہیں اور سلام کرتے ہیں ہم خضرؑ کی آواز سنتے ہیں مگر اُن کو نہیں دیکھتے۔ جس جگہ اُن کا نام ذکر کیا جاتا ہے وہ پہنچ جاتے ہیں لہذا جو شخص اُن کو یاد کرے لازم ہے کہ اُن پر سلام کرے۔ وہ حج کے ہر موسم میں مکہ آتے ہیں حج کرتے ہیں اور عرفات میں کھڑے ہوتے ہیں اور مومنوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور عنقریب حق تعالیٰ خضر علیہ السلام کو قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ کا مونس قرار دے گا جس وقت کہ وہ حضرت لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوں گے تو تنہائی میں حضرت خضرؑ آپ کے رفیق ہوں گے۔

بند ہائے حسن و موثق حضرت امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ذوالقرنینؑ نے سنا کہ دنیا میں ایک چشمہ ہے کہ جو شخص اُس چشمہ سے پانی پیتا ہے۔ صور بھونکنے کے وقت تک زندہ رہتا ہے تو وہ اُس چشمہ کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ حضرت خضرؑ اُن کے لشکر کے سپہ سالار تھے ذوالقرنینؑ اُن کو اپنے تمام لشکر میں سب سے زیادہ دوست رکھتے تھے۔ غرض وہ لوگ اُس جگہ پہنچے جہاں تین سو ساٹھ چشمے تھے۔ ذوالقرنینؑ نے تین سو ساٹھ آدمیوں کو اپنے ساتھیوں میں سے طلب کیا جن میں خضرؑ بھی تھے اور ہر ایک کو نمک ملی ہوئی ایک ایک مچھلی دی۔

اور کہا کہ ہر ایک اپنی مچھلی کو الگ الگ چیشوں میں دھو کر میرے پاس لائے۔ خضرؑ نے جب اپنی مچھلی پانی میں ڈالی وہ زندہ ہو کر اُن کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ خضرؑ نے اپنے پیڑے اُتارے اور پانی میں کود پڑے اور مچھلی کی تلاش میں کئی مرتبہ ڈبکیاں لگائیں۔ پانی بھی پیا۔ مچھلی اُن کے ہاتھ نہ آئی وہ باہر نکلے اور ذوالقرنین کے پاس واپس آئے۔ ذوالقرنین نے مچھلیوں کو جمع کیا تو ایک کم تھی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ خضرؑ اپنی مچھلی نہیں لائے۔ خضرؑ کو بلا کر پوچھا تو آپ نے مچھلی کا حال بیان کیا۔ ذوالقرنین نے پوچھا کہ پھر تم نے کیا کیا کہا میں اُس مچھلی کی تلاش میں پانی میں کود پڑا لیکن اُس کو نہیں پایا تو باہر نکل آیا پوچھا کہ اُس چشمہ کا پانی بھی پیا کہا ہاں۔ ذوالقرنین نے پھر ہر چند تلاش کیا لیکن وہ چشمہ نہ ملا تو خضرؑ سے کہا کہ تم اُس چشمہ کے لئے پیدا ہوئے تھے اور وہ تمہارے واسطے مقدر ہوا تھا۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں ائمہ اطہار سے مروی ہے کہ جب جناب رسولؐ نے دنیا سے مفارقت کی اور اہلبیتؑ رسالت پر مصائب و آلام کا ہجوم ہوا تو جس حجرہ میں کہ حضرت رسولؐ کو لٹایا گیا تھا وہاں حضرت امیر المومنینؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ صلوات اللہ علیہم موجود تھے۔ ناگاہ ایک آواز بلند ہوئی کہ السلام علیکم اے اہل بیت نبوت ہر ذی روح موت کا مزہ چکھے گا۔ تمہارا اجر تم کو قیامت میں پورا پورا دیا جائیگا۔ جس کا کوئی مرجاتا ہے تو یقیناً خدا اُس کا عوض اور قائم مقام ہے۔ وہی ہر مصیبت میں صبر عطا کرنے والا اور ہر اُس امر کا تدارک کرنے والا ہے جو فوت ہو جاتا ہے لہذا خدا پر توکل کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو کیونکہ محروم تو وہ ہے جو ثواب خدا سے محروم ہے۔ اُس وقت حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ یہ میرے بھائی خضرؑ ہیں۔ آئے ہیں کہ تم کو تمہارے پیغمبر کی وفات پر تعزیت دیں۔

معتبر حدیثوں میں منقول ہے کہ مسجد سہلہ محل نزول خضرؑ ہے اور کتب مزار وغیرہ میں بہت سی خبریں مذکور ہیں کہ صالحوں کی ایک جماعت نے مسجد سہلہ میں اور صعدہ وغیرہ نے اماکن مشرفہ میں اُن حضرت (خضرؑ) سے ملاقات کی جن کا ذکر کرنا طوالت کا باعث ہے۔

ابن طاووسؒ نے روایت کی ہے کہ خضرؑ اور ایساؑ ہر حج کے موسم میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور جب ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں تو یہ دعا پڑھتے ہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كُلُّ نَعْبَةٍ۔ فَمَنْ اللّٰهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ الْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يُبْصِرُ السُّوءَ إِلَّا اللّٰهُ

حضرت خضر کے بہت سے حالات ذوالقرنین کے حالات کے باب میں بیان ہو چکے۔

فصل دہم | وہ موعظے اور حکمتیں جو خدا نے حضرت موسیٰ پر ہدیرہ وحی نازل کیں یا اُن حضرت سے منقول ہیں اور اُن کے بعض تعجب خیز حالات۔

بند معتبر حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ نے مناجات کی کہ خداوند اُس شخص کی جزا کیا ہے جو شہادت دے کہ میں تیرا رسول اور پیغمبر ہوں اور تو مجھ سے ہم کلام ہوا ہے۔ فرمایا کہ اے موسیٰ میرے فرشتے اُس کی موت کے وقت اُس کے پاس آتے ہیں اور اُس کو بہشت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ موسیٰؑ نے عرض کی کہ اُس کی جزا کیا ہے جو تیرے سامنے کھڑا ہو اور نماز پڑھے فرمایا کہ اُس پر ملائکہ کے ساتھ فخر کرتا ہوں۔ جس وقت وہ رکوع میں ہوتا ہے یا سجدہ میں۔ یا کھڑا ہوتا ہے یا بیٹھا رہتا ہے اور جس پر میں اپنے فرشتوں کے ساتھ مباہلات کرتا ہوں اُس پر عذاب نہیں کرتا۔ موسیٰؑ نے پوچھا اُس کی کیا جزا ہے جو کسی مسکین کو محض تیری رضا کے لئے کھانا کھلائے فرمایا کہ اے موسیٰؑ قیامت کے روز منادی کو حکم دوں گا کہ اس طرح ندا کرے کہ تمام خلایق سنے کہ فلاں پسر فلاں آتش جہنم سے خدا کا آزاد کیا ہوا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا خداوند اُس کی کیا جزا ہے جو عزیزوں کے ساتھ نیکی کرے فرمایا کہ اے موسیٰؑ اُس کی عمر بڑھاتا ہوں اور سکرات موت کو اُس پر آسان کرتا ہوں اور قیامت میں نذیمہ داران بہشت اُس کو ندا دیں گے کہ ہماری جانب آ اور بہشت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو۔ موسیٰؑ نے پوچھا خداوند اُس کی کیا جزا ہے جو کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا بلکہ لوگوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ فرمایا بروز قیامت جہنم اُس کو ندا کرے گا کہ میری طرف تیری راہ نہیں ہے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ اُس کی جزا کیا ہے جو تجھ کو دل و زبان سے یاد کرتا ہے فرمایا کہ اُس کو قیامت میں اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دوں گا اور اپنی پناہ میں رکھوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوند اُس کا اجر کیا ہے جو تیرے کتاب کی ظاہر بظاہر اور پوشیدہ طور سے تلاوت کرے فرمایا کہ اے موسیٰؑ وہ صراط پر سے برق جہندہ کی طرح گزر جائے گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوند اُس کی کیا جزا ہے جو تیری خوشنودی کے لئے لوگوں کے آزار اور اُن کی گالیوں پر صبر کرتا ہے فرمایا کہ ہول روز قیامت سے اُس کو محفوظ رکھوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوند اُس کی کیا جزا ہے جو تیرے خوف سے گریاں ہو فرمایا کہ اے موسیٰؑ اُس کے چہرہ کو آتش جہنم کی گرمی

سے بچاؤں گا۔ اور اُس کو قیامت کے سخت خوف سے امین کر دوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوند اُس شخص کی جزا کیا ہے جو تجھ سے جیہ کے سبب سے خیانت ترک کرے فرمایا کہ اے موسیٰؑ قیامت کے روز اُس کو امان بخشوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوند! کیا ہے اُس کی جزا جو تیرے عبادت کرنے والوں کو دوست رکھے فرمایا کہ اے موسیٰؑ اُس پر آتش جہنم کو حرام کر دوں گا۔ موسیٰؑ نے کہا خداوند! اُس کا بدلہ کیا ہے جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے۔ فرمایا کہ قیامت کے روز اُس کی جانب نظر رحمت نہ کروں گا اور اُس کے کسی گناہ کو نہ بخشوں گا۔ موسیٰؑ نے پوچھا الہی اُس کی جزا کیا ہے جو کسی کافر کو اسلام کی دعوت دے فرمایا کہ اُس کو قیامت کے روز اجازت دوں گا کہ جس کی چاہے سفارش کرے۔ موسیٰؑ نے پوچھا کہ الہی اُس کا ثواب کیا ہے جو نمازوں کو وقت پر بجا لاوے فرمایا کہ جو کچھ وہ سوال کرے گا اس کو عطا کروں گا اور اپنی بہشت اُس کے لئے مباح کر دوں گا۔ موسیٰؑ نے پوچھا کہ الہی کیا ثواب ہے اُس کا جو تیرے عذاب کے خوف سے مکمل وضو کرے فرمایا کہ جب قیامت کے روز اُس کو مبعوث کروں گا۔ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور ہو گا جس سے محشر میں روشنی ہو گی۔ موسیٰؑ نے پوچھا کہ اُس کا ثواب کیا ہے جو رمضان کے مبارک مہینہ کا تیری رضا کے لئے روزہ رکھے فرمایا کہ اُس کو قیامت کے روز ایسی جگہ کھڑا کروں گا جہاں اُس کو کوئی خوف نہ ہو گا۔ موسیٰؑ نے کہا الہی اُس کی جزا کیا ہے جو ماہ رمضان میں لوگوں کے دکھانے کے لئے روزہ رکھے فرمایا کہ اُس کا اجر اُس کے مانند ہے جس نے روزہ نہیں رکھا ہے۔

حدیث حسن میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ اے موسیٰؑ میں نے تم کو اپنی پیغمبری کے لئے خلق کیا اور اپنی عبادت کے لئے قوت بخشی تم کو اپنی عبادت کا حکم دیا اور معصیت سے منع کیا۔ اگر میری اطاعت کرو گے تو اپنی اطاعت میں مدد دوں گا اور اگر میری معصیت کرو گے تو امداد نہ کروں گا اے موسیٰؑ اطاعت میں تم پر میرا احسان ہے اور معصیت میں تم پر میری محبت ہے۔ اے موسیٰؑ مجھ سے اپنے پوشیدہ عیوب میں ڈرو تاکہ تمہارے عیبوں کو لوگوں سے پوشیدہ رکھوں اور اپنی غلطیوں میں مجھ کو یاد کرو اور اپنی خواہشوں اور لذتوں میں مجھے دل میں یاد رکھو تاکہ میں تمہاری غفلتوں میں تم کو یاد رکھوں اور لغزشوں سے تمہاری حفاظت کروں اور اپنے غصہ کو اُن لوگوں سے روکے رہوں

جن پر میں نے تم کو مسلط کیا ہے تاکہ اپنے غضب کو تم سے باز رکھوں۔ اور اپنے دل میں میرے رازوں کو پوشیدہ رکھو اور میرے دشمن سے ظاہر بظاہر مدارت کا اظہار کرو۔ اپنے دشمن کو میرے خلق اور راز سے آگاہ نہ کرو کیونکہ وہ میرے بارے میں ناسزا کہیں گے اور تم اُن کے ناسزا کہنے میں گناہ میں اُن کے شریک رہو گے۔

پھر موسیٰ نے کہا کہ خداوند! کون خطیرہ قدس میں ساکن ہو گا فرمایا وہ لوگ جن کی آنکھوں نے نامحرم عورتوں کو نہیں دیکھا جن کے اموال سود اور ربا میں مخلوط نہیں ہوئے اور جنہوں نے حکم خدا میں رشوت نہیں لی۔

بند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا کہ اے پسر عمران جو دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ کو دوست رکھتا ہے اور رات کو سو رہتا ہے وہ اپنے دعوئے میں جھوٹا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ ہر دوست اپنے دوست کو تنہائی میں چاہتا ہے۔ اے پسر عمران! میں اپنے دوستوں پر مطلع ہوں جب رات اُن پر چھا جاتی ہے اُن کے دل اور آنکھوں کو اپنے غیر کی جانب سے اپنی طرف پھیر دیتا ہوں اور اپنے عذاب کو اُن کی آنکھوں کے سامنے مثل کر دیتا ہوں وہ لوگ مشاہدہ کے عنوان سے مجھ سے مخاطب ہوتے ہیں جس طرح کہ حافر لوگ مجھ سے بات کرتے ہیں۔ اے پسر عمران! اپنے دل سے خشوع اور اپنے جسم سے خضوع اور اپنی آنکھوں سے آنسو مجھے رات کی تاریکیوں میں بخش دو اور مجھ سے دعا کرو کیونکہ مجھ کو اپنے نزدیک اور قبول کرنے والا پاؤ گے۔

بند معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ جب موسیٰ طور پر تشریف لے گئے اپنے پروردگار سے مناجات کی کہا پالنے والے اپنے خزانے مجھے دکھا دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! میرے خزانے وہ ہیں کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں کہتا ہوں ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ مجھ کو خزانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جو کچھ چاہتا ہوں اپنی قدرت کاملہ سے عدم سے وجود میں لاتا ہوں۔

بند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰ نے مناجات کی کہ خداوند! مجھے وصیت کر۔ فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں اپنے لئے یعنی میرے حق کی رعایت کرو اور میری نافرمانی نہ کرو یہاں تک کہ تین مرتبہ سوال کیا۔ اور ہر مرتبہ حق تعالیٰ نے یہی جواب دیا۔ جب موسیٰ نے چوتھی مرتبہ کہا کہ مجھ کو کوئی وصیت کر، فرمایا کہ تم کو تمہاری ماں کے حق کی رعایت کے بارے میں وصیت کرتا ہوں

پھر پوچھا یہی جواب ملا چھٹی مرتبہ جب پوچھا فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں تمہارے باپ کے حق کی رعایت کے لئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اسی سبب سے کہا ہے کہ دو ٹکٹ نیکی مال کے لئے ہے اور ایک ٹکٹ باپ کے لئے۔

بند معتبر منقول ہے کہ موسیٰ کے ساتھ حق تعالیٰ کی جملہ مناجات میں سے یہ ہے کہ اے موسیٰ دنیا میں اپنی آرزوؤں کو دراز نہ کرو کیونکہ تمہارا دل سخت ہو جائے گا۔ اور سخت دل مجھ سے دور رہتا ہے۔ اے موسیٰ ایسے ہو جاؤ جیسا کہ میں چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے بندے میری اطاعت کریں اور معصیت نہ کریں اور دنیا کی خواہشوں سے اپنے دل کو میرے خوف کی وجہ سے مردہ کر لو۔ پرانے لباس سے دل خوش رکھو تاکہ اہل زمین پر تمہارا حال پوشیدہ رہے اور اہل آسمان میں نیکی کے ساتھ مشہور ہو۔ اندھیری راتوں کو نور عبادت سے روشن کرتے رہو۔ اور صابروں کے قنوت کے مانند قنوت پڑھ پڑھ کر میرے نزدیک خضوع اختیار کرو۔ اور میری درگاہ میں گناہوں سے نالہ و فریاد کرو اُس شخص کی طرح جو اپنے دشمن سے بھاگ کر قدرت رکھنے والے خدا کی جانب پناہ لے گیا ہو اور بندگی میں مجھ سے مدد طلب کرے کیونکہ میں بہتر معین و مددگار ہوں۔ اے موسیٰ میں وہ خدا ہوں کہ اپنے بندوں پر مسلط ہوں۔ بندے میری قدرت کے اندر ہیں اور سب مجھ سے عاجز ہیں۔ لہذا اپنے نفس کو اپنے اوپر متہم رکھو اور اپنے نفس کے فریب میں نہ آؤ اور اپنے فرزندوں کو اپنے دین میں بے خوف نہ کرو مگر جبکہ تمہارا فرزند تمہاری طرح صالحوں کو دوست رکھتا ہو۔

اے موسیٰ اپنے کپڑوں کو دھوؤ اور غسل کرو اور میرے شائستہ بندوں کی صحبت میں رہو۔ اے موسیٰ اُن کی نماز میں اُن کے امام ہوا کرو اور جس معاملہ میں وہ لوگ نزاع کریں اُس میں اُن کے درمیان حکم کرو۔ ظاہری حکم، روشن دلیل اور اُس کے نور کے ساتھ جو ہم نے تم پر نازل ہے وہ نور بتلانے والا ہے جو کچھ گذر گیا اور جو آخر زمانہ میں ہونے والا ہے۔ اے موسیٰ میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ مہربان دوست کی سی وصیت ایک بزرگ فرزند یعنی عیسیٰ بن مریم کے بارے میں جو دراز گوش پر ہوا ہوگا۔ بندوں کی سی ٹوپی سر پر رکھے گا۔ صاحب زیت و زیتون و محراب ہوگا۔ اُس کے بعد تم کو وصیت کرتا ہوں صاحب شتر مرغ کے بارے میں، وہ پاکیزہ طینت پاکیزہ اخلاق، گناہوں اور برائیوں سے مطہر ہوگا اُس کے اوصاف تمہاری کتاب

میں یہ ہیں کہ وہ خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لائے والا اور گواہی دینے والا ہے وہ رکوع و سجود کرنے والا ثواب کی جانب رغبت کرنے والا اور عذاب سے ڈرنے والا ہوگا مساکین اور محتاج لوگ اُس کے بھائی ہوں گے۔ اُس کے انصار و مصاحب غیر قبیلہ کے ہوں گے اور اُس کے زمانہ میں تنگیوں، شدتیں، فتنے، فسادات اور مال کی کمی ہوگی اُس کا نام احمدؑ۔ محمدؑ اور امینؑ ہے اور وہی گذشتہ پیغمبروں کا خلاصہ ہوگا۔ وہ خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لائے گا اور جمع پیغمبروں کی تصدیق کرے گا اور اُن تمام پیغمبروں کی خلوص کے ساتھ شہادت دے گا اور اُس کی امت ایسی امت ہے جس پر رحم کیا گیا ہے اور بابرکت ہے تاکہ اُس کے دین حق پر باقی رہے اور اُس کے دین کو ضائع نہ کرے ان لوگوں کو چند ایسی ساعتیں معلوم ہیں جن میں اُس غلام کی طرح نازیں ادا کریں گے جو اپنے زیادہ وقت کو اپنے آقا کی خدمت میں صرف کرتا ہے لہذا اُس پیغمبر کی تصدیق کرو اور اُس کے طریقوں کی پیروی کرو کیونکہ وہ تمہارا بھائی ہے اے موسیٰؑ وہ اُن ہی ہے کسی سے پڑھنا نہ سیکھے گا وہ ایک نیک بندہ ہے وہ جس چیز میں ہاتھ ڈال دے گا۔ میں اس میں برکت دوں گا اور اُس کے علم میں بھی برکت و زیادتی عطا کروں گا اس کو میں نے خود بابرکت خلق کیا ہے اُسی کے زمانہ میں قیامت قائم ہوگی۔ اُسی کی امت پر دنیا کا خاتمہ کروں گا لہذا بنی اسرائیل کے ظالم لوگوں کو حکم دو کہ اُس کے نام کو میری کتابوں سے محو نہ کریں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ وہ مٹا دیں گے اُس کی محبت میرے نزدیک ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ میں اُس کے ساتھ ہوں اُس کے مددگاروں میں سے ہوں وہ میرے لشکر میں سے ہے اور میرا لشکر تمام لشکروں پر غالب ہے غرض میرا کلمہ اور میری تقدیر پوری ہو چکی ہے کہ یقیناً اُس کے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دوں گا تاکہ ہر مکان میں لوگ میری یکتائی کے ساتھ پرستش کریں اور میں اُس پر ایسا قرآن نازل کروں گا جو علوم کا مجموعہ اور باطل سے حق کو جدا کرنے والا ہوگا اور شیطان کے وسوسوں سے دلوں کو شفا بخشنے والا ہوگا لہذا اے پسر عمران تم اُس پر صلوات بھیجو کیونکہ میں اور میرے فرشتے اُس پر صلوات بھیجتے ہیں۔

اے موسیٰؑ تم تو میرے بندے ہو۔ میں تمہارا خدا ہوں کسی فقیر اور پریشان کو ذلیل نہ سمجھو۔ امیروں کے حال کی اُن چند چیزوں میں آرزو نہ کرو جو مال دنیا سے میں نے اُن کو عطا کیا ہے اور مجھے یاد کرنے کے وقت خشوع اختیار کرو۔ توریت کی تلاوت کے

انوار اور انوار انوار کے لیے یہ پیغمبر ہاں پیغمبروں کے ساتھ شہادت دے گا اور اُس کی امت ایسی امت ہے جس پر رحم کیا گیا ہے اور بابرکت ہے تاکہ اُس کے دین حق پر باقی رہے اور اُس کے دین کو ضائع نہ کرے ان لوگوں کو چند ایسی ساعتیں معلوم ہیں جن میں اُس غلام کی طرح نازیں ادا کریں گے جو اپنے زیادہ وقت کو اپنے آقا کی خدمت میں صرف کرتا ہے لہذا اُس پیغمبر کی تصدیق کرو اور اُس کے طریقوں کی پیروی کرو کیونکہ وہ تمہارا بھائی ہے اے موسیٰؑ وہ اُن ہی ہے کسی سے پڑھنا نہ سیکھے گا وہ ایک نیک بندہ ہے وہ جس چیز میں ہاتھ ڈال دے گا۔ میں اس میں برکت دوں گا اور اُس کے علم میں بھی برکت و زیادتی عطا کروں گا اس کو میں نے خود بابرکت خلق کیا ہے اُسی کے زمانہ میں قیامت قائم ہوگی۔ اُسی کی امت پر دنیا کا خاتمہ کروں گا لہذا بنی اسرائیل کے ظالم لوگوں کو حکم دو کہ اُس کے نام کو میری کتابوں سے محو نہ کریں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ وہ مٹا دیں گے اُس کی محبت میرے نزدیک ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ میں اُس کے ساتھ ہوں اُس کے مددگاروں میں سے ہوں وہ میرے لشکر میں سے ہے اور میرا لشکر تمام لشکروں پر غالب ہے غرض میرا کلمہ اور میری تقدیر پوری ہو چکی ہے کہ یقیناً اُس کے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دوں گا تاکہ ہر مکان میں لوگ میری یکتائی کے ساتھ پرستش کریں اور میں اُس پر ایسا قرآن نازل کروں گا جو علوم کا مجموعہ اور باطل سے حق کو جدا کرنے والا ہوگا اور شیطان کے وسوسوں سے دلوں کو شفا بخشنے والا ہوگا لہذا اے پسر عمران تم اُس پر صلوات بھیجو کیونکہ میں اور میرے فرشتے اُس پر صلوات بھیجتے ہیں۔

میں اُس کے ساتھ ہوں اُس کے مددگاروں میں سے ہوں وہ میرے لشکر میں سے ہے اور میرا لشکر تمام لشکروں پر غالب ہے غرض میرا کلمہ اور میری تقدیر پوری ہو چکی ہے کہ یقیناً اُس کے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دوں گا تاکہ ہر مکان میں لوگ میری یکتائی کے ساتھ پرستش کریں اور میں اُس پر ایسا قرآن نازل کروں گا جو علوم کا مجموعہ اور باطل سے حق کو جدا کرنے والا ہوگا اور شیطان کے وسوسوں سے دلوں کو شفا بخشنے والا ہوگا لہذا اے پسر عمران تم اُس پر صلوات بھیجو کیونکہ میں اور میرے فرشتے اُس پر صلوات بھیجتے ہیں۔

وقت میری رحمت کے امیدوار رہو اور خوفزدہ اور محزون آواز سے مجھ کو توبیت نہ پائے کہ اپنا دل مجھ سے مطمئن رکھو۔ جس کا دل میری طرف مائل ہوتا ہے مجھ کو بھی اُس کی یاد آتا ہے۔ میری ہی عبادت کرو کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کرو اور میری خوشنودی کے لئے کوشش کرتے رہو یقیناً میں تمہارا بزرگ آقا ہوں۔ میں نے تم کو ایک بے مقدار گندہ پانی سے خلق کیا اور تمہاری بنیاد اُس مٹی سے قائم کی جس کو کئی طرح کی مخلوط ایک ذلیل زمین سے لیا تھا پھر میں نے اس میں روح پھونکی اور اُس کو ایک بشر بنا دیا۔ لہذا میں ہی خلایق کا پیدا کرنے والا ہوں اور میری ذات بابرکت ہے اور میری صفات پاک ہے اور کسی چیز کو مجھ سے مشابہت نہیں ہے اور میں ہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہوں۔ کیونکہ زوال مجھ پر محال ہے۔ اے موسیٰ جس وقت کہ مجھ سے دُعا کرنا خائف و ہراساں رہو اور میرے سامنے اپنے منہ کو خاک پر رکھو اور میرے لئے اپنے بہترین اعضا سے سجدہ کرو اور جس وقت کہ میرے سامنے کھڑے ہو تو عاجزی فروتنی کرو اور مناجات کے وقت خوفزدہ دل سے خوف کے ساتھ مجھ سے راز کہو اور توبیت کے ذریعہ سے اپنی ساری عمر میں اپنے کو زندہ معنوی رکھو میری حمد ناناؤں کو تعلیم کرو اور اُن کو میری نعمتیں یاد دلاؤ اور کہو کہ اس قدر گمراہی اور نافرمانی میں نہ رہیں۔ کیونکہ جس وقت میں گرفت کروں گا تو سخت گرفت کروں گا اور میرا عذاب دردناک ہے اے موسیٰ مجھ سے اگر تمہارا وسیلہ ٹوٹ جائے گا تو دوسروں کا وسیلہ تم کو کوئی فائدہ نہ بخشنے گا لہذا میری عبادت کرو اور میرے سامنے بندہ حقیر کے مانند کھڑے ہو اور اپنے نفس کی مذمت کرو کیونکہ وہ مذمت کا زیادہ مستحق ہے اور اُس کتاب کی وجہ سے جو میں نے تم کو دی ہے بنی اسرائیل پر فخر و تکبر نہ کرو کیونکہ وہی کتاب تم کو نصیحت حاصل کرنے اور تمہارے دل کو روشن کرنے کے لئے کافی ہے اور وہ جہانوں کے پروردگار کا کلام ہے۔ اے موسیٰ جب مجھ سے دُعا کرو میری رحمت کے امیدوار رہو تو میں تم کو بخشد و ننگا ہر چیز کہ گنہگار ہو گے۔ آسمان میرے خوف سے میری تسبیح کرتا ہے اور فرشتے میرے خوف سے کانپتے رہتے ہیں زمین میری رحمت کی طمع سے میری تسبیح کرتی ہے۔ تمام مخلوق میری پاکی بیان کرتی ہے اور میرے سامنے ذلیل ہے۔ تم کو نماز خوشگوار ہو کیونکہ وہ میرے نزدیک عظیم منزلت رکھتی ہے اُس کا ایک مضبوط عہد میرے نزدیک ہے کیونکہ وہ ہر شخص کو جیسا کہ چاہیے میرے دربار میں پیش کرتی ہے اور میں بخش دیتا ہوں اور نماز سے وہ کام ملحق کرو جو نماز

کی مقبولیت کی شرطوں میں سے ہے اور وہ زکوٰۃ قربانی ہے اور میری راہ میں اپنے پاک و نیک ترین مال و طعام میں سے دو کیونکہ میں قبول نہیں کرتا مگر جو حلال اور پاک ہو اور جس کو محض میری رضا کے لئے دیا جاتا ہے اپنے قرابت داروں سے زکوٰۃ کے ساتھ احسان و نیکی بھی کرو اس لئے کہ میں خداوند رحیم و رحیم ہوں اور قرابت کو میں نے پیدا کیا ہے اور اپنی رحمت سے مقدر کیا ہے تاکہ اُس کے سبب سے ایک دوسرے کے ساتھ میرے بندے مہربانی کریں اور رحم کرنے والے کو قیامت میں ایک سلطنت عطا کروں گا اور جو قطع رحم کرے گا اُس سے اپنی رحمت منقطع کر دوں گا اور جو شخص رحم کے ساتھ پیش آیا ہو گا اور اپنے عزیزوں کے ساتھ نیکی کئے ہو گا میں بھی اپنی رحمت کے ساتھ اُس سے پیش آؤں گا۔ اسی طرح اس شخص کے ساتھ عمل کروں گا جس نے میرے حکم کو ضائع کر دیا ہو گا۔ اُسے موسیٰؑ سوال کرنے والے کو گرامی رکھو جب وہ تنہا ہے پاس آئے تو نرمی سے جواب دید و یا کچھ عطا کرو۔ کیونکہ تمہارے پاس جن و انس میں کوئی نہیں آتا بلکہ خداوند رحیم کی جانب سے وہ چند فرشتے ہیں وہ تمہارا امتحان کرتے ہیں کہ کیونکر صرف کرتے ہو اُس کو جو میں نے تم کو عطا کیا ہے اور کیونکر اُس کا شکرا ادا کرتے ہو اور کس طرح اس میں برادران مومن کے ساتھ مساوات کرتے ہو۔ جو میں نے تم کو عطا کیا ہے اور گریہ و تضرع کے ساتھ میرے لئے خاشع رہو اور توحید پڑھنے اور رونے میں آواز بلند کرو اور سمجھو کہ میں تم کو اپنی درگاہ میں بلاتا ہوں جس طرح آقا اپنے غلام کو بلاتا ہے تاکہ اُس کو شریف ترین منازل پر پہنچائے اور اس کو اپنے نزدیک بلند مرتبہ قرار دے اور یہ تم پر اور تمہارے گزشتہ باپ داداؤں پر میرا فضل و احسان ہے۔ اسے موسیٰؑ مجھ کو کسی حال میں فراموش نہ کرو اور مال کی زیادتی پر خوش نہ ہو اس لئے مجھ کو بھول جانے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور مال کی زیادتی کے ساتھ گناہوں کی زیادتی ہوتی ہے۔ زمین اور آسمان اور دریا سب میرے مطیع و فرمانبردار ہیں اور نافرمانی انس و جن کی شقاوت کا سبب ہو گئی ہے اور میں خداوند رحیم و رحیم ہر زمانہ کے لوگوں پر رحم کرنے والا ہوں۔ راحت کے بعد سختی لاتا ہوں اور تکلیف کے بعد نعمت عطا کرتا ہوں۔ بادشاہوں کو بادشاہوں کے بعد لاتا ہوں اور میری بادشاہی قائم و دائم ہے اور کبھی زائل نہیں ہوتی۔ مجھ پر کوئی چیز آسمان و زمین کی مخفی نہیں ہے اور کیونکر پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ جبکہ میں نے ہی سب کو پیدا کیا ہے اور کیونکر تمہارا دل میری رضا اور ثواب حاصل کرنے کی جانب متوجہ نہ ہو گا۔

حالانکہ تمہاری بازگشت میری جانب ہے اے موسیٰ مجھ کو اپنی پناہ اور جائے پناہ قرار دو اور اپنے اعمال صالحہ کے خزانہ کو میرے پاس جمع کرو۔ مجھ سے ڈرو دوسرے سے نہ ڈرو کیونکہ تمہاری بازگشت میری ہی طرف ہے۔

اے موسیٰ اُس پر رحم کرو جو میری مخلوق میں تم سے پست تر ہے اور اُن پر حسد نہ کرو جو تم سے بلند تر ہے کیونکہ حسد بھیکوں کو کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ اے موسیٰ آدم کے دو بیٹوں نے میرے نزدیک تواضع کی اور میری بارگاہ میں قربانی لائے تاکہ میرا فضل و کرم اُن کے شامل ہو اور میں تو پرہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہوں۔ اس سبب سے ایک کی قربانی مقبول ہوتی ہے اور دوسرے کی نامقبول پھر آخر اُن کا معاملہ جس حد تک پہنچا اُسے تم جانتے ہو۔ لہذا اپنے وزیر و مصاحب پر تم کیونکر اعتماد کرتے ہو اُس کے بعد جبکہ بھائی نے بھائی کے ساتھ ایسا کیا۔ اے موسیٰ فخر و غرور کو ترک کرو اور یاد رکھو کہ قبر میں تم کو ساکن ہونا ہو گا یہ خیال تم کو خواہشات دُنیا سے مانع ہو گا۔ اے موسیٰ توبہ کرنے میں عجلت کرو اور نگاہ کو تاخیر میں ڈالو۔ میرے سامنے نماز میں دیر تک ٹھہرو میرے علاوہ کسی اور سے اُمید نہ رکھو۔ سختیوں کے دفع کرنے میں مجھ کو اپنی سپہر قرار دو اور بلاؤں کے دفع کے لئے اپنا قلعہ سمجھو۔ اے موسیٰ وہ بندہ مجھ سے کیونکر ڈرتا ہے جو میرے فضل و نعمت کو اپنے اوپر سمجھتا ہے حالانکہ اُس پر غور نہیں کرنا اور ایمان نہیں لاتا اور کیونکہ اُس پر ایمان لاتا ہے اور ثواب کی اُمید رکھتا ہے حالانکہ دُنیا پر قانع ہے اور اُس کو اپنی جائے پناہ بنائے ہوئے ہے اور دُنیا کی جانب ظالموں کی طرح رجوع ہے۔ اے موسیٰ اہل خیر کے ساتھ نیکی و خیر کرنے میں سبقت کرو کیونکہ نیکی اُس کے نام کی طرح خوش آئند ہے اور بدی کو اُس کے لئے چھوڑ دو جو دُنیا پر فریفتہ ہے۔ اے موسیٰ اپنی زبان کو اپنے دل کے پیچھے قرار دو تاکہ زبان کے شر سے محفوظ رہو یعنی جو کچھ کہو پہلے اُس میں غور کرو اور جب سمجھ لو کہ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے تو کہو اور شب و روز میں مجھ کو بہت یاد کرو جب تک کہ موقع پاؤ۔ اور گناہوں کی پیروی نہ کرو تاکہ پشیمان نہ ہو یقیناً گناہوں کی وعدہ گاہ آتش جہنم ہے۔

نورانیہ میں عجلت کا علم۔

اے یہاں وزیر سے مراد حضرت یوشع بن نونی بن موسیٰ نہیں بلکہ یہ عام موعظ ہے کہ جب بھائی نے بھائی کو قتل کر دیا تو دوسرے دل پر کیا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ یہاں بھائی سے مراد قابیل بھی ہو سکتا ہے جس نے اپنے بھائی ابیل کو قتل کیا تھا۔ ۱۲۔ مترجم

اے موسیٰ اپنی گفتگو ان لوگوں کے لئے جنہوں نے گناہوں کو ترک کر دیا ہے۔ نرم کرو اور اُس کے ہم نشین رہو اور اُن کو اپنا بھائی قرار دو اور اُن کے ساتھ میری عبادت میں کوشش کرو تاکہ وہ لوگ بھی تمہارے ساتھ کوشش کریں۔ اے موسیٰ یقیناً تم کو موت آنے کی لہذا بہتر توشہ آخرت کے لئے بھیجو اُس شخص کے بھیجنے کی طرح جو کہ جانتا ہے کہ وہ اپنے توشہ تک پہنچے گا۔ اے موسیٰ جو کچھ میری خوشنودی کے لئے کیا جاتا ہے اُس کا تھوڑا حصہ بہت ہے اور جو میرے غیر کے لئے کیا جاتا ہے اُس کا زیادہ حصہ کم ہے اور یقیناً تمہارا سب سے بہتر روز وہ ہے جو آئیوا ہے۔ یعنی روز قیامت لہذا غور کرو کہ وہ دن تمہارے لئے کیسا ہوگا اور اُس روز کے جواب کے لئے تیار رہو کیونکہ بیشک اُس روز تم کو کھڑا رکھیں گے اور تمہارے عمل کا سوال کریں گے اور اپنے زمانہ و اہل زمانہ سے نصیحت حاصل کرو جس کا راز اہل غفلت پر کوتاہ ہے اور اہل طاعت کے لئے دراز ہے۔ تمام شے فنا ہونے والی ہے لہذا ایسے کام کرو کہ گویا اپنے عمل کا ثواب دیکھتے ہو تاکہ آخرت کی طرف تمہاری طمع زیادہ ہو اس لئے کہ دنیا کی جو چیز باقی ہے اُس کی طرح ہے جو گذر گئی۔ اسی طرح گذری ہوئی چیزوں میں سے عبادت کے سوا کوئی چیز تمہارے ساتھ باقی نہیں ہے آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا اور ہر عمل کرنے والا غرض کے لئے عمل کرتا ہے تم اپنے لئے ہر وہ مقصود جو بہتر ہو اختیار کرو۔ تاکہ خدا کے ثواب پر فائز ہو جاؤ جس روز کہ اہل باطل نقصان میں رہیں گے۔ اے موسیٰ میرے سامنے اُس غلام کی طرح مذلت کا خیال نہ کرو جو اپنے آقا کے پاس فریاد رسی کے لئے حاضر ہوتا ہے جب ایسا کرو گے میری رحمت تمہارے شامل ہوگی اور میں قدرت رکھنے والوں میں سب سے زیادہ کریم ہوں۔ اے موسیٰ میرا فضل اور میری رحمت مجھ سے طلب کرو کیونکہ دونوں میرے اختیار میں ہیں اور میرے سوا کوئی فضل و رحمت پر قادر نہیں ہے اور جس وقت مجھ سے سوال کرو تو غور کرو کہ تمہاری رغبت اس چیز میں کس قدر ہے جو میرے پاس ہے۔ اور ہر عمل کرنے والے کے لئے میرے پاس ایک جزا ہے اور میں انکار کرنے والوں کو بھی عمل خیر کی جزا دیتا ہوں۔ اے موسیٰ خوشی دل سے دنیا ترک کرو اور دنیا سے پہلو تہی کرو کیونکہ تم دنیا کے لئے نہیں ہو اور نہ دنیا تمہارے لئے ہے۔ ظالموں کے مکان سے تم کو کیا عرض۔ مگر اُس شخص کو ہے جو دنیا میں رہ کر آخرت کے کاموں میں مشغول ہو اُس کے لئے دنیا بہتر جگہ ہے۔ اے

موسیٰ جو کچھ میں تم کو حکم دوں اُس کو سنو اور جو کچھ میں تمہارے لئے مصلحت سمجھوں اُس کو اور تو ریت کے حقائق کو اپنے سینہ میں جگہ دو اور خواب غفلت سے اُس کے ساتھ شب و روز کے اوقات میں بیدار رہو اور دنیا والوں کی باتوں یا اُن کی محبت کو اپنے سینہ میں جگہ نہ دو کیونکہ وہ مرغ کے آشیانہ کی طرح اپنا آشیانہ بنا لیتی ہیں۔ اے موسیٰ! فرزندِ انِ دنیا و اہلِ دنیا ایک دوسرے کے فتنہ و فساد کا باعث ہیں اور دنیا اُن ہر ایک کے لئے زمینت یافتہ ہے جو اُس میں ہے اور مومن کے لئے آخرت کی زمینت ہے اس لئے وہ ہمیشہ آخرت کا طالب رہتا ہے اور اُس کے علاوہ کسی پر نظر نہیں کرتا اور آخرت کی خواہش اُس کے اور دنیا کی لذتوں کے درمیان حائل ہو گئی ہے۔ لہذا وہ جنگلوں کو عبادت اور قربِ الہی کے درجات کے لئے طے کرتا ہے اُس سوار کے مانند جو میدان میں گھوڑا دوڑاتا ہے تاکہ دوسروں پر سبقت حاصل کرے اور نیکی کا پالا مارے اور جلد اپنے مقصود کو پہنچے۔ دونوں کو اپنی آخرت کے غم میں اندوہناک رہے اور راتوں کو محزون بسر کرے پھر کیا کہنا ہے اُس کا اگر اُس کی آنکھوں کے سامنے سے پردہ اٹھ جائے تو پھر وہ کس قدر زیادہ وہ چیزیں دیکھے گا جو اُس کی مسرت کا سبب ہوں گی۔ اے موسیٰ! دنیا تھوڑی ہے اور ناچیز جس کو ثبات نہیں ہے اور نہ اُس میں مومنوں کے ثواب کی گنجائش ہے۔ اور نہ فاجروں کے عذاب کی لہذا ابدی مضرت اُس کے لئے ہے جو اپنی آخرت کا ثواب دنیا کی لذتوں کے عوض فروخت کرے جو باقی نہ رہے گی اور زبان کے ذائقہ کے لئے بیچ دے جو جلد زائل ہو جاتا ہے۔ لہذا اس طرح رہو جیسے کہ میں تم کو حکم دوں اور جو کچھ میں حکم دوں گا وہ رشد و صلاح کا باعث ہو گا۔ اے موسیٰ! جب تم دیکھو کہ امیری کا رُخ تمہاری جانب ہے تو سمجھ لو کہ تم نے کوئی گناہ کیا ہے جس کی سزا تم کو دنیا میں ملی ہے اور جب دیکھو کہ پریشانی نے تمہاری جانب رُخ کیا ہے تو کہو مر جا صاحبِ دل کے طریقے مر جا۔ اور جباروں اور ظالموں کے ساتھ نہ رہو اور نہ اُن کے پاس جاؤ اور نہ بیٹھو۔ اے موسیٰ! عمر کتنی ہی دراز ہو آخر فانی ہے اور جو چیز کہ دنیا میں تم سے لے لی جاتی ہے۔ ورنہ ایک اُس کا انجام آخرت کی باقی رہنے والی نعمت ہوتی ہے تو وہ تم کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ اے موسیٰ! میری کتاب تم کو بلند آواز سے پکارتی ہے کہ تمہاری بازگشت کہاں ہو گی۔ تو کیونکہ ایسی حالت میں آنکھوں کو نیند آتی ہے اور کس طرح کوئی جماعت زندگانی دنیا سے لذت حاصل کرتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا کہ مدتوں سے وہ غفلت

مصلحت مال و دولت کا وہ سبب ہے اور فقر پریشانی آخرت کیلئے بہتر ہے۔

میں پڑے ہیں۔ اور اپنی شقاوت کی پیروی میں گرفتار ہیں اور طرح طرح کی خواہشوں سے واقف ہیں تو سچے لوگ اُس سے بہت تھوڑے مداخلت میں فریاد کرنے لگتے جو میں نے اپنی کتاب میں بیان کئے ہیں۔ اے موسیٰ میرے بندوں کو حکم دو کہ میرے متعلق اقرار کریں کہ میں تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں اور مضطر و بیکار لوگوں کی دُعا کا قبول کرنے والا ہوں اور بلاؤں کو دفع کرتا ہوں اور زمانوں کو بدل دیتا ہوں اور بلاؤں کے بعد نعمتیں عطا کرتا ہوں اور تھوڑے عمل پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور بہت جزا دیتا ہوں اور فقیر کو غنی کر دیتا ہوں اور ہمیشہ رہنے والا غالب اور قادر خدا ہوں اس کے بعد مجھ کو پکاریں تو جو گنہگار شخص پناہ چاہے اور تم سے امتجا کرے تو اُس سے کہو کہ مرجھا کسادہ ترین فضا میں تم نے منزل کی اور پروردگار عالم کی عزت و کرم کی کشادگی میں سوار ہوئے خوش ہو کہ خدا تمہاری توبہ قبول کرے گا اور اے موسیٰ مجھ سے اُن کے لئے آمرزش طلب کرو اور اُن کے ساتھ مثل اُن کے رہو اور خسر و غرور اُس نعمت پر نہ کرو جو میں نے تم کو دی ہے اور اُن سے کہو کہ میرے احسان و کرم کا مجھ سے سوال کریں کیونکہ کوئی میرے سوا افضل و رحمت کا مالک نہیں ہے اور میں فضل عظیم کا مالک ہوں کیا کہنا ہے تمہارا اے موسیٰ کہ گمراہوں کے لئے پناہ اور گنہگاروں کے لئے بھائی اور پریشانیوں کے ہم نشین اور گنہگاروں کے لئے استغفار کرنے والے ہو اور میرے نزدیک پسندیدہ منزلت رکھتے ہو لہذا پاک دل اور راست گو زبان سے مجھ سے دُعا کرو اور اُس طرح رہو جیسا کہ میں نے تم کو حکم دیا ہے میرے حکم کی اطاعت کرو اور میرے بندوں پر تکبر اور زیادتی نہ کرو اُن چند نعمتوں کے سبب سے جو میں نے تم کو عطا کی ہیں۔ حالانکہ اُن کی ابتدا تمہاری طرف سے نہیں ہوئی ہے۔ اور میری قربت حاصل کرو کیونکہ میں تمہارے قریب ہوں یقیناً میں نے تم سے ایسی چیز کا سوال نہیں کیا ہے جس کا تحمل تم پر گراں ہو۔ تم سے اتنا ہی چاہتا ہوں کہ دُعا کرو تو میں تمہاری دُعا کو قبول کروں گا پھر عطا کروں گا اور مجھ سے میرے پیغامات پہنچانے میں جو میں نے تم پر نازل کئے ہیں اور جن کی تاویل تم سے بیان کر دی ہے تقرب حاصل کرو۔ اے موسیٰ زمین کی جانب نظر کرو جو عنقریب تمہاری قبر ہوگی اور اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھاؤ کہ تمہارے پروردگار کا ملک عظیم تر ہے اور جب تک دُنیا میں رہو اپنے نفس پر گریہ کرو اور مہلکوں سے خائف رہو اور تم کو دُنیا کی زینت فریب نہ دے علم پر راضی نہ ہو اور ستمگارانہ بنو کیونکہ میں ستمگاروں

کی تاک میں رہتا ہوں اور مظلوموں کو اُن پر غائب کروں گا۔ اے موسیٰ نیکی کا دوس گنا ثواب اور گناہ کا عوض اُسی کے برابر دیتا ہوں۔ پھر وہ لوگ گناہ کرتے ہیں تو اس ایک کو دوس کے برابر بڑھا دیتے ہیں اور ہلاک ہوتے ہیں اور کسی کو میرے ساتھ عبادت میں شریک نہ کرو اور تمام امور میں میانہ روی اختیار کرو اور ایسے امیدوار کی طرح دعا کرو جو میرے ثواب کی رغبت رکھتا ہے اور اپنے اعمال سے پیشیان ہو اس لئے کہ شب کی تاریکی کو دن زائل کر دیتا ہے اسی طرح نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں اور جس طرح شب کی تاریکی دن کی روشنی کو زائل کر دیتی ہے اُسی طرح گناہ نیکیوں کو سیاہ کر دیتے ہیں۔

حدیث معتبرہ میں حضرت صاوق علیہ السلام سے منقول ہے کہ شیطان ایک روز حضرت موسیٰ کے پاس آیا۔ جس وقت کہ وہ اپنے پروردگار سے مناجات کر رہے تھے۔ ایک فرشتہ نے اُس سے کہا کہ ایسی حالت میں تو ان سے کیا امید رکھتا ہے شیطان نے کہا کہ وہی امید رکھتا ہوں جو ان کے پدر (آدم) سے رکھتا تھا۔ جبکہ وہ بہشت میں تھے۔ امام نے فرمایا کہ اُن موعظوں میں سے کچھ یہ ہیں جو حق تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمائے یعنی کہا اے موسیٰ میں نماز اُس کی قبول کرتا ہوں جو تواضع اور فروتنی کرتا ہے میری عظمت کے لئے اور اپنے دل پر میرا خوف لازم کر لیتا ہے اور اپنا دن میری یاد میں گزارتا ہے اور رات اپنے گناہوں کے اقرار میں بسر کرتا ہے اور میرے ولیوں اور دوستوں کے حق کو پہچانتا ہے موسیٰ نے پوچھا خداوند! ولیوں اور محبتوں سے کیا تیری مراد ابراہیمؑ و اسحقؑ اور یعقوبؑ سے ہے فرمایا کہ اے موسیٰ وہ لوگ ایسے ہی ہیں اور میرے دوست ہیں مگر میری مراد اُن سے نہیں بلکہ میرا مقصود وہ ہے جس کے لئے آدمؑ و حوا کو میں نے بنایا اور بہشت کو وزخ کو پیدا کیا موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار وہ کون ہے فرمایا کہ محمدؐ اور اُس کا نام احمدؑ ہے اور اُس کے نام کو میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے اس لئے کہ میرا ایک نام محمودؑ ہے موسیٰ نے کہا خداوند! مجھ کو اُ کی امت میں قرار دے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ جب اُن کو پہچان لو گے اور اُن کی اور اُن کے اہلبیت کی میرے نزدیک قدر و منزلت سمجھ لو گے تو تم اُن کی امت میں ہو۔ یقیناً میری تمام مخلوق میں اُن کی اور اُن کے اہلبیت کو مثال تمام باغوں میں فردوس کی سی مثال ہے جس کی پتیاں کبھی خشک نہیں

موسیٰ سے خدا کا حمد و آل محمد کے فضائل بیان کرنا اور موسیٰ کا راسخا تہذیب کی امت بننے کا خواہش۔

ہوتیں اور جس کا مزہ تبدیل نہیں ہوتا تو جو شخص اُن کے اور اُن کے اہلبیت کے حق کو پہچانے اُس کے لئے نادانی کے نزدیک دانائی اور تاریکی کے نزدیک روشنی قرار دوں گا اُس کی دعا قبول کروں گا قبل اس کے کہ وہ مجھ سے دعا کرے اور عطا کروں گا قبل اس کے کہ مجھ سے سوال کرے۔ اے موسیٰ جبکہ دیکھو کہ پریشانی کا رخ تمہاری جانب ہے اُس سے کہو مر جیسا اے نیکیوں کی روش خوب آئی اور جب دیکھو کہ توانگری کا رخ تمہاری جانب ہے کہو کہ اس کا سبب کوئی گناہ ہے جس کا عذاب جلد مجھ کو پہنچا یا گیا ہے اس لئے کہ دنیا عذاب کا مقام ہے آدمؑ نے جب خطا کی تو اُن کو اُن کے عمل کی سزائیں میں نے دنیا میں بھیجا اور دنیا اور جو کچھ اُس میں ہے سب پر میں نے لعنت کی سوائے اُس چیز کے جو میرے لئے ہو اور جس میں میری خوشنودی حاصل ہو۔ اے موسیٰ یقیناً میرے نیک بندوں نے اپنے علم کے موافق جس قدر اُن کو میرے متعلق ہے اور مجھ کو پہچاننے کی وجہ سے ترک و زہد دنیا اختیار کیا ہے اور میری بہت سی مخلوق نے اپنی نادانی اور مجھے نہ پہچاننے کی وجہ سے دنیا کی جانب رغبت کی ہے اور جس نے بھی دنیا کی تعظیم کی اور اُس کو بزرگ سمجھا تو دنیا سے اس کی آنکھیں روشن نہیں ہوئیں اور نہ اُس سے کچھ فائدہ حاصل ہوا اور جس نے دنیا کو حقیر سمجھا تو وہ اُس سے منتفع ہوا۔

بند معتر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو مبعوث فرمایا اور اُن کو برگزیدہ کیا اور دریا کو اُن کے لئے شکافۃ کیا۔ اور بنی اسرائیل کو فرعون کے شر سے نجات دی اور ابوح و توریت ان کو عطا فرمایا۔ تو موسیٰ نے کہا خداوند! تو نے مجھ کو گرامی فرمایا اُس کرامت و بخشش سے جس سے مجھ سے پہلے کسی کو گرامی نہیں کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ شاید تم کو معلوم نہیں ہے کہ محمدؐ میرے نزدیک میرے تمام فرشتوں اور مخلوق سے بہتر ہے۔ موسیٰ نے کہا اگر محمدؐ میرے نزدیک تیری تمام مخلوق سے بہتر ہیں تو کیا پیغمبروں کی آل میں کوئی میری آل سے زیادہ بلند مرتبہ ہے فرمایا اے موسیٰ شاید تم نہیں جانتے کہ آل محمدؐ کی فضیلت تمام پیغمبروں کی آل پر اُسی طرح ہے جیسے محمدؐ کی فضیلت تمام پیغمبروں پر موسیٰ نے کہا خداوند! جب آل محمدؐ ایسے ہیں تو کیا پیغمبروں کی امت میں کوئی امت ایسی ہے جو میری امت سے بہتر ہو کیونکہ تو نے اُن پر ابر کو سایہ لگن کیا۔ اُن کے لئے من و سلوٰی نازل کیا اور دریا کو اُن کے واسطے شکافۃ کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ شاید تم کو نہیں معلوم کہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت کی

فضیلت تمام امتوں پر ویسی ہی ہے جیسی تمام مخلوق پر آنحضرت کی فضیلت موسیٰ نے کہا خداوند اکیلا اچھا ہوتا کہ میں اُن کو دیکھتا فرمایا کہ اے موسیٰ تم ہرگز اُن کو نہیں دیکھو گے کیونکہ یہ وقت اُن کے ظہور کا نہیں لیکن اُن لوگوں کو محمد کے سامنے جنت عدن و فردوس میں دیکھو گے کہ بہشت کی نعمتوں میں گرویدہ اور ان کی لذتوں سے آسودہ ہوں گے کیا تم چاہتے ہو کہ اُن کی باتیں میں تم کو سنو اور ان کا ہاں خداوند عالم نے فرمایا کہ میرے سامنے کمر بستہ ہو کہ اس طرح کھڑے ہو جاؤ کہ جیسے بادشاہ جلیل کے سامنے بندۂ ذلیل کھڑا ہوتا ہے۔ موسیٰ نے تعمیل کی۔ حق تعالیٰ نے ندا کی کہ اے محمد کی امت تو سب نے ماؤں کے شکم اور باپوں کے صلب سے بقدرت خدا جو ابدیہ کہ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَوْ شِئْتَ لَكُ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَوْ شِئْتَ لَكُ - تو حق تعالیٰ نے ان کی اس اجابت کو ان کے حج کا شعار قرار دے دیا پھر آواز دی کہ اے امت محمد میری قضا اور حکم تم پر یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے پہلے ہے اور میرا عفو میرے عذاب سے قبل ہے۔ میں نے تمہارے سوال کو قبول کیا قبل اس کے کہ مانگو اور تم میں سے جو شخص میرے پاس آئے اس طرح کہ میری وحدانیت کی گواہی دے اور شہادت دے کہ محمد میرا بندہ اور رسول ہے اور گفتار میں صادق اور اپنے افعال میں امت میں محق ہے اور گواہی دے کہ علی بن ابیطالب اُن حضرت کا بھائی، وصی اور خلیفہ ہے اور اطاعت علی کو اپنے اوپر لازم کر لے جس طرح اطاعت محمد کو لازم کیا ہے اور گواہی دے کہ اُس کے معصوم برگزیدہ دوست و اولیاء جو عجائب معجزات خدا اور اُس کی حجتوں کی دلیلوں کے ساتھ اُن کے بعد ممتاز ہیں خلیفہائے خدا ہیں تو اُس کو بہشت میں داخل کرونگا ہر چند اُس کے گناہ و ریائوں کے کف کے برابر ہوں۔ امام نے فرمایا کہ جب خدا نے ہمارے پیغمبر محمد کو مبعوث کیا اُن حضرت کو وحی بھیجی مَا كُنْتُ بِجَانِبِ الظُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا یعنی اے محمد تم کو وہ طور پر نہ تھے جس وقت کہ میں نے تمہاری امت کو ندا دی اس بزرگی کے ساتھ پھر آنحضرت کو وحی کی کہ کہو اُس خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں جو عالموں کا پروردگار ہے اُس نعمت کی وجہ سے کہ اُس نے مجھ کو اس فضیلت سے مخصوص فرمایا۔ اور اُن حضرت کی امت سے فرمایا کہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی مَا اَخْتَصَّصْنَا مِنْ هٰذِهِ الْفَضْلِ یعنی ہم اُس خدا کی حمد بجالاتے ہیں جو تمام جہانوں کا

خدا ہے اس لئے کہ اُس نے ہم کو ان فضیلتوں سے مخصوص کیا۔ اور دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے راس الجالوت سے جو علمائے یہود میں سب سے بڑا عالم تھا فرمایا کہ تجھ کو قسم دیتا ہوں۔ دس آیتوں کی جن کو خدا نے موسیٰ پر نازل کیا کہ کیا توریت میں محمدؐ کی خبر اس طرح نہیں ہے کہ جب آخر امت کے لوگ آئیں گے جو شتر سوار پیغمبر کے پیرو ہوں گے خدا کی تسبیح و تہنیز بہت طرح سے اپنی نئی نئی عبادت گا ہوں میں کریں گے تو بنی اسرائیل اُن سے اور اُن کے پیغمبر سے پناہ حاصل کریں گے یہاں تک کہ اُن کے دل مطمئن ہو جائیں گے اور یقیناً اُن کے ہاتھوں میں شمشیریں ہوں گی جن سے وہ لوگ اُس پیغمبر کے منکر گرد ہوں سے دُنیا میں انتقام لیں گے۔ کیا اس طرح توریت میں نہیں لکھا ہے راس الجالوت نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ اُسے یہودی موسیٰ نے بنی اسرائیل کو وصیت کی اور اُن سے کہا کہ تمہارے پاس جلد تمہارے بھائیوں میں سے ایک پیغمبر آئے گا۔ لہذا اُس کی تصدیق کرنا اور اُس کا حکم ماننا تو کیا فرزندِ انِ اسماعیل کے سوا بنی اسرائیل کے اور بھائی ہیں۔ راس الجالوت نے کہا میں موسیٰؑ کے اس کلام سے انکار نہیں کرتا لیکن چاہتا ہوں کہ توریت سے مجھ پر ظاہر فرما دیجئے فرمایا کیا تو انکار کرتا ہے کہ توریت میں ہے کہ کوہ طور سینا سے نور آیا اور ہم کو کوہ ساغیر سے روشنی بخشی اور کوہ فاران سے ظاہر ہوا لہذا جو نور کوہ طور پر تھا وہ وحی تھا جسے خدا نے حضرت موسیٰؑ پر بھیجا اور وحی تھا جسے حضرت عیسیٰؑ پر بھیجا۔ اور کوہ فاران مکہ کے پہاڑوں میں سے ہے اور اُس میں اور مکہ میں ایک روز کی راہ ہے اور وہ وہی وحی ہے جو محمدؐ پر نازل کی۔ یہ حدیث بہت طویل ہے اس مجزو کی مناسبت سے اس مقام پر ہم نے بقدر ضرورت ذکر کیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل موسیٰؑ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ حق تعالیٰ سے سوال کریں کہ جب وہ بارش طلب کریں تو بارش ہو اور جب نہ چاہیں نہ برسے۔ موسیٰؑ نے اُن کی جانب سے یہ سوال کیا خدا نے قبول فرمایا۔ اُن لوگوں نے کھیت جو تا اور جس چیز کا بیج چاہا بودیا پھر بارش طلب کی اور جس قدر انہوں نے چاہا پانی برسا اور جب نہ چاہا رک گیا۔ اسی طرح جب بارش چاہتے تھے ہوتی تھی جب روک دیتے تھے رک جاتی تھی یہاں تک کہ اُن کی زراعتیں بہت مضبوط اور بلند سیستانوں کے مانند ہوئیں جب اُن کو کاٹا کسی میں

اس حدیث میں راس الجالوت کا نام ہے بنی اسرائیل کے ایک سردار کا نام ہے جس نے موسیٰؑ سے کہا کہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا

وانہ نہ تھا۔ سب گھاس ہو گئی تھیں۔ وہ لوگ موسیٰ کے پاس فریاد کرتے ہوئے آئے اور کیفیت بیان کی۔ حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی فرمائی کہ میں نے بنی اسرائیل کے لئے مقدا نہ کیا بلکہ جیسی اُن کی مصلحت تھی عمل میں لایا۔ چونکہ وہ لوگ میری تقدیر پر رضا مند نہ تھے اس لئے اُن کو اُن کی تذبذب پر چھوڑ دیا تو ایسا ہوا جو تم نے دیکھا۔

بند ہائے صحیح حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق اور امام رضا علیہم السلام سے منقول ہے کہ اُس تو رات میں جس میں تغیر نہیں ہوا لکھا ہے کہ موسیٰ نے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ آیا تو مجھ سے نزدیک ہے کہ تجھ سے آہستہ سوال کروں یا دور ہے کہ تجھ کو زور سے پکاروں اور ندا کروں تو خدا نے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰ میں اُس شخص کا ہمنشین ہوں جو مجھ کو یاد کرے تو موسیٰ نے کہا خداوند تیرے سایہ میں کون ہو گا جس روز کہ تیرے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا۔ فرما کہ جو لوگ کہ مجھ کو یاد کرتے ہیں میں اُن کو یاد کرتا ہوں اور آپس میں ایک دوسرے سے جو لوگ میری خوشنودی کے لئے محبت کرتے ہیں میں اُن کو دوست رکھتا ہوں۔ پس جب میں چاہتا ہوں کہ اہل زمین پر عذاب نازل کروں تو وہی لوگ ہیں جن کی برکت سے عذاب نہیں نازل کرتا کہا خداوند! مجھ پر چند ایسے موقع آتے ہیں جن میں تجھ کو اس سے بزرگ تر سمجھتا ہوں کہ یاد کروں خدا نے کہا مجھ کا ہر حال میں یاد کرو کیونکہ میرا ذکر ہر حال میں بہتر ہے۔

بند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ اے موسیٰ کون امر تم کو میری مناجات سے مانع ہے کہا خدا یا تیری جلالت کہ تجھ کو اپنے گندہ دہن روزہ سے پکاروں تو حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰ روزہ داروں کے دہن کی بو میرے نزدیک بوئے مشک سے زیادہ خوش آئند ہے۔

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ شاید حضرت موسیٰ کی مراد یہ ہو کہ کیا دعا کے آداب تیری درگاہ میں یہ ہیں۔ کہ نزد واولوں کے طریقہ سے تجھ کو پکاروں یعنی آہستہ یا دور رہنے والوں کے طریقہ سے چلا کر آواز دو فرمایا کہ مجھ کو اپنا ہمنشین سمجھو اور آہستہ دعا کرو۔ ورنہ موسیٰ جانتے تھے کہ خدا علم اور عظمت ہر چیز سے نزدیک ہے اور ہر چیز کے ساتھ نزدیک تر ہے اور ممکن ہے کہ یہ سوال بھی روایت کے سوال کی طرح اپنی قوم سے کیا ہو۔ ۱۷

بند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن میں جس جگہ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا واقع ہوا ہے توریت میں اُس کے بجائے يَا أَيُّهَا
الْمَسَاكِينُ ہے یعنی اے گروہ مسکیناں و بیچارگان۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہوا ہے کہ اگر تم لوگ
خدا کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو لہذا حق تعالیٰ نے قرآن میں یہودیوں سے
خطاب کیا سورہ جمعہ میں ہے کہ اے یہودیوں کے گروہ اگر تم گمان کرتے ہو کہ خدا
کے دوست ہو اور دوسرے تمام لوگ نہیں ہیں تو اگر تم سچے ہو تو موت کی آرزو کرو۔
ابن عباس سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ
نے موسیٰ سے تین شبانہ روز میں ایک لاکھ چوبیس ہزار باتیں کیں جس مدت میں
موسیٰ نے کوئی چیز نہ کھائی نہ کچھ پیا۔ پھر جب بنی اسرائیل کے پاس واپس آئے
اور انسانوں کی آواز سنی تو اُن کے کلام سے آپ کو نفرت ہوئی اُس سبب سے
کہ آپ کے کانوں میں کلام خداوند عالم کی لذت باقی تھی۔

بند معتبر حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے موسیٰ بن عمران کو
وحی کی کہ اے موسیٰ میری وصیت کو حفظ کرو۔ تمہارے لئے چار چیزیں ہیں۔ اول یہ
کہ جب تک تم کو نہ معلوم ہو جائے کہ تمہارے گناہ بخش دیئے گئے دوسروں کے
عیوب نہ پکڑو۔ دوم یہ کہ جب تک تم کو نہ معلوم ہو جائے کہ میرا خزانہ ختم ہو گیا۔
اپنی روزی کے لئے غمگین نہ ہو۔ سوم یہ کہ جب تک تم یہ نہ سمجھ لو کہ میری بادشاہی
زائل ہو گئی۔ میرے سوا دوسروں سے امید نہ رکھو۔ چہارم یہ کہ جب تک تم کو یہ نہ
معلوم ہو جائے کہ شیطان مر گیا اُس کے مکر و فریب سے بے خوف نہ ہو۔

دو صحیح سندوں کے ساتھ حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ توریت
میں چار کلمے لکھے ہیں اور اُس کے پہلو میں چار کلمے دوسرے لکھے ہیں۔ پہلے چاروں
کلمے یہ ہیں کہ جو شخص صبح کو امور دنیا کے لئے اندوہناک اٹھتا ہے تو وہ اپنے پروردگار
پر غضبناک ہوتا ہے اور جو شخص صبح کرتا ہے اُس حال میں کہ کسی مصیبت کی جو اُس پر
نازل ہوئی ہے شکایت کرتا ہے تو یقیناً وہ اپنے پروردگار کی شکایت کرتا ہے اور
جو شخص کسی مال دار کے پاس اس لئے جاتا ہے تاکہ اُس کی دنیا سے کچھ حاصل کرے تو
دو تہائی دین اُس کا برباد ہوتا ہے اور جو شخص کہ خدا کی کتاب پڑھتا ہے اور ایسے افعال کرتا ہے
جس سے جہنم میں جائے تو اُس نے کتاب خدا کا مذاق کیا۔ اور دوسرے چاروں کلمے یہ

ہیں یعنی جو کچھ تو کر یگا اُس کا عوض پائے گا۔ اور جو شخص بادشاہ اور صاحب اختیار ہوا وہ چاہتا ہے کہ تمام مال اُسی کا ہو جائے اور جو شخص کہ کاموں میں لوگوں سے مشورہ نہیں کرتا پشیمان ہوتا ہے اور پریشانی اور احتیاج لوگوں سے بڑی ہے۔ دوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰ میں نے کوئی مخلوق نہیں پیدا کی جس کو اپنے بندہ مومن سے زیادہ دوست رکھوں اور اُس کو مبتلا نہیں کرتا مگر اُس کی مصلحت کے سبب سے اور اُس کو راحت نہیں بخشتا مگر اُس کی بہتری کے لئے اور میں اس سے زیادہ واقف ہوں جس میں میرے بندہ کی بہتری ہے لہذا چاہیے کہ وہ میری بلاؤں پر صبر کرے اور میری نعمتوں پر شکر کرے اور میرے قضا پر راضی رہے تاکہ میں اپنے پاس اُس کو صدیقیوں میں لکھوں جبکہ وہ میری خوشنودی کے لئے عمل کرے اور میری اطاعت کرے۔

بند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ منجملہ اُن کلمات کے جو حق تعالیٰ نے موسیٰ سے کوہ طور پر بیان کئے یہ تھے کہ اے موسیٰ اپنی قوم سے کہہ دو کہ مجھ سے تقرب حاصل کرنے والے نہیں تقرب حاصل کرتے مگر میرے خوف سے رونے کے ساتھ اور عبادت کرنے والے میری عبادت نہیں کرتے مگر اُن چیزوں سے پرہیز کے ساتھ جو میں نے حرام کی ہیں۔ اور زینت حاصل کرنے والے زینت نہیں کرتے مگر دُنیا میں چند چیزوں کے ترک کرنے سے جس کی اُن کو ضرورت نہیں ہے تو موسیٰ نے کہا کہ اے سب سے زیادہ کرم کرنے والے اُن لوگوں کو ان کاموں کے عوض میں تو کیا ثواب عطا کرے گا فرمایا کہ اے موسیٰ جو لوگ کہ مجھ سے میرے خوف کی وجہ سے گریہ و زاری کے ساتھ تقرب چاہتے ہیں بہشت کے بلند ترین مقام میں ہوں گے اور اُس مرتبہ میں کوئی اُن کا شریک نہ ہوگا اور جو لوگ میری عبادت میری حرام کی ہوئی چیزوں سے بچتے ہوئے کرتے ہیں تو میں قیامت میں لوگوں کے حالات کی تحقیق کروں گا لیکن اُن کے حالات کی تفتیش سے شرم کرتا ہوں اور جو لوگ کہ ترک دنیا کر کے میرا تقرب چاہتے ہیں تو اُن کے لئے تمام بہشت کو مباح کر دوں گا تاکہ اُس میں جس جگہ چاہیں ساکن ہوں۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک روز موسیٰ بیٹھے تھے ناگاہ شیطان مختلف رنگوں کی ٹوپی پہنے ہوئے اُن حضرت کے پاس آیا اور کلاہ اتار کر آنحضرت کے قریب آگیا موسیٰ نے پوچھا تو کون ہے کہا ابلیس موسیٰ نے کہا خدا تیرا گھر کسی کے گھر کے

پاس نہ بنائے تو یہ ٹوپی کس لئے سر پر رکھے ہوئے ہے اُس نے کہا فرزند ان آدم کے
 دموں کو ان رنگ آمیزیوں سے راغب کرتا ہوں موسیٰ نے کہا مجھ کو اُس گناہ سے
 آگاہ کر کہ جب فرزند آدم اُس کو کرتا ہے تو تو اُس پر مسلط ہوتا ہے اُس نے
 کہا اُس وقت جبکہ اپنی ذات پر اپنے عمل کو زیادہ خیال کر کے تعجب کرتا ہے اور
 اپنے گناہ کو کم سمجھتا ہے پھر کہا کہ اے موسیٰ ہرگز اُس عورت کے ساتھ تنہا نہ
 رہو جو تم پر حرام ہو کیونکہ جو شخص ایسی عورت کے ساتھ خلوت کرتا ہے میں
 اُس کے گمراہ کرنے پر متوجہ ہوتا ہوں اور اُس کو اپنے اصحاب کے سپرد نہیں
 کرتا اور کوشش کرتا ہوں یہاں تک کہ اُس کو گناہ میں مبتلا کر دیتا ہوں اور
 ہرگز خدا سے کوئی عہد نہ کرے کیونکہ جو شخص خدا سے عہد کرتا ہے میں خود اُس کی جانب
 متوجہ ہوتا ہوں اور اپنے اصحاب پر اُس کو نہیں چھوڑتا اور کوشش کرتا ہوں کہ
 اُس کو اُس کے عہد پر وفا کرنے نہ دوں۔ اور جب (اے موسیٰ) صدقہ دینے کا
 ارادہ کرو جلد اُس کو عمل میں لاؤ کیونکہ جو صدقہ کا ارادہ کرتا ہے میں پھر اُس کی طرف
 متوجہ ہوتا ہوں اور اُس کو اپنے مددگاروں پر نہیں چھوڑتا اور حتی الامکان کوشش
 کرتا ہوں کہ اُس کو پشیمان کروں۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰ کے عہد میں ایک ظالم
 بادشاہ تھا اسی زمانہ میں ایک مرد صالح بھی تھا وہ ایک مومن کی حاجت برآری کی سفارش کے
 لئے بادشاہ کے پاس گیا۔ بادشاہ نے اُس کی سفارش قبول کی اور اُس مومن کی حاجت پوری
 کر دی اس بادشاہ اور مرد صالح دونوں کا ایک ہی روز انتقال ہوا لوگوں نے بادشاہ کے
 انتقال پر تو تین روز تک بازاروں کو بند رکھا اور اُس کے دفن و تعزیت میں مشغول رہے
 لیکن وہ بندہ صالح اپنے مکان میں مردہ پڑا تھا کوئی اُس کی جانب متوجہ نہ ہوا یہاں تک کہ
 زمین کے جانوروں نے اُس کو کھانا شروع کیا۔ تین روز کے بعد موسیٰ نے اُس کو دیکھا
 اور مناجات کی کہ خداوند اوہ تیرا دشمن تھا اور لوگوں نے اُس کو اس اکرام و عزت
 کے ساتھ دفن کیا۔ یہ تیرا دوست ہے اور اس حال سے پڑا ہے حق تعالیٰ نے
 اُن پر وحی فرمائی کہ اس بادشاہ جبار سے میرے اس دوست نے ایک مومن کی
 ایک حاجت طلب کی اور اُس نے اس کو رفع کر دیا لہذا بادشاہ کو اس کے عوض
 میں اس طرح عزت دی اور زمین کے جانوروں پر اس لئے مسلط کیا کہ اُس
 نے اُس بادشاہ جبار سے سوال کیا۔

بند معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے مناجات کی کہ خداوند اقدس سے مخصوص بندے کون ہیں جن کو قیامت کے روز عرش کے سایہ میں تو جگہ دیگا جبکہ عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ تو حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ وہ وہ لوگ ہیں جن کے دل پاک ہیں صفات ذمیر اور گناہوں کی خواہش سے اور جن کے ہاتھ مال دنیا سے خالی ہیں اور وہ جب مجھ کو یاد کرتے ہیں میری بزرگی اور جلالت اُن کی نظروں میں جلوہ گر ہوتی ہے اور وہ لوگ ہیں جو میری طاعت پر اکتفا کرتے ہیں جس طرح دودھ پینے والا بچہ دودھ پر اکتفا کرتا ہے اور وہ وہ لوگ ہیں جو میری مسجدوں میں پناہ لیتے ہیں جس طرح کرگس اپنے گھونسلوں میں پناہ لیتے ہیں اس سبب سے کہ جب وہ لوگ دیکھتے ہیں کہ لوگ میری معصیت کے مرتکب ہوتے ہیں تو وہ لوگ اُس پچیتے کی طرح غضبناک ہوتے ہیں جو غصہ میں پھنسا ہوتا ہے۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ اے موسیٰؑ میرا شکر کرو جیسا کہ شکر کا حق ہے موسیٰؑ نے کہا خداوند اکیونکر تیرا شکر کروں جیسا کہ حق ہے حالانکہ جو شکر میں کروں گا وہ ہر ایک شکر تیری ہی نعمت ہے کہ تو نے مجھ کو اُس کی توفیق عطا فرمائی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ جب تم نے یہ سمجھ لیا کہ میرے شکر سے عاجز ہو اور شکر بھی میری نعمت ہے تو تم نے شکر کیا جو حق تھا۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ مجھ کو دوست رکھو اور میری مخلوق میں مجھ کو دوست قرار دو عرض کی خداوند اے تو جاننا ہے میرے نزدیک کوئی مخلوق میں تجھ سے زیادہ محبوب نہیں ہے لیکن بندوں کے دل پر میرا کیا اختیار ہے حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ میری نعمتیں اُن کو یاد دلاؤ تاکہ مجھ کو دوست رکھیں۔

اُن ہی حضرت سے صحیح حدیث میں منقول ہے کہ موسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ اول زوال آفتاب جو نماز ظہر کا اول وقت ہے اُن کو پہنچا دے۔ حق تعالیٰ نے ایک فرشتے کو موکل کیا کہ جب زوال کا وقت ہو اُن حضرت کو آگاہ کرے تو ایک روز اُس فرشتہ نے کہا کہ زوال ہو گیا موسیٰؑ نے کہا کون وقت کہا جس وقت کہ میں نے تم سے کہا تھا مگر جب تک کہ تم نے اس حال کو دریافت کیا آفتاب نے پانچ سو سال کی راہ طے کر لی۔ بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ موسیٰؑ

کو خدا کی وحی پہنچی کہ تمہارے دوستوں میں سے ایک شخص تمہاری چٹان خوری کر رہا ہے اور تمہاری بات تمہارے دشمنوں سے کہتا ہے اُس سے پرہیز کرو کہ خداوند اُن میں اس کو نہیں پہچانتا کیونکہ اُس سے پرہیز کروں تو اس کو مجھے پہچنوادے فرمایا کہ میں نے اُس کی سخن چینی کا عیب بیان کیا اور مجھ کو تکلیف دیتے ہو کہ میں بھی چٹان خوری کروں موسیٰ نے کہا خداوند اُن میں کیا کروں فرمایا کہ اپنے اصحاب میں سے دس دس آدمی کو جُدا کرو اور اُن کے درمیان قرعہ ڈالو اور قرعہ اُن دس آدمیوں کے نام نکلے گا جن میں وہ ہوگا پھر اُن دس آدمیوں کے نام قرعہ ڈالو تاکہ وہ ظاہر ہو جائے۔ اور جب اُس شخص نے دیکھا کہ موسیٰ قرعہ ڈالتے ہیں اور وہ رسوا ہوا چاہتا ہے اُٹھا اور بولا یا رسول اللہ میں ہی تھا جس نے یہ کام کیا اور اب نہ کروں گا۔

دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت موسیٰ نے ایک شخص کو عرش الہی کے نیچے دیکھا اور کہا خداوند اُوہ کون ہے جس کو تو نے اپنا مقرب قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے عرش کے نیچے جگہ عطا فرمائی ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ مال باپ کا عاق کیا ہوا نہیں تھا اور لوگوں پر ان چیزوں میں حسد نہیں کرتا تھا جو میں نے اپنے فضل سے ان کو عطا کی تھیں۔

بند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام کیا کہ دنیا کی جانب ظالموں کی طرح رغبت نہ کرنا اور نہ اُس کی طرح جس نے دنیا کو اپنا باپ اور ماں قرار دے لیا ہے اگر میں تم کو چھوڑ دوں تو یقیناً تم دنیا اور اس کی زینتوں پر فریفتہ ہو جاؤ گے۔ اے موسیٰ دنیا کی اُن چیزوں کو ترک کرو جن کی تم کو ضرورت نہیں اور اُن لوگوں پر نگاہ نہ کرو جو دنیا پر فریفتہ ہیں میں نے اُن کو چھوڑ دیا ہے اور سمجھ لو کہ جس قدر فتنے ہیں اُن کا بیج دنیا کی محبت ہے اور اُس شخص کے حال کی تمنا نہ کرنا جس سے لوگ راضی ہیں جب تک کہ تم کو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ میں بھی راضی ہوں اور اُس شخص کے حال کی آرزو نہ کرنا جس کی لوگ فرمانبرداری اور ناحق پیروی کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے پیروؤں کی ہلاکت کا سبب ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ موسیٰ نے مناجات کی کہ خداوند تو کس بندے کو سب سے زیادہ دشمن رکھتا ہے فرمایا کہ اُس کو جو رات کو مردہ کی طرح بستر پر پڑتا ہے اور دن کو خرافات میں بسر کرتا ہے۔ پوچھا کہ خداوند اُس کا ثواب کیا ہے جو کسی بیمار کی عیادت کرے فرمایا کہ ایک فرشتہ

کو اُس پر موکل کرتا ہوں کہ اُس کی قبر میں رفاقت کرے یہاں تک کہ وہ محشور ہو پوچھا کہ پروردگار کیا ثواب ہے اُس شخص کے لئے جو کسی میت کو غسل دے فرمایا کہ اُس کو گناہوں سے میں پاک کر دیتا ہوں اس طرح جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا پوچھا کہ خداوند اُس کا کیا ثواب ہے جو کسی مومن کے جنازہ کی مشایعت کرے فرمایا کہ چند فرشتوں کو موکل کرتا ہوں جن کے ساتھ علم ہوتے ہیں تاکہ محشر میں اُس کی مشایعت کریں پوچھا کہ اُس شخص کا کیا ثواب ہے جو فرزند مردہ کی تعزیت کرے فرمایا کہ اُس کو عرش کے سایہ میں جگہ دوں گا۔ جس روز کہ کوئی سایہ عرش کے سایہ کے سوانہ ہو گا۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ کا گذر ایک شخص کے پاس سے ہوا جو آسمان کی جانب ہاتھ بلند کئے ہوئے تھا اور دعا کرتا تھا۔ موسیٰ اپنے کام سے چلے گئے اور سات روز کے بعد اُسی طرف سے واپس ہوئے دیکھا کہ پھر اُس کا ہاتھ دعا کے لئے بلند ہے اور وہ روتا ہے اور اپنی حاجت طلب کرتا ہے حق تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰ اگر یہ شخص اس قدر دعا کرے کہ اس کی زبان گر پڑے تاہم اُس کی دعا قبول نہ کروں گا جب تک کہ میرے سامنے اُسی طریقہ سے نہ حاضر ہو گا جیسا کہ میں نے حکم دیا ہے یعنی تمہاری محبت رکھتا ہو اور تمہاری پیروی کرے اور وہ شخص چاہتا تھا کہ موسیٰ کی پیروی کے علاوہ دوسرے طریقہ سے خدا کی پرستش کرے۔

حدیث حسن میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے تو اپنے ساتھ اپنے اصحاب میں سے ایک نیک شخص کو بھی لے گئے اُس کو دامن کوہ میں بٹھا دیا اور خود پہاڑ پر پہنچے اور اپنے پروردگار سے مناجات میں مشغول ہوئے واپس ہوئے تو دیکھا اُس شخص کو درندہ نے پھاڑ ڈالا ہے اور اُس کا چہرہ کھا گیا حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اُس شخص کا میرے نزدیک ایک گناہ تھا اور میں نے چاہا کہ جب وہ میرے پاس آئے کوئی گناہ اُس پر نہ رہے لہذا اُس کو اس طرح دنیا سے اٹھایا۔

بند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی کی کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میرا کوئی بندہ مجھ سے تقرب چاہتا ہے ایک نیک شخص کے ساتھ اور اُس کے لئے حکم دیتا ہوں کہ بہشت میں جو مقام وہ پسند کرے اُس کو دیا جائے۔ موسیٰ نے پوچھا کہ وہ حسنہ کیا ہے فرمایا کہ برادر مومن کی حاجت کے لئے

سفر کرنا ہے۔

بند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ نے اپنے خدا سے مناجات کی کہ خداوند مخلوق میں سے کس کو تو سب سے زیادہ دشمن رکھتا ہے۔ فرمایا کہ اُس کو جو مجھ کو متہم کرتا ہے کہا پروردگار کیا تیری مخلوق میں کوئی ایسا بھی ہے جو تجھ پر اتہام لگاتا ہے فرمایا کہ ہاں وہ شخص جو مجھ سے طلب کرتا ہے اور میں جس امر میں اُس کے لئے بہتری ہوتی ہے مقرر کرتا ہوں تو وہ اُس سے راضی نہیں ہوتا اور مجھ کو متہم کرتا ہے۔

حدیث صحیح میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدم اپنے کو دنیا کے کاموں سے میری عبادت کے لئے فارغ کر تا کہ تیرے دل کو اپنے خوف سے بھر دوں ورنہ تیرے دل کو دنیا کی مشغولیت سے بھر دوں گا اور تجھ کو طلب دنیا کے لئے چھوڑ دوں گا۔ پھر ہرگز تیری حاجت ختم نہ ہوگی۔

بند معتبر حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ موسیٰ بن عمران سے تیس روز تک وحی بند کر دی گئی تو وہ شام میں ایک پہاڑ پر گئے جس کو اربجا کہتے تھے اور کہا پروردگار اکیوں مجھ سے اپنی وحی اور کلام تو نے روک دیا کیا کسی گناہ کے سبب سے جو مجھ سے سرزد ہوا۔ تو اب میں تیرے سامنے کھڑا ہوں اس قدر مجھ کو سزا دے جس میں تو خوشنود ہو جائے اور اگر بنی اسرائیل کے گناہوں کے سبب سے تو نے روک دیا ہے تو تیری قدیم معافی کا اُن کے لئے طالب ہوں۔ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے موسیٰ تم جانتے ہو کہ تم اپنی تمام مخلوق میں کیوں اپنے کلام اور وحی سے مخصوص کیا ہے۔ عرض کی پالنے والے میں نہیں جانتا فرمایا کہ اے موسیٰ میرا علم تم خلق کو گھیرے ہوئے ہے اُن میں میں نے کسی کو نہیں پایا کہ میرے نزدیک اُس کی عاجزی اور فرد تنی تم سے زیادہ ہو لہذا تم کو اپنے کلام و وحی سے مخصوص کیا پھر موسیٰ جب نماز پڑھتے تھے تو اُس وقت تک جائے نماز سے نہیں اٹھتے تھے۔ جب تک کہ اپنے چہرہ کو دلہنے اور بائیں زمین پر نہیں رگڑ لیتے تھے۔

حضرت رسول سے منقول ہے کہ الواح میں لکھا تھا کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر ادا کرو تا کہ تم کو بلاؤں اور فتنوں سے جو تمہاری ہلاکت کا سبب ہیں محفوظ رکھوں اور تمہاری عمر کو دراز کروں اور بہتر زندگی کے ساتھ تم کو زندہ رکھوں اور دنیا کی زندگی کے بعد تم کو اس زندگی سے بہتر زندگی بخشوں۔

بند ہائے معتبر منقول ہے کہ اسم اعظم تہتر حروف ہیں جن میں سے خدا نے چار حروف موسیٰ پر نازل فرمائے۔

حدیث موثق میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدم مجھ کو یاد کر جس وقت کہ کسی پر تجھ کو غصہ آئے تاکہ میں اپنے غصہ کے وقت تجھ کو یاد رکھوں۔ پھر میں تجھ کو اُن لوگوں کے درمیان ہلاک نہ کروں گا جن کو کہ ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔ اور جب کوئی تجھ پر کوئی ظلم کرے تو میرے خیال سے مجھ پر انتقام کو چھوڑ دے۔ کیونکہ میرا انتقام لینا تیرے لئے بہتر ہے اس سے کہ تو خود انتقام لے۔

دوسری حدیث صحیح میں انہی حضرت نے فرمایا کہ رسول خدا نے فرمایا۔ کہ حق تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران پر وحی کی کہ اے پسر عمران لوگوں پر حسد نہ کر اُس میں جو اُن کو میں نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے۔ اور اُن کی جانب خواہش کی آٹھ نہ اٹھا اس لئے کہ میری نعمتوں پر جو میں نے اُن لوگوں کو عطا کی ہیں حسد کرنے والا راضی نہیں ہوتا بلکہ میری صحیح تقسیم کو جو میں نے اپنے بندوں پر کی ہے روکنے والا ہوتا ہے اور جو شخص ایسا ہوتا ہے میں اُس کا نہیں ہوں اور نہ وہ میرا ہے۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ سے شکایت کی کہ ہم میں بہت مبروص ہو گئے ہیں تو خداوند عالم نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ اُن کو حکم دیں کہ گائے کا گوشت چقند رکے ساتھ کھائیں۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ اُس کا شکریہ ادا کر و جو تم کو کوئی نعمت ملے اور اُس پر انعام کر و جو تمہارا شکر کرے اس لئے کہ نعمتوں کو زوال نہیں ہوتا جب ان پر شکر کیا جاتا ہے۔ اور وہ باقی نہیں رہتیں جب ناشکری کی جاتی ہے اور شکر نعمت کی زیادتی کا سبب اور بلاؤں سے حفاظت کا باعث ہے اور حدیث موثق میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ جو شخص کسی زمین کو پانی کے ساتھ فروخت کرے اور اُس کے عوض میں زمین و آب نہ خریدے تو اُس کی قیمت باطل ہو جاتی ہے اور اُس سے فائدہ نہیں ہوتا۔

دوسری روایت میں وارد ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شہر میں حضرت موسیٰؑ کا گذر ہوا دیکھا کہ وہاں کے امرا ٹاٹ کا لباس پہنے ہوئے ہیں اور خاک سر پر ڈالے

بنی اسرائیل

کھڑے ہیں اور آنسو ان کی آنکھوں سے ان کے چہروں پر جاری ہیں۔ حضرت کو ان پر رحم آگیا اور حضرت خود بھی روئے اور دعا کی کہ خداوند ایہ لوگ بیوقوف کی اولاد سے ہیں جو تیری درگاہ میں پناہ لائے ہیں۔ اُس کیوتر کی طرح جو اپنے آشیانہ کی طرف پناہ حاصل کرتا ہے اور بھیڑیوں کی طرح فریاد کرتے ہیں اور کتوں کی طرح چلاتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی کی کہ وہ لوگ کیوں ایسا کرتے ہیں۔ شاید ان کی دانست میں میری رحمت کا خزانہ ختم ہو گیا ہے یا میری توانگری کم ہو گئی ہے یا میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں ہوں۔ ان کو آگاہ کرو کہ میں اُس سے واقف ہوں جو ان کے دلوں میں ہے۔ مجھ کو پکارتے ہیں اور ان کا دل میری طرف نہیں بلکہ دُنیا کی طرف مائل ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک روز حضرت موسیٰ اپنے اصحاب کو وعظ و نصیحت کرتے تھے ناگاہ ایک شخص اُٹھا اور اُس نے اپنے لباس کو پھاڑ ڈالا۔ حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی کی کہ اُس سے کہو کہ اپنا دل پھاڑے اور میں جو پسند نہیں کرتا اُس کو اپنے دل سے نکال دے۔ جاہد چاک کرنے سے کیا فائدہ۔ پھر فرمایا کہ ایک روز موسیٰ اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کے پاس سے گزرے اُس کو سجدہ میں دیکھا جب اپنی ضرورت سے فارغ ہو کر واپس آئے دیکھا کہ وہ اب تک سجدہ میں ہے۔ موسیٰ نے فرمایا کہ اگر تیری حاجت میرے اختیار میں ہوتی تو میں بر لاتا۔ حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰ اگر اس قدر سجدہ کرے کہ اُس کی تمام گردن ٹوٹ جائے تب بھی اُس کی دعا قبول نہ کروں گا۔ جب تک کہ اس سے باز نہ آئے جو میں نہیں پسند کرتا اور اُس کی طرف رجوع نہ ہو جو میں پسند کرتا ہوں۔

فصل گیارھویں | موسیٰ و ہارون کی وفات کا حال۔ اور یوش بن نون اور

بلعم بن باعور کا قصہ

بند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ نے مناجات کی کہ جو کچھ تو نے مقرر اور مقدر فرمایا ہے میں اُس پر راضی ہوں۔ کیا تو بزرگ کو مار ڈالتا ہے اور نادان بچہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ آیا تو راضی نہیں ہے کہ میں اُن کا روزی دینے والا اور اُن کی

لے مولف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس سے مراد اس کے اعتقادات بد ہوں جو حق تعالیٰ جانتا تھا۔ واللہ اعلم۔

کفالت کرنے والا ہوں عرض کی خداوند! میں راضی ہوں بیشک تو سب سے بہتر وکیل اور سب سے بہتر کفیل ہے۔

بسنہد حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز موسیٰ ہارون علیہ السلام کو ہمراہ لے کر کوہ طور پر روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں ایک مکان دیکھا جس کے دروازے پر ایک درخت تھا اس سے پہلے نہ کبھی اُس مکان کو دیکھا تھا نہ اُس درخت کو۔ اُس درخت کے اوپر دو کپڑے رکھے ہوئے تھے اور مکان کے اندر ایک تخت تھا۔ موسیٰ نے ہارونؑ سے کہا کہ اپنے کپڑے اتار دو اور ان دونوں کپڑوں کو پہن لو اور مکان کے اندر جاؤ اور تخت پر لیٹو ہارونؑ نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ تخت پر لیٹے حق تعالیٰ نے اُن کی رُوح قبض کر لی اور تخت اور مکان اک ساتھ آسمان کی جانب چلے گئے۔ موسیٰ بنی اسرائیل کے پاس واپس آئے اور اُن کو اطلاع دی کہ حق تعالیٰ نے ہارونؑ کی رُوح قبض کر لی اور اُن کو آسمان پر اٹھالیا۔ بنی اسرائیل نے کہا جھوٹ کہتے ہو تم نے اُن کو مار ڈالا اس لئے کہ ہم لوگ اُن کو دوست رکھتے تھے اور وہ ہم پر مہربان تھے۔ موسیٰ نے حق تعالیٰ سے اپنی نسبت بنی اسرائیل کے افترا کی شکایت کی تو حق تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے ہارونؑ کو ایک تخت پر آسمان سے نیچے اتارا اور زمین و آسمان کے درمیان قائم رکھا یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے اُن کو دیکھا اور سمجھا کہ وہ مر گئے اور موسیٰ نے اُن کو قتل نہیں کیا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ ہارونؑ تخت پر سے گویا ہوئے اور کہا کہ میں اپنی موت سے مرا ہوں۔ موسیٰ نے نہیں مارا ہے۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ گریبان ہاپ اور بھائی کے مرنے پر پھاڑ سکتے ہیں جیسا کہ موسیٰ نے ہارونؑ کے مرنے پر اپنا گریبان چاک کیا۔

بسنہد معتبرہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ خداوند! میرا بھائی مر گیا تو اُس کو بخش دے حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ اے موسیٰؑ اگر گذرے ہوؤں اور آئندہ کے لوگوں کی بخشش کی خواہش کرو تو سب کو بخش دوں سوائے حسین بن علیؑ کے قاتلوں کے کہ یقیناً اُن کے قتل کرنے والوں سے انتقام لوں گا۔

چند معتبر اور حسن حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ

حضرت ہارونؑ کی وفات

قائمان امام حسینؑ پر خدا کا غضب

کی عمر کی مدت تمام ہوئی ملک الموت اُن کے پاس آئے اور کہا اے کلیم خدا السلام علیک موسیٰ نے کہا وعلیک السلام تم کون ہو کہا میں ملک الموت ہوں۔ پوچھا کس لئے آئے ہو کہا اس لئے کہ آپ کی روح قبض کروں۔ موسیٰ نے کہا کہاں سے قبض کرو گے کہا آپ کے دہن سے کہا کیونکہ میرے دہن سے قبض کرو گے حالانکہ اسی دہن سے میں نے اپنے پروردگار سے گفتگو کی ہے کہا اچھا آپ کے ہاتھوں سے قبض کروں گا کہا کیونکہ میرے ہاتھوں سے قبض کرو گے حالانکہ ان ہی ہاتھوں سے میں نے توریت کو اٹھایا ہے کہا آپ کے پیروں سے موسیٰ نے کہا ان ہی پیروں سے میں کوہ طور پر گیا ہوں اور اپنے خدا سے مناجات کی ہے کہا پھر آپ کی آنکھوں سے قبض کروں گا کہا ان ہی آنکھوں سے ہمیشہ میں نے اُمید کے ساتھ اپنے پروردگار کی رحمت کی جانب نگاہ کی۔ کہا تو آپ کے کانوں سے۔ فرمایا کہ ان ہی کانوں سے میں نے اپنے پروردگار کا کلام سنا ہے اس وقت خدا نے ملک الموت کو وحی کی کہ اُن کی روح قبض نہ کریں جب تک وہ خود نہ خواہش کریں۔ ملک الموت واپس گئے اور موسیٰ اُس کے بعد ایک مدت تک زندہ رہے پھر ایک روز یوشع کو طلب کیا اور اُن سے وصیت کی اور اُن کو اپنا وصی قرار دیا اور اُن کو حکم دیا کہ وصیت کو یا موسیٰ کے (دنیا سے) جانے کو پوشیدہ رکھیں اور یہ بھی حکم دیا کہ یوشع اپنے عمر کی مدت ختم ہونے کے وقت کسی دوسرے سے جس کو خدا فرمائے وصیت کریں۔ یہ فرما کر موسیٰ اپنی قوم سے غائب ہو گئے اپنے غیبت کے ایام میں ایک روز ایک مرد کے پاس پہنچے جو ایک قبر کھود رہا تھا۔ موسیٰ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اس قبر کے کھودنے میں تمہاری امداد کروں اُس نے کہا بہتر ہے۔ تو وہ خود بھی قبر کھودنے میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ دونوں نے قبر کو کھودا اور لحد کو درست کیا۔ پھر اُس مرد نے ارادہ کیا کہ جا کر لحد میں لیٹے تاکہ معلوم ہو کہ قبر درست ہو گئی یا نہیں موسیٰ نے کہا ٹھہرو میں جاتا ہوں تاکہ ملاحظہ کروں یہ کہہ کر موسیٰ قبر کے اندر گئے اور لیٹے خدا نے پردہ اُن کی آنکھ کے سامنے سے ہٹا دیا تو آپ نے بہشت میں اپنی جگہ دیکھی اُس وقت کہا خداوند مجھ کو اپنی طرف بلا لے تو ملک الموت نے اُسی جگہ آپ کی روح مطہر کو قبض کر لیا۔ اُسی قبر میں اس مرد نے اُن کو دفن کر دیا اور خاک ڈال کر قبر بند کر دی۔ وہ مرد جو قبر کھود رہا تھا آدمی کی شکل میں ایک فرشتہ تھا۔ اور آپ کی وفات مدت تیرہ میں واقع ہوئی اُس

باب تیرھواں حضرت موسیٰ کے حالات

حضرت موسیٰ کی وفات

وقت مُنادی نے آسمان سے ندا کی کہ موسیٰ کلیم اللہ نے رحلت کی اور کون زندہ ہے جو نہ مرے گا (امام نے) فرمایا کہ اسی سبب سے موسیٰ کی قبر معروف نہیں ہے اور بنی اسرائیل اُن حضرت کی قبر کا مقام نہیں جانتے۔ اور رسول خدا سے لوگوں نے پوچھا کہ موسیٰ کی قبر کہاں ہے فرمایا کہ بڑی راہ کے نزدیک سرخ ٹیلے کے پاس غرض یوشع موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کے مقتدا اور پیشوا ہوئے۔ وہ اُن امور میں مشغول رہتے تھے اور سختیوں اور تکلیفوں پر صبر کرتے تھے جو اُن کو اُن کے زمانہ کے بادشاہوں سے پہنچتی تھیں۔ یہاں تک کہ تین بادشاہ اُن میں سے ہلاک ہوئے۔ اُس کے بعد یوشع کا معاملہ قوی ہوا اور وہ امر و نہی میں مستقل ہوئے۔ پھر موسیٰ کی قوم کے دو منافقوں نے صفراء و خثر شعیب کو جو موسیٰ کی بیوی تھی فریب دے کر اپنے ساتھ لیا اور ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ یوشع پر خروج کیا۔ یوشع اُن پر غالب ہوئے اُن کی بہت سی جماعتیں قتل ہوئیں اور جو لوگ باقی بچ گئے تھے وہ بحکم خدا بھاگ گئے اور صفراء و خثر شعیب اسیر ہوئی۔ یوشع نے اس سے فرمایا کہ میں دین میں تجھ سے درگزر کرتا کہ جب قیامت میں پیغمبر خدا موسیٰ سے ملاقات کروں تو تیری اور تیری قوم کی اُن سے شکایت کروں۔ اُس وقت جو کچھ تجھ سے میں نے تکلیف پائی ہے۔ صفراء نے کہا خدا کی قسم اگر بہشت کو میرے لئے مباح کر دیا جائے تاکہ میں اُس میں داخل ہوں تو یقیناً میں شرم کروں گی کہ اُس جگہ پیغمبر خدا جناب موسیٰ کو دیکھوں حالانکہ اُن کا پردہ میں نے چاک کیا اور اُس کے بعد اُن کے وصی پر میں نے خروج کیا۔ ۱۷

موسیٰ یوشع سے اردو ہوئی کی جنگ۔

۱۷ مولف فرماتے ہیں کہ اگر غور کرو تو معلوم ہوگا اس امت کا حال امت موسیٰ سے کس قدر شبہ ہے جیسا کہ پیغمبر نے باتفاق عامہ و خاصہ خبر دی ہے کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا اس امت میں بھی واقع ہوگا گو شائے فعل کی طرح اور بدائے تیر کی طرح جو باہم موافق ہیں۔ جس طرح یوشع تین کا فریاد شاہوں سے بظاہر مغلوب ہوئے ابراہیم و یونس بھی بظاہر مغلوب رہے۔ اُس کے بعد جبکہ وہ لوگ عالم آخرت کی جانب روانہ ہوئے۔ حضرت خلافت پر مستقل ہوئے پھر اس امت کے دو شخص طلحہ و زبیر نے حمیرہ زن پیغمبر کے ساتھ اُن حضرت پر خروج کیا جس طرح اُس امت کے دو منافقوں نے صفراء و خثر موسیٰ کے ساتھ وصی موسیٰ پر خروج کیا اور جس طرح اُن لوگوں نے ہزیمت پائی اور صفراء اسیر ہوئی اور یوشع نے دنیا میں اُس سے انتقام نہیں لیا، اسی طرح امیر المومنین جب ان پر غالب ہوئے حمیرہ کو اسیر کیا تو اُس کا احترام کیا اور اُس کے انتقام کو روز جزا پر اٹھا رکھا۔ ۱۸

امت موسیٰ سے اس امت کی مشابہت۔

عامہ نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے۔ اُس نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کو کون غسل دے گا۔ فرمایا کہ ہر پیغمبر کو اُس کا وصی غسل دیتا ہے میں نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کا وصی کون ہے فرمایا کہ علی بن ابی طالب پوچھا کہ یا رسول اللہؐ آپ کے بعد کے سال تک وہ زندہ رہیں گے فرمایا تیس سال تک اس لئے کہ یوشع بن نون وصی موسیٰ اُن کے بعد تیس سال تک زندہ رہے اور صفراء دختر شعیب نے جو موسیٰ کی بیوی تھی اُن پر خروج کیا اور کہا میں تم سے بنی اسرائیل کی بادشاہی کی زیادہ مستحق ہوں۔ یوشع نے اُس سے جنگ کی اور اُس کے لشکر کو قتل کیا اور اُس کو قید کیا اور اسیر کرنے کے بعد اُس کے ساتھ نیکی کی اور فلاں کی بیٹی میری امت کے کئی ہزار شخصوں کے ساتھ علی پر خروج کرے گی۔ علی اُس کے لشکر کو قتل کریں گے اور اُس کو اسیر کریں گے اور اسیر کرنے کے بعد اُس کے ساتھ نیکی کریں گے اُس کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے جس میں خدا نے پیغمبر کی زبان میں خطاب فرمایا۔ وَقَدْ فِيْ بَيُوْتِكُمْ وَلَا تَكْرَهْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُولٰٓئِی - یعنی (اے نبی کی بیوی) اپنے مکانوں میں بیٹھی رہو اور اپنے قدیم جاہلیت کی طرح باہر نہ نکلو فرمایا کہ قدیم جاہلیت سے مراد صفراء بنت شعیب کا میدان میں نکلنا ہے۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ زوجہ موسیٰ نے یوشع بن نون پر زرافہ پر سوار ہو کر خروج کیا وہ جانور شتر گاؤ اور چیتے سے مشابہ ہوتا ہے اُس کو شتر گاؤ پلنگ کہتے ہیں۔ پہلے روز زن موسیٰ غالب تھی دوسرے روز یوشع اس پر غالب ہوئے۔ بعض لوگوں نے یوشع سے کہا کہ اُس کو سزا دیں یوشع نے فرمایا چونکہ موسیٰ اس کے پہلو میں سوئے تھے اس لئے میں نے موسیٰ کی حرمت کی اُس کے حق میں رعایت کی ہے اور اُس کے انتقام کو خدا پر چھوڑنا ہوں۔

حدیث حسن میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ملک الموت موسیٰ کے پاس آئے اور اُن پر سلام کیا موسیٰ نے کہا کس لئے آئے ہو کہا آپ کی رُوح قبض کرنے آیا ہوں لیکن مجھے حکم ہے کہ جب آپ کا ارادہ ہو اُس وقت میں آپ کی رُوح قبض کروں۔ پھر ملک الموت چلے گئے۔ ایک مدت کے بعد موسیٰ نے یوشع کو طلب کیا اور اُن کو اپنا وصی بنایا اور اپنی قوم سے غائب ہو گئے۔ غیبت کے زمانہ میں ایک روز چند فرشتوں کے پاس پہنچے۔ جو ایک قبر کھود رہے تھے پوچھا

کہ کس کے لئے اس قبر کو کھودتے ہو ان فرشتوں نے کہا خدا کی قسم ایک ایسے بندہ کے لئے کھودتے ہیں جو خدا کے نزدیک بہت بلند ہے موسیٰ نے کہا کہ اُس بندہ کی منزلت خدا کے نزدیک عظیم ہونی چاہیے اس لئے کہ کبھی میں نے ایسی بہتر قبر نہیں دیکھی تھی مگر خدا نے کہا اے بندہ خدا تو چاہتا ہے کہ وہ بندہ تو ہی ہو کہا ہاں۔ فرشتوں نے کہا تو جاؤ اور اس میں لیٹو اور اپنے پروردگار کی جانب متوجہ ہو غرض موسیٰ گئے اور قبر میں لیٹے۔ اپنی جگہ بہشت میں دیکھی اور خدا سے موت طلب کی۔ اُسی جگہ آپ کی روح قبض کی گئی اور فرشتوں نے آپ کو دفن کیا۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ موسیٰ کی عمر ایک سو چھبیس سال کی تھی اور ہارون کی عمر ایک سو تیس سال تھی اور دوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ اکیسویں شب ماہ رمضان مبارک کی وہ شب ہے جس میں پیغمبروں کے اوصیاء دنیا سے گئے۔ اسی رات میں عیسیٰ اٹھائے گئے اسی رات کو موسیٰ نے دنیا سے رحلت کی۔

بند معتبر امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جس شب امیر المومنین شہید ہوئے جس پہنچے کو زمین سے اٹھاتے تھے طلوع صبح تک اُس کے پیچھے سے تازہ خون جوش مارتا تھا اور اسی طرح وہ رات تھی جس میں یوشع بن نون شہید ہوئے۔

بند معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ موسیٰ نے یوشع سے وصیت کی اور اُن کو اپنا وصی قرار دیا اور یوشع بن نون نے فرزند ہارون کو اپنا وصی اور خلیفہ قرار دیا اور اپنے اور موسیٰ کے فرزندوں کو خلیفہ نہیں بنایا اس لئے کہ خلیفہ یا امام کا تعین خدا کی جانب سے ہوتا ہے کسی کو اس میں کوئی اختیار نہیں۔

بعض معتبر روایت میں مذکور ہے کہ جب تیبہ میں موسیٰ اور ہارون رحمت الہی سے فائز ہوئے حضرت یوشع بن نون نے بنی اسرائیل کو آمادہ کیا اور شام کی جانب عمالقہ کی جنگ کو گئے وہ شام کے جس شہر میں پہنچتے تھے اُس کو فتح کرتے تھے یہاں تک کہ بلقا میں پہنچے وہاں ایک بادشاہ تھا جس کو بالحق کہتے تھے کئی بار اُس سے اور یوشع سے جنگ ہوئی اور کوئی اُن میں سے مقتول نہیں ہوا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا۔ فرمایا کہ ان کے درمیان کوئی علم نہیں رکھتا اس سبب سے اُن میں سے کوئی قتل نہیں ہوتا پھر اُن لوگوں سے صلح کر لی اور آگے بڑھے اور دوسرے شہر میں پہنچے۔ جب اُس شہر کے بادشاہ نے دیکھا کہ لڑائی میں یوشع کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتا ہوں تو کسی کو بھیج کر بلعم بن باعور کو

طلب کیا کہ وہ اسم اعظم کے ذریعہ سے دُعا کرے تاکہ وہ لوگ غالب ہو جائیں۔ بلعم نے اپنے گدھے پر سوار ہو کر بادشاہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ گدھا سرور میں آیا اور وہ گر پڑا پوچھا تو نے کیوں ایسا کیا گدھا بقدرت خدا گویا ہوا اور کہا کیونکر سرور نہ ہوں حالانکہ یہ جبریلؑ ایک ہتھیار ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں اور تجھ کو ان کے مقابلہ پر جانے کو منع کرتے ہیں۔ اس بات کا اُس پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ روانہ ہوا۔ جب اس بادشاہ کے پاس پہنچا۔ بادشاہ نے اُس سے خواہش کی کہ اسم اعظم پڑھے اور یوشعؑ کی قوم پر نصرت کرے بلعم نے کہا خدا کا رسول اُن کے ساتھ ہے اُن پر نصرت کا اثر نہ ہو گا لیکن میں تیرے لئے ایک دوسری تدبیر کرتا ہوں یعنی تو بہت سی خوبصورت عورتوں کو آراستہ کر کے خرید و فروخت کے بہانہ سے اُن کے لشکر میں بھیج دے۔ کہ مردوں میں پیش کریں تاکہ وہ لوگ زنا کریں۔ اس لئے کہ جس گروہ میں زنا زیادہ ہوتی ہے یقیناً خدا طاعون کو اُن کے لئے بھیجتا ہے۔ جب اُس نے ایسا کیا یوشعؑ کی قوم نے بہت زنا کی حق تعالیٰ نے یوشعؑ کو وحی فرمائی کہ اُن لوگوں نے ایسا (فعل قبیح) کیا اور میرے غضب کے مستحق ہوئے اگر تم چاہو تو دشمن کو ان پر تسلط کروں اور اگر تم کو پسند ہو تو اُن کو قحط میں ہلاک کروں اور اگر تم چاہو تو ان کو سختی اور عجلت کی موت سے ہلاک کروں۔ یوشعؑ نے عرض کی خداوندایہ فرزند ان یعقوبؑ ہیں مجھ کو گوارا نہیں ہے کہ ان پر دشمن کو غلبہ ہو اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ قحط میں مریں لیکن جلدی کی موت میں اگر تو چاہتا ہے تو ان کو معذب فرما۔ تو تین گھڑی میں اُن کے ستر ہزار اشخاص طاعون میں مر گئے۔

عائدہ و خاصہ کی روایت میں مذکور ہے کہ اُس کے بعد جبکہ یوشعؑ نے اُن سے جنگ کی اور قریب تھا کہ اُن پر غالب ہو جائیں کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ یوشعؑ نے دُعا کی تو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ملہ سے آفتاب کو واپس کیا یہاں تک کہ وہ لوگ غالب ہوئے تو آفتاب غروب ہوا اسی طرح پیغمبرؑ آخر الزماں کے وحی حضرت امیر المومنینؑ کے لئے آفتاب واپس ہوا۔

بسنہ معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے بلعم بن باعور کو اسم اعظم عطا فرمایا تھا وہ اُس کے ذریعہ سے جو دُعا کرتا مستجاب ہوتی۔ آخر اس کی رغبت فرعون کی جانب ہوئی۔ فرعون نے جب چاہا کہ موسیٰؑ اور اُن کی قوم کے تعاقب میں جائے بلعم سے استدعا کی کہ دُعا کرے تاکہ خدا موسیٰؑ اور اُن

کے اصحاب کو روک دے اور فرعون اُن لوگوں تک پہنچ جائے۔ بلعم اپنے گدھے پر سوار ہوا تاکہ موسیٰ کے لشکر کے تعاقب میں فرعون کو لے جائے اُس کا گدھا رُک گیا۔ ہر چند اُس نے مارا لیکن وہ نہیں بڑھا اس وقت خدا نے اس کو گویا کیا اُس نے کہا وائے ہوتجہ پر مجھے کیوں مارتا ہے کیا تو چاہتا ہے کہ تیرے ساتھ رہوں تاکہ تو پیغمبر خدا اور مومنوں کے گروہ پر نفرین کرے۔ پھر اُس نے اس قدر مارا کہ وہ حیوان مر گیا اور اسم اعظم اُس سے جاتا رہا اور اُس کے دل سے محو ہو گیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں اُس کے قصہ میں اشارہ فرمایا ہے۔ **وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمُ نَبَا الدِّجِیِّ اَنْتَنَہَا اَیَاتِنَا (اے رسول) اپنی قوم سے اُس شخص کی خبر بیان کر دو جسے ہم نے اپنی نشانیاں عطا کی تھیں یعنی اپنی جھتیں اور دیلیلیں یا اسم اعظم فَاسْتَلَخَ مِنْهَا فَاتَّخَذَهُ الشَّیْطٰنُ مَكَانًا مِنَ الْغَاوِیْنَ ۝ تو وہ ان نشانوں اور علوم سے باہر آیا اور اسم اعظم اُس سے سلب ہو گیا تو وہ تابع شیطان ہو گیا پھر تو وہ گمراہ ہو گیا۔ وَ لَوْ شِئْنَا لَکَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَکِنَّہٗ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰیہٗ اور اگر ہم چاہتے تو اُس کو اُن ہی آیات کے ذریعہ سے بلند کرتے لیکن اُس نے زمین کا رُخ کیا اور دنیا پر راعب ہوا اور اُس نے اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی فَخَشَلَهُ کَمَثَلِ الْکَلْبِ ۝ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْہِ یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُکْہُ یَلْهَثْ ۝ اُس کی مثال کتے کی سی ہے کہ اگر اُس پر تو حمد کرے تو وہ اپنی زبان نکال دیتا ہے اور اگر چھوڑ دے تب بھی اپنی زبان نکالے رہتا ہے۔ روایت میں ہے کہ بلعم کی زبان مثل کتے کی زبان کے اُس دہن سے نکلتی تھی اور اُس کے سینہ پر پہنچ جاتی تھی۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حیوانات داخل بہشت نہ ہوں گے۔ سوائے تین جانوروں کے بلعم کا گدھا۔ اصحاب کہف کا کتا اور ایک بھیڑیا۔ (جس کا قصہ یہ ہے کہ) ایک ظالم بادشاہ نے چوہدار کو مومنوں کے ایک گروہ کے حاضر کرنے کے لئے بھیجا تاکہ اُن پر عذاب کرے۔ اُس چوہدار کے ایک لڑکا تھا جس کو وہ بہت دوست رکھتا تھا۔ وہ بھیڑیا آیا اور اُس کے لڑکے کو کھا گیا جس سے وہ چوہدار اندوہناک ہوا اس سبب سے اُس بھیڑیے کو خداوند عالم بہشت میں لے جائے گا کیونکہ اُس نے اُس چوہدار کو اندوہناک کر دیا۔ بہت سی سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ جب امیر المومنین علیہ السلام شہید ہوئے اُسی روز حضرت امام حسن علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ایتھا الناس اسی رات کی طرح وہ رات تھی جس میں حضرت عیسیٰ بن مریم**

سورۃ الاعراف آیت ۱۴۵
سورۃ الاعراف آیت ۱۴۶

آسمان پر گئے۔ اسی رات کی طرح وہ رات تھی جس میں یوشع بن نون کشتہ ہوئے
یعنی اکیسویں ماہ رمضان۔

بہت معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے ایک نامہ پایا جس کو
آنحضرتؐ کی خدمت میں لایا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ندا کریں کہ تمام اصحاب حاضر
ہوں۔ پھر حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یوشع بن نون وصی موسیٰ
نے یہ نامہ لکھا ہے جس کا مضمون یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یقیناً تمہارا
پروردگار تمہارا دوست اور تم پر مہربان ہے۔ یقیناً خدا کے تمام بندوں میں
سب سے زیادہ بہتر گناہ پر ہمیز گار ہے اور بدترین خلق خدا وہ ہے جو ریاست
باطل کے ساتھ لوگوں میں انگشت نما ہو۔ پس جو شخص کہ چاہے کہ اُس کو کامل
ثواب دیا جائے اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا ہو جائے تو چاہیے کہ وہ ہر روز یہ
دعا پڑھے۔ سُبْحَانَ اللَّهِ كَمَا يَنْبَغِي لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا كَمَا يَنْبَغِي لِلَّهِ وَالْحَمْدُ
لِلَّهِ كَمَا يَنْبَغِي لِلَّهِ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَآهِلِ بَيْتِهِ النَّبِيِّ الْعَرَبِيِّ الْأَمَامِ شَيْبَتِي وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى جَمِيعِ
الْمُرْسَلِينَ وَالنَّبِيِّينَ حَتَّى يَرْضَى اللَّهُ۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں چار مومن تھے
جو آپس میں ایک دوسرے سے وابستہ تھے ایک روز اُن میں سے تین شخص کسی
کام کے لئے کسی ایک مکان میں جمع ہوئے۔ پھر وہ چوتھا شخص بھی آیا اُس نے
دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک غلام باہر آیا۔ اُس نے پوچھا کہ تیرا مولا کہاں ہے غلام نے
کہا گھر میں نہیں ہے۔ وہ مرد واپس چلا گیا۔ غلام اپنے آقا کے پاس آیا اُس نے
پوچھا کون تھا جس نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔ کہا فلاں شخص تھا میں نے اُس سے
کہہ دیا کہ میرا مالک مکان میں نہیں ہے تو صاحب خانہ اور اُن تینوں میں سے کسی
نے اس بارے میں کچھ نہ کہا۔ خاموش ہو گئے اور اُس مومن کے واپس چلے جانے
کی پرواہ نہ کی اور پھر اپنی باتوں میں مشغول ہو گئے جب دوسرے روز صبح کو وہی
مرد مومن اُسی مکان پر آیا دیکھا کہ وہ لوگ مکان سے نکلے اور اُن میں سے کسی
کے کھیت پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اُس نے اُن پر سلام کیا اور کہا کیا میں
بھی تمہارے ساتھ آؤں اُن لوگوں نے کہا ہاں آؤ اور روز گذشتہ کے اُس کے

آنے اور واپس چلے جانے پر اُس سے معذرت نہیں کی وہ مرد اُن میں مفلس و پریشان تھا۔ اثنائے راہ میں ایک ابرِ ظاہر ہوا اور اُن کے سروں پر گھر گیا۔ اُن لوگوں نے سمجھا کہ بارش ہوگی اس لئے دوڑنا شروع کیا۔ ناگاہ ابر سے ایک منادی نے ندا دی کہ اے آگ ان کو جلا دے اور میں جبریل ہوں خدا کا رسول۔ دفعۃً ایک آگ ابر سے جدا ہوئی اور اُن تینوں اشخاص پر گرمی وہ مرد اُس بلا سے خائف اور متحجب ہوا جو اُن تینوں پر نازل ہوئی اور اس کا سبب نہ سمجھ سکا۔ شہر میں واپس آیا۔ حضرت یوشع بن نون کی خدمت میں پہنچا۔ اور آنحضرت سے کل کیفیت بیان کی۔ یوشع نے کہا خدا نے تیرے سبب سے اُن پر غضب نازل کیا۔ اُس کے بعد کہ اُن سے راضی تھا۔ پھر یوشع نے اُس سے روزِ گذشتہ کے قصہ کو بیان کیا اُس وقت اُس مرد نے کہا کہ میں نے اُن پر اُن کا یہ فعل حلال کیا اور معاف کیا۔ یوشع نے کہا اگر عذاب نازل ہونے سے پہلے ایسا ہوتا تو اُن کو تیرا یہ حلال کرنا اور معاف کرنا فائدہ دیتا اب تو دنیا کے لئے اُس سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ شاید آخرت میں اُن کو کچھ نفع بخشنے۔ روایت میں ہے کہ حضرت یوشع کی عمر ایک سو تیس سال کی ہوئی اور آپ نے کالٹ بن یوقنا کو اپنے بعد اپنا وصی و خلیفہ بنایا۔

باب چودھواں

حضرت حزقیل علیہ السلام کے حالات

خدا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِي خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اَلُوْنٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوتُوْا ثُمَّ اَحْيَا هُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلٰى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ۔ کیا تم نے اُس جماعت کا حال نہیں دیکھا جو موت سے بچنے کے لئے اپنے گھر سے نکلے تو خدا نے اُن سے کہا کہ مر جاؤ (تو وہ مر گئے) پھر (خدا نے) اُن کو زندہ کیا۔ یقیناً خدا اپنے بندوں پر فضل کرنے والا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ اس کا شکر نہیں ادا کرتے۔ (آیت ۲۴۳ سورہ بقرہ پٹ)

شیخ طبری قدس اللہ روحہ نے کہا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ تھا جو طاعون کے خوف سے بھاگے تھے۔ جبکہ اُن کی آبادی میں طاعون پھیلا ہوا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ لوگ جہاد سے بھاگے تھے اور بعضوں کا قول ہے کہ وہ لوگ قوم حزقیل سے تھے جو موسیٰ کے تیسرے خلیفہ تھے کیونکہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے پہلے خلیفہ یوشع بن نون تھے ان کے بعد کالب بن یوئنا اور ان کے بعد حزقیل تھے۔ ان کو ابن الجوزی بھی کہتے تھے۔ کیونکہ ان کی ماں نے پیرانہ سالی کے زمانہ میں خدا سے فرزند طلب کیا تھا اور خدا نے ان کو حزقیل سا فرزند عطا فرمایا۔ اور بعضوں کا قول ہے کہ حزقیل ہی ذوالکفل ہیں اور ان کو ذوالکفل اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے ستر پیغمبروں کی ضمانت و کفالت کی اور ان کو قتل سے رہائی دلوائی اور اُن سے کہا کہ تم لوگ آزاد ہو چلے جاؤ اگر میں تمہارے عوض قتل کر دیا جاؤں تو بہتر ہے اس سے کہ تم سب کے سب قتل کئے جاؤ۔ اس کے بعد جب یہودی آئے اور اُن سے اُن پیغمبروں کو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ لوگ کہاں گئے۔ اور خدا نے حضرت ذوالکفل کو ان کے شر سے حفاظت میں رکھا اور اس جماعت کی تعداد میں

اختلاف ہے تین ہزار۔ دس ہزار۔ چالیس ہزار۔ ساٹھ ہزار اور ستر ہزار تک تعداد بیان کی جاتی ہے کہ وہ لوگ حضرت شمعونؑ کی بددعا سے فوت ہوئے تھے۔ اُن کے شہر کا نام اُور دآن تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ حزقیلؑ بھی اُن کی بددعا میں واسطہ تھے۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ وہ لوگ شام کے کسی شہر کے رہنے والے تھے اور طاعون اُن میں پھیلا تھا کہ لوگ ان کی ہڈیوں کو کچلتے گزرتے تھے۔ پھر خدا نے کسی پیغمبر کی دعا سے ان کو زندہ کیا تو وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس گئے اور بہت دنوں تک زندہ رہے پھر رفتہ رفتہ مرتے رہے اور ایک دوسرے کو دفن کرتے رہے۔

بند حسن منقول ہے کہ حمران نے حضرت امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ کیا کوئی چیز بنی اسرائیل میں ایسی بھی رہی ہے۔ جس کی نظیر اس امت میں نہیں ہے؟ فرمایا کوئی بات ایسی نہیں گذری۔ اس کے بعد اس آیت کی تفسیر دریا فنت کی۔ فرمایا کہ وہ لوگ دوبارہ زندہ ہوئے اور اتنی دیر زندہ رہے کہ اور لوگوں نے ان کو (اچھی طرح) دیکھا۔ پوچھا کہ اُسی روز مر گئے یا اپنے مکانوں کو واپس گئے۔ فرمایا کہ اپنے اپنے مکانوں میں واپس گئے۔ آباد ہوئے۔ عورتوں سے نکاح کیا اور بچوں کو زندہ رہے اس کے بعد اپنی موت سے مرے اور وہ لوگ جو اس امت میں رجعت کے زمانہ میں زندہ ہوں گے ایسے ہی ہوں گے۔ ۱۰

دوسری حدیث معتبرہ میں حضرت امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے جب اس آیت کی تفسیر اُن حضرات سے پوچھی گئی تو فرمایا کہ وہ لوگ بلاد شام کے ایک شہر کے رہنے والے تھے۔ جس میں ستر ہزار مکانات تھے۔ جب طاعون کی وبا پھیلتی تو امیر لوگ شہر سے نکل جاتے اور غریب جن کو قدرت نہ تھی رہ جاتے اور کثرت سے مرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اگر ہم بھی شہر میں رہ جاتے تو ہم میں سے بھی بہت مرتے اور شہر میں رہ جانے والے کہتے کہ اگر ہم بھی باہر چلے جاتے تو ہم میں سے بھی کم مرتے۔ آخر ان میں یہ رائے قرار پائی کہ اب اگر طاعون آئے تو ہم سب کے سب شہر سے باہر چلے جائیں گے۔ پھر جب طاعون پھیلا تو

۱۰ مولف فرماتے ہیں کہ یہ قصہ رجعت کی حقیقت کا ثبوت ہے اُس حدیث کی بنا پر جو مکرر مذکور ہوئی۔ کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا ہے وہ سب اس امت میں بھی ہو گا اور علمائے شیعہ نے مخالفین پر اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔

سب نے شہر کو چھوڑ دیا اور بہت سے دوسرے شہروں میں گھومتے پھرتے۔ ایک ویران شہر میں پہنچے جس کے باشندے سب طاعون سے مر گئے تھے اور ان کے مکانات خالی پڑے تھے۔ یہ لوگ اُس شہر میں اُتر پڑے اور مقیم ہو گئے تو خدا نے فرمایا کہ تم سب مر جاؤ۔ تو اکبار وہ تمام انسان مر گئے اور اسی طرح پڑے رہے یہاں تک کہ لاشیں گل سٹرک صرف ہڈیاں رہ گئیں۔ وہ شہر قافلہ کے راستہ میں تھا۔ اہل قافلہ نے ہڈیوں کو راستہ سے دُور کر کے ایک جگہ جمع کر دیا تھا۔ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر حضرت حزقیلؑ کا گذر اُس طرف سے ہوا جب آپ کی نظر اُن ہڈیوں پر پڑی تو آپ بہت روئے اور عرض کی پالنے والے اگر تو چاہے تو ان سب کو ابھی زندہ کر سکتا ہے جس طرح ایک آن میں اُن پر موت طاری کی ہے تاکہ تیرے شہروں کو یہ لوگ آباد کریں اور تیرے بندے ان کے ذریعہ سے پیدا ہوں اور عبادت کرنے والوں کے ساتھ تیری عبادت کریں۔ تو خدا نے ان پر وحی فرمائی کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں ان کو زندہ کر دوں۔ عرض کی ہاں میرے پالنے والے۔ تو خدا نے ان کو اسمِ اعظم بذریعہ وحی تعلیم فرمایا اور حکم دیا کہ مجھ کو اس نام سے پکارو تو میں ان کو زندہ کر دوں۔ جب حزقیلؑ نے اسمِ اعظم پڑھا دیکھا کہ ہڈیاں ایک دوسرے کی جانب پرواز کر رہی تھیں یہاں تک کہ اُن کے اعضاء درست ہوئے اور وہ زندہ ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے اور خدا کی تسبیح و تکبیر و تہلیل کرنے لگے۔ تو حزقیلؑ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ جماعت نور روز کے دن زندہ ہوئی تھی۔ جس پیغمبر کی دعا سے وہ لوگ زندہ ہوئے تھے خدا نے ان کو وحی کی تھی کہ ان ہڈیوں پر پانی چھڑکیں۔ انہوں نے پانی چھڑکا تو وہ سب کے سب زندہ ہو گئے ان کی تعداد تیس ہزار تھی۔ عجم میں اسی سبت کے یہ رواج ہو گیا ہے کہ نور روز کے دن ایک دوسرے پر پانی چھڑکتے اور پھینکتے ہیں اور اس کا سبب نہیں جانتے۔

دوسری معتبر حدیث میں انہی حضرت سے منقول ہے اُن دلیلوں کے ضمن میں جو حضرت نے ایک زندیق کے سامنے پیش کر کے اس کو مشرف بہ اسلام کیا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ایک

شیعیان ہندو پاک میں سے اکثر واقف و جہال نور روز میں مثل اہل ہندو کے رنگ کھیلتے اور ایک دوسرے پر کچھڑ اچھالتے ہیں۔ حالانکہ یہ فعل مذموم نہ کسی کتاب سے ثابت ہے اور نہ جائز ہے بلکہ سراسر معصیت ہے اور خدا و رسول کی ناراضی

کاباعث۔ خدا رحم فرمائے اور ہدایت کرے ۱۷ (مترجم)

جماعت تھی اور طاعون سے بھاگ کر اپنے وطن سے نکلی تھی ان کی تعداد کا احصا نہیں ہو سکتا کہ کتنے زیادہ لوگ تھے خدا نے ان کو ہلاک کر دیا اور وہ اتنے دنوں پڑے رہے کہ گل سڑ کر ان کے بند بند الگ ہو کر خاک ہو گئے تھے۔ جب خدا نے چاہا کہ اپنی قدرت خلق پر ظاہر کرے ایک پیغمبر حزقیلؑ کو بھیجا انہوں نے دعا کی اور اُن سب کو آواز دی تو اُن کے اعضا جمع ہوئے۔ روئیں اُن کے جسموں میں داخل ہوئیں اور اُسی صورت سے جیسے ایک ساتھ مرے تھے اک بار زندہ ہو گئے اُن میں سے ایک بھی کم نہ ہوا تھا۔ اس کے بعد مدتوں زندہ رہے۔

بند معتر منقول ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے جب مامون کے سامنے جا ٹلیق عالم نصرانی پر حجت تمام کی فرمایا کہ اگر عیسیٰؑ کو اس وجہ سے خدا کہتے ہو کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے تو یسوعؑ نے بھی زندہ کیا اور ان کو لوگ خدا نہیں کہتے اور حزقیلؑ پیغمبر نے ہینیتس ہزار اشخاص کو زندہ کیا جبکہ ساٹھ سال اُن کو مرے ہوئے گذر چکے تھے (پھر ان کو بھی خدا کیوں نہیں کہتے) پھر فرمایا کہ کیا تجھ کو نہیں معلوم کہ یہ لوگ بنی اسرائیل میں سے تھے جن کا بیان تورات میں مذکور ہے اور نجات نصرت نے ان کو بابل میں قید کر دیا تھا جس وقت کہ بیت المقدس کو رباؤ کر کے بنی اسرائیل کو قتل کر ڈالا تھا۔ خدا نے حزقیلؑ کو مبعوث کر کے بنی اسرائیل کی طرف بھیجا انہوں نے ان کو زندہ کیا۔ اے نصرانی یہ لوگ عیسیٰؑ سے قبل تھے یا بعد جا ٹلیق نے کہا پہلے۔ حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰؑ کو مُردوں کو زندہ کرنے کی وجہ سے خدا سمجھتے ہو تو پھر یسوعؑ اور حزقیلؑ کو بھی خدا مانو کیونکہ انہوں نے بھی مُردوں کو زندہ کیا (اس کے بعد حضرت نے ایک گروہ کا اپنے شہر سے بخوف طاعون بھاگنا اور مرنا وغیرہ بیان فرمایا جو مذکور ہوا) اس کے بعد فرمایا کہ جب وہ لوگ مر گئے تو اہل شہر نے اُن کے گرد ایک حصار کھینچ دیا۔ وہ سب اُسی حصار میں گل سڑ کر پڑے ہوئے تھے۔ بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کا اُن کی طرف گذر ہوا۔ انہوں نے ان کی اس کثرت سے بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھ کر تعجب کیا خدا نے اُن پر وحی کی کہ آیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری خاطر سے ان کو زندہ کروں تاکہ تم ان پر تبلیغ رسالت کرو عرض

لے مولف فرماتے ہیں کہ اس روایت سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس جماعت کو جو طاعون کے خوف سے بھاگی تھی کسی اور پیغمبر نے زندہ کیا تھا اور حزقیلؑ نے بخت نصر کے کشتوں کو زندہ کیا تھا۔ یہ حدیث گذشتہ حدیثوں کی مخالف ہے ممکن ہے کہ امام رضاؑ نے اس حدیث میں اس کی موافقت سے فرمایا ہو جو اہل کتاب میں مشہور تھا۔ تاکہ اُس پر (جا ٹلیق پر) حجت تمام ہو سکے اور اس حدیث کی عبارت میں بھی تاویل کی جا سکتی ہے تاکہ گذشتہ حدیثوں کی موافقت ہو سکے۔ ۱۲

کی ہاں میرے پروردگار پس خدا نے وحی بھیجی کہ ان کو ندا کرو۔ پیغمبر نے آواز دی کہ اے بوسیدہ استخوانو خدا کے حکم سے اٹھو تو سب زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے سروں سے خاک جھاڑ رہے تھے۔

بسمٰ معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بادشاہ قبط نے بیت المقدس کو برباد کرنے کے ارادہ سے لشکر کشی کی اور بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ تو لوگ حضرت حزقیلؑ کے پاس جمع ہوئے اور اس تکلیف و مصیبت کے دفع کرنے کی آپ سے فریاد کی حضرت نے فرمایا کہ ضرور آج رات اس بارے میں اپنے خدا سے میں مناجات کروں گا۔ پھر رات کے وقت حضرت نے مناجات کی وحی ہوئی کہ میں اُن کے شہر سے بچاؤں گا۔ تو خدا نے ایک ملک کو وحی کی جو ہوا پر موکل تھا کہ ان کی جانیں نکال لے تو وہ سب نیبارگی مر گئے صبح کو حزقیلؑ نے اپنی قوم کو خبر دی کہ خدا نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ بنی اسرائیل نے شہر سے نکل کے ان کو دیکھا تو وہ سب مردہ تھے۔ پس حزقیلؑ کے نفس میں گدرا کہ مجھ میں اور سلیمانؑ میں کیا فرق ہے۔ اس سبب اُن کے جگر میں ایک زخم ہو گیا اُن کی تنبیہ کے لئے۔ اور اُن کو اُس سے سخت اذیت پہنچی۔ تو انہوں نے خدا سے عاجزی و انکساری کے ساتھ دعا کی اور خاک پر بیٹھ کر فریاد کی کہ اس مرض کو دفع کر دے حکم ہوا کہ انجیر کے درخت کا دودھ اپنے سینہ پر ملو جب انہوں نے استعمال کیا زخم زائل ہو گیا۔ ۱۷

بسمٰ حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ فلاں بادشاہ کو اطلاع دے دو کہ فلاں روز اس کو موت آجائے گی۔ حزقیلؑ نے اس کو اطلاع دے دی۔ اس بادشاہ نے اپنے تخت سے گر کر گریہ وزاری اور دعا شروع کی کہ پالنے والے اتنے دنوں میری موت میں توقف فرما کہ میرا لڑکا بڑا ہو جائے اور میں اس کو اپنا جانشین کر دوں۔ خدا نے حزقیلؑ کو وحی کی کہ بادشاہ سے جا کر کہدو کہ میں نے تمہاری عمر پندرہ سال بڑھا دی۔ حزقیلؑ نے کہا خداوند! کبھی میری قوم نے مجھ سے کوئی جھوٹ نہیں سنا۔ جب میں یہ کہوں گا تو لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے خدا نے فرمایا کہ تو بندہ ہے میں جو کچھ کہتا ہوں تجھ کو چاہیے کہ اُس کو سنے اور میری رسالت کی تبلیغ اُس پر کرے ۱۸

۱۷ مولف فرماتے ہیں کہ اس حدیث اور اس سے قبل کی حدیث سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت حزقیلؑ حضرت سلیمانؑ کے بعد گزرے ہیں۔ برعکس اس کے جو مفسرین میں مشہور ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے قریب تھے اور اُن کے تیسرے خلیفہ تھے۔ ۱۷

باب پندرہواں

حضرت اسمعیل علیہ السلام کے حالات

خدا نے قرآن میں ان کو صادق الودعہ کے نام سے یاد فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔
وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِرَبِّهِكَ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا بَيْنَ يَدَيَّ طَيِّبًا وَكَانَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا۔
یاد کرو اسمعیل کو قرآن میں یقیناً وہ وعدہ کے سچے تھے اور وہ پیغمبر مرسّل تھے اور
اپنے گھر والوں کو نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیتے تھے اور اپنے پروردگار کے
نزدیک پسندیدہ تھے۔ (آیت ۵۴ و ۵۵ سورہ مریم پلا)

حضرت امام رضا علیہ السلام سے حدیث معتبرہ منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن کو اس
لئے صادق الودعہ فرمایا کہ انہوں نے ایک شخص سے ایک مقام پر ملنے کا وعدہ کیا اور ایک
سال تک اُس مقام پر اُس کا انتظار کرتے رہے اور وہاں سے حرکت نہ کی۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے بسند ہائے معتبرہ منقول ہے کہ یہ اسمعیلؑ جن کو خدا
نے صادق الودعہ کہا ہے اسمعیلؑ پسر ابراہیمؑ کے علاوہ تھے اور ایک پیغمبر تھے جن کو خدا نے اُن
کی قوم پر مبعوث فرمایا تھا۔ اُن کی قوم نے پکڑ کر اُن کے سر و چہرے کا چمڑہ اُتار لیا تھا۔ خدا
نے ایک فرشتہ کو اُن کے پاس بھیجا اُس نے آکر کہا کہ خداوند عالم تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا
ہے کہ میں نے دیکھا جو کچھ تمہاری قوم نے تمہارے ساتھ کیا اور مجھ کو اس لئے بھیجا ہے کہ آپ
اُن کے بارے میں جو حکم دیں میں عمل میں لاؤں۔ اسمعیلؑ نے کہا میں نہیں چاہتا کہ اس دنیا پر
اُن سے انتقام لوں اور چاہتا ہوں کہ صبر کروں اور پیغمبر آخر الزماں کے فرزند حسینؑ بن علیؑ کی
ناسی کروں تاکہ آنحضرتؐ کے ثواب میں سے کچھ حصہ مجھے بھی ملے۔

موفق سند کے ساتھ مثل صحیح کے منقول ہے کہ برید عملی نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ
جس اسمعیلؑ کو خدا نے صادق الودعہ فرمایا ہے وہ اسمعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے تھے یا اُن
کے علاوہ۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ اسمعیلؑ پسر ابراہیمؑ تھے۔ حضرت فرمایا کہ وہ اسمعیلؑ حضرت
ابراہیمؑ کے سامنے ہی رحمت الہی سے واصل ہو چکے تھے اور ابراہیمؑ خود حجت خدا اور صاحب

ایک نبی کا امام حسینؑ کے مہر کی تاسی کروں تاکہ آنحضرتؐ میں اسمعیلؑ کا ثواب ملے۔

خبر بیت تھے۔ کوئی پیغمبر مرسل ان کے وقت میں نہیں ہو سکتا تھا تو ان کے بیٹے اسماعیل کیسے رسول ہو سکتے تھے وہ نبی تھے رسول نہ تھے۔ اور یہ اسماعیل جن کا ذکر خدا نے اس آیت میں کیا ہے حزقیل کے فرزند تھے خدا نے اُن کی قوم پر ان کو مبعوث کیا۔ ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور ان کو قتل کر دیا اور ان کے سر و چہرے کی کھال پہلے ہی اتار لی تھی۔ خداوند عالم اُن پر غضبناک ہوا اور سطا طائیل فرشتہ عذاب کو اُن حضرت کے پاس بھیجا۔ اس نے حضرت سے اُکر کہا کہ میں عذاب کا فرشتہ ہوں خدا نے مجھ کو آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی قوم کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کروں فرمایا مجھے اُن کے عذاب کی ضرورت نہیں۔ حق تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ کیا حاجت رکھتے ہو۔ عرض کی پالنے والے تو نے مجھ سے اپنی خدائی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی پیغمبری اور ان کے ادھیا کی ولایت کا عہد لیا اور اپنی مخلوق کو تو نے خبر دی (ان مظالم کی) جو ان کی امت اپنے پیغمبر کے بعد حسین بن علی کے ساتھ کرے گی اور یہ وعدہ کیا ہے کہ امام حسینؑ کو پھر دنیا میں واپس بھیجے گا تاکہ وہ اپنے قاتلوں سے انتقام لیں لہذا میری بھی یہی حاجت ہے کہ تو مجھے بھی دنیا میں دوبارہ واپس بھیج دے تاکہ میں بھی اپنے دشمنوں سے انتقام لوں جنہوں نے میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیا۔ تو خدا نے وعدہ فرمایا کہ حسین بن علیؑ کے ساتھ زمانہ رجعت میں اسماعیل بن حزقیل کو بھی بھیجے گا۔

دوسری حدیث معتبر میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ سب سے بہتر صدقہ یہ ہے کہ نیک باتوں سے تو لوگوں کی حفاظت کرے اور برائیوں کو زائل کرے اور اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچائے۔ پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سب سے بڑا عبادت گزار وہ شخص تھا جو بادشاہ وقت سے مومنین کی حاجت برآری کی سفارش و کوشش کرتا تھا۔ ایک روز ایک عابد ایک مومن کی کار سازی کی غرض سے بادشاہ کے پاس جا رہا تھا کہ راستہ میں اسماعیل بن حزقیل سے ملاقات ہوئی ان سے کہا کہ آپ اس جگہ ٹھہریے جب تک میں واپس نہ آؤں۔ جب بادشاہ کے پاس پہنچا بھول گیا۔ حضرت اسماعیل اس کے انتظار میں اُس مقام پر ایک سال تک ٹھہرے رہے۔ خدا نے اُن کے لئے اُس جگہ ایک چشمہ جاری کر دیا اور سبزہ آگیا دیا جس سے وہ کھاتے پیتے رہے اور خدا نے ایک ابر بھیجا جو حضرت پر سایہ کرتا تھا۔ پس ایک روز بادشاہ سیر و تفریح کے لئے نکلا وہ عابد بھی ساتھ تھا۔ جب اُس مقام پر پہنچا جہاں حضرت اسماعیل نے وعدہ کیا تھا عابد نے حضرت کو دیکھ کر پوچھا کہ آپ اب تک یہیں ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ تو نے

کہا تھا کہ اس جگہ سے مت جائے گا جب تک میں نہ آ جاؤں لہذا میں ٹھہرا ہوں۔ اس سبب سے خدا نے اُن کو صادق الاعد فرمایا۔ بادشاہ کے ساتھ ایک جابر شخص بھی تھا اس نے کہا یہ جھوٹ کہتے ہیں میں بارہا اس مقام سے گزرا ہوں لیکن ان کو اس جگہ نہیں دیکھا۔ اسماعیل نے فرمایا کہ تو جھوٹ بولتا ہے خدا نے بہتر چیزیں جو تجھے عطا کی ہیں اُن میں سے کوئی ایک زائل کر دیگا۔ پس اُسی وقت اُس بد بخت کے تمام دانت گر گئے۔ تب وہ بادشاہ سے بولا کہ میں نے جھوٹ کہا تھا اور اس مرد صالح پر افسوس کیا تھا آپ ان سے التماس کیجئے کہ خدا سے دعا کریں کہ وہ میرے دانت پھر عطا فرمائے کیونکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور دانتوں کا محتاج ہوں۔ بادشاہ نے حضرت سے سفارش کی آپ نے فرمایا کہ دعا کروں گا۔ اُس نے کہا ابھی دعا کیجئے فرمایا وقت سحر دعا کروں گا۔ پھر حضرت نے وقت سحر دعا کی خدا نے اُس مرد کے دانت واپس عطا فرمائے۔ پھر حضرت صادق نے فرمایا کہ دعا کے لئے بہترین وقت سحر کا وقت ہے جیسا کہ خداوند عالم ایک جماعت کی مدح میں فرماتا ہے۔ **وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ**۔ یعنی وہ لوگ سحر کے اوقات میں خدا سے طلب آمرزش کرتے ہیں۔

اُن ہی حضرت نے دوسری حدیث میں فرمایا کہ اسماعیل پیغمبر خدا نے ایک شخص سے ایک مقام پر ٹھہرنے کا وعدہ کیا جس کو صفا ج کہتے ہیں جو مکہ کے حوالی میں ہے وہ ایک سال تک اُس مقام پر منتظر رہے۔ اس اثنا میں اہل مکہ آپ کو تلاش کرتے رہے اُن کو معلوم نہ تھا کہ حضرت کہاں ہیں۔ اتفاقاً ایک شخص حضرت کے پاس پہنچا اور عرض کی اے خدا کے رسول آپ کے بعد ہم لوگ ضعیف و کمزور ہو گئے اور ہلاک ہو رہے ہیں آپ ہم لوگوں سے کیوں کنارہ کش ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ فلاں شخص نے جو اہل طائف سے ہے مجھ سے وعدہ لیا ہے کہ اس جگہ سے حرکت نہ کروں جب تک وہ نہ آئے۔ اہل مکہ نے جب یہ سنا اُس مرد طائفی کے پاس گئے اور کہا اے دشمن خدا تو نے رسول خدا سے وعدہ کیا اور اب تک وفانہ کی اور ایک سال سے ان کو تکلیف میں مبتلا کر رکھا ہے۔ وہ مرد حضرت کی خدمت میں دوڑتا ہوا آیا اور معافی خواہ ہوا اور عرض کی یا نبی اللہ خدا کی قسم میں بھول گیا تھا حضرت نے فرمایا کہ اگر تو نہ آتا واللہ میں اسی مقام پر رہتا یہاں تک کہ مجھے موت آتی اور اسی جگہ سے بروز قیامت مبعوث ہوتا لہذا خدا نے حضرت کی مدح میں فرمایا۔ **وَإِذْ كَرَّ فِي الْكِتَابِ اسماعیل انه كان صادق الوعد**

قبولیت دعا کا وقت وقت سحر ہے۔

باب سوٹھواں

حضرت الیاس و یسع و ایلہ علیہم السلام کے حالات

ابن بابویہؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت یوشع بن نون نے حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کو شام کے شہروں میں آباد کیا اور شام کو ان میں تقسیم فرما دیا۔ ان میں سے ایک گروہ کو بعلبک میں بگڑ دی جن میں حضرت الیاس بھی تھے اور وہ اہل ربیعوت بھی گئے۔ اُس وقت وہاں ایک بادشاہ تھا جو لوگوں کو بعل نامی ایک بت کی پرستش پر ورغلائے ہوئے تھا جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے: **وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ۔ آیت ۱۲۱۔** یقیناً الیاس پیغمبروں میں سے تھے۔ **إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَكُلُوا لِقَوْمِمْ أَلَمْ تَتَّقُون۔ آیت ۱۲۲۔** جب اُس (الیاس) نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم لوگ عذاب خدا سے نہیں ڈرتے۔ **أَتَذُحُونَ بَعْدَ أَنْ تَرْزُقُوهُمْ أَحْسَنَ الْحَالَتَيْنِ آیت ۱۲۳۔** آیا بعل کو پکارتے اور پوجتے ہو اور خدا کی عبادت ترک کرتے ہو جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔ **اللَّهُ سَرَّ بِكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمْ الَّذِينَ يُرْسِلُونَ۔ آیت ۱۲۴۔** خدا تمہارا رب ہے اور تمہارے گذشتہ آباؤ اجداد کا۔ **فَكَذَّبُوهُ** تو ان لوگوں نے الیاس کی تکذیب کی اور ان کے کلام کو باور نہ کیا۔ اُس بادشاہ کی ایک خاجرہ زوجہ تھی۔ جب وہ کہیں چلا جاتا تو اُس عورت کو اپنا جاننشین کر جاتا تاکہ لوگوں پر حکومت کرے۔ اُس ملعونہ کا محرر ایک عقلمند مومن تھا جس نے تین سو مومنین کی جانیں اُس ملعونہ کے ہاتھ سے بچائی تھیں۔ اُس ملعونہ سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی زنا کار عورت نہ تھی۔ بنی اسرائیل کے ساتھ بادشاہوں نے اُس سے نکاح کیا تھا اُس کے نوٹھے فرزند ہو چکے تھے۔ علاوہ اس کے فرزندوں کی اولاد کے۔ بادشاہ کا ہمسایہ ایک مرد صالح بنی اسرائیل میں سے تھا جس کا ایک باغ بادشاہ کے محل کے پہلو میں تھا اُسی باغ کی آمدنی اُس مرد دیندار کی روزی کا ذریعہ تھی۔ بادشاہ بھی اُس شخص کی عزت کرتا تھا۔ ایک بار بادشاہ سفر میں گیا تھا اُس عورت نے موقع کو غنیمت سمجھ کر اُس مرد مومن کو مار ڈالا۔ اور اس کے اہل و عیال سے وہ باغ چھین لیا۔ اس سبب سے خداوند عالم ان پر غضبناک

ہوا۔ جب بادشاہ سفر سے واپس آیا اور اس کی اطلاع اس کو دی گئی تو اُس نے اُس عورت سے کہا کہ تیرے یہ اچھا نہ کیا۔ تو خدا نے ایساں کو ان پر مبعوث فرمایا کہ اُن لوگوں کو خدا کی عبادت پر آمادہ کریں ان لوگوں نے حضرت کی تکذیب کی اور اپنے پاس سے بھگا دیا اور ان کو ذلیل و خوار کیا اور ان کو قتل کی دھمکی دی ایساں نے صبر کیا اور پھر ان لوگوں کو خدا کی طرف بلایا جس قدر ان کو خدا کی جانب دعوت دینے اور نصیحت کرنے ان کی سرکشی اور مفسدہ پر وازی بڑھتی جاتی۔ آخر خدا نے اپنی ذات اقدس کی قسم کھا کر فرمایا کہ اگر بادشاہ اور اس کی زن فاحشہ نے توبہ نہ کی تو دونوں کو ہلاک کر دیں گا۔ ایساں نے خدا کا یہ پیغام اُن کو پہنچا دیا تو اُن کو ایساں پر اور زیادہ غصہ آیا اور اُن کے مار ڈالنے اور عذاب و تکلیف میں مبتلا کرنے کا ارادہ کیا۔ ایساں ان کے شہر سے چلے گئے اور ایک بڑے پہاڑ پر پناہ لی۔ سات سال تک اسی جگہ درختوں کے پھل کھا کر زندگی بسر کی۔ خدا نے اُن کے قیام کی جگہ ان ظالموں سے پوشیدہ کر دی تھی۔ اسی اثناء میں بادشاہ کا بیٹا بیمار ہوا اور ایک سخت مرض میں مبتلا ہوا جس سے لوگ اس کی زندگی سے ناامید ہو گئے۔ وہ لڑکا بادشاہ کو سب سے زیادہ پیارا تھا۔ لوگ بُت پرستوں سے بُت کے پاس سفارش کرتے رہے کہ بادشاہ کے فرزند کو شفا بخشے مگر لڑکا اچھا نہ ہوا تو بادشاہ نے کچھ لوگوں کو پہاڑ کے نیچے بھیجا جس کے بارے میں گمان تھا کہ حضرت ایساں اُس پر رہتے ہیں وہ لوگ حضرت کو پکار کر التجا کرنے لگے کہ وہ نیچے آئیں اور اُس لڑکے کے واسطے دعا کریں۔ حضرت ایساں پہاڑ کے نیچے تشریف لائے اور ان لوگوں سے فرمایا کہ خدا نے تمہاری طرف اور تمام اہل شہر و بادشاہ کی طرف مجھ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ لہذا اپنے پالنے والے کا پیغام سنو وہ فرماتا ہے کہ بادشاہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ میں خدا ہوں میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ میں بنی اسرائیل کا پروردگار ہوں میں نے ہی ان کو پیدا کیا ہے اور میں ہی ان کو روزی دیتا ہوں ان کو زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں اور ہر طرح کا فائدہ و نقصان میرے اختیار میں ہے اور تو اپنے لڑکے کے لئے شفا میرے غیر سے طلب کرتا ہے۔ وہ لوگ بادشاہ کے پاس واپس آئے اور سارا قصہ بیان کیا بادشاہ کو یہ سن کر بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ جاؤ اور ایساں کو دیکھو اور ان کو باندھ کر میرے پاس لاؤ کیونکہ وہ میرا دشمن ہے وہ سب بولے کہ جب ہم نے ایساں کو دیکھا ایک قسم کا خوف ہمارے دلوں میں ان کی طرف سے پیدا ہوا اور ہم ان کو گرفتار نہ کر سکے۔ بادشاہ نے اپنے لشکر میں سے پچاس مضبوط بہادروں کو انتخاب کر کے کہا کہ جاؤ اور ایساں سے پہلے اظہار کرو کہ تم لوگ تم پر ایمان لائے ہیں تاکہ وہ تمہارے

نزدیک آئیں تو تم ان کو گرفتار کرو اور میرے پاس لاؤ۔ وہ پچاس اشخاص پہاڑ پر گئے اور ادھر ادھر متفرق ہو گئے اور بلند آواز سے ان کو پکارنے لگے کہ اسے پیغمبر خدا ہم آپ پر ایمان لائے ہیں آپ ہم سے آکر ملاقات کریں۔ اُس وقت حضرت الیاسؑ جنگل میں تھے ان کی آواز سن کر آپ کو لالچ ہوئی کہ شاید ایمان لائیں۔ دُعا کی کہ پالنے والے اگر یہ لوگ اپنے قول میں سچے ہیں تو مجھے اجازت دے کہ میں ان کے پاس جاؤں اور اگر یہ جھوٹے ہیں تو مجھ کو اُن کے شر سے محفوظ رکھ اور ایک آگ بھیج جو ان کو جلا دے۔ ابھی حضرت الیاسؑ کی دُعا تمام نہ ہوئی تھی کہ آگ اُن پر نازل ہوئی جس نے اُن سب کو جلا دیا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو اس کو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنی زوجہ کے کاتب کو جو مومن تھا طلب کیا اور ایک جماعت اس کے ساتھ کی اور کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم الیاسؑ پر ایمان لائیں اور توبہ کریں اور تم جاؤ اور اُن کو راضی کر کے لاؤ تاکہ ہماری ہدایت کریں اور جو کچھ خدا کو پسند ہو ہم کو تعلیم دیں اور اپنی قوم کو حکم دیا کہ بت پرستی ترک کر دیں۔ کاتب اس جماعت کو لے کر پہاڑ پر آیا اور حضرت الیاسؑ کو ندا کی حضرت نے کاتب کی آواز پہچانی۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ اپنے برادر ایمانی کے پاس جائیں سلام کریں اور اُس سے مصافحہ کریں۔ الیاسؑ اُن کے پاس آئے اُس کاتب نے بادشاہ کا سارا حال سنایا اور کہا کہ اگر میں جاتا ہوں اور آپ نہیں چلتے تو وہ مجھ کو قتل کر دے گا۔ خدا نے الیاسؑ پر وحی کی کہ جو کچھ بادشاہ نے تم کو پیغام بھیجا ہے سب مکر و جیل ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم پر قابو پائے اور قتل کر دے اس مومن سے کہہ دو کہ بادشاہ سے خوف نہ کرے میں اس کے فرزند کو موت بھیجتا ہوں۔ بادشاہ اُس کے غم میں مبتلا ہو جائے گا اور مومن کو کوئی گزند نہ پہنچا سکے گا۔ وہ مومن واپس گیا۔ جب وہ بادشاہ کے پاس پہنچا تو اس کے لڑکے کی حالت خراب ہو رہی تھی اور موت اُس کا گلہ پکڑ چکی تھی۔ بادشاہ ان لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ ایک مدت کے بعد جب بادشاہ کو غم فرزند سے کچھ فرصت ملی تو اس مومن سے حضرت الیاسؑ کے بارے میں دریافت کیا اُس نے جواب دیا کہ مجھے الیاسؑ نہیں ملے تھے۔ الیاسؑ اس کے بعد پہاڑ سے نیچے آئے اور ایک سال تک حضرت یونسؑ بن متی کے مکان میں پوشیدہ رہے اور جب حضرت یونسؑ پیدا ہوئے تو وہ پھر پہاڑ پر واپس چلے گئے اور اپنی جگہ پر مقیم ہو گئے۔ ان کے چلے جانے کے تھوڑے عرصہ بعد ماں نے حضرت یونسؑ کا دودھ چھوڑا دیا اور وہ فوت ہو گئے تو اُن کی ماں کو سخت صدمہ ہوا۔ وہ حضرت الیاسؑ کی تلاش میں

پہاڑ پر گئیں۔ جب تو کے بعد الیاسؑ سے ملاقات کی اور اپنے بیٹے کا قصد اُن سے بیان کیا اور کہا کہ خدا نے مجھے الہام کیا ہے کہ میں آپ کے پاس آؤں اور آپ کو اس کی بارگاہ میں شفیع قرار دوں تاکہ وہ میرے بچے کو زندہ کرے۔ میں نے یونسؑ کو اسی حال میں چھپا رکھا ہے۔ نہ اُس کے مرنے کی خبر کسی کو دی ہے اور نہ اس کو دفن ہی کیا ہے۔ الیاسؑ نے پوچھا کہ تمہارے فرزند کو مرے ہوئے کتنے دن ہوئے کہا سات روز غرض حضرت الیاسؑ سات روز کے بعد حضرت یونسؑ کے گھر پہنچے اور بارگاہ الہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور دعا میں بہت مبالغہ کیا تو خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے یونسؑ کو زندہ فرمایا۔ پھر الیاسؑ اپنی جگہ پر واپس چلے گئے۔ جب یونسؑ کی عمر چالیس سال ہوئی وہ اپنی قوم پر مبعوث ہوئے۔ اور جب حضرت الیاسؑ خانہ یونسؑ سے واپس گئے تو سات سال کے بعد خدا نے ان کو وحی کی کہ مجھ سے جو چاہو مانگو۔ میں عطا کروں گا۔ الیاسؑ نے عرض کی کہ پالنے والے مجھے دُنیا سے اٹھالے اور میرے آباؤ اجداد سے ملحق فرما کیونکہ بنی اسرائیل سے مجھے اذیت ہے اور میں تیرے سبب سے اُن کو دشمن رکھتا ہوں۔ خدا نے اُن کو وحی کی کہ اے الیاسؑ یہ موقع نہیں ہے کہ اس زمین اور اہل زمین کو تم سے خالی کروں۔ آج زمین کا قیام تمہارے سبب سے ہے اور ہر زمانہ میں میرا ایک خلیفہ زمین میں ہونا چاہیے۔ کوئی دوسرا سوال کرو۔ الیاسؑ نے عرض کی کہ خداوند اچھر میرا انتقام ان سے لے اور سات برس تک ان پر پانی نہ برسا مگر جبکہ میں سفارش کروں کیونکہ تیرے بارے میں وہ سب مجھ سے دشمنی رکھتے ہیں (الغرض الیاسؑ کی بد دعا کے بعد بارش رُک گئی) اور بنی اسرائیل میں قحط پڑا اور وہ بھوکے مرنے لگے تب انہوں نے سمجھا کہ یہ قہر حضرت الیاسؑ کی نفرین کے سبب سے ہے تو وہ لوگ حضرت کے پاس آئے اور فریاد کی اور کہا کہ ہم لوگ آپ کے فرمانبردار ہیں آپ جو حکم دیجئے بجالائیں۔ یہ معلوم کر کے الیاسؑ پہاڑ سے اترے اُن کے شاگرد حضرت یسعؑ ان کے ساتھ تھے بادشاہ کے پاس گئے۔ اُس نے کہا آپ نے بنی اسرائیل کو قحط میں فنا کر دیا الیاسؑ نے فرمایا اُسی نے ان کو ہلاک کیا ہے جس نے ان کو گمراہ کیا بادشاہ نے کہا اب دعا کیجئے کہ خدا پانی برسائے۔ جب رات ہوئی الیاسؑ کھڑے ہوئے اور دعا کی۔ اور حضرت یسعؑ سے فرمایا کہ آسمان کے چاروں طرف دیکھیں۔ یسعؑ نے کہا کہ کچھ ابر دیکھتا ہوں جو بلند ہو رہا ہے الیاسؑ نے فرمایا کہ بشارت ہو کہ بارش آ رہی ہے لوگوں سے کہہ دو کہ غرق ہونے سے اپنی اور اپنے اموال کی حفاظت کریں غرضیکہ

بارش ہوئی اور شادابی پھیلی اور قحط دور ہوا۔ حضرت الیاسؑ ایک مدت تک اُن میں رہے اور وہ لوگ بھی نیکی و شائستگی کے ساتھ بسر کرتے رہے۔ پھر سرکشی اور فساد کی طرف پلٹے اور حق الیاسؑ سے مُنکر ہو گئے اور اُن سے بناوٹ شروع کر دی۔ خدا نے ایک دشمن کو اُن پر مسلط فرمایا جو اچانک حملہ آور ہو کر اُن پر غالب آیا۔ بادشاہ اور اس کی زوجہ کو قتل کیا اور اُن کو اُسی مرد صالح کے باغ میں جس کی زوجہ کو قتل کیا تھا ڈال دیا۔ حضرت الیاسؑ نے یسوعؑ کو اپنا وصی مقرر کیا۔ الیاسؑ کو خدا نے پر عنایت فرمائے اور ان کو نگاہ خلق سے پوشیدہ کر کے آسمان پر اُٹھالیا۔ الیاسؑ نے اپنی عبا یسوعؑ کے لئے ہوا کے دریاں سے پھینک دی۔ حضرت یسوعؑ کو خدا نے بنی اسرائیل کا پیغمبر قرار دیا اور ان پر وحی نازل فرمائی اور اُن کو تعزیت دی۔ بنی اسرائیل آپ کی تعظیم کرتے تھے اور آپ کے اخلاقِ حسنہ سے ہدایت حاصل کرتے تھے۔

حدیث معتبر میں مفضل بن عمرؓ سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت امام جعفر صادقؑ کے در دولت پر حاضر ہوئے اور اجازت چاہی تو ہم نے حضرت کی آواز سنی کہ کسی زبان میں گفتگو فرما رہے ہیں جو عربی نہ تھی اور ہم کو گمان ہوا زبان سریانی ہے۔ پھر حضرت بہت روئے اور ہم بھی حضرت کے رونے پر روئے پھر ایک غلام باہر آیا اور اُس نے اجازت دی تو ہم لوگ اندر داخل ہوئے۔ میں نے عرض کی کہ حضور پر خدا ہوں ہم نے آپ کی آواز دروازہ پر سنی۔ آپ ایسی زبان میں گفتگو فرما رہے تھے جو عربی نہ تھی ہم نے سمجھا کہ وہ سریانی زبان ہے اور آپ نے گریہ فرمایا تو ہم بھی روئے۔ حضرت نے فرمایا کہ ہاں مجھے حضرت الیاسؑ پیغمبر یاد آئے وہ بنی اسرائیل کے عبادت گزار پیغمبروں میں سے تھے اور یہ دعا جو وہ سجدے میں پڑھا کرتے تھے میں نے پڑھی اور حضرت نے زبان سریانی میں وہ پڑھنا شروع کی۔ خدا کی قسم میں نے علمائے یہود و نصاریٰ میں سے کسی کو اس فصاحت سے پڑھتے ہوئے کبھی نہ دیکھا تھا۔ وہ دعا حضرت نے عربی میں ہمارے لئے ترجمہ فرمائی جو سجدہ میں حضرت الیاسؑ پڑھتے تھے۔ اَتَرَكَ مَعِيَ فِي وَقْدٍ اَصْمَاتُ لَكَ هُوَ اَجْرِي اَتَرَكَ مَعِيَ فِي وَقْدٍ عَقْرُوتُ لَكَ فِي التُّرَابِ وَجْهِي اَتَرَكَ مَعِيَ فِي وَقْدٍ اَجْبَبْتُ لَكَ الْمُعَاصِي اَتَرَكَ مَعِيَ فِي وَقْدٍ اسْفَهْتُ لَكَ كَيْسِي۔ یعنی آیا تو مجھ پر عذاب کرے گا اور دیکھے گا حالانکہ میں تیرے لئے گرم ہواؤں میں روزہ رکھ کر پیاسا رہا ہوں۔ کیا تو دیکھے گا مجھ پر عذاب کرے گا حالانکہ میں نے اپنا منہ تیرے سامنے خاک پر رگڑا ہے۔ کیا تو دیکھے گا مجھ پر عذاب

کر کے حالانکہ میں نے اپنی راتیں تیری یاد میں بجاالت بیداری گزاری ہیں (حضرت ایساؑ نے جب یہ دعا پڑھی تو امام نے فرمایا کہ) خدا نے ان کو وحی کی کہ سرسجدہ سے اٹھاؤ کہ میں تم پر عذاب نہ کروں گا۔ حضرت ایساؑ نے مناجات شروع کی کہ پروردگار! تو اگر فرماتا ہے کہ میں عذاب نہ کروں گا اور (میرے اعمال کے سبب) تو عذاب میں مبتلا فرمائے تو کیا ہو گا کیا میں تیرا بندہ اور تو میرا پروردگار نہیں ہے خدا نے فرمایا کہ مہراٹھاؤ میں نے جو وعدہ کیا ہے ضرور وفا کروں گا۔ دوسری حدیث معتبرہ میں بعینہ یہی قصہ حضرت امام محمد باقرؑ سے موسیٰ بن اکیل نے روایت کی ہے اور اس میں بجائے ایساؑ کے الہا بیان کیا ہے۔

دوسری حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ تم کو کرفس (اجوائن کے قسم کی ایک دوا جس کی بو ناگوار اور تیز ہوتی ہے جس کو اجمود ولایتی بھی کہتے ہیں) کھانا گوارا ہو وہ ایساؑ۔ یسوعؑ اور یوشعؑ بن نونؑ کی غذا تھی۔

حدیث معتبرہ میں امام محمد تقیؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار امام محمد باقرؑ طواف میں تھے ناگاہ ایک شخص اُن حضرت سے ملا اور حضرت کا طواف قطع کر کے ایک مکان میں لے گیا جو کوہ صفا کے پہلو میں تھا۔ اُن حضرت نے کسی کو بھیج کر مجھے بھی بلا لیا۔ وہاں ہم تین اشخاص کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ اُس شخص نے مجھ سے کہا اے فرزند رسولؐ! مرجا آپؐ خوب آئے اور اپنا ہاتھ میرے سر پر پھیر کر بولا کہ اے امین خدا آپ کے علوم و کمالات میں خدا برکت دے پھر میرے پدر بزرگوار کی جانب رخ کر کے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو خود مجھے خبر دیں یا چاہیں تو میں خبر دوں۔ یا آپ مجھ سے سوال کریں یا میں آپ سے سوال کروں اگر چاہیں تو مجھ سے بیچ فرمائیں میں بیچ کہوں میرے پدر نے فرمایا میں سب طرح راضی ہوں۔ اُس نے کہا اچھا میں جس وقت آپ سے سوال کروں آپ ہرگز زبان سے کوئی ایسی چیز نہ کہیں گے کہ جس کے علاوہ آپ کے دل میں کوئی اور چیز ہو۔ میرے پدر نے فرمایا ایسا وہ کرتا ہے جس کے پاس دو علم ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہیں اور اُس کا علم از روئے اجتہاد و گمان ہوتا ہے لیکن علم خدا میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا اُس نے کہا میرا سوال یہی تھا جس کے متعلق کچھ آپ نے بیان فرما دیا اب مجھے یہ بتائیے کہ وہ علم جس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کون جانتا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ تمام علم خدا کو ہے اور اُس میں جس قدر لوگوں کے لئے ضروری ہے پیغمبروں کے اوصیا کے پاس ہے۔ یہ سن کر اُس مرد نے اپنے چہرہ سے نقاب الٹ دی اور درست ہو کر بیٹھ گیا اور بہت خوش و مسرور ہوا اور کہا میں یہی

حضرت ایساؑ کا انصار امام آغا خان سے ہوتا۔

چاہتا تھا اور اسی لئے آیا ہوں۔ آپ نے کہا ہے کہ جس قدر علم لوگوں کے ضروری ہے اوصیا کو حاصل ہے پس فرمائیے کہ اوصیا کس طرح جانتے ہیں فرمایا اُسی طریقہ سے جیسے کہ پیغمبر کو خدا سے حاصل ہوتا تھا۔ ان کو الہام ہوتا ہے اور وہ فرشتہ کی آواز سنتے ہیں لیکن پیغمبر گفتگو کے وقت ان کو دیکھتا ہے اور وہ (اوصیا) نہیں دیکھتے اس لئے کہ وہ پیغمبر ہوتا ہے اور یہ لوگ محدث ہیں یعنی ملک کے کہے ہوئے کلام کے متکلم۔ اور پیغمبر کو معراج ہوتی ہے وہ کلام خدا بنیہ کسی واسطہ کے سنتا ہے اور اوصیا کو یہ صورت نہیں حاصل ہے اُس شخص نے کہا اے فرزند رسول! آپ نے سچ فرمایا اب ایک دشوار مسئلہ پوچھتا ہوں فرمائیے کہ علم اوصیا کیوں اس وقت پوشیدہ ہے اور کیوں وہ تفتیح کرتے ہیں اور اپنے علم کو اُسی طرح ظاہر کیوں نہیں کرتے جیسے پیغمبر ظاہر کرتے تھے۔ یہ سن کر میرے پدر بزرگوار ہنسنے اور فرمایا کہ خدا نہیں چاہتا کہ اپنے علم پر کسی کو مطلع کرے سوائے اُس کے کہ جس کے دل کو ایمان کے ذریعہ آزمایا چکا ہے چنانچہ برسوں حضرت رسالت مآبؐ نے مکہ میں خدا کے حکم سے قوم کی زیادتیوں پر صبر فرمایا اور ان کو اجازت نہ بخشی کہ وہ کفار سے جہاد کریں اور مدقوں اپنے دین اور پیغمبر ہی کو حضرت نے اپنی قوم سے پوشیدہ رکھا۔ یہاں تک کہ خدا نے ان کو وحی کی کہ ظاہر کرو اور علانیہ بیان کرو جو کچھ خدا نے حکم دیا اور مشرکین سے اعراض کرو۔ خدا کی قسم اگر پہلے ہی کہتے تو تکلیفوں سے محفوظ رہتے لیکن اس لئے صبر کیا کہ چاہتے تھے کہ ایسے وقت اعلان کریں جب وہ لوگ آپ کی اطاعت کریں حضرت کو ان کی مخالفت کا خوف تھا اس لئے ابتدا ہی میں آپ نے اعلان نہ فرمایا اور ہم بھی اپنے علم کا اظہار اس لئے نہیں کرتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ لوگ ہماری اطاعت نہیں کریں گے اور ہم کو خدا کی جانب سے حکم نہیں ہے کہ ہم اُن سے جہاد کریں میں چاہتا ہوں کہ وہ وقت تم اپنی آنکھوں سے دیکھو جبکہ ہمدی امت ظاہر ہوں اور ملائکہ تلواروں سے آل داؤد کو قتل کریں اور ہوا میں کافران گذشتہ کو عذاب کریں اور اُن کے ہم خیال لوگوں کی رُوحوں کو ان کے منہ اور دانتوں سے ملائیں پس اُس شخص نے اپنی تلوار نکالی اور کہا کہ یہ ہمیشہ بھی انہیں شمشیروں میں سے ہے (جن سے اُن کافروں سے جہاد کیا جائیگا) اور میں بھی اُن حضرت کے انصار میں سے ہوں گا حضرت نے فرمایا ہاں اُس خدا کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام خلق سے برگزیدہ فرمایا ہے ایسا ہی ہے جیسا تم کہتے ہو اس کے بعد اُس مرنے لقا پر پھر اپنے چہرہ پر ڈالی اور کہا میں الیاسؑ ہوں۔ میں نے جو کچھ آپ سے پوچھا وہ سب جانتا ہوں اور آپ کو پہچانتا ہوں

لیکن میں چاہتا تھا کہ (ان سوالات سے) آپ کے اصحاب کے ایمان میں تقویت پہنچے۔ پھر بہت سے سوالات حضرت سے کئے اور اُٹھ کر غائب ہو گئے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں مذکور ہے کہ جناب رسالتؐ نے زید بن ارقم سے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خداوند عالم تم کو ڈوبنے جلنے اور نمرہ لگے میں پھنسنے سے بے خوف کر دے تو صبح کے وقت یہ دعا پڑھا کرو۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السُّوءَ إِلَّا اللّٰهُ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَسُوْقُ الْخَيْرَ إِلَّا اللّٰهُ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ مَا يَكُوْنُ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَسُوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ۔ جو شخص تین بار صبح کو یہ دعا پڑھے شام تک محفوظ رہے گا اور جو شخص شام کے بعد تین بار پڑھے صبح تک تمام بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔ (پیغمبرؐ نے فرمایا کہ) جناب خضر و الیاس علیہم السلام ہر زمانہ حج میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور رخصت ہوتے وقت ان کلمات کو کہہ کر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔ ۱۷

حضرت صادقؑ سے بلند موثق منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں ایک شخص ایسا نامی تھے وہ بنی اسرائیل کے چار سوا افراد کے سرور تھے۔ بنی اسرائیل کا بادشاہ بُت پرستوں کی ایک عورت پر عاشق ہوا جو بنی اسرائیل کے علاوہ تھی۔ بادشاہ نے خواستگاری کی اُس عورت نے کہا کہ اس شرط پر تیرے عقد میں آؤں گی کہ تو اجازت دے کہ میں

۱۷ مولف فرماتے ہیں کہ اس حدیث اور حدیث سابق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت الیاسؑ حضرت خضرؑ کی طرح زمین پر ہیں اور زندہ ہیں اور تا ظہور حضرت صاحب الامرؑ زندہ رہیں گے اور اس کی موید وہ روایت ہے۔ جو شیخ محمد بن شہر آشوب نے عوام کے طریقہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسولؐ خدا نے پہاڑ کی چوٹی سے ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا تھا کہ خداوند مجھ کو پیغمبر آخر الزمان کی اُمت مرحوم و نامر؟ سے قرار دے۔ یہ سن کر حضرت پہاڑ پر تشریف لے گئے وہاں ایک شخص کو دیکھا جس کے تمام بال سفید ہو گئے تھے۔ اُس کا قد تین سو ہاتھ لمبا تھا جب اُس نے پیغمبرؐ کو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور حضرت کی گردن میں ہاتھ ڈال دیئے اور کہا میں سال میں ایک مرتبہ کچھ کھاتا ہوں اور یہ میرے کھانے کا وقت ہے ناگاہ ایک خوان آسمان سے اُترا جس میں قسم قسم کے کھانے تھے۔ جناب رسولؐ خدا نے اُس بزرگ کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ وہ حضرت الیاسؑ پیغمبر تھے۔ ۱۷

ذبح جلے اور لڑکے میں پھنسنے سے حفاظت کی دعا۔ رسالت حضرت الیاسؑ

اپنے بت کو بھی تیسرے شہر میں لا کر اس کی پرستش کرتی رہیں۔ بادشاہ نے انکار کیا لیکن دوبارہ خط و کتابت کی پھر بھی وہ عورت بغیر اس شرط کے راضی نہ ہوئی تو آخر بادشاہ نے اُس کی شرط قبول کر لی اور اُس سے عقد کر لیا اور اُس عورت کو مع اُس کے بت کے اپنے شہر میں لایا وہ عورت آٹھ سو بت پرستوں کو بھی اپنے ساتھ لائی جو اُس کے شہر میں اس بت کی پرستش کرتے تھے۔ اس وقت ایسا اُس بادشاہ کے پاس آئے اور کہا خدا نے تجھ کو بادشاہ بنایا اور تیری عمر دراز کی اور تو اُس سے بغاوت و سرکشی کرتا ہے بادشاہ نے ایسا کی باتوں پر کچھ توجہ نہ کی تو ایسا نے اُس پر نفرین کی کہ خدا ایک قطرہ باران کا اُن پر نہ برسائے تین سال تک اُن میں شدید قحط پڑا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے اپنے چوپایوں کو ذبح کر کے کھا لیا۔ اور سوائے ایک ٹٹو کے کوئی چوپایہ بچا جس پر بادشاہ سوار ہوتا تھا۔ بادشاہ کا وزیر مسلمان تھا اور حضرت الیاسؑ کے اصحاب وزیر کے پاس ایک سرداب میں پوشیدہ تھے وہ ان کو کھلاتا تھا۔ خدا نے حضرت الیاسؑ پر وحی کی کہ جا کر بادشاہ کو سمجھاؤ میں چاہتا ہوں کہ اُس کی توبہ قبول کروں۔ ایسا بادشاہ کے پاس گئے اُس نے کہا بنی اسرائیل کے ساتھ آپ نے کیا کیا سب کو مار ڈالا۔ ایسا نے فرمایا کہ میں جو کچھ حکم تجھے دوں اُس کی اطاعت کرے گا۔ بادشاہ نے کہا ہاں ایسا نے اُس سے عہد و اقرار لیا۔ پھر اپنے اصحاب کو جو پوشیدہ تھے باہر لائے اور دو کام کر کے خدا کا تقرب حاصل کیا۔ قربانی کی اور زن بادشاہ کو طلب کر کے قتل کیا اور اُس کے بت کو جلا دیا۔ بادشاہ نے خوب توبہ کی اور لباس مومنین کا پہنا تو خداوند عالم نے اُن سے قحط کو دور فرمایا۔ اُن پر بارش بھیجی اور اُن کے درمیان فراوانی ہوئی۔

بند مثنوی حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے جو آپ نے جاثلیق نصرانی سے اثنائے گفتگو میں فرمایا تھا اور اُس پر ہجرت تمام کی تھی کہ اگر حضرت عیسیٰؑ کو تم لوگ اس لئے خدا کہتے ہو کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کیا وغیرہ وغیرہ تو حضرت یسوعؑ کو بھی خدا کیوں نہیں کہتے کیونکہ یسوعؑ پانی پر چلتے تھے۔ مردے کو زندہ کرنے تھے اندھے اور مبروں کو اچھا کرتے تھے۔ لے

لے مولف فرماتے ہیں ممکن ہے کہ ایسا اور الیاسؑ ایک ہی رہے ہوں اس لئے کہ اُن کے حالات اور نام ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور ادب اب تفسیر و تاریخ نے ایسا کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے اور شیخ طبرسی (بقیہ ص ۵۸ پر)

باب سترھواں

حضرت ذوالکفلؑ کے حالات

بند مقبرہ امام زادہ عبدالعظیمؑ سے منقول ہے کہ انہوں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے لکھ کر دریافت کیا کہ ذوالکفلؑ کا کیا نام تھا اور وہ پیغمبر تھے یا نہیں امام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر خلق پر مبعوث فرمائے اُن میں سے تین سو تیرہ مرسل تھے انہی میں ذوالکفلؑ بھی تھے اور وہ سلیمان ابن داؤدؑ کے بعد مبعوث ہوئے اور انہی کی شریعت کے مطابق تبلیغ کرتے تھے انہوں نے سوائے دینی معاملات کے کسی امر میں کبھی غصہ نہ کیا اُن کا نام عوبد یا تھا اور وہ وہی ہیں جن کا ذکر حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ یاد کرو اسمعیلؑ و ذوالکفلؑ و یسٰعؑ کو اُن میں سے ہر ایک نیک بندوں میں تھے۔

ابن بابویہ نے دوسری سند سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے ذوالکفلؑ کا حال جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا۔ فرمایا وہ حضرموت کے رہنے والے تھے ان کا نام عوبد یا تھا اُن کے والد کا نام اوریم تھا اُن کے پہلے یسٰعؑ پیغمبر تھے انہوں نے ایک روز کہا کہ میرا خلیفہ کون ہو گا جو میرے بعد لوگوں کی ہدایت کرے اس شرط کے ساتھ کہ

(بغیۃ حاشیہ ص ۵۶۷) نے فرمایا ہے کہ علماء نے ایساؑ کے بارے میں اختلاف کیا اور کہا ہے کہ وہ ادیس ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ ہارون پسر عمران کی نسل سے تھے اور یسٰعؑ کے چچا کے بیٹے تھے اور بنی اسرائیل کے پیروں میں سے تھے اور اُن کے باپ بسیر فحاص کے بیٹے تھے پسر ہارون ابن عمران کے علاوہ - مشہور یہی ہے اور وہ حزقیلؑ پیغمبر کے بعد مبعوث ہوئے جبکہ وہ آسمان پر چلے گئے یسٰعؑ پیغمبر مبعوث ہوئے بعض کہتے ہیں کہ ایساؑ صحرا میں بھٹکے ہوؤں کی رہنمائی کرتے ہیں اور کمزوروں کی مدد کرتے ہیں اور خضر علیہ السلام دریاؤں کے جزیروں میں (لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں) اور عرفات میں روز عرفہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ ایساؑ ہی ذوالکفلؑ ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ خضر و ایساؑ ایک ہی ہیں بعض کہتے ہیں کہ یسٰعؑ انطوب کے فرزند ہیں جن کو اہل العجز کہتے ہیں - ۱۷

کبھی غصہ میں نہ آئے۔ دوسری روایت کے مطابق یہ شرط تھی کہ دنوں کو روزہ رکھے اور راتیں عبادت میں بسر کرے اور کسی پر غصہ نہ کرے یہ سن کر عوید یا اُسٹھ کھڑے ہوئے اور کہا میں حاضر ہوں۔ تو یسوعؑ نے پھر ان شرطوں کو دوہرایا۔ پھر وہی کھڑے ہوئے اور کہا میں عمل کروں گا۔ غرض کہ جب یسوعؑ نے رحلت فرمائی تو خدا نے عوید یا کو ان کے بعد پیغمبر بنایا وہ دن کے ابتدائی حصہ میں لوگوں کے درمیان حکم کرتے تھے ایک روز شیطانؑ نے اپنے مریدوں سے کہا کہ کون ہے تم میں جو ان کو اپنے عہد سے منحرف کرے اور غصہ دلائے۔ ایک شیطان ابیض نامی نے کہا میں یہ کام کروں گا۔ ابلیس نے کہا جا اور کوشش کر شاید تو ان کو غصہ میں لائے۔ جب ذوالکفلؑ لوگوں کے معاملات سے فارغ ہوئے اور اپنے دولتخا نہ پر جا کر آرام میں مشغول ہوئے۔ ابیض آ کر چلانے لگا کہ مجھ پر ظلم کیا گیا ہے۔ حضرت نے اُس سے فرمایا جا جس نے تجھ پر ظلم کیا ہے اُس کو بلا لا اس نے کہا وہ میرے کہنے سے نہیں آئے گا۔ حضرت نے اپنی انگشتی اُس کو دی کہ یہ نشانی میری اس کو دکھا کر بلا لا۔ ابیض انگوٹھی لے کر چلا گیا اور حضرت ذوالکفلؑ آج آرام نہ کر سکے۔ رات کو بھی نہ سوئے دوسرے روز جب لوگوں کے معاملات سے فارغ ہوئے اور جا کر چاہا کہ سو رہیں ابیض ملعون آیا اور فریاد کی کہ مجھ پر ظلم ہوا اور ظالم کے پاس میں آپ کی انگوٹھی لے گیا تھا اُس نے قبول نہ کیا اور آنے کے لئے راضی نہیں ہوتا۔ حضرت ذوالکفلؑ کے دربان نے کہا کہ اس وقت جاؤ حضرت آرام کر رہے ہیں۔ کیونکہ کل تمام دن اور رات بھی نہیں سوئے ہیں ابیض نے کہا کہ یہ نہیں ہو گا میں مظلوم ہوں اور چاہیے کہ میرا انصاف کیا جائے۔ یہ سن جا جب اُس نے حضرت ذوالکفلؑ کو اطلاع دی۔ حضرت نے ایک خط لکھ کر دیا کہ وہ اپنے دشمن کو دکھا کر حاضر کرے۔ وہ خط لے کر چلا گیا اور حضرت آج بھی نہ سو سکے اور رات عبادت میں گذاری۔ جب دوسرے روز خلق خدا کے امور سے فرصت ملی اور آرام کے لئے بستر پر لیٹے ہی تھے کہ ابیض اُسی وقت آیا اور چلانے لگا کہ آپ کے خط کو بھی اُس نے نہیں مانا اور آنے پر راضی نہیں ہوا۔ آنحضرتؐ یہ سن کر اٹھے اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ اُس روز گرمی سخت تھی کہ اگر دھوپ میں گوشت ڈال دیا جاتا تو بھجن جاتا۔ ابیض نے حضرت کا یہ صبر جب دیکھا تو ناامید ہو گیا کہ آپ پر اُس کا قابو نہیں چل سکتا حضرت کا ہاتھ چھوڑ کر بھاگا اور غائب ہو گیا۔ اسی سبب سے ان حضرت کو ذوالکفلؑ کہتے ہیں کہ آپ وصیت حضرت یسوعؑ کے متکفل

ہوئے اور عمل میں لائے اور خدا نے اُن کے حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بیان کیے تاکہ آنحضرتؐ بھی صبر فرمائیں اُن تکلیفوں پر جو امت سے اُن پر پہنچیں جیسا کہ اُن سے قبل پیغمبروں نے صبر کیا۔

شیخ طبرسیؒ نے کہا کہ مفسرین نے ذوالکفلؑ کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ مرد صالح تھے پیغمبر نہ تھے لیکن پیغمبری کے لئے تکفل ہوئے کہ دنوں کو روزہ رکھیں اور راتوں کو عبادت کریں اور غصہ میں نہ آئیں اور حق پر کاربند رہیں۔ حضرت ذوالکفلؑ نے اس پر پورا پورا عمل کیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ وہ پیغمبر تھے جن کا نام ذوالکفلؑ تھا یا اُن کو ذوالکفلؑ کہا ہے اس لئے کہ خدا نے اُن کے ثواب کو دونا کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ الیاسؑ تھے اور بعض کے نزدیک وہ یسوعؑ پسرا خطوب تھے جو الیاسؑ کے ساتھ تھے اور یہ ذوالکفلؑ جن کا ذکر خدا نے قرآن میں کیا ہے اُن کے علاوہ تھے بلکہ

اسے مولف فرماتے ہیں کہ ثعلبی کا قول ہے کہ ذوالکفلؑ ایوب صابرؑ کے فرزند ہیں خدا نے ان کو پدر بزرگوار کے بعد ان گوارا رسالت بہر مبعوث کیا اور اہل روم کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ اُن پر ایمان لائے اور ان حضرت کی تصدیق اور پیروی کی تو خدا نے ان کو جہاد کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ لے ہمارے بشیر ہم دنیا کی زندگی کو دوست رکھتے ہیں اور مرنا نہیں چاہتے اور اس حال میں یہ نہیں چاہتے کہ خدا و رسول کی معصیت کریں۔ آپ خدا سے دعا کریں کہ جب ہم ہم نہ چاہیں ہم کو موت نہ آئے۔ تاکہ خدا کی عبادت کریں اور اس کے دشمنوں سے جہاد کریں۔ بشیر نے اُٹھ کر نماز ادا کی اور مناجات کی کہ پالنے والے تو نے مجھے حکم دیا کہ تیرے دشمنوں سے جہاد کروں۔ میں اپنے نفس کا مالک ہوں اور تو جانتا ہے کہ میری قوم کیا کہتی ہے لہذا ان کے گناہ کے عوض مجھ سے مواخذہ نہ کیجیو۔ اس لئے کہ میں تیری خوشنودی کی طرف تیرے غضب سے اور تیرے عفو و کرم کی طرف تیرے عذاب سے بچا ہوا ہوں۔ تو خدا نے ان کو وحی کی کہ میں نے تمہاری بات سنی اور جو کچھ وہ لوگ چاہتے ہیں میں نے اُن کو دیا۔ وہ جب تک موت خود سے طلب نہ کریں گے ان کو موت نہ آئے گی۔ تم ان کی کفالت میری جانب سے کرو۔ انہوں نے خدا کی رسالت قوم تک پہنچائی۔ اسی وجہ سے ان کو ذوالکفلؑ کہتے ہیں۔ غرض ان میں تو والد و تناسل کا سلسلہ جاری رہا اور اپنی کثرت پر ان کو بے حد اذیت ہونے لگی۔ پھر اپنے بشیر (نبی) سے التجا کی کہ خدا سے دعا کریں کہ اُن کی حالت بطور سابقہ کر دے (یعنی جس طرح وفات کا سلسلہ جاری تھا پھر قائم ہو جائے) خدا نے بشیر کو وحی کی کہ تمہاری قوم نے نہیں سمجھا تھا کہ جو کچھ ان کے لئے میں نے مصلحت دیکھا اور اختیار کیا بہتر ہے اس سے جو کچھ وہ لوگ خود اپنے لئے بہتر سمجھتے ہیں۔ پھر خدا نے اُن کو پہلی سی حالت پر قائم کر دیا کہ اپنی موت سے مرتے تھے۔ اسی سبب سے روم والے تمام گروہوں سے زیادہ ہونے لگے (بقیہ حاشیہ ص ۵۷۱ پر)

حضرت ذوالکفلؑ کی قوم کا ہیش کے مطابق حضرت کا لقب کرنا اور چکنا نا اور پھر خدا پر اپنے حالات پر غور نہ کرنا ہونا۔

باب اٹھارواں

حضرت لقمان کے حالات اور ان کی حکمت کا تذکرہ

خداوند عالم نے حضرت لقمان کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے کہ یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی اور کہا کہ خدا کا شکر کرو اور جو بھی شکر کرتا ہے وہ اپنے نفع کے واسطے کرتا ہے اُس کا نفع خدا کو نہیں پہنچتا اور جو کفرانِ نعمت کرتا ہے (تو وہ خدا کا کچھ نقصان نہیں کرتا بلکہ خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے) اور خدا تو شکر کرنے والوں کے شکر سے اور عبادت کرنے والوں کی عبادت سے بے نیاز اور ہر حال میں حمد کے لائق ہے۔ اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جبکہ وہ اس کو نصیحت کر رہے تھے کہ اے میرے پیارے فرزند کسی کو خدا کا شریک مت قرار دینا کیونکہ یہ اپنے اوپر ظلمِ عظیم ہے۔ اے فرزند تیری نیکی یا بدی اگر رانی کے دانہ کے برابر بھی ہوگی خدا اس کو قیامت میں (ضرور) حاضر کرے گا اور اس کا حساب تجھ سے لے گا بیشک خدا الطیف یعنی صاحبِ لطف و کرم ہے یا اُس کا علم امور کے لطائف پر محیط ہے اور وہ خبیر ہے یعنی اُس کا علم ہر پوشیدہ سے پوشیدہ شے تک پہنچا ہوا ہے اے میرے فرزند ناز کو قائم رکھو اور لوگوں کو نیکی کا علم کرو اور بدی سے باز رکھو اور جو کچھ بلائیں تم پر نازل ہوں اُن پر صبر کرو اس لئے کہ یہ سب ایسے امور ہیں کہ جن کی رعایت خدا نے لوگوں پر لازم قرار دے دی ہے اور لوگوں کی طرف سے غرور کے ساتھ اپنا رخ نہ پھیر لینا اور زمین پر سرکشی کے ساتھ اتراتے ہوئے نہ چلنا اس لئے کہ خدا اُس شخص کو دوست نہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۰) مولف فرماتے ہیں کہ ہم نے کتاب کی ابتداء میں ایک حدیث نقل کی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ذوالکفل یثرب ہیں اور اس بارے میں جو روایت شروع میں ہم نے لکھی ہے وہ زیادہ مجتہد ہے۔ اس قصہ کو انشاء اللہ ہم کتاب کے آخر میں بعنوان حدیث ایراد کریں گے۔ لیکن حدیث میں یہ ہے کہ کسی پیغمبر سے ایسا سوال ان کی قوم نے کیا تھا لیکن اُس میں پیغمبر کا تعین نہیں ہے۔ مسعودی نے مروج الذهب میں لکھا ہے کہ عزراؑ ایسا۔ ذوالکفلؑ اور ایوبؑ سب حضرت سلیمانؑ کے بعد اور حضرت عیسیٰؑ سے پہلے گذرے ہیں۔ اُس حدیث سے ذوالکفلؑ کے بارے میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور ہم نے شہرت کے موافق ان کا ذکر اس جگہ کیا ہے۔ ۱۲

حضرت لقمان کی آیت قرآنیہ کی تفسیر

رکھتا جو تکبر و شیخی کے ساتھ چلتا ہے۔ اور لوگوں پر فخر کرتا ہے۔ اور مہمانہ روی اختیار کرو نہ بہت تیز نہ بالکل آہستہ۔ اور اپنی آواز پست رکھو۔ چلا کر باتیں نہ کرنا کیونکہ بدترین آواز گدھے کی آواز ہے۔ پٹ سورہ لقمان آیتیں ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ تا ۱۹۔

شیخ طبرسی نے ذکر کیا ہے کہ لقمان کے بارے میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ وہ حکمت ہائے ربانی کے عالم تھے پیغمبر تھے بعض کہتے ہیں کہ وہ پیغمبر تھے ان کے علاوہ مفسر و مفسر نے کہا ہے کہ لقمان باغور کے فرزند تھے از کے قبیلہ سے۔ اور ایوب کی بہن کے یا خالہ کے فرزند تھے اور حضرت داؤد کے زمانہ تک زندہ رہے اور ان سے علم حاصل کیا۔

بند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خدا نے حضرت لقمان کو ان کے حسب، مال، اہل یا جسم ہونے کے سبب سے یا ان کے حسن و جمال کے سبب سے حکمت نہیں عطا کی تھی بلکہ وہ عبادت و تابعداری میں مستحکم اور اس کی نافرمانی سے بدہیز کرنے والے تھے۔ وہ ایک مرد خاموش تھے بجز کلام حکمت کے گفتگو نہ کرتے نہایت مطمئن دل والے نہایت غور و فکر کرنے والے تھے ان کی نگاہیں عبرت حاصل کرنے میں بہت تیز تھیں۔ دوسروں کی نصیحت سے وہ مستغنی تھے۔ دن میں کبھی نہ سوتے کسی نے ان کو عام عادت کے موافق پانچاں پیشاب کرتے یا نہاتے نہیں دیکھا کیونکہ وہ یہ تمام امور لوگوں سے پوشیدہ ہو کر بجا لاتے۔ ان کی نگاہ گہری تھی مگر لوگوں کے پوشیدہ امور پر ہرگز مطلع ہونا پسند نہ کرتے اور اپنے گناہ کے خوف سے کبھی کسی بات پر نہ ہنستے اور نہ کبھی اپنے لئے کسی پر غصہ کرتے انہوں نے نہ کسی سے کبھی مزاح کیا نہ وہ کبھی امور دنیا کے حاصل ہو جانے پر خوش ہوئے نہ ضائع ہونے پر رنجیدہ ہوئے۔ بہت سی عورتوں سے شادی کی اور آپ کے بہت اولاد ہوئی۔ ان میں سے اکثر بچے مر گئے نہ ان کی زیادتی کا حساب کیا نہ کسی کے مرجانے پر روتے اور ہرگز دو اشخاص کو لڑتے جھگڑتے دیکھ کر ان سے علیحدہ نہ ہوئے جب تک ان میں مصالحت نہ کرادی اور وہ لڑنے والے جب تک ایک دوسرے سے الگ نہ ہو گئے۔ اور ہرگز کسی نیک بات کو جس سے وہ خوش ہوئے کسی سے نہ سنا مگر یہ کہ اس کے معافی و مطالب بھی اُس سے دریافت کر لیتے۔ اور یہ بھی دریافت کر لیتے کہ اُس نے یہ بات کس سے سنی۔ زیادہ ترقی، حکما اور عقلمندوں کے پاس بیٹھتے اور قاضیوں اور بادشاہوں اور سلاطین کے پاس ان کے حالات سے عبرت حاصل کرنے کے لئے جایا کرتے۔ قاضیوں کے حالات معلوم کر کے ان پر لطف و مہربانی کرتے ان حالات کے

سبب جن میں وہ اپنے عہدے کے لحاظ سے مبتلا رہا کرتے راوہ بادشاہوں پر رحم کرتے اس لئے کہ (وہ اپنی نادانی کے سبب) خدا سے مفرو را و راحت دنیا پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اُن کے حالات سے نصیحت حاصل کرتے اور اُن کے ناشائستہ امور میں سے چند باتوں کو یاد رکھتے تھے جن کے ذریعہ سے حضرت اپنے نفس پر غالب آتے تھے اور اپنی خواہشوں کے ساتھ جہاد کرتے اور شیطان کے مکر سے پرہیز کرتے اور اپنے دلوں کے درووں کا علاج تفکر سے کرتے اور نفس کی بیماریوں کا علاج دنیا والوں کے احوال سے عبرت حاصل کر کے کیا کرتے۔ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرتے جب تک کہ کسی امر سے اُن کو فائدہ پہنچنے کی امید نہ ہوتی۔ انہی وجوہ سے خدا نے اپنی حکمتیں ان کو عطا کیں اور ان کو گناہوں سے معصوم قرار دیا اور خدا نے کچھ فرشتوں کو دن کے درمیان فی حصہ میں جبکہ لوگ قیلو لہ میں مشغول تھے لقمانؑ کے پاس بھیجا۔ فرشتوں نے ان کو ندا دی اس طرح کہ لقمانؑ نے ان کی آواز سنی مگر ان کو نہیں دیکھا۔ فرشتوں نے کہا اے لقمانؑ تم چاہتے ہو کہ خداوند عالم تم کو اپنا خلیفہ بنائے۔ تاکہ تم لوگوں کے امور کا فیصلہ کیا کرو۔ لقمانؑ نے کہا کہ اگر خداوند عالم مجھ کو حکم دیتا ہے تو اس کی اطاعت کروں گا کیونکہ اگر اس کے حکم سے میں قبول کروں گا تو وہ میری مدد کرے گا اور جو کچھ اُس عہدے کے لئے ضروری ہے مجھ کو تعلیم دے گا اور مجھ کو لغزشوں سے محفوظ رکھے گا۔ اور اگر اُس نے مجھے اس عہدے کے قبول کرنے میں اختیار دیا ہے تو میں عافیت اختیار کروں گا۔ ملائکہ نے پوچھا اے لقمانؑ کیوں ایسا کرو گے فرمایا لوگوں کے درمیان حکم کرنا اگرچہ خدا کے دین میں بہت بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ لیکن اُس کی بلائیں اور آزمائشیں بھی بہت سخت ہیں۔ اگر خدا کسی کو اُسی کے حال پر چھوڑ دے اور اُس کی اعانت نہ کرے تو ظلم یا تاریکی اس کو ہر طرف سے گھیرے گی۔ ایسا شخص مردود ہے۔ دو امور کے درمیان یا صحیح حکم کرے گا اور سلامت رہے گا یا غلطی کرے گا اور گمراہ ہو گا۔ جو شخص دنیا میں خوار و ذلیل ہو جائے اس کے لئے آخرت میں بہتری ہے کیونکہ حکم کرنے والا لوگوں میں بزرگ و بلند ہوتا ہے اور جو شخص دنیا کو آخرت کے بدلے اختیار کرتا ہے وہ دونوں جہان میں نقصان اٹھاتا ہے کیونکہ دنیا جلد اُس سے زائل ہو جاتی ہے اور آخرت میں اُس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ ملائکہ نے یہ سُن کر ان کی حکمت و عقلمندی کی زیادتی پر تعجب کیا اور خداوند عالم نے اُن کی گفتگو کو پسند کیا۔ جب رات ہوئی اور حضرت لقمانؑ بستر خواب پر گئے خداوند عالم نے انوار حکمت ان پر نازل کر کے ہمہ تن اُن کو منور کر دیا۔ وہ خواب میں تھے اور خدا نے خلعت حکمت ان کو

پہنایا جب وہ بیدار ہوئے تو اپنے وقت کے حکیم ترین مردم تھے۔ وہ باہر لوگوں کے پاس آئے۔ اس حال میں کہ ان کی زبان سے کلام حکمت جاری تھا اور علوم و حکم اور معارف ربانی لوگوں کے لئے بیان کرتے تھے۔ اور جب انہوں نے پیغمبرِ حقؐ کی قبول نہ کی تو خدا نے ملائکہ کو حکم دیا کہ حضرت داؤدؑ کو اس کی دعوت دیں۔ داؤدؑ نے قبول کر لیا اور وہ شرطیں جو حضرت لقمانؑ نے پیش کی تھیں انہوں نے نہ کیں۔ تو خدا نے ان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا۔ خدا نے اکثر ان حضرت کی آزمائش کی اور ان سے چند ترک اولیٰ صادر ہوئے۔ جن کو خدا نے معاف فرمایا۔ حضرت لقمانؑ اکثر حضرت داؤدؑ سے ملاقات کے لئے آتے اور ان کو نصیحتیں کرتے اپنے علم و حکمت و مواظبت کی زیادتی کے ساتھ۔ حضرت داؤدؑ ان سے کہتے کہ خوشحال آپ کا کہ آپ کو حکمت عطا کی گئی اور ابتلا و امتحان آپ سے اٹھائے گئے اور خلافت داؤدؑ کو دی گئی اور اس کو معرض امتحان میں لایا گیا۔ لقمانؑ نے اپنے فرزند کو اس قدر نصیحتیں کیں کہ سراپا حکمت سے معمور ہو گیا اور اسرار حکمت لقمائی اس کے دل میں پیوست ہو گئے۔

حضرت لقمانؑ نے اپنے فرزند کو جو نصیحتیں کیں ان میں سے چند یہ تھیں کہ اے فرزند جس روز سے تو نے دنیا میں قدم رکھا ہے درحقیقت تو نے دنیا کی جانب پشت اور آخرت کی جانب منہ کر لیا ہے۔ (یعنی آخرت کی طرف چل رہا ہے) اور مراحل آخرت طے کر رہا ہے لہذا وہ گھر جس کی طرف تو نے رخ کیا ہے تجھ سے بہت نزدیک ہوتا جا رہا ہے اور وہ گھر (دنیا) جس میں تو موجود ہے ہر روز تجھ سے دور ہو رہا ہے۔ اے فرزند عقلمند عالموں کی صحبت اختیار کر اور ان کے قریب بیٹھ اور ان سے مجادلہ مت کر کہ اپنا علم تجھ سے روک دیں اور دنیا سے اتنا ہی لے جو تیرے لئے کافی ہو اور بالکل حصول دنیا کو ترک مت کر کہ تو لوگوں کا عیال بن جائے (یعنی تیری فکر دوسروں کو کرنا پڑے) اور تو ان کا محتاج ہو جائے۔ اور دنیا میں بھی اس طرح منہبک نہ ہو جا کہ اپنی آخرت کو تو کھو بیٹھے اور روزہ اس قدر رکھ کہ تیری خواہشیں دور ہو جائیں۔ نہ اتنا کہ تجھ میں نماز کی طاقت نہ رہے کیونکہ خدا کے نزدیک روزے سے زیادہ محبوب نماز ہے۔ دنیا ایک گہرا دریا ہے جس میں بے انتہا لوگ ڈوب چکے اور ہلاک ہو چکے لہذا تجھ کو چاہیے کہ اس دنیا کے مہلکوں سے نجات کے لئے تو ایمان کو کشتی قرار دے اور اس کشتی کا بادبان توکل علی اللہ کو بنائے اور اس کشتی میں اپنا توشہ حرام و مکروہات سے پرہیز کر قرار دے پھر اگر نجات تو پا گیا تو خدا کے رحمت کے سبب اور اگر تو ہلاک ہوا تو اپنے گناہوں کے

دنیا پر دلالت ہے اور اگر کسی نے دنیا کی طرف منہ کر لیا ہے۔ عالم کی صحبت اختیار کر اور ان کے قریب بیٹھ اور ان سے مجادلہ مت کر کہ اپنا علم تجھ سے روک دیں اور دنیا سے اتنا ہی لے جو تیرے لئے کافی ہو اور بالکل حصول دنیا کو ترک مت کر کہ تو لوگوں کا عیال بن جائے (یعنی تیری فکر دوسروں کو کرنا پڑے) اور تو ان کا محتاج ہو جائے۔ اور دنیا میں بھی اس طرح منہبک نہ ہو جا کہ اپنی آخرت کو تو کھو بیٹھے اور روزہ اس قدر رکھ کہ تیری خواہشیں دور ہو جائیں۔ نہ اتنا کہ تجھ میں نماز کی طاقت نہ رہے کیونکہ خدا کے نزدیک روزے سے زیادہ محبوب نماز ہے۔ دنیا ایک گہرا دریا ہے جس میں بے انتہا لوگ ڈوب چکے اور ہلاک ہو چکے لہذا تجھ کو چاہیے کہ اس دنیا کے مہلکوں سے نجات کے لئے تو ایمان کو کشتی قرار دے اور اس کشتی کا بادبان توکل علی اللہ کو بنائے اور اس کشتی میں اپنا توشہ حرام و مکروہات سے پرہیز کر قرار دے پھر اگر نجات تو پا گیا تو خدا کے رحمت کے سبب اور اگر تو ہلاک ہوا تو اپنے گناہوں کے

سبب۔ دوسری روایت کے مطابق یہ ہے کہ (اے فرزند) پرہیزگاری کو تو اپنی کشتی قرار دے اور جو سرمایہ تو اُس میں رکھے وہ چاہیے کہ خدا پر، انبیاء و مرسلین پر اور اُن کے ارشادات پر ایمان ہو اور اس کشتی کا بادبان تو کل ہو۔ ناخدا عقل ہو جس کی تدبیر سے وہ روال ہو معلم و رہنما اس کا علم ہو۔ لنگر اس کا بلاؤل پر ترک محرمات و اطاعت کی تکلیفوں پر صبر ہو۔ اے فرزند اگر بچپن میں تو نے ادب سیکھ لیا تو بڑا ہو کر اُس سے فائدہ اٹھائے گا۔ اور جو شخص آداب حسنہ کی فضیلت جانتا ہے۔ اس کے حاصل کرنے میں اہتمام کرتا ہے اور جو شخص اس میں اہتمام رکھتا ہو گا اُس کی حصول کی تکلیف کو برداشت کرتا ہے اور جس نے آداب حسنہ کو اس طرح حاصل کیا وہ سعی بلیغ کرتا ہے (اس کو قائم رکھنے میں) اور جب حاصل کر لیتا ہے تو اپنے تئیں اُن آداب سے منصف کرتا ہے اور جب اپنی ذات میں اُن آداب کو سمجھتا ہے تو دنیا و آخرت میں اُس کا نفع پاتا ہے۔ پس آداب پسندیدہ کی عادت ڈال تاکہ تو نیکوں کا جانشین ٹھہرے اور اپنے بعد والوں کو تو اُن سے نفع پہنچائے۔ تاکہ وہ اُن اطوار میں تیری پیروی کریں اور دوست تجھ سے نیکی کی امید رکھیں اور دشمن خوفزدہ رہیں۔ ہرگز اُن کے حاصل کرنے میں کاہلی و سستی نہ کرنا اور اُن آداب حسنہ کے سوا کسی اور چیز کے حاصل کرنے کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ لوگ اگر تجھ کو دنیا میں مغلوب کر دیں اور دنیا تجھ سے چھین لیں تو غم مت کرنا بلکہ کوشش کر کہ آخرت کے امور میں تو مغلوب نہ ہونے پائے۔ اور آخرت تجھ سے کوئی نہ چھین لے اور امر آخرت میں مغلوب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ تو علم اُس جگہ سے نہ حاصل کرے جہاں سے کرنا چاہیے اور دن و رات کے اوقات کے کچھ حصے طلب علم کے لئے تجھ کو مقرر کرنا چاہیے کیونکہ کوئی چیز انسان کے علم کو ضائع نہیں کرتی مثل ترک تحصیل علم کے۔ یعنی ترک علم اس سبب سے ہوتا ہے کہ جو کچھ تو نے علم حاصل کیا ہے وہ بھی ضائع ہو جائے (لہذا اس کی مداومت کرتا رہ، اور جھگڑالو کے ساتھ مجادلہ مت کر اور نہ کسی دانا و عقلمند سے منازعت کر اور کسی رئیس کے ساتھ دشمنی مت کر اور ظلم کرنے والوں کے ساتھ ہمراہی اور ہم نشینی مت کر اور کسی فاسق سے برادرانہ رشتہ مت جوڑ اور کسی بدنام کی صحبت میں مت بیٹھ اور اپنے علم کو ضبط اور پوشیدہ رکھ جس طرح کہ اپنی دولت کو پوشیدہ رکھتا ہے۔

اے فرزند گرامی خدا سے ڈر جو ڈرنے کا حق ہے اگر تو جن و انس کی نیکیوں کے برابر نیکیاں رکھتا ہو اور موقف حساب پر آجائے تو ڈر تارہ کہ تجھ پر عذاب کریں گے

اور خدا سے امیدوار رہ اس طرح کہ اگر تو جن وانس کے گناہوں کے برابر گناہ لے کر محشر میں آئے تب بھی خدا تجھ کو بخش دے گا۔ یہ سن کر آپ کے فرزند نے کہا اے پدر بزرگوار میں ایسی طاقت کہاں سے لاسکتا ہوں کہ امید و خوف کو ایک جگہ جمع کر دوں حالانکہ میرے سینہ میں صرف ایک ہی دل سے فرمایا کہ اے فرزند اگر دل مومن باہر نکال کر شکا فتنہ کیا جائے تو یقیناً اس میں سے دونوں نکلیں گے۔ ایک نور خدا سے خوف کا دوسرا خدا سے امید کا اگر دونوں کو وزن کیا جائے تو ایک ذرہ کے برابر دونوں میں سے کوئی نہ زیادہ ہو گا نہ کم ہذا جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے اُس کے ارشادات کی تصدیق کرتا ہے اور جو شخص تصدیق کرتا ہے وہ اُس کے ارشادات پر عمل کرتا ہے اور جو شخص عمل نہیں کرتا تو یقیناً اُس نے ارشادات الہی کو باور نہیں کیا کیوں کہ ان اخلاق میں سے بعض کو ابھی دیتے ہیں بعض کی پس جو سچے دل سے خدا پر ایمان لایا ہے وہ خلوص سے خدا کے لئے طلب خیر میں عمل کرے گا اور جو شخص اس طرح عمل کرتا ہے تو وہ درحقیقت خدا پر ایمان لایا ہے اور جو شخص اطاعت خدا کرتا ہے وہ خدا سے ڈرتا ہے اور جو خدا سے ڈرتا ہے وہ اُس کو دوست رکھتا ہے۔ اور جو خدا کو دوست رکھتا ہے اُس کے حکم کی تابعداری کرتا ہے اور جو شخص پیروی کرتا ہے بہشت اور خدا کی خوشنودی کا مستحق ہوتا ہے اور جو شخص خوشنودی کا طالب نہیں ہوتا تو اُس پر خدا کا غضب آسان ہو جاتا ہے اور میں غضب خدا سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔

اے میرے پیارے فرزند دنیا کی خواہش مت کر اور اُس میں مشغول مت ہو کیونکہ کوئی مخلوق خدا کے نزدیک دنیا سے زیادہ بے حقیقت نہیں ہے کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ خدا نے دنیا کی نعمتوں کو اپنے فرمانبرداروں کا ثواب و اجر نہیں قرار دیا اور نہ دنیا کی تکلیفوں اور عذاب کو گنہگاروں کا عقاب بنایا۔

دوسری حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے تانان کو وصیت کی کہ اے فرزند تجھ کو چاہیے کہ اپنے دشمن کے لئے تو کوئی حربہ تیار رکھے جس سے اُس کو زمین پر گر دے اور وہ حربہ یہ ہے کہ تو اُس سے مصافحہ کرے اور خوشنودی ظاہر کرتا رہے اور اس سے علیحدگی اختیار مت کر اور نہ دشمنی کا اظہار کرنا کہ جو کچھ وہ دل میں تیرے نقصان کی باتیں رکھتا ہو وہ تجھ پر ظاہر کر دے۔

اے فرزند میں نے پتھر و لوہا اور ہر ورنی چیز کو اٹھایا اور برداشت کر لیا ہے لیکن کسی بوجھ کو ہمسائیہ بد سے گراں تر نہیں پایا اور تلخ چیزوں کا مزہ میں نے چکھا ہے لیکن کسی چیز کو

خدا کے لئے قربان کرنا سب سے بڑا ہے۔

خدا کے لئے قربان کرنا سب سے بڑا ہے۔

خدا کے لئے قربان کرنا سب سے بڑا ہے۔

پریشانی اور دنیا والوں کے سامنے محتاجی سے زیادہ تلخ نہیں پایا۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ لقمانؑ نے کہا کہ اسے فرزند ہزار دوست بنا کیونکہ ہزار دوست کم ہیں اور ایک کو بھی دشمن نہ بنا کہ ایک بھی بہت ہے۔

انہی حضرت سے دوسری حدیث میں منقول ہے کہ جناب امیر نے فرمایا کہ لقمانؑ کی نصیحتوں میں سے جو انہوں نے اپنے فرزند کے لئے کی ہیں یہ بھی ہے کہ اسے فرزند چاہیے کہ وہ شخص عبرت حاصل کرے جس کا یقین خدا کی رزاقیت پر کم ہو اور اس کی نیت طلب روزی میں کمزور ہو اس لئے کہ خدا اس کو کتم عدم سے عالم وجود میں لایا اور تین ایسی حالتوں میں اس کو روزی پہنچائی جن میں سے کسی ایک حالت میں اس کا کوئی وسیلہ و ذریعہ حصول روزی کا نہ تھا۔ لہذا اس کو یقین رکھنا چاہیے کہ وہ اس کو چوتھی حالت میں بھی روزی دے گا (ان تین حالتوں میں سے) پہلی وہ ہے کہ خدا نے اس کو رحم مادر میں روزی پہنچائی اور اس کو محل آرام و اطمینان میں پناہ دی کہ جہاں اس کو نہ سردی نے تکلیف پہنچائی نہ گرمی نے اور دوسری وہ حالت جبکہ اس کو رحم مادر سے باہر لایا۔ اور روزی اس کے لئے اس کی ماں کے پستان کی پاکیزہ نہر سے جاری کیا جو اس کے لئے کافی تھی اور اس کی اس حالت میں تربیت کی اور نشو و نما فرمائی بغیر اس کے کہ اس کا کوئی جیل و ذریعہ ہو اور اس کو کسب معاش کی طاقت اور حصول نفع و دفع ضرر کی قوت دی ہو اور تیسری حالت وہ تھی جبکہ اس کی دودھ کی روزی ختم کی تو ماں باپ کی کمائی سے اس کو رزق پہنچایا جو اپنی خوشی اور نہایت شفقت و مہربانی کے ساتھ اس پر صرت کرتے رہے اور اس کو اکثر و بیشتر اپنی ذات پر مقدم کرتے رہے یہاں تک کہ عاقل و بزرگ ہو کر روزی حاصل کرنے کے قابل ہوا اور حالات کو اپنے اوپر تنگ کر لیا اور اپنے پروردگار کی جانب گمان بد کرنے لگا اور اپنے مال سے حقوق الہی ادا کرنے میں انکار کرنے لگا اپنے اور اپنے اہل و عیال پر کمی کے خوف سے اور عدم یقین کے سبب روزی تنگ کرنے لگا باوجود اس کے کہ جو کچھ وہ رضاے الہی کی راہ میں صرف کرتا ہے خدا اس کو دنیا و آخرت میں اس کا عوض عطا فرماتا ہے تو ایسا بندہ کیا برا بندہ ہے۔

اسے فرزند ہر چیز کے لئے ایک علامت ہے جس سے وہ چیز پہنچانی جاتی ہے اور وہ علامت اس چیز کے لئے گواہی دیتی ہے اور دین کے لئے بھی تین علامتیں ہیں ایمان۔ علم اور عمل۔ ایمان کی تین علامتیں ہیں۔ خدا کی تصدیق۔ پیغمبران خدا کی تصدیق اور کتاب ہائے خدا کی تصدیق۔ اور علم کی بھی تین علامتیں ہیں اول یہ کہ اپنے خدا کو پہچانے۔ اور یہ معلوم کرے کہ خدا کس عمل کو دوست رکھتا ہے۔ اور یہ کہ کس عمل کو ناپسند کرتا ہے اور علم پر عمل

کرنے والے کی تین علامتیں ہیں۔ نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ۔ اور جو شخص دروازہ علم اپنے اوپر بند کر لیتا ہے اور عالم نہیں ہوتا اس کی بھی تین علامتیں ہیں اس شخص سے جھگڑا کرتا ہے جو اس سے زیادہ عقلمند ہے اور چند چیزیں ایسی بیان کرتا ہے جو اس کی استعداد و حیثیت سے بلند ہوتی ہیں باوجود اس کے کہ ان کے خلاف کرتا ہے اور اپنے کمزوروں پر ظلم کرتا ہے اور ظالموں کی اعانت کرتا ہے اور منافقوں کی تین علامتیں ہیں اس کی زبان اس کے دل سے موافق نہیں ہوتی اور اس کا دل اس کے کردار سے موافق نہیں ہوتا اور اس کا ظاہر باطن سے موافق نہیں ہوتا۔ اور گنہگار کی تین علامتیں ہیں۔ لوگوں کے مال میں خیانت کرتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے۔ اور جو کچھ کہتا ہے اس کے خلاف کرتا ہے۔ اور ریاکار کی تین علامتیں ہیں۔ تنہائی میں عبادت الہی میں سستی کرتا ہے اور جب لوگوں کے سامنے ہوتا ہے۔ عبادت میں بیجا آمادگی و انہماک کا اظہار کرتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے اس لئے کرتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں۔ اور حسد کر نیوالے کی تین علامتیں ہیں لوگوں کی پیٹھ پیچھے برا بھلا کرتا ہے اور سامنے چالو سی کرتا ہے اور جب لوگوں پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو خوش ہوتا ہے اور فضول خرچ کی تین علامتیں ہیں۔ وہ چیزیں کھاتا ہے جو اس کی حیثیت سے زیادہ ہیں اور ایسا ہی لباس بھی پہنتا ہے اور لوگوں کو اپنی حیثیت سے زیادہ کھلاتا بھی ہے۔ اور کابل کی تین علامتیں ہیں۔ کار خیر میں سستی کرتا ہے اور پیچھے ڈال دیتا ہے جب تک وہ ڈرایا نہ جائے اور اس قدر تساہلی کرتا ہے کہ وہ کام ضائع ہو جاتا ہے اور خود گنہگار ہوتا ہے۔ اور غافل کی تین علامتیں ہیں عبادت میں سہو و شک کرنا۔ یا بخدا سے غفلت برتنا اور کار خیر کو بھول جانا

اسے فرزند ایسے امر کو مت طلب کر جس پر تجھ کو قدرت نہ ہو اور اس کے اسباب حاصل نہ ہوں اور ایسے امر کو ترک کر جس کے حصول کا امکان ہو اور اس کے اسباب تجھ کو حاصل ہوں تاکہ تیری رائے غلط نہ ہو اور تیری عقل ضائع نہ ہو۔

اسے فرزند اپنے دشمن کے خلاف محرمات کے ترک سے۔ اپنے دین میں کسب فضیلت اور مروت کے ذریعہ سے اپنی مدد کر اور اپنے نفس کو مصیبت الہی اور اخلاق ناپسندیدہ سے پاک رکھ کر اور اپنے راز کو پوشیدہ رکھ کر اور اپنے باطن کو نیک کر جب تو ایسا کرے گا تو خدا کے راز کے سبب تو اس سے بیخوف رہے گا کہ دشمن تیرے عیب سے خبردار ہو یا کوئی لغزش تجھ میں پائے اور اس کے مکر و فریب سے بے خوف مت رہ ایہ نہ ہو کہ کسی حال میں سچ کو غافل پائے اور تجھ پر غالب ہو جائے اور پھر کوئی عذر نہ قبول کرے

جانب۔ مافوق۔ مرقوم۔ ریاکار و غیرہ ہر ملک کی پہچان ۱۱

کوشش و محنت کے بعد جو امر حاصل نہ ہو اس کو ترک کر دینا چاہیے ۱۱

دشمن پر فضیلت ہونے کے اصول ۱۱

اور چاہیے کہ تو ہر حال میں اُس سے خوشنودی کا اظہار کرتا رہے۔

اے فرزند ایسے امر کے حصول میں جس سے تجھ کو نفع پہنچے بہت محنت و تکلیف کو کم سمجھ اور ایسے امر کے ارتکاب میں جس سے تجھ کو نقصان کا اندیشہ ہو محوِ غری محنت کو بھی بہت شمار کر۔

اے فرزند لوگوں کے ساتھ ان کے طریقہ کے خلاف اُن سے ہمیشہ مت کر اور ایسے امور کی اُن سے امید مت رکھ جو اُن پر دشوار ہو ورنہ سامتی تجھ سے ہمیشہ متنفر رہیں گے اور دوسرے لوگ بھی کنارہ کش ہو جائیں گے پھر تو تنہا ہو جائے گا اور تیرا کوئی سامتی نہ ہو گا جو تیرا منس ہو اور نہ تیرا کوئی بھائی ہو گا جو تیرا مددگار ہو۔ اور جب تو تنہا ہو جائے گا ذلیل و خوار اور بے قدر ہو گا۔ ایسے شخص سے عذرخواہی مت کر جو تیرا عذر قبول نہ کرے اور کچھ تیرا حق اپنے اوپر نہ سمجھے اور اپنی حاجت برآری میں کسی سے مدد مت طلب کر سوائے اُس کے جو اُس کام کے کرنے کی تجھ سے کچھ اجرت لے۔ کیونکہ جب ایسا ہو گا تو وہ تیرے کام کو کرے گا۔ اس طرح جس طرح اپنے لئے کرتا ہے۔ اس لئے اُس حاجت کے پورا ہونے کے بعد دنیا کے فانی میں بھی اس کو کچھ فائدہ پہنچے گا اور آخرت میں بھی وہ ماجور و مشاب ہو گا لہذا وہ اُس حاجت برآری میں کوشش کرے گا۔ اور تجھ کو چاہیے کہ اپنے لئے رفیق اور احباب اگر تو اختیار کرے اور جن سے اپنے کاموں میں مدد چاہے وہ اہل مروت و صاحب مال و دولت اور اہل عقل و مالک عزت و عفت ہوں کہ اگر تو ان کو کوئی نفع پہنچائے تو وہ تیرا شکر کریں اور اگر تو ان سے جدا ہو جائے تو وہ تجھے یاد کریں۔

اے فرزند جن اہل علم سے تو نے اخوت قائم کی ہے اور جن کو اپنا دوست بنایا ہے اگر وہ لوگ تیرے وفادار ہوں تو تجھ کو ان کی اصلاح کا خیال رہنا چاہیے۔ اور اگر وہ تجھ سے برگشتہ ہو جائیں تو اُن سے پرہیز کر کیونکہ اُن کی دشمنی سے بہ نسبت غیروں کی دشمنی کے تجھ کو بہت نقصان پہنچے گا کیونکہ جو کچھ وہ لوگ تیرے حق میں کہیں گے لوگ اس کی تصدیق کریں گے اس لئے کہ وہ لوگ تیرے حال سے واقف ہیں۔

اے فرزند ضرور پرہیز کر دل تنگ ہونے کی غلطی کرنے اور بے صبر ہونے سے اُن امور پر جو تو اپنے دوستوں سے دیکھے کیونکہ اس طرح دوستی قائم نہیں رہتی اور اپنے لئے معاملات میں تاخیر کرنا لازم قرار دے لے کسی معاملہ میں بغیر اُس کے نتیجہ پر غور کئے ہوئے جلدی مت کر اور اپنے بھائیوں اور دوستوں کی زحمت و تکلیف دہی پر صبر کر اور اپنے اخلاق

کو تمام انسانوں کے لئے بہتر قرار دے۔

اے فرزند اگر اتنا مال تیرے پاس نہ ہو کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ تو سلوک کر سکے۔ اور اپنے برادرانِ ایمانی پر صرف کر سکے تو ان کے ساتھ خوشخوئی و خوشروئی میں کمی مت کر۔ اس لئے کہ جو شخص اپنے اخلاق کو اچھا رکھتا ہے نیک لوگ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ اور بُرے لوگ اُس سے کنارہ کش رہتے ہیں اور تو راضی رہ اُس پر جو کچھ خدا نے تیرے لئے مقدر فرما دیا ہے تاکہ ہمیشہ مسرت و شادمانی کے ساتھ تو بسر کرے اور اگر تو چاہتا ہے کہ دنیا کی تمام عزتیں تجھے حاصل ہو جائیں تو تو ان چیزوں کی لالچ و دل سے نکال دے جو دوسروں کے قبضہ میں ہیں اس لئے کہ اس مرتبہ پر نہ کوئی پیغمبر نہ کوئی صدیق پہنچا مگر یہ کہ اُس نے اُن چیزوں کی پرواہ نہ کی جو لوگوں کے اختیار میں تھیں۔

اے فرزند اگر تو کسی معاملہ میں بادشاہ کا محتاج ہو تو اُس سے بہت عاجزی اور خورشاد مت کرنا اور کوئی حاجت اُس سے مت طلب کرنا جب تک کہ اُس کا مناسب وقت اور موقع نہ آجائے اور وہ وقت وہ ہے جبکہ وہ تجھ سے خوش ہو اور اُس کا دل فکر و پریشانی سے خالی ہو اور تو دل تنگ نہ ہو اس سے کہ تو کوئی حاجت طلب کرے اور وہ پوری نہ ہو کیوں کہ اُس کا پورا کرنا خدا کے اختیار میں ہے اور اُس کے لئے وقت (معین ہوتا) ہے جب وقت آجاتا ہے تو وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے لیکن خدا کی جانب لو لگا اور اسی سے طلب کر اور دعا کے وقت اپنی انگلیوں کو دولت و عاجزی کے ساتھ حرکت دیتا رہ۔

اے فرزند دنیا تھوڑی ہے اور تیری عمر کوتاہ اور اپنی قلیل عمر میں دنیا سے قلیل حاصل کرنے میں توجہ مت کر۔ اے فرزند حسد سے پرہیز کر اور اس کو اپنی شان کے لائق اور اپنا عمل مت قرار دے اور دنیا والوں کے ساتھ بدی کرنے سے گریز کر اور اُس کو اپنی خواہش مت بنا۔ کیونکہ ان دونوں خصلتوں سے تو سولے اپنے نفس کے کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتا اور جب تو نے خود اپنی ذات کو نقصان پہنچایا تو تو نے اپنے دشمن کی کار سازی خود ہی کی اس لئے کہ اپنی ذات سے تیری دشمنی (تیرے لئے) بہت زیادہ نقصان دہ ہے بہ نسبت دوسروں کی دشمنی کے۔

اے فرزند نیکی اس شخص سے کر جو اُس کا اہل اور مستحق ہو اور اس سے تیری غم خوشنودی خدا ہو دنیا کا فائدہ نہ ہو۔ اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے میں میانہ روی اختیار کرنے کی کہ تیرے پاس ہو اور تو نہ دے اور نہ زیادتی کر کہ خود دوسروں کو دے کر محتاج بن جائے۔

دنیا دال کے اختیار کی چیزوں میں لالچ نہ کرنا چاہیے ۱۱

حاجتوں کو طلب کرنا چاہیے اور ان کے برائے وقت کا ہونا چاہیے ۱۲

دنیا تھوڑی ہے اور تیری عمر کوتاہ اور اپنی قلیل عمر میں دنیا سے قلیل حاصل کرنے میں توجہ مت کر۔ اے فرزند حسد سے پرہیز کر اور اس کو اپنی شان کے لائق اور اپنا عمل مت قرار دے اور دنیا والوں کے ساتھ بدی کرنے سے گریز کر اور اُس کو اپنی خواہش مت بنا۔ کیونکہ ان دونوں خصلتوں سے تو سولے اپنے نفس کے کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتا اور جب تو نے خود اپنی ذات کو نقصان پہنچایا تو تو نے اپنے دشمن کی کار سازی خود ہی کی اس لئے کہ اپنی ذات سے تیری دشمنی (تیرے لئے) بہت زیادہ نقصان دہ ہے بہ نسبت دوسروں کی دشمنی کے۔

اے فرزند نیکی اس شخص سے کر جو اُس کا اہل اور مستحق ہو اور اس سے تیری غم خوشنودی خدا ہو دنیا کا فائدہ نہ ہو۔ اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے میں میانہ روی اختیار کرنے کی کہ تیرے پاس ہو اور تو نہ دے اور نہ زیادتی کر کہ خود دوسروں کو دے کر محتاج بن جائے۔ ۱۳

اے فرزند بہترین اخلاق حکمت ہے جس کا حاصل کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے وہ دین خدا ہے اور دین خدا کی مثال اُگے ہوئے درخت کی سی ہے۔ جس کا پانی خدا پر ایمان لاتا ہے جس سے وہ درخت زندہ اور باقی ہے۔ اس کی جڑ نماز ہے جس سے وہ قائم اور برقرار ہے۔ اس درخت کا تنہ زکوٰۃ ہے اور اس کی شاخیں اپنے برادران ایمانی سے محض خدا کے لئے برادری قائم رکھنا ہے اور اس کی پتلیاں اخلاق پسندیدہ ہیں اُس کے پھل خدا کی نافرمانیوں سے باہر آنا ہے اور کوئی درخت کامل نہیں ہوتا جب تک اُس کا پھل عمدہ نہ ہو اسی طرح آدمی کا دین کامل نہیں ہوتا جب تک محرمات الہی ترک نہ کرے۔

اسے فرزند سب سے بدتر پریشانی عقل کی پراگندگی ہے اور سب سے بڑی معصیت معصیت دین ہے اور سب سے بدتر آفت آفت ایمان ہے اور سب سے زیادہ نفع بخشش دل کی توانگری ہے لہذا اپنے دل کو علم و یقین و اخلاقِ حسنہ سے توانگر بنا اور دنیا کی روزی پر قناعت کر جو مل جائے اور خدا کے معین کئے ہوئے پر راضی رہ اس لئے کہ جو چوری یا لوگوں کے مال میں خیانت کرتا ہے خدا اُس سے روزی حلال کو روک دیتا ہے۔ جو اُس نے اُس کے لئے مقدر فرمایا ہے اور گناہ اُس کے لئے رہ جاتا ہے اگر جو شخص صبر کرتا ہے روزی حلال ان کو پہنچتی ہے اور دنیا و آخرت کا عذاب اُس کے لئے نہیں ہوتا۔

اے فرزند اپنی طاعت کو خالص قرار دے اور کسی معصیت سے اس کو آلودہ نہ ہونے دے اور اپنی طاعت کو اہل حق کی متابعت سے زینت دے اس لئے کہ اہل حق کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اُس کو علم و دانائی کے ساتھ زینت دے اور بروباری سے اپنے علم کی حفاظت کر جس میں کوئی حماقت نہ ہو اور اپنے علم کو جمع کر نرمی کے ساتھ جس میں کوئی بیوقوفی اور بے عقلی شامل نہ ہو اور اُس کے دروازہ کو مضبوط کر دور اندیشی سے جس کے ساتھ بروباری نہ ہو اور اپنی دور اندیشی کو لطف کے ساتھ مخلوط کر جس میں سختی و درشتی نہ ہو۔

اے فرزند کسی جاہل کو کسی جگہ پیغام پہنچانے کے لئے مت بھیج اگر کوئی عاقل نہ ملے تو خود اپنا پیغام پہنچا۔ اے فرزند بدی سے دوری اختیار کر تاکہ وہ خود تجھ سے دوری اختیار کرے۔

جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں نے حضرت لقمانؑ سے پوچھا کہ لوگوں میں کون شخص افضل ہے فرمایا کہ مومن غنی۔ پوچھا کہ آپ کا مطلب مال میں غنی ہونا ہے فرمایا نہیں بلکہ علم میں کہ لوگ اگر اُس کے محتاج ہوں تو اس کے علم سے فائدہ حاصل کریں۔ اور اگر لوگ اُس سے مستغنی ہوں تو وہ خود اپنے علم پر اتقا کر سکتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا لوگوں میں سب سے بدتر کون شخص ہے فرمایا وہ شخص جو پرہیزگار نہیں کرتا اس کی کہ لوگ اُس کو

اور انکی حکمت کا تذکرہ

گنہگار دیکھیں۔ اور لقمانؑ نے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ اے فرزند جب کبھی تو کسی جماعت کے ساتھ سفر کرے اپنے معاملات میں اُن سے بہت مشورہ کرتا رہ اور ان کے معاملات میں بھی۔ اور اُن کے سامنے زیادہ متبسم مت رہ اور اپنے توشہ میں صاحب کرم رہ۔ جب وہ لوگ تجھ کو بلائیں تو اُن کے پاس جا۔ جب تجھ سے کسی کام میں مدد مانگیں اُن کی مدد کر اور تین باتوں میں اُن سے بڑھ کر رہنا۔ خاموشی میں۔ نماز کی ادائیگی میں اپنے اموال سے سخاوت و جود و مروتی میں جو کچھ رکھتا ہو۔ جب وہ لوگ تجھ سے کسی حق کی گواہی کے خواستگار ہوں تو تو ان کا گواہ ہو جب تجھ سے مشورہ کریں تو اپنی رائے دینے میں ان کی بھلائی کی بہت زیادہ کوشش کر۔ اور رائے دینے میں جلدی مت کر جو اُن کے لئے تو پسند کرے جب تک کہ اُس میں تو خوب غور و خوض نہ کرے اور اُس مشورہ میں اپنا جواب اُس وقت تک مت دے جب تک تو وہاں سے اُٹھے۔ چلے پھرے سوئے ناز پڑھے اور ان تمام حالات میں اپنی فکر و حکمت کو اُن کے مشورہ میں صرف نہ کرے اس لئے کہ جو شخص کسی کے لئے اپنی نصیحت و خیر خواہی کو خاص نہیں کر لیتا خداوند عالم اس کی عقل کو سلب کر لیتا ہے اور امانت داری اُس سے زائل کر دیتا ہے۔ (لے فرزند) جب تو دیکھے اپنے ساتھیوں کو کہ پیدل چل رہے ہیں۔ ان کے ساتھ تو بھی پیدل روانہ ہو اور جب وہ کسی کام میں مشغول ہوں تو بھی ان کا شریک ہو اور جب کوئی تصدیق کریں یا کسی کو قرض دیں تو بھی اُن کے ساتھ شامل رہ اور اُس کی بات سن جس کی عمر تجھ سے زیادہ ہو اور جب تجھ کو کسی کام کے لئے کہیں یا تجھ سے کچھ مانگیں تو انکار مت کر۔ کیونکہ انکار نفس کی خرابی اور عجز کی دلیل ہے۔ اور جب تم لوگ راستہ بھول جاؤ تو قیام کر لو اور اگر اس میں شک ہو کہ کون تھا راستہ ہے تو کھڑے ہو جاؤ اور اُس میں مشورہ کرو اور اگر ایک شخص کو دیکھو اور اُس سے (منزل کا) حال پوچھو تو اُس کے کہنے پر بھروسہ مت کرو کیونکہ ایک شخص جنگل میں انسان کو شک میں مبتلا کرتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص چوروں کا جاسوس ہوتا ہے یا کوئی شیطان ہوتا ہے جو چاہتا ہے کہ تم کو راہ میں حیران و سرگرداں کرے اور دو شخصوں سے بھی پرہیز کرو لیکن اگر ان میں سچائی کی کچھ علامتیں پاؤ جو میں نہیں بتا سکتا تو اُن پر اعتماد کرو کیونکہ عقل جب اپنی آہٹ سے کسی چیز کو دیکھتی ہے حق اس سے حاصل کر لیتی ہے اور جو موجود ہوتا ہے وہ موقع کے حالات جو ملاحظہ کرتا ہے اُس کو شخص غائب نہیں دیکھتا اور نہ سمجھ سکتا ہے۔ اے فرزند جب نماز کا وقت آجائے تو کسی کام کے سبب سے اس کو تاخیر میں مت

ڈال پہلے نماز پڑھ لے اور اُس سے مطمئن ہو لے کیونکہ نماز اصل دین ہے اور نماز جماعت کو ترک مت کر اگرچہ برسر نیزہ تو ہو اور سواری چوپایہ پر مت سو کیونکہ جلد اُس کی پیٹھ پر زخم ہو جاتا ہے اور یہ عقلمندوں کا کام نہیں ہے ہاں اگر کجادہ میں تو چاہے تو سورہ مگر اپنے جسم کے جوڑ بند کو سیدھا رکھ اور جب منزل کے نزدیک تو پہنچے تو چاہیے کہ سواری سے اتر آ اور منزل تک پیدل جا وہاں پہنچ کر اپنے کھانے پینے سے قبل جانوروں کو چارہ دے۔ اور جب تو قیام کرنا چاہے تو ایسی زمین اختیار کر جو زیادہ خوش رنگ اور اُس کی مٹی زیادہ نرم اور گھاس زیادہ ہو اور جب تو منزل کرے تو قبل اس کے کہ تو بیٹھے دو رکعت نماز پڑھ لے اور جب رفع حاجت کے لئے تو جالے تو لوگوں سے بہت دور جا اور جب منزل سے روانہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھ کے اُس زمین کو وداع کر اور اُس زمین اور وہاں کے رہنے والوں پر سلام کر کیونکہ زمین کے ہر ٹکڑے پر کچھ ملائکہ ہوتے ہیں اور ممکن ہو تو جب تک کچھ صدقہ نہ دے لے کھانا مت کھا۔ اور چاہیے کہ جب تک تو سوار رہے تلاوت کتاب خدا کرتا رہے اور تسبیح و ذکر خدا ہر کام کے ساتھ کرتا رہے اور جب کام سے تجھ کو فراغت ملے تو چاہیے کہ تو دعا کرے اور کبھی رات کے ابتدائی حصہ میں (سفر کیلئے) مت روانہ ہو بلکہ تجھ کو نصف شب سے آخر تک چلنا چاہیے اور ہر گز راہ میں اپنی آواز بلند مت کر۔

بسنہ معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت لقمان سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے مسائل و امور حکمت میں کون سا امر ایسا ہے جس پر سب سے پہلے آپ اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کو کبھی ترک نہیں کرتے۔ فرمایا ایسے امر کا ارتکاب میں نہیں کرتا جس کا میرے واسطے خدا متکفل ہو چکا ہے اور جو کام مجھ پر اُس نے چھوڑ دیا ہے اُس کو میں ضائع نہیں کرتا۔ انہی حضرت سے دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ لقمانؑ نے اپنے فرزند کو نصیحت کی۔

اے فرزند! سو آدمیوں سے دوستی کر مگر ایک شخص سے دشمنی مت کر۔ اے فرزند! تیرے اخلاق اور خلق کے سوا کوئی تیرے کام نہیں آئے گا۔ تیرا اخلاق تیرے اور تیرے خدا کے درمیان تیرا دین ہے۔ اور تیرا خلق تیرے اور لوگوں کے درمیان (رابطہ) ہے۔ لہذا لوگوں کے ساتھ دشمنی مت کر بلکہ اخلاق پسندیدہ کا ہمیشہ اظہار کر۔ اے فرزند! نیکیوں کا غلام بن جا مگر بدوں کا بیٹا بننا مت گوارا کر۔ اے فرزند! تجھ کو کوئی شخص امانت سپرد کرے تو اس کو (اُسی طرح) واپس کرنا تاکہ تیری دنیا و آخرت محفوظ رہے اور تو مین بننا تاکہ تو انگریز

و بے نیاز رہے ۔

حدیث معتبر میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ اے فرزند لوگ عذاب سے کیونکر نہیں ڈرتے جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے ۔ حالانکہ روز بروز اُن کی حالت پست ہوتی رہتی ہے اور کیونکر خدا کے وعدے (موت) کے لئے تیار و آمادہ نہیں رہتے حالانکہ اُن کی عمر تیزی سے آخر کو پہنچ رہی ہے ۔ اے فرزند علم اس لئے مت حاصل کر کہ تو اس کے ذریعہ سے علما و عقلمندوں پر فخر کرے یا بیوقوفوں اور نادانوں سے جھگڑا کرے یا مجلسوں میں تو خود نمائی اور ناز کرے اور ان امور سے نفرت کے لئے ترک علم بھی مت کر ۔ اے فرزند جلسوں اور مجلسوں میں جا اور عبرت کی نگاہ سے نظر کر اگر تو دیکھے کسی جماعت کو جو با خدا کر رہی ہو اُن کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ اگر تو عالم ہے تو تیرا علم تجھ کو نفع پہنچائے گا اور تیرے علم میں اضافہ ہوگا اور اگر تو بے علم ہے تو اُن سے علم حاصل کرے گا ۔ شاید رحمت خدا اُن پر نازل ہو اور وہ تجھ کو بھی گھیر لے ۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت لقمان کی نصیحتوں میں سے جو انہوں نے اپنے فرزند کو کیں یہ بھی ہے کہ اے فرزند اگر موت میں تجھ کو شک ہو تو نیند اپنے سے الگ کر دے ۔ اور تو یہ نہیں کر سکتا اور اگر تجھ کو مرنے کے بعد زندہ ہونے میں شک ہو تو خواب سے بیداری کو اپنے سے دور کر دے لیکن تو ہرگز دور نہ کر سکے گا لہذا جب ان دونوں حالتوں پر غور کرے گا تو سمجھ لے گا کہ تیری جان دوسرے کے اختیار میں ہے تو خواب بمنزلہ مرگ ہے اور بیداری موت کے بعد مبعوث ہونے کے مانند ہے ۔ اے فرزند لوگوں کے ساتھ ضرورت سے زیادہ راہ و رسم قائم مت کر کہ جدائی اور دوری کا سبب بن جائے اور لوگوں سے علیحدگی بھی اختیار مت کر ورنہ تو خوار و ذلیل ہو جائے گا ۔ ہر حیوان اپنی جنس کو دوست رکھتا ہے مگر انسان آپس میں ایک دوسرے کو عزیز نہیں رکھتا اور لطف و احسان بہت زیادہ وسیع نہ کر مگر اس شخص کے ساتھ جو طالب ہو جس طرح بھیڑیے اور بکری میں دوستی نہیں ہو سکتی نیک اور بد میں دوستی نہیں ہوتی ۔ جو شخص بُرائی سے نزدیک ہوتا ہے ضرور اُس میں وہ بُرائی کچھ نہ کچھ پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح جو شخص کسی بدکار کا شریک و مصاحب ہوتا ہے اس کی برائیوں سے (ضرور) کچھ لیکھتا ہے ۔ جو شخص لوگوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا پسند کرتا ہے کمالی کھاتا ہے ۔ جو شخص بُروں کی مجلس میں داخل ہوتا ہے تہمت لگایا جاتا ہے اور جو شخص

عذاب سے نہ ڈرتے والوں کے پاس نہ دوسرے کی کوئی کوتاہی نہیں ۱۱

علم فرزند ناز نہیں کھاتا ۱۱ اہل علم کا انتہائی ہنر ہے ۱۱

موت کے یقین کا دلیل ۱۱ لوگوں سے زیادہ وہ دم پر ہوتا ہے ۱۱

اور نہ کوئی ایسی مستحکم چیز ہے ۱۱ نیک و بد میں دو کئی نہیں ۱۱

بروں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اُن کی بُرائیوں سے محفوظ نہیں رہتا اور جو شخص اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا پشیمان ہوتا ہے۔ اے فرزند ہمیشہ امین رہ کیونکہ خیانت کرنے والوں کو خدا دوست نہیں رکھتا۔ اے فرزند لوگوں پر اپنے تئیں ایسا ظاہر کر (گویا) کہ تیرا اول قابو و بدکار ہے اور تو خدا (کے قہر و غضب) سے خوفزدہ ہے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ حضرت لقمانؑ نے فرمایا کہ اے فرزند جو شخص یہ کہتا ہے کہ شر و فساد کو مشر و فساد کے ذریعہ مٹایا جاسکتا ہے غلط کہتا ہے اگر (وہ سمجھتا ہے کہ) وہ بیج کہتا ہے تو آگ جلا کر دیکھے کہ آگ آگ کو بجھاتی ہے (ہرگز نہیں) بلکہ صبر و نیکی آتش شر و فتنہ کو بجھاتی ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ اے فرزند اپنی دنیا کو آخرت کے لئے فروخت کر تا کہ دنیا و آخرت دونوں میں تو فائدہ پائے۔ اور آخرت کو دنیا کے عوض مت بیچ۔ ورنہ دونوں جہان میں تو نقصان میں رہے گا۔

منقول ہے کہ حضرت لقمانؑ زیادہ تر تنہائی میں بسر کرتے۔ ایک مرتبہ ایک غلام آپ کے پاس آیا اور بولایا حضرت آپ ہمیشہ تنہا رہتے ہیں اگر لوگوں کے ساتھ رہیں تو زیادہ موانست ہوگی آپ نے فرمایا کہ تنہا رہنے میں غور و فکر کا زیادہ موقع ملتا ہے اور غور و فکر بہشت کی رہنمائی کرتا ہے۔

حضرت صادقؑ سے بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے فرزند کو وصیت کی کہ اے فرزند تجھ سے پہلے لوگوں نے اپنے اہل و عیال کے لئے مال جمع کئے تو نہ وہ خود باقی رہے نہ وہ باقی رہا جو کچھ جمع کیا تھا اور نہ وہی لوگ باقی رہے جن کے واسطے جمع کیا تھا۔ اور تو ایک بندہ مزدور ہے کہ تجھ کو چند کاموں کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے لئے کچھ اجرت مقرر کی گئی ہے لہذا اپنا کام کر اور اپنی مزدوری لے اور اس دنیا میں اُس بھیس کی طرح مت رہ جو کسی چراگاہ میں جا بیڑتی ہے تو خوب کھا کھا کر موٹی ہو جاتی ہے تو اس کو اُس کی موٹائی کی وجہ سے ذبح کر دیا جاتا ہے۔ تو اس کی موت کا سبب اُس کی فزہی ہوتی ہے لیکن گذر دنیا سے اُس پل کی طرح جو کسی دریا پر بنا یا گیا ہو جس پر تو گذرتا ہے اور کبھی اُس پر واپس نہیں آتا۔ اور اپنی دنیا کو آباد مت کر کیونکہ تجھ کو اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے اور سمجھ لے کہ جب تو قیامت میں اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ تو چار چیزوں کے بارے میں تجھ سے سوال ہوگا۔ تیری جوانی کے بارے میں کہ کس چیز میں تو نے ختم کی۔ تیری عمر کے بارے میں کہ کس مشغلہ میں فنا کیا۔ تیرے مال کے بارے میں کہ کہاں سے حاصل کیا اور کس طرح کیا۔ پس ان باتوں کے جواب کے لئے تیار رہ اور جو کچھ

بدون حاجت سے اڑنا

شریکانِ احسان سے یاد

غور و فکر کی غیبت

اسان سے چار چیزوں کا سوال کیا جائیگا ۱۲ دنیا کی خدمت اور اس میں زندگی گزارنا ۱۳

دنیاوی مال و متاع ضائع ہو جائے اُس کا غم کبھی مت کر کیونکہ تھوڑا مال باقی نہیں رہتا اور زیادہ کے وبال سے بے خوف و مطمئن نہ رہنا چاہیے۔ لہذا ہمیشہ دنیا کے شر سے پرہیز رکھ اور آخرت کے کاموں میں مشغول رہ اور غفلت کا پردہ اپنی آنکھوں سے ہٹا دے اور اپنے کو اعمال صالحہ کے ساتھ اپنے پروردگار کی نیکیوں میں داخل کر۔ اور ہر وقت دل میں توبہ کرتا رہ اور کوشش کرو امور نیک کی تحصیل میں جب تک تجھ کو مہلت ہے قبل اس کے کہ تیرا ارادہ کریں اور قضاے الہی تیری طرف متوجہ ہو اور (کارکنان قضا و قدر) تیرے اور تیرے ارادوں کے درمیان حائل ہوں۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ لقمانؑ نے کہا اے فرزند اگر حکما و عقلا تجھ کو ماریں اور آزار پہنچائیں تو تیرے لئے بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ جاہل و نادان تجھ کو تیل و خوشبو کی مالش کریں۔

منقول ہے کہ کسی نے حضرت لقمانؑ سے کہا کہ کیا آپ فلاں خاندان کے غلام نہ تھے فرمایا ہاں میں تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ کس چیز نے تم کو اس مرتبہ تک پہنچایا فرمایا کہ میں راست گوئی سے۔ امانت میں خیانت نہ کرنے کی وجہ سے۔ ایسی گفتگو اور ایسے عمل کے ترک سے جس سے مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا اور جن چیزوں کو خدا نے مجھ پر حرام کر دیا ہے اُن کی طرف سے آنکھ بند کر لینے سے اور لغو باتوں سے اپنی زبان کو روکنے سے اور حلال روزی کھانے سے اس درجہ تک پہنچا۔ لہذا جو شخص ان باتوں پر مجھ سے کم عمل کرے گا مجھ سے کم مرتبہ ہو گا اور جو شخص مجھ سے زیادہ عمل کرے گا مجھ سے زیادہ مرتبہ تک پہنچے گا اور جو شخص میرے ہی جتنا عمل کرے گا مجھ جیسا ہو گا۔

اور حضرت لقمانؑ نے فرمایا کہ اے فرزند توبہ کرنے میں دیر نہ کر کیونکہ موت بغیر خبر و اطلاع کے آتی ہے اور کسی کی موت پر طعنہ زن نہ ہو کیونکہ موت تجھے بھی آئے گی اور اُس شخص کا مذاق مت اڑا جو کسی بلا میں مبتلا ہو جائے اور اپنی نیکی و احسان لوگوں سے مت قطع کر۔ اے فرزند امین بن تاکہ لوگوں کے مال سے توبہ نیاز رہے۔ اے فرزند پرہیز گاری خدا کو ایک تجارت سمجھ جس کا فائدہ تجھ کو پہنچے گا بغیر اس کے کہ تو سرمایہ رکھتا ہو اور جب تجھ سے کوئی گناہ ہو جائے تو پہلے سے کچھ صدقہ بھیج دے جو اُس کو مٹا دے۔ اے فرزند بے عقل پر نصیحت و موعظہ دشوار ہوتا ہے جس طرح بوڑھے آدمی کو بلندی پر چڑھنا دشوار ہوتا ہے۔ اے فرزند اُس پر رحم مت کر جس پر تو ظلم کر رہا ہے بلکہ اپنے اوپر رحم کر کیونکہ اُس ظلم کا ضرر تو اپنی ذات کو پہنچا رہا ہے۔

عقوبت کی علامت یہ ہے ۱۱ حکیم سراج خاں صاحب

اور جب تجھ کو تیری طاقت کسی پر ظلم کرنے کی دعوت دے تو اپنے اوپر خدا کی طاقت کو یاد کر۔ اے فرزند جو تو نہیں جانتا علما سے حاصل کر اور جو کچھ تو جانتا ہے اُسے لوگوں کو تعلیم دے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ جب حضرت لقمانؑ اپنے شہر سے نکلے موصول کے ایک گاؤں میں مقیم ہوئے جس کو ماس کہتے تھے۔ جب اُس جگہ کسی نے آپ کی متابعت نہیں کی اور وہاں آپ نے کسی کو اپنا ہمنوا نہ پایا دل تنگ ہوئے اور اپنے مکان کا دروازہ بند کر کے اپنے فرزند کے ساتھ گوشہ نشین ہو گئے اور اُن کو نصیحت و موعظہ فرمایا جن میں یہ باتیں بھی تھیں کہ اے فرزند بات کم کر اور خدا کو ہر مقام پر یاد کر کیونکہ خدا نے تجھ کو اپنے عذاب سے ڈرایا ہے اور تجھ کو دانا و بینا قرار دیا ہے اے فرزند لوگوں سے نصیحت حاصل کر اس لئے کہ لوگ تجھ سے نصیحت لیں۔ اور چھوٹی بلا پر متبہ ہو جا۔ قبل اس کے کہ کوئی بڑی بلا تجھ پر آئے اور تو اس کا تدارک نہ کر سکے۔ اے فرزند غصہ کے وقت اپنے کو سنبھال تاکہ تو جہنم کا کندہ نہ بنے۔ اے فرزند پریشانی اُس مال سے بہتر ہے جس کو تو ظلم سے حاصل کرے اور ظالم ٹھہرے اے فرزند لوگوں کی جانبیں اُن کے کردار کے عوض گردھیں۔ لہذا اُن پر اُن کے دلوں اور ہاتھوں کے گناہوں کے سبب دانے ہو۔ اے فرزند جب نیک شیطان دنیا میں ہے گناہوں سے مطمئن مت ہو۔ اے فرزند گزشتہ زمانہ کے نیک لوگ دنیا کے فریب میں آگئے تو اُن کے بعد والے اُس کے فریب سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔ اے فرزند دنیا کو اپنے لئے قید خانہ قرار دے تاکہ آخرت میں بہشت تیرے لئے ہو۔ اے فرزند بادشاہوں کا قرب مت اختیار کر ورنہ تجھ کو وہ مار ڈالیں گے اور جو کچھ وہ کہیں اس کی اطاعت مت کر ورنہ تو کا فر ہو جائے گا۔ اے فرزند فقیروں اور غریب مسلمانوں کے ساتھ ہمنشین اختیار کر اور یتیموں کے لئے پدر مہربان بن کر رہ اور بیوؤں کے واسطے شفیق شوہر کے مانند ہونا۔ اے فرزند جو شخص کہتا ہے کہ مجھے بخش دے اُس کو نہیں بخشتے بلکہ نہیں معاف کرتے مگر اُس شخص کے گناہ کو جو اپنے پروردگار کی فرمانبرداری پر عمل کرتا ہے۔ اے فرزند پہلے ساتھی پیدا کر پھر سفر کر۔ اے فرزند مصاحب بد سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے نیک ساتھی بہتر ہے۔ اے فرزند جو شخص تیرے ساتھ نیکی کرے تو اُس کے بدلے اُس کے ساتھ نیکی کر۔ اور جو شخص تیرے ساتھ بدی کرے اُس کو اُس کی بدی پر چھوڑ دے

کیونکہ جو کچھ تو اُس کے لئے کرے گا وہ اُس سے بھی بدتر خود اپنے لئے کرتا ہے جو کہ تو اُس کے لئے نہیں کر سکتا۔ اے فرزند کس نے خدا کی اطاعت کی جس کی خدا نے مدد نہ کی۔ اور کس نے خدا کو تلاش کیا کہ نہ پایا اور کس نے خدا کو یاد کیا کہ خدا نے اسکو یاد نہ کیا اور کس نے خدا پر بھروسہ کیا کہ اس کو خدا نے دوسرے پر پھوڑ دیا اور کس نے خدا کی بارگاہ میں گریہ و زاری کی کہ خدا نے اس پر رحم نہ کیا۔ اے فرزند بزرگوں سے مشورہ کر اور کم عمر والوں سے مشورہ کرنے میں شرم کر۔ اے فرزند فاسقوں کے ساتھ ہرگز مصابحت نہ کر کیونکہ وہ مثل کتوں کے ہیں اگر پیرے پاس کچھ پائیں تو کھالیں اور اگر نہ پائیں تو تیری مذمت کریں اور تجھ کو رسوا کریں اور اُن کی محبت ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اے فرزند نیکوں کی دشمنی فاسقوں کی دوستی سے بہتر ہے۔ کیونکہ اگر مومن صالح پر اگر تو ظلم کرے گا تو وہ تجھ پر ظلم نہیں کرے گا اور اگر اس کی بدخواہی کرے گا تو وہ تجھ سے راضی رہے گا اور فاسق اپنے ہی حق نعمت کی رعایت نہیں کرتا تو تیرے حق کی رعایت کب کرے گا۔ اے فرزند زیادہ سے زیادہ دوست بنا اور دشمنوں کے شر سے بے خوف مت رہ کیونکہ اُن کے سینوں میں کینہ اُسی طرح پوشیدہ رہتا ہے جس طرح زمین کے اندر پانی چھپا ہوا ہے۔ اے فرزند جس سے بھی تو ملاقات کرے پہلے سلام اور مصافحہ کر بعد اس کے ہمکلام ہو۔ اے فرزند لوگوں کو تکلیف مت پہنچا ورنہ تجھ کو دشمن رکھیں گے اور اُن سے بُرائی مت لے ورنہ تجھ کو ذلیل سمجھیں گے اور بہت مینٹا نہ بن کہ تجھ کو کھالیں اور ایسا تلخ بھی نہ بن کہ تجھ کو دُور پھینک دیں۔ اے فرزند خدا سے دُور جو ڈرنے کا حق ہے اور اُس کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور امید رکھ خدا سے مگر ایسی امید نہیں کہ تو اُس کے عذاب سے بے خوف ہو جائے۔ اے فرزند اپنے نفس کو خواہشوں سے باز رکھ کیونکہ ہلاکت اُس کی خواہشوں میں ہے۔ اے فرزند ہرگز فخر و غرور و تحیر نہ کر ورنہ جہنم میں شیطان کا ہمسایہ ہوگا اور تجھ کو معلوم ہونا چاہیے کہ تیرا آخری مقام قبر ہے۔ اے فرزند افسوس اُس شخص پر جو فخر و غرور کرتا ہے کیونکہ اپنے کو بزرگ سمجھتا ہے حالانکہ خاک سے پیدا ہوا ہے اور اس کی بازگشت خاک کی طرف ہے اس کے بعد وہ نہیں جانتا کہ بہشت میں جایگا اور عار و کامیاب ہوگا یا جہنم میں پہنچے گا اور خسارہ و نقصان میں رہے گا۔ اور کوئی شخص کیونکہ تکبر کرتا ہے حالانکہ دو مرتبہ پیشاب کے مقام سے نکلا ہے۔ اے فرزند کیونکہ فرزند آدم کو نیند آ جاتی ہے حالانکہ موت اُس کی تلاش میں ہے اور کس طرح وہ موت سے غافل ہو جاتا ہے حالانکہ وہ اس سے غافل نہیں ہے۔ اے فرزند پیغمبرانِ خدا اور اس کے دوست اور برگزیدہ لوگ موت سے

نہیں بچے تو ان کے بعد کون دنیا میں ہمیشہ رہے گا۔ آئے فرزند راز کو اپنی زوجہ سے مت بیان کر اور اپنے گھر کے دروازہ کو اپنی نشستگاہ مت قرار دے۔ اسے فرزند عورت ٹیڑھی ہڈی سے خلق ہوئی ہے اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے گا تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ اگر اسی کی حالت پر تو چھوڑ دے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ ان کو آزاد مت کر دے کہ وہ گھر سے باہر جائیں پس اگر وہ نیکی کریں تو قبول کر اور بدی کریں تو صبر کر کیونکہ اس کے سوا چارہ نہیں۔ آئے فرزند عورتوں کی چار قسمیں ہیں دو شائستہ اور دو ملعونہ۔ اور شائستہ میں ایک وہ قسم ہے جو اپنی قوم میں شریف و عزیز ہوتی ہے اور اپنے شوہر کے لئے ذلیل۔ اگر شوہر اس پر لطف و مہربانی کرتا ہے تو وہ خوش ہوتی ہے اگر وہ تکلیف میں مبتلا ہوتی ہے تو صبر کرتی ہے۔ مختور مال بھی اس کے نزدیک بہت ہوتا ہے دوسری قسم نیک عورت کی یہ ہے کہ اس کے اولاد زیادہ ہوتی ہے وہ شوہر کو دوست رکھتی ہے اور اس کی بہتری چاہتی رہتی ہے۔ اور شوہر کے عزیزوں اور بچوں سے مثل مادر مہربان کے محبت کرتی ہے اور بزرگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرتی ہے بچوں پر رحم کرتی ہے اور شوہر کے ان بچوں کی عزیز رکھتی ہے جو دوسری عورت کے بطن سے ہوتے ہیں۔ اپنی اور گھر و مال اور بچوں کی اصلاح کرنے والی ہوتی ہے۔ اگر شوہر اس کے سامنے ہے تو ہر کام میں اس کی مدد کرتی ہے اگر موجود نہیں ہوتا تو ہر حال میں اس کی رعایت کا خیال رکھتی ہے۔ ایسی عورت گو گردِ سرخ کی طرح نایاب ہے۔ نہ فست اس شخص کی جس کو ایسی عورت نصیب ہو۔ اور ان دونوں ملعونہ عورتوں میں سے ایک قسم وہ ہے کہ اپنے کو بہت بڑا سمجھتی ہے مگر اپنی قوم میں ذلیل ہوتی ہے۔ اگر شوہر اس کو کچھ دیتا ہے تو غصہ کرتی ہے اگر نہیں دیتا تو عتاب کرتی ہے لہذا شوہر اس کے افعال سے شرمندہ اور آزاری اور ہمسائے تکلیف و پریشانی میں رہتے ہیں پس وہ مثل شیر کے ہے اگر تو اس کے ساتھ رہے تو وہ کھا جائے گی اور اگر اس سے تو گریز کرے تو مار ڈالے گی۔ اور ملعونہ کی دوسری قسم وہ ہے کہ جلد غصہ میں آجاتی ہے اور بہت جلد رونے لگتی ہے اگر اس کا شوہر موجود ہوتا ہے تو اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی۔ اگر وہ موجود نہیں ہوتا تو اس کو رسوا و بدنام کرتی ہے۔ ایسی عورت زمین شور کے مانند ہے۔ اگر اس میں تو پانی ڈالے تو وہ جذب ہو جائے گا اور کچھ فائدہ نہ بخشنے گا اگر پانی تو اس میں نہ دے تو پیاسی رہے گی۔ اگر ایسی عورت کے کوئی فرزند پیدا ہو تو اس سے تو کوئی فائدہ نہ پائے گا۔ اسے فرزند کسی کنیز سے عقد مت کر ایسا نہ ہو کہ اس سے کوئی فرزند پیدا ہو تو وہ تیرے مقابلہ

میں اس کو فروخت کر ڈالے۔ اے فرزند اگر عورتوں کو چکھتے اور کھاتے جس طرح دوسری چیزوں کو چکھتے اور کھاتے ہیں تو کوئی شخص بُری عورت کو اپنی زوجیت میں نہ لاتا۔ اے فرزند احسان کر اُس کے ساتھ جو تیرے ساتھ بدی کرے۔ اور دنیا کو بہت مت حاصل کر کیونکہ تجھ کو اُس سے نیکل جانا ہے۔ اور دیکھ کہ وہاں سے تو کہاں جاتا ہے۔ اے فرزند یتیم کے مال کو مت کھا ورنہ قیامت میں تو رسوا ہو گا اور اُس روز تجھ کو اُس مال کو واپس دینے پر مجبور کیا جائے گا۔ مگر تو اُس جگہ نہ رکھتا ہو گا۔ اے فرزند جہنم کی آگ قیامت کے روز ہر شخص کو گھیر لے گی۔ اور کوئی شخص نجات نہیں پائے گا سوائے اُس شخص کے جس پر خدا رحم فرمائے۔ اے فرزند تجھ کو ایسا شخص اچھا نہیں معلوم ہوتا جو بد زبان ہوتا ہے اور لوگ اُس کی زبان سے ڈرتے ہیں۔ قیامت میں ایسے شخص کی زبان و دل پر مہر لگا دی جائے گی۔ اور اُس کے اعضا و جوارح گواہی دیں گے۔ جو کچھ اُس نے کیا ہے۔ اے فرزند لوگوں کو گالی مت دے کیونکہ یہ ایسا ہے کہ تو نے خود اپنے مال باپ کو گالی دی۔ اے فرزند ہر روز نیا روز ہوتا ہے تو وہ خداوند عالم کے نزدیک تیرے اعمال کی گواہی دے گا۔ اے فرزند یاد رکھ کہ تجھ کو کفن میں لپیٹ کر قبر میں ڈال دیں گے۔ اور جو کچھ تو نے کیا ہے سب وہاں تو دیکھے گا۔ اے فرزند غور کر کہ ایسے شخص کے مکان میں کو کیونکر رہ سکتا ہے جبکہ تو نے اُس کی نافرمانی کی اور اُس کو برا فروخت کیا ہو۔ اے فرزند کسی کو اپنی ذات پر اختیار مت کر اور مال اپنے دشمنوں کے لئے ترک میں مت چھوڑنا۔ اے فرزند اپنے مہربان باپ کی وصیت (نصیحت) قبول کر اور عمل نیک میں جلدی کر قبل اس کے تجھ کو موت آئے اور قبل اس کے قیامت میں پہاڑ گر پڑیں اور آفتاب و ماہتاب ایک جگہ جمع ہوں اور حرکت کرنے سے باز رہیں اور آسمانوں کو تہہ کر دیں اور صفوف ملائکہ خوفزدہ زمین پر آئیں اور تجھ کو صراط پر گزرنے کو کہا جائے۔ اُس وقت تو اپنے عمل کو دیکھے گا اور ترازو اعمال تولنے کے لئے قائم کی جائے گی اور خلعت کے اعمال کا دفتر کھولا جائے گا۔ اے فرزند سات

اے چونکہ صاحب مال کے عموماً لوگ دشمن ہوتے ہیں اور اس کی اولاد بھی اکثر دیکھا گیا ہے کہ یہ چاہتی ہے کہ جلد باپ کو موت آئے تاکہ اُس کا مال و زر میراث میں حاصل ہو۔ اور جب یہ خواہش پوری ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ اولاد اپنے عیش و راحت کی فکر میں پڑ جاتی ہے اور مرحوم باپ کو جس کے مال کے سبب سے اُس کو آرام حاصل ہوا ہے بھول جاتی ہے اور اس کے لئے کبھی کا رخیر کا خیال بھی نہیں آتا۔ مترجم

ہزار کلمات حکمت میں نے تجھ کو تعلیم دے تو (اگر) چار کلمات یاد رکھے تو وہ تیرے لئے کافی ہیں اگر تو اُن پر عمل کرے (اول یہ کہ) اپنی کشتی کو مضبوط بنا کیونکہ دریا بہت عمیق ہے (دوسرے یہ کہ) اپنا بار ہلکا کر کیونکہ جو راستہ تجھے درپیش ہے اُس سے گزرنا بہت دشوار ہے (تیسرے یہ کہ) زاد راہ زیادہ رکھ کیونکہ تیرا سفر بہت لمبا (چوتھے یہ کہ) اپنے اعمال کو خالص کر کیونکہ عمل کا قبول کرنے والا بہت دانا و بینا ہے دوسری روایت میں منقول ہے کہ حضرت لقمانؑ کے حکم سے بیت الخلاء کے دروازوں پر لکھا گیا تھا کہ پاخانے میں دیر تک بیٹھنے سے بواسیر کا مرض پیدا ہوتا ہے۔

باب انیسواں

حضرت اسماعیلؑ اور طالت و جالوت کے حالات

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے اَلَمْ تَرَاۤیَ الْاِسْرَآئِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوسٰی اِذْ قَالُوْا اِلٰہِیْۤہِمْ اَنْۢعَمَ عَلَیْہِمْ اَنْۢعَمْتَ لَنَا مَلٰٓئِکَۃً تَلٰی فِیۡ سَبۡیِلِ اللّٰہِ (یعنی) کیا تم موسیٰؑ کے بعد اشراف بنی اسرائیل کے قصہ میں نہیں دیکھتے ہو جس وقت کہ ان لوگوں نے اپنے وقت کے پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے تاکہ ہم خدا کی راہ میں جنگ کریں۔

علی بن ابیہیم وغیرہ نے بسند ہائے صحیح و حسن امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل نے بے حد گناہ کئے اور بن خدا میں تغیر پیدا کر دیا اور خدا کے حکم سے سزنا ہی کی اور اپنے پیغمبر کی جوانی کو امر و نہی کرتا تھا اطاعت نہ کی تو خدا نے جالوت کو جو قبطنی بادشاہوں میں سے تھا اُن پر مسلط کیا جس نے ان لوگوں کو ذلیل کیا ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کو ان کے گھروں سے نکال دیا ان کی عورتوں کو کنیز بنایا ان کے مال و اسباب چھین لئے تب وہ لوگ خدا کے رسول کے پاس پناہ لے گئے اور فریاد کی کہ خدا سے سوال کریں کہ وہ ایک بادشاہ ہمارے لئے بنا دے جس کے ساتھ ہم کافروں سے راہ خدا میں جہاد کریں بنی اسرائیل کے درمیان یہ قاعدہ تھا کہ پیغمبر

ایک خاندان سے ہوتا تھا اور بادشاہ دوسرے خاندان سے کیونکہ اس وقت خدا نے بادشاہی
 و پیغمبری ایک ہی خاندان میں نہیں جمع کیا تھا۔ اس سبب سے اُن لوگوں نے کہا کہ ہمارے
 لئے ایک بادشاہ مقرر کر دے۔ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَا تُقَاتِلُوْا
 اُن کے پیغمبر نے کہا کہ میں ایسا نہ ہو کہ جب تم پر جہاد واجب کیا جائے تو تم نہ
 لڑو۔ قَالُوْا وَمَا لَنَا اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا
 وَابْنَانَا تُوَانِ لَوْ اَنْ لُّوْا اُن لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ اور اپنے
 اہل و عیال سے الگ کئے گئے تو ہمارے لئے کیا ہے کہ ہم راہ خدا میں جنگ نہ کریں۔
 فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظَّالِمِيْنَ
 پھر اُن لوگوں پر جہاد واجب کیا گیا تو چند آدمیوں کے سوا سب نے روگردانی کی اور
 خدا ظالموں سے خوب واقف ہے۔ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ
 لَكُمْ طَاهُوْتَ مَلِكًا وَاُوْرٰنُ كے نبی نے اُن لوگوں سے کہا کہ خدا نے (تمہاری
 خواہش کے مطابق) طاہوت کو تمہارا بادشاہ بنایا۔ قَالُوْا اَنۡتَیْ یَّکُوْنُ لَهُ الْمُلْکُ
 عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَخْسَرُ بِالْمُلْکِ مِنْهُ وَاَلَا یُوْتِ سَعَةً مِنَ الْمَالِ تب وہ لوگ
 کہنے لگے اُس کی حکومت ہم پر کیونکر ہو سکتی ہے حالانکہ سلطنت کے حقدار اُس سے
 زیادہ ہم ہیں کیونکہ اُس کو تو مال کے اعتبار سے ہم پر کچھ بھی فوقیت نہیں۔ حضرت امام
 محمد باقرؑ نے فرمایا کہ پیغمبری فرزندانِ لادی میں تھی اور بادشاہی اولادِ یوسفؑ میں اور
 طاہوت بنیامین کے فرزندوں میں سے تھے جو حضرت یوسفؑ کے حقیقی بھائی تھے۔
 وہ نہ پیغمبر کے خاندان سے تھے نہ بادشاہوں کے خاندان سے۔ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ
 اصْطَفٰہُ عَلَیْکُمْ وَاَزَادَہٗا بِسُطۃٍ فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ یُوْتِیْ مُلْکَہٗ
 مَن یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ آیت اُن کے نبی نے کہا کہ خدا نے اُس کو تم
 پر فضیلت دی ہے اور علم و جسم میں تم سے زیادہ اس کو کثا و گی عطا فرمائی ہے
 اور خدا جس کو چاہتا ہے اپنا ملک دیتا ہے اور خدا بڑی گنجائش والا اور واقف کار
 ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ طاہوت جسمانی لحاظ سے بہتر شجاع اور قوی تھے اور رب
 سے زیادہ عقلمند تھے لیکن مال و دولت نہ رکھتے تھے اس لئے ان لوگوں نے
 ان کو ذیل سمجھا اور کہا کہ خدا نے اس کو مال میں وسعت نہیں عطا کی ہے۔ وَقَالَ لَهُمْ
 نَبِیُّہُمْ اِنَّ اٰیۃَ مُلْکِہٖ اَنْ یَّآتِیْکُمُ السَّابُوتُ فِیْہِ سَکِیْنۃٌ مِّنْ
 رَبِّکُمْ وَبَقِیۃٌ مِّمَّا تَرَکَ الْاَلُ مُوسٰی وَاٰلُ هَارُوْنَ تَحِیۡلۃٌ

الْمَلَأْتُ طَارَانَ فِي ذَلِكَ لَأَيَّةٌ لَّكُمْ إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ اٰیَّتْ اُنْ كے پیغمبر نے اُن سے کہا کہ اُس کی بادشاہی کی (خدا کی طرف سے) یہ شناخت ہے۔ کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تسکین دینے والی چیزیں اور اُن تبرکات کا باقیماندہ ہوگا جو موسیٰؑ و ہارونؑ کی اولاد یا دیگر چھوڑ گئی اور اس صندوق کو فرشتے اُٹھائے ہوں گے اور تمہارے پاس لائیں گے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو بیشک تمہارے واسطے پوری نشانی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو تابوت کو حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے آسمان سے بھیجا تھا اور مادر موسیٰ نے اُن کو اُس میں رکھ کر دریا میں ڈالا تھا۔ وہی تابوت (صندوق) بنی اسرائیل کے پاس تھا اُس سے وہ لوگ برکت حاصل کیا کرتے تھے۔ جب حضرت موسیٰ کی وفات کا وقت آیا۔ اپنی زرہ۔ الواح توریت اور جو کچھ اُن کے آثار پیغمبری وغیرہ سے تھا سب اُس میں رکھ کر آپ نے اپنے وصی یوشعؑ کو سپرد فرمایا تھا۔ اور وہ تابوت ہمیشہ اُن میں موجود تھا۔ یہاں تک اُس کا احترام کرنا ان لوگوں نے ترک کر دیا اور بے حرمتی کرنے لگے۔ کہ بچے راستوں میں تابوت سے کھیلنے۔ جب تک وہ تابوت بنی اسرائیل کے پاس تھا وہ باعزت و حرمت زندگی گزارتے رہے۔ جب ان لوگوں نے گناہ بہت کیا اور تابوت کی بے حرمتی کرنے لگے تو خدا نے اُس تابوت کو اُن کے درمیان سے اُٹھالیا۔ اور اب بادشاہی طاوت کے وقت اس تابوت کو اُن کے لئے ظاہر فرمایا۔ اور حدیث صحیح میں فرمایا ہے کہ ملائکہ تابوت کو بنی اسرائیل کے پاس لائے۔ دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ ملائکہ تابوت کو گائے کی صورت میں بنی اسرائیل کے پاس لائے۔ اور بسند حسن فرمایا کہ (بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ) سے مراد بقیہ پیغمبران ہیں۔ جن کے پاس تابوت رہتا تھا۔ اور تفسیر سکینہ میں فرمایا ہے کہ تابوت کو بنی اسرائیل نے مسلمانوں اور کافروں کی صف کے درمیان چھوڑ دیا تھا۔ اُس میں سے ایک خوشبودار ہوانیکی اور آدمی کی شکل میں ظاہر ہوئی جس کو دیکھ کر کفار بھاگ گئے۔

بند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ سکینہ ایک ہوا ہے جو بہشت سے آئی تھی جس کا چہرہ آدمی کی طرح تھا۔ جب اس تابوت کو مسلمان اور کافروں کے درمیان رکھ دیتے تھے تو جو تابوت سے آگے ہو جاتا تھا تو وہ قتل ہو جاتا تھا یا مغلوب ہوتا تھا اور جو تابوت سے برگشتہ ہوتا اور بھاگتا وہ کافر ہو جاتا اور امام اس کو قتل کر ڈالتا۔

حدیث حسن میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ کے بعد جب بنی اسرائیل نے زیادہ سرکشی اور گناہ کئے تو خداوند عالم اُن پر غضبناک ہوا اور تابوت کو آسمان پر اٹھالیا۔ جب جالوت بنی اسرائیل پر غالب ہوا اور بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر سے استدعا کی کہ وہ خدا سے دعا کریں کہ حق تعالیٰ اُن کے لئے ایک بادشاہ مقرر فرمائے تاکہ وہ لوگ خدا کی راہ میں جہاد کریں تو خدا نے طاوت کو اُن کا بادشاہ بنایا اور تابوت اُن کے لئے بھیجا جس کو ملائکہ زمین پر لائے۔ جب تابوت اُن کے اور اُن کے دشمنوں کے درمیان رکھ دیا گیا۔ تو جو شخص تابوت سے پھر جاتا کا فر ہو جاتا۔ (مولف فرماتے ہیں کہ) اب ہم حدیث اول کی تکمیل کرتے ہیں، پس خداوند عالم نے اُن کے پیغمبر کو وحی کی کہ جالوت کو وہ شخص قتل کریگا جس کے جسم پر حضرت موسیٰ کی زہر درست و ٹھیک آجائے گی اور وہ فرزند ان لادی میں سے ہوگا۔ اُس کا نام داؤد ہوگا حضرت داؤد کے والد چرواہے تھے جن کے دس لڑکے تھے اور سب سے چھوٹے حضرت داؤد تھے۔ غرض جب طاوت نے بنی اسرائیل کو جالوت سے جنگ کے لئے جمع کیا۔ حضرت داؤد کے پدر بزرگوار کو کہلا بھیجا کہ مع اپنے فرزندوں کے آئیں۔ جب وہ آئے تو اُن کے فرزندوں کو ایک ایک کر کے طلب کیا اور زہر پہنایا مگر کسی کے جسم پر زہر ٹھیک نہ اُتری۔ کسی کو بڑی ہوئی کسی کو چھوٹی۔ طاوت نے اُن سے پوچھا کہ کیا اپنے فرزندوں میں سے کسی کو ہمراہ نہیں لائے ہو انہوں نے کہا ہاں میری بھیڑیں ابھی بچے ہیں (ان کی نگرانی و حفاظت کے لئے) سب سے چھوٹے لڑکے کو چھوڑ آیا ہوں۔ طاوت نے کسی کو بھیجا کہ اُن کو بلایا وہی حضرت داؤد تھے۔ جب حضرت داؤد گھر سے روانہ ہوئے تو اپنے ساتھ گوبھن اور تو بڑھ لے گیا اثنائے راہ یہ تین پتھروں نے اُن کو آواز دی کہ لے داؤد ہم کو اٹھا لو۔ حضرت داؤد نے اُن پتھروں اپنے تو بڑھ میں رکھ لیا۔ حضرت داؤد نہایت قوی توانا اور شجاع تھے۔ جب طاوت کے پاس پہنچے حضرت موسیٰ کی زہر آپ کو پہنائی گئی جو آپ کے جسم پر بالکل ٹھیک اُتری جب طاوت لشکر جالوت کی سمت روانہ ہوئے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فَلَمَّا فَصَلَ طَآوُتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اعْتَرَفَ غُرْفَةً مَّرِيبَةً فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ۔ کہ جب طاوت اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے تو لشکر سے کہا کہ یقیناً خدا تمہارا امتحان لے گا ایک نہر کے ذریعہ سے تو جو شخص

(آیت ۲۵۱ سورہ بقرہ ۲۵۱)

اُس نہر کا پانی پئے گا وہ مجھ سے نہیں ہے اور جو اُس میں سے نہ پئے گا وہ مجھ سے ہے لیکن اگر کوئی اپنے ہاتھ سے ایک چلو پی لے (تو چندال مضائقہ نہیں) تو سوائے چند اشخاص کے سب نے اُس میں سے (خوب سیر ہو کر) پیا۔ اُن کے پیغمبر نے فرمایا کہ اس بیابان میں تمہارے راستہ میں ایک نہر ظاہر ہوگی۔ پس جو شخص اس میں سے پئے گا خدا سے اُس سے کوئی واسطہ نہیں اور جو نہ پئے گا وہ خدا کا فرمانبردار ہوگا جب وہ لوگ اُس نہر کے قریب پہنچے تو خدا نے اُن کے لئے تجویز کیا کہ ایک ایک چلو پانی پی لینے میں اُن پر الزام نہیں۔ مگر سوائے تھوڑے لوگوں کے سب نے ڈکڑ کا کرپیا اور جن لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا وہ ساٹھ ہزار اشخاص تھے اور یہ خدا کی طرف سے اُن کا ایک امتحان تھا۔ ابن بابوئہ کی روایت کے مطابق جو بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ وہ تھوڑے اشخاص جنہوں نے پانی نہیں پیا تھا۔ ساٹھ ہزار تھے۔ اور علی بن ابراہیم نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ایک چلو پانی بھی نہیں پیا تھا تین سو تیرہ مرد تھے۔ تو جب نہر سے گذر گئے اور جالوت کے لشکروں کو ان لوگوں نے دیکھا اور اُس کی اور اُس کے لشکر کی قوت و صولت مشاہدہ کی اُن لوگوں نے جنہوں نے پانی خوب پیا تھا کہا ہم آج تو جالوت اور اُس کے لشکر سے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ؕ تَوَجَّهَ لَوْ أَنَّ اُسَ لوگ وہ لوگ اُس نہر سے گذرے (یعنی طاوت اور وہ لوگ) جو اُن کے ساتھ ایمان لائے تھے بولے کہ آج ہم کو جالوت اور اُس کے لشکر سے رٹنے کی طاقت نہیں ہے۔ قَالَ الَّذِي يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ مُلْكُ اللَّهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً مِّمَّا يُذُنُ اللَّهُ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ؕ اور اُن لوگوں نے کہا جو خدا و روز قیامت پر یقین رکھتے تھے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گروہ قبیل جماعت کثیر پر خدا کے حکم سے غالب آجاتا ہے اور خدا تو صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا مِثْرًا ؕ اور جب وہ لوگ جالوت اور اُس کے لشکر سے مقابلہ کے لئے نکلے تو کہا پالنے والے تو ہم کو صبر کی توفیق عطا فرما اور جنگ میں ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح عنایت فرما حضرت نے فرمایا یہ کلام اُن لوگوں کا تھا جنہوں نے نہر سے پانی پیا تھا۔ (غرض جنگ شروع ہوئی اور)

حضرت داؤدؑ اگر جالوت کے مقابلہ پر کھڑے ہو گئے۔ وہ ایک ہاتھی پر سوار تھا۔ سر پر تاج رکھے ہوئے تھا اور اُس کی پیشانی پر ایک یا قوت تھا جس سے نور ساطع تھا اور لشکر اُس کے گرد صف باندھے ہوئے تھا۔ حضرت داؤدؑ نے اُن تین پتھروں میں سے جن کو راستہ میں اٹھایا تھا ایک پتھر نکالا اور گوبھن میں رکھ کر جالوت کے داہنے طرف والے لشکر پر پھینکا وہ پتھر ہوا میں بلند ہوا پھر اُس کے مہینہ پر آکر گرا جس کو وہ پتھر لگتا تھا وہ فوراً فنا ہو جاتا یہاں تک کہ سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ دوسرا پتھر اُس کے میسرہ لشکر پر پھینکا اور اُس طرف کے لوگ بھی بھاگے اور تیسرا پتھر جالوت کی طرف پھینکا۔ وہ پتھر بلند ہو کر جالوت کی پیشانی کے یا قوت پر پڑا اور یا قوت میں سوراخ کرتا ہوا اُس کے مغز تک پہنچا اور جالوت زمین پر گر کر جہنم واصل ہوا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَهَذَا مُؤْتَمَرٌ بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتْلَ دَاوُدَ جَالُوتَ وَاتْلُو لَكُمْ آيَةَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَيْكُمْ بِسَمَاتٍ بَشَاءٌ مَّا تُولَدُونَ فَفَعَلَ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّفَسَادِ الْأَرْضِ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ۔ آیت یعنی خدا کے حکم سے ہزیمت دی۔ ان لوگوں کو اور داؤدؑ نے جالوت کو قتل کیا اور خدا نے اُن کو ملک و حکمت عطا کی۔ اور اس میں سے جو کچھ چاہا اُن کو تعلیم کیا اور اگر لوگوں سے خدا ان کے بعض (دشمنوں) کو نہ دفع کرتا تو یقیناً زمین میں فساد پھیل جاتا لیکن خدا عالم والوں پر صاحب فضل و احسان ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے چند معتبر و موثق حدیث میں منقول ہے کہ سکیئہ ایک ہوا ہے جو بہشت سے آتی ہے جس کی صورت مانند صورت انسان ہے اور نہایت عمدہ خوشبو رکھتی ہے اور وہی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اُس وقت نازل ہوئی جب وہ خانہ کعبہ (کی دیواریں) تعمیر کر رہے تھے۔ وہ سکیئہ خانہ کعبہ کے بتوں کی جگہ پر حرکت کرتی جاتی تھی اور ابراہیم کعبہ کی بنیاد اُس کے پیچھے پیچھے (اسی جگہ پر) رکھتے جاتے تھے۔ اور یہی سکیئہ درمیان تابوت بنی اسرائیل تھی۔ اور وہ طشت بھی تابوت میں تھا۔ جس میں پیغمبروں کے قلوب دھوئے گئے تھے۔ بنی اسرائیل میں یہ رسم تھی کہ تابوت جس گھر میں ہوتا۔ پیغمبر بھی اُسی گھر میں ہوتی تھی اور اس امت کا تابوت آنحضرت کی تلوار و دیگر اسلحے ہیں یہ چیزیں جس جگہ ہوں گی وہیں امامت ہوگی۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ تابوت موسیٰ (وہ صندوق جس میں جناب موسیٰ کی والدہ نے آپ کو رکھ کر دریائے بہاؤ دیا تھا) مترجم) تین ہاتھ (لانا اور) دو ہاتھ (چوڑا) تھا۔ اور

سکیئہ بہشت کی ایک ہوا ہے اور اس کے صفات

حضرت موسیٰ کا عصا اور سکینہ بھی اُس میں تھی۔ لوگوں نے پوچھا کہ سکینہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ روح خدا تھی جب وہ لوگ کسی چیز کے بارے میں اختلاف کرتے تھے تو سکینہ اُن سے باتیں کرتی اور ان لوگوں کو اُس سے آگاہ کرتی جو وہ چاہتے۔

بند ہائے معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت یوشع نے دار بقا کی جانب رعلت فرمائی اور آپ کے اوصیا اور ائمہ اور پیشواؤں میں اپنے اپنے زمانہ کے ظالموں سے جو حضرت یوشع کے بعد سے حضرت داؤد کے زمانہ تک ہوئے خوفزدہ ہو کر چار سو سال تک پوشیدہ رہے اور اس مدت میں پندرہ امام ہوئے اور ہر ایک کے زمانہ میں اُن کے ماننے والے پوشیدہ طور پر آکر اُن سے مسائل دین حاصل کرتے جب اُن کے آخری امام کا زمانہ منتهی ہوا تو وہ ظاہر ہوئے اور اُن لوگوں کو بشارت دی کہ حضرت داؤد علیہ السلام (عنقریب) مبعوث ہوں گے اور تم لوگوں کو ظالموں کے شر سے نجات دیں گے اور زمین کو جالوت اور اُس کے لشکر سے پاک کریں گے اور تم لوگوں کو اس تکلیف و مصیبت سے نجات دیں گے۔ پھر وہ لوگ ہمیشہ اُن حضرت کے ظہور کے منتظر رہتے یہاں تک کہ جب آپ کے ظہور کا زمانہ قریب آیا تو حضرت داؤد چار بھائی تھے اُن کے پدر بزرگوار بوڑھے ہو چکے تھے حضرت داؤد سب بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ اُن کے بھائی نہیں جانتے تھے کہ جس داؤد کے وہ لوگ منتظر ہیں اور جو جالوت اور اُس کے لشکر سے دنیا کو نجات دیں گے یہی داؤد ہیں۔ آپ کے شیعہ علاوہ اُس امام کے جو پیشتر تھے یہ جانتے تھے کہ حضرت داؤد پیدا ہو چکے ہیں اور حد کمال کو پہنچ چکے ہیں۔ اور حضرت داؤد کو دیکھتے تھے۔ اُن سے گفتگو کرتے تھے لیکن نہیں جانتے تھے کہ داؤد موعود یہی ہیں۔ جب طاوت نے بنی اسرائیل کو جمع کیا تا کہ جالوت سے جنگ کریں حضرت داؤد کے پدر بزرگوار اپنے چاروں بیٹوں کو لے کر لشکر طاوت کے ہمراہ چلے لیکن بھائیوں نے حضرت داؤد کو کمزور و حقیر سمجھ کر ساتھ نہ لیا اور کہا کہ اس سے سفر میں کیا کام ہو سکتا ہے اس کو گوسفند چرانے میں مشغول رہنا چاہیے۔ غرض کہ بنی اسرائیل و جالوت کے درمیان جنگ شروع ہوئی۔ بنی اسرائیل بہت خائف ہوئے اور ان میں جنگ سے بدولی پھیلنے لگی۔ (اُسی اثناء میں) پدر داؤد گھر واپس ہوئے اور حضرت داؤد کے ہاتھ اُن کے بھائیوں کے لئے کھانا بھیجا تا کہ دشمن کے ساتھ جہاد میں ان کو قوت ہو۔ حضرت داؤد پستہ قد کبود چشم تھے جن کے بال کم تھے۔ نہایت پاک دل اور پاکیزہ اخلاق تھے حضرت داؤد اس وقت روانہ ہوئے جبکہ دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل پہنچ چکے تھے

اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر کھڑا ہو چکا تھا۔ وہ راستہ میں ایک پتھر کے پاس سے گزرے۔ اس پتھر نے باواز بلند پکارا کہ اے داؤدؑ مجھ کو اٹھا لو اور مجھ سے جالوت کو قتل کرو۔ کیونکہ میں اس کو قتل کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ حضرت نے وہ پتھر اٹھایا اور اپنے پتھیلے میں رکھ لیا جس میں اپنے گویچوں کے پتھروں کو گوسفند چرانے کے سلسلہ میں رکھا کرتے تھے۔ جب بنی اسرائیل کے لشکر میں داخل ہوئے ان کو معلوم ہوا کہ ان لشکر والوں پر معاملہ جالوت بہت سخت ہو گیا ہے۔ کہنے لگے اس کو کیا بڑا سخت سمجھتے ہو واللہ اگر میں اس کو دیکھوں تو فوراً قتل کر دوں۔ آپ کا یہ کلام لشکر میں مشہور ہوا۔ یہاں تک کہ طاوت نے بھی سنا اور اُن حضرت کو بلایا اور کہا اے جوان تجھ میں کتنی طاقت ہے اور اپنی بہادری کا تجھ کو کیا تجربہ ہے کہ طاوت سے لڑنے کی جرأت رکھتا ہے۔ فرمایا (ایک بار) شیر میرے گوسفند کے گلہ میں جھپٹ پڑا اور ایک گوسفند لے کر چلا۔ میں نے اُس کا پیچھا کیا اور اس کی گردن مروڑ کر اُس کے منہ سے گوسفند پھینک لیا۔ خدا نے طاوت کو بذریعہ وحی اطلاع دی تھی کہ جس شخص کو تمہاری زرہ بٹھیک ہو جائے اس طرح کہ گویا اُسی کے جسم کے لئے بنی تھی تو وہی شخص جالوت کو قتل کرے گا۔ طاوت نے اپنی زرہ طلب کی اور داؤدؑ کو پہننے کے لئے دیا۔ داؤدؑ نے زرہ پہنی باوجودیکہ اُن کا جسم دُبلّا پتلا تھا مگر زرہ اُن کے جسم پر درست اور ٹھیک ثابت ہوئی۔ تو طاوت اور بنی اسرائیل اُن سے خائف ہوئے اور اُن کے مرتبہ کی بلندی کو سمجھے طاوت نے کہا امید ہے کہ جالوت کو یہ جوان قتل کرے گا۔ دوسرے روز جب دونوں طرف سے لشکر مقابلہ پر آمادہ ہوئے داؤدؑ نے طاوت سے کہا کہ جالوت کو مجھے دکھا دیجئے۔ (لوگوں نے) جالوت کو پہنچوایا۔ حضرت داؤدؑ نے اُسی پتھر کو جس کو راستہ میں اٹھا کر اپنے پتھیلے میں ڈال رکھا تھا نکالا اور گویچوں میں رکھ کر جالوت کی طرف پھینکا۔ وہ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگا اور اس کے سر کے مغز تک پہنچ گیا۔ وہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور لشکر میں مشہور ہو گیا کہ داؤدؑ نے جالوت کو قتل کر دیا ان کو اُن لوگوں نے اپنا بادشاہ بنالیا۔ پھر اس کے بعد کسی نے طاوت کی فرما برداری نہ کی۔ بنی اسرائیل اُن کے پاس جمع ہوئے اور اُن کی اطاعت کی۔ خدا نے زبور اُن پر نازل کی اور زرہ بنانا اُن کا سکھایا اور لوہے کو اُن کے ہاتھ میں موم کے مانند نرم کر دیا۔ اور (خدا نے) طاوتوں کو پہاڑوں کو حکم دیا کہ اُن کے ساتھ تسبیح و تہلیل کیا کریں اور وہ لجن عطا فرمایا کہ اُن سے پہلے کسی نے ویسا لجن نہ سنا تھا

اور ان کو عبادت کی کمال طاقت عطا کی تھی۔ وہ بنی اسرائیل کے درمیان پیغمبری اور علمات الہی کے ساتھ قائم رہے۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ بنی اسرائیل میں پیغمبری اور بادشاہی الگ الگ تھی خدا نے حضرت داؤد کے زمانہ میں دونوں کو ایک ذات میں جمع فرما دیا۔ بادشاہ وہ ہوتا تھا جو لشکر کے ساتھ جہاد کرنا اور پیغمبر اُس کے معاملات کا انتظام کرنے والا ہوتا اور خدا کی جانب سے خبریں اس کو پہنچاتا۔ اسی لئے بنی اسرائیل نے جالوت کے زمانہ میں اپنے پیغمبر سے ایک بادشاہ کی خواہش کی انہوں نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں میں وفا۔ سچائی اور جہاد کی رغبت نہیں ہے۔ ان لوگوں نے عرض کی ہم جہاد کیوں نہ کریں گے جبکہ ان (ظالموں) نے ہم کو ہمارے گھروں سے نکال دیا اور ہم کو ہمارے اہل و عیال سے جدا کر دیا ہے تو خداوند عالم نے طاوت کو ان کا بادشاہ مقرر کیا تب وہ کہنے لگے۔ کہ طاوت ایسا مرتبہ کہاں رکھتا ہے کہ ہمارا بادشاہ بنے۔ وہ نہ پیغمبروں کے خاندان سے ہے نہ بادشاہی خاندان سے اور پیغمبر لادی کے خاندان سے اور بادشاہ یہود کے خاندان سے ہو کرتا ہے اور وہ بنیامین کی اولاد سے ہے۔ پیغمبر نے فرمایا خدا نے اس کو جسم و شجاعت و دانائی عطا فرمائی ہے۔ اور بادشاہی خدا کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے تم لوگوں کو لازم نہیں ہے کہ جس کو خدا مقرر فرمائے تم اس کو رد کرو۔ اور اُس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ وہ تابوت جو ایک مدت سے تمہارے ہاتھ سے جاتا رہا ہے۔ فرشتے اس کو تمہارے واسطے لے آویں گے اور تم ہمیشہ تابوت کی برکت سے لشکروں کو شکست دو گے۔ تب وہ بولے کہ اگر تابوت آجائے تو ہم راضی ہیں اور اس کی اطاعت کریں گے۔ امام نے فرمایا کہ تابوت میں الواح حضرت موسیٰ کے لکڑے تھے جن میں وہ علوم و رزق تھے جو حضرت موسیٰ پر آسمان سے نازل ہوئے تھے۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ داؤد علیہ السلام مسجد سہمہ سے جالوت کی جنگ کو متوجہ ہوئے۔

جناب امیر علیہ السلام سے حدیث معتبر میں آخر ماہ کے چہار شنبہ کی نحوست کے بارے میں منقول ہے کہ اسی روز قوم عمالقہ نے بنی اسرائیل سے تابوت حاصل کیا تھا لہ

لہ مولف فرماتے ہیں کہ اُس زمانہ کے پیغمبر کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ شعون بن صفیہ تھے جو

فرزدان لادی سے تھے۔ بعضوں کا قول ہے کہ یوشع علیہ السلام تھے اور اکثر لوگوں نے کہا ہے (باقی متصفحہ)

جاننا چاہیے کہ اکثر مورخین و مفسرین عامہ نے طاوت کو خطا و کفر سے نسبت دی ہے اور کہا ہے کہ وہ جالوت کے قتل کے بعد حضرت داؤدؑ کے دشمن ہو گئے تھے اور اور اُن حضرت کو مار ڈالنے کا ارادہ رکھتے تھے اور بہت سی نامناسب باتوں کی آنحضرتؐ کی طرف نسبت دینے لگے تھے۔ لیکن احادیث شیعہ سے یہ مزخرفات ظاہر نہیں ہوتے بلکہ آیات کے ظاہری معانی سے اور اکثر روایتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حق و صداقت پر قائم رہے اور غیر مشہور خطیبوں سے بعض لوگوں نے نقل کیا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ میں اس امت کا طاوت ہوں۔

(بقیہ حاشیہ ص ۵۹۹) کہ اشوئیل تھے جس کا ترجمہ عربی زبان میں اسمعیل ہے حضرت امام محمد باقرؑ کا ارشاد ہے کہ اشوئیل تھے۔ علیٰ ابراہیم نے کہا ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ ارسیا تھے۔ شیخ طبری کہتے ہیں کہ بعضوں نے کہا ہے کہ جب بنی اسرائیل نے بہت زیادہ اعمال بد کئے تو حق تعالیٰ نے قوم عافہ کو اُن پر مسلط کیا۔ جنہوں نے اُن کے ہاتھ سے تابوت چھین لیا اُنہی کے پاس تابوت رہا یہاں تک کہ ملائکہ اُس تابوت کو اُن کے درمیان سے اٹھائے گئے۔ پھر بنی اسرائیل کے واسطے لائے۔ حضرت صادقؑ سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب عافہ کے لوگ تابوت کو لے گئے اور اپنے بت خانہ میں لے جا کر رکھا تو تمام بت مرگ گئے۔ پھر وہاں سے نکال کر شہر کے ایک کنارے پر رکھا تو اُن میں گلے کا درد اور طاعون پیدا ہو گیا۔ غرض جس جگہ اُن لوگوں نے اس تابوت کو رکھا کوئی نہ کوئی بلا اُن پر نازل ہوئی۔ آخر کار اس کو عراوہ میں رکھ کر دو بیلیوں پر باندھ دیا اور شہر سے باہر نکال دیا۔ ملائکہ آئے اور اُن بیلیوں کو ہنسا کر بنی اسرائیل کے پاس لائے۔

بعضوں کا قول ہے کہ یوشع نے اس کو صحرائے تیرہ میں رکھا تھا اور فرشتے وہاں سے لائے۔ بعضوں نے کہا کہ تین ہاتھ لانا اور دو ہاتھ چوڑا تھا۔ شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ اُس پر سونے کے پتھر چسپاں تھے اُس کو جنگ میں آگے رکھتے تھے۔ ایک آواز اس میں سے نکلتی۔ جب وہ تیز ہوتی لوگ (جوش میں) آگے بڑھتے اور جنگ کو فتح کر لیتے تھے اور جب اُس کی آواز بند ہو جاتی تھی یہ لوگ بھی لڑائی سے رُک جاتے تھے۔ اور مشہور یہ ہے کہ طاوت کے ساتھ والے انتی ہزار اشخاص تھے بعضوں نے ستر ہزار کہا ہے اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ جن لوگوں نے ایک گھونٹ عس (دبانی ص ۲۷) جب طاوت جنگ جالوت کے لئے روانہ ہوئے تو اپنے لشکر والوں سے کہا تھا کہ خدا ایک نہر کے ذریعہ تمہارا امتحان لے گا تو جو شخص اس نہر سے پانی پئے گا وہ مجھ سے نہیں اور جو نہ پئے گا وہ مجھ سے ہے یا اگر کوئی ایک چلو پانی پی لے گا۔ تو اس پر بھی کوئی الزام نہیں ہے۔ جیسا کہ اس کے قبل مذکور ہو چکا ہے۔ ۱۲ مترجم

عراوہ ایک آرمینیائی زبان کا ہوتا ہے جس میں چوڑا ہونے کا معنی ہے۔

واضح ہو کہ یہ آیتیں دلیل ہیں اس پر کہ امیر المومنین علیؑ ان لوگوں سے زیادہ خلافت و امامت کے حقدار ہیں جن لوگوں نے کہ آپؐ کی خلافت کو غضب کیا اس لئے کہ یہ آیتیں صریح اس بات کی دلیل ہیں کہ بادشاہی و ریاست خدا کے لئے شجاعت و علم کی زیادتی ضروری ہے اور باتفاق تمام امت جناب امیر علیہ السلام تمام صحابہ سے بہت زیادہ شجاع اور بہت زیادہ عالم تھے۔ اس امر میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اس لئے وہ خلافت و امامت کے زیادہ مستحق تھے۔ ان لوگوں سے جو اکثر جہاد سے بھاگتے رہے اور اکثر مقدمات میں اپنی جہالت کا اظہار کرتے رہے اور حضرت علیؑ علیہ السلام کی جانب رجوع کرتے رہے۔

(بقیہ حاشیہ ص ۶۰۰) سے زیادہ نہیں پیا تھا۔ تین سو تیرہ افراد تھے ان اصحاب رسول صلعم کی عدد کے موافق جو جنگ بدر میں تھے اور وہ لوگ جنگ میں ان کے ساتھ ثابت قدم رہے اور خدا کی نصرت و مدد پر ایمان رکھتے تھے اور جن لوگوں نے زیادہ پانی پیا تھا وہ لوگ جہاد سے بھاگ گئے تھے۔ جناب امیرؑ کے خطبہ طاہوتیہ اور دوسری تمام حدیثوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ ان کے ساتھ ثابت قدم رہ گئے تھے یہی تین سو تیرہ اصحاب تھے اور بعض حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے بالکل پانی نہیں پیا تھا وہ یہی تین سو تیرہ اصحاب تھے اور جن لوگوں نے ایک چلو سے زیادہ پانی نہیں پیا تھا وہ ان لوگوں سے زیادہ تھے۔ اس طرح مختلف حدیثوں کو جمع کیا جاسکتا ہے۔

بیسواں باب

حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات

فصل اول - فضائل و کمالات و معجزات و وجہ تسمیہ و کیفیت حکم و قضا و عمر و وفات حضرت داؤد علیہ السلام

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت داؤد پیغمبروں میں سے تھے اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے اور اُن چار پیغمبروں میں سے تھے جن کو خدا نے شمشیر سے جہاد کرنے کے لئے اختیار فرمایا تھا۔ اور آئندہ بیان ہو گا کہ آپ کا نام اس لئے داؤد ہوا کہ آپ نے اپنے دل کے زخم کا جو ترک اولیٰ کی وجہ سے ہوا تھا موت الہی کے ذریعہ علاج کیا۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے سند معتبر منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کے بعد کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جو بادشاہ ہوتا سوائے ذوالقرنین اور داؤد اور سلیمان اور حضرت یوسف علیہم السلام کے۔ حضرت داؤد کی بادشاہی بلا دشاہ سے بلا دشاہ فارس تک تھی۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤد نے روز کیشنبہ کو رعلت فرمائی۔ مرغان ہوانے آپ پر اپنے پروں سے سایہ کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحُونَ وَالطَّيْرُ وَكُنَّا فَاعِلِينَ** (سورہ انبیاء آیت ۸۱) یعنی ہم نے داؤد کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا تاکہ اُن کے ساتھ تسبیح کریں۔ اور طائروں کو بھی جو اُن کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ اور ہم اس قسم کے امور کرنے والے ہیں۔ (یعنی یہ امور ہماری قدرت و طاقت سے بعید نہیں ہیں)۔ بعض کہتے ہیں کہ جب وہ ذکر الہی اور تسبیح کا آغاز کرتے تھے۔ پہاڑ اور طیور آپ کے ساتھ ہم آواز ہو کر تسبیح کرنے لگتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ پہاڑ اور مرغان ہوا آپ کے ہمراہ چلتے تھے۔ **وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكَ لَمَّا خَصَّصْنَاكَ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ** (سورہ انبیاء آیت ۸۱) اور ہم نے ان کو تمہارے لئے لباس (زرہ) کا بنانا سکھایا تاکہ وہ تم کو جنگ میں ہتھیار سے محفوظ رکھے تو کیا خدا کی ان نعمتوں پر

شکر کرتے ہو سب سے پہلے جس نے زرہ بنائی وہ حضرت داؤد تھے۔ پہلے لوگ آہنی ٹکڑے سینہ پر باندھتے تھے اور اُس کی گرانی سے جنگ نہیں کر سکتے تھے پس خدا نے لوہے کو اُن کے ہاتھ میں مثل خمیر کے نرم کر دیا اور وہ اپنے ہاتھ سے زرہ بناتے تھے جو ہلکی ہونے کی وجہ سے آلات حرب سے جسم کی حفاظت کرتی تھی پھر خدا نے فرمایا ہے کہ۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فَضْلًا يَا جِبَالُ أَرْبِئِي مَعَهُ وَالطَّيْرُ (آیت سورہ سبا

۲۷) یعنی ہم نے اپنی جانب سے داؤد کو فضل عطا کیا (اور شرف تمام لوگوں پر یہ کہ ہم نے کہا) اسے پہاڑوں اور طائروں کو وہ تسبیح و استغفار کے ساتھ ہماری طرف رجوع ہوں تو تم بھی اُن کی موافقت کرو۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت داؤد تسبیح و تقدیس کرتے تھے خداوند عالم اُن کے ساتھ پہاڑوں اور طائروں کو گویا کر دیتا تھا (تو وہ بھی آپ کے ساتھ حمد الہی میں شریک و ہم آواز ہوتے تھے) بعض کہتے ہیں کہ خدا اُن کو اس وقت شعور و زبان عطا فرماتا تھا تو وہ آنحضرت کے ساتھ شریک ذکر خدا ہوتے تھے۔ بعضوں نے کہا کہ وہ سب آنحضرت کے ساتھ حرکت کرتے تھے۔ بعضوں کا قول ہے کہ ان سب کو آنحضرت کا مسخر فرما دیا تھا کہ آپ جو ارادہ

پہاڑوں کے بارے میں کرتے مثلاً معاون کا ظاہر ہونا اور نکل آنا یا کنواں کھودنا وغیرہ آسانی سے ممکن تھا۔ اور جو حکم طائروں کو دیتے تھے وہ اطاعت کرتے تھے۔ وَاللَّاتُ لَهُ الْحُدُودُ إِنَّ اَعْمَلَ سَابِقَاتٍ وَقَدِ رَفِئَ السَّرْدُ وَاَعْمَلُوا اصْلَاحًا رَافِئًا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا (سورہ سبا) ہم نے لوہے کو ان کے لئے (مثل موم کے) نرم کر دیا اور حکم دیا کہ کشادہ زرہیں اور اندازہ کے موافق اُن کے حلقے بناؤ اور نیک اعمال بجالاؤ کیونکہ جو کچھ تم لوگ کرتے ہو میں سب دیکھتا ہوں۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي فَضَّلَنَا

عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ۔ (آیت سورہ النمل ۲۵) اور ہم نے داؤد و سلیمان علیہم السلام کو علم بزرگ عطا کیا انہوں نے کہا کہ تمام تعریفیں اور ستائش خدا کے لئے سزاوار ہے جس نے ہم کو فضیلت و برتری اپنے بہت سے مومن بندوں پر عطا فرمائی۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے داؤد و سلیمان کو وہ آیات و معجزات عطا فرمائے جو کسی پیغمبر کو نہیں عطا فرمایا (یعنی) تعلیم کی ان کو زبان طیور اور ان کے لئے آہن اور رانچے کو نرم کیا بغیر آگ کے اور پہاڑ ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور اُن پر زبور نازل کیا جس میں

توحید و تمجید الہی اور دعا و مناجات تھی اور زبور میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین حضرت علیؑ اور ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں خبریں تھیں۔ اور ائمہ و مومنین کے رجعت کے حالات اور حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے ظہور کی خبریں مذکور تھیں جیسا کہ خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔ (آیت سورہ انبیاء) یعنی ہم نے زبور میں (پیغمبر آخر الزمان کے) ذکر کے بعد لکھا تھا کہ زمین ہمارے نیک بندوں کو میراث میں پہنچے گی۔ جس سے بہت سی حدیثوں کے موافق ائمہ معصومین مراد ہیں پھر علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب داؤد صحرائیں زبور کی تلاوت فرماتے تھے پہاڑ اور مرغان ہوا اور وحشیان صحرا ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور لوہا موم کی طرح ان کے ہاتھ میں نرم ہو جاتا تھا۔ جس سے جو کچھ وہ چاہتے تھے بغیر آگ پر پگھلائے ہوئے آسانی سے بنا لیتے تھے۔

حضرت صادق علیہ السلام سے بسند معتبر منقول ہے کہ جب اُن حضرت (صادق) پر کوئی کام دشوار ہوتا تو اُس کو روز سہ شنبہ کو کرتے جس روز خدا نے حضرت داؤد کے لئے لوہا نرم فرمایا۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے حضرت داؤد پر وحی نازل فرمائی کہ تم ایک نیک و شائستہ بندہ ہوتے اگر اپنے ہاتھ سے محنت کر کے اپنا رزق حاصل کرتے اور بیت المال سے نہ کھاتے۔ حضرت یہ سن کر بہت روئے تو خدا نے لوہے کو وحی کی کہ میرے بندے داؤد کے لئے نرم ہو جا غرض حضرت داؤد ایک زرہ روز تیار کرتے اور ایک ہزار درم پر فروخت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ تین سو ساٹھ زرہیں بنائیں اور تین لاکھ ساٹھ ہزار میں فروخت کیں اور بیت المال سے بے نیاز ہو گئے اور حضرت علی علیہ السلام نے اپنے کسی خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم چاہو تو تاسی کرو۔ داؤد صاحب مزا میرے کی جو زبور کو خوش الحانی سے تلاوت فرماتے تھے۔ وہ قاری اہل بہشت ہوں گے۔ وہ زنبیلیں خرماء کے چھال کی بنتے تھے اور اپنے اصحاب سے فرماتے کہ تم میں کون ایسا ہے جو اس کو لے جا کر فروخت کرے وہ اس کی قیمت سے جو کی روٹی خرید کر خوش فرماتے تھے لے

عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں نے حضرت داؤد سے سنا کہ وہ روز سہ شنبہ کو تلاوت فرماتے تھے اور بیت المال سے نہ کھاتے۔ (بخاری ص ۱۲۷)

لے مولف فرماتے ہیں کہ شاید زنبیل کا بننا لوہا نرم ہونے سے پہلے کا مشغلہ رہا ہو گا۔ اور لوگ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت کی آواز اس قدر دلکش تھی کہ جب محراب عبادت میں (زبور) کی تلاوت فرماتے تو مرغان ہوا آپ کے سر پر جوم کر لیتے اور وحشیان صحرا آواز سنتے ہی بے تابانہ لوگوں کے درمیان سے حضرت کے پاس آکر جمع ہو جاتے جن کو ہاتھ سے پکڑ لیا جاسکتا۔ (باقی صفحہ ۶۰۵ پر)

بند معتبر حضرت صاوق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت داؤدؑ نے فرمایا کہ آج خدا کی ایسی عبادت کروں گا اور زبور کی اس طرح تلاوت کروں گا کہ ایسی کبھی نہ کی ہو گی۔ پھر اپنے محراب عبادت میں تشریف لے گئے اور بندگی کی جو شرط تھی بجا لائے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے ناگاہ ایک مینڈک وہیں ظاہر ہوا اور حکم خدا بولا کہ اے داؤد کیا تمہیں یہ عبادت و قرأت جو تم نے آج کی ہے پسند آئی۔ حضرت نے فرمایا ہاں۔ مینڈک نے کہا تم کو اس عبادت و قرأت پر خوش نہ ہونا چاہیے۔ میں ہر شب خدا کی ہزار تسبیح کرتا ہوں جن میں ہر ایک سے تین ہزار تسبیحیں مجھ پر (شاخ کی طرح) پھیلتی اور پیدا ہوتی ہیں حالانکہ میں پانی کی تہ میں ہوتا ہوں اور کسی طائر کی آواز نہ ہوا میں سنتا ہوں تو خیال ہوتا ہے کہ وہ بھوکا ہے اس لئے پانی کی سطح پر ابھر آتا ہوں تاکہ وہ مجھے کھالے بغیر اس کے کہ کوئی گناہ مجھ سے ہوا ہو۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ ایک روز محراب عبادت میں تھے ناگاہ ایک سرخ کبوتر محراب کی جانب حرکت کرتا ہوا اُن کے سجدے کی جگہ تک پہنچا۔ حضرت داؤدؑ نے دیکھا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ خدا نے اس کو کس واسطے پیدا کیا ہے۔ تو خدا نے آپ کو تنبیہ و تادیب کے لئے اُس کبوتر سے کو گویا فرمایا اُس نے حکم خدا کہا کہ اے داؤد تم نے میری آواز سنی یا سخت پتھر پر میرے پیروں کا نشان دیکھا۔ حضرت نے فرمایا نہیں اُس نے کہا یقیناً عالموں کا پروردگار میرے پیروں کی چاپ اور سانس کی صدا اور میری آواز سنتا ہے اور میرے قدموں کا اثر سنگ سخت پر دیکھتا ہے لہذا اپنی آواز کو دھیمی کرو اور اُس کی بارگاہ میں اس قدر فریاد نہ کرو۔

دوسری حدیث معتبر میں حضرت صاوقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ حج کے لئے آئے اور عرفات میں حاضر ہوئے اور وہاں لوگوں کی کثرت ملاحظہ فرمائی تو پہاڑ کی بلندی پر تشریف لے گئے اور تنہا دعائیں مشغول ہوئے۔ جب مناسک حج سے فارغ ہوئے جبریلؑ اُن کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تم پہاڑ پر کیوں گئے تھے کیا تم نے سمجھا تھا کہ تمہاری آواز دوسروں کی آوازوں کی وجہ سے مجھ سے پوشیدہ رہ جاتی؟ پھر حضرت جبریلؑ داؤد علیہ السلام کو جدہ کی جانب لے گئے اور وہاں سے اُن کو دریا کی تہ میں پہنچایا اور چالیس روز کی راہ تک لے گئے جیسے کہ میدانوں

میں چلتے ہیں یہاں تک کہ ایک پتھر تک پہنچے اور اُس کو شکاف تہ کیا اُس میں ایک کیڑا نظر آیا۔ تو حضرت جبریلؑ نے کہا کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ میں دریا کی گہرائی میں اس پتھر کے اندر اس کیڑے کی آواز سنتا ہوں اور اس کے حال سے غافل نہیں ہوں اور تم نے یہ گمان کیا کہ میں تمہاری آواز دوسروں کی آوازوں کے مل جلنے سے نہ سُن سکتا۔ ۱۱

برسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ نے خدا سے دُعا کی کہ جو معاملہ بھی اُن کے پاس آئے خدا کے علم میں جو اُس کا حکم واقع ہو اُن پر وحی فرمائے تاکہ اُس معاملہ کا وہ اُسی طرح فیصلہ کر دیں خداوند عالم نے فرمایا کہ اُسے داؤدؑ لوگ اس کا تحمل نہ کر سکیں گے لیکن میں تمہاری خواہش پوری کروں گا۔ اُس کے بعد ایک شخص اُن حضرت کے پاس آیا اور فریاد کی اور ایک شخص کے بارے میں بیان کیا کہ اُس نے مجھ پر ظلم کیا ہے خدا نے حکم دیا کہ مدعی علیہ جو لوگ ہیں اُن کو حکم دیے دو کہ اس شخص کی گردن مار دیں اور اس کا مال بھی اُن ہی لوگوں کو دلو اور۔ حضرت داؤدؑ نے ایسا ہی کیا تو بنی اسرائیل نے چیخ و پکار شروع کی اور کہنے لگے کہ مظلوم کے ساتھ آپ نے ایسا کیا (جو عدل کے خلاف تھا) پھر حضرت داؤدؑ نے دُعا کی کہ خداوند مجھے اس بلا سے نجات عطا فرما۔ وحی نازل ہوئی کہ اُسے داؤدؑ تم نے حکم واقع کی مجھ سے خواہش کی تھی (تو حکم واقع یہی تھا کیونکہ) جو شخص دعویٰ لیکر آیا تھا وہ خود مدعا علیہ کے باپ کا قاتل تھا اور اس نے اس کا مال غصب کر لیا تھا۔ میں نے حکم دے دیا کہ مدعی علیہ اپنے باپ کا قتل کے عوض مدعی کو قتل کرے اور اپنے باپ کا مال اُس سے حاصل کر لے۔ اُس کا باپ فلاں باغ میں فلاں درخت کے نیچے مدفون ہے۔ اُس جگہ جاؤ اور اُس کا نام لیکر آواز دو وہ جواب دے گا اُس سے دریافت کرو کہ کس نے اُس کو قتل کیا ہے۔ حضرت داؤدؑ یہ معلوم کر کے بہت خوش ہوئے اور بنی اسرائیل سے کہا خدا نے مجھ کو اس بلا سے نجات بخشی۔ اور سب کو ہمراہ لے کر حضرت اس درخت کے پاس پہنچے۔ اُس مقتول کا نام لے کر پکارا۔ اس نے جواب دیا کہ لبیک

فردیہ اس کا پتھر کے نیچے کی آواز سناتا ہے ۱۲

۱۱ مولف فرماتے ہیں کہ یہ ظاہر ہے کہ حضرت داؤدؑ پر یہ امر پوشیدہ نہ تھا کہ علم الہی تمام چیزوں پر محیط ہے لیکن چاہا کہ دُعا میں لوگوں سے متاثر رہیں۔ چونکہ یہ فعل ایسے گمان کا مظہر تھا اس لئے حق تعالیٰ نے آپ کو تنبیہ فرمائی کہ جب کوئی امر سے پوشیدہ نہیں ہے تو دوسروں کے ساتھ دعائیں شریک نہ رہنا بہتر ہے اس سے کہ اُن سے کنارہ کیا جائے۔ شاید آنحضرتؐ کے اس فعل سے دوسروں کو یہ توہم ہوا ہو اور خدا نے آنحضرتؐ کو تنبیہ اور دوسروں کی تعلیم کے لئے یہ امر آنحضرتؐ پر ظاہر فرمایا ہو کہ اُن لوگوں پر ظاہر کریں تاکہ یہ توہم اُن کا زائل ہو واللہ اعلم ۱۲

اے خدا کے رسول حضرت نے پوچھا تجھ کو کس نے قتل کیا ہے اُس نے کہا فلاں شخص نے۔ اور میرا سب مال وہی لے گیا۔ یہ معلوم ہوا تو بنی اسرائیل راضی ہوئے۔ پھر حضرت داؤد نے خدا سے التجا کی کہ حکم واقعی اُن سے اُٹھالے۔ تو خدا نے وحی فرمائی کہ میرے بندے دُنیا میں حکم واقع کی تا ب نہیں لاسکتے لہذا مدعی سے گواہ طلب کیا کرو اور مدعی علیہ کو قسم دے کہ حالات معلوم کر کے فیصلہ کرو اور حکم واقع مجھ پر چھوڑ دو کہ میں بروز قیامت (اسی کے مطابق) اُن کے درمیان فیصلہ کروں گا۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے بسند صحیح روایت ہے کہ حضرت داؤدؑ نے خدا سے سوال کیا کہ اپنے بندوں کے درمیان جس طرح تو فیصلہ آخرت میں کرے گا اُن میں سے ایک فیصلہ مجھے بھی دکھا دے۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جس امر کا تم نے سوال کیا اپنی مخلوق میں کسی پر میں نے ظاہر نہیں کیا اور سزاوار نہیں ہے کہ کوئی میرے سوا اس طرح حکم کرے۔ حضرت نے دوبارہ یہی خواہش کی تو ہیرنیل نازل ہوئے اور کہا کہ تم نے وہ سوال کیا ہے جو کسی پیغمبر نے نہیں کیا تھا۔ خدا نے تمہاری دعا قبول فرمائی کل جو پہلا مقدمہ تمہارے سامنے آئے گا اُس میں حکم آخرت خداوند عالم تم پر ظاہر فرمائے گا۔ دوسرے روز جب حضرت نے اجلاس فرمایا ایک بوڑھا شخص ایک جوان سے دست و گریباں داخل ہوا۔ اُس جوان کے ہاتھ میں انگور کا ایک خوشہ تھا۔ مرد پیر نے کہا یا حضرت یہ شخص بغیر میری اجازت کے میرے باغ میں داخل ہوا۔ میرے انگور کے درختوں کو خراب کیا انگور بھی کھایا۔ حضرت نے اُس جوان سے پوچھا اس نے کہا بیشک میں نے ایسا کیا ہے۔ خدا نے حضرت پر وحی فرمائی کہ اگر ان کے درمیان آخرت کے مطابق حکم کروں گا تو تم اُس کے متحمل نہ ہو سکو گے اور نہ بنی اسرائیل قبول کریں گے۔ اے داؤد وہ باغ اسی جوان کے باپ کا ہے اس شخص نے اس کے باغ میں جا کر اُس کو قتل کیا اور اُس کا چالیس ہزار درم غضب کیا اور باغ کے ایک کنارے دفن کر دیا ہے۔ لہذا اُس جوان کے ہاتھ میں تلوار دے کر حکم دو کہ اس بڈھے شخص کو قتل کر کے اپنے باپ کا قصاص لے اور باغ اسی جوان کو دے دو اور کہہ دو کہ باغ کے فلاں مقام کو کھود کر اپنا مال نکال لے۔ داؤد کو اندیشہ ہوا مگر خدا کے ارشاد کے مطابق حکم جاری فرمایا۔

دوسری روایت میں ہے کہ دو شخصوں کے درمیان ایک گائے کے بارے میں جھگڑا ہوا اور دونوں نے گائے کو اپنی ملک ثابت کرنے کے لئے گواہ پیش کئے حضرت داؤدؑ نے محراب عبادت میں جا کر مناجات کی کہ پروردگار میں ان دونوں کے درمیان فیصلہ

کرنے سے عاجز ہوں تو حکم کر۔ خدا نے وحی فرمائی کہ جس شخص کے ہاتھ میں گائے کی ڈور ہے اُس سے لیکر گائے کو دوسرے شخص کے سپرد کر دو اور اُس کی گردن مار دو۔ حضرت نے ایسا ہی کیا تو بنی اسرائیل نے شور مچایا کہ یہ کیسا فیصلہ ہے۔ حضرت داؤد پھر محراب عبادت میں آئے اور دعا کی کہ خدایا بنی اسرائیل اُس حکم پر راضی نہیں ہیں۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اُس شخص نے جس کے ہاتھ میں گائے تھی دوسرے شخص کے باپ کو قتل کیا تھا اور گائے اس سے لے لی تھی۔ لہذا آئندہ جب ایسا معاملہ تمہارے پاس آئے تو شرع کے حکم ظاہری پر عمل کرو اور مجھ سے سوال مت کرنا کہ ان کے درمیان فیصلہ کروں۔ میرا فیصلہ روز قیامت پر چھوڑ دو۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں آسمان سے ایک زنجیر لٹکی رہتی۔ جس کے ذریعہ سے لوگ اپنا فیصلہ کرتے تھے یعنی جو سچا ہوتا اُس کا ہاتھ زنجیر تک پہنچ جاتا تھا اور جو جھوٹا ہوتا اُس کا ہاتھ نہ پہنچتا چنانچہ ایک شخص نے ایک شخص کو ایک موتی سپرد کیا (طلب کرنے پر) اُس نے انکار کیا۔ اور اپنی لاشی کے درمیان چھپا دیا تھا۔ مالک گوہر نے اُس سے کہا کہ زنجیر کے پاس چلو تاکہ حق و باطل کا اظہار ہو (وہ شخص راضی ہو گیا اور زنجیر کے پاس دونوں پہنچے) پہلے اصل مالک نے زنجیر پکڑنا چاہا زنجیر اُس کے ہاتھ میں آگئی (گویا یہ ثابت ہوا کہ اس نے موتی اس شخص کو دیا اور اپنے اس دعوے میں سچا ہے) پھر دوسرے کی باری آئی تو اس نے اپنا عصا (جس میں موتی چھپا رکھا تھا) صاحب مال کو دے کر کہا کہ اس کو لے لو تو میں زنجیر پکڑوں۔ اس جیلہ سے زنجیر اُس کے ہاتھ میں بھی آگئی کیونکہ موتی عصا کے اندر تھا اور عصا اُس نے موتی کے اصل مالک کو اُس وقت دے دیا تھا۔ غرض ایسی مکاری جب کی گئی تو خدا نے زنجیر آسمان پر اٹھالی اور حضرت داؤدؑ کو حکم دیا کہ گواہ اور قسم کے ذریعہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں۔

بہت اسی معتبر حدیثوں میں منقول ہے کہ حضرت قائم آل محمد جب ظاہر ہوں گے تو حضرت داؤدؑ کے فیصلہ کے مطابق خود اپنے علم سے فیصلہ فرمایا کریں گے حکم واقع کے طور پر اور گواہ وغیرہ طلب نہ کریں گے۔

بند معبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب امیر علیہ السلام داخل مسجد ہوئے۔ ناگاہ ایک جوان آپ کی خدمت میں رونا ہوا آیا۔ اس کے گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔ جو اس کو تسلی و تشفی دے رہے تھے۔ حضرت نے اس سے پوچھا کہ کیوں

روتا ہے عرض کی یا حضرت شریح قاضی نے میرے معاملہ کا وہ فیصلہ کیا ہے جس کو میں نہیں سمجھ سکتا۔ یہ لوگ میرے باپ کو اپنے ساتھ سفر میں لے گئے تھے۔ اب یہ لوگ واپس آئے ہیں اور میرے باپ کو نہیں لائے ہیں نے پوچھا وہ کہاں ہے کہتے ہیں مر گیا۔ میں نے پوچھا کہ اس کا سارا مال کیا ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس نے کچھ مال نہیں چھوڑا ہے۔ میں ان کو قاضی شریح کے پاس لے گیا۔ اُس نے ان لوگوں کو قسم دے کر حال معلوم کیا (اور چھوڑ دیا) حال آنکہ یا امیر المؤمنینؑ میں جانتا ہوں کہ میرا باپ اپنے ہمراہ بہت مال لے گیا تھا۔ حضرت امیر المؤمنینؑ نے فرمایا واپس چلو اور قاضی شریح کے پاس شریف لائے اور پوچھا ان کے درمیان تو نے کس طرح فیصلہ کیا۔ اُس نے عرض کی اس جوان نے دعویٰ کیا۔ میرا باپ ان لوگوں کے ساتھ سفر کو گیا تھا واپس نہیں آیا اور نہ اُس کا کچھ مال ہی یہ لوگ لائے اور کہتے ہیں کہ اس نے کچھ مال نہیں چھوڑا۔ میں نے جوان سے پوچھا کہ تیرا کوئی گواہ ہے اُس نے کہا نہیں تو میں نے ان لوگوں کو قسم دے کر معلوم کیا۔ حضرت امیر المؤمنینؑ نے فرمایا افسوس اس معاملہ میں اس طرح حکم و فیصلہ تو کرتا ہے۔ خدا کی قسم اس قضیہ کا اُس طرح فیصلہ کروں گا کہ میرے قبل سوائے داؤد پیغمبر کے کسی نے نہیں کیا ہے۔ پھر قنبر سے فرمایا کہ لشکر کے پہلوانوں کو بلاؤ وہ حاضر ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کو اُس جماعت کے ایک ایک شخص پر موکل فرمایا پھر ان لوگوں سے پوچھا کہ کیا کہتے ہو شاید تم یہ گمان کرتے ہو کہ جو کچھ تم نے اس کے باپ کے ساتھ کیا ہے میں نہیں جانتا اگر اتنا بھی نہ سمجھ سکا تو پھر نادان و نا سمجھ ہی ٹھہرا۔ پھر حکم دیا کہ ان کو الگ الگ کر کے مسجد کے ایک ایک ستون کے پیچھے کھڑا کرو اور ان کے سروں کو ان کے کپڑوں سے چھپا دیا تاکہ وہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں۔ پھر اپنے کا تب (پیشکار) عبداللہ بن رافع کو طلب کیا وہ قلم و کاغذ لے کر حاضر ہوا اور حضرت خود تخت عدالت پر متمکن ہوئے۔ لوگ حضرت کے گرد جمع تھے ان سے فرمایا کہ جب میں اللہ اکبر کہوں ان میں سے ایک کو حاضر کرو چنانچہ پہلے ان میں سے ایک شخص کو طلب فرما کر اپنے سامنے بٹھایا اور اُس کے سر و چہرہ سے کپڑا ہٹایا اور عبداللہ بن رافع کو حکم دیا کہ جو کچھ میں کہوں لکھتے جاؤ۔ اور اُس سے سوال کرنا شروع کیا کہ کس روز اپنے اپنے گھروں سے تم لوگ روانہ ہوئے اور اس کا باپ تمہارے ساتھ تھا۔ اُس نے کہا۔ فلاں روز۔ فرمایا کون مہینہ تھا اُس نے مہینہ کا نام لیا۔ پوچھا کس منزل پر پہنچے کہا۔ فلاں منزل پر۔ پوچھا کس کے مکان میں قیام کیا۔ کہا فلاں کے۔ پوچھا وہ کس مرض میں

بتلا ہوا تھا کہا فلاں مرض میں۔ پوچھا وہ کتنے دن بیمار رہا کہا اتنے دنوں۔ اسی طرح اور تمام سوالات کئے کہ کس روز اس نے انتقال کیا۔ کس نے اس کو غسل دیا کس نے کفن پہنایا اور کفن اس کا کیسا تھا۔ کس نے نماز میت پڑھی۔ کون اُس کو قبر میں لے گیا۔ پھر حضرت نے اللہ اکبر فرمایا۔ تمام حاضرین نے تکبیر کہی۔ اُس شخص کے ساتھیوں نے یقین کر لیا کہ اُس نے اپنے اور اپنے تمام ساتھیوں کے متعلق اقرار کر لیا کہ اُس کے باپ کو قتل کیا ہے۔ اسی لئے تمام حاضرین صدائے تکبیر بلند کر رہے ہیں۔ پھر حضرت کے حکم سے اُس کے سر اور منہ کو چھپا کر اس کی جگہ پر پہنچا دیا۔ اور دوسرے شخص کو بٹکایا اور اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا کہ تو سمجھتا تھا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ تم لوگوں نے کیا کیا ہے۔ اُس نے کہا یا امیر المومنین میں بھی اُن میں سے تھا (مگر) اُس کے قتل پر راضی نہ تھا اور اقرار جرم کر لیا۔ اسی طرح ایک ایک کر کے سب کو طلب کیا۔ سب نے اقرار جرم کیا آخر میں پھر اُسی شخص کو بٹکایا جسے سب سے پہلے طلب کیا تھا اور اُس نے بھی اقرار کیا کہ ہم سب نے اس شخص کے باپ کو قتل کیا ہے اور اس کا مال لیا ہے۔ غرض حضرت نے ان سب پر اس جوان کا مال اور خون ثابت کر دیا۔ شہرِ یح قاضی نے عرض کی یا مولا حضرت داؤدؑ نے کس طرح فیصلہ کیا تھا وہ بھی ارشاد فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز حضرت کا گذر ہوا کچھ لڑکوں کی طرف جو کھیل رہے تھے اور ایک لڑکے کو مَات الدِّین کہہ کر پکارتے تھے (یعنی دین مرگیا) حضرت داؤدؑ نے اُس لڑکے کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ تیرا یہ نام کس نے رکھا ہے۔ اُس نے کہا میری ماں نے تو داؤد اُس لڑکے کو ساتھ لے کر اُس کی ماں کے پاس گئے اور پوچھا کہ تمہارے اس فرزند کا نام کس نے رکھا ہے اُس نے کہا اُس کے باپ نے آپ نے دریافت فرمایا کہ کس طرح؟ واقعہ بیان کرو عورت نے کہا اس کا باپ ایک جماعت کے ساتھ سفر میں گیا اُس وقت یہ لڑکا میرے شکم میں تھا۔ وہ جماعت سفر سے واپس آئی اور میرا شکم ہر نہیں آیا۔ میں نے اُن لوگوں سے اُس کا حال پوچھا تو اُن لوگوں نے بتایا کہ وہ مر گیا۔ میں نے پوچھا کہ اُس کا مال و سامان سب کیا ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اُس نے کچھ مال نہیں چھوڑا۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ کوئی وصیت کی ہے کہا ہاں اور وہ یہ کہ میری زوجہ حاملہ ہے اُس سے کہہ دینا کہ لڑکی ہو یا لڑکا اُس کا نام مَات الدِّین رکھنا۔ اس لئے میں نے اس کا نام مَات الدِّین رکھا ہے حضرت نے پوچھا کہ تم اُس جماعت کو پہچانتی ہو آیا وہ لوگ

حضرت داؤد کا فیصلہ

زندہ ہیں یا مر گئے۔ عورت نے کہا وہ سب زندہ ہیں اور میں ان کو پہچانتی ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے چل کر ان سب کو بتاؤ۔ حضرت داؤد اُس عورت کے ساتھ ہر ایک کے گھروں پر گئے اور سب کو بلایا اور اسی طرح اُن کے درمیان فیصلہ کیا یہاں تک اُن سب نے اپنے جرم کا اقبال کیا۔ اور خون اور مال اُن پر نہایت کیا اور عورت سے فرمایا کہ اب اس لڑکے کا نام عاش الدین رکھو۔ یعنی دین زندہ ہو گیا۔

بند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داؤد کی عمر ستو سال کی ہوئی۔ ان میں سے چالیس سال بادشاہی کی مدت ہے۔

بند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کے پاس وادی روح میں فرشتوں کی جماعت بھیجی جو طائف اور مکہ معظمہ کے درمیان واقع ہے اور اُن کی ذریت کو آواز دی جو عالم ارواح میں چیونٹیوں کے مانند تھے۔ سب پشت آدمؑ سے باہر آئے شہد کی مکھیوں کی طرح اور جمع ہوئے۔ پھر حضرت آدمؑ کو خدائے ندادی کہ نظر کر و کیا دیکھ رہے ہو۔ آدمؑ نے کہا چھوٹی چھوٹی بہت سی چونٹیاں وادی کے دامن میں دیکھتا ہوں۔ خدائے فرمایا یہ سب تمہاری ذریت ہیں جن کو تمہاری پشت سے میں نے نکالا ہے تاکہ ان سے عہد و پیمان لوں اپنی ربوبیت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری کا جیسا کہ میں آسمان میں ان سے پیمان لے چکا ہوں۔ آدمؑ نے کہا خداوند امیرِ پشت میں کیونکر ان سب کی گنجائش ہو سکتی ہے فرمایا اپنی لطیف صنعت اور قدرت نافذہ کے ذریعہ ان سب کو تمہاری پشت میں میں نے جگہ دی ہے۔ عرض کی پالنے والے عہد و پیمان میں تو ان سے کیا چاہتا ہے فرمایا یہ چاہتا ہوں کہ میری ربوبیت اور معبودیت میں کسی کو میرا شریک نہ کریں اور کسی کو میرا ہمسر نہ قرار دیں آدمؑ نے عرض کی پالنے والے جو شخص تیری اطاعت کرے گا اُس کی کیا جزا ہے۔ فرمایا اُس کو اپنی بہشت میں ساکن کروں گا آدمؑ نے کہا اور جو تیری نافرمانی کرے گا اُس کی کیا سزا ہے فرمایا اُس کو جہنم میں ڈال دوں گا۔ آدمؑ نے عرض کی پالنے والے تو نے ان کے بارے میں انصاف فرمایا۔ لیکن اگر تو ان کی حفاظت نہ کرے گا اور (عمل نیک کی) توفیق نہ عطا فرمائے گا ان میں سے زیادہ تر معصیت میں مبتلا ہوں گے۔ پھر خدائے حضرت آدمؑ کو پیغمبروں کے نام اور اُن کی عمریں بتلائیں جب حضرت آدمؑ کو حضرت داؤد کی عمر معلوم ہوئی کہ صرف

حضرت آدمؑ کا اپنی عمر سے تیس سال حضرت داؤدؑ کو عطا فرمایا۔

چالیس سال ہے تو عرض کی پروردگار میرے اس فرزند کی عمر کس قدر کم ہے اور میری عمر کس قدر زیادہ ہے اگر میں اپنی عمر سے تیس سال اس کو دے دوں تو کیا تو منظور فرمائے گا۔ فرمایا ہاں۔ عرض کی خداوند امیں نے اپنی عمر سے تیس سال داؤدؑ کو دیئے میری عمر سے کم کر دے اور اُس کی عمر میں زیادہ فرما۔ لہذا حق تعالیٰ نے ایسا ہی کیا جیسا کہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ خدا جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت کرتا ہے۔ اُس کے پاس ام الکتاب یعنی تمام کتابوں کی ماں ہے اور دوسری کتابیں اس سے لکھی جاتی ہیں جب آدمؑ علیہ السلام کی عمر کی مدت ختم ہوئی ملک الموت قبض روح کے لئے اُن کے پاس آئے آدمؑ نے کہا کہ ابھی میری عمر سے تیس سال باقی ہیں ملک الموت نے کہا وہ آپ اپنی اولاد میں سے داؤدؑ کو دے چکے ہیں۔ آدمؑ نے کہا مجھے یاد نہیں آتا ملک الموت نے کہا تم نے خود خدا سے سوال کیا تھا۔ خدا نے زبور میں تمہاری عمر تیس سال کم کر کے داؤدؑ کی عمر میں اضافہ فرمادیا۔ آدمؑ نے کہا کہ اگر اس بار سے میں کوئی تحریر ہو تو لاؤ اور واقعی حضرت آدمؑ کو یاد نہ تھا۔ لہذا اس روز سے خدا نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ اپنے قرض و دیگر معاملات میں قبائلوں و تمسکات تحریر کر لیا کریں تاکہ اُن کے دل سے محو نہ ہو جائے اور انکار نہ کریں۔

دوسری معتبر روایت میں ہے کہ حضرت آدمؑ نے سچا سچ سال اضافہ فرمایا تھا اور جب انکار کیا تو جبریلؑ و میکائیلؑ نے آکر گواہی دی۔ تب وہ راضی ہوئے اور ملک الموت نے روح قبض کی۔ دوسری روایت میں ہے کہ داؤدؑ کی عمر چالیس سال تھی اور حضرت آدمؑ نے ساٹھ سال اضافہ فرمایا تھا۔ اور حدیثیں اس بارہ میں حضرت آدمؑ کے حالات میں ذکر کی جا چکی ہیں اور اُن چند اعتراضات کا جواب بھی اُسی جگہ مذکور ہے جو اس بارے میں ہو سکتے ہیں۔ علی بن ابراہیمؑ نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت داؤدؑ میں پانچ سو سال کا فاصلہ تھا اور حضرت داؤدؑ و جناب عیسیٰؑ کے درمیان گیارہ سو سال کا فاصلہ تھا۔

فصل دوم | حضرت داؤدؑ کے ترک اولیٰ کا بیان۔
خداوند عالم نے فرمایا ہے وَ اذْکُرْ عَبْدًا نَّادًا وَّ ذَا الْوَلَدَيْنِ اِنَّهٗ اَوَابٌ ﴿۱۵﴾
میرے بندے داؤدؑ کو یاد کرو وہ بندگی و طاعت میں صاحب قوت و توانائی تھے اور خدا کی جانب بہت رجوع کرنے والے تھے۔ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعُشْرِ ﴿۱۶﴾ وَ الشُّرَاقِ ﴿۱۷﴾ بیشک ہم نے پہاڑوں کو (ان کے واسطے) تسبیح کیا کہ ان کے

سورۃ صافات آیت ۱۵ تا ۱۷

ساتھ شام و صبح تسبیح کریں وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلُّ لَهٗ اَوَابٌ ۝ ہم نے مسخر کیا تھا طاؤسوں کو کہ ان کے پاس پہاڑوں سے آکر جمع ہوتے تھے۔ جبکہ وہ تسبیح کرتے تھے وہ سب بھی ان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے وَشَدَّ ذَنَا مَلَكُہٗ وَالتَّيْسَ الْحَكَمَةَ وَفَضَلَ الْخَطَابَ ۝ اور ہم نے ان کی بادشاہی کو مضبوط کیا اور ان کو حکمت عطا کی یعنی پیغمبری کمال علم و عمل کے ساتھ اور حق و باطل میں فرق کرنے والا خطاب (عطا فرمایا) وَهَلْ اَشْكُ نَبِیُّ الْخَصْمِ اِذْ تَسُوْرُوْا الْمِحْرَابَ ۝ اور (اے ہمارے حبیب) کیا تمہارے پاس ان کی خبر بھی آئی۔ جنہوں نے اپنے باہمی مخصوص نزاع کو دیوار محراب سے کوٹھے پر داؤد کے پاس پہنچ کر پیش کیا اِذْ دَخَلُوْا عَلٰی دَاوُدَ فَفَضَّلَ عَنْهُمْ جَب وہ لوگ داؤد کے پاس پہنچے تو وہ خوفزدہ ہو گئے۔ قَالُوْا لَا تَخَفْ خَصَمَانِ بَعْضِنَا عَلٰی بَعْضٍ فَاَحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تَشْطِطْ وَاهْبِنَا اِلٰی سَوَاءِ الصِّرَاطِ ۝ ان دونوں فریق نے کہا (یا حضرت) آپ خوف نہ کیجئے ہم دونوں انصاف کے لئے آپ کے پاس آئے ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے لہذا ہمارے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے اس طرح کسی پر ظلم نہ ہو اور راہ راست کی ہم کو ہدایت کیجئے۔ اِنَّ هٰذَا اَخِیْ تَسْعُ وَ تَسْعُوْنَ نَعَجَةً وَّ اِلٰی نَعَجَةٍ وَّ اِحِدَہٗ فَقَالَ اَکْفِلْنِیْہَا وَعَنِّیْ فِی الْخِطَابِ ۝ بلاشبہ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے بھیڑیے ہیں اور میرے پاس صرف ایک بھیڑیہ ہے اور یہ چاہتا ہے کہ میری اس بھیڑ کو بھی لے لے اور مجھ پر زیادتی کرتا ہے اور لڑائی جھگڑا کرتا ہے۔ قَالَ لَقَدْ ظَلَمْتَ بِسْوَآلِ نَعَجَتِكَ اِلٰی نَعَاجِہٖ۔ داؤد نے کہا کہ پھر تو اس نے تجھ پر ظلم کیا یہ سوال کر کے کہ تیری بھیڑ بھی لے کر اپنی بھیڑوں میں شامل کر لے۔ وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَّآءِ کِیْ تَبْغِیْ بَعْضُہُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الذِّیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ وَقَلِیْلٌ مِّنْہُمْ کُوْنُ شُک نہیں کہ بعض شرکا، بعض پر ظلم کرتے ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور وہ بہت کم ہیں۔ وَظَنَّ دَاوُدُ اَنْہَا فِتْنَةٌ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّہٗ وَخَرَّ رَاْکِعًا وَاَنَابَ ۝ اور داؤد نے سمجھا کہ ہم نے اس فیصلہ کے ذریعہ سے ان کا امتحان لیا تو وہ خدا سے طلب آمرزش کرنے لگے اور سجدہ میں گر پڑے اور خدا کی جانب رجوع کی حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ ظن

(گمان) سے اس جگہ علم مراد ہے یعنی اُن کو یقین ہو گیا کہ خدا نے ان کا امتحان لیا۔
 فَخَفَّرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَّآبٍ ﴿۱۵﴾ پھر ہم نے
 اُن کو بخش دیا اور یقیناً اُن کی قرب و منزلت ہمارے نزدیک اور بزرگشت بہتر
 ہے۔ یَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ (اور کہا) اے داؤد
 بدرستی کہ میں نے تم کو زمین میں اپنا جانشین بنایا۔ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ تو
 لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کرو وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ
 سَبِيلِ اللَّهِ اور اپنے خواہش نفسانی کی پیروی مت کرنا کیونکہ وہ تم کو خدا
 کی راہ سے دور کر دے گی۔ إِنَّ الَّذِينَ يُضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ
 شَدِيدٌ لِّمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾ بیشک جو لوگ خدا کی راہ سے بھٹک
 جاتے ہیں روزِ آخرت بھول جانے کی وجہ سے ان کے لئے سخت عذاب ہے۔
 علی ابن ابیہم نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب
 جناب مقدس ایزدی تعالیٰ شانہ نے حضرت داؤد کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا اور زبور
 اُن پر نازل کی پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ تسبیح کریں اور اس
 کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت داؤد نماز سے فارغ ہوتے حضرت کے وزیر کھڑے
 ہوتے اور خدا کی حمد و تسبیح و ثنا بجالاتے اور گزشتہ پیغمبروں میں سے ایک ایک
 کی مدح کرتے اور اُن کے فضائل اور افعال پسندیدہ کا ذکر کرتے اور ان کے شکر
 و عبادات اور بلاؤں پر صبر کو بیان کرتے اور داؤد کا ذکر نہ کرتے۔ تو داؤد نے
 مناجات کی کہ پالنے والے تو نے اپنے پیغمبروں کی ثنا کی میری نہ کی وحی نازل ہوئی
 کہ ان بندوں کا میں نے امتحان لیا ان کو بلاؤں میں مبتلا کیا اس پر انہوں نے صبر و
 شکر سے کام لیا اس لئے میں نے ان کی مدح و ثنا کی۔ داؤد نے کہا پالنے والے میرا
 بھی امتحان لے مجھے بھی مبتلا کر تا کہ میں بھی صبر کروں اور ان کے درجہ تک پہنچوں ارشاد
 ہوا کہ اے داؤد عافیت کے بدلے بلا کو اختیار کرتے ہو تو بہتر ہے میں نے ان پیغمبروں
 کا امتحان ان کی لاعلمی میں لیا لیکن تم کو آگاہ کئے دیتا ہوں کہ فلاں مہینے فلاں روز فلاں سنہ
 میں تم کو مبتلا کروں گا اور امتحان لوں گا۔ حضرت داؤد کا معمول تھا کہ ایک روز لوگوں کے مقدمات
 کا فیصلہ کرتے اور ایک روز عبادت الہی کے لئے تنہائی اختیار کرتے جب وہ دن آیا۔
 جس روز امتحان میں مبتلا کرنے کا خدا نے وعدہ کیا تھا۔ حضرت داؤد نے اپنے کو عبادت
 میں بہت منہمک کر دیا اور محراب عبادت میں جا کر تنہا بیٹھے اور لوگوں کو منع کر دیا

کہ کوئی ان کے پاس نہ آئے۔ اور اوریا کا قصد جس کو حضرت داؤد کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے اہلسنت میں سے ان لوگوں کا افترا ہے پیغمبر ان خدا سے گناہ کا صدور جائز سمجھتے ہیں چونکہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ گناہوں سے پیغمبروں کے معصوم ہونے کا اعتقاد ضروریات دین شیعہ سے ہے لہذا فرقہ شیعہ کثر ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی اصلیت نہیں جیسا کہ ابوبصیر سے منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے میں نے پوچھا کہ حضرت کیا فرماتے ہیں زن اوریا اور حضرت داؤد کے بارے میں جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ عامہ افترا کرتے ہیں اور دوسری حدیث موثقہ میں منقول ہے کہ انہی حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر اس شخص پر مجھے قابو حاصل ہو جائے جو یہ کہتا ہے کہ داؤد نے اوریا کی زوجہ کو حاصل کیا تو اس پر دو حد جاری کروں ایک محض جھوٹ بولنے کی وجہ سے اور دوسری خدا کے پیغمبر کی شان میں ناسزا کہنے سے۔ اسی مضمون (کی حدیث) عامہ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے بھی روایت کی ہے۔

مذہب شیعہ کی بنا پر اور بعض مخالفین فرقے کی مختار کے مطابق جو پیغمبروں سے صدور گناہ جائز نہیں جانتے حضرت داؤد کے استغفار کرنے کے بارے میں اختلاف ہے کہ کس سبب سے تھا اور خدا کی جانب سے اُن کا کیا امتحان تھا اس کی چند وجہیں ہیں۔ اول یہ کہ استغفار کرنا اس لئے نہیں تھا بلکہ خدا کی بارگاہ میں اظہار عجز و خشوع کے سبب سے تھا۔ دوم یہ کہ اوریا نے ایک عورت کی خواستگاری کی تھی۔ اس کے بعد حضرت داؤد نے بھی اس کی خواستگاری کی اوریا کے لئے کوئی زوجہ نہ تھی۔ اور حضرت داؤد کی ننانوے بی بیائیں تھیں۔ اس لئے اولیٰ یہ تھا کہ اُس عورت کو اوریا ہی کے لئے جھوڑ دیتے (اور اس کے لئے پیغام نہ بھیجتے) لیکن ایسا نہیں کیا اس سبب سے خدا نے اس طرح عتاب فرمایا۔ سوم یہ کہ داؤد علیہ السلام نے اوریا کو جنگ کے لئے بھیجا تھا۔ اس کی شہادت کی خبر سن کر زیادہ متاثر نہیں ہوئے کیونکہ اس کی زوجہ حسین تھی اور آپ نے اس کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ یہ بھی کہ وہ بات تھی جو آنحضرتؐ کی شان کے مناسب نہ تھی لیکن گناہ نہ تھا۔ پھر خدا نے دو فرشتوں کو حضرت کی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ چہارم یہ کہ وہ دونوں (جو حضرت کے پاس فیصلہ کرانے آئے تھے) ملک نہ تھے بلکہ چور تھے۔ حضرت کو نقصان پہنچانے آئے تھے چونکہ ان کو موقع نہ ملا اس لئے اپنی حرکت پوشیدہ رکھنے کی غرض سے یہ بات بنائی اور داؤد نے سمجھا کہ وہ (درحقیقت)

چور ہیں اور اُن کو سزا دینا چاہا اور یہ حضرت کا گمان تھا (یقین نہ تھا) جو ترک اولی تھا اس لئے استغفار کیا اور ان دونوں سے معترض نہ ہوئے۔ پنجم یہ کہ عتاب خدا اس لئے تھا کہ جب مدعی نے اپنا بیان دیا تو قبل اس کے کہ مدعا علیہ سے دریافت کرتے فرمادیا کہ اس نے تجھ پر ظلم کیا ہے اور حضرت کی غرض یہ تھی کہ اگر تو سچ کہتا ہے تو اُس نے ظلم کیا اور بہتر یہ تھا کہ جب تک مدعا علیہ سے جواب اور صفائی نہ سن لیتے نہ کہتے اس لئے اس ترک اولی پر استغفار کیا۔ جیسا کہ بسند معتبر منقول ہے کہ علی بن الجہم نے مجلس مامون میں حضرت امام رضا علیہ وعلی آباء الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں دریافت کیا حضرت نے فرمایا تمہارا سے علماء کیا کہتے ہیں۔ علی بن الجہم نے کہا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز داؤد علیہ السلام اپنے عبادت خانہ میں نماز پڑھ رہے تھے ناگاہ شیطان ایک خوبصورت پرندہ کی شکل میں ظاہر ہوا۔ حضرت داؤد نے اپنی نماز قطع کر دی اور اس طائر کو پکڑنے لگے۔ وہ پرندہ گھر میں چلا گیا حضرت اُس کے پیچھے دوڑے وہ کوٹھے پر جا کر بیٹھ گیا۔ حضرت بھی اوپر پہنچے اور حضرت کی نظر اور یا کے گھر پر پڑی۔ دیکھا کہ زن اور یا برہنہ غسل کر رہی ہے۔ حضرت دیکھتے ہی اس کی محبت میں بیقرار ہو گئے۔ اور یا کو کسی جنگ پر بھیجا تھا۔ سپہ سالار کو لکھا کہ اور یا کو لشکر مخالف کے سامنے تمام صفوں سے مقدم رکھے۔ اور یا کو لشکر کے سب سے آگے رکھا گیا اُس نے جنگ فتح کر لی اور کافروں پر غالب ہوا جب حضرت داؤد کو اطلاع ہوئی تو آپ غمگین ہوئے۔ دوسری بار پھر لکھا کہ اس کو جنگ میں تابوت (سکینہ) سے بھی آگے رکھنا جب ایسا کیا گیا تو وہ شہید ہو گیا۔ حضرت داؤد نے اس کی عورت سے نکاح کیا۔ حضرت امام رضا نے اس قصہ کو اس ذلیل وجہ کے ساتھ سنا تو اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون (اے کیا غضب ہے) تم لوگ ایک پیغمبر کو ایسی نسبت دیتے ہو کہ اُس نے نماز کو حقیر سمجھا اور ایک پرندے کے لئے نماز قطع کر دی اور ایک عورت پر عاشق ہوا۔ اس سبب سے اُس کے شوہر کو قتل کرا دیا۔ علی بن الجہم نے عرض کی یا ابن رسول اللہ پھر ان کی کیا غلطی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کو گمان ہوا کہ خدا نے اُن سے زیادہ عقلمند اور سمجھدار (ان کے زمانہ میں) کسی اور کو پیدا نہیں کیا۔ خدا نے دو فرشتوں کو بھیجا جو ان کے مکان کے کوٹھے کی دیوار سے گذر کر اوپر پہنچے۔ مدعی نے اپنا دعویٰ بیان کیا جیسا کہ خدا نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے قبل اس

کے کہ دوسرے سے اُس کا بیان سنتے کہ جو کچھ تیرے حق میں مدعی کہہ رہا ہے صحیح ہے یا نہیں اور مدعی سے اس کے بیان پر گواہ طلب کرتے فرما دیا کہ اس نے تجھ پر ظلم کیا ہے کہ تیری ایک بھیڑ بھی لیکر اپنی بھیڑوں میں ملا لینا چاہتا ہے یہی غلطی اور ترکِ اولی تھا جو فیصلہ کرنے میں حضرت سے صادر ہوا نہ وہ سب کچھ جو تم (اور یا کی زوجہ سے متعلق) بیان کرتے ہو کیا تم نے غور نہیں کیا کہ حق تعالیٰ اس کے بعد ارشاد فرماتا ہے کہ اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا لہذا لوگوں کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ پھر علی بن الجہم نے پوچھا یا بن رسول اللہ پھر اور یا کا کیا معاملہ تھا حضرت نے فرمایا کہ جناب داؤد کے زمانہ میں قانونِ شریعت یہ تھا کہ جس عورت کا شوہر مر جائے یا قتل ہو جائے تو اس کی بیوہ تمام عمر کوئی دوسرا نکاح نہیں کر سکتی تھی اور حضرت داؤد پہلے شخص ہیں جن کے لئے خدا نے ایسی عورت حلال کر دی جس کا شوہر مار ڈالا گیا جب اور یا قتل ہو گیا تو ایامِ عدۃ گزر جانے کے بعد حضرت داؤد نے اُس کی عورت کی خواستگاری کی یہ امر اور یا کی روح پر گراں ہوئی کہ سب سے پہلی مرتبہ حضرت نے یہ حکم اُس کی زوجہ کے بارے میں جاری فرمایا لے

لے مولف فرماتے ہیں کہ غیر پیغمبرانِ اولوالعزم کے زمانہ میں حکم کا منسوخ ہونا خلافِ مشہور ہے ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ نے دعو پیغمبرانِ اولوالعزم میں سے تھے، خبر دی ہو کہ یہ حکم داؤد کے زمانہ تک باقی رہے گا بعد میں (منسوخ ہو جائے گا اور) دوسرا حکم جاری ہو گا۔ یا یہ کہ نسخ کی پیغمبرانِ اولوالعزم سے متعلق ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں کہ بعض احکام جزئیہ میں دوسرے پیغمبرِ مرسل کے زمانہ میں تبدیلی ہو سکتی ہے اور جاننا چاہیے کہ ایک وجہ یہ بھی دوسری وجہوں میں سے ہے جس کا ذکر اس قصہ میں کیا گیا ہے اور آخری وجہ موافقِ حدیث ہے اور بہترین وجہ ہے اور تمام وجہوں کو میں نے کتاب بحارِ الانوار میں بیان کر دیا ہے۔ مجملہ سمجھنا چاہیے کہ پیغمبروں سے گناہ صادر نہیں ہوتا لیکن چونکہ کمالِ انسانی کے مرتبہ کی انتہا غمز و نا توانی و تذلل و شکستگی اور انکساری کا اظہار ہے اور یہ صورت بغیر کسی امرِ محال (طبیعت و خواہش) کے واقع ہوئے حاصل نہیں ہوتا لہذا حق تعالیٰ کبھی انبیاء اور اپنے دوستوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے جس سے کوئی کمزورہ امر اور ترکِ اولیٰ صادر ہو جاتا ہے تاکہ پرے یقین (و وثوق) کے ساتھ سمجھیں کہ ان کا امتیاز قائم و محفوظ میں عصمت اور خدا کی تائید کے سبب ہے اور ان کے انتہائے کمال کے مراتبِ ہدایت ربانی کے باعث ہیں اور ایسے امور کمزورہ کے صادر ہو جانے کی وجہ سے قریب و عاجزی و انکساری کا اظہار کریں اور یہ ان کے کمالات و درجات کی بلند سی اور قرب و محبت کی زیادتی کا سبب ہو اور ان کے مراتب میں زیادہ سے زیادہ ترقی ہو اسی لئے خداوندِ عالم نے شیطان سے خطاب فرمایا تھا کہ تو میرے خاص بندوں پر قابو نہیں پاسے گا کیونکہ ان کے گناہوں کے جزئی متابعت کریں گے۔ اگر کبھی شیطان ان سے کوئی لغزش کرادیتا ہے تو فوراً ہی الطافِ الہی ان کے شامل حال (باقی مثلاً پر)

فصل سوم

اُن وحیوں کے بیان میں جو اُن حضرت پر نازل ہوئیں اور وہ حکمتیں جو حضرت سے ظاہر ہوئیں اور حضرت کے چند نادر حالات بسند معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ حضرت داؤد پر زبور اٹھا رکھیں ماہ رمضان کی شب میں نازل ہوئی اور جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ زبور کیجا بصورت کتاب لکھی ہوئی نازل ہوئی۔

(بقیہ حاشیہ ص ۶۱۷) ہر شیطان کی مرضی کے خلاف ان کے درجات و مراتب کی بلندی اور ان کی خدا سے محبت کی زیادتی کا باعث ہوتے ہیں جیسا کہ خداوند تعالیٰ آدم کے حق میں فرماتا ہے کہ آدم نے نافرمانی کی اور راہ راست سے الگ ہو گئے تو خدا نے اُن کو برگزیدہ کیا۔ اور ان کی توبہ قبول فرمائی اور درجات معرفت اور اپنے قرب منزلت کی ہدایت فرمائی اور اس قسم میں داؤد سے لغزش ہونے کے بعد فرماتا ہے کہ ہم نے اُن کو بخش دیا کیونکہ ہمارے نزدیک ان کا قرب اور انکی منزلت بڑی ہے اور وہ ہماری طرف بہتر بازگشت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کو اپنا نائب و جانشین زمین میں بنایا اگر اس معاملہ میں تھوڑا سا عقل سلیم کے ساتھ غور و فکر کیا جائے تو شیطان کے وجود اور نفس انسانی میں اسکا خواہشات کی تزمین کر کے دکھانا وغیرہ کی حکمت بخوبی ظاہر ہو جائے اور بالکل واضح ہے کہ (آدم کا) ترک اولیٰ جو ان کے لئے خدا کی بارگاہ میں تین سو سال تک گریہ و زاری کا سبب ہوا عین مصلحت تھا اگرچہ بظاہر ان کو بہشت سے باہر کر دیا تھا لیکن توبہ و انابت اور تفرغ و زاری کے سبب ان کو قرب و محبت اور معرفت کی بہشتوں میں داخل فرمایا اور انسوؤں کے ہر قطرہ کے عوض جو ان کی آنکھ سے ٹپکا ان کے تقرب و محبت کے باغ میں پھل پیدا ہوئے اور انکی معرفت کے گلزار میں طرح طرح کے پھول لگے اور انکی ہر آہ سیکڑوں سال کے گناہوں اور خطاؤں کے غمخسروں کو جلا کر خاک کر دینے والی ٹھہری اور اپنے ہر نالہ و فریاد کے بدلے درگاہ عزت و جلال ربانی سے لبیک کی (روح پرورد) آواز سنیں اور ہر نفوس و صدر کے عوض بدی خوشی حاصل کی اور ہر آنسو جو ان کی دریا بار آنکھوں سے گرا عزت کے تاج کا در شہوار بن گیا اور ہر خوشی قطرہ اشک جو ان کے محبت گزین چہرے پر رطبان ہوا ان کی بلندی کے تاج کے لئے لعل ابدار ہو گیا۔ اور ایک وجہ انسان کی فرشتوں پر فضیلت کی یہ بھی ہے اور غالباً بغیر کسی (لغزش و ترک اولیٰ) کے کمال مرتبہ معرفت حاصل نہیں ہوتا۔ اگر ترک اولیٰ نہیں ہوتا پھر بھی کسی بہتر حال کے تغیر یا درجہ قرب و موافقت سے منتقل ہونے اور امور ضروریہ کی ہدایت کے لئے خلق کی جانب توجہ ہونے اور ان کے ساتھ معاشرت رکھنے میں یا بعض لذات حلال کے ارتکاب کی وجہ سے قربان بارگاہ الہی جب بلند درجہ کی جانب رجوع ہوتے ہیں تو درگاہ عالم اسرار میں عجز و انکساری کے ساتھ قیام کرتے ہیں اور توبہ و معذرت کا اظہار کرتے ہیں اور گناہان بزرگ اور جرمہائے عظیم کی اپنی جانب نسبت دیتے ہیں۔ اپنی بے نصیبی اور اس بلند درجہ سے دوری ملاحظہ کر کے۔ جیسا کہ انبیاء و مرسلین اور ائمہ طاہرین خصوصاً حضرت سید الساجدین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی مناجات میں ظاہر ہے یہ وہ مقام ہے جس کی تصریح و تشریح کے لئے بہت کچھ ہونا چاہیئے مگر زبان کھولنے کی مجال نہیں جس کے اظہار میں عقلیں قاصر ہیں اور جس نے اس دریا کا ایک قطرہ چکھ لیا یا حقیق مختوم محبت سے کچھ حصہ اس کو لیا اور مقام قرب و مناجات سے کچھ لذت حاصل ہو گئی اور ساحل دریا سے دامن ترک لیا (باقی ص ۶۱۷ پر)

دوسری حدیث میں حضرت صاوق سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ پر خدا نے وحی نازل فرمائی کہ اے داؤدؑ تم نے تنہائی کیوں اختیار کر رکھی ہے عرض کی تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے لوگوں سے علیحدہ رہتا ہوں اور وہ بھی مجھ سے دور رہتے ہیں خدا نے فرمایا تم خاموش کیوں رہتے ہو عرض کی اے معبود تیرے خوف نے مجھے خاموش کر رکھا ہے ارشاد ہوا کیوں (عبادت میں) اس قدر محنت و مشقت کرتے ہو عرض کی تیری محبت نے تیری بندگی میں مجھے تعب انگیز بنا دیا ہے۔ فرمایا فقیروں بنے ہو حالانکہ میں نے تم کو مال کثیر دے رکھا ہے کہا تیری نعمتوں کے حقوق کی یاد نے مجھے فقیع بنا دیا ارشاد فرمایا کیوں اس قدر عاجزی و انکساری کرتے ہو عرض کی تیرے عظمت و جلال نے جس کی انتہا نہیں مجھ کو تیرے نزدیک ذلیل بنا دیا اور تیرے سامنے لے میرے معبود عاجزی ہی مناسب و بہتر ہے تو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تم کو میرے فضل و کرم کی زیادتی کا مشرہ ہو جب تم میرے پاس آؤ گے تمہارے واسطے سب کچھ مہیا ہو گا جو تم چاہتے ہو۔ لوگوں کے ساتھ رہو اور ان کے ساتھ معاشرت اختیار کرو لیکن ان کے بُرے اعمال سے بچتے رہنا تاکہ جو کچھ چاہتے ہو روز قیامت مجھ سے حاصل کر سکو۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ پروردگار عالم نے حضرت داؤدؑ پر وحی نازل فرمائی کہ اے داؤدؑ بس مجھ ہی سے خوش رہو اور میری ہی یاد سے لذت حاصل کرو اور مجھ ہی سے اپنے راز بیان کرنے میں لطف اٹھاؤ میں بہت جلد دنیا کو بدکاروں سے

(بقیہ حاشیہ ص ۶۱۸) اور زہلان خشک کے مرتبہ سے کچھ واقف ہو گیا یا آب شور گریہ محبت کی حلاوت سے کچھ لطف اندوز ہو گیا یا تو بر کرنے والوں کی آنکھوں کے آنسوؤں کی چاشنی کچھ پہچان سکا وہ اس حقیقت کی قدر جانتا ہے اور اس شراب کی لذت کو پاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ تاثیر نعمۃ داؤدؑ راگ راگنی نہیں بلکہ رحیم و دودوی بارگاہ کے ہجر میں شور انگیز نالہ ہے اور جانتا ہے کہ مجرموں کے آہ کا دھواں دل بھانے والا لطیف دھواں خداوند معبود اور قبول کنندہ ہر خطا کار مرود کی بخشش کی امید کے سبب سے ہے۔ چنانچہ بلند حضرت مہین الحقائق و مربی الخلائق جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے حضرت آدمؑ و یوسفؑ و داؤدؑ کے مانند کہ یہ نہیں کیا۔ آدمؑ کو جب بہشت سے نکالا تو وہ اس قدر راز قدح تھے کہ ان کا سر آسمان سے قریب تھا وہ اس قدر روئے کہ ان کے رونے سے اہل آسمان کو اذیت ہونے لگی اور خداوند عالم سے شکایت کی تو خدا نے ان کے قد کو چھوٹا کر دیا۔ حضرت داؤدؑ اس قدر روئے کہ ان کے آنسوؤں کی ندی سے گھاس آگ آئی اور ایسی گرم آہیں کیں کہ وہ گھاس جل گئی۔ اور یوسف علیہ السلام حضرت یعقوبؑ کے فراق میں اس قدر روئے کہ اہل زندان کو اذیت ہونے لگی اور ان سے التجا کی کہ ایک روز روئیں اور ایک روز خاموش رہا کریں۔

حضرت داؤدؑ کا حال

گیت داؤدؑ اور یوسفؑ علیہما السلام

خالی کر دوں گا۔ اور ظالموں پر اپنی لعنت قائم کر دوں گا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے وحی کی کہ اے داؤد جس طرح آفتاب اپنا عکس اُس سے نہیں روکتا جو اس کی روشنی (دھوپ) میں بیٹھتا ہے اسی طرح میری رحمت تنگ نہیں اُس کے لئے جو اُس میں داخل ہونا چاہے اور جس طرح فال بد اور شگون اس کو نقصان نہیں پہنچاتا جو اس کی پروا نہیں کرتا اسی طرح نجات نہیں پاتے فتنہ و بلا سے وہ لوگ جو شگون بد سے اثر لیتے ہیں چنانچہ قیامت کے روز میرے نزدیک سب سے بلند مرتبہ عاجزی و فروتنی کرنے والے اور سب سے زیادہ حقیر غرور کرنے والے ہوں گے۔

دوسری حدیث حسن و معتبر میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ خدا نے داؤد کو وحی فرمائی کہ بندوں میں سے ایک بندہ میری خوشنودی کے لئے ایک نیک کام کرتا ہے تو میں اُس کے لئے بہشت کو مباح کر دیتا ہوں۔ داؤد نے پوچھا وہ کون سا نیک کام ہے فرمایا کہ وہ نیک کام وہ ہے جو بندہ مومن میری خوشنودی کے لئے کرتا ہے۔ اگر دائرہ حرام (کسی مستحق کو دیکر) مجھے خوش کرے۔ داؤد نے عرض کی میرے معبود سزاوار ہے اس کے لئے بھی جو تجھے نہیں پہنچتا (تیری خدائی تیرے رحم و کرم پر ایمان نہیں رکھتا) یہ کہ تجھ سے اپنی امید کو قطع نہ کرے (اور تجھ سے ناامید نہ ہو)۔

بند معتبر حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ حضرت داؤد نے جناب سلیمان سے فرمایا کہ اے فرزند ہرگز مت ہنسو کیونکہ بہت ہنسنا انسان کو روز قیامت فقیر و تنگ دست بنا دیتا ہے۔ اے فرزند زیادہ خاموش رہنا ہی تیرے لئے بہتر ہے سوائے اس وقت کے جبکہ تو سمجھے کہ بولنے میں تیرے لئے بھلائی ہے کیونکہ خاموشی کے سبب جو پیشانی ہوتی ہے بہتر ہے اس پیشانی سے جو زیادہ بولنے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اے فرزند اگر بولنا مثل چاندی کے ہے تو خاموش رہنا مثل سونے کے ہے۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ آل داؤد کی حکمت کے بارے میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدم دوسروں کی نصیحت و ہدایت میں کیونکہ تیری زبان کھلتی ہے حالانکہ تو خود خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوا۔ اے فرزند آدم تو نے صبح کی قسادت اور اپنے معبود کی عظمت و جلالت سے فراموشی میں، اگر اپنے پروردگار کی عظمت و جلالت سے آگاہ ہوتا تو یقیناً اس کے عذاب سے ڈرتا اور اس کے وعدوں پر امید رکھتا افسوس ہے تجھ پر تو کیوں اپنی قبر اور اس کی تنہائی اور وحشت کو یاد نہیں کرتا۔

شگون اور فال بد

مومن کو خوش کرنا خدا کو بہت محبوب ہے اگرچہ

ہفتے کی حالت

دوسروں کو نصیحت اور خود غافل رہنے کی ندرت

بہند معتبر حضرت رسول اللہ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے داؤد پر وحی کی کہ بے شبہ کوئی بندہ روز قیامت ایک نیکی میرے پاس لائے گا تو میں اس کو اختیار کرے دوں گا کہ بہشت میں جو مقام پسند کرے اس کو دید یا جائے داؤد نے پوچھا خداوند! وہ کون بندہ ہوگا فرمایا کہ وہ مومن جو براور مسلم کی حاجت روائی میں کوشش کرتا ہے خواہ وہ حاجت پوری ہو یا نہ ہو۔

معتبر روایتوں میں اس قول حق تعالیٰ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ کی تفسیر میں منقول ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہم نے زبور میں لکھا ہے بعد اس کے جو تمام کتب پیغمبروں میں تحریر کیا تھا کہ زمین ہمارے شائستہ بندوں کو جو قائم آل محمد اور ان کے اصحاب ہیں میراث میں پہنچے گی۔ اور فرمایا کہ زبور میں آئندہ کے واقعات کی خبریں ہیں اور تحفید و تجفید و ذکر خدا و دعا پر مشتمل ہے۔

حدیث صحیح میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے داؤد کو وحی کی کہ اپنی قوم کو آگاہ کر دو کہ ہر وہ بندہ مومن جس کو میں نے کسی کام پر مامور کیا ہے میری طاعت کرتا ہے تو بیشک مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنی فرمانبرداری میں اس کی مدد کروں۔ وہ اگر مجھ سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے تو میں اس کی حاجت پوری کرتا ہوں وہ اگر مجھ کو پکارتا ہے تو قبول کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے حفاظت کی التجا کرتا ہے تو میں حفاظت کرتا ہوں اگر مجھ سے اپنے دشمنوں کے شر سے پناہ مانگتا ہے تو پناہ دیتا ہوں اگر مجھ پر بھروسہ کرتا ہے میں اس کو (تمام بلاؤں سے) محفوظ رکھتا ہوں۔ اگر تمام دنیا کے لوگ اس کے ساتھ مکر و فریب پر آمادہ ہو جائیں تب بھی ان کے مکر و فریب کو اس سے دفع کرتا ہوں۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے داؤد پر وحی بھیجی کہ میرے (اکثر) بندے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زبانی دوستی رکھتے ہیں اور دل سے دشمنی رکھتے ہیں۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ خدا نے وحی فرمائی کہ اے داؤد مجھ کو عیش و راحت میں یاد رکھو تا کہ میں تمہاری دعا شدت و بلا کے ایام میں قبول کروں۔ اور فرمایا کہ اے داؤد مجھ کو دوست رکھو اور میری خلقت کے نزدیک بھی مجھ کو محبوب بناؤ داؤد نے کہا کہ خداوند! میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں لیکن تیری مخلوق کے نزدیک

بہند معتبر حضرت رسول اللہ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے داؤد پر وحی کی کہ بے شبہ کوئی بندہ روز قیامت ایک نیکی میرے پاس لائے گا تو میں اس کو اختیار کرے دوں گا کہ بہشت میں جو مقام پسند کرے اس کو دید یا جائے داؤد نے پوچھا خداوند! وہ کون بندہ ہوگا فرمایا کہ وہ مومن جو براور مسلم کی حاجت روائی میں کوشش کرتا ہے خواہ وہ حاجت پوری ہو یا نہ ہو۔

معتبر روایتوں میں اس قول حق تعالیٰ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ کی تفسیر میں منقول ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہم نے زبور میں لکھا ہے بعد اس کے جو تمام کتب پیغمبروں میں تحریر کیا تھا کہ زمین ہمارے شائستہ بندوں کو جو قائم آل محمد اور ان کے اصحاب ہیں میراث میں پہنچے گی۔ اور فرمایا کہ زبور میں آئندہ کے واقعات کی خبریں ہیں اور تحفید و تجفید و ذکر خدا و دعا پر مشتمل ہے۔

حدیث صحیح میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے داؤد کو وحی کی کہ اپنی قوم کو آگاہ کر دو کہ ہر وہ بندہ مومن جس کو میں نے کسی کام پر مامور کیا ہے میری طاعت کرتا ہے تو بیشک مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنی فرمانبرداری میں اس کی مدد کروں۔ وہ اگر مجھ سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے تو میں اس کی حاجت پوری کرتا ہوں وہ اگر مجھ کو پکارتا ہے تو قبول کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے حفاظت کی التجا کرتا ہے تو میں حفاظت کرتا ہوں اگر مجھ سے اپنے دشمنوں کے شر سے پناہ مانگتا ہے تو پناہ دیتا ہوں اگر مجھ پر بھروسہ کرتا ہے میں اس کو (تمام بلاؤں سے) محفوظ رکھتا ہوں۔ اگر تمام دنیا کے لوگ اس کے ساتھ مکر و فریب پر آمادہ ہو جائیں تب بھی ان کے مکر و فریب کو اس سے دفع کرتا ہوں۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے داؤد پر وحی بھیجی کہ میرے (اکثر) بندے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زبانی دوستی رکھتے ہیں اور دل سے دشمنی رکھتے ہیں۔

کیونکہ تجھ کو دوست اور محبوب بنا دوں (جبکہ ان پر مجھے قابو نہیں) فرمایا کہ ان کے سامنے میری نعمتوں کا ذکر کرو تاکہ وہ مجھے دوست رکھیں۔
دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آل داؤد کی حکمتوں کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ عاقل پر لازم ہے کہ اپنی زبان سے آگاہ ہو اور اپنے اہل زمانہ کو پہچانے اور ہمیشہ اپنے نفس کی اصلاح پر آمادہ رہے اور اپنی زبان کو لغو اور بیہودہ باتوں سے محفوظ رکھے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے حضرت داؤد پر وحی فرمائی کہ گنہگاروں کو خوشخبری دو اور صدیقیوں کو ڈراؤ عرض کی معبود گنہگاروں کو ان کی بدی کے باوجود خوشخبری کیونکہ وہ لوں اور سچوں اور نیکیوں کو ان کی فرمانبرداری کے باوجود کیونکہ ڈراؤں فرمایا کہ اے داؤد گنہگاروں کو بشارت دو کہ میں توبہ قبول کرنے والا ہوں اور گناہوں کو اپنی رحمت سے معاف کر دیتا ہوں اور صدیقیوں کو ڈراؤ کہ اپنے نیک اعمال پر غور نہ کریں کیونکہ جس بندہ کا حساب لوں گا وہ یقیناً ہلاک ہوگا۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت کے پاس ایک شخص پریشان حال چھٹے پڑانے کیڑے پہنے ہوئے بیٹھا تھا جو اکثر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اُس وقت وہ خاموش تھا۔ ملک الموت اسی اثنا میں داؤدؑ کے پاس آئے۔ سلام کیا اور اس شخص پر تیز نظر ڈالی۔ حضرت نے ملک الموت سے اس کا سبب پوچھا انہوں نے کہا یا حضرت مجھے حکم ملا ہے کہ آٹھویں روز اسی مقام پر اس کی روح قبض کروں۔ داؤدؑ کو اس شخص پر رحم آیا۔ اس شخص سے پوچھا اے جوان تیری شادی ہو چکی ہے اور زوجہ موجود ہے اس نے کہا نہیں میں نے شادی ہی نہیں کی حضرت نے فرمایا اچھا فلاں شخص کے پاس جا جو بنی اسرائیل کا ایک معزز آدمی ہے وہ کہنا کہ داؤدؑ نے تجھ کو حکم دیا ہے کہ اپنی لڑکی کے ساتھ میری شادی کر دے اور آج ہی شب کو زفاف بھی کرنا اور خرچ جس قدر ضرورت ہو لے جا اور سات روز تک اپنی زوجہ کے ساتھ رہنا اور ساتویں روز یہیں آجانا۔ اُس جوان نے حسب الحکم اس شخص کو پیغام پہنچایا اُس نے فوراً اپنی لڑکی کا عقد اُس کے ساتھ کر دیا اور وہ سات روز اپنی زوجہ کے ساتھ رہا۔ آٹھویں روز حضرت داؤدؑ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے پوچھا یہ سات روز کیسے گزرے عرض کی یا حضرت کبھی اس سے پہلے مجھے ایسی مسرت و شادمانی حاصل نہ ہوئی تھی۔ حضرت نے فرمایا اچھا بیٹھو اور

بہترین نصیحت

جس کا روز قیامت حساب لیا جائے گا وہ ہلاک ہوگا

یہی کہہ کر ملک الموت نے حضرت داؤدؑ سے فرمایا اچھا

نیک دلچسپ تھا

یہی کہہ کر ملک الموت نے حضرت داؤدؑ سے فرمایا اچھا

ملک الموت کے آنے کی انتظار کرنے لگے تاکہ وہ آ کر اس کی روح قبض کریں جب وقت مقررہ گذر گیا اور ملک الموت نہ آئے تو حضرت نے اُس سے فرمایا کہ جا اور اپنی زوجہ کے ساتھ اپنے گھر رہ۔ آٹھویں روز پھر آنا۔ وہ جوان چلا گیا اور آٹھویں روز پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک الموت اس روز بھی نہ آئے تو اس شخص کو حضرت نے پھر رخصت کر دیا اور فرمایا آٹھویں روز آنا۔ اس مرتبہ جب وہ شخص حضرت کے پاس آیا تو ملک الموت بھی آئے۔ حضرت داؤد نے ملک الموت سے پوچھا کیا سبب ہوا کہ تم نے وعدہ کے مطابق اس کی روح قبض نہ کی۔ تین ہفتے گذر گئے اور وہ زندہ ہے۔ ملک الموت نے عرض کی یا نبی اللہ آپ کے رحم کرنے سے خدا نے اُس پر رحم کیا اور اُس کی عمر تیس سال اور بڑھادی۔

بند مومن و معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے حضرت داؤد پر وحی کی کہ خلا وہ دختر اوس کو بہشت کی خوشخبری دے دو اور اس کو بتا دو کہ وہ بہشت میں تمہارے قریب رہے گی۔ حضرت داؤد نے اس کے گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا وہ عورت باہر آئی اور پوچھا کہ میرے متعلق کیا کوئی حکم نازل ہوا ہے فرمایا ہاں اُس نے پوچھا وہ کیا حضرت نے ارشاد باری تعالیٰ اُس سے بیان فرمایا۔ اُس نے کہا کوئی دوسری عورت بھی میرے نام کی ہے؟ حضرت نے کہا نہیں۔ خدا نے تجھ کو مخصوص طور پر خوشخبری دی ہے۔ اُس نے عرض کی اے خدا کے رسول میں آپ کو جھٹلا نہیں سکتی۔ لیکن خدا کی قسم میں اپنے میں کوئی ایسی بات نہیں پاتی ہوں جو اس مرتبہ کا سبب ہو سکے حضرت نے فرمایا مجھے اپنے پوشیدہ حالات سے آگاہ کر اُس نے کہا بس یہ ہے کہ کبھی کوئی درد تکلیف۔ پریشانی یا فاقہ کی حالت مجھ پر نہیں گذری مگر یہ کہ میں نے اس پر صبر کیا اور خدا ہی سے دعا کی کہ میری تکلیف دور کرے اور اس حال پر راضی رہی اور شکر و حمد خدا بجا لایا کرتی رہی ہوں۔ حضرت داؤد نے فرمایا۔ اسی خصلت کی وجہ سے تجھ کو یہ مرتبہ حاصل ہوا اور یہ وہ طریقہ و دین ہے جسے خدا نے اپنے نیک بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے۔

بعض روایتوں میں منقول ہے کہ زبور میں ایک شویچاس سورتیں تھیں اور اُن میں تحریر تھا کہ اے داؤد جو میں کہتا ہوں اُسے سنو اور میں جو کچھ کہتا ہوں حق کہتا ہوں جو بھی میرے پاس آئے گا۔ اُس حال میں کہ مجھے دوست رکھتا ہو گا۔ میں اس کو بہشت میں داخل کروں گا۔ اے داؤد بھ سے سنو میں جو کچھ کہتا ہوں حق کہتا

ہوں جو شخص میرے پاس آئے بشرطیکہ وہ اپنے گناہوں سے شرمندہ ہو تو میں اس کو بخش دوں گا اور اُس کے گناہوں کو اُس کے نامہ اعمال سے محو کر دوں گا۔
 دوسری روایت میں وارد ہے کہ خدا نے حضرت داؤدؑ پر وحی کی کہ اے داؤدؑ جو لوگ دنیا کی لذتوں میں چمٹے ہوئے ہیں اُن سے پرہیز کرو کیونکہ ان کی عقلوں پر پرنے پڑے ہیں اور میرا فضل و کرم اُن تک نہیں پہنچے گا۔ اے داؤدؑ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے اُس کے قول کی تصدیق کرتا ہے اور جو شخص اپنے حبیب سے الفت رکھتا ہے اُس کی باتوں کو قبول کرتا ہے اور اس کے کردار کو پسند کرتا ہے اور اپنے حبیب پر اعتبار و بھروسہ کرتا ہے اپنے کاموں کو اُس پر چھوڑ دیتا ہے اور جو اپنے حبیب کا مشتاق ہوتا ہے چلنے میں تیزی کرتا ہے تاکہ جلد اُس کے پاس پہنچ جائے اے داؤدؑ میری یاد مجھے یاد کرنے والوں کے لئے ہے اور میری بہشت میرے اطاعت کرنے والوں کے واسطے ہے اور میرا قرب میرے مشتاقوں کے لئے ہے اور میں اپنے اطاعت کرنے والوں کا نگران ہوں۔

منقول ہے کہ خدا نے حضرت پر وحی کی کہ فلاں بادشاہ سے کہہ دو کہ میں نے تجھ کو سلطنت اس لئے نہیں عطا کی ہے کہ دنیا کے لئے جمع کرے (یعنی مال و دولت جمع کرے) اور غریبوں کا خون جو سے عیش و عشرت کرے) بلکہ اس واسطے قوت و حکومت بخشی ہے کہ مجھ سے مظلوموں کی مدد کرے (یعنی مظلوموں کی فریاد کو پہنچے تاکہ وہ مجھ سے اپنی تکلیفوں کی شکایت نہ کریں) اور ان کی مدد کرے۔ اس لئے کہ میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ مظلوموں کی مدد کروں اور ان کے روبرو اُس شخص سے انتقام لوں جس نے اُن پر ظلم کیا ہے اور اُن سے جس نے ان کی مدد نہیں کی۔
 منقول ہے کہ خدا نے وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ میرا شکر کرو جو حق ہے شکر کا عرض کی مولا جو شکر کا حق ہے کیونکہ ادا کر سکتا ہوں حالانکہ میرا شکر کرنا بھی تیری ایک نعمت ہے۔ ارشاد ہوا کہ جب یہ اقرار کر لیا کہ میرا شکر ادا ہی نہیں ہو سکتا تو یہی شکر ہے جیسا کہ شکر کا حق ہے۔

دوسری روایت میں وارد ہے کہ حضرت داؤدؑ ایک روز تنہا جنگل میں پہنچے خدا نے وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ تنہائی کیوں اختیار کی عرض کی تیری ملاقات اور تجھ سے مناجات کا شوق مجھ پر غالب ہوا اور مجھ میں اور تیرے مخلوق میں حائل ہو گیا۔ ارشاد ہوا میری خلقت کے پاس جاؤ اگر ایک گمراہ بندہ کی ہدایت کر کے میرے راستہ پر لگا دو گے تو میں لوح

جنوب کا ہر علم ہر دانش ہر کتب کو کینہ ہونا چاہیے۔

کرنا ہی شکر ہے۔

ایک گمراہ کی ہدایت تنہائی میں بدعات سے بدتر ہے اور بدتر ہے۔

محفوظ میں تم کو حمد کرنے والوں میں لکھ لوں گا۔

دوسری روایت حکمت آل داؤد میں تحریر ہے کہ عاقل پر لازم ہے کہ چار ساعتوں سے غافل نہ ہو۔ ایک ساعت میں اپنے پروردگار کی عبادت و مناجات میں مشغول ہو۔ ایک ساعت میں اپنے نفس کا حساب لے (کہ کتنے کام حکم خدا کے مطابق کئے اور کتنے خلاف حکم خدا)۔ ایک وقت ایسے مومن بھائیوں سے ملاقات کا مقرر کرے جس میں وہ لوگ اس کو اس کے عیبوں سے سچ سچ آگاہ کریں۔ اور ایک وقت اپنے نفس کی لذت کے لئے معین کرے یہی وقت اس کے دوسرے (مذکورہ) وقتوں کا مددگار ہوگا۔

بند صحیح منقول ہے کہ ایک عورت تھی حضرت داؤد کے زمانہ میں جس کے پاس ایک مرد آتا اور اس کو زنا پر مجبور کرتا۔ خدا نے ایک روز اس عورت کے دل میں ڈال دیا اور اس نے مرد سے کہا کہ جب تو میرے پاس آتا ہے دوسرا مرد تیری زوجہ کے پاس زنا کیلئے جاتا ہو تو کیا تعجب ہے یہ سن کر وہ مرد اُسی وقت اپنے گھر واپس آیا دیکھا کہ واقعی ایک شخص اس کی عورت سے زنا کر رہا تھا۔ وہ اس مرد کو پکڑ کر حضرت داؤد کے پاس لے گیا اور کہا اے پیغمبر خدا مجھ پر یہ کیسی بلاتنازل ہوئی ہے کہ شاید کسی پر نہ نازل ہوئی ہوگی حضرت داؤد نے پوچھا وہ کیا عرض کی اس مرد کو میں نے اپنی زوجہ کے پاس پکڑا ہے۔ اُس وقت خدا نے داؤد پر وحی فرمائی کہ اُس سے کہو کہ جو کچھ تو کرتا ہے اُسی کا بدلہ تجھ کو ملتا ہے۔

بند معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ خدا نے داؤد پر وحی نازل کی کہ جو بندہ بلاؤں سے محفوظ رہنے کیلئے میری جانب پناہ لایا اور نعمتوں کے حاصل کرنے میں مجھ پر بھروسہ کیا غیروں سے کوئی تعلق نہ رکھا اور چونکہ میں اس کی نیت سے واقف ہوتا ہوں کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو اگر آسمان و زمین اور جو کچھ اُس میں ہے سب مل کر اس کے ساتھ فریب و مکر کرنا چاہیں تو بلاشبہ میں اُن میں سے جو اس کے لئے بہتر ہوگا وہی قرار دوں گا۔ اور اُن کے شر سے اس کو محفوظ رکھوں گا اور جس بندہ کی نیت سے مجھے معلوم ہوگا کہ مجھ پر بھروسہ نہیں رکھتا اور میرے غیر کی جانب پناہ لے گیا ہے تو یقیناً میں اس کے اسباب منقطع کر دوں گا اور زمین کو اس کے زیر قدم سخت بنا دوں گا۔ جس وادی میں وہ ہلاک ہو جائے مجھے اس کی پرواہ نہ ہوگی۔

انسان کو معرفت کے چار ذریعے ہیں

جو شخص دنیا سے الگ ہو جائے وہ دنیا میں اس کو غرق نہ کرتا ہے۔

خدا پروردگار کے لئے سچا ہو جائے تو اس کی ہمت نہیں ہارتی۔

دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ خدا نے حضرت داؤدؑ پر وحی فرمائی کہ اے داؤد! جباروں اور ظالموں سے کہہ دو کہ مجھے یاد نہ کریں کیونکہ جو بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کو یاد کرتا ہوں اور جب ستمگارا اپنے ظلم و ستم کی حالت میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس پر لعنت بھیجتا ہوں۔

بمسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عابد تھا جس کی عبادت حضرت کو پسند تھی۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اے داؤد! اُس کا کوئی کام تمہیں پسند نہ ہونا چاہیے اس لئے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے دنیا والوں کو دکھانے کے لئے کرتا ہے۔ جب اُس کا انتقال ہو گیا۔ لوگ حضرت کے پاس آئے اور کہا فلاں عابد کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے فرمایا جاؤ اس کو دفن کرو اور خود شریک نہ ہوئے۔ بتی اسرائیل کو حضرت داؤدؑ کی یہ بات پسند نہ آئی ان کو تعجب ہوا کہ داؤدؑ ایسے شخص کے جنازہ میں شریک کیوں نہ ہوئے۔ جب اُس کے غسل سے فارغ ہوئے پچاس آدمیوں نے کھڑے ہو کر کہا ہم نے اس شخص سے نیکی کے سوا کوئی اور کام نہیں دیکھا اور اس کی نماز جنازہ میں بھی پچاس شخصوں نے یہی گواہی دی۔ اُس وقت خدا نے حضرت داؤدؑ پر وحی نازل فرمائی کہ فلاں عابد کے جنازے میں تم کیوں نہ گئے۔ عرض کی اسی خبر کی وجہ سے جو تو نے اس کے بارے میں مجھے پہنچائی تھی۔ فرمایا ہاں ہے تو ایسا ہی لیکن علما اور راہبوں کے ایک گروہ نے میرے روبرو اُس کے متعلق نیکی کی گواہی دی میں نے ان کی گواہی قبول کر لی اور جو کچھ خود جانتا ہوں اُسے میں نے بخش دیا۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ امام رضاؑ نے مجلس مامون میں راس الجالوت سے فرمایا جو یہودیوں کے تمام عالموں میں سب سے بڑا عالم تھا کہ خدا نے حضرت داؤدؑ کی زبانی زبور میں کہا ہے کہ خداوند مبعوث کر سنت کو قائم رکھنے والا فترت کے بعد یعنی اُس وقت جبکہ ایک عرصہ تک کوئی رسول مبعوث نہ ہوا ہو۔ تو حضرت نے فرمایا کہ تو پہچانتا ہے محمدؐ کے سوا کسی اور پیغمبر کو جس نے فترت کے بعد سنت قائم کی۔

سید طاؤس نے ذکر کیا ہے کہ میں نے حضرت داؤدؑ کی زبور کی سورہ دوم میں دیکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے داؤد! میں نے زمین میں تم کو اپنا خلیفہ قرار دیا اور اپنی پاکی بیان کرنے والا اور پیغمبر بنایا۔ اور عنقریب میرے پیغمبر عیسیٰؑ کو ایک گروہ میرے سوا خدا کہنے لگے گا۔ اُس معجزہ کے سبب سے جو میں اُس کو عطا کر دے گا جس سے وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ اے داؤد! میرے خلقت کو میرے رحم و کرم

ظالموں پر خدا لعنت بھیجتا ہے۔

اپنے گناہوں کو بخش دے گا۔

حضرت داؤدؑ کی دعا بابت حضرت لوطؑ کیلئے۔

دنیا کی بے ثباتی اور پریشانی کی منتوں کی یاد دلائی

سے آگاہ کرو باوجود اس کے کہ میں ہر چیز پر قادر ہوں۔ اے داؤد کون ایسا ہے جس کی رس امید مخلوق سے ٹوٹی ہو اور میں نے اس کو نایامید کیا ہو اور کون میری بارگاہ کی جانب رجوع ہوا اور میں نے اس کو اپنی درگاہ انابت سے بھگادیا۔ پھر کیوں خدا کو تقدس اور پاکی کے ساتھ یاد نہیں کرتے کہ وہی تمہاری صورتیں بنانے والا اور تم کو مختلف رنگوں کا پیدا کرنے والا ہے کیوں اپنی عبادتوں کی رات و دن میں حفاظت نہیں کرتے اور اُس کے فریجہ سے اپنے گناہوں کو جو میری جناب میں کر چکے ہو دفع نہیں کرتے۔ شاید کبھی مرو گے نہیں اور گویا دنیا ہمیشہ تمہارے واسطے باقی رہے گی اور کبھی تم سے زائل نہ ہوگی حالانکہ تمہارے لئے میری بہشت میں دنیا سے بے انتہا زیادہ نعمتیں موجود ہیں اگر غور کرو اور سمجھو۔ اور بہت جلد جان لو گے اُس وقت جبکہ میرے پاس آؤ گے کیونکہ میں خلقت کے افعال کو دیکھ رہا ہوں اور اُن پر مطلع ہوں۔ پاک ہے وہ خدا جو نور کا خلق کرنے والا ہے۔

اور زبور کے دسویں سورہ میں لکھا ہے کہ لے کر وہ مردم آخرت سے غافل مت ہو اور تم کو یہ زندگی دنیا کی طراوت اور حسن فریب نہ دے۔ اے بنی اسرائیل آخرت کی طرف اپنی واپسی کے بارے میں سوچو اور قیامت کو یاد کرو اور جو کچھ میں نے اس روز اپنے نافرمانوں کے لئے (عذاب) مہیا کر رکھا ہے اُس کے متعلق محو کرو تو تمہارا منہ سنا کم ہو جائے گا اور رونا زیادہ ہو جائے گا لیکن تم موت سے غافل ہو گئے ہو اور تم نے میرے عہد کو پس پشت ڈال دیا ہے اور میرے حق کو سبک قرار دے لیا ہے گویا تم گنہگار ہی نہیں ہو اور نہ تمہارا حساب ہی لیا جائے گا کتنے وعدے کرتے ہو اور لیکن اس کے خلاف کرتے رہتے ہو اور کتنے عہد کرتے ہو اور توڑ ڈالتے ہو اگر فشا قبر اور تنہائی لحد کو یاد کرو تو بیشک تمہارا بولنا کم ہو جائے اور مجھے بہت یاد کرنے لگو اور عبادت میں بیحد مشغول ہونے لگو۔ بیشک کمال حقیقی کمال آخرت ہے اور کمال دنیا متغیر اور زائل ہے آیا غور نہیں کرتے زمین و آسمانوں کی خلقت میں اور جو کچھ میں نے اُس میں مہیا کیا ہے اپنی قدرت کی نشانیوں میں سے اور ڈرانہ والی چیزوں میں سے اور طاغیوں کو میں نے ہو امیں معلق کر کے محفوظ کر رکھا ہے جو میری تسبیح کرتے ہیں اور روزی طلب کرنے میں مجھ سے رجوع کرتے ہیں اور میں ہوں بخشنے والا مہربان اور پاک اور میں ہوں نور خلق کرنے والا خدا۔

اور سترھویں سورہ میں لکھا ہے کہ لے داؤد میں جو کہتا ہوں اُس کو سنو اور

سیلمان کو حکم دو کہ تمہارے بعد لوگوں کو سمجھاؤں کہ زمین کو محمدؐ اور ان کی امت کو میراث میں دوں گا اور وہ تمہارے برعکس ہوں گے ان کی نماز ظہور اور سارا اور گناہ ہوگی لہذا میری پاکیزگی زیادہ بیان کرو جب میری تقدیس کا نغمہ بلند کرو تو بہت گریہ وزاری کی کرو۔ اے داؤد بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ مال حرام جمع نہ کریں ورنہ میں ان کی نماز قبول نہ کروں گا (کہہ دو کہ اے شخص) اگر تیرا باپ میری نافرمانی کرتا ہے تو اُس سے الگ ہو جا اور اگر تیرا بھائی حرام میں مبتلا ہو تو اُس سے کنارہ کر اور بنی اسرائیل کو ان دو مردوں کا قصہ سنا دو جو ادریسؑ کے زمانہ میں تھے اور عین نماز کے وقت دونوں کے مال فروخت کرنے کا موقع آ گیا۔ ایک نے کہا نماز پڑھ کے مال بیچوں گا دوسرے نے کہا مال بیچ کر اطاعت خدا میں مشغول ہوں گا تو ایک اپنی تجارت میں مشغول ہو گیا اور دوسرا نماز میں۔ تو میرے حکم سے تجارت میں مشغول ہونے والے کو ابرو باد و برق و بجلی نے ہلاک کر دیا اور وہ ابرو ظلمت میں گرفتار ہو گیا۔ تجارت اور نماز دونوں ہاتھ سے گئی اور اُس کے گھر کے دروازہ پر لکھ دیا گیا کہ دیکھو دنیا طلبی اپنے شائق کے ساتھ کیا کرتی ہے۔ اے داؤد جب کسی ظالم کو دیکھو کہ دنیا نے اس کو بلند کر رکھا ہے تو اس کے حال کی آرزو و تمناء مت کرو۔ بے شبہ ان دو باتوں میں سے ایک بات اُس کے لئے ضرور ہوگی یا اُس پر کسی ظالم کو مسلط کروں گا جو اُس سے زیادہ ظالم ہو گا جو اُس سے انتقام لے گا۔ یا قیامت کے روز اُس کو مجبور کروں گا کہ لوگوں کے حقوق ادا کرے۔ اے داؤد اگر تم ان لوگوں کو قیامت کے روز دیکھو جن کے ذمہ لوگوں کے حقوق ہیں تو بے شبہ آگ کا طوق ان کی گردنوں میں پاؤ گے لہذا اپنے نفسوں کا حساب کرتے رہو اور ہمیشہ لوگوں کے ساتھ انصاف پر عمل پیرا رہو اور دنیا اور اس کی زینتوں کو ترک کر دو۔ اے بہت غافل شخص کیا کرے گا ایسی دنیا کو جس میں آدمی صحیح و سالم زندہ جاتا ہے اور وہ اس کو مردہ کر کے نکالتی ہے وائے ہو تم پر اگر بہشت کو۔ اور جو کچھ میں نے اس میں اپنے دوستوں کے واسطے نعمتیں بھیجا ہیں تم دیکھو تو دنیا کی کسی چیز میں تم کو لذت محسوس نہ ہو میں اپنے دوستوں کو قیامت کے روز پکاروں گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو دنیا میں طعام و شراب کے مشتاق تھے لیکن میری خوشنودی کے لئے ترک کر رکھا تھا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہنسنے کو رونے کے ساتھ مخلوط کر رکھا تھا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو جاڑوں اور گرمیوں میں میری مسجدوں میں جمع ہوتے تھے۔ آج دیکھیں کہ کسی کی نعمتیں میں نے اُنکے واسطے بھیجا ہیں۔ (میں اُنسے کہہ گا کہ

پیشین گوئی حقوت پریم خزانہ ان کے پاس ہے۔

دعاؤں کا حال ایک طبع خدا تعالیٰ در در دنیا میں مشغول تھا۔

ظالم ہم سے بڑا ظالم مسلط کر دیتا ہے۔

تم دنیا میں میری عبادت کے لئے جاگتے تھے۔ جبکہ لوگ سوتے رہتے تھے۔ آج جو کچھ چاہو تمہارے لئے موجود ہے بیشک تمہارے پاکیزہ اعمال اہل دنیا سے میرے غضب کو دور رکھتے تھے۔ اے رضوان ان کو پانی پلا۔ جب وہ پانی پیں گے ان کے چہرہ کی تازگی اور حسن زیادہ ہو جائے گا۔ اس وقت رضوان اُن سے کہے گا کہ خدا نے یہ نعمتیں اس وجہ سے تم کو عطا کی ہیں کہ تمہاری شرمگاہیں حرام شرمگاہوں سے مس نہیں ہوں۔ اور تم نے بادشاہوں اور امیروں کے حال کی تمنا نہیں کی تو (خدا کہتا ہے کہ) میں رضوان سے کہوں گا کہ اے رضوان جو کچھ میں نے اپنے بندوں کے لئے (دنیا کی نعمتوں سے) آٹھ ہزار گنا (زیادہ) ہبیا کر رکھا ہے ان پر ملاحظہ کر۔

اے داؤد جو شخص میرے ساتھ تجارت کرتا ہے وہ بہترین فائدہ اٹھانے والا تاجر ہے اور جو شخص دنیا میں دل لگاتا ہے دنیا اُس کو زمین کے اندر پہنچا دیتی ہے اور وہ سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والا ہے۔ افسوس ہے تجھ پر اے فرزند آدم کس قدر سخت ہے تیرا دل تیرے مال باپ مرتے رہتے ہیں اور تو ان کے حال سے عبرت نہیں حاصل کرتا۔ اے فرزند آدم کیا تو نہیں دیکھتا کہ حیوان مرجاتا ہے ہوا اُس کو مردار و گندیدہ بنا دیتی ہے حالانکہ وہ حیوان کوئی گناہ اپنے ذمہ نہیں رکھتا (لیکن) اگر تیرے گناہ پہاڑوں پر ڈال دیئے جائیں تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اے داؤد میں اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی چیز تمہارے مال و اولاد سے زیادہ تمہارے لئے نقصان رسا نہیں ہے اور کسی چیز کا فساد ان کے فساد سے زیادہ تمہارے دلوں میں (گھر کر نیوالا) نہیں۔ تمہارا نیک عمل میرے نزدیک بلند ہے اور میرا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ پاک ہے وہ خدا جو نور کا خالق ہے۔

تیسویں سورہ میں ہے کہ اے فرزند ان خاک و آب گندیدہ اور اے غافل اور بہت مغرور ہونے والو۔ توجہ کرتے ہو اس کی طرف جسے میں نے حرام کیا ہے۔ تو اگر تم جانتے ہو کہ حرام تم کو کہاں لے جاتا ہے بیشک اس کو بہت بُرا سمجھتے اور اگر بہشت کی خوشبو سے آراستہ عورتوں کو تم دیکھتے جو بشری طبعیتوں کے ہیجان سے محفوظ ہیں (تو دنیا کی جانب کبھی نگاہ نہ کرتے) وہ ہمیشہ خوش و خرم رہتی ہیں کبھی ان کو غصہ نہیں آتا ہمیشہ باقی ہیں کبھی مرنے والی نہیں ہر چند ان کے شوہران کی بکارت زائل کرتے رہیں پھر بھی باکرہ ہی ہوتی ہیں۔ وہ مسکے سے زیادہ نرم شہد سے زیادہ شیریں ہیں۔ اُن کے تخت کے سامنے شراب و شہد کی نہریں موجیں مارتی ہوں گی۔ تجھ پر

افسوس ہے (کہ تو سمجھتا نہیں) بادشاہی بزرگ اور ہمیشہ کی نعمتیں اور بے تکلیف کی زندگی اور مسرت دائمی اور باقی رہنے والی نعمتیں میرے پاس ہیں۔ پاک ہے وہ خدا جو نور کا خلق کرنے والا ہے۔

اور اکتیسویں سورہ میں لکھا ہے۔ اے لوگو تم موت میں گر دو ہو کوئی کام اپنی آخرت کے لئے کرو اور دنیا کے عوض اس کو خرید لو اور اس گروہ کی طرح مت ہو جاؤ جس نے دنیوی زندگی کو غفلت اور کھیل میں گزار دیا اور سمجھو کہ جس نے مجھے قرض دیا اُس کا سرمایہ بہت نفع کے ساتھ اس کو پہنچے گا اور جو شخص شیطان کو قرض دیتا ہے جہنم میں اُس کے پاس ہو گا۔ کیا ہو گیا ہے تم کو کہ دنیا سے رغبت کرتے ہو اور حق سے منحرف ہوتے ہو کیا تمہارے حسدوں نے تمہیں فریب دے رکھا ہے اُس کا حسب ہی کیا جو خاک سے خلق ہوا ہو۔ اے فرزند آدم خدا کے علاوہ جس کی بھی تم پرستش کرو گے جہنم میں جاؤ گے۔ تم مجھ سے بیزار ہو تو میں بھی تم سے بیزار ہوں۔ مجھ کو تمہاری عبادت کی ضرورت نہیں۔ جب تک اسلام خالص قبول نہ کرو۔ میں ہوں غالب اور منزہ ہے خالق نور۔

اور چھپا لیسویں سورہ میں لکھا ہے کہ اے فرزندان آدم تم نے میرا حق سبک قرار دیدیا ہے تو میں بھی تمہارا حق سبک کر دوں گا۔ سو دکھانے والوں کے دل و جگر جہنم میں پارہ پارہ ہوں گے۔ جب تم سائل کو کچھ دیتے ہو تو وہ چیز سائل سے پہلے میرے ہاتھ میں آتی ہے۔ اگر وہ شے مال حرام سے ہے تو میں اُس کو دینے والے کے منہ پر مارا ہوں۔ اگر وہ چیز از قسم حلال ہے تو میں حکم دیتا ہوں کہ اُس کے لئے جنت میں محل تعمیر کئے جائیں۔ ریاست حقیقت میں ریاست دنیا اور عالم کی بادشاہی نہیں بلکہ آخرت کی بادشاہی و ریاست ہے۔ پاک ہے خالق نور۔

سینتالیسویں سورہ میں لکھا ہے کہ اے داؤد تم جانتے ہو کہ میں نے بنی اسرائیل کو کیوں مسخ کر کے بندر و سور بنا دیا۔ اس لئے کہ جب کوئی غنی اور مالدار گناہ کرتا تو نظر انداز کر دیتے اور سبک و ہلکا سمجھتے اور جب کسی غریب و مسکین سے کوئی ہلکا گناہ ہو جاتا تو اس کو سزا دیتے تھے۔ لہذا میری لعنت اُس کے لئے واجب و لازم ہے جس کو زمین میں اقتدار و حکومت حاصل ہو جائے اور وہ غریب و امیر پر ایک طرح سے (انصاف کے ساتھ) حکم نہ کرے۔ تم لوگ دنیا میں اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہو مجھ سے کہاں بھاگ کے جاؤ گے اُس وقت جب کہ میرے پاس تنہا آؤ گے۔ میں نے کس قدر تم کو

سبب و سبب پوچھ کر سن کر۔

مال جوئی کو دیا جائے کہ وہ مال حرام ہے۔ اور دینے والے کے لئے کہ وہ مال حرام ہے۔

مومنین کی خدمت کیلئے انتہائی مفید۔

تائیکد کے ساتھ ممانعت کی ہے کہ مومنین کی عزت پامال مت کرنا لیکن تمہاری زبانیں لوگوں کے مقابلہ میں دراز ہو چکی ہیں۔ نور کا پیدا کرنے والا پاک ہے۔
پنیںٹھویں سورہ میں لکھا ہے کہ اے داؤد بنی اسرائیل کو اُس شخص کا حال سنا دو کہ جس کی حکومت تمام روئے زمین کے لوگوں پر تھی یہاں تک کہ جب اس کو پوری پوری قوت حاصل ہو گئی تو اُس نے فساد کرنا شروع کر دیا۔ حق کو مٹانے لگا اور باطل کا اظہار کرنے لگا۔ عمارتیں تعمیر کیں، قلعے تیار کئے اور مال جمع کئے تو میں نے ایک بھڑکوک حکم دیا جس نے عین عالم عیش و نشاط میں داخل ہو کر اس کے جسم اور چہرے پر ڈنگ مارنا شروع کیا کہ اُسی وقت اس کا چہرہ سوچ گیا۔ اور اُس کی آنکھوں سے خون اور اُس کے چہرے سے مواد جاری ہوا جس سے اُس کا تمام چہرے کا گوشت لگی سڑ گیا اور اُس کے پاس بدبو اور گندگی کے سبب کسی کو جانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ اُسی حالت میں مر گیا۔ اور اس کے جسم کو بغیر سر کے دفن کیا گیا۔ اگر لوگوں کو عبرت ہوتی تو یہ حال سن کر میری نافرمانی کی کسی کو جرأت و ہمت نہ ہوتی لیکن لوگ لہو و لعب میں مشغول ہیں لہذا ان کو ان کے کھیل کود میں مشغول رہنے دو یہاں تک کہ اُن پر میرا حکم جاری ہو اور میں نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ سبحان من خلق النور۔

اکیسواں باب

اصحاب سُبُت کے حالات

خداوند عالم نے فرمایا ہے: وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدُوا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُذُّوا إِقْرَدُوا خَاسِرِينَ ﴿۶۵﴾ تم کو ان لوگوں کا حال معلوم ہوا۔ جنہوں نے تمہیں میں سے روزِ شنبہ کے بارے میں حد سے تجاوز کیا اور خدا کی نافرمانی کی کہ سنیچر کے روز مچھلی کا شکار کیا تو میں نے اُن کو کہا ذلیل اور رحمتِ خدا سے دور نافرمانو بند رہن جاؤ۔ حضرت امام حسن عسکریؑ

کی تفسیر میں مرقوم ہے (خاسین کے معنی) ہر شے سے علیحدہ اور دور پھینکے ہوئے
 فَجَعَلْنَا هَا نَكَالًا لِّبَايِنٍ يَدِّيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۵﴾ اور
 ہم نے اُس عذاب کو اُن کے اور بعد کے زمانہ والوں کے لئے ایک زجر
 کرنے والی عقوبت بنائی اور متقین کے واسطے نصیحت قرار دی۔ بعضوں نے کہا
 ہے کہ ان کا مسخ ہونا عبرت قرار دیا گیا۔ اُن شہروں کے لئے جو ان کے شہر
 کے سامنے اور پیچھے تھے اور بعض کا قول ہے وہ ایک عقوبت تھی اُن کاموں
 کی جو شکار ماہی سے قبل اور بعد وہ لوگ عمل میں لائے۔ اور حضرت امام جعفر
 صادقؑ سے منقول ہے کہ وہ (مسخ ہونا) عبرت ہے ان لوگوں کے لئے جو ان کے
 زمانہ میں تھے اور ان کے لئے جو بعد اُن کے پیدا ہوئے اور انہوں نے ان کے
 قصے کو سنا جس طرح ہم ان کے واقعات سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ اور تفسیر
 امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے یہ مسخ کرنا جس کے ذریعہ سے ہم نے ان (نافرانوں)
 کو خوار و ذلیل بنایا اور اپنی رحمت سے دور قرار دیا ایک سزا تھی اور باز رکھنے
 والی (نصیحت) تھی ان لوگوں کے لئے جو مسخ سے پہلے ہلاک کرنے والے گناہوں
 کے مرتکب ہوتے تھے اور بچانے والی تھی اُس گروہ کو جس نے اُن (گنہگار
 مسخ ہونے والوں) کو اُس حالت (مسخ) میں مشاہدہ کیا تاکہ اُن کے ایسے اعمال
 قبیحہ نہ بجالائیں اور نصیحت آمیز تھی پرہیزگاروں کے لئے کہ اُن کی سزا سے
 نصیحت حاصل کریں اور حرام امور سے پرہیز کریں اور لوگوں کو نصیحت کریں اُن
 گناہوں کے ترک کی جو ایسی سزائوں کا سبب ہیں پھر حضرت نے فرمایا کہ امام
 زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ وہ جماعت تھی جو دریا کے کنارے
 رہتی تھی اور خدا اور اُس کے رسولوں نے ان کو روزِ شنبہ (سینچر) کو مچھلی کا شکار
 کرنے سے منع کیا تھا لہذا انہوں نے ایک جیلہ بنایا جس سے جو خدا نے حرام کیا
 ہے اُسے حلال کریں اور (وہ یہ کہ) انہوں نے دریا کے قریب حوض بنائے اور دریا
 سے حوض تک نالیاں اور گڑھے تیار کئے تاکہ حوض میں مچھلیاں آکر واپس نہ جاسکیں
 اور ہفتہ کے روز جب مچھلیاں امان الہی میں آجانی تھیں اور نالیوں اور سوراخوں
 کے ذریعے اُن کے حوضوں اور تالابوں میں داخل ہو جاتی تھیں اور شام کے وقت
 چاہتیں کہ دریا میں واپس چلی جائیں اور شکار یوں کے شر سے محفوظ ہو جائیں تو نہیں
 جاسکتی تھیں اور رات کو انہیں حوضوں میں قید ہو جاتی تھیں اور ہاتھوں سے با آسانی

موردہ ہر شے سے علیحدہ اور دور پھینکے ہوئے
 خدا کے حکم کے خلاف روزِ شنبہ (سینچر) کو مچھلی کا شکار کرنے والوں پر عذاب۔

پکڑی جاسکتی تھیں اُس گروہ کے لوگ اتوار کو جا کر ان مچھلیوں کو پکڑ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے سیچر کو تو شکار کیا نہیں بلکہ اتوار کو شکار کیا ہے اور دشمنانِ خدا یہ جھوٹ بولتے تھے بلکہ اسی چیلے اور بہانے سے جو روزِ شنبہ کیا کرتے تھے وہ مچھلیوں کا شکار کرتے رہے اور اسی حال پر مدتوں قائم رہے یہاں تک کہ وہ بہت مالدار ہو گئے۔ اور فارغِ البالی کے سبب عیاشی بہت کرنے لگے اور عیش و عشرت سے رہنے لگے۔ وہ سب کے سب استی ہزار اشخاص تھے اُن میں ایک ہزار آدمی اس طرح شکار کیا کرتے اور باقی لوگ اُن کی اس حرکت کو پسند نہ کرتے تھے جیسا کہ خداوندِ عالم نے قرآن مجید میں دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہے۔ **وَسَأَلْتَهُمُ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ** یعنی اے محمد اُن سے (یہودیوں سے) دریافت کرو اُس شہر کا حال جو دریا کے کنارے تھا۔ **اِذْ يَخْذُونَ فِي السَّبْتِ** جبکہ وہ خدا کے حکم سے اسخلاف کر کے روزِ شنبہ شکار کے لئے جاتے تھے **اِذْ تَأْتِيَهُمْ حِثَّانَهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَعًا يَوْمَ لَا يُسَبِّتُونَ** لَوْ تَأْتِيَهُمْ **ثُمَّ** جب روزِ ہفتہ اُن کی طرف مچھلیاں آتی تھیں بہت زیادہ تعداد میں اُن کے سر باہر نکلے ہوتے تھے اور دوسرے روز یعنی کیشنبہ کو نہیں آتی تھیں۔ **كَذَلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ** (۱۶۲) اس طرح ہم نے اُن کی بد اعمالی کا امتحان لیا۔ **وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لَمَ تَعْطُونَ قَوْمًا** **اللَّهُ مَهِّلْهُمْ أَوْ مَعَذَّ بِهِمْ** عَذَابًا شَدِيدًا اور یاد کرو اُس وقت کو جبکہ اُن میں سے ایک گروہ نے کہا کہ ایسے لوگوں کو کیا نصیحت کرتے ہو جن کو خدا دنیا میں (ان کی بد اعمالی کے سبب) ہلاک کرے گا اور آخرت میں سخت ترین عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہلاک کرنے سے مراد اُن کے مٹا دینے کا عذاب اور دوسری بلائیں ہیں۔ اور فرمایا کہ یہ باتیں بدکار شکار کرنے والے نصیحت کرنے والوں کے جواب میں کہا کرتے تھے۔ اور مشہور یہ ہے کہ وہ تین گروہ تھے ایک گروہ شکار کرتا تھا ایک گروہ ان کو منع کرتا تھا اور ایک گروہ خاموش رہتا تھا۔ نہ خود شکار کرتا نہ منع کرتا اور یہ بات آخری گروہ کہا کرتا تھا۔ **قَالُوا مَعْذَرَةُ إِلَى رَبِّكُمُ وَعَلَهُمْ يَتَشَفَّوْنَ** (۱۶۳) وعظ وپند کرنے والوں نے کہا کہ ہم اس لئے ان کو نصیحت کرتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے نزدیک اپنے کو معذور ثابت کر سکیں اور شاید ہماری نصیحتوں سے یہ باز آجائیں اور خدا کی نافرمانی ترک کر دیں۔ **فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ** **أَلْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ** **وَآخِذْنَا**

الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَلِيٍّ رَبِّمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۱۶۵﴾ توجہ اُن لوگوں نے فراموش کر دیا جو اُن کو یاد دلایا گیا اور وہ لوگ نصیحت پذیر نہ ہوئے تو ہم نے ان لوگوں کو جو نصیحت کرنے والے تھے نجات دی اور اُن کو سخت عذاب میں گرفت کر لی جو اپنے اوپر ظلم ڈھاتے رہے ان کی نافرمانی و بد اعمالی کے سبب سے۔ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَنَّا هُمْوَا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿۱۶۶﴾ تو انہوں نے حد سے تجاوز کیا اور اس سے باز نہ آئے جس سے اُن کو روکا جا رہا تھا تو ہم نے اُن سے کہا رحمت خدا سے دور ہو اور بند رہیں جاؤ۔ پھر حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا جب ان دس ہزار آدمیوں نے دیکھا جو خدا کے مطیع اور اُن کو نصیحت کرنے والے تھے کہ اُن ستر ہزار اشخاص نے ان کی نصیحت قبول نہ کی اور خدا کی جانب سے نازل عذاب کی پروا نہیں کرتے تو ان سے کنارہ کش ہو گئے اور اُن کے درمیان سے نکل کر دوسرے شہر میں چلے گئے جو اُن کے شہر سے قریب تھا اور وہیں مقیم ہوئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ اگر عذاب اُن نافرمانوں پر نازل ہو تو ان کو بھی گھیر لے۔ تو اُسی وقت اُن پر عذاب الہی نازل ہوا اور سب بند رہیں گئے اور اُن کے شہر کا دروازہ بند تھا اور کوئی باہر نہیں نکل سکتا تھا اور نہ باہر سے کوئی شہر میں داخل ہو سکتا تھا۔ جب دوسرے شہروں کے لوگوں نے یہ حال سنا آئے اور شہر کی دیواروں پر چڑھے تو دیکھا کہ ان کے مرد و عورت سب بند ہو گئے ہیں اور گھوم رہے تھے۔ پھر اُس کے بعد شہر میں داخل ہوئے اور وہ لوگ بھی جو نصیحت کیا کرتے تھے شہر میں آئے اور اپنے دوستوں عزیزوں اور رشتہ داروں کے پاس پہنچے۔ پوچھتے تھے کہ تم فلاں ہو تم فلاں ہو تم فلاں ہو۔ یہ سن کر اُن کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے اور وہ سر ہلا کر اشارہ کرتے کہ ہاں ہم وہی ہیں۔ غرض وہ سب تین روز تک زندہ رہے پھر خدا نے ان پر ہوا اور بارش بھیجی۔ جس نے اُن کو دریا میں ڈال دیا اور ہلاک کر دیا اور مسخ ہونے والوں میں ایک بھی تین روز کے بعد زندہ اور باقی نہ رہا اور ان (بندروں کو جن کو تم دیکھتے ہو انہی کی نسل سے ان کی صورت پر پیدا ہوئے ہیں۔ غرض حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ صرف مچھلی کے شکار کی وجہ سے اس جماعت کا یہ حال ہوا پھر ان لوگوں کا حشر پیش خدا کیا ہو گا جنہوں نے فرزند ان پیغمبر کو قتل کیا اور اُن کی ہتک حرمت کی خدا نے اگرچہ دنیا میں ان کو مسخ نہیں کیا لیکن

خدا کا نازل ہوا ہے عذاب انسان سوراخ خدا کی شکلوں میں آج آگئے۔

وہ عذاب جو ان کے لئے آخرت میں مہیا کر رکھا ہے (اس مسخ کے عذاب سے) ہزاروں گنا سخت اور زیادہ ہو گا۔ پھر فرمایا کہ جس گروہ نے روزِ شنبہ کے بائے میں سرکشی کی اگر محمد و آل محمد کے انوار سے توسل کرتے تو اس مصیبت میں مبتلا نہ ہوتے اور اگر وہ لوگ جو ان کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ خدا سے بہ تصدق محمد و آل محمد دعا کرتے کہ وہ ان کو گناہوں سے باز رکھے بیشک ان کی دعا مستجاب ہوتی لیکن ان لوگوں نے دعا نہیں کی اور وہ امرِ ظاہر ہوا جسے خدا نے لوح محفوظ میں لکھ دیا تھا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ خدا نے یہودیوں کو حکم دیا کہ روزِ جمعہ دنیا کے کاموں کو ترک کر دیا کرو۔ انہوں نے قبول نہ کیا بلکہ بجائے جمعہ روزِ شنبہ کو اختیار کیا (اور سنیچر کے روز دنیا کے کاموں میں مشغول نہ ہوتے تھے) اس سبب سے خدا نے ان پر روزِ شنبہ شکار کو حرام کر دیا تھا۔

دوسری حدیث معتبرہ میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو مسخ کیا وہ دریا میں پھینک دیئے گئے اور جری اور مار ماہی اور دریا کے تمام مسخ شدہ حیوانات انہی میں سے ہیں اور کچھ لوگ صحرا میں ہنکا دیئے گئے جو سور بندر۔ دراسو اور سوسمار اور جنگلی تمام مسخ شدہ حیوانات ان میں سے ہیں۔

علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ خدا نے اصحابِ نبوت کو اس قدر مہلت دی کہ وہ کثرت سے بڑھ گئے اور بہت مال و دولت والے ہو گئے اور کہنے لگے کہ روزِ شنبہ کو شکار ہمارے لئے حلال ہے۔ ہم سے پہلے والوں کے لئے حرام تھا۔ اس لئے کہ جب سے ہم روزِ شنبہ شکار کرنے لگے ہیں ہم میں نعمت و مال و دولت کی کثرت ہو گئی اور صحت و تندرستی بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ غرض ایک رات جبکہ وہ لوگ غفلت میں (پڑے سو رہے) تھے خدا نے ان کی گرفت کی (اور عذاب میں مبتلا کیا)۔

انہی سے روایت ہے کہ وہ لوگ بنی اسرائیل میں سے تھے اور دریا سے قریب ایک شہر میں آباد تھے اور دریا کی مدد و جزر کی وجہ سے پانی شہر میں اور ان کے کھیتوں میں داخل ہو جاتا اور مچھلیاں ان کے کھیتوں کے آخری حصہ تک روزِ شنبہ کو آ جاتی تھیں۔ روزِ یکشنبہ کو نہیں آتی تھیں۔ وہ لوگ سنیچر کو اپنی نہروں میں جال لگا دیتے۔ جب پانی کم ہو جاتا مچھلیاں جالوں اور نہروں میں رہ جاتیں۔ تو وہ مچھلیوں کو اتار کے روزِ پکڑ لیتے۔ ان کے عاملوں نے ان کو ہر چند نصیحت کی اور اس حرکت سے باز رکھنے

کی کوشش کی مگر وہ نہ مانے آخر وہ سب مسخ ہو کر سور اور بندر بن گئے۔ اور روزِ شنبہ کو مچھلی کا شکار ان کے لئے اس وجہ سے حرام کر دیا گیا تھا کہ تمام مسلمانوں اور غیروں کی عید روزِ جمعہ کو ہوتی تھی۔ یہودیوں نے اس کی مخالفت کی اور سنیچر کو اپنی عید قرار دی تو خدا نے اُن پر روزِ شنبہ مچھلی کا شکار حرام کر دیا اور (اس کی مخالفت کی وجہ سے) وہ سب سور اور بندر ہو گئے۔

اور انہی (علی ابن ابراہیم) سے بسندِ حسن اور دوسروں سے بسندِ صحیح امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ امیر المومنینؑ کی کتاب میں مندرج ہے کہ اہلِ بصرہ سے ایک جماعت قومِ ثمود سے تھی اور خداوندِ عالم ان کے امتحان کے لئے سنیچر کے روز بہت مچھلیاں ان کی طرف بھیجتا جو ان کے گھروں کے دروازوں تک پہنچ جاتی تھیں اور ان کے تمام حوضوں اور نہروں میں داخل ہو جاتی تھیں۔ دوسرے دنوں میں نہیں آتی تھیں تو اس جماعت کے بیوقوفوں اور بے عقلوں نے ان مچھلیوں کا شکار کرنا شروع کر دیا اور ایک مدت تک کرتے رہے۔ علما اور عابد لوگ ان کو منع کرتے تھے یہاں تک کہ شیطان اُن کے ایک گروہ کے پاس آیا اور کہا کہ خدا نے تم کو مچھلیاں کھانے سے روکا نہیں ہے اور نہ روزِ شنبہ شکار کرنے سے منع کیا ہے۔ لہذا روزِ شنبہ شکار کیا کرو اور دوسرے دنوں میں ان کو کھایا کرو۔ تو ان میں تین گروہ ہو گئے ایک نے کہا کہ ہم شنبہ کو شکار کریں گے کیونکہ حلال ہے۔ ایک گروہ نے حق کی متابعت کی اور کہا کہ ہم تم کو شکار سے منع کرتے ہیں خدا کے حکم کے خلاف مت کرو۔ اور ایک گروہ نہ شکار کرتا تھا نہ ان کو منع کرتا تھا اور اُس گروہ سے کہتا کہ ایسی جماعت کو پسند و موغظہ کیوں کرتے ہو جن کو خدا ہلاک کرے گا یا سخت عذاب میں مبتلا فرمائے گا تو (ایک مرتبہ) وہ لوگ جو نصیحت کیا کرتے تھے کہنے لگے آج شب خدا کی قسم ہم اس شہر سے چلے جائیں گے جس میں خدا کی نافرمانی کی جاتی ہے ایسا نہ ہو کہ ان پر بلائیں نازل ہوں اور ہم بھی ان کے لپیٹ میں آجائیں۔ چنانچہ وہ لوگ اُس شہر سے قریب ایک صحرا میں چلے گئے اور زیرِ آسمان سور ہے صبح کو شہر کی طرف چلے تاکہ ان گنہگاروں کا حال معلوم کریں۔ جب وہاں پہنچے دیکھا شہر کا دروازہ بند ہے ہر چند کھٹکھٹایا کوئی جواب نہ ملا اور کسی آدمی کی آواز نہ آئی بلکہ چند جانوروں کی سی آوازیں اُن کے کانوں میں پہنچتی رہیں تو ایک بیڑھی لاکر شہر کی دیوار پر لگائی اور ایک آدمی کو چڑھایا جب اُس نے شہر کے اندر جھانک کر دیکھا

تو معلوم ہوا کہ سب کے سب بندر ہو گئے ہیں ان کی و میں پیدا ہو گئی ہیں اور وہ بندروں کی طرح بیخ رہے ہیں تو لوگوں نے دروازہ کو توڑا اور شہر میں داخل ہوئے تو بندروں نے اپنے عزیزوں کو پہچانا اور ان کے پاس آئے لیکن وہ انسان اپنے عزیزوں کو جو بندر ہو گئے تھے نہ پہچان سکے، پھر ان لوگوں نے کہا کہ کیا ہم نے تم کو خدا کی نافرمانی کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔

دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جو لوگ شکار کیا کرتے تھے وہ تو بندر بنا دیئے گئے اور جو لوگ شکار نہیں کرتے تھے اور شکار کرنے والوں کو منع بھی نہیں کرتے تھے وہ چیونٹیوں کی شکل میں مسخ کر دیئے گئے۔ اس لئے کہ خدا کے حکم کو حقیر سمجھ رہے تھے۔

دوسری حدیث میں امیر المومنین سے منقول ہے کہ ایک شہر دریا کے کنارے پر واقع تھا وہاں کے رہنے والوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ دیا کرو کہ خدا تم کو جبریت بنا دے اور وہ ایک جھلکے دار مچھلی ہوتی ہے جب رات ہوئی تو وہ شہر دریا میں غرق ہو گیا اور اُس کے تمام رستے والے بڑی بڑی جبریت مچھلیاں بن گئے کہ جس کے منہ میں ایک سوار صبح گھوڑے کے داخل ہو سکتا تھا۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ ایک روز کچھ اہل کوہ حضرت علیؑ کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا امیر المومنین ہمارے بازاروں میں مار مار ہی اور جبریت مچھلیاں فروخت ہوتی ہیں حضرت نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا اٹھو میرے ساتھ آؤ تو تم کو ایک عجیب امر کا مشاہدہ کراؤں۔ تاکہ اپنے پیغمبر کے وصی کے بارے میں سخن نیک تمہاری زبانوں پر جاری ہو۔ حضرت ان لوگوں کو فرات کے کنارے لائے اور اپنے آب و ہن کو فرات میں ڈالا اور کچھ فرمایا تو ایک بڑی جبریت مچھلی نے سر پانی سے نکالا اور اپنا منہ کھولا حضرت نے اُس سے پوچھا تو کون ہے تجھ پر اور تیری قوم پر افسوس ہے۔ اُس نے کہا ہم اُس شہر کے رہنے والوں میں سے ہیں جو دریا کے کنارے واقع تھا جس کا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ خدا نے آپ کی ولایت کی ہم کو تاکید فرمائی اور ہم نے قبول نہ کی تو خدا نے ہم کو مسخ کر دیا۔ ہم میں سے کچھ تو دریا میں ڈال دیئے گئے اور کچھ صحرا میں پھینک دیئے گئے۔ دریا میں تو ہماری قسم کی مچھلیاں ہیں یعنی مار مار ہی اور جبریت۔ اور جنگل میں جو بھیجے گئے سو سمار اور چوہے بنا دیئے گئے اس وقت حضرت نے اپنے اصحاب کی جانب رخ کیا اور فرمایا تم نے سنا؟ عرض کی ہاں یا حضرت۔ سنا۔ حضرت

نکاح کے دن والوں کو نصیحت نہ کرنا کہ والدین پر قابض نہ ہوں

حضرت علیؑ علیہ السلام کا مجروحہ
امیر المومنین کی ولایت سے انکار پر اگلے لوگوں پر قابض

نے فرمایا اُس خدا کی قسم جس نے محمدؐ کو پیغمبر بنا کر بھیجا کہ یہ مچھلیاں (جریت) مثل عورتوں کے حائض ہوتی ہیں۔ اے

بائیسواں باب

حضرت سلیمانؑ کے حالات

اس میں چند فضیلتیں ہیں۔

فصل اول حضرت سلیمان کے فضائل و کمالات اور آپ کے معجزات کا مجمل تذکرہ۔ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَ لَسٰیْمٰنَ الرَّسُوْلَیْنِ عَاَصِفَةً تَجْرٰی بِاَمْرِیْ اِلٰی الْوَرْدَنِ الَّذِیْ بَارَكْنَا فِیْهَا وَ کُنَّا بِکُلِّ شَیْءٍ عَلٰی الْمِیْنِ ۝۸۱ اور ہم نے سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کیا اُس حال میں جبکہ وہ بہت سخت و تیز ہوتی تھی اور اس کے حکم سے جاری ہوتی تھی اُس زمین پر جس میں ہم نے برکت نازل کی تھی اور ہم ہر شے سے واقف و آگاہ ہیں۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ وہ زمین مبارک شام و بیت المقدس کی ہے۔ وَ مِنَ الشَّیْءِ طِیْنٍ مِّنْ یَّعْقُوْبُوْنَ لَہٗ وَ یَعْمَلُوْنَ عَمَلًا ذُوْنَ ذٰلِکَ وَ کُنَّا لَہُمْ حَافِظِیْنَ ۝۸۲ اور دیو اور شیطانوں کا ایک گروہ تھا جو دریا میں غوطہ لگا کر ان کے لئے عمدہ چیزیں (لولو و مرجان) نکالتا تھا اس کے علاوہ اور کام بھی کرتا تھا مثل شہروں کے بنانے قصروں کے تیار کرنے پہاڑوں کو کھودنے اور عجیب و غریب صنعتیں تیار کرنے کے اور ہم اُن کی حفاظت کرنے والے تھے اس سے کہ وہ سلیمان کی نافرمانی کریں یا کسی کو کوئی اذیت پہنچائیں۔ وَ وَرَثَۃُ

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ ظاہری مفہوم حدیث اور مفسروں کے مابین مشہور یہ ہے کہ وہ مسخ شدہ بشکل جریت مچھلی اہل بصرہ سے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اہل طبریہ سے تھے اور بظاہر حدیث سے مستفاد ہے کہ وہ لوگ حضرت داؤد کے زمانہ میں تھے اور بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض سور بنا دیئے گئے اور بعض بندر اور بعض کا قول ہے کہ ان کے جوان تو بندر بنا دیئے گئے اور اُن کے بوڑھے سور کی شکل میں مسخ ہوئے۔ ۱۱

سُلَيْمَانُ دَاوُدَ اور سلیمان نے داؤد کی میراث پائی مال اور علم پیغمبری کی۔ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ وَأَوْتَيْنَا مَن كُلِّ شَيْءٍ إِنْ هَذَا أَكْهَوُا الْفَضْلُ الْبَيْتُ ۝ اور سلیمان نے کہا کہ لوگو ہم کو جانوروں (پرندوں) کی زبان تعلیم کی گئی ہے اور ہر شے میں سے حصہ عطا کیا گیا ہے اور بیشک یہ خدا کا فضل عظیم ہے۔ پھر خدا نے فرمایا ہے۔ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحُ عَدُوٌّ هَاشَهُمْ وَرَأَوْا كَهَاشَهُمْ ۝ اور ہم نے ہوا کو سلیمان کیلئے مسخر کیا جو صبح کو ایک مہینے کی راہ طے کرتی تھی اور شام کو ایک مہینے کی راہ طے کرتی تھی وَاسَلَّمْنَا لَهُ عَيْنَ الْقَظِيرِ اور ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ جاری کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تین شبانہ روز تانبہ پانی کی طرح جاری تھا اور اب بھی جوتا نیا پایا جاتا ہے اسی تانبے میں سے ہے وَفِي الْجِبِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ اور ہم نے جنوں کو ان کا تابع بنایا جو ان کی خدمت میں رہ کر خدا کے حکم اور اجازت سے کام کیا کرتے تھے۔ وَمَن يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نَذَرُهُ مَن عَدَّ اب السَّعِيرِ۔ اور جنوں میں جو بھی ہمارے حکم کے خلاف ان کی نافرمانی کرتا تھا ہم اس کو آخرت یا دنیا کی جلانے والی روشن آگ کا مزہ چکھاتے تھے چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ خدا نے ایک فرشتے کو ان پر موکل کیا تھا جس کے ہاتھ میں آگ کا تازیانہ تھا جو حضرت سلیمان کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا تھا وہ فرشتہ اس کو تازیانہ سے مارتا تھا کہ وہ جل جاتا تھا يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مَن تَحَارِيْبٍ وَتَمَاثِيلٍ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ جن ان کے لئے قصر اور بلند عمارتیں اور صورتیں مثل حوض کے بڑے بڑے پیالے اور بڑی دلیلیں بناتے اور ان کو زمین میں نصب کر دیتا تھا کہ لوگ ان کو حرکت نہیں دے سکتے نہ اکھاڑ سکتے تھے۔ اَعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ اور ہم نے کہا کہ اے آل داؤد ان نعمتوں کے شکر میں عمل نیک کرو اور عبادت بجا لاؤ اور شکر کرنے والے بندے تو بہت کم ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَالْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَداً ثُمَّ أَنَابَ ۝ بیشک ہم نے سلیمان کا امتحان لیا اور کرسی پر ایک جسم کو ڈال دیا تو انہوں نے ہماری بارگاہ میں توبہ و انابت کی قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَلْبَسْنِي لِوَاحِدٍ مِّنْ بَعْدِي ۝ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ سلیمان نے دعا کی اے پالنے والے مجھ کو بخش دے اور مجھ کو ایسی بادشاہی اور ایسا ملک عطا فرما کہ پھر میرے بعد کسی کے لئے ایسی حکومت سزاوار نہ ہو اور بیشک تو بڑا عطا کرنے والا ہے فَسَخَّرْنَا

آیت ۱۱ سورہ صافات

آیت ۱۱

آیت ۱۱ سورہ صافات

آیت ۱۱ سورہ صافات

لَهُ الرِّيحُ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿۳۷﴾ پھر ہم نے اُن کے لئے ہوا کو مسخر کیا جو ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے تھے نرم اور مناسب طور پر جاری ہوتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے ہوا بہت تیز چلتی تھی اور بساط سلیمان کو زمین سے اٹھاتی تھی اور جب وہ بلند ہو جاتی تو نرم رفتار سے چلتی بعض کہتے ہیں کہ کبھی تیز چلتی اور کبھی آہستہ اور بعض کا قول ہے کہ تیز چلتی اور ہموار روان ہوتی اور بعض کہتے ہیں کہ ہموار چلنے سے کنا یہ ہے کہ حضرت سلیمان کی فرمانبرداری تھی۔ وَالشَّيَاطِينُ كُلٌّ بَأْسَاءٌ وَغَوَاصٍ ﴿۳۸﴾ وَالْآخِرِينَ مَقْتَرَيْنِ فِي الْأَوْصَفَادِ ﴿۳۹﴾ اور ہم نے ان کا مسخر دیووں کو کیا جو عمارتیں تعمیر کرتے تھے اور دریا میں غوطہ لگا کر جواہرات نکالتے تھے اور دوسرے سرکش (دیووں پر ان کو اختیار و قابو دے دیا جو زنجیروں میں بندھے رہتے تھے یعنی سرکش یا کافر دیووں کو جو دو تین اور اس سے زیادہ کو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیر میں پکھنچتے تھے۔ هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ ہم نے سلیمان سے کہا کہ یہ تم پر ہماری بخشش و احسان ہے چاہو لوگوں کو عطا کرو یا محفوظ رکھو قیامت کے روز تم سے اس کا کچھ حساب نہیں لیا جائے گا۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ شیاطین نے حضرت سلیمان کے لئے سونے اور ریشم کا ایسا تخت بنایا تھا جو ایک فرسخ لمبا چوڑا تھا (یعنی ۳ میل) اور حضرت کے لئے سونے کا ایک منبر اُس تخت کے وسط میں تیار کیا تھا جس پر وہ بیٹھتے تھے اور اس کے چاروں طرف سونے اور چاندی کی تین ہزار کرسیاں تھیں۔ سونے کی کرسیوں پر پیشبران وقت اور چاندی کی کرسیوں پر علماء بیٹھتے تھے اور ان کے گرد تمام انسان شیاطین اور جن کھڑے ہوتے اور پرندے اپنے پروں سے ان سب کے سروں پر سایہ کرتے تھے۔ باد صبا اُس بساط کو لے کر فضا میں چلتی اور صبح سے شام تک ایک مہینے کی راہ طے کرتی اور شام سے صبح تک ایک مہینے کی راہ طے کرتی۔

دوسری روایت میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ خدا نے مشرق و مغرب کی سلطنت حضرت سلیمان کو عطا کی انہوں سات سو برس اور سات مہینے تک تمام دنیا پر حکومت کی تمام انس و جن، دیو اور شیاطین، چرند و پرند اور وزندے ان کے محکوم تھے اور خدا نے ان کو ہر شے کا علم تعلیم فرمایا تھا۔ ان کے زمانہ میں عجیب عجیب صنعتیں پیدا ہوئیں جو یادگار ہیں۔

لے مولف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت سلیمان کی غزوان کے نام دنیا کے ایک گوشے کے بارے میں غریبہ اور بدو ذول حدیثیں دور دورہ شواہد کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم

آیت ۳۷ سورہ ص ۳۷

آیت ۳۹

حضرت سلیمان کا تخت اور منبر

نیز روایت ہے کہ آنحضرت کا لشکر سو فرسخ کے فاصلہ میں آتا تھا۔ پچیس فرسخ میں آدمی ہوتے تھے۔ پچیس میں جن، پچیس فرسخ میں جانوران صحرائی اور پچیس میں مرغان ہوا ہوتے تھے۔ اور ہزار گھر شیشے اور لکڑی کے اوپر بنائے تھے جن میں تین سو نکاحی عورتیں اور سات سو کینیزیں رہتی تھیں۔ حضرت سخت ہوا کو حکم دیتے جو ان مکانات کو زمین سے بلند کرتی پھر نرم ہوا کو حکم دیتے تو وہ آہستہ آہستہ لے چلتی۔ غرض خدا نے زمین و آسمان کے درمیان ان کو وحی کی تمہاری بادشاہی میں ہم نے یہ اور اضافہ کیا کہ کوئی کہیں پر کوئی بات کر گیا اسے ہوا تم تک پہنچا دیا کرے گی۔

ثعلبی نے روایت کی ہے کہ جب سلیمانؑ بساط پر سوار ہوتے تھے اپنے اہل خانہ کو اور خدمت گاروں اور منشیوں کو اور اپنے تمام لشکر کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ یہ لوگ چھتوں پر ایک دوسرے کے سامنے اپنے درجوں میں کنا رے کنا رے ہوتے اور حضرت کا باورچی خانہ لوہے کے تنوروں سمیت ہمراہ ہوتا اور بڑی دیگیں ہوتیں جن میں ایک ساتھ بیس اونٹ کا گوشت پکایا جاتا اور جلسہ گاہ کے سامنے چہار پالیوں کے واسطے میدان ہوتا تھا جس میں وہ چرا کرتے تھے۔ باورچی کھانا پکانے میں مشغول رہتے اور کارگیر لوگ اپنے کاموں میں لگے رہتے اور گھوڑے حضرت کے سامنے بندھے ہوتے اور بساط ہوا پر رواں ہوتی۔ ایک روز اصطر شیراز سے سین کی طرف گئے اور مدینہ طیبہ سے گذرے تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ یہ پیغمبر آخر الزمان کی ہجرت کی جگہ ہے کیا کہنا ہے اس کا جو حضرت پر ایمان لائے اور آپ کی متابعت کرے۔ جب مکہ معظمہ سے گذرے بتوں کو دیکھا کہ کعبہ کے گرد رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کو دیکھ کر کعبہ نے گریہ کیا خدا نے اس پر وحی کی کہ کیوں روتا ہے کعبہ نے عرض کی کہ پالنے والے تیرا ایک پیغمبر اور تیرے دوستوں کی جماعت میرے پاس سے گزری اور نہ میرے پاس اترے نہ نماز پڑھی۔ اور کفار میرے چاروں طرف بتوں کو رکھے ہوئے ان کی پرستش کرتے ہیں۔ تو خدا نے وحی کی کہ گریہ مت کر بہت جلد تیری زمین کو سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں سے بھر دوں گا اور قرآن نازل کروں گا اور آخر زمانہ میں ایک پیغمبر کو بھیجوں گا جو میرے تمام پیغمبروں میں برتر ہو گا اور ایک گروہ کو مقرر کروں گا جو تجھے آباد رکھیں گے اور فریضہ حج اُن پر واجب قرار دوں گا کہ اطراف عالم سے تیری طرف آئیں گے جس طرح پندہ سے اپنے گھونسلوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور جس طرح اونٹنی اپنے بچے کی جانب رجوع ہوتی ہے اور تجھ کو بتوں اور بت پرستوں

حضرت سلیمانؑ کی فوج میں سو فرسخ میں آدمی تھے

انہی حضرت سلیمانؑ کی فوج میں سو فرسخ میں آدمی تھے

کعبہ گریہ اور اس کا کھانا کعبہ سے پیغمبر آخر الزمان کا تھا

سے پاک کر دوں گا۔

روایت ہے کہ جب سلیمان اپنے پدر بزرگوار کے بعد بادشاہ ہوئے۔ آپ کے حکم سے ایک تخت نہایت عمدہ اور نادر بنایا گیا تاکہ اُس پر بیٹھ کر آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کریں اور کوئی باطل پسند اور ناحق گواہی دینے والا اُس کے قریب جانے سے ڈرے اور جھوٹ نہ کہے اور غلط دعویٰ نہ کرے اور جھوٹی گواہی نہ دے۔ وہ تخت ہاتھی دانت کا بنایا گیا اُس میں یاقوت و مروارید و زبرجد اور قسم قسم کے جواہرات جڑے گئے اور اُس کے گرد سونے کے چار درخت لگائے گئے جن کے گچھے یاقوت مُرنج اور سبز زمرہ کے تھے اور دو درختوں پر دو مور سونے کے بنائے گئے اور دو درختوں پر ان موروں کے مقابل دو گدھ سونے کے تیار کئے گئے اور تخت کے دو طرف سونے کے دو شیر بنائے گئے جن کے سروں پر زمرہ کے گرز تھے اور ان چاروں درختوں پر طلائے مُرنج کے انگور کے درخت بنائے گئے جن کے گچھے یاقوت مُرنج کے تھے۔ وہ انگور کی بلیں اور وہ چاروں درخت تخت پر سایہ افکن تھے جب حضرت سلیمان اُس تخت پر بیٹھتا چاہتے تھے اور پہلے زینے پر قدم رکھتے تو وہ پورا تخت چمکی کی طرح گردش کرتا اور وہ گدھ اور مور اپنے پروں کو کھول دیتے اور شیر زمین سے اپنا پیٹ لگا کر چاروں ہاتھ پیر پھیلا دیتے اور اپنی دُمیں ہلانے لگتے اسی طرح جس جس پایہ پر پیر رکھتے تخت گردش کرتا اور شیر وغیرہ اسی طرح عمل کرتے یہاں تک کہ حضرت تخت پر پہنچ جاتے اور بیٹھتے۔ وہ دونوں گدھ حضرت کے سر پر تاج رکھتے اور وہ تخت مع ان درختوں اور پرندوں کے گردش میں آتا اور پرندے اپنی منقاروں سے اُن حضرت پر رشک و عنبر چھڑکتے اور وہ کبوتر جو سونے اور جواہرات سے تیار کیا ہوا تخت کے پائے میں آراستہ کیا ہوا رہتا تھا حضرت کے ہاتھ میں تو ریت دیتا اور وہ لوگوں کے سامنے اس کو پڑھتے پھر لوگ حضرت کے سامنے حاضر ہوتے اور بنی اسرائیل کے بڑے بڑے لوگ (صاحبان علم و فضل) حضرت کی داہنی جانب سونے کی کرسیوں پر بیٹھتے پھر پرندے ان کے سروں پر اپنے پروں سے سایہ کرتے پھر کوئی شخص اگر کسی پر دعویٰ کرتا اور حضرت سلیمان اُس سے گواہ طلب فرماتے تو تخت اپنے تمام لوازمات کے ساتھ گردش کرتا اور شیر اپنی دُمیں زمین پر مارنے لگتے اور مرغان مرصع اپنے پروں کو کھول دیتے۔ اُس وقت مدعیوں اور گواہوں پر ایک زبردست رعب پڑتا۔ جس سے حقیقت کے

خلاف کچھ نہ کہہ سکتے۔ ۱۷

احادیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ تصویریں جن کا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا ہے جن کو حضرت سلیمانؑ کے لئے بتاتے تھے وہ مردوں اور عورتوں کی نہ تھیں بلکہ درختوں کی اور انہیں کے مانند تصویریں ہوتی تھیں۔

بمسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی سلطنت بلا واسطہ سے شام کے شہروں تک تھی۔ ۱۸

بمسند معتبرہ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ خدا نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہ فرمایا مگر یہ کہ وہ صاحب عقل ہوتا تھا اور بعض عقل میں بعض پیغمبروں سے کامل تر ہوتے تھے اور حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو جب ہم ان کی عقل کی آزمائش نہ کر لی خلیفہ نہیں بنایا اور سلیمانؑ جب خلیفہ ہوئے تیرہ برس کے تھے اور آپ کی بادشاہی کی مدت چالیس سال تھی۔ اور ذوالقرنین جب بادشاہ ہوئے بارہ سال کے تھے اور انہوں نے تیس برس حکومت کی۔

بمسند معتبرہ منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے قول خداوند تعالیٰ ”اے آل داؤد شکر کرو“ کی تفسیر پوچھی فرمایا کہ آل داؤد انہی مرد اور ستتر عورتیں تھیں جن میں سے کسی نے ایک روز بھی اپنی عبادت کے معمول میں فرق نہ آنے دیا۔ حضرت داؤدؑ کے بعد جب حضرت سلیمانؑ بادشاہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! خدا نے مجھے پرندوں کی زبان سکھائی ہے اور آدمیوں اور جنوں کو میرا تابع بنایا ہے۔ حضرت سلیمانؑ ہر بادشاہ کو جو زمین کے کسی حصہ میں ہوتا اور اس کی خبر آپ کو ہوتی تو آپ مع لشکر کے اُس کی طرف جاتے اور اس کو اپنا تابع و فرمانبردار بنا کر اپنے دین میں شامل کر لیتے تھے۔ خدا نے ہوا کو اُن کا مسخر قرار دیا تھا۔ جب وہ اپنی مجلس میں تشریف رکھتے پرندے آپ کے سر پر اپنے پروں سے سایہ کرتے اور انس و جن آپ کی خدمت میں صف بستہ حاضر رہتے۔ جب کہیں مع

۱۷ مولف فرماتے ہیں کہ یہ تمام امور جو اس روایت میں بیان کئے گئے وہ سب عامہ کی روایت کے موافق ہیں اور مفسروں نے کہا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی شریعت میں حیوانوں کی صورتیں بنانا حرام نہ تھا اس امت کے لئے حرام قرار دیا گیا ہے۔ ۱۸

۱۹ مولف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے ابتدا میں حضرت کی بادشاہی اسی حد تک رہی ہو۔ ۱۹

حضرت سلیمانؑ کے لئے بتاتے تھے۔

حضرت سلیمانؑ کی شان و شوکت

لشکر کے جنگ کے لئے جانا چاہتے بساط کے کنارے پر لکڑی کا ایک مقام حضرت کے لئے تیار کیا جاتا۔ اور بساط میں لشکر چوپائے اور آلات چوبی سب جو کچھ ضروری ہوتا مہیا کیا جاتا۔ پھر حضرت ہوائے سخت کو حکم دیتے وہ بساط کے نیچے داخل ہو کر بساط کو اٹھاتی اور جس جگہ حکم فرماتے لے جاتی اور صبح کو ایک مہینے کی راہ اور شام کو ایک مہینہ کی راہ طے کرتی۔ موثق سند سے جو مثل صیغ کے ہے حضرت ابیر المومنین سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ بیت المقدس سے نکلے اور اپنی بساط پر بیٹھے دہسنی جانب تین لاکھ کرسیوں پر آدمی اور اسی طرح بائیں جانب تین لاکھ کرسیوں پر جن بیٹھے تھے اور حضرت کے حکم سے پرندے سب کے سروں پر سایہ کئے ہوئے تھے۔ حضرت نے ہوا کو حکم دیا اُس نے بساط کو اٹھایا اور مدائن میں لائی اور مدائن سے اٹھایا تو راتِ اسطر شیراز میں بساط کو حکم دیا تو ہوا ان کو جزیرہ برگاواں میں لے گئی پھر حضرت کے حکم سے وہ اس قدر نیچے بساط کو لے چلی کہ نزدیک تھا کہ لوگوں کے پیر پانی تک پہنچ جائیں۔ اُس وقت ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ دنیا نے کبھی اس سے بڑھ کر بادشاہی نہیں دیکھی ہوگی تو ایک فرشتے نے آسمان سے ندادی کہ لوگو خدا کے نزدیک خلوص کے ساتھ ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا اس بادشاہی سے بہت بلند ہے۔

بسنید صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کا ایک قلعہ تھا جسے آپ کے واسطے شیاطین نے بنایا تھا جس میں ہزار کمرے تھے اور ہر کمرہ میں آپ کی ایک زوجہ رہتی تھیں جن میں سے تین سو نکاحی بیباں تھیں اور سات سو قطبی کینز تھیں اور خدا نے چالیس مردوں کی قوت مجاعت حضرت کو عطا کی تھی حضرت شانہ روزانہ سب عورتوں سے ملاقات کرتے اور ان کی خواہشوں کو پورا کرتے حضرت نے شیاطین کو مامور کیا تھا جو پتھر ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچا یا کرتے تھے (اسی حال میں) ابلیس شیطانوں کے پاس آیا اور پوچھا تمہارا کیا حال ہے اُن سب نے جواب دیا کہ ہماری طاقت ختم ہو چکی ہے۔ ابلیس نے کہا پتھر جب پہنچاتے ہو۔ تو خالی واپس جاتے ہو ان سب نے کہا ہاں اُس نے کہا پھر تو قم راحت میں ہو۔ ہوا نے یہ گفتگو حضرت سلیمانؑ تک پہنچا دی حضرت نے حکم دیا کہ جب شیاطین پتھر مقررہ مقام پر پہنچا دیں تو اتنی ہی خاک وہاں سے واپس لے جا کر وہاں ڈالیں جہاں سے پتھر لے جائیں۔ پھر ابلیس ان کے پاس پہنچا اور ان کا حال پوچھا اُن سب نے کہا ہماری

سبحان اللہ کہنا اس بادشاہی سے زیادہ افضل و برتر ہے۔

حالات تو اور بدتر ہو گئی اُس نے کہا کیا راتوں کو سوتے نہیں ہو۔ کہا کیوں نہیں ابلیس نے کہا پھر تو راحت میں ہو۔ ہوانے یہ خبر بھی حضرت کو پہنچادی تو فرمایا کہ وہ سب رات و دن کام کیا کریں۔ اسی حال میں تھوڑا زمانہ گزرا تھا کہ حضرت سلیمانؑ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ ۱۷

حدیث معتبر امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک ضعیفہ نے حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہوا کی شکایت کی حضرت نے ہوا کو طلب فرما کر پوچھا کہ تو نے اس بڑھیا کو کیوں تکلیف پہنچائی۔ ہوانے عرض کی کہ پھر وردگار عزت نے مجھے ایک جماعت کی کشتی کو غرق ہونے سے نجات دینے کے لئے حکم فرمایا جو ڈوبنے کے قریب تھی میں بہت تیزی کے ساتھ رواں ہوئی تاکہ اُن کشتی والوں کو بچاؤں۔ یہ عورت چھت پر کھڑی تھی میری لپیٹ میں آ کر گری اور اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا (اس میں میری کیا خطا ہے) حضرت نے مناجات کی کہ الہی اس قضیہ میں کیا فیصلہ دوں۔ وحی نازل ہوئی کہ اہل کشتی کو حکم دو کہ اس ضعیفہ کے ہاتھ کی دیت (عوض) ادا کریں کیونکہ ہوا کشتی والوں کو بچانے کے لئے چلی تھی (لیکن) میری طرف سے عالم کے کسی منتفع پر ظلم نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا اس کا عوض کشتی والوں کے ذمہ ہونا چاہیئے۔ ۱۸

معتبر دو حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ بادشاہی دنیا کی (آرزو کرنے) وجہ سے تمام پیغمبروں کے بعد جنت میں جائیں گے۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ پہلے جس نے خانہ کعبہ پر غلاف بٹن کر چڑھایا۔ وہ حضرت سلیمانؑ تھے۔ حضرت جن والہ اور پرندوں کے ساتھ ہوا پر حج کو تشریف لے گئے تھے اس وقت کعبہ کو قبضی لباس سے آراستہ فرمایا اور ایک حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت سلیمانؑ غنہ شدہ پیدا ہوئے تھے۔ ۱۹

۱۷ مولف فرماتے ہیں کہ اس مقام پر اشارہ ہے کہ لوگوں کو تنگ کرنا مناسب نہیں خواہ وہ بدکار ہی کیوں نہ ہوں ۱۸ (مکن ہے حضرت سلیمانؑ کی شیطاں پر نیچتی ان کی شرارت و سرکشی کی وجہ سے ہو ورنہ بلا وجہ فرمانبرداروں پر جبر و تشدد ایک نبی کے شایان شان نہیں اور وہ اس سے ایسا مذموم فعل صادر ہو سکتا ہے۔ مترجم) ۱۹ اس روایت سے بظاہر حضرت سلیمانؑ کی حکومت و اختیار کا اظہار معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ خدا کسی پر ظلم کو برداشت نہیں کرتا۔ مترجم

۲۰ حضرت سلیمانؑ کے ذکر میں یہ حدیث مندرج نہیں ہے انبیائے سابقین کے تذکرہ کے ساتھ پہلے ذکر کی گئی ہے۔ مترجم

حضرت کا نقش نگین انگشتی تھا سُبْحَانَ مَنْ الْجَمِّ الْجَمِّ بِكَلْبَاتٍ یعنی پاک ہے وہ خدا جس نے جنوں کو اپنے کلمات سے لگام دی یعنی اپنے بزرگ ناموں کے ذریعہ یا اپنے واجب الاطاعت حکم سے مسخر کیا۔

دوسری حدیث معتبرہ میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک رات حضرت امیر المؤمنینؑ کچھ دیر سونے کے بعد (بیدار ہوئے اور) گھر سے برآمد ہوئے اور آہستہ فرمانے لگے کہ تمہارا امام تمہاری طرف آیا ہے۔ پیراہن آدم پہنے ہوئے اُس کے ہاتھ میں سلیمانؑ کی انگلی تھی اور موسیٰؑ کا عصا ہے۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ اپنی شان و شوکت کے ساتھ بنی اسرائیل کے ایک عابد کے پاس سے گزرے۔ عابد نے کہا اے پسر داؤدؑ خدا کی قسم خدا نے تم کو بادشاہی عظیم عطا فرمائی ہے۔ ہوانے یہ آواز حضرت سلیمانؑ کے کانوں تک پہنچادی حضرت سلیمانؑ نے اس کے جواب میں فرمایا خدا کی قسم مومن کے نامہ عمل میں ایک تسبیح (سبحان اللہ) کا ثواب اُس سے بہتر ہے جو خدا نے داؤدؑ کے فرزند کو عطا فرمایا ہے کیونکہ جو کچھ اس کو دیا گیا ہے وہ زائل ہو جائے گا اور اس تسبیح کا ثواب ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

منقول ہے کہ ہر روز صبح کو حضرت سلیمانؑ امیروں اور رئیسوں کی طرف سے گذرتے جب مسکینوں کے پاس پہنچتے تو ان کے پاس بیٹھتے اور فرماتے ایک محتاج ایک محتاج کے پاس بیٹھا ہے۔ اور باوجود ایسی بادشاہی کے مومی جامہ پہنتے اور رات کے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنی گردن میں باندھ لیتے اور صبح تک کھڑے رہتے اور روپا کرتے۔ اور زنبیل بن کر فروخت کرتے اُسی سے اپنا پیٹ پالتے اور بادشاہی صرف اس لئے طلب کی تھی کہ کافر بادشاہوں کو مغلوب کر کے دین اسلام میں اُن کو لائیں (اور خدا کا مطیع و فرمانبردار بنائیں)۔

بند معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے امام محمد تقیؑ کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ آپ کی کمسنی کے بارے میں چہ می گوئیاں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیسے ممکن ہے کہ نو برس کا لڑکا امام ہو۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو وحی کی کہ سلیمانؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کریں اور حضرت سلیمانؑ لڑکے تھے اور بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ خلیفہ مقرر کئے گئے تو عباد و علمائے بنی اسرائیل نے نہیں مانا۔ حضرت کو وحی ہوئی کہ ان لوگوں کی لاشیاں سلیمانؑ کی لاشی کے ساتھ لے کر ایک مکان میں رکھو اور

تقریبات القلوب حصہ اول کے

تقریبات القلوب حصہ اول کے

تقریبات القلوب حصہ اول کے

تقریبات القلوب حصہ اول کے

ان لوگوں سے کہو کہ اپنے اپنے تالے لگا دیں اور تم بھی ایک تالا لگا دو اور کل کھول کر دیکھنا جس کے عصا میں برگ دبار لگے ہوں وہی میرا خلیفہ ہے۔ حضرت نے جب یہ پیغام الہی ان کو پہنچایا تو وہ اس فیصلہ پر راضی ہو گئے اور اسی کے مطابق عمل کیا گیا تو حضرت سلیمانؑ کے عصا میں پتیاں اور پھل لگے ہوئے ملے۔ پھر ان لوگوں نے خلافت سلیمانؑ کو قبول کیا اور مطیع ہو گئے۔

حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے دریافت کیا کہ شیاطین آسمانوں پر کیوں کر چلے جاتے ہیں جبکہ خلقت و کثافت میں انسانوں کی طرح ہوتے ہیں اور اگر ایسے نہیں ہوتے تو پھر حضرت سلیمانؑ کے لئے عمارتیں کیسے بناتے تھے اور سخت سے سخت کام کیونکر انجام دیتے تھے جن سے انسان عاجز ہیں حضرت نے فرمایا کہ شیطانوں کے جسم لطیف ہیں اور ان کی غذا نسیم (ہوا) ہے۔ اس وجہ سے بغیر کسی واسطہ کے آسمان پر پہنچ جاتے ہیں لیکن جب خدا نے ان کو حضرت سلیمانؑ کا تابع بنایا تو ان کے جسموں کو بھی موٹا اور کثیف (مادہ سے بھرا ہوا) بنا دیا تاکہ ان سے کام ہو سکے۔

حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ علی بن یحییٰ نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے پوچھا کہ آیا خدا کے (کسی) پیغمبر کا نبیل ہونا جائز ہے فرمایا نہیں تو سوال کیا کہ پھر حضرت سلیمانؑ کا یہ کہنا کہ خداوند مجھے بخش دے اور مجھ کو ایسا ملک عطا فرما کہ میرے بعد کسی کو نہ ملے کیا معنی رکھتا ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بادشاہی دو قسم کی ہے ایک وہ جو ظلم و جور سے حاصل کی جائے اور دوسری وہ جو خدا کی جانب سے ہو جیسے آل ابراہیمؑ، طاوت اور ذوالقرنین کی بادشاہی۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا تھا کہ خدا یا مجھے ایسی بادشاہی عطا فرما جو میرے بعد کسی کو غلبہ اور جور و ستم سے نہ حاصل ہو سکے تاکہ لوگ سمجھیں کہ سلیمانؑ کی بادشاہی انسانی اختیار سے بالاتر ہے۔ اور وہ معجزہ ہوا اور ان کی حقیقت اور پیغمبری پر دلالت کرے لیکن حضرت سلیمانؑ کی یہ عرض نہ تھی کہ خدا انبیاء اور اوصیاء کو بھی جائز طور پر مثل ان کی بادشاہی کے نہ عطا فرمائے۔ خدا نے ہوا کو ان کا تابع بنایا کہ جہاں وہ چاہتے تھے ہوا ان کو لے جاتی تھی اور ہر روز دو مہینے کی راہ طے کرتی تھی اور شیطانوں کو ان کا مطیع قرار دیا۔ تاکہ ان کے لئے عمارتیں بنائیں اور غواصی کریں اور رطائروں کی زبان تعلیم کی اس وجہ سے لوگوں نے سمجھا کہ ان کے زمانہ میں اور ان کے بعد ان کی بادشاہی مشابہت نہیں رکھتی ان لوگوں کی بادشاہی سے جو

شیطان ان کے جسم لطیف پر ملے ہیں۔

حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ اور امام موسیٰ کاظمؑ سے اس سوال کا جواب۔

لوگوں پر ظلم و جور اور غلبہ کے سبب مسلط ہو جاتے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ خدا کی قسم جو کچھ خدا نے سلیمان کو بخشا تھا ہم کو بھی عطا فرمایا ہے اور جو کچھ سلیمان یا ان کے علاوہ کسی اور کو عطا نہیں فرمایا وہ سب طاقت و قوت ہم کو بخشی ہے۔ خدا نے سلیمان کے حالات میں ارشاد فرمایا کہ اسے سلیمان یہ بادشاہی ہماری بے حساب عطا ہے تم کو اختیار ہے چاہے کسی کو بخش دو یا محفوظ رکھو اور حضرت محمد مصطفیٰ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو کچھ (لئے مسلمانوں) رسول تم کو دے دیں لے لو اور جس سے منع کریں اُس سے باز رہو اور دین و دنیا کا کل اختیار حضرت رسول عربی کو دیدیا۔

حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت سلیمان نے جو کچھ اس آیت میں سوال کیا خدا نے ان کو عطا فرمایا؟ ارشاد ہوا ہاں اور ان کے بعد خدا نے کسی کو ویسا ملک عطا نہیں فرمایا پھر غلبہ شیطان پر خدا نے پیغمبر آخر الزماں کو عطا فرمایا تھا کہ شیطان کی گردن مسجد کے ایک ستون سے باز نہ دی اور اس طرح دبائی کہ اس کی زبان نکل آئی اور فرمایا کہ اگر حضرت سلیمان کی دعا کا خیال نہ ہوتا تو میں اُس کو تم لوگوں کو دکھا دیتا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر انہی حضرت سے روایت کیا ہے کہ جب خدا نے داؤد کو وحی کی کہ سلیمان کو اپنا خلیفہ مقرر کریں تو بنی اسرائیل نے چیخ پکار مچائی اور کہنے لگے کہ ایک بچہ کو ہم پر خلیفہ بنایا جا رہا ہے حالانکہ ہم میں اُس سے بزرگ لوگ موجود ہیں، حضرت داؤد نے (جب یہ سنا تو) اسباط بنی اسرائیل کے سب سے بڑے سردار کو طلب فرمایا اور کہا کہ تم لوگ جو کچھ سلیمان کی خلافت کے بارے میں کہتے ہو مجھ کو معلوم ہوا۔ تم اپنی اپنی لاسٹھیاں لاؤ اور ہر شخص اپنے اپنے عصا پر اپنا نام لکھ کر لے ہم سلیمان کے عصا کے ساتھ رات کو ایک مکان میں رکھ دیں صبح کو نکالیں جس کا عصا سر سبز و پھلدار نکلے وہی خلافت کا مستحق ہو گا۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ لاسٹھیاں ایک مکان میں رکھ دی گئیں اور تمام بنی اسرائیل اس کے گرد پہرہ دیتے رہے صبح کو حضرت داؤد نماز سے فارغ ہو کر آئے اور دروازہ کو کھولا لاسٹھیاں نکالیں۔ بنی اسرائیل نے دیکھا کہ سلیمان کا عصا سر سبز و میوہ دار ہے تو اُن کی خلافت پر راضی

وہاں جتنا کہنا چاہتا تھا کہ اس نے اپنا نام لکھا تھا۔

لے مولف فرماتے ہیں کہ اس شبہ کے جواب میں میں نے کتاب بحار الانوار میں بہت سی جہیں ذکر کی ہیں اور یہ وجہ جو معدن وحی و الہام کی زبان اقدس سے ظاہر ہوئی ہے بہترین وجہ ہے اس کتاب میں میں نے اسی پر اتفا کیا۔

ہوئے۔ پھر حضرت داؤدؑ نے بنی اسرائیل کے سامنے حضرت سلیمانؑ کا امتحان لیا۔ اور پوچھا اسے فرزند کون سی چیز زیادہ ٹھنڈی اور بہت میٹھی ہے حضرت سلیمان نے عرض کی خدا کا بندوں کے گناہوں کو معاف کرنا اور لوگوں کا باہم ایک دوسرے کے جرم و خطا سے درگزر کرنا۔ پھر پوچھا اسے فرزند کونسی شے شیرین تر ہے عرض کی محبت و دوستی اور یہ بندوں کے درمیان خدا کی رحمت ہے۔ یہ سن کر داؤدؑ ہنسے اور خوش ہوئے اور بنی اسرائیل سے فرمایا کہ یہ تمہارے درمیان میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔ اس کے بعد سلیمانؑ اپنے معاملہ کو پوشیدہ رکھتے تھے اور ایک عورت سے شادی کر لی اور ایک مدت تک اپنے شیعوں سے مخفی رہے۔ آپ کی زوجہ نے ایک روز کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی بہترین سیرت و خلعت ہے آپ کی کسی عادت سے مجھے کراہت نہیں۔ سوائے اس کے کہ آپ کے اخراجات میرے والد کے ذمہ ہیں اگر بازاروں میں کھوم پھر کر اپنی روزی خدا سے طلب کیجئے تو مجھے امید ہے کہ وہ آپ کو ناامید نہ واپس کرے گا۔ سلیمانؑ نے کہا خدا کی قسم میں نے دنیا کا کوئی کام اب تک نہیں کیا ہے اور نہ جانتا ہوں۔ پھر اُس روز بازار تشریف لے گئے اور تمام دن گھومتے پھرتے رہے کچھ حاصل نہ ہوا۔ شام کو واپس آئے اور کہا آج تو کچھ نہ ملا زوجہ نے کہا کوئی پروا نہیں کل انشاء اللہ ملے گا۔ دوسرے روز بھی ایسا ہی ہوا۔ زوجہ نے تسلی دی اور کہا انشاء اللہ کل ملے گا۔ تیسرے روز دریا کے کنارے پہنچے۔ ایک شخص کو مچھلی کا شکار کرتے ہوئے دیکھا اُس سے کہا کیا میں تمہاری کچھ مدد شکار میں کروں اور تم اس کے عوض مجھے کچھ دو۔ شکاری راضی ہو گیا۔ اور سلیمانؑ مچھلی پکڑنے میں اس کے شریک ہو گئے۔ شکاری نے دو مچھلیاں اجرت میں دیں سلیمانؑ نے خدا کی حمد کی اور مچھلیوں کا شکم چاک کیا تو ایک مچھلی کے شکم میں سے ایک انگوٹھی ملی اُس کو الگ رکھ لیا اور شکر خدا بجالائے۔ پھر مچھلیوں کو صاف و پاک کر کے گھر آئے زوجہ بہت خوش ہوئی اور کہا چاہتی ہوں کہ میرے ماں باپ کو بلا کر دکھا دیجئے کہ آپ نے محنت کر کے یہ روزی حاصل کی ہے (مچھلیاں پکا کر تیار کی گئیں) پھر حضرت سلیمانؑ نے اپنی زوجہ کے والدین کو بلایا۔ انہوں نے مچھلیوں میں سے کچھ کھایا۔ تو سلیمانؑ نے اُن سے کہا آپ لوگ مجھے پہچانتے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم ہم نے تمہارے جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت سلیمانؑ نے اس وقت وہ انگوٹھی نکال کر انگلی میں

حضرت سلیمانؑ کی زوجہ کا اور دست انداز اس کا نام کیا ہے؟ اس سے انگوٹھی کی شکل اور تین درختان اور اس کا نام کیا ہے؟

پہنئی اُسی وقت تمام پرندے اور جن اُن کے پاس حاضر ہو کر ان کے تابع فرمان ہوئے اور آپ کی بادشاہی کا اظہار ہوا۔ حضرت اپنی زوجہ کو مع اُن کے والدین کے بلادِ اصفٰہ لائے اور آپ کے شیعہ اطرافِ عالم سے اُن کے پاس جمع ہوئے اور بہت خوش ہوئے۔ ان کی تکلیفیں جو حضرت سلیمانؑ کی غیبت میں گھیرے ہوئے تھیں دور ہوئیں۔ حضرت نے مدتوں حکومت کی۔ جب آپ کی وفات کا زمانہ قریب آیا آصف بن برخیا کو خدا کے حکم سے اپنا وصی بنایا۔ آپ کے پیرو ہمیشہ حضرت آصفؑ کے پاس آتے اور اپنے مسائل و بینی اُن سے دریافت کرتے۔ پھر خدا نے آصفؑ کو ان کے درمیان سے ایک طویل مدت تک کے لئے پوشیدہ کر دیا۔ پھر وہ ظاہر ہوئے اور ایک عرصہ تک ان کے ساتھ رہے۔ پھر حضرت آصفؑ نے ان کو وداع کیا۔ انہوں نے پوچھا اب آپ سے کب ملاقات ہوگی۔ فرمایا روز قیامت صراط کے نزدیک اور ان سے روپوش ہو گئے ان کی غیبت میں بنی اسرائیل سخت بلاؤں میں مبتلا ہوئے اور سخت القصر ان پر غالب ہوا اور جو ظلم چاہا اُس نے اُن پر کیا۔

شیخ طوسی نے کتاب امالی میں دوسری معتبر سند سے انہی حضرت سے روایت کی ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ کی بادشاہی بطرف ہو گئی۔ حضرت لوگوں کے درمیان سے نکل گئے اور ایک مرد بزرگ کے مہمان ہوئے اُس نے حضرت کی خوب خاطر مدارات کی اور حضرت کے ساتھ بہت نیکی و محبت سے پیش آیا اور آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا اُن فضائل و کمالات اور عبادتوں کے سب سے جو حضرت سے مشاہدہ میں آتے تھے۔ اور اپنی دختر اُن حضرت کے ساتھ تزویج کر دی۔ ایک روز اُس لڑکی نے حضرت سلیمانؑ سے کہا کہ آپ کے اخلاق و عادات، کس قدر بلند و بزرگ ہیں لیکن بس ایک یہی بات ہے کہ آپ کے اخراجات میرے والد کے ذمہ ہیں۔ حضرت سلیمانؑ (کو اس کا خیال ہوا اور) ایک روز دریا کے کنارے پہنچے اور مچھلی کے شکار میں ایک شکاری کی مدد کی اُس نے ایک مچھلی آپ کو دی جس کے پیٹ سے انگوٹھی ملی۔ اور اس کی وجہ سے آپ نے بادشاہی پائی۔

واضح ہو کہ اس معاملہ میں علمائے خاصہ و عامہ کے درمیان اختلافِ عظیم ہے، حق تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ **وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ ط نَعْمَ الْعَبْدُ ط إِنَّهُ أَتَابٌ ۝** یعنی ہم نے داؤدؑ کو سلیمانؑ سا بیٹا عنایت کیا۔

سورہ صافات آیت ۱۰۲-۱۰۱

وہ کس قدر اچھا فرزند اور ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا تھا۔ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِئَاتُ الْجَبَابِلُ ﴿۳۱﴾ یا دیکھو اس وقت کو جبکہ اُن کے سامنے اسپان نجیب شام کو پیش کئے گئے جو تین ہاتھ پیروں سے کھڑے ہو جاتے اور ایک پیر کے سُم کو زمین پر رکھتے اور بہت تیز رفتار اور عمدہ چلنے والے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہزار گھوڑے حضرت داؤد سے جناب سلیمان کو ترکہ میں ملے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ پال رکھنے والے گھوڑے تھے جو دریا سے حضرت کے لئے نکالے گئے تھے۔ فَقَالَ اِنِّيْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ تو انہوں نے کہا میں نے گھوڑوں کو اپنے پروردگار کے ذکر سے زیادہ پسند کیا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ رُدُّوْهَا عَلٰی فُطُوقِ مَسَاجِدَآلِلسُّوْقِ وَالْوَعَنَاقِ ﴿۳۳﴾ (تو کہا) گھوڑوں کو میری طرف پھیر لاؤ اور اُن کی پینڈیلیوں اور گردنوں پر مارنا شروع کیا یا آفتاب کو میری جانب پھیر دو اور وضو کے لئے اپنے پیروں اور گردن کا مسح کیا۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰی كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا اٰثَمًا اَنَابَ ﴿۳۴﴾ اور بے شبہ ہم نے سلیمان کا امتحان لیا اور اُن کی کرسی پر ایک جسم کو ڈال دیا تو انہوں نے میری بارگاہ میں توبہ و انابت کی۔ علی بن ابراہیم نے ان آیات کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان گھوڑوں سے بہت شوق رکھتے تھے اور بار بار اُن کو طلب کرتے اور دیکھتے۔ ایک روز گھوڑوں کے معائنہ میں مشغول تھے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور نماز عصر قضا ہو گئی اس سبب سے ان کو بیحد صدمہ ہوا پھر انہوں نے دُعا کی کہ آفتاب کو خداوند عالم واپس کر دے تاکہ عصر کی نماز ادا کریں تو آفتاب عصر کے وقت تک پلٹ آیا اور انہوں نے نماز ادا کی اس کے بعد سلیمان نے گھوڑوں کو طلب کیا اور شمشیر سے ان کی گردنوں کو قلم کیا اور پیروں کو کاٹ ڈالا یہاں تک کہ سب کو مار ڈالا جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔ کہ ان کی گردنوں اور پینڈیلیوں کو مسح کرنا شروع کیا۔

حضرت کے امتحان و ابتلا کی تفسیر میں ذکر ہے کہ جب سلیمان نے ایک لمبی عورت سے نکاح کیا اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت سلیمان اُس لڑکے کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ ملک الموت حضرت سلیمان کے پاس اکثر آیا کرتے تھے اور تیز نظر سے اُس لڑکے کو دیکھتے۔ سلیمان کو خوف ہوا اور اُس لڑکے کی ماں سے فرمایا کہ ملک الموت اُس لڑکے کو بہت سخت نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مجھے گمان ہے کہ وہ اس کی روح قبض

کرنے پر مامور ہوئے ہیں تو جنوں اور شیطانوں سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک کوئی تدبیر ایسی ہے کہ اس کو موت سے بچاؤ۔ ایک نے کہا اس کو چشمہ آفتاب کے نیچے مشرق میں چھپا دوں گا۔ سلیمان نے کہا ملک الموت مشرق و مغرب ہر جگہ پہنچتے ہیں دوسرے نے کہا میں اس کو ساتویں زمین میں چھوڑ آؤں۔ سلیمان نے کہا ملک الموت وہاں بھی پہنچ جاتے ہیں۔ ایک اور شخص نے کہا کہ میں اس کو ہوا میں لیجا کر چھپا دوں گا اور اس کو ایک ابر میں چھپا آؤں۔ ملک الموت نے اس جگہ اس کی روح قبض کر لی اس کا مردہ جسم کو حضرت سلیمان کی کرسی پر ڈال دیا گیا۔ حضرت سلیمان نے اُس وقت سمجھا کہ یہ نامناسب عمل تھا تو توبہ و انابت کی اور کہا کہ پالنے والے مجھ کو بخش دے اور مجھ کو ایسی بادشاہی عطا کر کہ میرے بعد کسی کے لئے سسر اور نہ ہو بیشک تو بڑا بخشنے والا اور عطا کرنے والا ہے خداوند عالم فرماتا ہے کہ ہم نے مسخر کیا ہوا کو ان کے لئے جو ان کے حکم سے مناسب رفتار سے چلتی جہاں وہ چاہتے لے جاتی اور شیاطین کو مسخر کیا ان کا جو ان کے لئے عمارتیں بناتے اور دریا میں غوطہ لگایا کرتے (جو اہرات نکالنے کے لئے) اور کچھ ایسے شیاطین کو مسخر کیا جو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں بندھے رہتے تھے اور وہ چند شیطان تھے جن کو سلیمان نے قید کر رکھا تھا اور ایک دوسرے کے ساتھ باندھ دیا تھا اس سبب سے کہ ان سب نے اُس وقت سرکشی و نافرمانی کی تھی جبکہ بادشاہی آپ سے برطرف ہو گئی تھی۔ چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت سلیمان کی بادشاہی حق تعالیٰ نے انگشتی میں مخفی رکھی تھی جب وہ اُسے پہن لیتے تھے جن وانس مرغان ہوا اور جانوران صحرا سب آپ کے مطیع و فرمانبروار ہو کر حاضر ہو جاتے۔ اور وہ تخت پر بیٹھتے پھر خدا ایک ہوا کو بھیجتا جو ان کے تخت کو مع تمام انس و جن و شیاطین و طیور و چوپایوں کے اُڑا کر لے جاتی جہاں حضرت سلیمان چاہتے۔ اس طرح کہ وہ حضرت نماز صبح ملک شام میں پڑھتے اور نماز ظہر فارس میں۔ اور وہ شیاطین کو حکم دیتے تھے کہ پتھر فارس سے اُٹھا کر شام میں پہنچا یا کریں وہاں فروخت کیا جاتا تھا۔ تو جب گھوڑوں کی گردنیں قلم کیں اور پیروں کو کاٹ ڈالا خدا نے ان کی بادشاہی سلب کر دی حضرت جب پائے اُٹھانے جاتے تو انگوٹھی اتار کر اپنے کسی خادم کو دے دیتے۔ ایک مرتبہ ایک شیطان نے خادم کو فریب دے کر انگوٹھی اُس سے لے لی اور خود پہن لی اسی وقت تمام جن وانس و شیاطین، طیور و جانوران صحرائی اُس کے پاس حاضر ہوئے

حضرت سلیمان کی انگوٹھی کا قصہ جس کو شیطان نے فریب سے حاصل کیا اور بنائے حضرت کو دولت سلطنت پہنچا۔

اور اس کے مطیع ہو گئے۔ جب حضرت سلیمان فارغ ہو کر بیت الخلاء سے نکلے انگوٹھی آپ کو نہ ملی اور دیکھا کہ بادشاہی ایک دوسرے سے متعلق ہو چکی ہے تو وہاں سے گریز فرمایا اور دریا کے کنارے پہنچے اور بنی اسرائیل نے اس شیطان کے طور و طریقہ کو جو حضرت سلیمان کی صورت میں ہو چکا تھا اور سلیمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا حضرت سلیمان کے اطوار حسنہ کے خلاف دیکھا تو شک میں مبتلا ہو گئے اور حضرت سلیمان کی والدہ کے پاس حاضر ہوئے کہا کہ ان دنوں سلیمان کے طور و طریقوں کو آپ مشاہدہ فرما رہی ہیں کہ پہلے کی بہ نسبت کس قدر خلاف عادتیں ظاہر ہو رہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ تو بہت نیک اور میرے فرمانبردار تھے مگر اب میری مخالفت کرتے ہیں۔ پھر حضرت کی کنیزوں اور ازواج سے دریافت کیا انہوں نے کہا۔ سلیمان ایام حیض میں ہم سے قربت نہیں کرتے تھے مگر اب کرتے ہیں۔ اب وہ شیطان خوفزدہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ راز کھل جائے تو انگوٹھی دریا میں پھینک کر بھاگ گیا۔ خدا کے حکم سے ایک مچھلی وہ انگوٹھی نکل گئی۔ بنی اسرائیل چالیس روز تک فکر و تشویش میں مبتلا رہے اور حضرت سلیمان کو ڈھونڈھا کرتے اور سلیمان دریا کے کنارے پھرتے رہے اور توبہ و استغفار کرتے رہے۔ چالیس روز کے بعد ایک مچھلی کے شکاری سے ملاقات ہوئی اور اُس سے طے کیا کہ میں شکار میں تمہاری مدد کروں تم اس کے عوض مجھے اس میں سے حصہ دے دینا۔ چنانچہ آپ نے اُس کے ساتھ مچھلیاں پکڑنا شروع کیں۔ اُس نے ایک مچھلی حضرت کو دیدی۔ حضرت نے جب اُس کا شکم چاک کیا اُس میں سے انگوٹھی ملی آپ نے اپنی انگلی میں پہن لی۔ اُسی وقت تمام شیاطین و جن و انس وغیرہ آپ کے گرد جمع ہوئے اور حضرت اپنے مقام پر آئے اور اس شیطان کو مع اُس کے لشکروں کے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ان میں سے کچھ شیطانوں کو درمیان آب اور بعضوں کو پتھروں کے درمیان خدا نے بزرگ و برتر کے نام سے مجبوس فرمایا۔ وہ سب اُسی طرح مجبوس و معذب قیامت تک رہیں گے۔ جب حضرت سلیمان اپنے ملک میں واپس آئے۔ اور آصف بن برخیا پر عتاب فرمایا جو آپ کے وزیر تھے اور جن کے حق میں خدا نے فرمایا ہے کہ کتاب کا کچھ علم ان کو دیا گیا تھا اور انہوں نے تحت بلفیس کو بیک چشم زدن حضرت سلیمان کے پاس حاضر کر دیا تھا (حضرت سلیمان نے) فرمایا کہ میں اور لوگوں کو تو معذور سمجھتا ہوں کیونکہ وہ شیطان کو نہیں سمجھ سکتے تھے لیکن

یہ روایت عامہ کے مطابق ہے جس کی توثیق اسی کے بعد درج ہے۔

تم کو کیونکر معاف کروں جبکہ تم اس کو جانتے اور پہچانتے تھے۔ حضرت آصف نے جواب دیا خدا کی قسم جس فچلی نے آپ کی انگوٹھی ننگل لی تھی اس کو اور اس کے تمام ابا و اجداد کو پہچانتا ہوں لیکن خدا کا حکم یہی تھا۔ وہ شیطان مجھ سے کہتا تھا۔ کہ جس طرح سلیمانؑ کے احکام لکھا کرتے تھے میرے لئے بھی لکھو۔ میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ میرا قلم ظلم و جور لکھنے پر نہیں رواں ہو سکتا تو اس نے کہا اچھا خاموش بیٹھ جائیے اور کچھ مت لکھئے۔ تو میں بمصلحت خاموش رہا۔ لیکن اے سلیمانؑ مجھے یہ تو بتائیے کہ آپ ہند ہند کو کیوں زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہایت خبیث اور بد بودار جانور ہے۔ فرمایا اس لئے کہ وہ پانی کو پتھر کے نیچے دیکھ لیتا ہے۔ لیکن جال کو ایک مشت خاک کے اندر نہیں دیکھ سکتا اور بھینس جاتا ہے پھر حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ جب کوئی امر معتد ہو جاتا ہے آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں یہاں تک علی بن ابراہیم کی روایت تھی۔

اور عامہ نے بھی اسی کے قریب روایت کی ہے کہ ایک شہر دریا کے بیچ میں ہے حضرت اپنی بساط پر مع اپنے لشکر کے سوار ہوئے ہوائے آپ کو اُس شہر میں پہنچا دیا۔ آپ نے اُس شہر کو فتح کیا وہاں کے بادشاہ کو قتل کیا اُس کی ایک لڑکی تھی۔ نہایت حسین و جمیل جس کا نام خبراوہ تھا اس کو مسلمان کر کے اس کے ساتھ نکاح کیا۔ اور اس سے مقاربت کی۔ اس کو حضرت سلیمانؑ بہت چاہتے تھے۔ خبراوہ اپنے باپ کے غم میں بہت رویا کرتی تھی تو حضرت سلیمانؑ نے شیطانوں کو حکم دیا۔ انہوں نے ایک بُت اُس کے باپ کے شکل کا بنایا اُس لڑکی نے اپنے باپ کے لباس کی طرح لباس تیار کر کے اُس بُت کو پہنایا اور ہر صبح و شام اپنی کنیزوں کو لے کر جاتی سب اُس کو سجدہ کرتیں۔ حضرت آصفؑ نے حضرت سلیمانؑ کو اس کی اطلاع دی۔ آپ نے اُس بُت کو توڑ ڈالا اور اُس عورت کو سزا دی۔ پھر خود تنہائی میں خاک پر بیٹھ کے تضرع و زاری شروع کی۔ آپ کی ایک کنیز امینہ نامی تھی جب بیت الخلا جاتے یا کسی رُوحہ سے مقاربت کرتے تو اپنی انگوٹھی اتار کر اُس کو دے دیا کرتے تھے۔ ایک روز بیت الخلا گئے اور انگوٹھی کو اُس کنیز کے سپرد کر دیا ناگاہ ایک شیطان جو دریا کے شیطانوں کا سردار تھا۔ سلیمانؑ کی صورت میں اس کے پاس آیا اور انگوٹھی اُس کنیز سے لے لی اور جا کر تخت سلیمانؑ پر بیٹھا تمام جن و انس اور حیوانات اُس کے مطیع ہو گئے۔ حضرت سلیمانؑ کی صورت تبدیل ہو گئی تھی جب

جناب سلیمانؑ کا ایک بادشاہ کی لڑکی سے شادی کرنا اور اس کی خاطر اس کے معقول آپ کا بُت بنوانا اور اس کا تہذیب۔

وہ کنیز کے پاس آئے اور اپنی انگوٹھی طلب کی اُس نے آپ کو نہ پہچانا اور ڈانٹ کر جھگا دیا۔ اُس وقت حضرت نے سمجھا کہ یہ اُس گناہ کے سبب سے ہے جو آپ کے گھر میں ہوا کرتا تھا یعنی بُت پرستی۔ حضرت اپنی جس کنیز یا زوجہ کے پاس جاتے کوئی آپ کو نہ پہچانتا اور جھگا دیتا۔ حضرت وہاں سے نکل کے دریا کے کنارے چلے گئے اور مچھلی کے شکار یوں کے پاس اجرت پر کام کرنے لگے۔ ان کے گھروں پر ان کی شکار کی ہوئی مچھلیاں پہنچا یا کرتے اس کی اجرت میں ہر روز دو مچھلیاں آپ کو ملا کرتی تھیں۔ اسی حال میں چالیس روز گزرے یعنی جتنے دنوں اُن کے گھر میں بت پرستی ہوئی تھی۔ جب آصفؑ نے اور بنی اسرائیل کے سربراہ اور وہ لوگوں نے شیطان کے طور طریقے اور احکام حضرت سلیمانؑ کے طور و طریقوں کے خلاف دیکھا حضرت سلیمانؑ کی ازواج سے اُس کے حالات دریافت کئے معلوم ہوا کہ حالت جیض میں اُن کے ساتھ مقاربت کرتا ہے اور غسل جنابت بھی نہیں کرتا اور بعض کہتے ہیں کہ شیطان کا حکم ہر ایک پر جاری ہوتا تھا لیکن حضرت سلیمانؑ کی بیویوں پر اُس کو قابو حاصل نہ تھا۔ آخر شیطان نے جا کر دریا میں انگوٹھی پھینک دی اور پھر وہ حضرت سلیمانؑ کو مچھلی کے شکم سے ملی۔ آپ نے اس کو پہن لیا اور بادشاہی پھر آپ کو بدستور سابق حاصل ہو گئی تو آپ نے اُس شیطان کو گرفتار کیا اور ایک پتھر کے درمیان قید کیا اور دریا میں ڈال دیا۔ یہ ہے قول خدا کے معنی کہ ہم نے سلیمانؑ کا امتحان لیا اور ایک جسم اُن کی کرسی پر ڈال دیا۔ اس جسم سے مراد جسد شیطان ہے جو آپ کی شکل اختیار کر کے آپ کی کرسی پر بیٹھا تھا۔

ان دونوں روایتوں سے تمام شیعہ علماء و متکلمین نے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ خدا کے رسول تھے۔ ایسے گناہ و ظلم سے پاک و بری تھے کہ خود تو نماز سے غافل رہتے اور پھر اس کی وجہ سے بیگناہ چند حیوانوں (گھوڑوں) کی گردن مارتے اور پیر کاٹ ڈالتے۔ اور نہ پیغمبری اور بادشاہی انگوٹھی کے سبب سے حاصل ہوتی ہے کہ جب وہ انگوٹھی پہن لیتے تھے بادشاہ ہو جاتے اور اگر شیطان کو ایسا اقتدار حاصل ہو سکتا کہ پیغمبروں کی صورت میں متشکل ہو سکے تو پھر یقیناً پیغمبروں کے کلام اور ان کے کردار پر اعتقاد باقی نہ رہتا کیونکہ اس بات کا احتمال ہو سکتا ہے کہ جو کچھ وہ کہتے یا کرتے ہیں ممکن ہے کوئی شیطان اُن پر افترا کر رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر شیطان کو دوستانہ خدا پر اتنی قوت حاصل ہو جاتی تو وہ اُن میں سے کسی کو روئے زمین پر زندہ نہ رہنے دیتا۔ ان

علمائے شیعہ کا ان دونوں روایاتوں سے انکار۔

جانب سلیمان کے بارے میں اختلافات اور ان کی تردید۔

جانب سلیمان کے لئے سورج کا غروب ہونا رکھنا۔

کی کتابوں کو جلا ڈالتا۔ ان کے گھروں کو سمار کر دیتا اور جو کچھ دشمنی کا تقاضا ہے ان کے ساتھ سب پورا کرتا۔ تیسرے یہ کہ کیونکہ ممکن ہے کہ خدا ایک کافر کو اتنا اختیار دے دے کہ وہ پیغمبر کے ناموس پر حاوی ہو جائے۔ اور ان کی ازواج کے ساتھ مقاربت کرے جو جتنے یہ کہ اگر وہ بت پرستی سلیمان کی اجازت و مرضی سے تھی تو وہ کفر ہے تو پیغمبر خدا کے لئے کفر کیونکر جائز ہو سکتا ہے اگر بغیر اجازت (وہ پرستش) تھی تو حضرت سلیمان کا اس میں کیا قصور تھا کہ وہ ایسی سزا کے سزاوار ٹھہرے۔ واضح ہو کہ ان آیات کی تاویل میں شیعہ محققین نے بہت سی وجہیں بیان کی ہیں جن میں سے بعض وجہوں کا ہم ذکر کرتے ہیں تاکہ خواص و عوام کے شکوک دور ہو جائیں۔ (مولف)

گھوڑوں کے معائنہ میں مشغولیت اور نماز کے قضا ہو جانے میں چند وجہیں بیان کی گئی ہیں۔ اول یہ کہ ابن بابویہ نے کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں بسند صحیح زرارہ اور فضل بن یسار سے روایت کی ہے کہ ان دونوں نے امام محمد باقر سے خدا کے اس ارشاد کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ کَانَْتَ عَلَی الْمَوْءِنِیْنَ کِتَابًا مُّؤَقَّتًا۔ جس کا ترجمہ لفظی یہ ہے کہ بیشک نماز مومنین پر واجب کی گئی ہے اور اس کا وقت معین کیا گیا ہے حضرت نے فرمایا کہ موقوف فرض و واجب کے معنوں میں ہے اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اگر وقت نماز بحالت مجبوری نکل جائے۔ یا وقت فضیلت مطلق گزر جائے اس کے بعد نماز پڑھی جائے تو باطل ہو جاتی ہے اگر ایسا ہوتا تو لازم تھا کہ سلیمان بن داؤد ہلاک ہو جاتے کیونکہ ان کی نماز وقت کے اندر چھوٹ گئی تھی۔ (بلکہ ایسا ہے کہ) اگر نماز فراموش ہو گئی ہو جب بھی یاد آ جائے اس کو بجالائے۔ تو ابن بابویہ نے اس حدیث کے نقل کے بعد فرمایا ہے کہ جابلان اہلسنت کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت سلیمان گھوڑوں کے معائنہ و ملاحظہ میں مشغول تھے آفتاب غروب ہو گیا تو انہوں نے حکم دیا کہ گھوڑوں کو حاضر کیا جائے۔ پھر حضرت نے ان کی گردنیں کاٹ ڈالیں اور ان کے پیروں کو قطع کر دیا اور کہا کہ ان گھوڑوں نے مجھے میرے پروردگار کی یاد سے غافل کر دیا۔ جیسا کہ وہ لوگ بیان کرتے ہیں نہیں ہے کیونکہ گھوڑوں کا اس میں کوئی قصور نہ تھا کیونکہ وہ خود سے حضرت سلیمان کے پاس نہیں آ گئے تھے بلکہ وہ جبراً لائے گئے تھے۔ وہ تو حیوان تھے اور مکلف نہ تھے۔ اور اس بارے میں صحیح وہ ہے جو حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمان گھوڑوں کو دیکھنے میں قریب شام مشغول ہوئے

آفتاب حجاب میں آگیا آپ نے فرشتوں سے خطاب فرمایا کہ آفتاب کو واپس لاؤ۔ تاکہ میں نماز اس کے وقت پر ادا کروں۔ قریب شام فرشتے آفتاب واپس لائے۔ حضرت سلیمانؑ نے اپنی پینڈلیوں اور گردن کا مسح کیا اور اپنے اصحاب سے بھی مسح کرنے کو فرمایا جن کی نمازیں ترک ہو گئی تھیں اور آپ کی شریعت میں وضو کا یہی طریقہ تھا پھر سلیمانؑ اُٹھے اور آپ نے نماز ادا کی جب فارغ ہوئے آفتاب غروب ہو گیا اور تارے ظاہر ہو گئے یہ ہے مراد خدا کے اس ارشاد سے جیسا کہ فرمایا ہے۔ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ لے (اور مسح کیا اپنی پینڈلیوں اور گردن کا) وجہ دوم یہ کہ دونوں ضمیریں گھوڑوں سے متعلق ہوں یعنی گھوڑوں کو لے گئے یہاں تک کہ وہ حضرت کی نظر سے اوجھل ہو گئے تو حضرت نے حکم دیا اور وہ اُن کے

لے مولف فرماتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ آفتاب غروب نہیں ہوا تھا بلکہ پہاڑوں کے آڑ میں جا چکا تھا اور دیواریں مکانوں کی چھپ گئی تھیں اور نماز کی فضیلت کا وقت گزر گیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے آفتاب کو واپس طلب کیا اور نماز فضیلت کے وقت میں ادا کی جیسا کہ اس حدیث کے ظاہری لفظوں سے معلوم ہوتا ہے۔ اور دوسری حدیث سے اس کی مخالفت ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ ستاروں کا غروب آفتاب کے فوراً بعد ظاہر ہونا اس لئے ممکن ہے کہ آفتاب بہت تیز و سرعت کے ساتھ غروب ہوا ہو تاکہ توقف کا وقت پورا ہو جائے اور رات و دن کی ساعتوں میں فرق نہ آنے پائے۔ اور اگر آفتاب غروب ہی ہو چکا تھا پھر بھی ممکن ہے کہ ان کی نماز کا وقت غروب آفتاب کی وجہ سے فوت نہ ہوتا ہو اور جبکہ وہ حضرت جانتے تھے کہ آفتاب ان کے لئے واپس آجائے گا۔ تو نماز میں تاخیر کرنا ان کے لئے حرام نہ ہو اور جو لوگ کہ پیغمبر سے سہو تجویز کرتے ہیں تو حضرت کا یہ فعل سہو پر محمول کیا جاسکتا ہے اور یہ وجہ ان آیات کی تاویل میں تمام وجہوں سے زیادہ قوی ہے۔ عامر نے بھی اس وجہ کو امیر المومنینؑ کی روایت سے بیان کیا ہے اور حضرت سلیمانؑ کے لئے آفتاب کا واپس آنا بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے اور اس بنا پر جو ذکر کیا گیا کہ جو کچھ سابقہ امتوں میں واقع ہوا ہے اس امت میں بھی واقع ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح نبی اسرائیلؑ کے زمانہ میں دومرتبہ آفتاب غروب ہو کر پھر واپس نکلا۔ ایک مرتبہ یوشعؑ وصی موسیٰؑ کے لئے ایک مرتبہ سلیمانؑ کے لئے۔ اسی طرح اس امت میں دومرتبہ آفتاب غروب ہو کر پلٹا۔ ایک مرتبہ پیغمبرؐ کی حیات میں حضرت امیر المومنینؑ کے لئے مدینہ کی مسجد فیض میں اور ایک مرتبہ حضرت رسولؐ کی وفات کے بعد حلقہ کی مسجد شمس میں جیسا کہ حضرت کے ابوابِ معجزات میں مذکور ہو گا اور عامر اور خاصہ نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ آفتاب تین اشخاص یوشعؑ اور سلیمانؑ اور علی بن ابیطالبؑ کے لئے غروب ہو کر واپس نکلا۔

پاس لائے گئے آپ نے اپنا ہاتھ ان کے بال اور پیروں پر پھیرا اور ان کے بال دھوئے اس غرض سے گھوڑوں کو دوست رکھنا اور ان کی خدمت کرنا ان سے راہ خدا میں جہاد کرنے لئے مدد و وسوسہ پسندیدہ ہے اس بنا پر اَحَبِّتُ حَبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَجَبِي۔ کہ میں نے گھوڑوں سے اس لئے محبت کا اظہار کیا کہ وہ بھی میرے پروردگار کے ذکر میں شامل ہے یا یہ کہ اپنے پروردگار کی اطاعت کے سبب جہاد کرنے میں ان کو دوست رکھتا ہوں اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے نہیں۔

وجہ سوم یہ کہ ضمیر اول راجع آفتاب کی جانب ہو اور دوسری ضمیر گھوڑوں کی جانب۔ یعنی گھوڑوں کا معائنہ کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اس لئے حکم دیا تو گھوڑے واپس لائے گئے آپ نے ان کی گردنیں قلم کیں۔ اور پیر کاٹ دیئے۔ ان کی سزا کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ ان کا گوشت خدا کی راہ میں تصدق فرما دیں اس کے بعد کوئی ذکر خدا سے مانع نہ ہو۔ یا یہ کہ چونکہ وہ حضرت کی عزیز ترین دولت تھے اور صدقہ دینا اپنے معزز مال کا سنت ہے ان کو ذبح کر کے ان کے گوشت تصدق کر دیئے۔ اس ترک اولیٰ کے عوض میں جو حضرت سے صادر ہوا۔ یا یہ کہ ان گھوڑوں کی گردنوں اور پیروں کی مالش کی اور ان کو قتل نہیں کیا بلکہ راہ خدا میں آزاد کر دیا کہ جو چاہے ان کو لے جائے۔

اور آنحضرت (سلیمان) کے امتحان وابتلا اور اس جسم کے بارے میں جو ان کی کرسی پر پڑا ہوا ملا تھا۔ چند وجہیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آنحضرت اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور فرمایا کہ آج رات کو ستر عورتوں سے ملاقات کروں گا تاکہ ہر ایک کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہو۔ جو راہ خدا میں جہاد کرے اور انشاء اللہ نہیں کہا تھا اس لئے سولے ایک عورت کے کوئی حاملہ نہ ہوئی اور اُس عورت سے لڑکا بھی پیدا ہوا تو خلقت میں ناقص۔ آدھے جسم کا۔ وہ فرزند لاکر آپ کے تخت پر ڈالا گیا اُس وقت حضرت سلیمان نے سمجھا کہ یہ اُس ترک اولیٰ اور ترک مستحب کی وجہ سے ہے کہ انشاء اللہ نہیں کہا تھا اس لئے خدا کی بارگاہ میں توبہ و استغفار شروع کی۔

دوسری وجہ یہ کہ ایک فرزند حضرت سلیمان کا پیدا ہوا تو جنوں اور شیطانوں نے تہیہ کیا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہ گیا تو ہم اس سے اُسی طرح محنت و مشقت لیں گے جس طرح سلیمان ہم سے لیا کرتے ہیں۔ حضرت سلیمان کو خوف ہوا کہ ایسا نہ

ہو کہ اُس لڑکے کو کوئی اذیت و تکلیف پہنچے۔ اس لئے اس کو ایک مقام پر چھوڑ دیا کہ وہاں وہ دودھ پئے اور تربیت پائے۔ لیکن ایک روز آپ نے اُسی فرزند کو مردہ اپنے تخت پر پایا۔ اور یہ تنبیہ تھی حضرت کے لئے کہ حکم قضا و قدر سے بچنے کی کوشش سے فائدہ نہیں ہوتا اور تادیب تھی۔ کہ کیوں حق تعالیٰ پر بھروسہ نہ کیا اور شیطانوں سے خوفزدہ ہوئے اور اپنی تدبیر پر اعتماد کیا اس لئے توبہ و انابت کی نہ اس وجہ سے کہ فرزند مر گیا۔

تیسری وجہ یہ کہ حضرت کو کوئی سخت بیماری لاحق ہو گئی تھی اور تخت پر گر پڑے تھے مثل جسم بے روح کے۔ تو رجوع کی صحت کی جانب یا دعا و گریہ و زاری کی اور خدا نے ان کو شفا عطا فرمائی۔ یہ وہ وجہیں ہیں جن کو علمائے شیعہ اور دوسرے لوگوں نے اس آیت کی تاویل میں بیان کی ہیں۔ اور جو کچھ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے اس کو رد کر دیا اور اس سے انکار کیا ہے اور ان وجہوں کو تقیہ پر محمول فرمایا ہے۔ اور وہ پہلی دو حدیثیں جو ابن بابویہ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہیں چونکہ ان میں شیطان کے مکرو فریب کا تذکرہ نہیں ہے۔ ممکن ہے خداوند عالم اُس امتحان کے سبب سے جس کا حضرت سلیمانؑ کی قوم کے لئے وعدہ کر چکا تھا یا خود حضرت سلیمانؑ کی تادیب کے لئے جو حضرت سے ایک فعل مکروہ سرزد ہو گیا تھا ایک مدت تک ظاہری بادشاہی و سلطنت سے حضرت کو محروم کر دیا اور وہ اپنی قوم کے درمیان سے غائب ہو گئے تھے پھر جب خدا کا حکم ہوا تو واپس آئے تھے جیسا کہ گذرا کہ بہت سے پیغمبران خدا اپنی قوم سے پوشیدہ ہوئے اور پھر واپس آئے۔ اور وہ انکو بھی بادشاہی کا سبب نہ تھی بلکہ ظاہری بادشاہی کے واپس ملنے کی علامت اور اپنی قوم کی جانب پلٹ آنے کا حکم تھی۔ خدا اور (اس کے علم کے جاننے والے) جنتہائے خدا بہتر جانتے ہیں۔

فصل دوم | چوہنیوں کی وادی میں حضرت سلیمانؑ کا گذرنا اور حضرت کے وہ تمام معجزات جو وحوش و طیور سے تعلق رکھتے تھے۔

حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودٌ مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ۔ سلیمانؑ کے لئے جنوں اور آدمیوں اور چڑیوں کا لشکر جمع کیا گیا تو ان کے اول و آخر باہم پیوستہ ہو گئے تاکہ منتشر نہ ہونے پائیں۔ حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّهْلِ قَالَتُمْ لَهُمَا لَيْسَ النَّهْلُ

اَدْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطَبَكُمْ سُلَيْمَانُ وَجَنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝۱۸

یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کی وادی میں ان کا گزر ہوا ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیوں کے گروہ اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ تاکہ سلیمان اور ان کا لشکر ناوا نشکی میں تم کو پا مال نہ کر دیں۔ فَتَبَسَّصَ ضَاحِكًا مِّنْ تَوَلَّيْهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِي اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَاِلَدَيَّْ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ۝۱۹

تو سلیمان نے ان کی گفتگو سے تبسم کیا اور منہ سے اور کہا خداوند مجھے الہام فرما اور توفیق عطا فرماتا کہ میں اُن نعمتوں پر تیرا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائی ہیں اور یہ کہ نیک عمل بجا لاؤں جن کو تو پسند کرے اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ مجھے اپنی رحمت میں شامل فرما۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ وادی طائف میں تھی بعض کہتے ہیں کہ شام میں تھی۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب ہوانے حضرت سلیمان کا تخت بلند کیا اور وہ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچا جس میں چاندی اور سونا نکلتا ہے جیسا کہ حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ خدا کی ایک وادی ہے جس میں سونا اور چاندی پیدا ہوتے ہیں اور اس کو اپنی کمزور ترین خلقت چیونٹیوں سے محفوظ کر رکھا ہے اگر شتران قوی اُس میں داخل ہونا چاہیں تو نہیں داخل ہو سکتے۔ اور ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب ایک چیونٹی نے وہ بات کہی تو ہوانے اس کو جناب سلیمان تک پہنچا دی اُس وقت جبکہ وہ دوش ہوا پر جا رہے تھے۔ حضرت نے ہوا کو رکھنے کا حکم دیا اور اُس چیونٹی کو طلب فرمایا۔ وہ حاضر ہوئی تو حضرت نے اُس سے فرمایا کہ تو نہیں جانتی کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔ اور کسی پر ظلم نہیں کرتا اُس نے کہا ہاں جانتی ہوں تو فرمایا کہ پھر کیوں دوسروں کو میرے ظلم سے ڈرایا اور کہا کہ اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ۔ اُس نے کہا مجھ کو خوف ہوا کہ جب ان کی نظریں آپ کے چشم و جدم پر پڑے گی تو زینت دنیا پر فریفتہ ہو جائیں گی اور خدا سے دور ہو جائیں گی۔ پھر اس نے سلیمان سے پوچھا کہ آپ زیادہ بزرگ (صاحب ضیلت) ہیں یا آپ کے والد جناب داؤد فرمایا میرے پدر بزرگوار مجھ سے بہت زیادہ بلند و برتر ہیں۔ چیونٹی نے کہا پھر آپ کے نام میں آپ کے پدر کے نام سے ایک حرف کیوں زیادہ ہے حضرت سلیمان نے فرمایا میں

حضرت سلیمان کا گزر چیونٹیوں کی وادی میں جس میں سونا چاندی ہوتا ہے۔

نہیں جانتا اس نے کہا اس لئے کہ آپ کے والد صاحب سے ایک ترک اولی ہو گیا تھا جس کے سبب سے ایک زخم اُن کے دل میں پیدا ہو گیا اور اُس زخم کا علاج انہوں نے خدا کی محبت سے کیا اس سے ان کا نام داؤد رکھا گیا اور آپ چونکہ اُس زخم سے محفوظ ہیں اس وجہ سے آپ کو سلیمان کہتے ہیں لیکن آپ کے والد کا زخم اُن کے کمال کے سبب سے پیدا ہوا تھا امید ہے کہ آپ بھی اُن کے کمال تک پہنچیں گے پھر چیونٹی نے پوچھا کہ آپ جانتے ہیں کہ کیوں اپنی تمام مخلوقات میں سے ہوا کو آپ کا تابع بنایا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔ چیونٹی نے کہا اس لئے کہ آپ سمجھیں کہ آپ کا ملک برباد ہونے والا ہے اور اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے اور اگر خداوند عالم دنیا کی تمام چیزوں کو ہوا کی طرح آپ کا فرمانبردار بنا دیتا تو ہر چیز آپ کے قبضہ سے نکل جاتی جس طرح کہ ہوا کسی کی مٹھی میں نہیں رہتی۔ اُس وقت حضرت سلیمانؑ مسکرائے اور اُس کی باتوں سے آپ کو ہنسی آ گئی۔

عزیزو! خدا کے الطاف و کرم کو جو وہ اپنے دوستوں کے حال پر فرماتا رہتا ہے غور سے دیکھو اور سمجھو کہ کس قدر زیادہ ہے اور وہ ان کو کن ذریعوں سے متنبہ کرتا ہے اور کس صورت سے ان کی نصیحت فرماتا ہے۔ ایک کمزور چیونٹی کو حضرت سلیمانؑ کا ان کی ایسی عظمت و رفعت شان کے باوجود نا صبح بنا دیا۔ تاکہ غرور و خود بینی اور نخوت کی چیونٹیاں ان کی جلالت اور شان بلند میں رخنہ نہ ڈالیں۔ اور وہ ہر حال میں خدائے بزرگ و برتری بارگاہ میں اپنے کو ذلیل و حقیر سمجھیں اور تضرع و زاری کرتے رہیں۔

فَسُبْحَانَ مَا أَعْظَمَ شَأْنُهُ وَ أَجَلْ أَمْتِنَانُهُ۔ چنانچہ دو حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ جنوں اور آدمیوں کے ساتھ بارش کی دعا کے لئے صحرا میں تشریف لے گئے۔ آپ نے ایک لنگڑی چیونٹی کو دیکھا جو زمین پر اپنے بازوؤں کو پھیلائے ہوئے اور ہاتھوں کو آسمان کی جانب بلند کئے ہوئے کہہ رہی تھی کہ (اے پالنے والے) ہم تیری مخلوق ہیں اور تیری روزی کے محتاج ہیں۔ فرزندِ آدم کے گناہوں کے سبب ہم سے مواخذہ مت کراؤ ہم کو ملاک نہ فرما اور ہمارے واسطے پانی برسا۔ حضرت نے یہ سن کر اپنے اصحاب سے فرمایا کہ واپس چلو کہ تمہارے حق میں دوسروں کی شفاعت قبول ہو گئی اور دوسری روایت کے مطابق (فرمایا کہ) تم کو دوسروں کی برکت سے بارش عطا کی گئی۔

بند معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ یہ کاکل جو ابابیل یا سرخاب

چیونٹی کی طرح ہے جس کا نام داؤد رکھا گیا اور آپ کو سلیمانؑ کا ان کی ایسی عظمت و رفعت شان کے باوجود نا صبح بنا دیا۔ تاکہ غرور و خود بینی اور نخوت کی چیونٹیاں ان کی جلالت اور شان بلند میں رخنہ نہ ڈالیں۔ اور وہ ہر حال میں خدائے بزرگ و برتری بارگاہ میں اپنے کو ذلیل و حقیر سمجھیں اور تضرع و زاری کرتے رہیں۔

بند معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ یہ کاکل جو ابابیل یا سرخاب

کے سر پر ہے حضرت سلیمان کے ہاتھ پھیرنے کے سبب سے ہے ایک روز اُس جانور کے
 نرنے مادہ کے ساتھ جفت ہونا چاہا۔ مادہ نے منظور نہ کیا۔ نرنے نے کہا مانع مت ہو۔
 میرا مطلب صرف یہ ہے کہ ایک فرزند پیدا ہو اور وہ خدا کی تسبیح کرے۔ مادہ
 راضی ہو گئی۔ جب مادہ اندے دینے پر آئی تو نرنے نے پوچھا کہاں اندے دینا چاہتی
 ہے۔ اُس نے کہا راستہ سے دُور نرنے کہا میں چاہتا ہوں کہ قریب راہ اندے دے
 تاکہ اگر کوئی تجھے دیکھے تو یہ نہ سمجھے کہ تو اندے دے رہی ہے بلکہ یہ خیال کرے کہ
 دانہ چنے آئی ہے تو اُس نے راستے کے نزدیک اندے دیئے اور اُس پر بیٹھی
 جب بچے نکلنے کا وقت آیا ناگاہ حضرت سلیمان کی سواری نمودار ہوئی جو نہایت
 شان و شوکت سے آرہی تھی۔ مرغان ہوا آپ کے سر پر سایہ کئے ہوئے تھے۔ مادہ
 نے نرسے کہا لو حضرت سلیمان اپنے لشکر کو لئے ہوئے آرہے ہیں اب میرے اندوں
 کی خیر نہیں وہ پا مال کر دیں گے۔ نر بولا سلیمان مرو جیم ہیں۔ کیا تو نے اپنے بچوں
 کے لئے کوئی چیز چھپا رکھی ہے۔ اُس نے کہا ہاں چند ٹڈیاں ہیں۔ کیا تو نے بھی کچھ بچوں
 کے لئے رکھا ہے۔ نرنے نے کہا چند خرے جو تجھ سے چھپا رکھے تھے۔ مادہ نے کہا تو
 اپنے خرے لے لے اور میں اپنی ٹڈیاں لے لوں اور جناب سلیمان کے راستے
 میں چل کر بیٹھیں اور یہ اپنے ہدیے ان کی خدمت میں پیش کریں کیونکہ وہ ٹڈیوں کو
 بہت دوست رکھتے ہیں۔ یہ مشورہ کر کے دونوں پہنچے۔ حضرت سلیمان کی نظر
 پڑی تو آپ نے اپنا واہنا ہاتھ بڑھا دیا اُس پر نر آکر بیٹھ گیا اور بائیں ہاتھ بڑھایا
 تو اس پر مادہ بیٹھ گئی حضرت نے اُن کے حالات پوچھے انہوں نے بیان کیا۔ آپ
 نے ان کے ہدیے قبول کئے اور اپنے لشکر کو دوسرے راستہ پر موڑ دیا تاکہ ان کے
 اندوں کو نقصان نہ پہنچے۔ اور اپنا ہاتھ اُن کے سروں پر پھیرا جس کی برکت سے
 اُن کے سروں پر تاج پیدا ہو گیا۔ ۱۷

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان کا روزانہ کا خرچ سات کروڑ تھا۔
 ایک روز ایک درباری جاغور نے سر باہر نکال کر کہا اے سلیمان ایک روز میری

۱۷ مولف فرماتے ہیں کہ چونکہ اس قصہ میں ممکن ہے کہ اُن کا اندیشہ اس سبب سے ہو کہ ایسا نہ ہو کہ اس جگہ
 سخت سلیمان ہوا سے اُن سے یا آنگہ اُس پر حضرت سوار ہو کر زمین پر چل رہے ہوں اور حدیث سابق میں
 چونکہ اس قصہ سے دوسرا جواب اس شبہ کا ظاہر ہوتا ہے۔ سمجھنے کی ضرورت ہے۔

ناپائیدار سر جناب کا حضرت سلیمان کی خدمت میں ہدیے پیش کرنا اور اپنے اندے ان کے لشکر کی پامالی سے بچانا۔

ضیافت کیجئے۔ آپ نے حکم دیا تو آپ کے لشکر کے ایک ماہ کی خوراک دریا کے کنارے جمع کر دی گئی جو ایک پہاڑ کے مانند بلند ہو گئی۔ اُس مچھلی نے سرورِ پاسے باہر نکالا اور وہ تمام سامان غذا کھا گئی اور کہا اے سلیمان میری پوری غذا تو کہاں میری ایک روز کی غذا کے برابر بھی نہ ٹھہری۔ حضرت سلیمانؑ کو تعجب ہوا اور فرمایا کہ دریا میں تجھ ایسے بڑے جانور بھی ہیں اُس نے کہا میرے ایسے جانوروں کی ہزار جماعتیں ہیں حضرت سلیمانؑ نے فرمایا۔ سُبْحَانَ اللَّهِ الْمَلِكِ الْعَظِيمِ (پاک ہے وہ خدا جو بہت بڑا بادشاہ ہے یعنی بے حساب روزی دینے والا)

دوسری روایت میں ہے کہ ایک روز ایک چڑے نے اپنی مادہ سے کہا کہ مجھے جماع سے کیوں روکتی ہے اگر میں چاہوں تو سلیمانؑ کے قُبے کو اپنی چونچ سے ٹوڑ دوں اور دریا میں پھینک دوں۔ جب ہوانے اس کی یہ بات حضرت سلیمانؑ کے کانوں تک پہنچائی تو حضرت سلیمانؑ مسکرائے اور دونوں کو حاضر کرنے کا حکم فرمایا۔ وہ لائے گئے تو حضرت نے چڑے سے پوچھا کہ جو دعویٰ تو نے کیا اس کو عمل میں لاسکتا ہے اس نے کہا نہیں لیکن آدمی اپنی زوجہ کی نگاہوں میں اپنے تئیں زینت دیتا اور بہت بڑا ثابت کرتا ہے اور عاشق کو جو وہ کہتا ہے اُس پر ملامت نہیں کی جاتی۔ پھر حضرت نے اس کی مادہ سے پوچھا کہ کیوں اس کو اپنی خواہش پوری نہیں کرنے دیتی حالانکہ وہ تیرے عشق کا دعویٰ کرتا ہے چڑیا نے کہا اے خدا کے رسول وہ مجھے دوست نہیں رکھتا جھوٹ بولتا ہے اور مہمل دعویٰ کرتا ہے بلکہ غیر کو دوست رکھتا ہے۔ چڑیا کی اس بات نے حضرت سلیمانؑ کے دل میں بہت اثر کیا اور بہت روئے اور چالیس روز تک اپنے عبادت خانہ سے باہر نہیں آئے اور دعا کرتے رہے کہ خدا ان کے دل کو غیر کی محبت کے لوٹ سے پاک کر دے اور اپنی محبت سے مخصوص فرمادے۔

دوسری روایت میں وارد ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ نے سنا کہ ایک چڑیا اپنی مادہ سے کہتا ہے کہ میرے نزدیک آتا کہ تیرے ساتھ مقاربت کروں شاید خداوند عالم ایک فرزند ہمیں عطا فرمائے جو خدا کی عبادت کرے کیونکہ اب ہم بوڑھے ہو چکے ہیں حضرت سلیمانؑ کو اس کی باتوں پر تعجب ہوا اور فرمایا کہ اُس چڑے کی نیک نیت میری بادشاہی سے بہتر ہے۔

ایک روز ایک بلبلی چہچہا رہی تھی اور رقص کر رہی تھی حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ وہ کہتی ہے کہ آدھا خرما جبکہ میں کھا لیتی ہوں پھر مجھے پروا نہیں ہوتی کہ دنیا رہے یا

ایک مچھلی حضرت سلیمانؑ کے لشکر کے کنارے خوراک کھا جانے کے بعد بھی رہتی۔

چڑیا بڑا بڑا کھانسی کرتی تھی

ایک چڑیا کی شانِ عطا سے کہ ایک درندہ عطا فرماتا ہے وہ دنیا دار ہے۔

ہی ویرا انتظار کے بعد ہُد حاضر ہوا اور سلیمان نے اس سے پوچھا تو کہاں تھا۔ فَقَالَ
 أَخْطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجَدْتُكَ مِنْ سَبِيلِ ابْنَيْ يَتِيمَيْنِ - ہُد نے کہا
 میں وہ چیز معلوم کر کے آیا ہوں جس کی آپ کو خبر نہیں آپ کے لئے شہر سبا کی
 محقق اور یقینی خبر لایا ہوں جس میں کوئی شک نہیں اِنِّی وَجَدْتُ امْرَاةً تَمْلِكُهُمْ
 وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَ لَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ میں نے ایک عورت کو پایا جو ان
 کی ملکہ ہے یعنی شہزادہ بن مالک کی بیٹی بلقیس کو اور اس کو تمام چیزیں حاصل ہیں جن
 کی بادشاہوں کو ضرورت ہوتی ہے اور اس کو ایک تخت عظیم حاصل ہے وَجَدْتُهَا
 وَ قَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ اُس کو اور اس کی ساری قوم کو میں نے
 خدا کے علاوہ آفتاب کو سجدہ کرتے دیکھا۔ وَ زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَغْوَاهُمُ فَصَدَّ
 هُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَمْتَدُّونَ اِلَّا لَوْ يَسْجُدُوْا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي
 السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تَعْلَمُونَ ﴿۵۸﴾ اور شیطان نے
 اُن کی نگاہوں میں ان کے اعمال قبیحہ کو زینت دے رکھی ہے اور راہ حق سے روک
 رکھا ہے تو وہ حق کی جانب ہدایت نہیں پاتے اور زینت دے رکھا ہے یہ کہ سجدہ نہیں
 کرتے اس خدا کو جو نکالتا ہے پہنچا چیزوں کو آسمان و زمین سے اور جانتا ہے ان تمام باتوں
 کو جو وہ پوشیدہ کرتے ہیں اور جو کچھ چھپاتے ہیں۔ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۵۹﴾
 اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ قَالَ سَتَنُقَظُّ
 اَصْدَاقُكَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ بہت جلد معلوم
 ہو جائے گا کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے۔ اِذْ هَبْ يَّكْتَ تَافِيْ هٰذَا فَالْقَهْ
 اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۱﴾ میرا یہ خط لے جا اور ان کے
 پاس ڈال دے اور ان کی نگاہوں سے چھپ جا اور دیکھ کہ اس خط کے بارے میں وہ
 آپس میں کیا گفتگو کرتے ہیں۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ہُد نے کہا تھا کہ
 وہ (بلقیس ملکہ سبا) ایک بزرگ تخت پر بیٹھی ہے اور میں اُس کے تخت کے اندر
 نہیں پہنچ سکتا۔ جناب سلیمان نے فرمایا کہ اس خط کو قبہ کے اوپر سے گرائے، غرض کہ ہُد
 روانہ ہوا اور بلقیس کے قصر کے بھروسے سے خط کو اس کی گود میں ڈال دیا بلقیس نے
 خط پڑھا اور خوفزدہ ہو گئی اور اپنے لشکر کے رئیسوں کو جمع کیا جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ
 قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلِكُ اِنِّیْ اَلْقِیْتُ اِلَیَّ كِتَابٌ كَرِيْمٌ اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٰنٍ وَاِنَّهُ بِسْمِ
 اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۶۲﴾ اَلَوْ تَعْلَمُوْا عَلَیَّ وَاَتُوْنِیْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ کہ اے میرے لشکر کے

بزرگوں میرے پاس ایک ذی عزت خط بھیجا گیا ہے۔ علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق یہ کہا کہ وہ مہر شدہ ہے حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت کے نامہ کی بزرگی سے یہ بات تھی کہ اُس کے اوپری حصہ پر مہر لگائی جاتی تھی (غرض کہ بلقیس نے کہا) وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور اس کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہے اور سب سے پہلے یہ تحریر ہے کہ سرکشی اور غرور مت کرو اور ایمان قبول کر کے اور میری تابع فرمان بن کر میرے پاس آ۔ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا فُتُوْنِيْ فِيْ اَمْرِیْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰی تَشْهَدُوْا ۚ ۝۱۰ بلقیس نے کہا اے بزرگوں مجھے میرے کام میں مشورہ دو کیونکہ میں کسی امر میں کوئی ارادہ و اقدام نہیں کرتی جب تک تم کو بلا کر پوچھ نہیں لیتی۔ قَالُوْا اِنْخُنْ اَوْ نُوَاقِۢتْ ۚ وَ اَنْتُۢ بَاۡسٌ شَٰدِیۡۃٌ ۚ وَ اَلَمْ نُرِ الْبَیۡتَ ۙ فَاَنْظُرِیۡ مَاذَا اَنۡتَ اَمْرِیۡنَ۔ ان لوگوں نے کہا ہم لوگ قوت والے اور بڑے بہادر و شجاع ہیں لیکن جو آپ کا حکم ہو آپ کو اختیار ہے لہذا غور کر کے بتائیے کہ کیا کرنا چاہئے ہم لوگ تابع فرمان ہیں۔ شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ بلقیس کے لشکر والے سردار تین سو بارہ تھے جن سے وہ مشورہ کیا کرتی تھی اور ہر ایک ایک ہزار آدمیوں کا سردار تھا۔ قَالَتْ اِنَّ الْمَلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْا اَعۡرَۡضَہَا اَهۡلِہَا اِذۡلَۃً ۚ وَ کَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَ ۝۱۱ بلقیس نے کہا کہ جب بادشاہ لوگ کسی شہر میں (فتح کر کے) داخل ہوتے ہیں تو اُس شہر کے رہنے والوں کو خراب کر ڈالتے ہیں اور صاف جان عزت کو ذلیل کر دیتے ہیں (اور) خدا اُس کے قول کی تصدیق فرماتا ہے کہ ایسا ہی بادشاہ کیا کرتے ہیں۔ یہ اُن کی عادت ہی ہے ایسا ہی (ان الفاظ آیات کی) تفسیر کی ہے۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ بلقیس نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر یہ پیغمبر ہے جیسا کہ دعویٰ کرتا ہے تو ہم کو اس سے مقابلہ کی تاب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ (اُس کی تائید) خدا پر ہے۔ وَ اِنِّیۡ مُرْسِلَۃٌ اَیۡہُمۡ بِہٰۤیۡتِہٖ فَنَظَرُوْۤہُ ۚ ۝۱۲ بِسْمِ یٰۤزِجِجِ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۱۳ اور میں اس طرف ہدیے بھیجتی ہوں اور انتظار کرتی ہوں کہ میرے قاصد کیا خبر لاتے ہیں۔ علی بن ابراہیم نے کہا کہ بلقیس نے کہا میں ہدیے بھیجتی ہوں اگر وہ بادشاہ ہے تو اس کی رغبت دنیا کی طرف ہوگی اور وہ میرا ہدیہ قبول کرے گا پھر میں سمجھ لوں گی کہ اُس میں مجھ پر غالب ہونے کی قوت نہیں۔ پھر ایک صندوق پر حضرت سلیمان کے لئے تیار کیا جس میں ایک بڑا موتی اور بڑے قیمتی نگینے تھے اور اپنے قاصد سے کہا کہ سلیمان سے کہہ دینا کہ اس کو ہر میں بغیر لو ہے اور آگ کی مدد کے سوراخ کریں جب وہ چیزیں حضرت سلیمان کے پاس پہنچیں اور قاصد نے بلقیس کا پیغام دیا تو آپ نے ایک

بلقیس کا ہدیہ شیخ کر خراب سلیمان کا اسخاں لینا کہ وہ پیغمبر بھی ہیں یا صرف بادشاہ۔

کیڑے کو حکم دیا جس نے دھا کا وہن میں پکڑا اور موتی میں سوراخ کر کے دوسری طرف اس ڈورے کو نکال لایا۔ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانُ قَالَ أَتَيْتُكُمْ بِمَا لَكُمْ مِنَ الثَّمَنِ اللَّهُ خَيْرٌ مِمَّا أَتَيْتُكُمْ بِهِ إِنَّكُمْ بِهَدْيِكُمْ تَقْسِرُونَ ﴿۳۸﴾ جب بلقیس کا قاصد حضرت سلیمان کے پاس آیا حضرت سلیمان نے فرمایا کیا وہ لوگ اپنے مال سے میری امداد کرنا چاہتے ہیں۔ خدا نے جو کچھ مجھ کو عطا فرمایا ہے اس سے بہتر ہے جو تم لائے ہو بلکہ تم اپنے بدیہ سے خود نہال ہوتے رہو۔ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَهُمْ بِجُودٍ لَّو قَبِلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّ عَنْهُمْ كَفًى ثُمَّ نَأْتِيَهُمْ بِخَيْرٍ مِنْهَا أُولَٰئِكَ صَاغِرُونَ ﴿۳۹﴾ اپنے بدیوں کو لے کر ان کے پاس واپس جاؤ۔ میں تو بیشک ان کی طرف کچھ لشکر لے کر آؤں گا جن سے مقابلہ کی ان کو مجال نہ ہوگی اور ان کو ذلت و خواری کے ساتھ شہر کے باہر نکال دوں گا۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب بلقیس کا قاصد اس کے پاس واپس آیا سلیمان کی شان و شوکت بیان کی تو اس نے سمجھ لیا کہ مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتی لہذا اطاعت قبول کر کے سلیمان کی جانب روانہ ہوئی چونکہ خدا نے حضرت سلیمان کو اطلاع دے دی تھی کہ بلقیس تمہاری جانب متوجہ ہو چکی ہے اور آرہی ہے اور نزدیک پہنچ چکی ہے حضرت سلیمان نے جنوں اور شیاطین سے جو حضرت کی خدمت میں حاضر تھے فرمایا کہ بلقیس قبل اس کے کہ یہاں میرے پاس پہنچے اس کے تحت کو حاضر کرو جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ الْأَيْكُ يَا بَنِيَّ بَعْرِشْهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَنِي مُسْلِمِينَ ﴿۴۰﴾ فرمایا کہ لے میرے لشکر کے بزرگو اور رئیسوں میں سے کون ہے جو اس کا تخت میرے پاس لاوے۔ قبل اس کے کہ وہ میرے پاس فرما نہ دار ہو کر پہنچے۔ قَالَ عِفْرَيْتُ مَنِ الْجِئْتُ أَنَا أَيْتُكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَّقَامِكَ؟ وَإِنِّي عَلَيْكَ لَقَوِيٌّ أَمْيَنٌ ﴿۴۱﴾ ایک سرکش جن نے کہا کہ میں اس کو لاتا ہوں قبل اس کے کہ آپ اپنے مقام سے اٹھیں اور میں اس پر قادر اور امین ہوں۔ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَشْرُتَ إِلَيْكَ طَرَفُكَ ط اس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا یعنی لوح محفوظ یا آسمانی کتابوں کا علم اور وہ آصف ابن برخیا حضرت سلیمان کے وزیر تھے اور اسم غظم جانتے تھے کہا کہ میں وہ تخت آپ کے لئے اتنی جلد لاتا ہوں کہ آپ اپنی آنکھ نہ جھپکا سکیں گے پھر خدا کو اس کے نام بزرگ سے یاد کیا اور سلیمان کے ایک جھپکانے سے پہلے سلیمان کے تخت کے نیچے سے تخت بلقیس کو نکال کر سامنے رکھ دیا۔ فَلَمَّا رَأَاهُ مُسْتَقَرًّا عَيْنَهُ قَالَتْ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي ؕ أَشْكُرَ أَمْ أَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّا لَنُشْكُرَ لِنَفْسِهِ ؕ وَمَنْ

بائیسواں باب حضرت سلیمان کے حالات
بلقیس کا قاصد اور حضرت سلیمان کی خدمت میں روانہ ہونا
بلقیس کے آنے سے قبل اس کے تخت پر

كَهَرَفَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ۔ جب سلیمان نے اپنے سامنے تخت کو رکھا ہوا دیکھا کہا یہ میرے خدا کا فضل و احسان ہے تاکہ وہ میرا امتحان لے کہ میں اُس کا شکر ادا کرتا ہوں یا اس کی نعمتوں کی ناقدری کرتا ہوں اور جو شخص خدا کا شکر کرتا ہے تو بس وہ اپنے نفس کے (فائدے کے) لئے کرتا ہے اور جو کفرانِ نعمت کرتا ہے (تو اُسے پروا نہیں) بیشک میرا پروردگار غنی اور کریم ہے۔ قَالَ نَكُونُوا لَهَا عَزْ شَهَا نَنْظُرَ أَتَهْتَدُونَ أَمْ تَكُونُونَ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ؟ سلیمان نے کہا اُس کے تخت میں تغیر و تبدل کرو ورنہ ہم دیکھیں کہ وہ سمجھ رکھتی ہے یا نا سمجھ لوگوں میں سے ہے۔ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَذَرْتُكَ قَالَتْ كَانَتْ هُوَ وَأَوْ تَيْنَا الْعِلْمُ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ پھر جب بلقیس سلیمان کے پاس آئی تو پوچھا کیا کہ تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے وہ بولی گویا یہ وہی ہے اور میں تو اس سے پہلے ہی (آپ کی نبوت کا) علم ہو چکا تھا اور ہم تو آپ کے فرمانبروار ہو چکے تھے (دَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ) اور سلیمان نے اس کو خدا کے سوا جس کی پرستش کرتی تھی اس سے روک دیا کیونکہ کافر قوم کی تھی۔ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقِهَا قَالَتْ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاسْتَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۷۷) علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ بلقیس کے آنے سے پہلے سلیمان کے حکم سے جنوں نے ایک شیشہ کا محل اس کے لئے بنایا تھا اور اُس محل کو پانی پر رکھا تھا جب بلقیس آئی تو کہا گیا کہ محل میں چلی جاؤ تو جب اُس نے محل میں شیشہ کا فرش دیکھا تو اُسے پانی سمجھ کر اپنے پانچے اٹھائے جس سے اُس کی پنڈیاں کھل گئیں اور بظاہر ہو گیا کہ اس کی پنڈیوں پر بہت سے بال ہیں سلیمان نے کہا یہ پانی نہیں ہے بلکہ شیشہ کا فرش ہے اُس وقت اُس نے اپنی سابقہ گمراہی کو سمجھا اور کہا کہ میں نے غیر خدا کو پوج کر اپنے نفس پر ظلم کیا اور اب میں سلیمان کے ساتھ سارے جہانوں کے پروردگار پر ایمان لاتی ہوں علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اُس کے بعد حضرت سلیمان نے اس کے ساتھ عقد کیا وہ سرج جسریہ کی بیٹی تھی سلیمان نے شیطانوں کو حکم دیا کہ کوئی ایسی چیز تیار کر و جس سے اُس کے پیروں کے بالوں کو صاف کیا جائے۔ تو حمام بنائے گئے اور نورہ تیار کیا گیا حمام و نورہ اُن چیزوں میں سے ہیں جن کو شیاطین نے بلقیس کے لئے تیار کیا اور اسی طرح وہ چیزیں بھی جو پانی کو گردش دیتی رہتی ہیں انہی حضرت کے زمانہ میں ایجاد ہوئیں۔

بیشک کے لئے شیشہ کا محل

حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اُن علوم میں سے جو خدا نے حضرت سلیمانؑ کو عطا فرمایا تھا تمام زبانوں کا جاننا اور گھنٹنا بھی تھا اور پرندوں و درندوں اور دوسرے تمام حیوانات کی زبانیں حضرت جانتے تھے۔ جنگ کے موقع پر فارسی میں گفتگو کرتے جب دربار میں اہل لشکر اور اہل سلطنت کے انتظام کے لئے رونق افروز ہوتے تو رومی زبان میں گفتگو کرتے جب اپنی ازواج کے پاس جاتے سرپائی اور نعلی زبان میں بات چیت کرتے۔ جب محراب عبادت میں خلوت فرماتے تو عربی زبان میں مناجات کرتے اور جب مسند قضا و حکم پر جلوہ نمائی فرماتے تو زبان عربی میں گفتگو کرتے اور احکام جاری فرماتے۔

حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ ایک شخص نے امام موسیٰ کاظمؑ سے پوچھا کہ کیا تمام علوم پیغمبران حضرت محمدؐ مصطفیٰؐ آخر الزمان کو میراث میں ملے ہیں۔ فرمایا ہاں خدا نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ محمدؐ اُن سب سے زیادہ جانتے والے ہیں۔ راوی نے کہا عیسیٰ خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنے تھے فرمایا تو نے سچ کہا اور سلیمانؑ بھی پرندوں کی زبان جانتے تھے اور ہمارے رسول حضرت محمدؐ مصطفیٰؐ ان تمام امور پر قادر تھے۔ پھر فرمایا کہ حضرت سلیمانؑ نے ہد ہد کو دیکھا تو وہ اپنی جگہ سے غائب تھا آپ کو غصہ آیا جیسا کہ خدا نے ذکر فرمایا ہے۔ ہد ہد حضرت کے لئے پانی کے بارے میں اطلاع دیا کرتا تھا اس لئے غصہ ہوئے کہ وہ اس بارے میں اُس کے محتاج تھے ہد ہد ایک پرندہ تھا اس کو وہ علم دیا گیا جو جناب سلیمانؑ کو حاصل نہ تھا حالانکہ ہوا چونیٹیاں جن آدمی تمام دیو اور سرکش و شریہ (شیاطین) سب آپ کے تابع تھے مگر ہوا کے اندر پانی کا ہونا نہیں جانتے تھے (نہیں دیکھ سکتے تھے) اور ہد ہد اس کو جانتا تھا۔ خداوند عالم

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ اس قدر دور و دراز مقام سے اتنے قلیل وقت میں تخت بلقیس کے ظاہر ہونے میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ فرشتے ہوا پر لاکے بعض کہتے ہیں کہ باد ہوا کے دوش پر لائی اور بعض بیان کرتے ہیں کہ خدا نے اس تخت میں تیز حرکت پیدا کر دی کہ وہ خود ہی اُن کو جو ہوا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے تخت کو وہاں اپنے مقام پر معدوم کر دیا اور اپنی قدرت کا ملہ سے یہاں حضرت سلیمانؑ کے پاس پیدا کر دیا اور جو کچھ احادیث معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے ان کے دُرُخوں میں سے ایک رُخ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن قطعات زمین کو جو حضرت سلیمانؑ کے مکان اور تخت بلقیس کے درمیان تھے پست کیا اور وہ زمین جس پر تخت بلقیس تھا حرکت میں آئی اور تخت کو حضرت سلیمانؑ تک پہنچا دیا اور پھر وہ زمین واپس اپنے مقام پر پہنچ گئی۔ (باقی صفحہ ۶۷۰ پر)

حضرت سلیمانؑ تمام زبان کی راہیں جانتے تھے جو اس وقت بول رہے تھے

مذکورہ بالا تمام احادیث و روایات سے زیادہ علم و تحقیق

بیش شک سے یہی تخت بلقیس ہے جس کی راہیں جانتے تھے

قرآن میں فرماتا ہے کہ اگر ایسا قرآن ہوتا کہ جس کے ذریعہ سے پہاڑ چلنے لگتے۔ زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتی اور مردے زندہ ہو سکتے تو وہ بھی یہی قرآن ہے لیکن ان کا علم ہمارے پاس ہے اور ہم ہوا کے اندر پانی کو جانتے (اور دیکھتے) ہیں۔ خدا کی کتاب میں چند آیتیں ہیں کہ ان کو جس مطلب کے لئے ہم پڑھتے ہیں وہ حاصل ہوتا ہے۔

بسنہ معتبر منقول ہے کہ یحییٰ بن اقصم قاضی نے سوال کیا کہ آیا حضرت سلیمانؑ آصف بن برخیا کے علم کے محتاج تھے حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے جواب دیا کہ جس کے پاس کتاب خدا کا کچھ علم تھا وہ آصف بن برخیا تھے مگر سلیمانؑ ان تمام باتوں کو جانتے اور سمجھنے سے عاجز نہ تھے جو آصفؑ جانتے تھے لیکن چاہتے تھے کہ آصفؑ کی ضمیمت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶) اور دوسری زمینیں پھر بدستور سابق المجر کہ برابر ہو گئیں اگر کوئی کہے کہ عمارتیں مکانات حیوانات اور درخت وغیرہ ان زمینوں پر تھے جو بکست گئیں وہ سب کیا ہوئے اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے خداوند عالم نے ان سب کو داہنے اور بائیں ہٹا دیا ہو جن سے تخت کے راستہ میں کچھ نہ رہ گیا ہو۔ دوسرے یہ کہ تخت کو زمین کے اندر کر دیا ہو اور زمین نے حرکت دے کر اس کو تخت سلیمانؑ کے نیچے پہنچا دیا ہو اور وہاں سے نکلا ہو۔ یہ وجہ زیادہ قرین عقل ہے اور وہ دونوں وجہیں بھی عقل سے نزدیک ہیں اور یہ دونوں وجہیں احادیث معتبرہ میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ بسند صحیح حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وزیر و وصی سلیمانؑ نے اسم اعظم پڑھا اور وہ تمام زمینیں جو حضرت سلیمانؑ و تخت بلقیس کے درمیان تھیں نیچے ہوئیں وہ ہموار ہوں یا نا ہموار یہاں تک کہ اُس تخت کی زمین اس تخت سلیمانؑ کی زمین تک پہنچی اور سلیمانؑ نے تخت بلقیس کھینچ لیا اور وہ زمین واپس ہو گئی اور یہ آنکھوں کی پلک جھپکنے سے پہلے ہوا اور سلیمانؑ نے کہا میں نے خیال کیا کہ وہ تخت میرے تخت کے نیچے سے نکل آیا۔ اور احادیث صحیحہ و معتبرہ میں امام محمد باقرؑ و جعفر صادقؑ اور امام علی نقی علیہم السلام سے منقول ہے کہ خدا کے تہتر اسم اعظم ہیں اور حضرت سلیمانؑ کے وزیر آصف بن برخیا کو ایک اسم عطا ہوا تھا جس کے ذریعہ سے آپ نے تسلیم کیا جس سے زمین شکافہ ہوئی یا نیچے دب گئی وہ زمین جو تخت بلقیس اور حضرت سلیمانؑ کے درمیان تھی اور جو کچھ اس زمین پر تھا سب نیچے ہو گیا تو حضرت نے اپنے ہاتھ سے تخت کو اٹھا لیا۔ اور دوسری روایت کے مطابق دونوں زمین کے ٹکڑے زمین حضرت سلیمانؑ جس پر تھے اور تخت والی زمین) ایک دوسرے سے متصل ہوئی۔ اور تخت اُس قطعہ زمین سے اس قطعہ زمین پر منتقل ہو گیا اور آنکھ کی پلک جھپکنے سے پہلے زمینیں اپنے سابقہ حال پر قائم ہو گئیں اور ان اسمائے اعظم میں سے بہتر اسم (مع اسم) جو آصفؑ کو دیا تھا خدا نے ہم کو سب عطا فرمایا ہے اور ایک اسم خدا نے اپنے لئے مخصوص رکھا اور مخلوق میں سے کسی کو نہیں عطا فرمایا۔ ۱۲

اسم اعظم کہ تورات بہتر اسم اور مخصوص زمین کو دیتے تھے۔

جنوں اور انسانوں پر ظاہر ہو جائے تاکہ وہ سب سمجھیں کہ آصف اُن کے بعد حجت خدا اور ان کے خلیفہ ہوں گے اور وہ علم جو آصف جانتے تھے اُن علوم میں سے کچھ تھا جو حضرت سلیمان نے اُن کو خدا کے حکم سے سپرد فرمایا تھا لیکن خدا نے چاہا کہ آصف کا علم ظاہر ہوتا کہ لوگ اُن کی امامت میں اختلاف نہ کریں جیسا کہ حضرت داؤد نے اپنی حیات میں سلیمان کو اپنا حکم (فیصلہ کرنے کے لئے) خلق پر حجت خدا ہونے کی تاکید کے لئے سکھا دیا تھا تاکہ امت حضرت داؤد کے بعد اُن کی پیغمبری کا اقرار کرے۔

بند حسن منقول ہے کہ حضرت صادق نے فرمایا کہ لوگ حضرت امیر المومنین کے اس قول سے کیونکر انکار کر سکتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو اپنا یہ پیر شام میں معاویہ کے سینہ پر مار کر اس کو تخت سے گرا سکتا ہوں جبکہ آصف وصی سلیمان کے معجزہ سے انکار نہیں کر سکتے کہ انہوں نے ایک چشم زدن میں حضرت سلیمان کے لئے تخت بلقیس حاضر کر دیا کیا ہمارے پیغمبر بہترین پیغمبران نہیں ہیں اور اُن کا وصی بہترین اوصیا نہیں کیا ہمارے پیغمبر کے وصی کو سلیمان کے وصی سے کمتر سمجھتے ہیں۔ خدا ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کریگا جو ہمارے حق سے انکار کرتے ہیں اور ہماری فضیلتوں کے منکر ہیں۔

دوسری معتبر روایت میں منقول ہے کہ ابو حنیفہ نے حضرت صادق سے پوچھا کہ حضرت سلیمان نے تمام پرندوں میں ہد ہدی کی تلاش کیوں کی فرمایا کہ ہد ہدی پانی کو زمین کے نیچے دیکھ لیتا ہے جیسے تم تیل کو شیشی کے اندر دیکھ لیتے ہو۔ یہ سن کر ابو حنیفہ ہنسے حضرت نے پوچھا تجھ کو ہنسی کیوں آئی اُس نے کہا جو پانی کو زمین کے اندر دیکھ لیتا ہے وہ دانہ کو زمین کے نیچے نہیں دیکھ سکتا اور حال میں پھنس جاتا ہے حضرت نے فرمایا شاید تجھ کو معلوم نہیں کہ قضا و قدر آنکھیں بند کر دیتے ہیں۔ اور دعائے نور میں منقول ہے کہ خدا رحمت نازل کرے سلیمان بن داؤد پر جیسا کہ اُس نے ہم کو حکم فرمایا ہے۔

بند معتبر حضرت امام حسن عسکری سے منقول ہے کہ خدا نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورہ حمد سے مخصوص فرمایا اور اس میں کسی پیغمبر کو سوائے حضرت سلیمان کے شریک نہیں کیا کیونکہ اس سورہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ان کو عطا فرمایا جیسا کہ خدا نے اُن کے خط کے شروع میں جو بلقیس کو لکھا تھا ذکر کیا ہے لے

لے مولف فرماتے ہیں کہ اس تصویر بہت سی نادرو عجیب باتیں مذکور ہیں جن میں سے بعض کتاب بخارا ناوا میں ہم نے کبھی نہیں چونکہ وہ باتیں معتبر سندوں کے ساتھ مذکور نہیں ہیں اس لئے اس کتاب میں وہی روایتیں ذکر کرنے پر میں نے اتفاقاً جو روایات معتبر سے ہیں۔

فصل چہارم

حضرت سلیمان کے موغظے احکام اور وہ وحی جو حضرت پر نازل ہوئیں اور آپ کے عجیب و غریب حالات وفات کے وقت تک اور بعد وفات جو کچھ واقع ہوئے ان تمام حالات کا تذکرہ

حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَخْلُكُنَ فِي الْحَرِّ إِذْ لَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لَحَكَمَهُمْ شَاهِدِينَ ۝ فَفَقَّهْنَاهَا سُلَيْمَانُ وَكَلَّمَا آتَيْنَاهُمَا وَعِلْمًا - یاد کرو داؤد و سلیمان کو جبکہ زراعت کے بارے میں علم کرتے تھے جبکہ رات کے وقت قوم کی بھیڑیں کھیت چرگئی تھیں اور ہم ان کے فیصلہ کے گواہ تھے اُس وقت ہم نے سلیمان کو فیصلہ کرنے کی تعلیم دی اور ہم نے ہر ایک (داؤد و سلیمان) کو علم و حکمت سکھایا تھا۔

بند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے انگور کے باغ میں رات کے وقت کچھ گوسفند ایک شخص کی پہنچیں اور درختوں کو خراب کیا۔ مالک باغ گوسفندوں کو حضرت داؤد کی خدمت میں پکڑ کے لایا اور انصاف کا طالب ہوا حضرت داؤد نے جناب سلیمان کے پاس بھیج دیا کہ وہ فیصلہ کریں گے۔ وہ لوگ حضرت سلیمان کے پاس گئے حضرت نے فرمایا کہ اگر گوسفندوں نے درخت کی جڑ اور شاخیں سب کھالی ہیں گوسفندوں کے مالک کو لازم ہے کہ اس کے عوض گوسفندیں ان بچوں سمیت جو ان کے شکم میں ہیں صاحب باغ کو دیدے۔ اور اگر صرف پھل کھائے ہیں اور درخت اور شاخیں باقی ہیں تو گوسفندوں کے بدلے اُن کے بچے باغ کے مالک کو دیئے جائیں۔ حضرت داؤد کو سلیمان کے فیصلہ میں کوئی اختلاف نہ تھا اگر وہ اختلاف کرتے تو خدا فرماتا ہے کہ وَكُنَّا لَحَكَمَهُمْ شَاهِدِينَ - ہم ان کے فیصلہ کے دیکھنے والے تھے دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کسی ایک نے فیصلہ نہیں کیا بلکہ آپس میں گفتگو کی اور وحی کے منتظر تھے کہ خدا نے حضرت سلیمان کو اس معاملہ کا فیصلہ بذریعہ وحی بتا دیا تاکہ ان کی فضیلت ظاہر فرمائے

بند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امامت خدا کا ایک عہد ہے جو اُس جماعت سے مخصوص ہے جن کا نام خدا نے ظاہر کر کے تعین فرما دیا ہے اور امام کو یہ اختیار نہیں ہے کہ عہدہ امامت اُس کے علاوہ کسی اور کو دیدے جس کو خدا نے اس کے بعد مقرر فرما دیا ہے۔ یہ تحقیق کہ خدا نے حضرت داؤد کو وحی کی کہ اپنے اہل سے اپنا وصی مقرر کریں کیونکہ میرے علم میں گذر چکا ہے کہ ہر پیغمبر کو جسے میں مبعوث

آیت ۸۸ الانبیاء

امامت و خلافت سے مشفق جناب سلیمان کی آیت

کروں گا بے شبہ اس کا وصی اُس کے اہل سے قرار دوں گا۔ حضرت داؤدؑ کے چند فرزند تھے ان میں ایک فرزند وہ تھا جس کی ماں کو آپ بہت عزیز رکھتے تھے۔ حضرت داؤدؑ اس زوجہ کے پاس گئے اور کہا کہ خدا نے مجھے وحی کی ہے کہ اپنے اہل سے اپنا وصی قرار دوں اُس عورت نے کہا میرے لڑکوں کو اپنا وصی بنائیے حضرت داؤدؑ نے فرمایا میں بھی یہی چاہتا ہوں اور خدا کے علم میں یہ تھا کہ حضرت سلیمانؑ وصی مقرر ہوں تو خدا نے داؤدؑ کو وحی کی کہ وصی مقرر کرنے میں جلدی مت کرو۔ یہاں تک کہ میرا حکم تم کو پہنچے چند دنوں کے بعد دو اشخاص گوسفند اور باغ انگور کے متعلق فیصلہ کرانے آئے۔ خدا نے داؤدؑ پر وحی کی کہ اپنے فرزندوں کو جمع کریں ان میں سے جو لڑکا انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا اُسی کو تمہارا وصی قرار دوں گا۔ داؤدؑ نے فرزندوں کو بلایا اور ان دونوں فریقین نے جب اپنا معاملہ بیان کیا۔ سلیمانؑ نے پوچھا اے باغ کے مالک گوسفندیں کس وقت باغ میں داخل ہوئی تھیں اُس نے کہا رات کے وقت آپ نے گوسفندوں کے مالک سے کہا میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اپنے گوسفندوں کے بچے اور اُن کے اولاد اس سال صاحب باغ کو دیدے داؤدؑ نے فرمایا کیوں یہ حکم نہ دیا کہ تمام گوسفند مالک باغ کو دیدے جیسا کہ علمائے بنی اسرائیل حکم دیتے ہیں۔ سلیمانؑ نے کہا درخت جڑ سے نہیں اکھڑے ہیں بلکہ دوسرے سال اُس میں پھل نکل سکتے ہیں اسی سال کے پھل ضائع ہوئے ہیں۔ لہذا گوسفندوں کے اسی سال کے بچے اُس کو ملنا چاہیئیں۔ اگر درخت بیخ و بن سے خراب ہوئے ہوتے تو گوسفندیں اس کو ملنا چاہیئیں تھیں۔ تو خدا نے حضرت داؤدؑ کو وحی کی کہ جو فیصلہ سلیمانؑ نے کیا وہ صحیح ہے۔ اے داؤدؑ تم جو چاہتے تھے اس سے الگ میں دوسرا امر چاہتا ہوں۔ پھر داؤدؑ اپنی زوجہ کے پاس گئے اور کہا کہ میں نے جو چاہا تھا خدا کی مرضی اُس کے علاوہ تھی اور جو خدا چاہتا تھا وہی ہوا اور ہم اس کے تابع و فرمانبردار ہیں۔ لے

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ اکثر اہلسنت نے اس آیت کی یوں تفسیر کی ہے کہ داؤدؑ و سلیمانؑ کے درمیان اس واقعہ کے فیصلہ کے بارے میں نزاع ہوئی۔ ان میں سے ہر ایک نے اجتہاد کیا اور سلیمانؑ کا اجتہاد درست و صحیح ہوا۔ اور اسی قصہ سے متمسک ہوئے ہیں کہ پیغمبروں پر اجتہاد جائز ہے۔ چونکہ دلائل و نصوص سے ثابت ہو چکا ہے اور اجماع بلکہ مذہب شیعہ کی ضروریات دین میں شامل ہے کہ پیغمبران خدا ظہن اور اجتہاد سے گفتگو نہیں کرتے اور آیت کریمہ بھی ان کے اختلاف پر دلالت نہیں کرتی معتبر حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں (باقی ص ۶۷۴ پر)

خدا نے حضرت داؤدؑ کو وحی کی کہ اپنے اہل سے اپنا وصی قرار دوں گا۔

حضرت داؤدؑ نے فرمایا میں بھی یہی چاہتا ہوں اور خدا کے علم میں یہ تھا کہ حضرت سلیمانؑ وصی مقرر ہوں تو خدا نے داؤدؑ کو وحی کی کہ وصی مقرر کرنے میں جلدی مت کرو۔

سلیمانؑ نے پوچھا اے باغ کے مالک گوسفندیں کس وقت باغ میں داخل ہوئی تھیں اُس نے کہا رات کے وقت آپ نے گوسفندوں کے مالک سے کہا میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اپنے گوسفندوں کے بچے اور اُن کے اولاد اس سال صاحب باغ کو دیدے جیسا کہ علمائے بنی اسرائیل حکم دیتے ہیں۔

حدیث معتبرہ میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ خدا نے وہ سب کچھ مجھے عطا فرمایا ہے جو اور لوگوں کو عطا فرمایا ہے اور جو کچھ ان کو نہیں دیا وہ بھی ہم کو عنایت کیا ہے اور ہم کو وہ سب کچھ سکھا دیا ہے جو لوگوں کو تعلیم دی اور جو کچھ نہیں دی۔ اور ہم نے لوگوں کے سامنے اور ان کے پیچھے پیچھے خدا سے ڈرنے، پریشانی اور نواگری کے زمانہ میں خرچ کرنے میں مہمانہ روی اور خوشی و مسرت کی حالت میں اور غصہ کے وقت حق بات کہنے اور ہر حال میں خدا کی بارگاہ میں تضرع و زاری کرنے سے بہتر کوئی بات نہیں پائی۔

بسنہ معتبرہ حضرت رسول خداؐ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی ماں نے کہا اے فرزند رات کو بہت مت سوؤ (بلکہ عبادت الہی میں کچھ وقت گزارو) کیونکہ رات میں زیادہ سونا قیامت کے روز انسان کو فقیر اور پریشان کرتا ہے۔
دوسری حدیث میں منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ ہرگز لوگوں سے جنگ و جدال مت کیا کر و کیونکہ اس میں نفع نہیں بلکہ براہ و ان مومن کے درمیان علوت پیدا ہونے کا سبب ہے۔

بسنہ معتبرہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ایک روز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ خدا نے مجھے وہ ملک و بادشاہی عطا فرمائی ہے کہ میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہوگی۔ میرے واسطے ہوا۔ آدمی۔ جن۔ پرند و چرند سب کو مسخر فرمایا ہے اور مجھے پرندوں کی زبان تعلیم کی ہے اور ہر طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں لیکن باوجود ان نعمتوں کے ایک روز بھی صبح سے شام تک خوشی میں بسر نہ ہوئی میں چاہتا

(بقیہ حاشیہ ص ۶۷۳) کہ جب حضرت داؤدؑ نے بنی اسرائیل پر سلیمانؑ کی فضیلت ظاہر کرنا چاہا اس معاملہ کو ان پر چھوڑ دیا کہ وہ فیصلہ کریں اور بنی اسرائیل کی غلطی جس کے بارے میں وہ اپنے لئے کیا کرتے تھے ظاہر فرمادیں۔ یا یہ کہ جب یہ مقدمہ واقع ہوا تو وہ لوگ منتظر وحی ہوئے اور خدا نے یہ فیصلہ سلیمانؑ کو بذریعہ وحی تعلیم فرمایا تاکہ ان کی فضیلت ظاہر کر دے اور اس فیصلہ میں بعض حدیثیں جو سلیمانؑ و داؤدؑ کے مابین نزاع ظاہر کرتی ہیں تنقید پر محمول ہیں یا یہ کہ ظاہری طور پر حضرت داؤدؑ (سلیمانؑ سے) بحث کرتے تھے تاکہ دوسروں پر ان کی حقیقت و فضیلت ظاہر ہو جائے اگرچہ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حکم اُس زمانہ میں منسوخ رہا ہو اور جو حکم داؤدؑ نے دیا وہ وہی خدا کی جانب سے قرار پایا اس بنا پر کہ جزئی معاملات میں پیغمبران غیر اولو العزم کے زمانہ میں حکم منسوخ ہونا جائز ہو یا یہ کہ حضرت موسیٰؑ نے خبر دی ہو کہ یہ حکم حضرت سلیمانؑ کے زمانہ تک نافذ رہے گا۔ ۱۶

تہذیب و انقلاب محمد اول

تہذیب و انقلاب محمد اول

تہذیب و انقلاب محمد اول

ہوں کہ کل اپنے قصر میں داخل ہو کر بالاخانہ پر سے اپنی سلطنت کا نظارہ کروں لہذا میرے پاس کسی کو آنے کی اجازت مت دینا تاکہ ایسا نہ ہو کہ کوئی معاملہ درپیش ہو جائے اور میری خوشی و شادمانی رنج و کلفت سے بدل جائے۔ لوگوں نے عرض کی ایسا ہی ہو گا دوسرے روز حضرت سلیمان اپنا عصا لے کر قصر کے سب سے بلند مقام پر تشریف لے گئے اور اپنے عصا پر ٹیک لگا کر اپنی بادشاہت و سلطنت کی سیر میں مشغول ہوئے اور بہت مسرور تھے۔ ان کو دیکھ دیکھ کر جو خدا نے ان کو بخشا تھا۔ ناگاہ اُن کی نگاہ ایک خوبصورت نوجوان پر پڑی جو پاکیزہ کپڑے پہنے ہوئے قصر کے ایک گوشہ سے ظاہر ہو کر آپ کے پاس آیا۔ حضرت سلیمان نے پوچھا تجھے یہاں آنے کی اجازت کس نے دی آج تو میں نے چاہا تھا کہ تنہا رہوں۔ تو کس کی اجازت سے یہاں آیا اُس نے کہا اس گھر کے پروردگار نے مجھے اجازت دی۔ اُس کی اجازت سے آیا ہوں سلیمان نے کہا قصر کا پروردگار مجھ سے زیادہ حق دار ہے پس بیان کرو کہ تم کون ہو اُس جوان نے کہا میں ملک الموت ہوں۔ پوچھا کس لئے آئے ہو کہا آپ کی روح قبض کرنے فرمایا تو آؤ اور جو حکم ہوا ہے بجا لاؤ کیونکہ میں نے چاہا تھا کہ آج میری مسرت و شادمانی کا دن ہو اور خدا نے پسند نہ فرمایا کہ اُس کی ملاقات فرحت افزا کے علاوہ کسی اور چیز میں مجھے مسرت حاصل ہو غرض کہ ملک الموت نے آپ کی روح مطہر اسی حال میں قبض کی جیسے کہ وہ عصا پر ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ لوگ حضرت کی جانب دیکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ آپ زندہ ہیں۔ اُس حالت میں لوگوں کے درمیان اختلاف و فتنہ پیدا ہو گیا بعض کہنے لگے کہ سلیمان بہت دنوں سے ٹیک لگائے کھڑے ہیں اور ان کو درد و تکلیف لاحق نہیں ہوتا۔ نہ ان کو نیند آتی ہے نہ وہ کچھ کھاتے پیتے ہیں بیشک وہ ہمارے خدا ہیں اور واجب ہے کہ ہم ان کی پرستش کریں۔ اور ایک گروہ نے خیال کیا کہ سلیمان نے جادو کیا ہے اور جادو کے زور سے ہماری نگاہوں میں کھڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اور مومنین کہتے تھے کہ وہ خدا کے بندے اور پیغمبر ہیں خدا جس طرح چاہتا ہے ان کو رکھتا ہے جب ان میں اختلاف اور جھگڑا شروع ہوا خدا نے دیکھ کر حکم دیا جس نے حضرت کا عصا اندر سے کھا کر کھوکھلا کر دیا۔ عصا ٹوٹ گیا اور حضرت سلیمان قصر سے گر پڑے تو جنوں نے دیکھ کا شکریہ ادا کیا اور اس کے اس احسان کے بدلے اپنے اپنے لازم قرار دے لیا کہ جہاں دیکھ ہوتی ہے پانی اور مٹی اس کے لئے ہتیا کر دیتے ہیں۔ یہ کلام باری تعالیٰ کے معنی ہیں جو اس نے فرمایا ہے۔ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ

عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةَ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ۔ جب ہم نے سلیمانؑ پر موت کو
مقرر فرمایا تو اُن کی موت کو ایک زمین کے کیڑے نے ان کے عصا کو کھا کر (اندر
سے کھوکھلا کر کے) ظاہر و واضح کیا۔ فَلَمَّا خَوَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنَّ أَنْ تَوْكَانُوا يُعْلِنُونَ
الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ۔ پھر جب اُن کی لاش گرمی تو جنوں نے جانا کہ
اگر وہ (خبر) غیب جاننے والے ہوتے تو اس ذلیل کرنے والے (کام) میں مبتلا نہ ہوتے
حضرت صادقؑ نے فرمایا واللہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی ہے۔ فَلَمَّا خَوَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنَّ
أَنْ تَوْكَانُوا يُعْلِنُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ۔ یعنی جب
سلیمانؑ کی لاش گرمی تو آدمیوں نے سمجھا کہ اگر غیب پر جنات مطلع ہوتے تو اس ذلیل و
خوار کرنے والے کام میں مشغول نہ رہتے۔ یعنی وہ خدمت اور وہ کام جو حضرت کی وفات
کے بعد تک ان کے حکم سے کرتے رہے نہ کرتے۔

بند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جنوں کو حکم دیا تھا
کہ ایک شیشہ کا قُبَّہ (مسجد) بنا کر دریا میں ڈالیں جنوں نے وہ قبہ بنایا اور دریا میں ڈال
دیا ابھی کچھ باقی تھا کہ حضرت سلیمانؑ ایک روز اُس قبہ میں داخل ہوئے اور اپنے عصا
پر تکیہ کر کے زبور کی تلاوت فرما رہے تھے اور شیاطین آپ کے آس پاس کام میں
مشغول تھے حضرت سلیمانؑ ان کو اور وہ حضرت کو دیکھتے تھے۔ ناگاہ حضرت سلیمانؑ
نے قبہ کے ایک گوشہ پر ایک مرو کو دیکھا پوچھا تم کون ہو اُس نے جواب دیا کہ میں وہ ہوں
جو رشوت قبول نہیں کرتا اور نہ کسی بادشاہ سے ڈرتا ہوں۔ میں ملک الموت ہوں اور اُسی
حال میں حضرت سلیمانؑ کی روح قبض کر لی۔ لوگ ان کو اُسی طرح عصا سے ٹیک لگائے
کھڑے ہوئے ایک سال تک دیکھتے رہے اور جنات اپنے کام میں مشغول رہے اور حضرت
سلیمانؑ کے حالات معلوم کرنے کی جرأت نہ کر سکتے تھے اور نہ ان کے حال میں کوئی تبدیلی
پاتے تھے یہاں تک خدا نے دیمک کو بھیجا جس نے آنحضرت کے عصا کو اندر سے کھا لیا
اور وہ گر پڑے۔ اس وجہ سے جنات دیمکوں کا شکر ادا کرتے ہیں اور وہ جہاں ہوتی ہیں
پانی اور مٹی اُن کے لئے فراہم کر دیا کرتے ہیں۔ جب حضرت سلیمانؑ نے رحلت فرمائی۔
شیطان نے جادو میں ایک کتاب لکھی۔ اُس کتاب کے پیچھے یہ بھی لکھ دیا کہ یہ وہ کتاب
ہے جس کو آصف بن برخیا نے اپنے بادشاہ سلیمانؑ کے واسطے لکھی ہے جس میں علم کے
خزانے اور ذخیرے ہیں۔ اُس میں یہ لکھا کہ جو شخص چاہے کہ فلاں کام ہو جائے اُسے
چاہیے کہ یہ جادو کرے جو چاہے کہ فلاں کام انجام پا جائے فلاں سحر پرمعمل کرے۔ اور اس

کتاب کو حضرت سلیمانؑ کے تخت کے نیچے دفن کر دیا اور وہاں سے لوگوں کے سامنے نکالا۔ تو کافر کہنے لگے کہ سلیمانؑ کی ہم پر حکومت جادو کے سبب سے تھی جو اس کتاب میں تحریر ہے۔ مومنین کہتے تھے کہ وہ خدا کے بندے اور پیغمبر تھے جو کچھ کرتے تھے باعجاز پیغمبری اور خدا کی قدرت سے کیا کرتے تھے۔ اسی قصہ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے جیسا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے۔ **وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ يَهُودِيُونَ** ان افتراپر وازیوں کی متابعت کی جو شیاطین اُن (سلیمانؑ) کے زمانہ میں یا اُن کی بادشاہی کے بارے میں کرنے لگے تھے حالانکہ سلیمانؑ کافر نہ تھے۔ اور نہ یہ جادو وغیرہ ان کی ایجادات سے ہے لیکن شیاطین نے ان کے زمانہ میں کفر کیا کہ لوگوں کو جادو کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

بسنید صحیح حضرت صادق علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو وحی کی کہ تمہاری موت کی علامت یہ ہے کہ بیت المقدس میں ایک درخت پیدا ہو گا جس کو خرنوبہ کہتے ہیں۔ ایک روز حضرت کی نگاہ ایک درخت پر پڑی جو بیت المقدس میں اُگا ہوا تھا تو حضرت نے اُس درخت سے خطاب فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے اُس نے کہا خرنوبہ یہ سن کر حضرت اپنے محراب عبادت میں تشریف لے گئے اور اپنے عصا پر سہارا کر کے کھڑے ہوئے تھے کہ اُسی حالت میں آپ کی روح قبض کر لی گئی اور آدمی اور جنات بدستور آپ کے کاموں میں مشغول رہے کہ آپ زندہ ہیں آخر دیبک نے عصا کو اندر سے خالی کر دیا اور آپ کی لاش گر گئی اُس وقت سب نے اپنے کاموں کو روکا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ جناب سلیمانؑ کی عمر سات سو بارہ سال کی تھی۔ **لے** بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت سلیمانؑ سے التماس

لے مولف فرماتے ہیں کہ مشہور یہ ہے کہ آپ کی عمر ترپن سال کی تھی اور آپ کی بادشاہی اور پیغمبری کی مدت چالیس سال ہے اور بادشاہی کے ابتدائی چار سال گزرنے کے بعد بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تھی۔ اُس میں کچھ کام باقی تھا جو ایک سال تک آپ کی وفات کے بعد ہوتا رہا۔ اس وجہ سے آپ کی وفات سے لوگ واقف نہ ہو سکے۔

کتاب کو حضرت سلیمانؑ کے تخت کے نیچے دفن کر دیا اور وہاں سے لوگوں کے سامنے نکالا۔ تو کافر کہنے لگے کہ سلیمانؑ کی ہم پر حکومت جادو کے سبب سے تھی جو اس کتاب میں تحریر ہے۔ مومنین کہتے تھے کہ وہ خدا کے بندے اور پیغمبر تھے جو کچھ کرتے تھے باعجاز پیغمبری اور خدا کی قدرت سے کیا کرتے تھے۔ اسی قصہ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے جیسا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے۔

وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ۔ يَهُودِيُونَ

ان افتر پادشاہوں کی متابعت کی جو شیاطین ان (سلیمانؑ) کے زمانہ میں یا ان کی بادشاہی کے بارے میں کہنے لگے تھے حالانکہ سلیمانؑ کافر نہ تھے۔ اور نہ یہ جادو وغیرہ ان کی ایجادات سے ہے لیکن شیاطین نے ان کے زمانہ میں کفر کیا کہ لوگوں کو جادو کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

بسنید صحیح حضرت صادق علیہ علی آباءہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو وحی کی کہ تمہاری موت کی علامت یہ ہے کہ بیت المقدس میں ایک درخت پیدا ہو گا جس کو خرنوبہ کہتے ہیں۔ ایک روز حضرت کی نگاہ ایک درخت پر پڑی جو بیت المقدس میں اُگا ہوا تھا تو حضرت نے اُس درخت سے خطاب فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے اُس نے کہا خرنوبہ یہ سن کر حضرت اپنے محراب عبادت میں تشریف لے گئے اور اپنے عصا پر سہارا کر کے کھڑے ہوئے تھے کہ اُسی حالت میں آپ کی روح قبض کر لی گئی اور آدمی اور جنات بدستور آپ کے کاموں میں مشغول رہے کہ آپ زندہ ہیں آخر دیکھنے لگے کہ اندر سے خالی کر دیا اور آپ کی لاش گر گئی اُس وقت سب نے اپنے کاموں کو روکا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ جناب سلیمانؑ کی عمر سات سو بارہ سال کی تھی۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت سلیمانؑ سے التماس

۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰

۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰

۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰

۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰

۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰

۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰

۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰

۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰

۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰

۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰

۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰

۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰

۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰

۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰

۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰

۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰

۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

کی کہ اپنے بعد ہم پر اپنے فرزند کو خلیفہ مقرر کر دیجئے۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ وہ خلافت کی صلاحیت نہیں رکھتا جب زیادہ اصرار کیا تو حضرت نے فرمایا اچھا چند مسائل اُس سے میں دریافت کروں گا اگر اُن کے جوابات وہ دے دیگا تو خلیفہ مقرر کر دوں گا۔ آخر حضرت نے پوچھا کہ اے فرزند روٹی اور پانی کا مزہ کیا ہے۔ اور آواز کی قوت اور کمزوری کس سبب سے ہوتی ہے اور انسان کے کس جسم میں عقل کا مقام ہے۔ کس چیز سے شقاوت و بے رحمی اور رقت (نرمی قلب) اور رحم حاصل ہوتا ہے اور جسم کو تکلیف و راحت کس عضو سے ملتی ہے۔ اور بدن کا ترقی پانا اور ترقی سے محروم رہنا کس عضو سے متعلق ہے وہ کسی ایک سوال کا جواب نہ دے سکا۔ حضرت صادقؑ نے ان سوالات کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ — پانی کا مزہ (اس سے مراد) زندگی ہے۔ اور روٹی کی لذت قوت ہے۔ آواز کی نینری اور کمزوری گروہ کے گوشت کی کمی اور زیادتی کے سبب سے ہے۔ عقل و دانائی کا مقام دماغ ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ جس کی عقل کم ہوتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا دماغ کس قدر چھوٹا ہے اور بے رحمی اور رحم دل کی سختی و نرمی کے سبب سے ہے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وائے ہوان پر جن کے دل یاد خدا سے سخت ہو گئے ہیں۔ اور بدن کی یمکان و راحت پیروں سے ہوتی ہے۔ جب پیروں کو زیادہ راستہ چلنا پڑتا ہے جسم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ جب پیروں کو آرام ہو جاتا ہے ان کی ممکن جاتی رہتی ہے جسم کو بھی راحت حاصل ہوتی ہے۔ اور جسم کا بڑھنا اور اس سے محرومی ہاتھوں کی وجہ سے ہے اگر آدمی ہاتھوں سے عمل کرتا ہے بدن کے لئے روزی حاصل ہوتی ہے اور دنیا و آخرت کی منفعت میسر آتی ہے اگر عمل نہیں کرتا تو جسم دنیا و آخرت کے آرام سے محروم رہتا ہے۔

حضرت سلیمانؑ کا اپنے والد سے چند سوالات کی اگر وہ جوابات دے دیتے تو اپنے بعد اپنا خلیفہ بنائیں۔ لوگ کا جواب سے فیصلہ ہونا اور حضرت صادقؑ کا عقل فرمایا۔

باب تیسواں

قوم سبا اور اہل ثرثار کے حالات

خلاق عالم ارشاد فرماتا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكِنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالِهِ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبُّ غَفُورٌ ⑤ (سورۃ سبا) بیشک قبیلہ سبا ان کے مقامات سکونت اور اُن کے شہروں میں خدا کے وجود اور اس کے کمال قدرت و احسان کی ایک آیت و دلیل تھی کہ دو باغ اُن کے شہر کے دائیں اور بائیں جانب تھے (خدا نے) اُن سے کہا کہ اپنے پروردگار کی عطا کی ہوئی روزی میں سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو کیونکہ تمہارا شہر بہتر اور پاک شہر ہے اور تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا ہے۔ فَأَعْرِضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتِیْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثَلٍ وَشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ ⑥ (سورۃ سبا) اس پر بھی ان لوگوں نے روگردانی کی اور شکر نہ بجالائے تو ہم نے سیل عرم یعنی سخت سیلاب یا وہ سیلاب اُن کی طرف بھیجا جو سخت بارش کے سبب سے ہوتا ہے (اور ان کے باغوں کو برباد کر کے) ایسے دو باغ ان کے عوض دیئے جن کے پھل بدمزہ تھے اور جن میں کانٹے دار درخت تھے اور تھوڑے بیر کے درخت تھے۔ ذَٰلِكَ جَزَآئُهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نَجْزِي الْإِلَٰهَ الْكَفُورَ ⑦ (سورۃ سبا) یہ ہم نے ان کی ناشکری کی سزا دی اور ہم تو بڑے ناشکروں ہی کو سزا دیا کرتے ہیں۔ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمُ الْبَيْنَ الْفُرْیَ الَّتِیْ بَرَكْنَا فِيهَا تَرْیَ ظَاهِرَةً وَقَدْ رُفِنَا فِيهَا السَّيْرُ سَيَّرُوا فِيهَا لِيَأْتِيَآ مَا أَمْنَيْنِ ⑧ (سورۃ سبا) اور ہم اہل سبا اور ثام کی ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت عطا کی تھی اور چند بستیاں سرراہ آباد کی تھیں جو ایک دوسرے سے نمایاں تھیں اور ہم نے ان میں آمد و رفت کی راہ مقرر کی تھی کہ اُن میں راتوں اور دنوں کو بے خوف چلو پھرو۔ بعض روایتوں میں ہے کہ یہ اطہینان حضرت صاحب الامر کے زمانہ میں حاصل ہوگا۔ فَقَالُوا رَبَّنَا بَعْدَ بَيْنِ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَرَّزْنَاهُمْ

کُلُّ مَمَزَقٍ ۱۸۱ فِی ذٰلِکَ لَآ یَلِیْتُ لَکُلِّ صَبَآءٍ شَکُوۡسٍ ۱۹ (سورۃ سبا) تو وہ کہنے لگے اے ہمارے پروردگار تو ہمارے سفروں میں دوری پیدا کر دے کیونکہ یہ شہر ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے ان کی ناشکری کی وجہ سے ان شہروں کو تباہ کر کے ان کے افسانے بنادیئے اور ان کو پراگندہ اور منتشر کر دیا ان میں سے ہر قبیلہ شام - مکہ - مدینہ - عمان اور عراق میں تتر بتر ہو گئے۔ بیشک ان کے قصہ میں عبرت حاصل کرنے والوں کیلئے اور ہر شکر کرنے والوں کے واسطے قدرت کی نشانیاں ہیں۔

بسنہ معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے جو حضرت نے ان آیات کریمہ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے کہ اہل سبا کی ایک جماعت تھی جن کے شہر ایک دوسرے سے قریب تھے اور وہ باہم آسانی سے ملتے جلتے تھے۔ ان شہروں میں نہریں جاری تھیں اور وہ بہت مالدار اور کھیتی باڑی والے تھے۔ اُن لوگوں نے کفرانِ نعمت کیا اور خود ہی اُن اپنی راحتوں میں تغیر کے خواہاں ہوئے تو خدا نے ایک سیلاب بھیجا جس نے ان کے شہروں کو تباہ کر دیا اُن کے مکانات غرق ہو گئے اور تمام اموال برباد ہو گئے اور اُن کے ہرے بھرے باغوں کے عوض وہ باغ پیدا ہوئے جن کا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ حضرت سلیمان نے اپنے لشکر کو حکم دیا تھا تو انہوں نے ایک خلیج دریائے شیر میں سے بلاد ہند کی جانب جاری کیا تھا اور ایک بڑی دیوار پتھر اور چونہ سے تیار کر دی تھی جس سے پانی شہر ہائے قوم سبا میں جاری ہو گیا تھا اور اس دیوار میں طاقے بنائے گئے تھے اس خلیج سے چند نہریں نکالی تھیں۔ جب چاہتے اس دیوار کے سوراخوں کو کھول دیتے جن سے جس شہر میں جس قدر مقصود ہوتا پانی پہنچا دیتے تھے اور پانی کھیتوں میں جاری ہو جاتا تھا۔ اُن کے شہر کے دائیں بائیں جانب دو باغ تھے جو دس روز کی راہ کے مربع میں پھیلے ہوئے تھے اور اس قدر گھنے اور پھلوں سے لدے ہوئے تھے کہ اگر کوئی شخص اُس باغ میں داخل ہو کر ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جانا چاہے تو دس روز تک سورج نظر نہیں آ سکتا تھا جب ان لوگوں نے سرکشی کی اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرتابی کرنے لگے اور نیکوں کی نصیحت نہ مانی اور اپنے اعمالِ فبیحہ سے باز نہ آئے تو خدا نے بڑے بڑے چوہوں کو اُن پر مسلط کر دیا جنہوں نے اُس دیوار کو کھودنا شروع کیا اور اس میں سے بڑے بڑے پتھر نکال نکال کر دور بھینکنے لگے کہ اگر اُن پتھروں میں کسی ایک کو ایک بہت مضبوط اور تنومند آدمی اٹھانا چاہتا تو اٹھا نہیں سکتا تھا۔ یہ حال دیکھ کر اُن میں سے

اہل نثرار کی نعمت کی قدرانی اور ان کا مضر ہونا اور ان کی عقل سے استغناء کرنا اور انہیں غلط فہمی اور انہی کی جہول کا کھانا۔

بعض لوگ تو اس شہر سے بھاگ گئے اور وہاں کی بود و باش ترک کر دی چوہے برابر اُس دیوار کے کھودنے میں مشغول رہے یہاں تک کہ وہ دیوار بالکل منہدم ہو گئی اور سیلاب ایک بیک اُن پر اُن پڑا۔ اُن کے شہروں کو خواب کر دیا اور باغ کے درختوں کو جڑوں سے اُکھیر کر بہا لے گیا جیسا کہ خداوند عالم نے ان کے قصہ میں بیان فرمایا ہے۔

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ میں کجانا کھانے کے بعد اپنی انگلیوں کو چاٹتا ہوں یہاں تک میرا خادم سمجھتا ہے کہ میرا یہ فعل لالچ و حرص کے سبب ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ نعمت الہی کے احترام کے سبب سے ہے (آگاہ ہو کہ) ایک جماعت تھی جس کو خدا نے بے انتہا نعمتیں عطا کی تھیں وہ ایک نہر کے مالک تھے جس کو ثنار کہتے تھے نعمتوں کی اس قدر فراوانی تھی کہ خالص گندم کی روٹیوں سے اپنے لڑکوں اور بچوں کے استنجا کرتے اور پاخانے بجائے پانی سے دھونے کے روٹیوں سے صاف و پاک کر کے پھینک دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اُن نجس روٹیوں کا ایک پہاڑ بن گیا۔ ایک روز ایک مروضہ کا اس طرف گزر ہوا جہاں ایک عورت اپنے لڑکے کا روٹی سے استنجا کر رہی تھی۔ انہوں نے نصیحت کی کہ خدا سے ڈرو اور خدا نعمتوں کی زیادتی کے سبب اس قدر غرور مت کرو اور کفرانِ نعمت مت کرو۔ اس عورت نے کہا تم مجھے بھوک سے ڈراتے ہو جب تک یہ نہر جاری ہے ہم کو کوئی پروا نہیں۔ پھر خدا اُن پر غضبناک ہوا اور نہر ثنار ان سے منقطع کر دیا اور آسمان سے پانی برسا نازمین سے دانہ اُگانا بند کر دیا اور وہ سب کے سب محتاج و فقیر ہو گئے آخر اُسی روٹی کے محتاج ہو گئے جس کو آبِ دست کی طرح استعمال کر کے پہاڑ کی طرح جمع کیا تھا۔ اُسی کو ترازو سے تول تول کر آپس میں تقسیم کرتے تھے۔

چوبیسواں باب

حنظلہ اور اصحاب رس کے حالات

بند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ قبیلہ بنی تیمم کے اشراف میں سے ایک شخص جس کو عمر و کہتے تھے حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں آپ کی شہادت سے تین روز پہلے آیا اور عرض کی مولا مجھے آگاہ فرمائیے کہ اصحاب رس کا کیا قصہ ہے۔ وہ کس زمانہ میں تھے اور کس مقام کے رہنے والے تھے۔ اُن کا بادشاہ کون تھا۔ خدا نے اُن کی جانب کسی پیغمبر کو برائے ہدایت بھیجا تھا یا نہیں۔ وہ کس طرح ہلاک ہوئے اس لئے کہ ہم کتاب خدا میں اُن کا ذکر تو پاتے ہیں مگر ان کے حالات اس میں درج نہیں ہیں۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ تو نے وہ بات دریافت کی کہ تجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی تھی اور میرے بعد کوئی اُن کے حالات بیان بھی نہیں کر سکتا مگر یہ کہ مجھ ہی سے روایت کرے گا۔ کتاب خدا میں کوئی آیت ایسی نہیں کہ جس کی تفسیر میں نہ جانتا ہوں۔ مجھے علم ہے کہ کون سی آیت کہاں نازل ہوئی کس مقام پر نازل ہوئی دن میں یا رات میں نازل ہوئی۔ پھر اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس میں بے انتہا علم بھرا ہوا ہے جس کے طلب کرنے والے بہت کم ہیں اور میرے بعد پچھتائیں گے کہ کیوں نہ حاصل کیا۔

اے برادر اُن کا قصہ یہ ہے کہ وہ (اصحاب رس) ایک گروہ تھے۔ جو درخت صنوبر کی پرستش کیا کرتے تھے جس کو شاہ درخت کہتے تھے۔ جس کو یافت پسر نوح نے ایک چشمہ کے کنارے بویا تھا اس چشمہ کو روستاب کہتے تھے۔ جو بعد طوفان حضرت نوح کے لئے جاری ہوا تھا اُن لوگوں کو اصحاب رس اس لئے کہتے تھے کہ انہوں نے خدا کے ایک پیغمبر کو حضرت سلیمانؑ کے بعد زندہ زمین میں دفن کر دیا تھا۔ وہ ایک نہر کے کنارہ بارہ شہروں میں آباد تھے وہ نہر جس کو رس کہتے تھے وہ بلاد مشرق میں واقع تھی۔ جس کو اس زمانہ میں اس رس کہتے ہیں اور اُن لوگوں کو اُسی نہر کی مناسبت سے اصحاب رس کہتے تھے۔ اُس زمانہ میں کوئی نہر سیٹھے پانی سے لبریز اس نہر سے بہت روئے زمین پر نہ تھی اور نہ ان کے شہروں

جناب امیر المومنینؑ فرمادے کہ علم بے حجاب نہیں حالات کو کتاب خدا کی ہر آیت سے ہم واقف ہوں کہ کہاں اور کب نازل ہوئی۔

سے بہتر اور زیادہ آباد دنیا میں کوئی اور شہر تھا۔ اُن کے شہروں کے نام آبان۔ آرزوی بہمن۔ اسفندار۔ فرورین۔ آروی۔ بہشت۔ خردار۔ مرداد۔ بتر۔ مہر۔ اور شہر بلور تھے۔ ان سب سے بڑا شہر اسفندار تھا جو ان کے بادشاہ کا پایہ تخت تھا اور ترکوڈ پسر غابور پسر بارش پسر سازن پسر فرودین کنعان بادشاہ تھا (وہ فرود) جو حضرت ابراہیم کے زمانہ میں تھا اور وہ چٹمہ اور وہ درخت صنوبر اسی شہر میں واقع تھا اور اُن شہروں میں سے ایک شہر میں اس درخت صنوبر کے خمی پھل کے بیج بوئے تھے اور اس چٹمہ سے جو بڑے صنوبر کے درخت کے قریب جاری تھا ایک نہر بنائی تھی جو ان درختوں کو سیراب کرتی تھی جو اُن بیجوں سے اُگے تھے یہاں تک وہ سب درخت بڑے ہو گئے اور اُن چشموں اور نہروں کے پانی جو اُس چشمے سے نکالے گئے تھے۔ اپنے اور اپنے چوپایوں کے لئے حرام کر رکھا تھا۔ اور اُن چشموں کا پانی نہیں پیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان چشموں کے پانی ہمارے خداؤں کی زندگی کا سبب ہیں اور مناسب نہیں کہ کوئی اپنے خداؤں کی زندگی کا پانی (پی کر) کم کرے بلکہ وہ خود اور اُن کے مولیٰ شہر رس سے پانی پیتے اور استعمال کرتے تھے جس کے کنارے ان کے شہر آباد تھے اور ہر مہینے ایک ایک شہر میں عید منائی جاتی تھی اور جس شہر میں عید مناتے تھے اُس کے باشندے اُس صنوبر کے پاس حاضر ہوتے جو اُن کے شہر میں ہوتا۔ اور اُس پر ریشمی پردہ ڈالتے جس پر مختلف صورتیں بنی ہوتی تھیں اور گایوں اور بھیروں کی اُس درخت صنوبر کے لئے قربانی کرتے تھے اور لکڑیاں جمع کر کے اُن قربانیوں میں آگ لگا دیتے جب دھواں اور اُن کے بخارات ہوا میں بلند ہوتے اور آسمان چھپ جاتا تو وہ سب کے سب اُس درخت کو سجدہ کرتے روتے اور گریہ و زاری کرتے تاکہ وہ درخت اُن سے راضی ہو۔ اُس وقت شیطان آکر اُس درخت کی ڈالیوں کو ہلاتا اور درخت کے تنہ سے ایک لڑکے کی سی آواز میں بولتا اور کہتا کہ میرے بندو میں تم سے راضی ہوا تمہارے دل مسرور اور آنکھیں روشن ہوں یہ سن کر وہ سجدہ سے نہر اٹھاتے شراب پیتے اور دف وغیرہ بجاتے اور گاتے اور تمام رات و دن عیش و طرب میں بسر کرتے تھے دوسرے دن اپنے اپنے گھروں کو واپس جاتے تھے۔ اسی وجہ سے عجم کے لوگوں نے اپنے مہینوں کے یہ نام رکھے ہیں۔ چنانچہ ابانماہ اور آفرماہ ان شہروں کے نام کی مناسبت سے مہینوں کے نام ہیں۔ چونکہ ہر مہینے میں کسی ایک شہر میں عید ہوتی تھی لہذا کہتے تھے کہ یہ فلاں شہر کی عید ہے۔

اور ان مہینوں کے نام اُن شہروں کے نام پر مشہور ہوئے اور جب اُن کے سب سے بڑے شہر کی عید ہوتی ہر چھوٹے بڑے اُس شہر میں جاتے اور اُس بڑے درخت صنوبر اور اُس چشمہ کے پاس حاضر ہوتے اور ایک بڑا ریشمی پردہ جس پر طرح طرح کی صورتیں بنی ہوئی ہوتیں اُس درخت پر ڈال دیتے اور سہرا پردہ کے سامنے بارہ درگاہ بناتے کہ ہر درگاہ اُن کے بارہ شہروں میں سے ایک شہر والوں کے لئے مخصوص تھے اور پردہ کے باہر سے اُس درخت صنوبر کو سجدہ کرتے اور اُس کے واسطے قربانیاں کرتے اتنی ہی قربانیاں جتنی ہر درخت کے لئے الگ الگ کرتے تھے پھر ابلیس ملعون آکر اُس درخت کو ہلاتا اور اُس میں سے آواز دیتا اور اُن سے کلام کرتا اُن سے وعدے کرتا اور اُن شیطانوں سے زیادہ امیدیں دلاتا جو دوسرے درختوں کے شیاطین ان کو امیدیں دلاتے تھے۔ پھر وہ لوگ سجدہ سے سہراٹھاتے اور خوب شراب پیتے۔ اور عیش و عشرت میں بارہ روز تک تمام سال کی عیدوں کے برابر گزارتے پھر اپنے اپنے گھروں کو واپس جاتے۔ جب ان کا کفر و طغیان حد سے بڑھ گیا۔ خداوند عالم نے بنی اسرائیل میں سے ایک رسول اُن کی طرف بھیجا جو ان کو خدا کی معرفت اور اس کی عبادت کی ہدایت کرتا لیکن وہ اس کی پیروی سے انکار ہی کرتے رہے۔ جب پیغمبر نے دیکھا کہ وہ اپنے کفر و ضلالت میں غرق ہیں اور پیغمبر کی نصیحت و ہدایت سے اپنے خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے اور اپنی بھلائی و نیکی کی جانب رنج نہیں کرتے تو جب اُن کے سب سے بڑے شہر کی عید کا زمانہ آیا۔ بارگاہ الہی میں مناجات کی کہ خداوند ایتیرے یہ بندے میری تکذیب اور تری ذات سے انکار کے سوا کوئی امر نیک اختیار نہیں کرتے۔ لہذا جس درخت کو پوجتے ہیں تو اُسے خشک کر دے اور اپنی قوت و طاقت ان کو دکھا دے۔ اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ دوسرے روز صبح کو اُن گمراہوں نے دیکھا کہ ان کے تمام درخت خشک ہو گئے ہیں۔ جس سے وہ بہت متعجب اور خوفزدہ ہوئے اور اُن میں دو گروہ ہو گئے ایک کہتا تھا کہ یہ مروجہ خدائے آسمان و زمین کی پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے اس نے جادو کر دیا ہے تاکہ تمہاری روزی جو تمہارے خداؤں کی جانب سے ملتی ہے۔ اپنے خدا کی جانب سے قرار دے اور دوسرا گروہ کہتا تھا ایسا نہیں بلکہ تمہارے خداؤں کو تم پر غصہ آگیا ہے اس سبب سے کہ یہ مرد اُن کے عیوب بیان کرتا ہے اور ان کی مذمت کرتا ہے اور تم اس کو منع نہیں کرتے اس سبب سے اپنی تازگی

ایک پیغمبر کا منہ دھو کر اور ان کا اس کو کونو نہیں میں خال کر دیا۔

اور شگفتگی تم سے پوشیدہ کر لی ہے تاکہ تم اُن کی وجہ سے اس مرد پر غضبناک ہو۔ اور اس سے انتقام لو۔ یہ سوچ کر اُن گمراہوں نے اپنے پیغمبر کے قتل کا مشورہ کیا۔ اور مار ڈالنے پر متفق ہو گئے اور سیسے کے بہت سے ٹکے بنائے۔ بہت چوڑے اور کشادہ اور ایک دوسرے میں جوڑ جوڑ کر اُس چپٹہ بزرگ کی تہ تک لے گئے اور اُن نلکوں میں سے پانی نکال کر اُس کے اندر گئے اور اندر ایک بڑا گہرا کنواں کھودا۔ اور پیغمبر کو اُسی کنوئیں میں ڈال کر کنوئیں کے منہ پر ایک بہت بڑا پتھر رکھ دیا۔ اور باہر نکل آئے پھر اُن نلکوں کو چشمے سے نکال لیا کہ پانی اُس کنوئیں کے اوپر سے چشمے کی سطح تک برابر جاری ہو گیا۔ اُس وقت کہنے لگے کہ اب ہمارے خدا ہم سے راضی ہو گئے ہوں گے کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا کہ ہم نے اُس شخص کو مار ڈالا جو ان کی مذمت کرتا تھا اور سب سے بڑے خدا (صنوبر) کے نیچے اس کو ہم نے دفن کر دیا۔ لیکن ہے اب اُن کی تازگی و طراوت ہمارے واسطے واپس آ جائے۔ اور اس روز تمام دن پیغمبر کے فریاد و نالہ کی آواز سنتے رہے کہ وہ اپنے خدا سے دعا کرتے تھے کہ بارالہا تو میری اس تنگ جگہ کو اور میرے غم و اندوہ کو دیکھ رہا ہے میری بیکیسی اور بیچارگی پر رحم کر اور میری روح کو جلد قبض کر لے اور اس میں تاخیر مت کر۔ یہاں تک کہ وہ مظلوم پیغمبر رحمت الہی سے واصل ہوئے صلوات اللہ علیہ۔ اُس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیل کو وحی کی کہ یہ میرے بند سے بہت سرکش ہو گئے ہیں اور میرے عذاب سے لاپرواہ اور مطمئن ہیں میرے غیر کی عبادت کرتے ہیں اور انہوں نے میرے پیغمبر کو مار ڈالا۔ کیا یہ گمان کرتے ہیں کہ میرے عذاب کا مقابلہ کر لیں گے یا میرے ملک اور بادشاہی سے باہر نکل سکتے ہیں حالانکہ میں اپنے ہر نافرمان سے اور عذاب سے نہ ڈرنے والے سے انتقام لینے والا ہوں۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں ان لوگوں کو (اس طرح معذب کروں گا کہ) تمام عالم کے لئے (ان کا حال) عبرت و نصیحت قرار پا جائے۔ غرض کہ وہ بدستور اپنی عید منانے میں مشغول تھے کہ ناگاہ ایک سُرخ ہوائے تند آن پر آئی جس سے وہ سب متعجب ہوئے اور ڈر کر ایک دوسرے سے لپٹ گئے پھر خدا نے زمین کو اُن کے پیروں کے نیچے جلتا ہوا (پگھلا ہوا) گندھک بنا دیا اور ایک سیاہ ابر اُن پر چھا گیا جس سے آگ برسنی شروع ہوئی جس نے اُن کے بدنوں کو پگھلا کر پانی بنا دیا جیسے سیدھے آگ میں پگھل کر پانی ہو جاتا ہے (امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ) میں خدا کے غضب سے اُسی کی پناہ چاہتا ہوں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

(طاقت و قوت خدا نے بزرگ و بلند ہی کے ساتھ ہے)۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں ہے کہ اصحاب رس وہ جماعت تھی جن کی عورتیں آپس میں مساحقہ کرتی تھیں (جیسے مرد آپس میں اعلان کرتے ہیں) اس لئے خدا نے اُن کو اپنے عذاب سے ہلک کر دیا۔

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے اور ثعلبی نے بھی عراق میں لکھا ہے کہ اصحاب رس دو گروہ تھے۔ ان میں سے ایک گروہ کا ذکر خدا نے قرآن میں کیا ہے۔ وہ لوگ ایک گاؤں کے رہنے والے تھے بہت مویشیاں رکھتے تھے۔ حضرت صالح پیغمبر نے اُن کی جانب ایک رسول بھیجا ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا۔ پھر دوسرا رسول بھیجا اس کو بھی مار ڈالا پھر ایک رسول بھیجا اس کو بھی مار ڈالا تو ایک اور رسول بھیجا جس کے ساتھ ایک ولی کو بھی بھیجا۔ اس رسول کو بھی ان لوگوں نے مار ڈالا تو اس ولی نے ان پر حجت تمام کی اور اُس مچھلی کو دریا سے طلب کیا جس کی وہ لوگ پرستش کرتے تھے۔ وہ مچھلی دریا سے نکل کر خشکی میں آئی اور حضرت کے پاس بیٹھی ان لوگوں نے پھر بھی تکذیب کی اُس وقت خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے ان کو ان کے مویشیوں سمیت دریا میں پھینک دیا۔ صالح علیہ السلام کے ولی نے ان کے سونے چاندی اور برتن تمام اموال کو اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا۔ غرض اس جماعت کی نسل منقطع ہو گئی۔ یہ قصہ ہم نے حضرت صالح پیغمبر کے حالات میں بیان کر دیا ہے۔ غرض حضرت امام موسیٰ کاظم نے فرمایا کہ جس گروہ کا قصہ خدا نے قرآن میں بیان فرمایا ہے وہ وہ جماعت تھی جو نہر کے پاس آباد تھی اور اُن کو اصحاب رس کہتے تھے۔ اُن میں خدا نے بہت سے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا اور کوئی دن ایسا نہ تھا جس میں کسی پیغمبر نے ان کی ہدایت نہ کی ہو اور انہوں نے اس کو نہ مار ڈالا ہو۔ وہ نہر آذربائجان و ارمینہ کے درمیان آذربائجان کی آخری حد تک جاری تھی اور وہ سب چلیپ کی پرستش کرتے تھے۔ اور ایک روایت کے مطابق باکرہ لڑکیوں کی پرستش کرتے تھے۔ جب تیس سال پورے ہو جاتے تو اس لڑکی کو مار ڈالنے اور دوسری لڑکی کو خدا بنا لیتے تھے۔ اُس نہر کی چوڑائی تین فرسخ تھی۔ وہ ہر شب و روز میں اتنی بلند ہوتی تھی کہ اُن کے پہاڑوں کی نصف بلندی تک پہنچ جاتی لیکن اس کا پانی دریا یا میدانوں میں نہیں جاری ہوتا بلکہ اُن کی آبادی کی حدوں تک پہنچ کر ٹھہر جاتا تھا اور پھر ان کے شہروں میں گشت کرتا پھرتا تھا۔ خدا نے ایک مہینے میں تیس پیغمبر اُن کے لئے بھیجے انہوں نے سب کو قتل کر ڈالا۔

اصحاب رس کے پیغمبر کا ایک مچھلی کو دریا سے ہلک کر دیا ہے اس مچھلی کو وہ لوگ عبادت کرتے تھے۔

تو خدا نے ایک پیغمبر کو بھیجا جس کے ساتھ اپنی نصرت بھی قائم رکھی تو اُس پیغمبر نے اُن سے جہاد کیا جو حق تھا جہاد کا۔ ان لوگوں نے اُس کا مقابلہ کیا اور اس کے دفع کرنے میں جب مشغول ہوئے تو خدا نے میکائیلؑ کو بھیجا اُس وقت اُن کے دانہ بونے کا زمانہ تھا اور پانی کی بیکدر ضرورت ہو کر تھی تھی۔ حضرت میکائیلؑ نے اُن کی نہروں کا پانی دریا کی طرف پھیر دیا۔ سب پانی دریا میں چلا گیا۔ اور اس نہر سے جس قدر چشمے نکلتے تھے اُن سب کی طرف دیواریں کھڑی کر دیں اور میکائیلؑ کے ساتھ پانچ ہزار فرشتے تھے۔ جنہوں نے وہ پانی جو نہر میں باقی رہ گئے تھے نکال کر دریا میں ڈال دیئے اور نہر کو خالی کر دیا۔ پھر خدا نے جبرائیلؑ کو بھیجا انہوں نے اُن تمام نہروں اور چشموں کو خشک کر دیا جو اُن کے شہروں میں تھے اور ملک الموت کو بھیجا جنہوں نے اُن کے تمام موشیوں کو مار ڈالا۔ اور باد شمال و جنوب اور صبا و دیور کو حکم دیا کہ اُس نے اُن کے تمام مال و کپڑے وغیرہ کو پراگندہ کر دیا اور پہاڑوں اور دریاؤں میں ڈال دیا اور زمین کو حکم دیا تو اُس نے اُن کے تمام ظروف اور سیم و زر کو نکل لیا وہ سب زمین کے اندر ہی اور قائم آل محمد کے زمانہ میں ظاہر ہوں گے۔ جب صبح ہوئی تو وہ سب بیدار ہوئے اور دیکھا کہ ان کے مال ہیں نہ موشیاں ہیں نہ پانی ہے نہ دانہ ہے نہ لباس و فرش و ظروف وغیرہ ہیں تو ان میں سے بہت تھوڑے خدا پر ایمان لائے اور خدا نے ان کی ہدایت کی۔ ایک غار کی جانب جو ایک پہاڑ میں تھا جس کا راستہ ان سے قریب تھا تو وہ اس غار میں پناہ گزیں ہوئے اور انہوں نے نجات پائی وہ اکیس مرد تھے چار عورتیں تھیں اور دس لڑکے تھے اور وہ جو اپنے کفر و طغیان پر باقی رہے چھ لاکھ آدمی تھے جو بھوک اور پیاس میں تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ ایک بھی باقی نہ بچا پھر تھوڑے لوگ (۳۵ آدمی) جو ایمان لائے تھے اپنے گھروں کو واپس آئے دیکھا کہ سب ویران و تباہ ہو چکے ہیں اور اہل شہر سب فنا ہو چکے ہیں۔ تو نہایت خلوص سے نجات و رہائی بخشنے والے کی بارگاہ میں گریہ و زاری اور فریاد کی کہ پروردگار عالم پانی و زراعت اور موشیاں بقدر ضرورت عطا کر دے زیادہ نہ دے کہ اُن کی سرکشی کا باعث ہو اور قسم کھائی اور عہد و اقرار کیا کہ اگر خداوند عالم کوئی رسول اُن کے لئے مبعوث فرمائے۔ تو اُس کی مدد کریں گے اور اس پر ایمان لائیں گے چونکہ خداوند عالم ان کے نیتوں کی سچائی جانتا تھا اس لئے اُن پر رحم فرمایا اور ان کی نہریں جاری کر دیں اور جس قدر انہوں نے مانگا اس سے زیادہ عطا فرمایا پھر وہ لوگ ہمیشہ مطیع و فرمانبردار رہے یہاں تک کہ

وہ ختم ہو گئے اور ان کی نسل سے ایک گروہ پیدا ہوا جو ظاہر میں اطاعت و عبادت کرتے تھے اور حقیقت میں منافق تھے۔ خدا نے ان کو بھی مہلت دی یہاں تک کہ ان لوگوں نے بھی بڑی نافرمانیاں کیں اور خدا کے دوستوں کی مخالفت و دشمنی میں مشغول رہے تو خدا نے ان کے دشمن کو ان پر مسلط کر دیا جس نے بہتوں کو قتل کر ڈالا اور جو باقی رہ گئے خدا نے ان میں وبائے طاعون پھیلا دیا جس سے سب کے سب مر گئے اور کوئی باقی نہ رہا۔ ان کی نہریں اور عمارتیں دو سو سال تک خراب و ویران پڑی رہیں۔ آخر خدا نے دوسرے ایک گروہ کو لا کر ان کے مکانوں میں آباد کیا۔ وہ لوگ مدتوں میطیع و فرمانبردار رہے اس کے بعد ان میں بھی فساد شروع ہوا۔ اور وہ لوگ بھی بدکاریاں کرنے لگے اپنی بیٹیوں۔ بہنوں اور عورتوں کو ہدیے اور تحفے کے طور پر اپنے ہمسایوں دوستوں اور ساتھیوں کو دیتے تھے کہ ان سے بدکاری کریں اور اس کو صلہ و احسان سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ اس سے بدتر عمل کے مرتکب ہونے لگے۔ مرد مردوں سے لواطہ کرنے لگے اور عورتوں کو ترک کر دیا۔ عورتوں پر جب خواہش نفسانی غالب ہوئی ابلیس کی بیٹی ولہات اپنی سگی بہن شیمار کو لے کر عورتوں کی شکل میں آئی اور ان کو سکھایا کہ تم سب بھی آپس میں مساحقہ کرو جس طرح مرد آپس میں بد فعلی کرتے ہیں اور ان کو اس عمل قبیح کی تعلیم دی غرض کہ یہ فعل بد ولہات ملعونہ کی تعلیم سے رونما ہوا۔ تو خدا نے ان پر ایک بجلی کو مسلط فرمایا۔ ابتدائی شب میں اور رات کے آخری حصہ میں زمین کے اندر وحشتناک شروع کیا اور زمین سے نہایت ڈراؤنی آواز بلند ہوتی رہی یہاں تک کہ طلوع آفتاب تک ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ امام موسیٰ کاظم نے فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اب تک پھر وہ زمین آباد ہوئی ہو گی۔

شیخ طبرسی نے بیان کیا ہے کہ وہ اصحاب رس وہ گروہ تھے جنہوں نے اپنے پیغمبر کو کنوئیں میں ڈالا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ چوپایوں کے مالک تھے ایک کنواں بنا رکھا تھا جس کے چاروں طرف بیٹھتے تھے اور بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ خدا نے حضرت شعیبؑ پیغمبر کو ان کی طرف بھیجا تھا۔ ان لوگوں نے حضرت کی تکذیب کی۔ تو ان کا کنواں خراب و برباد ہو گیا اور وہ سب زمین کے اندر دھنس گئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کے لئے خدا نے ایک پیغمبر بھیجا تھا جن کا نام حنظلہ تھا۔ انہوں نے پیغمبر کو مار ڈالا اس لئے ہلاک ہوئے۔ بعض کا قول ہے کہ رس ایک کنواں ہے انطاکیہ میں انہوں نے حبیب نجار کو قتل کر کے اس کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔

حضرت صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اُن کی عورتیں باہم مساحقہ کرتی تھیں جن کا ذکر خدا نے اس آیت میں کیا ہے۔ وَبَنُو مَعْطَلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ۔ کس قدر بڑا کنواں معطل تھا اور کیسے محکم محل تھے جن کے رہنے والے ہلاک ہوئے اور وہ سب ویران و برباد ہو گئے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ ایک کنواں حضرت موت میں تھا۔ اُس شہر میں حاضر ہوتے تھے وہاں وہ چار ہزار اشخاص آباد ہوئے تھے جو حضرت صالحؑ پر ایمان لائے تھے۔ حضرت صالحؑ بھی اُن کے ساتھ تھے۔ جب اُس جگہ وہ لوگ آباد ہو گئے تو حضرت صالحؑ برحمت الہی واصل ہوئے۔ اس سبب سے اُس مقام کو حضرت موت کہنے لگے۔ پھر ان کی نسلیں بڑھیں اور ان کی کثرت ہوئی تو انہوں نے سرکشی شروع کی اور بتوں کو پوجنے لگے۔ پھر خدا نے ان کی طرف ایک پیغمبر کو بھیجا جن کا نام حنظلہ تھا۔ ان ظالموں نے ان کو برسر عام بازار میں مار ڈالا۔ تو خدا نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ وہ سب کے سب مر گئے اُن کا کنواں معطل و بیکار ہو گیا اور ان کے بادشاہ کا محل تباہ ہو گیا۔

باب پچیسواں

حضرت شیعا و حقیق علیہم السلام کے حالات

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں حضرت شیعا کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا وہ (بادشاہ و رعایا) سب خدا کے فرمانبردار تھے مگر بعد میں دین میں بدعتیں کرنے لگے۔ حضرت شیعا نے ہر چند ان کو نصیحت کی خدا کے عذاب سے ڈرایا کچھ فائدہ نہ ہوا تو خدا نے بادشاہ بابل کو ان پر مسلط کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے تو خدا سے توبہ و استغفار کی تو خدا نے حضرت شیعا پر وحی کی کہ میں نے اُن کے باپ داؤدؑ کی نیکی و اطاعت گزاری کی وجہ سے ان کی توبہ قبول کی۔ اُن کے بادشاہ کی پینڈلی میں ایک چھوڑا تھا جس میں ناسور ہو گیا تھا اور وہ خدا کا فرمانبردار اور نیک بندہ تھا

تو خدا نے شیخ کو وحی فرمائی کہ بادشاہ کو حکم دیں کہ وہ وصیت کرے اور اپنے اہل میں سے کسی کو بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کر دے میں فلاں روز اس کی روح قبض کر لوں گا۔ حضرت شیخ نے خدا کا یہ پیغام بادشاہ کو پہنچایا تو بادشاہ نے تضرع و زاری کے ساتھ دعا اور مناجات کی کہ پالنے والے تو نے مجھ پر روز اول (ولادت کے دن) ہی سے احسان و کرم فرمایا کہ ہر چیز میرے لئے مہیا فرمادی (بادشاہی عطا کر دی) اس کے بعد بھی تیرے سوا کسی سے کوئی امید نہیں رکھتا ہوں مجھے صرف تجھ پر بھروسہ ہے۔ میں تیری حمد کرتا ہوں اور تجھ سے احسان کی امید رکھتا ہوں بغیر کسی عمل نیک کے جو میں نے کئے ہوں تو مجھ سے بہتر میرے احوال سے واقف ہے۔ خداوند امیری موت ٹال دے اور میری عمر کو کچھ بڑھا دے اور مجھ کو اُس طریقہ پر قائم رکھ جسے تو دوست رکھتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ تو خدا نے حضرت شیخ کو وحی کی کہ میں نے اس کی گریہ و زاری پر رحم کیا اور اس کی دعا کو قبول کیا اور اس کی عمر پندرہ سال بڑھا دی۔ اس کو بتا دو کہ اپنے ناسور کا علاج اب انجیر سے کرے کہ میں نے اس کے زخم و تکلیف کی اُس میں شفا قرار دی ہے اور میں نے اس کو اور بنی اسرائیل کو اُن کے دشمنوں سے محفوظ کر دیا۔ چنانچہ دوسرے روز صبح کو انہوں نے دیکھا کہ شاہ بابل کا تمام لشکر ہلاک ہو چکا ہے صرف بادشاہ اور اُس کے ساتھ پانچ اشخاص بچے جتھے جو بابل کی جانب بھاگ گئے۔ پھر بنی اسرائیل نیکی اور ہدایت کے طریقہ پر قائم رہے یہاں تک کہ بادشاہ اس وارفانی سے رخصت ہوا اُس کے بعد ان لوگوں نے سرکشی و نافرمانی شروع کی اور ہر ایک بادشاہی کا دعوئے کرنے لگا۔ جناب شیخ نے ہر چند ان کو نصیحت کی مگر فائدہ نہ ہوا آخر سب ہلاک کر دیئے گئے۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ عبداللہ بن سلام نے جناب رسول خدا سے حضرت شیخ کے حالات پوچھے فرمایا کہ انہوں نے میری رسالت و نبوت کی اور حضرت عیسیٰ کی نبوت کی بنی اسرائیل کو خوشخبری دی تھی۔

بند معتمد حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت شیخؑ پر نبی کو وحی کی کہ میں تمہاری قوم کے چالیس ہزار بدکاروں اور ساٹھ ہزار نیکیو کاروں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔ جناب شیخ نے عرض کی پالنے والے نیکیوں کو کس سبب سے ہلاک کریگا فرمایا کہ انہوں نے گنہگاروں کی خوشامد و چالوسی کی اور میرے غضب کی وجہ سے اُن پر غصہ نہ کیا (اور نہ ان کو گناہوں سے روکنے کی کوشش کی)

خداوند پیر سے چاہتا ہے تیرا کر شفا دیتا ہے

خدا کی اطاعت کی وجہ سے دھنوں پر لکھ

ہم کہوں کہ ساق نیک ہونے کی وجہ سے ہلاک کر دیئے جاتے ہیں اگر بدو اور نصیحت نہ کریں۔

بند معتبر منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے مجلس مامون جاثلیق نصرانی سے پوچھا کہ تجھے شیبا کی کتاب کے بارے میں کیا علم ہے۔ اُس نے کہا میں اُس کے ایک ایک حرف سے واقف ہوں۔ حضرت نے پھر یہودی عالم راس الجالوت سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا یہ بات کتاب شیبا میں موجود ہے کہ انہوں نے کہا اسے میری قوم کے لوگوں میں نے ایک گدھے سوار کو دیکھا کہ لباس نور میں ملبوس تھا اور ایک شتر سوار کو دیکھا جس کا نور اور جس کی روشنی مانند ماہ تھی۔ دونوں عالموں نے کہا ہاں یہ شیبا کے اقوال ہیں۔ پھر فرمایا کہ شیبا نے کتاب توریت میں فرمایا کہ میں نے دو سواروں کو دیکھا جن کے نور سے زمین روشنی ہو جائے گی ایک دراز گوش پر سوار ہو گا دوسرا اونٹ پر۔ یہ دونوں کون ہیں۔ راس الجالوت نے کہا میں نہیں جانتا آپ فرمائیے کہ وہ دونوں کون ہیں۔ فرمایا کہ دراز گوش پر سوار تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور شتر سوار جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ کیا توریت کے اس کلام سے تم کو انکار ہے۔ اُن دونوں نے کہا نہیں ہم انکار نہیں کر سکتے۔ پھر حضرت نے پوچھا کہ حقیق پیغمبر کو بھی جانتے ہو۔ جواب دیا ہاں ہم پہچانتے ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ کیا اُن کا یہ کلام تمہاری کتاب میں ہے کہ خدا نے بیان حق کو کوہ فاران سے ظاہر کیا اور تمام آسمان حمد الہی (کی آوازوں) سے بھر گئے۔ اس کی امت اور اس کے لشکر کے سوار دریا میں جنگ کریں گے۔ جس طرح صحر میں کریں گے اور وہ ایک نئی کتاب (خدا کی طرف سے) بیت المقدس کے تباہ ہونے کے بعد لائے گا اور مراد اُس کتاب سے قرآن ہے۔ کیا اس کلام کو تم جانتے ہو اور اس پر ایمان رکھتے ہو۔ راس الجالوت نے کہا بیشک یہ حقیق پیغمبر کا کلام ہے اور ہم اس سے انکار نہیں کرتے ہیں۔

بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ بنی اسرائیل نے چاہا کہ شیبا کو مار ڈالیں۔ وہ اُن سے علیحدہ ہو گئے اور ایک درخت کے پاس پہنچے۔ درخت اُن کے لئے کشادہ ہو گیا۔ اور وہ اُس کے شکاف میں داخل ہو گئے۔ درخت پھر برابر ہو گیا۔ شیطان نے اُن کے کپڑے کا ایک گوشہ درخت کے باہر نکال رکھا اور بنی اسرائیل کو بتایا کہ شیبا اس درخت کے اندر چھپے ہوئے ہیں۔ انہوں نے آگے سے درخت کو چیر ڈالا اور وہ اُسی کے اندر دو حصے ہو گئے۔

چھیسواں باب

حضرت زکریاؑ اور یحییٰ کے حالات

حق تعالیٰ حضرت مریم کے ذکر کے بعد بیان فرماتا ہے۔ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿۳۸﴾

یعنی جس وقت زکریا نے آسمانی نعمتیں مریم کے پاس دیکھیں اپنے پروردگار سے دعا کی اور کہا پالنے والے مجھے اپنی طرف سے طیب و طاہر فریت اور پاک و پاکیزہ نسل عطا فرما بیشک تو ہی دعا کا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ فَتَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ ۚ پھر فرشتوں نے ان کو آواز دی جبکہ وہ محراب عبادت میں کھڑے نماز میں مشغول تھے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا کی عبادت اس کی خدمت (اطاعت و بندگی) ہے اور کوئی خدمت نماز کے برابر نہیں ہو سکتی اس وجہ سے ملائکہ نے حالت نماز میں زکریا کو ندا کی۔ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا لِّكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾

بیشک خدا تم کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے جو خدا کے کلمہ یعنی عیسیٰ بن مریم کی تصدیق کرنے والا ہو گا اور سردار اور علم میں بزرگ ہو گا عبادت اور اخلاق پسندیدہ رکھنے والا اور ثنائتہ پیغمبروں میں سے ہو گا امام جعفر صادقؑ سے بسند معتبر منقول ہے کہ حضور وہ شخص جو عورتوں سے مقاربت نہ کرے۔ قَالَ رَبِّ اَنْىٰ يَكُوْنُ لِيْ غُلَامٌ وَّ اَنَاْ بَلَغْتَى الْكِبَرُ وَاُمْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۚ زکریا نے عرض کی کیونکر میرے لڑکا ہو گا حالانکہ میں بوڑھا ہو گیا اور میری زوجہ بانجھ ہے۔ مروی ہے کہ اُس وقت حضرت زکریا کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی اور ان کی زوجہ اٹھانوٹے برس کی بوڑھی ہو چکی تھیں۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ وہ عاقر تھیں یعنی حائض نہیں ہوتی تھیں اور یہ سوال حضرت کا خدا کی قدرت سے بعید ہونے کے خیال سے نہ تھا بلکہ اس نعمت کا اظہار مقصود تھا۔ یا اظہار تعجب کی غرض سے تھا کہ میری اور میری زوجہ کی اس پیری اور ضعف کی حالت میں لڑکا ہو گا۔ قَالَ كَذٰلِكَ اَللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ یوں ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْ اٰيَةً ۚ عرض کی پالنے والے میرے لئے

آیت ۳۸ و ۳۹ و ۴۰

حضرت زکریاؑ کی حالت

حضرت زکریاؑ کی حالت

اُس وقت کی کوئی نشانی مقرر فرمادے قَالَ اٰیٰتُكَ اَلَا تُكَلِّمُ النَّاسَ ثَلٰثَ اَیَّامٍ
 اِلَّا رَمْزًا ۚ خدانے فرمایا کہ تمہاری علامت اُس وقت یہ ہوگی کہ تم تین روز تک لوگوں
 سے سوائے اشارہ کے بات زبان سے نہ کر سکو گے۔ وَ اِذْ کُنَّا نُرٰی بِکَ کَیۡدًا وَّ سَبۡحًا
 بِالْعِشَیِّ وَالۡوُبٰکَ ۙ اور اُن تینوں دنوں میں خدا کی تسبیح و تقدیس کثرت سے
 شام و صبح کرتے رہنا پھر سورہ مریم میں فرمایا ہے ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَکَ زَکَرِیَّا ۙ
 اِذْ نَادٰی رَبُّہٗ بِدَاۡءِ خَفِیۡٓٔ ۙ یہ ذکر اور یہ خبر دینا تمہارے پروردگار کی رحمت ہے
 جو اُس نے اپنے بندے زکریا پر کی جبکہ اُس کی دعا مستجاب کی جس وقت کہ اُس نے
 آہستہ اور پوشیدہ طور سے اپنے پروردگار کو پکارا قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهِنَ الْعِظَمِ
 مِیۡتًۢی وَاَسْتَعۡلَی الرَّاسُ شَیۡبًا۔ زکریا نے کہا پالنے والے بیشک میری ہڈیاں کمزور
 ہو گئی ہیں اور ضعف سے میرا سر بھٹک اٹھا ہے۔ وَ کَلَّمَکُنۡ بِدَاۡءِ عَاۡیٰتِکَ رَبِّ شَفِیۡٓٔ ۙ
 اور تجھ سے دعا کر کے اے پالنے والے میں کبھی محروم نہیں رہا بلکہ تو نے ہمیشہ میری
 دعا قبول فرمائی ہے۔ وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ دَرَءٍ وَّ کَانَتِ اٰمْرًاۢی عَاقِرًا۔
 بیشک مجھے اپنے بدکردار عزیزوں سے خوف ہے کہ میرے بعد میرے وارث نہ
 ہو جائیں اور میری زوجہ بانجھ ہے۔ فَهَبْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیۡٓٔ ۙ یٰۤرَبِّیْ وَیَسِّرْ لِّیْ
 الْیَقُوۡبَ ۙ وَاجْعَلْہٗ رَبِّ رَضِیًّا ۙ لہذا اپنی طرف سے مجھے ایک فرزند عطا فرما
 جو میری میراث کا میرے تمام رشتہ داروں سے زیادہ حق دار ہو جو میری اور آل یعقوب
 کی میراث پائے یعنی یعقوب پسر ماثان جو مریم کے چچا تھے یا یعقوب پسر اسحاق کی
 میراث اور اسے میرے پروردگار اُس فرزند کو پسندیدہ عادات و اخلاق عطا فرما۔ علی
 ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ زکریا کے اُس وقت تک کوئی فرزند نہ ہوا تھا جو ان
 کے بعد ان کا جانشین ہوتا اور اُن کی میراث پاتا۔ اُس وقت جناب زکریا عباد و علمائے
 بنی اسرائیل کے سردار تھے اور بنی اسرائیل کے ہدیے اور نذر وغیرہ کی چیزیں ان
 لوگوں کے لئے معین تھیں اور حضرت زکریا کی زوجہ حضرت مریم کی بہن عمران پسر
 ماثان کی بیٹی تھیں اور یعقوب پسر ماثان اور ماثان اور دوسری تمام اولاد اُس وقت
 بنی اسرائیل اور اُن کے شہزادوں کی سردار تھیں اور وہ لوگ حضرت سلیمان کی اولاد سے
 تھے۔ یٰۤاَکْزَبٰۤیۡۤا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ ۙ اَسْمٰہُ یَحٰییؑ لَکَ نُنۡجِلُ لَہٗ مِنْ قَبْلِ سُبۡحَا ۙ
 خدانے زکریا کو آگاہ کیا کہ ہم تم کو ایک فرزند کی خوشخبری دیتے ہیں جس
 کا نام ہم نے یحییٰ رکھا ہے کہ اس سے پہلے کسی کا یہ نام نہیں رکھا تھا یا یہ

کہ اس سے پہلے کسی کو اُس کے مانند نہیں پیدا کیا تھا۔ قَالَ رَبِّ اَنْتَ یٰکُونُ لِیْ غُلَامٌ وَ کَانَتْ اُمِّیْ عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا ⑤ زکریا نے عرض کی پروردگار! میرے لئے لڑکا کیونکر ہو گا حالانکہ میری زوجہ بانجھ ہے کہ جوانی میں کوئی بچہ اُس کے نہ ہوا اور اب تو میرا بڑھا یا آگیا ہے میرے اعضا خشک ہو گئے اور میں بوڑھا پلے کی انتہا کو پہنچ گیا۔ قَالَ کَذٰلِکَ قَالَ رَبُّکَ هُوَ عَلٰی هٰیثٍ وَّ قَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ وَاَنْتَ تَکُنَّ شَیْئًا ⑥ خدا نے فرمایا کہ یوں ہی ہو گا اور یہ مجھ پر آسان ہے میں نے تم کو بھی تو پیدا کیا جبکہ تم کچھ نہ تھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس خوشخبری کے پانچ سال بعد حضرت یحییٰ پیدا ہوئے۔ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اٰیَةً ط قَالَ اٰیَتُکَ الْاَوْثَکُمْ النَّاسُ ثَلَاثَ لَیَالٍ سَوِيًّا ⑦ زکریا نے عرض کی کہ خداوند! میرے لئے کوئی علامت قرار دے جس سے میں سمجھ سکوں کہ وہ لڑکا کس وقت ہو گا خدا نے فرمایا کہ وہ علامت یہ ہو گی کہ تم تین شب (وروز) لوگوں سے بات نہ کر سکو گے حالانکہ صحیح و تندرست ہو گے۔ چند معتبر حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ چونکہ حضرت زکریا کو اُس وقت یہ یقین نہ ہوا تھا کہ یہ آواز خدا کی جانب سے ہے بلکہ یہ شک بھی تھا کہ ممکن ہے یہ آواز شیطان کی جانب سے ہو اس لئے خدا سے علامت و نشانی طلب کی تاکہ اس وعدہ کی حقیقت اُن پر واضح ہو جائے تو خدا نے اُن کی یہ علامت مقرر کر دی کہ تین روز تک حالت صحت میں کسی سے کچھ کلام نہ کر سکو گے۔ حضرت نے فرمایا کہ جب یہ علامت اُن پر ظاہر ہو گئی تو اُن کو یقین ہو گیا کہ یہ وعدہ خدا کی جانب سے تھا اور ان تینوں دنوں میں جب لوگوں سے کچھ کہنا چاہتے تھے تو سر سے اشارہ کرتے تھے۔ فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَدْحٰی اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بِکُرۃٍ وَّعِشَیًّا ⑧ زکریا محراب عبادت سے نکل کر اپنی قوم کی جانب آئے اور اُن سے اشارہ سے کہا کہ خدا کی تسبیح و تقدیس کرو یا صبح و شام نمازیں پڑھا کرو۔ بیان کرتے ہیں کہ زکریا ہر روز اپنے بالاخانہ سے نماز صبح و شام کے وقت باہر آتے تھے۔ اذان کہتے اور نبی اسرائیلؑ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے جب وعدہ کا وقت آیا تو لوگوں سے بات نہ کر سکے۔ وقت مقررہ پر اپنے گھر سے باہر آتے اور لوگوں کو نماز کے لئے اشارہ کرتے اُس وقت لوگوں نے سمجھا کہ اب وقت آگیا کہ آپ کی زوجہ حاملہ ہوں۔ تین روز اسی حال پر گزرے کہ نہ کسی سے کلام کر سکے نہ تسبیح و دعا کر سکے نہ نماز پڑھ سکے۔ یٰٰ یٰحٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَاٰتٰیْنٰهُ الْحُکْمَ صَبِيًّا ⑨ حاصل کلام یہ کہ ہم نے یحییٰ سافزند زکریا

کو عطا کیا اور ان کو بڑا کر کے حد کمال تک پہنچایا اور ان کو وحی کی کہ اسے یحییٰ کتاب (توریت) کو مضبوطی سے (روحانی قوت کے ساتھ) پکڑو اور ہم نے ان کو بچپن میں حکم و پیغمبری عطا کی۔ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ اُس وقت تین سال کے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ حکم سے مراد حکمت و دانائی ہے۔ چنانچہ حضرت امام رضاؑ سے اس آیت کی تفسیر منقول ہے کہ لڑکے حضرت یحییٰؑ کو کھیل کود کے لئے ضد کرتے تو حضرت ان کے جواب میں فرماتے کہ میں کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں ہوا ہوں۔ اسی کے موافق وہ روایت ہے جو علی ابن اسباط سے بسند معتبر منقول ہے کہ میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ امام ہوئے اور اُس وقت آپ کا قد پانچ بالشت کا تھا اُس وقت مجھے آپ کے قد و قامت پر کچھ خیال ہوا۔ کہ اہل مصر سے بیان کرو تو حضرت نے میری جانب نظر کی اور فرمایا کہ خدا امامت کے بارے میں لوگوں پر حجت تمام کرتا ہے جس طرح پیغمبری کے متعلق تمام کرتا ہے۔ چنانچہ کبھی کسی کو چالیس سال کی عمر میں پیغمبری کا عہدہ سپرد کرتا ہے اور کبھی کسی میں جس طرح حضرت یحییٰ کو بچپن میں عطا کیا اور فرمایا۔ وَاتَّيْنَاهُ الْحِكْمَ صَبِيًّا اُسی طرح امامت کبھی بزرگی میں عطا فرماتا ہے اور کبھی خرد سالی میں۔ وَحَنَّا نَا مِنْ لَدُنَّا وَزَكُوۡةً وَكَانَ تَقِيًّا ﴿۱۳﴾ اور ہم نے اپنی شفقت و مہربانی اور رحمت اُن کے (یحییٰ کے) شامل حال کی یا اُن کو اپنے بندوں پر مہربان بنایا اور گناہوں سے پاک رکھایا اعمال شائستہ کی ہدایت کی یا خیرات و زکوٰۃ کی توفیق دی اور وہ متقی و پرہیزگار اور ہماری مرضی پر عمل کرنے والے تھے۔ حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ لطف الہی ان کے شامل حال اس درجہ تھا کہ جس وقت وہ کہتے تھے یا رَبِّ تُوخْدَا فَمَا تَتَّخِذُ۔ لَبَّيْكَ يَا يَحْيٰی۔ اسے یحییٰ میں تمہارے ساتھ ہوں کیا چاہتے ہو۔ وَبَدَّاهُ بَوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وہ اپنے والدین کے لئے نیک اور اُن کے فرمانبردار تھے اور جبار و نافرمان نہ تھے۔ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾ اور ان پر ہمارا سلام ہو یا ہماری جانب سے ان کے لئے بلاؤں سے سلامتی ہے جس روز سے وہ پیدا ہوئے اس روز تک جبکہ وہ مرے گئے۔ اور جس روز کہ وہ قبر سے اُٹھائے جائیں گے (یعنی قیامت کے روز) اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ وَزَكِّرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهُ رَبِّ لَوْ تَدْرِيۡ فَرَدًا اَوَّلًا خَيْرًا اَلْوَارِثِيۡنَ ﴿۱۶﴾ اور یاد کرو زکریا کو جبکہ انہوں نے اپنے

پروردگار کو پکارا کہ پالنے والے مجھے تنہا بغیر فرزند کے مت چھوڑ۔ اور بیشک تو ہی میرا بہترین وارث ہے۔ فَاَسْتَجِبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيٰى وَاصْلَحْنَاهُ زَوْجًا
اَتَمَّهُمْ كَانُوا اِيْسَارَعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَآرْعَبًا وَرَهَبًا وَ
كَانُوا لَنَا خَاشِعِيْنَ ۹۰ تو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور یحییٰ سا فرزند اُن کو عطا
کیا اور اُن کی زوجہ کی اصلاح کر دی (یعنی قابلِ اولاد بنا دیا) علی ابن ابراہیم نے روایت
کی ہے کہ وہ حائض ہو گئیں۔ اور وہ بیشک نیک اعمال بجالانے میں جلدی کرتے تھے
اور ہم سے حصولِ اجر و ثواب کی رغبت میں اور ہمارے عذاب کے خوف کی وجہ سے ہم
کو یاد کیا کرتے تھے۔ اور وہ لوگ ہم ہی سے ڈرتے رہتے تھے۔

بسنہ معتبر منقول ہے کہ سعد بن عبد اللہ نے حضرت صاحب الامر صلوات اللہ علیہ
سے چند سوالات کئے اُس وقت جبکہ آنحضرت بچہ تھے اور امام حسن عسکری علیہ السلام
کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ سے کھلی عصّٰی کی تاویل دریافت کی۔ فرمایا کہ یہ
حروف غیب کی خبروں میں سے ہیں جن پر خدا نے حضرت زکریا کو مطلع فرمایا اور اُس
کے بعد پیغمبرِ آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ کو اس سے آگاہ کیا۔ اور یہ قصہ اس طرح ہے
کہ حضرت زکریا نے اپنے پروردگار سے عرض کی کہ آلِ عبا علیہم السلام کے نام ان کو
سکھا دے تو جبریلؑ نے اُن کے اسمائے مقدس کی ان کو تعلیم دی۔ جب
حضرت زکریا محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ کے اسمائے گرامی زبان پر جاری کرتے تو
آپ کا رنج و غم زائل ہو جاتا تھا اور جب حسینؑ کا نام زبان پر آتا تو گریہ اُن کے گلے
کو پکڑ لیتا اور اس قدر آپ کو رونا آتا کہ آپ کی سانس رُک جاتی تھی تو ایک روز
مناجات میں اس کا سبب خدا سے پوچھا تو خدا نے واقعہ کربلا سے اُن کو بذریعہ وحی آگاہ
فرمایا اور کھلی عصّٰی کی تاویلیں بیان فرمائی کہ ک سے کربلا کی طرف اشارہ
ہے ھ سے آلِ رسول کی ہلاکت اُس صحرا میں سی سے یزید علیہ اللعنة جو حسینؑ
مظلوم پر ظلم کرنے والا تھا۔ ع سے عطش اور تشنگی اُن حضرت کی اور ص سے
آپ کا صبر ہے۔ جب حضرت زکریا نے یہ سنائیں روزِ تک اُس کے بعد سے اپنے
محرابِ عبادت سے باہر نہ نکلے اور لوگوں کو منع کر دیا کہ اُن کے پاس نہ آئیں اور
برابر گریہ و زاری۔ نوحہ و مرثیہ۔ اور نالہ و فغان کرتے رہے۔ کہتے تھے کیا لے مبعود
تو بہترین جمیع خلقت حضرت محمد مصطفیٰ کے دل کو اُن کے فرزند کی مصیبت میں مجروح
و زخمی کرے گا۔ کیا ان بلاؤں اور مصیبتوں کو اس بہترین خلق کیلئے مقدر فرمائے گا۔

حضرت زکریا اور یحییٰ کے حالات

کیا اس لباس ماتم کو علی وفا طمہ کو پہنائے گا کیا اس درد و محنت کو اُن کے قرب و منزلت کے میدان میں ڈالے گا اور مناجات کرتے تھے کہ پالنے والے مجھے اس پیرانہ سالی میں ایک فرزند عطا فرما جس سے میری آنکھیں روشن ہوں اور جب وہ فرزند مجھے عطا فرمائے تو مجھے اُس کی محبت میں اُس کا شیدا بنا دے تاکہ میرے اس فرزند کی مصیبت میں میرے دل کو وہی تکلیف و اذیت ہو جس طرح تو اپنے حبیب محمدؐ کو ان کے فرزند حسینؑ کے غم میں درد مند فرمائے گا۔ تو خدا نے حضرت یحییٰؑ کو انہیں عطا فرمایا اور اُن کی مصیبت میں اُن کا دل درد مند فرمایا۔ حضرت یحییٰؑ کا حل کا زمانہ بھی چھ مہینے تھا۔ اور امام حسینؑ کی مدت حل بھی چھ مہینے تھی۔

بہت سی صحیح اور معتبر حدیثوں میں حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جس طرح حضرت یحییٰؑ سے پہلے کسی کا نام یحییٰ نہیں رکھا گیا اسی طرح امام حسینؑ سے پہلے کسی کا نام حسین نہیں ہوا۔ اور ناقہ صالحؑ کا پلے کرنے والا بھی زنا زادہ تھا۔ حضرت یحییٰؑ اور حضرت امیر المومنینؑ اور امام حسینؑ کے شہید کرنے والے بھی ولد الزنا تھے۔ اور پیغمبروں اور ان کی اولاد کے قتل کرنے والے زنا زادے ہی ہوتے ہیں۔ اور آسمان و زمین سوائے حضرت یحییٰؑ اور امام حسینؑ کے کسی کے لئے نہیں روئے۔ آفتاب اُن پر رویا اور اس کا رونایہ تھا کہ سُرخ نکلتا تھا اور سُرخ غروب ہوتا تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آسمان سے خون کا ترشح ہوتا تھا کہ اگر سفید کپڑا ہوا میں پھیلا دیا جاتا تھا تو وہ خون سے سُرخ ہو جاتا تھا اور جو پتھر کہ زمین سے اٹھایا جاتا تھا اُس کے نیچے سے خون جوش مارتا تھا۔

بند معتبر امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ کربلا کے سفر میں ہر منزل پر جبکہ ہم قیام کرتے تھے یا وہاں سے روانہ ہوتے تھے میں نے اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ کو حضرت یحییٰؑ کو یاد کرتے سنا اور دیکھا۔ ایک روز حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ خدا کے نزدیک دنیا کی پستی اور بے قدری اس حد تک ہے کہ حضرت یحییٰؑ ابن زکریاؑ کا سر بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کے لئے ہدیہ میں بھیجا گیا۔

ابن بابویہ نے وہب ابن نمیر سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابلیس ملعون بنی اسرائیل کے جلسے میں گھومنا اور حضرت مریمؑ کو برا بھلا کہتا تھا اور حضرت زکریاؑ کے ساتھ آپ کو مہتمم کرتا تھا۔ آخر بنی اسرائیل حضرت زکریاؑ کی جانب سے بدگمان ہو گئے اور آپ کے قتل کے ورپے ہو گئے۔ حضرت زکریاؑ اُن کے پاس سے بھاگے اور ایک درخت کے پاس پہنچے۔

وہ درخت حضرت کے واسطے پھٹ گیا اور حضرت زکریا اس کے اندر داخل ہو گئے پھر اُس درخت کے شکاف باہم مل گئے اور وہ بدستور سالم و رخت ہو گیا اور حضرت اُن کی نظر سے غائب ہو گئے۔ ابلیس بنی اسرائیل کے نا عاقبت اندیشوں کو لے کر آیا اور درخت کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر اوپر تک دیکھا اور حضرت کے دل کا مقام معلوم کر کے ان کو درخت اُسی مقام سے چیر ڈالنے کا حکم دیا ان لوگوں نے آئے سے حضرت کو درخت سمیت دو ٹکڑے کر ڈالا۔ اور اُسی حال میں چھوڑ کر واپس چلے گئے اور ابلیس غائب ہو گیا پھر اُن کے سامنے نہ آیا اور آنحضرت کو آ رہے سے چیر ڈالنے کی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ خدا نے فرشتوں کو بھیجا جنہوں نے آپ کو غسل دیا اور تین روز برابر آپ پر نماز پڑھتے رہے اُس کے بعد آپ کو دفن کیا اور پیغمبران خدا کے لئے یونہی ہوا کرتا ہے اُن کے جسم اقدس متغیر نہیں ہوتے اور زمین کے اندر سڑتے گلتے نہیں اور دفن سے پہلے تین روز تک اُن کی نماز جنازہ انسان اور فرشتے پڑھتے رہتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں مذکور ہے کہ قول خدا جو اُس نے حضرت یحییٰ کے ذکر میں فرمایا ہے لَمْ تَجْعَلْ لَّهِ مِنْ قَبْلُ سَبِيًّا کہ اُن سے پہلے ہم نے کسی کو نہیں پیدا کیا جس کا نام یحییٰ ہوتا۔ اور تفسیر قول خدا وَاتَّبَعْنَا اِلْحٰكَمَ صٰدِقًا میں فرمایا کہ وہ حکمت جو آنحضرت کو خدا نے بچپن میں عطا فرمائی تھی یہ تھی کہ لڑکے اُن سے کہتے تھے کہ آؤ کھیلیں فرماتے تھے۔ افسوس خدا کی قسم ہم کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں کئے گئے ہیں بلکہ بہت بلند اور امر بزرگ کے لئے خلق ہوئے ہیں۔ وَحَتّٰى نَا مِنْ لَدُنْكَ۔ یعنی ہم نے یحییٰ کو اُن کے باپ ماں اور اپنے تمام بندوں کا دروا اور محبت عطا کی تھی اور زکوٰۃ یعنی طہارت اور پاکیزگی ہر اس شخص کے لئے قرار دی تھی جو اُن پر ایمان لائے وَكَانَ ثَقِيًّا یعنی وہ ہماری نافرمانی سے محفوظ تھے وہ معصیت اور شرانگیزی نہ کرتے تھے وَبَرًّا بِوَالِدَيْنِہٖ اور اپنے باپ ماں کے ساتھ نیکی کرنے والے اور اُن کے فرمانبردار تھے۔ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا اور غصّہ کی وجہ سے نہ مارتے تھے نہ قتل کرتے تھے۔ اور یحییٰ کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں جس نے گناہ نہ کیا ہو یا اُس کے دل میں گناہ کا ارادہ نہ ہوا ہو۔ لیکن یحییٰ نے کبھی گناہ نہ کیا اور نہ اُن کے دل میں ارادہ گناہ داخل ہوا۔ امام نے اس آیت هٰذَا لَكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّہٗ کی تفسیر میں فرمایا کہ جب زکریا حضرت مریم کے پاس جا رہے

کے میوے اور پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کے پھل جاڑوں میں دیکھتے تو پوچھتے کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آئے تو مریم کہتیں کہ یہ خدا کی جانب سے آئے ہیں اور خدا اس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے اور زکریا کو یقین تھا کہ وہ سچ کہتی ہیں۔ اس لئے کہ سوائے ان کے کوئی مریم کے پاس آتا جاتا نہیں تھا اس وقت انہوں نے سوچا کہ جو ذات اس پر قادر ہے کہ مریم کے لئے غیر فصل کے میوے اور پھل مرحمت فرمائے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ مجھے ایک فرزند کرامت فرمائے باوجودیکہ میں بوڑھا ہوں اور میری زوجہ بھی ضعیفہ ہے اس وقت دعا کی کہ خداوند مجھے اپنے کرم سے ایک فرزند پاکیزہ اور نیک نفس عطا فرما۔ بیشک تو دعاؤں کا سننے والا ہے۔ تو فرشتوں نے ان کو آواز دی جبکہ وہ محراب عبادت میں نماز کے لئے کھڑے ہوئے تھے کہ بیشک خدا تم کو بچی کی خوشخبری دیتا ہے جو کلمہ خدا یعنی عیسیٰ کی تصدیق کرنے والا ہوگا اور بزرگوں (نیک لوگوں) کا خدا کی فرمانبرداری میں سردار ہوگا اور حضور ہوگا یعنی عورتوں سے مقاربت نہ کرے گا۔ اور نیکو کاروں میں پیغمبر ہوگا۔ حضرت یحییٰ کی پہلی تصدیق حضرت عیسیٰ کے بارے میں یہ تھی کہ وہ عبادت خانہ جس میں حضرت مریم رہتی اور عبادت خدا کرتی تھیں ایک کوٹھا تھا جس میں سیڑھیاں نہ تھیں اور علیحدہ سے سیڑھی لگا کر اس پر جانا ممکن تھا۔ بغیر حضرت زکریا کے کوئی ان کے پاس آتا جاتا نہ تھا جب حضرت زکریا کہیں جاتے تو اس میں قفل لگا دیتے تھے اور دروازے کے اوپر ایک روشندان بنا ہوا تھا جس سے آواز پہنچ سکے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ مریم حاملہ ہیں تو غلگین ہوئے اور دل میں سوچا کہ بغیر میرے کوئی اس جگہ آتا نہیں اور مریم حاملہ ہے میں بدنام ہوں گا۔ بنی اسرائیل گمان کریں گے کہ میں نے ان کو حاملہ کیا ہے غرض اپنی زوجہ سے اس قصہ کو بیان کیا۔ زوجہ نے کہا خوف مت کرو کہ خدا تمہارے لئے وہ امر نہ ہونے دے گا جس میں تمہارے لئے بھلائی نہ ہوگی۔ مریم کو میرے پاس لاؤ کہ میں دیکھوں اور اس سے پوچھوں۔ حضرت زکریا مریم کو ان کے پاس لے گئے۔ خدا نے مریم سے جواب کی تکلیف اٹھالی۔ جب وہ زوجہ زکریا کے پاس آئیں جو ان کی بڑی بہن تھیں وہ ان کی تعظیم کے لئے نہ اٹھیں۔ حضرت یحییٰ نے جو اس وقت ان کے شکم میں تھے بقدرت خدا ہاتھ نکالا اور ان کو اٹھا کر کھڑا کر دیا کہ بہترین زنان عالمیاں دنیا کے بہترین مرد کے ساتھ جو ان کے شکم میں ہیں آپ کے پاس آ رہی ہیں۔ اور آپ تعظیم کے لئے کھڑی نہیں ہوتی ہیں۔ تو زن زکریا مریم کی تعظیم کے لئے اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑی ہو گئیں اور یحییٰ نے

اپنی ماں کے شکم میں حضرت عیسیٰ کی تعظیم کے لئے سجدہ کیا اور یہ پہلی تصدیق تھی جو حضرت یحییٰ نے کی

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ قیامت کے روز ایک منادی ندا کر دے گا کہ فاطمہ دختر محمد مصطفیٰؐ کہاں ہیں۔ خدیجہ بنت خویلد کہاں ہیں مریم دختر عمران کہاں ہیں اور آسیہ دختر مزاحم کہاں ہیں اور ام کلثوم مادر یحییٰؑ کہاں ہیں۔ یہ پوری حدیث اپنی جگہ پر آنے والی ہے۔

حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ حضرت یحییٰؑ کا زہد اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ ایک روز بیت المقدس میں آئے۔ اور راہبوں اور عالموں کو دیکھا کہ اُون (بالوں) کے پیرا ہن پہنے ہوئے اور بالوں کی ٹوپیاں سر پر رکھے ہوئے اپنی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر مسجد کے ستونوں سے باندھے ہوئے ہیں اپنی مادر گرامی کے پاس آ کر عرض کی کہ میرے واسطے بھی ایسے ہی لباس بنا دیجئے۔ تاکہ بیت المقدس میں جا کر خدا کی عبادت زاہدوں اور راہبوں کے ساتھ کروں۔ ماں نے کہا کہ ٹھہر و تمہارے والد پیغمبر خدا آجائیں تو اُن سے مشورہ کروں (غالباً حضرت یحییٰؑ اُس وقت بہت کم سن تھے) حضرت زکریاؑ جب گھر میں آئے تو مادر یحییٰؑ نے ان کی خواہش ظاہر کی۔ یحییٰؑ نے عرض کی اے پدر بزرگوار کیا آپ نے مجھ سے بہت کم عمر بچوں کو نہیں دیکھا کہ موت نے اُن کو لے لیا۔ حضرت زکریاؑ نے فرمایا ہاں دیکھا ہے۔ پھر جناب زکریاؑ نے مادر حضرت یحییٰؑ سے فرمایا کہ یحییٰؑ کی خواہش کے مطابق لباس تیار کرویں۔ ان کی ماں نے بالوں کا پیرا ہن اور بالوں کی ٹوپیاں تیار کر دی حضرت یحییٰؑ بہت کم سن تھے عبادت میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ اس بالوں کے موٹے پیرا ہن نے آپ کے جسم مقدس کو گھلادیا۔ ایک روز حضرت نے اپنے بدن کی طرف نگاہ کی دیکھا کہ جسم بہت لاغر و کمزور ہو گیا ہے تو گریہ کیا تو خطاب رب العزت ہوا کہ اے یحییٰؑ کیا بدن کی کمزوری پر روتے ہو اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر جہنم کو ایک بار دیکھ لو تو لوہے کا پیرا ہن پہن لو گے۔ یہ سن کر حضرت اس قدر روئے کہ آپ کے رخسار مجروح ہو گئے یہاں تک کہ دندان مبارک دکھائی دینے لگے۔ جب آپ کی ماں

جناب زکریاؑ اور راہبوں کی عورت عالم پر فضیلت۔

اے مشہور ہے کہ مادر جناب یحییٰؑ ایٹاخ تھیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ وہ جناب مریمؑ کی خواہر تھیں یا خالہ تھیں۔

یہ حدیث بھی پہلی حدیث مذکورہ پر دلالت کرتی ہے (قول مولف علیہ الرحمۃ)

کو معلوم ہوا تو حضرت زکریا کو لے کر آپ کے پاس آئیں اور بنی اسرائیل میں سے عبادت کرنے والے حضرت کے گرد جمع ہو گئے اور ان سے کہا کہ آپ کا چہرہ اس قدر زخمی ہو چکا ہے حضرت یحییٰؑ نے فرمایا مجھے خبر نہیں جناب زکریاؑ نے کہا اے فرزند اتنی مشقت کیوں کرتے ہو میں نے خدا سے تمہارے پیدا ہونے کی دعا کی تھی اس لئے کہ تم میرے دل کی راحت و مسرت کا سبب ہو گے۔ عرض کی بابا جان آپ ہی نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے اور بتایا ہے کہ بہشت و دوزخ کے درمیان ایک گھاٹی ہے جس سے وہی لوگ پار ہو سکتے ہیں جو خوف خدا سے دنیا میں بہت روتے رہے ہوں۔ فرمایا ہاں میں نے کہا تھا کہ اے فرزند سی و کوشش کر خدا کی بندگی میں کیونکہ تجھ کو امر دیگر کے واسطے پیدا کیا ہے۔ پھر ان کی ماں نے کہا کہ اے فرزند کیا تمہارے لئے دو مندے کے ٹکڑے بنا دوں کہ تم اپنے دونوں رخساروں پر رکھو جس سے تمہارے دانت چھپ جائیں۔ اور تمہارے آنسوؤں کو بھی وہ جذب کر لیں عرض کی آپ کو اختیار ہے تو ان کی ماں نے دو ٹکڑے بنا دیئے اور ان کے گالوں پر رکھ دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ مندے ان کے آنسوؤں سے تر ہو گئے کہ پھوٹنے سے ان کی انگلیوں سے جاری ہو گئے تو یہ حال زکریاؑ نے دیکھا تو گریاں ہوئے اور آسمان کی جانب رخ کر کے کہا اے خدا یہ میرا فرزند ہے اور یہ اُس کے آنسو ہیں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور جب زکریاؑ چاہتے تھے کہ بنی اسرائیل کو وعظ و نصیحت فرمائیں دامنے بائیں نظر کرتے تھے اگر یحییٰؑ موجود ہوتے تو بہشت و دوزخ کا نام نہیں لیتے تھے۔ ایک روز یحییٰؑ مجلس وعظ میں موجود نہ تھے اور آپ نے موعظہ فرمانا شروع کیا۔ حضرت یحییٰؑ اپنے سر لیٹے ہوئے آئے اور لوگوں کے درمیان بیٹھ گئے حضرت زکریاؑ نے ان کو نہیں دیکھا اور کہنے لگے کہ میرے حبیب جبریلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جہنم میں ایک پہاڑ ہے جس کو سکراں کہتے ہیں اور اس پہاڑ کے نیچے ایک وادی ہے جس کو غضبان کہتے ہیں کیونکہ وہ قہر و غضب خدا کے سبب سے جلائی گئی ہے۔ اور اُس وادی میں ایک کنواں ہے جس کی گہرائی سو سال کی راہ ہے اُس میں آگ کے بہت سے صندوق ہیں ان صندوقوں میں آگ کے بہت سے چھوٹے صندوق ہیں اور آگ کے لباس اور طوق و زنجیریں ہیں جب حضرت یحییٰؑ نے یہ سنا سر اٹھایا اور فریاد کی واغظلتا کس قدر ہم غافل ہیں اور اُسٹے اور دیوانہ وار بیابان کی جانب متوجہ ہوئے۔ تو زکریاؑ مجلس سے اُٹھ کر مادر یحییٰؑ کے پاس گئے اور کہا کہ یحییٰؑ کو

اب حضرت یحییٰ

جہنم میں پہاڑ اور طوق و زنجیر

تلاش کرو مجھے خوف ہے کہ اب تو اس کی موت کے بعد ہی تم اس کو دیکھو گی۔ ان کی ماں ان کی تلاش میں نکلیں اور نبی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچیں ان لوگوں نے پوچھا آپ کہاں جاتی ہیں کہا اپنے فرزند یحییٰ کی تلاش میں کہ اس نے جہنم کی آگ کا تذکرہ سن لیا ہے اور خوف سے صحرا کی جانب نکل گیا ہے پھر صحرا کی جانب متوجہ ہوئیں اور ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی اُس سے پوچھا کہ ان چلیے اور علامتوں کا کوئی جوان دیکھا ہے اُس نے کہا ہاں شاید یحییٰ کو تلاش کرتی ہو فرمایا ہاں۔ اُس نے کہا اس وقت فلاں قبہ میں ہم نے دیکھا ہے کہ ان کا تمام جسم آنسوؤں میں ڈوبا ہوا ہے سر آسمان کی جانب اٹھا کر کہتے تھے کہ مجھ کو تیرے عزت و جلال کی قسم ٹھنڈا پانی نہ پیوں گا جب تک اپنی قدر و منزلت اور اپنا مقام تیرے نزدیک نہ دیکھ لوں گا۔ آپ کی والدہ یہ سن کر آپ کے پاس پہنچیں جب اُن کی نگاہ ماں پر پڑی اور وہ اُن کے نزدیک گئیں اُن کا سر اپنے سینہ سے لگا لیا اور ان کو خدا کی قسم دی کہ گھر چلیں غرض کہ وہ اپنے ساتھ یحییٰ کو گھرا لیں اور کہا اسے فرزند ان موٹے بالو کے لباس کو اتار دو اور اونی کپڑے پہن لو کہ یہ نرم ہے یحییٰ نے لباس بدل لیا۔ ماں نے اُن کے لئے سورا پکائی حضرت نے کھایا اور ان کو نیند آ گئی یہاں تک کہ نماز کا وقت ہو گیا اور نیند میں یحییٰ نے آواز سنی کہ اے یحییٰ کیا میرے گھر سے بہتر کوئی اور گھر مجھ سے بہتر کوئی ہمسایہ چاہتے ہو یہ آواز سن کر نیند سے بیدار ہوئے اور کہا اے میرے محبوب مجھ پر نفرت میں سے درگزر فرما تیری عزت کی قسم تیرے بیت المقدس کے سایہ کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں چاہتا۔ اور ماں سے کہا میرے بالوں کے موٹے کپڑے لاد دیجئے اُن کی ماں نے کپڑے تو دیدیئے مگر حضرت سے لپٹ گئیں اور باہر جانے سے روکنے لگیں حضرت زکریا نے کہا اس کو چھوڑ دو کیونکہ اس کے دل کے پردے کھول دیئے گئے ہیں۔ وہ دنیوی راحت و آرام سے فائدہ نہیں حاصل کر سکتا۔ یحییٰ اٹھے اور اپنے کپڑے بدلے اور بیت المقدس میں جا کر علما اور راہبوں کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو گئے۔ یہاں تک کہ شہید ہوئے۔

بند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے اپنے آباؤ طاہرین سے روایت کی ہے کہ شیطان حضرت آدمؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک تمام پیغمبروں کے پاس آیا کرتا اور ان کے پاس بیٹھتا اور اُن سے گفتگو کیا کرتا تھا۔ لیکن حضرت یحییٰؑ سے بہ نسبت اور پیغمبروں کے زیادہ انس رکھتا تھا۔ ایک روز حضرت یحییٰؑ نے اس سے کہا اے ابو مرہ میری تجھ سے ایک حاجت ہے اُس نے کہا بیان فرمائیے۔ آپ کی قدر و منزلت

س۔ اہل بیت و آلہ استخارہ علیہم السلام

میرے نزدیک بہت بلند ہے میں آپکی حاجت رد نہیں کر سکتا حضرت نے فرمایا وہ تمام جال اور وہ اپنی مکاری کے پھندے جن سے بنی آدم کو پھنساتا ہے مجھے دکھا اُس ملعون نے قبول کیا اور دوسرے روز دکھانے کا وعدہ کیا۔ دوسرے دن بوقت صبح حضرت یحییٰ اپنے گھر میں بیٹھے اس کا انتظار کرنے لگے ناگاہ دیکھا کہ ایک صورت آپ کے پاس ظاہر ہوئی جس کا چہرہ بندر کے ایسا اور جسم سور کے مانند اُس کی آنکھوں کی لمبائی اُس کے چہرے کی لمبائی کے برابر اسی طرح اُس کا دہن چہرے کے برابر لانا تھا اور ٹھنڈی اور داڑھی نڈاڑھی تھی۔ چار ہاتھ تھے دو سینہ میں جڑے ہوئے تھے اور دو کندھوں میں۔ پیر سامنے تھے اور انگلیاں پیٹھ کی جانب ایک قبا پہنے ہوئے اُس پر ایک پٹکا کر سے باندھے ہوئے تھا اُس پٹکے پر مختلف رنگ کے ڈورے لٹکائے ہوئے تھے۔ ایک گھنٹہ ہاتھ میں۔ خود سر پر اُس میں سے آنکڑے لٹکے ہوئے جب یحییٰ نے اس کو اس حالت سے دیکھا تو دریافت فرمایا کہ یہ پٹکا کس لئے ہے۔ اُس نے کہا یہ قید خانہ ہے جسے میں نے ایجاد کیا ہے۔ اور آدمیوں کے لئے رنگوں سے اس کو زینت دی ہے۔ پوچھا یہ مختلف رنگ کے ڈورے اس میں کیسے ہیں اُس نے کہا یہ عورتوں کی قسمیں ہیں جو لوگوں کو مختلف طریقوں سے اپنی مکاریوں کے ساتھ گرفتار کرتی ہیں۔ پوچھا یہ گھنٹہ جو تیرے ہاتھ میں ہے یہ کیا ہے اُس نے کہا اس میں تمام لذتوں کا مجموعہ ہے جس میں ہر قسم کے باجوں مثل طنبور بربط بانسری طبل قرنا وغیرہ کی آوازیں ہیں۔ جب کچھ لوگ شراب پینے میں مشغول ہوتے ہیں اور اُس میں اُن کو لطف حاصل نہیں ہوتا میں اس گھنٹے کو بجاتا ہوں تو لوگ گانے بجانے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور جب اُن کے کانوں میں یہ آوازیں پہنچتی ہیں تو خوشی اور شوق میں اچھلنے کودنے اور ناچنے لگتے ہیں ایک تالیاں بجاتا ہے دوسرا کپڑے پھاڑتا ہے۔ حضرت نے پوچھا کون سی چیز تیرے لئے انتہائی خوشی اور روشنی چشم کا باعث ہوتی ہے اُس نے کہا عورتیں کہ وہی میری مکاری کے پھندے اور جال ہیں جب نیک لوگوں کی لعنت و پھٹکار میرے اوپر بہت جمع ہو جاتی ہیں تو میں عورتوں کے پاس جاتا اور اُن سے دل خوش کرتا ہوں۔ حضرت نے پوچھا یہ کیا ہے جو تیرے سر پر ہے کہا اس سے نیک اور صالح لوگوں کی لعنت و پھٹکار سے اپنی حفاظت کرتا ہوں۔ فرمایا کہ یہ آنکڑے اس میں کیسے لٹکے ہوئے ہیں اُس نے کہا اسی سے صالحوں اور نیکوں کے دلوں کو اپنی طرف پھیرتا اور کھینچتا ہوں۔ حضرت یحییٰ نے پوچھا کبھی تو نے اُن واحد

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی صورت میں جو عورتوں کا سامنہ کرتا ہے اس کی اصل صورت میں جو عورتوں کا سامنہ کرتا ہے۔

کے لئے بھی مجھ پر قابو پایا ہے اُس نے کہا نہیں لیکن ایک صفت آپ میں دیکھتا ہوں جو مجھے بھلی معلوم ہوتی ہے پوچھا وہ کیا ہے کہا وقت افطار آپ کچھ زیادہ کھانا کھا لیتے ہیں جو گرانی کا سبب ہوتا ہے اور عبادت کے لئے آپ ذرا دیر میں اُٹھتے ہیں حضرت یحییٰ نے فرمایا کہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ کبھی سیر ہو کر کھانا نہ کھاؤں گا جب تک خدا سے ملاقات نہ کروں شیطان نے کہا میں بھی عہد کرتا ہوں کہ کسی مسلمان کو کبھی کوئی نصیحت نہ کروں گا جب تک خدا سے ملاقات نہ کروں۔ پھر چلا گیا اور کبھی آنحضرت کے پاس نہ آیا۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ حضرت یحییٰ کا لباس خرمن کی پتیوں کا ہوتا تھا۔ اور آپ کی غذا درخت کی پتیاں تھیں۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام موسیٰ کاظم اور امام رضا علیہما السلام سے منقول ہے کہ حضرت یحییٰ (خوف خدا سے) روتے تھے مگر کبھی ہنستے نہ تھے اور حضرت عیسیٰ روتے بھی تھے ہنستے بھی تھے۔ اور حضرت عیسیٰ جو کچھ کرتے تھے حضرت یحییٰ سے بہتر تھا۔ جو وہ کرتے تھے۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب خلافت ریاست بنی اسرائیل دانیال کے بعد عزریہ کو پہنچی ان کے شیعہ عزریہ کے پاس جمع ہوتے اور ان سے محبت کرتے تھے اور مسائل دین ان سے حاصل کرتے پھر حضرت عزریہ سو سال تک ان کے درمیان سے غائب ہو گئے پھر مبعوث ہوئے اور جو لوگ ان کے بعد خدا کی جانب سے ہدایت کرنے والے تھے۔ وہ سب پوشیدہ ہو گئے اور بنی اسرائیل پر زمانہ سخت ہو گیا۔ یہاں تک کہ حضرت یحییٰ کی ولادت ہوئی۔ جب وہ سات برس کے ہوئے بنی اسرائیل کے درمیان (بحیثیت حجت خدا) ظاہر ہوئے اور خدا کی رسالت کی تبلیغ فرمائی اور ان کے سامنے ایک خطبہ بلیغ پڑھا اور خدا کی حمد و ثنا بجالائے اور خدا کے عذاب سے ان کو ڈرایا اور بتایا کہ نیک و صالح لوگوں کا روپوش اور غائب ہو جانا بنی اسرائیل کے گناہوں کے سبب سے اور ان کے اعمال کی خرابیوں کے باعث ہے اور نیک انجام پر ہمیز گاروں کے واسطے ہے اور ان سے وعدہ کیا کہ تمہارے لئے بہتری بیس سال یا اس سے کچھ کم میں ہونے والی ہے جبکہ مسیح جو حضرت مریمؑ کے بیٹے ہوں گے تم میں بحیثیت نبی قیام فرمائیں گے۔

حدیث معتبر میں امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ حضرت یحییٰ کی شہادت دہینے کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کو ہوئی۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے دعا کی کہ خدا اُن کے لئے حضرت یحییٰؑ کو زندہ کر دے تو حضرت یحییٰؑ کی قبر کے پاس آ کر آواز دی حضرت یحییٰؑ نے ان کو جواب دیا اور قبر سے باہر آئے اور پوچھا اے عیسیٰؑ کیا چاہتے ہو فرمایا چاہتا ہوں کہ دنیا میں میرے ساتھ رہو اور میرے مونس و ہمنا بن جاؤ جیسے پہلے تھے حضرت یحییٰؑ نے کہا اے عیسیٰؑ ابھی تک موت کی حرارت سے مجھے سکون نہیں ہوا ہے اور تم چاہتے ہو کہ پھر دنیا میں آؤں اور دوبارہ موت کی شدت و حرارت برداشت کروں۔ یہ کہہ کر وہ قبر میں واپس چلے گئے اور حضرت عیسیٰؑ واپس ہو گئے۔

دوسری معتبر حدیث میں (حضرت صادقؑ نے) فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت عیسیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا روح اللہ میں نے زنا کی ہے مجھے پاک کر دیجئے۔ عیسیٰؑ نے لوگوں کے درمیان ندا کی فلاں شخص کو گناہوں سے پاک کرنے کے لئے جمع ہو جاؤ سب حاضر ہوئے اور اس شخص کو ایک گڈھے میں کھڑا کیا تاکہ سنگسار کریں اُس نے فریاد کی کہ جس پر کوئی حد خدا کی ہو وہ مجھ پر حد جاری نہ کرے یہ سن کر سوائے حضرت عیسیٰؑ و یحییٰؑ کے سب الگ ہو گئے اور یحییٰؑ اُس مرد کے پاس آئے اور کہا اے گنہگار مجھے کچھ نصیحت کر اُس نے کہا اپنے نفس کو اُس کی خواہش پر مت چھوڑ دیجئے کہ وہ آپ کو ہلاک کر دے گا۔ آپ نے فرمایا کچھ اور کہو اُس نے عرض کی کسی گنہگار کو اُس کے گناہوں پر اس کی سزا نہیں ملے و ملا مت مت کیجئے یحییٰؑ نے فرمایا کچھ اور نصیحت کرو۔ اُس نے کہا غضب اور غصہ مت کیا کیجئے۔ آپ نے فرمایا بس مجھ کو یہی کافی ہے۔

دوسری حدیث میں حضرت رسول خداؐ سے منقول ہے کہ جب خداوند عالم نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھایا۔ حضرت عیسیٰؑ نے شمعون ابن جمون کو قوم میں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ وہ بنی اسرائیل کی ہدایت کرتے رہے جب تک زندہ رہے پھر خدا نے حضرت یحییٰؑ ابن زکریا کو پیغمبری کے ساتھ مبعوث فرمایا جب وہ وقت قریب آیا کہ کفار حضرت کو شہید کریں آپ نے اولاد شمعون کو اپنا وصی بنایا۔ ۱۷

۱۷ مطلب یہ ہے کہ انسان کو خود اپنے گناہوں پر نظر کرنا چاہئے۔ گناہوں سے روکنا اور نصیحت کرنا اگر گناہوں پر لعنت ملا مت کرنا اور ہے۔ ملا مت کرنے کا حق حقیقت میں اس کو ہے جو خود گناہ نہ کرے۔ مترجم

۱۸ مولف فرماتے ہیں حضرت یحییٰؑ کے بارے میں حدیثیں مختلف ہیں بعض اس پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد ہوئے اور آنحضرتؐ کے وصیوں میں سے تھے۔ بعض سے معلوم (باقی صفحہ پر)

حضرت عیسیٰؑ کی دعا سے جناب یحییٰؑ کو زندہ ہوا اور حضرت

انک زکریا کی حضرت یحییٰؑ کی نصیحت

بند متبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت یحییٰ پیدا ہوئے اُن کو آسمان پر (فرشتے) لے گئے اور بہشت کی نہروں میں سے آپ کو غذا دی گئی چونکہ اُن کو دودھ پینے سے روک دیا گیا تھا اُن کے پدر بزرگوار کے پاس آسمان سے اُتارا۔ وہ جس گھر میں رہتے تھے۔ وہ آپ کے نور رُخ سے روشن ہو جاتا تھا۔

بند حسن حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ تین وقت انسان کے بے حد وحشت کے ہوتے ہیں ایک جبکہ وہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے اور دنیا کو دیکھتا ہے اور ایک وقت وہ جبکہ وہ دنیا سے جاتا ہے اور آخرت کو دیکھتا ہے اور ایک وہ دن جبکہ قبر سے اُٹھایا جائے گا اور وہ چند احکام سے گناہوں میں بھیجی نہ سنا تھا۔ اور خدا نے ان تینوں اوقات میں یحییٰ پر سلام و سلامتی بھیجا ہے۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیا جیسا کہ فرمایا ہے۔ وَسَلَامٌ عَلَیْہِ یَوْمَ وَلَدَ وَ یَوْمَ یُہْوِیْ وَ یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا۔ (اُن پر سلامتی ہو جس روز وہ پیدا ہوئے اور جس روز ان کی رحلت ہوگی اور جس روز زندہ کر کے مبعوث کئے جائیں گے) اور حضرت عیسیٰ نے خود ان تینوں حالتوں میں اپنے اوپر سلامتی بھیجی ہے کہ۔ اَلْسَلَامُ عَلَیْ یَوْمَ وَلَدْتُ وَ یَوْمَ اَمُوتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ۔ (مجھ پر خدا کی سلامتی ہو جس روز میں پیدا کیا گیا اور جس روز میں مروں گا اور جس روز قبر سے اُٹھایا جاؤں گا)

بند حسن حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ محرم کی پہلی تاریخ وہ دن ہے جس روز زکریا نے خدا سے فرزند طلب کیا اور خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ جو شخص اُس روز روزہ رکھے اور دعا کرے خداوند عالم اُس کی دعا قبول فرمائے گا جس طرح حضرت زکریا کی دعا مستجاب فرمائی۔

بند حسن بلکہ صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت زکریا بنی اسرائیل سے خوفزدہ ہو کر بھاگے اور ایک درخت سے پناہ کی خواہش کی وہ درخت آپ کے لئے پھٹ گیا اور آواز دی لے زکریا مجھ میں آجاؤ وہ جب اُس میں داخل ہو گئے اُس درخت کا شکاف مل کر برابر ہو گیا۔ بنی اسرائیل نے ان کی تلاش کی اور نہ پایا تو شیطان ملعون اُن

(بقیہ حاشیہ ص ۷۰۶) ہوتا ہے کہ وہ اُن حضرت کے زمانہ میں شہید ہو گئے تھے۔ اگر کہا جائے کہ دو یحییٰ زکریا کے بیٹے تھے تو یہ ممکن نہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ خدا نے ان کو مرنے کے بعد پھر زندہ کیا ہو اور مبعوث فرمایا ہو اور زیادہ

واضح تو یہ ہے کہ بعض حدیثیں عامہ کے موافق تفسیر کی بناء پر وارد ہوئی ہوں۔ واللہ اعلم ۱۲

انسان پر تین دن وحشت کا کھاتہ ہوتا ہے۔

کے پاس آیا اور کہا میں نے دیکھا ہے کہ زکریاؑ اس درخت کے اندر چھپے ہیں اس درخت کو چیر ڈالو تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ چونکہ وہ لوگ اُس درخت کو پوجتے تھے اس لئے اُس کو کاٹنے سے انکار کیا لیکن شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا اور راضی کر لیا۔ آخر حضرت زکریاؑ کو اس درخت میں دو ٹکڑے کر دیا صلوات اللہ علیہ ولعنة اللہ علی من قتلہ ومن اعانہم علی ذلک ع

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حضرت یحییٰؑ کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جو بہت عورتیں رکھنے کے باوجود اُن پر اکتفا نہ کرتا تھا بلکہ بنی اسرائیل کی ایک زانیہ عورت سے زنا کیا کرتا تھا یہاں تک کہ وہ عورت بوڑھی ہو گئی پھر اُس نے اپنی لڑکی کو بادشاہ کے لئے آراستہ کیا اور اُس سے کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ تجھ کو بادشاہ کے پاس لے جاؤں جب وہ تجھ سے مقاربیت کرے اور پوچھے کہ کیا حاجت رکھتی ہے تو کہنا کہ یحییٰؑ پس زکریاؑ کا قتل چاہتی ہوں۔ چنانچہ اُس لڑکی نے ایسا ہی کیا۔ بادشاہ نے تین مرتبہ پوچھا ہر مرتبہ اُس نے یہی جواب دیا۔ آخر بادشاہ نے ایک طشت سونے کا منگوایا اور حضرت یحییٰؑ کو طلب کیا اور آپ کے سر اقدس کو اُسی طشت میں کاٹا۔ جب حضرت کا خون زمین پر گرا جوش میں آیا لوگ اُس پر خاک ڈالنے لگے مگر جس قدر خاک ڈالی جاتی تھی۔ وہ خون اور جوش مارتا رہا۔ یہاں تک کہ خاک ڈالتے ڈالتے ایک بڑا ٹیلہ سا بن گیا۔ جب وہ زمانہ گزر گیا اور نجات نصر بنی اسرائیل پر مسلط ہوا۔ اور اُس خون کے جوش مارنے کا سبب پوچھا کسی نے کچھ نہ سمجھا بلکہ کہا کہ ایک مرد پیر ہے وہ جانتا ہے آخر اُس کو بلا کر پوچھا اُس نے بیان کیا کہ میرے باپ داوا یہ بتاتے تھے کہ حضرت یحییٰؑ کو قتل کیا تھا یہ ان کا خون ہے جواب تک جوش مار رہا ہے۔ نجات نصر نے کہا تو بیشک میں اتنے بنی اسرائیل کو قتل کروں گا کہ یہ خون جوش مارنے سے رک جائے اور اس خون کے عوض میں اُس نے ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا تو خون کا جوش مارنا بند ہوا۔

اور دوسری روایت میں منقول ہے کہ وہ زن زنا کار ایک دوسرے بادشاہ جبار کی زوجہ تھی اور اس بادشاہ نے اُس کے بعد اس عورت کی خواستگاری کی تھی جب وہ بوڑھی ہو گئی تو بادشاہ کو اُس نے آمادہ کیا کہ وہ اُس لڑکی سے تزویج کر لے جو بادشاہ اول سے تھی۔ بادشاہ نے کہا میں حضرت یحییٰؑ سے پوچھوں گا اگر وہ تجویز فرمائیں گے تو میں اُس سے نکاح

ع خدا کی رحمتیں ان پر ہوں اور خدا کی لعنت اس پر ہو جس نے ان کو قتل کیا اور ان لوگوں پر جنہوں نے قتل میں ان کی مدد کی۔

کروں گا جب حضرت سے پوچھا آپ نے منع فرمایا تو اُس بوڑھی عورت نے اپنی لڑکی کو راستہ کیا جس وقت کہ بادشاہ (نفسہ میں) مست تھا اس کو بادشاہ کی نگاہوں میں جلوہ گر کیا اور اُس کو سکھا دیا کہ بادشاہ کو حضرت یحییٰ کے قتل پر آمادہ کرے۔ اس سبب سے حضرت یحییٰ کو بادشاہ نے شہید کیا۔

اور دوسری روایت میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ نے حضرت یحییٰ کو بارہ حواریوں کے ساتھ بھیجا تا کہ لوگوں کو دین کے طریقے سکھائیں اور ان کو اپنی بہن کی لڑکی سے نکاح کرنے کو منع کریں۔ اُن کے بادشاہ کی بہن کی لڑکی تھی جس کو بہت دوست رکھتا تھا اور اُس سے نکاح کرنا چاہتا تھا۔ جب یہ خبر اُس لڑکی کی ماں کو معلوم ہوئی کہ یحییٰ ایسے نکاح سے منع کرتے ہیں اپنی لڑکی کو خوب آراستہ کیا اور بادشاہ کو دکھایا۔ بادشاہ اُس پر فریفتہ ہو گیا اور اُس لڑکی سے پوچھا کیا حاجت رکھتی ہے اُس نے کہا میری حاجت یہ ہے کہ حضرت یحییٰ کو ذبح کر ڈالو۔ بادشاہ نے کہا دوسری کوئی حاجت بیان کر اُس نے کہا کوئی اور حاجت نہیں ہے۔ جب بہت اصرار کیا تو اُس ملعون نے حضرت یحییٰ کو طلب کیا اور آنحضرت کا سر طشت میں کاٹا اور اُس خون مہر کا ایک قطرہ زمین پر گرا اور جوش میں آیا اور ہمیشہ جوش مارتا رہا یہاں تک کہ خدا نے بخت نصر کو اُن پر مسلط کیا۔ تو ایک بہت بوڑھی عورت بنی اسرائیل میں سے اُس کے پاس آئی اور اُس خون کو دکھایا اور کہا یہ حضرت یحییٰ کا خون ہے کہ جس روز سے شہید ہوئے ہیں آج تک جوش مارتا رہا ہے۔ بخت نصر کے دل میں یہ بات آئی کہ اس خون کے عوض اتنے بنی اسرائیل کو قتل کروں کہ اس کا جوش مارتا بند ہو جائے تو ایک سال میں ستر ہزار بنی اسرائیل کو قتل کیا۔ تب اُس کا اُبلنا بند ہوا۔

بہت معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے دوستوں کا انتقام لے تو اپنی مخلوق میں سے بدترین شخص کے ذریعہ انتقام لیتا ہے اور جب چاہتا ہے کہ اپنا انتقام لے تو اپنے دوستوں کے ذریعہ سے لیتا ہے۔ حضرت یحییٰ کا انتقام بخت نصر کے ذریعہ سے لیا۔ ۱۷

۱۷ مولف کہتے ہیں کہ بہت سے حالات حضرت یحییٰ کے حضرت زکریا اور بخت نصر کے حالات کے ذکر میں انشاء اللہ بیان کئے جائیں گے۔

باب ستائیسواں

حضرت مریمؑ مادر عیسیٰ کے حالات

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۵﴾ اس وقت کو یاد کرو جبکہ عمران کی زوجہ نے کہا جو حنہ حضرت عیسیٰ کی جدہ (نانی) تھیں اور یہ عمران حضرت موسیٰ کے پدر عمران کے علاوہ تھے بلکہ یہ عمران نمانان کے صاحبزادے تھے اور حنہ کی بہن زکریا کی بیوی تھیں ان کا نام ایشاع تھا اور عیسیٰ و مریم خالہ زاد بھائی بہن تھے۔ (زوجہ عمران نے کہا) خداوند امیں نے نذر مانی ہے کہ جو کچھ (لڑکا یا لڑکی) میرے شکم میں ہے میں اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دوں گی یا عبادت کے لئے مخصوص کر دوں گی کہ محراب سے باہر نہ آئے۔ جیسا کہ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے بیشک تو سننے اور دیکھنے والا ہے۔ عیاشی نے بسند ہائے معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب زن عمران نے نذر کی کہ جو کچھ شکم میں ہے اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے محرر کر دوں گی اور محروم ہو تا تھا جس کو مسجد اور اپنی عبادت گاہ کی خدمت کے لئے مقرر کر دیتے تھے کہ وہ کبھی باہر نہیں آتا تھا۔ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ وَلَکِیْسُ الذَّکَرُ کَا لَآنْثٰی وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَ اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِکَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۶﴾ حضرت نے فرمایا کہ جب جناب مریمؑ حنہ سے پیدا ہوئیں (حنہ نے) کہا خداوند امیں یہ تو لڑکی ہے اور خدا تو سب سے زیادہ جانتا ہے کہ اس نے کیا جنا ہے اور مرد و عورت کی طرح بیت المقدس کی خدمت اور عبادت کے لئے (مناسب) نہیں ہوتا۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ (عورت مرد کے برابر نہیں ہو سکتی) اس لئے کہ عورت حائض ہوتی ہے (اور اس حالت میں) چاہئے کہ وہ مسجد سے باہر چلی جائے اور محروم کو کسی وقت مسجد سے باہر نہ نکلتا چاہئے۔ (اور حنہ نے کہا) میں نے اس کا نام مریمؑ رکھا یعنی عابدہ یا خادمہ (بیت خدا کی) اور اس کو اس کی ذریت کو شیطان رجیم (کے شر) سے خدا کی پناہ میں دیتی ہوں۔ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا

آیت ۳۵ آل عمران

آیت ۳۶ آل عمران

آیت ۳۷ آل عمران

بِقَبُولِ حَسَنٍ وَ اَنْبَتَهَا نَبَاً تَحْسَنًا تُوخَدَانِ مَرْيَمُ كَوْمِيتِ الْمَقْدِسِ كِي خِدْمَتِ كِے
لئے برضا و رغبت قبول فرمایا اور اُن کی اچھی نشوونما فرمائی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک
روز میں اتنی بڑھتی اور بڑی ہوتی تھیں جتنا دوسرے لوگ سال میں بڑھتے ہیں اور ابن
عباس بیان کرتے ہیں کہ وہ جب نو شال کی ہو گئیں روزہ و نماز، زہد اور ترک دنیا میں
تمام عابدوں سے آگے بڑھ گئیں۔ وَ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا خَدَانِے اُن كُو حِفَاظَتِ اور
كفالت كِے لئے زَكَرِيَّا كِے سپرد فرمایا۔ چنانچہ بیان كرتے ہیں كہ اُن كِي مَالِ اِيك كِپڑے
میں لپیٹ كر مسجد میں علما و راہبوں اور بنی اسرائیل كِے پیغمبروں كِے پاس لائیں
اور كہا كہ يہ بيت المقدس كِے نذر ہے۔ اور چونكہ مَرْيَمُ اُن كِے اُمَامِ اور صاحبِ قربانی
كِي بیٹی تھیں اس لئے لوگوں نے اُن كِي كفالت كِے بارے میں نزاع كِي تُو زَكَرِيَّا
نے كہا كہ میں اس كِي كفالت كا زيادہ حقدار ہوں اس لئے كہ اُس كِي خالہ میري زوجہ
ہے علماء نے كہا كہ اگر اسی حق پہ فيصلہ ہے تُو اس كِي مَالِ سب سے زيادہ حقدار ہے
ليكن ہم قرعہ ڈالتے ہیں جس كِے نام قرعہ نيكلے وہ اس كا كفيل ہو۔ وہ لوگ اُن تئیں
آمدی تھے۔ قرعہ ڈالا كيا يعنى وہ قلم جو فولاد كِے تھے جن سے وہ لوگ توريث لكھا كرتے
تھے پانی میں ڈالے گئے سب كِے قلم ڈوب گئے زَكَرِيَّا كا قلم پانی پر تيز تار ہایا آب
جاری (دریا) میں قلم ڈالے گئے اور زَكَرِيَّا كا قلم پانی پر استادہ رہا۔ اس میں حركت
نہیں ہوئی۔ كَلَّمَآ دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْخُرَابَ لَا وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا
مَرْيَمُ اَفِيْ لَكَ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ
بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ جب زَكَرِيَّا مَرْيَمُ كِے پاس جاتے اُن كِے پاس (بے فصل كِے)
ميوے ديكھتے اور پوچھتے كہ اے مَرْيَمُ يہ كہاں سے آئے۔ وہ كہتی تھیں خدا كِے
پاس سے وہ جس كو چاہتا ہے بے حساب روزي ديتا ہے۔ بيان كرتے ہیں كہ وہ
وودھ نہيں پیتی تھیں بلكہ اُن كِي روزي ہميشہ بہشت سے آتی تھی حضرت امام محمد باقر
عليہ السلام فرماتے ہیں كہ پیغمبروں نے قرعہ ڈالا۔ قرعہ زَكَرِيَّا كِے نام نكلا جو مَرْيَمُ كِي بہن
كِے شوہر تھے اور زَكَرِيَّا اُن كِے متفضل اور محافظ قرار پائے اور مَرْيَمُ كو مسجد میں لے
گئے۔ جب وہ كچھ بڑی ہو گئیں پیغمبروں اور عبادت گزاروں كِي خدمت كرنے لگیں جب
اتنی بڑی ہو گئیں كہ دوسري عورتیں حائض ہو جاتی ہیں تُو خدانے زَكَرِيَّا كو حكم ديا كہ اُن كو
مسجد میں پردہ عصمت كِے اندر چھپا كر ركھیں كيونكہ وہ حسين ترين عورت تھیں جب
نماز كِے لئے كھڑی ہوتی تھیں تُو اُن كِے نور سے محراب روشن ہو جاتی تھی جب زَكَرِيَّا

حضرت مریمؑ کی کفالت

آیت ۳۰ آل عمران

قرعہ اندازی بارے میں کفالت حضرت مریمؑ

تھے۔ اور حنہ عمران کی اور حنانہ زکریا کی بیوی دونوں بہنیں تھیں۔ حنہ سے مریمؑ پیدا ہوئیں اور حنانہ سے زکریا کے فرزند یحییٰؑ پیدا ہوئے اور جناب مریمؑ سے حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے۔ عیسیٰؑ یحییٰؑ کی خالہ کی دختر کے فرزند تھے۔ اور یحییٰؑ مریمؑ کی خالہ کے بیٹے تھے اور ماں کی خالہ بمنزلہ خالہ ہوتی ہے اس سبب سے عیسیٰؑ و یحییٰؑ خالہ زاد کہے جاتے تھے۔ ۱۰

چند معتبر سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ اسمعیل جعفی نے امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کی کہ مغیرہ کہتے ہیں کہ عائض نماز کی قضا کرتی ہے اور روزہ کی قضا نہیں کرتی۔ (یعنی نماز قضا شدہ ادا کرتی ہے اور قضا شدہ روزے ادا نہیں کرتی) حضرت نے فرمایا ایسا کیوں کہتے ہیں خدا ان کو توفیق نیک نہ دے بیشک عمران کی زوجہ نے نذر کی تھی کہ جو ان کے شکم میں ہے اُسے بیت المقدس کے لئے وقف کر دیں گی اور جو وقف ہو جاتا تھا مسجد سے کبھی باہر نہ آتا تھا۔ جب مریمؑ پیدا ہوئیں تو وہ ان کو مسجد میں لائیں اور ان کی کفالت کے لئے پیغمبروں نے قرعہ ڈالا حضرت زکریا کے نام قرعہ نکلا اور وہ ان کے متکفل ہوئے یہاں تک کہ وہ سن بلوغ کو پہنچیں اور (زمانہ حیض میں) مسجد سے باہر آئیں اگر ممکن ہو تا نماز کو قضا کرتیں اور کن دنوں وہ نماز کو قضا کر سکتی تھیں۔ حالانکہ ان کو ہمیشہ مسجد میں ہی رہنا تھا۔ ۱۱

۱۰ مولف فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں میں کہ جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ مادر یحییٰؑ مریمؑ کی بہن تھیں اور ان حدیثوں میں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی خالہ تھیں موافقت پیدا کرنا مشکل ہے لیکن بڑی دور کی تاویلوں سے ممکن ہو سکتا ہے۔ شاید ان میں سے ایک تفسیر پر محمول ہو اگرچہ ہر دو قول عامہ کے درمیان موجود ہے اس بناء پر کہ ایک قول ان زمانوں میں زیادہ مشہور رہا ہوگا۔ واللہ اعلم ۱۲

۱۱ مولف فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا حل کرنا نہایت مشکل ہے۔ کتاب بحار الانوار میں چند وجہیں بیان کی ہیں ایک اشکال کی صورت تو یہ ہے جو حدیثوں میں وارد ہوئی ہے کہ پیغمبروں کی بیٹیوں کے لئے حیض و نفاس نہیں ہوتا۔ اور جناب فاطمہؑ کے حال میں اس کا ذکر کیا جائے گا۔ اور ممکن ہے یہ حدیث عامہ پر برسبیل الزام وارد ہوئی ہو اگرچہ بعض حدیثیں آئیں گی جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کو حیض آتا تھا۔ خدا نے فرمایا ہے وَادَّ قَالَتْ اَلْمَلٰٓئِكَةُ يَا مَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰی نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۱﴾ (آل عمران) یاد کرو وہ وقت جبکہ فرشتوں نے مریمؑ سے کہا کہ خدا نے تم کو عبادت و بندگی کے سبب یا ولادت حضرت عیسیٰؑ کے لئے معصیت، کفر، ناپسندیدہ اطوار (باقی ص ۷۱۳ پر)

خدا فرماتا ہے۔ **يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ** ﴿۳۱﴾
اے مریم قنوت پڑھو یا عبادت کرو اور اپنے پروردگار کے لئے عبادت کو خالص
قرار دو اور خاضع ہو اور سجدہ اور رکوع کرو رکوع (وسجود) کرنے والوں کے ساتھ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۱۲) اور خون حیض و نفاس و استیضہ کی کثافتوں سے پاک و مطہر کیا اور عالم کی تمام عورتوں پر
فضیلت دی۔ پسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدا نے دو مرتبہ مریمؑ کے لئے طہارت و برگزیدگی کا ذکر فرمایا۔
پہلی برگزیدگی یہ کہ ان کو پیغمبروں کی نسل سے اختیار فرمایا (چُن لیا) تاکہ ماں باپ کی طرف سے اُن کے متعلق
زنا (زادی) ہونے کا شبہ بھی نہ رہے۔ اور دوسری برگزیدگی یہ کہ ان کو تمام دنیا کی عورتوں سے ممتاز فرمایا کہ بغیر
کسی مرد کی قربت کے حضرت عیسیٰؑ ان کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور دوسری برگزیدگی کی تاویل یہ کہ اُن کا قصد
پیغمبر آخر الزمان کے لئے تعظیماً ذکر فرمایا۔ اور احادیث معتبرہ میں ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اُن کو اپنے
زمانہ کی تمام عورتوں پر فضیلت دی۔ اور بہترین زنان عالمیان حضرت فاطمہ زہراؑ ہیں۔ چنانچہ پسند معتبر
حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت فاطمہؑ کو اس لئے محدثہ کہتے ہیں کہ آسمان سے فرشتے نازل ہو کر
اُن سے گفتگو کرتے تھے اور ان کو پکارتے تھے۔ جس طرح مریمؑ بنت عمران کو پکارا کرتے تھے اور
کہتے تھے۔ **يَا فَاطِمَةُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ
الْعَالَمِينَ يَا فَاطِمَةُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ**۔
اے فاطمہ بیشک خدا نے تم کو چن لیا اور پاک کیا اور اختیار کیا تمام عالم کی عورتوں پر۔ اے فاطمہ اپنے رب
کے لئے عبادت کرو اور سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع بجا لاؤ۔ جناب فاطمہؑ فرشتوں
سے اور فرشتے جناب فاطمہؑ سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ ایک رات جناب معصومہؑ نے فرشتوں سے
پوچھا کیا بہترین زنان عالم مریمؑ دختر عمران ہیں۔ فرشتوں نے کہا مریمؑ اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے بہتر
تھیں اور آپ کو خدا نے خود آپ کے زمانہ کی عورتوں پر اور مریمؑ کے زمانہ کی تمام عورتوں پر اور قیامت
نہ آنے والی تمام عورتوں پر فضیلت دی ہے۔ عامہ و خاصہ نے بطریق متعددہ ابن عباسؑ وغیرہ سے
روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسالت پناہؐ نے چار خطوط زمین پر کھینچے اور صحابہ سے پوچھا
کہ جانتے ہو کہ میں نے یہ خطوط کیوں کھینچے ہیں صحابہ نے عرض کیا خدا اور رسول بہتر جانتے ہیں۔
فرمایا کہ بہترین زنان بہشت چار ہیں۔ خدیجہ خویلد کی بیٹی۔ میری بیٹی فاطمہؑ۔ مریمؑ دختر عمران اور آسیہ
دختر مزاحم فرعون ملعونہ کی زوجہ۔

پسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خدا نے عالم کی عورتوں میں سے
چار عورتوں کو اختیار کیا اور برگزیدہ کیا مریمؑ۔ آسیہ۔ خدیجہ اور فاطمہؑ کو ۱۲۔

ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ يَهْ غَيْب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَقُولُونَ أَفَلَا مَهْمُ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿۳۶﴾ (اے رسولؐ) تم اُس وقت موجود نہ تھے جبکہ وہ اپنے قلم سے قرعہ اندازی کر رہے تھے کہ کون مریم کا کفیل ہو اور جبکہ وہ باہم اس بارے میں منازعت کر رہے تھے۔

بند معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ قلموں کا (پانی میں یا دریا میں) ڈالنا مریمؑ کی کفالت کے لئے تھا کہ ان کے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں اور وہ یتیم ہو گئی ہیں اور آخر میں جو خدا نے ان کے تنازع کا ذکر کیا ہے وہ حضرت عیسیٰ کی کفالت کے بارے میں تھا جبکہ وہ پیدا ہوئے۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ سب سے پہلے جس کے لئے قرعہ ڈالا گیا مریمؑ دختر عمران تھیں پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا کہ قرعہ ڈالنے والے چھ اشخاص تھے۔ ۱۔

قطب راوندی نے بند معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت مریمؑ بدکاری سے حضرت عیسیٰ کی ولادت سے پانچ سو سال تک پہلے (بھی) اپنی حفاظت کرتی رہی تھیں اور سب سے پہلے مریمؑ کی کفالت کے لئے قرعہ ڈالا گیا جبکہ ان کی ماں نے نذر کیا تھا کہ جو کچھ ان کے شکم میں ہے ان کی عبادت گاہ کے لئے محرر قرار دیں گی جب مریمؑ پیدا ہوئیں ان کو مسجد میں لائیں اور جب وہ کچھ ہشیاں ہو گئیں عابدوں کی خدمت کرنے لگیں اور جب بالغ ہوئیں تو خدا نے ذکر کیا کہ حکم دیا کہ مسجد میں ان کے لئے پردہ اور حجاب قائم کریں تاکہ عبادت کرنے والے مروان کو نہ دیکھیں۔ سوائے ذکر کیا کے کوئی اُن کے پاس نہ جاتا تھا۔ وہ پانچ سو سال تک اپنے والد عمران کے بعد زندہ رہیں ۲۔

بند ہائے معتبر عامر و خاصہ کے طریقہ سے منقول ہے کہ جو کچھ سابقہ امتوں میں واقع ہوا ہے اس امت میں بھی واقع ہو گا۔ چنانچہ مریمؑ کے لئے بہشت سے جو خدا کی نعمتیں نازل ہوئی تھیں حضرت فاطمہ زہراؑ کے لئے بہشت کی نعمتیں اور مادہ نازل ہوا حتیٰ کہ حجاب کشف و بیضاوی و نیشاپوری ان تمام مفسرین عامہ نے جو نہایت متعصب ہیں قصہ نزول

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ اشخاص نے کفالت مریمؑ کے متعلق نزاع کی تھی جو غیر مشہور ہے۔

۲۔ مولف فرماتے ہیں کہ حضرت مریمؑ کا عمر کی یہ طویل مدت بالکل غریب اور عام حدیثوں اور خبروں کے خلاف ہے۔ ۱۶

مائدہ کا ذکر کیا ہے۔

بند ہائے معبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب امیرؑ نے حضرت فاطمہؑ سے کچھ کھانے کو مانگا۔ معصومہؑ نے عرض کی کہ خدا کی قسم آج تین روز سے سوائے اس کے کچھ نہیں تھا جو آپ کے لئے میں نے حاضر کیا اور آپ کو اپنے اوپر ترجیح دی جناب امیرؑ نے فرمایا مجھے تم نے خبر نہ کی۔ جناب فاطمہؑ نے کہا پیغمبرؐ نے مجھے کسی چیز کی فرمائش کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ عرض جناب امیرؑ گھر سے نکلے اور ایک شخص سے ایک دینار قرض لیا اور گھر کی طرف واپس ہوئے تاکہ کچھ انتظام کریں۔ راستہ میں حضرت مقدادؑ سے ملاقات ہوئی پوچھا اس دوپہر کے وقت سخت گرمی اور دھوپ میں (گھر سے کس لئے نکلے مقدادؑ نے کہا بھوک کی شدت کے سبب سے حضرت نے فرمایا میں بھی اسی غرض سے گھر سے باہر نکلا ہوں اور ایک دینار فراہم کیا ہے لیکن تم نے جاؤ اور اصرار کر کے وہ دینار مقدادؑ کو دیدیا اور خالی ہاتھ گھر واپس آئے دیکھا کہ جناب رسولؐ خدا تشریف فرما ہیں اور جناب فاطمہؑ نماز پڑھ رہی ہیں اور ان کے درمیان میں کوئی چیز رکھی ہے جس پر خوان پوش ڈھکا ہوا ہے۔ جناب فاطمہؑ نماز سے فارغ ہوئیں تو اس ظرف کو ان دونوں حضرات کی خدمت میں لائیں اور خوان پوش اٹھایا تو دیکھا کہ وہ ایک پیالہ ہے جو گوشت اور گرم روٹی سے بھرا ہوا ہے اور بچاپ نکل رہی ہے پوچھا اے فاطمہؑ یہ کہاں سے لائیں۔ فاطمہؑ نے کہا یہ خدا کی جانب سے آیا ہے بیشک خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری اور فاطمہؑ کی مثال بیان کروں۔ عرض کیا ہاں یا رسولؐ اللہ بیان فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا تمہاری مثال ذکر کیا کی سی ہے کہ جب مریمؑ کے پاس محراب عبادت میں داخل ہوتے تھے ان کے پاس بے فصل کے میوے دیکھتے تو پوچھتے کہ یہ کہاں سے آئے تو وہ کہتی تھیں خدا کی جانب سے جیسا کہ تمہارے جواب میں فاطمہؑ نے کہا۔ عرض اس کا سہ کے طعام سے ایک مہینے تک اہلبیت رسولؐ کھاتے رہے اور وہ کم نہ ہوا۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ وہ کا سہ ہمارے پاس ہے اور حضرت صاحب الامرؑ اس کو ظاہر کریں گے اور بہشت کے کھانے اس سے کھائیں گے احادیث بسیار اس بارے میں ہیں جو حضرت فاطمہؑ کے معجزات کے ذکر میں بیان ہوں گی۔ ۱۶

جناب فاطمہؑ کے لئے طعام جنت کا آنا۔ جناب امیرؑ کی زکریا اور فاطمہؑ کی مرثیہ ہیں۔

حدیث معتبر میں ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالتہائے نبی نے اُن مظالم کی خبر دی جو حضرت کے بعد اہلبیت پر گزرنے والے تھے جب جناب فاطمہ کے مصائب بیان کئے تو فرمایا کہ اس وقت حق تعالیٰ فرشتوں کو اُن کا مونس و عنخوار بنائے گا۔ کہ ان کو آواز دیں گے جس طرح مریم بنت عمران کو ندا دیا کرتے تھے اور کہیں گے کہ اے فاطمہ! بیشک خدا نے تم کو برگزیدہ کیا اور مطہر و معصوم بنایا ہے۔ اور تمام عالم کی عورتوں پر تم کو فضیلت دی ہے اے فاطمہ! قنوت و خضوع اور اپنے پروردگار کی بندگی کرو اور سجدہ اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ جب اُس دروازہ کے سبب سے جو عمر کے حکم سے اس کے شکم پر گرایا جائے گا اُس کا مرض سخت ہوگا تو خدا مریم بنت عمران کو اس کی تیمارداری کے لئے بھیجے گا جو اس شدت و تکلیف کے عالم میں اُس کی خدمت گزار اور مونس و ہمدرد ہوں گی۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ فاطمہ زہراءؑ کی میت کو کس نے غسل دیا فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے کیونکہ وہ صدیقہ و معصومہ تھیں اور سوائے معصوم کے کوئی اور اُن کو غسل نہیں دے سکتا تھا۔ شاید تم نہیں جانتے کہ مریمؑ کو سوائے عیسیٰ کے کسی نے غسل نہیں دیا تھا لہ

اٹھائیسواں باب

حضرت عیسیٰ ابن مریم کے حالات

فصل اول حضرت عیسیٰ کی ولادت کا بیان

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ اِذْ نَاكَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ فَاسْمِعِي ۙ سُبْحٰنَ الْمَسِيْحِ عِيسٰى ابْنِ مَرْيَمَ وَجِيْهًا

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ حضرت مریم کے تمام اور حالات اور واقعات حضرت عیسیٰ کے حالات میں انشاء اللہ ذکر کئے جائیں گے۔ ۱۲

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَدَّرِينَ ﴿٣٥﴾ وہ وقت یاد کرو جبکہ فرشتوں نے کہا اے مریمؑ بیشک خدائے کو اپنی جانب سے ایک کلمہ کی خوشخبری دیتا ہے جو عیسیٰ بن مریمؑ ہیں۔ جو روشناس اور دنیا و آخرت میں صاحب قدر و منزلت ہوں گے اور وہ خدا کے مقرب ہیں۔ عیسیٰ کو کلمہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لفظ کن سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے یا اس لئے کہ اُن کی خوشخبری پیغمبران سابقہ نے دی یا اس وجہ سے کہ اُن کے کلام سے خداوند عالم نے لوگوں کی ہدایت فرمائی اور مسیح اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ خدا کی جانب سے برکت و میننت اور گناہوں کی پاکی سے مسح کئے ہوئے تھے۔ یا اس سبب سے کہ ولادت کے بعد روغن زیت سے مسح کئے گئے تھے یا اس وجہ سے کہ جبریلؑ نے اپنے پروں کو حضرت کے جسم پر بعد ولادت ملا تھا تاکہ ان کے لئے تعویذ ہو اور شریطان سے محفوظ رہیں یا اس وجہ سے کہ وہ ہاتھ اپنے سر پر پھیرا کرتے تھے یا اس لئے کہ ان کے مس کرنے سے اندھے آنکھ والے بن جاتے تھے اور بیماروں کو شفا ہوتی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ زبان عبری میں مسیحا تھا جو عربی میں مسیح ہو گیا۔ وَيَكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٣٦﴾ اور وہ لوگوں سے گہوارہ میں زمانہ شیرخوارگی میں کلام کرتے تھے اور پیری میں بھی (جیسے لوگ کلام کرتے ہیں) اور وہ صالحین میں سے تھے قَالَتْ رَبِّ اِنِّي يَكُونُنِي وَلَدًا وَكَمْ يَكُنْسُنِي بَشَرًا مَرِيْمُ نَعَمْ كَمَا خَدَاوندَا مَجْجِي لَطَا كَا كِيُونَكُرْ هُوْكََا حَالَا نَكُرْ مَجْجِي كَسِي مَرُونِي چھو یا تمک نہیں قَالَ كَذَابِكُ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٣٧﴾ فرشتے نے کہا خدایو نہی جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب اُس نے کسی شے کو مقدر کرنا چاہا تو کہد یا ہو جابیس وہ ہو جاتی ہے وَيَعْلَمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْانْجِيلَ ﴿٣٨﴾ اور اس کو تعلیم کرے گا کتاب و حکمت کی اور توریت و انجیل کی وَرَسُولًا اِلٰى بَنِي اِسْرَآئِيْلَ اِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو گا اور اُن سے کہے گا کہ میں تمہاری طرف آیات اور چند معجزات کے ساتھ خدا کی جانب سے آیا ہوں۔ اِنِّي اَخْلَقْتُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ میں مٹی سے طائر کی شکل بنا کر اُس میں پھونکتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے (اور اُن نے لکھا ہے) وَابْرِئِ الْوَلَدَيْنِ مِنَ الْوَبْرِصِ وَاٰمِجِ الْمَوْتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ اور خدا

بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مریمؑ حائض ہوتی تھیں مسجد سے باہر چلی جاتی تھیں۔ اور اپنی خالہ زوجہ زکریا کے پاس رہتی تھیں اور جب پاک ہو جاتی تھیں تو مسجد میں جا کر قیام کرتیں۔ ایک روز زکریا کے گھر میں جبکہ دھوپ نکلی ہوئی تھی پردہ لٹکا کر غسل کر رہی تھیں کہ جبریلؑ ایک انسان کی صورت میں ان کے پاس ظاہر ہوئے۔ قَالَتْ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ نَفِیْاً ۝۸ مریمؑ نے کہا اگر تم خدا سے ڈرتے ہو تو میں تمہارے شر سے خدا کی پناہ چاہتی میرے پاس سے چلے جاؤ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلٌ رَّبِّکَ ۚ لَا هَبْ لَکَ غُلُوْماً زَکِیّاً ۝۹ جبریلؑ نے کہا میں تمہارے پروردگار کی جانب سے بھیجا ہوا آیا ہوں کہ تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری دے جو گناہوں سے پاک اور علم و کمال میں بڑھنے والا ہوگا۔ قَالَتْ اَنِّیْ سَکُوْنٌ رِّیْ غُلُوْماً وَلَکَ یَسْتَسْنِیْ بَشَرٌ وَلَکَ اَکْبَغِیّاً ۝۱۰ مریمؑ نے کہا مجھ کو لڑکا کیونکر ہوگا حالانکہ کسی بشر نے مجھے چھو یا نہک نہیں اور نہ میں بدکار ہوں۔ قَالَ کَذٰلِکَ ۙ قَالَ رَبِّکَ هُوَ عَلٰی ہٰٓئِیْنٍ ۙ وَلَنَجْعَلَکَ اٰیۃً لِّلنَّاسِ وَرَحْمۃً مِّمَّا ذُکِّرَ اَمْرًا مَّقْضِیّاً ۝۱۱ جبریلؑ نے کہا تمہارے پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے اور یہ میں اس لئے کرتا ہوں تاکہ میرے کمال قدرت کی ایک نشانی اور لوگوں کے لئے حجت اور میری جانب سے رحمت کا سبب بنے اور اس فرزند کا اس طرح پیدا ہونا مقدر ہو چکا ہے کہ اس کے خلاف نہ ہوگا۔ علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جبریلؑ نے مریمؑ کے گریبان میں پھونک ماری اور ایک ہوا آپ کے پیٹ میں پہنچائی۔ جس سے وہ اُسی شب حضرت عیسیٰؑ سے حاملہ ہوئیں اور صبح کو ان کا وضع حل ہوا جس کی مدت نو گھنٹے تھی کہ جس کو دوسری عورتوں کے مدت حمل نو ماہ کے برابر مقرر فرمائی۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبریلؑ نے مریمؑ کا کرتا پکڑ کے اُس میں پھونکا تو عیسیٰؑ اُسی وقت اُن کے رحم میں کامل ہو گئے جس طرح لڑکے ماں کے پیٹ میں نو مہینے میں کامل ہوتے ہیں تو وہ غسل نہ سے باہر آئیں اُس حاملہ عورت کی طرح جس کا زمانہ حمل مکمل ہو چکا ہوتا ہے اور لڑکا پیدا ہونے کے قریب ہوتا ہے۔ جب ان کی خالہ کی نگاہ اُن پر پڑی تعجب ہوا اور مریمؑ شرم سے اپنی خالہ و زکریا سے علیحدہ ہو گئیں۔ جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ فَحَمَلَتْہٗ فَانْتَبَذَتْہٗۤ اِیْمًا مَّکَانًا قَصِیْاً ۝۱۲ وہ حضرت سے حاملہ ہوئیں اور تنہائی و عزلت اختیار کی یا لوگوں سے بہت دور

ایک مقام پر چلی گئیں۔ حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جو فرزند چھ مہینے حمل کی مدت میں پیدا ہوتا ہے زندہ نہیں رہتا لیکن حضرت عیسیٰ اور حضرت امام حسینؑ زندہ رہے کہ ہر ایک چھ مہینے میں پیدا ہوئے لے

فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جُزْعِ الْوَلَدِ قَالَتْ يَلَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مَنْسِيًّا ۝ پھر ان کو وضع حمل کا درد درخت خرما کے نزدیک لایا اور جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تو کہا کاش میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور میرا نام لوگوں کو بھول گیا ہوتا۔ مرگ کی تمنا اس لئے کی کہ لوگ ان کی نسبت بُرا گمان کریں گے۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ موت کی آرزو اس لئے کی کہ کوئی نیک صاحب عقل قوم میں ان کو برائی سے نسبت نہ دیتا اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب مریمؑ دروزہ کی وجہ سے باہر نکلیں تاکہ کسی مقام پر پناہ لیں۔ وہ بنی اسرائیل کے بازار کا دن تھا اور ان کا اژدہام تھا حضرت مریمؑ جولاہوں کی طرف سے گذریں اُس زمانہ میں جولاہی شریف ترین پیشہ تھا۔ وہ جولاہے نیلے پتھروں پر سوار تھے۔ مریمؑ نے ان سے پوچھا خرما کا خشک درخت کہاں ہے ان لوگوں نے اُن سے مذاق کیا اور جھڑک دیا تو مریمؑ نے بد دعا کی کہ خدا تمہارے پیشے کو ذلیل کرے اور تم کو لوگوں کے درمیان خوار بنا دے۔ پھر سوداگروں کی ایک جماعت دیکھی اور اُن سے درخت کا پتہ پوچھا اُن لوگوں نے پتہ بتا دیا۔ فرمایا کہ خدا تمہارے پیشے میں برکت دے اور لوگوں کو تمہارا محتاج قرار دے غرض جب درخت کے قریب پہنچیں حضرت عیسیٰ کی ولادت ہوئی جب اُن کی نظر حضرت عیسیٰ پر پڑی کہا کاش میں اس کے قبل ہی مر گئی ہوتی اور یہ دن نہ دیکھتی۔ میں اپنی خالہ سے کیا کہوں گی اور بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گی۔ فَنَادَا لَهَا مِنَ تَحْتِهَا أَلَا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ تو عیسیٰ نے نیچے سے آواز دی یا جبریلؑ

جولاہوں اور حضرت مریمؑ کی بددعا میں سے وہ نیلے پتھروں پر سوار ہوتی تھیں۔ جس سے وہ ذی عزت بنتی۔

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ حدیث میں بجائے عیسیٰ کے احتمال ہے کہ یحییٰ واقع ہوا ہو اور راویوں کو عیسیٰ کا شبہ ہو گیا ہو یا یہ کہ ہم کہتے ہیں کہ مادہ ولادت عیسیٰ کی ابتدا چھ ماہ پہلے سے رحم کے اندر بقدرت خدا ہوئی ہو اور حضرت جبریلؑ کے چھوٹنے سے جبکہ روح اس مادہ میں پہنچائی گئی۔ حمل ولادت سے نو گھنٹہ پہلے ظاہر ہوا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ ایک حدیث تفسیر کا بنا پر ہو۔ ۱۶

نے مریم کو ٹیلے کے نیچے سے پکارا کہ غم نہ کرو تمہارے پروردگار نے ایک نہریا ایک شریف یعنی عیسیٰ کو بزرگ قرار دیا ہے۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ نہر (جہاں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تھے) سا لہا سال سے خشک پڑی تھی اُس وقت خدا نے اُس میں پانی جاری کر دیا۔ وَهَزَيْتِ إِلَيْكَ بِجُزْءِ الْخَلْقِ تَسْقِطُ عَلَيْكَ رُطْبًا جَنَّتًا ۝ (خدا نے فرمایا اے مریم) درخت کے تنہ کو ہلاؤ اور تازہ رطب گراؤ (اور کھاؤ) امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے فوراً بعد زچہ کے لئے کوئی چیز رطب سے زیادہ مفید نہیں ہوتی کیونکہ خدا نے اس کو مریمؑ کی غذا وضع حمل کے بعد قرار دی تھی اور حضرت نے فرمایا کہ وہ درخت خشک تھا اُس میں پھل نہیں تھے کیونکہ اگر وہ پھل دار ہوتا تو ضرورت نہ تھی کہ مریمؑ کو حکم دیتا کہ درخت کو ہلاؤ بلکہ مریمؑ کی خود خواہش ہوتی اور جاڑے کا موسم تھا جبکہ پھل کسی درخت میں نہیں ہوتا تو خدا نے اُن کے معجزے کے ظاہر کرنے کے لئے اُسی وقت درخت میں پتیاں پیدا کیں اور پھل لگا دیئے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب مریمؑ کو دردِ زہ عارض ہوا اور وہ بے چین ہو کر باہر نکلیں اور ایک ٹیلے کے پاس آئیں اور ٹیلے کے اوپر پہنچیں تو ایک درخت خرما کے تنہ کو دیکھا جو خشک تھا نہ اُس میں شاخیں تھیں نہ پتیاں، اُسی درخت کے نیچے آپ بیٹھ گئیں اور حضرت عیسیٰ کی ولادت ہوئی مریمؑ نے اپنی موت کی تمنا کی تو جبریلؑ نے ٹیلے کے نیچے سے آواز دی کہ ڈرو نہیں اور غم نہ کرو کہ خدا نے پانی تمہارے لئے نہر میں جاری کر دیا تاکہ پیو اور اپنے تنہیں غسل کر کے پاک کرو اور درخت کو ہلاؤ تو تازہ رطب اُس میں سے گرے گا۔ فَكَلْتِ وَالشَّوْبِیَّ وَقَدَرْتُ عَيْدًا ۝ فَاَمَّا تَرَيْنَ مِنَ الْبَشَرِ احَدًا فَقُولِي اِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ الْاِنْسِيَّ ۝ اور اے مریم خرمے کھاؤ اور پانی پیو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رہیں تم خوش رہو اگر کسی شخص سے ملاقات ہو تو (اشارہ سے) کہدو کہ میں نے اپنے مہربان خدا کے لئے روزہ کی نذر کی ہے اور آج کسی سے بات نہ کروں گی ممکن ہے کہ اتنی بات کہنے کی اجازت رہی ہو یا یہ بات اشارہ سے سمجھا دیں ان کی شریعت میں روزہ خدا کی یاد اور ذکر کے سوا کسی سے کلام کرنے میں خاموش رہنا تھا یا یہ کہ یہ بھی روزہ ہی میں داخل تھا اور یہ باتیں حضرت عیسیٰؑ نے فرمائی تھیں چنانچہ علی بن ابیہم نے روایت کی ہے کہ جب مریمؑ عیسیٰؑ کی ولادت

کے بعد محزون و مغموم ہوئیں اور موت کی تمنا کی حضرت عیسیٰؑ اُن کے پیروں کے پاس سے گویا ہوئے کہ مغموم و محزون نہ ہو جائے (جیسا کہ اوپر ذکر ہوا) اور ہاتھ جب مریمؑ نے درخت کی جانب بڑھایا اُس وقت رطب تازہ جو اُس میں پھلے ہوئے تھے ہاتھ میں آ گئے۔ ان معجزات کو دیکھ کر وہ خوش ہوئیں پھر عیسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ مجھ کو کپڑے میں لپیٹ کر لے لیجئے اور جو کچھ اس وقت ضرورت تھی سب بتایا اور کہا کہ کسی سے ملاقات ہو تو یوں کلام کیجئے کہ میں نے روزہ رکھا ہے (وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مذکور ہوا)۔

بسنہ ہائے معتبر حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ روزہ (ترک) غذا و آب ہی سے نہیں ہوتا۔ کیا تم کو نہیں معلوم کہ مریمؑ نے کہا تھا کہ میں نے روزہ کی منت کی ہے یعنی یاد اور ذکر خدا کے علاوہ خاموش رہنے کی منت مانی ہے۔ اور معتبرہ حدیثوں میں منقول ہے کہ وہ درخت خرما جس میں سے مریمؑ نے خرما کھایا تھا خرمائے عجودہ تھا جو خرما کی قسموں میں سب سے بہتر قسم ہوتی ہے۔

ابن بابویہ نے وہب ابن منبہ سے روایت کی ہے کہ جب مریمؑ درخت خرما کے پاس پہنچیں سر دی اُن پر غالب ہوئی تو یوسفؑ نے لکڑیاں اُن کے گرد خطیرہ کے مانند جمع کیا اور اُس میں آگ روشن کر دی اور مریمؑ کو گرمی پہنچی (اُن کی سر دی دور ہو گئی) اور سات عدد و اخروٹ خرما جس میں تھے ان کو دیا۔ انہوں نے کہا اسی سبب سے عیسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کی شب آگ روشن کرتے ہیں اور اخروٹوں سے کھیلتے ہیں۔ فَأَنْتَ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ۝ پھر مریمؑ عیسیٰؑ کو لے کر قوم کے پاس آئیں تو لوگوں نے کہا لے مریمؑ عجیب بات ہے کہ بے شوہر کے بچہ لائی ہو (بدکاری کا تم نے ارتکاب کیا ہے) يَا اَحْتِ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكَ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ اُمُّكَ بَیِّنًا ۝

اے ہارونؑ کی بہن نہ تو تمہارا باپ بدکار تھا نہ تمہاری ماں۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب لوگوں نے مریمؑ کو محراب عبادت میں نہ دیکھا ان کی تلاش میں نکلے اور زکریاؑ بھی ان کی جستجو میں مشغول ہوئے دیکھا کہ مریمؑ آ رہی ہیں اور عیسیٰؑ کو اپنے سینہ سے لگائے ہوئے ہیں تو بنی اسرائیل کی عورتیں ان کے پاس جمع ہوئیں اور طعن و طنز کرنے لگیں اور اُن کے منہ پر تھوکنے لگیں۔ مریمؑ مطلق اُن کی طرف متوجہ نہ ہوئیں۔ اور محراب عبادت میں داخل ہوئیں۔ زکریاؑ اور بنی اسرائیل

کے لوگ ان کے پاس آئے اور کہا اے مریم تو نے بُرا کام کیا یہ کیا بلا اور ننگ کی بات ہے جو بنی اسرائیل پر تو نے ظاہر کیا اور طعن کے ساتھ ان کو ہارون کی بہن سے نسبت دی۔ ہارون مرد فاسق اور زنا کار تھا جو بدکاری میں مشہور و معروف تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہارون بہت نیک شخص تھا ایسا کہ جس کی تعریف لوگ کرتے تو اس سے نسبت دیتے۔ بعض کا قول ہے کہ ہارون حضرت مریم کے ماموں تھے۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ستر عورتوں نے حضرت مریمؑ پر بہتان لگایا اور کہا۔ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا فَرِيًّا۔ خدا نے حضرت عیسیٰ کو گویا کیا۔ حضرت نے ان عورتوں سے خطاب فرمایا کہ وائے ہو تم پر کہ میری ماں پر افترا کرتی ہو میں خدا کا بندہ ہوں اُس نے مجھے پیغمبر بنایا ہے اور کتاب عطا کی ہے۔ خدا کی قسم میں تم پر حد جاری کروں گا کہ تم نے میری ماں کو بدی سے نسبت دی ہے اور پیغمبر ہونے کے بعد اُن پر حد جاری کی۔ فَاَسَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نَكَلِمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۙ غرض کہ جب مریمؑ نے ان کی یہ باتیں سنی تو اُن کو کچھ جواب نہ دیا بلکہ حضرت عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا تو وہ کہنے لگیں کہ ہم اس بچہ سے کیونکر بات کریں جو گہوارہ میں ہے اور شیر خوار بچہ ہے قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ إِنِّي آتَانِي الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۙ حضرت عیسیٰؑ بحکم خدا گویا ہوئے اور کہا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور اُس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور نبی بنایا ہے وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَمَا كُنْتُ ۙ اور میں جہاں بھی ہوں گا خدا نے مجھے بابرکت بنایا ہے حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مجھے صاحب نفع قرار دیا ہے کہ علم و کمال اور بیماروں کو شفا اور ظاہر و باطن مَرُودوں کو زندہ کرنے کی وجہ سے جہاں بھی ہوں گا مجھے خلق کو نفع ہوگا۔ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۙ اور مجھے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے اور لوگوں کو اسی کا حکم دینے کی وصیت کی ہے جب تک میں زندہ رہوں وَبَوَّأَ ابْنُ مَرْيَمَ ۙ وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۙ اور مجھے اپنی ماں کے لئے نیک گروانا ہے۔ اور جبار و شقی اور ماں کی جانب سے عاق ہونے کی بدبختی سے محفوظ رکھا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۙ اور مجھ پر خدا کی جانب سے سلامتی یا سلام ہے جس روز کہ میں پیدا ہوا اور جس روز مَرُودوں کا اور جس روز قیامت میں مرنے کے بعد زندہ ہوں گا۔ جب یہ معجزہ

ظاہر ہوا اور حضرت عیسیٰ نے یہ باتیں کیں لوگوں نے سمجھا کہ مریمؑ اُن باتوں سے بری ہیں جو ان کی نسبت خیال کی گئی تھیں۔ اور یہ قدرت خدا کی نشانیوں میں سے ہے جو ظاہر ہوئیں۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے مریمؑ کو حضرت عیسیٰ کی بشارت دی ایک روز حضرت مریمؑ محراب عبادت میں بیٹھی تھیں کہ جبریلؑ مرو کی صورت میں نازل ہوئے اور اپنا آب وہن اُن کے گریبان میں ڈالا اُسی وقت وہ حضرت عیسیٰ سے حاملہ ہوئیں اور اُسی روز حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور روئے زمین پر کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں پھل نہ ہوں اور کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں کانٹے ہوں یہاں تک کہ آدمؑ کی بدکار اولادوں نے خدا کے لئے پیوی اور بیٹھا ہونے کی نسبت دی تو زمین کا نپ اُٹھتی۔ اور درخت میوہ اور پھل سے خالی ہو گئے ان کی جگہ اُن میں کانٹے پیدا ہو گئے اور شیاطین ابلیس لعین کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ آج ایک فرزند پیدا ہوا ہے جس کے سبب سے ہر بُت جو روئے زمین پر تھا مٹے کے بل گر پڑا۔ یہ سن کر ابلیس ملعون پریشان ہوا اور اُس بچہ کی تلاش میں مشرق و مغرب کا چکر لگایا مگر کوئی خبر نہ ملی۔ یہاں تک کہ ایک دیر کے پاس پہنچا دیکھا کہ فرشتے اُس گھر کو گھیرے ہوئے ہیں اُس ملعون نے چاہا کہ اندر داخل ہو مگر نہ گھسنے کہا دور ہو یہاں سے اُس نے پوچھا اس بچہ کا باپ کون ہے کہا اس کی مثال آدمؑ کی مثال ہے کہ خدا نے ان کو بغیر باپ کے خلق فرمایا ابلیس نے کہا پانچ حصوں میں سے چار حصہ انسانوں کو اس فرزند کے سبب سے ہلاک کروں۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ وہ مکان دو رجو خدا نے فرمایا ہے کہ مریمؑ حضرت عیسیٰ کی ولادت کے لئے وہاں گئی تھیں وہ کہلائے معلیٰ ہے کہ مریمؑ زمین کو طے کر کے (آن واحد میں) دمشق سے کہلا پہنچیں اور حضرت عیسیٰ امام حسینؑ کے قبر کے نزدیک پیدا ہوئے اور اُسی شب دمشق واپس آئیں۔

قطب راوندی نے بسند معتبر یحییٰ بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں حیرہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک روز اُن حضرت کے ساتھ سوار ہو کر چلا اور ہم ایک قریہ میں جو ناصرہ کے اطراف میں واقع ہے پہنچے

حضرت عیسیٰ کی ولادت سن کر ابلیس کا خوش ہونا بائبل میں سے چار حصہ انسانوں کے اس کے سبب کرنا کرنا۔

اور شط فرات کے پاس آئے تو حضرت نے فرمایا کہ یہی ہے یہی ہے پھر سواری سے اترے اور دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت عیسیٰؑ کہاں پیدا ہوئے تھے میں نے عرض کی نہیں فرمایا کہ اسی مقام پر جہاں میں بیٹھا ہوں پھر فرمایا کہ وہ درخت جسے مریمؑ نے حرکت دی اور اُس میں سے خرے گرے تھے کہاں تھا میں نے کہا نہیں جانتا تو اپنے دست مبارک سے اپنی پشت کی جانب اشارہ کیا کہ یہاں تھا۔ پھر فرمایا کہ ربوہ کے معنی جانتے ہو جو خدا نے فرمایا ہے کہ۔ وَادِیْنَا هٰمًا اِلٰی رَبُّوْہِ ذٰلِکَ قَہْرًا وَّ مَعِیْنٍ۔ یعنی عیسیٰؑ و مریمؑ کو ہم نے ایک مقام بلند پر جگہ دی جو زیادتی پھل اور آبادی اور چشمہ جاری کی وجہ سے محل استقرار تھا۔ میں نے کہا نہیں جانتا تو اپنے دست مبارک سے داہنی جانب بچھ کی سمت اشارہ کر کے فرمایا وہ یہ پہاڑ ہے۔ پھر فرمایا کہ خدا نے جو ماء معین فرمایا ہے وہ فرات ہے اور فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰؑ کا حل ظاہر ہوا جناب مریمؑ اُس وادی میں تھیں۔ جہاں پانیچ سو باکرہ لڑکیاں عبادت خدا کرتی تھیں اور ان کی حل کی مدت نو گھنٹی تھی۔ جب دروزہ نے ان کو بے چین کیا محراب عبادت سے نکلیں اور گھر آئیں جو اُن کا دیر تھا۔ وہاں سے درخت خرما کے پاس پہنچیں جو خشک تھا وہاں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے ان کو لے کر قوم کے پاس آئیں قوم ان کو اس حال سے دیکھ کر خوف زدہ ہوئی اور سب نے تعجب کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں بنی اسرائیل نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا وہ خدا کے بیٹے ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ بندہ خدا اور اس کے پیغمبر ہیں اور یہودیوں نے کہا وہ (معاذ اللہ) فرزند زنا ہیں۔ اور وہ درخت خرما کے عجوبہ کا تھا۔

اور بہت سی معتبر حدیثیں اس آئیہ کریمہ کی تفسیر میں وارد ہوئی ہیں کہ ربوہ کوفہ کا سر ہے اور اس کا سواد کر بلائے معلیٰ یا نجف اشرف ہے اور قرار مسجد کوفہ اور معین نہر فرات ہے۔

حدیث معتبر میں امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ حضرت جبریلؑ بہشت سے حضرت مریمؑ کے لئے خرمائے صرغان کی جنس سے خرے لائے جب انہوں نے ان کو کھایا تو حاملہ ہو گئیں۔

دوسری معتبر سند سے منقول ہے کہ علمائے نصاریٰ میں ایک شخص حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اس سے پوچھا جانتے ہو کہ وہ نہر

جس کے کنارے حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے کونسی نہر ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ وہ نہر فرات ہے۔

دوسری حدیث معتبر میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ حضرت نے ایک بار علمائے نصاریٰ سے دیلوں کے ضمن میں جو ان پر قائم فرمائی تھیں ارشاد کیا کہ مریم کی والدہ کا نام مَرَّتَا تھا جس کے معنی عربی میں وہیبہ ہے جس روز مریم پر جبریل نازل ہوئے اور وہ حضرت عیسیٰ سے حاملہ ہوئیں وقت زوال روز جمعہ تھا اور وہ دن ہمیشہ سے عید کا دن تھا اور جس روز حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے روز سہ شنبہ (منگل) تھا جس کی ساڑھے چار گھڑی گزری تھی اور جس نہر کے کنارے وہ پیدا ہوئے وہ نہر فرات تھی۔ اُس روز ان کو خدا کی جانب سے بات کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اس زمانہ کا بادشاہ قیدوسن جب اس حال سے مطلع ہوا اپنے لاکوں اور مصاحبین کو لے کر حضرت کو آزار پہنچانے کے خیال سے نکلا اور آل عمران کو خبر دی اور ان کو گھروں سے باہر بلایا تاکہ مریم کو اس حال سے مشاہدہ کریں یہاں تک کہ وہ تمام واقعات گزرے جن کا ذکر قرآن میں ہے (کہ قوم نے مریم سے سوال وجواب کئے اور جناب عیسیٰ نے گہوارہ میں اُن سے کلام کیا)۔

روایت معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ کی ولادت پچیسویں تاریخ ماہ ذی القعدہ کی شب میں ہوئی۔

کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ حفص ابن غیاث نے کہا کہ میں نے حضرت صادقؑ کو کوفہ کے باغوں میں گھومتے ہوئے دیکھا۔ حضرت جب ایک درخت خرما کے پاس پہنچے تو اس کے سایہ میں دو رکعت نماز پڑھی اور رکوع و سجود میں نے شمار کیا کہ پانچ سو مرتبہ تسبیح پڑھی پھر درخت سے تکیہ لگا کر بہت دیر تک دعائیں کرتے رہے پھر فرمایا کہ اے حفص خدا کی قسم یہ وہی درخت خرما ہے جس کے بارے میں خدا نے جناب مریمؑ سے فرمایا تھا کہ اس کے تنہ کو ہلاؤ تو اس میں سے رطب تمہارے لئے گرے گی۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ شب معراج حضرت جبریلؑ نے ایک مقام پر رسول خداؐ سے عرض کی کہ سواری سے اتر کے نماز پڑھئے۔ حضرت نے نماز ادا کی اور پوچھا یہ کون سا مقام ہے عرض کی یہ طور سینا ہے خدا نے حضرت موسیٰؑ سے اسی جگہ باتیں کیں۔ وہاں سے سوار ہو کر آگے بڑھے پھر کچھ دور راہ طے کرنے کے

مریم کی والدہ کا نام

تاریخ ولادت عیسیٰ

بعد جبریلؑ نے کہا اتر بیٹے اور ناز پڑھئے حضرت نے پوچھا یہ کون سی جگہ ہے عرض کی یہ بیت لحم ہے یعنی بیت المقدس کے اطراف میں ایک جگہ کا نام ہے۔ اسی مقام پر حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تھے۔

دوسری معتبر حدیث میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ زمین کے خطوں نے ایک دوسرے پر فخر کرنا شروع کیا تو کعبہ نے زمین کو بلا پر فخر کیا خدا نے اس کو وحی کی کہ ساکت رہ اور کہ بلا پر فخر مت کر کیونکہ وہ مقام وہ ہے جہاں ہم نے موسیٰ سے کلام کیا۔ وہی وہ ربوہ ہے کہ مریمؑ و مسیح کو ہم نے جہاں مقیم کیا اور وہ دولاہ ہے جس میں حسینؑ کے سر مبارک کو دھویا گیا اسی جگہ عیسیٰ کو اُن کی ولادت کا غسل دیا گیا۔

بسنہ معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جب امیر المومنین خوارزم سے جنگ کر کے نہروان سے واپس ہوئے اور مسجد براشا میں قیام فرمایا جو بغداد کے قریب واقع ہے۔ اُس جگہ ایک دیر تھا جس میں ایک راہب رہتا تھا۔ اُس راہب نے جب حضرت کے رعب و جلال اور اوصاف کو دیکھا جو مقدس کتابوں میں پڑھ چکا تھا دیر سے باہر آیا اور مشرف باسلام ہوا اور کہا میں نے انجیل میں حضور کی ثنا و صفت پڑھی ہے اس میں لکھا ہے کہ آپ مسجد براتا میں قیام فرمائیں گے جو خانہ مریمؑ اور زمین عیسیٰ ہے۔ پھر حضرت امیر المومنین اُس دیر کے قریب ایک مقام پر تشریف لے گئے اور اپنے پیروں پر زمین پر مارا تو اُسی وقت ایک صاف و شفاف چشمہ جاری ہوا اور فرمایا کہ یہ وہ چشمہ ہے جو حضرت مریمؑ کے لئے زمین سے جوش مارتا ہوا نکلا تھا پھر فرمایا کہ سات ہاتھ اس چشمہ سے ناپو اور زمین کو کھودو۔ لوگوں نے حکم کی تعمیل کی وہاں ایک سفید پتھر نکلا حضرت نے فرمایا کہ اس پر جناب مریمؑ نے حضرت عیسیٰ کو اپنی گود سے اتار کر رکھا تھا۔ وہاں حضرت نے ناز پڑھی اور فرمایا کہ یہ زمین براشنا خانہ مریمؑ ہے۔

۱۔ مولف فرماتے ہیں ممکن ہے کہ یہ چشمہ اُس چشمہ کے علاوہ ہو جو حضرت کی ولادت کے وقت ظاہر ہوا تھا اور بیت لحم ہے کوئی مقام ہو جہاں واپسی پر حضرت نے قیام فرمایا یا یہ کہ ابتداء میں وہاں گئے ہوں اور پھر وہ معدوم ہو گیا ہو اور حضرت کے اعجاز سے کربلا و کوفہ سے ظاہر ہوا ہو۔ بہر حال چونکہ بہت سی معتبر اور صحیح حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت (باقی صفحہ ۷۸ پر)

کربلا پر کعبہ کا فخر کرنا اور خدا کا شتم کرنا

نہروان کے راستہ میں ایک دیر کے قریب جناب امیر المومنینؑ نے قیام فرمایا اور راہب کا مسجد براتا میں قیام فرمائیں گے

بلند معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے خدا نے اُن کو پوشیدہ رکھا اور اُن کے جسم کو لوگوں کی نگاہوں سے غائب کر دیا کیونکہ جب مریم حاملہ ہوئی تھیں تو وہ آبادی سے دور ایک مقام پر عزت گزیں ہو گئی تھیں جیسا کہ خداوند عالم نے ذکر فرمایا ہے اور زکریا اور مریم کی خالہ اُن کی تلاش میں آئے اور اُس وقت اُن کے پاس پہنچے جبکہ حضرت عیسیٰ پیدا ہو چکے تھے اور حضرت مریم شرم سے موت کی تمنا کر رہی تھیں اُس وقت خدا نے حضرت عیسیٰ کو گویا کیا اور انہوں نے اُن پر حجت تمام کی۔ جب حضرت عیسیٰ ظاہر ہوئے بنی اسرائیل پر دشمنان دین کی طرف سے بلائیں اور سختیاں زیادہ ہوئیں اور اُن کی تکلیفیں بڑھیں اور بادشاہ اور جبار جو اس زمانہ میں تھے اُن کے مٹانے اور ایذا رسانی میں اُٹھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ عیسیٰ آسمان پر تشریف لے گئے اور شمعون اور اُن کے ماننے والے اُن ظالموں کے ڈر سے روپوش ہو گئے اور ایک دریا کے جزیروں میں سے کسی جزیرہ میں چلے گئے اور مدتوں وہاں مقیم رہے۔ خدا نے ان کے لئے اُس جزیرہ میں آب شیریں کے چشمے جاری کر دیئے اور ہر قسم کے پھل اُن کے لئے اُگائے اور چوپائے اور جانور اُن کے لئے پیدا کر دیئے اور ایک مچھلی اُن کے پاس بھیجی جس کو عمد کہتے ہیں جو گوشت اور ہڈی نہیں رکھتی۔ بلکہ اس میں صرف چمڑا اور خون تھا۔ خدا نے اس کو حکم دیا تو وہ پانی کے اوپر آئی اور خدا کے حکم سے شہد کی مکھیاں اُس کی پشت پر بیٹھیں وہ ان کو لے کر اُس جزیرہ میں آئی۔ مکھیوں نے وہاں جزیرہ کے درختوں میں چھتہ بنایا اور ان لوگوں

(بقیہ حاشیہ ص ۷۴) عیسیٰ کا محل ولادت فرات اور کوفہ کے حوالے میں ہے چند باتیں جو مورخان اہلسنت میں مشہور ہیں اُن لوگوں کی عقل سے دور باتیں ہیں جو احادیث اہلبیت پر اعتقاد نہیں رکھتے ہیں اور محض اپنی طبیعت کے ناپسند ہونے کی وجہ سے احادیث متواترہ کا انکار کرتے ہیں۔ لہذا ان کے انکار کی وجہ سے احادیث متواترہ رد نہیں کی جاسکتیں یا ممکن ہے کہ بعض حدیثیں جو اس کے خلاف وارد ہوئی ہیں تنقید پر محمول ہوں یا جس طرح اہل کتاب میں مشہور ہیں بیان کی گئی ہوں تاکہ اُن پر حجت ہو۔ اسی طرح مختلف حدیثیں جو روز ولادت اور مدت حمل سے متعلق وارد ہیں انہی وجہوں میں سے کسی ایک پر محمول ہیں۔ اور اُن کو باہم موافق و مطابق کرنے میں دوسرے احتمالات بھی دل میں پیدا ہوتے ہیں جن کا ذکر طوالت کا باعث ہے واللہ اعلم ۱۲

کے لئے اُس جزیرہ میں بہت شہد پیدا ہوا۔ اور حضرت مسیحؑ کی خبریں اس حال میں اُن کے پاس پہنچتی رہیں۔

اور ابن طاؤسؒ نے ابن بابویہ کی کتاب النبوة سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے گبر کے بڑے لوگوں کا ایک گروہ احتراماً عیسیٰؑ و مریمؑ کو دیکھنے کے لئے آیا اور وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم وہ لوگ ہیں جو ستاروں اور احکام نجوم پر نظر رکھتے ہیں جب یہ فرزند پیدا ہوا ہم نے دیکھا کہ بادشاہوں کا ایک ستارہ طلوع ہوا ہے جب ہم نے غور و فکر کیا تو معلوم ہوا کہ اس بچہ کی بادشاہی پیغمبری کی بادشاہی ہے جو اُس سے زائل نہ ہوگی یہاں تک کہ خدا اس کو آسمان پر اٹھائے گا اور جب دنیا ختم ہو جائے گی تو اُس کی بادشاہی آخرت کی ابدی بادشاہی میں منتقل ہو جائے گی۔ ہم لوگ مشرق سے آرہے ہیں اور اُسی ستارہ کی رہبری سے یہاں تک پہنچے ہیں۔ جب اس مقام پر ہم پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ وہ ستارہ اس بچہ کے اوپر ٹھہر گیا اس طرح ہم نے پہچان کر لے مریمؑ صاحب ستارہ آپ کا یہ فرزند ہے۔ ہم اپنے ساتھ ہدیے اس پر قربان کرنے کے لئے لائے ہیں کہ دنیا میں کسی کے واسطے ایسی چیزیں نہیں لائی گئیں کیونکہ یہ ہدیے ہم نے اس بچہ کے لئے مناسب و موزوں سمجھا۔ یہ سونا، مُراور کندر ہیں۔ سونا دنیاوی سرمایہ ہے اور آپ کا فرزند بہترین مردم ہے اور مُراور خوں اور بیماریوں اور دیوانگی میں شفا دینے والی چیز ہے چونکہ آپ کا فرزند ان بیماریوں کا علاج کرنے والا ہوگا۔ اس لئے یہ اس کے لئے مناسب ہے اور کندر وہ ہے جس کا دھواں آسمان پر پہنچتا ہے اور کسی کا دھواں آسمان تک نہیں پہنچتا۔ اور آپ کا فرزند چونکہ آسمان پر جائے گا لہذا یہ اس کے واسطے مناسب و موزوں ہے۔

حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ ابوبصیرؓ نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ خدا نے عیسیٰؑ کو کیوں بغیر باپ کے پیدا کیا۔ فرمایا اس سبب سے کہ لوگ اس کے کمال قدرت کو سمجھیں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

اور بہت سی معتبر حدیثوں میں منقول ہے کہ جو روح کہ خدا نے حضرت عیسیٰؑ میں چھوئی وہ روح اس کی خلق کی ہوئی تھی جو دوسری روحوں سے بلند و برتر تھی۔ بہت سی روایتوں میں عامہ و خاصہ کے طریقہ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ نے امیر المؤمنینؑ سے فرمایا کہ تم عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے مشابہ ہو جن کے بارے

حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے بعد اگر وہ دنیا پر نہ آئے تو دنیا پر کون سا انسان آپ کے اوصاف بیان کرے۔

میں بعض لوگوں نے غلو کیا کہ ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنے لگے اور بعضوں نے اُن سے دشمنی کی اس حد تک کہ ان کو (معاذ اللہ) زنا زادہ کہہ دیا اور یوسف بنجار کا بیٹا بنا دیا اور یہ دونوں گروہ جہنم میں گئے اور ایک گروہ اُن کے دین پر قائم رہا اور ان کو خدا کا بندہ اور اُس کا رسول سمجھتے رہے۔ اسی طرح یا علیؑ ایک گروہ تم کو خدا کے گا اور ایک جماعت تم کو (معاذ اللہ) کافر سمجھے گی اور یہ دونوں گروہ جہنم میں جائیں گے اور جو لوگ کہ تم کو خدا کا بندہ اور اُس کے رسولؑ کا خلیفہ سمجھیں گے نجات پائیں گے۔

فصل دوم حضرت عیسیٰ کے فضائل و کمالات اور آپ کی سیرت و عادت اور معجزات اور تبلیغ رسالت اور آپ کی عمر اور مجمل تمام حالات۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَالتَّبِیَّاتِ عِیْسٰی ابْنِ مَرْیَمَ الْبَتُّلَتِ وَآیْدَ نَسْءِ سِرُّوْجِ الْقُدُسِ**۔ یعنی ہم نے عیسیٰ ابن مریمؑ کو واضح و لیلیس اور معجزات ظاہر و مدلل عطا کئے اور روح مقدس و مطہر سے ان کی تائید کی۔ بعض کا قول ہے روح مقدس وہ روح ہے جسے خدا نے خلق فرما کر عیسیٰؑ میں پھونکی۔ اور احادیث معتبرہ میں وارد ہے کہ وہ روح مقدس جبریلؑ و میکائیلؑ اور تمام ملائکہ سے بلند تر ایک مخلوق ہے جو پیغمبران اولوالعزم اور ائمہ معصومینؑ سے تعلق رکھتی ہے اور وقت ولادت سے آخر عمر تک اُن کی معین و مددگار اور معلم رہتی ہے اور بعض حدیثیں اس کتاب کے شروع میں اس بارے میں ذکر کی جا چکی ہیں۔ خداوند عالم دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ **اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ اِذْ کُنْ رُفِعْتُ عَلَیْکَ وَ عَلٰی وَالدَّتِکَ مَا وُزُوْهُ وَ قَدْ یَا دُرُکَ وَ جِبَدَ اللّٰہِ عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ** سے کہا کہ اے عیسیٰ میری نعمتیں یا د کر جو ہم نے تم کو اور تمہاری والدہ کو عطا کیں۔ **اِذْ اٰیْدُ ثَلَاثَ سِرُّوْجِ الْقُدُسِ تَکَلَّمُ النَّاسُ فِی الْمَهْدِ وَ کَهْلًا وَ اِذْ عَلَّمْتُکَ الْکِتَابَ وَ الْحِکْمَةَ وَ التَّوْرَةَ وَ الْاِنْجِیْلَ**۔ جبکہ میں نے روح القدس کے ذریعہ تمہاری مدد کی کہ تم گہوارہ میں کلام کرنے لگے اور عالم پیری میں بھی اور جبکہ میں نے تم کو کتاب و حکمت اور توریت و انجیل کی تعلیم دی۔ **وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْہَا فَتَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ وَ تَبْرِئُیْ الْوَكْمَةَ وَ الذَّرْصَ بِاِذْنِیْ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ**۔ جبکہ تم میرے حکم سے مٹی سے طائر بنا کر اُس میں پھونک مار دیتے

حضرت علیؑ شہید عیسیٰ بن مریمؑ

سورہ بقرہ آیت ۸۷

سورہ مائدہ آیت ۱۱۰

تھے تو وہ میرے حکم سے درحقیقت طائر بن جاتا تھا اور اندھے اور مہروں کو میرے حکم سے شفا بخشتے تھے اور مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ مشہور ہے کہ جس پر زندہ کو آپ نے بنایا تھا وہ چمگا ڈڑتھی۔ اور حدیث امیر المومنین میں بیان ہو چکا کہ چھ جانور مال کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے ایک اُن میں سے یہ چمگا ڈڑ ہے جسے حضرت عیسیٰ نے مٹی سے بنایا اور وہ بحکم خدا زندہ ہو کر اڑ گئی۔ اور وہاب بن منبہ سے روایت ہے کہ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ پچاس ہزار بیمار حضرت عیسیٰ کے پاس جمع ہوتے اور ان میں سے جو نہیں آسکتا تھا حضرت خود اس کے پاس جاتے تھے اور اس شرط پر اس کو اچھا کرتے کہ وہ حضرت پر ایمان لائے اور بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت نے چار آدمیوں کو زندہ کیا۔ اول آپ کا ایک دوست عاذر تھا اُس کے مرنے کے تین روز بعد حضرت نے اس کی بہن سے فرمایا مجھے اس کی قبر پر لے چل وہاں پہنچ کر فرمایا کہ اے خدائے ہفت آسمان وزمین تو نے مجھے بیشک بنی اسرائیل کی طرف بھیجا ہے تاکہ ان کو تیرے دین کی طرف بلاؤں اور ان کو آگاہ کروں کہ میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں لہذا عاذر کو زندہ کرے تو وہ زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اور اُس کے بعد زندہ رہا یہاں تک کہ اس کی اولادیں ہوئیں۔ دوسرا ایک بڑھیا کا لڑکا تھا کہ جس کا تابوت لوگ حضرت عیسیٰ کے سامنے سے لے جا رہے تھے حضرت نے دعا کی اور وہ زندہ ہو گیا اور تابوت میں اُٹھ کر بیٹھ گیا پھر لوگوں کی گردنوں پر پیر رکھ کر نیچے اُتر آیا اور اپنے کپڑے (منگا کر) پہنے اور اپنے گھر چلا گیا پھر اس کے بھی اولادیں ہوئیں۔ تیسرے ایک دختر عشار سخی کہ لوگوں نے حضرت سے فرمایا کہ کل فوت ہوئی ہے آپ اُسے زندہ کر دیجئے حضرت نے دعا کی اور وہ زندہ ہو گئی اور اُس کے بعد لڑکے پیدا ہوئے۔ چوتھے پسر نوح سام کو اسم اعظم الہی سے زندہ کیا۔ سام قبر سے باہر نکلے اُن کے سر کے آدھے بال سفید تھے۔ سام نے کہا شاید قیامت برپا ہو گئی حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ نہیں میں نے خدا سے اُس کے اسم اعظم کے ذریعہ دعا کی کہ تم کو زندہ کر دے۔ سام پانچ سو برس تک دنیا میں زندہ رہے تھے اور ان کے بال سفید نہ ہوئے تھے مگر اس وقت اس ہول سے کہ شاید قیامت آگئی ان کے بال سفید ہو گئے عیسیٰ نے فرمایا اچھا مر جاؤ سام نے کہا اس شرط کے ساتھ کہ خدا سکرات موت سے پناہ میں رکھے۔ پھر عیسیٰ نے دعا کی اور وہ رحمت الہی سے واصل ہوئے۔

وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَنْكَ إِذْ جَعَلْتَهُمُ الْبَيْتَ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا أَلْهَوْكُمْ رَبِّكُمْ ۖ ۱۱۰ اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے بنی اسرائیل کی ایذا رسانی کو تم سے روک دیا جبکہ یہودیوں نے تم کو مار ڈالنا چاہا اور تم نے اُن کو معجزات دکھائے تھے تو اُن کے کافر لوگوں نے کہا کہ یہ سوائے کھلے ہوئے جادو کے اور کچھ نہیں۔

بشد معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰ نے کہا کہ میں خدا کی جانب سے تمہارا رسول ہوں اور مٹی سے چڑیا بنا کر زندہ کرتا ہوں اور مادرِ زرا د اندھے کو شفا بخشتا ہوں تو بنی اسرائیل کہنے لگے کہ یہ سب جادو ہے کوئی دوسری دلیل پیش کرو تو ہم ایمان لائیں حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ تم نے کیا کھایا ہے اور اپنے گھروں میں کیا ذخیرہ کیا ہے تو سمجھو گے کہ میں سچا ہوں ان لوگوں نے کہا ہاں تو حضرت روز اُن کو بتانے لگے کہ آج فلاں چیز تم نے کھائی فلاں چیز لی اور فلاں فلاں چیزیں جمع کیں تو بعض لوگ ایمان لائے اور بعض اپنے کفر پر باقی رہے۔

بشد موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت داؤد اور جناب عیسیٰ کے درمیان چار سو اسی سال کا فاصلہ تھا اور شریعت عیسیٰ یہ تھی یعنی وہ خدا کی یگانہ پرستی اور اس کی عبادت میں خلوص اور ترکِ ریا اور جو کچھ نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰ نے تعلیم دی تھی ان تمام امور (کی تبلیغ) پر مبعوث ہوئے تھے۔ خدا نے اُن پر انجیل نازل فرمائی اور چند عہد اُن سے لئے جو اور پیغمبروں سے لئے تھے اور توریت میں اُن کے لئے لکھا تھا کہ نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں۔ اور نیکیوں کا حکم کریں اور برائیوں سے لوگوں کو منع کریں اور حرام کو حرام اور حلال کو حلال قرار دیں۔ اور انجیل میں نصیحتیں اور مثالیں تھیں۔ اُس میں تعزیرات و احکام حدود و فرض و میراث نہ تھے۔ اور جو توریت میں سخت احکام تھے اُن میں سے بعض میں خدا نے تخفیف فرمادی تھی۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے کہ عیسیٰ نے کہا کہ میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ بعض چیزوں کو جو تمہارے لئے حرام تھیں حلال قرار دوں اور جو لوگ حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے تھے آپ نے اُن کو توریت و انجیل دونوں پر ایمان لانے کا حکم دیا اور جب انہوں نے عیسیٰ نے گہوارہ میں کلام کیا پھر اس کے بعد سات یا آٹھ سال تک گفتگو نہ کی۔

اس کے بعد بنی اسرائیل کو تبلیغ فرمانے لگے اور خبر دینے لگے کہ انہوں نے کیا کھایا اور اپنے گھروں میں کیا جمع کیا ہے۔ اور حضرت مردوں کو زندہ کرتے۔ اور روپس کو شفا دیتے اور ان کو توریت کی تعلیم دیا کرتے۔ جب خدا نے چاہا کہ بنی اسرائیل پر حجت تمام کرے انجیل جناب عیسیٰ پر نازل فرمائی۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ ابان ابن ثعلب نے انہی حضرت سے پوچھا کہ آیا حضرت عیسیٰ نے کسی کو زندہ کیا تھا جو زندہ ہونے کے بعد ایک مدت تک زندہ رہا ہو اور اس کی اولادیں ہوئی ہوں فرمایا ہاں وہ حضرت کا ایک دوست تھا جس کے ساتھ آپ نے خدا کی خوشنودی کے لئے برادری قائم کر لی تھی جب کبھی حضرت اس کے پاس جاتے اُس کے ساتھ کچھ دنوں رہتے (اتفاقاً)۔ کچھ مدت تک حضرت سے اُس سے ملاقات نہیں ہوئی پھر ایک مرتبہ حضرت اُس کے دروازہ پر پہنچے کہ اس کو سلام کریں اور ملاقات کریں تو اُس کی ماں باہر نکلی حضرت نے اُس کا حال دریافت فرمایا اُس نے کہا یا رسول خدا اُس کا تو انتقال ہو گیا حضرت نے فرمایا کیا تو اُس کو دیکھنا چاہتی ہے اُس نے کہا ضرور یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا اچھا میں کل آؤں گا اور اُس کو خدا کے حکم سے تیرے لئے زندہ کر دوں گا۔ دوسرے روز حضرت عیسیٰ اُس کے دروازہ پر آئے اور اُس کی ماں سے کہا کہ میرے ساتھ چل اور اپنے فرزند کی قبر مجھے دکھا۔ وہ آپ کو اس کی قبر پر لے گئی۔ حضرت نے قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی۔ قبر شکافتہ ہوئی اور اُس عورت کا لڑکا زندہ ہو کر باہر آیا۔ جب اُس نے ماں کو اور ماں نے اس کو دیکھا دونوں روئے حضرت عیسیٰ کو رحم آیا۔ اور آپ نے اُس مرد سے فرمایا کہ کیا تو اپنی ماں کے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔ اُس نے عرض کی اے خدا کے رسول روزی اور غذا اور عمر کی مدت کے ساتھ یا بغیر ان سب چیزوں کے حضرت نے فرمایا ان تمام چیزوں کے ساتھ بیس سال تو دنیا میں زندہ رہے گا۔ شادی کرے گا اور تیرے اولادیں ہوں گی اس جوان نے عرض کی ہاں میں زندہ رہنا چاہتا ہوں تو حضرت نے اس کو اس کی ماں کے حوالہ کیا وہ بیس سال تک اپنی ماں کے ساتھ زندہ رہا شادی کی اور اولادیں پیدا ہوئیں۔

دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ کے اصحاب نے آپ سے مردے کو زندہ کرنے کی خواہش کی حضرت نے پسر نوح سام کو زندہ کر کے پوچھا دنیا میں رہنا چاہتے ہو یا اپنی حالت پر باقی رہنا پسند کرتے ہو کہا زندہ رہنا

نہیں چاہتا کیونکہ موت کی سختی و تلخی اب تک میرے دل میں موجود ہے لے
بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت عیسیٰ سے پوچھا کہ
آپ کیوں کسی عورت سے نکاح نہیں کر لیتے فرمایا عورت میرے کس کام آئے گی
لوگوں نے کہا اُس سے آپ کے لئے لڑکے ہوں گے فرمایا لڑکے میرے کس کام
آئیں گے اگر زندہ رہیں گے میرے لئے فتنہ و فساد کا سبب ہوں گے اگر مر جائیں
گے تو میرے غم و رنج کا باعث ہوں گے۔

بسنہ ہائے معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ پتھر کا
تکیہ رکھتے تھے اور سوتے وقت موٹے کپڑے پہنتے تھے۔ عموماً بھوکے رہتے۔
رات میں آپ کے لئے روشنی چاند کی روشنی تھی۔ اور جاڑوں میں آپ کا سرمایہ
مشرق و مغرب کی زمینیں تھیں جن پر سورج طلوع ہوتا (یعنی گھومتے پھرتے سپرد
سیاحت میں مشغول رہتے) آپ کے لئے پھل اور میوے اور خوشبوئیں گھاس تھی
جو زمین سے جانوروں کے لئے اُگتی۔ نہ آپ کے کوئی عورت تھی کہ اس کی محبت
ہوتی نہ کوئی لڑکا تھا جس کی فکر کرنے نہ کچھ مال رکھتے تھے جو ان کو یاد خدا سے
باز رکھتا نہ کسی سے کچھ لالچ تھی کہ اس کو ذلیل کرتے۔ آپ کی سواری آپ کے دونوں
پیر تھے اور آپ کے خادم آپ کے دونوں ہاتھ تھے۔

روایت معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے
بعض خطبوں میں جو بنی اسرائیل کے درمیان پڑھا تھا فرمایا تھا کہ میں نے اس حال
میں صبح کی کہ میرے خادم میرے ہاتھ تھے سواری میرے پیر میرا بستر فرش زمین
اور میرا تکیہ پتھر ہے اور جاڑوں میں گرمی پہنچانے کے لئے آگ آفتاب ہے۔ یعنی
جس جگہ دھوپ ہوتی ہے (میرا چراغ رات کے وقت چاند۔ میری غذا بھوک

لے مولف فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ کا زندہ ہونا ان کے حالات کے ذکر میں گذر چکا ان دونوں قصوں سے معلوم
ہوا کہ موت کی سختی اور تلخی زندہ ہونے اور دنیا میں ایک مدت تک رہنے کے بعد دنیوی تعلقات کے ساتھ بدل جاتی
ہے اور بہر حال چاروں اچا رہنا ہوتا ہی ہے۔ اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں زندہ ہونے کے بعد پھر مرنے
مومنین کے لئے شدت و سختی نہیں رکھتا اور ممکن ہے مقرر بان خدا کے لئے اس حال کا اظہار کہ موت میں
راحت ہے دوسروں کی تنبیہ کے لئے ہو یا یہ کہ باوجود اس راحت کے ان کے لئے تھوڑی سی سختی بھی ہو
خداوند عالم سکرات موت اور اس کی سختیوں سے اور اس کے بعد کی تکلیفوں سے ان میں رکھے ۱۷

حضرت عیسیٰ کا ارشاد کہ عورتیں اور لڑکے باعث فتنہ و رنج و دالال ہوتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ کا ارشاد کہ میں نے اس حال میں صبح کی کہ میرے خادم میرے ہاتھ تھے سواری میرے پیر میرا بستر فرش زمین اور میرا تکیہ پتھر ہے اور جاڑوں میں گرمی پہنچانے کے لئے آگ آفتاب ہے۔

میرا لباس خدا کا خوف ہے۔ اور میری تن پوشی بالوں کے موٹے کپڑے ہیں۔ میرے میوے پھل اور گل و لالہ زمین کی گھاس ہے جو حیوانات کھاتے ہیں۔ رات بسر کرتا ہوں اور کچھ نہیں رکھتا۔ صبح ہوتی ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہوتا (لیکن) زمین پر مجھ سے بڑھ کر نہ کوئی شخص غنی ہے اور نہ بے نیاز ہے۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ کنعان کی بیوی کا ایک لڑکا تھا جو اپنا سچا تھا وہ حضرت عیسیٰ کے پاس لائیں کہ اس کو شفا بخشیں حضرت نے فرمایا کہ میں بنی اسرائیل کے بیماروں کو شفا دینے پر مامور ہوا ہوں زن کنعان نے کہا ہے روح القدس میری دل کے دسترخوان کے نیچے ہوئے ٹکڑے کٹوں کو نصیب ہوتے ہیں جبکہ دسترخوان جھاڑا جاتا ہے لہذا آپ بھی اپنی حکمت سے ہم کو شرفیاب فرمائیے اور محروم واپس نہ کیجئے۔ تو آپ نے خدا سے اجازت طلب کی پھر دعا فرمائی اور وہ لڑکا صحتیاب ہوا۔

حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا حضرت عیسیٰؑ کو بھی تکلیفیں اور بیماریاں لاحق ہوتی تھیں جس طرح اور آدم کی اولاد دل کو ہوتی ہیں فرمایا۔ ہاں بچپن میں بڑھاپے کی سخت بیماریاں لاحق ہوتی تھیں ایک بار کسنی میں درد تھی گاہ عارض ہوا جو کشتی بانوں کو عموماً ہوا کرتا ہے۔ آپ نے اپنی ماں سے کہا شہد اور سیاہ دانہ روغن زیت میں ملا کر لادیں کہ اُسے کھائیں۔ جناب مسریمؑ نے وہ لاکر دیا تو اُس کے کھانے سے آپ کو کراہت ہوئی ماں نے پوچھا خود ہی تو تم نے منگوایا اب کھانے سے کیوں کراہت کرتے ہو عرض کی بعلم پیغمبری دوا تجویز کر کے طلب کی اور اب اس کی بد مزگی اور بے صبری کے سبب جو لڑکوں کا لوازمہ ہے کراہت کرتا ہوں۔ پھر اُس دوا کو تناول فرمایا۔

دوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرت نے فرمایا کہ کبھی حضرت عیسیٰ (جیکہ بچہ تھے) بہت روتے کہ مرثیہ پریشان ہو جاتی تھیں پھر کہتے کہ اے مادر مہربان فلان درخت کی چھال باریک پیس کر مجھے پلا دیجئے تو میری تکلیف دور ہو جائے گی اور میں نہ روؤں گا۔ جب مریم اُس دوا کو اُن کے حلق میں ڈالتیں تو اور زیادہ روتے تو آپ فرماتیں کہ خود تم ہی نے تو دوا کے لئے کہا اور پھر روتے بھی ہو تو کہتے کہ اے مادر مہربان (دوا تجویز کرنا) پیغمبری (کے سبب سے) اور (گریہ) بچپن کی کمزوری (کے سبب سے) ہے۔

بند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ خدا

تمہیں مسور کھانا گوارا کرے کہ وہ مبارک اور پاک ہے جو دل کو نرم کرتی ہے اور رقت (گریہ) زیادہ کرتی ہے اور ستر پیغمبروں نے اس پر برکت بھیجی ہے جن میں آخر حضرت عیسیٰ ہیں۔

بند معتبر انہی حضرت سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا نقش نگین دو کلمے تھے جو انجیل سے ماخوذ تھے۔ طُوْبِيْ لِعَبْدٍ ذَكَرَ اللّٰهَ مِنْ اَجَلِهٖ ذَوِيْلُ الْعَبْدِ نَسِيَ اللّٰهَ مِنْ اَجَلِهٖ۔ یعنی بہتر می ہے اُس بندہ کے لئے جو خدا کو یاد کرتا ہے اُس کے سبب سے اور بُرائی ہے اس شخص کے لئے جو خدا کو بھول جاتا ہے اس کے سبب سے۔

بند معتبر حضرت امام حسن مجتبیٰؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی عمر دنیا میں تینتیس سال ہوئی پھر خدا نے ان کو آسمان پر اٹھالیا وہ پھر زمین پر دمشق میں اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

بند ہائے صحیح و حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ خانہ کعبہ کے حج کو تشریف لے گئے اور صفاً روحا سے گذرے اور کہتے جاتے تھے۔ لَبَّيْكَ عَبْدُكَ وَابْنُ اُمَّتِكَ لَبَّيْكَ۔ حاضر ہے تیرا بندہ اور تیری کنیز کا بیٹا حاضر ہے۔

بند معتبر منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا جو سرخ چہرے والے اور گھونگھریالے بال اور میانہ قد والے تھے۔ بند موفّق امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدا نے حضرت عیسیٰؑ کو صرف بنی اسرائیل پر مبعوث فرمایا تھا اور ان کی پیغمبری بیت المقدس تک تھی ان کے بعد ان کے بارہ حواریین ان کے وصی ہوئے۔

ابو ذرؓ کی حدیث میں حضرت رسول خداؐ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے سب سے پہلے پیغمبر حضرت موسیٰؑ تھے اور ان کے سب سے آخری رسول جناب عیسیٰؑ تھے اور ان کے درمیان چھ سو پیغمبر مبعوث ہوئے۔

بند صحیح منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ حضرت عیسیٰؑ نے گہوارہ میں جب کلام کیا تو کیا اُس وقت اپنے اہل زمانہ پر حجت خدا تھے فرمایا ہاں پیغمبر اور حجت خدا تھے مگر مسئلہ نہ تھے (یعنی تبلیغ پر مامور نہ تھے) کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا فرماتا ہے کہ عیسیٰؑ نے گہوارہ میں کہا میں خدا کا بندہ ہوں اُس نے

مسور کے فوائد از حضرت رسالت پناہ۔

عمر عیسیٰؑ دنیا میں۔

خدا ہے اور کلمات اور اپنے اعداد کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ سَعَفَص یعنی قیامت میں پیمانہ کے عوض پیمانہ اور صاع کے بدلے صاع کا بدلہ ملیگا۔ قرشت یعنی سب قبروں میں لٹا دیئے جائیں گے اور قیامت کے روز زندہ کئے جائیں گے یہ سنکر معلم نے کہا اے خاتون اپنے فرزند کو لے جاؤ کہ وہ علم ربانی سے آراستہ ہے۔ اس کو معلم کی ضرورت نہیں۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ عیسیٰ دریا کے کنارے پہنچے اور ایک روٹی اپنے کھانے سے پانی میں ڈالی۔ حواریوں میں سے کسی نے کہا۔ اے روح اللہ اپنا کھانا آپ نے دریا میں کیوں پھینک دیا فرمایا اس لئے کہ دریا کے جانور کھائیں کیونکہ اُس کا ثواب بہت ہے۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا کے بزرگ نام تہتر ہیں دو نام جناب عیسیٰ کو ملے جن کے ذریعہ وہ تمام معجزات دکھاتے رہے۔ اور بہتر نام خدا نے ہم کو تعلیم فرمائے ہیں۔ ایک اپنی ذات سے مخصوص رکھا ہے وہ کسی کو نہیں سکھایا۔

انہی حضرت سے بسند صحیح منقول ہے کہ فرمایا کہ خدا سے ڈرو اور ایک دوسرے پر حسد مت کرو۔ بیشک حضرت کی شریعت میں سے آپ کی سیاحت اور زمین میں گھومنا پھرنا بھی تھا۔ ایک مرتبہ آپ سیر و سیاحت کے لئے نکلے آپ کے اصحاب میں سے ایک چھوٹے قد کے صحابی آپ کے ساتھ تھے جو کبھی آپ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ راستہ میں دریا حائل ہوا حضرت نے بسم اللہ کہا اور یقین کامل کے ساتھ دریا میں پانی کے اوپر روانہ ہو گئے۔ اُس صحابی نے بھی بسم اللہ کہا اور یقین درست کے ساتھ پانی پر قدم رکھا اور حضرت کے پیچھے چلنے لگا اور حضرت کے پاس پہنچ گیا تو اُس کے نفس میں عجب (ایک طرح کا فخر) پیدا ہوا کہ عیسیٰؑ روح اللہ ہیں اور پانی پر چل رہے ہیں اور میں بھی چل رہا ہوں تو وہ مجھ پر کیا فضیلت و زیادتی رکھتے ہیں یہ خیال آتے ہی وہ غرق ہو گیا اور عیسیٰؑ سے فریاد کی۔ آپ نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر پانی سے نکالا پھر اُس سے پوچھا کہ اے ٹھنکنے تیرے دل میں کیا بات پیدا ہوئی جو اس مصیبت میں گرفتار ہوا۔ اُس شخص نے جو کچھ دل

۱۔ یعنی دو نام بھی جو حضرت عیسیٰ کو ملے سب ہمارے ستر نام تعلیم فرمائے۔ مترجم

حسد کی لذت اور اس کا انجام۔ ایک صحابی عیسیٰ کا قصہ میں کہہ کر عیسیٰ پانی میں گھونٹا مارا۔

میں گذر رہا تھا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو اپنے نفس کو اس طرف لے گیا جس طرف خدا نے تجھ کو نہیں رکھا تھا اور اُس مرتبہ کا دعوے کیا جو تیرے مرتبہ سے بلند ہے اس سبب سے خدا نے تجھ کو دشمن رکھا پس توبہ کر اس شخص نے توبہ کی اور اپنے سابقہ مرتبہ پر واپس آیا۔ امام نے فرمایا کہ خدا سے توبہ کرو اور ایک دوسرے پر حسد مت کرو۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک روز حضرت عیسیٰ ایک جماعت کی طرف گذرے جو خوشی و شادمانی سے شور و غل مچا رہے تھے۔ پوچھا کیوں اس قدر خوش و مسرور ہو رہے ہو کہا آج فلاں کی لڑکی سے فلاں شخص کے لڑکے کی شادی ہے فرمایا آج اس قدر شاد و مفرح ہو رہے ہو کل فوجہ و ماتم کرو گے کسی شخص نے پوچھا۔ اے خدا کے پیغمبر کیوں کل ایسا ہو گا فرمایا کہ وہ لڑکی آج رات کو مر جائے گی۔ تو جو لوگ حضرت پر ایمان لائے تھے انہوں نے کہا سچ فرماتے ہیں اور منافقوں نے کہا کیا بات ہے کل کچھ دُور نہیں معلوم ہو جا بیگا کہ وہ جھوٹے ہیں۔ دوسرے روز وہ سب اس کے دروازہ پر گئے اور لڑکی کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ زندہ ہے تو حضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے اے روح اللہ کل آپ نے فرمایا تھا کہ وہ لڑکی مر جائے گی مگر وہ زندہ ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اچھا آؤ چلو دیکھیں جب دروازہ پر پہنچ کر پکارا اُس لڑکی کا شوہر باہر آیا۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اجازت دو ہم تمہاری زوجہ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی زوجہ کے پاس آیا اور کہا حضرت عیسیٰ ایک جماعت کے ساتھ آئے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ تم سے کچھ باتیں کریں۔ اُس لڑکی نے چادر اوڑھ لی اور اپنے کو چھپا لیا پھر حضرت عیسیٰ کو بلایا۔ آپ نے اُس سے پوچھا کہ کل شب تو نے کون سا کام کیا تھا اُس نے کہا کوئی کام نہیں سوائے اس کے جو ہمیشہ کرتی ہوں کہ ہر شب جمعہ ایک سائل میرے پاس آتا ہے اور میں اُسے اتنا دے دیتی ہوں کہ دوسرے جمعہ تک اس کو کافی ہوتا ہے۔ چونکہ کل رات میری شادی کی وجہ سے میرے گھر کے لوگ بھی سب کے سب مشغول تھے وہ سائل آیا اور بہت پکارا مگر کسی نے اُس کی آواز نہیں سنی لیکن میں اُٹھی اور اس طرح سے کہ مجھے کسی نے پہچانا نہیں اور جا کر اس سائل کو دے آئی حضرت نے فرمایا کہ اچھا اپنے بستر سے اُٹھ کر الگ ہو جا۔ وہ ہٹ گئی اور بستر جھاڑا گیا تو ایک سانپ شاخ خرمائی کی مانند اپنے دانتوں میں اپنی دم پکڑے ہوئے نکلا۔ حضرت نے فرمایا کہ کل رات جو تو نے صدقہ دیا اُس کے سبب سے

خدا نے تجھ سے اس بلا کو دور کر دیا اور تیری موت کو ٹال دیا۔

دوسری روایت میں ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ بیت المقدس کی گھاٹی میں تھے کہ شیاطین آئے اور آپ کو آزار پہنچانے کی کوشش کرنے لگے خدا نے حضرت جبریلؑ کو حکم دیا کہ اپنے واسطے پر سے شیاطین کو ماریں اور آگ میں ڈال دیں۔ حضرت جبریلؑ نے بموجب حکم عمل کیا اور حضرت عیسیٰ کو اُن کے ضرر سے محفوظ رکھا۔

ابن بابویہ نے دوسری روایت میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ کی عمر تیس سال ہو گئی ایک روز بیت المقدس کے عقبہ (گھاٹی) میں تھے جس کو عقبہ رفیق کہتے ہیں تو ابلیس علیہ اللعن آپ کے پاس آیا اور کہا آپ ہی کی خدائی بہت بلند ہے کہ گہوارہ میں آپ نے کلام کیا آپ نے فرمایا اے ابلیس بلکہ خداوند عالم بزرگ و برتر ہے جس نے مجھے گہوارہ میں کلام کی طاقت عطا فرمائی اگر وہ چاہے تو گنگ کر سکتا ہے پھر اُس ملعون نے کہا کہ آپ ہی وہ بزرگ خدا ہیں جو مٹی سے پرندہ بنا کر اُس میں چھونک دیتے ہیں تو دراصل طائر بن جاتا ہے۔ عیسیٰ نے فرمایا کہ عظمت مخصوص اُس خدا کے لئے ہے جس نے مجھے خلق کیا ہے اور اُس طائر کو میرے ہاتھ سے خلق کر دیتا ہے۔ پھر اُس ملعون نے کہا آپ ہی وہ ہیں جس کی عظیم خدائی اس مرتبہ کی ہے کہ بیماروں کو شفا بخشتے ہیں۔ عیسیٰ نے کہا بلکہ خدائی اسی کے لئے مخصوص ہے کہ اُس کی اجازت سے بیماروں کو شفا دیتا ہوں اگر وہ چاہے خود مجھ کو بیمار کر دے پھر ابلیس نے کہا آپ ہی ہیں کہ اپنی خدائی کی عظمت سے مردوں کو زندہ کرتے ہیں عیسیٰ نے کہا بلکہ بزرگی اسی خدا کے لئے مخصوص ہے جس کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور میں نے جس کو زندہ کیا ہے اس کو اور مجھ کو وہ خدا مردہ کر دے گا اور وہ خود باقی رہے گا۔ ابلیس نے پھر کہا آپ ہی وہ ہیں جس کی خدائی کی بلندی اس مرتبہ پر پہنچی ہے کہ پانی پر چلتے ہیں اور آپ کے قدم تر نہیں ہوتے اور پانی کے اندر نہیں جاتے۔ حضرت نے فرمایا بلکہ بزرگی خدا ہی کی ہے کہ جس نے پانی کو میرا تابع بنایا اگر وہ چاہے مجھے غرق کر دے پھر اُس ملعون نے کہا اے عیسیٰ آپ ہی وہ ہیں کہ ایک روز ایسا آئے گا کہ تمام آسمان وزمین اور جو کچھ اُن میں ہے سب آپ کے قدموں کے نیچے ہو گا اور آپ سب

ابلیس کا حضرت عیسیٰ کے پاس آکر آپ کی ترقیب میں خدا کا کلام

کے اوپر ہوں گے اور امور خلائق کا انتظام کریں گے۔ اور لوگوں کو روزی تقسیم فرمائیں گے۔ اُس کی یہ باتیں حضرت پر بہت سخت گذریں اور فرمایا: **يُسْحٰنُ اللّٰهُ مَلٰو سَمَوَاتِهِمْ وَاَرْضِهِمْ وَمَدَادَ كَلِمَاتِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَرَضًا نَفْسِهِ** یعنی پاک ہے وہ خدا اُن تمام باتوں سے جو تو کہتا ہے میں اس قدر اس کی پاکی بیان کروں گا کہ اس کی زمین و آسمان بھر جائیں اور روشنائی جس سے اس کے علوم نامتناہی کھکھے جاتے ہیں۔ (اگر لکھے جائیں تو) ختم ہو جائے اور (ان پاکیزگی کے بیانات کا) وزن اس کے عرش کے برابر ہو جائے جس سے وہ راضی ہو۔ جب ابلیس نے آپ کے یہ کلمات سُنے تو بھاگا اور دریائے اخضر میں کود گیا۔ ایک جنیۃ عورت دریا کے کنارے جا رہی تھی اس کی نگاہ شیطان پر پڑی کہ وہ ایک سنگ سخت پر سجدہ میں پڑا ہے اور اس کی منخوس آنکھوں سے آنسو اُس کے نحس چہرے پر جاری ہیں اُس عورت نے نہایت تعجب سے اُس کو دیکھا اور کہا اے ابلیس تجھ پر وائے ہو اس قدر سجدہ کو طول دینے سے تو کیا امید رکھتا ہے اُس نے کہا کہ مرد صالح کی نیک بیٹی مجھے امید ہے کہ جب خداوند عالم اپنی قسم کی وجہ سے مجھے جہنم میں ڈال دے گا اپنی رحمت سے اُس کے بعد مجھے جہنم سے آزاد کر دے گا۔

بسنہ معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ عیسیٰ شام کے ایک پہاڑ پر تشریف لے گئے جس کو اریحا کہتے ہیں۔ آپ کے پاس بادشاہ فلسطین کی صورت میں شیطان آیا اور کہا اے روح اللہ آپ مردوں کو زندہ کرتے ہیں اندھوں اور مبروص کو شفا بخشتے ہیں۔ ذرا اپنے کو اس پہاڑ سے نیچے گرا (کردکھا) دیجئے آپ نے فرمایا کہ میں سب کچھ حکم خدا سے کرتا ہوں اور اس بات کا اُس نے مجھے حکم نہیں دیا ہے۔

بسنہ صحیح پھر انہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ مکار ابلیس حضرت عیسیٰ کے پاس آیا اور بولا کہ آپ ہی دعویٰ کرتے ہیں کہ مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ فرمایا ہاں اُس نے کہا اگر آپ سچے ہیں تو اس دیوار سے اپنے کو گرا دیجئے (اور زندہ رہ جائیے تو جانوں) آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے۔ بندۂ تابع حکم خدا کو لازم نہیں کہ خود (اپنی مرضی سے) اپنی ذات پر تجربہ کرے۔ پھر ابلیس نے کہا کہ آیا آپ کا پروردگار قادر ہے کہ تمام دنیا کو ایک انڈے میں سمودے بغیر اس

شیطان بھی خدا کی رحمت سے آزاد نہیں ہے۔

بسیار عجیب و غریب ہے کہ حضرت عیسیٰ نے یہ بات فرمائی۔

کے کہ دنیا چھوٹی ہو یا انڈا بڑا ہو حضرت عیسیٰ نے فرمایا خداوند تعالیٰ عجز اور ناتوانی سے موصوف نہیں ہوتا اور جو کچھ تو کہتا ہے وہ محال ہے ایسا نہیں ہو سکتا اور ایسا نہ ہوتا اُس کے کمال قدرت کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ نے ابلیس ملعون کو دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ کیا تیرے مکر کے جالوں میں سے کوئی جال مجھ تک بھی پہنچا ہے اُس نے کہا میں آپ کے ساتھ کیا مکر کر سکتا ہوں حالانکہ آپ کی نانی معظمہ نے جبکہ آپ کی والدہ جناب مریمؑ پیدا ہوئیں تو دعا کی تھی کہ خداوند میں اس کو اور اس کی ذریت کو شیطان رجیم کے شر سے تیری پناہ میں دیتی ہوں (تو اس کو محفوظ رکھنا) اور آپ اُنہی کی ذریت میں سے ہیں بعض کتابوں میں ہے کہ جب مریمؑ مصر میں آئیں حضرت عیسیٰ بچہ تھے۔ وہ ایک دہقان کے گھر میں ٹھہریں کیونکہ وہ دہقان فقیروں اور مسکینوں کو بہت دوست رکھتا تھا اور ان کی پرورش کیا کرتا تھا۔ ایک روز دہقان کا کچھ مال گم ہو گیا اُس نے غریبوں کو جو اس کے گھر میں تھے متہم کیا۔ حضرت مریمؑ کو بہت رنج ہوا۔ حضرت عیسیٰ نے اپنی ماں کو غمگین دیکھا تو کہا اے مادر مہربان کیا آپ چاہتی ہیں کہ میں تباہوں کہ دہقان کا سامان کسی نے لیا ہے فرمایا ہاں حضرت عیسیٰ نے کہا وہ اندھا اور وہ اپانج باہم شریک ہیں اور مال چرائے گئے ہیں۔ جب اُس اندھے سے کہا گیا کہ اُس اپانج کو اٹھائے۔ اُس نے کہا میں نہیں اٹھا سکتا حضرت عیسیٰ نے فرمایا کل رات مال چراتے وقت اس کو کس طرح اٹھایا (اور لیگیا تھا) آج نہیں اٹھا سکتا؟ تو ان دونوں نے اقرار کیا اور دوسرے اس الزام سے بری ہوئے۔ دوسرے روز کچھ اور دہقان دہقان کے یہاں آئے۔ دہقان کے گھر میں پانی نہ تھا وہ فکر مند تھا حضرت عیسیٰ یہ دیکھ کر اُس کے حجرہ میں گئے جس میں گھرے اور مشکے خالی رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنا ہاتھ اُن پر پھیرا اور سب پانی سے لبریز ہو گئے اُس وقت آپ بارہ سال کے تھے۔ منقول ہے کہ ایک روز بچپن میں آپ کچھ لڑکوں کے ساتھ گھرے تھے کہ ایک لڑکے نے ایک بچہ کو مار ڈالا اور حضرت عیسیٰ کے پیروں کے قریب لا کر ڈال دیا۔ اُس کے اعزانے آکر دیکھا تو حضرت عیسیٰ کو پکڑ کے حاکم کے پاس لے گئے اور کہا اس لڑکے نے ہمارے لڑکے کو مار ڈالا ہے۔ حاکم نے پوچھا تو حضرت عیسیٰ نے کہا میں نے نہیں مارا ہے۔ حاکم نے چاہا کہ ان کو سزا دے تو آپ نے فرمایا کہ اس

حضرت عیسیٰ کا سوال عقابان سے کہ تو مجھے بھی ذریت سے سکا اور اسکا انکار نہ کرنا

ایک دہقان کے گھر اندھے اور ایک اپانج کا بچہ دی کرنا اور عیسیٰ کا تباہ کر کے مال دونا۔

ایک لڑکے کا قتل اور حضرت عیسیٰ پر الزام سکا زندہ ہو کر اپنے قاتل کا تباہ کرنا۔

لڑکے کو میرے پاس لاؤ میں اُس سے پوچھوں کہ اس کو کس نے قتل کیا ہے۔ وہ مردہ لڑکا لایا گیا حضرت نے دعا کی خدا نے اس کو زندہ کر دیا آپ نے پوچھا تبھر کو کس نے قتل کیا ہے اُس نے اپنے قاتل کو بتایا بنی اسرائیل نے اس سے پوچھا کہ یہ شخص جو تیرے پاس کھڑا ہے کون ہے کہا عیسیٰ بن مریم۔ اور پھر گرا اور مر گیا۔

روایت ہے کہ حضرت مریم نے جناب عیسیٰ کو ایک رنگریز کے سپرد کیا۔ کہ رنگساز سی سکھائے۔ رنگریز کے پاس بہت سے کپڑے رنگنے کے واسطے جمع تھے اُسے ایک کام درپیش ہو گیا اور وہ حضرت عیسیٰ کو یہ بتا کر چلا گیا کہ فلاں فلاں کپڑے جن کے دھاگے جس رنگ کے میں نے رنگ دیئے ہیں انہی رنگوں میں رنگنا میں ابھی آتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ نے تمام کپڑوں کو ایک ہی رنگ کے برتن میں ڈال دیا۔ رنگریز نے واپس آکر پوچھا تو آپ نے فرمایا تمام کپڑے فلاں ظرف میں ہیں وہ غصہ ہو کر بولا تم نے سب کپڑوں کو ہیکار و برباد کر دیا۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں اور اٹھے اور کپڑوں کو برتن سے باہر نکالا تو رنگریز کی خواہش کے مطابق ہر کپڑا مختلف رنگوں میں رنگا ہوا نکلا۔ رنگریز متعجب ہوا اور اس نے سمجھا کہ آپ پیغمبر ہیں اور ایمان لایا۔ پھر جب مریم حضرت عیسیٰ کو واپس لے کر شام میں پہنچیں تو ایک قریہ میں جس کو ناصرہ کہتے تھے قیام فرمایا اُسی کی جانب نصاریٰ منسوب ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خلق کی ہدایت اور خدا کی رسالت کی تبلیغ شروع کی۔

حضرت عیسیٰ کی تبلیغ رسالت اور آپ کا اپنی جانب سے اطراف و جوانب میں ہدایت خلق کے لئے پیغامبروں کو بھیجنا

فصل سوم

اور حضرت کے حواریوں کے حالات۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ۚ اِیْ اے ہمارے حبیب ان کے لئے قریہ انطاکیہ کے رہنے والوں کی مثال بیان کرو جس وقت حضرت عیسیٰ کے بھیجے ہوئے پیغامبران کے پاس آئے۔ اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَیْہِمْ اثنَیْنِ فَکَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا مِثْلَ لَیْلِ فَفَاقَا لَوْ اِنَّا اَکَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۚ جس وقت ہم نے دو (ہدایت کرنے والوں) کو ان کی جانب بھیجا اور لوگوں نے ان دونوں کی تمکدیب کی تو ہم نے تیسرے رسول سے ان دونوں کی مدد کی تو ان دونوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف رسول عیسیٰ میں بعض کا قول ہے کہ وہ دونوں یوحنا اور شمعون تھے اور تیسرے یونس

نام رنگریز کے پاس حضرت عیسیٰ کی رنگائی کی تھی پھر وہ لڑکا اور آپ کا نام رنگریزوں کو دیا۔ یہی رنگ کے قریہ میں تھا اور مختلف رنگ سے رنگنا

سورہ یونس آیت ۱۰۱ اور حضرت عیسیٰ کی تبلیغ رسالت کا بیان

تھے اور بعض کہتے ہیں کہ تیسرے شمعوں تھے اور بعض کا بیان ہے کہ وہ پہلے دونوں صادق اور صادق تھے اور تیسرے سلوم تھے۔

شیخ طبرسی اور ثعلبی اور مفسروں کی ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰ نے دو رسول شہر انطاکیہ میں بھیجے کہ وہاں کے لوگوں کو ہدایت کریں۔ جب وہ شہر کے نزدیک پہنچے ایک مرد پیر کو چند گوسفند چراتے ہوئے دیکھا۔ وہ حبیب بنارمومن آل یاسین تھے۔ ان دونوں نے ان کو سلام کیا۔ حبیب نے پوچھا آپ لوگ کون ہیں۔ انہوں نے کہا ہم حضرت عیسیٰ کے فرستادہ ہیں وہ بتوں کی عبادت کے بدلے خدا کی عبادت کی جانب دعوت دیتے ہیں۔ حبیب نے کہا کوئی نشانی بھی رسول ہونے کی رکھتے ہو انہوں نے کہا ہاں ہم بیماروں کو شفا دیتے ہیں اندھوں اور مبروص لوگوں کو اچھا کر دیتے ہیں۔ حبیب نے کہا میرا لڑکا برسوں سے بیمار ہے اس کو اچھا کر دو۔ انہوں نے کہا ہم کو وہ لڑکا دکھاؤ حبیب ان کو اپنے گھر لے گئے ان دونوں نے اپنے ہاتھ لڑکے کے جسم پر پھیرے وہ اسی وقت بقدرت خدا صحتیاب ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ خبر شہر میں مشہور ہو گئی اور بہتیرے بیمار آ کر شفا یاب ہوئے۔ جب یہ خبر ان کے بادشاہ کو پہنچی جس کو شکار میں تھے وہ روم کے بادشاہوں میں سے تھا اور بت کی پرستش کرتا تھا اُس بادشاہ نے ان دونوں رسولان عیسیٰ کو بلایا اور پوچھا تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا ہم لوگ حضرت عیسیٰ کے فرستادہ ہیں۔ اس نے کہا تمہارے پاس کیا معجزہ ہے۔ کہا خدا کے حکم سے اندھے اور مبروص کو شفا بخشتے ہیں اُس نے کہا تم کو کس واسطے بھیجا ہے کہا اس لئے کہ ہم تجھ کو بتوں کی عبادت سے منع کریں جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور تجھ کو اُس خدا کی عبادت کا حکم دیں جو سنتا اور دیکھتا ہے بادشاہ نے کہا شاید تمہارا خدا ان بتوں کے علاوہ کوئی اور ہے انہوں نے کہا ہاں وہ ہے جس نے تجھ کو اور تیرے خداؤں کو پیدا کیا ہے۔ اُس نے کہا اچھا اس وقت تو تم لوگ جاؤ میں تمہارے معاملہ میں غور کروں گا۔ غرض کہ وہ لوگ وہاں سے چلے آئے اور شہر میں تبلیغ کرتے رہے بادشاہ نے پھر حکم دیا تو وہ دونوں قید کر لئے گئے۔

علی بن ابراہیم وغیرہ نے بسند معتبر و حسن امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے ان آیات کی تفسیر میں فرمایا کہ خدا نے دو اشخاص کو انطاکیہ والوں کی

حضرت عیسیٰ کے دو رسول اور حبیب بنارمومن آل یاسین جیسا کہ ہر لے تھے۔

جانب مبعوث فرمایا ان دونوں رسولوں نے ان باتوں کے کہنے میں سبقت کی جن کے وہ لوگ منکر تھے تو ان لوگوں نے اُن رسولوں پر سختی و زیادتی کی اور اپنے بتخانہ میں ان کو قید کر دیا پھر خدا نے ایک تیسرے رسول کو بھیجا۔ وہ جب شہر میں داخل ہوئے تو لوگوں سے کہا مجھے اپنے بادشاہ کے پاس لے چلو۔ وہ لوگ ان کو لئے ہوئے بادشاہ کے محل کے دروازہ پر پہنچے تو رسول نے کہا میں جنگل میں عبادت کیا کرتا تھا چاہتا ہوں کہ تمہارے بادشاہ کے پروردگار کی عبادت کروں۔ لوگوں نے یہ خبر بادشاہ کو پہنچائی اس نے حکم دیا کہ ان کو بتخانہ میں لے جاؤ تاکہ وہ ہمارے خدا کی پرستش کریں۔ چنانچہ وہ بتخانہ میں پہنچا دیئے گئے اور ایک سال تک پہلے دو پیغمبروں کے ساتھ بتخانہ میں رہے اور خدا کی عبادت کیا کرتے تھے مختصر یہ کہ جب وہ رسول سوم ان سابق رسولوں کے پاس پہنچے تو کہا کہ آپ لوگ اس طرح سختی اور درشتی کے ساتھ لوگوں کو اُن کے دین سے پھیر کر ایک نئے دین میں لانا چاہتے ہیں۔ آپ لوگوں نے محبت و نرمی سے کیوں کام نہ لیا۔ پھر اُن سے کہا کہ آپ لوگ یہ ظاہر نہ کیجئے گا کہ مجھے پہچانتے ہیں پھر وہ بادشاہ کی بزم میں پہنچے بادشاہ نے کہا میں نے سنا کہ آپ نے میرے خدا کی عبادت کی تو آپ دین میں میرے بھائی ہیں اور آپ کی رعایت مجھ پر لازم ہے۔ آپ کی جو حاجت ہو بیان کیجئے انہوں نے کہا اے بادشاہ میری کوئی حاجت نہیں ہے لیکن میں نے دو شخصوں کو بتخانہ میں دیکھا ہے وہ کون ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ دونوں اشخاص آئے تھے کہ میرے دین کو باطل کریں اور مجھے خدائے آسمانی کی عبادت کی جانب دعوت دیتے تھے پیغمبر نے کہا اے بادشاہ بہتر ہے کہ ہم اُن سے مناسب طریقہ سے مباحثہ کریں اگر حق ان کے ساتھ ثابت ہو جائے تو ہم اُن کی متابعت کریں اور حق ہمارے ساتھ ثابت ہو جائے تو وہ ہمارے دین میں داخل ہو جائیں جو رعایتیں اور آسانیاں ہمارے لئے ہیں اُن کے لئے بھی ہوں گی۔ بادشاہ نے منظور کیا اور ان کو بتخانہ سے بلوایا۔ وہ لوگ آئے تو تیسرے پیغمبر نے ان دونوں سے پوچھا آپ لوگ اس شہر میں کیوں آئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس لئے۔۔۔۔۔ کہ بادشاہ کو اُس خدا کی عبادت کی طرف بلائیں جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اور رحم مادر میں (لڑکا یا لڑکی) جو چاہتا ہے خلق کرتا ہے اور جیسی صورت چاہتا ہے بناتا ہے۔ اُس نے

وزختموں کو اگایا پھلوں کو پیدا کیا ہے۔ وہی آسمان سے پانی برساتا ہے۔ اس تیسرے رسول نے کہا کہ کیا تمہارا خدا اس بات پر قادر ہے کہ اندھے کو بینا کر دے انہوں نے کہا ہم دعا کریں گے اگر وہ چاہے گا تو بینا کر دے گا۔ رسول سوئم نے بادشاہ سے کہا کہ کسی اندھے کو بلوایئے جو کبھی نہ دیکھ سکا ہو۔ غرض کہ ایک مادر زاد اندھا لایا گیا تو ان دونوں رسولوں سے کہا کہ اب آپ دعا کیجئے کہ خدا اس کو دیکھنے والا کر دے اگر آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ وہ دونوں حضرات اٹھتے دو رکعت نماز پڑھ کر خدا سے دعا کی اسی وقت اُس کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور اس نے آسمان کو دیکھا۔ پھر رسول سوم نے کہا اے بادشاہ دوسرے مریض کو بلوایئے۔ پھر ایک اور مریض بھی لایا گیا تو خود رسول سوئم نے سجدہ کیا اور دعا کی وہ اندھا بھی بینا ہو گیا۔ پھر بادشاہ سے کہا کہ انہوں نے اگر ایک حجت اور ایک دلیل ہم پر قائم کی تو ہم نے بھی اُسی کے ایسی ایک دلیل قائم کر دی اب کسی ایسے شخص کو بلوایئے جو اپنا سچ ہو حُرکت نہ کر سکتا ہو۔ ایک ایسا مریض بھی لایا گیا تو رسول سوم نے کہا آپ لوگ دعا کیجئے کہ خدا اس کو شفا بخشے ان دونوں رسولوں نے پھر نماز پڑھی اور دعا کی خدا نے اُسے بھی صحتیاب فرمایا اور وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور چلنے لگا۔ پھر رسول سوم نے کہا اے بادشاہ ایک اور اپنا سچ کو طلب فرمایئے۔ جب وہ لایا گیا تو خود دعا کی وہ بھی شفا یاب ہو گیا۔ پھر بادشاہ سے فرمایا کہ ان حضرات نے دو حجتیں قائم کیں۔ ہم نے بھی انہی کے ایسی دو حجتیں قائم کر دیں اب ایک بات رہ گئی ہے اگر یہ لوگ اس کو پوری کر دیں تو میں ان کے دین میں شامل ہو جاؤں گا۔ اے بادشاہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے ایک لڑکا تھا جو مر گیا۔ اگر یہ لوگ اُس کو زندہ کر دیں تو میں ان کے دین کو قبول کر لوں گا۔ بادشاہ نے کہا پھر تو میں بھی ان کے دین کو قبول کر لوں گا اور ایمان لاؤں گا۔ پھر ان سے کہا کہ ایک بات بس باقی ہے بادشاہ کا لڑکا جو مر چکا اور دفن ہو چکا ہے اس کو آپ زندہ کر دیں تو ہم آپ کے دین میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ سن کر وہ دونوں رسولانِ خدا سجدہ میں گئے اور ذکرِ الہی میں طول دیا پھر سرسجدہ سے اُٹھایا اور کہا اے بادشاہ لڑکے کی قبر کی جانب کچھ لوگوں کو بھیجئے انشاء اللہ آپ کا لڑکا قبر سے زندہ ہو کر باہر آچکا ہو گا۔ یہ سن کر لوگ شہزادے کی قبر پر دوڑے ہوئے گئے دیکھا کہ وہ قبر سے باہر آکر اپنے سر سے مٹی اور غبار جھاڑ رہا ہے۔ لوگ اس کو بادشاہ کے

پاس لائے۔ بادشاہ نے اس کو پہچانا اور پوچھا ہے فرزند تیرا کیا حال ہے اُس نے کہا میں تو مرچکا تھا میں نے دیکھا کہ ابھی ابھی دو اشخاص میرے پروردگار کی بارگاہ میں سجدے میں سر رکھے ہوئے خدا سے میرے زندہ ہونے کی دعا کر رہے تھے تو خدا نے ان کی دعا قبول کی اور مجھے زندہ کر دیا۔ بادشاہ نے کہا اے فرزند اگر ان کو تو دیکھے تو پہچان سکتا ہے اُس نے کہا ہاں بادشاہ ایک گروہ کے ساتھ جنگل میں گیا اور لڑکے کو کھڑا کیا۔ ایک ایک شخص کو اس کے سامنے گزارتا اور پوچھتا کہ یہ ہے وہ کہتا کہ نہیں یہاں تک کہ سیکڑوں کے بعد اُن دونوں رسولوں میں ایک کو سامنے لائے لڑکے نے دیکھتے ہی کہا ہاں اُن میں سے ایک یہ بزرگ ہیں اُس کے بعد پھر ایک کثیر جماعت اُس کے سامنے سے گزاری گئی ہر ایک کو دیکھتا اور کہہ دیتا کہ وہ نہیں یہاں تک کہ وہ دوسرے رسول بھی لائے گئے تو لڑکے نے پہچان لیا اور کہا دوسرے بزرگ یہ ہیں۔ یہ دیکھ کر رسول سوم نے کہا میں آپ کے خدا پر ایمان لایا اور جان لیا کہ جو پیغام آپ لائے ہیں وہ حق ہے بادشاہ بھی ایمان لایا اور اس کے اہل مملکت سب ایمان لائے اور مسلمان ہو گئے۔

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے جب چاہا کہ اپنے اصحاب کو رخصت کریں ان کو جمع کیا اور حکم دیا کہ کمزوروں کی ہدایت پر متوجہ ہوں اور بادشاہوں اور جباروں سے تعرض نہ کریں۔ ان میں سے دو شخصوں کو انطاکیہ کی جانب روانہ کیا وہ لوگ وہاں اُس روز پہنچے جس روز ان کی عید تھی۔ ان دونوں اشخاص نے دیکھا کہ اُس شہر کے لوگوں نے بت خانوں کو کھولا ہے اور اپنے بتوں کی پرستش کرتے ہیں تو ان دونوں نے ابتدا کی سختی اور ملامت سے تو اُس شہر والوں نے ان کو یکڑ کر زنجیر میں جکڑ دیا اور قید خانہ میں ڈال دیا۔ شمعوں کو یہ جبر پہنچی تو وہ انطاکیہ میں آئے چند تدبیروں اور کوششوں کے بعد زندان میں پہنچے اور ان دونوں رسولوں سے فرمایا کہ کیا تم کو نہیں بتایا گیا تھا کہ تم سرکشوں اور جباروں سے متعرض نہ ہونا پھر اُن کے پاس سے باہر آئے اور کمزوروں اور غریبوں سے ملتے اور ہدایت کی تھوڑی تھوڑی باتیں اُن سے کرتے۔ وہ لوگ اپنے سے قوی لوگوں کو بتاتے اور ان کی باتوں کو پوشیدہ رکھتے یہاں تک کہ ایک مدت کے بعد بادشاہ کے

کانوں تک یہ آواز پہنچی۔ بادشاہ نے پوچھا کب سے وہ آدمی ہمارے شہر میں ہے لوگوں نے کہا دو مہینے سے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ میری مجلس میں اس کو حاضر کرو۔ وہ بادشاہ کے پاس بلائے گئے۔ بادشاہ نے ان کو دیکھا اور ان سے باتیں کیں۔ پھر تو ان کو بہت دوست رکھنے لگا اور حکم دیا کہ جب تک میں دربار میں رہوں ان کو میرے پاس رہنا چاہیئے۔ ایک روز بادشاہ نے ایک ہونک خواب دیکھا اور شمعونؑ سے بیان کیا۔ حضرت شمعونؑ نے نیک تعبیر دی وہ خوش ہوا۔ پھر ایک مرتبہ ایک اور پریشان خواب دیکھا۔ حضرت نے نہایت اچھی تعبیر بیان کی کہ اس کی خوشی اور زبادہ ہوئی۔ غرض کہ ہمیشہ بادشاہ کے پاس رہنے لگے۔ ان کی جانب سے بادشاہ کے دل میں ان کی بڑی منزلت ہو گئی جب ان کو یقین ہو گیا کہ ان کی بات بادشاہ کے دل میں اثر کرتی ہے تو ایک روز بادشاہ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ دو اشخاص آپ کے قید خانہ میں ہیں جنہوں نے آپ کے دین میں عیب نکالا تھا۔ اُس نے کہا ہاں شمعونؑ نے کہا حکم دیجئے کہ ان کو حاضر کیا جائے۔ غرض کہ وہ دونوں حضرات بلائے گئے شمعونؑ نے اُن سے پوچھا تمہارا خدا کون ہے جس کی تم پرستش کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ عالموں کا مالک، پوچھا جو سوال اُس سے کیا جائے اُسے وہ سنتا ہے؟ اور جو دعا اُس سے کی جاتی ہے اُس کو قبول کرتا ہے۔ ان دونوں حضرات نے کہا ہاں ضرور سنتا ہے اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ شمعونؑ نے کہا کہ میں تمہارے اس دعوے کا امتحان کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا ضرور امتحان بھی کرو شمعونؑ نے کہا اگر تم کسی مبروص کے لئے دعا کرو تو خدا اس کو شفا دیدے گا وہ بولے ہاں شمعونؑ نے ایک مبروص کو بلایا اور اُن سے کہا کہ اپنے خدا سے دعا کرو کہ اس کو صحت بخشنے۔ اُن حضرات نے اپنے ہاتھ اس کے جسم پر ملے اور وہ اُسی وقت صحتیاب ہو گیا۔ شمعونؑ نے کہا میں بھی ایسا کر سکتا ہوں اور دوسرا مریض لایا گیا شمعونؑ نے اُس کے جسم پر اپنا ہاتھ پھیرا وہ بھی فوراً اچھا ہو گیا۔ شمعونؑ نے کہا اچھا ایک بات باقی رہ گئی اگر وہ پوری ہو گئی تو میں تمہارے خدا پر ایمان لاؤں گا۔ پوچھا وہ کیا فرمایا کہ مردہ کو زندہ کر دو گے؟ وہ بولے ہاں (حکم خدا سے مردہ بھی زندہ ہو جائیگا) پھر شمعونؑ نے بادشاہ سے پوچھا کوئی مردہ ایسا بھی ہے جس سے آپ کو کچھ تعلق ہو بادشاہ نے کہا ہاں میرا لڑکا مر گیا ہے۔ حضرت شمعونؑ نے فرمایا اچھا چلئے ہم سب لوگ اُس

کی قبر پر چلیں اور دیکھیں ان کے دعویٰ کی حقیقت کو ممکن ہے وہاں یہ رسوا ہو جائیں۔ چنانچہ سب لوگ شہزادے کی قبر پر پہنچے اور ان دونوں حضرات نے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور حضرت شمعون نے دل میں دعا کرنی شروع کی۔ دعا کے ساتھ ہی قبر کھل گئی اور شہزادہ زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا۔ بادشاہ نے اس سے حال دریافت کیا اس نے کہا میں مردہ تھا ابھی ابھی مجھے کچھ خوف دبے چینی محسوس ہوئی میں نے دیکھا کہ تین آدمی خدا کی بارگاہ میں میرے زندہ ہونے کی دعا کر رہے ہیں اور وہ تینوں بزرگوار بھی لوگ تھے یہ کہہ کر حضرت شمعون اور ان دونوں رسولوں کی جانب اشارہ کیا۔ اس وقت حضرت شمعون نے ان دونوں حضرات سے کہا میں آپ کے خدا پر ایمان لایا۔ بادشاہ بولا میں بھی ایمان لایا بادشاہ کے وزیروں نے بھی کہا ہم لوگ بھی ایمان لائے۔ اسی طرح ہر چھوٹے نے بڑے کی متابعت کی یہاں تک کہ تمام انطاکیہ والے ایمان لائے۔

بند مثنیٰ مثل صحیح کے حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جب انجیل جناب عیسیٰ پر نازل ہوئی اور آپ نے چاہا کہ لوگوں پر حجت تمام کریں۔ ایک شخص کو اپنے اصحاب میں سے بادشاہ روم کی جانب روانہ کیا اور ان کو معجزہ عطا کیا کہ ایسے اندھوں اور مبروص اور بیماروں کو شفا یاب کریں جن کے علاج سے اطبا عاجز و مجبور ہوں۔ جب وہ روم میں پہنچے اور لوگوں کے علاج کئے (اور لوگ شفا یاب ہوئے) تو ان کی بڑی شہرت ہوئی۔ بادشاہ کو بھی خبر پہنچی اس نے ان کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ اندھے اور مبروص مریضوں کو اچھا کر سکتے ہو فرمایا ہاں۔ بادشاہ نے ایک مادر زاد اندھے کو طلب کیا جس کی آنکھیں خشک ہو چکی تھیں۔ اس نے کبھی کوئی چیز دیکھی ہی نہ تھی اور ان سے کہا اس کی آنکھیں درست کیجئے حضرت عیسیٰ کے رسول نے مٹی کی دو گولیاں بنائیں اور انکھوں کی جگہ پر ان کے حلقوں میں رکھ کر دعا کی وہ فوراً بینا ہو گیا۔ (یہ دیکھ کر) بادشاہ نے ان کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اپنا مقرب بنالیا اور فرمایا کہ آپ یہیں قیام فرمائیں اور ہمارے ملک سے کہیں نہ جائیں اور ان کا بڑا اعزاز و اکرام فرمایا۔ پھر حضرت عیسیٰ نے ایک دوسرے رسول کو بھیجا اور ان کو مردوں کو زندہ کرنے کی دعا تعلیم فرمائی۔ وہ روم میں پہنچے تو لوگوں سے کہا میں تمہارے بادشاہ کے طبیب سے بھی بہتر ہوں۔ بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو بہت

غضبناک ہوا۔ اور ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ پہلے رسول نے کہا اس کے قتل میں اتنی جلدی نہ کیجئے اس کو اپنے پاس بلائیے اور اس کا امتحان لیجئے اگر اس کا دعویٰ غلط ثابت ہو تو قتل کر دیجئے تاکہ اس پر حجت ہو۔ الغرض وہ بادشاہ کے سامنے لائے گئے۔ انہوں نے کہا میں مردہ کو زندہ کر سکتا ہوں۔ انہیں ایام میں بادشاہ کا لڑکا مر چکا تھا۔ بادشاہ مع امرا اور تمام اہل مملکت کے ساتھ اُس رسول عیسیٰ کو ہمراہ لے کر اپنے بیٹے کی قبر پر گیا اور کہا میرے فرزند کو زندہ کرو۔ انہوں نے دعا کی۔ اور پہلے رسول نے آمین کہی یہاں تک کہ قبر شکافہ ہوئی شہزادہ قبر سے نکلا اور بادشاہ کی گود میں آکر بیٹھ گیا۔ بادشاہ نے پوچھا اے فرزند تجھ کو کس نے زندہ کیا اُس نے کہا ان دو مردوں نے اور اشارہ کیا حضرت عیسیٰ کے دونوں رسولوں کی طرف اُس وقت وہ دونوں حضرات بولے ہم دونوں حضرت عیسیٰ کی طرف سے آپ کی جانب رسول بن کر آئے ہیں اس سے پہلے جتنے رسول جناب مسیح نے بھیجے آپ ان کی باتوں کو نہیں سنتے تھے اور قتل کر دیتے تھے لہذا ہم نے اس ترکیب سے ان کی رسالت آپ تک پہنچا دی۔ یہ سن کر وہ بادشاہ جناب عیسیٰ اور ان کی شریعت پر ایمان لایا۔ غرض کہ حضرت عیسیٰ کی تبلیغ و شریعت اسی طرح عام ہوئی یہاں تک کہ خدا کے دشمنوں کا ایک گروہ ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنے لگا اور یہودیوں نے حضرت کی تمکذیب کی اور آپ کو قتل کر دینا چاہا۔

بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ جب جناب عیسیٰ نے ان دونوں رسولوں کو انطاکیہ روانہ فرمایا وہ دونوں وہاں مدتوں رہے لیکن بادشاہ تک پہنچنے کی صورت نہ ہوئی۔ ایک روز بادشاہ سوار ہو کر محل سے نکلا وہ دونوں حضرات اس کے راستہ پر کھڑے ہو گئے جب سوار ہی بادشاہ کی اُدھر سے گذری۔ انہوں نے اللہ اکبر کہا اور اس کی توحید بیان کی۔ بادشاہ کو یہ سن کر غصہ آیا اور ان دونوں حضرات کو قید کرنے کا حکم دے دیا اور کہا ہر ایک کو ستو ستو کوڑے مارے جائیں۔ حضرت عیسیٰ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے حواریوں کے سرگروہ اور سردار کو جو شمعون الصفا تھے ان کی مدد کے لئے بھیجا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو اپنے کو رسول عیسیٰ ظاہر نہ کیا اور بادشاہ کے مقرروں سے تعلقات پیدا کئے اور ان کے ذریعہ سے بادشاہ کے دربار میں پہنچے۔ بادشاہ نے ان

کے طور و طریقے کو بہت پسند کیا اور اپنا مقرب بنا لیا۔ (کچھ دنوں کے بعد) حضرت شمعونؑ نے بادشاہ سے کہا میں نے سنا ہے کہ دو اشخاص کو آپ نے قید کر رکھا ہے کیا آپ نے کبھی ان سے کچھ بات بھی کی اور ان سے کوئی دلیل و حجت بھی طلب کی بادشاہ نے کہا نہیں اس لئے کہ مجھے ان پر غصہ آگیا تھا۔ پھر بادشاہ نے ان دونوں حضرات کو زندان سے طلب کیا۔ حضرت شمعونؑ نے ان سے پوچھا آپ لوگوں کو یہاں کس نے بھیجا ہے انہوں نے کہا اُس خدا نے جس نے ہر شے کو خلق فرمایا ہے۔ اور اپنی خدائی اور حکومت میں کسی کو شریک نہیں رکھتا۔ شمعونؑ نے کہا اُس کے اوصاف بیان کیجئے اور مختصر طور پر کہئے۔ انہوں نے کہا وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اس کا حکم کرتا ہے شمعونؑ نے کہا تمہارے اس قول کا ثبوت کیا ہے انہوں نے کہا آپ کی خواہش کیا ہے آپ کیا چاہتے ہیں۔ بادشاہ نے ایک لڑکے کو بلایا جس کی آنکھیں نہ تھیں۔ اور آنکھوں کی جگہ پیشانی کی طرح صاف تھی نہ کوئی سوراخ تھا نہ کوئی گڑھا۔ (اور کہا کہ اس کو بینا کیجئے) ان دونوں حضرات نے دعا کی تو آنکھوں کی جگہ پر دو گڑھے پیدا ہو گئے انہوں نے مٹی کی دو گولیاں بنائیں اور ان گڑھوں میں رکھا وہ فوراً بینا ہو گئیں اور وہ ہر چیز کو دیکھنے لگا۔ بادشاہ کو تعجب ہوا۔ شمعونؑ نے فرمایا کہ اگر آپ بھی اپنے خدا سے ایسا سوال کرتے اور وہ ایسا کرتا تو وہ آپ کے لئے اور آپ کے خدا کے لئے باعث شرف و عزت ہوتا۔ بادشاہ نے کہا میں آپ سے کچھ چھپاتا نہیں۔ میرا خدا جس کی میں پرستش کرتا ہوں نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ کوئی نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے۔ پھر حضرت شمعونؑ نے ان دونوں حضرات سے کہا کہ اگر آپ کا خدا مردہ کو زندہ کر دے تو میں اُس پر ایمان لاؤں گا انہوں نے کہا ہمارا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ یہاں ایک میت ایک کسان کے لڑکے کی ہے جس کو میں نے دفن نہیں ہونے دیا۔ ایک ہفتہ سے رکھی ہوئی ہے اُس کے باپ کے آنے تک اس کو زندہ کر دو۔ اور وہ میت لائی گئی پھول گندہ اور خراب ہو گئی تھی۔ ان دونوں حضرات نے ظاہر بظاہر اور حضرت شمعونؑ نے پوشیدہ دعا شروع کی یہاں تک کہ وہ مردہ زندہ ہو کر اٹھ بیٹھا اور بولاسات روز سے سرا ہوا ہوں اور مجھ کو آگ کی سات وادی میں داخل کیا تھا میں اُس دین سے جس پر تم لوگ ہو پر ہیز کرتا ہوں۔ عالمین کے خدا پر ایمان لاؤ۔ میں نے اس وقت دیکھا

کہ آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ اور ان تینوں اشخاص کے لئے ایک خوشرو جوان کو خدا کے نزدیک سفارش کرتے ہوئے دیکھا اور اشارہ کیا حضرت شمعونؑ اور ان دونوں رسولان عیسیٰ کی جانب۔ غرض کہ ان تینوں حضرات نے حضرت عیسیٰ کی رسالت کی تبلیغ فرمائی اور بادشاہ اور چند گروہ ایمان لائے اور کچھ لوگ اپنے کفر پر باقی رہے اور بعض کا قول ہے کہ بادشاہ اور تمام اہل مملکت کفر پر باقی رہے صرف حبیب نجارا ایمان لائے اور وہ قتل کر دیئے گئے۔ اس کے بعد کی آیتوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ ایمان لائے اور بہت عذاب میں گرفتار ہوئے۔ ممکن ہے کہ آیت کے آخر میں دوسرے قریہ والوں کا حال ہو یا احادیث سے مراد یہ ہو کہ جو لوگ عذاب کے بعد باقی رہے وہ سب ایمان لائے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ۝۱۵ (سورہ یسین) اُس شہر کے لوگوں نے حضرت عیسیٰ کے رسولوں سے کہا کہ تم بھی ہماری طرح بشر ہو اور خدا نے کوئی چیز نازل نہیں کی ہے بلکہ تم جھوٹے ہو۔ قَالُوا رَبَّنَا عَلِّمْنَا لَنَا لِيَكُنْ كَلِمَتُنَا بِحَمْدِكَ ۝۱۶ (سورہ یسین) ان رسولوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ بیشک ہم تمہاری جانب مبعوث کئے گئے ہیں۔ اور ہم پر احکام خدا پہنچا دینے کے سوا کچھ فرض نہیں۔ قَالُوا إِنَّا نَطِيقُكَ نَابِكُمْ لَكِنْ لَمْ تَنْتَهُوا التَّزْجُمَتَكُمْ وَلَكِنْ مَسَّكُمْ مَتَاعُ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝۱۷ کافروں نے کہا ہم تم کو اپنے درمیان منحوس سمجھتے ہیں اور اگر تم اپنی باتیں ترک نہ کرو گے تو ہم تم کو ضرور سنگسار کر دیں گے اور تم کو ہمارا دردناک عذاب حاصل ہو گا۔ قَالُوا اطَّيَّرْنَاكُمْ مَعَكُمْ طَائِفٌ مِّنْ دُونِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِقُونَ ۝۱۸ رسولوں نے کہا کہ تمہارے اعتقادات اور بد اعمالیوں کے سبب منحوسیت تو تمہارے ساتھ (لگی ہوئی) ہے کہ ہم تم کو نصیحت کرتے ہیں تو ایسے جوابات دیتے ہو۔ بلکہ تم لوگ حد سے گزرے ہوئے ہو ہی۔ وَجَاءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَّسْعَى قَالَ لِيَقُومِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ ۝۱۹ اتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْئَلُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُّهْتَدُونَ ۝۲۰ اور شہر کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور بولا اے میری قوم کے لوگو پیغمبروں کی اور خدا کے فرستادہ لوگوں کی پیروی کرو جو تم سے ہدایت

سورہ یسین ۱۵ تا ۲۱

کا کچھ اجر نہیں مانگتے اور خود ہدایت یافتہ ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اُس شخص کا نام حبیب بنجار تھا اور جبکہ وہ رسول اُس شہر میں وارد ہوئے سب سے پہلے وہی ان پر ایمان لائے ان کا مکان شہر کے کنارہ پر تھا جب انہوں نے سنا کہ ان کی تمام قوم کے لوگوں نے رسولوں کو جھٹلاتا شروع کیا اور چاہتے ہیں کہ ان کو مار ڈالیں۔ وہ دوڑے ہوئے آئے اور اپنی قوم کو ان الفاظ میں نصیحت کی۔ لوگ ان کو پکڑ کے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے پوچھا کیا تم نے پیغمبروں کی متابعت کر لی ہے تو حبیب نے فرمایا۔ وَمَا لِي لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۷۵﴾ مجھے کیا ہو گیا ہے جو میں اُس خدا کی عبادت نہ کروں جو مجھ کو عدم سے وجود میں لایا اور تم سب کی بازگشت بھی اُسی کی طرف ہے۔ اَنَّا نَحْنُ حَرْفٌ مِّنْ دُونِهَا اَلْهٰكُ اِنْ يَّرِدْهُمُ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِي عَنْهُمْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يَقْنَصُوْنَ ﴿۷۶﴾ اِنِّيْ اِذَا تَفَتَّيْ صَلَاحٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۷﴾ اِنِّيْ اَمْنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنَ ﴿۷۸﴾ کیا میں (اپنے حقیقی) خدا کے سوا ایسے خداؤں کو مانوں کہ اگر میرا مہربان معبود مجھے کچھ ضرر پہنچاتا چاہے تو اُن (مضنوعی) خداؤں کی سفارش نہ میرے کچھ کام آسکتی ہے نہ مجھ کو عذاب سے نجات دلا سکتی ہے اگر میں ایسا کروں تو کھلی ہوئی گمراہی میں پڑ جاؤں میں تو تمہارے حقیقی پروردگار پر ایمان لایا ہوں لہذا میری نصیحت مانو۔ قَبِيْلَ اِذْ خَلَّ الْجَنَّةَ ط اس سے کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جا۔ مروی ہے کہ جب حبیب نے ان کو یہ نصیحت کی تو ان کافروں نے ان کی تکذیب کی یہاں تک کہ وہ شہید کر دیئے گئے یا ان کو سنگسار کر دیا۔ خدا نے ان کو بہشت میں داخل فرمایا اور وہ بہشت میں خدا کی عطا کی ہوئی روزی سے بہرہ ور ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ خدا نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ لوگ ان کو قتل نہ کر سکے اور بعض کہتے ہیں کہ لوگوں نے ان کو قتل کر دیا۔ اور خدا نے ان کو زندہ کر کے بہشت میں پہنچایا۔ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۹﴾ يٰهٰ اَعْقَرِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمَكْرُمِيْنَ ﴿۸۰﴾ جب وہ داخل بہشت ہوئے تو کہا کیا خوب ہوتا اگر میری قوم کے لوگ جانتے کہ میرے پروردگار نے مجھے بخش دیا اور مجھ کو برگزیدہ لوگوں میں شامل کر دیا۔ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَى قَوْمِهِ مِنْ مَّعْدٍ مِّنْ جَنْدٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۸۱﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَاصِيْحَةٌ وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ تَخْمِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ اور ہم نے (حبیب بنجار کے

مارے جانے کے بعد، ان لوگوں کی ہلاکت کے لئے نہ آسمان سے کوئی لشکر نازل کیا اور نہ کافروں کے عذاب کے واسطے کوئی فوج بھیجی بلکہ وہ ایک آواز تھی جس نے اچانک ان لوگوں کو فنا کر دیا۔ بیان کرتے ہیں کہ جب حبیب نجا روک ان ظالموں نے مار ڈالا تو خدا اُن پر غضبناک ہوا اور حضرت جبریل کو بھیجا انہوں نے شہر کے دونوں کناروں کے دروازوں پر ہاتھ رکھے اور ایک نعرہ مارا کہ ان تمام گمراہوں کی جان ایکبارگی ان کے جسموں سے پرواز کر گئی۔

ثعلبی اور تمام محدثین و مفسرین شیعہ و سنی بطریق متواترہ رسول خدا سے روایت کرتے ہیں کہ تمام امتوں میں سے حق کی اطاعت و متابعت میں سب سے آگے بڑھ جانے والے تین اشخاص ہیں جو بھی ان واحد کے لئے بھی خدا کے منکر نہ ہوئے۔ حزقیل مومن آل فرعون۔ حبیب نجا مومن آل یسین اور علی بن ابی طالب اور آپ سب سے افضل ہیں۔

دوسری بہت سی سندوں کے ساتھ آنحضرت سے منقول ہے کہ تین اشخاص خدا کی وحی کے یک چشم زون کے لئے بھی منکر نہ ہوئے۔ مومن آل یسین۔ علی بن ابی طالب اور آسیہ زن فرعون۔

بند حسن منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر سے لوگوں نے پوچھا کہ مومن کیا خورہ اور برص اور ایسے امراض اور بلاؤں میں مبتلا ہوتا ہے فرمایا کہ ابتلا مومن ہی کے واسطے ہے۔ مومن آل فرعون خورہ میں مبتلا تھے۔ اور دوسری روایت حسن کے مطابق فرمایا کہ اُن کے ہاتھ کی انگلیاں خشک (بیجان) ہو گئی تھیں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اُسی ہاتھ سے اپنی قوم کی جانب اشارہ کر رہے ہیں۔ اور اُن کو نصیحت فرما رہے ہیں اور کہتے ہیں یا قوم اتبعوا المرسلین۔ جب وہ دوبارہ قوم کو نصیحت فرمانے آئے تو لوگوں نے اُن کو مار ڈالا۔

دوسرے مقام پر خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَيْكَ الْخَوَارِجَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝۱۱۱ یاد کرو اُس وقت کو جبکہ میں نے عیسیٰ کے حواریوں پر وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور

تین اشخاص ایک چشم زون کی منکر نہ ہوئے۔ آسیہ زن فرعون کی نصیحت۔

سورہ بقرہ آیت ۱۲۹

خورہ وہ مرض ہے جس میں بال گرے گئے ہیں جس کو بالخورہ کہتے ہیں اور مرض جذام سے مراد لی جاتی ہے۔ غیاثۃ اللغات ۱۶ مترجم

تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان اور یسوع ہوئے کہتے ہیں کہ اُن کی جانب وحی پیغمبروں کی زبان پر نازل ہوئی جن سے اُن لوگوں نے ارشاد خدا کو قبول کیا۔ اور حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن پر الہام کیا تھا۔

بسنہ موقت منقول ہے کہ حسن ابن افضال نے امام رضاؑ سے پوچھا کہ کس سبب سے حضرت عیسیٰؑ کے اصحاب کو حواری کہتے ہیں فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ان کو حواری اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دھوبی تھے۔ کپڑوں کو دھو کر میل و نجاست سے پاک کرتے تھے۔ اور وہ مشتق ہے شہزادوں سے یعنی خالص سفید روٹی۔ لیکن ہم اہل بیت کہتے ہیں کہ ان کو حواری اس لئے کہتے ہیں کہ اپنے کو اور دوسروں کو موعظہ اور نصیحت کے ذریعہ گناہوں اور بُرے اخلاق سے پاک کرتے تھے۔ پوچھا کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیروی کرنے والوں کو نصاریٰ کیوں کہتے ہیں فرمایا کہ اُن کی اصل و بنیاد شہر ناصره کی ہے جو بلاد شام کا ایک شہر ہے جہاں جناب مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ مصر سے واپس آنے کے بعد قیام پذیر ہوئے تھے۔ ۱۷

حدیث معتبر میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ عیسیٰؑ کے حواری شیعہ عیسیٰؑ تھے اور ہمارے شیعہ ہم اہلبیت کے حواری ہیں۔ عیسیٰؑ کے حواریوں نے عیسیٰؑ کی اطاعت ویسی نہ کی جیسے ہمارے حواریوں نے ہماری اطاعت و

۱۷ مولف فرماتے ہیں کہ یہ جو وارد ہوا ہے اشارہ ہے اُس طرف جو مؤرخوں اور مفسروں نے بیان کیا ہے کہ جب بہروس بادشاہ شام نے حضرت عیسیٰؑ کی ولادت اور آپ کے معجزات کے حالات سنے بہت رنجیدہ ہوا اور لوگوں نے نجوم میں دیکھا تھا کہ ایک شخص پیدا ہونے والا ہے جو اُن کے آثار و طریقوں کو مٹائے گا۔ (اس لئے) بہروس نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ خدا نے یوسف نجار کے پاس ایک فرشتہ کو بھیجا جو حضرت مریمؑ کے چچا زاد بھائی تھے۔ جو ان کی (مریمؑ کی) اور حضرت عیسیٰؑ کی حفاظت و خدمت کیا کرتے تھے کہ مریمؑ اور عیسیٰؑ کو مصر لے جائیں اور جب بہروس مر جائے تو اپنے شہر میں واپس آئیں۔ یوسف ان کو مصر میں لے گئے۔ اکثر مفسروں نے ربوہ کو جو آیت میں وارد ہوا ہے شہر مصر سے تفسیر کیا ہے اور معین کو دریائے نیل کہا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ لوگ بارہ سال تک مصر میں مقیم رہے۔ حضرت عیسیٰؑ سے وہاں کثیر معجزات ظاہر ہوئے۔ جب بہروس مر گیا خدا نے شام کی طرف جانے کی وحی فرمائی تو وہ لوگ واپس جا کر ناصره میں آباد ہوئے اور حضرت عیسیٰؑ نے وہاں تبلیغ رسالت کی۔ ۱۷

فرمانبرداری کی۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ کون ہے میرا مددگار خدا اور دین خدا کی اقامت کے سلسلہ میں؟ حواریوں نے کہا ہم لوگ خدا کے مددگار ہیں لیکن خدا کی قسم انہوں نے ان کی (حضرت عیسیٰ کی) یہودیوں کے شہر میں مدونہ کی اور حضرت کی موافقت میں ان سے جنگ نہ کی اور ہمارے شیعہ خدا کی قسم جس روز سے پیغمبر نے دنیا سے رحلت فرمائی ہے اب تک ہمارے معین و مددگار ہیں اور ہمارے لئے ہمارے دشمنوں سے جنگ کرتے رہتے ہیں۔ وہ دشمنان خدا ان کو آگ میں جلاتے ہیں۔ تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور ان کو شہروں سے نکالتے ہیں لیکن ہمارے دوست ہماری محبت سے باز نہیں آتے خدا انکو ہماری جانب سے جزائے غیر عطا فرمائے دوسری حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ نے فرمایا۔ اے

گروہ حواریان میری ایک حاجت ہے بر لاؤ پوچھا وہ کون سی حاجت ہے حضرت اُٹھے اور ان کے پیروں کو دھویا۔ حواریوں نے عرض کی یا روح اللہ ہم اس کے مستحق تھے کہ آپ کے پیر دھوتے۔ فرمایا عالم زیادہ سزاوار ہے کہ لوگوں کی خدمت کرے۔ میں نے اس لئے یہ تواضع اور فروتنی ظاہر کی تاکہ تم بھی میرے بعد لوگوں کے ساتھ انکساری عمل میں لایا کرو جس طرح میں نے تمہارے لئے تواضع کی ہے پھر فرمایا کہ تواضع اور فروتنی سے حکمت کی اشاعت ہوتی ہے تکبر و نخوت سے نہیں جس طرح گھاس اور زراعت نرم اور ہموار زمین میں اُگتی ہے نہ کہ سنگلاخ میں۔

حدیث معتبرہ میں ہے کہ حضرت صادق سے لوگوں نے عرض کی کہ کس سبب سے اصحاب جناب عیسیٰ پانی پر چلتے تھے لیکن اصحاب محمد کو یہ قوت حاصل نہیں حضرت نے فرمایا اصحاب جناب عیسیٰ کا معیشت کے معاملہ میں (خدا کی جانب سے) انتظام تھا اور اس امت کو تحصیل معاش میں مبتلا و مستحق قرار دیا گیا ہے۔ اے

۱۔ موقوف فرماتے ہیں کہ گویا مراد یہ ہے کہ خاص طور سے مہمانیت اور دنیا والوں کے ساتھ معاشرت اور امور دنیا کا ترک ان امور کے لازم میں سے ہے اور چونکہ اس امت کی تکلیف زیادہ سخت ہے کہ باوجود دنیا کے کاموں کے خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتے اس لئے ان کا ثواب بہت زیادہ ہے لیکن وہ آسانیاں ان کے لئے دنیا میں نہیں ہیں۔ (باقی صفحہ ۷۵۷ پر)

فی صبح و شام و ہر گزیر کی تاکید۔

حواریان عیسیٰ کے لئے باوجود ہر روزی دنیا اور اس امت کے کاموں کے مستحق قرار دیئے گئے۔

بند موقوف منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے کسی نے پوچھا کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کو میں دیکھتا ہوں کہ بہت عبادت کرتا ہے اور خضوع و خشوع رکھتا ہے لیکن آپ کے دین کا اعتقاد نہیں رکھتا کیا یہ عبادت اس کو کچھ فائدہ پہنچا سکتی ہے فرمایا ایسے لوگوں کی مثال اُس جماعت کی سی ہے جو بنی اسرائیل میں تھی کہ جو اُن میں سے چالیس راتیں عبادت خدا میں کوشش کرتا اور دُعا کرتا تو بے شبہ اُس کی دُعا قبول ہو جاتی لیکن اُن میں سے ایک شخص نے ایسا ہی کیا مگر اس کی دُعا قبول نہ ہوئی تو وہ حضرت عیسیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بارے میں شکایت کی اور حضرت سے اس معاملہ میں دُعا کرنے کی درخواست کی۔ حضرت نے وضو کیا۔ دو رکعت نماز پڑھی اور دُعا کی تو خدا کی جانب سے اُن پر وحی نازل ہوئی کہ یہ بندہ میرے پاس حاضر ہوا تھا غیر راہ سے جو میں نے نہیں بتلائی ہے اور تمہاری پیغمبری میں شک رکھتا ہے اگر اس قدر دُعا کرے کہ اُس کی گردن جدا ہو جائے اور ہاتھوں کی انگلیاں ٹوٹ کر گر پڑیں تب بھی میں اس کی دُعا قبول نہ کروں گا۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰؑ نے اس کی جانب رخ کیا اور فرمایا کہ تو خدا کو پکارتا ہے اور میری پیغمبری میں شک کرتا ہے اُس نے کہا اے روح اللہ خدا کی قسم ایسا ہی ہے آپ دُعا کیجئے کہ میری یہ حالت زائل ہو جائے۔ حضرت عیسیٰؑ نے دُعا کی تو خدا نے اس کی توبہ قبول فرمائی۔ اور وہ بھی مثل اپنے گھر والوں کے (خالص مومن) ہو گیا۔

(بقیہ حاشیہ ص ۷۵۷) (جو حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کے لئے تھیں) اس لئے ان کے ثوابات بھی آخرت میں زیادہ کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہوا ہے گویا اشارہ ہے اُس روایت کی جانب جو شیخ طبرسی علیہ الرحمہ نے بیان کی ہے کہ اصحاب عیسیٰؑ کی خدمت میں رہتے تھے بھوکے ہوتے تو کہتے یا روح اللہ ہم بھوکے ہیں جناب عیسیٰؑ زمین پر ہاتھ مارتے جہاں بھی ہوتے اور ہر نیک کے لئے دو دو روٹیاں آ جاتی تھیں وہ لوگ کھا لیتے تھے۔ جب وہ پیاسے ہوتے تو کہتے یا روح اللہ ہم پیاسے ہیں حضرت عیسیٰؑ جس مقام پر ہوتے وہیں زمین پر ہاتھ مارتے تھے اور ان کے لئے پانی نکل آتا تھا وہ لوگ پی لیتے تھے۔ حواریوں نے ایک مرتبہ کہا یا روح اللہ ہم سے بہتر بھی کوئی ہو سکتا ہے کہ جب ہم چاہتے ہیں آپ ہم کو کھانا کھلا دیتے ہیں اور جب ہم کو ضرورت ہوتی ہے آپ پانی پلا دیتے ہیں ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کی پیروی کرتے ہیں حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ تم سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں اور خود کھا کر کھاتے ہیں۔ اُس کے بعد ان لوگوں نے دھو بی کا پیشہ اختیار کیا اور محنت کر کے روزی حاصل کرتے تھے۔

حدیث معتبر میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ کے حواریوں میں بارہ افراد تھے اور ان سب میں بہتر لوگ تھے اور نصاریٰ میں انجیل کے عاملوں میں سب سے افضل تین علماء تھے سب سے بلند پوچنا تھے جو انجیل لکھا کرتے تھے اور دوسرے یوحنا جو فرقیہا میں تھے اور یوحنا کے ولی جو زقار میں رہتے تھے اور انہی کے پاس پیغمبر آخر الزماں اور آپ کے اہلبیت اور آپ کی امت کا ذکر تھا اور انہوں نے حضرت عیسیٰ اور بنی اسرائیل کو پیغمبر آخر الزماں کی بشارت دی تھی۔ ع

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے ایک ایسی بات کہی جس کی تاب ضبط اُن میں نہ تھی تو مصر میں اُن پر خروج کیا۔ ان سے جنگ کی اور ان لوگوں کو مار ڈالا (اسی طرح) حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے اپنی قوم سے ایسی بات کہی جو ان کی سمجھ سے باہر تھی اور وہ لوگ تاب ضبط نہ لاسکے اور ان پر خروج کیا اور تکمریت میں ان سے مقاتلہ کیا اور وہ سب مارے گئے جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:-

فَاٰمَنْتُمْ كُلًّا فِثْلًا مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَكَفَرْتُمْ كُلًّا فِثْلًا مِّنْ قَاٰنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿١٧﴾ بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر اختیار کیا تو ہم نے ان لوگوں کو قوت عطا کی جو ایمان لائے تھے تو وہ اپنے دشمن پر غالب آئے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ ایک ضرورت سے ایک گاؤں کی طرف روانہ ہوئے آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب میں سے تین اشخاص تھے۔ راستہ میں سونے کی تین اینٹیں پڑی ہوئی ملیں حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا یہ (اینٹیں) لوگوں کو مار ڈالیں گی۔ اور آگے بڑھ گئے (تھوڑی دُور جانے کے بعد) ایک صحابی نے عرض کی یا حضرت مجھے ایک ضرورت ہے اجازت چاہتا ہوں آپ نے فرمایا جاؤ۔ وہ رخصت ہو گئے۔ اسی طرح باقی دو صحابی بھی عذر کر کے حضرت سے رخصت ہو کر انہی اینٹوں کے پاس جمع ہو گئے اُن میں سے دو شخصوں نے ایک سے کہا کہ بازار سے کچھ کھانے کے لئے لاؤ۔

آیت ۱۷ سورہ العنکبوت

ع جس سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت عیسیٰ سے بھی زیادہ عالم تھے اور یہ بعید از قیاس و عقل ہے۔ مترجم۔

(ہم دونوں یہاں بیٹھے ہیں) وہ کھانا لانے بازار گیا اور کھانا خرید کر اُس میں زہر ملا دیا اس خیال سے کہ یہ دونوں کھا کر مر جائیں تو وہ تینوں سونے کی اینٹیں میرے ہی حصہ میں آجائیں گی۔ اُدھر اُن دونوں نے مشورہ کیا کہ جب وہ کھانا لے کر آئے تو اُسکو مار ڈالو تاکہ اس کے حصہ کی اینٹ بھی ہم دونوں ہی کو مل جائیں جب وہ شخص کھانا لیکر آیا ان دونوں نے اس کو مار ڈالا پھر اطمینان سے کھانا کھایا اور خود بھی ختم ہو گئے جب جناب عیسیٰ اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس ہوئے دیکھا کہ وہ تینوں مرے ہوئے پڑے ہیں۔ تو آپ نے ان کو حکم خدا زندہ کیا اور فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ یہ اینٹیں بہتوں کو مار ڈالیں گی۔

بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ اپنے چند حواریین کے ساتھ ہدایت خلق میں مصروف تھے اور زمین میں بازگشت کر رہے تھے۔ ایک مقام سے دوسرے مقام کی سیاحت میں مصروف تھے تاکہ جو ہدایت کے قابل ہو اُس کو ضلالت و گمراہی سے نجات دلائیں۔ ایک شہر میں وارد ہوئے اُس کے قریب ایک مقام پر ایک خزانہ ظاہر ہوا حواریوں کو لالچ و امن گیر ہوئی حضرت سے عرض کی کہ اجازت دیجئے کہ اس خزانہ کو ہم لوگ محفوظ کر لیں تاکہ اس جنگل میں ضائع نہ ہو فرمایا کہ اس خزانہ سے رنج و مشقت کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا لیکن میں اس سفر میں ایسے خزانے کی امید رکھتا ہوں جس میں کوئی رنج و تکلیف نہ ہو۔ میں تو اُسی کے لئے جا رہا ہوں شاید وہ مل جائے۔ تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو جب تک میں واپس نہ آؤں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ بہت بُرا شہر ہے جو مسافر یہاں آتا ہے یہاں والے اس کو مار ڈالتے ہیں حضرت نے فرمایا اس کو مار ڈالتے ہیں جو اُن کے مال و سامان کی طمع رکھتا ہے لیکن مجھے ان کے مالوں سے کوئی سروکار نہیں۔ غرض کہ جناب عیسیٰ اُس شہر میں پہنچے نظر فراست اثر سے ہر گھر کے در و دیوار کو ملاحظہ فرماتے تھے ناگاہ آپ کی نظر ایک ٹوٹے پھوٹے مکان پر پڑی جو تمام مکانات سے چھوٹا اور بے رونق تھا۔ فرمایا کہ خزانہ ویرانہ ہی میں ہوا کرتا ہے۔ اگر اس شہر میں کوئی شخص ہدایت کے قابل ہو سکتا ہے تو وہ اسی گھر میں ہو سکتا ہے۔ یہ سوچ کر دروازہ کھٹکھٹایا ایک بوڑھی عورت باہر آئی۔ پوچھا آپ کون ہیں۔ فرمایا میں ایک مرد مسافر ہوں اس شہر میں نو وارد ہوں۔ شام ہو چکی ہے چاہتا ہوں کہ یہ رات تمہارے گھر میں بسر کروں۔ ضعیفہ نے کہا ہمارے بادشاہ کا حکم ہے کہ ہم کسی اجنبی کو اپنے گھر میں جگہ نہ دیں لیکن آپ کے چہرے سے کچھ ایسی علامت مشاہدہ

کر رہی ہوں کہ آپ کے ایسے مہمان سے چشم پوشی کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ بسم اللہ
تشریف لائیے۔ عرض اُدھر سلطان خورشید انور نے مغرب کے کاشانہ میں اپنا
سر بستر پر رکھا اُدھر مہر سپہ نبوت مثل آفتاب اُس ضعیفہ کے گھر پر جلوہ گر ہوا
اور اُس سعادت مند کے حقیر خرابہ کو رشک گلزارِ جنت بنا دیا اُس گھر کا
مالک ایک مردِ خارقش (مکڑ ہارا) تھا جس کا انتقال ہو چکا تھا یہی ضعیفہ اس
کی بیوہ اور ایک لڑکا یتیم اُس مرد کے باقی تھے۔ وہ لڑکا بھی مثل اپنے باپ کے
مشغول رہتا اور جو قلیل آمدنی ہوتی اُسی پر بسر کیا کرتا۔ شب کے وقت وہ لڑکا
جنگل سے واپس آیا۔ ماں نے کہا ایک معزز مہمان آج ہمارے گھر وارد ہوا ہے
جو کچھ تولایا ہے اُس کی ضیافت میں صرف کر اور اس کی خدمت میں کوئی کمی نہ کرنا
لڑکے نے چند سوکھی روٹیاں جو لایا تھا حضرت عیسیٰ کی خدمت میں حاضر کیں۔
حضرت نے اس کو تناول فرمایا اس کے بعد اُس سے گفتگو شروع کی۔ اور
بفراست نبوت اس کی انتہائی حیا و استعداد و قابلیت وغیرہ معلوم کر لی لیکن
اُس کے دل پر ایک اندوہ و صدمہ عظیم بھی مشاہدہ فرمایا جس قدر اُس سے اُس
کا سبب معلوم کرنا چاہتے تھے اسی قدر وہ پوشیدہ اور مخفی کرنے کی کوشش
کرتا تھا۔ آخر وہ لڑکا ماں کے پاس آیا اور عرض کی کہ یہ مہمان میرے اندرونی
ولی تکلیف کو معلوم کرنے میں بیحد اصرار کر رہا ہے اور وعدہ کرتا ہے
کہ حقیقت ظاہر ہونے پر جہاں تک ممکن ہو گا اس کے دُور کرنے اور حاجت
پوری کرنے کی کوشش کرے گا۔ کیا میں اپنا راز اُس سے بیان کروں۔ ماں نے
کہا جہان تک میں نے اُس کے چہرہ نورانی سے اندازہ کیا ہے وہ بیشک ہر پوشیدہ
راز سے آگاہ کئے جانے کے قابل اور دنیا والوں کی مشکلیں حل کرنے کے
لائق معلوم ہوتا ہے۔ اپنا راز اُس سے پوشیدہ نہ رکھ اور کسی مشکل کے حل
کرنے میں اُس سے بے نیاز مت ہو یہ سنکر وہ لڑکا حضرت عیسیٰ کی خدمت میں آیا
اور عرض کی میرا باپ خارقش تھا جب وہ اس دنیا سے رحلت کر گیا میری ماں
نے اُسی کے پیشہ پر مجھے مامور کیا۔ ہمارے بادشاہ کی ایک لڑکی ہے نہایت حسین
و جمیل اور بیحد عقیدہ و سنجیدہ۔ بہت سے بادشاہوں نے اُس کی خواستگاری کی
لیکن اُس نے کسی کو قبول نہ کیا۔ لڑکی کا ایک بہت رفیع و بلند محل ہے جس میں
وہ رہتی ہے ایک روز میں اُس کے قصر کے نیچے سے گذر رہا تھا میری نگاہ

حکایت اول کہ آپ کے ایسے مہمان سے چشم پوشی کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ بسم اللہ

اُس کے چہرہ پر پڑی اور اُسی وقت سے اُس کے عشق میں گرفتار ہوں اور اس درون پنہاں کا ذکر میں نے اپنی ماں کے سوا کسی سے نہیں کیا۔ یہی وہ اندوہ و ملال ہے جس کا آپ نے اندازہ کر لیا تھا اور جس کو میں کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ اُس لڑکی کو تیرے لئے حاصل کر لوں اُس نے کہا یہ امر محال ہے اور آپ ایسے بزرگ سے تعجب ہے کہ میری اس (گدائی اور فقیری کی) حالت دیکھتے ہوئے آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں حضرت عیسیٰ نے فرمایا میں نے کسی سے مذاق نہیں کیا۔ مذاق کرنا تو جاہلوں کا طریقہ ہے اور اگر میں اس امر پر قادر نہ ہوتا تو تجھ سے ایسا کبھی نہ کہتا اگر تو چاہے تو میں ایسا کر سکتا ہوں کہ کل رات وہ لڑکی تیرے خدمت میں موجود ہو۔ وہ لڑکا اپنی ماں کے پاس آیا اور آنحضرت کی باتیں اُس سے بیان کیں۔ ماں نے کہا بیشک جو وہ کہتے ہیں عمل میں لائیں گے تو ان کی خدمت سے باہر نہ ہو۔ غرض کہ حضرت عیسیٰ عبادت میں مشغول ہوئے اور وہ لڑکا اپنی محبوبہ کی آرزو میں تمام رات کروٹیں بدلتا رہا۔ صبح ہوئی تو حضرت عیسیٰ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ بادشاہ کی ڈیوڑھی پہن جا۔ جب امرا و رؤسا آئیں تاکہ اُس کے دربار میں داخل ہوں اُن سے عرض کر کہ میں بادشاہ سے ایک حاجت رکھتا ہوں جب وہ لوگ تیری حاجت دریافت کریں تو اُن سے کہنا کہ میں بادشاہ کی لڑکی کی خواستنگاری کرنے آیا ہوں پھر جو کچھ واقع ہو فوراً اگر مجھ سے بیان کرنا۔ وہ لڑکا بادشاہ کے دربار کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو گیا اور جس طرح حضرت نے فرمایا تھا عمل میں لایا۔ امرا اس کی باتوں سے بہت متعجب ہوئے اور بادشاہ کے دربار میں پہنچے تو اس کی یہ بات بطور مضحکہ بیان کی۔ بادشاہ یہ سن کر بہت ہنسنا اور اُس لڑکے کو اپنی مجلس میں طلب کیا جب اُس کی نظر اُس کے چہرے پر پڑی باوجود اُس کے چھٹے پرانے کپڑوں کے انوار بزرگی و سجاوٹ ذاتی اس کے چہرے سے مشاہدہ کی اور اُس سے جس قدر گفتگو کی کوئی بات ایسی نہ معلوم ہوئی جس سے اُس کی کئی عقل یا جنون سمجھ میں آتا۔ بادشاہ کو بھی حیرت ہوئی اور امتحان کے طور پر اُس سے کہا کہ اگر تو میری لڑکی کا مہر ادا کرنے پر قادر ہو تو میں تیرے ساتھ اس کی شادی کر سکتا ہوں۔ اُس کے مہر کے لئے ایک خوان یا قوت آبدار لا جس کا ہر دانہ وزن میں سو مثقال سے کم نہ ہو۔ اُس نے کہا مجھے مہلت دیجئے میں اس کا جواب آپ کو دوں گا۔ پھر حضرت عیسیٰ کے پاس واپس آیا اور جو کچھ گذرا سنا تھا

بیان کیا۔ آپ نے فرمایا یہ کیا مشکل امر ہے اور آپ نے ایک خوان طلب فرمایا اور اس لڑکے کو کھنڈر میں بھیجا ادھر آپ نے دعا کی تو جس قدر ڈھیلے اور پتھر وہاں تھے سب کے سب یا قوت آبدار بن گئے۔ فرمایا خوان کو بھر لو اور بادشاہ کے پاس لے جاؤ۔ لڑکا جب خوان دربار میں لایا اور اُس پر سے خوان پوشش اٹھایا اُن یا قوتوں کی چمک سے حاضرین دربار کی آنکھیں چکاچوند ہو گئیں اور لڑکے کی حالت پر سب کو تعجب ہوا۔ پھر بادشاہ نے مزید امتحان کی غرض سے کہا ایک خوان تو کم ہے میں ایسے ہی دس خوان چاہتا ہوں اور ہر خوان میں الگ الگ قسم کے جواہرات ہوں۔ وہ لڑکا حضرت عیسیٰ کے پاس آیا اور بادشاہ کی فرمائش بیان کی آپ نے چند خوان منگائے اور مختلف قسم کے جواہرات سے اُن کو بھر دیا کہ جن کو دنیا میں کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا۔ لڑکا وہ تمام خوان بادشاہ کے دربار میں لے گیا جنہیں دیکھ کر ہر ایک کو بیحد حیرت ہوئی۔ بادشاہ لڑکے کو تنہائی میں لے گیا اور کہا یہ تیرے بس کی بات تو نہیں ہے اور نہ تجھ میں اس طرح شاہزادی کے پیغام کی جزأت ہے اور نہ ایسے امور عجیبہ کے اظہار کی طاقت۔ بتا کہ یہ کس کی طرف سے ہے۔ لڑکے نے تمام حالات بادشاہ سے بیان کئے تو بادشاہ نے کہا وہ سوائے حضرت عیسیٰ بن مریم کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جا اور ان کو بلا لاتا کہ میری لڑکی کو تیرے ساتھ تزویج فرمائیں۔ غرض کہ جناب عیسیٰ تشریف لے گئے اور دختر بادشاہ کا عقد اُس لڑکے کے ساتھ کر دیا۔ لڑکے کو نہلا ڈھلا کر فاخرہ لباس پہنایا گیا اور ہر طرح آراستہ کر کے بادشاہ اپنے محل میں لے گیا۔ اور اپنی لڑکی اُس کے سپرد کر دی۔ دوسرے روز صبح کو جناب عیسیٰ نے لڑکے کو طلب فرمایا اور گفتگو کی۔ اس کو نہایت دانا و عقلمند پایا۔ چونکہ بادشاہ کے اس لڑکی کے سوا کوئی اور اولاد نہ تھی لہذا بادشاہ نے اُسی لڑکے کو اپنا ولی عہد بنادیا اور تمام امرا و اراکین سلطنت کو حکم دیا سب نے اس لڑکے کی اطاعت قبول کی اور بادشاہ نے اس کو اپنے تخت شاہی پر بٹھایا۔ دوسرے روز بوقت شب بادشاہ بیمار ہوا اور دربار بقا کی جانب رعت کی۔ لڑکا تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور بادشاہ کے تمام خزانے، دھننے اور ذخیرے پر اس کو تصرف حاصل ہوا اور تمام امرا و وزرا و فوج وغیرہ نے اس کی اطاعت کی۔ اس مدت میں جناب عیسیٰ نے اُسی ضعیفہ کے مکان میں بسر کی چوتھے روز غروب آفتاب کے وقت جناب عیسیٰ لڑکے کے پاس تشریف لے گئے تاکہ اُس سے رخصت ہوں۔

لڑکا تخت سے اتر کر حضرت کے دامن سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ اے حکیم و دانا اور اے ہادی و رہنما آپ کا حق اس ضعیف و بینوا پر اس قدر ہے کہ اگر رستی و نیا یک زندہ رہوں اور آپ کی خدمت کروں تب بھی ہزاروں میں سے ایک حصہ سے بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا لیکن ایک شبہ میرے دل میں پیدا ہو گیا ہے کہ تمام شب میں نے اُسی کے خیال میں بسر کی ہے اور اس سامان عیش سے جو آپ نے میرے لئے مہیا فرمادیا ہے میں نے بالکل فائدہ نہیں اٹھایا ہے اور اگر آپ نے اس مشکل کو حل نہ فرمایا تو ان میں سے کسی چیز کو استعمال نہ کروں گا نہ ان سے فائدہ اٹھاؤں گا حضرت نے فرمایا کہ وہ خیال کیا ہے جس نے تجھے پریشان کر رکھا ہے لڑکے نے کہا کہ وہ عقدہ یہ ہے کہ جبکہ آپ اس بات پر قادر ہیں کہ مجھ کو تین روز کے اندر خاکشیں اور بار برداری کی پستی سے نکال کر اوج جہاں بخشی ہو تک پہنچا دیا اور خاک مذلت سے اٹھا کر تخت رفعت پر بٹھا دیا تو خود کیوں ایسے بوسیدہ کپڑوں پر قناعت کر رکھی ہے نہ کوئی خادم ہے نہ سواری نہ کوئی یار ہے نہ مددگار۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا جبکہ تیرا مطلوب حاصل ہو گیا اور تیری آرزو پوری ہو گئی پھر تجھ کو میری حالت سے کیا سروکار ہے۔ لڑکے نے کہا اے بزرگ نیک کردار اگر آپ نے توجہ نہ کی اور اس عقدہ اور گرہ کو میرے دل سے نہ نکالا تو مجھ پر کچھ احسان نہ کیا اور یہ جو کچھ آپ نے مجھے عطا فرمایا ہے ان میں سے کسی چیز سے متفع نہ ہوں گا۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا اے فرزند یہ لذت و نیاے فانی اُس کی نگاہوں میں بہت کچھ وقعت رکھتی ہے جس کو آخرت کی ہمیشہ باقی رہنے والی لذت سے آگہی نہ ہو اور ظاہری بادشاہی وہ اختیار کرتا ہے جس کو باطنی شاہی کی لذت کی خبر نہ ہو۔ وہی شخص جو چند روز پہلے اس تخت پر بیٹھا تھا اور اس فانی اقتدار پر مغرور تھا۔ اس وقت زیر خاک ہے اور اُس کا خیال کسی کے دل میں باقی نہیں ہے عبرت کے لئے یہی کافی ہے کہ جو دولت و ملت تک پہنچائے اور جو لذت تکلیف سے بدل جائے وہ کس کام کی۔ حق کے دوستوں کی لذت قرب و وصال جناب اقدس الہی اور حصول معارف ربانی اور فیضانِ حقائق سبحانی ہے ان دنیاوی لذتوں کی اُن باقی لذتوں کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں جب حضرت عیسیٰ نے اس قسم کے کلمات اُس در پتیم سے بیان فرمائے وہ دوبارہ آپ کے قدموں سے لپٹ گیا اور عرض کی میں نے سمجھا جو کچھ آپ نے فرمایا اور معلوم کر لیا جو کچھ آپ نے بیان کیا اور وہ گرہ جو دل میں

پڑ گئی تھی۔ آپ نے کھول دی لیکن ایک گرہ اُس سے زیادہ سخت اور مضبوط میرے دل میں پڑ گئی حضرت عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا عرض کی وہ یہ ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ محبت کر کے کسی سے دوری اختیار کریں گے اور جو اس کی خیر خواہی اور نصیحت کا حق ہے اُس کو عمل میں نہ لائیں گے اور جبکہ آپ نے ہمارے سر پر سایہ مرحمت کیا اور بیخبر ہمارے گھر تشریف لائے مناسب نہیں کہ جو اراصل و باقی ہے اُس سے میرے لئے بخل کریں گے اور میری نفع رسانی میں دولت فانی عطا فرمائیں گے اور ابدی بادشاہی اور حقیقی لذت سے مجھے محروم رکھیں گے حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس طرح تیرا امتحان لیا ہے اور جاننا چاہتا ہوں کہ تو ان مراتب عالیہ کے قابل ہے اور ان لذات فانیہ کو حاصل ہونے کے بعد لذات باقیہ کے لئے ترک کر سکتا ہے یا نہیں۔ اب اگر تو ان شاہی وجاہ و حشم کو ترک کرے گا ثواب عظیم پائے گا اور ان لوگوں کے لئے جنت قرار پائے گا جو دنیا کی ان باطل آرائشوں کو آخرت کی کامل سعادتیں حاصل کرنے میں مانع (اور سد راہ) سمجھتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اُس سعادت مند نے ریشمی لباس اور قیمتی زیورات اتار پھینکے اور ظاہری سلطنت پر ٹھوکر مار کر تحصیل سعادت معنوی کی راہ میں قدم رکھا۔ حضرت عیسیٰ اس کو حواریوں کے پاس لائے اور فرمایا کہ وہ خزانہ جس کا مجھے گمان تھا یہی درہم قیم تھا جس کو تین روز کے اندر حاکشی سے بادشاہی ملک میں نے پہنچا یا اور اس نے ان سب پر لات مار دی اور میری متابعت پر کمر بستہ ہو گیا اور تم لوگ برسوں سے میری پیروی کرتے ہو لیکن رنج و اندوہ سے بھرے ہوئے اس خزانہ پر فریفتہ ہو گئے اور مجھے اس کے مقابلہ میں چھوڑ بیٹھے۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ لڑکا ضعیفہ کا یہی لڑکا تھا جسے حضرت نے مرنے کے بعد زندہ کیا تھا جو اکابر دین سے ہوا اور بہت سے گروہ نے اس کی برکت سے ہدایت پائی۔

حضرت رسالتاً سے بلند معتبر منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا میرے بھائی عیسیٰ ایک شہر میں وارد ہوئے جہاں ایک مرد و عورت باہم تکرار کر رہے تھے اور چیخ رہے تھے۔ حضرت نے پوچھا تمہارے لڑنے کا کیا سبب ہے۔ مرد نے کہا اے پیغمبر خدا یہ میری عورت ہے نیک اور صالحہ ہے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا اور اس سے علیحدہ ہونا چاہتا ہوں حضرت عیسیٰ نے پوچھا اس کا سبب کیا ہے تو اسے کیوں دوست نہیں رکھتا اُس نے کہا اس کا چہرہ بے رونق ہے کوئی

جاؤ بیت و طراوت نہیں حالانکہ وہ ابھی بوڑھی نہیں ہوئی ہے حضرت عیسیٰ نے اس عورت سے فرمایا کہ کھانا پیٹ بھر کر نہ کھایا کر کیونکہ جب غذا شکم میں زیادہ ہوتی ہے اور وہ جوش کھاتی ہے تو چہرہ بے رونق ہو جاتا ہے۔ اُس عورت نے حضرت عیسیٰ کے فرمانے کے مطابق عمل کیا اُس کے چہرہ کی طراوت عود کر آئی اور شوہر کی محبوب ہو گئی۔

حضرت عیسیٰ پھر وہاں سے دوسرے شہر میں پہنچے۔ وہاں کے لوگوں نے آپ سے شکایت کی کہ ہمارے درختوں کے پھلوں میں کیڑے لگ جاتے ہیں اور ان کو خراب کر دیتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ جب درخت بوڑھو تو پہلے پانی ڈالو پھر مٹی ڈالو حالانکہ تم لوگ پہلے اُن کی جڑوں میں مٹی ڈالتے ہو بعد میں پانی چھڑکتے ہو اس سبب سے پھلوں میں کیڑے لگتے ہیں۔ ان لوگوں نے حضرت کی ہدایت کے مطابق عمل کیا اور کیڑے پھلوں سے بربط ہو گئے۔

حضرت عیسیٰ وہاں سے بھی آگے بڑھے اور دوسرے شہر میں وارد ہوئے وہاں لوگوں کو دیکھا کہ اُن کے چہرے زرد اور آنکھیں نیلی ہیں۔ لوگوں نے حضرت سے اس حال کا ذکر کیا حضرت نے فرمایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ تم لوگ گوشت بغیر دھوئے پکاتے ہو اور کھاتے ہو اور کوئی جانور ایسا نہیں جس کی روح جسم سے نکلتی ہے تو جنابت اُس میں نہ ہو جب تک گوشت دھویا نہ جائے جنابت اُس سے زائل نہیں ہوتی۔ اُس کے بعد سے ان لوگوں نے گوشت کو دھو کر پکانا شروع کیا اور وہ مرض ان کا زائل ہو گیا۔

پھر حضرت وہاں سے ایک دوسرے شہر تشریف لے گئے جہاں کے لوگوں کے دانت گر گئے اور چہرے پھول گئے تھے۔ لوگوں نے حضرت سے اس کی شکایت کی آپ نے فرمایا جب تم لوگ سوتے ہو تو دانت پر دانت دبا کر سوتے ہو اس طرح جو سانس اندر جاتی ہے اور نکلنے کا راستہ نہیں پاتی تو دانتوں کی جڑوں کو کمزور اور خراب کر دیتی ہے لہذا دانتوں کو ایک دوسرے پر دبا کر مت سویا کرو ان لوگوں نے ایسی ہی عادت ڈالی اور اُن کی خرابیوں کی اصلاح ہو گئی۔

بند معتبر حضرت صادق منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ سیاحت کرتے ہوئے ایک شہر میں پہنچے جہاں کے لوگ مرے ہوئے تھے اور ان کی ہڈیاں گھول میں اور راستوں میں پڑی ہوئی تھیں۔ جب اُن کا یہ حال آپ نے مشاہدہ فرمایا بولے

کہ یہ لوگ عذاب الہی سے ہلاک ہوئے ہیں کیونکہ اگر اپنی موت سے مرے ہوتے تو ایک دوسرے کو دفن کئے ہوتے۔ آپ کے اصحاب نے عرض کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ آگاہ ہوں کہ یہ لوگ کس سبب سے ہلاک ہوئے ہیں۔ اُس وقت خدا نے حضرت عیسیٰؑ پر وحی کی کہ اے روح اللہ ان کو پکارو یہ خود جواب دیں گے حضرت نے اُن کو آواز دی اُن میں سے ایک مردہ نے جواب دیا لبیک یا روح اللہ حضرت نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے اور کیا قصہ ہے۔ جواب دیا کہ صبح سے شام تک تو ہم سب بہ عافیت تھے رات ہوتے ہی ہاویہ (یعنی جہنم کے سب سے نیچے طبقے) میں اپنے کو پایا حضرت نے پوچھا ہاویہ کیا ہے کہا آگ کے چند دریا ہیں جن میں آگ کے پہاڑ حضرت نے پوچھا تمہارے کن اعمال کے سبب تمہاری یہ حالت ہوئی وہ بولا محبت دنیا اور عبادت طاغوت یعنی اہل باطل کی اطاعت کے سبب سے حضرت نے دریافت فرمایا کہ دنیا کی محبت تمہارے دلوں میں کس حد تک پہنچی تھی کہا ماں کے دل میں بچہ کی محبت کی طرح کہ جب اُسکی جانب بچہ رخ کرتا ہے ماں شاد ہو جاتی ہے جب اُس سے منہ پھیر لیتا ہے وہ محزون و رنجیدہ ہو جاتی ہے پوچھا عبادت طاغوت تمہارے دلوں میں کس حد تک جاگزیں تھی اُس نے کہا جس باطل امر کا وہ ہم کو حکم دیتے تھے ہم عمل میں لاتے تھے آپ نے پوچھا ان سب میں کیوں مجھ سے تو ہی ہم کلام ہوا اُس نے کہا اس سبب سے کہ اور لوگوں کے دھنوں پر آگ کی لگام چڑھی ہوئی ہے اور چند نہایت سخت و شدت کرنے والے فرشتے اُن پر موکل ہیں ان لوگوں کے ساتھ رہنا ضرور تھا لیکن اُن کے ایسا نہ تھا۔ جب اُن پر عذاب نازل ہوا میں بھی اُس میں گرفتار ہو گیا اور اپنے بالوں سے جہنم کے کنارہ پر ٹکا ہوا ہوں۔ اور ڈرتا ہوں کہ جہنم میں نہ گر جاؤں۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کھنڈروں پر سونا اور جو کی روٹی کھانا دین کی سلامتی اور بڑی نیکی ہے۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰؑ اپنے حواریوں کے ساتھ ایک طرف جا رہے تھے راستہ میں ایک مردہ اور سڑے ہوئے کتے پر نگاہ پڑی۔ حواریوں نے کہا کتنی بدبو ہے اور کس قدر متعفن یہ کتا ہو گیا ہے حضرت نے فرمایا اُس کے دانت کس قدر سفید اور خوبصورت ہیں یعنی ان کو متنبہ فرمایا کہ لوگوں کے عیبوں پر نظر مت کرو اگرچہ اُن میں بہت عیوب ہوں بلکہ ان کی خوبیاں

ایک حکم کے نام لوگوں کو مردہ دیکھ کر حضرت عیسیٰؑ کا ان پر اس عذاب کا سبب دریافت کرنا۔

لوگوں کی خوبیاں دیکھنا ان کے عیبوں پر نگاہ نہ کرنا۔

پیش نظر رکھو۔

روایت ہے کہ ایک روز سخت گرج اور چمک کے ساتھ بارش ہونے لگی اور حضرت عیسیٰ اپنے لئے کوئی پناہ کی جگہ تلاش کرنے لگے دو ایک مقام پر ایک خیمہ نظر آیا آپ وہاں تشریف لے گئے اُس خیمہ میں ایک عورت کو دیکھا تو وہاں سے واپس ہوئے پھر ایک پہاڑ نظر آیا اُس طرف چلے وہاں پہنچ کر ایک غار دیکھا اُس میں ایک شیر سورا تھا اُس شیر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ خداوند اہر شے کے لئے ایک پناہ کی جگہ تو نے مقرر کی ہے میرے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں قرار دی۔ خدا نے ان پر وحی کی کہ تمہاری پناہ گاہ میری رحمت کے قرار کا مقام ہے اپنے عزت و جلال کی قسم ستو خوروں کے ساتھ روز قیامت تمہارا عقد کروں گا جن کو میں نے اپنے دست قدرت سے بنایا ہے اور تمہارے ولیمہ میں چار ہزار سال کے لوگوں کو کھانا کھلاؤں گا جس کا ہر دن تمام دنیا کی عمر کے برابر ہوگا اور منادی کو حکم دوں گا کہ ندا کرے کہ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے ترک دنیا کیا تھا۔ زاہد دنیا عیسیٰ بن مریم کی دعوت ولیمہ میں حاضر ہوں۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ کے لئے دنیا کو ایک بڑی عورت کی مہیب شکل میں مشکل فرمایا جس کے دانت گرے ہوئے تھے اور اُس نے اپنے تئیں بہت آراستہ کر رکھا تھا۔ حضرت عیسیٰ نے پوچھا کتنے شوہر تو نے کئے کہا شمار نہیں کر سکتی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ سب مر گئے یا سب نے تجھے طلاق دے دی۔ اُس نے کہا نہیں بلکہ سب کو میں نے مار ڈالا حضرت نے فرمایا واٹھے ہو تیرے باقیماندہ شوہروں پر کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ہر روز تو ایک کو مار ڈالتی ہے پھر بھی تجھ سے عذر نہیں کرتے اور گزرے ہوؤں کے حال سے عبرت نہیں حاصل کرتے۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے شخص کو دیکھ رہے تھے کہ بیلچہ ہاتھ میں لئے ہوئے زمین کھود رہا تھا اور قابلِ زراعت بنا رہا تھا۔ حضرت عیسیٰ نے دعا کی کہ خداوند اس کے دل سے امیدیں نکال دے حضرت کی دعا قبول ہوئی اور اُس مرو نے بیلچہ ہاتھ سے رکھ دیا اور سو رہا۔ پھر حضرت نے دعا فرمائی کہ خداوند اس کی امیدوں کی درازی اُس کو واپس فرما دے اُسی وقت وہ شخص اٹھا اور بیلچہ ہاتھ میں لے کر کام میں مشغول ہو گیا۔ حضرت نے اُس سے پوچھا کہ بیلچہ کیوں رکھ دیا تھا اور پھر اٹھا کر

پیش نظر حضرت عیسیٰ کی قدرت و عزت

دنیا کی شکل و صورت اور اس کا موقعا

رسانہ حیات زندہ رہا ہے یا نہیں

کام کرنے لگا اُس نے بیان کیا کہ اس اثناء میں میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ کب تک کام کرتے رہو گے ضعیفی کی اس حد تک پہنچ چکے اور نہیں جانتے کہ تمہاری عمر کتنی باقی ہے تو میں نے بیلچہ رکھ دیا اور سو رہا پھر یہ خیال آیا کہ جب تک زندہ ہو روزی کی تو ضرورت ہے بس کام میں مشغول ہو گیا۔

حدیث معتبرہ میں رسول خدا سے منقول ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ سے عرض کی کہ اے روح اللہ ہم کس کے ساتھ ہم نشینی رکھیں فرمایا اُس کے ساتھ جس کے دیکھنے سے خدا یاد آئے اور اس کی گفتگو سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور اُس کے کردار آخرت کی یاد دلانے والے ہوں۔

حدیث معتبرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گذر ایک جماعت کی طرف ہوا جو رو رہے تھے حضرت نے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں رو رہے ہیں لوگوں نے کہا اپنے گناہوں کے سبب روتے ہیں فرمایا رونا ترک نہ کریں یہاں تک کہ خدا ان کو بخش دے۔

دوسری معتبرہ حدیث میں انہی حضرت (صادق) نے فرمایا کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ایک روز حضرت عیسیٰ ایک قبر کی طرف سے گذرے جس پر عذاب ہو رہا تھا۔ پھر دوسرے سال جب آپ کا گذر ہوا تو اُس صاحب قبر پر عذاب نہیں ہو رہا تھا۔ حضرت نے مناجات کی اور کہا خداوند اس کا کیا سبب ہے وحی نازل ہوئی کہ اس شخص کا ایک فرزند ہے جو اب جوان ہو گیا ہے اس نے مسلمانوں کے ایک راستہ کو درست کر دیا جس پر سے گذرنا آسان ہوا اور ایک یتیم کو اپنے پاس پناہ دی ہے اس سبب سے اس کو بخش دیا۔

ایک روز حضرت عیسیٰ نے جناب یحییٰ سے فرمایا کہ اگر لوگ تمہارے حق میں ایسی بدی کا تذکرہ کریں جو دراصل تم میں موجود ہو تو سمجھو کہ وہ گناہ ہے اور تم اُس سے توبہ اور طلب مغفرت کرو اور اگر تمہارے حق میں ایسے گناہ کا تذکرہ کریں جو تم میں نہ ہو تو وہ تمہاری نیکی ہے۔ جو تمہیں بغیر محنت و مشقت کے حاصل ہوئی۔

فصل چہارم | نزول مائدہ کا بیان جو حضرت عیسیٰ کی دعا سے اُن کی قوم پر نازل ہوا حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ اَنْ يُنْزِلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ ط یا وکرو اُس وقت کو جب کہ حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا تمہارا پروردگار ہم

عیسیٰ کی زبان کا ہے۔

اور اس کے بعد اس کا جواب دالین کرانا ہے۔

اس کے بعد میں بتائی

سورہ مائدہ آیت ۱۱۱

پر ایک خوان آسمان سے بھیج سکتا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ اُن کا یہ سوال ان کے ایمان کے کامل ہونے سے پہلے تھا کہ وہ کمال قدرت خداوند تعالیٰ نہیں جانتے تھے یا یہ کہ اُن کی مراد یہ تھی کہ آیا خدا مصلحت سمجھتا ہے کہ ایسا کرے یا بمعنی اطاعت ہو یعنی تمہارا پروردگار تمہاری بات مانتا ہے اگر یہ سوال اُس سے کرو۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت قرأت اہلبیت میں یَسْتَطِيعُ رَبُّكَ ہے بصیغہ خطاب رَبُّكَ نصب (زبر) کے ساتھ یعنی کیا تم ایسا سوال اپنے خدا سے کر سکتے ہو؟ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۷﴾ حضرت عیسیٰ نے فرمایا اگر خدا اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو تو خدا سے ڈرو اور ایسے سوالات مت کرو جن کا انجام اچھا نہیں ہے۔ قَالُوا نُرِيدُ اَنْ نَّاتَّكِلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَّقْتَنا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِيْنَ ﴿۱۸﴾ ان لوگوں نے کہا ہم چاہتے ہیں ہم اُس آسمانی خوان میں سے کھائیں اور ہمارا دل مطمئن ہو اور ہم کو اپنے پروردگار کے کمال قدرت کا یقین حاصل ہو اور معلوم یقین ہم سمجھیں کہ تم نے جو کچھ ہم کو خبر دی ہے اُس میں سچے ہو اور اس خوان کے نازل ہونے کے گواہ بنیں اور گواہی دیں کہ ایسا معجزہ تم سے ظاہر ہوا۔ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿۱۹﴾ جناب عیسیٰ نے دعا کی اے اللہ اے پالنے والے ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرما کہ وہ دن (جس روز مائدہ نازل ہو) ہمارے اول اور ہمارے آخر یعنی اُن لوگوں کے لئے جو ہمارے زمانہ میں ہیں اور اُن لوگوں کے لئے جو ہمارے بعد آئیں والے ہیں عید کا دن قرار پائے اور تیرے کمال قدرت پر اور تیرے پیغمبر کی حقیقت پر ایک نشانی اور معجزہ ہو اور ہم کو اُس مائدہ کے ذریعہ روزی عطا فرما تو بہترین روزی دینے والا ہے۔ روایت ہے کہ روز یکشنبہ کو مائدہ (خوان) نازل ہوا اس سبب سے نصارے (عیسائی) نے اُس روز عید منائی۔ قَالَ اللَّهُ اِنِّي مُنْزِلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدَ مِنْكُمْ فَاِنِّي اُعَذِّبُہٗ عَذَابًا لَّا اُعَذِّبُہٗ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ ﴿۲۰﴾ خدا نے فرمایا کہ میں بیشک تمہارے لئے خوان نازل کرتا ہوں تو اس کے بعد جو شخص

تم میں سے کافر ہو جائے گا یا اس نعمت سے انکار کرے گا تو یقیناً میں اُس پر ایسا عذاب کروں گا کہ دنیا والوں میں سے کسی پر ایسا عذاب نہ کروں گا۔

حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب خدا نے مائدہ نازل فرمایا حضرت عیسیٰؑ نے حواریوں کو حکم دیا کہ جب تک میں اجازت نہ دوں اس میں سے کوئی نہ کھائے لیکن ایک شخص نے اُس میں سے کھالیا تو کسی حواری نے حضرت عیسیٰؑ سے کہہ دیا۔ حضرت عیسیٰؑ نے اُس سے پوچھا اُس نے انکار کیا تو اور تمام حواریوں نے گواہی دی کہ اُس نے کھایا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ جب تمہارا برادر مومن انکار کرتا ہے اُس امر سے جس کو خود تم نے اپنی آنکھوں سے اُسے کرتے دیکھا ہے تب بھی اپنے آنکھوں کی تکذیب کرو اور اس مومن کی تصدیق کرو۔

بند معتبرہ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول کہ جو خوان بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا سونے کی زنجیریں آسمان سے لٹکایا گیا تھا اور اُس میں نورنگ کے کھانے تھے اور نور و ٹیاں اور دوسری روایت کے مطابق نور و ٹیاں اور نور و ٹیاں تھیں۔ بند معتبرہ امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جب مائدہ نازل ہوا تو جو لوگ ایمان نہیں لائے وہ سور کی شکل میں مسخ ہو گئے۔ دوسری روایت کے مطابق سور اور بندر کی شکلوں میں تبدیل ہو گئے۔ اور حدیث معتبرہ میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ وہ سور و صوبیوں کی وہ جماعت تھی جنہوں نے مائدہ آسمانی کی تکذیب کی تھی اور وہ سب سور بنا دیئے گئے اور تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ خدا نے حضرت عیسیٰؑ پر مائدہ نازل فرمایا اُس میں چند روٹیاں تھیں جن میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ کبھی مہینے تک اُس میں سے چار ہزار سات سو افراد سیر ہو کر کھاتے رہے پھر اسی تفسیر میں مذکور ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ جب قوم عیسیٰؑ نے خدا سے مائدہ کی خواہش کی اور پھر اس کی ناقدری کی تو خدا نے ان کو چار سو قسم کے حیوانوں کی صورت میں مسخ (تبدیل) کر دیا جیسے سور بندر۔ رپچہ۔ بلی اور بعض دریائی و صحرائی حیوانات۔

علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب مائدہ نازل ہوتا بنی اسرائیل اُس خوان کے گرد جمع ہوتے اور سیر ہو کر کھاتے تھے۔ آخر رئیس اور متکبر لوگ کہنے لگے کہ فقرا اور پست لوگوں کو مائدہ سے کھانے نہ دیں گے اس سبب

اس کے خلاف تہذیب دیکھا ہو۔

مائدہ کی ناقدری کے سبب بنی اسرائیل کا نازل ہونا

مائدہ کی ناقدری کے سبب بنی اسرائیل کا نازل ہونا

تفصیل و تشریح

سے خدا نے مائدہ آسمان پر اٹھالیا اور ان لوگوں کو سور کی شکل میں مسخ کر دیا۔

شیخ طبرسی نے نقل کیا ہے کہ نزول مائدہ کی کیفیت میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ اُس میں کون چیزیں تھیں حضرت عمار یا ستر سے منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ اُس میں روٹی اور گوشت تھا۔ کیونکہ لوگوں نے عیسیٰ سے سوال کیا ایسے طعام کا جو ختم نہ ہو اور اُس میں سے کھاتے رہیں۔ خدا نے ان سے فرمایا کہ یہ نعمت تمہارے لئے اس وقت تک باقی رہے گی۔ جب تک تم اس میں خیانت نہ کرو گے اور لے کر ذخیرہ نہ کرو گے۔ اگر ایسا کرو گے تو معذب کرونگا۔ لیکن ان لوگوں نے اسی روز خیانت کی۔

ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تیس روز روزہ رکھو پھر خدا سے جو چاہو طلب کرو وہ عطا فرمائے گا۔ ان لوگوں نے تیس روز سے رکھے جب پورے کر چکے تو حضرت عیسیٰ سے کہنے لگے اگر کسی مخلوق کے لئے ہم کوئی کام کرتے ہیں تو وہ ہم کو کھانے کو دیتا ہے تیس روز سے ہم نے رکھے اور جھوک کی تکلیف برداشت کی لہذا دعا کرو کہ خدا ہمارے لئے آسمان سے خوان بھیجے تو فرشتے ان کے لئے مائدہ لائے جس میں سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں اور ان سب لوگوں نے اُس میں سے کھایا۔ حضرت امام محمد باقر سے بھی یہی مضمون مروی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ گوشت کے سوا اُس میں ہر قسم کے کھانے تھے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ بغیر گوشت اور روٹی کے سب کچھ تھا۔ ایک روایت ہے کہ گوشت اور مچھلی نہ تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ صرف مچھلی تھی جس میں ہر کھانے کی لذت تھی۔ ایک روایت کے مطابق بہشت کے میوے تھے۔ بروایت صبح و شام من و سلو لے نازل ہوتا تھا۔

حضرت سلمان فارسی سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ نے کبھی لوگوں کے عیبوں کی پیروی نہ کی۔ کبھی کسی کے سامنے چلا کے نہ بولے کبھی فقہہ مار کر نہ بنفے کبھی کسی کو اپنے پاس سے نہ ہٹایا۔ کبھی کسی بدبو سے اپنی ناک بند نہ کی۔ کبھی نہ کھیلے نہ کوئی مہل کام کیا۔ جب حواریوں نے حضرت سے سوال کیا کہ مائدہ ان پر نازل ہو حضرت اُن کا موٹا لباس پہنے ہوئے تھے۔ حضرت روئے اور دعا کی تو ایک شرح خوان آسمان سے ہوا میں اترتا ہوا نظر آیا اور وہ لوگ دیکھ رہے تھے وہ تھوڑی دیر میں ان کے پاس آگیا۔ جناب عیسیٰ اُٹھے۔ وضو کیا اور طولانی نماز

پڑھی اور خوان پوش سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا بسم اللہ خیر الرازقین (خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہترین رزق دینے والا ہے) لوگوں نے دیکھا کہ بھنی ہوئی مچھلی اُس میں تھی جس میں فلس (چھلکے) نہ تھے روغن سے تر۔ اُس کے سر کے پاس نمک رکھا ہوا تھا اور اُس کے دم کے قریب سر کہ تھا۔ اور اس کے گرد ہر قسم کی ترکاریاں تھیں گندنا (لہسن) کے سوا اور پانچ روٹیاں تھیں ایک پر زیتون کا تیل۔ دوسری پر شہد۔ تیسری پر گھی۔ چوتھی پر پیسہ اور پانچویں پر کباب رکھا ہوا تھا۔ جناب شعون نے پوچھا یا روح اللہ یہ طعام دنیا سے ہے یا طعام آخرت۔ حضرت نے فرمایا ان میں سے کوئی نہیں بلکہ خدا نے ابھی اپنی قدرت سے خلق فرمایا ہے۔ کھاؤ جو خدا سے مانگا ہے تاکہ خدا تمہاری مدد کرے اور اپنے فضل و کرم سے تم پر نعمتیں زیادہ کرے۔ حواریوں نے عرض کی یا روح اللہ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی اور معجزہ دکھائیے۔ حضرت نے فرمایا اسے مچھلی بحکم خدا زندہ ہو جا مچھلی فوراً حرکت میں آئی اور کانٹے اور فلس (چھلکے) اُس میں پیدا ہو گئے۔ یہ دیکھ کر ان لوگوں پر دہشت طاری ہو گئی حضرت نے فرمایا کیوں ایسا سوال کرتے ہو کہ اگر وہ پورا کر دیا جائے تو تم کو پسند نہ ہو اور میں تمہارے بارے میں بہت خوفزدہ ہوں کہ کہیں خدا کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اسے مچھلی بحکم خدا اپنی پہلی حالت پر ہو جا پھر وہ مچھلی بھنی ہوئی ہو گئی جیسے کہ تھی۔ لوگوں نے عرض کی یا نبی اللہ پہلے اس مچھلی سے آپ کھائیے پھر ہم لوگ کھائیں گے۔ حضرت نے فرمایا میں اس کے کھانے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں تم نے اُسکا سوال کیا تھا تم ہی لوگ کھاؤ۔ وہ لوگ اُس کے کھانے سے ڈرے تو حضرت نے فقیروں محتاجوں بیماروں اور سخت مریضوں کو بلایا کہ اس خوان میں سے کھائیں اور فرمایا کھاؤ تمہارے لئے شفا اور دوسروں کے لئے بلا ہے۔ غرض تیسرے دن بیماروں اور فقیروں نے اس میں سے سیر ہو کر کھایا لیکن اُس مچھلی میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ پھر مادہ اُڑا اور آسمان کی جانب بلند ہوا اور وہ دیکھتے رہے اور وہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ اُس میں سے جس بیمار نے کھایا اُس کا مرض زائل ہو گیا اور جس محتاج نے کھایا وہ مالدار اور غنی ہو گیا اور جن لوگوں نے نہیں کھایا وہ بہت پچھتائے۔ پھر جب وہ نازل ہوتا تھا غنی و فقیہ سب اُس کے گرد جمع ہوتے تھے اور ایک از وہام ہو جاتا تھا تو حضرت عیسیٰ نے ان کی باری مقرر کر دی کہ ایک روز غنی و امیر کھائیں

ایک روز محتاج و فقیر۔ چالیس روز تک خوان نازل ہوتا رہا اور صبح سے ظہر تک لوگ اُس میں سے کھاتے رہتے ظہر کے بعد واپس آسمان پر اٹھایا جاتا تھا۔ ایک روز نازل ہوتا تھا دوسرے روز ناعہ ہوتا۔ پھر خدا نے جناب عیسیٰ پر وحی فرمائی کہ میرا نازل کردہ مائدہ فقیروں کے لئے مخصوص کرو اور مالداروں کو اُس سے روک دو۔ اس سبب سے اغنیاء غضبناک ہوئے اور مائدہ میں شک و شبہ کرنے لگے اور لوگوں میں شک و وسوسہ پھیلانے لگے۔ تو خدا نے وحی فرمائی کہ میں نے جھٹلانے والوں کے بارے میں شرط کی تھی کہ نزول مائدہ کے بعد جو کافر ہو جائے گا۔ (انکار کریگا) اُس پر ایسا عذاب کروں گا کہ عالمین میں سے کسی پر نہ کیا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ نے کہا خداوند اگر ان پر تو عذاب کرے گا تو وہ تیرے بندے ہیں اگر ان کو بخش دے تو تو عزیز و حکیم ہے۔ غرض اُن میں سے تین سو تیرہ اشخاص کو مسخ فرما دیا جو رات کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ سوئے ہوئے تھے۔ جب صبح ہوئی تو سو رہے چکے تھے اور راستوں اور کھنڈروں میں گشت کرتے جھٹے وہ تین روز تک زندہ رہے پھر ہلاک ہو گئے۔

فصل پنجم | ان وحیوں کا ذکر جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئیں اور موغلے اور حکمتیں جو اُن حضرت سے صادر ہوئیں۔

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰ عِيسٰى ابْنَ مَرْيَمَ ؕ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاٰمِيَ الْهٰیۡنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط یاد کرو وہ وقت جبکہ خدا نے فرمایا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدائے عالمین کے سوا خدا مان لو۔ حضرت امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے ان باتوں کو ابھی عیسیٰ سے نہیں فرمایا بلکہ قیامت میں کہے گا جس وقت عیسائیوں کو اُن حضرت کے سامنے اکٹھے کرے گا تاکہ اُن پر حجت تمام کرے۔ اُس بارے میں جو وہ لوگ جناب عیسیٰ پر افترا کرتے ہیں حالانکہ اُن حضرت نے ایسے اعتقاد کی تعلیم نہیں دی ہے (کہ وہ حضرت عیسیٰ کو خدایا خدا کا بیٹا کہیں) یہ سوال حضرت عیسیٰ سے خدا کرے گا باوجود اس کے کہ خود بہتر سمجھتا ہے کہ اُن حضرت نے ایسی تعلیم نہیں دی ہے۔ اور خداوند عالم ہر واقعہ ہونے والے امر کو اسی عنوان سے بیان فرماتا ہے گویا کہ وہ امر واقع ہو چکا ہے۔ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِحَقِّ

اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقِّكَ ۚ حضرت عیسیٰ عرض کریں گے کہ بارالہا میں تجھ کو پاک سمجھتا ہوں اس سے کہ تیرا کوئی شریک رہا ہو اور میں ایسی بات کہوں کہ کہہ سکتا ہوں جس کا کہنا میرے لئے حق اور مناسب نہ ہو۔ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٖ فَقَدْ عَلِمْتُهٖ ۚ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَوْ اَعْلَمَ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (۱۱۶) اگر میں نے ایسی تعلیم دی ہے تو تو بخوبی جانتا ہے تو تو میرے نفس میں جو کچھ ہے سب جانتا ہے یعنی جو کچھ میرے دل میں پوشیدہ ہے اور میں (یقیناً) نہیں جانتا جو کچھ تیرے علم میں ہے اور تو نے لوگوں سے پوشیدہ کر رکھا ہے نفس کا اطلاق بطور مجاز ہے مطلب یہ ہے کہ تو ہی تمام پوشیدہ امور سے واقف ہے۔

بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدا کے اسم (بزرگ نام) بہتر ہیں۔ ان میں سے بہتر تمام حضرت آدم کو سکھا دیئے تھے جو حضرت عیسیٰ تک تمام پیغمبروں کو میراث میں ملتے رہے ایک نام خدا نے پوشیدہ رکھا ہے اور کسی کو نہیں بتایا تو جناب عیسیٰ کے قول کے معنی یہ ہوئے کہ جو کچھ میرے نفس میں ہے یعنی بہتر اسمائے بزرگ جو تو نے مجھے تعلیم فرمائے ہیں میں وہی جانتا ہوں اور جو کچھ تیرے نفس میں ہے یعنی وہ ایک اسم اعظم میں نہیں جانتا۔ ۱۱۷

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِيْ بِهٖ اِنْ اَعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ میں نے اُن سے اُس کے سوا کچھ نہیں کہا جو تو نے مجھے کہنے کا حکم دیا تھا کہ خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتُ اَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (۱۱۷) میں جب تک اُن میں موجود تھا اُس وقت تک کا گواہ ہوں اور جب تو نے مجھے اُن کے درمیان سے اٹھالیا تو اُن کے اعمال کا جاننے والا اور گواہ تو ہے اور تو تو ہر شے پر گواہ ہے۔ اِنْ تَعَيَّدْ بِهِمْ فَاَنْتُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيْمُ (۱۱۸)

۱۱۷ مولف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بہت سی حدیثوں کے خلاف ہے جو بیان ہو چکی ہیں اور آئندہ جو بیان ہوں گے کہ ان بہتر ناموں کا علم مخصوص ہے پیغمبرِ آخر الزماں اور اُن کے اوصیاء سے ممکن ہے یہ اسمائے اعظم ان ناموں کے علاوہ ہوں۔

اگر تو اُن پر عذاب کرے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر اُن کو تو بخشدے تو تو غالب حکمت والا ہے۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ انجیل شب سینر دہم ماہ رمضان میں نازل ہوئی۔ اور دوسری معتبر حدیث میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ بارہویں شب میں نازل ہوئی لہ اور جناب رسول خداؐ سے منقول ہے کہ انجیل اواح پر لکھی ہوئی ایک بار نازل ہوئی۔

بند معتبر امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے جب حضرت نے ہر مذہب کے علماء پر مجلس مامون میں حجت تمام کی جا تیلیق عیسائی عالم سے فرمایا کہ کیا انجیل میں تو نے (نہیں) پڑھا ہے کہ میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی طرف جا رہا ہوں اور میرے بعد بار قلیط آئے گا اور میری (نبوت کی) تصدیق فرمائے گا جس طرح میں اُس کی (نبوت کی) گواہی (اور اطلاع) دے رہا ہوں۔ وہ ہر شے کی تفسیر و تشریح کرے گا۔ وہی ہے جو امتوں کی گمراہیوں کو واضح کرے گا وہی کفر کے ستونوں کو توڑے گا۔ جا تیلیق نے کہا جو کچھ آپ انجیل کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں مجھے اُن سب کا اقرار ہے حضرت نے فرمایا میں نے جو بیان کیا وہ سب کیا انجیل میں (نہیں) ہے اُس نے کہا کیوں نہیں (ضرور ہے) حضرت نے فرمایا اے جا تیلیق کیا تم لوگ ہم سے یہ نہیں کہتے ہو کہ انجیل ناپید ہو گئی تھی اور یہ کہ وہ کس کے پاس سے ملی اور انجیل تمہارے لئے کس نے وضع کی؟ جا تیلیق نے کہا ایک روز انجیل گم ہو گئی اور ہم کو نہیں ملی پھر (کچھ مدت کے بعد) اس کو یوحنا اور متا تازہ لکھی ہوئی ہمارے لئے لائے حضرت نے فرمایا کہ انجیل اور علماء کے راز سے تو کس قدر ناواقف ہے اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تو کہتا ہے پھر تم سب انجیل میں اختلاف کیوں کرتے ہو اور تمہارے پاس جو انجیل ہے اُس میں اختلاف نہ ہوتا اگر وہ اپنی اصلی حالت پر باقی ہوتی جیسے کہ نازل ہوئی اور تم لوگوں نے اُس میں اختلاف جس غرض سے کیا میں اُس راز سے واقف ہوں۔ مجھ سے سنو۔ جب انجیل شروع شروع غائب

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ شاید پہلی حدیث انجیل کے بیت المعمور میں نازل ہونے پر محمول ہو جیسا کہ پہلی حدیث سے اس کی طرف اشارہ ظاہر ہوتا ہے۔

بند مامون میں جا تیلیق کا نام اور حضرت رسول کی نبوت کا اس سے اقرار لینا۔

ہوئی تو عیسائی اپنے علماء کے پاس جمع ہوئے اور بولے کہ حضرت عیسیٰ مار ڈالے گئے اور انجیل غائب ہو گئی آپ لوگ عالم ہیں آپ اس بارے میں کیا مصلحت سمجھتے ہیں۔ تو اوقا اور مرقا بوس نے اُن سے کہا کہ انجیل ہمارے سینوں میں (محفوظ) ہے اور ہم ہر اتوار کو اُس میں سے ایک باب تمہارے لئے بیان کریں گے تم لوگ پریشان اور فکر مند مت ہو اپنے عبادت خانوں کو خالی مت چھوڑو۔ ہر اتوار کو ہم انجیل کا ایک سفر (ایک باب) بتایا کریں گے جب تم لوگ سب کے سب جمع ہو جایا کرو گے پھر اوقا، مرقا بوس، یوحنا اور متی نے مل کر یہ انجیل وضع کی جبکہ اصل انجیل گم ہو گئی تھی اور یہ چاروں اشخاص اگلے لوگوں کے شاگرد تھے کیا تو اس بات کو جانتا ہے اُس نے کہا نہیں مجھے اب معلوم ہوا اور آپ کے علم کی غفلت انجیل کے بارے میں اب مجھ پر ظاہر ہوئی اور اس کے بارے میں چند ایسی باتیں آپ سے سنیں جس کی شہادت میرا دل دیتا ہے کہ وہ سب سچے اور حق ہیں۔ اُس وقت حضرت نے حاضرین مجلس سے اور مامون سے فرمایا کہ آپ لوگ گواہ رہیں اس پر جو کچھ اُس نے کہا اور اقرار کیا سب نے کہا ہم گواہ ہیں پھر حضرت نے جاثلیق کی جانب رخ کیا اور فرمایا کہ بحق عیسیٰ و مریم بتا کیا تو جانتا ہے کہ متی نے کہا کہ عیسیٰ پسرواؤ و پسرا براہیم پسر یعقوب پسر یہودا پسر خضر و ن ہیں اور مرقا بوس نے حضرت کا نسب یوں بیان کیا ہے کہ عیسیٰ پسر مریم ہیں اور وہ خدا کا کلمہ ہیں کہ خدا نے ان میں بصورت آدمی حلول فرمایا اور انسان ہو گیا اور اوقا نے کہا کہ عیسیٰ بن مریم اور ان کی ماں مریم دونوں انسان تھے گوشت اور خون سے بنے ہوئے اُن میں روح القدس داخل ہو گئی ہے اور تو کہتا ہے کہ عیسیٰ نے اپنی ذات پر گواہی دی کہ حق اور سچائی کے ساتھ کہتا ہوں کہ آسمان پر کوئی نہیں جاسکتا مگر وہ جو آسمان سے نیچے آیا ہو اور وہ شہسوار خاتم پیغمبران ہے جو آسمان پر بلند ہو کر جائے گا اور پھر واپس نیچے زمین پر آئے گا تو اس بارے میں تو کیا کہتا ہے جاثلیق نے کہا کہ یہ عیسیٰ کا قول ہے اور میں اس سے انکار نہیں کر سکتا تو حضرت نے پوچھا کہ اوقا اور مرقا بوس اور متی نے جو حضرت عیسیٰ کے بارے میں بیان کیا ہے اور جو کچھ حضرت سے نسبت دی اس کے متعلق تیری کیا رائے ہے جاثلیق نے کہا ان سب نے حضرت عیسیٰ پر جھوٹا بانڈھا ہے (اور اقرار کیا ہے) حضرت نے فرمایا کیا تم نے نہیں سنا کہ اس نے اُن سب کی

مدح کی اور کہا ہے کہ وہ انجیل کے عالم تھے اور وہ لوگ حق (بیان کرنے والے) تھے تو جاٹلیق نے کہا اے مسلمانوں کے عالم مجھ کو معاف کیجئے۔ پھر دیر تک بحث کرنے کے بعد حضرت نے اُس سے پوچھا کیا انجیل میں (نہیں) لکھا ہے کہ ایک زن صالحہ کا فرزند تمہارے لئے بہتر کام کرے گا گواہی دے گا اور سخت امور انجام دے گا اور تمہارے لئے ہر چیز کی تفسیر و تشریح کرے گا اور میرے لئے گواہی دے گا جس طرح میں اس کی (نبوت کی) گواہی دے رہا ہوں میں تمہارے لئے کچھ مثالیں لایا ہوں جن کی تاویل تم سے وہ بیان کرے گا لے جاٹلیق کیا تو تصدیق کرتا ہے کہ یہ سب باتیں انجیل میں ہیں جاٹلیق نے کہا کیوں نہیں۔ (بیشک گواہی دیتا ہوں)۔

حدیث موثق میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے جو موعظے عیسیٰ کو بذریعہ وحی عطا فرمائے اُن میں سے یہ ہیں کہ اے عیسیٰ میں تمہارا اور تمہارے آباؤ اجداد کا پروردگار ہوں میرا نام واحد ہے میں وہ یکتا ہوں جس نے اکیلے ہر چیز کو خلق کیا ہے تمام چیزیں میری صنعتیں ہیں اور میری پیدا کی ہوئی تمام چیزیں روز قیامت میری طرف واپس آئیں گی۔ اے عیسیٰ تو مسیح بابرکت ہے میرے حکم سے۔ اور میرے حکم سے تو مٹی سے چڑیا بناتا ہے اور اس کو زندہ کرتا ہے اور میرے کلام سے تو مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ میری جانب رغبت رکھ اور میرے عذاب سے پناہ نہیں پاسکتا سوائے اس کے کہ میری طرف آئے اے عیسیٰ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ایسے وصیت کرنے والے کی طرح جو تم پر مہربان ہو رحمت کے ساتھ۔ جس وقت کہ تم پر میری رحمت و دوستی لازم ہو چکی ہے اس سبب سے کہ تم نے چند وہ باتیں مجھ سے طلب کیں جو میری خوشنودی کا باعث ہیں اس لئے میں نے تم کو خوردی و بزرگی میں بابرکت قرار دیا تم جہاں بھی ہو۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم میرے بندہ اور میری کنیز (مریم) کے فرزند ہو۔ اے عیسیٰ مجھ کو ہر وقت اپنے نزدیک سمجھو جس طرح جو کچھ تمہارے دل میں گذرتا ہے تم سے نزدیک ہے۔ اپنے آخرت کے ذخیرہ کے لئے مجھ کو یاد کرو اور میرا تقرب حاصل کرو نوافل اور مستحب اعمال بجا لا کر۔ اور مجھ پر بھروسہ کرو تاکہ تمہارے کاموں کو پورا کروں میرے غیر پر اعتماد مت کرو کیونکہ تمہارے کام (ایسی حالت میں) اُسی پر میں چھوڑ دیتا ہوں اور میں پھر تمہاری مدد نہیں کروں گا

اے عیسیٰ میری طرف سے بلاؤں پر صبر کرو اور میرے قضا و قدر پر راضی رہو ایسے بنو جیسا میں چاہتا ہوں یقیناً میں چاہتا ہوں کہ لوگ میری اطاعت کریں نافرمانی نہ کریں۔ اے عیسیٰ میری یاد اپنی زبان پر زندہ رکھو اور میری محبت کی راہ اپنے دل میں (قائم رکھو) اے عیسیٰ بیدار اور ہوشیار رہو ان وقتوں میں جبکہ لوگ غفلت کی نیند میں ہوں اور لوگوں سے میری حکمتوں کے لطیفے بیان کرتے رہو۔ اے عیسیٰ میرے ثواب کی جانب رغبت رکھو اور میرے عذاب سے ڈرتے رہو اور اپنے دل کو خواہشات دنیا کی جانب سے مردہ بنا لو اور مجھ ہی سے ڈرو۔ اے عیسیٰ راتیں میری خوشنودی میں بسر کرو اور دنوں کو تشنگی میں گزارنے کے لئے روزے رکھا کرو میرے پاس اپنی حاجت پیش کرنے کے دن (قیامت) کے واسطے۔ اے عیسیٰ لوگوں کے درمیان ان کی خیر خواہی کے ساتھ جیسا کہ میں نے تم کو حکم دیا ہے فیصلہ کیا کرو اور میرا حکم ان کے درمیان قائم رکھو بہ تحقیق کہ میں نے تمہارے پاس وہ کتاب بھیجی ہے جو امراض شک و شبہ شیطان سے دلوں کو شفا دینے والی ہے۔ اے عیسیٰ میں سچ کہتا ہوں کہ میری مخلوق میں سے کوئی مجھ پر ایمان نہیں لاتا سوائے اُس کے جو میرے لئے خوف زدہ و گریاں ہوتا ہے اور خوفزدہ وہ ہوتا ہے جو میری (رحمت اور) ثواب کی امید رکھتا ہے لہذا میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ میرے عذاب سے امن میں ہے جب تک میرے اور میرے طریقہ میں تبدیلی نہ کرے۔ اے عیسیٰ اے دنیا سے بے تعلق اور خدا سے متوسل ہونے والی باکرہ خاتون مریمؑ کے فرزند اپنی حالت پر رؤ و جس طرح کوئی اپنے اہل و عیال سے رخصت ہونے کے وقت روتا ہے اور دنیا کو دشمن رکھتا ہے اور اس کو اس سے محبت کرنے والوں کے لئے چھوڑے ہوئے ہوتا ہے اور اس کی رغبت ثواب آخرت کے سوا جو خدا کے نزدیک ہے کسی اور چیز سے نہیں ہوتی۔ اے عیسیٰ باوجود اس طرح ترک دنیا کے جیسا کہ میں نے تم کو بتایا لوگوں سے کلام میں تم کو نرمی کرنا چاہئے اور جس سے ملو اس کو سلام کرو اور اُس وقت سے جبکہ اکثر نیک لوگوں کی آنکھیں بھی اس کی جانب سے بند ہیں یعنی روز قیامت کے سخت ہول و خوف اور شدید زلزلوں سے بچنے کے لئے بیدار اور ہوشیار رہو۔ جس وقت نہ اہل و عیال کام آئیں گے نہ مال فائدہ دے گا۔ اے عیسیٰ اپنی آنکھوں میں رنج و اندوہ کی سلائی سے سرمہ لگا لو

اے عیسیٰ رکھنے والے عذاب سے محفوظ رہیں

روز قیامت مال و اموال کوئی کام نہ آئے گی۔

جبکہ اہل باطل ہنس رہے ہوں۔ اے عیسیٰ خائف و صابر رہو تو پھر کیا کہنا تمہارا اگر تم کو وہ سب حاصل ہو جائے جس کا میں نے صبر کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے۔ اے عیسیٰ ہر روز دنیا کے تعلقات میں سے کچھ اپنے سے دور کرتے رہو تاکہ آخر میں ترک دنیا تم پر دشوار نہ ہو اور دنیا کی وہ لذت چکھو جو اُس سے برطرف ہو چکی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے اختیار میں بس اتنا ہی وقت اور موقع اور وہی روز (برائے عمل) ہے جس میں تم موجود (وزندہ) ہو لہذا دنیا سے ضرورت کے مطابق حاصل کرنے پر اکتفا کرو اور آخرت کا توشہ مہیا کرنے میں کوشش کرتے رہو اور موٹے کپڑے اور بے مزہ کھانوں پر قناعت کرو اس لئے کہ تم جانتے ہو اپنے لباس کو کہ اُس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ جن چیزوں کو کام میں لاتے ہو وہ سب کھٹی جاتی ہیں کہ کہاں سے تم نے حاصل کیا اور کیونکہ صرف کیا۔ اے عیسیٰ میں تم سے روز قیامت پوچھوں گا لہذا کمزوروں پر رحم کرو جس طرح میں نے تم پر رحم کیا ہے اور یتیموں پر قہر اور سختی مت کرو۔ اے عیسیٰ نماز میں اپنی حالت پر گریہ کرتے رہو اور اپنے پیروں کو عبادت خانہ تک چلنے میں مشغول رکھو۔ اور مجھے اپنی خوشگوار آواز میرے ذکر و یاد سے بھری ہوئی سناتے رہو کیونکہ میرے احسانات تم پر بہت زیادہ ہیں۔ اے عیسیٰ بہتیری امتوں کو میں نے چند گناہوں کے سبب سے ہلاک کر دیا جن سے تم کو محفوظ رکھا ہے۔ اے عیسیٰ مضیعضوں کے ساتھ مہربانی کرو اور اپنی کمزوریاں نکھیں آسمان کی جانب کر کے کھولو اور مجھ سے دعا کرو کیونکہ میں تم سے نزدیک ہوں اور مجھ سے دعا مت کرو لیکن گریہ و زاری کے ساتھ اور اپنے دل کو میرے غیر سے خالی کر کے۔ اگر اس طرح مجھ کو پکارو گے میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ اے عیسیٰ اس دُنیا کے فانی کو اُن کے ثواب کے لئے میں نے پسند کیا جو تم سے پہلے تھے نہ اُن کو عذاب دینے کے لئے اور نہ ان سے (اپنی نافرمانیوں کا) انتقام لینے کے لئے بلکہ ثواب و عذاب دونوں کو میں نے آخرت پر اٹھا رکھا ہے جو ابدی اور لازوال ہے۔ اے عیسیٰ تم فنا ہو گے اور میں باقی ہوں تمہاری جیات میری طرف سے ہے اور تمہارے مرنے کا وقت میرے قبضہ میں ہے اور میری جانب تمہاری بازگشت ہے اور تمہارا حساب میرے ذمہ ہے لہذا جو کچھ مانگو مجھ سے مانگو میرے غیر سے مت مانگو اور مجھ سے بہتر طریقہ سے دعا کرو تاکہ بہتر طور پر قبول کروں۔ اے عیسیٰ آدمی

دنیا کے تعلقات ہر روز کم کرتے رہو۔

کمزوروں پر رحم کرو۔

نماز میں اپنی حالت پر گریہ کرتے رہو۔

دعا کرو کہ میں تمہاری جیات میری طرف سے ہے اور تمہارے مرنے کا وقت میرے قبضہ میں ہے اور میری جانب تمہاری بازگشت ہے اور تمہارا حساب میرے ذمہ ہے لہذا جو کچھ مانگو مجھ سے مانگو میرے غیر سے مت مانگو اور مجھ سے بہتر طریقہ سے دعا کرو تاکہ بہتر طور پر قبول کروں۔ اے عیسیٰ آدمی

تو کتنے زیادہ ہیں (جن کا کوئی شمار نہیں) لیکن صبر کرنے والے کس قدر کم ہیں جس طرح درخت تو بہت ہیں مگر پھل دار درخت بہت کم ہوتے ہیں لہذا تم کو کسی سرسبز و شاداب درخت سے دھوکا نہ ہو جب تک کہ اُس کا پھل نہ کھا لو یعنی لوگوں کی ظاہری نیکی سے فریب مت کھانا۔ جب تک کہ اُن کے اخلاق و اعمال کو آزمائے لینا۔ اے عیسیٰ تم کو اُس شخص کے حال سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے جو مجھ سے سرکش و باغی ہے (اور اچھی حالت میں ہے) میری دی ہوئی روزی کھاتا ہے اور میرے غیر کی عبادت کرتا ہے اور سختیوں اور بلاؤں کے وقت مجھ کو پکارتا اور مجھ سے دعا کرتا ہے اور میں اُس کی دعا قبول کر لیتا ہوں تو پھر وہ اُسی گناہ و شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے اور مجھ سے سرکشی کرتا ہے اور میرے غضب کا سزاوار ہو جاتا ہے مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ اس کی گرفت اس طرح کرول گا کہ پھر اُس کے لئے کوئی پناہ کی جگہ اور بھاگنے کا موقع نہ ہو گا سوائے میرے کہاں پناہ پائے گا اور میرے آسمان و زمین سے کہاں بھاگ جائیگا۔ اے عیسیٰ ظالمان بنی اسرائیل سے کہدو کہ مجھ کو نہ پکارو (نہ مجھ سے دعا کرو) حالانکہ حرام چیزیں اپنے بغل میں لئے ہوئے اور بتوں کو اپنے دست و خوانوں پر بٹھائے ہوئے ہو یعنی اپنے مالوں اور لڑکے بالوں کو اپنے بت قرار دے رکھے ہیں۔ اور ان (کی رضا مندی) کو خدا کی رضا و خوشنودی کے عوض اختیار کرتے ہو میں بقسم کہتا ہوں کہ جو مجھے پکارتا ہے میں اُس کی سُنتا ہوں لیکن جو لوگ اس طرح اس حال سے مجھے پکارتے ہیں۔ اُن پر میری لعنت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ اے عیسیٰ میں کتنی بار اُن کی طرف رحمت سے نظر کرتا ہوں اور ان کو اپنی بارگاہ میں بلاتا ہوں لیکن یہ گروہ غفلت میں ہوتا ہے اور میری جانب رجوع نہیں ہوتا اور سخن حق اُن کے دلوں میں جاگزیں نہیں ہوتی اور اُن کے قلوب اُس سے آگاہ نہیں ہوتے اپنے گناہوں کے سبب میرے غضب کے سزاوار ہوتے ہیں حالانکہ (بظاہر) مومنین سے محبت کرتے ہیں۔ اے عیسیٰ چاہیئے کہ تمہاری زبان ظاہر و پوشیدہ ایک ہو اسی طرح تمہارے دل میں ایک طرح محبت ہونی چاہیئے اور تمہاری آنکھیں جس کو تم دوست رکھتے ہو اس کی خوشنودی میں نگران رہیں اور اپنے دل اور آنکھوں کو حرام سے محفوظ رکھو۔ اے عیسیٰ اپنی آنکھوں کو اُس چیز کے

لوگوں کی ظاہری نیکی کا فریب نہ کھانا جب تک کہ آزمائے نہ ہو۔

سرکش و باغیوں کو

دیکھنے سے بند رکھو جس میں کچھ فائدہ (بجز نقصان کے) نہ ہو بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص (قصداً کسی شے کو) دیکھتا ہے اور وہ دیکھنا اس کے دل میں ناجائز خواہشات کے بیج بوتا ہے اور وہ خواہشات اس کو ہلاک کر دیتی ہیں۔ اے عیسیٰ میرے بندوں پر رحیم و مہربان رہو اسی طرح جیسا کہ تم خود چاہتے ہو کہ میرے بندے تم پر (رحیم و مہربان) رہیں اور موت کو ہر وقت یاد رکھو اور اپنے اہل و عیال سے جدا ہو ناہر وقت پیش نظر رکھو اور لہو و لعب اور امور باطل میں مشغول نہ ہو کیونکہ کھیل کود دل کو فاسد کرتا ہے اور میری یاد سے غافل نہ ہو کیونکہ غفلت کرنے والا مجھ سے دور ہوتا ہے اور اپنے نیک کردار و اعمال کے ذریعہ مجھے یاد رکھو تاکہ میں تمہیں اپنی رحمت و ثواب کے ساتھ یاد رکھوں۔ اے عیسیٰ گناہ ہو جانے کے بعد مجھ سے توبہ کرو اور توبہ کرنے والوں کو میری یاد دلاؤ اور یقین سے رکھو کہ میں توبہ قبول کرتا ہوں۔ اور مومنین سے (محبت کے ساتھ) قریب رہو اور ان کو حکم دو کہ تمہارے ساتھ مجھ سے دعا کریں اور ہرگز (مظلوم سے) لاپرواہ نہ ہونا کیونکہ مظلوم کی دعا بلند ہو کر میری بارگاہ میں پہنچتی ہے مجھے اپنے ذات اقدس کی قسم ہے کہ میں اس کی دعا کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیتا ہوں اور اس کی دعا قبول کر لیتا ہوں اگرچہ مدت کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ اے عیسیٰ یاد رکھو کہ برے لوگوں کی صحبت گمراہ کرتی ہے اور بُرا سا سختی ہلاک کرتا ہے لہذا سوچ سمجھ لیا کرو کہ کس کی صحبت اختیار کر رہے ہو۔ اپنے لئے اپنے برادران مومن کی ہم نشینی پسند کرو۔ اے عیسیٰ اپنی ذات کے لئے عمل کرو اس مدت میں جب تک تم کو موت سے مہلت حاصل ہے۔ (کوئی) دوسرا تمہارے لئے (عمل نیک) نہیں کرے گا۔ یقیناً میں ایک نیکی کا بدلہ کئی گنا دیتا ہوں۔ بیشک گناہ گار کو اس کے گناہ ہلاک کرتے ہیں۔ اعمال نیک میں جلدی کرو اور کوشش کرو کیونکہ بہتیرے جلنے ایسے ہوتے ہیں کہ جب لوگ وہاں سے اُٹھتے ہیں۔ تو جہنم سے آزاد ہو کر اُٹھتے ہیں۔ اے عیسیٰ دنیا سے فانی و منقطع کو ترک کرو اور ان لوگوں کے نشانات منزل پر چل کر دیکھو جو تم سے پہلے گزر چکے (کہ اُن کے نشانات کچھ باقی ہیں یا نہیں) اُن کو بلند آواز سے پکارو یا بطور راز آہستہ سے اُن سے کچھ کہو دیکھو وہ کچھ سنتے ہیں اور تم کو کوئی جواب دیتے ہیں لہذا اُن کے حالات سے نصیحت حاصل کرو یاد رکھو کہ تم بھی تمام زندہ لوگوں

اور نصیب دلا کر فاسد کرتا ہے

مظلوم کی دعا کو درج قبول ہوتی ہے

برای صحبت اگر کافر کی ہے اور برا صحابہ لاکر کرتا ہے۔

گزارش ہے کہ ان سے نصیحت حاصل کرو وہ نہیں رہتے تم بھی نہ راہ گے۔

کے ساتھ انہی (مردوں) سے ملحق ہو جاؤ گے۔ اے عیسیٰ ان لوگوں سے کہدو جو مجھ سے سرکشی اور میری نافرمانی کرتے ہیں۔ اور گنہگاروں کے ساتھ راہ و رسم رکھتے ہیں اور میرے عذاب کے امیدوار اور میری طرف سے اپنی ہلاکت کے منتظر رہتے ہیں کہ عنقریب دوسرے ہلاک ہونے والوں کے ساتھ شادیئے جائیں گے۔ اے پسر مریم کیا کہنا تھا اگر تم نے ان طریقوں کو اختیار کیا جن کا خدا نے حکم دیا ہے۔ وہ تم پر رحیم اور مہربان ہے اور قبل اس کے کہ تم مانگو اس نے تم کو اپنے انتہائی کرم سے نعمتیں دینے کی ابتدا کی اور ہر مصیبت و سختی میں وہ تمہاری فریاد کو پہنچنے والا ہے لہذا اس کی نافرمانی مت کرنا۔ اے عیسیٰ یقیناً تم پر میری نافرمانی حلال نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں نے تمہارے لئے بھی وہی عہد رکھا ہے جو تم سے پہلے پیغمبروں کے لئے کیا تھا اور میں خود اس عہد کا گواہ ہوں۔ اے عیسیٰ میں نے اپنے دین سے بڑھ کر خلق میں کسی شے کو گرامی نہیں رکھا ہے اور اپنی رحمت سے بہتر کوئی انعام کسی شخص پر نہیں کیا ہے۔ اے عیسیٰ اپنی ظاہری نجاست کو پانی سے پاک کرو اور اپنی باطنی کثافتوں کو عبادتوں اور نیکیوں کے ذریعہ دور کرو کیونکہ تمہاری بازگشت میری جانب ہے۔ اے عیسیٰ میں نے تم کو عطا کر دیا جو انعام کیا کافی طور پر بغیر اس کے کہ اس کو کسی بلایا تکلیف سے مکر کروں اور خود تمہارے فائدہ کے لئے میں نے تم سے قرضہ طلب کیا تو تم نے بخل کیا یہاں تک کہ ہلاک ہوئے۔ اے عیسیٰ اپنے دین سے اور مسکینوں اور غریبوں کے ساتھ دوستی و محبت سے اپنے کو آراستہ کرو اور زمین پر عاجزی اور فروتنی کے ساتھ راستہ چلو اور جس زمین (کے ٹکڑے) پر چاہو نماز پڑھو کیونکہ وہ سب پاک ہے۔ اے عیسیٰ میری عبادت پر کمر بستہ رہو کیونکہ جو امر آئیہوالا ہے یعنی موت نزدیک ہے اور وضو اور طہارت کے ساتھ میری کتاب کی تلاوت کرتے رہو۔ اور مجھے اس کو آواز سنیں سے سناتے رہو۔ اے عیسیٰ کوئی شے ایسی نہیں جس کی لذت دائمی ہو اور کوئی لطف و عیش نہیں جو صاحب عیش سے زائل نہ ہو جائے۔ اے عیسیٰ اگر تمہاری آنکھیں ان چیزوں کو دیکھ سکیں جو میں نے اپنے دوستوں کے لئے

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ یہ خطاب اور دوسرے خطابات اگرچہ بظاہر حضرت عیسیٰ سے ہیں۔ لیکن

حقیقت میں اس سے آپ کی امت مراد ہے ۱۲ (اور دوسرے تمام بندے بھی مترجم)

لکھ رکھی ہیں تو بیشک تمہارا دل کھل جائے اور تمہارا نفس اُن کے شوق میں ہلاک ہو جائے گا۔ آخرت کا گھر اُس گھر کے مانند ہے جس میں پاک لوگوں کے ساتھ مقرب فرشتے مجاورت کرتے اور اُس میں داخل ہوتے ہیں اور تمام خطرات قیامت سے محفوظ ہیں اور اُس گھر کے رہنے والے وہ ہیں جن کی نعمتیں متغیر نہیں ہوتیں اور نہ اُن کے مستحقین سے زائل ہوتی ہیں۔ اے پسر مریم خاتہ آخرت حاصل کرنے میں رغبت کرنے والوں کے ساتھ رغبت کرو کیونکہ وہ مقام آرزو کرنے والوں کا منتہائے آرزو ہے اور اُس کا دیکھنا (بڑا) خوشگوار ہے۔ اے پسر مریم کیا کہنا تمہارا اگر تم عمل کرنے والے ہو اور اُس گھر میں اپنے آباؤ اجداد آدم و ابراہیم کے ساتھ داخل ہو (وہ گھر ایسا) باغ ہے اور اس میں وہ نعمتیں ہیں کہ جن کا بدل دوسری نعمتیں ہو نہیں سکتیں اور اُس گھر سے تم کو کوئی منتقل نہیں کر سکتا میں ایسا ہی بدلا پرہیزگاروں کو دیتا ہوں۔ اے عیسیٰ میری طرف ان لوگوں کے ساتھ بھاگ کر آؤ جو اُس آگ کے خوف سے بھاگتے ہیں جس کے شعلے ہمیشہ بلند رہتے ہیں وہ آگ طرح طرح کے عذابوں سے بھری ہو گی جس میں نہ ٹھنڈی ہوا کا گذر ہو گا۔ اور کوئی درد و تکلیف ایسی نہیں جو اس میں نہ ہو اس میں کچھ مقامات ہیں تاریکی میں شب تار کے مانند جو شخص اُس سے نجات پا جائے وہی کامیاب اور رستگار ہے اور اُس سے ہلاک ہونے والے چھٹکارا نہیں پاسکتے وہ مقام جباروں ظالموں اور خدا (کی رحمت) سے باہر ہو جانے والوں کا ہے اور ہر بد مزاج، غرور و ناز کرنے والے کے لئے ہے۔ اے عیسیٰ جہنم بہت بڑی جگہ ہے اور اُس کے لئے ہے جو اس کی جانب رغبت کرتا ہے اور ظلم کرنے والوں کے لئے بڑا سخت اور (تکلیف دہ) مقام ہے میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے نفس کے شر سے بچے رہو اور میرے قہر سے پرہیز کرتے رہو۔ اے عیسیٰ تم جہاں بھی ہو میری رحمت تم تک پہنچ جائے گی مجھے ہر وقت یاد کرتے رہو اور میرے عذاب سے ڈرتے رہو اور اقرار کرتے رہو کہ میں نے تم کو خلق کیا ہے تم میرے بندے ہو میں نے تمہاری صورت بنائی ہے اور اپنے رحم و کرم سے تم کو زمین پر بھیجا ہے۔ اے عیسیٰ جس طرح ایک منہ میں دو زبان ایک سینہ میں دو دل ممکن نہیں اُسی طرح ایک دل میں دو محبت اور دو خیال نہیں ہو سکتے لہذا میرے غیر کی محبت دل سے نکال دو اور اپنے

موسک اور مستحقین نجات

جہنم ہر بد مزاج و غرور و ناز کرنے والے کے لئے ہے۔

اپنے اعمال کو میرے لئے خالص قرار دو۔ اے عیسیٰ دوسروں کو مت بیدار کرو جبکہ تم خود خواب غفلت میں پڑے رہو اور دوسروں کو لہو و لعب سے نصیحت مت کرو جبکہ تم خود اُس میں مشغول ہو اور اپنے نفس کو ہلاک کرنے والی دنیاوی خواہشوں سے باز رکھو جس طرح کہ بچہ کو دودھ سے روک دیتے ہیں۔ ہر خواہش و غرض جو تم کو مجھ سے دور کرنے والی ہو اُس سے تم خود دور رہو کیونکہ تم تو میرے رسول اور امین ہونے کی منزلت رکھتے ہو لہذا مجھ سے دُرتے رہو کیونکہ جس کا قرب میرے نزدیک زیادہ ہوتا ہے وہ بہت زیادہ دُرتا ہے اور جس وقت تم میری عبادت کرو چاہیے کہ تمہارا نفس شکستہ و ذلیل ہو اور جب لوگوں کو میری یاد دلاؤ تو تمہارے دل میں خشوع ہو اور جب لوگ سو رہے ہوں تو تم کو بیدار رہنا چاہئے۔ اے عیسیٰ تم کو یہ میری نصیحت و موعظہ ہے لہذا قبول کرو مجھ ہی سے مانگو کیونکہ میں ہی تمام عالموں کا پالنے والا ہوں۔ اے عیسیٰ جب میرا بندہ میری رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (بلا و مصیبت پر) صبر کرتا ہے تو میں اُس کے قریب ہوتا ہوں اور اس کا ثواب میرے ذمہ ہوتا ہے جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اپنے نافرمانوں سے اُس کا بدلہ لینے کے لئے کافی ہوں ظلم کرنے والے مجھ سے کہاں بھاگ سکتے ہیں۔ اے عیسیٰ سجدہ اچھی طرح کرو جہاں بھی رہو ہو شکاری و سمجھاری کے ساتھ رہو اور مجھ سے علم طلب کرتے رہو۔ اے عیسیٰ نیکیاں اور اچھے اعمال میرے پاس بھیجو تاکہ میں اُن کو تمہارے لئے محفوظ رکھوں اور میری وحی اور نصیحتیں مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو (ان پر عمل کرو) کیونکہ اُن میں دلوں کے لئے شفا ہے۔ اے عیسیٰ اگر فریب کرتے ہو تو میری تدبیروں سے دُرتے رہو۔ اور جب تنہائی میں تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو میری یاد فراموش نہ کرنا۔ اے عیسیٰ ہمیشہ اپنے نفس کے حساب میں مشغول رہو کیونکہ تمہاری بازگشت میری جانب ہے تاکہ تم کو میری جانب سے عمل کرنے والوں کا ثواب حاصل ہو کیونکہ میں اُن کے اجر کو زیادہ کر کے عطا کرتا ہوں اور میں تو سب سے بہتر اجر دینے والا ہوں۔ اے عیسیٰ میں نے تم کو اپنے کلام سے بغیر باپ کے مریم سے پیدا کیا۔ جبریل امین نے میرے حکم سے وہ رُوح جس کو میں نے برگزیدہ کیا تھا مریم (کے شکم) میں پھونکی تو تم پیدا ہوئے اور زمین پر چلتے پھرتے

دوسرے کو نصیحت اپنی لطیفیت مت کرو

اپنے نفس کا حساب کرتے رہو۔

ہو یہ چند مصلحتوں کے پیش نظر تھا جو میرے علم قدیم میں ہمیشہ سے موجود تھا۔ اے عیسیٰ زکریا تمہارے باپ کے برابر ہیں وہ تمہاری ماں کی حفاظت کرتے تھے وہ جب ان کے پاس محراب عبادت میں جاتے تھے تو بہشت کی روزی دیکھتے تھے اور یحییٰ میری تمام مخلوق میں تمہاری نظیر ہیں میں نے انہیں اُن کی ماں کو پیرا نہ سالی میں عطا کیا جبکہ اُن کے شوہر میں بچہ پیدا کرنے کی قوت باقی نہ رہی تھی میں نے چاہا کہ اُن کے لئے میری قدرت و بادشاہی ظاہر ہو اور تمہاری ذات میں میری توانائی و قدرت ثابت ہو کیونکہ میں جس چیز کو جس طرح چاہتا ہوں پیدا کر سکتا ہوں۔ یاد رکھو کہ تمہارے نزدیک محبوب ترین شخص وہ ہونا چاہیے جو میری اطاعت و فرمانبرداری زیادہ کرے اور مجھ سے زیادہ ڈرتا رہے۔ اے عیسیٰ بیدار رہو اور میری رحمت سے ناامید نہ ہو اور میری تسبیح کرتے رہو ان لوگوں کے ساتھ جو تسبیح کرتے ہیں۔ اور میرے پاک ناموں سے میری پاکی (بے نیازی) بیان کرتے رہو۔ اے عیسیٰ میرے بندے میرا کیونکہ انکار کرتے ہیں حالانکہ سب کے سب میرے اختیار میں ہیں اور میری زمین میں گھومتے پھرتے ہیں اور میری نعمتوں سے بخبر ہیں اور میرے دشمنوں کے ساتھ دوستی کرتے ہیں اور کفار یو نہی ہلاک ہوتے ہیں۔ اے عیسیٰ بے شبہ دنیا ایک بدبودار قید خانہ ہے اور لوگوں کے لئے اس قید خانہ کی چند چیزوں سے زینت دی گئی ہے جن کے لئے جبار و سرکش لوگ ایک دوسرے کو مار ڈالتے ہیں۔ ہر وقت دنیا سے علیحدہ رہو کیونکہ اس کی نعمت زائل ہونے والی ہے اور نعمتیں بھی اُس میں بہت کم ہیں۔ اے عیسیٰ مجھے یاد کرو جبکہ (شب کو) آرام کے لئے تیار ہو اُس وقت بھی تم مجھ کو اپنے قریب پاؤ گے اور مجھ کو پکارو ایسی حالت میں کہ مجھے دوست رکھتے ہو کیونکہ میں سب سننے والوں سے بہتر سننے والا ہوں اور دعا کر نیوالوں کی دعائیں قبول کرنے والا ہوں۔ مجھ ہی سے ڈرو اور میرے بندوں کو میرے عذاب سے ڈراتے رہو شاید اُن برائیوں سے باز رہیں جو کرتے رہتے ہیں اور اگر ہلاک ہوں تو دیدہ و دانستہ ہلاک ہوں اے عیسیٰ درندوں سے ڈرتے ہو اور موت سے خوف کرتے ہو تو مجھ سے کیوں نہیں ڈرتے کیونکہ میں نے ہی تو ان سب کو پیدا کیا ہے۔ اے عیسیٰ بادشاہی مجھ سے مخصوص ہے۔ میں

بادشاہ حقیقی ہوں اگر میری اطاعت کرو گے میں تم کو اپنی بہشت میں داخل کروں گا اور صالحوں کی ہمسائیگی میں جگہ دوں گا۔ اے عیسیٰ اگر میں تم پر غضبناک ہوں تو تم سے کسی اور کا راضی رہنا تم کو فائدہ نہیں دے سکتا اور اگر میں تم سے خوش ہوں تو کسی کا تم سے ناراضی ہونا تم کو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اے عیسیٰ مجھ کو خلوت میں یاد کرو تاکہ میں تم کو اپنی خاص پوشیدہ رحمتوں کے ساتھ یاد کروں اور مجھ کو ظاہر بظاہر یاد کرو تاکہ میں تم کو آدمیوں کے مجمع سے بہتر ملکوت اعلیٰ کے مجمع میں یاد کروں۔ اے عیسیٰ مجھے ڈوبنے والوں کی طرح یاد کرو جس کا کوئی فریاد رس نہ ہو۔ اے عیسیٰ میری جھوٹی قسم مت کھاؤ کیونکہ میرا عرش تم پر قہر و غضب کی وجہ سے لرزے لگتا ہے۔ اے عیسیٰ دنیا کی عمر بہت تھوڑی ہے اور آرزوئیں بہت طولانی۔ اور میرے پاس اس سے بہتر مکان ہے کہ اہل دنیا جس کو بناتے ہیں۔ اے عیسیٰ بنی اسرائیل کے ظالم لوگوں سے کہہ دو کہ اُس وقت کیا کرو گے جبکہ میں تمہارے لئے وہ کتاب نکالوں گا۔ جو تمہارے پوشیدہ رازوں کو اور جو کچھ تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے سچ سچ بتا دیگی اور ظاہر کر دے گی۔ اے عیسیٰ سرکشان بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ اپنے چہروں کو دھوتے اور صاف کرتے ہو کیا مجھ سے مغرور ہوتے ہو یا مجھ پر جرات کرتے ہو دنیا والوں کے لئے عمدہ خوشبوؤں سے اپنے کو معطر کرتے ہو حالانکہ تمہارے قلوب مثل سطرے ہوئے مردوں کی طرح کندیدہ ہیں۔ اے عیسیٰ ان سے کہہ دو کہ اپنے ناخنوں کو کسب حرام سے قطع کر ڈالو اور اپنے کانوں کو کلام فحش و قبیح سننے سے بہرہ کر لو اور اپنے دلوں کو پاکیزہ بنا کر میرے سامنے آؤ کیونکہ تمہارے چہروں کی لطافت و پاکیزگی نہیں چاہتا بلکہ تمہارے دلوں کی نیکی چاہتا ہوں۔ اے عیسیٰ نیکی کرنے سے خوش ہو جو میری خوشنودی کا سبب ہے اور اپنے گناہوں پر گریہ کرو جو میرے غضب کا باعث ہیں اور جو بات اپنے لئے ناپسند کرو کہ لوگ عمل میں لائیں تو اُن باتوں کو تم بھی دوسروں کے لئے مت پسند کرو اگر کوئی تمہارے واسطے رخسار پر طمانچہ مارے تو تم اپنا بایاں رخسار بھی پیش کر دو لوگوں سے محبت کرنے سے میرا تقرب حاصل کرو جس قدر تم سے ممکن ہو اور کم عقلوں اور جاہلوں سے پرہیز کرو اور اُن سے بحث و تکرار مت کرو۔ اے عیسیٰ ان لوگوں کے ساتھ مہربانی اور

نرمی کرو جو نیک کام کرتے ہیں اور انکی نیکی میں شریک رہو اور ان کے گواہ رہو اور ظالمان بنی اسرائیل سے کہدو کہ اے بُروں کے دوستو اور برائیوں پر عمل کرنے والو اگر اپنے بُرے افعال سے باز نہ آؤ گے تو تم بندر اور سور کی شکلوں میں مسخ کر دوں گا۔ اے عیسیٰ سرکشان بنی اسرائیل سے کہدو کہ اہل علم و حکمت اور نیک کردار تو گناہوں سے دور بھاگتے ہیں اور تم اپنی بد اعمالیوں پر فخر و ناز کرتے ہو کیا میرے عذاب سے نجات و برأت کا کوئی پروانہ تمہارے ہاتھ لگ گیا ہے یا جان بوجھ کر میرے عذاب کو دعوت دیتے ہو تو میں بھی اپنی ذاتِ اقدس کی قسم کھاتا ہوں کہ تم کو ایسے عذاب سے معذب کروں گا جو آئندہ پیدا ہونے والوں کے لئے عبرت و نصیحت کی ایک مثال بن جائے۔ لہذا اے کنواری مریم کے بیٹے دنیا سے دور رہنے والے میں تم کو اپنے محبوب پیغمبروں کے سید و سردار احمد کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جو نورانی چہرے والے سرخ اونٹوں کے مالک ہیں جن کا نور دنیا کو روشن کرے گا وہ پاک نفس اور میرے لئے (دنیا والوں پر) سخت غضبناک ہوں گے۔ صاحبِ جہا بیحد کریم ہیں بے شبہ وہ تمام عالمین کے لئے رحمت اور آدم کی تمام اولاد میں قیامت کے روز میرے نزدیک رفیع المنزلت اور پیغمبروں میں سب سے زیادہ مقرب ہوں گے۔ عرب میں پیدا ہوں گے بغیر کسی سے کچھ سیکھے اور پڑھے علومِ اولین و آخرین کے ساتھ مبعوث ہوں گے میرے دین کی دنیا والوں کو تبلیغ کریں گے اور میری خوشنودی و رضا کے لئے بلاؤں اور تکلیفوں پر صبر کریں گے اور میرے دین کی حفاظت کے لئے مشرکوں سے جہاد کریں گے۔ اے عیسیٰ میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ بنی اسرائیل کو ان کے مبعوث ہونے کی خبر دیدو اور حکم دو کہ وہ سب اُس پیغمبر کی تصدیق کریں اور اُن پر ایمان لائیں اور ان کی پیروی کریں اور مدد کریں اُن کا نام محمد ہے وہ تمام دنیا کے لوگوں پر میرے رسول ہوں گے اُن کی منزلت میرے نزدیک سب سے زیادہ اور ان کی شفاعت کا قبول کرنا سب لوگوں کی شفاعت سے زیادہ مجھ پر لازم ہے۔ کیا کہنا ہے اُس پیغمبر کا اور کیا کہنا اس کی امت کا اگر لوگ اس کے دین پر مرتے وقت صحیح طور پر قائم رہیں۔ اہل زمین اُس (پیغمبر) کی مدح کریں گے اور اہل آسمان اُس کی امت

پیش کش: ادارہ اُلو ان کے لئے اسے جس نے خدا کی جانب سے رحمت عطا کی اور بنی اسرائیل کو اپنی اور ان کے برائیوں کی نصیحت کی

کے لئے استغفار کریں گے۔ وہ میری کتابوں (پہنچا مول) کا امین ہے برکت والا ہے
 بُری عادتوں اور بُرے افعال سے پاک ہے گناہوں سے معصوم ہے۔ میرے
 اگلے اور پچھلے تمام لوگوں سے بہتر ہے آخر زمانہ میں مبعوث ہوگا۔ جب وہ دنیا
 میں آجائے گا آسمان رحمت کی بارشیں زمین پر کریگا اور زمین قسم قسم کی نعمتیں
 اور آرائش کے سامان اُگل دے گی جس شے کو وہ پسند کرے گا میں اُس میں برکت
 عطا کروں گا۔ بہت سی عورتوں سے نکاح کرے گا۔ مکہ میں ساکن ہوگا۔ جس
 جگہ ابراہیمؑ نے کعبہ کی بنیاد کھڑی کی ہے۔ اے عیسیٰ اُس کا دین سہل اور آسان
 ہے اُس کا قبیلہ کعبہ ہوگا وہ میرے برگزیدہ لوگوں میں سے ہے میں اُس
 کے ساتھ ہوں۔ کیا کہنا ہے اُس کا۔ اُس کے لئے حوض کوثر اور بہترین لباس ہائے
 بہشت عدن ہیں۔ بہترین طور پر زندگی بسر کرے گا اور شہادت حاصل
 کر کے دنیا سے رحلت کرے گا۔ قیامت میں اُس کے لئے مکہ سے آفتاب
 کے طلوع ہونے کے مقام تک بہشت کی شراب ناب سے سمر مہر حوض ہوگا۔
 جس کے چاروں طرف ستاروں کی تعداد کے برابر پیالے ہوں گے اور زمین کے
 ذروں کے برابر کوزے ہوں گے اور اُس حوض کے پانی میں بہشت کے ہر قسم
 کے میوؤں اور شراب کا مزہ ہوگا۔ جو اُس سے ایک گھونٹ پی لے گا
 کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اُس کو تمہارے بعد مبعوث کروں گا تمہارے اور اُس کے
 درمیان کافی مدت کا فاصلہ ہوگا اُس کا ظاہر و باطن اور اُس کے افعال اُس
 کے اقوال کے موافق ہوں گے وہ لوگوں کو کسی بات کا حکم نہ دے گا جب تک کہ
 خود اُس پر عمل کر کے نہ دکھا دے اُس کا دین دشواری و آسانی میں جہاد کرنا
 ہوگا شہروں کے لوگ اُس کے مطیع ہوں گے اور بادشاہ روم اُس کے
 اور اُس کے باپ ابراہیمؑ کے دین کے سامنے سرنگوں ہو جائے گا۔ وہ کھانا
 کھانے کے وقت خدا کا نام لے گا اور جس کے پاس جائے گا پہلے اُس پر سلام
 کرے گا اور نماز پڑھے گا اُس وقت جبکہ لوگ (شب کو) خواب میں ہوں گے
 اُس پر رات و دن میں پانچ وقت کی نمازیں واجب ہوں گی جس کی ابتدا اللہ اکبر
 اور انتہا سلام پر ہوگی اور ہر نماز کے وقت لوگوں کو نماز پڑھنے کے لئے اذان
 دی جائے گی اور لوگ جماعت کے ساتھ صف بنا کر نماز پڑھیں گے جیسے کہ
 فرشتے صف میں کھڑے ہوتے ہیں اور اس (پیغمبر) کا دل نرم و خوفزدہ ہوگا۔

نظارہ کرنا کہ شہادت کا وہ نہیں لا سکتا۔ اُن کی شہادت آج کے لاکھوں کے درمیان سے واپس لائی جیسی ہر گز اہم نہیں بن سکتی۔ ۱۲ ستمبر

اس کے سینہ میں نور اور زبان پر حق ہو گا۔ وہ جہاں ہو گا حق اس کے ساتھ رہیگا وہ یتیم ہو گا تمام مخلوق میں ممتاز ہو گا۔ وہ ایک مدت اپنی قوم کے ساتھ رہے گا۔ لوگ اس کے مرتبہ کو نہ پہچانیں گے اور اس کی قدر نہ کریں گے اس کی آنکھیں جب بھی خواب میں ہوں گی تو اس کا دل بیدار رہے گا۔ لباس شفاعت اسی سے مخصوص ہے اُس کی امت کا زمانہ قیامت سے متصل ہو گا۔ جب اس کی امت اس سے بیعت کرے گی میری رحمت اُن کے ہاتھوں کے اوپر ہوگی جو اُس کی بیعت توڑے گا اپنے اوپر ظلم کرے گا۔ جو اس کی بیعت پر وفا کرے گا میں اُس کے لئے بہشت (کا وعدہ) وفا کروں گا لہذا سرکشان بنی اسرائیل کو حکم دو کہ اپنی کتابوں سے اُس کا نام محو نہ کریں اور اُسکی صفتوں میں جو میں نے اُن کی کتابوں میں نازل کی ہیں تبدیلی نہ کریں اور میرا سلام اُس تک پہنچائیں اس لئے کہ قیامت میں اُس کے لئے بہت بلند درجہ ہو گا۔ اے عیسیٰ جو امور تم کو مجھ سے قریب کرنے والے ہیں میں نے ان کا تم کو حکم دیا ہے اور جو امور مجھ سے دور کرنے والے ہیں اُن سے میں نے تم کو منع کر دیا ہے لہذا اپنے لئے جس میں بہتری سمجھو کرو۔ اے عیسیٰ بیشک دنیا (بظاہر) شیریں ہے میں نے تمہارے لئے دنیا میں یہ کام مقرر کیا ہے کہ میری اطاعت کرو اور اُس سے پرہیز کرو جس سے تم کو منع کر دیا ہے اور دنیا سے اختیار کرو جو میں نے تم کو اپنے فضل سے دے دیا ہے اور اپنے اعمال پر نظر کرو مثل گنہگار بندے کے۔ اور دوسروں کے اعمال کی طرف مت دیکھو مثل پروردگار کے۔ اور دنیا میں زاہد بن کر رہو اور اُس کی لذتوں کو ترک کرو۔ اُس کی جانب رغبت مت کرو کیونکہ وہ تمہاری ہلاکت کا سبب ہوگی۔ اے عیسیٰ غور و فکر کرو اور زمین کے اطراف میں دیکھو اور سوچو کہ ظالموں کا انجام کیا ہوا۔ اے عیسیٰ جو نصیحت میں نے تم کو کی وہ تمہاری بھلائی کے لئے ہے اور میرے تمام اقوال حق ہیں۔ اور میں تو حق ظاہر کرنے والا خدا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ اگر تنبیہ نہ کر دینے کے بعد بھی تم میری نافرمانی کرو گے تو تمہارا کوئی معین مددگار اور میرے عذاب سے بچانے والا نہ ہو گا۔ اے عیسیٰ اپنے دل کو میرے خوف سے ذلیل رکھو اور دنیا میں اُس کے حال پر نگاہ کیا کرو جو تم سے پست ہو اور میرا شکریہ جلاؤ۔ دنیا میں اُس کی حالت کو مت دیکھو جو دنیوی لحاظ سے تم سے بلند ہو یا درکھو

کہ ہر خطا اور گناہ کا سر دنیا کی محبت ہے لہذا دنیا کو دوست مت رکھو اس لئے کہ میں دنیا کو پسند نہیں کرتا۔ اے عیسیٰ اپنا دل میری یاد سے خوش رکھو اور تنہائی میں مجھے بہت یاد کیا کرو۔ سمجھ لو کہ میں تو بہ و زاری کو بہت دوست رکھتا ہوں جو میری بارگاہ میں تم کرتے ہو۔ چاہیے کہ مجھ سے مناجات کرتے وقت زندہ دل رہو مردہ دل مت ہونا۔ اے عیسیٰ میری عبادت میں کسی کو شریک مت کرو اور میرے غضب سے ڈرتے رہو اور دنیا میں اپنے جسم کی صحت و طاقت پر مغرور مت ہو۔ اور اپنے کو دنیا میں لوگوں کا محل قرار مت دو کیونکہ دنیا سایہ کے مانند ہے جو بہت جلد محو ہو جاتا ہے اور جو (سایہ) آ رہا ہے وہ بھی اسی کے مثل ہے جو گزر گیا جس کا کوئی اثر باقی نہیں۔ دو ہاتھ (سایہ اگر) رہ گیا ہے تو وہ اسی طرح ختم ہو جائیگا لہذا اعمال صالحہ میں حتی الامکان کوشش کرو اور جہاں رہو حق کے ساتھ رہو چاہے تمہیں لوگ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں یا آگ میں جلا دیں غرض کہ مجھے پہچاننے کے بعد کافر مت ہونا اور جاہل مت بننا۔ اے عیسیٰ میری بارگاہ میں گریہ و زاری کرتے رہو اور دل کو مجھ سے خائف رکھو اے عیسیٰ سختی و بلا کے وقت مجھ سے فریاد کرو کیونکہ میں صاحبان بلا کی فریاد کو پہنچتا ہوں اور مصیبت زدوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں اور میں سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔

بند موقی حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل دنیا کی چیزوں میں سے جو کچھ ضائع ہو جائے اس پر افسوس مت کرو جبکہ تمہارا دین سلامت ہو جس طرح اہل دنیا رنج و افسوس نہیں کرتے جبکہ ان کا دین ضائع ہو جاتا ہے اور ان کی دنیا سلامت رہتی ہے۔

۱۔ دنیا کی محبت کو تمام گناہوں کا سر قرار دیا۔ جسم میں سر ہی وہ حصہ ہے جس کو اگر قطع کر دیا جائے تو زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ لہذا جب دنیا کی محبت جو بمنزلہ سر کے قرار دی گئی ہے قطع کر دی جائے تو گناہ ہو ہی نہیں سکتے۔ یا سر یکسر اول یعنی راز اگر لیا جائے تو یہ معنی ہوئے کہ تمام گناہوں کا راز دنیا کی محبت ہے اگر یہ راز انسان سمجھ لے تو پھر اس سے پرہیز کرے گا۔ مترجم

۲۔ زندہ دل رہنے سے یہ مراد کہ مجھ سے دعا و مناجات کرتے وقت تمہارا دل بھی میری طرف متوجہ رہے یہ نہ ہو کہ زبان پر دعا ہے اور دل کا کسی اور طرف رجوع ہے یہ مردہ دل کی نشانی ہے۔ مترجم

دنیا کی مثال سایہ کی طرح ہے۔

دنوی دنیا ضائع ہونے پر افسوس مت کرو۔

معتبر کتابوں میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ خوشحال اُن لوگوں کا جو ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں وہ قیامت کے روز خدا کی رحمت سے مستفیض ہیں۔ کیا کہنا ہے ان کا جو لوگوں کی اصلاح کرتے ہیں وہ روز قیامت مقربانِ درگاہِ مجبور سے ہوں گے۔ خوشحال اُن لوگوں کا جو اپنے دلوں کو اخلاقِ ذمیتہ سے پاک رکھتے ہیں۔ وہ لوگ روز قیامت میری رحمتِ خاص کے سزاوار ہوں گے۔ خوشحال اُنکا جو دنیا میں تواضع و انکساری کے ساتھ گزارتے ہیں وہ روز قیامت تختِ ہائے بادشاہی پر ہوں گے۔ خوشحال مسکینوں اور فقیروں کا اُن کے لئے آسمانی ملک و سلطنت ہے۔ خوشحال اُن کا جو دنیا میں رنج و اندوہ سے بسر کرتے ہیں۔ ان کے لئے عیش و مسرت ہے قیامت کے روز۔ خوشحال اُن کا جو دنیا میں بھوکے اور پیاسے گزارتے ہیں۔ محض خشوع کے سبب وہ قیامت میں بہشت کی شراب پیئیں گے۔ خوشحال اُن کا جو باوجود بے خطا ہونے کے لوگوں کی گالیاں کھاتے ہیں۔ اور صبر کرتے ہیں اُن کے لئے آسمانی سلطنت ہے۔ کیا کہنا ہے تمہارا اگر لوگ تم سے حسد کرتے ہیں اور تم کو گالیاں دیتے ہیں اور ہر ناسزا بات تمہارے حق میں کہتے ہیں تو تم خوش ہو کہ اس سبب سے تمہارا اجر آخرت میں بہت زیادہ ہوگا۔

حضرت عیسیٰ نے فرمایا اے بدکار بندو لوگوں کو صرف اپنے گمان پر ملامت کرتے ہو اور ملامت نہیں کرتے اپنی ذات کی اُن برائیوں پر جن کا تم کو یقین ہے۔ اے دنیا کے بندو! اپنے سروں کے بال ترشواتے ہو اپنے لباس چھوٹے کرنے ہو اور (لوگوں کے) سروں کو نیچا کرتے ہو مگر اپنے دلوں سے کینہ اور صفاتِ ذمیتہ دور نہیں کرتے۔ اے دنیا کے بندو تمہاری مثال آراستہ قبر کی سی ہے جس کے باہر دیکھنے والوں کے لئے بڑی آرائش و زینت ہے اور اُس کے اندر گناہ سے آلودہ بوسیدہ ہڈیاں ہیں۔ اے دنیا کے بندو تمہاری مثال اُس چراغ کی سی ہے جو لوگوں کے لئے روشنی دیتا ہے اور اپنے کو جلاتا ہے۔ اے بنی اسرائیل علماء کی مجلس میں اپنے کو پہنچاؤ اور وہاں دوزانو (ادب سے) بیٹھو اس لئے کہ خدا مردہ دلوں کو نورِ حکمت سے زندہ کرتا ہے جس طرح مردہ زمین کو بارش کے قطروں سے زندہ کرتا ہے۔ اے بنی اسرائیل کم بولنا بہت بڑی

۱۰ حکمت سے مراد علم و دانائی۔

دانائی ہے لہذا خاموشی تم کو سزاوار ہو جو بہترین راحت ہے اور گناہوں کے زائل اور سبک ہونے کا سبب ہے تو علم کے قلعہ کو مضبوط کرو اس کا قلعہ خاموشی ہے بیشک خلاقی عالم بہت ہنسنے کو جو بے موقع ہو اور بلا ضرورت گھومنے پھرنے کو بہت دشمن رکھتا ہے اور خدا دوست رکھتا ہے اس حاکم اور پیشوا کو جو چرواہے کے مانند رعایا سے غافل نہیں ہوتا لہذا خدا سے پوشیدہ طور پر شرم کرو جس طرح لوگوں سے ظاہر بظاہر شرم کرتے ہو کیونکہ کلمہ حکمت مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے لہذا تم کو اس کے حاصل کرنے میں کوشش کرنی چاہیے قبل اس کے وہ اوپر (اٹھالی) جائے اور تمہارے درمیان سے برطرف ہو جائے اور اس کا اوپر چلا جانا یہ ہے کہ خدا کی حکمت (اور مواعظ) بیان کرنے والے نہ رہیں۔ اے صاحب علم علم والوں کی ان کے علم کے سبب تعظیم کرو اور ان سے لڑائی جھگڑا ترک کرو اور نادانوں اور جاہلوں کو ان کی جہالت کے سبب سے چھٹا اور حقیقت سمجھ ان کو اپنے پاس سے دور مت کر بلکہ ان کو اپنے قریب بلا اور علم سکھا۔ اے صاحب علم ہر وہ نعمت جس کے شکر سے تو عاجز رہے اس گناہ کے مانند ہے جس کو تو نے گرفت کر لیا اور ہر وہ معصیت جس کے توبہ سے تو عاجز رہے اس سزا اور عذاب کے برابر ہے جس میں تو مبتلا ہو گیا۔ (یعنی نعمت کے شکر سے عاجز ہونے کا خیال ہی عین شکر اور گناہ کو بہت عظیم سمجھ لینا ہی اصل توبہ ہے) اے صاحب علم کتنی ایسی بلائیں اور مصیبتیں ہیں جن کو تو نہیں جانتا کہ کس وقت تجھ پر آئیں لہذا قبل اس کے کہ وہ تجھ پر آئیں تو ان کے لئے تیار رہ۔

پھر منقول ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کا اپنے برادر مومن کے پاس ایسی حالت میں گذر ہو کہ اس کی شرمگاہیں کھلی ہوں (بیماری کی مجبوری یا نیند کی غفلت میں) تو کیا وہ اور زیادہ کھول دیکھا یا پٹا اس پر ڈال کر پوشیدہ کر دیکھا اصحاب نے عرض کی بلکہ اس پر پردہ ڈال دیکھا اور چھپا دیکھا حضرت عیسیٰ نے فرمایا (ایسا تو نہیں ہے) بلکہ تم تو اور ظاہر کرتے ہو اور اس کے کپڑوں کو ہٹا کر اس کی شرمگاہ اور کھولنے ہو۔ اصحاب نے کہا اے روح اللہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں فرمایا کیا اپنے برادر مومن کے عیب کو معلوم کر کے اس کو عام طور پر ظاہر نہیں کرتے اور اس کو

حضرت عیسیٰ کے موعظ

نبی سے پہنچ کر بہترین مثال

عہ غائب اصل کتاب میں مشاومت کچھ رہا جو کاب اور صبح سے نظر انداز ہو گیا ہے لہذا میں نے ہمارے کوشاں سمجھنے والے اس کا ترجمہ بھی کیا ہے کیونکہ خدا کسی کو حقیر سمجھے گا ہرگز علم نہیں دے سکتا۔ یہ اس کے رحم و کرم اور بندہ نوازی سے بعید ہے۔ (مترجم)

صورت عیسیٰ کے حوالہ

رسوا نہیں کرتے ہو۔ اس لئے کہہ رہا ہوں۔ حق تو یہ ہے کہ میں تم کو علم سکھاتا ہوں تاکہ تم خود اُس پر عمل کرو اور دوسروں کو تعلیم دو اس لئے نہیں کہ وہ تمہارے غرور و نخوت کا سبب بن جائے اور تم اپنے کو بڑا سمجھنے لگو یا دیکھو کہ ثواب آخرت جو تم چاہتے ہو نہیں حاصل ہو سکتا جب تک دنیا کے شہسے و شکوک ترک نہ کرو گے اور درجات عالیہ پر فتح نہیں پاسکتے جن کی تم آرزو کرتے ہو جب تک سختیوں اور تکلیفوں پر صبر نہ کرو گے ہرگز ہرگز ناجائز طور پر نگاہ نہ کرو کیونکہ وہ دل میں بری خواہش کا بیج بوتا ہے اور یہی اُس کے فساد برپا کرنے کیلئے کافی ہے۔ خوشحال اس کا جس کا دیکھنا دل کی آنکھوں سے ہو نہ کہ سر کی آنکھوں سے۔ لوگوں کے عیوب کو آقاؤں کی طرح مت دیکھو بلکہ اپنے عیوب کو غلاموں کے مانند دیکھو اس لئے کہ آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں بعض گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں بعض محفوظ رہتے ہیں تو اگر مبتلا پر نظر کرو تو اُس پر رحم کرو اور خدا کا شکر بجالاؤ کہ اُس نے تم کو بدی سے محفوظ رکھا اور اگر ان کو دیکھو جو گناہوں سے بچتے ہیں تو کوشش کرو کہ انہی کے ایسے ہو جاؤ اور خدا سے طلب خیر کرتے رہو۔ اے بنی اسرائیل شرم نہیں کرتے خدا سے اگر پانی میں ایک تنکا ہوتا ہے تو تم کو اس کا پینا گوارا نہیں اور (ناجائز مال) ہاتھی کے برابر مضم کر جاتے ہو اور پروا نہیں کرتے۔ اے بنی اسرائیل خدا نے تو ریت میں تم کو حکم دیا ہے کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ نیکی کرو اور اُن کے ساتھ ویسی ہی نیکی کرو جو تمہارے ساتھ نیکی کرتے ہیں اور میں حکم دیتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں کہ اُس کے ساتھ تعلقات محبت قائم کرو جو تم سے قطع محبت کرتا ہو اور اُسے عطا کرو جو تم کو محروم رکھتا ہے اور جو تم سے بدی کرتا ہے اُس کے ساتھ احسان کرو اور جو تم کو گالی دیتا ہے اس کو سلام کرو اور جو تم سے دشمنی کرتا ہے اُس کے ساتھ انصاف کرو۔ اور جو تم پر ظلم کرتا ہے اُس کو معاف کرو جس طرح تم یہ پسند کرتے ہو کہ تم کو لوگ تمہاری غلطیوں پر معاف کر دیں۔ خدا کے عفو و کرم سے جو تمہارے ساتھ ہے عبرت حاصل کرو کیا نہیں دیکھتے ہو کہ آفتاب ہر نیک و بد پر چمکتا ہے اور اُس کی بارش ہر صالح و خطاکار پر ہوتی ہے اگر تم صرف اُسی کو دوست رکھتے ہو جو تم کو دوست رکھتا ہے اور اُسی کے ساتھ نیکی کرتے ہو جو تم سے نیکی کرتا ہے تو تم کو دوسروں پر کیا فضیلت حاصل ہو سکتی ہے وہ بہوقوف اور احمق لوگ جو کچھ علم و فضل نہیں رکھتے وہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ لیکن اگر تم خداوند عالمین کے برگزیدہ اور دوست بننا چاہتے ہو تو بدی کرنے والوں سے نیکی کرو اور جو تم پر ظلم کرے اُس سے

درگذر کر و اور سلام کرو اس کو جو تم سے منہ پھیرے۔ میری باتیں سنو اور نصیحتیں یاد رکھو اور میرے عہد کی رعایت کرو تا کہ فقیہ اور دانایں جاؤ۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمہارے دل اُس جگہ کی جانب متوجہ رہتے ہیں جہاں تم نے خزانے جمع (و دفن) کر رکھے ہیں (اور یہ فکر رہتی ہے) کہ وہ ضائع نہ ہو جائے۔ لہذا اپنے خزانے آسمان میں جمع کرو تا کہ مطمئن ہو جاؤ کہ نہ وہاں اُس میں کیڑے لگ سکتے ہیں اور نہ چور چڑا سکتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ بندہ دو خداؤں کی خدمت پر قادر نہیں ہے یقیناً دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرے گا اسی طرح تمہارے لئے محبت دنیا اور محبت خدا ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ سچ کہتا ہوں کہ بدترین انسان وہ عالم ہے جو باوجود جاننے کے دنیا کو اختیار کرتا ہے اور دوست رکھتا ہے۔ اور اس کو حاصل کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے اس میں کہ تمام لوگوں کو حیرت میں ڈالے (اور دھوکے میں رکھے) اور حصول دنیا میں کسی کی پروا نہیں کرتا۔ اندھے کو نور آفتاب کی وسعت کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے حالانکہ وہ نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح عالم کو اُس کا علم نفع نہیں بخشتا جبکہ اُس پر عمل نہ کرے پھلدار درخت کس قدر زیادہ ہیں لیکن سب کے میوے نہیں کھائے جاسکتے اور زمین کس قدر کشادہ ہے لیکن ہر جگہ بود و باش نہیں اختیار کی جاسکتی اُسی طرح بات کرنے والے بے شمار ہیں لیکن ہر بات سچی نہیں ہوتی اور بہت سی باتوں پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا لہذا اسے لوگوں کو جھوٹے عالموں سے اپنی حفاظت کرو جو موٹے جھوٹے پتھرتے ہیں اور کمزور فریب کے ساتھ مراقبہ میں جھکے رہتے ہیں اور اپنے گناہوں کو لوگوں کی نگاہوں میں مکاری و فریب کاری کے ساتھ عبادت کے مانند دکھاتے ہیں اور آدمیوں کو اپنے سامنے بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں ان کی باتیں اُن کے افعال کے خلاف ہیں۔ کیا بھول کے درختوں سے انگور حاصل ہو سکتا ہے؟ اور حنظل کے درخت سے انجیر توڑا جاسکتا ہے (ایسا ممکن نہیں تو) اسی طرح جھوٹے عالم کی گفتار (فائدہ نہیں دیتی) اور نہیں دعوت دیتی مگر گناہ کی جانب اور ایسا بھی نہیں ہے کہ جو شخص جو کچھ کہتا ہے سچ ہی کہتا ہے سچ کہتا ہوں دانہ زمین نرم میں اُگتا ہے پتھر پر نہیں اُگتا۔ اسی طرح حکمت (عقل و دانائی کی باتیں) نرم و متوافق اور عاجزی رکھنے والے دل میں جگہ کرتی اور بڑھتی ہے۔ جباروں اور سرکشوں کے دل میں جگہ نہیں کرتی۔ کیا نہیں جانتے ہو کہ جو شخص نیچی چھت میں سر اُچھا کرتا ہے اُس کا سر بچھڑ جاتا ہے اور جو جھکا رہتا ہے اور سر کو نیچے کئے رہتا ہے اُس کے نیچے بیٹھتا ہے اور اُس کے سایہ سے آرام پاتا ہے اسی طرح جو دنیا

نیکار اور بے عمل عالم سے پرہیز کرو۔

حکمت و دانائی کی باتیں نرم دل میں جگہ کرتی ہیں مگر اُگتا ہے پتھر پر نہیں اُگتا۔

کے پست گھر میں گردن کشی اور غرور کرتا ہے خدا اس کے سر کو کچل دیتا ہے اور اس کو پست و ذلیل کر دیتا ہے اور جو شخص تواضع و شکستگی کرتا ہے دنیا سے فائدہ اٹھاتا ہے اور خدا اس کو بلند کرتا ہے۔ سمجھ رکھو کہ ہر مشک میں شہد تازہ و بہتر نہیں رہتا بلکہ جو مشک کہ پھٹی ہوئی خشک اور متعفن (بدبودار) اور خراب نہیں ہوتی وہی شہد کو پاکیزہ و بہتر رکھ سکتی ہے اور اس کی حفاظت کر سکتی ہے اسی طرح قلوب حکمتوں اور معرفت والی باتوں کے ظروف ہیں اگر دنیا کی لذتیں اور خواہشیں اس میں سوراخ نہ کریں اور طبع دنیا اس کو گندہ نہ کرے اور نمستیں اور لذتیں اس کو خشک نہ کر دیں تو ایسے دلوں میں حکمت محفوظ رہتی ہے اور خراب نہیں ہوتی۔ سچ کہتا ہوں کبھی ایک گھر میں آگ لگتی ہے تو اس سے دوسرے گھر میں اور اس سے تیسرے گھر میں اسی طرح بہتیرے گھروں میں لگ جاتی ہے اور جلا دیتی ہے لیکن اگر پہلے ہی گھر کو توڑ چھوڑ دیں اس حد تک کہ آگ کا اثر آگے نہ جاسکے تو دوسرے گھر اس کے نقصان سے محفوظ رہ سکتے ہیں اسی طرح ظلم آگ کے مانند ہے اگر ظالم کو لوگ ابتدا ہی میں روک دیں اور اس کے ہاتھ کو قطع کر دیں تو دوسرا ظالم نہیں پیدا ہو سکتا کہ ظلم میں اس کی پیروی کرے جس طرح آگ اگر پہلے گھر میں لگ پڑے اور تختے وغیرہ نہ پائے کہ جلانے تو دوسرے گھر میں اثر نہیں کر سکتی۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ سانپ اس کے برابر مومن کی طرف جا رہا ہے کہ اس کو کاٹے اور وہ اس کو آگاہ نہ کرے اور سانپ اس مومن کو کاٹ لے تو وہ مطمئن نہ رہے کہ وہ اس کے خون میں شریک نہیں ہوا ہے۔ اسی طرح جو شخص کسی برابر مومن کو دیکھے کہ وہ گناہ کر رہا ہے اور اس کو آگاہ نہ کرے تو اس بات سے ایمن نہ ہو جائے کہ وہ اس کے گناہ میں شریک نہیں ہوا اور جو شخص اس بات پر قادر ہو کہ کسی ظالم کو ظلم کرنے سے روک دے اور نہ روکے تو ایسا ہے جیسے خود اس نے ظلم کیا اور ظالم اپنے ظلم سے کیوں باز رہ سکتا ہے جبکہ اس کو اطینان ہے کہ تمہارے درمیان کوئی اس کو ملامت اور سرزنش کرنے والا نہیں اور کوئی اس کا ہاتھ ستم کرنے سے پکڑنے والا نہیں تو وہ اپنے ہاتھ کو روکے کیوں پھر ظلم کرنے والے اپنے ظلم و ستم پر مغر و کیوں نہ ہوں۔ کیا اتنا ہی تمہارے لئے کافی ہے کہ کہتے رہو کہ ہم ظلم نہیں کرتے اور ظلم کرنے والوں کو ظلم کرتے ہوئے دیکھتے رہو اور منع نہ کرو اور مظلوم سے ان کے مظالم دور کرنے کی کوشش نہ کرو اگر ایسا ہی ہوتا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو تو خداوند عالم جس وقت عذاب ظالموں پر بھیجتا ہے چاہئے کہ اس سے وہ لوگ محفوظ رہیں جنہوں نے ظلم نہیں کیا ہے اور ظالموں کو ظلم سے نہیں روکا ہے حالانکہ جب خدا نے کسی گروہ پر عذاب نازل کیا ہے

ظلم سے ظالم کو منع نہ کرنے والا بھی ظالم نہیں ہو سکتا

(ظالم و غیر ظالم) دونوں گروہوں کو عذاب نے گھیر لیا۔ اسے بدکردار و اے ہو تم پر امید رکھتے ہو کہ خدائے کو قیامت کے روز کی سختیوں سے محفوظ رکھے گا حالانکہ خدا کی اطاعت کرنے میں تم لوگوں سے ڈرتے ہو اور خدا کی معصیت میں لوگوں کی اطاعت کرتے ہو اور عہد و اقرار میں اُن کے ساتھ وفا کرتے ہو ایسے چند امور میں جو خدا کے عہد و اقرار کو توڑنے والے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ اُس شخص کو قیامت کے بڑے سخت دن کے خوف سے مطمئن و محفوظ نہیں کرتا جو خدا کے بندوں کو خدا کے علاوہ خدا سمجھتے ہیں (یعنی جس طرح خدا کی خوشنودی میں کوشش کرنی چاہیئے۔ بندوں کی خوشنودی حاصل کرنے میں کوشش کرتے ہیں اور خدا کی نافرمانی کرتے ہیں) والے ہو تم پر اسے بد اعمالو! دنیا سے دنی اور لذات فانی کے حاصل کرنے کے لئے ابدی ملک بہشت کو چھوڑ بیٹھے ہو اور روز قیامت کی سختیوں کو بھولے ہوئے ہو۔ اے دنیا کے بندو! تم پر افسوس ہے کہ دنیا کی زائل ہونے والی نعمتوں اور ختم ہو جاؤ والی زندگی کے لئے اپنے خدا سے بھاگتے ہو اور اُس کے ہمیشہ باقی رہنے والے ثواب کو نہیں چاہتے۔ چہر خدا تمہاری بقا کیوں چاہے تم خدا کی ملاقات پسند نہیں کرتے (خدا بھی تم کو دیکھنا پسند نہیں کرتا) خدا تو اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے جو خدا سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اور خدا کراہت کرتا ہے اُس کی ملاقات سے جو خدا کی ملاقات سے کراہت رکھتا ہے۔ تم کیونکر دعویٰ کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ اوروں کے علاوہ تم خدا کے دوست ہو حالانکہ موت سے بھاگتے ہو اور دنیا سے لپٹے ہوئے ہو۔ مڑوہ کو کیا فائدہ دے سکتی ہے اُس کے حنوط (کافور) کی خوشبو اور کفن کی سفیدی حالانکہ خاک میں اُس کو چھپا دیتے ہیں اسی طرح دنیا کی خوشگوار سی جس نے تمہاری نگاہوں میں زینت حاصل کر لی ہے۔ تم کو فائدہ نہیں دے سکتی حالانکہ تم سب کے سب فنا ہو جاؤ گے اور مٹ جاؤ گے۔ تمہیں کیا فائدہ دے سکتی ہے بدن کی صفائی اور خوش رنگی جبکہ تمہاری بازگشت موت کی جانب ہے اور مٹی میں مل جانے والے ہو اور قبر کی تاریکی میں بسر کرنا ہے جو جس کو دلوں سے تم نے بھلا رکھا ہے۔ اے دنیا کے بندو! تمہاری مثال اس شخص جیسی ہے جو آفتاب کے سامنے چراغ جلائے حالانکہ اُس کو اس سے کچھ فائدہ نہیں اور اندھیری رات میں چراغ نہ جلائے اور اندھیرے میں گزارے حالانکہ چراغ اس کو تاریکی دور کرنے کیلئے دیا گیا ہے اسی طرح نور علم کو (جو جہالت کو دور کرنے کیلئے اس کو دیا گیا ہے) دنیا حاصل کرنے میں صرف کرتے ہو حالانکہ تمہاری دنیا کی ضروریات کا مشکفل خود خدا ہے اور تمہارا علم اُس میں فائدہ نہیں دے

بچہ عالم کی خدمت۔

سکتا۔ نور علم کو تم حصول آخرت میں صرف نہیں کرتے حالانکہ اسی لئے تم کو علم دیا گیا ہے۔ اور بغیر نور علم راہ آخرت طے نہیں ہو سکتی۔ کہتے رہتے ہو کہ آخرت حق ہے اور ہمیشہ دنیا میں مشغول رہتے ہو۔ کہتے رہتے ہو کہ موت حق ہے مگر موت سے بھاگتے رہتے ہو۔ کہتے اور سمجھتے ہو کہ خدا (ہر عمل کو) دیکھتا ہے اور جانتا ہے لیکن ڈرتے نہیں کہ وہ تمہارے اعمال بد کو گھیرے ہوئے ہے تو پھر تمہاری (مومنیت) کی تصدیق کوئی کیونکر کر سکتا ہے جو تمہارے ان اقوال کو سنتا ہے اور وہ بد اعمالیاں تم سے دیکھتا ہے بیشک جو (بغیر جانے ہوئے) بغیر علم کے جھوٹ بولتا ہے زیادہ معذور ہے بہ نسبت اس کے جو علم رکھتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے اگرچہ کوئی جھوٹ قابل معافی نہیں۔ تم سے سچ کہتا ہوں جب تم چہار پایہ پر سواری نہ کرو گے اور اُس پر ریاضت اور محنت نہ کرو گے تو وہ بیکار ہو جائے گا اور اُس کی خلقت متغیر ہو جائے گی اسی طرح دل کو اگر موت کی یاد سے نرم نہ کرو گے اور عبادت کی محنت سے اُسے ہموار نہ کرو گے۔ تو وہ سخت اور سرکش ہو جائے گا۔ اندھیرے مکان کو وہ چراغ کیا فائدہ دے سکتا ہے جو اُس کی چھت پر جلایا جائے اور گھر کا اندرونی حصہ اندھیرا اور وحشت انگیز ہو اسی طرح نور علم تم کو فائدہ نہیں دے سکتا جو تمہاری زبانوں سے تو باہر نکلتا ہے اور تمہارے قلوب اُس سے خالی اور بے بہرہ ہوں لہذا بہت جلد اپنے گھروں میں چراغ جلاؤ اور اپنے سخت اور تاریک دل کو نور علم و حکمت سے روشن کرو قبل اس کے کہ گناہوں کا رنگ اُس پر بیٹھے اور وہ پتھر سے زیادہ سخت ہو جائے۔ کیونکہ وہ بارہائے گراں کے اٹھانے کی تاب لا سکتا ہے جو لوگوں سے اُس کے اٹھانے میں مدد چاہتا ہو۔ کیونکہ اُس کے گناہ ہلکے ہو سکتے ہیں جو خدا سے معافی نہ مانگے کیونکہ اُس کے کپڑے صاف ہو سکتے ہیں جو پہنے رہے اور کبھی نہ دھوئے۔ اسی طرح کیونکہ پاک ہو سکتا ہے گناہوں سے وہ شخص جو نیکیوں کے ذریعہ اپنے گناہوں کو نہ مٹائے اور کیونکہ ڈوبنے سے وہ شخص نجات پاسکتا ہے جو دریا کو بغیر کشتی پار کرنا چاہے یا کیونکہ نجات پاسکتا ہے وہ شخص دنیا کے فتنوں سے جو عبادت الہی میں سعی و اہتمام کے ذریعہ اُس کا علاج نہ کرے۔ اور کیونکہ بغیر کسی راہبر کے مسافر منزل پر پہنچ سکتا ہے۔ اسی طرح بہشت میں کون جاسکتا ہے جو اپنے دین کے مسائل کو نہ جانے اور کیونکہ خوشنودی خدا وہ حاصل کر سکتا ہے جو اس کی فرمانبرداری نہ کرے کیونکہ اپنے چہرے کے عیبوں کو دیکھ سکتا ہے وہ شخص جو آئینہ نہ دیکھے اسی طرح کیونکہ

کامل کر سکتا ہے اپنے دوست اور محب کی دوستی کو وہ شخص جو اپنی چیزوں میں سے اس کو نہ دے۔ سچ کہتا ہوں جس طرح دریا کا کچھ نقصان نہیں ہوتا اگر اُس میں کوئی کشتی ڈوب جائے۔ اسی طرح تمہارے گناہوں سے خدا کی بزرگی و بزرگی میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی اور نہ تمہاری نافرمانیاں اس کو کچھ نقصان پہنچا سکتی ہیں بلکہ خود تم کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ جس طرح آفتاب کی روشنی لوگوں کی زیادتی سے جو اُس میں گھومتے اور اُس سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں کم نہیں ہوتی بلکہ سب کے سب اُس کی روشنی میں زندگی بسر کرتے اور اُس سے نفع حاصل کرتے ہیں اور اُس کا نور گھٹتا نہیں۔ اُسی طرح بے انتہار روزی جو وہ تم کو دیتا ہے جس سے تمہاری زندگی بسر ہوتی ہے اور تم عیش کرتے ہو کم نہیں ہوتی۔ لہذا جو شخص شکرت کرتا ہے خدا اس کی نعمتیں زیادہ کرتا ہے اور وہ جزا دینے والا اور دانا ہے۔ وائے ہو تم پر اے مزدوروں! بڑی مزدوری کو پورا کر کے دم لیتے ہو اور اپنے پروردگار کی دی ہوئی روزی کھاتے ہو اُس کے عطا کئے ہوئے کپڑے پہنتے ہو اس کی زمین میں مکانات بنا کر رہتے ہو اور جو عمل اُس خداوندِ جلیل نے تم کو بتایا ہے اس کو ضائع کرتے ہو عنقریب وہ تم سے عمل طلب کرے گا جن کو تم خراب و برباد کر چکے ہو پھر تم پر وہ عذاب نازل کرے گا جو تمہاری ذلت و رسوائی کا باعث ہو گا اور حکم فرمایا گیا کہ تمہاری گردنیں جڑ سے کاٹ ڈالی جائیں اور تمہارے ہاتھ بند سے جدا کر دیئے جائیں اور تمہارے جسم راستوں میں پڑے رہیں تاکہ تمہاری حالت سے پرہیزگار لوگ نصیحت حاصل کریں اور تم ظالموں کے لئے عبرت کا سبب بنو۔ وائے ہو تم پر اے بدکردار عالمو! اپنے دلوں میں یہ مت جاگزیں کر لو کہ خدا نے تمہاری موت میں اس لئے تاخیر کر رکھی ہے کہ تمہارے واسطے کبھی موت بھیجے ہی گا نہیں۔ بہت جلد تم کو موت آئے گی اور تم کو تمہارے مکانوں سے نکال لے جائے گی لہذا آج ہی (اسی وقت) خدا کی دعوت کو اپنے کانوں میں جگہ دو اور اسی روز سے اپنی جانوں پر رونا شروع کر دو اور اسی وقت سے اپنے گناہوں پر زاری کرنے لگو اور آج ہی اپنے سفرِ آخرت کی تیاری میں مشغول ہو جاؤ اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں توبہ کرنے لگو۔ تم سے سچ کہتا ہوں جس طرح بیمار لذیذ کھانوں کو دیکھتا ہے اور اس کی جانب رغبت نہیں کرتا اگر کھا بھی لیتا ہے تو اُس کے لئے اس کا مزہ خوشگوار نہیں ہوتا اُس درد و بیماری کے سبب سے جس میں وہ مبتلا ہوتا ہے اسی طرح جس کے دل میں دنیا کی محبت کی بیماری ہوتی ہے عبادت سے لذت حاصل نہیں کر سکتا اور عبادتِ معبود کی شیرینی کو نہیں سمجھ سکتا اس لئے کہ محبتِ دنیا

بدکردار عالموں کو نصیحت

نے اس کو رنجور کر رکھا ہے جس طرح بیمار کو اس دوا کی تعریف شفا کی امید پر اچھی معلوم ہوتی ہے جو طبیب اس سے بیان کرتا ہے اور جب اس کی تلخی اور بد مزگی کا خیال آتا ہے تو (اس کے استعمال کو جی نہیں چاہتا اور پھر) شفا مکدر ہو جاتی ہے اسی طرح اہل دنیا کو اس کے حسن اور طرح طرح کی لذتوں سے مسرت حاصل ہوتی ہے اور جب اچانک موت کے آجانے کا خیال آ جاتا ہے تو ان کے عیش و آرام مکدر و بے مزہ ہو جاتے ہیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام انسان ستاروں کو دیکھتے ہیں لیکن ان سے (ہر ایک) ہدایت (صحیح راستہ) نہیں پاتا سوائے اس کے جو اس کی رفتار اور منزلوں اور حرکتوں سے واقف ہوتا ہے اسی طرح تم علوم حق اور حکمت کا درس دیتے ہو لیکن ہدایت کوئی نہیں پاتا سوائے اس کے جو اس پر عمل کرتا ہے۔ وائے ہو تم پر اے دنیا کے بندو! گندم کو خوب صاف و پاک کرتے ہو اور اس کا آرد تیار کرتے ہو تاکہ اس کی لذت حاصل کرو اور اس کا کھانا تمہارے لئے مفید و گوارا ہو اسی طرح اپنے ایمان کو ریاضت و شہ کے کوڑے کرکٹ سے پاک کر کے خالص کیوں نہیں کرتے اور اعمال صالحہ سے اس کو کامل کیوں نہیں کرتے تاکہ اس کی حلاوت تم کو حاصل ہو اور اس کا نتیجہ تم کو فائدہ بخشے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر چیڑ کا تیل جو نہایت بدبودار تیل ہوتا ہے اس کا چراغ تم کو اندھیری رات میں مل جائے تو بے شبہ تم اس کی روشنی (کو غنیمت سمجھو گے اور اس سے فائدہ اٹھاؤ گے اس وقت تک تم کو اس کے تیل کی بدبو نہ روکے گی اسی طرح سزاوار اور مناسب ہے کہ علم حق و حکمت (کی روشنی) حاصل کرو جس کے پاس بھی تم کو مل جائے یہ امر تم کو مانع نہ ہونا چاہئے کہ وہ خود اس پر عمل نہیں کرتا۔ وائے ہو تم پر اے بدکردار بندو! تم صاحبان حکمت کے مانند نہیں ہو کہ عقل سے حق سمجھو اور صاحبان تحمل کے مثل نہیں ہو کہ اپنے مسائل دین سے (خود غور و فکر کر کے) واقف ہو جاؤ اور صاحبان علم کے مانند نہیں ہو کہ علوم الہی سے دانابن جاؤ۔ نہ پرہیزگار غلاموں کی طرح ہونہ بزرگ آزادوں کے مانند جو بندگی کے سبب تعلقات نفسانی سے آزاد ہو چکے ہیں۔ بہت قریب ہے وہ وقت کہ دنیا تم کو جڑ سے اکھیڑ کر منہ کے بل گرا دے اور تمہاری ناک خاک مذلت پر رگڑ دے۔ اور تمہارے گناہ تمہارے سر کے بالوں کو پکڑ کے کھینچیں اور تمہارا علم تمہاری گردن پر ضرب لگائے یہاں تک کہ تم کو برہنہ اور اکیلے سزا و جزا دینے والے بادشاہ کے سامنے حاضر کریں اور وہ تم کو تمہاری بد اعمالیوں کی سزا دے۔ اے دنیا کے بندو! تم کو دانائی (و علم) کے سبب سے (جو تم کو دیدیا ہے) تمام خلافت پر بادشاہی

نہیں دی گئی کیونکہ تم نے اپنے علم کو پس پشت ڈال دیا اور اُس پر عمل نہیں کرتے اور دنیا کی جانب (ہمہ تن) مڑ گئے ہو اور دنیاوی اغراض کے واسطے حکم کرتے ہو اور دنیا حاصل کرنے کے لئے ارادہ کرتے ہو اور آخرت کے عوض دنیا اختیار کر رکھی ہے اور دنیا آباد کرتے ہو تاکہ دنیا والوں میں سے ایک تم بھی بن جاؤ اور خدا کا کوئی حق تمہارے اوپر (گویا) نہیں ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ آخرت کی عزت اور مرتبہ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب تک دنیا کی وہ چیز نہ ترک کرو جس کو دوست رکھتے ہو لہذا توبہ و استغفار کو کل پر مت اٹھا رکھو کیونکہ کل کے آنے میں ایک رات اور ایک دن باقی ہیں اور خدا کا حکم (موت) اول و آخر روز ہی میں بندوں تک پہنچ جاتا ہے تو کیسے سمجھ سکتے ہو کہ کل زندہ رہو گے اور توبہ کا موقع تم کو مل جائے گا۔ سچ کہتا ہوں کہ چھوٹے گناہ جن کو لوگ حقیر سمجھتے ہیں شیطان کے جال اور کندہ ہیں جو تم کو حقیر اور چھوٹا دکھاتا اور سمجھاتا ہے جس کی تم پر وا نہیں کرتے اور جب وہ اکٹھا ہو جاتے ہیں تو وہی گناہ بہت زیادہ ہو جاتے ہیں اور تم کو پست اور ہلاک کر دیتے ہیں۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ اپنی غلط تعریف اور دین کے معاملہ میں اپنے نفس کو پاک سمجھنا اور اپنی مدح کرنا تمام برائیوں کی جڑ ہیں اور دنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ آخرت کے مدارج و بزرگی میں اور دنیا کے حوادث اور بلاؤں (کے دور کرنے) میں مددگار نماز سے بہتر کوئی عمل نہیں جس پر مداومت کرو اور کوئی عمل انسان کو خدا سے نزدیک تر نہیں کرتا سوائے نماز کے۔ لہذا ہمیشہ پڑھتے رہو کیونکہ ہر عمل خیر سے جو بندہ کو خدا سے قریب کرتا ہے نماز بہتر ہے اور خدا کے نزدیک بلند تر ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ مظلوم جس نے اپنے قول و عمل سے اور دل میں اس کینہ کے سبب سے جو اپنے ظلم کرنے والے کی طرف سے رکھتا ہے۔ ظالم سے انتقام نہ لیا ہو اُس (مظلوم) کے ہر عمل کا ملکوت آسمان میں ثواب عظیم ہے۔ بتاؤ کہ تم میں سے کسی نے ایسی روشنی دیکھی ہے جس کا نام تاریکی ہو یا ایسی تاریکی دیکھی ہے جس کا نام روشنی ہو اسی طرح کسی بندہ کے واسطے ممکن نہیں کہ وہ مومن بھی ہو اور کافر بھی ہو دنیا بھی اختیار کرنے والا ہو اور دین بھی۔ کیا کسی کو تم نے دیکھا ہے کہ جو بوٹے اور گندم کاٹے یا گندم بوٹے اور جو کاٹے اسی طرح ہر بندہ آخرت میں وہی پائے گا جو دنیا میں بوٹے گا۔ اُس کو اُسی کا بدلہ ملے گا جو دنیا میں کئے ہو گا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ لوگ علم حکمت میں دو طرح کے ہیں ایک وہ جو حکمت کو اپنے قول سے مضبوط کرتے ہیں اور اپنے عمل سے ضائع کرتے ہیں

توبہ اور اعمال اہل حرکت کر کے جتنی دیر دوست کر دو۔

خود ذات کی دوست

پیشہ عمل کا کار

ظالم کے اعمال کا مظلومی۔

دوسرے وہ جو حکمت (عقل کی باتیں) اپنے اقوال سے محکم کرتے ہیں اور اپنے کردار و اعمال سے اپنے اقوال کی تصدیق کرتے ہیں ان دونوں کے درمیان کتنا زیادہ فرق ہے۔ کیا کہنا ہے علمائے باعمل کا اور کس قدر افسوس ہے علمائے گفتار (باتوں) پر۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو اپنے کھیتوں سے بیکار گھاس وغیرہ صاف نہیں کرتا اور وہ بڑھتی رہتی ہے تو آخر اس کی زراعت کو برباد کر دیتی ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنے دل سے دنیا کی محبت نہیں نکالتا اُس کی جڑیں مضبوط ہوتی جاتی ہیں۔ آخر کار اُس کے تمام دل پر چھا جاتی ہیں پھر اس کو آخرت کی محبت کا مزہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اے دنیا کے بندو! اپنے معبود کی مسجدوں کو اپنے بدنوں کا قید خانہ بنا لو اور اپنے دلوں کو تقویٰ و پرہیزگاری کا مسکن قرار دے لو اپنے دیوں کو خواہشوں کا محل و ماوے مت بناؤ۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے جو شخص بلاؤں میں فریاد و فغاں بہت کرتا ہے اُس کے دل میں دنیا کی محبت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اور جو شخص بلاؤں میں صبر زیادہ کرتا ہے وہ بڑا زاہد ہے۔ اے علمائے بدکردار تم پر وائے ہو کیا تم مردہ نہ تھے اور خدا نے تم کو زندہ کیا جب اُس نے تم کو علم و کمال کے ذریعہ زندہ کیا تو تم اُس پر عمل کرنے کے لئے مردہ ہو گئے۔ تم پر پھٹکار ہو کیا تم جاہل اور ناکارہ نہ تھے اُس نے تم کو علم عطا فرمایا (اور بزرگ بنایا) جب اُس نے تم کو علم عطا فرمایا تو تم اُسی کو بھول گئے۔ کیا تم تہذیب و ادب سے بے بہرہ نہ تھے اُس نے تم کو نیک طریقے بتائے اور جب تم آداب حسنہ سیکھ گئے پھر اپنی جہالت و حماقت کی جانب پلٹ گئے۔ تم پر افسوس ہے کیا تم گمراہ نہ تھے اُس نے تمہاری ہدایت فرمائی اور جب اُس نے تمہاری ہدایت کر دی تو پھر تم گمراہ ہو گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم اندھے نہ تھے اُس نے تم کو بینا کیا اور جب بینا ہو گئے پھر اندھے ہو گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم بہرے نہ تھے اُس نے تم کو سننے والا بنایا جب تم سننے والے ہو گئے تو پھر بہرے بن گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم گونگے نہ تھے اُس نے تم کو گویا بنایا جب تم بولنے والے ہو گئے تو حق بولنے سے پھر گونگے بن گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم نے خدا سے فتح و نصرت طلب نہیں کی۔ جب اُس نے تمہاری مدد کی تو تم اُسی سے پھر گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم لوگوں کے درمیان ذلیل نہ تھے خدا نے تم کو عزت و بلندی عطا کی۔ پھر تم خود کمزوروں پر جبر و ظلم کرنے لگے اور خدا سے بڑھ گئے اور خدا کی نافرمانی میں مشغول ہو گئے۔ وائے ہو تم پر کیا تم زمین میں ضعیف

و ناتواں نہ تھے اور ڈرتے نہ تھے اس بات سے کہ لوگ تم کو اپنا غلام بنالیں۔ خدا نے تمہاری مدد کی تم کو قوت عطا کی تو تم فخر و غرور کرنے لگے تو تم پر افسوس ہے قیامت کے روز تمہاری کیسی ذلت و خواری ہوگی۔ وائے ہو تم پر اے علمائے بد عمل کہ دہریوں کے سے اعمال کرتے ہو اور ان کے مرتبہ کی امید رکھتے ہو خدا نے بہشت کو جن کی میراث قرار دے دی ہے اور مامون و مصئون لوگوں کی طرح خدا کی عقوبت سے مطمئن ہو رہے ہو گو یا خدا کا حکم تمہاری مرضی و خواہش کے مطابق ہو گا۔ تم مرنے کے لئے دنیا میں آئے ہو۔ مکانات برباد ہونے کے لئے بناتے ہو اور جو کچھ جمع کرتے ہو اپنے وارثوں کے لئے کرتے ہو۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ (میرے بھائی) موسیٰ نے تم کو تاکید فرمائی تھی کہ خدا کی جھوٹی قسم مت کھایا کرو اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ خدا کی نہ جھوٹی قسم کھاؤ نہ سچی بلکہ جو کچھ کہو بغیر قسم کے سچ کہو۔ اے بنی اسرائیل ترک کاریاں اور جو کی روٹیاں کھاؤ میں تم کو گنہگاروں کی روٹی سے پرہیز کرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ ڈرتا ہوں کہ تم سے اس کا شکر ادا نہ ہو سکے گا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو سخن بد (کسی کے حق میں) کہو گے اس کا جواب قیامت میں (ضرور) تم کو سنا پڑے گا۔ اے بد کردارو! تم میں سے جو خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنا چاہے اور اگر اس سے کوئی بندہ مومن ناراض ہو تو چاہئے کہ پہلے وہ اس کو راضی کر لے پھر اگر قربانی کرے تاکہ اس کی قربانی مقبول ہو۔ اے بد اعمالو! اگر کوئی تمہاری چادر چھین لے تو اپنا پیرا ہن بھی اسی کو دیدو اگر کوئی شخص تمہارے رخسار پر ایک طرف طمانچہ مارے تو دوسرا رخسار بھی اس کے سامنے کر دو۔ اگر تم سے کوئی زبردستی ایک میل تک بوجھ ڈھولوائے تو اپنی خوشی سے ایک میل تک اور اس کا بوجھ پہنچا دو۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم کو تمہاری ظاہری بہتری اور صفائی کیا فائدہ دے سکتی ہے جبکہ تمہارا باطن فاسد و گندہ ہو۔ اور تمہارے جسم کو خوشبو کیا نفع بخشنے گی جبکہ تمہارے قلوب اخلاق ذمیرہ سے بد بو دار ہوں اور تم کو کیا فائدہ دے سکتی ہے جبکہ تمہارے جلدوں کی پاکیزگی جبکہ تمہارے دل گناہوں سے ملوث ہوں۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم چھپنی کے مانند مت بنو جو باریک آٹے کو تو باہر نکال دیتی ہے اور بھوسی اور تنکے اپنے گھیرے میں محفوظ رکھتی ہے اسی طرح تم نیک باتیں اور کلمات عقل و حکمت زبان سے نکالتے ہو اور کینہ اور صفات ذمیرہ اور فاسد ارادے دل میں محفوظ رکھتے ہو تم سے سچ کہتا ہوں

کہ پہلے اپنے دلوں سے برائیاں دُور کر واس کے بعد نیک اعمال بجالاؤ تاکہ تم کو فائدہ حاصل ہو۔
 کیونکہ جب خیر و شر کو یکجا جمع کرو گے خیر سے تم کو فائدہ نہیں ہو سکتا۔ تم سے سچ
 کہتا ہوں کہ جو شخص دریا میں داخل ہوتا ہے اُس کے کپڑے ضرور تر ہو جاتے ہیں۔
 خواہ کتنی ہی کوشش کرے کہ پانی سے بچائے رکھے۔ اسی طرح جو شخص دنیا سے محبت
 کرتا ہے گناہ سے اپنے کو محفوظ نہیں کر سکتا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ خوش نصیب ہیں
 وہ لوگ جو راتوں کو بستر پر لیٹ کر نہیں سوتے بلکہ اپنے پروردگار کی عبادت میں
 اُٹھ کر مشغول ہو جاتے ہیں اُن کیلئے قیامت میں نور دامنی ہوگا اس لئے کہ تاریک
 راتوں میں اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر مسجدوں میں اپنے پروردگار سے گریہ و زاری
 کے ساتھ مناجات کرتے ہیں اس امید پر کہ قیامت کی سختیوں سے نجات ملے گی۔
 تم سے سچ کہتا ہوں کہ دنیا ایک کھیت ہے جس میں لوگ شہر میں تبلیغ اور خیر و شر
 بونٹتے ہیں۔ قیامت کے روز خیر کا انجام نفع بخش ہے اور شر کا نتیجہ سوائے درد و
 تکلیف و مصیبت کے کچھ نہ ہوگا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ عقلمند لوگ جاہلوں کے حالات
 سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور جہلا اُس وقت سمجھتے ہیں جس وقت سمجھنا اور
 عبرت حاصل کرنا کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ تم سے سچ کہتا ہوں اے دنیا کے
 بندو! نہ تم دنیا کو درست رکھتے ہو نہ آخرت کو کیونکہ اگر دنیا کو چاہتے تو وہ عمل
 کرتے جس سے دنیا میں فلاح حاصل ہوتی اور اگر آخرت کو اچھا سمجھتے تو اُس شخص
 کے سے اعمال بجالاتے جو آخرت کو دوست رکھتا ہے۔ اے دنیا کے بندو! جب
 تمہارے عیوب تم کو بتائے جاتے ہیں تو تم آزرده ہونے ہو اور بُرا مانتے ہو اور جب
 وہ چند اچھائیاں تمہاری طرف منسوب کی جاتی ہیں جو حقیقت میں تمہاری ذات
 میں نہیں ہیں تو خوش ہوتے ہو یا درکھو کہ شیطانوں نے کہیں ایسا گھر نہیں بنایا
 جیسا تمہارے دلوں میں گھر کر رکھا ہے۔ سمجھ لو کہ خدا نے تم کو دنیا اس لئے دی
 ہے کہ اُس میں آخرت کے لئے عمل کرو اس لئے نہیں کہ آخرت سے تم کو بیگانہ
 کر دے اور دنیا کی نعمتیں اس لئے تم پر کھول رکھی ہیں تاکہ تم سمجھو کہ خدا نے ان
 نعمتوں کے ذریعہ اپنی عبادت پر مدد دی ہے گناہوں پر اعانت کے لئے نہیں
 بخشی ہیں۔ دنیا میں اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے مصیبت و نافرمانی کا نہیں۔ دنیا
 میں حلال (روزہ حاصل کرنے) کی تاکید فرمائی ہے حرام کی نہیں۔ اور روزہ
 کشادہ کی ہے تاکہ تم ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرو۔ عداوت و دشمنی کے لئے

نہیں۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ آخرت کا ثواب (اور نعمتیں) ہر شخص تم میں سے چاہتا ہے لیکن اُسی کو میسر ہو گا جو اُس کے لئے عمل کرے گا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ درخت اپنے عمدہ پھلوں کے سبب سے کامل ہوتا ہے اُسی طرح دین حرام امور کے ترک کرنے سے کامل ہوتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ دانہ نہیں اُگتا مگر پانی اور مٹی کے ساتھ۔ اُسی طرح ایمان نہیں قائم رہتا مگر علم و عمل کے ساتھ۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اسی طرح محل و برداشت آتش غضب کو مٹا دیتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ آگ اور پانی ایک برتن میں جمع نہیں ہو سکتے اُسی طرح دانائی اور زبانی انکساری ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ بارش بغیر بادل کے نہیں ہوتی اُسی طرح وہ عمل جو خوشنودی خدا کا باعث ہے بغیر دل کی طہارت کے صادر نہیں ہوتا۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ جس طرح آفتاب ہر شے کے لئے روشنی دیتا ہے۔ اُسی طرح حکمت دل کی روشنی کا باعث ہوتی ہے اور تقویٰ و پرہیزگاری حکمت کی جڑ ہے اور حق و راستی ہر شے کی درگاہ ہے اور رحمت خدا ہر حق و راستی کی درگاہ ہے اور رحمت خدا کی کنجی دعا و زاری و عمل ہے تو کیونکر بغیر کنجی کے کوئی دروازہ کھل سکتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ عقلمند آدمی وہی درخت ہوتا ہے جو پسند کرتا ہے اور اُسی گھوڑے پر سوار ہوتا ہے جسے اچھا سمجھتا ہے اسی طرح صاحب فہم مومن وہی عمل کرتا ہے جو اُس کا پروردگار پسند کرتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ تلوار کی اصلاح اور اس پر جلا صیقل سے ہوتی ہے اُسی طرح کلام حکمت دل پر صیقل کرتا ہے اور اُس کو جلا دیتا ہے اور کلام حکمت سمجھدار دل کو زندہ کرتا ہے جس طرح پانی زمین مردہ کو زندہ کرتا ہے حکمت دل دانا کے لئے نور کے مانند ہے جس کے ذریعہ سے تاریکی میں لوگوں کے درمیان راستہ چلتا ہے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ اُس شخص کو کلام حق سمجھانے سے جو نہیں سمجھتا ہے پہاڑوں سے پتھر نکال کر دوسری جگہ لے جانا زیادہ آسان ہے اور کوشش کرنا یہ کہ اُس پر کلام حق اثر کرے ایسا ہے جیسے پتھر کو پانی میں گھسنے کہ نرم ہو جائے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص قبرستان والوں کے لئے (مردوں کے واسطے) کھانا لے جائے تاکہ وہ لوگ کھائیں خوشحال اُس شخص کا جو زیادہ بات کرنے سے جس میں فائدہ نہ ہو ڈرتا ہے اس لئے کہ خدا غضبناک نہ ہو اور اُن لوگوں کے نیک اقوال کی آرزو نہیں کرتا جب تک کہ اُن کے نیک اعمال

دین ایمان کامل کے ساتھ قائم رہتا ہے۔

برخیزت کو سمجھنا پتھر کو پانی میں گھسنے اور قبرستان میں مردوں کے واسطے کھانا لے جانے کے مانند ہے۔

کو نہیں سمجھتا۔ کیا کہنا ہے اُس کا جو علماء کی تعظیم ان کے علم کی وجہ سے کرتا ہے اور اُن کے ذاتی معاملات سے غرض نہیں رکھتا اور جاہلوں کو ان کی جہالت کے سبب سے حقیر سمجھنا ہے اور اُن کی ہمنشینی پسند نہیں کرتا لیکن اُن کو اپنے پاس اس لئے بٹھاتا ہے تاکہ ان کو علم سکھائے۔ تم سے سچ کہتا ہوں اے میرے حواریو! آج تم لوگوں میں مُردوں کے درمیان زندوں کے مانند ہو تو مرنے ہو ایسی موت پر جو ایسے زندہ لوگوں کی ہوتی ہے جو خواہشات نفس کے سبب حق تعالیٰ سے دُور رہتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ خداوند کریم فرماتا ہے کہ میرا مومن بندہ اس بات سے غلگین ورنجیدہ ہوتا ہے کہ میں دنیا کو اس کی طرف سے پھیر دیتا ہوں حالانکہ میرے نزدیک اُس کا یہ حال سب سے زیادہ پسندیدہ ہے اور اس حال میں وہ مجھ سے زیادہ قریب ہوتا ہے اور وہ اُس وقت خوش ہوتا ہے جبکہ دنیا اس پر کشادہ کر دیتا ہوں حالانکہ میں اس حال کو اور ایسے لوگوں کو دشمن رکھتا ہوں اور ایسے لوگ مجھ سے بہت دُور رہتے ہیں۔

بسنہ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ نے بنی اسرائیل کے درمیان خطبہ پڑھا اور فرمایا اے بنی اسرائیل جاہلوں سے سخن حکمت مت کہو کیونکہ حکمت پر ظلم ہوگا اور جو لوگ اُس کے اہل اور سمجھنے کے لائق ہیں اُن سے کلام حکمت مت روکو ورنہ اُن پر ظلم کرو گے اور ظالم کی اُس کے ظلم پر مدد مت کرو ورنہ تمہارا فضل و شرف ضائع ہو جائے گا۔

دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ سے عرض کی کہ اے نیکوؤں کے معلم بتائیے کہ کون چیز سب سے زیادہ سخت ہے فرمایا زیادہ سخت بلکہ تمام شدائد سے بہت زیادہ شدید خدا کا غضب ہے پوچھا کس بات سے خدا کے غضب سے بچ سکتے ہیں فرمایا اس کے بندوں پر غضب نہ کرو پوچھا غضب کی ابتدا کیا ہے اور کس چیز سے پیدا ہوتا ہے فرمایا تکبر اور جبر اور لوگوں کو حقیر سمجھنے سے۔

حدیث موقوف میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ اے فرزندانِ آدم! دنیا سے خدا کی جانب بھاگو اور اپنے دلوں کو دنیا کی محبت سے خالی کرو کیونکہ دنیا تمہارے لئے مناسب نہیں اور سزاوار نہیں ہے اور نہ تم دنیا کے لائق ہو نہ تم دنیا کے لئے باقی رہو گے نہ دنیا تمہارے واسطے باقی رہے گی۔ دنیا فریب دینے والی اور مصائب میں مبتلا کرنے والی ہے۔

کلام حکمت ان کے اہل سے پتا نہ

سب سے زیادہ سخت خدا کا غضب ہے اور اس کی

اور قریب خوردہ وہ جو دنیا کے دھوکے میں آجائے اور نقصان میں وہ ہے جو دنیا سے مطمئن ہو جائے اور ہلاک وہ ہو جس نے دنیا کو دوست رکھا اور اُس کے حاصل کرنے کی خواہش کی۔ لہذا اپنے پیدا کرنے والے سے توبہ کرو اور اپنے پالنے والے کے عذاب سے پرہیز کرو اور اُس روز سے خوف کرو جس روز باپ بیٹے کا اور بیٹا باپ کا فدیہ نہیں ہو سکتا۔ تمہارے آباؤ اجداد کہاں ہیں۔ تمہاری مائیں کہاں ہیں۔ تمہارے بھائی اور بہنیں کہاں ہیں۔ تمہارے لڑکے بالے کہاں ہیں۔ کارکنانِ قضا و قدر نے ان کو آخرت کی جانب بلایا۔ انہوں نے ان کی دعوت قبول کی اور چلے گئے۔ لوگوں نے ان کو مٹی کے سپرد کر دیا۔ وہ سب مردوں کے ہمسایہ ہو گئے اور فنا ہونے والوں میں شامل ہو گئے اور دنیا سے رخصت ہو گئے اپنے دوستوں سے جدا ہو گئے اور محتاج ہو گئے سوائے اُس کے جو پہلے سے آخرت کو بھیج چکے تھے اور لاپرواہ ہو گئے اُس سے جو دنیا میں چھوڑ گئے۔ ہر چیز تم کو نصیحت کی جاتی ہے ملامت کی جاتی ہے مگر تم بھولے ہوئے ہو غفلت اور لہو و لعب میں مصروف ہو دنیا میں تمہاری مثال حیوانوں کی سی ہے۔ تمہاری کوششیں شکم پُر می اور نفس پروری میں مصروف ہیں کیا خدا سے شرم نہیں کرتے ہو جس نے تم کو پیدا کیا ہے حالانکہ اُس نے گنہگاروں کو جہنم کی آگ سے ڈرایا ہے اور تم جہنم کے عذاب کی تاب و طاقت نہیں رکھتے اور اُس نے اطاعت کرنے والوں سے اپنی بہشت اور ہمسایگی کا وعدہ فرمایا ہے لہذا خدا کے وعدہ کی جانب رغبت کرو اور اپنے تئیں اُس کی رحمت کے لائق بناؤ اپنے ساتھ انصاف کرو۔ دوسروں پر ظلم مت کرو۔ اپنے سے کمزوروں پر مہربانی کرو محتاجوں کی دستگیری کرو۔ خدا سے اپنے گناہوں سے توبہ کرو توبہ نصوح کہ پھر گناہوں کی طرف رُج نہ کرو گے۔ نیکو کار بندے بن جاؤ۔ بادشاہان جبار مت بنو اور نہ ظالموں، سرکشوں اور فرعونوں کی طرح ہو جنہوں نے اُس پروردگار سے سرکشی کی جس نے موت کے ذریعہ اُن پر قہر فرمایا جو جباروں کا جبار اور آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار اور گذشتہ اور آئندہ لوگوں کا خدا اور روز قیامت کا بادشاہ ہے جس کا عذاب شدید اور عقاب دردناک ہے۔ اُس کے عذاب سے کوئی ظالم نجات نہیں پاسکتا اور اُس کے تحت قدرت سے کوئی شے باہر نہیں نکل سکتی اور اُس کے علم سے کوئی چیز پنہاں نہیں ہو سکتی اور اُس سے کوئی امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ اُس کا علم ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔ اُس نے ہر شخص کو اپنی منزل میں جگہ

دنیا کی ملامت اور اس کی تاباں گیری۔

وے رکھی ہے یعنی یا بہشت میں یا دوزخ میں۔ اے فرزند آدم! ناتواں اُس سے کہاں بھاگتا ہے جو تاریکی شب اور روز روشن میں تجھے بلا لیتا ہے اور جس حال میں تو ہو تجھے گرفت کر لیتا ہے تو ہر آن اُس کے تحت قدرت میں ہے جس نے نصیحت کی اور جس نے نصیحت سُنی وہ دونوں رستگزار ہیں۔

منقول ہے کہ انجیل میں لکھا ہے کہ جناب عیسیٰ نے فرمایا کہ لوگو تم نے سنا جو کچھ گذرے ہوئے لوگوں سے کہا گیا کہ زنا مت کرو اور میں کہتا ہوں کہ جس شخص نے کسی عورت کو دیکھا اور اُس کے دل میں اُس عورت کی خواہش پیدا ہوئی تو گویا اُس نے اس کے ساتھ زنا کی۔ اور اگر تیری داہنی آنکھ خیانت کرے اور حرام کی جانب متوجہ ہو (کسی نامحرم کو دیکھے) تو آنکھوں کو نکال کر پھینک دے کیونکہ ایک عضو کا کم ہو جانا اُس سے بہتر ہے کہ تمام عضو جہنم میں جائے۔ تم سے سچ کہتا ہوں کہ اہتمام مت کرو کہ کیا کھائیں اور کیا پیئیں اور کیا پہنیں کیا نفس بدن سے اور بدن لباس سے بہتر نہیں لہذا اپنے جسم اور جان کو عذاب جہنم سے نجات دلاؤ۔ پرندوں کو دیکھو جو نہ کھیتی کرتے ہیں نہ فصل کاٹتے ہیں نہ روزی کا غم کھاتے ہیں تمہارا بلند شان پروردگار ان کو روزی دیتا ہے کیا تم اُن سے بہتر نہیں ہو۔ تم میں سے کون ہے جو ایک گز پٹرا اپنے جسم پر ڈال سکے لہذا اپنے پہننے کا غم کیوں کھاتے ہو جس نے تمہارے جسم کو بنایا ہے اُسی نے تمہارے لئے لباس بھی مقدر فرمایا ہے۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت مسیح نے فرمایا کہ جس کو اپنی فکر زیادہ ہوتی اُس کا جسم بیمار ہوتا ہے جس کی عادتیں اُس کے نفس (خواہشات) کے اختیار میں ہوتی ہیں وہ اُس کے لئے وبال جان ہوتی ہیں جو باتیں زیادہ کرتا ہے اُس سے خطا اور لغزش بے انتہا ہوتی ہے۔ جو جھوٹ زیادہ بولتا ہے اُس کا حسن و جمال زائل ہو جاتا ہے اور جو شخص بحث و تکرار زیادہ کرتا ہے مروت و ہمت مروانہ اُس کی مٹ جاتی ہے اور وہ عزت و وقار سے محروم ہو جاتا ہے۔

حدیث معتبر میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انجیل میں لکھا ہوا ہے کہ وہ علم مت حاصل کرو جس پر عمل نہ کرو کیونکہ جب اُس پر عمل نہیں کیا جاتا تو خدا وہ علم صاحب علم سے برطرف و زائل کر دیتا ہے۔ حضرت امام نے فرمایا کہ عیسیٰ نے ایک روز حواریوں سے فرمایا کہ دینا ایک پُل ہے جس پر سے گذر جاؤ اس پر عمارتیں تعمیر مت کرو۔

بسنده معتبر حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ عیسیٰ نے کہا زرو مال دین کا درد ہے اور عالم اس کا طبیب و معالج دین ہے جب دیکھو کہ عالم درد کو خود اپنی طرف کھینچتا ہے اس کو اپنا ہمدرد مت سمجھو اور جان لو کہ جب اس کو اپنا غم نہیں تو دوسروں کا خیر خواہ کب ہو سکتا ہے۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ عیسیٰ نے کہا کیا کہنا اُس کا جس کی خاموشی خدا کی صفحتوں میں غور و فکر کا باعث ہو اُس کی نگاہ عبرت سے دیکھنے والی ہو وہ خود اپنے گھر کا ملازم ہو اپنے گناہوں پر بہت روتا ہو اور لوگ اُس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہتے ہوں۔

بسنده معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے وحی فرمائی کہ اے عیسیٰ اپنی آنکھوں کے آنسو اور اپنے دل کا خشوع مجھے دو اور جس وقت اہل باطل ہنس رہے ہوں تم (یا د آخرت سے) محزون و مغموم رہو اور قبروں پر کھڑے ہو کر مردوں کو پکارو شاید تم کو اُن سے نصیحت حاصل ہو اور اُن سے کہو کہ میں بھی تم سے ملحق ہونے والا ہوں۔ اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے اصحاب کو موعظہ فرمایا کہ تم لوگ دنیا کے لئے عمل کرتے ہو حالانکہ اس میں روزی بغیر عمل کے تم کو ملتی ہے (یعنی ضامن روزی خود خدا ہے) اور آخرت کے لئے عمل نہیں کرتے حالانکہ وہاں بغیر عمل کے روزی نہیں مل سکتی (جو اسی دنیا میں کرنا ہو گا) وائے ہو تم پر اے علمائے بد کام نہیں کرتے اور اجرت لیتے ہو۔ بہت جلد صاحب عمل تم سے اپنے (پسندیدہ) اعمال طلب کرے گا اور بہت جلد دنیا سے اندھیری قبر میں جاوے گا۔ کیونکہ علم والا وہ شخص ہو سکتا ہے جس کی بازگشت آخرت کی جانب ہو اور وہ دنیا میں مشغول ہو اور جو امور اُس کو نقصان پہنچانے والے ہیں اُنہی کو زیادہ پسند کرتا ہے اُن امور سے جو نفع بخش ہیں۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ سے لوگوں نے پوچھا اے روح اللہ آپ کا کیا حال ہے فرمایا میں نے صبح کی ایسی حالت میں کہ میرا پیر و ردگار میرا مگران و میرے حالات سے باخبر ہے جہنم کی آگ میرے سامنے ہے اور موت میری تاک میں ہے اور جو کچھ آرزو رکھتا ہوں اس کو حاصل کرنے پر قادر نہیں ہوں اور جو باتیں میں پسند نہیں کرتا ان کے دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا لہذا کون فقیر مجھ سے زیادہ فقیر اور زیادہ بیچارہ ہو سکتا ہے۔

بسنده معتبر حضرت سرور کائناتؑ سے منقول ہے کہ خدا نے حضرت عیسیٰ کی جانب

عالم طبیب دین اور زرو مال دین کا درد ہے۔

عالم سے سوز و غم طلب ہے۔

وحی کی کہ میری بندگی میں کوشش کرو اور میری عبادت ترک مت کرو کیونکہ میں نے تم کو بغیر باپ کے پیدا کیا تاکہ تمام عالم کے لئے تم میری ایک نشانی قرار پاؤ۔ بنی اسرائیل کو آگاہ کر دو جو مجھ پر اور میرے رسول امی (پیغمبر آخر الزماں) پر ایمان لائے ہیں جس کی نسل اُس مبارک خاتون سے قائم ہوگی۔ جو تمہاری ماں (مریم) کے ساتھ ہوگی۔ کہ بہشت میں طوبی اُس کے لئے ہے جو اُس (رسول) کے زمانہ میں ہو اور اس کی باتیں سننے (اور عمل کرے) عیسیٰ نے عرض کی پالنے والے طوبی کیا ہے۔ ارشاد رب العزت ہوا کہ طوبی بہشت میں وہ درخت ہے جس کے نیچے ایک چشمہ ہے جو شخص اُس سے ایک گھونٹ پی لے کبھی پیاسا نہیں ہوتا۔ عیسیٰ نے کہا پالنے والے اُس میں سے ایک گھونٹ مجھے عطا فرما۔ ارشاد ہوا اے عیسیٰ جب تک وہ پیغمبر (آخر الزماں) نہ پی لے تمام پیغمبروں پر اُس کا پینا حرام ہے اور تمام امتوں پر داخل بہشت ہونا حرام ہے جب تک اُس پیغمبر کی امت نہ داخل ہو جائے۔

حدیث معتبرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ نے جناب جبریل سے پوچھا کہ قیامت کب برپا ہوگی تو جناب جبریل قیامت کی دہشت سے کانپنے لگے اور بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے کہا اے روح اللہ میں بھی مثل آپ کے نہیں جانتا اور قیامت کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں وہ اچانک اور بے خبر آجائے گی۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بیماروں کی دوا کی سب نے بقدرت خدا شفا پائی اور اندھے اور مہر و ص کا علاج کیا خدا کے حکم سے وہ اچھے ہو گئے اور مردوں کو میں نے خدا کی مرضی سے زندہ کیا لیکن احق کا علاج کیا اور ان کی اصلاح نہ کر سکا۔ لوگوں نے پوچھا احق کون ہے فرمایا وہ جس کو اپنی رائے پسند آتی ہے اور اپنے اعمال کو بہتر سمجھتا ہے اور اپنے کو تمام لوگوں سے زیادہ صاحب فضل و احسان جانتا ہے اور اپنے اوپر کسی کا احسان نہیں مانتا۔ اور اپنا حق تمام لوگوں پر سمجھتا ہے اور اپنے اوپر کسی کا حق لازم نہیں قرار دیتا۔ یہی وہ احق ہے کہ جس کا علاج کسی طرح مجھ سے ممکن نہ ہوا اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جناب مسیح نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اگر تم میرے دوست اور بھائی ہو تو لوگوں کی دشمنی و کینہہ اپنی نسبت قرار دو یعنی لوگوں کے ساتھ دشمنی و عناد حقیقت میں اپنی ذات کے ساتھ دشمنی سمجھو۔ ورنہ میرے بھائی نہیں ہو

فضیلت پیغمبر آخر الزماں نام پیغمبروں پر امت آخرت نام امتوں پر

قیامت کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں اور وہ پچاس سال سے ہے

احق کی تعریف یعنی وہ شخص کو دنیا کی تعریف پسند آتی ہے۔ اور اپنے اعمال کو بہتر سمجھتا ہے۔

خوشحال اس کا جو دنیا کی مرغوب چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور خدا کی نافرمانی دل میں نہیں آنے دیتا جو چیز تمہارے ہاتھ سے نکل جاتی ہے اور گذر جاتی ہے تو کس قدر دور ہو جاتی ہے اور جو نئے ملنے والی ہوتی ہے وہ کس قدر نزدیک ہوتی ہے دلوں کے ہواں پر جو دنیا پر مغرور ہو گئے ہیں جس وقت وہ امر ان پر واقع ہو گا جس کو پسند نہیں کرتے (یعنی موت آئے گی) اور وہ چیزیں ان سے جدا ہو جائیں گی جن کو وہ دوست رکھتے ہیں اور جو ان سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ان کو دیا جائے گا (اُس وقت وہ پچھتا ئیں گے) یہی رات و دن کا آنا جانا عبرت کے لئے کافی ہے۔ وائے ہوائس پر جو حصول دنیا میں ہمہ تن مشغول ہے اور اُس کے کردار گناہ و خطا سے بھرے ہوں کیسا رسوا ہو گا وہ اپنے پروردگار کے سامنے۔ لوگو خدا کی یاد اور ذکر کے سوا زیادہ منت بولا کرو جو لوگ ذکر معبود کے علاوہ بہت باتیں کیا کرتے ہیں ان کے دل سخت ہو جاتے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے۔ لوگوں کے عیوب اس طرح دیکھتے ہیں گویا ان کے خدا ہیں بلکہ اپنے نفس کی رہائی کے بارے میں غور کیا کرو کیونکہ تم خریدے ہوئے غلام ہو پہاڑ پر پانی جاری ہے گا تو وہ کب تک نرم نہ ہو گا (اسی طرح) عقل و دانائی کی باتیں زبان پر جاری رکھو گے تو تمہارے قلوب کب تک نرم نہ ہوں گے تمہاری مثال تو د فلّا کی سی ہے جو پھول کی طرح خوش رنگ ہوتا ہے لیکن جو اس کو چھپتا ہے تنہو ک دیتا ہے اگر کھا لیتا ہے تو وہ مرجاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ خدا نے جناب عیسیٰ پر وحی فرمائی کہ لوگوں کے درمیان علم و بروری میں زمین کے مانند رہو جو ان کے پیروں کے نیچے رہتی ہے (اور اُن نہیں کرتی) اور سخاوت میں اب جاری کے مانند رہو اور رحم و شفقت میں چاند و سورج کی طرح رہو جو نیک و بد ہر ایک کو روشنی دیتا ہے۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ دنیا کو اپنا خدا مت بنا لو کہ وہ تم کو اپنا بندہ سمجھنے لگے اور اپنے خزانے اس کے پاس رکھو جو ضائع نہ کرے اور وہ تمہارا پروردگار ہے (جو کسی کے خزانہ عمل کو ضائع نہیں کرتا) اور دنیا میں خزانے مت چھوڑو جو آفتوں کا گھر ہے۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا میں تمہارے واسطے دنیا کو پست کئے دیتا ہوں تم اس کو میرے بعد

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ د فلّا ایک قسم کی گھاس ہے جو بہت خوش رنگ پھول کے مانند ہوتی ہے اس کا مزہ بہت تلخ ہوتا اور وہ زہر قاتل ہوتی ہے۔

بلند اور قائم مت کرنا بے شبہ دنیا کی خرابیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اُس میں خدا کی نافرمانی کی جاتی ہے اور اُس کی دوسری خباثت یہ ہے کہ کوئی بغیر اس کو ترک کئے ہوئے آخرت کو نہیں پہنچ سکتا۔ لہذا دنیا سے گذر جاؤ اس کو آباد و معمور مت کرو اور سمجھ لو کہ ہر گناہ کی جرّ و دنیا کی محبت ہے اور بہت سی خواہشیں ایسی ہیں جس کے ساتھ ملول و طویل تکلیفیں اور رنج و اندوہ ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ میں نے تمہارے سامنے دنیا کو ڈال دیا ہے اور تم اُس کے سامنے بیٹھے ہو تم سے امور دنیا میں بادشاہوں اور عورتوں کے سوا کوئی جھگڑا نہیں کر سکتا۔ بادشاہوں سے دنیا کے بارے میں مت الجھو اور دنیا انہی کے واسطے چھوڑ دو تو وہ تم سے تعرض نہیں کریں گے لیکن عورتوں کے شر سے نماز و روزہ کے ذریعے بچتے رہو۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب عیسیٰ سے لوگوں نے کہا کہ اپنے واسطے گھر بنالیجئے فرمایا گذرے ہوئے لوگوں کا انجام ہمارے لئے کافی ہے اور ہم اُسی کو بہتر سمجھتے ہیں۔ دنیا کو دوست مت رکھو تاکہ خدا تم کو دوست رکھے۔

منقول ہے کہ خدا نے جناب عیسیٰ کو وحی فرمائی کہ جب تمہارے لئے کوئی نعمت بھیجوں تو اس کا استقبال کرو عاجزی اور فروتنی کے ساتھ تاکہ وہ نعمت تم پر پوری کر دوں۔

مروی ہے کہ جناب عیسیٰ نے فرمایا اُس شخص نے اپنی ذات کو کیا نفع پہنچایا جس نے دنیا کے لئے اپنے نفس کو فروخت کیا اور جو کچھ خرید کیا وہ دوسروں کے لئے میراث میں چھوڑ دیتا ہے اور خود ہلاک و برباد ہوتا ہے کیا کہنا ہے اُس کا جو اپنی ذات کو ہلاکت سے بچاتا ہے اور دنیا کے بدلے اختیار کرتا ہے۔ اور مال کی مذمت میں فرمایا کہ اس کی تین صورتیں ہیں یا کمانے والے نے اس کو ناجائز طور پر کمایا تو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور حلال طریقہ سے حاصل کیا اور ناجائز کاموں میں صرف کیا تب بھی عذاب میں مبتلا ہوگا اور اگر بطور حلال کمایا اور صحیح مصرف میں لایا تو وہ مال صاحب مال کو اس کے پروردگار کی عبادت میں مشغول کرتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ کا گذر ایک مکان کی طرف ہوا جس کا مالک مرچکا تھا۔ اور دوسرے لوگ اُس گھر میں بیٹھے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ افسوس اُن لوگوں پر جنہوں نے یہ مکان میراث میں چھوڑا وہ لوگ کیوں نہیں نصیحت حاصل کرتے اُن کے حال سے جو اس سے پہلے اس میں آباد تھے۔ فرماتے تھے اے مکان تو

خراب و برباد ہو جائے گا اور تیرے مکین فنا ہو جائیں گے اے نفس خدا کے لئے عمل کرتا کہ روزی تجھ کو حاصل ہوا اور اے جسم مشقت اٹھاتا کہ تجھ کو راحت ملے جناب عیسیٰ نے فرمایا اے آدم کی کمزور اولاد اپنے پروردگار کے عذاب سے پرہیز کرو اور لالچ میں گرفتار مت ہو اور دنیا میں کمزور رہو اور اپنے بدن کو محنت کی عادت ڈالو اور روزی اپنی سرکاری و بندگی کے لئے ہبیا کرو اور پریشانی کے عالم میں خدا کی حمد زیادہ کر کیونکہ گناہوں سے حفاظت کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی ہے کہ تجھے قدرت نہ ہو اُس پر جو تو چاہے۔ فرماتے تھے اے گروہ حواریان گناہ نگاروں اور خدا کے نافرمانوں سے دشمنی کر کے اپنے تئیں خدا کا دوست بناؤ اور اُن سے دور رہ کر خدا کا تقرب حاصل کرو اور اُن پر غضبناک ہو کر خدا کی خوشنودی حاصل کرو۔

بہند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب عیسیٰ کے لئے دنیا ایک نیلی آنکھ والی عورت کی شکل میں متشکل ہوئی۔ آپ نے اُس سے پوچھا تو نے کتنے شوہر کئے اُس نے کہا بیشمار آپ نے فرمایا کیا سب نے تجھ کو طلاق دے دی اُس نے کہا نہیں بلکہ میں نے سب کو مار ڈالا۔ فرمایا وائے تیرے باقی ماندہ شوہروں پر جو تیرے شوہر ان کشتہ کے حال سے عبرت نہیں حاصل کرتے۔

دوسری موثق حدیث میں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ فرماتے تھے کہ ہول قیامت کو تم نہیں جانتے کہ کب تم کو گرفت میں لے لیگا تو پھر قبل اس کے وہ اچانک آپڑے تم کو اس کے لئے تیار رہنے میں کون سا امر مانع ہے۔ اور فرمایا کہ آخرت کا توشہ بہت دشوار ہو گیا ہے لیکن دنیا کا توشہ تو جب تو اُس میں کسی چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو کوئی فاجر تجھ سے پہلے اُسے اُچک لیتا ہے لیکن آخرت کے توشہ میں تیرا کوئی مددگار نہیں ملے گا جو تیری مدد کرے۔

بہند صحیح انہی حضرت (صادقؑ) سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ کے حواری اُن کے پاس آئے اور عرض کی اے خیر کے سبق دینے والے مجھے راہ راست بتائیے۔ فرمایا کہ موسیٰؑ کلیم اللہ تم کو حکم دیتے تھے کہ خدا کی جھوٹی قسم مت کھاؤ اور میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ خدا کی قسم نہ جھوٹی کھاؤ نہ سچی۔ عرض کی اے روح اللہ اور کچھ فرمائیے۔ فرمایا کہ موسیٰؑ تم کو حکم دیتے تھے کہ زنا مت کرو اور میں تم سے کہتا ہوں کہ زنا کرنے کا کیا ذکر زنا کا خیال بھی نہ کرو کیونکہ جس دل میں زنا کا وسوسہ ہوتا ہے وہ اُس گھر کی مثال ہے جس کے نقش و نگار سنہرے ہوں اور اُس میں آگ جلائی جائے۔

اگرچہ وہ گھر نہیں جلتا لیکن دھواں تمام نقش و نگار کو خراب کر دیتا ہے۔

بہت معتبر حادثہ اعمور سے منقول ہے کہ اُس نے بیان کیا کہ میں ایک روز حضرت امیر المومنین کے ساتھ شہر حیرہ میں جا رہا تھا۔ اتفاقاً ہم ایک دبیر میں پہنچے جس میں ناقوس (سنگھ) بجایا جا رہا تھا حضرت نے فرمایا اے حادثہ تو جانتا ہے کہ یہ ناقوس کیا کہتا ہے میں نے عرض کی خدا اور رسول اور رسول کے بھائی بہتر جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا دنیا اور اس کی خرابی کی مثل بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خدا کی یکتائی کی گواہی دیتا ہوں وہ حق ہے حق ہے سچا ہے سچا ہے بیشک دنیا نے ہم کو فریب دیا اور آخرت سے بیگانہ کر دیا اور ہماری عقل ضائع کر دی اور ہم کو گمراہ کر دیا اے دنیا کی اولاد دنیا کے کاموں کو پیچھے ڈال اور ملتوی کر دے۔ اے فرزند دنیا ہر روز مصیبتوں میں تو کچلا جاتا ہے دنیا (کی دولت) جمع کرنے میں یا تم سب ایک دوسرے کو پامال کر دو گے یا تو خود بہت جلد فنا ہو جائے گا۔ اے فرزند دنیا تو مال دنیا تک جمع کرتا رہے گا۔ دنیا ایک قرن کے بعد دوسرے قرن کو فنا کرتی رہتی ہے ہماری عمر کا کوئی دن نہیں گذرتا مگر یہ کہ ارکان (جسم) میں سے ایک رکن کو کمزور و لاغر کرتا ہے۔ بے شک خانہ باقی کو ہم نے ضائع کر دیا اور خانہ فانی کو اپنا وطن بنالیا دنیا میں ہم اپنی اس تقصیر و کمی کا احساس نہیں کرتے مگر مرنے کے بعد (جس کا کچھ فائدہ نہیں) اس کے بعد امیر المومنین نے فرمایا اے حادثہ کیا نصاریٰ ناقوس کے اس کلام کو سمجھتے ہیں اگر سمجھتے تو مسیح کو خدا کا شریک نہ قرار دیتے۔ حادثہ بیان کرتے ہیں کہ میں دوسرے روز ایک نصرانی کے پاس گیا جو اُس دبیر میں رہتا تھا اور اس سے کہا کہ تجھ کو مسیح کا واسطہ اس ناقوس کو اُسی طرح بجا جس طرح پہلے بجا رہا تھا۔ اُس نے بجا نا شروع کیا اور میں نے ہر فقرہ کو اس کی آواز کے ساتھ ملانا شروع کیا جو جناب امیر نے فرمایا تھا تو ہر لفظ کو آخر تک مطابق پایا۔ اُس نصرانی نے پوچھا تم کو تمہارے پیغمبر کے حق کی قسم دیتا ہوں مجھے بتاؤ کہ کس نے یہ تم کو بتایا حادثہ نے کہا کہ جو بزرگ کل ہمارے ساتھ تھے انہوں نے (ناقوس کے اس کلام سے) مجھ کو آگاہ فرمایا اُس نے پوچھا تمہارے پیغمبر سے کوئی رشتہ ہے میں نے کہا وہ اُن کے چچا زاد بھائی ہیں پوچھا کیا انہوں نے پیغمبر سے سنا ہے؟

۱۔ قرن سو برس کی مدت یا کم سے کم تیس برس کی مدت کو کہتے ہیں۔

عمر

نقص و عیوب جناب امیر اور ان کا چچا ناقوس کے وار کی تفسیر بیان فرماتا ہے اور ایک نصیران

میں نے کہا ہاں یہ سن کر وہ نصرانی مسلمان ہو گیا اور کہا خدا کی قسم میں نے توبیت میں پڑھا ہے کہ آخری پیغمبر وہ پیغمبر ہو گا جو ناقوس کے آواز کی تفسیر کرے گا۔

فصل ششم | جناب عیسیٰ کا آسمان پر جانا اور پھر امام آخر الزمان کے زمانہ میں نازل ہونا۔ اور حضرت شمعون بن جہون الصفا کے حالات۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ لِعِيسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّىْكَ وَارْفَعُكَ اِلٰى وَّ مَطْهَرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا۔ یاد کرو وہ وقت جبکہ خداوند جلیل نے فرمایا اے عیسیٰ میں تم کو تمہاری زندگی کی دنیاوی مدت پوری کر کے اپنی جانب اٹھا لوں گا اور کافروں کے لوٹ سے پاک کر دوں گا کہ ان کے درمیان نہ رہو گے اور تم کو اُن سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ توفیٰ بمعنی مرگ اور یہ کہ خدا نے اُن کو پہلے مار ڈالا اور تین ساعت کے بعد زندہ کر دیا اور آسمان پر اٹھایا اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی موت زمین پر واپس آنے کے بعد آخر زمانہ میں واقع ہوگی۔ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اَتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰى یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ اور ان کو جنہوں نے تمہاری متابعت کی اُن لوگوں پر قیامت تک غالب کر دوں گا جنہوں نے تمہاری رسالت سے انکار کیا چنانچہ عیسیٰ یہودیوں پر ہمیشہ غالب رہے اور امت پیغمبر آخر الزمان بھی جو حضرت عیسیٰ پر ایمان رکھتی ہے یہودیوں پر ہمیشہ غالب رہی اور بادشاہی یہودیوں سے برطرف ہو گئی اور یہ بھی قرآن مجید کے معجزات میں سے ہے جس نے آئندہ کی خبر دی اور اُسی کے مطابق واقع ہو رہا ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے رَبِّکُمْ لَهُمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰی مَرْیَمَ بُهْتٰنًا عَظِیْمًا۔ اور یہودیوں کے کفر اور جناب مریم پر بہتان عظیم لگانے کے سبب سے (خدا نے اُن پر عذاب کیا) علی ابن ابراہیم نے کہا کہ یہودیوں نے حضرت مریم پر زنا کی تہمت لگائی اور شیخ طبری نے روایت کی ہے کہ حضرت کا گذر یہودیوں کے ایک گروہ کی طرف ہوا تو وہ کہنے لگے ساحر زن ساحرہ کافر زندہ۔ زنا کار اور زنا کار عورت کا بیٹا آیا۔ جب جناب عیسیٰ نے اُن لوگوں کی یہ بیہودہ باتیں سنیں بارگاہ الہی میں عرض کی خداوند! تو ہی میرا پروردگار ہے تو نے مجھے بغیر باپ کے پیدا کیا اسی سبب سے لوگ مجھے زنا زادہ کہتے ہیں خداوند! تو ان لوگوں پر لعنت کر جو مجھے اور میری ماں کو گالی دیں پس اسی وقت وہ لوگ سو رہ گئے۔ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ

عیسیٰ

سورہ آل عمران

آیت ۵۵

سورہ سبأ

عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَّوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ
اور اُن کا قول کہ ہم نے مریم کے بیٹے مسیح خدا کے رسول کو قتل کر دیا (باکلی غلط ہے)
انہوں نے نہ ان کو قتل کیا نہ سولی دی لیکن (یہ بات) اُن پر مشتبہ ہو گئی۔ شبہ کے
بارے میں اختلاف ہے ابن عباس سے مروی ہے کہ جب خدا نے ان کو (سور کی
شکل میں) مسخ فرمایا جنہوں نے حضرت کو اور آپ کی مادر گرامی کو گالی دی تھی اور یہ
خبر یہودیوں کے بادشاہ یہودا کو پہنچی کہ عیسیٰ نے اس پر بھی لعنت کی ہے تو اُس
نے یہودیوں کو جمع کیا اور اُن سب نے حضرت کے مار ڈالنے پر اتفاق کیا۔ خدا
نے حضرت عیسیٰ کی مدد کے لئے حضرت جبریل کو بھیجا۔ اُس وقت یہودی حضرت
کے گرد جمع تھے اور آپ سے سوالات کر رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا اے گروہ یہود
خدا تم کو دشمن رکھتا ہے یہ سننا تھا کہ وہ سب حضرت کے مار ڈالنے پر مستعد ہو گئے
لیکن جناب جبریل حضرت کو اُس کھڑکی پر اُٹھالے گئے جو اُس مکان میں بلندی
پر تھی اور اُسی سے نکال کر آسمان پر لے گئے۔ یہود نے اپنے ایک مصاحب
طیطانوس کو بھیجا کہ اُس کھڑکی سے اوپر جائے اور حضرت عیسیٰ کو گرفتار کر لائے
چنانچہ وہ گیا اور وہاں حضرت عیسیٰ کو نہ پایا اور خدا نے جناب عیسیٰ کی شکل میں اُس
کی صورت بدل دی کہ جو شخص اس کو دیکھتا سمجھتا تھا کہ عیسیٰ ہیں۔ وہ جب مکان سے
باہر آیا تاکہ لوگوں سے کہے کہ عیسیٰ وہاں نہیں ہیں لوگوں نے اسی کو پکڑ لیا اور
مار ڈالا اور سولی پر لٹکا دیا۔ قریب قریب یہی مضمون حضرت امام حسن عسکریؑ سے بھی
منقول ہے غرض کہ جب طیطانوس کو مار ڈالا اور اُس مکان میں کسی اور کو نہ پایا
کہنے لگے اگر جس کو ہم نے مار ڈالا وہ طیطانوس تھا تو عیسیٰ کیا ہو گئے اور اگر وہی
عیسیٰ تھے تو طیطانوس کیا ہوا اس سبب سے اُن میں اشتباہ پیدا ہو گیا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ یہودیوں کے خوف سے اپنے سترہ
ساتھیوں کے ساتھ بھاگے اور ایک گھر میں داخل ہو گئے۔ یہودیوں نے اس مکان
کو گھیر لیا اور جب وہ اُس میں داخل ہوئے تو خدا نے سب کو حضرت عیسیٰ کی شکل میں تبدیل
کر دیا یہودی کہنے لگے تم سب کے سب جادو کئے ہوئے ہو بناؤ تم میں عیسیٰ کون ہے ورنہ
تم سب کو مار ڈالیں گے حضرت عیسیٰ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم میں کون ہے جو آج
میری صورت بننا منظور کرے اور قتل ہو کر داخل بہشت ہو اُن میں سے ایک شخص سر جس
نامی نے قبول کیا اور باہر آیا کہا میں عیسیٰ ہوں تو لوگوں نے اس کو قتل کیا اور دار پر کھینچا

اور خدا نے اُسی روز عیسیٰ کو آسمان پر اٹھالیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جب عیسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے اور لوگوں کا اُن پر اختیار نہ چلا تو ایک شخص کو پکڑ کر ایک بندی پر لے گئے اور سولی دے دی اور لوگوں کو دھوکا دینے کی غرض سے کہنے لگے کہ وہی عیسیٰ ہے اور کسی کو اُس کے پاس جانے نہیں دیتے تھے۔ اس سبب سے لوگوں پر یہ بات مشتبہ ہو گئی۔ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظُّلُمِ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا جن لوگوں نے عیسیٰ کے بارے میں اختلاف کیا۔ یقیناً وہ شک میں گرفتار ہیں ان کو عیسیٰ کے بارے میں قطعی کوئی علم نہیں ہے وہ اٹکل پیچھے باتیں کرتے ہیں۔ انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور خدا ہر شے پر غالب اور حکمت والا ہے۔

بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے اصحاب سے ایک شب کے بارے میں وعدہ کیا کہ خدا ان کو (اُس رات) آسمان پر اٹھالیگا تو وہ شام ہی سے آپ کے پاس جمع ہو گئے وہ لوگ بارہ اشخاص تھے حضرت نے ان کو ایک مکان میں داخل کیا جس کے ایک گوشہ میں ایک چشمہ تھا حضرت نے اس میں غسل کیا اور اُن کے پاس آئے پانی آپ کے سر سے ٹپک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ اسی وقت مجھے آسمان پر اٹھالے گا اور یہودیوں کے شر سے بچالے گا۔ تم میں سے کون یہ منظور کرتا ہے کہ میری صورت و شبہت کا ہو جائے تاکہ اس کو لوگ مجھے سمجھ کر قتل کر دیں اور دار پر کھینچیں اور وہ روز قیامت میرے ساتھ بہشت میں میرے درجہ میں ہو گا۔ یہ سُن کر اُن میں سے ایک جوان بولا اے۔ روح اللہ مجھے قبول و منظور ہے عیسیٰ نے فرمایا ہاں تو کر سکتا ہے اور فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص میرے بارے میں صبح ہونے تک بارہ مرتبہ کافر ہو گا اُن میں ایک بولا میں وہ نہیں ہوں عیسیٰ نے فرمایا اگر تو اس امر کو اپنے نفس میں پاتا ہے تو تو ہی وہ شخص ہو گا۔ پھر فرمایا تم میرے بدترین گروہ ہو جاؤ گے دو فریقے خدا پر جھوٹ باندھیں گے اور جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جو میرے وصی شمعونؑ کا مطیع ہو گا وہ خدا پر افترا نہ کرے گا اور داخل بہشت ہو گا۔ غرض کہ جناب عیسیٰ گھر کے ایک گوشہ سے آسمان پر لے جائے گئے اور وہ لوگ دیکھ رہے تھے اسی وقت یہودی حضرت عیسیٰ کی تلاش میں آئے اور جس شخص کو حضرت نے فرمایا

سورۃ نسا آیت ۱۵۸

تھا کہ کافر ہو جائے گا اس کو اور اس کو جس نے آپ کی شہادت منظور کی تھی گرفتار کر لیا اس کو تو پھانسی دے دی اور دوسرا بارہ مرتبہ حضرت کی رسالت سے منکر ہوا جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تھا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبرہ جناب رسول خدا سے روایت کی ہے کہ جبریلؑ ایک نامہ حضرت صلعم کے لئے لائے جس میں بادشاہان دنیا کے بارے میں خبر تھی اُس میں درج تھا کہ جب اشج ابن اشحان بادشاہ ہوا اور اس نے (۶۶۶) دو سو چھیالیس سال بادشاہی کی اس کی حکومت کو اکیاون (۵۱) سال گزرے تھے کہ حضرت عیسیٰؑ پیغمبر مبعوث ہوئے خدا نے نور و علم و حکمت اور گزشتہ تمام پیغمبروں کے علوم اُن کو عطا فرمائے تھے وہ اُن علوم کے ساتھ (تبلیغ کیلئے) نکلے۔ خدا نے ان کو انجیل عطا کی اور بیت المقدس کی جانب بھیجا اور بنی اسرائیل پر مبعوث فرمایا کہ ان کو خدا کی کتاب اور حکمت اور خدا و رسول پر ایمان کی طرف دعوت دیں تو وہ باغی اور کافر ہو گئے۔ جب وہ لوگ ایمان نہیں لائے تو حضرت نے خدا سے دعا کی اور اُن سب پر لعنت کی تو ان میں سے بعض بصورت شیاطین مسخ ہو گئے اس لئے (لعنت و نفرین کی) اور ان کو مسخ کر دیا تاکہ ان لوگوں کو اپنی رسالت کی ایک نشانی دکھائیں جس سے اُن کو عبرت ہو غرض کہ تینتیس سال بیت المقدس میں دعوت دیتے رہے اور ثواب ہائے الہی کی ترغیب فرماتے رہے اور ان کی سرکشی بڑھتی رہی (آخر خدا نے اُن کو آسمان پر اٹھالیا) پھر لوگوں نے ان کی تلاش شروع کی تو بعضوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نے اُن پر عذاب کیا اور زندہ زمین میں دفن کر دیا اور بعضوں نے کہا کہ ہم نے ان کو قتل کر کے دار پر پھینچ دیا لیکن سب نے جھوٹ کہا خدا نے اُن پر اُن لوگوں کو اختیار ہی نہیں دیا۔ اور یہ امر اُن پر مشتبہ ہو گیا۔ حضرت کو قتل کرنے یا زندہ دفن کرنے یا معذب کرنے کی اُن میں قوت نہ تھی لیکن جیسا کہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اُن کی روح قبض کرنے کے بعد خدا نے اُن کو آسمان پر اٹھالیا اور جب آسمان پر اٹھانا چاہا اُن پر وحی کی کہ نور و حکمت و علم کتاب خدا کو شعون بن جمون کو سپرد کر دو جن کو صفا کہتے ہیں حضرت عیسیٰؑ نے مومنین پر اُن کو اپنا خلیفہ بنایا۔ پھر شعون ہمیشہ خدا کے امر کی تبلیغ کرتے رہے اور حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات کی اپنی قوم کو ہدایت کرتے رہے اور کافروں سے جہاد کرتے رہے تو جس شخص نے ان کی اطاعت کی اور اُن پر ایمان لایا اُن باتوں پر جو خدا کی جانب سے اُن کو حاصل تھیں مومن ہوا اور

جس نے انکار کیا اور ان کی نافرمانی کی وہ کافر ہوا یہاں تک کہ خدا نے شمعون کو اپنی رحمت کی جانب بلا لیا ان کے بعد اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے صالحین میں سے ایک پیغمبر بھیجا اور وہ یحییٰ پسر زکریاؑ تھے اور جب شمعون دنیا سے رخصت ہوئے اردشیر فرزند اشکاٹش بادشاہ ہوا اُس نے چودہ سال دس مہینے بادشاہی کی جبکہ اس کی حکومت کو آٹھ سال گزرے یہودیوں نے یحییٰ بن زکریاؑ کو شہید کر دیا۔ جب حضرت یحییٰ کی شہادت کا وقت آیا خدا نے ان کو وحی کی کوصیت و امامت کو شمعون کی اولاد میں قرار دیں اور حواریوں اور اصحاب عیسیٰ کو حکم دیں کہ اُن کے ساتھ رہیں اور اُن کی اطاعت کریں انہوں نے ایسا ہی کیا۔

بند ہائے معتبر حضرت امام حسنؑ سے منقول ہے کہ عیسیٰ اکیسویں ماہ رمضان کی شب میں آسمان پر گئے۔

بند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جس شب حضرت عیسیٰ آسمان پر لے جائے گئے زمین سے جو پتھر اُٹھایا جاتا تھا اُس کے نیچے سے صبح تک خون تازہ جوش مارتا تھا اور اسی طرح شہادت جناب امیر و حضرت امام حسین علیہما السلام کے روز ہوا۔

دوسری حدیث معتبر میں حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ جب جناب عیسیٰ نے نگاہ اُٹھائی تو دیکھا کہ اُن کے بازوؤں پر لکھا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْكَ بِاسْمِكَ الْوَاحِدِ الْوَحْدِیِّ وَ اَدْعُوْكَ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ الصَّمَدِ وَ اَدْعُوْكَ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ الْعَظِیْمِ الْوَسْوَیِّ وَ اَدْعُوْكَ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ الْكَبِیْرِ الْمُتَعَالِ الَّذِیْ تَنْثَبِتُ اَرْكَانَكَ كُلَّهَا اَنْ تَنْكُشِفَ عَنِّیْ مَا اَصْبَحْتُ وَاَمْسَيْتُ فِیْهِ۔ جب حضرت عیسیٰ نے یہ دعا پڑھی خدا نے حضرت جبریلؑ کو وحی کی کہ ان کو میرے محل کرامت کی جانب بلند کرو اور آسمان پر اُٹھا لو۔ تو حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ اے فرزند ان عبدالمطلب اپنے پروردگار سے انہی کلمات کے ذریعہ دعا مانگو میں اُسی خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جو بندہ ان کلمات کے ذریعہ خلوص سے دعا کرتا ہے اس کی دعا سے عرش کا پینے لگتا ہے اور حق تعالیٰ فرشتوں کو وحی کرتا ہے کہ گواہ رہو کہ میں نے اس کی دعا ان کلمات کی برکت سے قبول کی اور اُس کی حاجتیں دنیا و آخرت میں پوری کر دیں۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰ آسمان پر گئے

دعا مانگنے کے طلب عاجز۔

اُونی کرتا پہنے ہوئے تھے جس کے اُون کو مریم علیہا السلام نے کاٹا اور بُنا تھا اور سیا تھا۔ جب حضرت آسمان پر پہنچے خدا کی جانب سے آواز آئی کہ اے عیسیٰ دنیا کی زینت کو چھوڑ دو۔

حدیث مؤثق میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی پیغمبر اور جنت خدا کا قتل ہونا یا مرنا سوائے حضرت عیسیٰ کے لوگوں پر مشتبہ نہیں ہوا کیونکہ وہ زندہ زمین سے اُٹھائے گئے اور اُن کی رُوح زمین و آسمان کے درمیان قبض کی گئی جب وہ آسمان پر پہنچے اُن کی رُوح پھر اُن کے بدن میں واپس کر دی گئی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیّ۔ (میں نے تم کو وفات دی پھر اپنی طرف بلند کر لیا) اور حضرت عیسیٰ سے بیان فرماتا ہے۔ فَلَبَّاسًا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتُ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْہُمْ۔ یہ دونوں آیتیں حضرت عیسیٰ کی وفات پر دلالت کرتی ہیں۔

بسماعت حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت صاحب الامر علیہ السلام ظہور فرمائیں گے۔ نو ہزار فرشتے نازل ہوں گے اور تین سو تیرہ وہ فرشتے جو حضرت عیسیٰ کے ساتھ تھے جبکہ وہ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ بہت سی معتبر سندوں سے حضرت امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ حضرت صاحب الامر میں چار پیغمبروں کی سنت ہے ایک حضرت عیسیٰ کی جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مر گئے یا قتل کر دیئے گئے حالانکہ وہ نہ مرے ہیں نہ قتل کئے گئے۔

حدیث معتبر میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یہودیوں نے چاہا کہ عیسیٰ کو قتل کریں انہوں نے خدا کو ہم اہلبیت کے حق کی قسم دی تو خدا نے اُن کو قتل سے نجات بخشی اور آسمان پر اُٹھا لیا۔

بسماعت حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ کے بعد ان کی امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئی اُن میں سے ایک فرقہ ناجی اور اکہتر جہنمی ہوئے۔

دوسری حدیث معتبر میں وارد ہے کہ جناب امیرؑ نے یہودیوں اور عیسائیوں کے سب سے بڑے عالموں کو طلب فرمایا اور کہا کہ میں تم سے ایک بات دریافت کرتا ہوں جس کو تم سے بہتر میں خود جانتا ہوں لہذا حق کو پوشیدہ مت کرنا اور

صحیح جواب دینا پھر عالم نصاریٰ کو نزدیک بلایا اور فرمایا تجھ کو اسی خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے انجیل جناب عیسیٰ پر نازل فرمائی۔ اُن کے پیروں میں برکت عطا کی تھی اور اُن کے ہاتھوں سے کورو پیس (اندھے اور مبروص) کو شفا دیتا تھا اور مردہ کو ان کی خاطر سے زندہ کرتا تھا اور وہ مٹی سے پرندہ بناتے تھے اور اس میں روح پھونک دیتے تھے (اور وہ زندہ ہو کر اڑ جاتا تھا) اور لوگوں کو بتا دیتے تھے جو کچھ وہ کھاتے اور مال و دولت جمع رکھتے تھے بتا کہ جناب عیسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کے کتنے فرقے ہوئے اس نے کہا سوائے ایک اور کوئی فرقہ نہیں ہوا۔ فرمایا کہ تو نے غلط بیان کیا اسی خدا کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں کہ بہتر فرقے ہوئے جن میں سے ایک کے سوا سب جہنمی ہوئے جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَحْمَلُونَ۔ آیت ۶۶ سورہ المائدہ پ۔

ابن بابویہ سے روایت ہے کہ حضرت مسیحؑ نے کتنی مرتبہ اپنی قوم سے غیبت اختیار فرمائی کہ شہروں میں سیاحت کرتے اور گھومتے پھرتے رہتے تھے اور آپ کے شیعہ اور قوم کے لوگ نہیں جانتے تھے کہ کہاں ہیں۔ پھر ظاہر ہوئے اور شمعون بن جعون کو اپنا وصی قرار دیا جب شمعون نے رحلت فرمائی تو اُن کے بعد جتہائے خدا غیبت میں رہے اور سرکش و جابر لوگ ان کو تلاش کیا کرتے تھے اور مومنوں پر بلائیں اور سختیاں زیادہ ہوئیں اور خدا کا دین کہنہ و بوسیدہ ہوا۔ حقوق ضائع ہونے لگے واجبات و سنتیں لوگوں نے ترک کر دیں اور لوگ مذہب کے بارے میں پراگندہ ہو گئے اور ہر ایک نے اپنی اپنی راہ الگ اختیار کی اور اکثر لوگوں پر امر وین مشتبہ ہو گیا اور اس غیبت کی مدت دو سو پچاس سال گزری۔

بسنید صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ لوگ عیسیٰ کے بعد دو سو پچاس سال تک اس حال میں رہے کہ بظاہر کوئی حجت خدا اور امام اُن کا نہ تھا اور اُن کا حجت و ہادی غیبت میں تھا۔ اور دوسری صحیح حدیث میں انہی حضرت سے منقول کہ جناب عیسیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ تھا اور ان میں سے ڈھائی سو برس تک کوئی پیغمبر یا امام ظاہر نہ تھا راوی نے پوچھا پھر اُس زمانہ کے لوگ کس طرح عمل کرتے رہے فرمایا کہ دین عیسیٰ کے ساتھ متمسک تھے اور انہی کی شریعت پر عمل کرتے رہے جو لوگ مومن تھے۔ اور فرمایا کبھی

ع۔ ترجمہ۔ ان میں سے کچھ لوگ اعتدال پر ہیں۔ لیکن بہت سے لوگ جو کرتے ہیں برا کرتے ہیں۔

زمین کسی پیغمبر یا امام سے خالی نہیں رہتی لیکن کبھی وہ ظاہر ہوتے ہیں کبھی (بحکم خدا) پوشیدہ رہتے ہیں اے اور حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ اِنَّهُ لَعَلَّمَ لِّلشَّاعَةِ فَلَا تَمْنُنَ بِهَا۔ اکثر مفسروں نے بیان کیا ہے کہ بیشک جناب عیسیٰ کا نازل ہونا علامات قیامت سے ہے لہذا قیامت میں شک مت کرو۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔ وَ اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِي يُوْمِنُ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔ اکثر مفسروں نے کہا ہے کہ اس سے یہ مراد ہے کہ اہل کتاب میں سے یعنی یہود و نصاریٰ میں سے کوئی نہ ہوگا مگر یہ کہ حضرت عیسیٰ پر مرنے سے پہلے ایمان لائے گا جبکہ وہ حضرت امام آخر الزمان کے عہد میں آسمان سے زمین پر آئیں گے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ مخصوص ہے یہود و نصاریٰ کے اُس گروہ سے جو اُس زمانہ میں ہوں گے اور ممکن ہے کہ سب ہی مراد ہوں کیونکہ لفظ آیت عام ہے اور زمانہ رجعت میں سب ہی زندہ کئے جائیں۔ اور دیکھیں گے کہ جناب عیسیٰ دین جناب محمد مصطفیٰ کا اقرار اور حضرت صاحب الامر کی منابعت کرتے ہیں حالانکہ اس وقت کا ایمان لانا اُن کو فائدہ نہ دے گا۔ جیسا کہ بسند معتبر منقول ہے کہ حجاج نے شہر بن جوشب کو بلایا اور اسی آیت کی تفسیر دریافت کی اور کہا کہ میں نے اکثر یہودی و نصرانی کو قتل کیا ہے اور دیکھا ہے کہ وہ اپنے لبوں کو حرکت بھی نہیں دیتا اور مر جاتا ہے۔ پھر کیونکر ایمان لاتا ہے۔ میں تو اس آیت کی تفسیر میں عاجز رہا ہوں۔ شہر نے کہا کہ اے امیر اس آیت کے معنی وہ نہیں ہیں جو آپ نے سمجھا ہے بلکہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ قیامت سے پہلے آسمان سے زمین پر آئیں گے اور ہر دین والا خواہ وہ یہودی ہوگا یا کوئی اور آپ پر ایمان لائے گا۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھے گا۔ حجاج نے پوچھا تو نے یہ تفسیر کس سے سنی اُس نے کہا امام محمد باقرؑ سے اُس نے کہا تو نے یہ علم چشمہ صافی سے حاصل کیا ہے۔

بسند معتبر حضرت امام حسن مجتبیٰ سے منقول ہے کہ اس کے بعد ہم اہلبیت میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اپنے زمانہ کے ظالم کی بیعت میں مبتلا نہ ہو سوائے

۱۔ مولف فرماتے ہیں کہ خاصہ و عامہ کے طریقہ سے متواتر خبریں ہیں کہ حضرت عیسیٰ مہدیؑ ۳۱ سال محمد کے زمانہ میں آسمان سے نیچے زمین پر آئیں گے اور حضرت امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور آپ کے ناموں میں سے ہوں گے جیسا کہ انشاء اللہ اس کے بعد ذکر کیا جائے گا۔ ۱۲

۲۔ یہاں بیعت سے مراد ظلم و سختی ہے کیونکہ شہادت امام حسینؑ کے بعد پھر کسی بادشاہ و فرمانروا کو (بقیہ صفحہ ۸۲۲ پر)

حضرت امام آخر الزمان کی تفسیرات اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کے انکشافات نام لکھنے کی بیعت کرنا

قائم آل محمد کے جو بارہویں امام ہیں اور جناب عیسیٰ بن مریمؑ روح اللہ کے جو اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے کہ یہ دونوں حضرات کسی ظالم کی بیعت نہ کریں گے۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ نہ جانیں گے کہ خدا کیا ہے اور توحید الہی کس کو کہتے ہیں اُس وقت دجال خروج کریگا اور جناب عیسیٰ آسمان سے نیچے آئیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ حضرت قائم کے پیچھے نماز پڑھیں گے اگر ہم (اہلبیت رسول) پیغمبروں سے بہتر نہ ہوتے تو عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام ہمارے پیچھے نماز نہ پڑھتے۔

دوسری حدیث معتبر میں حضرت رسول سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا مہدیؑ میرے فرزندوں میں سے ہے جب وہ ظاہر ہوگا۔ عیسیٰ اس کی نصرت و مدد کے لئے آسمان سے اُتریں گے اور اُس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

۲۹ انتیسوال باب

حضرت ارمیا و دانیال و عزیر علیہم السلام کے حالات اور
بُخت نصر کے عجیب و غریب واقعات

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ۔ اَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ
عَلَى عُرُوْهِهَاۤءِہَاۥ دِكْحَآہُۢ ہَاۥۤی سَمِیۡۨتٍ کُمۡسٌۭ یُّجۡرِیۡۨنَ فِیۡہَاۥۤی جَوَارِۡۓ کَاۡوِۡےلٍ
طَرَفٍۭ گزرا جو خالی تھا اور اُس کی دیواریں اس کے چھتوں پر گر رہی تھیں اور
وہ گاؤں خراب و برباد ہو چکا تھا۔ بعض کہتے ہیں وہ جو گاؤں کی طرف گذرے
تھے حضرت عمرؓ یہ تھے جیسا کہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے اور بعضوں کا قول
ہے کہ وہ ارمیا پیغمبرؑ تھے چنانچہ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ
قریب بعض کہتے ہیں کہ بیت المقدس تھا جسے نجات نصر نے خراب و برباد کیا

سورہ یوسف ۲۵۹

(بقیہ عاشیہ ص ۸۲) - جرأت ہی نہیں ہوئی کہ وہ کسی امام سے بیعت کی خواہش کرتا۔ ۱۲ مترجم

تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہی گاؤں تھا جو مذکور ہوا جس میں سے کئی ہزار اشخاص موت کے خوف سے بھاگے تھے اور سب کے سب مر گئے تھے۔ قَالَ آفَى يَحْيٰى هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ وہ پیغمبر بولے کب یا کیونکر خدا اس شہر والوں کو زندہ کرے گا اور یہ بطور انکار نہیں بلکہ عظمت قدرت الہی کے اظہار کے لئے کہا۔ یا حضرت ابراہیمؑ کی طرح اُن کے زندہ ہونے کی کیفیت جاننا چاہا اور چونکہ آیت کے ظاہری معنی ضعیف اعتقاد کا گمان دلاتے ہیں اس لئے بعض مفسروں نے کہا ہے کہ وہ کہنے والے عزیر و ارمیا نہ تھے بلکہ ایک کافر تھا۔ لیکن یہ بہت سی حدیثوں کے خلاف ہے۔ قَامَاثَةُ اللّٰهُ مِائَةً عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ط تو خدا نے ان کو سو سال تک کے لئے مروہ کر دیا پھر ان کو زندہ کیا۔ قَالَ كَمْ لَبِثْتُ ط قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ط جب وہ زندہ ہوئے تو سمجھے کہ خواب میں تھے اور اب بیدار ہوئے ہیں تو لوگوں نے اُن سے پوچھا کتنی دیر اس حالت میں تھے وہ بولے ایک روز اور دیکھا کہ آفتاب ابھی غروب نہیں ہوا ہے اور شام ہو رہی ہے تو کہنے لگے بلکہ میں ایک روز سے بھی کم سویا۔ اور یہ سوال کرنے والا بعض کہتے ہیں کہ خدا تھا اور اُن کو آسمانی ندا پہنچی تھی اور بعض کا قول ہے کہ وہ ایک فرشتہ یا کوئی پیغمبر یا ایک بوڑھا آدمی تھا جس نے اُن کو زندہ ہونے کے بعد پہچانا تھا۔ قَالَ بَلْ لَبِثْتُ مِائَةً عَامٍ۔ اُس نے کہا بلکہ تم سو سال سے اُس جگہ مروہ پڑے تھے اور اب زندہ ہوئے ہو۔ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ كَمْ يَتَسَوَّاهُ ط تم اپنے آب و طعام کو دیکھو کہ اُن میں مطلق تغیر نہیں ہوا ہے منقول ہے کہ جب وہ اس مقام پر پہنچے تو اُن کے پاس انگور و انجیر اور عرق انگور تھا اور ان میں باوجود لطافت و نازک اشیاء ہونے کے کوئی تغیر نہیں ہوا اور خدا کی قدرت سے سو سال سے اُسی طرح تروتازہ تھے وَ اَنْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ اور اپنے خچر کو دیکھو کہ اُس کی ہڈیاں سٹر گل گئی اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئی ہیں وَ لِنَجْعَلَنَّكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ اور ہم نے تم کو اتنی مدت تک مروہ رکھنے کے بعد پھر اس لئے زندہ کیا تاکہ تم اسی طرح لوگوں کے قیامت میں زندہ ہونے کا ثبوت اور دلیل بنو۔ وَ اَنْظُرْ اِلٰى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ط اور ان بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھو ہم کس طرح ان کو بلند کر کے ایک دوسرے سے ملاتے ہیں اور پھر اُن پر گوشت کا لباس چڑھاتے ہیں اکثر مفسروں نے کہا

ہے کہ خدا نے اُن کے بچے کو ان کی آنکھوں کے سامنے زندہ کیا کہ وہ دیکھیں کہ خدا مردہ کو کیونکر زندہ کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلے خدا نے اُن کی آنکھوں کو زندہ کیا انہوں نے اپنی پراگندہ اور بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھا کہ وہ جمع ہو کر ایک دوسرے سے متصل ہوئیں اور اُن پر گوشت پوست روئیدہ ہوئے۔ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ (۵۹) جب یہ کیفیت اُن پر ظاہر ہوئی بولے میں جانتا ہوں خدا ہر شے پر قادر ہے یعنی میں پہلے سے جانتا تھا یا اب میرا علم زیادہ ہو گیا۔

بند ہائے صبح و صحن حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب بنی اسرائیل نے بہت نافرمانیاں کیں اور خدا کے احکام کو بالکل پس پشت ڈال دیا اور خدا نے اُن پر کسی کو مسلط کرنا چاہا کہ ان کو ذلیل کرے اور قتل کرے حضرت ارمیا کو وحی کی کہ بنی اسرائیل سے پوچھا کہ وہ کونسا شہر ہے جس کو میں نے تمام شہروں میں سے انتخاب کیا اور بہتر بنایا ہے جس میں اچھے اچھے درخت لگائے ہیں اور اس کو ہر خراب درخت سے محفوظ رکھا ہے پھر اُس شہر کے حالات خراب ہوئے اور اچھے درختوں کے عوض خرب کا درخت جو تمام درختوں میں بدتر ہے اُگ آئے ہیں۔ جناب ارمیا نے علمائے بنی اسرائیل سے دریافت کیا انہوں نے کہا ہم کو نہیں معلوم خدا سے ہمارے لئے معلوم کیجئے۔ جناب ارمیا نے سات روزے رکھے پھر دعا کی تو خدا نے وحی فرمائی کہ وہ شہر بیت المقدس ہے اور وہ درخت بنی اسرائیل ہیں جن کو میں نے اس شہر میں آباد کیا ہے لیکن چونکہ انہوں نے میری نافرمانی کی اور میرے دین کو اٹ پٹ دیا اور ناشکری کی لہذا میں اپنے ذات مقدس کی قسم کھاتا ہوں کہ ان کو ایسی سخت بلاؤں کے ذریعہ معرض امتحان میں لاؤں گا کہ صاحبان عقل و دانا حیران رہ جائیں گے اور اپنے بندوں میں سے ایک شخص کو اُن پر مسلط کروں گا جو بدترین نطفہ سے پیدا ہوا ہو گا جس کی غذا بھی بدترین اشیاء ہوگی وہ اُن کے مردوں کو قتل کرے گا ان کی عورتوں کو اسیر کرے گا اور بیت المقدس کو خراب کرے گا جو اُن کا خانہ شرف و عزت ہے جس کے ذریعہ فخر کیا کرتے ہیں اور اُس پتھر کو جس پر تمام دنیا میں ناز کرتے ہیں مزبلوں پر ڈال دے گا۔ سو سال تک یہی صورت رہے گی۔ جناب ارمیا نے بنی اسرائیل کو اس امر سے آگاہ کر دیا۔ انہوں نے دوبارہ درخواست کی کہ یا حضرت خدا سے پوچھئے کہ فقراء و مساکین اور غریبا کا کیا گناہ ہے کہ وہ بھی اس بلا میں گرفتار ہوں گے حضرت ارمیا سات روز تک ایک لقمہ کھانے پر اکتفا کرتے رہے لیکن اُن کو وحی نہ ہوئی تو حضرت نے سات روز سے رکھے اور سات روز کے بعد ایک لقمہ طعام تناول فرمایا پھر بھی

بیت المقدس کے حالات

ان کو وحی نہ پہنچی تو پھر سات روز اور روزے رکھے تو خدا نے اُن پر وحی فرمائی کہ اے ارمیا
اس سوال سے باز آؤ ورنہ تمہارا منہ پشت کی جانب پھیر دوں گا کیا تم چاہتے ہو کہ
اُس امر میں شفاعت کرو جو مقدر کر چکا ہوں اُن سے کہہ دو کہ تمہارا یہی گناہ ہے کہ
تم (لوگوں کو) گناہ (کرتے ہوئے) دیکھتے تھے مگر انکار نہ کرتے تھے (اور نہ اُن لوگوں
کو نصیحت کرتے تھے نہ اُن سے علیحدہ ہوتے تھے) پھر حضرت ارمیا نے دعا کی
کہ پالنے والے یہ تو بتا دے کہ تو اُن پر کسے مسلط فرمائے گا تاکہ میں اُس کے پاس
جا کر اپنے اور اپنے اہلبیت کے لئے امان طلب کر لوں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ فلاں
موضع میں جاؤ وہاں ایک لڑکے کو دیکھو گے جس کو امراض مزمن میں سب سے
زیادہ مبتلا پاؤ گے۔ اس کی پیدائش سب سے زیادہ غمیٹ و بدتر ہے یعنی
ولد الزنا ہے اُس کا عذاب تمام لوگوں سے بدتر ہے۔ حضرت ارمیا اُس مقام پر
پہنچے۔ وہاں کارواں سہرا میں ایک لڑکے کو دیکھا جسے لوگوں نے مزبلہ پر ڈال دیا
ہے اور وہ زمین پر پڑا ہوا ہے صرف اس کی ایک ماں ہے جو ایک پیالہ میں سوکھی
روٹی کے ٹکڑے توڑ رہی ہے اور اُس کے سامنے سوڑا دودھ دودھ کر لاتی ہے
اور وہ (روٹی کھا لیتا ہے اور دودھ) پی لیتا ہے۔ حضرت ارمیا سمجھ گئے کہ جس کے
بارے میں خدا نے فرمایا ہے وہ یہی لڑکا ہو سکتا ہے۔ حضرت اس کے پاس گئے اور
اس کا نام پوچھا اُس نے بخت نصر بتایا۔ حضرت ارمیا کو یقین ہو گیا۔ آپ نے
اُس کا علاج کیا جب وہ تندرست ہو گیا تو آپ نے اُس سے فرمایا تو مجھے پہچانتا
ہے اُس نے کہا نہیں۔ ہاں اتنا سمجھتا ہوں کہ آپ ایک صالح اور نیک آدمی ہیں
فرمایا میں ارمیا بنی اسرائیل کا رسول ہوں خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ تو بنی اسرائیل
پر مسلط ہو گا اُن کے مردوں کو قتل کریگا اور ایسا اور ایسا کرے گا۔ بخت نصر
نے یہ سنا تو اس کے دل میں غرور پیدا ہو گیا پھر جناب ارمیا نے اُس سے کہا کہ میرے
لئے ایک امان نامہ لکھ دے اُس نے امان نامہ لکھ کر ارمیا علیہ السلام کو دیدیا وہ
جنگلوں اور پہاڑوں سے لکڑیاں کاٹ کر لانے اور فروخت کر کے اپنی زندگی گزارنے
لگا۔ آخر لوگوں کو بنی اسرائیل سے جنگ پر آمادہ کیا جب ایک جماعت اُس کی ساختھی
ہو گئی تو بنی اسرائیل کے مسکن و ماوا بیت المقدس پر چڑھائی کی تو بیشمار لوگ چاروں
طرف سے آکر اس کے ہمراہ ہو گئے۔ جب جناب ارمیا کو معلوم ہوا کہ وہ بیت المقدس کی
جانب آ رہا ہے اُس کے راستہ پر آکر کھڑے ہو گئے لیکن لشکر کی کثرت کے سبب اُس کے پاس

تک نہیں پہنچ سکے تو اُس امان نامہ کو ایک کڑی میں باندھ کر بلند کیا۔ نجات نصرت نے کہا آپ کون ہیں فرمایا میں ارمیا پیغمبر ہوں جس نے تجھ کو بنی اسرائیل پر مسلط ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ اور یہ امان نامہ وہ ہے جو تو نے میرے لئے لکھ کر دیا تھا اُس نے کہا میں نے آپ کو امان دی لیکن آپ کے اہلبیت کی امان موقوف ہے اس پر کہ میں ایک تیر بیت المقدس کی جانب پھینکتا ہوں اگر وہ اتنی دور سے وہاں تک پہنچ جائیگا تو اُن کو امان نہ دوں گا اور اگر وہ تیر نہ پہنچا تو اُن کو بھی امان ہے۔ غرض کہ اُس نے تیر رہا کیا ہوا نے (بحکم خدا) بیت المقدس تک پہنچا دیا اُس نے کہا اُن کو امان نہیں دوں گا۔ الغرض اُس نے بیت المقدس کو فتح کیا جب وہاں پہنچا تو ایک ٹیلہ شہر کے درمیان میں دیکھا کہ اس میں سے تازہ خون جوش مار رہا تھا اور جس قدر خاک اُس پر ڈالتے ہیں اسی قدر زیادہ اُبلتا ہے اُس نے پوچھا یہ کیسا خون ہے لوگوں نے بیان کیا کہ یہ ایک پیغمبر کا خون ہے جن کو بنی اسرائیل کے بادشاہوں نے قتل کیا تھا اسی روز سے اب تک یہ خون اسی طرح جوش مار رہا ہے۔ ہر چند اس پر خاک ڈالتے ہیں وہ بند نہیں ہوتا وہ خون حضرت یحییٰ بن زکریا علیہم السلام کا تھا۔ اُن کے زمانہ میں ایک جبار بادشاہ تھا جو بنی اسرائیل کی عورتوں سے زنا کرتا تھا کبھی جب حضرت یحییٰ کی جانب اُس کا گذر ہوتا تو وہ حضرت اس کو نصیحت فرماتے کہ خدا سے خوف کر لے بادشاہ یہ کام تیرے لئے حلال نہیں ہے۔ ایک مرتبہ جبکہ وہ ملعون شراب کے نشہ میں مست تھا انہی زنا کار عورتوں میں سے ایک عورت نے اُس سے کہا کہ یحییٰ کو قتل کر دے اُس ملعون نے حکم دیا کہ حضرت کا سر کاٹ لاؤ۔ چنانچہ حضرت کو شہید کیا اور آپ کا سر طشت میں رکھ کر اس کے سامنے لایا گیا وہ سر اُس لعین کو اُس وقت بھی نصیحت کرتا رہا کہ یہ فعل بد تیرے لئے حلال نہیں خدا سے ڈر اسی وقت سر مبارک سے خون جوش مارنا ہوا نکلا اور ایک قطرہ زمین پر ٹپکا اور زمین سے اُبلنے لگا اور اُس وقت تک جوش مارتا رہا جبکہ نجات نصرت داخل بیت المقدس ہوا۔ حالانکہ سو سال گذر چکے تھے۔ غرض کہ نجات نصرت بنی اسرائیل کے شہروں میں پہنچتا وہاں کی عورتوں مردوں بچوں اور جانوروں کو قتل کرتا رہا اور وہ خون اُسی طرح جوش مارتا رہا یہاں تک کہ سب کو فنا کر دیا پھر پوچھا کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی اور باقی ہے لوگوں نے کہا ایک بہت بوڑھی عورت باقی ہے جو فلاں موضع میں رہتی ہے اس کو بلایا اور اس کا سر بھی قطع کیا گیا تو خون حضرت یحییٰ کا جوش مارتا بند ہوا اور یہ بنی اسرائیل کی آخری عورت تھی جو قتل کی گئی۔ نجات نصرت وہاں سے بابل گیا اور وہاں

نجات نصرت حضرت یحییٰ کے خون کا انتقام لینا۔

مقیم ہوا اور ایک کنواں کھودوایا اُس میں حضرت دانیال کو ایک شیرنی کے ساتھ ڈال دیا وہ اس کنویں کی مٹی کھاتی تھی اور حضرت دانیال اس کا دودھ پیتے تھے اسی طرح ایک مدت گزر گئی تو خدا نے ایک پیغمبر پر وحی کی جو اُس وقت بیت المقدس میں تھے کہ کھانا اور پانی دانیال کے لئے لے جاؤ اور میرا سلام اُن سے کہو پوچھا پالنے والے وہ کہاں ہیں ارشاد ہوا کہ بابل کے فلاں موضع کے فلاں کنویں میں یہ سن کر وہ پیغمبر اُس کنویں پر پہنچے اور پکارا اے دانیال۔ حضرت نے فرمایا بلیک آج تو ایک نئی آواز سن رہا ہوں۔ پیغمبر نے کہا تمہارا پروردگار تم کو سلام کہتا ہے اور یہ آب و طعام تمہارے لئے بھیجا ہے۔ اور وہ چیزیں جناب دانیال کے پاس کنویں میں ڈال دیں۔ حضرت دانیال نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا یُکَلِّمُ مَنْ ذِکْرُہٗ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا یُخِیْبُ مَنْ دَعَاہٗ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَنْ تَوَكَّلَ عَلَیْہِ کَفَّاهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَنْ وَثَّقَ بِہٖ یُکَلِّمُہٗ اِلٰی غَیْرِہٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یَجْزِیْ بِالْاِحْسَانِ اِحْسَانًا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یَجْزِیْ بِالصَّبْرِ نَجَآۃً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُکَشِّفُ ضَرًّا نَاعِنَہٗ کَثْرَتِنَا وَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ هُوَ تَقْتِنَا حِیْنَ تَنْقَطِعُ الْحِیْلُ مِتْنَا وَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ هُوَ رَجَاؤُنَا حِیْنَ سَاءَ ظَنُّنَا بِاَعْمَالِنَا یعنی میں حمد کرتا ہوں اُس خدا کی جو کسی کو فراموش نہیں کرتا جو اُس کو پکارتا ہے۔ میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں کہ جو اُس پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اس کو کسی دوسرے پر نہیں چھوڑتا میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جو نیکی کا بدلہ نیکی سے دیتا ہے۔ میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جو دنیا و آخرت کے عذاب و عقاب سے صبر کے عوض نجات بخشتا ہے حمد اس خدا کے لئے زیبا ہے جو ہماری تکلیف و نقصان کو دور کرتا ہے۔ حمد سزاوار ہے اُس خدا کے لئے جو ہمارا محل اعتماد ہوتا ہے جبکہ تمام راستے (فلاح و نجات کے) منقطع ہو جاتے ہیں حمد کے لائق ہے وہ خدا جو ہماری بد اعمالیوں کے سبب ہماری بدگمانی کے وقت ہماری امید گاہ ہے۔ اُس کے بعد نجات نصر نے خواب دیکھا کہ اُس کا سر گویا لوہے کا اور اس کے پیر تانبے اور سینہ سونے کا ہے۔ منجھوں کو بلا کر پوچھا بتاؤ میں نے کیا خواب میں دیکھا ہے انہوں نے لاعلمی ظاہر کی اور کہا بیان کیجئے کیا دیکھا ہے تو ہم لوگ اس کی تعبیر بیان کریں۔ نجات نصر نے کہا کہ اب تک اتنے روپے ماہانہ اتنے سال سے تم کو تنخواہیں دے رہا ہوں اور تم اتنا نہیں بتا سکتے

۱۔ اس حدیث کا باقی حصہ آگے درج ہو گا جس میں حضرت دانیال کا مفصل تذکرہ ہے۔

کہ میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے۔ پھر سب کو قتل کر دیا۔ اس وقت بعض ارکان دولت نے کہا کہ آپ جو کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں اسے وہ شخص جانتا ہے جس کو آپ نے کنویں میں ڈال رکھا ہے کیونکہ وہ اُس وقت سے اب تک زندہ ہے شیر فی نے اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا بلکہ وہ مٹی کھاتی ہے اور اُس کو اپنا دودھ پلاتی ہے۔ بخت نصر نے حضرت دانیال کو طلب کیا اور پوچھا بتائیے میں نے کیا خواب دیکھا ہے۔ حضرت نے اُس کا خواب اُس سے بیان کیا اُس نے کہا سچ ہے اب اس کی تعبیر بیان کیجئے فرمایا۔ تیر سی بادشاہی کی مدت تمام ہو چکی۔ تین روز کے بعد تو قتل کر دیا جائے گا۔ فارس کا ایک شخص تجھ کو قتل کرے گا۔ بخت نصر نے کہا کہ میں نے سات شہر ایک دوسرے کے گرد بنوائے ہیں اور ہر شہر میں بہت سے نگہبان مقرر کئے ہیں اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ تانے کی مرغابیاں بنوا کر ہر شہر کے دروازہ پر کرا دی ہیں جو کسی اجنبی کو دیکھ کر چلانے لگتی ہیں تاکہ وہ گرفتار کر لیا جائے۔ حضرت دانیال نے فرمایا ایسا ہی ہو گا جیسا میں نے بیان کیا ہے۔ بخت نصر نے پھر اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ گشت کرتے رہو اور جس کو (میری طرف آتے ہوئے) دیکھو قتل کر دو خواہ وہ کوئی ہو اور حضرت دانیال کو اپنے پاس روک لیا اور کہا اگر تین روز گزر گئے اور میں قتل نہ کیا گیا تو آپ کو قتل کر دوں گا۔ جب تیسرا دن آیا اور شام ہونے لگی تو اُس کو انتشار و اضطراب لاحق ہوا اور گھبرا کر باہر نکلا اور اپنے ایک غلام کو جو اہل فارس سے تھا اپنی تلوار سے حکم دیا کہ جس کو بھی دیکھنا قتل کر دینا خواہ میں ہی کیوں نہ ہوں غلام نے شمشیر اُس کے ہاتھ سے لے لی اور ایک ہی ضرب میں اُس کو واصل جہنم کر دیا۔ ارمیا علیہ السلام بنی اسرائیل کے قتل کے بعد بیت المقدس سے نکلے اور اپنے بچہ پر سوار ہوئے انجیر و عرق انگور اپنے کھانے پینے کے لئے ساتھ لیا اور چلے اور اُس مقام پر پہنچے جہاں بہت سے لوگ مرے ہوئے پڑے تھے اور جانور ان صحرائی و دریائی اور پرندے ان کے بدنوں کو کھا رہے تھے۔ وہاں حضرت ٹھہرے اور کچھ دیر سکوت کے بعد آپ کی زبان سے نکلا کیونکہ ان کو خدا زندہ کرے گا جن کے اعضا کو جانوروں نے کھا لیا ہے تو خدا نے ان کی روح کو قبض کر لیا اور تین سو سال کے بعد زندہ کیا۔ جب خدا نے بنی اسرائیل پر رحم فرمایا اور بخت نصر کو ہلاک کیا۔ پھر بنی اسرائیل کو دنیا میں آبا د کیا۔ اور وہ جو سو سال تک مردہ رہنے کے بعد زندہ ہوئے وہ ارمیا پیغمبر تھے۔

حضرت عزیر کے بارے میں یہ ہے کہ جب بخت نصر بادشاہ ہوا اور بنی اسرائیل پر مسلط ہوا وہ حضرت اُس کے شر سے بچ کر نکلے اور ایک چشمہ آب میں جا کر غائب ہو گئے خدا نے حضرت ارمیا کے جسم میں سے جس عضو کو سب سے پہلے زندہ کیا وہ اُن کی آنکھیں تھیں۔ آنکھوں کی سفیدی میں پتلی انڈے کی سفیدی کے مانند متحرک تھی اور دیکھ رہی تھی۔ اس وقت خدا نے اُن پر وحی کی کہ کتنے دنوں اس مقام پر تم ٹھہرے عرض کی ایک روز پھر جب دیکھا کہ آفتاب بلند ہوا ہے تو کہا ایک دن سے بھی کم۔ خدا نے فرمایا نہیں بلکہ سو سال تم کو اس جگہ گذر گئے۔ انجیر و آب انگور کو دیکھو کہ اس مدت میں وہ سب اُسی طرح تروتازہ ہیں اور اپنے چجر کو دیکھو کہ کس طرح ستر گل کر ڈھیر ہو رہا ہے اب دیکھو کہ میں ان کو کیونکر زندہ کرتا ہوں۔ حضرت عزیر نے دیکھا کہ بوسیدہ ہڈیاں ایک دوسرے کے قریب ہو کر آپس میں ملتی جا رہی ہیں یہاں تک کہ حضرت ارمیا کا تمام جسم اور اُن کے چجر کے تمام اعضاء درست ہو گئے اور دونوں اٹھ کھڑے ہوئے حضرت ارمیا نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ خدا ہر شے پر قادر ہے اور روایت معتبر میں گذر چکا کہ دو کافر بادشاہ تمام روئے زمین پر قابض ہوئے مرو و اور بخت نصر۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ارمیا نے بیت المقدس کی خرابی دیکھی اور اُن مردوں کو دیکھا جو اس شہر میں پڑے ہوئے تھے تو کہا کیا خدا ان سب کو کبھی زندہ کرے گا تو خدا نے ان کو بھی سو سال تک کے لئے مردہ کر دیا۔ پھر سو سال کے بعد ان کو زندہ کیا وہ دیکھ رہے تھے کہ اعضا کس طرح ایک دوسرے سے متصل ہو رہے ہیں اور گوشت اُن پر پیدا ہو رہے ہیں اور جوڑ بند اور رگیں کیونکہ آپس میں مل رہی ہیں۔ غرض وہ جب درست ہو گئے اور اٹھ بیٹھے تو بولے کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا ہر شے پر قادر ہے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جو شخص اپنی روزی کے بارے میں غمگین ہوتا ہے اُس کے لئے ایک گناہ لکھا جاتا ہے۔ یہ تحقیق کہ حضرت دانیال ایک جبار و ظالم بادشاہ کے زمانہ میں تھے جس نے آپ کو پکڑ کر ایک کنوئیں میں ڈال دیا تھا اور درندوں کو اُس وقت کے ایک دوسرے پیغمبر پر خدا نے وحی فرمائی کہ دانیال کے لئے کھانا لے جاؤ۔ عرض کی پالنے والے وہ کہاں ہیں ارشاد ہوا جب شہر کے باہر نکلو گے تو ایک آواز تمہارے برابر سے پیدا ہوگی اُسی کے

ساتھ ساتھ چلے جانا وہ تم کو اُس کنوئیں تک پہنچا دے گی جس میں وہ پڑے ہوئے ہیں۔ جب وہ پیغمبر حضرت کے پاس پہنچے اور کھانا پانی کنوئیں میں پہنچایا تو حضرت دانیالؑ نے وہ دعا پڑھی جو گذر چکی اس کے بعد حضرت صادقؑ نے فرمایا خدا مومنین کی روزی ایسی جگہ سے پہنچاتا ہے جہاں سے ان کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

دوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ کی وفات کا وقت آیا آپ نے آصف بن برخیا کو حکم خدا اپنا خلیفہ بنایا۔ اُن کے شیعہ برابر حضرت آصفؑ کی خدمت میں آکر مسائل دین پوچھا کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت آصفؑ ایک طویل مدت تک اُن کے درمیان سے غائب ہو گئے۔ پھر ظاہر ہوئے اور ایک عرصہ تک ان کے ساتھ رہے۔ پھر ان کو رخصت کیا۔ ان کے شیعوں نے پوچھا پھر اب ہم سے آپ کہاں اور کب ملیں گے فرمایا صراط کے نزدیک۔ یہ کہہ کر غائب ہو گئے اور بنی اسرائیل پر سختیاں اور تکلیفیں ہونے لگیں اور بخت نصر اُن پر مسلط ہوا جس کو پاتا مار ڈالتا تھا اور جو بھاگ نکلتا تھا اُس کے تعاقب میں آدمی دوڑا دیتا۔ اُن کے لڑکے بالوں کو قید کر لیتا۔ چنانچہ یہود کے بزرگ اشخاص میں سے چار شخصوں کو اپنے لئے انتخاب کیا جن میں ایک حضرت دانیالؑ تھے اور ہارونؑ کی اولاد میں سے حضرت عزریہؑ تھے اور یہ لوگ بہت خورد و سال اور کم سن تھے اُس نے ان کو قید کر لیا اور بنی اسرائیل اُس کے ہاتھوں انتہائی تکلیف، ذلت و عذاب میں تھے اُس وقت اُن کے ہادی و رہبر حضرت دانیالؑ تھے جو نوے سال تک بخت نصر کی قید میں رہے۔ آخر جب اس کو حضرت دانیالؑ کی عظمت و فضیلت معلوم ہوئی اور اُس نے یہ سنا کہ بنی اسرائیل اُن کے انتظار میں ہیں اور اُن کے ذریعہ سے اپنی تکلیفوں اور سختیوں کے دور کے زائل ہونے کی امید رکھتے ہیں تو اس نے حضرت دانیالؑ کو نہایت کشادہ اور گہرے کنوئیں میں قید کر دیا اور ایک شیر اُس میں چھوڑ دیا تاکہ حضرت کو ہلاک کر دے اور حکم دیا کہ کوئی حضرت کو آب و غذا نہ دے۔ بشر تو حضرت کے قریب بھی نہیں گیا اور خداوند عالم اپنے ایک پیغمبر کے ذریعہ اُن کو آب و طعام پہنچایا کرتا تھا۔ حضرت دانیالؑ دن کو روزے سے رہا کرتے شام کو اُسی آب و غذا سے افطار کیا کرتے تھے۔ اس اثناء میں ان کے دوستوں اور شیعوں پر بلائیں سخت ہوتی رہیں اور وہ سب آپ کے ظہور کا انتظار کرتے رہے اور اُن میں سے اکثر آپ کی غیبت کی طویل مدت کے سبب دین میں شک و شبہ کرنے لگے۔ آخر جب حضرت دانیالؑ اور اُن کی قوم پر بلائیں

بخت نصر کا حضرت دانیالؑ کا سر کرنا۔

اور تکلیفیں حد سے زیادہ بڑھ گئیں بخت نصر نے خواب میں دیکھا کہ ملائکہ فوج و رفوج آسمان سے زمین پر نازل ہوتے ہیں اور کنوئیں پر جارہے ہیں جس میں حضرت دانیال قید تھے اور حضرت دانیال کو سلام کرتے ہیں اور اُن کو تکلیفوں کے دور ہونے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ صبح کو بیدار ہوا تو اپنے کئے پر نادام و پشیمان ہوا حضرت کو کنوئیں سے باہر نکلوا یا اور آپ سے معذرت کی اور اپنی بادشاہی اور سلطنت کے تمام امور حضرت کے سپرد کر دیئے اور آپ کو اپنے ملک کا فرمانروا بنا دیا پھر بنی اسرائیل کے جو لوگ پوشیدہ ہو کر باقی رہ گئے تھے حضرت دانیال کے پاس جمع ہونے لگے ان کو کشائش و راحت کا یقین ہو گیا۔ غرض کہ تھوڑے زمانہ تک اسی حال پر بسر ہوئی اور حضرت دانیال رحمت الہی سے واصل ہوئے اُن کے بعد امر نبوت و خلافت حضرت عزیرؑ کو پہنچا اور مؤمنین آپ کے تابع اور آپ سے مانوس ہوئے اور مسائل دین حضرت سے حاصل کرتے رہے پھر خدا نے ان کو بھی پوشیدہ کر دیا اور سو سال تک اُن کی غیبت قائم رہی پھر دوبارہ اُن پر اُن کو مبعوث فرمایا پھر ان کے بعد ججتہائے خدا غیبت میں رہے اور بلائیں بنی اسرائیل پر سخت ہوتی رہیں یہاں تک کہ حضرت یحییٰؑ ظاہر ہوئے۔

بند معتبر منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے سوال کیا کہ کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت دانیالؑ علم تعبیر خواب جانتے تھے اور آپ نے لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دی ہے فرمایا ہاں خدا اُن پر وحی فرماتا تھا۔ وہ پیغمبروں میں سے تھے اور اُن میں سے تھے جن کو خدا نے علم تعبیر عطا فرمایا تھا۔ بہت سچے نیک کردار اور حکیم و دانا تھے خدا کی عبادت ہم الہیت کی محبت دل میں لئے ہوئے کرتے تھے۔

بند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ حضرت دانیالؑ کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جس نے اُن حضرت سے عرض کیا تھا کہ چاہتا ہوں کہ میرا ایک لڑکا آپ کے ایسا نیک کردار ہوتا۔ حضرت نے پوچھا تیرے دل میں میری کس قدر عظمت و منزلت ہے اُس نے کہا آپ کی میرے دل میں بہت بڑی منزلت ہے اور مجھ کو آپ سے بڑی محبت ہے۔ حضرت دانیالؑ نے فرمایا جب اپنی زوجہ سے مقاربت تو کرے تو دل میں میری طرف رجوع رکھنا اور تمام تر میرا خیال اور دھیان کرنا جب اُس نے ایسا کیا اُس کے ایک لڑکا پیدا ہوا جو مخلوق میں سب سے زیادہ حضرت دانیالؑ سے مشابہ تھا۔

بند معتبر جناب رسول خداؐ سے منقول ہے کہ بخت نصر نے ایک سوتاسی

سال تک حکومت کی جب اس کی بادشاہی کے سینتالیس سال گزرے حق تعالیٰ نے حضرت عزیز کو اُن شہر والوں کی جانب مبعوث فرمایا جن پر موت طاری کرنے کے سو سال بعد زندہ کیا تھا وہ متفرق شہروں کے رہنے والے تھے اور موت کے خوف سے شہر سے بھاگے تھے اور حضرت عزیز کے قریب و جوار میں آکر بسے تھے وہ سب صاحبان ایمان تھے۔ حضرت عزیز اُن کی دلجوئی کرتے ان کی باتوں کو سنتے اور ان کے ایمان کے سبب ان کو دوست رکھتے تھے اور اُن کے ساتھ ایمانی برادری قائم کر لی تھی۔ ایک روز ان کے درمیان سے کہیں چلے گئے تھے۔ دوسرے روز جب واپس آئے دیکھا کہ سب کے سب مرے ہوئے ہیں۔ بہت رنجیدہ ہوئے اور تعجب سے کہا کہ خدا ان کو کب زندہ کرے گا تو خدا نے ان کی روح بھی اُسی وقت قبض کر لی۔ غرض کہ وہ سب لوگ سو سال تک اسی حال میں پڑے رہے بعد سو سال کے خدا نے حضرت عزیز کو مع ان لوگوں کے زندہ کیا وہ لوگ ایک لاکھ لڑنے والے سپاہی تھے۔ اُس کے بعد بخت نصر اُن پر مسلط ہوا۔ اُس نے سب کو قتل کر دیا اُن میں سے ایک بھی نہ بچا۔ جب بخت نصر فوت ہوا اور اُس کا بیٹا مہروبیہ بادشاہ ہوا اور اُس نے سترہ سال بیس روز بادشاہی کرنے کے بعد حکم دیا تو ایک بہت بڑا غار کھود کر حضرت دانیال اور ان کے شیعوں کو اُس میں ڈالا اور اوپر سے آگ روشن کر دی لیکن ان کو کوئی گزند نہ پہنچا جب اُس نے دیکھا کہ آگ ان کے نزدیک نہیں جاتی ہے تو اُسی غار میں سب کو قید کر دیا اور بہت درندے اُس میں چھوڑ دیئے اور ہر طرح کے عذاب سے ان کو معذب کیا یہاں تک کہ خدا نے ان کو اُس کے ہاتھ سے بجات دی۔ اور اصحاب الاخدود جو خدا نے قرآن میں فرمایا ہے یہی لوگ ہیں جب خدا نے حضرت دانیال کو اپنے جوار رحمت میں طلب کرنا چاہا ان کو حکم دیا کہ نور و حکمت خدا اپنے فرزند یحیا کو سپرد کریں اور اس کو اپنا خلیفہ بنائیں۔

بند حسن بلکہ صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ حضرت دانیالؑ یتیم تھے ان کے ماں باپ نہ تھے بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت نے ان کی پرورش کی تھی اُس زمانہ کے بادشاہ نے دو قاضی مقرر کر رکھے تھے ان دونوں کا ایک دوست نہایت نیک شخص تھا جس کی زوجہ بہت حسین و جمیل اور نہایت عبادت گزار تھی وہ مرد صالح بادشاہ کے پاس بھی آتا جاتا تھا۔ بادشاہ کو ایک روز ایک کام درپیش ہوا۔ اُن دونوں قاضیوں سے کہا کہ مجھے ایک معتبر شخص کی

حضرت عزیز کا قصہ اور اصحاب الاخدود کا تذکرہ۔

ایک مرد صالح کی یا اس اور جوار رحمت اور حضرت دانیالؑ کا یحییٰ بن یسہ۔

ضرورت ہے جسے فلاں کام سپرد کرنا چاہتا ہوں اُن قاضیوں نے اُسی مرد صالح کے بارے میں رائے دی۔ بادشاہ نے اُس کو اُس کام کے لئے کہیں باہر بھیج دیا جب وہ شخص جانے لگا تو دونوں قاضیوں سے کہتا گیا کہ میری زوجہ کی خبر گیری کرتے رہیں اُس کے جانے کے بعد وہ دونوں قاضی اپنے دوست کے گھر آئے تاکہ اُس کی عورت کا حال دریافت کریں۔ چونکہ وہ بہت حسین و جمیل تھی دونوں اس کو دیکھتے ہی عاشق ہو گئے اور اس کو بدکاری پر راضی کرنا چاہا۔ مگر وہ راضی نہیں ہوئی اُن دونوں نے کہا کہ اگر تو راضی نہ ہوگی تو ہم دونوں بادشاہ کے سامنے گواہی دیں گے کہ تو نے زنا کی ہے وہ تجھ کو سنگسار کر دے گا اُس عورت نے کہا جو چاہو کرو لیکن اس فعل بد کو گوارا نہیں کر سکتی۔ وہ دونوں خائف (وہاں سے مجبور ہو کر) بادشاہ کے پاس آئے اور گواہی دی کہ اُس عورت نے زنا کی ہے۔ بادشاہ کو یہ بات بہت گراں گذری اور بہت صدمہ ہوا کیونکہ وہ اُس عورت کی پارسائی کا بہت مستند تھا اور قاضیوں کی گواہی بھی رد نہیں کر سکتا تھا۔ آخر سوچ کر کہا کہ تمہاری گواہی منظور ہے لیکن تین روز کے بعد اس کو سنگسار کروں گا اور شہر میں منادی کرادی کہ فلاں روز سب لوگ جمع ہوں تاکہ فلاں عابدہ و صالحہ کو سنگسار کریں کیونکہ اس نے زنا کی ہے اور دو قاضیوں نے اس کی زنا کی گواہی دی ہے۔ یہ سن کر عام طور پر لوگوں کو یقین نہ آیا کہ وہ عورت ایسا کر سکتی ہے اور بادشاہ سے اُس کے بارے میں بحث کرتے رہے بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا کہ تمہارے ذہن میں بھی کوئی تدبیر ایسی نہیں آتی ہے جس سے اُس زن عابدہ کی نجات ہو سکے اُس نے کہا نہیں۔ جب تیسرا روز آیا جس روز عابدہ کو سنگسار کرنا تھا وزیر اپنے گھر سے نکل کر بادشاہ کے پاس چلا راستہ میں چند لڑکوں کو کھیلنے دیکھا جن میں حضرت دانیال بھی تھے وزیر حضرت کو نہیں پہچانتا تھا جب وزیر ان لڑکوں کے پاس پہنچا حضرت دانیال نے لڑکوں سے کہا لڑکوں! میں بادشاہ بنتا ہوں فلاں لڑکا عابدہ بنے اور فلاں فلاں وقاضی بنیں اور کچھ مٹی جمع کر کے (جبوترہ بنایا اور دانیال بیٹھے) اور نے کی تلوار اپنے واسطے بنائی اور دوسرے لڑکوں کو حکم دیا کہ ایک گواہ کو پکڑ کے فلاں مقام پر دوڑ لے جا کر کھڑا کرو اور دوسرے گواہ کا ہاتھ پکڑ کے دوسری طرف لے جا کر کھڑا کرو۔ پھر ان گواہوں میں ایک کو اپنے پاس بلایا اور کہا جو حق بات ہو وہی کہنا ورنہ تیری گردن اس تلوار سے اڑا دوں گا۔ وزیر وہاں ایک طرف کھڑا ہو کر یہ تمام ماجرا دیکھ رہا تھا۔

غرض وہ لڑکا جو گواہ بنا تھا بولا کہ عابدہ نے زنا کی حضرت دانیالؑ نے پوچھا کس وقت؟ کہا فلاں روز فلاں وقت۔ پوچھا کس کے ساتھ؟ کہا فلاں ولد فلاں کے ساتھ۔ پوچھا کس جگہ؟ کہا فلاں جگہ۔ تو حضرت دانیالؑ نے فرمایا اچھا اس کو لے جاؤ اور دوسرے گواہ کو لاؤ۔ لڑکوں نے اُس کو اُسی کی جگہ پر لے جا کر کھڑا کر دیا۔ پھر دوسرے گواہ کو بلایا اور پوچھا کس بارے میں تو گواہی دیتا ہے اُس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ عابدہ نے زنا کی پوچھا کس وقت؟ کہا فلاں وقت پوچھا کس کے ساتھ؟ کہا فلاں ولد فلاں کے ساتھ پوچھا کس مقام پر۔ ان دونوں گواہوں کے بیانات ایک دوسرے سے مختلف ثابت ہوئے تو حضرت دانیالؑ نے کہا اللہ اکبر ان لوگوں نے ناحق گواہی دی ہے اے فلاں شخص منادی کر دے کہ ان دونوں نے جھوٹ گواہی دی ہے لوگ جمع ہوں تاکہ ان دونوں کو قتل کیا جائے۔ جب وزیر نے حضرت دانیالؑ کا یہ عجیب فیصلہ ملاحظہ کیا جلدی جلدی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا بیان کیا تو بادشاہ نے بھی دونوں قاضیوں کو طلب کیا اور ایک دوسرے کو جدا کر کے ٹھہرایا۔ پھر ان میں سے ایک کو بلایا اور عابدہ کے بارے میں اسی طرح سوالات کئے۔ پھر دوسرے کو طلب کیا اور سوالات کئے دونوں کے بیانات ایک دوسرے کے مخالف تھے تو بادشاہ نے منادی کرائی کہ لوگ ان دونوں قاضیوں کے قتل کے لئے جمع ہوں کہ ان دونوں نے عابدہ بیگناہ پر افترا کیا ہے۔ پھر اُن دونوں کے قتل کا حکم دیا۔

بسنہ حسن بلکہ صحیح امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خداوند جلیل نے حضرت داؤدؑ کو وحی کی کہ میرے بندہ دانیالؑ کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم نے میری نافرمانی کی میں نے تم کو بخش دیا پھر نافرمانی کی پھر بخش دیا پھر نافرمانی کی پھر بخش دیا۔ اب اگر چوتھی بار نافرمانی کرو گے تو نہیں بخشوں گا حضرت داؤدؑ نے ان کو یہ پیغام الہی پہنچا دیا حضرت دانیالؑ نے کہا آپ پر جو حق رسالت تھا آپ نے ادا کر دیا۔ پھر سحر کے وقت حضرت دانیالؑ نے گریہ و زاری اور عجز و انکسار کے ساتھ دست مناجات رب العزت کی بارگاہ میں بلند کیا اور عرض کی پالنے والے میں نے تین مرتبہ نافرمانی کی تو نے بخش دیا اور اگر چوتھی مرتبہ نافرمانی کروں گا تو تو نہ بخشے گا تیرے عزت و جلال کی قسم اگر مجھ پر کرم نہ رکھے گا اور مجھے توفیق نیک نہ دے گا تو ضرور نافرمانی کروں گا اور پھر نافرمانی کروں گا اور پھر کروں گا۔

لے مولف فرماتے ہیں کہ حضرت داؤدؑ کی دانیالؑ سے ملاقات نہایت عجیب ہے ان احادیث سابقہ (باقی صفحہ ۸۳۵ پر)

بلند معبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالتہائے نبی نے فرمایا کہ روٹی کی قدر کرو کیونکہ اس کے لئے عرش سے زمین تک مخلوقات خدا نے عمل اور محنت کی ہے تب کہیں روٹی تیار ہوئی ہے پھر ان لوگوں سے فرمایا جو حضرت کے گرد بٹھتے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تم سے ایک بات بیان کروں لوگوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں حضرت نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک پیغمبر حضرت دانیال تھے ایک مرتبہ انہوں نے ایک کشتی بان کو ایک روٹی دی کہ مجھے دریائے پار اتار دے۔ اُس نے وہ روٹی پھینک دی اور کہا کہ میں اس روٹی کو لے کر کیا کروں گا ایسی روٹیاں تو ہمارے چاروں طرف پڑی ہوئی پامال ہوتی رہتی ہیں اُس کی یہ حرکت دیکھ کر حضرت دانیال نے اپنے دست مبارک آسمان کی جانب بلند کر کے کہا پالنے والے روٹی کی بیکداری نہ ہونے دے تو نے دیکھا کہ اس شخص نے روٹی کے ساتھ کیا کیا۔ اور روٹی کے بارے میں کیا کہا۔ تو خدا نے آسمان کو وحی کی کہ بارش اُن پر بند کر دے اور زمین کو وحی فرمائی کہ پختہ اینٹ کے پائند ہو جا کہ بچہ میں گھاس تک نہ اُٹکے۔ غرض کہ پانی برسنا بند ہو گیا اور اُن میں ایسا فحط پڑا کہ ایک دوسرے کو کھانے لگے اور جب اُن پر سختی و تنگی اُس حد تک پہنچ گئی۔ جہاں تک خدا کو منظور تھی جس سے اُن کی تادیب ہو سکے تو ایک روز ایک عورت نے جس کے ایک لڑکا تھا دوسری ایک عورت سے جس کے بھی ایک لڑکا تھا کہا کہ آج میں اپنے لڑکے کو مار ڈالتی ہوں تاکہ میں اور تو ملکر کھائیں اور کل تو اپنے لڑکے کو قتل کرنا اور اس میں سے مجھے بھی حصہ دینا اُس نے کہا منظور ہے غرض اس عورت نے اپنے لڑکے کو قتل کر دیا اور دونوں نے اُس کا گوشت کھالیا دوسرے روز جب دونوں کو بھوک معلوم ہوئی تو دوسری عورت نے اپنے بچے کو قتل کرنے سے منع کیا اس پر تکرار ہوئی۔ اور دونوں حضرت دانیال کے پاس فیصلہ کے لئے آئیں حضرت دانیال نے فرمایا کہ نہ بت یہاں تک پہنچ گئی کہ اپنے لڑکوں کو تم لوگ کھانے لگے دونوں نے عرض کی ہاں اے پیغمبر خدا بلکہ اس سے بدتر حالت ہے تو آپ نے اپنے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کئے اور مناجات کی کہ پالنے والے اپنے فضل و کرم کو پھر ہمارے شامل

(بقیہ ماشیہ ۸۳۵) کے پیش نظر جو گزریں جن سے معلوم ہوا کہ ان دونوں پیغمبروں کے درمیان مدت دراز کا فاصلہ تھا۔ ممکن ہے حضرت دانیال بہت بوڑھے ہو چکے ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ دوسرے دانیال رہے ہوں۔ حالانکہ یہ بھی ایک غریب و نادریات ہے۔ ۱۶

حال فرما اور کشتی بان اور اس کے مانند لوگوں کی نجات و گناہ کے سبب جنہوں نے کفرانِ نعمت کیا ہے بچوں اور کمزوروں کو عذاب میں مبتلا نہ رکھ۔ اُس وقت خدا نے اہلسان کو بارش کا اور زمین کو دانہ اُگانے کا حکم فرمایا کہ میری مخلوق کی کمی کو پورا کرے جو اتنی مدت تک اُن کے لئے قائم رکھی گئی تھی اس لئے کہ میں نے کمسن بچوں کی وجہ سے اُن پر رحم کیا۔

حدیث معتبرہ میں حضرت امیر المؤمنینؑ سے منقول ہے کہ جب کسی درندے کو دیکھو تو کہو۔ اَعُوذُ بِرَبِّ دَانِيَالٍ وَالْجُبِّ مِنْ شَرِّ كُلِّ اَسَدٍ مُسْتَسَاوِسٍ یعنی میں دانیالؑ کے اور اُس کنویں کے رب سے جس میں وہ ڈالے گئے تھے پناہ مانگتا ہوں شیر اور ہر درندہ کے شر سے۔

بند معتبرہ حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ خدا نے حضرت دانیالؑ کو وحی فرمائی کہ میرے تمام بندوں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ دشمن وہ جاہل و نادان ہے جو حق اہل علم کو شُبک سمجھتا ہے اور اُس کی پیروی نہیں کرتا اور میرے تمام بندوں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ دوست وہ پرہیزگار ہے جو میرے ثوابِ عظیم کا طالب ہوتا ہے اور علما کی خدمت میں رہتا ہے اُن سے جدا نہیں ہوتا اور بردباروں کی متابعت کرتا ہے اور عقلمندوں سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔

اپنی سندوں سے قطب راوندی اور ابن بابویہ نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ جب بخت نصر بادشاہ ہوا ہر وقت بنی اسرائیل سے فسق و فجور کا امیدوار رہتا کیونکہ جانتا تھا کہ جب تک وہ اس قدر زیادہ گناہ نہ کر لیں گے کہ خدا کی نصرت و اعانت کے مستحق نہ رہ جائیں اُس وقت تک وہ اُن پر مسلط نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے ہر وقت جاسوس لگائے رکھتا اور اُن کے حالات معلوم کرتا رہتا تھا یہاں تک بنی اسرائیل کا حال صلاح و فلاح سے فساد میں بدل گیا۔ انہوں نے اپنے پیغمبروں کو قتل کرنا شروع کیا۔ پھر تو بخت نصر اپنے لشکروں کو لے کر آیا اور اُن کو گھیر لیا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ۝ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے تو ریت میں بنی اسرائیل کو وحی کی کہ بیشک تم زمین میں دو مرتبہ فساد اور نہایت سرکشی و بغاوت کرو گے۔ فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ اُولٰٓئِهٖمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا اَلَنَّا اَوْ لٰى بِاٰیِسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوا۟ اِخْلَالَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝

درندوں سے محفوظ رہنے کی دعا۔

ہر اکابر سے بڑا دوست اور سب سے بڑا دشمن

سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۴

جب اُن کی پہلی مصیبت و سرکشی کے عذاب کا وعدہ آپہنچا تو ہم نے اپنے چند بندوں کو تم پر مسلط کیا جو رعب و دبدبے اور قوت و طاقت والے تھے تو وہ گھروں میں گھس پڑے اور اُن کو کپڑے گئے بہتوں کو مار ڈالا اور بہتوں کو قید کر دیا اور ان کے عذاب کا وعدہ واقع ہونے والا وعدہ تھا۔ وہب نے کہا کہ اس گروہ سے مراد بخت نصر اور اُس کے لشکر والے ہیں اور مفسرین نے کہا ہے کہ اُن کی سب سے پہلی سرکشی احکام توریت کی مخالفت تھی دوسرا فساد حضرت شیخیا یا حضرت اربنیا یا حضرت زکریا یا حضرت یحییٰ کا قتل اور حضرت عیسیٰ کے مار ڈالنے کا ارادہ تھا بعض مفسرین نے اس گروہ کو بخت نصر اور اُس کے ہمراہیوں کو قرار دیا ہے اور بعضوں نے جاوت۔ بعض نے سخا دیب کو کہا جو اہل نینوا میں سے تھا۔ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمْ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَامْدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرًا نَفِيرًا ﴿۵﴾ پھر ہم نے تمہارے لئے دولت اور اُن پر غلبہ عطا کیا اور مال و اولاد سے تمہاری مدد کی اور تمہاری فوج بڑھا دی۔ مفسرین بیان کرتے ہیں کہ بابل کے بادشاہ لہر اسف کی جانب سے بخت نصر جب ان کو تباہ و برباد کر چکا اُس کے بعد اُس کا بیٹا گشتاسف جب بادشاہ ہوا تو اس نے بنی اسرائیل پر رحم کیا اور ان کے قیدیوں کو رہا کر کے شام کی طرف بھیجا اور حضرت دانیالؑ کو ان کا بادشاہ بنایا تو بنی اسرائیل بخت نصر کے ہمراہیوں پر غالب ہوئے اور دوسرے قول کی بناء پر اس سے حضرت داؤدؑ کے جاوت کو قتل کرنے کی جانب اشارہ ہے۔ اور وہب نے روایت کی ہے کہ جب بخت نصر نے بنی اسرائیل کا محاصرہ کیا اور وہ اُس کے مقابلہ سے عاجز ہوئے اور اپنے پروردگار سے توبہ و انابت و گریہ و زاری کی اور نیکی و فلاح کی جانب رنج کیا جاہلوں اور نادانوں کو گناہ کرنے سے منع کیا نیک کاموں کا حکم دیا برائیوں سے روکا تو خدا نے ان کو بخت نصر پر غالب کیا اُس کے بعد جبکہ وہ مغلوب ہو چکے تھے اور ان کے شہروں کو وہ فتح کر چکا تھا۔ بخت نصر واپس ہوا اور سبب یہ ہوا کہ ایک تیر اُس کے گھوڑے کی پیشانی پر آ لگا۔ گھوڑا بھاگا اور اُس کو شہر سے باہر لے گیا۔ اُس کے بعد بنی اسرائیل نے سرکشی و فساد برپا کیا اور گناہوں میں مشغول ہوئے اس سبب سے پھر بخت نصر نے اُن پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جَبَّ اُنْكَارُهُمْ عَذَابُ الْآخِرَةِ لِيَسْؤَءَ أَوْجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ

وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتَّبِعِ الرَّسُولَ ۝ ہم نے اُن کو اُجھارا تا کہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں۔ اور بیت المقدس میں داخل ہوں جس طرح پہلی بار داخل ہوئے تھے تاکہ ان کو اس حد تک ہلاک و برباد کریں جس قدر وہ ظلم و طغیان کر چکے ہیں۔ مفسروں نے کہا ہے کہ بادشاہ بابل دوبارہ اُن سے جنگ کے لئے آیا اور وہب نے روایت کی ہے کہ جب بنی اسرائیل دوبارہ فساد کی جانب پلٹے اور حضرت ارمیا نے ان کو خبر دی کہ بخت نصر تم سے جنگ کے لئے آرہا ہے اور خدا نے تم پر غضب ڈھایا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر توبہ کرو گے تو تمہارے آبائے طاہرین کے سبب تم پر رحم کروں گا۔ اور فرماتا ہے کہ کبھی تم نے دیکھا ہے کہ کسی نے مجھ سے سرکشی کی اور اس کو میسر ہی نافرمانی کے سبب سعادت حاصل ہوئی؟ یا کسی نے میری اطاعت کی اور میری اطاعت کے سبب وہ بد بخت و بد حال ہوا۔ لیکن تمہارے علما و عبادت گزاروں نے میرے بندوں کو اپنا خدمت گار بنا رکھا ہے اور ان میں میری کتاب کے خلاف حکم کرتے ہیں اور بادشاہ اور تمہارے رئیس و امیر لوگ میری نعمتوں کے سبب سرکش ہو گئے ہیں اور دنیا نے ان کو مغرور کر رکھا ہے اور قاریان توریت اور تمہارے فقیہ لوگ سب کے سب بادشاہوں کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے ہیں۔ اور بدعتوں پر ان سے بیعت کرتے ہیں اور میری نافرمانی میں ان کی اطاعت کرتے ہیں اور ان کے لڑکے بالے دوسروں کے ساتھ گمراہی و ضلالت میں منہمک ہیں۔ باوجود ان خرابیوں اور بغاوت کے میں نے ان کو عافیت دے رکھی ہے لہذا تجھے قسم ہے کہ ان کی عزت کو ذلت سے اور امن کو خوف سے بدل دوں گا۔ اگر مجھ سے دعا کریں گے ان کی دعائیں قبول نہ کروں گا۔ جب اُن کے پیغمبر نے خدا کا یہ پیغام ان کو پہنچایا انہوں نے ان کی تکذیب کی اور کہنے لگے کہ تم خدا پر نہایت افترا کرتے ہو اور دعویٰ کرتے ہو کہ خدا اپنی مسجدوں کو اپنی عبادت سے معطل کر دے گا۔ اور پیغمبر کو پکڑ کے قید خانہ میں بند کر دیا آخر بخت نصر نے اُن کے شہروں پر لشکر کشی کی اور سات چھینے تک اُن کا محاصرہ کئے ہوئے تھا یہاں تک کہ وہ (بھوک کے سبب) اپنا پاخانہ و پیشاب کھانے پینے لگے۔ غرض کہ وہ اُن پر مسلط ہوا اور جباروں اور ظالموں کی طرح اُن کو قتل کیا۔ بہتوں کو وارپر کھینچا اور جلایا ان کی ناک اور زبانیں کاٹ ڈالیں۔ دانت توڑ ڈالے۔ اُن کی عورتوں کو ذلت کے ساتھ قید کیا۔ لوگوں نے بخت نصر کو بتایا کہ ان میں ایک شخص تھا جس نے ان کو ان تمام حالات سے جو اُن پر گذر رہے ہیں آگاہ کر دیا تھا لیکن ان

بنی اسرائیل کی سرکشی و طغیانی اور بخت نصر کا اُن پر مسلط ہونا۔

لوگوں نے اس کو جھٹلایا اور قید کر دیا۔ بخت نصر نے حکم دیا کہ ان کو قید خانہ سے نکال لائیں لوگ حضرت ارمیا کو اس کے پاس لائے اُس نے پوچھا کہ کیا آپ اُن کو اُن امور سے ڈراتے تھے جو ان پر واقع ہوئے فرمایا ہاں میں ان واقعات کو جانتا تھا اور خدا نے مجھ کو ان کی طرف اسی لئے رسول بنا کر بھیجا تھا۔ بخت نصر نے پوچھا تو پھر ان لوگوں نے آپ کو مارا اور قید کر دیا۔ فرمایا ہاں بخت نصر نے کہا کہ یہ لوگ بُرے اور بدکار ہیں کہ اپنے پیغمبر کو مارتے اور اپنے پروردگار کی رسالت کو جھٹلاتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں میرے ساتھ رہیں میں آپ کو عزت و احترام سے رکھوں گا اور اگر چاہیں اپنے شہروں میں رہیں میں آپ کو امان دیتا ہوں۔ حضرت ارمیا نے فرمایا کہ میں جب سے بیدار ہوا ہوں ہمیشہ خدا کے امان میں ہوں اور کبھی اُس کی امان سے باہر نہیں ہوا اور اگر بنی اسرائیل بھی اس کی امان سے باہر نہ ہوتے تو تجھ سے نہ ڈرتے۔ غرض ارمیا زمین ایلینا میں اپنے مقام پر رہے اُس وقت وہ شہر برباد ہو چکا تھا کچھ حصہ اُس کا بالکل منہدم ہو چکا تھا۔ بنی اسرائیل کے باقی ماندہ لوگوں نے جب سنا تو آپ کے پاس جمع ہوئے اور عرض کی یا نبی اللہ اب ہم نے آپ کو پہچانا کہ آپ ہمارے پیغمبر ہیں آپ ہم کو نصیحت کیجئے ہم آپ کے مطیع ہیں آپ نے ان کو حکم دیا کہ میرے ساتھ رہیں انہوں نے کہا کہ بادشاہ مصر کی جانب پناہ لیتے ہیں اور اُس سے امان طلب کرتے ہیں حضرت نے فرمایا امان خدا بہترین امان ہے تم اس کی امان سے باہر جاتے ہو اور دوسروں کی امان میں داخل ہوتے ہو۔ لیکن وہ لوگ حضرت ارمیا کو چھوڑ کر مصر کی جانب چلے گئے اور مصر کے بادشاہ سے امان کے طالب ہوئے۔ اُس نے ان کو امان دی۔ بخت نصر کو جب یہ معلوم ہوا تو اُس نے بادشاہ مصر کو نامہ لکھا کہ ان کو قید کر کے میرے پاس بھیج دے ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جائے۔ حضرت ارمیا کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان پر رحم فرمایا اور مصر تشریف لے گئے تاکہ ان کو بخت نصر کے شر سے نجات دلائیں اور بنی اسرائیل سے فرمایا کہ خدا نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ بخت نصر کو اس بادشاہ پر غالب کر دے گا اور اُس کی علامت یہ ہے کہ مجھے وہ جگہ دکھا دی ہے جہاں بخت نصر مصر کو فتح کرنے کے بعد تخت پر بیٹھے گا۔ پھر حضرت نے چار پتھر اُس کے تخت کی جگہ دفن کر دیئے۔ غرض کہ بخت نصر نے چڑھائی کی اور مصر کو فتح کیا اور اُن پر غلبہ حاصل کیا اور ان کو قید کیا۔ جب غنیمت تقسیم کرنے کا ارادہ کیا قیدیوں میں سے بعضوں کو قتل اور بعضوں کو آزاد کرنا چاہا تو انہی میں حضرت ارمیا کو دیکھا تو آپ سے کہا کہ میں تو آپ کا

احترام کرتا ہوں آپ میرے دشمنوں کے ساتھ شامل ہو گئے آپ نے فرمایا میں اس لئے آیا تھا کہ ان کو آگاہ کروں کہ تو ان پر غالب ہو گا اور ان کو تیرے رعب و جلال سے خوف و ہراس تھا حالانکہ تو بابل میں تھا میں نے اُسی وقت تیرے تخت کی جگہ بھی اُن کو بتا دی تھی اور تخت کے ہر پائے کی جگہ ایک ایک پتھر دفن کر دیا تھا۔ اور اُن لوگوں نے سب کچھ دیکھا تھا۔ بخت نصر کے حکم سے تخت ہٹا کر اُس کے ہر پائے کی جگہ کھودی گئی۔ جب پتھر ظاہر ہوئے اُس نے حضرت کے قول و ارشاد کو صحیح و درست پایا اور حضرت سے کہا کہ میں اب ان کو اس وجہ سے قتل کروں گا کہ انہوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کی باتوں کا یقین نہ کیا۔ آخر سب کو قتل کر دیا اور بابل واپس چلا گیا۔ حضرت ارمیا عرصہ تک مصر میں مقیم رہے۔ پھر خدا نے وحی کی کہ شہر ایلیا کو واپس جاؤ۔ حضرت ارمیا وہاں سے چلے اور جب بیت المقدس کے نزدیک پہنچے اور اس کی بربادی ملاحظہ کی تو بولے خدا کب اس شہر کو آباد کرے گا پھر شہر کے کنارے اُترے اور سو رہے اور خدا نے اُن کی روح قبض کر لی اور ان کو دنیا کی نگاہوں سے محفوظ رکھا وہ سو سال تک اُسی مقام پر مردہ پڑے رہے خدا نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ بیت المقدس کو آباد کرے گا جب ستر سال ان کی وفات کو گذر چکے ایلیا شہر کی تعمیر کی اجازت دی اور فارس کے ایک بادشاہ کے پاس ایک فرشتے کو بھیجا جس کو گوئنگ کہتے تھے کہ خدا تجھے حکم دیتا ہے کہ لشکر اور حشم و خدم و خزانہ کے ساتھ ایلیا کو روانہ ہو اور اُسکو آباد کر۔ اُس بادشاہ نے تیس ہزار اشخاص کو متعین کیا اور ہر ایک شخص کے ماتحت ہزار ہزار اشخاص کام کرنے والے (مزدور) کئے اور تعمیر عمارت سے متعلق جس قدر اوزار اور آلے جو ضروری تھے مہیا کئے۔ غرض تیس سال میں ایلیا شہر اور اس کی عمارتیں تیار ہو گئیں اُس وقت خدا نے حضرت ارمیا کو زندہ کیا جیسا کہ قرآن میں ارشاد فرمایا ہے۔

پھر (انہی) وہب بن غنہ سے روایت ہے کہ جب بخت نصر بنی اسرائیل کو قید کر کے اپنے ساتھ لے گیا انہی میں حضرت دانیال اور حضرت عزیر بھی تھے غرض کہ وہ جب شہر بابل میں پہنچا ان (بنی اسرائیل) کو اپنا غلام بنایا۔ پھر سات برس کے بعد ایک خواب دیکھا اور بہت ڈرا جب بیدار ہوا خواب بھول گیا۔ تو اپنی قوم کو جمع کیا اور اُن سے پوچھا کہ بتاؤ میں نے کیا خواب دیکھا تھا۔ تین روز کے اندر میرا خواب مجھے بتاؤ ورنہ سب کو دار پر چڑھا دوں گا۔ حضرت دانیال اس وقت زندان میں تھے۔ انہوں نے جب بخت نصر کے خواب دیکھنے کا حال سنا زندان باں سے کہا

حضرت دانیال سے بخت نصر کا اپنا خواب اور تعبیر دریافت کرنا وغیرہ۔

تو نے میرے ساتھ بہت نیکی کی ہے کیا اتنا ہو سکتا ہے کہ میرے بارے میں بادشاہ کو اطلاع دیدے میں اُس کا خواب اور اس کی تعبیر سب کچھ جانتا ہوں۔ واروغہ زندان بخت نصر کے پاس آیا اور حضرت دانیال کا پیغام عرض کیا۔ بخت نصر نے حضرت دانیال کو طلب کیا۔ اُس کی مجلس میں جو شخص آتا پہلے اُس کو سجدہ کرتا تھا۔ لیکن حضرت دانیال جب آئے تو آپ نے اس کو سجدہ نہیں کیا۔ حضرت بہت دیر تک کھڑے رہے اور اُس نے آپ سے کوئی بات نہ کی۔ پھر بخت نصر نے نگہبانوں کو باہر جانے کا حکم دیا اور حضرت دانیال سے پوچھا کہ آپ نے سجدہ کیوں نہ کیا آپ نے فرمایا کہ میرا پروردگار جس نے مجھے علم تعبیر خواب عطا فرمایا ہے کسی غیر کے سجدہ کو منع کرتا ہے۔ اور اگر اُس کے سوا کسی کو سجدہ کروں گا تو یہ علم مجھ سے دفع ہو جائے گا۔ پھر تجھ کو کچھ فائدہ نہ پہنچے گا اسی سبب سے میں نے تجھ کو سجدہ نہیں کیا۔ بخت نصر نے کہا چونکہ آپ نے اپنے خدا کی شرط پوری کی اس لئے میرے شر سے محفوظ ہو گئے۔ اب بیان کیجئے کہ میں نے کیا خواب دیکھا تھا۔ حضرت دانیال نے فرمایا کہ تو نے خواب میں ایک عظیم بت کو دیکھا جس کا پیر زمین پر اور سر آسمان سے لگا ہوا تھا۔ اُس کا اوپری حصہ سونے کا تھا اور درمیانی حصہ چاندی کا اور نیچے کا حصہ تانبے کا اس کی پینڈ لیاں لوہے کی اور پیر ٹھیکرے کے تھے اور تو اس کی اچھائی بزرگی اور مضبوطی اور اجزاء کے مختلف ہونے کو دیکھ رہا تھا ناگاہ آسمان سے ایک فرشتے نے ایک پتھر اُس بت پر پھینکا جو اس کے سر پر لگا اور اُس کو چھوٹا کر دیا اس طرح کہ اُس کے بدن کے سونے چاندی تانبے لوہے اور ٹھیکرے کے تمام اجزاء ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے اور تجھے ایسا خیال ہوا کہ اگر تمام جن وانس جمع ہو کر چاہیں کہ اُس کے اجزاء ایک دوسرے سے جدا کریں تو نہیں کر سکتے پھر تو ایسا سمجھنے لگا کہ ذرا بھی ہوا چلے تو ان سب کو پر اگندہ و منتشر کر دے گی۔ پھر تو نے دیکھا کہ وہ پتھر جو اُس فرشتے نے پھینکا تھا بڑا ہونے لگا یہاں تک کہ تمام زمین پر چھا گیا۔ تو جس قدر دیکھتا تھا سوائے آسمان اور اُس پتھر کے تجھ کو کچھ نظر نہ آتا تھا۔ بخت نصر نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے یہی خواب دیکھا تھا اب اس کی تعبیر بیان کیجئے حضرت دانیال نے فرمایا جس بت کو تو نے دیکھا تھا اس کی مثال اُمّتوں کی ہے جو اول اور درمیان اور آخر زمانہ میں ہوں گی اور جو حصہ سونے کا تھا اس کی مثال اس زمانہ کی اُمّت اور تیری بادشاہی ہے۔ اور چاندی سے تیرے بیٹے کی بادشاہی مراد ہے

جو تیرے بعد ہو گا اور تانبے کی مثال امت روم ہے اور لوہے کی مثال فارس والے اور عجم کے بادشاہ ہیں اور ٹھیکرے کی مثال دو امت کی بادشاہی ہے کہ ان کے بادشاہ کی دو بیبیاں ہوں گی ایک یمن کی شرقی جانب اور دوسری شام کی غربی سمت۔ اور وہ پتھر جس نے آسمان سے آ کر بت کو چھوٹا کر دیا وہ اُس دین کی جانب اشارہ ہے جو آخر زمانہ میں اُس وقت کی امت پر نازل ہو گا اور دوسرے دینوں کو شکست دیگا (اور باطل کر دیگا) خداوند عالم ایک پیغمبر امی کو عرب کی سرزمین سے مبعوث کرے گا۔ جس کے سبب تمام امتوں اور دینوں کو پست کر دے گا جیسا کہ تو نے خواب میں دیکھا کہ وہ پتھر بڑا ہوا اور اُس نے تمام زمین کو گھیر لیا۔ یہ سن کر بخت نصر بولا آپ کے احسان و کرم کے برابر مجھ پر کسی شخص کا حق نہیں میں آپ کو اس کا عوض دینا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اپنے شہروں کی طرف جانا چاہیں تو میں وہاں بھیج دوں اور آپ کی خاطر اُن شہروں کو آباد کر دوں اور اگر میرے ساتھ رہنا چاہیں تو آپ کو عزت و احترام کے ساتھ اپنے ہمراہ رکھوں گا۔ حضرت دانیالؑ نے فرمایا ہمارے شہر جب تک خدا نے خراب و ویران رکھنا مقدر کر رکھا ہے وہ سب برباد ہی رہیں گے اور وہ جب چاہے گا آباد کرے گا میں تو تیرے ساتھ ہی رہنا بہتر سمجھتا ہوں بخت نصر نے اپنے لڑکوں اور خدمتگاروں اور اپنے کنبے والوں کو جمع کر کے کہا کہ یہ شخص حکیم و دانہ ہے جس کے سبب خدا نے مجھے اُس غم سے نجات بخشی جس سے تم سب عاجز ہو چکے تھے لہذا میں نے اپنے اور تمہارے تمام امور اُس کے حوالے کر دیئے اسے میرے فرزند واس مرد بزرگ سے علم حاصل کرو اور اس کی اطاعت کرو اور کوئی پیغام میری جانب سے اور کوئی حکم اس کی جانب سے تمہارے پاس پہنچے تو پہلے اس کے حکم کو مانو۔ غرض کہ پھر کوئی کام بغیر حضرت کے مشورے کے نہیں کرتا تھا جب بخت نصر کی قوم کے لوگوں نے یہ دیکھا حضرت دانیالؑ سے حسد کرنے لگے اور بخت نصر کے پاس آ کر کہنے لگے کہ تمام روئے زمین کا مالک تو خود تو ہے اور تو نے خود بھی اپنے کو اس کا فرمانبردار بنالیا ہے ہمارے دشمن گمان کرتے ہیں کہ تیری عقل زائل ہو گئی ہے کہ اپنی بادشاہی سے دست بردار ہو گیا ہے۔ بخت نصر نے کہا کہ میں اس مرد کے ذریعہ جو بنی اسرائیل میں سے ہے تمہارے امور کی اصلاح میں مدد حاصل کرتا ہوں اس لئے کہ اُس کا پروردگار اُس کو امور خیر سے آگاہ کرتا رہتا ہے اُن سب نے کہا کہ ہم تیرے لئے ایک خدا مہیا کئے دیتے ہیں جو تیرے معاملات

بخت نصر کا خواب اور حضرت دانیالؑ کا اس کی تفسیر بیان کرنا۔

میں تیری مدد کر لگا اور تو دانیال سے بے نیاز ہو جائے گا۔ بخت نصر نے کہا تم کو اختیار ہے۔ یہ سن کر وہ سب چلے گئے اور بہت بڑا بت بنایا اور ایک روز عید کا قرار دیا جس میں اُس بت کے لئے بہت سے جانوروں کی قربانی اور بڑی آگ روشن کی مثل آتش نمرود کے اور لوگوں کو اُس بت کے سجدہ کی دعوت دی۔ جو شخص اُس کو سجدہ نہیں کرتا تھا اس کو اس آگ میں ڈال دیتے تھے۔ حضرت دانیال کے ساتھ بنی اسرائیل میں سے چار جوان تھے جن کے نام یوشال، یوحین، عیصوا اور مرسوس تھے وہ صاحب ایمان اور بڑے مخلص تھے وہ لوگ اُن چاروں جوانوں کو بت کے سامنے سجدہ کرنے کے لئے پکڑ لائے۔ اُن جوانوں نے کہا یہ خدا نہیں بلکہ یہ بے شعور لکڑی ہے جسے آدمیوں نے بنایا اگر تم کہو تو میں اُس خدا کو سجدہ کروں جس نے اس بت کو پیدا کیا ہے۔ یہ سن کر اُن سب نے اُن چاروں اشخاص کو باندھ کر آگ میں ڈال دیا صبح کو بخت نصر نے اپنے محل کے بالا خانے سے دیکھا کہ وہ زندہ ہیں اور ایک اور بزرگ اُن کے پاس بیٹھے ہیں اور آگ ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ دیکھ کر وہ بہت خوفزدہ ہوا اور حضرت دانیال کو بلا کر اُن کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا یہ چاروں جوان میرے دین پر ہیں اور میرے خدا کی پرستش کرتے ہیں اس سبب سے خدا نے ان کو تیرے شر سے محفوظ رکھا۔ اور وہ دوسرا شخص ایک فرشتہ ہے جو سردی و گرمی پر مومل سے خدا نے اُس کو اُن کی مدد کے لئے بھیجا ہے۔ بخت نصر نے حکم دیا۔ اُن چاروں اشخاص کو آگ سے باہر نکالا گیا۔ اُس نے پوچھا آج رات تم نے کیونکر بسر کی۔ انہوں نے کہا جب سے خدا نے ہم کو پیدا کیا ہے آج کی رات سے بہتر کوئی شب ہمارے لئے نہیں گذری۔ بخت نصر نے یہ سن کر اُن کا احترام کیا اور ان کو حضرت دانیال کے ساتھ کر دیا۔ پھر تیس سال تک اسی حال پر گزرے۔ پھر بخت نصر نے ایک دوسرا خواب دیکھا جو پہلے خواب سے زیادہ ہولناک تھا اور پھر بھول گیا۔ اپنی قوم کے علماء کو جمع کر کے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور مجھے خوف ہے کہ وہ میرے ہلاک ہونے کی دلیل ہے مجھے اُس خواب کی تعبیر سے آگاہ کرو۔ وہ بولے جب تک دانیال اس ملک میں ہیں ہم تیرے خواب کی تعبیر نہیں بیان کر سکتے۔ اُس نے یہ سن کر سب کو نکال دیا اور دانیال کو بلایا اور اپنا خواب دریافت کیا حضرت نے فرمایا تو نے خواب میں بہت سے تروتازہ درختوں کو دیکھا جن کی شاخیں آسمان تک پہنچی تھیں اور اُن پر آسمان کے پرندے بیٹھے ہوئے تھے اور اُس درخت کے سائے میں زمین

بخت نصر کا خواب اور اس کی تعبیر

کے وحشی اور درندہ تھے اور تو اُس درخت کو دیکھ رہا تھا اُس کی طراوت و شادابی تجھے بہت بھلی معلوم ہو رہی ناگاہ ایک فرشتہ آسمان سے نیچے آیا جو ایک لوہا تیر کے مانند اپنے گلے میں لٹکائے ہوئے تھا اور دوسرے فرشتے سے کہہ رہا تھا جو آسمان کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ خدا نے تجھ کو کس طرح اس درخت کے اُکھاڑنے کا حکم دیا ہے آیا جڑ سے اُکھاڑنے کو فرمایا ہے یا کچھ چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے۔ اُس فرشتے نے کہا خدا نے حکم دیا ہے کہ درخت کا کچھ حصہ کاٹ ڈالو اور کچھ چھوڑ دو۔ پھر اُس کے بعد تو نے دیکھا کہ اُس فرشتے نے اُس تیر سے درخت پر مارا جس سے وہ ٹوٹ کر پراگندہ ہو گیا اور جس قدر چڑیاں اُس پر تھیں سب منتشر ہو گئیں اور اُس درخت کے نیچے جس قدر درندے اور جنگلی جانور تھے سب متفرق ہو گئے اُس درخت کا صرف تنہ باقی رہ گیا۔ اس کی طراوت و شادابی سب زائل ہو گئی بخت نصر نے کہا یہی میرا خواب تھا۔ اب اس کی تعبیر بیان فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا وہ درخت تو اور چڑیاں اور پرندے جو اُس پر تھے دیکھے وہ تیرے اہل و عیال اور کنبے والے تھے اور اُس درخت کے نیچے جنگلی جانور اور درندے نظر آئے وہ تیرے ملازمین و غلام وغیرہ تھے اور تو نے بت کی پرستش کے سبب خدا کو غضبناک کر دیا۔ بخت نصر نے کہا پھر اب تمہارا پروردگار کیا کرے گا۔ فرمایا تجھ کو تیرے جسم کے بارے میں ہتلا کرے گا اور تو سات برس تک مسخ رہے گا پھر آدمی کی صورت میں پٹ آئے گا جیسے کہ اس وقت تو ہے۔ بخت نصر کو بہت صدمہ ہوا اور سات روز تک روتا رہا۔ سات روز کے بعد اپنے محل کے بالا خانہ پر گیا خدا نے اس کو بصورت عقاب مسخ کر دیا وہ اڑ گیا۔ حضرت دانیال نے اس کے فرزندوں اور اہل و عیال کو حکم دیا کہ اُس کی سلطنت میں کوئی تبدیلی نہ کریں جب تک وہ نہ آئے غرض کہ وہ آخر میں ایک پیشہ کی شکل میں مسخ ہوا اور اُڑتا ہوا اپنے مکان واپس آیا تو خدا نے پھر اس کو انسان بنا دیا۔ اُس نے غسل کیا اور ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور لوگوں کو جمع کیا اور کہا میں نے اور تم سب نے خدا کے سوا اُس چیز کی عبادت کی جو کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اور بیشک مجھ پر میری ذات کے بارے میں خدا کی کچھ قدرت ظاہر ہو گئی جس سے میں نے سمجھا کہ بنی اسرائیل کے خدا کے علاوہ کوئی اور خدا نہیں لہذا جو شخص میری متابعت کرے گا وہ مجھ سے ہے اور وہ برابر درجہ میں ہو گا اور جو میری مخالفت کرے گا میں اپنی تلوار سے اُس کا سر اُڑا دوں گا

یہاں تک کہ خدا میرے اور اُس کے درمیان حکم کرے۔ میں نے تم کو آج رات صبح تک کی مہلت دی۔ صبح تم سب میرے پاس پھر حاضر ہونا۔ یہ کہہ کر وہ اپنے محل میں چلا گیا اور اپنے بستر پر بیٹھا۔ خدا نے اسی وقت اُس کی روح قبض کر لی۔ وہاں نے کہا میں نے یہ تمام قصہ ابن عباس سے سنا ہے۔

پھر قطب راوندی روایت کرتے ہیں کہ جب بخت نصر مر گیا تو لوگوں نے اُس کے رط کے کی اطاعت کی اُس نے اُن ظروف کے بارے میں حضرت دانیال سے مشورہ کیا جو جنوں اور شیطانوں نے حضرت سلیمان کے لئے مروارید و یاقوت وغیرہ کے بنائے تھے جو ایسے دریاؤں سے نکالے گئے تھے جن کو کشتی کے ذریعہ عبور کرنا ممکن نہ تھا ان کو بخت نصر نے بیت المقدس اور بابل سے غنیمت میں حاصل کیا تھا حضرت دانیال نے فرمایا یہ ظروف طاہر و پاک ہیں ان کو پیغمبر اور پیغمبر کے فرزند نے بنوائے ہیں تاکہ ان کے پروردگار کی عبادت کا وسیلہ ہو لہذا ان کو سُوَر کے گوشت اور نجس چیزوں سے کشیف اور نجس مت کرنا کیونکہ ان کا وارث کوئی ہے جس کے پاس بہت جلد خدا ان کو پہنچا دے گا۔ لیکن اُس نے حضرت دانیال کے حکم پر عمل نہ کیا اور حضرت کو نکال دیا اور آزاد کر دیا۔ اس کی ایک نہایت عقلمند عورت تھی جس نے حضرت دانیال سے تربیت حاصل کی تھی اُس نے ہر چند اس کو نصیحت کی کہ تیرا باپ ہر مشکل امر میں حضرت دانیال سے مدد طلب کیا کرتا تھا ان کی نافرمانی مت کر مگر اس نے کچھ نہ سنا اور ہر فعل بد کا مرتکب ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس کے بیشمار گناہوں کے سبب زمین نے بارگاہ احدیت میں فریاد و استغاثہ کیا۔ آخر ایک روز جبکہ وہ اپنے عید گاہ میں تھا اُس نے دیکھا کہ آسمان سے ایک ہاتھ برآمد ہوا اور دیوار پر تین کلمے لکھ کر قلم و ہاتھ غائب ہو گیا۔ اُس نے حضرت دانیال کو بلایا اور اس کا مطلب دریافت کیا آپ نے فرمایا پہلے کلمہ کا مطلب یہ ہے کہ تیری عقل تیز کی ترازو میں تولی گئی تو وہ بہت سبک ٹھہری۔ دوسرے کلمے کے معنی یہ ہیں کہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ جب تو بادشاہ ہو گا تو نیک کام کرے گا لیکن تو نے وفانہ کیا۔ اور تیسرے کلمے کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے عظیم بادشاہی تجھ کو اور تیرے باپ کو دی تھی لیکن تم نے اپنی بد اعمالیوں سے اس کو ضائع و برباد کر دی اب تاقیامت تیرے خاندان میں بادشاہی نہ ہوگی۔ اُس نے پوچھا بادشاہی برطرف ہونے کے بعد کیا ہو گا فرمایا خدا کے عذاب میں گرفتار ہو گا۔ اسی اثنا میں خدا نے ایک مچھر

کو بھیجا جو اس کی ناک کی سوراخ میں داخل ہو گیا اور اُس کا بھیجا کھانے لگا (جب اُس کا سر پیشا جاتا تھا۔ تو وہ رُک جاتا تھا یہاں تک کہ محبوب ترین اُس کے نزدیک وہ شخص تھا جو اُس کے سر پر گز سے مارتا۔ چالیس روز اسی حال سے گزرے یہاں تک کہ وہ جہنم داخل ہوا۔ لے

ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز عزیر علیہ السلام نے مناجات کی کہ پالنے والے میں نے تیرے تمام امور و احکام میں غور کیا اور اپنی عقل سے آثارِ عدالت کو مکمل پایا ایک بات ضرور ہے جس میں میری عقل حیران ہے اور وہ یہ کہ تو ایک گنہگار جماعت پر غضبناک ہوتا ہے اور عذاب بھیجتا ہے تو سب پر جس میں بے گناہ بچے بھی ہوتے ہیں۔ حکم ہوا کہ شہر سے نکل کر صحرا میں چلے جاؤ۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور صحرا میں نکل گئے جب ہوا کی گرمی شدید ہوئی ایک درخت کے سائے میں پناہ لی اور سو گئے۔ ایک چوٹی نے ان کے سپر میں کاٹ لیا انہوں نے جھجھکا کے پیر زمین پر مارا وہاں کی سیکنڈوں چوٹیوں مر گئیں اُس وقت وہ سمجھے کہ خدا نے اُن کو اس مثال کے ذریعہ سنجھا یا ہے پھر خدا نے ان کو وحی کی کہ اے عزیر جب کوئی گروہ میرے عذاب کا مستحق ہوتا ہے تو عذاب کا ایک وقت میں مقرر کرتا ہوں جبکہ لڑکوں اور بچوں کی عمر پوری ہو چکی ہوتی ہے تو لڑکے بچے تو اپنی موت سے مرتے ہیں اور گناہ کار لوگ میرے عذاب کے سبب ہلاک ہوتے ہیں۔

بسنید صحیح حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک پیغمبر بنی اسرائیل پر مبعوث فرمایا جس کو ارمیا کہتے تھے خدا نے ان کو وحی کی کہ بنی اسرائیل سے پوچھو کہ وہ کون سا شہر ہے جس کو میں نے تمام شہروں میں سے انتخاب اور برگزیدہ کیا ہے اور جس میں عمدہ قسم کے درخت میں نے اُگائے ہیں ہر درخت سے انگہ اور بہتر اور میں نے ان کو پاک کیا ہے وہ شہر پھر گندہ اور خراب ہو گیا اور عمدہ پھل والے درختوں کے بجائے اُس شہر میں درختانِ خرنوب پیدا ہو گئے۔

لے مولف فرماتے ہیں کہ وہب ابن منبہ سے جو یہ قصہ منقول ہیں عامہ کے طریق سے ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں اور احادیث معتبرہ سے یہ ظاہر نہیں کہ بخت نصر مسلمان ہوا۔ چونکہ ابن بابویہ اور قطب راوندی نے یہ روایت نقل کی تھی میں نے بھی نقل کر دی اور توحید مفصل میں بخت نصر کے مسخ ہونے کا ایک خفیف اشارہ ہے لیکن ملاحظہ فرمائیے۔

سبب عذاب گروہ کے ساتھ عذاب بچے بھی کیوں عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں۔

جب حضرت ارمیائے بنی اسرائیل سے یہ بات پوچھی وہ ہنسے اور آپ کا مذاق اڑائے گئے حضرت نے خدا سے ان کی شکایت کی۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اُن سے کہو کہ وہ شہر بیت المقدس ہے اور وہ درخت بنی اسرائیل میں جن سے ہر بادشاہ کا تسلط میں نے برطرف کر رکھا تھا۔ آخر اُن لوگوں نے فساد برپا کیا اور میری نافرمانی کرنے لگے تو میں اب اُن پر ایسے شخص جبار کو مسلط کروں گا جو اُن کا خون بہائے گا اُن کے مال و اسباب لوٹ لے گا۔ وہ ہر چند فریاد کریں گے میں اُن پر رحم نہ کروں گا مجھ سے دعا میں مانگیں گے میں قبول نہ کروں گا۔ سو سال تک اُن کا یہی حال رہے گا پھر سو سال کے بعد اُن کو آباد کروں گا۔ جب یہ پیشین گوئی حضرت ارمیائے بنی اسرائیل سے بیان کی ان کے علماء رونے چلانے لگے کہ یا رسول خدا ہمارا اس میں کیا گناہ ہے ہمارے اعمال اُن نافرمانوں کے سے تو نہیں ہیں لہذا آپ بارگاہ معبود میں مناجات کریں۔ حضرت ارمیائے سات روز روزہ رکھا اُن پر کوئی وحی نازل نہ ہوئی۔ پھر دوبارہ سات روز رونے رکھے اس کے بعد پھر سات روز سے رکھے تو اکیسویں روز اُن پر وحی نازل ہوئی کہ اس ارادہ سے باز آ جاؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اُس امر میں مجھ سے شفاعت کرو جو میرے حتمی حکم سے تعلق رکھتا ہے اگر دوبارہ اس بارے میں تم نے کچھ کہا تو تمہارا چہرہ پشت کی جانب پھیر دوں گا۔ بنی اسرائیل کے علماء سے کہہ دو کہ تمہارا گناہ یہی ہے کہ تم اُن کے گناہوں کو دیکھتے رہے اور پیٹم پوشی کرتے رہے تم نے ان کو روکا نہیں۔ پھر خدا نے اُن پر بخت نصر کو مسلط فرمایا اُس نے اُن کے ساتھ جو کچھ کیا وہ تم نے سنا۔ آخر میں بخت نصر نے حضرت ارمیائے کو بلا کر کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے اپنے پروردگار کی جانب سے ان کو خبر دے دی تھی جو کچھ میں نے ان کے ساتھ کیا لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اچھا آپ اگر چاہیں تو میرے ساتھ رہیں یا جہاں چاہیں آپ جا سکتے ہیں حضرت نے علیحدہ رہنا پسند فرمایا اور اپنے توشہ میں آپ انگور اور انجیر لے کر اور دوسری روایت کے مطابق انگور اور لہسن ساتھ لے کر شہر سے اتنی دور نکل گئے جہاں تک نظر کام کر سکتی تھی۔ پھر پلٹ کے شہر کی جانب دیکھا اور فرمایا ان مردوں کو خدا کیونکر زندہ کرے گا۔ تو خدا نے ان کی روح قبض کر لی اور سو سال تک مردہ رکھا صبح کے وقت وہ مریے تھے اور جب سو سال کے بعد خدا نے ان کو زندہ کیا تو شام کا وقت تھا اور آفتاب غروب ہونے والا تھا اور سب سے پہلے اُن کے جس عضو میں جان

آئی اُن کی آنکھیں تھیں۔ اُن سے کہا گیا کہ کتنی مدت اس مقام پر تم نے قیام کیا انہوں نے کہا ایک روز اور جب دیکھا کہ آفتاب ابھی غروب نہیں ہوا تو بولے بلکہ ایک روز سے بھی کم۔ کہا گیا نہیں سو سال سے اسی مقام پر پڑے ہو۔ اپنے کھانے پینے کی چیزیں دیکھو کہ اُن میں مطلق تغیر نہیں ہوا ہے اور اپنے خچر کو دیکھو کہ کس طرح بوسیدہ اور اعضا شکستہ ہے۔ پھر خدا نے اُن کی آنکھوں کے سامنے ان کے بدن کی ہڈیوں کو اور اُن کے جانور کے اعضا کو ایک دوسرے سے ملایا اور رگیں پیٹھے اور گوشت پوست وغیرہ پیدا کئے وہ صبح و سالم ہو گئے تو اُٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ میں جانتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ بخت نصر کو اس لئے اس نام سے موسوم کیا گیا کہ کتنے کے دودھ سے پلا تھا۔ بخت کتیا کا نام تھا اور نصر اُس کے مالک کا۔ بخت نصر گبر (آتش پرست) تھا جس کا خاندان نہیں ہوا تھا۔ بیت المقدس پر فوج کشی کی چھ لاکھ علم کے ساتھ شہر میں داخل ہوا اور کیا جو کچھ کیا۔

بند معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ مہینے کے آخری چہار رشتہ کو بیت المقدس برباد کیا گیا اور اسی روز مسجد حضرت سلیمانؑ اصطفیٰ فارس میں جلائی گئی۔

بند ہائے معتبر منقول ہے کہ ابن کو انے حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ آپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک لڑکا ایسا گزرا ہے جو اپنے باپ سے (بظاہر) عمر میں بہت بڑا تھا حالانکہ میری عقل اس کو قبول نہیں کرتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جب عزیز اپنے گھر سے نکلے اُن کی زوجہ حاملہ تھی اور اُسی وقت اُن کے لڑکا پیدا ہوا۔ اُس وقت حضرت کی عمر پچاس سال کی تھی خدا نے ان کی روح قبض کر لی جب وہ سو سال کے بعد زندہ ہوئے تو خدا نے ان کو اُسی ہیئت و حالت میں زندہ کیا جیسا کہ پچاس سال کی عمر میں تھے۔ جب وہ اپنے گھر واپس آئے تو اُن کی عمر پچاس کی تھی اور آپ کے لڑکے آپ سے عمر میں بہت بڑے تھے۔

بند معتبر منقول ہے کہ جب ہشام بن عبد الملک حضرت امام محمد باقرؑ کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ عیسائیوں کے ایک بہت بڑے عالم نے جو اُس وقت شام میں تھا حضرت سے چند سوالات کئے اور جواب سن کر مسلمان ہو گیا۔ اُس کا ایک سوال یہ بھی تھا کہ آپ مجھے آگاہ فرمائیں اُس مرد کے حال سے جس نے اپنی زوجہ

روز چہار رشتہ کی عورت

سے مقاربت کی اور وہ دو لڑکوں سے حاملہ ہوئی اور دونوں بیک وقت پیدا ہوئے ایک ہی وقت مرے اور ایک ہی قبر میں دفن ہوئے لیکن ایک کی عمر ڈیڑھ سو سال تھی۔ اور ایک کی عمر صرف پچاس برس کی۔ حضرت نے فرمایا یہ دونوں بھائی عزیز و عزیرہ تھے جو ایک ساعت میں پیدا ہوئے جب تیس سال ان کی عمریں ہوئیں تو خدا نے حضرت عزیرہ کو سو سال تک کے لئے مردہ کر دیا جب ان کو زندہ کیا بیس سال عزیرہ کے ساتھ زندہ رہے اور پھر دونوں ایک ہی وقت رحمت الہی سے واصل ہوئے۔ عزیرہ کی مدت زندگانی پچاس سال تھی اور عزیرہ کی ڈیڑھ سو سال۔

تیسواں باب

حضرت یونس بن ممتی اور ان کے پدر بزرگوار علیہم السلام کے حالات

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فَلَوْ لَا كَانَتْ قَدِيَّةٌ اٰمَنْتْ فَنَفَعَهَا اِيْمَانُهَا لَآ قَوْمٌ يُّوْنِسُ ط كَمَا اَمْنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حَيٰثٍ ۝۹۸ سورہ یونس پ۔ کوئی آبادی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان اس کو فائدہ دیتا ہاں یونس کی قوم جب (عذاب ظاہر ہونے پر) ایمان لائی تو ہم نے دنیاوی زندگی میں اُن سے رسوائی کا عذاب ٹال دیا اور ہم نے انہیں ایک وقت تک چین و آرام دے دیا۔ اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ وَ ذَا النُّونِ اِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نُّقَدِّسَ عَلَيْهِ فَنَادٰۤى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ؕ اِنِّیْ كُنْتُ

لے مولف فرماتے ہیں کہ چونکہ جو حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ خدا نے جس کو سو سال تک مردہ رکھا وہ حضرت ارمیا تھے زیادہ صحیح اور زیادہ تعداد میں ہیں ممکن ہے جو حدیثیں حضرت عزیرہ کے بارے میں ہیں تنقید پر محمول ہوں کہ حضرت نے اہل کتاب کی موافقت میں فرمایا ہوتا کہ ان کی ہدایت کا سبب ہو اور وہ انکار نہ کر سکیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں حضرات کے لئے ایسا واقع ہوا ہو اور آریہ مبارکہ میں جو کچھ واقع ہوا ہے اُس میں حضرت ارمیا کی طرف اشارہ ہے اور واضح ہو کہ یہ فقہ بھی رجوع کی حقیقت پر دلالت کرتا ہے اُس متواتر حدیث کے موافق جس کو اس کے پہلے مکرہم کچھ چکے ہیں کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا ہے اس امت میں بھی واقع ہو گا۔ ۱۷

سورہ مائدہ

مِنَ الظَّالِمِينَ ۝۸۷ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنْجِي
 الْمُؤْمِنِينَ ۝۸۸ صاحب ماہی یعنی یونسؑ کو یاد کرو جس وقت کہ وہ اپنی قوم کے
 درمیان سے اُن پر غضبناک ہو کر نکلے اور یہ گمان کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہ کریں
 گے۔ امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے یعنی ان کو یقین ہو گیا تھا کہ ہم اُن پر روزی
 تنگ نہ کریں گے اور بعض کا قول ہے یعنی انہی کا گمان تھا کہ ترک اولی جو اُن
 سے صادر ہوا ہم اس پر کوئی عقوبت مقرر نہ کریں گے چنانچہ حضرت امام محمد باقرؑ سے
 منقول ہے کہ انہوں نے تاریکیوں اور ظلمتوں میں ندا کی اور امام رضاؑ نے فرمایا یعنی
 ظلمتِ شب و ظلمتِ دریا اور تاریکیِ شکم ماہی میں (انہوں نے ندا کی) کہ معبود تیرے
 سوا کوئی خدا نہیں میں تیری تنہا پہرہ کرتا ہوں اُن تمام امور سے جو تیری ذات و
 صفات کے لائق نہیں ہیں (تو ہر غیب سے پاک و پاکیزہ ہے) بیشک میں تصور وار
 ہوں یا یہ کہ میں قوم کے درمیان سے چلا آیا حالانکہ اُن کے ساتھ رہتا بہتر تھا یا یہ الفاظ
 عاجزی و شکستگی کے طور پر کہا بغیر اس کے کہ کوئی گناہ یا امر ناپسندیدہ صادر ہوا ہو۔
 حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جب مچھلی کے پیٹ میں ایسے اطمینانِ قلب کے
 ساتھ خدا کا ذکر کیا کہ میں نے کبھی خدا کی ایسی عبادت نہیں کی تو (خدا فرماتا ہے کہ) ہم
 نے ان کی دعا قبول کی اور غم و اندوہ سے ان کو نجات عطا کی اور ہم یوں ہی مومنوں کو
 غم و رنج سے نجات دیتے ہیں جبکہ وہ ان کلمات کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں جیسا
 کہ بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔ وَإِنْ يُونُسَ لِمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝۸۹ بیشک
 یونسؑ پیغمبروں میں سے تھے۔ اِذْ اَبْقٰ اِلٰى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝۹۰ جس وقت قوم کے
 درمیان سے نکلے اور سامان و اسباب اور لوگوں سے بھری ہوئی کشتی کی جانب
 آئے۔ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ۝۹۱ تو اہل کشتی کے درمیان فزع و ڈالا
 گیا جبکہ مچھلی کشتی کی راہ میں حائل ہوئی تو وہ مغلوبوں میں سے ہوئے اور فرعہ ان کے
 نام نکلا۔ فَالْتَقَبَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝۹۲ تو مچھلی ان کو نگل گئی۔ اور وہ اپنے
 آپ کو عطا کرنے لگے۔ فَلَوْلَا اَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسْتَجِبِينَ ۝۹۳ لَلْبَيْتِ
 فِي بَطْنِهِ اِلٰى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ۝۹۴ تو اگر وہ تسبیح کرنے والے نہ ہوتے تو بے
 شبہ قیامت تک مچھلی کے شکم میں رہتے فَتَذَكَّرُنَّ رِبَّكَرَّاءَ وَهُوَ
 سَقِيمٌ ۝۹۵ پھر ہم نے ان کو شکم ماہی سے نکال کر ایک صحرا میں ڈال دیا جہاں

سورہ الصافات ۱۲۸ تا ۱۳۹

نہ کوئی درخت تھا نہ سبز نہ حالانکہ وہ بیمار تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اُن کا جسم اس بچے کے مانند (نرم و نازک) ہو گیا تھا۔ جس وقت کہ وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔
 وَابْتَلٰنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقُطِیْنِ ﴿۱۳۸﴾ اور ہم نے کدو کا درخت ان کے لئے
 اُگادیا جو اُن پر سایہ فگن ہو گیا۔ وَارْسَلْنَاہُ اِلٰی مِائِةٍ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدٌ وَّن ﴿۱۳۹﴾
 اور ہم نے ان کو ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگوں پر مبعوث کیا یعنی زمین نینوا پر
 جو موصل کے شہروں میں سے ہے۔ بعض کہتے ہیں اُو (یا) بمعنی واؤ ہے یعنی
 ایک لاکھ اور زیادہ۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے ان کو بہت سی
 جماعتوں کی طرف بھیجا کہ اگر ان کو کوئی دیکھتا تو کہتا ایک لاکھ اشخاص ہیں یا زیادہ
 اور زیادتی کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ بیس ہزار تھے اور بعض بیس ہزار
 کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ستر ہزار تھے۔ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنَاهُمْ اِلٰی حَبِیْنِ ﴿۱۴۰﴾
 وہ لوگ ایمان لائے تو ہم نے ان کو کچھ مدت تک مستفید ہونے دیا (یعنی) ان کی
 آخر عمر تک (دنیا میں اُن سے عذاب ٹال دیا) اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔
 وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْخُوْبِ اِذْ نَادٰی وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۱۴۱﴾ اور صاحب خوت کے
 مانند مت ہونا یعنی یونس کی طرح جبکہ انہوں نے مچھلی کے شکم میں سے پکارا حالانکہ
 وہ اس میں مقید تھے یا رنج و اندوہ سے بھرے ہوئے تھے۔ کَوْلَا اَنْ تَدَارِكْ
 نَعْبَةً مِّنْ رَبِّہٖ لَنْبَذًا یَّا لَعْدًا وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۱۴۲﴾ اگر یہ نہ ہوتا کہ خدا اُن کا
 تدارک کرتا اور اس کی نعمتیں ان کو پہنچتی تو وہ خالی بیابان میں جو محل مذمت و ملامت
 تھا پڑے رہتے۔ فَاجْتَبٰہُ رَبُّہٗ فَجَعَلْہٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ پھر اُن کے پروردگار
 نے ان کو برگزیدہ کیا اور ان کو نیکوں میں سے قرار دیا۔

بند معبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے کسی قوم پر سے عذاب
 کو اس کے آثار ظاہر ہو جانے کے بعد نہیں ٹالا سوائے یونسؑ کی قوم کے حضرت
 یونسؑ ان کو اسلام کی دعوت دیتے رہے اور وہ انکار کرتے رہے تو اُن پر
 بددعا کرنے کا ارادہ کیا اُن میں دو اشخاص تھے ایک عابد نوح خانامی اور دوسرا عالم
 تھا جس کو روبیل کہتے تھے۔ عابد کہتا تھا بددعا کیجئے اور عالم اُن پر بددعا کیا جانا نہیں
 چاہتا تھا کہتا تھا کہ خدا آپ کی بددعا رو تو نہیں کریگا لیکن اپنے بندوں کو ہلاک کرنا
 بھی پسند نہیں کرنا۔ یونسؑ نے عابد کی بات مان لی اور اُن کے لئے بددعا فرمائی۔ خدا
 نے ان کو وحی کی کہ فلاں سال فلاں مہینے میں فلاں روز ان پر عذاب نازل

کرونگا۔ جب اس وعدہ کا وقت قریب آیا حضرت یونسؑ عابد کو لے کر اُن کے درمیان سے نکل گئے مگر عالم اُنہی کے ساتھ رہا۔ آثار عذاب دیکھ کر عالم نے کہا خدا سے فریاد و استغاثہ کرو۔ شاید وہ تم پر رحم فرمائے اور عذاب کو ٹال دے لوگوں نے پوچھا کس طرح الحاح دزاری کریں اُس نے کہا گھروں سے نکل پڑو جنگل میں چلو۔ بچوں کو اُن کی ماؤں سے جدا کر دو۔ اونٹوں۔ گایوں اور بھیڑ بکریوں کے بچوں کو بھی اُن کی ماؤں سے الگ کر دو اور بارگاہ الہی میں گڑ گڑاؤ تو بہ کرو۔ یہ سُن کر سب نے ایسا ہی کیا۔ بیابان میں نکل گئے اور نالہ و فریاد اور بیحد گریہ و زاری کی۔ تو خدا نے ان پر رحم فرمایا اور عذاب ملتوی کر دیا جبکہ اُن کے قریب ہو چکا تھا۔ اس کے بعد حضرت یونسؑ آئے تاکہ دیکھیں کہ وہ کس طرح ہلاک ہوئے ہیں۔ تو دیکھا کہ بل چلانے والے بل چلا رہے ہیں اُن سے پوچھا کہ یونسؑ کی قوم کا معاملہ کیا رہا۔ اُس نے حضرت کو نہیں پہچانا اور کہا کہ یونسؑ نے اُن پر نفرین کی اُن کی دعا قبول ہوئی اُن پر عذاب نازل ہوا اور قوم کے لوگ جمع ہو کر روئے چلائے خدا کی بارگاہ میں توبہ کی خدانے اُن پر رحم فرمایا اور عذاب اُن سے رد کر کے پہاڑوں پر منتشر کر دیا۔ اب وہ لوگ حضرت یونسؑ کی تلاش میں ہیں تاکہ اُن پر ایمان لائیں۔ حضرت یہ سُن کر غضبناک ہوئے اور غصہ میں بھرے ہوئے دریا کے کنارے پہنچے۔ ایک کشتی دیکھی جس پر سامان وغیرہ بار تھا اور روانہ ہونے والی تھی حضرت اجازت لے کر اُس پر سوار ہو گئے جب کشتی دریا کے بیچ میں پہنچی خدانے ایک بڑی مچھلی بھیجی جس نے کشتی کا راستہ بند کر دیا۔ حضرت یونسؑ نے جب اُس مچھلی کو دیکھا بہت ڈرے اور کشتی کے دوسرے لوگوں پر بھی خوف طاری ہوا اور بولے کہ ضرور کوئی گنہگار ہمارے کشتی پر سے دیکھنا چاہئے وہ کون ہے جب قرعہ ڈالا گیا تو حضرت یونسؑ کے نام نکلا تو آپ کو مچھلی کے منہ میں ڈال دیا مچھلی پانی میں چلی گئی۔

حضرت یونسؑ کو مچھلی کا نکل لینا۔

علمائے یہود میں کسی نے حضرت امیر المومنینؑ سے سوال کیا کہ وہ کون سا قید خانہ ہے جو اپنے قیدی کو لئے ہوئے زمین کے اطراف میں چکر لگاتا تھا فرمایا وہ مچھلی ہے جس کے شکم میں خدا نے حضرت یونسؑ کو قید کر دیا تھا وہ مچھلی دریا سے قلمزم میں چلی گئی وہاں سے دریائے مصر میں آئی پھر وہاں سے دریائے طبرستان میں پہنچی پھر بغداد کے دجلہ میں داخل ہوئی وہاں سے زمین کے نیچے چلی گئی یہاں تک کہ قارون کے پاس پہنچی حضرت یونسؑ نے قارون سے جو گفتگو کی وہ قارون

کے حالات میں بیان ہو چکی ہے اور خدا نے ایک فرشتہ کو جو قارون پر موکل تھا حکم دیا کہ دنیا کے دنوں میں اُس سے عذاب کو روک لے۔ غرض شکم ماہی میں حضرت یونسؑ نے ندا کی۔ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ خدا نے ان کی دعا مستجاب فرمائی اور مچھلی کو حکم دیا تو اُس نے آپ کو دریا کے کنارے اُگل دیا۔ آپ کا گوشت و پوست گل گیا تھا پھر خدا نے درخت کدو آپ کے پاس اُگادیا۔ جس نے آپ کے جسم پر سایہ کیا تاکہ آفتاب کی حرارت سے تکلیف نہ ہو پھر درخت کو حضرت کے پاس سے دُور کر دیا جب آپ کے جسم پر آفتاب کی شعاعیں پڑیں (اور دھوپ سے اذیت پہنچی) تو آپ بیچپن ہو کر فریاد کرنے لگے۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ اے یونسؑ ایک لاکھ سے زیادہ آدمیوں پر تم کو رحم نہ آیا اور اپنے لئے ایک ساعت کی تکلیف میں فریاد کرتے ہو عرض کی پالنے والے معاف کرا اور میری خطا سے درگزر فرما۔ آخر خدا نے ان کو صحت بخشی اور وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور سب ان پر ایمان لائے۔ مچھلی کے پیٹ میں آپ نو گھنٹے رہے۔ دوسری روایت میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں تین روز رہے اور۔ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ۝ کہتے رہے خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی مچھلی نے ساحل پر اُن کو اُگل دیا ان کے لئے خدا نے درخت کدو اُگادیا جس کو وہ مثل پستان مادر کے چوستے رہے اور اُس کے سایہ میں گزر کرتے تھے۔ ان کے جسم کے تمام بال گر گئے تھے وہ حضرت یسوعؑ خدا کرتے تھے اور شب و روز یاد خدا میں بسر کرتے تھے۔ جب طاقت آ گئی اور جسم مضبوط ہو گیا خدا نے ایک کیڑا پیدا کر دیا جس نے درخت کدو کی جڑ کھالی اور وہ درخت خشک ہو گیا۔ حضرت یونسؑ پر یہ امر بہت گراں گذرا اور وہ رنجیدہ ہوئے تو خدا نے وحی کی کہ اے یونسؑ کیوں غمگین ہو عرض کی پالنے والے یہ درخت جس سے مجھ کو فائدہ تھا اُس پر تو نے ایک کیڑے کو مسلط فرما دیا جس نے اُس کو خشک کر دیا ارشاد ہوا اے یونسؑ تم اُس درخت کے لئے تو رنجیدہ ہو گئے جس کو خود تم نے نہ بویا تھا نہ سینچا تھا اور نہ کوئی محنت کی تھی نہ توجہ کی کہ کیوں خشک ہو گیا حالانکہ اُس سے مستغنی ہو چکے ہو لیکن نینو اے کے رہنے والے ایک لاکھ سے زیادہ آدمیوں کے لئے تم کو افسوس نہ آیا اور چاہتے ہو کہ اُن پر عذاب نازل ہو حالانکہ وہ سب ایمان لے آئے گنہوں سے پرہیز کرنے لگے ہیں لہذا اُن کے پاس جاؤ۔ یہ سن کر حضرت یونسؑ قوم کی جانب

والپس آئے۔ جب شہر نینوا کے قریب پہنچے۔ شہر میں داخل ہونے سے شہر مانے لگے ایک چرواہے کو دیکھا تو اس سے فرمایا کہ شہر میں جا کر ندا دے دو کہ یونسؑ یہاں آئے ہیں چرواہے نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو شہر میں نہیں آتی کہ ایسا دعویٰ کرتے ہو۔ یونسؑ تو دریا میں ڈوب گئے اور ختم ہو گئے حضرت یونسؑ نے فرمایا تیری یہ گوسفند گواہی دے گی کہ میں یونسؑ ہوں۔ غرض کہ اس کی ایک گوسفند بقدرت خدا گویا ہوئی اور کہا کہ یہی یونسؑ ہیں۔ چرواہے نے اس گوسفند کو اٹھایا اور شہر کی جانب دوڑا ہوا گیا اور جب قوم سے پکار کر کہا کہ حضرت یونسؑ آئے ہیں تو لوگ مذاق سمجھ کر اس کو مارنے دوڑے اس نے کہا یہ گوسفند گواہی دے رہی ہے کہ یونسؑ آئے ہیں۔ پھر وہ گوسفند گویا ہوئی اور بولی کہ چرواہا سچ کہتا ہے خدا نے یونسؑ کو تمہاری طرف بھیجا ہے۔ یہ سن کر قوم حضرت یونسؑ کی طرف دوڑی اور لوگ ان کو شہر میں لائے اور ان پر ایمان لائے اُن کا ایمان بہتر و نیک تھا خدا نے ان کو زندہ رکھا جب تک کہ ان کی حیات مقدر کر چکا تھا اور اپنے عذاب سے ان کو امان بخشی۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ جب خدا نے یونسؑ کو سخت تاکید کی کہ اپنی قوم کو خبر دیں اس کے خلاف جو پہلے (عذاب آنے کی) خبر دے چکے تھے اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تو انہوں نے گمان کیا کہ اگر (عذاب ٹل جانے کی) یہ رسالت قوم کو نہ پہنچائیں تو خدا ان سے کوئی باز پرس نہ کرے گا (امام نے) فرمایا کہ قوم یونسؑ کے عذاب کے بارے میں جبریلؑ نے استئذان کیا اور ختم نہ کیا لیکن یونسؑ نے استئذان کو سنا نہ تھا۔

بند حسن حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت ائمہ سلمہؑ نے سرور کائناتؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ اپنے معبود سے مناجات کر رہے ہیں۔ اللّٰهُمَّ لَا تَكَلِّئْنِي اِلٰی نَفْسِي طَرْفَةً عَيْنٍ اَبَدًا۔ خداوند اُمّج کو کبھی ایک چشم زدن کے لئے بھی میرے حال پر مت چھوڑو ائمہ سلمہؑ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ بھی ایسا فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کیونکہ مطمئن ہوں حالانکہ یونسؑ بن متا کو ایک چشم زدن کے لئے اُن کے حال پر چھوڑ دیا تھا تو اُن سے صادر ہوا جو کچھ ہوا۔

دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ ابو بصیر نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ کس سبب سے خدا نے عذاب کو قوم یونسؑ سے ٹال دیا حالانکہ اُن کے سروں کے قریب پہنچ چکا تھا۔ کسی دوسری اُمت کے بارے میں ایسا نہیں ہوا فرمایا اس لئے

کہ علم الہی میں گزر چکا تھا کہ اُن کے توبہ کرنے کے سبب سے عذاب اُن سے برطرف کر دے گا۔ اور یونسؑ کو اس کی خبر نہ دی تھی اس لئے کہ چاہتا تھا کہ ان کو اپنی بندگی کے لئے مچھلی کے شکم میں فارغ کر دے تاکہ خدا کے کرم و ثواب کے مستحق ہو جائیں۔ دوسری حدیث موثق میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ خدا نے جب کسی

قوم پر عذاب بھیجا تو پھر واپس نہ کیا سوائے قوم یونسؑ کے لوگوں نے پوچھا۔ کیا عذاب اُن کے سرور کے قریب پہنچ چکا تھا فرمایا ہاں اس قدر نزدیک ہو چکا تھا کہ ہاتھ وہاں تک پہنچ سکتا تھا۔ پوچھا کہ پھر خدا نے کیوں ٹال دیا اور کیا رگی اُن کی بے خبری میں کیوں نہ نازل کر دیا جیسا کہ دوسری امتوں پر نازل کیا فرمایا اس لئے کہ خدا کے علم مکنون (پوشیدہ علم) میں گزر چکا تھا کہ وہ توبہ کریں گے اور عذاب ان سے برطرف کر دیا جائے گا اور یہ دوسروں پر ظاہر نہیں کیا گیا تھا۔

اور دوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ جب یونسؑ صبح کو گئے اور کوہستان روحانی طرف سے گزرے تو کہتے تھے کَبَيْتِكَ كَشَافَ الْكَرُوبِ الْعَظَامِ كَبَيْتِكَ۔ یعنی تیری خدمت میں آیا ہوں اور میں نے تیری دعوت کو قبول کیا ہے اے غمون اور بڑی سختیوں کے دور کرنے والے۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے جس کے لئے قرعہ ڈالا گیا وہ جناب مریمؑ تھیں اُن کے بعد حضرت یونسؑ کے لئے قرعہ ڈالا گیا جبکہ وہ کشتی میں اُس جماعت کے ساتھ سوار ہوئے اور کشتی دریا کے بیچ میں ٹرک گئی۔ تین مرتبہ اُس وقت قرعہ ڈالا گیا اور ہر مرتبہ حضرت یونسؑ کے نام نکلا تو حضرت یونسؑ کشتی کے درمیانی حصہ کے پاس آئے تو دیکھا کہ ایک بڑی مچھلی منہ کھولے ہوئے ہے تو آپ اُس کے منہ میں کود پڑے۔

بند معتبر ابن یعفور سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت صادقؑ نے آسمان کی جانب ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔ رَبِّ لَا تَكِلْنِي إِلَىٰ نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ أَبَدًا وَلَا أَقْلَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ۔ یعنی پروردگار مجھ کو میرے حال پر ایک چشم زدن کے لئے بھی نہ چھوڑ نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ یہ کہتے تھے اور آنسو آپ کی آنکھوں سے ریش مبارک پر جاری تھے۔ پھر میری جانب رُخ کیا اور فرمایا کہ اے پسرا بی یعفور خدا نے حضرت یونسؑ کو ایک چشم زدن سے بہت زیادہ کم اُن کے حال پر چھوڑ دیا تھا تو اُن سے وہ ترک اولیٰ صادر ہوا کہ اگر اسی حال میں وہ مر جاتے تو اُن

کے مرتبہ میں بہت کمی واقع ہو جاتی۔

ابن بابویہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یونسؑ کو اس لئے یونسؑ کہتے ہیں کہ جب اپنی قوم پر غضبناک ہوئے تو اُن کے درمیان سے نکل گئے اور اپنے پسر و مرد گار سے اُنس اختیار کیا اور جب پھر اپنی قوم کی جانب واپس آئے تو اُن کے مونس بن گئے۔ بسند معتبر حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے میری ولایت اہل آسمان و زمین پر پیش کی جس نے قبول کیا قبول کیا اور جس نے انکار کیا انکار کیا اور حضرت یونسؑ نے بھی جیسا کہ چاہئے قبول نہ کیا یہاں تک کہ خدا نے اُن کو شکم ماہی میں محبوس کر دیا تب انہوں نے قبول کیا جو حق تھا قبول کرنے کا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت یونسؑ نے اپنی قوم کی بہت بد اعمالیاں دیکھیں اور ان کو نصیحت فرمائی لیکن وہ باز نہ آئے تو غضبناک ہو کر اپنی قوم کے پاس سے چلے گئے اور دریا کے کنارے پہنچے اور ایک جماعت کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے ایک مچھلی کشتی کے راہ میں حائل ہو گئی تاکہ ان کو غرق کر دے حضرت یونسؑ نے فرمایا کہ یہ مچھلی مجھ کو چاہتی ہے مجھے دریا میں ڈال دو اہل کشتی کو پس و پیش ہوا اور بولے کہ آپ تو ہم میں سب سے بہتر ہیں آپ کو کیوں مچھلی چاہے گی۔ یہاں تک کہ قرعہ ڈالا اور تین مرتبہ حضرت یونسؑ کے نام نکلا تو لوگوں نے آپ کو دریا میں ڈال دیا اور مچھلی آپ کو نگل گئی۔ خدا نے مچھلی کو وحی فرمائی کہ میں نے یونسؑ کو تیرا رزق نہیں قرار دیا ہے۔ اُن کی ہڈی نہ توڑنا اور ان کا گوشت مت کھانا۔ مچھلی آپ کو دریاؤں میں گھماتی رہی۔ اور وہ خدا کو تارکیبوں میں نذا دیتے تھے لا الہ الا انت الخ جب مچھلی اُس دریا میں پہنچی جس میں قارون تھا اُس نے ایسی آواز سنی کہ پہلے کبھی نہ سنی تھی تو اس نے اُس فرشتے سے پوچھا جو اُس پر موکل تھا کہ یہ کیسی آواز ہے اُس نے کہا یہ یونسؑ پیغمبر ہیں مچھلی کے پیٹ میں ذکر خدا کر رہے ہیں اُس نے کہا کیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں اُن سے کچھ کلام کروں کہا ہاں۔ قارون نے کہا اے یونسؑ ہارونؑ کیا ہوئے فرمایا وہ مر گئے تو قارون رویا پھر پوچھا موسیٰؑ کیا ہوئے فرمایا وہ بھی مر گئے قارون پھر رویا تو خدا نے وحی کی اُس فرشتے پر جو موکل تھا کہ عزیزوں کے لئے رقت کے سبب اُس پر عذاب میں تخفیف کرنے اور دوسری روایت کے بموجب وحی فرمائی کہ بقیہ ایام دنیا تک عذاب کو ملتوی کر دے۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا

یونسؑ کا ذکر

کہ پیغمبر خداؐ فرماتے تھے کہ کسی کو زیبا نہیں ہے کہ یہ کہے کہ میں آسمان پر جانے سے خدا سے بہ نسبت یونسؑ کے جو دریا میں تھے نزدیک ہو گیا تھا کیونکہ خدا کے لئے آسمان و دریا سب ایک ہے۔ خدا مجھے آسمان پر اس واسطے لے گیا تھا کہ وہاں کے عجائب دکھائے اور یونسؑ کو دریا میں لے گیا تاکہ دریاؤں کے عجائب دکھائے۔

بسنہ معتبر منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنینؑ کی بعض کتابوں میں میں نے دیکھا کہ حضرت رسولؐ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے خدا نے جبریلؑ کے ذریعہ سے خبر دی کہ اُس نے یونسؑ بن مثنیٰ کو ان کی قوم پر مبعوث فرمایا جس وقت کہ ان کی عمر تیس سال تھی وہ بہت تنومند شخص تھے لیکن صبر کا حوصلہ بہت نہ رکھتے تھے اور قوم کی جانب التفات زیادہ نہ تھی اور پیغمبری کے بارگراں کی برداشت نہ رکھتے تھے اور بار نبوت اٹھانے میں مشغول نہ ہوتے تھے بلکہ اس سے دور رہنا چاہتے تھے جیسے کہ شتر جوان بار اٹھانے سے بھاگتا ہے۔ غرض کہ تینتیس سال اپنی قوم میں رہے اور ان کو خدا پر ایمان اور اپنی پیغمبری و اطاعت کی جانب دعوت دیتے رہے لیکن وہ نہ ایمان لائے نہ آپ کی متابعت کی سوائے دو شخصوں کے جن میں سے ایک روبیل تھے اور ایک کا نام تنوخا تھا۔ روبیل صاحب علم و پیغمبری و حکمت والے خاندان سے تھے اور یونسؑ کے ساتھ مدت سے رہتے تھے قبل اس کے کہ وہ مبعوث ہوں اور تنوخا ضعیف العقل عابد و زاہد تھا جو خدا کی عبادت میں بہت کوشش و مبالغہ کرتا تھا لیکن علم و حکمت سے محروم تھا۔ روبیل کو سفند چراتے اور اسی پر زندگی گزارتے۔ تنوخا لکڑیاں مہر پر جنگل سے لاتا اور فروخت کر کے روزی حاصل کرتا تھا۔ روبیل کی عزت یونسؑ کے نزدیک تنوخا سے زیادہ تھی۔ اس سبب سے کہ وہ صاحب علم و حکمت تھے اور مدت سے حضرت کی خدمت میں رہتے تھے۔ جب یونسؑ نے دیکھا کہ ان کی قوم اُن کی باتیں نہیں مانتی اور اُن پر ایمان نہیں لاتی تو بہت کدر ہوئے اور صبر و اضطراب نفس میں پیدا ہوا تو خدا سے اس حال کی شکایت کی اور کہا پروردگار! تو نے مجھے قوم پر مبعوث فرمایا جبکہ میں تیس سال کا تھا اور تینتیس سال اُن میں رہا اور ان کو تیری وحدانیت اور اپنی رسالت کی تصدیق کی دعوت دیتا رہا اور تیرے غضب اور عذاب سے ڈراتا رہا لیکن انہوں نے میری تکذیب کی اور میری رسالت سے انکار کیا اور ایمان نہ لائے اور میری پیغمبری کا مذاق اڑاتے رہے اور مجھ کو ڈراتے و دھمکاتے ہیں مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے لہذا اُن پر عذاب نازل فرمایہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہ لائیں گے خدا نے

اُن پر وحی فرمائی کہ اُن کے درمیان حاملہ عورتیں۔ نابالغ بچے۔ ضعیف مرد۔ کمزور عورتیں اور کمزور عقل کے لوگ ہیں اور میں عدل کے ساتھ حکم کرنے والا خدا ہوں میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے۔ میں چھوٹوں پر قوم کے بزرگوں کے گناہ کے سبب عذاب نہیں کیا کرتا۔ اسے یونسؑ وہ سب میرے بندے ہیں میرے پیدا کئے ہوئے اور بنائے ہوئے ہیں میرے شہر میں رہتے ہیں میری روزی کھاتے ہیں چاہتا ہوں کہ ان کے عذاب میں ترقی و دلجوئی کے ساتھ تاخیر کروں انتظار کرتا ہوں کہ شاید وہ لوگ توبہ کر لیں۔ میں نے تم کو اُن پر مبعوث کیا ہے اس لئے کہ تم اُن کے محافظ و مکران رہو اور اُن پر مہربانی کرو اس قربت کے سبب سے جو تم کو اُن سے ہے اور پیغمبری کی رافت و رحمت کے لئے شفقت و کرم کے ساتھ اُن سے پیش آؤ اور رسالت کے تحمل کے سبب اُن کی برائیوں پر صبر کرو اور اُن پر بیماروں پر شفقت کرنے والے وانا طیب کے مانند اُن پر مہربان رہو لیکن تم نے اُن پر سختی کی اور رفت و مدارات سے پیش نہ آئے اور پیغمبروں کے طریقہ سے محبت و شفقت کے ساتھ اُن سے برتاؤ نہ کیا اور اب جبکہ تمہارا صبر نازل ہو گیا اور تمہارا خلق تنگ ہو گیا اور بے تامل اُن کے لئے عذاب کے طالب ہو گئے میرے بندے نوح کا صبر تم سے زیادہ تھا اور اُن کا اپنی قوم کے ساتھ برتاؤ بہت اچھا تھا اور صبر و انتظار بہت زیادہ تھا اور اُن کا عذر مکمل تھا لہذا میں نے اُن کے لئے اُن کی قوم پر قہر و غضب کیا جبکہ وہ خود قوم پر غضبناک ہوئے اور میں نے ان کی دُعا قبول کی جب انہوں نے دعا کی۔ یونسؑ نے عرض کی خداوند ا میں اُن پر غضبناک نہیں ہوا مگر اس لئے کہ انہوں نے تیری مخالفت کی اور ان کے لئے میں نے بددعا نہیں کی مگر جب کہ انہوں نے تیری نافرمانی کی لہذا تیرے عزت و جلال کی قسم میں اُن پر مہربان نہیں ہو سکتا اور اب ہرگز ان کو مشفقانہ نصیحت نہ کروں گا اُس کے بعد جبکہ وہ اس مدت میں کافر ہو گئے اور تیری وحدانیت سے انکار کرنے لگے اور میری رسالت کی تکذیب کرنے لگے لہذا اُن پر عذاب نازل فرما کیونکہ وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے پھر حق تعالیٰ نے فرمایا اسے یونسؑ وہ ایک لاکھ سے زیادہ میری مخلوق۔۔۔ ہیں۔۔۔ میرے شہروں کو آباد کرتے ہیں اور میرے اور بندے اُن سے پیدا ہوں گے۔ یہ پسند کرتا ہوں کہ انتظار کروں اور اُن کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤں اس سبب سے کہ تمہارے اور اُن کے بارے میں میرے علم میں گزر چکا ہے اور میری تقدیر و تدبیر تمہاری تقدیر و تدبیر سے علیحدہ ہے تم پیغمبر مرسل ہو اور میں پروردگار حکیم ہوں اُن

کے حالات کے بارے میں میرا علم باطنی اور پوشیدہ ہے غیبی علوم جو میں جانتا ہوں۔ اس کی انتہا کسی کو نہیں معلوم۔ اور تمہارا علم ان کے ظاہری حالات سے متعلق ہے تم ان کے باطن اور انجام سے آگاہ نہیں ہو اسے یونسؑ میں نے اُن کے حق میں تمہاری دعا قبول کی اور اُن پر عذاب بھیجوں گا لیکن تمہاری دعا کا قبول ہونا میری جانب سے تمہارے ثواب کے حصہ میں زیادتی کا سبب نہ ہو گا اور تمہارے قرب و منزلت کے درجہ کے لئے بہتر ہو گا۔ اور ماہ شوال کے روز چہار شنبہ کو طلوع آفتاب کے بعد اُن پر عذاب نازل ہو گا لہذا اُن کو آگاہ کر دو کہ ایسا ہی ہو گا۔ یہ سن کر یونسؑ علیہ السلام بہت خوش ہوئے نہ رنجیدہ ہوئے نہ یہ سمجھے کہ اس کا انجام کیا ہو گا پھر تنوخا عابد کے پاس آئے اور اپنی قوم پر عذاب کا حال اُن سے بیان کیا کہ فلاں روز عذاب نازل ہو گا اور کہا آؤ قوم کو آگاہ کر دیں۔ تنوخانے کہا۔ کہ چھوڑیے کیا ضرورت ہے ان کو اطلاع دینے کی اچھا ہے کفر و معصیت کے سبب بے خبری میں اُن پر عذاب نازل ہو جائے حضرت یونسؑ نے کہا ہم روبیل کے پاس چل کر مشورہ کریں کیونکہ وہ ایک مرد عالم و دانا ہیں اور پیغمبر کے خاندان سے ہیں۔ عرض کہ روبیل کے پاس پہنچے۔ یونسؑ نے کہا خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ فلاں وقت میری قوم پر عذاب نازل فرمائے گا تمہاری کیا رائے میں جا کر قوم کو آگاہ کر دوں۔ روبیل نے کہا واپس جاییے اور اپنے معبود سے پیغمبر بردار و رسول صاحب کرم و بزرگ کے مانند ان کی شفاعت کیجئے اور التجا کیجئے کہ خدا اُن سے عذاب کو روک دے کیونکہ خدا اُن پر عذاب کرنے سے بے نیاز ہے۔ اور اپنے بندوں کے لئے نرمی و شفقت زیادہ پسند فرماتا ہے اور یہ آپ کے لئے زیادہ نفع کا باعث ہے اور اس کی بارگاہ میں آپ کے قرب و منزلت کی زیادتی کا سبب ہو گا۔ شاید آپ کی قوم کفر و انکار سے باز آئے اور ایمان لائے لہذا صبر کیجئے اور تاخیر کیجئے۔ تب تنوخانے کہا وائے ہو تم پر اے روبیل یہ کیسا مصلحت ہے جو یونسؑ کے بارے میں تم سمجھتے ہو کہ ان کی سفارش کریں بعد اس کے کہ وہ خدا کے منکر ہو گئے اور یونسؑ کی پیغمبری سے منحرف ہیں اور ان کو اپنے گھروں سے نکال دیا اور ان کو سنگسار کرنا چاہا تھا۔ روبیل نے کہا خاموش تو ایک مرد عابد ہے تجھ کو علم نہیں پھر حضرت یونسؑ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ فرمائیے کہ اگر خدا عذاب بھیجے گا تو سب کو ہلاک کرے گا یا بعض کو فرمایا سب کو۔

میں نے خدا سے ایسا ہی طلب کیا ہے اور مجھے اُن پر مطلق رحم نہیں آتا کہ پھر ان کی شفاعت کروں کہ عذاب اُن سے برطرف کر دے روہیل نے کہا اے یونسؑ جس وقت اُن پر عذاب نازل ہو اور وہ آشکار عذاب مشاہدہ کریں اور خدا سے توبہ و استغفار کریں تو شاید خدا اُن پر رحم فرمائے کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے اور شاید عذاب اُن سے زائل کر دے تو پھر آپ کو وہ سب دروغ گو سمجھیں گے تنوخانے کہا وائے ہو تم پر اے روہیل تم نے بہت بڑی بات کہی پیغمبرِ مرسل تم کو خبر دے رہے ہیں کہ خدا نے اُن پر وحی فرمائی ہے کہ عذاب اُن پر نازل ہو گا اور تم ایسی بات کرتے ہو بلکہ خدا کے قول کو تم نے روکیا اور سخن خدا و رسول میں شک کیا۔ جاؤ تمہارے اعمال ضائع ہو گئے روہیل نے کہا کہ اے تنوختیری رائے ضعیف ہے پھر حضرت یونسؑ سے کہا جب آپ کی قوم پر عذاب نازل ہو گا اور سب ہلاک ہو جائیں گے۔ اور اُن کے شہر برباد و ویران ہو جائیں گے تو کیا ایسا نہیں ہے کہ خدا آپ کا نام دفترِ انبیاء سے محو کر دے گا اور آپ کی رسالت برطرف ہو جائے۔ اور آپ بعض ضعیف انسانوں کے مانند ہو جائیں کیونکہ آپ کے ہاتھ سے ایک لاکھ بندے ہلاک ہوئے ہوں گے۔ آخر یونسؑ نے روہیل کی نصیحت قبول نہ فرمائی اور تنوخانے کو لے کر شہر سے دور نکل گئے پھر یونسؑ واپس آئے اور اپنی قوم کو آگاہ کیا کہ فلاں روز بعد طلوع آفتاب تم پر عذاب نازل ہو گا یہ سن کر لوگوں نے آپ کی نیکندی کی اور آپ کو سختی اور اہانت کے ساتھ شہر سے نکال دیا تو یونسؑ اور تنوخانے شہر سے دور نکل گئے اور انتظار کرنے لگے کہ اُن پر عذاب نازل ہو روہیل قوم کے درمیان موجود رہے۔ جب ماہ شوال کی پہلی تاریخ آئی روہیل ایک بلند پہاڑ پر چڑھ گئے اور قوم کو آواز دی کہ میں روہیل ہوں تم پر مشفق و مہربان۔ ماہ شوال داخل ہو گیا اور تمہارے پیغمبر خدا کے رسول یونسؑ نے تم کو خبر دی ہے کہ خدا نے اُن کو وحی فرمائی ہے کہ عذاب اس مہینے کے درمیان چہار شنبہ کو طلوع آفتاب کے بعد نازل ہو گا اور خدا اپنے رسولوں سے جو وعدہ کرتا ہے اُس کے خلاف نہیں کرتا لہذا سوچو کہ کیا کرنا چاہیے۔ روہیل کی اس بات سے وہ لوگ خوفزدہ ہوئے اور نزول عذاب کا ان کو یقین ہو گیا اور روہیل کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور بولے آپ کی اب ہمارے متعلق کیا رائے ہے۔ آپ حکم و دانا ہیں اور آپ ہمیشہ ہمارے حال پر مہربان رہے ہیں اور ہم نے سنا ہے کہ آپ

نے حضرت یونس سے بہت کچھ ہماری سفارش کی ہے۔ لہذا جیسا آپ فرمائیے ہم اُس پر عمل کریں۔ روبیل نے کہا میری رائے یہ ہے کہ جب درمیان فی چہار شنبہ کی صبح نمودار ہو جس میں نزول عذاب کا وعدہ ہے۔ عورتوں اور شیر خوار اور غیر شیر خوار بچوں کو ایک دوسرے سے جدا کرو اور عورتوں کو پہاڑ کے دامن میں ٹھہراؤ اور بچوں کو دریا کے سیلاب کے راستہ میں کھڑا کرو۔ اور حیوانات کے بچوں کو بھی اُن کی ماؤں سے الگ کر دو اور یہ سب آفتاب نکلنے سے پہلے ہونا چاہیئے اور جب دیکھو کہ زرد ہوا مشرق سے آ رہی۔ بے چھوٹے اور بڑے سب کے سب آواز گریہ و استغاثہ بلند کرو اور خدا کی بارگاہ میں گریہ و زاری اور توبہ و استغفار کرنا شروع کرو اور سروں کو آسمان کی جانب بلند کر کے کہو خداوند! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور تیرے پیغمبر کی تکذیب کی ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو یقیناً ہم عذاب میں مبتلا ہوں گے اور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے اے خدا ہماری توبہ قبول فرما اور ہم پر رحم کر اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔ اور تم کو گریہ و زاری اور توبہ و انابت سے دل تنگ نہ ہونا چاہیئے جب تک کہ آفتاب غروب نہ ہو یا تم سے عذاب برطرف نہ ہو جائے غرض کہ روبیل کی رائے پر سب متفق ہوئے۔ جب وعدہ کا دن آیا یونس شہر سے باہر نکلے اور ایسے مقام پر پہنچے جہاں سے ان کی آوازیں سن سکیں۔ اور اگر عذاب نازل ہو جائے تو دیکھ سکیں۔ اور وہ لوگ بھی صبح ہوتے ہی روبیل کے ارشاد کے بموجب عمل میں لائے جب آفتاب طلوع ہوا نہایت سخت و تند زرد و سیاہ ہوا چلنا شروع ہوئی جس میں ایک مہیب آواز ظاہر تھی۔ جب ان لوگوں نے اس ہوا کو دیکھا سب کے سب یکبارگی رونے چلانے اور فریاد کرنے لگے اور توبہ و استغفار میں مشغول ہو گئے اور بچے اپنی ماؤں کی تلاش میں رونے لگے اور جانوروں کے بچے اپنی ماؤں کے دودھ نہ ملنے سے بے چین ہو کر چلانے لگے اور حیوانات اپنے چارہ و گھاس کے لئے شور کرنے لگے۔ یونس اور تنوخی اُن کے رونے چلانے کی آوازیں سنتے تھے اور بد دعا کرتے تھے کہ خدا اُن پر عذاب کو زیادہ سخت کرے اور روبیل اُن کی آوازیں سنتے تھے اور دعا کرتے تھے کہ خداوند! عذاب اُن سے برطرف کر دے جب ظہر کا وقت آیا آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے خدا کا غضب ٹھنڈا ہوا اُن پر خدا نے رحم فرمایا اور بخش دیا اور اُن کی دعائیں مستجاب فرمائیں اور اُن کی توبہ

قبول کی اور ان کے گناہوں کو بخش دیا اور اسرافیلؑ پر وحی فرمائی کہ قوم یونسؑ نے نالہ و فریاد اور توبہ و استغفار کی لہذا میں نے اُن پر رحم کیا اور اُن کی توبہ قبول فرمائی اور میں تو توبہ کا بہت قبول کرنے والا ہوں اور اپنے بندوں پر بہت مہربان ہوں اور ان بندوں کی توبہ بہت جلد قبول کر لیتا ہوں جو اپنے گناہوں سے پشیمان ہوتے ہیں۔ چونکہ میرے بندہ یونسؑ نے مجھ سے اپنی قوم پر عذاب کی خواہش کی تھی اور یہ شرط نہیں کی تھی کہ میں ان کو ہلاک بھی کر دوں تو میں نے اُن پر عذاب نازل کر دیا۔ اور اب تم جاؤ اور عذاب اُن سے برطرف کر دو۔ اسرافیلؑ نے عرض کی پالنے والے تیرا عذاب اُن کے کاندھوں تک پہنچ چکا ہے اور قریب ہے کہ ان کو ہلاک کر دے جب تک پہنچوں گا وہ ہلاک ہو چکے ہوں گے خدا نے فرمایا کہ میں نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ عذاب کو اُن کے سروں پر روکے رہیں جب تک میرا حکم نہ پہنچے اُن پر نازل نہ ہونے دیں تو اے اسرافیلؑ تم جاؤ اور اُن سے عذاب کو برطرف کر کے اُن پہاڑوں پر نازل کر دو جو اُس شہر کے گرد چشموں اور دریاؤں سے متصل ہیں اور دوسرے پہاڑوں پر اپنی بلندی کے سبب فخر و ناز کرتے ہیں اُن کو ذلیل و نرم کر دو کہ وہ لوہے بن جائیں۔ جناب اسرافیلؑ نازل ہوئے اور اپنے پرول کو کھولا اور عذاب اُن سے برطرف کر دیا اور پہاڑوں پر نازل کر دیا جن کے لئے خدا نے حکم دیا تھا وہ تمام پہاڑ موصِل کے نواح میں ہیں اور وہ سب کے سب قیامت تک کے لئے آہن بن گئے۔ غرض کہ جب قوم یونسؑ نے دیکھا کہ عذاب اُن سے ٹال دیا گیا پہاڑوں سے نیچے اترے اور اپنے گھروں میں داخل ہوئے اور اپنے زن و فرزند مال و متاع کو واپس لائے۔ دوسرے روز شنبہ کے دن جناب یونسؑ اور تنوخا نے ان کی آوازیں نہیں سنیں یقین کر لیا کہ عذاب اُن پر نازل ہو گیا اور چاہا کہ چل کر اُن کا حال دیکھیں کہ وہ کیونکر ہلاک ہوئے ہیں جب وہ شہر کے قریب آئے دیکھا کہ کڑھارے اور چرواہے آ رہے ہیں اور اہل شہر بدستور اپنے کاموں میں مشغول ہیں یونسؑ نے تنوخا سے کہا کہ جو کچھ (عذاب کے بارے میں) مجھ پر وحی ہوئی تھی اس کے خلاف واقع ہوا اس لئے میری قوم والے مجھے دروغ گو کہیں گے اور آئندہ اُن کے نزدیک میری عزت و منزلت کچھ نہ رہے گی اور اسی جگہ سے غضبناک ہو کر دیا کی طرف چلے اس طرح کہ کوئی شخص اُن کو نہ پہچانے اور کوشش کر رہے تھے کہ ان کی قوم کا کوئی شخص نہ دیکھے کہ اُن کو جھوٹا کہے۔ تنوخا شہر میں داخل ہوا رو بیل نے اس سے کہا کہ کس کی

رائے زیادہ مناسب اور زیادہ قابل عمل تھی تیری رائے یا میری تنو خانے کہا آپ کی رائے زیادہ بہتر تھی اور آپ نے جو کچھ کہا وہ علماء و حکماء کی رائے تھی اور میں ہمیشہ گمان کیا کرتا تھا کہ میں آپ سے بہتر ہوں اس سبب سے کہ میرا زہد اور میری عبادت آپ سے زیادہ تھی اب آپ کا فضل و شرف اُس علم کے سبب سے جو آپ کو خدا نے عطا فرمایا ہے مجھ پر ظاہر ہو گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ حکمت تقویٰ کے ساتھ زہد سے بہتر ہے۔ اور عبادت بغیر علم کے کامل نہیں ہوتی۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے مصاحب ہو گئے اور اپنی قوم کے ساتھ رہنے لگے۔ حضرت یونسؑ پنجشنبہ کو دریا کے کنارے پہنچے۔ سات روز تک جنگل میں درخت کدو کے پیچھے پڑے رہے اور دوسرے ہفتہ بیس واپس ہوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے۔ وہ لوگ اُن حضرت پر ایمان لائے اُن کی تصدیق کی اور اُن کی اطاعت و فرمانبرداری میں مشغول ہوئے۔

دوسری حدیث میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ قوم یونسؑ نے اُن کو ستیا اور یونسؑ نے اُن پر لعنت کی اور خدا نے وعدہ فرمایا کہ عذاب اُن پر نازل کرے گا۔ تو پہلے روز اُن کے چہرے زرو ہو گئے۔ دوسرے روز سیاہ ہو گئے اور عذاب اُن کے سر کے قریب پہنچ گیا کہ اُن کے نیزے اُس کے قریب پہنچ سکتے تھے تو ان لوگوں نے بچوں کو اُن کی ماؤں سے جدا کیا اور حیوانات کے بچوں کو بھی اُن کی ماؤں سے الگ کیا اور موٹے جھوٹے کپڑے پہنے اور اپنی گردنوں میں رسیاں باندھیں اور خاک اپنے سروں پر ڈالی اور سب نے ایک آواز ہو کر خدا کی بارگاہ میں رونا چلانا شروع کیا اور کہنے لگے ہم یونسؑ کے خدا پر ایمان لائے تو خدا نے اُن سے عذاب کو پہاڑوں کی طرف ہٹا دیا دوسرے روز جب صبح ہوئی یونسؑ کو گمان تھا کہ وہ سب ہلاک ہو گئے ہیں لیکن جب دیکھا کہ وہ سب بدستور خیریت سے ہیں غصہ ہو کر دریا کی جانب رخ کیا کشتی میں سوار ہوئے اُس میں دو شخص اور تھے جب کشتی دریا میں پہنچی ہچکولے کھانے لگی ملاح نے کہا کوئی بھاگا ہوا اس کشتی میں آگیا ہے یونسؑ نے کہا کہ میں وہ بھاگا ہوا ہوں جو اپنے آقا کے حضور سے بھاگا ہے اور اُسٹھے کہ اپنے کو دریا میں ڈال دیں دیکھا کہ ایک بہت بڑی مچھلی منہ کھولے ہوئے ہے یہ دیکھ کر خوفزدہ ہوئے اور وہ دوسرے دونوں مرد اُن سے لپٹ گئے اور بولے کہ شاید ہم دونوں میں سے کسی کے سبب سے کشتی اضطراب میں ہے۔ لہذا قرعہ ڈالا گیا اور وہ حضرت یونسؑ کے نام نکلا اُس روز سے یہ طریقہ جاری ہوا کہ جب قرعہ کے تین تیر ہوتے ہیں تو وہ کبھی خطا نہیں کرتے غرض کہ یونسؑ نے اپنے کو دریا میں

ڈال دیا اور مچھلی ان کو نگل گئی اور سات روز تک اُن کو دریاؤں میں لئے پھرتی رہی آخر دریا ئے مسجور میں داخل ہوئی جہاں قارون پر عذاب ہو رہا تھا حضرت یونسؑ کی تسبیح و تقدیس کی آواز سنی اُس نے ملک سے پوچھا جو عذاب کر رہا تھا کہ یہ کس کی آواز ہے فرشتے نے کہا کہ یونسؑ کی آواز ہے جن کو مچھلی کے پیٹ میں قید کیا گیا ہے۔ قارون نے کہا کیا اجازت ہے کہ میں اُن سے کچھ گفتگو کروں فرشتے نے اجازت دے دیدی۔ قارون نے پوچھا اے یونسؑ موسیٰؑ کیا ہوئے فرمایا عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ یہ سن کر قارون نے پوچھا ہارون کیا ہوئے حضرت نے فرمایا وہ بھی رحلت فرما گئے یہ سن کر وہ بہت رویا اور فریاد کی۔ تو خدا نے اُس فرشتے پر وحی فرمائی جو اُس پر موحل تھا کہ باقی عذاب قیام دنیا تک اس سبب سے روک دے کہ اُس نے اپنے عزیزوں کے لئے رقت کی۔

بند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خدا نے حضرت یونسؑ کو حکم دیا کہ اپنی قوم کو عذاب کی اطلاع دے دیں۔ جب عذاب اُن پر نازل ہوا تو ان لوگوں نے عورتوں اور بچوں اور حیوانات میں جدائی ڈالی اور گریہ و زاری شروع کی جب ان کی آوازیں بارگاہ الہی میں بلند ہوئی تو خدا نے اُن سے عذاب کو ٹال دیا اور حضرت یونسؑ غصہ میں بھرے ہوئے دریا کی جانب چلے گئے مچھلی نے ان کو نگل لیا اور تین روز تک سات دریاؤں میں لئے پھری جب وہ مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے تو ان کا گوشت و پوست زائل ہو چکا تھا خدا نے ان کے لئے کدو کا درخت اُگایا دیا جس نے اُن پر سایا کیا جب ان کے جسم میں قوت آگئی تو درخت خشک ہونے لگا یونسؑ نے عرض کی پالنے والے جو درخت مجھ پر سایا کرتا تھا خشک ہو گیا وحی ہوئی کہ اے یونسؑ ایک درخت کے لئے جو تم پر سایا کرتا تھا اضطراب کرتے ہو لیکن افسوس نہیں کرتے ایک لاکھ سے زیادہ انسانوں کے لئے بلکہ اُن پر عذاب نازل ہونے کی خواہش رکھتے ہو۔ ۱۵

۱۵ مولف فرماتے ہیں کہ احادیث مختلفہ کا جمع کرنا جو حضرت یونسؑ کے شکم ماہی میں ٹھہرنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں مشکل ہے شاید بعض روایات عامر کے موافق تفسیر کے طور پر وارد ہوئی ہوں۔ اور حضرت یونسؑ کی خفا ترک اولیٰ اور ایک امر مکروہ تھا کیونکہ خدا نے ان کو اجازت دے دی تھی کہ اپنی قوم کی تبلیغ ترک کر دیں اور وعدہ فرمایا کہ عذاب اُن پر نازل ہو گا پھر آنحضرت پر لازم نہ تھا کہ وہ جب تک تبلیغ کے لئے حکم خدا نہ ہوتا اپنی (باقی صفحہ پر)

ابو حمزہ ثمالی نے روایت کی ہے کہ ایک روز عبداللہ بن عمرؓ نے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں آکر کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ میرے جد بزرگوار حضرت علیؑ کی ولایت حضرت یونسؑ پر پیش کی گئی انہوں نے اقرار کرنے میں توقف کیا اس لئے خدا نے ان کو شکم ماہی میں ڈالا۔ اُن حضرت نے فرمایا بیشک میں نے کہا ہے تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے۔ عبداللہ نے کہا کہ اگر آپ سچ کہتے ہیں تو سچائی کی کچھ علامت دکھائیے (ابو حمزہ کہتے ہیں کہ) حضرت نے اس کی اور میری آنکھوں پر پٹی باندھی اور حقوڑی دیر کے بعد فرمایا اپنی آنکھیں کھول دو جب ہم نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے کو دریا کے کنارے پایا جس کی موجیں بلند ہو رہی تھیں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا اے میرے سردار میرا خون آپ کی گردن پر ہو گا حضرت نے فرمایا اضطراب مت کر اپنی سچائی کی علامت تجھے دکھانا چاہتا ہوں پھر مچھلی کو آواز دی ایک مچھلی نے کوہ عظیم کے مانند لپیک لپیک اسے وئی خدا کہتی ہوئی دریا سے سر نکالا حضرت نے فرمایا تو کون ہے عرض کی اے میرے سردار ماہی یونسؑ ہوں فرمایا کہ مجھے خبر دے کہ یونسؑ کا قصہ کیا تھا عرض کی اے میرے سردار خداوند عالم نے آدمؑ سے آپ کے جد حضرت محمدؐ تک کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ آپ اہلبیت کی ولایت اُن پر پیش کی جس نے قبول کی وہ محفوظ رہا اور جس نے انکار کیا وہ مبتلا کیا گیا یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے یونسؑ کو پیغمبری کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اُن کو وحی فرمائی کہ امیر المومنین علیؑ اور اُن کے بعد ائمہ راشدین کی ولایت قبول کرو جو علیؑ کے صلب سے ہوں گے اور دوسرے امور جو اُن پر وحی کے ذریعہ نازل کئے گئے یونسؑ نے کہا کیونکر ان کی ولایت قبول کروں جن کو دیکھا نہیں اور نہ پہچانتا ہوں اور دریا کے کنارے آئے تو خدا نے مجھے وحی فرمائی کہ یونسؑ کو نیگل لوں مگر اُن کی ہڈیاں سالم رہیں۔ وہ میرے شکم میں چالیس روز رہے ہیں اُن کو دریاؤں اور تارکیوں میں گھمائی رہی اور وہ ندا کرتے رہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۶۵) قوم میں آتے اور چونکہ اولیٰ یہ تھا کہ باوجود قوم کی برائیوں کے اُن پر شفقت فرماتے اور بارگاہِ خلائم ان کی شفاعت کرتے اور پھر خدا کے حکم کے منتظر رہتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اس لئے خدا نے ان کی تادیب فرمائی اور تادیب کے سلسلہ میں اُن حضرت کا مرتبہ بلند کیا اور دریا کے عجائبات ان کو دکھائے اور اس کو اُن کے لئے بمنزلہ معراج کے قرار دیا اور اُن کا غصہ قوم کی بدکاریوں پر تھا نہ کہ جناب اقدس الہی کی ذات پر اور خدا کے لطف و کرم کے بھروسہ پر گمان یہ تھا کہ خدا اُن پر ناراض نہ ہو گا اور دوسری وجہیں بھی روایات و تفسیر کے ضمن میں مذکور ہیں۔ ۱۷

(اور بارگاہ خدا میں عرض کرتے رہے کہ) میں نے امیر المومنینؑ کی اور اُن کی اولاد میں سے ائمہ راشدینؑ کی ولایت قبول و منظور کی۔ جب وہ آپ حضرات کی ولایت پر ایمان لائے تو مجھے خدا نے حکم دیا اور میں نے ان کو دریا کے کنارے اُگل دیا۔ یہ سن کر امام نے حکم فرمایا کہ اے مچھلی اپنے مقام پر واپس جا تو وہ مچھلی چلی گئی اور مویں زائل ہو گئیں پانی ساکن ہو گیا۔ ۱۷

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ داؤدؑ پیغمبر نے مناجات کی کہ پالنے والے بہشت میں میرے قریب میری منزلوں میں میرا مثل و نظیر کون ہوگا۔ وحی نازل ہوئی کہ وہ متی علیہ السلام حضرت یونسؑ کے پدر بزرگوار ہوں گے حضرت داؤدؑ نے اجازت چاہی کہ ان کی زیارت کو جائیں۔ خدا نے اجازت دے دی تو وہ اپنے فرزند سلیمانؑ کے ہمراہ اُن کے گھر گئے۔ دیکھا کہ لیف خرما کا گھر ہے جب ان کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بازار گئے ہوئے ہیں وہاں تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ لکڑہاروں کے بازار میں ہیں وہاں پہنچکر جستجو کی تو لوگوں نے کہا ابھی آتے ہیں وہاں ان کے انتظار میں بیٹھ گئے تھوڑی دیر میں اُن کو آتے ہوئے دیکھا اس طرح کہ لکڑی کا گٹھا سر پر رکھے ہوئے ہیں ان کو دیکھ کر لوگ ان کی تعظیم کو اٹھے اور ان کا استقبال کیا۔ متانے لکڑی زمین پر رکھ دی اور شکر خدا بجالائے اور فرمایا کون ہے جو مال طیب و حلال کو مال طیب و حلال سے خرید کرے۔ یہ سن کر ایک شخص نے کچھ قیمت لگائی دوسرے نے کچھ اور زیادہ دام کہا یہاں تک کہ ایک شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اس کے بعد داؤد و سلیمانؑ ان کے سامنے آئے اور اُن کو سلام کیا آپ نے جواب سلام دے کر گھر چلنے کی تکلیف دی اور لکڑی کی قیمت جو ملی تھی اُس سے گیہوں یا جو خرید فرمایا گھر لاکر اُس کو پیسا اور اُس کے آٹے کو گوندھا اور آگ روشن کر کے روٹیاں بنا کر اس میں ڈال دیں اور بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ پھر اُٹھے دیکھا کہ روٹیاں تیار ہیں ان کو ایک لکڑی کے ظرف میں توڑ کر ڈال دیا اور اُس پر نیک چھڑک دیا اور لوٹا اپنے پاس رکھ لیا اور

۱۷ مولف فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ خداوند عالم نے انبیاء پر ولایت ائمہ طاہرین کا قبول کرنا حتمی طور پر واجب نہ فرمایا ہو جس کا ترک کرنا موجب گناہ ہو یا یہ کہ سب نے قبول کیا اور بعض نے قبول کرنے میں اہتمام نہ کیا و اللہ اعلم اور شیخ طوسی نے مصباح میں ذکر کیا ہے کہ حضرت یونسؑ کو خدا نے نویں محرم کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا اور یہ بعض

اور دوزانو بیٹھے اور بسم اللہ کہہ کر لقمہ منہ میں رکھا اور خوب چبا کر کھایا تو الحمد للہ کہا
پھر دوسرا لقمہ اٹھایا اور اسی طرح کھایا پھر پانی بسم اللہ کہہ کر اٹھایا اور پی کر الحمد للہ کہا
اور کہا کہ خداوند اکون ہے جسے تو نے کوئی نعمت عطا کی ہو جیسی مجھے عطا فرمائی
ہے میری آنکھیں کان اور جسم کو صحیح و سالم قرار دیا ہے اور اتنی قوت عطا کی ہے کہ
اُس درخت کے پاس جاتا ہوں جسے خود نہیں اُگایا ہے اور نہ اُس کی حفاظت میں
کوئی محنت و تکلیف اٹھائی ہے اس کو تو نے میری روزی قرار دی اور تو میرے
پاس خریدار بھیج دیتا ہے جو اُس کدھی کو خریدتا ہے اور میں اس کی قیمت سے غذا خریدتا
ہوں جس کو خود نہیں بویا اور تو نے آگ کو میرے لئے مسخر کیا جس سے میں نے روٹیاں
پکائیں اور اس کو تو نے ایسا بنا دیا کہ میں نے خواہش کے ساتھ اس کو کھایا تاکہ تیری
عبادت کی قوت حاصل کروں لہذا حمد تیرے ہی لئے سزاوار ہے اُس کے بعد روئے پھر
داؤد نے سلیمان سے کہا اے فرزند اٹھو اور چلو ہم نے کسی بندے کو اس مرد سے
زیادہ شکر گزار نہیں دیکھا۔

باب اکتیسواں

اصحاب کہف و رقیم کے حالات

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اَصْلَحَ الْكُفْرُ وَالزَّيْمُ كَانُوا مِنْ
اٰیَاتِنَا عَجَبًا ④ کیا تم نے گمان کیا کہ اصحاب غار و رقیم ہماری قدرت کی نشانیوں
میں سے عجیب تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ اصحاب رقیم وہی اصحاب کہف ہیں اور رقیم
اُس وادی یا اُس پہاڑ کا نام ہے جس میں وہ غار تھا یا اُس شہر کا نام تھا جہاں سے وہ
لوگ بھاگے تھے یا اُس تختی کا نام تھا جس پر اُن کا قصہ نقش کر کے غار کے دروازہ پر
لٹکا دیا تھا یا ان کے کتے کا نام تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اصحاب رقیم ایک دوسرا گروہ
ہے جن کا قصہ مذکور ہو گا۔

بند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصحاب کہف و رقیم ایک
گروہ تھا جو ناپید ہو گئے اور اس زمانہ کے بادشاہ نے اُن کے اور اُن کے باپ دادا

کے اور عزیز و اقربا کے نام سیسے کی تختیوں پر نقش کر کے (غار کے سرے پر لٹکادیا)
 اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكُهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَا اِنَّا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَبْ لَنَا مِنْ
 اَمْرِنَا رَشَدًا ۝۱۰ جس وقت غار میں اُن جوانوں نے پناہ لی تو دعا کی کہ اے ہمارے
 پالنے والے ہم کو اپنی جانب سے رحمت عطا فرما اور ہمارے لئے وہ امر مہیا
 کر جو ہماری رشد و اصلاح کا باعث ہو۔ حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت صادق
 سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضور پر فدا ہوں ہم لوگ نوجوان کو فتنی کہتے ہیں فرمایا شاید
 تم نہیں جانتے کہ اصحاب کہف بوڑھے تھے اور خدا نے ان کو فتنہ (جوان) کہا
 ہے اس سبب سے کہ انہوں نے جو انروی کی اور ایمان لائے اور جو شخص خدا پر
 ایمان لاتا ہے وہ پرہیزگار ہے اور فتنی ہے اگرچہ بوڑھا ہو فَضَرَبْنَا عَلٰی اَذَانِهِمْ
 فِي الْكُهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝۱۱ تو ہم نے اُن کے کانوں پر پردہ خواب قائم کر دیا
 تاکہ آوازوں سے بیدار نہ ہو سکیں (اسی طرح) غار میں چند سال گزرے۔ ثُمَّ
 بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِيْلَا يَلْبِسُوْا اَمَدًا ۝۱۲ پھر ہم نے انہیں بیدار کیا
 تاکہ ہم دیکھیں کہ دو گروہوں میں سے کسی کو (غار میں) ٹھہرنے کی مدت خوب یاد
 ہے نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ
 هُدًى ۝۱۳ وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ (اے رسول!) ہم اُن کا حال تم سے بالکل ٹھیک
 بیان کرتے ہیں وہ چند جوان تھے کہ اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان
 کی ہدایت اور زیادہ کر دی اور ہم نے ان کے دلوں کو صبر کرنے کے لئے مضبوط بنا دیا۔
 اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبَّنَا رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُنْ تَدْعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اِلٰهًا
 لَقَدْ قُلْنَا اِذَا اشْطَطْنَا ۝۱۴ جب وہ لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہمارا پروردگار
 تو بس سارے آسمان و زمین کا مالک ہے ہم اُس کے سوا کسی کی ہرگز عبادت نہ کریں گے
 اگر ہم ایسا کریں تو یقیناً ہم نے عقل سے دور بات کی هُوَ لَوْ اَنَّ قَوْمَنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ
 اِلٰهَةً لَّوَلَوْ لَا تَوَنُّوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍ بَيِّنٍ ۝۱۵ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى
 عَلٰی اللّٰهِ كَذِبًا ۝۱۶ یہ ہماری قوم والے ہیں جنہوں نے خدا کو چھوڑ کر دوسرے
 معبود بنائے ہیں تو یہ لوگ اس کی کوئی صریح دلیل کیوں نہیں پیش کرتے
 اور جو شخص خدا پر جھوٹ بہتان باندھے اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا۔
 وَاِذْ اَعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْصِدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاَوَّاى اِلَى الْكُهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ
 رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مَّرْفَقًا ۝۱۷ پھر وہ آپس میں

کہنے لگے کہ جب تم نے اُن سے علیحدگی اختیار کی جن کی خدا کے سوا یہ لوگ پرستش کرتے ہیں تو چلو غار میں جا بیٹھو تمہارا پروردگار تم پر اپنی رحمت وسیع کر دے گا اور تمہارے کام میں تمہارے لئے آسانی کے سامان فراہم کر دے گا وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزْوُرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ اَوَرَقَمَ آفَتَابُ كُو دِيكِيَتِي هُو جِب طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار کی داہنی جانب جھک کر نکل جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے بائیں طرف کترا کر چلا جاتا ہے اور وہ لوگ غار میں ایک کشادہ جگہ لیٹے ہیں۔ ذَلِك مِنْ آيَاتِ اللَّهِ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضِلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا ﴿۱۵﴾ یہ اُن کا قصہ یا آفتاب کا اُن پر چمکنا خدا کی نشانیوں میں سے ہے خدا جس کی ہدایت کرتا ہے تو وہ ہدایت یافتہ ہے اور جس کو گمراہ کرتا ہے یعنی اس سے اپنا لطف و کرم روک دیتا ہے تو اس کے لئے تم کسی کو مددگار و راہ نمائے پاؤ گے۔ وَتَحْسَبُهُمْ آيَةً ظَالِمًا وَهُمْ رُفُودٌ ﴿۱۶﴾ نَقْلُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ﴿۱۷﴾ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِأَنُوصِيدُ اَوَرَقَمَ گمان کرتے ہو کہ وہ جاگ رہے ہیں اس لئے کہ اُن کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ جیسا کہ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے اُن کے کروٹ بدلنے کی وجہ سے حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم اُن کو داہنی کروٹ سے بائیں کروٹ بدل دیتے ہیں تاکہ زمین اُن کے پہلوؤں کو زخمی و خراب نہ کر دے اور اُن کا کُتّا اپنے ہاتھوں کو غار کے سامنے پھیلائے ہوئے بیٹھا ہے علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ خداوند عالم سال میں دو مرتبہ ان کو ایک کروٹ سے دوسری کروٹ بدل دیتا ہے۔ كَوَاطِلَعَتْ عَلَيْهِمْ كَوَلَّيْتِ مِنْهُمْ فِرَادًا وَلَمَلَّيْتِ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾ اگر تم کو ان کا حال معلوم ہو اور تم ان کو دیکھو تو اُن کے پاس سے بھاگ کھڑے ہو اور بلاشبہ اُن کے خوف سے تمہارا دل کانپ جائے اُس رعب کے سبب سے جو خدا نے اُن کے لئے قرار فرمایا ہے یا اُن کے عظیم اجسام یا اُن کی آنکھیں کھلی ہونے کے سبب سے یا اُس مقام کی وحشت کے سبب سے۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ان خطایوں سے حضرت رسول مراد نہیں ہیں بلکہ اُن کے حال کے بیان اور اُن کے معاملہ کی وحشت کے سلسلہ میں عام خطاب ہے۔ وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ قَالُوا قَائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ط

اور اسی طرح ہم نے اُن کو بیدار کیا تاکہ بعض اُن میں بعض سے سوال کریں اور اپنے حال سے آگاہ ہوں اُن میں سے کسی نے کہا کہ کتنی دیر یہاں ٹھہرے اور سوئے وہ بولے ایک روز یا اس سے بھی کم۔ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ قَالُوا بَعَثْنَا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَذْكَى طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِوَرِقٍ مِنْهُ وَلْيَسْأَلْكُمْ وَلَا يَشْعُرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ۝۱۵ انہوں نے کہا تمہارا پروردگار زیادہ جانتا ہے کہ تم کس قدر سوئے اچھا اب اپنے میں سے کسی کو شہر کی جانب روپے دیکر بھیجو کہ تمہارے واسطے پاکیزہ طعام لائے (علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اذکی طعاما سے مراد طعام حلال ہے) اور کوشش کر کے غذائے پاکیزہ حاصل کرے یا اس کو کوئی نہ پہچانے اور کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے اہل شہر تمہارے حال سے آگاہ ہو جائیں۔ اَتْلُفْتُمْ اَنْ يَّظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُبُوكُمْ اَوْ يُعَيِّدُوكُمْ فِي مَلْتِهِمْ وَلَنْ تَفْلَحُوا اِذَا اَبَدًا ۝۱۶ کیونکہ اگر وہ تم پر قابو پالیں گے تو تم کو سسکار کر دیں گے یا اپنے دین پر واپس کریں گے اور اگر اُن کے دین کو قبول کر و گے تو کبھی فلاح نہ پائو گے۔ وَكَذَلِكَ اَعْتَدْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۝۱۷ اور ہم نے اسی طرح لوگوں کو اُن کے حال سے مطلع کیا تاکہ وہ جان لیں کہ مروں کو زندہ کرنے کا وعدہ حق ہے اور یہ کہ قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ اِذْ يَبْنٰى رَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرًا هُمْ فُقَاتُوْا اَنْبَا عَلَيْنَهُمْ بَنِيَانًا اَتَتْهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ط جب لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا کہ قیامت میں مروے زندہ ہوں گے یا نہیں یا اصحاب کہف کے بارے میں اختلاف کیا کہ کتنے دن سوئے یا اُن کے سوجانے کے متعلق اختلاف کیا کہ مر گئے یا سو رہے ہیں اور یہ کہ ہم ایک شہر اُن کے گرد آباد کر دیں یا ایک مسجد تعمیر کر دیں جیسا کہ فرمایا ہے کہ ایک بنیاد و اللہ اُن کے حال سے آگاہ ہے قَالَ الَّذِيْنَ عَلَبُوْا عَلٰى اَمْرِ هِمَّ لَّنْ نَّجِدَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۝۱۸ اُن لوگوں نے کہا جو اُن کے معاملہ پر حاوی ہو چکے تھے کہ ہم ایک مسجد اُن کے قریب تعمیر کریں گے جس میں لوگ نماز پڑھیں۔ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلَاثَةٌ رَّاْبَعَهُمْ كَلْبُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّاَنَّا مِنْهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّيْ اَعْلَمُ بِعَدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ قَدْ فَلَ تَمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مَرَا ظَاهِرًا وَاَوْ لَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۝۱۹ عنقریب لوگ کہیں گے کہ اصحاب کہف تین اشخاص تھے اور چوتھا اُن کا کتا تھا اور بعض کہیں گے کہ وہ پانچ افراد تھے چھٹا کتا تھا حالانکہ اُن کا

صحیح علم ان کو نہیں اور بعض لوگ کہیں گے کہ وہ سات افراد تھے آٹھواں کتا تھا ایسے رسول کہہ دو کہ ان کی تعداد میرا پروردگار بہتر جانتا ہے اور ان کے حال سے واقف نہیں ہیں مگر تھوڑے لوگ لہذا ان کے بارے میں لوگوں سے بحث مت کرو سوائے اس قدر جتنا کہ تمہارے پاس وحی آئی ہے اور نہ لوگوں سے ان کے بارے میں کچھ پوچھ گچھ کرو یعنی یہود و نصاریٰ سے۔ پھر فرمایا ہے۔ وَ لَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَ اِذَا ذُكِّرُوا لَا يَسْمَعُونَ ۝۵۰ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَءِىْ غَيْبٍ لِّلْمَلٰٓئِكَةِ وَ اَلَا رُءُوسٌ ۝۵۱ اور وہ لوگ غار میں تین سو سال رہے یعنی تین سو نو سال (سوتے) رہے۔ اسے رسول تم کہہ دو کہ خدا زیادہ جانتا ہے کہ وہ کتنے دن سوتے رہے اور وہی زمین و آسمان کی پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے علی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ ان کی تعداد کا خدا نے جو ذکر کیا ہے وہ اہل کتاب کا قول نقل فرمایا ہے۔ لہذا اس کے بعد فرمایا ہے کہ کہہ دو کہ خدا زیادہ جانتا ہے۔ اور روایت کی ہے کہ وہ لوگ حضرت عیسیٰ اور پیغمبر آخر الزمان کے زمانہ کے درمیان تھے اور رفیق دو سختیاں تابنے کی جھٹیں جن پر ان کے حالات نقش تھے ان کا مسلمان ہونا اور دقیا نوس یا دشاہ کا ان کے مار ڈالنے کا ارادہ کرنا اور ان کا غار میں جانا سب درج تھا۔

بند حسن حضرت صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ سورہ کہف کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ کفار قریش نے نفر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط اور عامر بن وائل کو علمائے یہود کے پاس بھیجا جو نجران میں تھے تاکہ ان سے چند باتیں ایسی حاصل کریں جن کے متعلق رسول خدا سے سوال کریں۔ انہوں نے کہا کہ تین سوالات ان سے کرو اگر وہ وہی جواب دیں جو ہم جانتے ہیں تو وہ سچے ہیں اور ایک مسئلہ ایسا دریافت کرو جس کے بارے میں وہ کہیں کہ جانتے ہیں تو وہ (معاذ اللہ) دروغ ہیں۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون کون سے سوالات ہیں کہا یہ کہ پہلے زمانہ میں وہ کتنے جوان تھے جو شہر سے باہر نکلے اور غائب ہو گئے اور سو رہے۔ کتنے دنوں تک سوتے رہے اور ان کے ساتھ غیر جنس اور کون تھا اور ان کا قصہ کیوں کر ہے۔ دوسرا سوال یہ کہ جس وقت خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ فلاں عالم کے پاس جا کر اس سے کچھ علم حاصل کرو تو وہ عالم کون تھا اور موسیٰ کس طرح ان کے پاس پہنچے۔ تیسرا سوال یہ کہ وہ کون شخص تھا جس نے تمام مشرق و مغرب کی سیاحت کی اور طلوع و غروب آفتاب کے مقام تک پہنچا یہاں تک کہ یاجوج و ماجوج کی دیوار تک گیا اور اس کا حال اور قصہ کیا ہے اور یہ تینوں باتیں

جس طرح خود جانتے تھے اُن سے بیان کر دیا اور کہا کہ اگر وہ ان کا جواب اسی طرح دیں جیسا کہ ہم نے تم کو بتا دیا ہے تو وہ اپنے دعوائی پیغمبری میں سچے ہیں اور اگر اس کے خلاف بیان کریں تو اُن کی تصدیق مت کرو۔ ان لوگوں نے پوچھا وہ چوتھا مسئلہ کیا ہے انہوں نے کہا اُن سے پوچھنا کہ قیامت کب آئے گی۔ اگر وہ دعویٰ کریں کہ میں جانتا ہوں کہ کب آئے گی تو وہ جھوٹے ہیں اس لئے کہ قیامت کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ غرض کہ وہ لوگ وہاں سے واپس آکر حضرت ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ کا برادر زادہ دعویٰ کرتا ہے کہ آسمانی خبریں اُس کو پہنچتی ہیں لہذا ہم چند سوالات اُس سے کرنا چاہتے ہیں اگر وہ اُن کی صحیح جوابات سے ہم کو آگاہ کرے تو سچا ہے۔ ورنہ ہم سمجھیں گے کہ اس کا دعویٰ غلط ہے۔ حضرت ابوطالب نے فرمایا کہ جو چاہے پوچھو انہوں نے وہ تینوں مسئلے دریافت کئے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کل جواب دوں گا اور انشاء اللہ نہ فرمایا اس سبب سے چالیس روز وحی نازل نہیں ہوئی جس سے حضرت بہت مغموم ہوئے اور جو لوگ ایمان لائے تھے ان کو بھی آپ کی نبوت میں شک ہونے لگا اور کفار قریش بہت خوش ہو ہو کر مذاق اڑانے لگے اور حضرت ابوطالب بھی بہت رنجیدہ ہوئے۔ چالیس روز کے بعد جبریلؑ سورہ کہف لے کر نازل ہوئے حضرت نے پوچھا اے جبریلؑ اس مرتبہ تو میرے پاس بہت دیر سے آئے۔ عرض کی ہم بغیر اذن خدا نازل ہونے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر قصہ اصحاب کہف کی آیتیں حضرت کے سامنے پڑھیں اور اُن کا مفصل قصہ بیان کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اصحاب کہف و رقیم ایک جبار ظالم بادشاہ کے زمانہ میں تھے جو اپنے ملک والوں کو بتوں کی پرستش کی دعوت دیتا جو قبول نہ کرتا اُس کو مار ڈالتا اور یہ (اصحاب کہف) مومن تھے اور خدا کی عبادت کرتے تھے۔ بادشاہ نے شہر کے دروازہ پر ایک جماعت نگہبانوں کی مقرر کر رکھی تھی اور تاکید کر دی تھی کہ کسی کو شہر سے باہر نہ نکلنے دیں جب تک بتوں کو سجدہ نہ کرے۔ یہ لوگ شکار کے بہانے سے شہر کے باہر نکلے۔ اثنائے راہ میں ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی اس کو اسلام کی دعوت دی اور اپنے ساتھ لینا چاہا اُس نے قبول نہ کیا بلکہ اُس کا کتا ان کے ساتھ ہو لیا حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ حیوانوں میں سے سوائے بلعم باعور کے بچہ اور اصحاب کہف کے کتے اور یوسف علیہ السلام کے بھیڑیے کے کوئی داخل جنت نہ ہو گا غرض کہ اصحاب کہف بادشاہ کے دین سے منحرف ہو کر شہر سے چلے جب شام

ہوئی تو اسی غار میں داخل ہو گئے۔ کتا اُن کے ہمراہ تھا۔ خدا نے اُن پر نیند مسلط کر دی اور وہ سوتے رہے یہاں تک کہ خدا نے اُس بادشاہ اور اُس کی جماعت کو ہلاک کر دیا وہ زمانہ گزرا اور دوسرا زمانہ آیا دوسرے لوگ پیدا ہوئے (غرض بد مدت کے) وہ لوگ بیدار ہوئے اور ایک نے دوسرے کو دیکھا اور کہا ہم کتنا سوئے اور آفتاب کو دیکھا کہ بلند ہو چکا ہے تو کہنے لگے کہ ہم ایک روز یا ایک روز سے کچھ کم سوئے پھر ایک شخص کو کچھ روپے دے کر کہا بازار جاؤ اس طرح کہ کوئی تم کو نہ پہچانے اور ہمارے لئے کھانا لاؤ۔ اگر ہم کو وہ لوگ پہچان لیں گے تو یا تو مار ڈالیں گے یا اپنے دین پر واپس لے جائیں گے۔ وہ شخص جب شہر میں داخل ہوا شہر کو پہلے سے بالکل بدلا ہوا پایا اور ان لوگوں کو دیکھا جن کو کبھی نہ دیکھا تھا نہ پہچانتا تھا۔ اور نہ وہ لوگ اس کی زبان سمجھ سکتے تھے اور نہ وہ ان لوگوں کی باتیں سمجھ سکتا تھا۔ لوگوں نے اُس سے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اُس نے تمام حالات بیان کئے۔ تو اس شہر کا بادشاہ اور اس کے اصحاب غار تک آئے اور غار میں نظر کی اُن میں سے بعض نے کہا کہ غار میں تین اشخاص ہیں اور ان کا چوہا تھا کتا ہے اور بعض نے کہا کہ پانچ نظر ہیں اور چھ کتا ہے بعضوں نے کہا سات افراد ہیں آٹھواں کتا ہے اور خدا نے ان کو رعب و خوف کے پردہ میں پوشیدہ کر رکھا تھا کسی کو جرات نہ تھی کہ غار میں داخل ہو کر اُن کے نزدیک جائے۔ آخر اُن کا ساتھی جو بازار گیا تھا اُن کے پاس آیا وہ لوگ بہت خوفزدہ ہو چکے تھے یہ سمجھ کر کہ جو لوگ غار کے اوپر شہر سے آئے ہیں دقیانوس کے آدمی ہیں۔ پھر اُن کے ساتھی نے اُن کو آگاہ کیا کہ دقیانوس کو مرے ہوئے بہت عرصہ گزر چکا اور ہم لوگ مدت سے سو رہے ہیں ہم لوگ تو لوگوں کے لئے ایک مہم ہو گئے ہیں جو سنتا ہے تعجب کرتا ہے۔ یہ سن کر اُن لوگوں نے بارگاہ الہی میں تضرع و زاری کے ساتھ دعا کی کہ اُن پر پھر نیند کو مسلط کر دے۔ مختصر یہ کہ اُس وقت کے بادشاہ نے کہا کہ مناسب ہے کہ اس غار کے باہر ہم ایک مسجد تعمیر کریں اور اس مقام کی زیارت کیا کریں کیونکہ یہ مومنوں کی جماعت تھی۔ خداوند عالم ان کو سال میں دو مرتبہ کروٹ بدلواتا ہے چھ مہینے داہنی کروٹ اور چھ مہینے بائیں کروٹ سو یا کرتے ہیں اور اُن کا کتا غار کے دروازہ پر ہاتھ پیر بھیلانے بیٹھا ہے۔

دوسری چند معتبر حدیثوں میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم اُس بات کی تم کو تکلیف دے جس کی اصحاب کہف کو ان کی قوم نے دی تھی تو عمل میں لاؤ۔ پوچھا وہ کیا تھی فرمایا کہ خدا کے ساتھ شرک۔ وہ لوگ تفسیق کے طور پر اظہار شرک کرتے تھے لیکن ایمان اُن کے دلوں میں پوشیدہ تھا یہاں تک کہ خدا کی طرف سے ان کو قوم سے

نجات ملی۔ پھر فرمایا کہ انہوں نے بادشاہ کی تکذیب کی کہ خدا نے ان کو اُس کا ثواب عطا فرمایا اور ان کو اُسے تقبیہ تصدیق کی تو خدا نے ثواب عطا فرمایا اور وہ صرف تھے۔ دوسری چند حدیثوں میں ہے کہ وہ صرف (تاجر) بیسم و زر کے نہ تھے بلکہ صرف سخن تھے کہ حق و باطل کی کسوٹی جانتے تھے۔ اور فرمایا کہ بلا مشورہ وہ فرداً فرداً شہر سے نکلے تھے اور ایک صحرا میں اکٹھے ہوئے اور ایک نے دوسرے سے ملاقات کی پھر ہر ایک نے ایک دوسرے سے عہد و پیمان کئے اور حلف و قسم کے بعد ایک دوسرے سے اپنے دلوں کے راز بیان کئے اُس وقت ظاہر ہوا کہ وہ سب مومن تھے اور سب کے سب ایک غرض سے شہر سے نکلے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ انہوں نے اپنا ایمان پوشیدہ رکھا تھا اور کفر بطور تقبیہ ظاہر کیا کرتے تھے لہذا اُن کے کفر کا ثواب ایمان کے پوشیدہ کرنے سے زیادہ تھا اور دوسری چند معتبر حدیثوں میں فرمایا کہ کسی کا تقبیہ اصحاب کہف کے تقبیہ کے برابر نہیں پہنچ سکتا کیونکہ انہوں نے زنا را باندھا اور مشرکوں کے عید گاہ میں حاضر ہوا کرتے تھے تو خدا نے ان کے ثواب کو بڑھا دیا۔

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے اپنی سند سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خلیفہ دوم کی خلافت کے زمانہ میں علمائے یہود کا ایک گروہ ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ فرمائیے آسمانوں کے تالے کیا ہیں۔ اور وہ کون ہے جس نے اپنی قوم کو (عذابِ خدا سے) ڈرایا حالانکہ وہ انسان تھا نہ جن تھا۔ اور وہ پانچ جانور کون کون سے ہیں جو رحمِ مادر سے پیدا نہیں ہوئے مگر زمین پر چلتے پھرتے تھے۔ اور دراج اور مرغ اور گھوڑے اور چمچ اور مینڈک اور ہوچہ جب بولتے ہیں تو کیا کہتے ہیں۔ خلیفہ ان سوالات کے جوابات سے عاجز رہے اور سر ہچکایا۔ پھر امیر المومنین حضرت علیؑ کی جانب رُخ کر کے کہا اے ابوالحسن مجھے نہیں معلوم کہ آپ کے سوا کوئی دوسرا ان سوالات کے جوابات جانتا ہو۔ تو جناب امیرؑ نے علمائے یہود کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تمہارے مسائل کے جوابات دیتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ اگر توریت کے مطابق میرے جوابات ہوں تو تم ایمان لاؤ اور ہمارے دین کو قبول کرو انہوں نے کہا منظور ہے۔ تب آپ نے فرمایا کہ اے یہود کے تالے ہیں خدا کے ساتھ شرک کرنا۔ یعنی مرد یا عورت جو مشرک ہوتا ہے اُس کا عمل آسمانوں تک نہیں جاتا۔ ان لوگوں نے پوچھا آسمانوں کی کنجی کیا ہے فرمایا کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔ کا اقرار۔ پوچھا وہ قبر کون سی ہے جو صاحبِ قبر کو لئے پھرتی تھی۔ فرمایا کہ وہ مچھلی تھی جس نے

حضرت یونس کو نکل لیا تھا اور سات دریاؤں میں لئے پھرتی تھی۔ پوچھا وہ کون درانیوالا ہے جو نہ جن ہے نہ انسان فرمایا وہ، وہ چھوٹی ہے جس نے حضرت سلیمان کے لشکر سے اپنی قوم کو ڈرایا تھا یہ کہہ کر تم سب اپنی اپنی سوراخوں میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کا لشکر تم کو پامال کر دے۔ ان لوگوں نے کہا اچھا اب ہمیں آگاہ کیجئے کہ وہ کون پانچ مخلوق ہیں جو رحم مادر سے پیدا نہیں ہوئے اور جلتے پھرتے تھے حضرت نے فرمایا۔ وہ آدم وحوّا اور ناقہ صالح اور کوسفند براہیم (جو فدیہ اسمعیل کیلئے آیا تھا) اور عصائے موسیٰ علی نبینا وعلیہم السلام ہیں۔ پھر ان حیوانوں کی آواز کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ فرمایا وراج کہتا ہے۔ الرحمن علی العرش استوی۔ خرو س کہتا ہے۔ اَذْكُرُوا اللّٰهَ يٰ قَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۔ اے غافل لوگو خدا کو یاد کرو گھوڑا کہتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْصُرْ عِبَادَكَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی عِبَادِكَ الْكَافِرِیْنَ۔ خداوند کافروں پر اپنے مومن بندوں کو نصرت عطا فرما۔ اور حجر غلہ پر ٹیکس لینے والوں پر لعنت کرتا ہے اور مینڈک۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْمُعْبُوْدِ السَّبَّحِیْنِ فی اللّٰحِیِّ الْبَحَارِ یعنی پاک ہے میرا معبود اور اُس کی تسبیح پڑھتے ہیں دریاؤں میں رہنے والے مخلوق۔ اور ہوج کہتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَلْعَن مِّنْعَضٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ خداوند لعنت کر دشمنان محمد و آل محمد پر۔

سوالات کرنے والے تین علماء تھے اُن میں سے دو عالموں نے تو شہادت دی اور مسلمان ہو گئے اور تیسرا عالم کھڑا ہو کر کہنے لگا یا علیؑ نور اسلام جو میرے ساتھیوں کے دلوں میں ظاہر ہوا میرے دل میں بھی اُس کی روشنی آچکی ہے لیکن ایک مسئلہ اور رہ گیا ہے اگر آپ اس کا جواب ارشاد فرمائیں تو میں بھی مسلمان ہو جاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا پوچھو عرض کی مجھے اُس جماعت سے آگاہ کیجئے جو گذشتہ زمانہ میں تھی اور وہ تین سو نو برس تک مر رہے تھے۔ پھر خدا نے اُن کو زندہ کیا اُن کا قصہ کیا ہے۔ یہ سُن کر حضرت نے سورہ کہف پڑھنا شروع کیا اُس نے کہا میں آپ کے قرآن کو بہت سُن چکا ہوں اگر آپ عالم ہیں تو تفصیل سے اُس جماعت کے حالات اُن کے نام اور اُن کی مدت، اُن کے کتے کا نام اور اُن کے غار اور اُن کے بادشاہ اور شہر کے نام سے آگاہ کیجئے یہ سُن کر حضرت نے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ ملک روم میں ایک شہر تھا افسوس نامی وہاں کا بادشاہ ایک صالح و نیک شخص تھا اس کا انتقال ہو گیا تو ان میں باہم اختلاف

۱۔ رحمن وہ ہے جو عرش کا خالق ہے۔

پیدا ہو گیا۔ فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ دقیانوس کو یہ خبر معلوم ہوئی تو ایک لاکھ کالشکر لے کر اُن پر حملہ آور ہوا اور ان کے شہر پر قبضہ کر لیا اور شہر افسوس کو اپنا پایہ تخت قرار دیا اُس شہر میں ایک قصر بنوایا جس کی لمبائی چوڑائی ایک فرسخ تھی اور اُس قصر میں ایک جلسہ گاہ تیار کرائی جس کی چھت شفات شیشہ کی ہزار ہاتھ لانی چوڑی تھی اور اُس میں چار ہزار ستون سونے کے بنوائے اور سونے کی ہزار قندیلیں چاندی کی زنجیروں سے لٹکائیں جن کو خوشبو ترین تیل سے روشن کیا جاتا تھا اور مشرق کی جانب ہزار روشن دان کھولے گئے تھے جن میں سے سورج کی روشنی تا وقت غروب آتی تھی اور ایک تخت سونے کا بنوایا تھا جس کے پاس چاندی کے تختے جس کو طرح طرح کے جواہرات سے مرصع کیا تھا اور اُس پر نہایت عمدہ فرش بچھایا گیا تھا تخت کی داہنی جانب سونے کی ہزار کرسیاں رکھی تھیں جن کو سبز زبرجد سے مرصع کیا تھا جن پر اُس کے لشکر کے افسران اور اُمرا بیٹھتے تھے۔ اور تخت کی بائیں جانب بھی ہزار کرسیاں تھیں جو چاندی کی بنوائی گئی تھیں اور ان کو یاقوت مرصع سے مرصع کیا تھا جن پر بادشاہان روم بیٹھا کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ دقیانوس تخت پر بیٹھا اپنے سر پر تاج رکھا۔ اسی اثنا میں ایک یہودی کھڑا ہو گیا اور اس نے پوچھا کہ یا علیؑ یہ تو فرما بیٹے کہ اُس کا تاج کس چیز کا بنایا گیا تھا۔ حضرت نے فرمایا اُس کا تاج طلائے مشک سے بنایا گیا تھا جس کے سات گوشے تھے اور ہر گوشہ میں سفید مروارید لٹکے ہوئے تھے جو اندھیری رات میں چراغ کے مانند روشن ہوتے تھے اور بادشاہوں کے اولاد میں سے سچاس غلام تھے جو دیبائے سرخ کی قبا اور حریر کے پاجامے پہنتے تھے ان کے سروں پر تاج بھی ہوتے ان کے ہاتھوں اور پیروں میں کڑے پڑے رہتے۔ سونے کے عصا ان کے ہاتھوں میں ہوتے۔ اور وہ اُس کی پشت کی جانب کھڑے رہتے تھے ان میں سے چھ غلاموں کو اپنا وزیر بنایا تھا جن میں سے تین اُس کی داہنی جانب اور تین اس کی بائیں جانب کھڑے رہتے تھے۔ یہودی نے پوچھا اُن غلاموں کے نام کیا تھے۔ فرمایا اُن تینوں کے نام جو داہنی جانب کھڑے رہتے تھے۔ تملیخا، کنعلینا اور منشلینا اور وہ تین جو بائیں طرف کھڑے ہوتے تھے اُن کے نام مرنوس اور ویرنوس اور شاذریوس تھے۔ بادشاہ اپنے تمام امور میں اُن سے مشورہ کرتا تھا۔ وہ ہر روز اپنے دربار میں بیٹھتا امرا و سلاطین اس کے داہنے و بائیں طرف بیٹھتے پھر تین غلام مجلس میں داخل ہوتے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں سونے کا

ایک جام ہوتا جو پلے ہوئے مشک سے لبریز ہوتا تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں ایک جام چاندی کا ہوتا جو گلاب سے بھرا ہوتا اور تیسرے کے ہاتھ میں ایک سفید چڑیا ہوتی جس کی منقار سرخ ہوتی۔ جب بادشاہ کی نظر اُس پر پڑتی اور وہ اس کو پکارتا تو وہ اُڑ کر پہلے جام گلاب میں غوطہ لگاتی۔ پھر مشک کے جام میں پہنچ کر تمام مشک اپنے بال و پر میں لپیٹ لیتی۔ بادشاہ پھر اُس کو آواز دیتا تو وہ آ کر اُس کے تاج پر بیٹھ جاتی اور جو کچھ اس کے پیروں میں بھرا ہوتا سب بادشاہ کے سر پر چھڑک دیتی۔ غرض کہ بادشاہ اس عیش و عشرت میں نہایت مغرور و سرکش ہو گیا یہاں تک کہ خدائی کا دعویٰ کرنے لگا اور اپنی رعایا میں سے بڑے بڑے لوگوں کو بلا تا کہ اس کو سجدہ کریں اور اس کی ربوبیت کا اقرار کریں۔ ان میں جو شخص اس کی اطاعت کرتا اُسے انعام و اکرام سے مالا مال کر دیتا اور جو انکار کرتا اُس کو قتل کر دیتا تھا۔ یہاں تک کہ تمام رعایا اس کی مطیع و فرمانبردار ہو گئی۔ اُس نے سال میں ایک دن عید کا مقرر کیا تھا۔ ایک مرتبہ عید کے روز وہ تخت پر بیٹھا تھا اور امرا و سلاطین و اہل ہنر و بائیں بیٹھے تھے۔ ناگاہ ایک سلطان آیا اور خبر دی کہ فارس کا لشکر اُس سے جنگ کے لئے آ رہا ہے اور فریب پہنچ چکا ہے۔ یہ سننے ہی دقیا نوس نہایت غمگین و مضطرب ہوا اس حد تک کہ تاج اُس کے سر سے گر پڑا۔ تملیخانے جو ایک مہسن آدمی تھے اُس کو دیکھا۔ اور اپنے دل سے کہا کہ اگر یہ خدا ہوتا جیسا کہ دعویٰ کرتا ہے تو غمگین و پریشان نہ ہوتا اور نہ ڈرتا اور نہ پاخانہ پیشاب اس سے خارج ہوتا نہ اس کو نیند آتی۔ یہ صفیت خدا کی نہیں ہیں۔ وہ چھ اشخاص ہر روز اہس میں کسی ایک کے گھر میں جمع ہوتے (ہنسنے بولنے اپنے دل بہلاتے) جس روز تملیخانے کی باری تھی اُس نے اپنے ساتھیوں کے لئے اچھے اچھے کھانے پکوائے جب اُس کے رفقاء جمع ہوئے تو (کھانے پینے کے بعد اُس نے کہا) بھائیو ایک فکر میرے دل کو بھیجیں کئے ہوئے ہے جس سے میری بھوک پیاس اُڑ گئی اور نیند حرام ہو گئی ہے ان لوگوں نے پوچھا وہ کیا فکر ہے۔ تملیخانے کہا میں نے اس آسمان کے بارے میں بہت غور کیا کہ کس نے اُس کی چھت ایسی بلند کی ہے جس میں کوئی ستون نہیں اور کس نے آفتاب و ماہتاب دو روشنی بخشنے والی (قندیلوں کو) دو نشانیاں قرار دی ہیں اور کس نے اس کو ستاروں سے زینت بخشی ہے پھر میں نے زمین کے متعلق بہت غور و فکر کیا کہ کس نے اس کو لہریں لینے والے پانی پر اس قدر کشادہ طور سے پھیلا رکھا ہے اور اس کو پہاڑوں کے ذریعہ سے مستحکم و برقرار رکھا ہے تاکہ لوگوں کو غرق نہ کر سکے اور خود اپنی ذات پر غور کیا کہ کس نے مجھ کو ماں کے شکم سے پیدا کیا مجھے غذا دی اور

میری نشوونما فرمائی لہذا چاہیے کہ وہ کوئی اور ہے و قیاس کے علاوہ، وہی ان تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا اور ان کی تدبیر کرنے والا ہے۔ اور قیاس قیاس کے جبار و ظالم بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ہے۔ یہ سن کر دوسرے ساتھی تبلیغی کے پیروں پر گر پڑے اور اس کو بوسہ دیا اور کہا کہ خدا نے آپ کے ذریعہ سے گمراہی سے ہماری ہدایت کی لہذا فرمائیے کہ ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ یہ سنتے ہی تبلیغی جلدی سے اٹھے اور اپنے خرمے کے باغوں میں سے باغ تین ہزار درہم کے عوض فروخت کر کے درہم کو اپنی آستین کے درمیان باندھ لیا اور وہ سب (چھ اشخاص) اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر شہر سے باہر آئے جب تین میل دور جا چکے تبلیغی نے اُن سے کہا بھائیو اب تو دنیا کی بادشاہی سے درگزر و اور آخرت کے لئے فقر و فاقہ تکلیف و مصیبت کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ گھوڑوں سے اترو اور پیدل چلو شاید خدا تم کو اس بلا و مصیبت سے جس میں تم مبتلا ہو نجات بخشے۔ پھر وہ لوگ گھوڑوں سے اتر کر سات فرسخ تک پیدل چلتے رہے یہاں تک کہ اُن کے نازک پیروں سے خون جاری ہو گیا۔ اتفاقاً ایک چرواہے سے ملاقات ہو گئی اُس سے کہا کیا تم دودھ یا پانی ہم کو پلا سکتے ہو اس نے جواب دیا جو کچھ آپ لوگ چاہیں موجود ہے لیکن آپ لوگ مجھ کو شہزادے معلوم ہوتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگ بادشاہ کے پاس سے بھاگے ہیں انہوں نے کہا ہمارے لئے جھوٹ بولنا تو جائز نہیں بے شبہ سچائی تیرے شر سے ہم کو نجات دلائیگی۔ پھر اپنا مفصل حال اس سے بیان کیا۔ چرواہا اُن کے قدموں پر گر پڑا اور پیروں کو چوم کر کہا کہ جو آپ کے دلوں میں گذرا ہے وہی میرے دل میں بھی ہے لیکن مجھے مہلت دیجئے کہ ان گوسفندوں کو ان کے مالک کے پاس واپس پہنچا دوں تو آپ کے ساتھ میں بھی چلوں یہ سن کر وہ لوگ ٹھہر گئے۔ چرواہا گیا اور گوسفندوں کو اُن کے مالک کے حوالہ کر کے واپس آ یا ساتھ میں اُس کا کتا بھی پیچھے پیچھے دوڑتا ہوا آیا۔ (یہ تمام ماجرا سکر) یہودی اُچھل پڑا اور بولایا علیٰ بتائیے اُس کتے کا نام کیا تھا اس کا رنگ کیا تھا فرمایا اُس کا رنگ سیاہ و سفید تھا اور نام قطمر تھا۔ جب ان لوگوں نے اُس کتے کو دیکھا ڈرے کہ کہیں یہ بھونکن شروع نہ کر دے اور ہمارا راز فاش نہ ہو جائے اس لئے اس کو ڈھیلے مار مار کر بھگانا چاہا آخر وہ کتا بقدرت خدا گویا ہوا اور کہا مجھے چھوڑ دو میں دشمنوں سے تمہاری حفاظت کروں گا۔ غرض کہ وہ چرواہا ان لوگوں کو پہاڑ پر چڑھائے گیا اور وہ سب اُس غار میں جو پہاڑ پر تھا پوشیدہ ہو گئے اُس غار کو وید کہتے تھے اُس کے قریب پانی کا ایک چشمہ تھا اور سیوہ دار درخت تھے۔ ان لوگوں نے ان درختوں کے پھل کھائے اور چشمہ کا

پانی پیا۔ رات ہوئی تو غار میں سو رہے۔ خداوند عالم نے ملک الموت کو وحی فرمائی اُس نے ان کی روحیں قبض کر لیں۔ اور خدا نے اُن میں سے ہر ایک پر دو فرشتوں کو موکل فرمایا ہے جو ان کو ایک پہلو سے دوسرے پہلو کی جانب پھیرتے رہتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق سال میں ایک مرتبہ اور دوسری روایت کے موافق سال میں دو مرتبہ۔ اور آفتاب کے خیزینہ داروں کو وحی فرمائی کہ آفتاب کی شعاع وقت طلوع سے وقت غروب تک اُن پر نہ پڑنے پائے۔ و قیام نوس جب عید گاہ سے واپس آیا اور اُن جوانوں کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ فرار کر گئے۔ اسی ہزار سواروں کو لے کر اُن کے تعاقب میں چلا اور غار تک پہنچا۔ وہاں ان کو دیکھا کہ با حال خستہ و پریشان سو رہے ہیں کہنے لگا کہ اگر میں ان کو سزا دینا چاہتا تو اس سے زیادہ اذیت نہ پہنچا سکتا جس قدر انہوں نے اپنے آپ اپنے لئے اذیت حاصل کر لی ہے پھر مزدوروں کو بلا کر چونے اور پتھر سے غار کا دہانہ بند کر دیا اور اپنے ساتھیوں سے بولا کہ ان سے کہہ دو کہ اپنے اُس خدا سے کہیں جو آسمان میں ہے کہ ان کو اس مصیبت سے نجات بخشنے۔ اور اس غار سے ان کو باہر نکالے۔ اس کے بعد وہ لوگ تین سو نو سال تک اُسی غار میں پڑے رہے۔ پھر خدا نے جابا کہ ان کو زندہ کرے تو اسرافیلؑ کو حکم دیا کہ ان کی روحیں ان کے جسموں میں داخل کر دیں۔ غرض کہ وہ بیدار ہوئے اور آفتاب طلوع ہوا تو بولے کہ آج رات اپنے پروردگار کی عبادت سے ہم غافل رہے۔ پھر غار سے باہر نکلے دیکھا کہ پانی کے چشمے خشک ہیں درخت سوکھے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر ان میں سے ایک نے کہا ہمارے معاملات بھی عجیب ہیں۔ ایک رات میں یہ چشمے باوجود اس قدر افراط آب کے اور تمام درخت خشک ہو گئے۔ آخر بھوک سے بے چین ہوئے تو مشورہ کیا کہ ہم میں سے ایک شخص بازار سے کھانا لائے۔ لیکن اس طرح کہ کوئی پہچان نہ سکے تملیخانہ کہا میں جاتا ہوں۔ انہوں نے چرواہے کے بوسیدہ کپڑے پہنے اور شہر کی جانب روانہ ہوئے۔ شہر کے قریب پہنچے تو وضع قطع بدلی ہوئی دیکھی جب شہر کے دروازہ پر پہنچے تو ایک سبز علم دیکھا جس پر لا الہ الا اللہ عیسے رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ اپنی آنکھیں مل مل کے علم کو دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ گویا ان مقامات کو خواب میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ دیکھ کر شہر میں داخل ہونا پسند نہ کیا بلکہ بیرون شہر ایک بازار میں آئے اور ایک نانبائی کی دوکان پر پہنچے اس سے پوچھا اس شہر کا کیا نام ہے اُس نے کہا "افسوس" پوچھا تمہارے بادشاہ کا

نام کیا ہے اُس نے جواب دیا عبدالرحمن۔ پھر روٹیاں خریدنے کے لئے ایک درہم نکال کر اس کو دیا۔ روٹی والے نے جب درہم کو دیکھا کہ وہ خاصا وزنی اور بڑا ہے تو اس کو بڑی حیرت ہوئی۔ اسی اثنا میں ایک یہودی نے کہا یا علیؑ یہ تو بتائیے کہ اُن درہموں کا وزن کتنا مخافریا کہ ہر درہم دس اور دو تہائی ۱۰ درہم کے برابر تھا۔ پھر حضرت نے اپنا بیان جاری فرمایا کہ روٹی والے نے تیلینا سے کہا کہ شاید تم کو کہیں سے خزانہ ملا ہے تیلینا نے کہا یہ اُن درہموں میں سے ہے جو خرموں کی قیمت میں ملے ہیں جن کو تین روز پہلے میں نے اس شہر میں فروخت کیا تھا اور اس شہر سے چلا گیا تھا کیونکہ لوگ دقیانوس کی پرستش کرتے تھے۔ وہ نابنائی تیلینا کو بادشاہ کے پاس لے گیا اور کہا کہ کہیں سے اس شخص کو خزانہ مل گیا ہے۔ بادشاہ نے تیلینا سے کہا کہ ڈرو نہیں (صاف صاف کہہ دو) کیونکہ ہمارے پیغمبر علیؑ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ خزانوں میں سے خمس سے زیادہ ہم نہ لیں لہذا اس کا پانچواں حصہ ہم کو دے دو اور اطمینان سے خزانہ اپنے ساتھ لے جاؤ۔ تیلینا نے کہا۔ آپ میرا واقعہ غور سے سُنتے ہیں نہ کوئی خزانہ نہیں پایا ہے میں تو اسی شہر کا رہنے والا ہوں۔ بادشاہ نے تعجب سے پوچھا تم اسی شہر کے باشندے ہو؟ کہا ہاں پوچھا کوئی تم کو اس شہر میں پہچانتا ہے کہا ہاں پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ کہا تیلینا۔ بادشاہ نے کہا ایسا نام تو ہمارے زمانہ کے لوگوں کا نہیں ہوتا۔ پھر پوچھا اس شہر میں تمہارا مکان بھی ہوگا کہا ہاں۔ میرے ساتھ چلے میں اپنا مکان دکھا دوں بادشاہ یہ سن کر سوار ہوا اُس کے ساتھ لوگوں کا ایک جم غفیر چلا۔ تیلینا سب کو ایک عالیشان مکان کے دروازہ پر لے گئے جو اُس شہر میں سب مکانوں سے بلند اور بہتر تھا اور کہا یہ ہے میرا مکان۔ لوگوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے ایک پیر مرد برآمد ہوا جس کے ابرو آنکھوں پر ٹپکے ہوئے تھے۔ اُس نے پوچھا آپ لوگ کیوں میرے پاس آئے ہیں؟ بادشاہ نے کہا یہ جو ان (تیلینا) کو وارد ہے اور عجیب عجیب باتیں بیان کرتا ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ یہ گھر اسی کا ہے۔ اُس پیر مرد نے تیلینا سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ کہا میں قسطلیلین کا فرزند تیلینا ہوں یہ سُنتے ہی وہ مرد پیر تیلینا کے پیروں پر گر کر چومنے لگا اور کہا رب کعبہ کی قسم یہ تو ہمارے دادا ہیں۔ پھر بیان کرنا شروع کیا۔ اسے بادشاہ یہ چھ اشخاص تھے جو دقیانوس کے خوف سے اس شہر سے نکل گئے تھے۔ یہ سنتے ہی بادشاہ گھوڑے سے کود پڑا اور تیلینا کو اپنے کاندھے پر اٹھالیا۔ لوگ اُس کے ہاتھ پیروں کو بوسہ دینے لگے۔ پھر پوچھا اے تیلینا تمہارے ساتھی کیا ہوئے اُس نے کہا غار میں ہیں۔ اُس زمانہ میں اُس شہر میں دو بادشاہ تھے ایک یہودیوں کا ایک مسلمانوں کا۔ یہ خبر سن کر

دونوں بادشاہ مع اہالیان شہر غار کی جانب چلے۔ جب غار کے قریب پہنچے تیلیخانے کہا آپ لوگ یہیں ٹھہریں میں پہلے جا کر ان کو اطلاع دیتا ہوں ورنہ مجھے خوف ہے کہ وہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنیں گے تو ڈریں گے کہ کہیں وقیانوس تو ان کو گرفتار کرنے نہیں آگیا۔ عرض تیلیخانہ غار میں پہنچے ان کے ہمراہی ان سے پیٹ گئے اور خدا کا شکر ادا کیا کہ وقیانوس کے شر سے اُس کو بچا لیا۔ تیلیخانے کہا وقیانوس کا ذکر جھوٹو یہ بتاؤ کہ اس جگہ کتنی مدت تک سوئے۔ انہوں نے کہا ایک روز یا اس سے بھی کم۔ تیلیخانے کہا نہیں بلکہ تین سو نو سال سوتے رہے ہو۔ وقیانوس مرچکا۔ اس کو مرے ہوئے بھی صدیاں گزر گئیں۔ خدا نے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا جن کا نام عیسیٰ ہے اُن کو مسیح بھی کہتے ہیں وہ مریم کے فرزند ہیں۔ خدا نے ان کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ میرے ساتھ اس وقت یہاں کے بادشاہ اور شہر کے باشندے تم لوگوں کو دیکھنے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا اے تیلیخانہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ خدا ہم کو عالمین کے لئے ذریعہ آزمائش قرار دے تیلیخانے پوچھا پھر کیا مطلب ہے کہا اُو خدا سے دعا کریں کہ پھر ہماری روحمیں قبض کر لے غرض خدا ان لوگوں نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور خدا نے ان کی روحمیں قبض کرنے کا حکم دے دیا۔ دونوں بادشاہ اور ان کے ہمراہی سات روز تک غار کا چکر لگاتے رہے لیکن اُس کا دروازہ نہ پاسکے۔ آخر مسلمان بادشاہ نے کہا یہ لوگ ہمارے دین پر مرے ہیں لہذا میں یہاں مسجد بنوا دوں گا یہودیوں کا بادشاہ کہتا تھا کہ وہ ہمارے دین کے پیرو تھے میں کلیسہ بنواؤں گا۔ آخر دونوں بادشاہوں میں جنگ ہوئی مسلمان بادشاہ غالب ہوا اور غار کے دروازہ پر مسجد بنوائی۔ یہ فرما کر امیر المومنین نے فرمایا اے یہودی بتا یہ تمام واقعات تو ریت کے موافق ہیں یا نہیں اُس نے عرض کیا بیشک اس میں ایک حرف زیادہ ہے نہ کم۔ اور میں خدا کی وحدانیت اور محمد مصطفیٰ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔

بند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے اور عامہ نے بھی بہت سی سندوں کے ساتھ روایت کی ہے خصوصاً ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا نماز عشا سے فارغ ہو کر قبرستان بقیع کی جانب چلے۔ اور ابو بکر و عمر و عثمان اور حضرت امیر المومنینؑ کو طلب فرمایا اور کہا جاؤ اصحاب کہف کی جانب اور اُن کو میرا سلام پہنچاؤ۔ اور اے ابو بکر پہلے تم سلام کرنا کیونکہ تم عمر میں بڑے ہو پھر عمر پھر عثمان۔ اگر تم میں سے کسی کے سلام کا جواب ملے تو وہ میرا سلام ان لوگوں کو پہنچائے

اگر وہ لوگ جواب سلام نہ دیں تو اے علی تم آگے بڑھنا اور سلام کرنا پھر حضرت نے ہوا کو حکم دیا اُس نے ان لوگوں کو بلند کیا اور اصحاب کہف کے غار تک پہنچا دیا دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نے ان کو ایک بساط پر بٹھایا اور اس کو حکم دیا کہ غار تک پہنچا دے۔ عرض وہاں پہنچ کر ابو بکر آگے بڑھے اور سلام کیا۔ کوئی جواب نہ ملا پھر عمر نے اور پھر عثمان نے سلام کیا مگر جواب نہ آیا۔ سب کے بعد امیر المومنین آگے بڑھے اور فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے اہل غار کہ اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہو خدا تمہاری ہدایت کو زیادہ کرے اور تمہارے قلوب ایمان پر مضبوط رکھے میں خدا کے رسول کا قاصد ہوں۔ یہ سنتے ہی اصحاب کہف کی آوازیں بلند ہوئیں ان لوگوں نے کہا مر حبا خدا کے رسول اور اُن کے فرستادہ۔ اے وصی رسول خدا آپ پر سلامتی اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ حضرت نے پوچھا۔ تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ میں وصی پیغمبر ہوں انہوں نے کہا ہمارے کانوں پر پردے ڈال دیئے گئے ہیں تاکہ سوائے پیغمبر یا وصی پیغمبر کے کسی کی آواز ہمارے کانوں تک نہ پہنچے اور نہ ہم کسی سے گفتگو کریں۔ اے وصی رسول! پیغمبر خدا کیسے ہیں۔ ان کا لشکر اور حضرت کے حالات کیسے ہیں اور حضرت رسول کے حالات معلوم کرنے میں بہت مبالغہ کیا اور بہت کچھ پوچھا۔ پھر کہا یا امیر المومنین! اپنے ان ہمراہیوں کے حالات سے بھی آگاہ فرمائیے کیونکہ ہم تو صرف نبی یا وصی نبی سے گفتگو کرتے ہیں۔ حضرت نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو کچھ اصحاب کہف نے کہا تم لوگوں نے سنا وہ بولے جی ہاں سنا۔ فرمایا گواہ رہنا۔ الغرض (اس کے بعد) سب نے مدینہ کی جانب رُح کیا ہوا نے اُن کو بلند کیا اور حضرت رسول کی خدمت میں پہنچا دیا۔ ان لوگوں نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا پیغمبر سے بیان کیا۔ حضرت نے بھی ابو بکر و عمر و عثمان سے فرمایا کہ تم نے دیکھ لیا اور سُن لیا لہذا گواہ رہنا۔ انہوں نے کہا بہت بہتر۔ پھر حضرت نے اُن کو اور تاکید فرمائی کہ اپنی گواہی کو یاد رکھیں۔ اور دولتِ سرا کو تشریف لے گئے۔

چند مندوں کے ساتھ حضرت رسول سے منقول ہے کہ تین اشخاص ساتھ جا رہے تھے کہ بارش ہونے لگی۔ وہ لوگ ایک غار میں پناہ گزیں ہو گئے۔ ناگاہ ایک بہت بڑا پتھر پہاڑ سے گرا جس سے غار کا دروازہ بند ہو گیا۔ اُن میں سے ایک شخص نے کہا اے خدا کے بند و رقیم کو بنیہر سچائی کے اس بلا سے نجات ممکن نہیں۔ تم میں سے ہر ایک نے جو کام محض خدا کی خوشنودی کے لئے کیا ہو اُس کو بیان کرے شاید خدا

اس پتھر کو دور کر دے یہ سن کر اُن میں سے ایک شخص نے بیان کرنا شروع کیا۔ پالنے والے میرے بوڑھے ماں باپ موجود تھے اور میرے اہل و عیال اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں بکریاں چراتا تھا اور رات کو پہلے اپنے ماں باپ کو کھانا کھلاتا اُس کے بعد اپنے بچوں کو دیتا تھا۔ ایک روز گھر دیر سے واپس آیا اُس وقت میرے والدین سو گئے تھے میں نے پہلے ایک برتن میں دودھ لیا اور اپنے والدین کے سر ہانے جا کر کھڑا ہو گیا میرے بچے کھانے کے لئے بیچین تھے اور بھوک سے روزہے تھے میں نے والدین کو بیدار کر کے اُن کے آرام میں خلل ڈالنا پسند نہ کیا اور نہ اپنے بچوں کو کھانا دیا۔ اسی طرح تمام رات والدین کے سر ہانے کھڑا رہا (تاکہ وہ خود سے بیدار ہوں) یہاں تک کہ صبح ہو گئی خداوند اگر میں نے یہ کام صرف تیری خوشنودی کے لئے کیا تھا تو ہم کو اس بلا سے نجات دے۔ اُس کے بیان کے بعد دروازہ کا ایک حصہ کھل گیا اور آسمان دکھائی دینے لگا۔ پھر دوسرے شخص نے کہا۔ خداوند تو عالم ہے کہ میری ایک چچا زاد بہن تھی۔ جسے میں بہت دوست رکھتا تھا۔ ایک روز میں نے اُس سے ارادہ فعل حرام کیا اس نے کہا جب تک سواشر فیاں میرے لئے نہ لائے گا میں راضی نہ ہوں گی۔ آخر میں نے سواشر فیاں اس کو لا کر دیں۔ پھر جب فعل بد کا ارادہ کیا تو اُس نے کہا خدا سے خوف کر اور خدا کی مہر کو حرام کے ذریعہ مت توڑ۔ میں یہ سن کر باز آیا خداوند تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام صرف تیری خوشنودی کے لئے کیا ہے لہذا ہم کو اس بلا سے نجات دے اس کے کہنے کے بعد دروازہ کا ایک حصہ اور کھل گیا اور پتھر زیادہ ہٹ گیا۔ اس کے بعد تیسرے شخص نے اپنا ایک واقعہ یوں بیان کر کے خدا سے مناجات کی کہ میں نے ایک مزدور کو ایک کام سپرد کیا جب وہ کرچکا تو مزدوری لینے میں اُس نے تکرار کی اور کچھ میں دے رہا تھا اُس نے نہیں لیا اور چلا گیا۔ میں نے اس کی مزدوری زراعت میں صرف کر دی اُس میں کچھ اضافہ ہوا تو میں نے گائیں خریدیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ اُس کی مزدوری نصف درم تھی میں نے اس کو دس ہزار درم تک ترقی کرتے کرتے پہنچا دیا۔ ایک مدت کے بعد وہ مزدور پھر آیا تو میں نے سب اُس کو دے دیا۔ خداوند اگر میں نے صرف تیری خوشنودی کے لئے یہ کام کیا ہے تو دروازہ بالکل کھول دے اور پتھر ہٹا دے اس کے اس بیان کے ساتھ ہی پتھر دور ہٹ گیا اور وہ تینوں اشخاص غار سے باہر نکل آئے حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ جو شخص خدا کے ساتھ سچائی عمل میں لاتا ہے نجات پاتا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ اصحاب رفیم یہی جماعت تھی :-

باب بیسواں

اصحاب اُخْدُوْد کا حال

خداوند عالم قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ قَتَلَ اصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ ۙ مَا رَسَّ كُنَّ
یا ملعون ہوئے اصحاب اُخْدُوْد جنہوں نے ایک بہت بڑا غار زمین میں کھودا تھا۔
النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝ اور وہ غار آگ سے بھرا ہوا تھا جس کے شعلے بلند تھے اِذْهُمْ
عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝ جس وقت کہ وہ اُس آگ کے گرد بیٹھے تھے۔ وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُوْنَ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ شٰهُوْدٌ ۝ اور جو سلوک ایمانداروں کے ساتھ انہوں نے کئے تھے
اُس کے گواہ ہیں کہ اپنے بادشاہ کے سامنے گواہی دیں گے یا قیامت میں گواہی دیں
گے اور ان کے اعضا و جوارح خود ان پر گواہ ہوں گے۔ وَمَا نَقُصُّوا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ يُّوْ
مِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ (ان مومنین کے بارے میں) جنہوں نے اُن کے ساتھ
کچھ بُرائی نہ کی تھی نہ اُن کے عیوب بیان کئے تھے سوائے اس کے کہ وہ خدائے عزیز اور مستحق
حمد و ثنا پر ایمان لائے تھے علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جس نے اہل حبشہ کو یمن
والوں سے جنگ پر اُبھارا تھا وہ ذونواس تھا جو بادشاہان حمیر میں سے آخری بادشاہ تھا
جس نے دین یہود اختیار کر لیا تھا اور حمیر کا قبیلہ بھی یہودی ہو گیا تھا۔ اس نے اپنا نام یساف
رکھ لیا تھا۔ ایک زمانہ تک وہ سب اُسی دین پر عمل کرتے رہے۔ لوگوں نے اس کو
اطلاع دی کہ ایک گروہ نجران میں ہے جو دین عیسیٰ پر عمل کرتا ہے اور وہ حقیقتاً دین عیسیٰ پر
باقی تھے اور انجیل کے احکام پر عمل کرتے تھے۔ اُن کا سہرا عبداللہ بن یامن تھا۔ ذونواس
کے خوشامدیوں نے ذونواس کو نجران پر حملہ کرنے پر اُبھارا تاکہ وہ ان کو برباد
کر دے یا وہ لوگ دین یہود قبول کریں۔ غرض ذونواس داخل نجران ہوا اور وہاں کے
لوگوں کو جمع کر کے دین یہود قبول کرنے پر مجبور کیا۔ انہوں نے انکار کیا۔ اس نے بہت
مجبور کیا۔ مگر وہ لوگ کسی طرح راضی نہ ہوئے آخر ذونواس نے زمین میں خندقیں کھودوائیں
اور ان کو لکڑیوں سے بھر کر آگ لگا دی۔ بہتوں کو اُس آگ میں ڈال دیا اور بہتوں کو تلوار
سے قتل کیا اور بعضوں کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچا کر مار ڈالا یہاں تک کہ قریب ایک ہزار
اشخاص ہلاک کر دیئے گئے۔ ان میں سے ایک شخص دوس نامی ٹھوڑے پر سوار ہو کر فرار

سورہ اعراف آیت ۴۰

ہو گیا لوگ اُس کے پیچھے دوڑے مگر اُس کو نہ پاسکے۔ پھر دونوں اس مع اپنے لشکر کے صفائی طرف واپس چلا گیا۔ چنانچہ ان آیتوں سے اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے۔

بسنہ معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک نصرانی عالم کو بخران سے طلب فرمایا اور اصحاب اعدود کا قصہ اُس سے دریافت فرمایا اُس نے بیان کیا۔ حضرت نے سن کر فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ میں تجھے آگاہ کرتا ہوں۔ سن خداوند عالم نے اہل جہنہ پر انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا۔ ان لوگوں نے اس رسول کی تکذیب کی اور اُس سے جنگ کی۔ پیغمبر کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر ڈالا اور خود پیغمبر کو مع باقی ساتھیوں کے قید کر لیا۔ پھر زمین میں خندقیں کھودیں۔ اور اس کو آگ سے بھر دیا اور اعلان کیا کہ جو اس پیغمبر کے دین سے منکر ہو کر اس سے جدا ہو جائے اس کو امان ہے اور جو شخص اُس کے دین سے نہ پھرے گا اُس کو ہم آگ میں ڈال دیں گے۔ یہ سن کر کثرت سے لوگ اپنے پیغمبر سے پھر گئے باقی بہت سے لوگوں کو آگ میں ڈال دیا۔ آخر میں ایک عورت لائی گئی جس کی گود میں ایک مہینہ کا بچہ بھی تھا اُس سے کہا گیا کہ تو اس دین سے انکار کرتی ہے یا تجھ کو بھی آگ میں ڈال دیا جائے اُس عورت نے چاہا کہ آگ میں کود پڑے مگر بچہ کو دیکھ کر اُس پر رحم آیا اور کچھ ہچکچائی۔ وہ بچہ حکم خدا بولا اسے مادر مہربان مجھ کو لے کر آگ میں داخل ہو جا خدا کی قسم یہ جلنا رضائے معبود کا سبب ہے یہ سنتے ہی وہ عورت بھی مع فرزند کے آگ میں کود پڑی۔

دوسری روایت میں حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ مجوسیوں کا ایمان ایک کتاب پر تھا اور اُن کا ایک بادشاہ بھی تھا ایک روز وہ بادشاہ مست ہوا اور اپنی ماں بہنوں سے زنا کی جب ہوش آیا تو اپنا یہ عمل ناگوار معلوم ہوا۔ لیکن لوگوں سے کہا یہ فعل میرا جائز و حلال ہے۔ لوگوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا تو اُس نے گڈھے کھودوا کر اُن میں آگ روشن کرادی اور لوگوں کو اُن میں ڈال کر جلا دیا۔

میشم تمار نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اصحاب اعدود دستل اشخاص تھے جو آگ میں جلائے گئے اور اسی طرح دس شخصوں کو اسی بازار کو فہ میں لوگ قتل کریں گے۔ حضرت کی غرض گویا یہ تھی کہ اشارہ فرمائیں اُس کی طرف جو ابن زبیا و ملعون نے کو فہ وارد ہونے کے بعد ایک جماعت کو حضرت امیر المومنین سے بیزاری اختیار کرنے کی تکلیف دی تھی اور اُن میں سے جس جس نے اس کی نیوہامش پوری نہ کی ان سب کو اُس ملعون نے قتل کرادیا اور اسی جماعت میں سے میثم تمار

ان لوگوں کو قتل کرنے کے لئے آگ میں ڈال دیا۔

ان لوگوں کو قتل کرنے کے لئے آگ میں ڈال دیا۔

اور رشید ہجری بھی تھے جیسا کہ اس کے بعد انشاء اللہ ان کا ذکر کیا جائے گا۔

بند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ عمر نے ایک شخص کو ایک لشکر کا سردار بنا کر شام کے ایک شہر کی جانب بھیجا۔ وہ شہر فتح ہوا اور وہاں کے لوگ مسلمان ہوئے تو ان کے لئے ایک مسجد تیار کی گئی جب وہ مکمل ہو گئی تو خود بخود منہدم ہو گئی۔ دوبارہ پھر اس کی تعمیر کی پھر وہ گر گئی تین مرتبہ ایسا ہی ہوا تو اس کی اطلاع عمر کو بھیجی گئی۔ انہوں نے اصحاب رسول کو جمع کر کے اس کا سبب دریافت کیا کوئی نہ بتا سکا آخر حضرت علیؓ کی خدمت میں عرض کیا آپ نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ خداوند عالم نے وہاں ایک گروہ پر ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا تھا ان لوگوں نے اس پیغمبر کو مار ڈالا اور اسی مسجد کی جگہ پر دفن کر دیا تھا۔ جواب تک اپنے خون میں تر ہیں سردار لشکر کو لکھو کہ وہاں کی زمین کھود کر پیغمبر کے جسد مبارک کو نکالیں جسم اقدس تازہ پائیں گے اُن پر ناز پڑھیں اور فلاں مقام پر ان کو دفن کریں پھر مسجد تعمیر کریں وہ منہدم نہ ہوگی۔ جب حضرت کی ہدایت کے بموجب عمل کیا گیا مسجد قائم و باقی رہی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اس کو لکھ دو کہ داہنی جانب مسجد تعمیر کریں وہاں ایک شخص ملے گا جو بیٹھا ہوا ہے اور اپنا ہاتھ اپنی ناک پر رکھے ہوئے ہے عمر نے پوچھا وہ کون ہے حضرت نے فرمایا میں جس طرح کہتا ہوں اسی طرح جواب لکھ دو اُس کے بعد جبکہ میرے بیان کے مطابق وہ شخص ظاہر ہو جائے گا تو میں بتا دوں گا کہ وہ کون ہے۔ عرض حضرت کے ارشاد کے بموجب اُس سردار لشکر کو لکھا گیا اور کچھ عرصہ کے بعد اُس کا جواب آیا کہ حسب ہدایت میں نے عمل کیا۔ اور مسجد تیار کی اور وہ منہدم نہیں ہوئی۔ عمر نے اس وقت حضرت امیر المومنینؓ سے دریافت کیا کہ اب فرمائیے کہ وہ کون ہے فرمایا کہ وہ اخذود والوں کے پیغمبر ہیں اور اُن کا حال قرآن مجید کی تفسیر میں بہت واضح طور پر درج ہے۔

حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنینؓ منیر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہو پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ اشعث بن قیس منافق علیہ اللعن اٹھ کھڑا ہوا اور پوچھا کہ یا امیر المومنینؓ مجھ سے جزیہ کیوں لیا جاتا ہے حالانکہ وہ اہل کتاب نہیں ہیں اور نہ کوئی پیغمبران پر مبعوث ہوا حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اہل کتاب ہیں اور خدا نے ان پر ایک پیغمبر بھی مبعوث فرمایا تھا۔ ان کا ایک بادشاہ تھا جس نے ایک رات عالم مستی میں اپنی

شام کے ایک شخص کو لکھا کہ خداوند عالم نے اس کا پیغمبر مبعوث فرمایا ہے اور اس کی ہدایت کے بموجب مسجد تعمیر کریں۔

لڑکی کو اپنے بستر پر طلب کیا اور اس سے رونا کی صبح کو اس کی قوم کو اس کی اس حرکت کی خبر ہوئی تو لوگ اس کی ڈیوڑھی پر جمع ہوئے اور کہا اسے بادشاہ تو نے ہمارے دین کو گندہ اور باطل کر دیا آج کو ہم صحرائیں لے چل کر سنگسار کریں گے بادشاہ نے کہا تم تمام اہل شہر جمع ہو کر میری بات سنو اور اگر میرا عذر اس امر میں قابل قبول ہو تو منظور کرو ورنہ جو چاہو کرو۔ یہ سن کر شہر کے تمام لوگ آئے بادشاہ نے کہا خدا نے کسی مخلوق کو نہیں پیدا کیا جو بابا آدم اور اماں حوا سے زیادہ اُس کے نزدیک گرامی ہو۔ لوگوں نے کہا سچ ہے بادشاہ نے کہا کیا آدم نے اپنی لڑکیوں کو اپنے لڑکوں سے تزویج نہیں کیا۔ (ضرور کیا) تو میں نے بھی حضرت آدم کی سنت پر عمل کیا لوگوں نے کہا اسے بادشاہ تو نے سچ کہا دین حق یہی ہے اور اس پر راضی ہو گئے اور آپس میں عہد کیا کہ نکاح محارم سب حلال ہیں۔ تو خدا نے ہر علم کو جو ان کے سینہ میں تھا محو کر دیا اور ان کے درمیان سے کتاب اٹھائی۔ غرض کہ یہ لوگ کافر ہیں اور بے حساب جہنم میں جائیں گے۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ مجوس کا ایک پیغمبر تھا جس کو جاسپ کہتے تھے وہ ان کے لئے ایک کتاب بھی خدا کی جانب سے لایا تھا اور وہ بارہ ہزار گایوں کی کھال پر مرقوم تھی۔ ان سبھوں نے اپنے پیغمبر کو مار ڈالا اور کتاب جلا ڈالی۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک زندیق نے حضرت صادق سے چند سوالات کئے اور مسلمان ہوا اُس کا ایک سوال یہ بھی تھا کہ کیا مجوس پر بھی کوئی پیغمبر مبعوث ہوا تھا اس لئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ بیشک وہ محکم کتابیں اور بلیغ موعظے اور شافی مثالیں رکھتے ہیں اور ثواب و عذاب کا اعتقاد رکھتے ہیں اور چند شریعتیں بھی ان کی ہیں جن پر وہ عمل کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس پر کوئی پیغمبر مبعوث نہ ہوا ہو اور خدا نے مجوس کے لئے بھی ایک پیغمبر بھیجا اور ایک کتاب نازل فرمائی لیکن ان لوگوں نے نہ پیغمبر کو مانا نہ کتاب پر عمل کیا۔ اُس نے پوچھا کہ کون پیغمبر تھے لوگ کہتے ہیں کہ خالد بن سنان تھے فرمایا خالد بدوی عرب تھا وہ پیغمبر نہ تھا۔ لوگ ایسی ہی بے کار باتیں کرتے ہیں اس نے کہا کیا زردشت ان کا پیغمبر تھا فرمایا زردشت نے چند امور باطل ان میں رائج کئے اور پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا۔ بعض اس پر ایمان لائے۔ اور بہتوں نے انکار کیا تو ان کو لوگوں نے جنگل میں چھوڑ دیا جن کو صحرائی جانوروں نے ہلاک کر ڈالا۔ اُس نے پوچھا ایام کفر و جاہلیت میں مجوس حق سے نزدیک تر تھے یا اہل عرب۔ فرمایا جاہلیت کے زمانہ میں عرب دین حنیف ابراہیم سے نزدیک تر تھے

بہ نسبت مجوس کے۔ کیونکہ وہ تمام پیغمبروں کے منکر تھے اور سب کتابوں اور معجزات سے انکار کرتے تھے اور پیغمبروں کے آثار و سنت میں سے کسی پر عمل نہیں کرتے تھے اور کیخسرو و مجوس کا بادشاہ تھا اُس نے زمانہ گذشتہ میں تین سو بادشاہوں کو قتل کیا تھا۔ مجوس غسل جنابت نہیں کرتے تھے اہل عرب کرتے تھے اور غسل جنابت خاص طور سے شرا لعیفہ ابراہیم سے ہے۔ مجوسی ختنہ نہیں کرتے تھے اور عرب کرتے تھے اور وہ پیغمبروں کی سنت سے ہے اور سب سے پہلے جس نے ختنہ کیا وہ حضرت ابراہیمؑ پیغمبر تھے۔ مجوسی اپنے مُردوں کو غسل و کفن نہیں دیتے تھے اہل عرب دیتے تھے۔ مجوسی اپنے مُردوں کو جنگلوں، غاروں اور تالاب وغیرہ میں ڈال دیتے تھے اور عرب دفن کرتے تھے اور لحدان کے لئے تیار کرتے تھے اور پیغمبروں کی سنت یہی تھی۔ اور سب سے پہلے جس کے لئے قبر کھودی اور تیار کی گئی وہ حضرت آدمؑ تھے۔ مجوسی ماں بہنوں بیٹیوں کے ساتھ نکاح حلال جانتے ہیں اور کفار عرب حرام سمجھتے رہے ہیں۔ مجوسی کعبہ کے منکر تھے اور اہل عرب حج کرتے تھے اور کعبہ کو اپنے خدا کا گھر سمجھتے تھے۔ اور توریت و انجیل کو کتاب خدا سمجھتے تھے اور اہل کتاب سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے غرض کہ عرب تمام طریق زندگی میں دین حق سے نزدیک تر تھے۔ اُس نے کہا کہ وہ ماں بہنوں کے ساتھ نکاح جائز سمجھتے تھے اس لئے کہ سنت آدمؑ ہے۔ فرمایا کہ ماں بہنوں کے ساتھ نکاح میں کس طرح آدمؑ سے متمسک ہوئے جبکہ وہ کہتے ہیں کہ آدمؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور تمام پیغمبروں نے حرام کیا ہے۔

باب تیسواں

حضرت جبریل علیہ السلام کے حالات

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے اپنی سند سے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ کو پیغمبر بنا کر شام کے ایک بادشاہ پر مبعوث فرمایا جس کو رازانہ کہتے تھے۔ وہ بت کی پرستش کرتا تھا۔ حضرت جبریلؑ نے اُس سے فرمایا کہ اے بادشاہ میری نصیحت قبول کر۔ زیرا کہ میں کہ ہم کسی غیر کی عبادت کریں اور اپنی حاجتیں اُس کے علاوہ کسی اور سے طلب کریں۔ بادشاہ نے پوچھا کہاں کے

رہنے والے ہو فرمایا کہ میں رومی ہوں اور فلسطین میں رہتا ہوں۔ اُس نے حکم دیا تو آپ قید کر لے گئے اور آپ کے جسم مبارک کو لوہے کی کنگھی سے مجروح کیا گیا یہاں تک کہ تمام گوشت بدن کا الگ ہو گیا پھر اُس پر سرکہ ڈالا گیا اور موٹے سخت کپڑے سے جسم اقدس کو رگڑا گیا۔ پھر حکم دیا تو لوہے کی سلاخیں آگ میں لال کر کے آپ کے جسم کو داغتے رہے لیکن حضرت اس اذیت رسانی پر بھی زندہ رہے تو اس کے حکم سے لوہے کی بڑی بڑی میخیں تیار کی گئیں۔ پھر ان کو حضرت کے سر اقدس میں ٹھونکیں۔ جس سے تمام بھیجا سر کا بہہ گیا۔ پھر سیسہ پگھلا کر آپ کے بدن پر ڈالا گیا۔ اُس کے قید خانہ میں ایک آہنی ستون تھا جس کو اٹھارہ آدمی مل کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاسکتے تھے اُس نے حکم دیا تو وہ ستون حضرت کے شکم مبارک پر رکھ دیا گیا جب رات ہوئی اور تماشا ٹی اپنے اپنے گھروں کو واپس گئے تو اہل زندان نے دیکھا کہ ایک فرشتہ حضرت کے پاس آیا اور کہا اے جبرئیل حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر کرو اور خوش رہو اور خوف مت کرو کیونکہ خدا تمہارے ساتھ ہے اور تم کو اُس کے ظلم سے نجات بخشنے گا۔ وہ ظالم تم کو چار مرتبہ ہلاک کریں گے اور تمہاری تکلیفیں اور اذیتیں رفع کروں گا۔ دوسرے روز صبح کو اُس بادشاہ ظالم نے آپ کو قید خانہ سے بلوایا اور حکم دیا کہ آپ کو تازیانے لگائے جائیں۔ حضرت کے پشت و شکم پر پیشمار تازیانے مارے گئے پھر اُس نے آپ کو قید خانہ میں بھیج دیا اور اپنی سلطنت کے عمال کو فرمان بھیجے کہ تمہارے شہروں میں جس قدر جادوگر و ساحر ہوں سب کو بھیجیں۔ اُن میں سے ایک ایسا جادوگر آیا جو سب سے زیادہ ماہر تھا۔ لیکن وہ جو سحر کرتا حضرت پر مطلق اثر نہ ہوتا۔ آخر زہر قاتل لاکر حضرت کو کھلایا حضرت جبرئیل نے اُس وقت یہ دعا پڑھی بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی یُضِلُّ عَنْهُ صَدَقَہُ کَذِبُ الْفَجْرَةِ وَ سَحَرُ السَّحَرَةِ تو اس زہر کا بھی کوئی اثر نہ ہوا اُس وقت اُس جادوگر نے کہا کہ اگر یہی اتنا زہر میں تمام اہل زمین کو کھلا دیتا تو بے شبہ ہر ایک کی قوت زائل ہو جاتی اور اُن کے بند بند جدا ہو جاتے اور ان کی خلقت بدل جاتی ان کی آنکھیں اندھی ہو جاتیں۔ لہذا اے جبرئیل آپ بیشک راہ ہدایت کے نور ہیں اور ظلمات ضلالت کے چراغ اور حق و یقین ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا محبوب و برحق ہے اور اُس کے سوا جتنے خدا ہیں سب باطل ہیں میں آپ کے خدا پر ایمان لاتا ہوں اور اُس کے پیغمبروں کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور جو کچھ میں نے اب تک گناہ کئے ہیں اُن سب سے توبہ کرتا ہوں۔ بادشاہ نے

اُس کو قتل کرا دیا۔ اور پھر حضرت جبرجیس کو قید خانہ میں بھیج دیا اور حضرت کو طرح طرح کے عذاب سے معذب کرتا رہا۔ پھر اُس کے حکم سے حضرت کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے اور ایک کنویں میں ڈال دیا اور بادشاہ مجلس عیش و سرور آراستہ کر کے شراب و کباب میں مشغول ہوا۔ اُس وقت خلاق عالم نے ہوا کو حکم دیا جس نے ایک سیاہ ابر اٹھایا اور بجلیاں چمکنے لگیں اور زمین و پہاڑ لرزنے لگے۔ یہ دیکھ کر لوگ ڈرے کہ ہلاک نہ ہو جائیں۔ پھر خدانے میکائیل کو حکم دیا وہ اُس کنویں کے اوپر آئے اور پکار کر کہا اے جبرجیس اٹھ کھڑے ہو اُس خدا کی قوت کے ساتھ جس نے تم کو پیدا کیا اور مستوی الخلقیت بنایا۔ یہ سنتے ہی حضرت جبرجیس زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے حضرت میکائیل نے ان کو کنویں سے نکالا اور کہا صبر کرو تم کو ثواب ہائے الہی کی خوشخبری ہو۔ حضرت پھر اُس بادشاہ کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ خدانے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے کہ میرے ذریعے سے تجھ پر اپنی حجت تمام کرے یہ دیکھ کر بادشاہ کے لشکر کے سپہ سالار نے کہا میں تمہارے خدا پر ایمان لاتا ہوں جس نے تم کو مرنے کے بعد زندہ کیا اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ حق ہے اور اُس کے علاوہ جتنے خدا ہیں باطل ہیں۔ اُس کے ساتھ چار ہزار اشخاص اور ایمان لائے اور حضرت جبرجیس کی تصدیق کی۔ بادشاہ نے سب کو قہر و غضب میں ہلاک کر دیا اور حکم دیا کہ بیتل کی بڑی تختی تیار کر کے اس کو آگ سے لال کرو۔ پھر اُس پر حضرت جبرجیس کو لٹایا اور پگھلا ہوا سیسہ حضرت کے حلق میں ڈالا اور لوہے کی میخیں حضرت کی آنکھ اور سر میں بیوست کراہیں پھر ان میخوں کو نکال کر ان کی جگہوں میں سیسہ پگھلا کر بھر دیا۔ اس پر بھی حضرت ہلاک نہ ہوئے تو حکم دیا کہ آگ حضرت کے جسم پر جلائی جائے۔ یہاں تک کہ حضرت جل کر راکھ ہو گئے تو اُس کے حکم سے وہ راکھ ہوا میں اُڑا دی گئی۔ پھر خدا کے حکم سے حضرت میکائیل نے ان کو پکارا اور وہ زندہ ہو کر موجود ہو گئے اور حکم خدا پھر اُس بادشاہ کے پاس گئے جبکہ وہ دربار عام میں بیٹھا ہوا تھا حضرت نے رسالت الہی کی تبلیغ فرمائی اُس وقت اُس گمراہ کے اصحاب میں سے ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور بولا ہمارے پاس چودہ منبر اور ایک لکڑی کا خوان ہے ان کی لکڑیاں مختلف درختوں کی ہیں جن میں سے بعض میوہ دار ہیں اور بعض بغیر پھل کی۔ اپنے خدا سے دعا کرو کہ اگر وہ ان تمام لکڑیوں کے درخت بنادے اور ان میں شاخیں اور پتیاں پیدا کر دے اور پھل لگا دے تو میں تمہاری تصدیق کروں۔ یہ سن کر حضرت جبرجیس دوزانو ہو کر بیٹھ گئے

اور دعا کی اُسی وقت سب لکڑیاں درخت بن گئیں اور شاخیں پتیاں پھول اور پھل پیدا ہو گئے۔ بادشاہ نے یہ دیکھ کر حکم دیا تو حضرت کو دو لکڑیوں کے درمیان رکھ کر آ رہے سے چیرا گیا اور ایک بڑے دیگ میں تیل، گندھک اور سپسہ ڈال کر پگھلایا اور حضرت کے جسم اقدس کو اس دیگ میں ڈال دیا اور آگ اُس کے نیچے تیز کر دی گئی یہاں تک کہ حضرت کا تمام جسم پگھل کر ان چیزوں میں مل کر ایک ہو گیا۔ اس ظلم سے زمین تاریک ہو گئی خدا نے حضرت اسماعیلؑ کو بھیجا۔ انہوں نے ان کے درمیان ایک نعرہ مارا جس سے سب کے سب منہ کے بل گر پڑے اور دیگ الٹ کر حضرت اسماعیلؑ نے کہا اے بر جیس! بحکم خدا اٹھ کھڑے ہو اور وہ خدا کی قدرت سے صحیح و سالم ہو کر کھڑے ہو گئے۔ پھر اُس بادشاہ ظالم و گمراہ کے پاس پہنچے اور تبلیغ رسالت فرمائی لوگوں نے جب آپ کو دیکھا تو حیرت ہوئی۔ اُس وقت حضرت کے پاس ایک عورت آئی اور کہا اے خدا کے خاص بندے میرے پاس ایک گائے تھی جس کے دو دھڑ پر ہماری گذراوقات ہوا کرتی تھی۔ وہ مر گئی ہے چاہتی ہوں کہ آپ اُسے زندہ کر دیجئے حضرت نے اپنا عصا اس کو دے کر فرمایا۔ اس کو لے جا کر گائے کے جسم پر رکھ دو اور کہو جبر جس کہتا ہے کہ بحکم خدا اٹھ کھڑی ہو اُس عورت نے ایسا ہی کیا اور وہ گائے زندہ ہو گئی تو وہ عورت ایمان لائی۔ بادشاہ ملعون نے کہا اگر میں اس ساحر کو چھوڑ دوں تو یہ میری ساری قوم کو ہلاک کر دے گا۔ غرض بادشاہ اور اس کی تمام گمراہ رعایا نے حضرت کے قتل پر اتفاق کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اُن کو شہر کے باہر لے جاؤ اور ان کی گردن اڑا دو جب اُن حضرت کو شہر کے باہر لے گئے تو آپ نے مناجات کی پالنے والے اگر ان گمراہوں کو تو ہلاک کرے تو میری التجا یہ ہے کہ مجھ کو اور میری یاد کو ان لوگوں کے لئے صبر و شکیبائی کا سبب قرار دے جو ہر بلا و مصیبت میں صبر کے ساتھ تیرا تقرب حاصل کرنا چاہتے ہیں غرض کہ حضرت کا سر جدا کر کے وہ سب شہر میں واپس آئے اور سب کے سب یکبارگی عذاب الہی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گئے۔

باب چونتیسواں

حضرت خالد بن سنان کے حالات

بند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی حضرت نے خوش آمدید فرمایا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی چادر پر اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا کہ یہ ایک پیغمبر کی بیٹی ہے کہ جن کی قوم نے ان کو ضائع کر دیا اُن کا نام خالد بن سنان تھا وہ بنی عیس کے قبیلہ سے تھے۔ وہ ان لوگوں کو خدا کی جانب بلاتے تھے۔ لیکن وہ لوگ ایمان نہ لائے۔ سال میں ایک مرتبہ ایک آگ پیدا ہوئی اور ان میں سے بعض کو جلا دیتی تھی اور ایک روایت کے مطابق آگ روزانہ ظاہر ہوتی اور جو چیز اس کے قریب ہوتی مثل حیوانات وغیرہ کے سب کو جلا دیتی۔ اُس آگ کو نار الحربین کہتے تھے۔ اور وہ اُس غار سے وقت معینہ پر نکلتی جو ان کی آبادی کے قریب تھا۔ حضرت خالد بن سنان نے اُن لوگوں سے فرمایا کہ اگر میں اس آگ کو تم سے برطرف کر دوں تو کیا تم ایمان لاؤ گے لوگوں نے اقرار کیا۔ پھر جب وہ آگ پیدا ہوئی حضرت خالد اُس کی طرف بڑھے اور اپنی پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کر کے اس کو پلٹا یا اور اُس کے پیچھے چلے یہاں تک کہ اُس کے ساتھ اسی غار میں داخل ہو گئے اور آپ کی قوم غار کے کنارے جمع ہوئی اور سب نے سمجھا کہ آگ نے حضرت کو جلا ڈالا اور اب غار سے وہ باہر نہ آئیں گے۔ لیکن وہ حضرت کچھ دیر بعد غار سے برآمد ہوئے اور فرمایا کہ میرے کام اور میرے امور سب خدا کی جانب سے ہیں اور اُس کی قدرت کے سبب سے ہیں بنو عیس نے گمان کیا تھا کہ میں غار سے باہر نہ آؤں گا مگر میں اب آ گیا۔ پھر وہاں سے واپس ہوئے اور فرمایا کہ میں فلاں روز مر جاؤں گا۔ جب مر جاؤں تو مجھے دفن کر دینا چند دنوں کے بعد جانور ان صحرائی کا ایک گلہ آئے گا۔ ان میں ایک دم بریدہ ہو گا جو میری قبر پر کھڑا ہو گا اُس وقت میری قبر کھول کر مجھے نکال لینا پھر جو کچھ مجھ سے پوچھو گے جو کچھ ہو چکا اور قیامت تک جو کچھ ہو گا میں سب بتا دوں گا۔ غرض کہ جب وہ فوت ہوئے لوگوں

نے ان کو دفن کر دیا اور وہ معینہ وقت آیا جس کا حضرت نے وعدہ کیا تھا اُسی طور سے جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا وحشیان صحرا کا گلہ آیا اور ان کے قبر کے نزدیک کھڑا ہوا لوگوں نے چاہا کہ حضرت کو قبر سے باہر نکالیں تو ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ جب ان کی زندگی میں تم ایمان نہ لائے تو ان کے مرنے کے بعد کیونکر ایمان لاؤ گے اگر ان کو قبر سے نکالو گے تو عرب میں بدنام ہو جاؤ گے۔ غرض کہ ان کو اُسی حال میں چھوڑ کر واپس اپنے گھروں کو چلے گئے۔ وہ حضرت عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیانی زمانہ میں گذرے ہیں۔ اُس لڑکی کا نام حبیۃ تھا۔ ۱۵

باب پینتیسواں

اُن پیغمبروں کے حالات جنکے ناموں کی تصریح نہیں ہے

حدیث معتبر میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ خدا نے ایک پیغمبر کو ان کی قوم پر مبعوث فرمایا جو چالیس برس تک تبلیغ کرتے رہے مگر لوگ ان پر ایمان نہ لائے۔ وہ لوگ ایک دن اپنے عبادت خانے میں عید منایا کرتے تھے وہ دن آیا تو سب اپنے معبد میں جمع ہوئے ان کے پیغمبر بھی وہاں آئے اور فرمایا کہ خدا پر ایمان لاؤ ان لوگوں نے کہا کہ اگر سچے رسول ہو تو خدا سے کہو کہ وہ ہمارے لئے کپڑوں کے رنگ کے میوے بھیجے ان کے کپڑے زرد رنگ کے تھے پیغمبر نے ایک خٹک لکڑی لے کر زمین میں کھاڑ دی اور دعا کی وہ لکڑی سبز ہوئی اس میں زرد آؤ پیدا ہوئے ان لوگوں نے پھلوں کو کھایا تو جس کی نیت تھی کہ مسلمان ہو جائیگا اس نے ان پھلوں کے بیج جو اپنے دہن سے پھیکے اُن کا مغز شیریں ہوا اور جن کی نیتیں اس کے خلاف تھیں ان کے پھلوں کے بیج کے مغز تلخ ہو گئے۔

حدیث معتبر میں حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ خدا نے اپنے پیغمبروں میں سے

۱۵ مولف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اُس حدیث سے زیادہ معتبر ہے جو پہلے گزر چکی کہ خالد پیغمبر نہ تھے اور ان کا ذکر دُعائے ام داؤد میں بھی ان احادیث کا مؤید ہے واللہ اعلم۔

کسی پر وحی فرمائی کہ صبح کو سب سے پہلے جو چیز تمہارے پاس آئے اُسے کھا دو دوسری چیز کو پوشیدہ کر دو۔ تیسری کو قبول کر لو چوتھی کو نا امیدت کر دو اور پانچویں سے گریز کرو۔ وہ پیغمبر صبح کو اپنے مقام سے روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے اُن کے سامنے ایک بڑا کوہ سیاہ آیا وہاں کھڑے ہو کر سوچنے لگے کہ میرے معبود نے حکم دیا کہ میں اس کو کھاؤں تو کیونکر کھا سکتا ہوں۔ پھر خیال ہوا کہ میرا پروردگار اس کام کا حکم نہیں دیتا جس کے کرنے کی مجھ میں طاقت نہ ہو۔ عرض اُس پہاڑ کی طرف رُخ کر کے روانہ ہوئے۔ جیوں جیوں اُس کے نزدیک ہوتے گئے وہ پہاڑ چھوٹا ہوتا گیا یہاں تک کہ جب اُس کے پاس پہنچ گئے تو وہ مانند لقمہ کے ہو گیا اُس کو آپ نے تناول فرمایا جس کی لذت اتنی بہتر تھی کہ اُس سے بہتر کسی چیز میں لذت نہ ملی تھی۔ پھر آگے بڑھے اور کچھ راہ طے کی تھی کہ ایک سونے کا طشت ملا۔ پیغمبر نے کہا میرے خدا نے فرمایا ہے کہ اس کو پوشیدہ کر دوں یہ سوچ کر ایک گڑھا کھودا اور اس میں اُس طشت کو چھپا دیا اور روانہ ہوئے تھوڑی دور چلے گئے کہ پیچھے مڑ کے دیکھا تو وہ طشت ظاہر ہو گیا ہے دل میں کہا کہ میرے خدا نے اُس کو پوشیدہ کرنے کا حکم دیا تھا میں نے پوشیدہ کر دیا تھا اب وہ نکل آیا تو مجھ پر کوئی الزام نہیں۔ پھر آگے بڑھے تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک پرندہ کو دیکھا جس کے تناقب میں باز آ رہا تھا اور وہ پرندہ بھاگتا ہوا پیغمبر کے پاس پہنچا اور حضرت کے گرد پھرنے لگا حضرت نے کہا کہ میرے مالک کا حکم ہے کہ اس کو قبول کروں یہ سوچ کر اپنی آستین کٹا وہ کر دی وہ پرندہ اُس میں چھپ گیا۔ اتنے میں باز بھی پہنچ گیا اور پیغمبر سے عرض کی کہ آپ نے میرے شکار کو پکڑ لیا ہے حالانکہ چند روز سے اُس کے تناقب میں ہوں پیغمبر نے سوچا کہ میرے خدا کا حکم ہے کہ اس کو نا امید نہ کروں۔ اس لئے اپنی ران سے ایک ٹکڑا گوشت کاٹ کر اس کو دے دیا اور آگے چلے یہاں تک کہ ایک مردار کے پاس پہنچے جو سڑ کر متعفن ہو چکا تھا اور اُس میں کبڑے پڑے ہوئے تھے۔ کہا کہ میرے پالنے والے کا حکم ہے کہ اس سے گریز کرو۔ لہذا وہاں سے بھاگ کر اپنے مکان پر واپس آئے۔ رات کو جب سوئے تو خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ جو کچھ خدا نے تم کو حکم دیا تھا اُس کی تم نے تعمیل کی کیا تم کو معلوم ہے کہ وہ کون چیزیں تھیں کہا نہیں اُس شخص نے کہا وہ پہاڑ دراصل غضب (غصہ) تھا اس لئے کہ بندہ جس وقت غصہ میں ہوتا ہے تو اپنے کو نہیں پہچانتا جب وہ اپنے جانب نظر کرتا ہے اور اپنی قدر پہچانتا ہے اپنے غصہ کو ساکن کر لیتا ہے آخر وہ ایک لقمہ طیب کے مانند ہو جاتا ہے جیسا کہ تم

قصہ علی صالح الناصح اور تعلیمات کی مثالیں

نے کھایا (اور اس کی لذت و خوشگوار کی اندازہ تم کو ہوا) اور وہ طشت عمل صالح ہے جب بندہ اپنے نیک عمل کو چھپاتا اور لوگوں سے پوشیدہ رکھتا ہے بلاشبہ خدا اس کو ظاہر کر دیتا ہے تاکہ لوگوں کی نگاہوں میں دنیا میں اس کو زینت دے جو کچھ ثواب آخرت اُس کے لئے ذخیرہ فرمایا ہے اور وہ پرندہ وہ شخص ہے جو تمہاری نصیحت کرتا ہے تمہارے لئے مناسب ہے کہ نصیحت کر لیا اے کی نصیحت قبول کرو اور وہ باز اُس شخص کے مانند ہے جو تمہارے پاس کوئی حاجت لے کر آیا ہو لہذا اس کو ناامید مت کرو اور وہ گوشت گندہ و کرم افتادہ صورت غیبت تھی لہذا غیبت سے گریز کرو۔

حضرت صادقؑ سے بسند معتبر منقول ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل کے کسی پیغمبر پر وحی فرمائی کہ اگر تم خطیرہ قدس میں قیامت کے دن مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہو تو دنیا میں تنہا، غریب و اندوہناک رہو اور اُس تنہا طائر کے مانند لوگوں سے وحشت زدہ رہو جو رات کے وقت دوسرے پرندوں سے وحشت زدہ ہو کر تنہائی اختیار کرتا ہے اور اپنے پروردگار سے لو لگاتا ہے۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ خدا نے کسی پیغمبر کو ایک قوم پر مبعوث فرمایا اور ان کو وحی کی کہ اپنی قوم سے کہہ دیں کہ کوئی اہل شہر اور کوئی گروہ ایسا نہیں کہ وہ میرے اطاعت گزار ہوں اور کوئی حالت ایسی رونما ہو جس میں وہ نعمت و سرور میں ہوں اور ان امور کی جانب سے جن کو میں پسند کرتا ہوں اُن باتوں کی طرف پلٹ جائیں جن کو میں نہیں پسند کرتا تو میں بھی اُن امور کی طرف سے جن کو وہ پسند کرتے ہیں اُن باتوں کی طرف پلٹ جاتا ہوں جن کو وہ نہیں چاہتے یعنی اُن کی نعمتوں کو بلاؤں میں تبدیل کر دیتا ہوں۔ اور کوئی اہل شہر یا اہل خانہ نہیں جو میری نافرمانی کر رہے ہوں اور اُس معصیت کے سبب سے اُن پر کوئی بلا نازل ہوئی ہو تو وہ اُن باتوں سے روگردانی کر کے جن کو میں نہیں چاہتا اُن امور کی جانب رُخ کرتے ہیں جن کو میں پسند کرتا ہوں تو میں بھی اُن امور سے روگردانی کر کے جن کو وہ ناپسند کرتے ہیں ان باتوں کی طرف رجوع ہو جاتا ہوں جن کو وہ چاہتے ہیں اور ان پر واضح کر دو کہ میری رحمت میرے غضب سے پہلے ہے لہذا میری رحمت سے ناامید مت ہو اس لئے کہ مجھ پر گناہوں کا بخش دینا کچھ دشوار نہیں ہے۔ اور ان کو بتادو کہ اپنی شقاوت و عداوت کے سبب میرے غضب کے درپے نہ ہوں اور میرے دوستوں کے حق کو سبک سمجھ کر حقیر نہ سمجھیں کیونکہ میرے چند عذاب ہیں کہ میرے غضب کے وقت خلق میں کسی کو اُن کے مقابلہ کی تاب و طاقت نہیں اور نہ کسی میں اُن کے برداشت کی قوت ہے۔

بند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے اپنے کسی پیغمبر کو وحی فرمائی کہ جب میرے بند سے میری اطاعت کرتے ہیں اُن سے میں خوش ہوتا ہوں اور جب خوش ہوتا ہوں اُن پر برکت نازل کرتا ہوں اور میری رحمت و برکتوں کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے اور جب وہ میری نافرمانی کرتے ہیں میں غضبناک ہوتا ہوں اور جب غضب میں آتا ہوں تو اُن پر لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت اُن کے فرزندوں میں سات پشت تک اثر انداز رہتی ہے۔

بند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی پیغمبر نے خدا سے کمزوری کی شکایت کی اُن پر وحی نازل ہوئی کہ گوشت کو مٹھے کے ساتھ پکائیں اور کھائیں کہ بدن کو مضبوط کرتا ہے اور کسی دوسرے پیغمبر نے کمزوری اور کمزوری جماعت کی شکایت کی تو خدا نے ان کو ہر یسہ کھانے کا حکم دیا۔ اور کسی دوسرے پیغمبر نے نسل کی کمی اور فرزندوں کی قلت کی شکایت کی تو ان کو وحی فرمائی کہ گوشت انڈے (پیاز) کے ساتھ کھائیں۔ دوسری حدیث معتبر میں منقول ہے کہ کسی پیغمبر نے دل کی سختی اور کمزوری کی شکایت کی خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ مسور کھائیں۔ انہوں نے اس کا کھانا جاری رکھا ان کا دل نرم ہو گیا اور خوف خدا سے ان کا گریہ زیادہ ہونے لگا۔ اور کسی پیغمبر نے غم و اندوہ کی شکایت کی تو خدا نے ان کو انگور کھانے کا حکم دیا۔

بند معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ امتہائے گذشتہ میں سے ایک گروہ نے اپنے پیغمبر سے سوال کیا کہ دعا کریں کہ خداوند عالم موت ہم سے اٹھالے۔ پیغمبر نے دعا کی خدا نے قبول فرمائی۔ پھر تو ان کا گروہ اس قدر زیادہ ہوا کہ مکانات تنگ ہو گئے اور ان کی نسل اس قدر بڑھی کہ ہر شخص صبح ہونے ہی مصروف ہو جاتا اور اپنے ماں باپ اور اُن کے آباؤ اجداد اور آباؤ اجداد کے باپ دادوں کو کھلانے نہلانے اور پاخانے پیشاب سے فارغ کرانے میں تمام دن گزار دیتا روزی حاصل کرنا اور کمانا ہر ایک کے لئے ناممکن ہو گیا اس طرح اُن کے حالات پریشانیوں میں تبدیل ہو گئے آخر پھر اپنے پیغمبر سے التجا کی کہ دعا کریں کہ خداوند عالم ہم کو اسی حال پر واپس کر دے جس پر پہلے تھے۔ عرض پیغمبر نے دعا کی اور ان کی حالت اسی سابقہ صورت پر قائم ہو گئی۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے گذشتہ امتوں میں سے کسی اُمت پر عذاب نہیں بھیجا مگر روز چہار شنبہ کو جو جہینے کے درمیان میں ہوتا تھا۔ دوسری حدیث معتبر میں ارشاد فرمایا کہ خدا نے کسی پیغمبر پر وحی کی کہ خلق حسنہ گناہ کو اس طرح

خدا کی نعمت انسان کی سات پشت تک اثر انداز رہتی ہے۔

گوشت۔ ہر یسہ مسور اور انگور کے فوائد۔

موت کا خطر ہوتا ہے اور لوگوں کا زیادتی کا باوجود کہ بدیہیت میں مبتلا رہنا۔

روز چہار شنبہ کی کوشت

پگھلا دیتا ہے جس طرح آفتاب برف کو پگھلا دیتا ہے۔

انہی حضرت سے موثق روایت میں منقول ہے کہ خدا نے کسی پیغمبر پر وحی فرمائی جو ایک بادشاہ جبار کی سلطنت میں تھے کہ جاؤ اُس ظالم و جابر کے پاس اور کہو کہ میں نے تجھ کو اپنے بندوں پر اس لئے تسلط نہیں دیا ہے کہ تو اُن کے خون بہائے اور ان کے مال چھین لے بلکہ تجھ کو اس لئے اُن پر طاقت و قدرت بخشی ہے کہ مظلوموں کی آواز گریہ میری بارگاہ تک پہنچے سے روکے کیونکہ میں اپنے بندوں کی فریاد رسی ترک نہیں کرتا اگرچہ وہ کافر ہی ہوں۔

بسمت معتبر حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ ابتدا میں انسان خواب نہیں دیکھتا تھا۔ خدا نے اپنے کسی پیغمبر کو بھیجا جو اپنے زمانہ کے لوگوں کو خدا کی اطاعت و عبادت کی تبلیغ فرماتے تھے اُن لوگوں نے کہا اگر ہم ایسا کریں تو ہم کو کیا فائدہ ہوگا اور یقیناً ہم سے زیادہ نہ تمہارے پاس مال ہے نہ کنبہ کے لوگ کہ تم سے ہم کو کچھ نفع یا نقصانات کے دفعیہ کی امید ہو۔ پیغمبر نے فرمایا کہ اگر تم لوگ میری اطاعت کرو گے تو خدا تم کو بہشت میں داخل کرے گا اور اگر نافرمانی کرو گے تو جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے ان لوگوں نے پوچھا کہ بہشت و دوزخ کیا ہے حضرت نے ان کو سمجھایا تو پوچھا کہ ہم کب ان میں پہنچیں گے کہا مرنے کے بعد وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے مَرَدوں کو دیکھا ہے کہ وہ گل سڑ کر صرف ہڈی ہی ہڈی رہ گئے ہیں اور بوسیدہ ہو چکے ہیں۔ پھر تو حضرت کی زیادہ سے زیادہ تکذیب کرنے لگے اور مضحکہ اڑانے لگے۔ تو خدا نے اُن کے لئے خواب دیکھنا مقرر فرمایا۔ پھر وہ لوگ اُس پیغمبر کے پاس آئے اور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا حضرت سے بیان کیا۔ پیغمبر نے اُن سے فرمایا کہ حق تعالیٰ اس طرح تم پر حجت تمام کرنا چاہتا ہے کہ جس طرح خواب میں چند امور تمہاری روحوں پر وارد ہوتے ہیں مثل راحت و الم کے اور تمہارے بدن کو اس کی خبر نہیں ہوتی اور دوسرے لوگ بھی اس سے آگاہ نہیں ہوتے۔ اسی طرح قیامت تک مرنے کے بعد تمہاری روحوں کو ثواب و عذاب پہنچے گا اگرچہ بدن بوسیدہ ہو کر ہڈیاں آپس سے جُدا ہو چکی ہوں۔ پھر روحوں بدن کی جانب رجوع ہوں گی اور ثواب و عذاب اس جسم سے متعلق ہوگا۔

خدا کی رو سے موت و قیامت اس لئے دیتا ہے کہ وہ مردوں کی مدد کرے۔

خدا کی رو سے موت و قیامت اس لئے دیتا ہے کہ وہ مردوں کی مدد کرے۔

باب چھتیسواں

بنی اسرائیل اور ان کے علاوہ غیر پیغمبروں کے حالات نادرہ وغیبیہ

شیخ طبرسی علیہ الرحمہ اور دوسرے مفسرین نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد برصیصا نامی تھا جس نے اپنے معبود کی اس درجہ عبادت کی کہ مستجاب الدعوات ہو گیا۔ لوگ بیماروں اور دیوانوں کو اس کے پاس لاتے وہ دعا کرتا اور وہ شفا پاتے۔ اتفاقاً اس زمانہ کے شرفا میں کسی کی عورت دیوانگی میں مبتلا ہوئی لوگ اُس کو اُس عابد کے پاس لائے۔ اُس عورت کے کسی بھائی تھے۔ انہوں نے عورت کو علاج کے لئے اُس عابد کے پاس چھوڑ دیا۔ عابد کو شیطان نے ورغلیا اور اُس نے اُس عورت سے زنا کی۔ وہ حاملہ ہوئی تو رسوائی کے خوف سے اُس نے عورت کو مار ڈالا اور دفن کر دیا۔ اُدھر شیطان اُس کے بھائیوں کے پاس پہنچا اور ہر ایک سے سب ماجرا بیان کر دیا اور بتایا کہ عابد نے عورت کو فلاں مقام پر دفن کیا ہے۔ بھائیوں نے آپس میں ایک دوسرے سے اس کا ذکر کیا اور یہ خبر مشہور ہو گئی اور بادشاہ وقت تک پہنچی۔ بادشاہ اور تمام لوگ اُس کے عبادت خانہ میں پہنچے دریافت کیا تو اُس نے جرم کا اقبال کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو دار پر کھینچ دیا جائے۔ جب لوگ اس کو سولی دینے کے واسطے لائے تو شیطان بصورت انسان اُس کے سامنے آیا اور کہا میں نے تجھ کو اس بلا میں گرفتار کیا ہے۔ میں نے تجھ کو رسوا کیا ہے اب اگر تو میری اطاعت کرے تو میں تجھے سولی سے نجات دلا دوں۔ عابد نے پوچھا کس معاملہ میں اطاعت کروں اُس نے کہا تو مجھے سجدہ کر۔ عابد نے پوچھا اس حال میں (جبکہ بندھا ہوا ہوں) کیونکر سجدہ کروں اُس نے کہا اشارہ ہی سے تیرے سجدہ کرنے کو قبول کروں گا آخر اُس نے شیطان کو اشارہ سے سجدہ کیا تو شیطان نے اُس سے بیزاری اختیار کی (اور چھوڑ کر چلا گیا) اور وہ مار ڈالا گیا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ۔ یعنی وہ مثل شیطان کے ہے جس وقت کہ اُس نے کہا کافر ہو جا تو جب وہ کافر ہو گیا تو شیطان نے کہا میں تو یقیناً تجھ سے بیزار ہوں میں تو سارے جہان کے پالنے والے خدا سے ڈرتا ہوں۔

زجر جہات القلوب حصہ اول میں بنی اسرائیل اور ان کے علاوہ غیر پیغمبروں کے حالات نادرہ وغیبیہ

سورہ صافات ۱۱

بند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس کو جرجع کہتے تھے وہ اپنے عبادت خانہ میں عبادتِ معبود میں مشغول رہتا ایک مرتبہ اس کی ماں اُس کے پاس آئی اور اُس کو پکارا وہ نماز میں محو تھا وہ چلی گئی دوسری اور تیسری مرتبہ آئی اور اُس نے جرجع کو بلایا لیکن اُس نے کوئی جواب نہ دیا آخر وہ بولی کہ میں بنی اسرائیل کے خدا سے التجا کرتی ہوں کہ وہ تیری مدد نہ کرے۔ دوسرے ہی روز ایک زانی عورت اُس کے عبادت خانہ کے پاس آئی اس کو درودِ شہرِ شروع ہوا وہیں اُس کے لڑکا پیدا ہوا۔ اُس نے لوگوں سے کہا کہ یہ لڑکا جرجع کا ہے۔ یہ خبر بنی اسرائیل میں مشہور ہو گئی۔ لوگوں نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جو دوسروں کو تو زنا پر ملامت کرتا تھا اور خود زنا کرتا ہے۔ آخر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو وار پر بھیجیں۔ یہ سن کر اُس کی ماں اُس کے پاس اپنا منہ پیٹتی اور روتی چلاتی آئی۔ جرجع نے کہا اماں جان اب کیا روتی ہو خاموش رہو یہ بلا تو تمہاری ہی بددعا سے میرے سر پر ٹوٹی ہے۔ لوگوں نے جرجع سے (یہ بات سنی تو ماجرا دریافت کیا حقیقت معلوم ہونے پر) کہا تم کو تمہاری بات کا یقین کیونکر ہو۔ جرجع نے کہا اُسی لڑکے کو لاؤ (وہ خود بتائے گا) آخر وہ لڑکا لایا گیا جرجع نے اس کو گود میں لے کر دعا کی۔ پھر اُس سے پوچھا تیرا باپ کون ہے۔ وہ بچہ خدا کی قدرت سے گویا ہوا کہ فلاں چرواہا میرا باپ ہے۔ جو فلاں قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے غرض خدا نے ان لوگوں کا افترا ظاہر کر دیا اور جرجع کو نجات بخشی۔ پھر جرجع نے قسم کھائی کہ کبھی ماں سے جُدانہ ہو گا اور ہمیشہ اُس کی خدمت کرے گا۔

انہی حضرت نے دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ارادہ کیا کہ ایک ایسا شہر تیار کرے جس میں کوئی شخص کسی طرح کا عیب نہ ثابت کر سکے۔ چنانچہ وہ شہر تیار ہوا اور لوگوں نے باتفاق رائے کہا کہ اس سے بہتر اور بے عیب کوئی شہر نظر سے نہیں گذرا۔ لیکن ایک شخص نے عرض کی اگر میری جان بخشی ہو تو اس کا عیب بیان کروں۔ بادشاہ نے کہا بتاؤ میں نے تم کو امان دی۔ اُس شخص نے کہا کہ اس شہر میں دو عیوب ہیں اول یہ کہ اسے بادشاہ تو مر جائے گا اور یہ شہر دوسروں کے قبضہ میں چلا جائیگا۔ دوسرے یہ کہ تیرے بعد یہ شہر خراب ہو جائے گا۔ بادشاہ نے کہا ان عیبوں سے بدتر اور عیوب کیا ہو سکتے ہیں۔ بتاؤ کہ یہ عیوب کیونکر دور ہو سکتے ہیں۔ اُس شخص نے کہا کہ ایسا مکان تعمیر کرو جو ہمیشہ باقی رہے اور کبھی فنا نہ ہو اور تم ہمیشہ اس مکان میں جوان رہو کبھی بوڑھے نہ ہو۔ بادشاہ نے جب اس مرد

جرجع کا لڑکا قید میں لایا گیا تھا اس سے اس پر زنا اور اداوار کا نام لیا ہوا آفرین ہے نجات بخشی۔

اس شخص نے یہ بات بیان کی کہ اس شہر میں دو عیوب ہیں اول یہ کہ اسے بادشاہ تو مر جائے گا اور یہ شہر دوسروں کے قبضہ میں چلا جائیگا۔ دوسرے یہ کہ تیرے بعد یہ شہر خراب ہو جائے گا۔ بادشاہ نے کہا ان عیبوں سے بدتر اور عیوب کیا ہو سکتے ہیں۔ بتاؤ کہ یہ عیوب کیونکر دور ہو سکتے ہیں۔ اُس شخص نے کہا کہ ایسا مکان تعمیر کرو جو ہمیشہ باقی رہے اور کبھی فنا نہ ہو اور تم ہمیشہ اس مکان میں جوان رہو کبھی بوڑھے نہ ہو۔ بادشاہ نے جب اس مرد

کی یہ بات اپنی لڑکی سے بیان کی تو اُس نے کہا اُس مرد کے علاوہ آپ کی سلطنت میں کسی نے اُس سے زیادہ سچی بات آپ سے نہیں بیان کی۔

حدیث حسن میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کی دو لڑکیاں تھیں اُس نے ایک لڑکی کی شادی ایک کسان سے کی اور دوسری کی ایک کھار سے ایک مرتبہ دونوں سے ملنے کا ارادہ کر کے گھر سے چلا پہلے اُس لڑکی کے پاس آیا جس کو کسان سے بیاہا تھا اُس سے حال دریافت کیا۔ لڑکی نے کہا اس سال میرے شوہر نے بہت کچھ زراعت کی ہے اگر پانی برس جائے تو تمام بنی اسرائیل سے ہماری حالت بہتر ہو جائے گی۔ وہاں سے دوسری لڑکی کے پاس پہنچا جس کی شادی کھار سے کی تھی اُس کا حال پوچھا۔ اُس نے کہا میرے شوہر نے بہت سے کوزے بنائے ہیں اگر بارش نہ ہوئی تو سب برتن محفوظ رہیں گے اور ہم تمام بنی اسرائیل سے زیادہ فارغ البال ہو جائیں گے۔ وہاں سے وہ شخص یہ کہتا ہوا واپس ہوا کہ اسے معبود تو ہی خوب جانتا ہے کہ دونوں کی بہتری کس میں ہے لہذا وہ کر جس میں دونوں کی بھلائی ہو۔

بسنہ معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس کا وظیفہ تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ یعنی ہر طرح کی تعریف مخصوص ہے تمام عالمین کے پروردگار کے لئے اور بہتر انجام ہے پرہیزگاروں کے لئے۔ اُس کے اس وظیفہ سے ابلیس کو بہت تکلیف ہوتی تھی اُس نے ایک شیطان کو بھیجا کہ جا کر سمجھائے کہ نیک انجام امیروں اور دولت والوں کے واسطے ہے۔ وہ ملعون عابد کے پاس آیا اور یہی سمجھانے کی کوشش کی۔ عابد نے انکار کیا اور دونوں میں نزاع ہوئی اور طے یہ پایا کہ پہلے جس سے ملاقات ہو جائے اسی سے فیصلہ کرایا جائے وہ جس کے حق میں فیصلہ کرے وہ اپنے فریق کا ایک ہاتھ کاٹ لے غرض ایک شخص کے پاس پہنچے اور صورت واقعہ بیان کی اُس نے کہا انجام بہتر تو ننگروں کے لئے ہے۔ یہ سن کر شیطان نے عابد کا ایک ہاتھ کاٹ لیا اور دونوں واپس ہوئے لیکن عابد نے پھر وہی وظیفہ جاری رکھا۔ شیطان نے کہا پھر وہی کہتے ہو پھر معاملہ ثالث پر قرار پایا۔ اس مرتبہ دوسرے شخص کے پاس پہنچے اُس نے بھی وہی فیصلہ کیا۔ اور شیطان نے عابد کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ لیا لیکن عابد نے اپنا وظیفہ جاری رکھا شیطان نے کہا اچھا اب کسی اور سے فیصلہ کراؤ۔ وہ جس کے خلاف فیصلہ کرے اُس کی گردن کاٹ لی جائے۔ یہ طے کر کے دونوں چلے خداوند عالم نے آپ کے ایک فرشتہ کو انسان کی

ایک اور ایک بھلائی کی فکر ہو کر آتی ہے۔

ایک عابد اور ایک شیطان کا باہمی جھگڑا اور عابد کی فتح۔

بند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس کو جرجح کہتے تھے وہ اپنے عبادت خانہ میں عبادتِ معبود میں مشغول رہتا ایک مرتبہ اس کی ماں اُس کے پاس آئی اور اُس کو پکارا وہ نماز میں محو تھا وہ چلی گئی دوسری اور تیسری مرتبہ آئی اور اُس نے جرجح کو بلایا لیکن اُس نے کوئی جواب نہ دیا آخر وہ بولی کہ میں بنی اسرائیل کے خدا سے التجا کرتی ہوں کہ وہ تیری مدد نہ کرے۔ دوسرے ہی روز ایک زانی عورت اُس کے عبادت خانہ کے پاس آئی اس کو دروازہ شروع ہوا وہیں اُس کے لڑکا پیدا ہوا۔ اُس نے لوگوں سے کہا کہ یہ لڑکا جرجح کا ہے۔ یہ خبر بنی اسرائیل میں مشہور ہو گئی۔ لوگوں نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جو دوسروں کو تو زنا پر ملامت کرتا تھا اور خود زنا کرتا ہے۔ آخر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو وارپہ بھیجیں۔ یہ سن کر اُس کی ماں اُس کے پاس اپنا منہ چٹتی اور روتی چلاتی آئی۔ جرجح نے کہا اماں جان اب کیا روتی ہو خاموش رہو یہ بلا تو تمہاری ہی بددعا سے میرے سر پر ٹوٹی ہے۔ لوگوں نے جرجح سے (یہ بات سنی تو ماجرا دریافت کیا حقیقت معلوم ہونے پر) کہا تم کو تمہاری بات کا یقین کیونکر ہو۔ جرجح نے کہا اُسی لڑکے کو لاؤ (وہ خود بتائے گا) آخر وہ لڑکا لایا گیا جرجح نے اس کو گود میں لے کر دعا کی۔ پھر اُس سے پوچھا تیرا باپ کون ہے۔ وہ بچہ خدا کی قدرت سے گویا ہوا کہ فلاں چرواہا میرا باپ ہے۔ جو فلاں قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے غرض خدا نے ان لوگوں کا افترا ظاہر کر دیا اور جرجح کو نجات بخشی۔ پھر جرجح نے قسم کھائی کہ کبھی ماں سے جدا نہ ہو گا اور ہمیشہ اُس کی خدمت کرے گا۔

انہی حضرت نے دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ارادہ کیا کہ ایک ایسا شہر تیار کرے جس میں کوئی شخص کسی طرح کا عیب نہ ثابت کر سکے۔ چنانچہ وہ شہر تیار ہوا اور لوگوں نے باتفاق رائے کہا کہ اس سے بہتر اور بے عیب کوئی شہر نظر سے نہیں گذرا۔ لیکن ایک شخص نے عرض کی اگر میری جان بخشی ہو تو اس کا عیب بیان کروں۔ بادشاہ نے کہا بتلاؤ میں نے تم کو امان دی۔ اُس شخص نے کہا کہ اس شہر میں دو عیوب ہیں اول یہ کہ اسے بادشاہ تو مرجائے گا اور یہ شہر دوسروں کے قبضہ میں چلا جائیگا۔ دوسرے یہ کہ تیرے بعد یہ شہر خراب ہو جائے گا۔ بادشاہ نے کہا ان عیبوں سے بدتر اور عیوب کیا ہو سکتے ہیں۔ بتاؤ کہ یہ عیوب کیونکر دور ہو سکتے ہیں۔ اُس شخص نے کہا کہ ایسا مکان تعمیر کرو جو ہمیشہ باقی رہے اور کبھی فنا نہ ہو اور تم ہمیشہ اس مکان میں جو ان رہو کبھی بوڑھے نہ ہو۔ بادشاہ نے جب اس مرد

جرجح کا بیان تھا کہ بنی اسرائیل میں اس کا لڑکا پیدا ہوا اور خدا نے نجات بخشی۔

ایک بادشاہ کا ارادہ تھا کہ کوئی شہر تیار کرے جس میں کوئی عیب نہ ہو۔

صورت میں بھیجا۔ جب اُس سے اپنا قصہ دونوں نے بیان کیا۔ اُس فرشتے نے عابد کے دونوں ہاتھ اُن کی جگہ پر رکھے اور اپنا ہاتھ پھیلا دونوں ہاتھ درست ہو گئے اور اس شیطان کی گردن اُڑادی۔ اور کہا اس طرح پرہیزگاروں کا نیک انجام ہوتا ہے۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک قاضی تھا جو ہمیشہ حق کے ساتھ فیصلہ کیا کرتا تھا۔ جب اس کی وفات کا زمانہ آیا اپنی زوجہ کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دینا مگر کفن نہ پہنانا اور میرے منہ کو چھپا دینا اور تخت پر میری لاش رکھ دینا انشاء اللہ کوئی بڑا عمل مجھ سے سرزد نہ ہو گا۔ قاضی کے مرنے کے بعد اس کی زوجہ نے وصیت کے مطابق عمل کیا اور کچھ دنوں انتظار کرتی رہی۔ ایک روز اُس کا چہرہ کھول کر دیکھا تو ایک کیڑا نظر آیا جو اُس کے دماغ کو کھا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ ڈری۔ رات کو خواب میں شوہر کو دیکھا جو اُس سے کہہ رہا تھا کہ تو اس حال کو دیکھ کر ڈر گئی۔ زوجہ نے کہا ہاں قاضی نے کہا واللہ یہ حالت میری اس خواہش کے سبب سے ہوئی ہے جو تیرے بھائی کے بارے میں لاحق ہوئی تھی جبکہ وہ ایک شخص کے ساتھ جھگڑتا ہوا میرے پاس فیصلہ کے لئے آیا تھا۔ میں نے اُس وقت آرزو کی تھی کہ خداوند ایسا ہو کہ حق اسی کے ساتھ ہو۔ جب دونوں کے بیانات میں نے سُنے تو حق پر تیرا بھائی ہی ثابت ہوا مجھے اس سبب سے خوشی ہوئی لہذا میرا یہ حال اسی تمنائے بد کے سبب ہو رہا ہے۔

بند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ اپنے زمانہ کے پیغمبر کے پاس آیا اور التجا کی کہ دعا کیجئے کہ جس وقت ہم چاہیں حق تعالیٰ ہمارے لئے بارش کرے پیغمبر نے اُن کی خواہش بارگاہ احدیت میں پیش کی خدا نے منظور فرمائی۔ غرض جس وقت وہ لوگ جس قدر بارش طلب کرتے ہو جاتی تھی۔ اس طرح اُن کی زراعت گذشتہ تمام سالوں سے بہتر ہوئی لیکن جب انہوں نے کھیتی کا ٹٹنا شروع کئی گھاس کے سوا ایک دانہ بھی پیدا نہ ہوا تھا وہ لوگ دوڑے ہوئے اپنے پیغمبر کے پاس آئے اور بولے کہ ہم نے بارش اپنے فائدہ کے لئے طلب کی تھی اُس سے تو اور نقصان ہو گیا کہ ایک دانہ بھی پیدا نہ ہوا، اُس وقت خداوند عالم نے پیغمبر کو وحی فرمائی کہ وہ لوگ اپنے لئے میری تدبیر سے راضی نہ ہوئے۔ اُن کی تدبیر کا نتیجہ یہی ہے جو وہ دیکھ رہے ہیں۔

انہی حضرت نے بیان فرمایا کہ ایک کبوتر نے ایک درخت پر گھونسل لگا رکھا تھا جب اُس کے بچے کچھ بڑے ہوتے تو ایک شخص پکڑ لے جاتا۔ کبوتر نے خدا سے شکایت کی خدا نے اُس کو وحی کی کہ اب میں اُس کے شر سے تجھ کو محفوظ رکھوں گا۔ پھر اُس کبوتر نے انڈے دیئے

فسخ کرنے والے کو زمین میں سے نکال دینا اور اس کی حالت نادر عجیب ہے۔

خداوند ان کے لئے بہتر تدبیر فرماتا ہے اور ان کے حالات نادر عجیب ہے۔

کبوتروں کی تدبیر

اور بچے نکلے۔ وہی شخص آیا اُس کے پاس دو روٹیاں تھیں۔ ایک سائل نے اُس سے سوال کیا۔ اُس نے ایک روٹی دیدی۔ پھر درخت پر چڑھ کر بچے نکال لایا خداوند عالم نے اُس تصدق کے سبب اُس کو محفوظ رکھا۔

دیگر ایک شخص بنی اسرائیل میں تھا جس نے تینتیس سال تک طلبِ فرزند کے لئے دعا کی مگر دعا مقبول نہ ہوئی۔ ایک روز اُس نے مناجات میں کہا پالنے والے کیا تو مجھ سے بہت دُور ہے کہ میری آواز نہیں سنتا یا مجھ سے قریب ہے مگر میری دعا قبول نہیں فرماتا۔ آخر ایک شخص کو بوقتِ شب اُس نے خواب میں دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ تو خدا سے دعا کرتا ہے بخش بکنے والی زبان اور دنیا میں گئے ہوئے ناپاک دل کے ساتھ اور تیری نیت خالص نہیں۔ بخش اور محل باتیں ترک کر اپنے قلب کو پاک و پرہیزگار بنا۔ اور نیت کو خالص کر (پھر خدا تیری دعا ضرور قبول فرمائیگا) اُس نے ایسا ہی کیا پھر اُس کی دعا مقبول ہوئی اور خدا نے اس کو ایک فرزند کرامت فرمایا۔

بسنی صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد عاقل تھا بہت مالدار اُس کے ایک لڑکا تھا زنِ عقیقہ سے جو اُسی کی صورت و سیرت میں ہم شبیہ تھا۔ اُس مرد کے دو لڑکے ایک زن غیر عقیقہ سے بھی تھے جب اس کی وفات کا وقت آیا۔ اُس نے لڑکوں سے کہا کہ میرا تمام مال تم میں سے ایک کے لئے ہے۔ اُس کے مرنے کے بعد سب سے بڑے لڑکے نے کہا میں ہی وہ ہوں۔ منجھلے لڑکے نے کہا میں ہوں۔ سب سے چھوٹے لڑکے نے کہا میں ہوں۔ جس کے بارے میں باپ نے وصیت کی ہے۔ آخر تینوں لڑکے قاضی کے پاس فیصلہ کے لئے گئے۔ قاضی نے کہا میں تمہارے معاملہ کا حکم نہیں جانتا۔ تم ان تینوں بھائیوں کے پاس جاؤ جو غلام کے لڑکے ہیں۔ وہ اُن میں سے ایک کے پاس گئے جو ایک مرد پیر تھا اس سے اپنا معاملہ بیان کیا اُس نے کہا میرے بڑے بھائی کے پاس جاؤ وہ اس کے پاس گئے وہ ایک ادھیڑ آدمی تھا اُس سے اپنا قصہ بیان کیا اُس نے کہا مجھ سے بڑے بھائی کے پاس جاؤ وہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو اس کو جوان پایا تو ان لوگوں نے حیرت سے کہا پہلے تو یہ بتائیے کہ آپ اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں سے جو ان معلوم ہوتے ہیں اور آپ کے منجھلے بھائی سب سے چھوٹے بھائی سے جو ان نظر آتے ہیں اور جو سب سے چھوٹے ہیں وہ آپ دونوں سے زیادہ بوڑھے معلوم ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے اُس کے بعد ہم اپنا قصہ بیان کریں گے۔ اُس نے کہا تم لوگوں نے جس کو سب سے پہلے دیکھا وہ ہم دونوں سے چھوٹا ہے لیکن اس کی زوجہ بد مزاج ہے

جو نیت دعا کے لئے دل و زبان کا بخش اور باتوں سے پاک

سوئے بھائیوں کی سیرت کا چھوٹا اور غیبِ فیصلہ

زوجہ کی ہر غلطی رزقِ حلال سے دھرت کا باعث اور
خلاق کے سبب رزقِ حلال سے دھرت کا باعث اور

جو ہمیشہ اُس کو آزر دہ رکھتی ہے اور وہ اس کی بد اخلاقی پر صبر کرتا رہتا ہے تاکہ کوئی ایسی بلا نازل نہ ہو جس پر صبر نہ ہو سکے اس سبب سے وہ بوڑھا ہو گیا ہے۔ اور دوسرا بھائی جو ادھیڑ معلوم ہوتا ہے اس کی زوجہ ایسی ہے جو کبھی اس کو غمگین و رنجیدہ کر دیتی ہے اور کبھی شاد و مسرور کرتی ہے اس سبب سے وہ جوانی اور پیری کے درمیان میں ہے لیکن میری زوجہ ہمیشہ مجھ کو شاد و محرم رکھتی ہے اور اب تک اُس سے مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی اس سبب سے میں اب تک جوان ہوں۔ پھر اُن کا قصہ سن کر کہا کہ تمہارے معاملہ کا تصفیہ یوں ہو سکتا ہے کہ پہلے جاؤ اور اپنے باپ کی قبر کھود کر اس کی ہڈیاں نکالو اور آگ میں جلا دو پھر واپس آؤ تو فیصلہ کروں۔ غرض وہ دونوں لڑکے جو زن غیر عقیفہ سے تھے باپ کی قبر کھودنے کے لئے روانہ ہوئے اور سب سے چھوٹا لڑکا جو پاک نفس بیوی سے تھا تلوار پر لڑ کر بولا کہ میں اپنے حصہ سے درگزر لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ میرے باپ کی قبر کھودی جائے۔ آخر وہ تینوں بھائی پھر اُس کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا۔ اُس شخص نے کہا بس اتنا ہی کافی ہے تمام مال متروکہ میرے پاس لے آؤ۔ غرض وہ سارا مال لایا گیا۔ قاضی نے سب سے چھوٹے لڑکے کو دے دیا اور اُن دونوں سے کہا اگر تم اسی شخص کے لڑکے ہوتے تو تمہارے دل بھی اسی طرح بیچین ہو جاتے جس طرح اس چھوٹے کا دل بیقرار ہو گیا اور تم بھی ہرگز اُس کے جلائے پر راضی نہ ہوتے۔

بسنہ صحیح حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد صالح تھا اس کی زوجہ بھی صالحہ تھی اس شخص نے ایک رات خواب دیکھا کہ (کوئی کہتا ہے کہ) خداوند عالم نے تیری عمر اس قدر مقرر کی ہے اور نصف عمر فراخی اور اطمینان میں بسر ہوگی اور نصف تنگی اور پریشانی میں اور تجھے اختیار دیا ہے کہ تو جس حصہ عمر کو چاہے پہلے واقع ہو اور جس کو چاہے بعد میں گزرے بتا تو کس کو مقدم رکھنا چاہتا ہے۔ اُس شخص نے کہا میں اپنی نیک نفس بیوی سے مشورہ کر کے بتاؤں گا کیونکہ وہ میری زندگی میں شریک ہے صبح کو اُس نے اپنی زوجہ سے خواب بیان کیا اُس نے مشورہ دیا کہ پہلے فارغ البالی کی زندگی اختیار کرو اور حصول عافیت میں جلدی کرو شاید حق تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور ہم پر نعمتیں تمام کرے۔ دوسری رات پھر خواب میں وہی شخص نظر آیا اور پوچھا کیا طے کیا اُس نے کہا کہ فراخی و فارغ البالی پہلے چاہتا ہوں۔ غرض پھر تو دنیا کی نعمتیں اور آسائشیں ہر طرف سے اُن پر امنڈ پڑیں۔ اُس کی زوجہ نے کہا کہ جو کچھ خدا نے تجھ کو دیا ہے اپنے غریب عزیزوں اور رشتہ داروں اور محتاج لوگوں اور ہمسایوں اور اپنے فلاں فلاں بھائی پر صرف کرا سی طرح ہمیشہ اس کو

مشورہ دیا کرتی تھی کہ خدائی نعمتوں کو نیک امور میں خرچ کرتا رہے۔ آخر اس کی نصف زندگی گزر گئی اور اس نصف عمر کا زمانہ آیا جو تنگی میں گزرنے والی تھی تو خواب میں پھر وہی شخص نظر آیا اور اُس نے کہا کہ خداوند رحیم و کریم نے ان احسانوں اور نیکیوں کے صلہ میں جو تو نے کئے ہیں تیری باقی عمر کو بھی نعمتوں کی زیادتی و فراوانی میں بسر ہونا مقدر فرما دیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت پریشان حال تھا۔ اس کی زوجہ اُس کو کمانے اور روزی طلب کرنے کی سختی سے بہت تاکید کیا کرتی تھی اُس شخص نے خدا سے گڑ گڑا کر روزی کی دُعا مانگی تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک شخص پوچھتا ہے کہ تو دو درم حلال کے چاہتا ہے یا حرام کے دو ہزار درم پسند کرتا ہے۔ اُس نے کہا دو درم حلال کے تو اُس کو بتایا کہ تیری دیوار کے نیچے دو درم رکھے ہیں لے لے۔ وہ شخص خواب سے بیدار ہوا تو اپنے سر ہانے دو درم رکھے ہوئے پائے۔ اُس نے وہ درہم لے لئے۔ اور ایک درم کے عوض ایک مچھلی خریدی گھر لایا تو اس کی زوجہ نے ملامت کرنا شروع کیا اور کہا میں تو اس کو ہاتھ بھی نہ لگاؤ نہنگی اُس مرد نے خود اس کو صاف کرنا شروع کیا جب اُس کا پیٹ چاک کیا تو دو بڑے موتی اُس میں سے نکلے جن کو اُس نے چالیس ہزار درم میں فروخت کئے۔

بند حسن امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے عالموں میں سے ایک (عالم کا انتقال ہوا دفن کے بعد جب اس کو فرشتوں نے اُس کی روح اُس کے جسم میں داخل کر کے قبر میں بٹھایا اور کہا کہ ہم تلو کوڑے عذاب کے ماریں گے اُس نے کہا مجھ میں ستو تازیانوں کے برواشت کی طاقت نہیں ہے کہا اچھا ایک تازیانہ کم کر دیں گے اس نے کہا اتنے تازیانوں کی بھی تاب نہیں۔ غرض اسی طرح کم کرتے کرتے ایک تازیانے پر بات چٹھری اُس عالم نے کہا میں ایک تازیانہ کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ فرشتوں نے کہا بغیر اس کے چارہ نہیں۔ عالم نے پوچھا آخر کس خطا پر مجھے یہ سزا دی جا رہی ہے فرشتوں نے کہا ایک روز بغیر وضو کے تو نے نماز پڑھی تھی اور دوسرے روز ایک طرف تو جا رہا تھا جہاں ایک کمزور مظلوم پر ظلم کیا جا رہا تھا وہ فریاد کر رہا تھا تو نے اس کی پرواہ کی اور اس کو ظالموں سے نہ چھوڑایا۔ آخر ایک تازیانہ اس کو مارا کہ تمام قبر آگ سے بھر گئی۔

دہم بن منبہ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے ایک عالیشان اور نہایت مستحکم محل تعمیر کیا اس کی تکمیل کے بعد امیروں اور رئیسوں کی دعوت کی لیکن اگر کوئی غریب اور مسکین مہمان خانہ میں داخل ہونا چاہتا تو اُس کو منع کر دیتا اور کہتا کہ یہ عمدہ

حلال روزی میں سے اشتہار کرتی ہوئی ہے۔

ظالموں کا دورہ کرنے پر غرض مٹانے کا ہونا

مسکین کو حق رکھ کر غلام خانہ کی کارساز

اور لذیذ کھانے تم لوگوں کے واسطے نہیں تیار کئے گئے ہیں۔ اُس وقت خداوند تعالیٰ نے دو فرشتوں کو فقیروں کے لباس و صورت میں بھیجا اُس شخص نے ان کو بھی داخل نہ ہونے دیا اور اُسی طرح جھڑک دیا۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ امیرانہ شان و شوکت اختیار کر کے جائیں۔ تب تو ان کا بڑا اکرام کیا گیا اور ان کو صدر مجلس میں جگہ دی گئی۔ آخر خدا نے اُن فرشتوں کو حکم دیا کہ اُس شہر کو اور جو لوگ اُس میں ہیں۔ سب کو زمین میں دھنسا دو۔ فرشتوں نے حکم کی تعمیل کی اُس کے بعد دوسری روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل کے چھوٹے بڑے عصالے کر راستہ چلتے تھے تاکہ راہ میں اکڑ کر اور غرور کے ساتھ نہ چلیں۔

حدیث معتبرہ میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عالم تھا۔ وہ بوکام کرتا اُس میں نقصان ہی ہوتا۔ کار ہائے دنیا اُس پر بند ہو چکے تھے۔ اُس کی زوجہ اُس کے اخراجات کی کنیل تھی یہاں تک کہ اُس کے پاس بھی کچھ باقی نہ رہا ایک دن وہ دونوں بھوک سے بیچیں ہوئے۔ عورت کے پاس بھی کوئی چیز نہ تھی سوائے ایک ریسمان کے جس کو خود اُس نے کات کر بنوائی تھی۔ اُس نے شوہر کو دیا کہ بازار میں جا کر فروخت کرے اور کچھ کھانے کو لائے وہ بازار پہنچا تو بازار بند ہو چکا تھا اور خرید و فروخت کرنے والے جا چکے تھے وہاں سے واپس ہو کر دریا پر آیا تاکہ وضو کرے اور کچھ پانی اپنے اوپر چھڑک لے وہاں ایک ماہی گیر کو دیکھا جس نے دریا میں جال ڈال رکھا تھا۔ جب اُس نے جال نکالا تو سوائے ایک سڑھی ہوئی مچھلی کے کچھ نہ تھا۔ عالم نے کہا کہ یہ مچھلی میرے ہاتھ اس رسی کے عوض فروخت کر دے اُس نے غنیمت سمجھا اور مچھلی دے دی۔ وہ عالم مچھلی لئے ہوئے اپنے گھر آیا اور زوجہ سے تمام حالات بیان کئے۔ زوجہ نے مچھلی کا شکم چاک کیا تو اُس میں سے ایک بڑا موتی برآمد ہوا۔ اُس نے شوہر کو دکھلایا۔ جب وہ بازار میں لایا تو اس کو بیس ہزار درم کے عوض فروخت کیا اور لاکھ گھریں رکھ دیا۔ اسی اثنا میں ایک سائل اس کے دروازہ پر آ کر پکارا کہ اے اہل خانہ محتاج کو کچھ تصدق دو تاکہ خدا تم پر رحم کرے۔ اُس عالم نے اُس کو گھر میں بلالیا اور نصف مال دے دیا۔ زوجہ نے یہ دیکھ کر کہا سبحان اللہ ایک ہی مرتبہ میں اپنی اپنی آدھی تو نگرہی مٹا دی۔ تھوڑی مدت کے بعد پھر وہی سائل آیا اور روپوں کی پھٹی اُسی جگہ رکھ دی جو لے گیا تھا اور کہا اپنے مصروف میں لا خدا تجھ کو مبارک کرے میں ایک فرشتہ ہوں خدا نے تجھ کو تیرے امتحان کے لئے بھیجا تھا کہ تو اس کا شکر کیونکر بجا لاتا ہے۔ اور خدا نے یہ تیرا عمل پسند فرمایا۔

بند معتبر منقول ہے کہ حمران نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کی دولت و حکومت کب ظاہر ہوگی حضرت نے فرمایا اے حمران تم دوست احباب بھائی بند رکھتے ہو اور اُن کے احوال اور اس زمانہ کے لوگوں کے حالات سمجھ سکتے ہو (کہ کیسے کامل الایمان اور وفادار لوگ ہیں) یہ وہ زمانہ نہیں ہے

کہ امام خروج کر کے اُردو زبان میں ایک عالم تھا اُس کے ایک لڑکا تھا جو حصول علم میں رغب نہیں ہوتا تھا اور نہ اپنے باپ سے کچھ سیکھتا تھا لیکن اُس کے ہمسایوں میں سے ایک شخص اُس عالم سے دریافت کرتا اور علم حاصل کیا کرتا تھا یہاں تک کہ علم میں وہ کامل ہو گیا۔ اُس عالم کا جب آخری وقت آیا تو لڑکے سے کہا کہ فرزند تو نے مجھ سے کچھ علم حاصل نہ کیا لیکن فلاں ہمسایہ نے بہت کچھ سیکھ لیا ہے اگر تجھ کو میرے علم کی احتیاج ہو تو اسی کے پاس جا کر میرا علم حاصل کرنا اور اپنے کو پہچنوا دینا۔ یہ وصیت کر کے اُس عالم نے رحلت کی۔ اُس کے بعد ایک مرتبہ بادشاہ وقت نے ایک خواب دیکھا اور اس کی تفسیر دریافت کرنے کے واسطے اُسی عالم کو طلب کیا معلوم ہوا کہ اُس کا انتقال ہو گیا لوگوں سے دریافت کیا کہ اس کا کوئی لڑکا ہے لوگوں نے بتایا کہ ایک فرزند ہے تو اس کو بلانے کے لئے ملازم بھیجے لڑکے نے سوچا کہ اللہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ بادشاہ مجھ سے کیا پوچھے گا میں علم سے بے بہرہ ہوں اگر وہ مجھ سے کچھ دریافت کرے تو میں جواب نہ دے سکوں گا اور رسوا ہوں گا۔ اُسی وقت اُس کو باپ کی وصیت یاد آگئی اور وہ اُس شخص کے گھر گیا جس نے اُس عالم سے حاصل کیا تھا اور کہا کہ بادشاہ نے مجھے طلب کیا ہے مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا پوچھے گا اور کس غرض سے مجھے بلایا ہے۔ میرے پدر نے وصیت کی تھی کہ اگر کبھی علم کے بارے میں مجھ کو کوئی ضرورت درپیش ہو تو تہا رہے پاس آکر معلوم کروں اُس شخص نے کہا میں جانتا ہوں بادشاہ نے کیوں طلب کیا ہے میں تم کو اس شرط پر بتا سکتا ہوں کہ بادشاہ سے جو کچھ انعام ملے اس میں سے نصف مجھ کو بھی دو گئے۔ لڑکے نے کہا ضرور دونگا۔ اُس شخص نے اُس کو قسم دی اور ایک تحریر لکھوائی۔ پھر اس کو بتلایا کہ بادشاہ نے ایک خواب دیکھا ہے اور اس لئے تم کو بلایا ہے کہ دریافت کرے کہ یہ زمانہ کیسا زمانہ ہے تم اس سے کہہ دینا کہ یہ زمانہ بھیرٹیا (کی مثال) ہے۔ غرض وہ لڑکا بادشاہ کے دربار میں پہنچا۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ میں نے تم کو کس غرض سے بلایا ہے اُس نے کہا اس واسطے کہ آپ نے ایک خواب دیکھا ہے اور چاہتے ہیں کہ میں بتاؤں کہ یہ کونسا زمانہ ہے۔ بادشاہ نے کہا سچ ہے تو بتاؤ کہ یہ کیسا زمانہ ہے لڑکے نے کہا بھیرٹیا کی مانند یہ سن کر بادشاہ نے لڑکے کو انعام دینے کا حکم دیا۔ غرض وہ انعام شاہی لے کر گھر آیا اور اُس میں سے اُس عالم کو کچھ نہ دیا اُس نے سوچا کہ شاید یہ مال میری زندگی تک کافی ہو اور اُمیدوار اُس شخص کا محتاج نہ ہوں۔ پھر تھوڑے زمانہ کے بعد بادشاہ نے دوسرا خواب دیکھا اور اُس لڑکے کو بلوایا۔ اب لڑکا پشیمان ہوا کہ میں نے وعدہ تو پورا نہیں کیا اب اُس عالم کے پاس کیونکر جاؤں اور معلوم کروں میں علم سے عاری ہوں بادشاہ کو کیا جواب دوں گا۔ خیر اُس عالم کے پاس چلتا ہوں اور وعدہ کروں گا اور پھر قسم کھ لوں گا کہ اس مرتبہ وعدہ خلافی نہ کروں گا شاید وہ پھر مجھے بادشاہ کے سوال کا جواب بتا دے یہ سوچ کر وہ عالم کے پاس آیا مجھ سے وعدہ خلافی تو ضرور ہوئی کیونکہ جو کچھ مجھے بادشاہ سے ملنا تھا وہ ضائع ہو گیا کچھ باقی نہیں ہے آپ کا محتاج ہوں اور آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے محروم نہ کیجئے میں عہد کرتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ اس مرتبہ جو کچھ ملے گا اُس میں سے ضرور

آدھا آپکو دوں گا۔ اب پھر بادشاہ نے مجھے بلایا ہے میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے کیا پوچھے گا اُس عالم نے بتایا کہ اُس نے پھر ایک خواب دیکھا ہے اور تم سے دریافت کر لیا کہ اب کوئی زمانہ ہے تم کہہ دینا کہ یہ زمانہ بھیڑ کی مثال ہے۔ غرض اب کا بادشاہ کے دربار میں آیا اُس نے پوچھا کہ بتاؤ میں تم کو کس لئے طلب کیا ہے لڑکے نے جواب دیا کہ آپ نے پھر ایک خواب دیکھا ہے اور مجھ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ کوئی زمانہ ہے بادشاہ نے کہا درست ہے۔ بتاؤ یہ کوئی زمانہ ہے جواب دیا یہ زمانہ بھیڑ (کی طرح) ہے۔ یہ سنکر بادشاہ نے اس مرتبہ اور زیادہ انعام دیا۔ لڑکا وہ سب لیکر گھر آیا اور سوچنے لگا کہ اس میں سے اُس عالم کو حصہ دے یا نہ دے۔ آخر یہ طے کیا کہ میں اس کے بعد ہرگز محتاج نہ ہوں گا اور نہ اس میں سے کچھ اُس عالم کو دوں گا۔ بخیر طریقت کے بعد بادشاہ نے پھر خواب دیکھا اور لڑکے کو پھر طلب کیا وہ بہت نام ہوا اور دل میں کہا کہ دو مرتبہ تو میں اس سے کرو فریب کر چکا ہوں اور میں نے اپنے وعدہ کو پورا نہیں کیا اب کس منہ سے اُس کے پاس جاؤں اور خود کچھ جانتا نہیں ہوں کہ بادشاہ کو جا کر کیا بتاؤں آخر یہ سوچا کہ اُس کے پاس پھر چلنا چاہئے۔ اُس کے پاس آیا اور خدا کی قسم وہی اور پھر جواب تسلیم کرنے کی التجا کی اور عہد و پیمان کیا کہ اس مرتبہ اپنا وعدہ ضرور وفا کروں گا۔ اور ہرگز نہ فریب نہ کروں گا۔ مگر پر رحم کیجئے۔ اور بادشاہ کے سوال کا جواب بتا دیجئے۔ اُس عالم نے اس لڑکے سے عہد و پیمان لیکر تحریر لکھوائی۔ پھر بتایا کہ اس مرتبہ بادشاہ نے پھر تجھ کو اپنے خواب کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے بلایا ہے اور پوچھے گا کہ اب کوئی زمانہ آیا ہے۔ اُس سے کہنا کہ اس زمانہ کا نام ترازو ہے۔ لڑکا بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عالم کے بیان کے مطابق اس کو زمانہ سے آگاہ کیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور اس مرتبہ بہت زیادہ انعام عطا فرمایا۔ لڑکا وہ تمام مال لئے عالم کے پاس آیا کہ یہ سب کچھ جو طلب ہے اب کی خدمت میں لایا ہوں اب خود میرے اور اپنے درمیان تقسیم کر دیجئے۔ عالم نے کہا۔ پہلا زمانہ جو کچھ بھیڑیے کے مانند تھا ہذا تم میں بھی بھیڑیے کی سی نصبت تھی اور تم نے بھی یہ عہد کر لیا تھا کہ اپنے وعدہ کو پورا نہ کرو گے۔ دوسرا زمانہ بھیڑ کی طرح تھا اور بھیڑ کی ہر کام کے بارے میں یہ حالت ہوتی ہے کہ کسے یا نہ کسے تم نے بھی ایسا ہی کیا اور یہ زمانہ ترازو یعنی عدل و انصاف کا ہے ہذا تم نے بھی انصاف کیا اور اپنے وعدے کو پورا کیا۔ یہ تمام مال تم ہی لے جاؤ مجھے اس کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔

بسمد موفیق حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے چالیس برس تک عبادت کی اس کے بعد قربانی بارگاہ الہی میں لایا تاکہ معلوم

لے مولف فرماتے ہیں کہ اس قصہ کے بیان سے گویا ان حضرت کی یہ غرض تھی کہ اس قصہ کے مشابہ ہیں زمانہ کے حالات جب تم دیکھتے ہو کہ تمہارے دوست و احباب تمہارے ساتھ کرو فریب کرنے میں مشغول ہیں تو امام اُن کے عہد و قرار پر کیونکر اعتماد و دھوسہ کر سکتا ہے اور کیسے مخالفوں پر خروج کر سکتا ہے جب ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ اپنے عہد و پیمان کے پابند ہوں گے اور خدا جانتا ہے کہ وہ امام کے ساتھ بھی وفا کریں گے۔ تو وہ امام کو بھی ظہور و خروج پر مامور کرے گا۔ اور اہل زمانہ کی اصلاح

کر کے محمد و آل محمد کے صدقے میں اس عطیہ عظمیٰ کو اُن کا حصہ قرار دے گا۔ ۱۷

ہو کہ اس کی عبادت مقبول ہوئی یا نہیں مگر قربانی مقبول نہ ہوئی تو اس نے سمجھا کہ کوئی گناہ و تقصیر سرزد ہو گئی جس کے سبب عبادت مقبول نہیں ہوئی اُس وقت اُس پر خدا نے وحی فرمائی کہ تو نے جو اپنے نفس کی مذمت کی وہ تیری چالیس سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے درمیان ایک بادشاہ تھا جس نے ایک شہر کی بنیاد کی جس سے بہتر کسی نے نہ دیکھا تھا پھر اُس نے کھانا پکوا کر عام لوگوں کی دعوت کی اور شہر کے دروازہ پر کسی کو مقرر کر دیا تھا تاکہ وہ واپس جانے والوں سے پوچھے کہ اس شہر میں کیا کیا عیوب ہیں۔ کسی نے کوئی عیب نہ بیان کیا مگر تین شخصوں نے جو عابدوں میں سے تھے اور موٹے پٹے پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا ہم دو عیب اس میں دیکھتے ہیں اول یہ کہ یہ خراب ہو جائے گا دوسرے یہ کہ اس کا مالک مرجائے گا۔ بادشاہ نے اُن سے پوچھا کہ تم کو ایسے مکان کا پتہ بھی معلوم ہے جس میں یہ عیوب نہ ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں خدانہ آخرت نہ کبھی خراب ہوگا نہ اُس کا مالک کبھی مرے گا ان کی یہ نصیحت بادشاہ کے دل پر اثر کر گئی اُس نے بادشاہی ترک کر کے اُن کی مصاحبت اختیار کر لی اور ایک مدت تک ان کے ساتھ عبادت میں مشغول رہا۔ پھر اُن سے جدا ہونا چاہا۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہم سے کوئی بدی تم نے دیکھی یا آداب کے خلاف کوئی بات ہم سے سرزد ہوئی کہ ہم سے علیحدہ ہونا چاہتے ہو بادشاہ نے کہا نہیں بلکہ تم لوگ مجھے پہچانتے ہو اور میری عزت کرتے ہو اب میں ان کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں جو مجھے نہ پہچانتے ہوں۔

بند حسن امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ زمان سابق میں بادشاہوں کی اولاد میں سے کچھ جو ان ترک دنیا کر کے عبادت میں مشغول تھے اور روئے زمین میں سیاست کرتے پھرتے تھے تاکہ دنیا اور دنیا والوں کے حالات سے عبرت حاصل کریں۔ اُن کا گذر ایک قبر کی طرف ہوا جس پر بہت سی مٹی لوگوں نے جمع کر رکھی تھی کہ اُس کے نشان کے سوا اور کچھ ظاہر نہ تھا۔ انہوں نے آپس میں صلاح کی کہ آؤ خدا سے دعا کریں شاید وہ اس صاحب قبر کو زندہ کر دے تاکہ اُس سے ہم یہ معلوم کریں کہ انہوں نے موت کا مزہ کیسا پایا ہے۔ پھر یوں مناجات کی کہ اے ہمارے پالنے والے تو ہی ہمارا مالک و خالق ہے۔ تیرے سوا کوئی خدا نہیں تو چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ تجھ کو فنا نہیں تو کسی شے سے غافل نہیں ہوتا اور زندہ ہے کہ جس کو کبھی موت نہیں تو ہر روز (بندوں کے کسی نہ کسی کام، تقدیر اور تدبیر میں مشغول رہتا ہے اور ہر چیز کو تو جانتا ہے۔ بغیر اس کے کسی نے تجھ کو بتایا اور سکھایا ہو ہمارے لئے اس مردہ کو زندہ کر دے۔ اس دعا کے ساتھ ہی اس

ایک بادشاہ کا ایک شخص تیار کرنا اور اس میں عبادت کا عیب نہ ہونا اور اس کا ایک شخص تیار کرنا اور اس میں عبادت کا عیب نہ ہونا۔

موت کی تکلیف دیکھنا چاہتا ہے کہ باقی رہتا ہے۔

قبر سے ایک شخص باہر آیا جس کے سر اور واڑھی کے بال سفید تھے۔ وہ اپنے سر سے خاک جھاڑ رہا تھا۔ ڈرتا ہوا خوف کھاتا ہوا آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر ان سے کہا کہ میری قبر پر کیوں کھڑے ہو انہوں نے کہا ہم نے آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ آپ بتائیں کہ آپ کے نزدیک موت کا مزہ کیسا تھا۔ اُس مرد بزرگ نے کہا ننانوے سال سے میں اس قبر میں دفن ہوں لیکن اب تک موت کی سختی اور تکلیف زائل نہیں ہوئی اور موت کی تلخی میرے حلق سے نہیں مٹی ہے۔ انہوں نے پوچھا جس روز آپ کی وفات ہوئی تھی کیا آپ کے سر اور واڑھی کے بال اسی طرح سفید تھے۔ اُس نے کہا نہیں بلکہ ابھی جبکہ ایک آواز میں نے سنی کہ باہر آؤ اور میری تمام بوسیدہ ہڈیاں ایک دوسرے سے متصل ہوئیں اور میں زندہ ہوا تو اس دہشت اور خوف سے کہ (شاید) قیامت برپا ہو گئی ہے میرے بال سفید ہو گئے اور میری آنکھیں یوں ہی کھلی کی کھلی رہ گئی ہیں۔

بند موقت حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کے کوئی فرزند نہ تھا۔ خدا نے اس کو ایک لڑکا کر امت فرمایا اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ لڑکا شادی کے وقت مرجائیگا۔ آخر (وہ وقت آیا اور) اس کی شادی کی رات نمودار ہوئی تو لڑکے نے ایک مرد پیر اور کمزور کو دیکھا اُس پر رحم کیا اور کھانا کھلایا اُس وقت اُس مرد پیر نے کہا اے شخص تو نے مجھے زندہ کیا خدا تجھے زندہ کرے۔ پھر اُس شخص نے خواب میں دیکھا کہ (کوئی کہتا ہے کہ) اپنے لڑکے سے معلوم کرو کہ شادی کی رات اُس نے کون سا عمل کیا۔ صبح کو لڑکے سے معلوم کیا۔ دوسری رات پھر خواب میں دیکھا کہ اُس سے کوئی کہتا ہے کہ خدا نے تیرے فرزند کو اس احسان کے سبب سے زندہ رکھا جو اُس نے (اُس مرد پیر کے ساتھ) کیا۔

بند معتبر حضرت صادق سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص عبادت گزار تھا جو ایک مرتبہ نماز میں مشغول تھا اسی حالت میں اُس نے دو لڑکوں کو دیکھا جو ایک مرغ کو پکڑے ہوئے اُس کے پر اکھیڑ رہے تھے۔ وہ اپنی عبادت میں مشغول رہا اور اُن لڑکوں کو اُس نے منع نہ کیا اُس وقت خدا نے زمین کو حکم دیا کہ اُس عابد کو ہنگامی لے وہ اسی وقت زمین میں دھنس گیا اور قیامت تک دھنستا چلا جائے گا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے دو فرشتوں کو ایک شہر کے رہنے والوں کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا فرشتوں نے ایک شخص کی آواز سنی جو اندھیری رات میں کھڑا ہوا عبادت میں مشغول تھا اور خدا کی بارگاہ میں گڑگڑا رہا تھا اُن میں سے ایک

اور احسان کرنے سے باز رہی ہے

تاؤزیہ اور تادروہ سے ملائے

فرشتہ نے کہا واپس چلو مجھ سے اس شخص کا ذکر کریں شاید خداوند کریم اس کو یا اس کی برکت سے اہل شہر کو (بھی) بخش دے دوسرے فرشتے نے کہا نہیں بلکہ خدا نے ہم کو جو حکم دیا ہے اس پر عمل کرنا چاہیے ہمارے لئے زیبا نہیں کہ ہم واپس جائیں۔ غرض وہ فرشتہ اپنے مقام پر واپس گیا اور باگاہ احدیت میں اُس شخص کا حال عرض کیا خداوند عالم نے التفات نہ کی اور اُس دوسرے فرشتے کو جو وہاں موجود تھا وحی فرمائی کہ اہل شہر کو اُس مرد سمیت ہلاک کر دے کیونکہ میرا غضب اُس پر بھی لازم ہو گیا ہے اس لئے کہ وہ لوگوں کو مصیبت کرتے دیکھا کرتا تھا اور کبھی ان کو ملامت نہیں کرتا تھا اور اُس فرشتہ پر عتاب فرمایا جو واپس گیا تھا اور اُس کو ایک جزیرے میں ڈال دیا جواب تک وہاں پڑا ہے اور مغضوب خالق ہے۔

بند فیح حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں جب تک کوئی شخص عباد میں مشغول رہ کر دس سال تک خاموشی نہ اختیار کرتا وہ عابد نہ سمجھا جاتا تھا دوسری روایت میں منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں جب کوئی شخص عبادت میں انتہا کو پہنچتا تو وہ سالک (راہ حق پر چلنے والا) اور مجتہد (کوشش کرنے والا) ہو جاتا اور لوگوں کی حاجت روائی اور اُن کے صلاح و فلاح میں اہتمام کرتا تھا۔

بند معتبر حضرت علی بن الحسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص چند لوگوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہوا۔ کشتی شکستہ ہوئی اور سب غرق ہو گئے سوائے اُس شخص کی زوجہ کے جو ایک تختہ پر بہتی ہوئی ایک جزیرہ میں جا پڑی۔ اُس جزیرہ میں ایک ڈاکو بدکار مرد تھا جو کبھی بدی سے باز نہیں آتا تھا۔ جب اُس نے اُس عورت کو دیکھا پوچھا کہ تو انسانوں میں سے ہے یا جنوں میں سے۔ عورت نے کہا میں انسان ہوں۔ یہ سُنتے ہی اُس سے لپٹ گیا اور زنا کی کوشش کی جب وہ اُس فعل قبیح کے لئے تیار ہوا تو دیکھا کہ وہ عورت بہت مضطرب ہے اور کانپ رہی ہے۔ پوچھا کیوں بچپن و بقیارہ ہوتی ہے عورت نے اشارہ آسمان کی جانب کیا اور کہا کہ خدا سے ڈرتی ہوں اُس نے پوچھا کبھی کیا ایسا تو نے نہیں کیا اُس نے کہا خدا کی عزت کی قسم میں نے کبھی زنا نہیں کی اس مرد فاسق نے کہا ہاں تو نے کبھی ایسا فعل نہیں کیا اور خدا سے ایسا ڈرتی ہے حالانکہ یہ فعل تیرے اختیار میں نہیں میں خود جبر و اختیار کے ساتھ کر رہا ہوں اور میں زیادہ مستحق ہوں کہ خدا سے ڈروں اور زیادہ مناسب ہے کہ میں اُس کا خوف کروں۔ یہ کہہ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس فعل کو ترک کر دیا پھر اُس عورت سے کچھ نہ بولا اور اپنے گھر کو چلا یہ سوچتا ہوا کہ توبہ کروں گا اور اپنے کئے پر

فرشتہ نے کہا واپس چلو مجھ سے اس شخص کا ذکر کریں شاید خداوند کریم اس کو یا اس کی برکت سے اہل شہر کو (بھی) بخش دے دوسرے فرشتے نے کہا نہیں بلکہ خدا نے ہم کو جو حکم دیا ہے اس پر عمل کرنا چاہیے ہمارے لئے زیبا نہیں کہ ہم واپس جائیں۔ غرض وہ فرشتہ اپنے مقام پر واپس گیا اور باگاہ احدیت میں اُس شخص کا حال عرض کیا خداوند عالم نے التفات نہ کی اور اُس دوسرے فرشتے کو جو وہاں موجود تھا وحی فرمائی کہ اہل شہر کو اُس مرد سمیت ہلاک کر دے کیونکہ میرا غضب اُس پر بھی لازم ہو گیا ہے اس لئے کہ وہ لوگوں کو مصیبت کرتے دیکھا کرتا تھا اور کبھی ان کو ملامت نہیں کرتا تھا اور اُس فرشتہ پر عتاب فرمایا جو واپس گیا تھا اور اُس کو ایک جزیرے میں ڈال دیا جواب تک وہاں پڑا ہے اور مغضوب خالق ہے۔

نور اللغات میں اس کی عبارت ہے۔

برباد نہ کروں گی۔ قاضی جب اُس سے ملیا تو اپنی رسوائی کے خوف سے خود بادشاہ سے شکایت کی اور اس زن صالحہ کو زنا سے متہم کیا اور کہا میں نے تحقیق کر لی ہے اور مجھ پر ثابت ہو چکا ہے۔ بادشاہ نے کہا پھر اس کو سنگسار کرو۔ قاضی پھر اُس کے پاس آیا اور بولا کہ بادشاہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تجھے سنگسار کروں اگر تو میری بات نہ مانے گی تو میں ضرور تجھ کو سنگسار کر دوں گا۔ اُس زن عقیقہ نے کہا میں ہرگز تیری خواہش منظور نہیں کر سکتی تو جو چاہے کر۔ آخر قاضی نے لوگوں کو بلایا اور اُس عورت کو صحرا میں لے گیا۔ ایک گڑھا کھود کر اُس میں بٹھایا اور سنگسار کر دیا۔ یہاں تک کہ اُس کو اُس کے مرنے کا یقین ہو گیا۔ اُن کے واپس جانے کے بعد رات کے وقت چونکہ عورت میں کچھ جان باقی تھی اُس نے کوشش کر کے پتھروں کو ہٹایا اور اُس گڑھے سے باہر آئی اور گرتی پڑتی کسی طرح ایک دیر تک پہنچی رات بھر اُس کے دروازہ پر پڑی رہی صبح کو دیرانی نے دروازہ کھولا تو اس عورت کو مجروح و خستہ حال دیکھا اُس سے حالات دریافت کئے اُس نے تمام ماجرا بیان کیا دیرانی کو اُس پر رحم آ گیا اس کو دیر میں لے گیا۔ اُس کے ایک خور و سال لڑکا تھا۔ دیرانی کے پاس مال و سامان بہت کافی تھا اُس نے اُس عورت کا علاج کیا یہاں تک کہ اُس کے زخم سب اچھے ہو گئے۔ اُس نے اپنے لڑکے کو تربیت کے واسطے اُس عورت کے سپرد کیا۔ اُس دیرانی کا ایک غلام تھا جو دیرانی کی خدمت کرتا تھا کچھ مدت کے بعد وہ غلام اُس عورت پر عاشق ہوا اور اُس سے ناجائز خواہش کی اور کہا اگر تو راضی نہ ہوگی تو تجھے مار ڈالوں گا۔ اس مظلوم نے کہا جو چاہے کر لیکن یہ امر ممکن نہیں کہ مجھ سے ہو سکے۔ آخر اُس غلام نے دیرانی کے لڑکے کو مار ڈالا اور راہب سے کہا کہ آپ نے اس زن زنا کار پر رحم کیا اس کو جگہ دی اور اپنے لڑکے کو اس کے سپرد کر دیا اور اُس نے یہ عوض دیا کہ آپ کے فرزند ہی کو مار ڈالا۔ دیرانی نے عورت کو بلا کر پوچھا کہ میں نے تجھ پر احسانات کئے اور تو نے اُن کا یہ بدلا دیا عورت نے تمام روئیداد بیان کی مگر دیرانی کو یقین نہ آیا اس نے کہا میں اب تجھے یہاں نہیں رہنے دوں گا میرے دیر سے چلی جا۔ اور بیس درہم اسکو زاد راہ دیکر رات کے وقت نکال دیا۔ وہ غریب تمام رات چلتی رہی صبح ایک گاؤں میں پہنچی دیکھا کہ ایک شخص دار پر کھینچا گیا ہے اور ابھی زندہ ہے اُس کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بیس درم کا قرضدار ہے اور ان کے یہاں کا یہ قاعدہ ہے کہ جو شخص بیس درم کا قرضدار ہوتا ہے اُس کو دار پر لٹکا دیتے ہیں اور جب تک ادا نہیں کرتا اس کو نہیں اتارتے۔ اُس عورت

نے پرسن کر وہ بیس درم ان کو دیدیئے اور اس شخص کو رہا کر دیا۔ اُس شخص نے کہا اے مہربان خاتون آپ کے ایسا احسان مجھ پر کسی نے نہیں کیا کہ آپ نے مجھے موت سے بچا لیا لہذا آپ جہاں جائیگی میں آپ کی خدمت کے لئے ساتھ ساتھ رہوں گا۔ غرض کہ دونوں ہمراہ چلے اور ایک دریا کے کنارے پہنچے۔ وہاں چند کشتیاں دیکھیں مرد نے کہا آپ ٹھہریں میں ان کشتیوں کے مالک کی مزدوری کر کے کچھ کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔ پھر ان کشتی والوں کے پاس آیا اور پوچھا کہ ان کشتیوں میں کس قسم کے سامان ہیں۔ انہوں نے بتایا مختلف قیمتی چیزیں مثل جواہرات وغیرہ وغیرہ کے ہیں اور یہ دوسری کشتی جو خالی ہے وہ خود ہماری سواری کے لئے ہے اُس نے پوچھا کہ ان چیزوں کی قیمت کیا ہوگی۔ کہا بہت زیادہ کہ ہم کو بھی صحیح طور پر نہیں معلوم۔ اُس نے کہا میرے پاس ایک چیز ہے۔ جو تمہارے سامان سے زیادہ قیمتی ہے پوچھا وہ کیا۔ اُس نے کہا ایک کینز ہے۔ نہایت حسین و جمیل کہ اس سے زیادہ حسین تم نے کبھی دیکھا نہ ہوگا تو انہوں نے کہا کہ اُسے ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ اس نے کہا پہلے تم میں سے کوئی جا کر اُسے دیکھ تو لے اس طرح کہ وہ کینز نہ جانے پائے۔ پھر اس کے بعد مجھے اُس کی قیمت دینا۔ اور جب میں قیمت لے کر چلا جاؤں تو اس پر قبضہ کرنا۔ اُن لوگوں نے منظور کیا اور ایک آدمی اُس عورت کو دیکھنے کے لئے بھیجا اس نے آکر بیان کیا کہ اس سے زیادہ خوبصورت میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی ہے غرض دس ہزار درم میں اُس مرد نے اُس زن مظلومہ کو فروخت کر دیا اور قیمت لے کر چل دیا جب وہ غائب ہو گیا تو لوگ اس کے پاس آئے اور کہا اے کینز کشتی میں چل کر بیٹھ۔ اُس عورت نے پوچھا کیوں۔ ان لوگوں نے کہا تیرے آقا سے ہم نے تجھ کو خرید لیا ہے اُس نے کہا وہ میرا آقا اور مالک نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا (چیلے حوالے مت کر) اگر تو بخوشی نہیں چلے گی تو ہم زبردستی لے چلیں گے آخر مجبور ہو کر وہ اُن کے ساتھ دریا کے کنارے آئی۔ جب کشتیوں کے پاس پہنچی تو اُن میں ہر ایک ایک دوسرے سے بدگمان ہو گیا (اور اس عورت کا کشتی پر بیٹھنا گوارا نہ کیا) آخر جس کشتی پر اُن کے سامان تھے اس پر سوار کیا اور خود سب کے سب اُس خالی کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوئے جب وہ کشتیاں بیچ دریا میں پہنچیں خدا نے ایک ہوا بھیجی اور وہ کشتی جس پر سب مرد سوار تھے ڈوب گئی۔ اور ہوا نے اس عورت کی کشتی کو ایک جزیرہ میں پہنچا دیا۔ وہ عقیفہ کشتی سے اُتری اور کشتی کو کنارے باندھ دیا اور جزیرہ میں گھومنے لگی ایک جگہ ایک عمدہ مکان نظر آیا جس کے قریب چشمہ تھا اور میوہ دار درخت تھے دل میں بولی کہ اسی جزیرہ میں رہوں گی اور انہی درختوں کے پھل کھاؤں گی اور یہی پانی پیوں گی اور باقی عمر عبادت الہی میں بسر کروں گی۔ خدا نے

نے یسئیں کر وہ بیس درم ان کو دیدیئے اور اس شخص کو رہا کر دیا۔ اُس شخص نے کہا اے مہربان خاتون آپ کے ایسا احسان مجھ پر کسی نے نہیں کیا کہ آپ نے مجھے موت سے بچا لیا لہذا آپ جہاں جائینگے میں آپ کی خدمت کے لئے ساتھ ساتھ رہوں گا۔ غرض کہ دونوں ہمراہ چلے اور ایک دریا کے کنارے پہنچے۔ وہاں چند کشتیاں دیکھیں۔ مرد نے کہا آپ ٹھہریں میں ان کشتیوں کے مالک کی مزدوری کر کے کچھ کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔ پھر ان کشتی والوں کے پاس آیا اور پوچھا کہ ان کشتیوں میں کس قسم کے سامان ہیں۔ انہوں نے بتایا مختلف قیمتی چیزیں مثل جواہرات وغیرہ وغیرہ کے ہیں اور یہ دوسری کشتی جو خالی ہے وہ خود ہماری سواری کے لئے ہے اُس نے پوچھا کہ ان چیزوں کی قیمت کیا ہوگی۔ کہا بہت زیادہ کہ ہم کو بھی صحیح طور پر نہیں معلوم۔ اُس نے کہا میرے پاس ایک چیز ہے۔ جو تمہارے سامان سے زیادہ قیمتی ہے پوچھا وہ کیا۔ اُس نے کہا ایک کنیز ہے۔ نہایت حسین و جمیل کہ اس سے زیادہ حسین تم نے کبھی دیکھا نہ ہو گا تو انہوں نے کہا کہ اُسے ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ اس نے کہا پہلے تم میں سے کوئی جا کر اُسے دیکھ تو لے اس طرح کہ وہ کنیز نہ جانے پائے۔ پھر اس کے بعد مجھے اُس کی قیمت دینا۔ اور جب میں قیمت لے کر چلا جاؤں تو اس پر قبضہ کرنا۔ اُن لوگوں نے منظور کیا اور ایک آدمی اُس عورت کو دیکھنے کے لئے بھیجا اس نے آکر بیان کیا کہ اس سے زیادہ خوبصورت میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی ہے غرض دس ہزار درم میں اُس مرد نے اُس زن مظلومہ کو فروخت کر دیا اور قیمت لے کر چل دیا جب وہ غائب ہو گیا تو لوگ اس کے پاس آئے اور کہا اے کنیز کشتی میں چل کر بیٹھ۔ اُس عورت نے پوچھا کیوں۔ ان لوگوں نے کہا تیرے آقا سے ہم نے تجھ کو خرید لیا ہے اُس نے کہا وہ میرا آقا اور مالک نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا (چیلے حوالے مت کر) اگر تو بخوشی نہیں چلے گی تو ہم زبردستی لے چلیں گے آخر مجبور ہو کر وہ اُن کے ساتھ دریا کے کنارے آئی۔ جب کشتیوں کے پاس پہنچی تو اُن میں ہر ایک ایک دوسرے سے بدگمان ہو گیا اور اس عورت کا کشتی پر بیٹھنا گوارا نہ کیا) آخر جس کشتی پر اُن کے سامان تھے اس پر سوار کیا اور خود سب کے سب اُس خالی کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوئے جب وہ کشتیاں بیچ دریا میں پہنچیں خدا نے ایک ہوا بھیجی اور وہ کشتی جس پر سب مرد سوار تھے ڈوب گئی۔ اور ہوا نے اس عورت کی کشتی کو ایک جزیرہ میں پہنچا دیا۔ وہ عقیفہ کشتی سے اُتری اور کشتی کو کنارے باندھ دیا اور جزیرہ میں گھومنے لگی ایک جگہ ایک عمدہ مکان نظر آیا جس کے قریب چشمہ تھا اور میوہ دار درخت تھے دل میں بولی کہ اسی جزیرہ میں رہوں گی اور انہی درختوں کے پھل کھاؤں گی اور یہی پانی پیوں گی اور باقی عمر عبادت الہی میں بسر کروں گی۔ خدا نے

اُس زمانہ کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کو وحی فرمائی کہ اس بادشاہ کے پاس جاؤ (جس کے حکم سے قاضی نے اس عورت کو سنگسار کیا تھا) اور کہیں کہ فلاں جزیرہ میں میری ایک کینز ہے اسے بادشاہ تو اپنی تمام رعایا کو لے کر اُس کے پاس جا اور اس کے سامنے سب اپنے گناہوں کا اقرار کریں اور اُس سے التجا کریں کہ وہ ان سب گناہوں اور خطاؤں کو معاف کرے تو میں بھی تم کو بخشوں گا (ورنہ سخت عذاب میں مبتلا کروں گا) جب پیغمبر نے یہ پیغام اُس بادشاہ کو پہنچایا وہ اپنی تمام رعایا کو لے کر اُس جزیرہ میں آیا اور ایک عورت کو دیکھا۔ اُس کے پاس حاضر ہو کر بولا اس قاضی نے مجھ سے آکر شکایت کی کہ میرے بھائی کی زوجہ نے زنا کی ہے اور میں نے اُس کے سنگسار کا حکم دیدیا بغیر اس کے کہ کوئی گواہی طلب کرتا ڈرتا ہوں کہ اس معاملہ میں مجھ سے کوئی ظلم ہو گیا ہو۔ کیا تم میرے لئے استغفار کرو گی۔ عورت نے کہا خداتم کو بخشے بیٹھ جاؤ۔ اُس کے بعد اُس کا شوہر اُس کے پاس آیا جس نے اُس کو نہ پہچانا اور کہا میری ایک زوجہ تھی نہایت نیک نفس میں اس کو چھوڑ کر شہر سے باہر گیا۔ حالانکہ وہ راضی نہ تھی۔ میں نے اپنے بھائی سے اُس کی سفارش کی کہ اس کی کفالت کرتا رہے جب میں واپس آیا تو بھائی سے اُس کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ اُس نے بدکاری کی تھی بھائی نے اس کو سنگسار کر دیا مجھے خوف ہے کہ اُس کے بارے میں مجھ سے کوئی غلطی اور تفصیر ہوئی ہو خدا سے دعا کرو کہ مجھے بخش دے اُس نے کہا خداتم کو بھی معاف کرے بیٹھ جاؤ۔ اور اس کو بادشاہ کے پہلو میں بٹھایا۔ پھر قاضی آیا اور اُس نے اپنی غلطیاں بیان کیں اور کہا میرے لئے خدا سے مغفرت طلب کرو اُس نے کہا خداتم کو بھی بخش دے بیٹھ جاؤ اور اپنے شوہر کی جانب رخ کر کے کہا کہ سن لو۔ اُس کے بعد ویرانی نے معذرت کی۔ اُس کو بھی کہا خداتم کو بھی بخشے تم بھی بیٹھ جاؤ پھر ویرانی کا غلام حاضر ہوا اور اُس نے اپنی شہرت و ظلم بیان کر کے کہا خدا سے میرے لئے بھی سفارش کرو اُس نے کہا خداتم کو بھی معاف کرے بیٹھ جاؤ۔ پھر ویرانی سے بولی کہ سن لو۔ سب کے بعد وہ مرد جس کو اُس نے دارپر سے چھوڑا یا مٹھا، حاضر ہوا اور اپنی احسان فراموشی بیان کی۔ عورت نے کہا خداتم کو نہ بخشے کیونکہ تو نے نیکی کے عوض بدی کی ہے۔ پھر اُس زن عابدہ نے اپنے شوہر کی طرف رخ کیا اور بولی میں تمہاری زوجہ ہوں جو کچھ تم نے منادہ سب معاملہ میرے ہی بارے میں تھا اب مجھ کو شوہر کی ضرورت نہیں، چاہتی ہوں کہ یہ کشتی جو زرو جو اہر سے بھری ہوئی ہے تم لے لو اور مصروف میں لاؤ اور مجھے اسی جزیرہ میں رہنے دو کہ اپنے مہبود کی عبادت کروں۔ تم نے دیکھا کہ مجھے مردوں کے ہاتھوں سے کیسی تکلیفیں پہنچیں۔ غرض شوہر نے اُس کو وہیں

چھوڑا اور کشتی پر قبضہ کیا۔ اور بادشاہ مع تمام اہل سلطنت کے واپس اپنے شہر آیا۔

ابن بابویہ نے حضرت علی بن حسین علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص کفن چور تھا جو مردوں کی قبر کھود کر ان کے کفن لے لیا کرتا تھا۔ اُس کا ایک ہمسایہ بیمار ہوا اس کو خوف ہوا کہ کہیں وہ میرا کفن بھی نہ لے جائے اس نے اسکو بلا یا اور کہا بھائی میرا برتاؤ تمہارے ساتھ کیسا رہا ہے اس نے جواب دیا کہ آپ میرے نیک ہمسایہ ہیں۔ تب اُس نے کہا میری ایک حاجت ہے اس نے کہا فرمائیے آپ کی حاجت ضرور پوری ہوگی اُس نے دو کفن اُس کے سامنے رکھ دیئے اور کہا اس میں سے جو بہتر ہو اُسے لے لو اور دوسرا میرے لئے چھوڑ دو اور جب میں اس کفن میں دفن کر دیا جاؤں تو میری قبر مت کھودنا اور مجھے عریاں مت کرنا اُس نے کہا آپ اطمینان رکھیں۔ آپ کے ساتھ ایسا نہیں ہو سکتا۔ مرد بیمار نے اصرار کر کے ایک کفن اس کو دیدیا جو بہتر تھا۔ جب وہ مر گیا اور اس کو دفن کر دیا گیا تو اُس کفن چور نے سوچا کہ اب یہ کیا جانے کو میں نے اس کا کفن لے لیا ہے یا چھوڑ دیا ہے۔ آخر اس کی قبر پر آ کر اس کو کھودنا چاہا۔ ناگاہ ایک آواز سُنی کوئی کہتا ہے کہ قبر کو مت کھودو۔ یہ سُن کر وہ ڈرا اور واپس چلا گیا اور اپنے لٹکوں کو جمع کر کے کہا میں تمہارے لئے کیسا باپ ہوں۔ وہ بولے نہایت مہربان۔ تو کہا میں تم سے ایک خواہش رکھتا ہوں۔ پوچھا وہ کیا جو کچھ کہئے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ اُس نے کہا جب میں مرجاؤں تو مجھ کو جلا دینا جب میں جل جاؤں میری ہڈیوں کو چور کر کے جب تیز اور سخت ہوا چلے تو اُس میں سے نصف صحرا کی جانب اور باقی نصف دریا کی طرف اُڑا دینا۔ لٹکوں نے کہا اچھا ایسا ہی کریں گے۔ جب وہ مر گیا تو اس کی وصیت کے موافق لٹکوں نے عمل کیا۔ اُسی حال میں خدا نے صم کو حکم دیا کہ جو کچھ تیری طرف اُس شخص کی ہڈیاں آئی ہیں اُن کو بیکرا کر۔ اسی طرح دریا کو حکم دیا کہ جو کچھ تجھ میں ہے اس کی ہڈیاں جمع کر۔ اور اس کو زندہ کر کے کھڑا کیا اور پوچھا کہ کس سبب سے تو نے ایسی وصیت کی تھی اُس نے عرض کی مہسود تیری عزت کی قسم تیرے خوف سے ایسا کیا تھا فرمایا اچھا اگر میرے خوف سے ایسا کیا ہے تو تیرے دعویداروں کو میں (روز قیامت) راضی کروں گا اور تیرے خوف کو امن سے بدل دوں گا اور تیرے گناہوں کو بخش دوں گا۔

بند مستبر حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ایک بدکار عورت بنی اسرائیل میں تھی جو نوجوانوں کو اپنے اوپر فریفتہ کیا کرتی۔ ایک روز ایک شخص نے اُس سے کہا اگر فلاں مشہور عابد اس کو دیکھے تو ضرور عاشق ہو جائے اُس عورت نے جب یہ سنا تو بولی

حکایت۔ فلاں نوجوانوں کی بخشش کا سبب ہوتا ہے۔ ایک کفن چور کا مشیر۔

خدا کی قسم اُس کے گھر جا کر اُس کو راہ پر لاؤں گی اور اسی شب وہ اُس کے گھر پہنچی دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا اے عابد آج رات مجھے پناہ دے اُس نے انکار کیا۔ عورت نے کہا بنی اسرائیل کے چند نوجوانوں نے میرا پیچھا کر رکھا ہے اور مجھ سے زنا کرنا چاہتے ہیں۔ میں اُن سے بھاگ کر پناہ لینے آئی ہوں اگر تم دروازہ نہ کھولو گے وہ یہاں پہنچ جائیں گے اور میری عصمت دری کریں گے۔ عابد نے جب یہ بات سنی دروازہ کھول دیا۔ عورت گھر میں داخل ہوئی اور اپنے برفتمہ کو اتارا۔ عابد نے حسن و جمال کو دیکھا تو بے اختیار ہو گیا (اور ہوش و حواس کھو بیٹھا) جب ہوش آیا تو اپنا ہاتھ اُس عورت کے جسم پر دیکھا اُسی وقت متنبہ ہوا اور ہاتھ ہٹا لیا۔ ایک دیک اُس کے یہاں تھی جس کے نیچے آگ جلا کرتی تھی وہ دوڑا ہوا گیا اور اپنے اُس ہاتھ کو دیک کے نیچے آگ میں رکھ دیا۔ عورت نے پوچھا یہ کیا کرتے ہو اُس نے کہا اپنے ہاتھ کو دنیا کی آگ سے جلاتا ہوں شاید عقبی کی آگ سے نجات پا جاؤں۔ عورت دوڑی ہوئی باہر گئی اور بنی اسرائیل کو اطلاع دی کہ عابد کی خبر لو وہ اپنا ہاتھ جلائے ڈالتا ہے۔ لوگ یمن کر اُس کے گھر پر دوڑے ہوئے آئے مگر اس وقت پہنچے جبکہ عابد کا تمام ہاتھ جل چکا تھا۔

بہند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک عابد نے عورتوں سے علیحدگی اختیار کر رکھی تھی اس سبب سے شیطان کے شر سے بیخوف ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ ایک رات اس کے گھر ایک عورت مہمان آگئی اور اس کے دل میں شیطان وسوسے ڈالنے لگا۔ جیوں جیوں وہ ملعون اُس عابد کو وسوسہ میں مبتلا کرتا عابد اپنی انگلیوں میں سے ایک انگلی آگ میں ڈال دیتا تاکہ آتش جہنم یاد آتی رہے اس طرح قیامت کی آگ سے شیطان وسوسہ کو یاد دلاتا رہا اور شعلہ آتش اُس کی خواہش بد کو زائل کرتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو اُس عورت سے کہا تو آج کی شب میرے لئے بُری مہمان ثابت ہوئی بس اب چلی جا۔

حدیث معتبرہ میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادق کی خدمت میں ایک شخص کی عبادت اور دینداری کی تعریف کی حضرت نے دریافت کیا کہ اس کی عقل کتنی ہے عرض کی مجھے نہیں معلوم۔ فرمایا ثواب بقدر عقل ہوا کرتا ہے۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عبادت گزار تھا۔ وہ ایک جزیرہ میں عبادت کیا کرتا تھا۔ وہ جزیرہ بہت سرسبز و شاداب تھا جس میں چشمنے صاف و شفاف اور بہت سے میوہ دار درخت تھے۔ ایک روز اُس کی طرف ایک فرشتہ کا گذر ہوا جس کو اُس کی عبادت بہت پسند آئی اور بارگاہِ معبود میں عرض کی پالنے والے اس کی عبادت کے ثواب سے مجھے آگاہ فرما۔ خدا نے جب اُس کو

حکایت۔ خوف خدا سے عابد نے اپنا ہاتھ جلا ڈالا۔

دوسرے شیطان سے بچنے کے لئے ایک عابد اپنی انگلیوں میں سے ایک انگلی آگ میں ڈال دیتا تھا۔

ثواب عبادت بقدر عقل۔

اُس کے ثواب سے مطلع کیا تو فرشتہ کو عبادت کے مقابلہ میں ثواب بہت کم معلوم ہوا اُس وقت خدا نے اس کو وحی فرمائی کہ جا کر اُس عابد کی مصاحبت اختیار کرے وہ فرشتہ انسان کی صورت میں اُس کے پاس آیا۔ عابد نے اُس سے پوچھا تم کون ہو اُس نے کہا میں بھی عبادت گزار ہوں۔ میں نے اس مقام کی اور تیری عبادت کی تعریف سنی تو میں نے چاہا کہ تیرے پاس رہ کر عبادت خدا کیا کروں۔ دوسرے روز صبح کو فرشتہ نے کہا یہ تمہارا مکان بہت دلکش اور عبادت ہی کے لائق ہے۔ عابد نے کہا اس میں ایک عیب ہے پوچھا وہ کیا کہا ہمارے خدا کا کوئی گدھا نہیں کہ ہم اُس کو اس مقام پر چرائیں تاکہ یہ گھاس (چارہ) ضائع نہ ہوتی۔ فرشتہ نے کہا خدا کو گدھے کی ضرورت نہیں اُس نے کہا اگر وہ گدھا رکھتا ہوتا تو یہ گھاس ضائع نہ ہوتی اُس وقت خدا نے اس فرشتہ کو وحی فرمائی کہ میں نے اُس (کے عمل) کا ثواب اُس کی عقل کے موافق قرار دیا ہے۔

بند حسن حفص بن البختری سے منقول ہے کہ میں ایک مرتبہ تاخیر سے صبح کو گیا جب حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے دیر میں آنے کا سبب پوچھا میں نے عرض کی حضور پر فدا ہوں۔ میں ایک شخص کا ضامن ہو گیا تھا جس نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا اور اپنا قرض ادا نہ کیا اور مجھ سے مطالبہ کیا گیا اس سبب سے حج کے لئے (پہلے سے) نہ آسکا حضرت نے فرمایا تجھ کو کسی کی ضمانت کی کیا پڑی تھی کیا تو نہیں جانتا کہ ضامن ہونے کے سبب قرہائے گذشتہ ہلاک ہو گئی۔ پھر فرمایا کہ ایک جماعت نے بہت گناہ کئے اور اپنے گناہوں سے بہت خائف و ہراساں ہوئے تو ایک دوسری جماعت نے (ہمدردی میں کہا) کہ تمہارے تمام گناہ ہمارے سر ہیں اس لئے خدا نے ان لوگوں پر عذاب نازل فرمایا کہ وہ لوگ تو میرے عذاب سے ڈرے اور تم کو اس قدر جرات (کہ میرا خوف ہی نہ ہو) (

بند معتبر حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ گذشتہ زمانہ میں ایک شخص پیغمبروں کی اولاد میں سے تھا نہایت مالدار۔ وہ اپنا مال کمزوروں محتاجوں اور مسکینوں پر خرچ کیا کرتا تھا۔ اُس کے مرجانے کے بعد اُس کی زوجہ بھی اُسی طرح خرچ کرتی رہی۔ تھوڑی مدت میں وہ تمام دولت صرف ہو گئی۔ اُس شخص کے ایک فرزند تھا جب وہ بڑا ہوا جس کے پاس جاتا وہ اس کے باپ کے لئے رحمت کی اور اُس کے لئے عقل و نیکی کی دعا کرتے۔ اس لڑکے نے اپنی ماں سے پوچھا کہ میرے باپ کا کیا طریقہ تھا کہ جس کے پاس جاتا ہوں میرے پدر کے لئے (خدا سے) رحمت چاہتا ہے اور میرے لئے دعا کرتا ہے۔ ماں نے کہا تیرا باپ نہایت صالح اور نیک مرد تھا اور بہت مالدار تھا اور اپنا مال محتاجوں اور غریبوں پر صرف کیا کرتا

خدا کے عذاب سے نہ ڈرے اور نہ اپنے والدین پر عذاب

خدا سے نہ ڈرے اور نہ اپنے والدین پر عذاب

تھا اُس کے مرجانے کے بعد میں بھی اُسی کے طریقہ پر مال خرچ کرتی رہی آخر وہ تمام مال صرف ہو گیا۔ لڑکے نے کہا اماں جان میرے پدر بزرگوار جو کچھ کرتے تھے اُس کا ثواب اُن کو حاصل ہوتا تھا اور آپ نے جو کچھ کیا اُس کا حق آپ کو نہ تھا اور مستحق عذاب ہو گئیں۔ ماں نے کہا کس سبب سے؟ لڑکے نے کہا اس لئے کہ میرے باپ جو کچھ کرتے تھے اپنے مال سے کرتے تھے اور آپ نے دوسرے کا (یعنی میرا) مال صرف کر ڈالا۔ ماں نے کہا اے فرزند تو نے سچ کہا لیکن مجھے گمان نہ تھا کہ تو مجھ پر اعتراض کریگا اور وہ مال میرے لئے حلال نہ قرار دے گا۔ لڑکے نے کہا میں نے آپ کے لئے حلال قرار دیا اب کچھ اور بھی ہے کہ میں اس کو اپنا ذریعہ معاش قرار دوں اور خدا کا فضل حاصل کروں شاید خدا ہم کو قارغ انہالی نصیب کرے۔ اُس نے کہا سودہم میرے پاس ہیں لڑکے نے کہا خدا چاہے گا تو اسی میں برکت دیگا وہ تو بڑا برکت دینے والا ہے خواہ مال کم ہی ہو۔ غرض وہ سودہم لے کر طلب روزی کے لئے نکلا۔ اور روانہ ہوا یہاں تک کہ ایک مقام پر پہنچا۔ دیکھا سر راہ ایک شخص مردہ بڑا ہوا ہے جس کے چہرے سے آثار نیکی و صلاح ظاہر ہیں لڑکے نے اس کو دیکھ کر دل میں کہا اس سے بہتر تجارت کیا ہوگی کہ اس مرد صالح کو غسل و کفن دوں اس پر نماز پڑھوں اور دفن کروں غرض اس کی تجہیز و تکفین میں اتنی درہم صرف ہوئے۔ اب اُس کے پاس بیس درہم باقی رہے۔ پھر وہاں سے طلب فضل خدا اور حصول نعمت کے لئے آگے بڑھا راستہ میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی اُس نے پوچھا کہاں جاتے ہو کہا خدا کا فضل اور روزی کی تلاش میں پوچھا کتنا سرمایہ ہے کہا بیس درہم اُس شخص نے کہا بیس درہم میں کیا ہوگا۔ لڑکے نے کہا اگر خدا چاہتا ہے تو تھوڑی چیز میں بھی بہت برکت دیتا ہے اُس مرد نے کہا سچ ہے۔ اچھا اگر میں تم کو کچھ بتاؤں تو میرے کہنے پر عمل کرو گے؟ لیکن شرط یہ ہے کہ جس قدر نفع ہو اُس میں سے نصف میرا حصہ ہو گا لڑکے نے کہا منظور ہے۔ تو اس شخص نے بتایا کہ اس راہ سے جس پر تم چل رہے ہو تم ایک مکان تک پہنچو گے۔ اُس گھر کے لوگ تمہاری ضیافت کریں گے تم قبول کرنا اور ان کے مہمان ہونا جب تم اُن کے گھر میں داخل ہو گے اور بیٹھو گے تو جب خادم تمہارے لئے کھانا لائے گا تو اُس کے ساتھ ایک سیاہ بلی بھی ہوگی تم اس خادم سے کہنا کہ یہ بلی میرے ہاتھ فروخت کر دو وہ انکار کرے گا تم اصرار کرنا آخر وہ مجبور ہو کر کہے گا کہ اس کی قیمت بیس درہم لوں گا۔ تم بیس درہم دے کر بلی لے لینا۔ اس کو ذبح کر کے اس کا سر جلا دینا پھر اس کے سر کا مغز لے کر فلاں شہر چلے جانا وہاں کا بادشاہ نا بینا ہو گیا ہے وہاں لوگوں سے کہنا کہ میں بادشاہ کا علاج کر سکتا ہوں اور اُن لوگوں کو مردہ دیکھ کر خوف مت کرنا جو بادشاہ کے علاج کے لئے

آئے تھے اور کامیاب نہ ہو سکے تو دار پر پھینچ دیئے گئے۔ اور علاج کرنے کی جو شرط چاہو کرنا پہلے روز اس بلی کے مغز کی ایک سلائی بادشاہ کی آنکھوں میں لگانا اس کا اثر ظاہر ہو گا اگر وہ اصرار کرے کہ زیادہ دوا لگاؤ تو منظور نہ کرنا دوسرے اور تیسرے روز بھی ایک ہی ایک سلائی اس کی آنکھوں میں لگانا زیادہ نہ کرنا۔ غرض وہ لڑکا روانہ ہوا اور ان لوگوں کا مہمان ہوا۔ وہاں سے بلی خرید کی اور بادشاہ کے شہر میں پہنچا اور اس کے علاج میں مشغول ہوا۔ پہلے روز ایک سلائی بلی کے مغز سے لے کر اس کی آنکھوں میں لگائی کچھ فائدہ معلوم ہوا دوسرے روز وہ کچھ دیکھنے لگا اور تیسرے روز بالکل بینا ہو گیا۔ اور اس کی آنکھیں مثل سابق روشن ہو گئیں۔ پھر تو بادشاہ نے اس سے کہا تمہارا مجھ پر بے حد احسان اور بے انتہا حق ہے کہ میری بادشاہی مجھ کو واپس دے دی ہے۔ میں اس کے صلہ میں تم کو اپنی دختر دیتا ہوں لڑکے نے کہا کہ میری ماں زندہ ہے اور میں اس سے جدا نہیں رہ سکتا۔ بادشاہ نے اپنی لڑکی اس سے تزویج کر دی اور کہا جب تمہارا دل چاہے میرے پاس رہو اور جب چاہو اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ اور لڑکی کو اپنے ہمراہ لے جاؤ۔ لڑکا ایک سال تک بادشاہ کے پاس نہایت عزت اور شان و شوکت کے ساتھ مقیم رہا ایک سال کے بعد اپنے وطن کا ارادہ کیا۔ بادشاہ نے بے انتہا مال و زر اور بے حساب سامان اونٹ لگائے گو سفند وغیرہ اس کو دیئے۔ لڑکا مع اپنی زوجہ اور تمام سامان کے روانہ ہوا اور پہلے اس مقام پر آیا جہاں اس شخص سے ملاقات ہوئی تھی جس نے اس کو یہ طریق علاج بتایا تھا وہ شخص اسی جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ لڑکے کو دیکھتے ہی اس نے کہا صاحبزادے تم نے اپنے عہد کو کیوں پورا نہ کیا لڑکے نے کہا (بادشاہ کے پاس رہ کر جو کچھ میں نے کھایا پیا اور خرچ کیا) ان تمام گزرے ہوئے مال و نعمات کو میرے لئے حلال کر دیجئے اور موجودہ مال متاع جو کچھ میرے ساتھ ہے اس میں سے نصف حاضر ہے۔ لڑکے نے تمام سامان کے دو حصے کئے اور کہا اس میں سے جو حصہ آپ پسند کریں لے لیں۔ اس شخص نے کہا تو نے انصاف سے کام نہیں لیا لڑکے نے پوچھا کیونکر؟ جواب دیا کہ عورت بھی تو اسی کمائی میں شامل ہے۔ میں اس میں بھی شریک ہوں لڑکے نے کہا آپ نے سچ کہا اچھا تو تمام مال و زر آپ لے لیں اور عورت کو میرے لئے بھجور دیں اس نے کہا نہیں میں تو عورت میں سے بھی اپنا حصہ چاہتا ہوں اس وقت لڑکے نے آ رہ منگایا اور اس عورت کے سر پر رکھا کہ اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک حصہ اس مرد کو دیدے تب اس شخص نے کہا ہاں اب تم نے اپنا عہد پورا کر دکھایا۔ یہ عورت اور یہ تمام سامان زر و دولت سب کچھ تمہارا ہی ہے لیجاؤ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں میں ایک فرشتہ ہوں خدا نے مجھے اس لئے بھیجا تھا کہ میں تم کو اس عمل کا صلہ دوں جو تم نے اس

لباس تقویٰ و طہارت میں نہیں آتا مجھے اپنا حال بتا۔ کیا سبب ہے کہ تو اس فعل پر آمادہ ہوا ہے عابد نے اس سے تمام رویہ اور بیان کی اس عورت نے کہا اے بدو خدا گناہ کا ترک کرنا بہت آسان ہے توبہ کرنے سے۔ ایسا نہیں ہے کہ جو چاہے توبہ کرے اور اس کو (ایسا بلند مرتبہ) میسر ہو جائے یقیناً وہ شخص شیطان ہے جو تیرے ورغلائے اور بہکانے کو آیا ہے۔ واپس جا اب تو اس کو وہاں نہ پائے گا۔ عابد یہ سن کر واپس ہوا۔ وہ زن فاحشہ اسی رات مر گئی۔ صبح کو لوگوں نے اس کے دروازہ پر لکھا ہوا دیکھا کہ شہر کے تمام لوگ اس کے جنازہ میں حاضر ہوں کیونکہ یہ عورت اہل بہشت سے ہے۔ لوگ شک و شبہ میں پڑ گئے اور تین روز تک اس کو دفن نہیں کیا اس وقت خدا نے اس زمانہ کے پیغمبر کو وحی فرمائی۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت نے فرمایا وہ حضرت موسیٰؑ تھے (حکم خدا ہوا کہ) جاؤ فلاں فاحشہ کے جنازہ کی نماز پڑھو اور لوگوں کو حکم دو کہ وہ بھی اس کی نماز میت پڑھیں کیونکہ میں نے اس کو بخش دیا اور بہشت اس پر واجب قرار دیدی اس سبب سے کہ اس نے میرے اس بندہ کو میری نافرمانی سے باز رکھا۔

باب سنتی سوال

بعض بادشاہان زمین کے حالات

خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اَھْمُ خَیْرًا اَمْ قَوْمٌ تُبْعَ لَا وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَھْلَکْنَاھُمْ اِنَّھُمْ کَانُوْا مُجْرِمِیْنَ۔ آیا دنیاوی لحاظ سے کفار قریش بہتر ہیں یا قوم تبع اور وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے۔ ہم نے ان کو ہلاک کیا کیونکہ وہ گناہگار تھے۔ اس میں اختلاف ہے کہ آیا تبع ایمان لایا تھا یا اس کی موت کفر پر واقع ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ آئہ کریمہ سے مراد تبع اور اس کی قوم کے لوگ ہیں جن کو خدا نے ہلاک کر دیا بعض کا قول ہے کہ تبع ایمان لایا تھا اور اس کی قوم کفر پر قائم رہی اور عذاب الہی سے ہلاک ہوئی۔ اور یہی قول زیادہ قوی ہے۔ چنانچہ۔

بند مذکور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ تبع نے اوس و خزرج سے کہا تم لوگ یہیں مدینہ میں ٹھہرو یہاں تک کہ پیغمبر آخر الزمانؑ کا ظہور ہو اگر میرے سامنے وہ حضرتؑ مبعوث ہوئے تو میں ضرور ان کی خدمت میں رہ کر ان کے دشمنوں پر خروج کروں گا۔ اور عاتکہ نے حضرت رسولؐ

سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تبع کو گالی مت دو کیونکہ وہ مسلمان تھا۔ اور کعب لاجبار سے روایت ہے کہ وہ ایک مرد صالح تھا خدا نے اس کی قوم کی مذمت کی ہے اس کی مذمت نہیں کی ہے بسند معتبر حضرت امام رضا سے منقول ہے کہ اہل شام میں سے ایک شخص نے حضرت امیر المومنین سے دریافت کیا کہ تبع کو تبع کس سبب سے کہتے ہیں۔ فرمایا اس لئے کہ وہ جبکہ لڑکا تھا وہ بادشاہ وقت کا کاتب و منشی تھا جب وہ بادشاہ کا کوئی خط (وغیرہ) لکھتا تو سہ نام پر لکھتا بسم اللہ الذی خلق صبحاً وریحاً۔ یعنی شروع کرنا اور برکت و استعانت چاہتا ہوں اُس خدا کے نام سے جس نے صبح کو اور ہوا کو پیدا کیا ہے۔ بادشاہ اس سے کہتا تھا کہ خط کی ابتدا بادشاہِ عد کے نام سے کیا کریں وہ یہی کہنا کہ میں تو اپنے خدا کے نام سے ابتدا کروں گا اُس کے بعد جو مطلب لکھنا چاہوں لکھ دوں گا۔ اسی عمل کے صلہ میں خدا نے اس بادشاہ کی بادشاہی اس کی طرف منتقل فرمادی اور لوگوں نے اس کی متابعت کی یاد اس کی پیروی کی۔ اسی سبب اس کو تبع کہنے لگے۔

حدیث حسن میں اسماعیل بن جابر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں مکہ و مدینہ کے درمیان اپنے دو بتوں کے ہمراہ ہم سفر تھا۔ انصار کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی بعض کہتے تھے کہ مختلف قبیلوں کے لوگ آکر جمع ہو گئے ہیں بعض لوگ کہتے تھے کہ اہل یمن سے ہیں آخر ہم لوگ حضرت صادق کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے ہم لوگ بھی بیٹھ گئے۔ حضرت نے ہمارے سوال کرنے سے پہلے باعجاز فرمایا کہ تبع عراق کی جانب سے آئے اور علماء و پیغمبروں کی اولاد سے لوگ ان کے ساتھ تھے اور اس وادی میں پہنچے جو قبیلہ ہذیل سے تعلق رکھتی تھی چند قبیلوں کے آدمیوں نے اُن کے پاس آکر کہا تم اُن اہل شہر کی جانب جا رہے ہو جو مدتوں سے لوگوں کو بیوقوف بنائے ہوئے ہیں۔ اپنے شہر کا نام حرم رکھا ہے اور ایک مکان وہاں بنا کر اس کو اپنا پروردگار قرار دیا ہے۔ ان کی مراد شہر مکہ و خانہ کعبہ سے تھی۔ تبع نے کہا اگر ایسا ہے جیسا کہ تم بیان کرتے ہو تو میں ان کے مردوں کو قتل کروں گا۔ اُن کے لڑکوں کو قید کروں گا اور اُن کے گھر کو برباد کروں گا (یہ کہتے ہی) اُن کی آنکھیں نکل پڑیں اور چہرے پر ہلک آئیں پھر علماء اور پیغمبروں کی اولاد کو طلب کیا اور کہا کہ اس معاملہ میں غور و فکر کرو اور بتاؤ کہ یہ بلا کس سبب سے مجھ پر نازل ہوئی ان لوگوں نے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے دل میں کیا قصد کیا تھا تبع نے کہا میں نے سوچا کہ جب مکہ میں وارد ہوں گا وہاں کے مردوں کو مار ڈالوں گا اور ان کی اولاد کو قید کروں گا اور ان کا گھر (خانہ کعبہ) مٹا دوں گا۔ ان لوگوں نے (یہ سن کر) کہا کہ تمہارے اس ارادہ کے سوا اس بلا کا سبب ہم کچھ اور نہیں سمجھ سکتے پوچھا کیوں؟ لوگوں نے کہا کیونکہ وہ شہر حرم خدا ہے اور وہ گھر خانہ خدا ہے اور اس شہر کے رہنے والے امیر ایم خلیل کی اولاد سے

حدیث حسن میں انصار کی وادی کا نام ہذیل ہے۔

لباس تقویٰ و طہارت میں نہیں آتا مجھے اپنا حال بتا۔ کیا سبب ہے کہ تو اس فعل پر آمادہ ہوا ہے عابد نے اس سے تمام رویہ ادا بیان کی اس عورت نے کہا اے بدو خدا گناہ کا ترک کرنا بہت آسان ہے تو بہ کرنے سے۔ ایسا نہیں ہے کہ جو چاہے توبہ کر لے اور اس کو (ایسا بلند مرتبہ) میسر ہو جائے یقیناً وہ شخص شیطان ہے جو تیرے ورغلانے اور بہکانے کو آیا ہے۔ واپس جا اب تو اس کو وہاں نہ پائے گا۔ عابد یہ سن کر واپس ہوا۔ وہ زن فاحشہ اُسی رات مر گئی۔ صبح کو لوگوں نے اس کے دروازہ پر لکھا ہوا دیکھا کہ شہر کے تمام لوگ اس کے جنازہ میں حاضر ہوں کیونکہ یہ عورت اہل بہشت سے ہے۔ لوگ شک و شبہ میں پڑ گئے اور تین روز تک اس کو دفن نہیں کیا اس وقت خدا نے اُس زمانہ کے پیغمبر کو وحی فرمائی۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت نے فرمایا وہ حضرت موسیٰؑ تھے (حکم خدا ہوا کہ) جاؤ فلاں فاحشہ کے جنازہ کی نماز پڑھو اور لوگوں کو حکم دو کہ وہ بھی اس کی نماز میت پڑھیں کیونکہ میں نے اس کو بخش دیا اور بہشت اُس پر واجب قرار دیدی اس سبب سے کہ اُس نے میرے اُس بندہ کو میری نافرمانی سے باز رکھا۔

باب سنیت سوال

بعض بادشاہان زمین کے حالات

خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اَھْلُکُنَّ اَھْلُکُمْ کَاثِرًا مُّجْرِمِیْنَ۔ آیا دنیاوی لحاظ سے کفار قریش بہتر ہیں یا قوم تبع اور وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے۔ ہم نے ان کو ہلاک کیا کیونکہ وہ گناہگار تھے۔ اس میں اختلاف ہے کہ آیا تبع ایمان لایا تھا یا اُس کی موت کفر پر واقع ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ آئیمہ کریمہ سے مراد تبع اور اس کی قوم کے لوگ ہیں جن کو خدا نے ہلاک کر دیا بعض کا قول ہے کہ تبع ایمان لایا تھا اور اُس کی قوم کفر پر قائم رہی اور عذاب الہی سے ہلاک ہوئی۔ اور یہی قول زیادہ قوی ہے۔ چنانچہ۔

بند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ تبع نے اوس و خزرج سے کہا کہ تم لوگ یہیں مدینہ میں ٹھہرو یہاں تک کہ پیغمبر آخر الزمانؑ کا ظہور ہو اگر میرے سامنے وہ حضرت مبعوث ہوئے تو میں ضرور ان کی خدمت میں رہ کر ان کے دشمنوں پر خروج کروں گا۔ اور عاتکہؓ نے حضرت رسولؐ

سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تیغ کو گالی مت دو کیونکہ وہ مسلمان تھا۔ اور کعب لاجبار سے روایت ہے کہ وہ ایک مرد صالح تھا خدا نے اس کی قوم کی مذمت کی ہے اسکی مذمت نہیں کی ہے بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اہل شام میں سے ایک شخص نے حضرت امیر المومنینؑ سے دریافت کیا کہ تیغ کو تیغ کس سبب سے کہتے ہیں۔ فرمایا اس لئے کہ وہ جبکہ لڑکا تھا وہ بادشاہ وقت کا کاتب و منشی تھا جب وہ بادشاہ کا کوئی خط (وغیرہ) لکھتا تو سمر نامہ پر لکھتا بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰہِیْ خَلَقْ صُبْحًا وَرَیْحًا۔ یعنی شروع کرنا اور برکت و استعانت چاہتا ہوں اُس خدا کے نام سے جس نے صبح کو اور ہوا کو پیدا کیا ہے۔ بادشاہ اس سے کہتا تھا کہ خط کی ابتدا بادشاہ رعد کے نام سے کیا کر لیں وہ یہی کہتا کہ میں تو اپنے خدا کے نام سے ابتدا کروں گا اُس کے بعد جو مطلب لکھوانا چاہوں لکھ دوں گا۔ اسی عمل کے صلہ میں خدا نے اس بادشاہ کی بادشاہی اس کی طرف منتقل فراموشی اور لوگوں نے اس کی متابعت کی یاد اس کی پیروی کی۔ اسی سبب اسکو تیغ کہنے لگے۔

حدیث حسن میں اسمعیل بن جابر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں مکہ و مدینہ کے درمیان اپنے دوستوں کے ہمراہ ہم سفر تھا۔ انصار کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی بعض کہتے تھے کہ مختلف قبیلوں کے لوگ آکر جمع ہو گئے ہیں بعض لوگ کہتے تھے کہ اہل مین سے ہیں آخر ہم لوگ حضرت صادقؑ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ ہم لوگ بھی بیٹھ گئے۔ حضرت نے ہمارے سوال کرنے سے پہلے باعجاز فرمایا کہ تیغ عراق کی جانب سے آئے اور علما اور پیغمبروں کی اولاد سے لوگ ان کے ساتھ تھے اور اس وادی میں پہنچے جو قبیہ ہذیل سے تعلق رکھتی تھی۔ چند قبیلوں کے آدمیوں نے اُن کے پاس آکر کہا تم اُن اہل شہر کی جانب جا رہے ہو جو مدتوں سے لوگوں کو بیوقوف بنائے ہوئے ہیں۔ اپنے شہر کا نام حرم رکھا ہے اور ایک مکان وہاں بنا کر اس کو اپنا پروردگار قرار دیا ہے۔ ان کی مراد شہر مکہ و خانہ کعبہ سے تھی تیغ نے کہا اگر ایسا ہے جیسا کہ تم بیان کرتے ہو تو میں ان کے مردوں کو قتل کروں گا۔ اُن کے لڑکوں کو قید کروں گا اور اُن کے گھر کو برباد کروں گا (یہ کہتے ہی) اُن کی آنکھیں نکل پڑیں اور چہرے پر ٹٹک آئیں۔ پھر علما اور پیغمبروں کی اولاد کو طلب کیا اور کہا کہ اس معاملہ میں غور و فکر کرو اور بتاؤ کہ یہ بلا کس سبب سے مجھ پر نازل ہوئی ان لوگوں نے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے دل میں کیا قصد کیا تھا تیغ نے کہا میں نے سوچا کہ جب مکہ میں وارد ہوں گا وہاں کے مردوں کو مار ڈالوں گا اور ان کی اولاد کو قید کروں گا اور ان کا گھر (خانہ کعبہ) مٹا دوں گا۔ ان لوگوں نے (یہ سُن کر) کہا کہ تمہارے اس ارادہ کے سوا اس بلا کا سبب ہم کچھ اور نہیں سمجھ سکتے پوچھا کیوں؟ لوگوں نے کہا کیونکہ وہ شہر حرم خدا ہے اور وہ گھر خانہ خدا ہے اور اس شہر کے رہنے والے ابراہیمؑ خلیل کی اولاد سے

مدینہ میں انصار کی آبادی کا تاریخ۔

ہیں۔ تیغ نے کہا سچ کہتے ہو اب بتاؤ کیا کروں کہ اس گناہ کی تلافی ہو اور یہ مصیبت مجھ سے زائل ہو
 اُن لوگوں نے کہا اب اُس ارادہ کے خلاف نیت کرو۔ شاید یہ بلا دفع ہو جائے یعنی ان لوگوں کا
 مطلب یہ تھا کہ کعبہ اور مکہ کی تعظیم اور وہاں کے باشندوں کے ساتھ احسان کا ارادہ کرو۔ (اس نیت و
 ارادہ کے ساتھ ہی اُن کی آنکھیں اپنی جگہ پر واپس آ گئیں پھر اُس جماعت کو طلب کیا جس نے خانہ کعبہ
 کے برباد کرنے پر ان کو ابھارا تھا اور اُن سب کو قتل کر دیا۔ پھر مکہ میں آئے اور کعبہ پر غلاف چڑھایا اور
 تیس روز تک اہل شہر کی دعوت کی۔ ہر روز سٹو اونٹ ذبح کئے جاتے تھے اور بڑے بڑے
 پیالے گوشت سے بھر بھر کے پہاڑوں پر وندوں تک کیلئے رکھوا دیئے جاتے تھے اور دانہ دگھا
 میداؤں اور صحراؤں میں چوپایوں کے لئے ڈلوادیتے تھے۔ پھر مکہ سے مدینہ میں آئے اور اہل بین کے
 ایک گروہ کو وہاں آباد کیا جو قبیلہ غسان سے تھے تاکہ وہ پیغمبرِ آخر زمان کے مبعوث ہونے کا انتشار
 کریں۔ انصارِ انہی کی اولاد ہیں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ کعبہ پر لباس قطع کر کے
 چڑھایا اور اس کو خوشبو سے معطر کیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ تیغ بن حسان جب مدینہ میں آئے تین سو پچاس یہودیوں کو قتل
 کیا اور چاہا کہ مدینہ کو برباد کریں تو ایک یہودی نے جس کی عمر ڈھائی سو برس کی تھی کہا اے بادشاہ
 تیرے ایسا (ظالم کوئی) نہ ہوگا کہ امورِ باطل کو قبول کرتا ہے اور غضب میں لوگوں کو قتل کرتا ہے تو
 اس شہر کو برباد نہیں کر سکتا۔ تیغ نے پوچھا کیوں نہیں کر سکتا۔ یہودی نے کہا اس لئے کہ اولادِ اسمعیل میں
 سے ایک پیغمبر ہوگا جو ہجرت کر کے اس شہر میں آئے گا۔ یہ سنکر وہ لوگوں کے قتل سے باز
 آئے اور مکہ میں آئے اور کعبہ کو لباس پہنایا اور لوگوں کو کھانے کھلائے اور چند اشعار پڑھے
 جس کا مضمون یہ ہے میں گواہی دیتا ہوں احمد کے لئے کہ وہ اُس خدا کی جانب سے پیغمبر ہیں
 جو خلق کا پیدا کرنے والا ہے اگر میں ان کے زمانہ تک باقی رہا تو ان کا وزیر ہو کر
 اُن کی مدد کروں گا۔

ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے۔ تیغ اُن پانچ بادشاہوں میں سے ایک
 ہیں جو تمام روئے زمین کے مالک ہوئے اور زمین کے ہر حصہ پر پہنچے اور ہر شہر سے دس
 عقلمندوں اور عالموں کو ہمراہ لیا۔ جب مکہ میں آئے وہاں کے لوگوں نے تیغ کی تعظیم نہ کی
 ان کو اُن پر غصہ آیا۔ اُس کا وزیر عیارِ ریسانا می تھا اُس سے مشورہ کیا اُس نے کہا یہ لوگ
 جاہل ہیں اور خانہ کعبہ پر ان کو گھمنڈ ہے یہ سن کر بادشاہ نے اپنے دل میں کعبہ کو ڈھادینے
 اور اہل مکہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا خدا نے ایک قسم کا درد اُن کے سر و دماغ میں پیدا
 کر دیا جس سے اُن کی آنکھوں، کانوں اور ناک سے آبِ گندہ جاری ہونے لگا جس کے علاج

سے اطبا عاجز رہے اور کہا یہ آسمانی بلا ہے اس کا علاج نہیں کر سکتے یہ کہہ کر وہ لوگ رخصت ہوئے رات کے وقت ایک عالم ان کے وزیر کے پاس آیا اور آہستہ سے کہا کہ اگر بادشاہ سچ بیان کر دے کہ اُس نے دل میں کیا ارادہ کیا ہے تو میں اس کا علاج کروں۔ وزیر نے (یہ بات بادشاہ سے بیان کی اور اس سے) اجازت لے کر عالم کو تنہائی میں بادشاہ کے پاس طلب کیا۔ عالم نے بادشاہ سے کہا کیا آپ نے کعبہ کے بارے میں کوئی بُرا ارادہ کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا ہاں میں نے قصد کیا ہے کہ کعبہ کو مس مارا اور اہل مکہ کو ہلاک کر دوں گا۔ عالم نے کہا اس ارادہ سے توبہ کیجئے تاکہ دنیا و آخرت کی بھلائی آپ کو حاصل ہو۔ تب نے کہا میں نے توبہ کی اور اس ارادہ سے باز آیا تو اُسی وقت اُس بلا سے نجات پائی اور خدا اور ابراہیم خلیل پر ایمان لایا۔ پھر کعبہ پر سیات پارچے لباس کے چڑھائے اور وہاں سے مدینہ کی طرف آئے۔ مدینہ ایسی زمین پر واقع ہے جہاں ایک چشمہ تھا جب اُس مقام پر پہنچے ان چار ہزار عالموں میں سے چار سو علماء بادشاہ کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ ہم اپنے شہروں سے نکلے۔ مدتوں آپ کے ساتھ گھومتے رہے یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے ہم چاہتے ہیں کہ اب آپ ہم کو اسی مقام پر آباد ہونے کی اجازت دے دیجئے۔ وزیر نے ان لوگوں سے پوچھا اس میں کیا مصلحت ہے کہ آپ لوگوں نے یہاں آباد ہونے کا ارادہ کیا ہے۔ ان عالموں نے کہا اے وزیر خانہ کعبہ کا شرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب سے ہے جو صاحب قرآن و قبلہ ہیں اور علم و منبر والے ہیں۔ ان کی ولادت مکہ میں ہوگی اور وہ وہاں سے ہجرت کر کے اس مقام پر آئیں گے آرزو ہے کہ ہم یا ہماری اولادیں اُن کی خدمت کا شرف حاصل کریں۔ تب نے ان کی یہ خواہش معلوم کی تو خود بھی ایک سال تک اُن کے ساتھ قیام کا ارادہ کیا کہ شاید حضرت صلعم کی خدمت کی سعادت حاصل ہو جائے اور وہاں اُن چار سو عالموں کے لئے چار سو مکانات تعمیر کرائے اور ہر ایک کے ساتھ اپنی آزاد کردہ کنیزوں کی تزویج کی اور ہر ایک کو مال و سامان عطا فرمایا اور ایک خط حضرت رسالتاً کی خدمت میں لکھا جس میں اپنے ایمان و اسلام کا ذکر کیا اور التجا کی کہ خدا سے میری شفاعت فرمائیں گے۔ اُس خط کا عنوان اس طرح قرار دیا کہ یہ نامہ ہے شیخ اول کا محمد بن عبد اللہ کی طرف جو خاتم المرسلین ہیں۔ تمام عالموں کے پروردگار اور رسول ہیں۔ اس خط کو اُسی عالم کو دیدیا جس نے اس کو نصیحت کی تھی (اور کعبہ و اہل مکہ کی بربادی سے باز رکھا تھا) پھر مدینہ سے روانہ ہو کر بلاد ہند کی جانب متوجہ ہوئے اور شہر غلسان میں رحلت کی۔ ان کی وفات کی تاریخ سے حضرت ختمی مرتبت کی ولادت تک ہزار سال کی مدت گزری۔ غرض جب آنحضرت مبعوث ہوئے اور اکثر اہل مدینہ ایمان

لائے تو انہوں نے تیغ کا خط ابولہیٰ کو دے کر خدمت میں بھیجا۔ جس وقت وہ خط لے کر حضرت کے پاس پہنچے حضرت بنی سلیم کے قبیلہ کے ساتھ تھے جب حضرت کی نظر مبارک اُن پر پڑی فرمایا تمہیں ابولہیٰ ہو۔ عرض کی ہاں فرمایا کہ تیغ اول کا خط لائے ہو۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ اور ابولہیٰ کو (حضرت کے اس کلام سے) بہت حیرت ہوئی حضرت نے وہ خط لے کر امیر المؤمنین کو پڑھنے کے لئے دیا۔ آپ نے پڑھ کر سنایا حضرت نے تین مرتبہ فرمایا۔ مرجاے میرے برادر صالح اور ابولہیٰ سے فرمایا کہ مدینہ واپس جاؤ تیغ کے اور تمام حالات جاہلیت کے زمانہ کے بعض لوگوں کے احوال کے ساتھ حضرت رسالت پناہؐ کے تذکرہ میں انشاء اللہ بیان کئے جائیں گے۔ (مؤلف)

بند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے بیان کیا ہے کہ فارس کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ تھا جس کو روزین کہتے تھے وہ بہت جبار، دسمن حق اور ظالم تھا۔ جب اُس نے اپنی حکومت کے سبب بہت ظلم و ستم کیا تو خدا نے اس کو دردِ سر میں مبتلا کیا جو سر کے دلہنے حصہ میں پیدا ہوا اور اس قدر شدید و سخت ہوا کہ اس کا کھانا پینا دشوار ہو گیا وہ نہایت بیچین و بیقرار ہوا۔ اپنے وزیروں سے اپنی تکلیف بیان کی اور علاج ہوتا رہا کسی دواسے فائدہ نہیں ہوا یہاں تک کہ وہ ناامید ہو گیا۔ اُس وقت خدا نے ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا اور ان کو وحی کی کہ میرے بندہ جابر و ظالم روزین کے پاس طبیب کی صورت میں جاؤ۔ پہلے اس کی تعظیم و تکریم کرنا اور نرمی و محبت سے اُس کو اطمینان دلانا کہ شفا سے ناامید نہ ہو بغیر کسی دوا و علاج کے تم کو صحت ہو سکتی ہے جب وہ تمہاری طرف منتظمت و متوجہ ہو جائے اور تمہاری بات مان لے تو کہنا کہ تمہارے اس درد کی دوا شیرِ خوار بچہ کا خون ہے جس کے ماں باپ بلا حیرت و تشدد خوشی سے اُس کو مرجانے اور اس کے خون دینے پر راضی ہوں۔ اُس کا تین قطرہ ناک کے داہنے سوراخ میں ڈالنے سے فوراً درد و زائل ہو جائے گا۔ پیغمبر نے خدا کے حکم کے بموجب عمل کیا اور بادشاہ کو وہ دوا بتلائی بادشاہ نے کہا مجھے امید نہیں کہ دنیا میں کوئی اپنی خوشی سے اس پر راضی ہو گا۔ پیغمبر نے کہا اگر کافی مال و دولت خرچ کرو گے تو ضرور کامیابی ہوگی۔ بادشاہ نے ہر طرف ایسے والدین کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ بہت تلاش و جستجو کے بعد ایک نوزائیدہ بچہ ملا جس کے والدین بہت پریشان حال اور غریب و محتاج تھے اور مال و دولت کی لالچ میں تیار ہو گئے کہ بچہ کو مار کر اُس کا خون دے دیں۔ جب اس کو بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے ایک چاندی کا پشت اور چھری منگوائی۔ بچہ کی ماں سے کہا بچہ کو گود میں مضبوطی سے لئے رہے اور اس کے باپ سے کہا کہ اس کو ذبح کرے۔ جب اس کے والدین آمادہ ہوئے تو خدا نے اُس بچہ کو قوت گویائی عطا کی اُس نے کہا اے بادشاہ میرے ماں باپ کو میرے قتل سے روک دے۔ یہ میرے لئے بُرے والدین ہیں اے

یہ واقعہ عام نام کا ہے۔ اس کا در حقیقت میں بتانا اور اس کے پیغمبر کی شہادت سے درکار ہے۔

لائے تو انہوں نے تیغ کا خط ابولہیٰ کو دے کر خدمت میں بھیجا۔ جس وقت وہ خط لے کر حضرت کے پاس پہنچے حضرت بنی سلیم کے قبیلہ کے ساتھ تھے۔ جب حضرت کی نظر مبارک اُن پر پڑی فرمایا تمہیں ابولہیٰ ہو۔ عرض کی ہاں فرمایا کہ تیغ اول کا خط لائے ہو۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ اور ابولہیٰ کو (حضرت کے اس کلام سے) بہت حیرت ہوئی حضرت نے وہ خط لے کر امیر المؤمنین کو پڑھنے کے لئے دیا۔ آپ نے پڑھ کر سنایا حضرت نے تین مرتبہ فرمایا۔ مرحبا لے میرے برادر صالح اور ابولہیٰ سے فرمایا کہ مدینہ واپس جاؤ تیغ کے اور تمام حالات جاہلیت کے زمانہ کے بعض لوگوں کے احوال کے ساتھ حضرت رسالت پناہ کے تذکرہ میں انشاء اللہ بیان کئے جائیں گے۔ (مؤلف)

بند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے بیان کیا ہے کہ فارس کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ تھا جس کو روزین کہتے تھے وہ بہت جبار دشمن حق اور ظالم تھا۔ جب اُس نے اپنی حکومت کے سبب بہت ظلم و ستم کیا تو خدا نے اس کو دردِ سر میں مبتلا کیا جو سر کے واسطے حصّہ میں پیدا ہوا اور اس قدر شدید و سخت ہوا کہ اس کا کھانا پینا دشوار ہو گیا وہ نہایت بیچین و بے قرار ہوا۔ اپنے وزیروں سے اپنی تکلیف بیان کی اور علاج ہوتا رہا کسی دوا سے فائدہ نہیں ہوا یہاں تک کہ وہ ناامید ہو گیا۔ اُس وقت خدا نے ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا اور ان کو وحی کی کہ میرے بندہ جابر و ظالم روزین کے پاس طبیب کی صورت میں جاؤ۔ پہلے اس کی تعظیم و تکریم کرنا اور نرمی و محبت سے اُس کو اطمینان دلانا کہ شفا سے ناامید نہ ہو بغیر کسی دوا و علاج کے تم کو صحت ہو سکتی ہے۔ جب وہ تہاری طرف ملتطف و متوجہ ہو جائے اور تہاری بات مان لے تو کہنا کہ تمہارے اس درد کی دوا شیر خوار بچے کا خون ہے جس کے ماں باپ بلا جبر و تشدد خوشی سے اُس کو مرجانے اور اس کے خون دینے پر راضی ہوں۔ اُس کا تین قطرہ ناک کے واسطے سوراخ میں ڈالنے سے فوراً درد زائل ہو جائے گا۔ پیغمبر نے خدا کے حکم کے بموجب عمل کیا اور بادشاہ کو وہ دوا مل گئی بادشاہ نے کہا مجھے امید نہیں کہ دنیا میں کوئی اپنی خوشی سے اس پر راضی ہو گا۔ پیغمبر نے کہا اگر کافی مال و دولت خرچ کرو گے تو ضرور کامیابی ہوگی۔ بادشاہ نے ہر طرف ایسے والدین کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ بہت تلاش و جستجو کے بعد ایک نوزائیدہ بچہ ملا جس کے والدین بہت پریشان حال اور غریب و محتاج تھے اور مال و دولت کی لاپنج میں تیار ہو گئے کہ رط کے کو مار کر اُس کا خون دے دیں۔ جب اس کو بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے ایک چاندی کا پشت اور چھری منگوائی۔ بچہ کی ماں سے کہا بچہ کو گود میں مضبوطی سے لئے رہے اور اس کے باپ سے کہا کہ اس کو ذبح کرے۔ جب اس کے والدین آمادہ ہوئے تو خدا نے اُس بچہ کو قوت گویائی عطا کی اُس نے کہا اے بادشاہ میرے ماں باپ کو میرے قتل سے روک دے۔ یہ میرے لئے بُرے والدین ہیں اے

عالم بادشاہ کا نقشہ اس کا دردِ شقیقہ میں ملتا ہوا اور اس کا جگر خوار ہو گیا کہ پیغمبر سے دوا کا نام ہی برا اور درمیانِ جہنم سے برا تھا۔

بادشاہ کمزور و بچہ پر جب کوئی دوسرا ظلم کرتا ہے تو وہ اُس کو بچاتے ہیں اور یہ خود مجھ پر ستم کر رہے ہیں۔ لہذا میرے ظلم پر ان کی ہرگز مدد مت کر یہ سنتے ہی بادشاہ کے دل میں سخت خوف پیدا ہوا اور اسی وقت اُس کا دروازہ کھل گیا اور اس کو نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ خداوند بزرگ نے اُس بچہ کو اس لئے گویا کر دیا اور وہ تجھ کو اور اپنے والدین کو اپنے قتل سے مانع ہوا اور تجھ کو اس لئے درو شقیقہ میں مبتلا کیا تاکہ تو نصیحت حاصل کرے اور ظلم و ستم ترک کر کے اپنی رعایا پر مہربانی کیا کرے۔ بادشاہ یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوا اور سمجھا کہ یہ تمام امور خدا کی جانب سے تھے اور آئندہ اپنی حالت تبدیل کر دی اور باقی تمام زندگی عدل و انصاف میں بسر کی۔

ابن بابویہ نے اپنی سند سے ابورافع سے روایت کی ہے کہ جبریل علیہ السلام خدا کی جانب سے ایک کتاب حضرت سرور کائنات کے پاس لائے جس میں تمام گزشتہ پیغمبروں اور بادشاہوں کے حالات درج تھے پیغمبر خدا نے اُن احوال کو مجمل طور سے بیان فرمایا (مولف فرماتے ہیں کہ) ابن بابویہ نے (اس) حدیث کو مختصر طور پر ذکر کیا ہے اور جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے اُن میں سے ہم نے کچھ سابقہ ابواب میں لکھا ہے باقی حالات یہاں ذکر کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ جب شیخ بن شحان بادشاہ ہوا جس کو کیس کہتے تھے۔ اُس نے دو سو چھیالیس سال حکومت کی۔ اس کی بادشاہی کے اکیسواں سال گزرے تھے کہ حضرت عیسیٰ مبعوث ہوئے۔ جب حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ شمعون بن جعون صفائون کے خلیفہ ہوئے۔ شمعون کے بعد حضرت یحییٰ بن زکریا پیغمبری پر مبعوث ہوئے اس وقت اردشیر ابن اشکان بادشاہ ہوا اُس نے چودہ سال دو مہینے بادشاہی کی اُس کی حکومت کے آٹھویں سال یہودیوں نے حضرت یحییٰ کو شہید کیا۔ یحییٰ نے شمعون کے فرزند کو اپنا وصی بنایا۔ اردشیر کے بعد اُس کا رڈ کا شاہ پور بادشاہ ہوا اور تیس برس بادشاہ رہا آخر مار ڈالا گیا۔ اُس زمانہ میں علوم الہی کے خزینہ دار اور احکام خداوندی کے پیغامبر یعقوب کی اولاد میں سے شمعون کے بیٹے تھے۔ حضرت عیسیٰ کے حواریوں میں ان کے ہمراہ تھے اس وقت نجات نصیب بادشاہ ہوا۔ اُس نے اکیسویں سال بادشاہی کی اور اسی ہزار آدمیوں کو حضرت یحییٰ کے قصاص میں قتل کیا اور اُسی نے بیت المقدس کو خراب کیا۔ یہودی اس کے زمانہ میں مختلف شہروں میں پراگندہ و متفرق ہوئے۔ جب اُس کی سلطنت کو سینتالیس سال گزر گئے خدا نے اُن شہروں کے باشندوں پر حضرت عزیر کو مبعوث فرمایا جو موت کے خوف سے اپنے شہروں سے بھاگے تھے۔ خدا نے انہیں میں عزیر کو بھی شامل کر دیا (یعنی اُن کی بھی وفات ہو گئی) پھر

کتاب بیست و نواں بعض بادشاہان زمین کے حالات

سوسال کے بعد ان کو اور ان تمام آدمیوں کو جو ایک لاکھ تھے زندہ کیا۔ پھر وہ بخت نصر کے ہاتھوں مارے گئے۔ بخت نصر کے بعد اس کا لڑکا مہروید بادشاہ ہوا اور سولہ سال چھبیس روز بادشاہی کی۔ اُس نے حضرت دانیال پیغمبر کو کنوئیں میں قید کیا اور گڑھے کھود کر ان کے اصحاب کو ان میں ڈالا اور جلا دیا۔ یہی اصحاب اخدود ہیں جن کا ذکر قرآن میں خداوند عالم نے فرمایا ہے پھر خدا نے حضرت دانیال کی روح قبض کرنا چاہا تو ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے فرزند ملیخا کو حکمت و علوم الہی (جو ان کو دیئے گئے تھے) سپرد کریں اور ان کو اپنا خلیفہ قرار دیں اُس وقت ہرمز بادشاہ تھا اُس نے تینتیس سال تین مہینے چار روز بادشاہی کی۔ اس کے بعد بہرام نے چھبیس سال بادشاہی کی۔ اس وقت حافظ دین و شریعت خدا ملیخا تھے۔ ان کے اصحاب مومنین اور تصدیق کرنے والوں میں سے تھے۔ لیکن اپنا ایمان ظاہر نہیں کر سکتے تھے اور اس بات پر قادر نہ تھے کہ سخن حق علانیہ کہہ سکیں۔ بہرام کے بعد اُس کے لڑکے نے سات برس تک بادشاہی کی اس کے بعد سلسلہ نبوت منقطع ہو گیا اور زمانہ فترت شروع ہوا اور ولی امر امت و وصایت ملیخا ہی تھے اور ان کے اصحاب ان کے ساتھ تھے۔ جب ان کی وفات کا زمانہ آیا خدا نے وحی فرمائی کہ نور و حکمت خدا کو انشوت کے سپرد کریں اور ان کو اپنا وصی بنائیں اور اس کے بعد انشوت کے اولاد میں یکے بعد دیگرے جس کو خدا چاہتا وہ وصی و پیشوا ہوتا رہا بہرام کے بعد ہرمز کا بیٹا شاہ پور بادشاہ ہوا اُس نے با نونے سال بادشاہی کی۔ وہ پہلا بادشاہ ہے جس نے تاج بنایا اور سر پر رکھا۔ اُس زمانہ میں بھی وصی انشوت تھے۔ شاہ پور کے بعد اُس کا بھائی اردشیر نے دو سال تک بادشاہی کی۔ اسی زمانہ میں خدا نے اصحاب کہف و رقیم کو زندہ کیا۔ اس زمانہ میں خلیفہ خدا وسیحا پسر انشوت تھے۔ اردشیر کے بعد شاہ پور اُس کا فرزند بادشاہ ہوا اور پچاس سال تک حکومت کرتا رہا۔ اُس کے زمانہ میں بھی وسیحا پیشوائے خلق تھے۔ شاہ پور کے بعد اس کا لڑکا یزدجرد بادشاہ ہوا۔ اُس نے اکیس برس پانچ مہینے انیس روز سلطنت کی۔ اس کے زمانہ میں بھی وسیحا خلیفہ خدا تھے۔ جب خدا نے چاہا کہ وسیحا کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ان کو خواب میں وحی فرمائی کہ نور و علم خدا اور احکام و حکمتیں اپنے فرزند نسطورس کو سپرد کریں۔ یزدجرد کے بعد بہرام نے چھبیس سال اٹھارہ روز بادشاہی کی۔ اُس وقت بھی نسطورس ہی حجت خدا تھے۔ بہرام کے بعد یزدجرد کے لڑکے فیروز کو بادشاہی ملی۔ وہ ستر سال تک بادشاہ رہا۔ اُس کے زمانہ میں بھی نسطورس ہی خلیفہ خدا رہے۔ اُس زمانہ کے مومنین بھی انہی کے ساتھ تھے۔ جب خدا نے چاہا کہ نسطورس کو اپنے جوار رحمت میں طلب کرے اُن کو خواب میں وحی کی کہ مر عیذا کو اپنا وصی قرار دیں اور علوم و حکمت ان کے

سپر و کریں۔ پھر فیروز کے بعد اس کے لڑکے فلاس نے چالیس سال حکومت کی اُس کے زمانہ میں بھی خلیفہ خدا مرعید اُتھے۔ اس کے بعد اُس کے بھائی قباد نے تینتالیس سال بادشاہی کی اس کے بعد اُس کے بھائی جاماسف نے چھیالیس سال بادشاہی کی۔ اُس وقت بھی خلیفہ خدا مرعید اُتھے۔ جاماسف کے بعد کسرے فرزند قباد بادشاہ ہوا اور چھیالیس سال اُمٹھ مہینے بادشاہ رہا اُس کے زمانہ میں بھی حافظ دین و شریعت مرعید اُتھے جب خدا نے ان کو جو اقدس میں طلب کرنا چاہا خواب میں ان کو وحی کی کہ نور و حکمت الہی بھیرا راہب کو سپرد کریں اور ان کو اپنا خلیفہ بنائیں۔ کسرے کے بعد اُس کا بیٹا ہرمز بادشاہ ہوا اس کی سلطنت کی مدت اڑتیس سال ہے۔ اُس کے زمانہ میں بھی دین خدا کے محافظ بھیرا تھے۔ ان پر ایمان رکھنے والے اور ان کی تصدیق کرنے والے مومنین بھی تھے۔ ہرمز کے بعد کسرے ہی پرویز بادشاہ ہوا۔ اس وقت بھی خلیفہ خدا بھیرا اُتھے۔ یہاں تک کہ جب جتھائے خدا کی غیبت کی مدت طویل ہوئی اور وحی الہی منقطع ہوئی اور لوگوں نے خدا کی نعمتوں کی ناقدری کی اور حقیر سمجھا تو غضب خدا کے سزاوار ہوئے۔ دین کو کمزور کر دیا۔ نماز کو ترک کیا۔ اور قیامت نزدیک آگئی۔ مذہب پارہ پارہ ہو گیا اُس وقت لوگ جہالت و تاریکی اور حیرت میں مبتلا ہوئے۔ مختلف دین اختیار کیا حق مشتبہ ہو گیا۔ حالات پر اگندہ ہوئے اور پیغمبروں کو گدڑے ہوئے مدتیں گزر گئیں۔ کچھ لوگ تو اپنے پیغمبر کے دین پر باقی رہے اور بہتوں نے کفرانِ نعمت کی۔ خدا کی اطاعت کے بدلے ظلم و سرکشی اختیار کی اُس وقت خدا نے پیغمبری اور اپنی رسالت کے لئے شجرہ مشرفہ طیبہ سے اُس کو چنا جس کو اپنے علم سابق میں تمام قبیلوں پر اختیار کیا تھا اور اس سلسلہ کو پاک ہستیوں کا مقام اور اپنے برگزیدہ نفوس کا معدن قرار دیا۔ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پیغمبری کے لئے مخصوص فرمایا اور آنحضرت کو اپنی رسالت کے واسطے چنا اور ان کے دین کے ذریعہ سے حق کو ظاہر فرمایا تاکہ وہ اس کے بندوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کریں اور اُس کے دشمنوں سے جہاد کریں اور تمام گزشتہ پیغمبروں اور ان کے اوصیا کے علوم آنحضرت کو ودیعت فرمائے۔ مزید برآں زبانِ عربی (فیصح) میں ان کو قرآن عطا فرمایا جس میں کسی طرف سے باطل کا گزر نہیں اور اُس میں خبرِ ماضی گذشتہ و آئندہ بیان فرمایا۔

ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے ابراہیم طوسی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی ستائس سال کی عمر میں یحییٰ بن منصور کے مکان میں بیان کیا کہ میں نے ہندوستان کے ایک شہر میں جس کو صوح کہتے ہیں وہاں کے بادشاہ سر باکس سے ملاقات کی اُس سے پوچھا کہ تمہاری عمر

کس قدر ہوگی۔ اُس نے کہا نو سو پچیس سال کی۔ وہ مسلمان تھا۔ اُس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے دس اشخاص حدیث بن الیمان، عمر عاص، اسامہ بن زید، ابو موسیٰ اشجری، صیبت رومی اور سفینہ وغیرہ کو میرے پاس بھیجا۔ ان لوگوں نے مجھ کو اسلام کی دعوت دی۔ میں نے قبول کیا اور مسلمان ہو گیا۔ حضرت نے ایک خط بھی بھیجا تھا۔ میں نے اُس خط کو بوسہ دیا۔ (ابراہیم طوسی کہتے ہیں کہ میں نے اُس سے پوچھا کہ اس ضعف و پیری کی حالت میں تم نماز کیونکر پڑھتے ہو۔ اُس نے کہا۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُونَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّ قُعُودًا وَّ عَلٰی جُنُوبِهِمْ۔) وہ لوگ جو خدا کو کھڑے ہو کر بیٹھ کر اور اپنے پہلو کے بل ہو کر (بیٹھے ہوئے) یاد کرتے ہیں، میں نے پوچھا تمہاری خوراک کیا ہے کہا ہنسنے سے بگھاری ہوئی یخنی (یا گوشت کا عرق لہسن ملا ہوا) پوچھا اجابت بھی ہوتی ہے وہ بولا ہاں ہفتہ میں ایک مرتبہ بہت مختصر پھر اسکے دانتوں کے بائیں میں دریافت کیا اُس نے کہا میں مرتبہ میرے دانت گر چکے اور زہر نکل چکے ہیں۔ میں نے اُس کے اسطبل میں ایک چوپایہ ہاتھی سے بڑا دیکھا جس کو زندہ قیل کہتے تھے۔ میں نے پوچھا اس سے کیا کام لیتے ہو اُس نے بتایا کہ خادموں کے کپڑے اس پر لاکر دھویوں کے یہاں دھونے کے واسطے لے جاتے ہیں۔ اُس کا ملک طول و عرض میں چار چار سال کی مسافت میں تھا اور وہ شہر جس میں اُس کا پایہ تخت تھا پچاس فرسخ مربع کی مسافت میں تھا اور شہر کے ہر دروازہ پر ایک لاکھ بیس ہزار لشکر موجود رہتا تا کہ اگر کوئی دشمن حملہ کرے تو کسی کی مدد کے محتاجی نہ رہے۔ اُس کا محل وسط شہر میں تھا میں نے سنا ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ میں ایک مرتبہ بلاد مغرب میں پہنچا اور ایک بق دوق میدان میں داخل ہوا اور قوم موسیٰ کے شہر میں جہن جابلقا میں آیا میں مکانوں کے کٹھے ہوا رہتے ان کے جو اور گندم وغیرہ کے کھلیان شہر کے باہر تھے جس قدر ضرورت ہوتی غلہ لاکھروں میں رکھ لیا کرتے باقی وہیں رہنے دیتے ان کی قبریں ان کے مکانوں ہی میں تھیں اُن کے باغات شہر سے دوفرسخ کے فاصلہ پر تھے۔ اُن میں نہ مرد بوڑھا ہوتا نہ عورت اور نہ میرنے کے وقت تک کوئی بیمار ہوتا۔ اُن کے بازار کھلے رہتے جس کو جس چیز کی ضرورت ہوتی خود ہی لے لیتا اور قیمت رکھ دیتا تھا کیونکہ دوکانوں پر کوئی شخص موجود نہ رہتا۔ نماز کے وقت سب مسجد میں حاضر ہوتے اور نماز پڑھتے اور واپس چلے جاتے اُن میں باہم لڑائی جھگڑا نہیں ہوا کرتا تھا۔ اور وہ موت کی یاد کے سوا کوئی اور گفتگو نہیں کرتے تھے۔ لے

لے موقوف فرماتے ہیں کہ زیادہ عرواؤں کے قصے حضرت قائم محل اللہ فرجہ کے حالات میں انشاء اللہ ہم بیان کریں گے اور تمام انبیاء کے حالات میں احوال یو ذ آصف جو کچھ طویل و زیادہ تھے اس لئے ہم نے کتاب میں الحیوۃ میں درج کیا ہے۔ ان کی نبوت کسی حدیث معتبر سے ثابت نہیں ہے اس واسطے اس کتاب میں ہم نے نہیں لکھا جو ان کا حال لکھنا چاہے کتاب مذکور میں دیکھیے۔ ۱۲

باب اربعہ سو اول

ہاروت و ماروت کا تذکرہ

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ بِبَابٍ هَارُوتَ وَمَارُوتَ اس سے مراد یہ بیان کی جاتی ہے کہ شیطان لوگوں کو سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے جو ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر بابل میں نازل کیا گیا تھا۔ وَمَا يَعْلَمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا عَجْزُ فِتْنَةٍ فَلَا تَكْفُرُونَ وہ فرشتے جادو کسی کو نہیں سکھاتے تھے لیکن یہ تاکید کر دیتے تھے کہ تم تو تمہارے لئے آزمائش میں ہو جاؤ اور کہے کا فرمت ہو جانا فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمُسْرِءِ وَزَوْجِهِ تو لوگ اُس سحر و جادو میں اسے سیکھتے تاکہ اس کے ذریعہ سے شوہر و زوجہ میں جدائی ڈالیں۔ علی بن ابراہیم اور عیاشی نے اپنی تفسیر میں امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ہر دن اور ہر رات فرشتے اہل زمین کے درمیان لوگوں کے اعمال کو آسمان پر جانے پہلے نازل ہوتے تھے اور ان کے اعمال سمجھتے تھے جن کو دیکھ کر اہل آسمان اہل زمین کے خدا پر افترا کرنے اور اس کی نافرمانی جیسے شدید گناہوں سے پناہ مانگنے لگے اور وہ خدا کو اہل زمین کے اُن افترا و بہتان سے جو وہ اس کی نسبت کرتے تھے پاک و منزه کہتے تھے۔ آخر فرشتوں کے ایک گروہ نے خدا سے عرض کی کہ پانے والے تو غضبناک نہیں ہونا اُن باتوں سے جو تیری مخلوق زمین میں تیرے حق میں افترا کرتی ہے اور تیری طرف نسبت دیتی ہے اور تیری نافرمانی کرتی ہے حالانکہ تو ان کو ان باتوں سے منع فرما چکا ہے مہود تو ان کی سرکشیوں کو برداشت کرتا ہے حالانکہ وہ سب تیرے قبضہ قدرت میں ہیں۔ اور تیری نعمتوں کے سبب مبین کے ساتھ لبس کر رہے ہیں تو خدا نے چاہا کہ فرشتوں کو اپنی قدرت کا ملہ اور اپنے احکام کا اپنی مخلوق میں جاری کرنا دکھلائے۔ اور اپنی نعمتیں ملائکہ کو پہنچوانے کیونکہ اُن کو مصحوم خلق فرمایا ہے اور ان کی خلقت کو تمام مخلوق سے ممتاز و برتر قرار دیا ہے اور ان کو فرمانبردار پیدا کیا ہے اور گناہوں کی طاقت اُن کو دی ہی نہیں ہے۔ اس لئے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ اپنی جماعت سے دو افراد کو چنو جن کو میں زمین پر بھیجوں اُن کو انسانوں کی طبیعت عطا کروں اور ان میں کھانے پینے وغیرہ کی خواہشیں اور اُن کے مزاج میں لالچ اور بڑی بڑی امیدیں پیدا کروں جس طرح اولاد آدم میں پیدا کی ہے پھر میں اپنی اطاعت و عبادت کے بارے میں اُن کا امتحان کروں گا۔ فرشتوں نے ہاروت و ماروت کو اپنی جماعت سے اختیار کیا جو تمام فرشتوں سے زیادہ انسانوں میں عیب نکالتے اور اُن پر نزول عذاب کے خواہشمند تھے۔ خدا نے ان سے فرمایا کہ میں نے تمہاری طبیعت و مزاج میں بھی وہ تمام خواہشیں اور ضرورتیں پیدا کر دیں جو آدم کی اولاد میں خلق کی ہیں تو میرے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا۔ زنا نہ کرنا۔ شراب مت پینا۔ آسمانوں کے حجابات ہٹا دیئے تاکہ فرشتوں پر اپنی قدرت ظاہر فرمائے اور ان دونوں

سورہ بقرہ آیت ۱۰۲

فرشتوں کو بصورت انسان زمین پر بھیجا اور شہر بابل میں اتارا جب وہ زمین پر آئے۔ ایک حسین و جمیل عورت کو دیکھا۔ جو خوشنوں سے مسطر اور ہر طرح کی زینتوں سے آراستہ منہ کھولے ہوئے اُن کی طرف آ رہی ہے جب اس کو دیکھا۔ اور گفتگو کی تو اُن خواہشات کے سبب جو اُن میں (مثل انسانوں کے) موجود تھیں اس پر عاشق ہو گئے۔ اور اس کے بارے میں دونوں فرشتوں نے آپس میں مشورہ کیا پھر خدانے جو ممانعت کی تھی اُس کا خیال آیا اور اُس سے درگزر سے بھڑک کر چلے گئے کہ سبوت اُن پر غالب ہوئی جس نے اُن کو بٹایا اور وہ اُس کے پاس واپس آئے نہایت بیچپن و بیقرار۔ اور اُس سے زہا کی خواہش کی اُس عورت نے کہا مجھے اپنے دین و اعتقاد کے مطابق جائز نہیں ہے کہ تمہارے پاس آؤں جب تک کہ تم میرا دین اختیار نہ کرو۔ انہوں نے پوچھا تیرا دین کیا ہے اُس نے کہا جو شخص میرے خدا کی پرستش کرے اور اس کو سجدہ کرے میں اس کی خواہش منظور کر سکتی ہوں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تیرا خدا کون ہے اُس نے ایک بت کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ میرا خدا ہے فرشتوں نے آپس میں ایک دوسرے کو دیکھا اور کہا اب تو دو گناہ سامنے آ گئے جن کی خدانے ممانعت فرمائی ہے اول نرک دوسرے زنا۔ پھر آپس میں مشورہ کیا اور شہوت اُن پر غالب آئی تو کہا ہم نے تیری شرط منظور کی اُس نے کہا اگر تم دونوں بت کو سجدہ کرنے پر راضی ہو تو پہلے شراب پیو پھر سجدہ کرو ورنہ تمہارا سجدہ قبول نہ ہو گا۔ فرشتوں نے آپس میں کہا کہ اب تین گناہ ہو گئے جن کی خدانے ممانعت کی ہے۔ شراب پینا۔ زنا کرنا اور بت کو سجدہ کرنا پھر اُس عورت سے کہا تو بلائے عظیم ہمارے واسطے ثابت ہوئی ہے جو کچھ تو کہتی ہے اُس کے لئے ہم تیار ہیں۔ غرض کہ اُن دونوں نے شراب پی اور بت کو سجدہ کیا اور جب اُس عورت کے ساتھ زنا پر آمادہ ہوئے ناگاہ ایک سائل دروازہ سے داخل ہوا۔ ان لوگوں نے اس کو دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے کس لئے آیا ہے اُس نے کہا تمہاری وضع اور حالت سے شک ہوتا ہے کہ اس قدر مخالفت اور ڈر سے ہوئے اور ایک حسین و خوبصورت عورت کو خلوت میں لانے ہو یقیناً تم دونوں بدکار ہو۔ وہ یہ کہہ کر چلا گیا پھر تو اُس عورت نے کہا میں اپنے خدا کی قسم کھاتی ہوں کہ یہ مرد تمہارے جائے قیام سے واقف ہے تم کو جانتا ہے اب جا رہا ہے تو تم کو اور مجھ کو ضرور سوا کرے گا لہذا میں تمہارے نزدیک نہیں آؤں گی۔ پہلے اس کو قتل کرو تاکہ یہ ہم کو رسوا نہ کرے اُس کے بعد اطمینان سے آؤ اور جو چاہو کرو۔ یہ سننے ہی وہ دونوں اُس سائل کے پیچھے دوڑے اور جا کر اُسے قتل کر دیا جب واپس آئے تو وہاں اُس عورت کو نہیں پایا۔ اُسی وقت ان کے لباس اُن کے بدنوں سے گر گئے اور وہ عُریاں ہو گئے اور حسرت و افسوس کے ساتھ اپنی انگلیاں دانتوں سے کاٹنے لگے۔ اُس وقت خدانے اُن پر وحی کی کہ میں نے تم کو ایک گھڑی کے واسطے زمین پر بھیجا کہ میرے بندوں کے ساتھ رہو تم نے اسی معمولی سی دیر میں چار گناہ کئے جن سے میں نے تم کو منع کیا تھا تم کو مجھ سے شرم نہ آئی حالانکہ تم ہی تمام فرشتوں سے زیادہ اہل زمین کی نافرمانی کے سبب اُن کے خلاف تھے اور اُن پر نزولِ عذاب کے

نہاں تھے اس سبب سے کہ تم کو ایسی خلقت میں نے عطا کی تھی کہ تم میں گناہ کی خواہش نہ تھی اور میں نے تم کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھا تھا۔ اب جبکہ میں نے اپنی عصمت تم سے روک دی۔ اور تم کو تمہارے حال پر چھوڑ دیا تو تم نے ایسا کیا لہذا اب تم عذاب دنیا چاہو تو اختیار کرو یا عذاب آخرت کو۔ یہ سن کر ان میں سے ایک فرشتہ نے کہا۔ ہم چونکہ دنیا میں آگئے ہیں لہذا اپنی خواہشوں سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے یہاں تک کہ آخرت کے عذاب کو پہنچیں۔ دوسرے نے کہا عذاب دنیا کی ایک مدت ہے وہ ختم ہو جائے گی لیکن عذاب آخرت دائمی ہے جو کبھی زائل نہ ہوگا لہذا عذاب آخرت بہت سخت ہے تم پسند نہیں کریں گے۔ غرض عذاب دنیا کو اختیار کیا اور مدتوں لوگوں کو جادو سکھاتے رہے جب انہوں نے پورے طور سے تعلیم دے دی تو ہوا میں اُٹے لٹکا دیے گئے اسی طرح قیامت تک معذب رہیں گے۔

عباسی نے دوسری سند سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ مسجد کوفہ میں منبر پر مصروف و غلط تھے کہ عبداللہ بن الکواثر نے پوچھا کہ یا حضرت مجھے اس ستارہ شریح یعنی زہرہ کے بارے میں آگاہ فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک مرتبہ خدا نے بنی آدم کے حالات فرشتوں کو دکھائے۔ جو معصیت میں مشغول تھے تو ہاروت و ماروت نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے باپ آدم کو تو نے اپنے دست قدرت سے بنایا اور فرشتوں کو ان کی جانب سجدہ کا حکم دیا اور یہ اس طرح تیری نافرمانی کرتے ہیں خدا نے فرمایا اگر انہی کی طرح میں تم کو بھی گناہوں کے یخزن میں بھیج دوں تو تم بھی اسی طرح تیری نافرمانی کرو گے انہوں نے کہا نہیں تیری عزت و جلال کی قسم ہرگز معصیت نہ کریں گے تو خدا نے ان کو شہوتوں اور خواہشوں میں مثل بنی آدم مبتلا کیا اور ان کو ہدایت کر کے کہ کسی کو میرا شریک نہ کرنا کسی کو ناحق قتل نہ کرنا۔ زنا مت کرنا اور نہ شراب پینا زمین پر بھیجا۔ دونوں الگ الگ زمین میں حکم و ہدایت کرنے لگے۔ یہ ستارہ جو ایک عورت تھی نہایت حسین و جمیل۔ ان میں سے ایک فرشتہ کے پاس کسی فیصلہ کے لئے آئی۔ اس کو دیکھتے ہی وہ فرشتہ اُس پر عاشق ہو گیا اور کہا حق تیرے ساتھ ہے (اور فیصلہ تیرے موافق کروں گا) لیکن جب تک تو اپنے اوپر مجھے اختیار نہ دے گی، اُس عورت نے اُس سے وعدہ کیا۔ پھر دوسرے کے پاس آئی اُس کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا اس سے بھی وعدہ اُسی وقت کا کیا۔ وقت مقررہ پر دونوں فرشتے اس کے پاس پہنچے ایک نے دوسرے کو دیکھا اور شرم سے گردنیں جھکا لیں۔ پھر حیا ان کے درمیان سے زائل ہو گئی۔ تو آپس میں کہنے لگے کہ جس غرض سے تم یہاں آئے میں بھی اُسی لئے آیا ہوں اور دونوں نے اس عورت سے زنا کی خواہش کی اُس نے (بُست کو سجدہ کرایا شراب پلائی اور اسی طرح اُس فقیر کو قتل کرایا آخر میں) کہا کہ اُس وقت تک راضی نہ ہوں گی جب تک تم وہ تعلیم نہ کرو گے جس کے ذریعہ

سے آسمان پر جاتے ہو۔ وہ دونوں فرشتے دن کے وقت تو لوگوں کے درمیان (ان کے مقدمات کا) فیصلہ کیا کرتے اور رات کو آسمان پر چلے جایا کرتے تھے۔ فرشتوں نے اس تعلیم سے انکار کیا وہ عورت بھی ان کی خواہش پر راضی نہیں ہوئی آخر وہ راضی ہو گئے اور وہ بھی سکھا دیا۔ اُس عورت نے انہی الفاظ کو دہرایا کہ تجھ بہ کرے کہ وہ صحیح کہتے ہیں یا نہیں۔ غرض اُن الفاظ کو زبان پر لانے ہی آسمان پر پہنچ گئی اور وہ دونوں حسرت سے دیکھتے رہ گئے۔ ان تمام حالات کو آسمان سے فرشتے دیکھتے رہے اور عبرت حاصل کرتے رہے۔ جب وہ عورت آسمان پر پہنچی خدا نے اس کو ستارہ کی شکل میں مسخ کر دیا۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں اس آیت کی تاویل میں وارد ہوا ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حضرت نوحؑ کے بعد سحر کر نیوالے اور جادو وغیرہ کے دریدہ، مکر و فریب کرنے والے بہت زیادہ ہوئے خدا نے دو فرشتوں کو (اس زمانے کے) پیغمبر کے پاس بھیجا کہ ساحروں کے سحر کو اور ان چیزوں کو بیان کریں جن سے سحر کو باطل اور ان کے سبب سے جادو کرنے سے لوگوں کو منع کیا جس طرح کوئی طبیب کسی کو بتائے کہ فلاں چیز زہر ہے اور مار ڈالنے والی ہے اُس کا ضرر فلاں دوا سے دور کیا جاسکتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا عَلَّمْنَا مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا

مؤلف فرماتے ہیں کہ عام مسلمان نے بھی اسی طرح انہی تفسیروں میں بیان کیا ہے۔ اور اکثر علماء کے خاصہ و عام نے اس قصہ سے انکار کیا ہے۔ اس سبب سے کہ جو کچھ اس قصہ میں مذکور ہے عصمت ملائکہ کے خلاف ہے جو آیات اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے بلکہ وہ دو فرشتے تھے جن کو خدا نے لوگوں کے امتحان کے لئے زمین پر بھیجا تھا کہ وہ لوگوں کو سحر و معجزہ کا فرق بتائیں تاکہ وہ سحر کو سمجھ لیں اور اُس سے پرہیز کریں۔ وہ کہتے تھے کہ ہم تم کو اس واسطے یہ تعلیم نہیں دے رہے ہیں کہ تم اس کو حصول دنیا کا ذریعہ قرار دو اور سحر کر کے کامر ہو جاؤ ان فرشتوں سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا تھا۔ وہ ملوک دنیا میں رہے اُس کے بعد آسمان پر چلے گئے۔ اور بعض کا قول ہے کہ وہ دو فرشتے نہ تھے بلکہ بابل کے باشندوں میں سے دو اشخاص تھے جو اصلاح دینی میں مشہور تھے اس سبب سے ان کو ملک کہتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ قصہ ملائکہ کی عصمت کے منافی نہیں ہے اس لئے کہ وہ جب تک فرشتوں کے اوصاف کے ساتھ متصف تھے ملک اور معصوم تھے اور جب خدا نے ان کو صورت و حالت بشریت میں قرار دے دیا وہ ملک نہیں رہ گئے۔ ممکن ہے کہ ان کی عصمت زائل ہو گئی ہو اور یہ باتیں اگرچہ قوت سے خالی نہیں ہیں لیکن حدیثیں اس کی رد میں وارد ہوئی ہیں اور یہ سب روایات عامہ اور تواریخ یہود کے موافق ہیں اور مذہب شیعوں کے خلاف۔ لہذا اس بارے میں توقف کرنا زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ تفسیر امام حسن عسکری میں اس آیت کی تاویل میں وارد ہوا ہے۔

(جو میں میں صفحہ آئندہ پر درج ہے)

تَكْفُرُ یعنی اُس پیغمبر نے اُن فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ بصورت انسان ظاہر ہوں اور لوگوں کو تعلیم دیں جو کچھ خدا نے اُن کو بتایا ہے تو وہ دونوں فرشتے جس کو جادو کی حقیقت اور اُس کے رو کرنے کی تعلیم دیتے تھے اُس سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم خدا کے بندوں کے واسطے ذریعہ امتحان و آزمائش ہیں تاکہ خدا کی اطاعت کریں اُس میں جو وہ سیکھتے ہیں اور اُس کے ذریعہ سے سحر کو باطل کریں لیکن خود جادو نہ کریں اور لوگوں پر سحر کر کے اور نقصان پہنچا کے کافر مت ہو جاؤ حالانکہ تم لوگوں کو ترغیب دیتے ہو کہ تم جادو کے سبب سے مارنے اور جلانے پر خدا کے مقابلہ میں قادر ہو اور جو کچھ چاہتے ہو کر سکتے ہو کہ یہ باتیں کفر ہیں فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ حضرت نے فرمایا کہ طالبان سحر شیطانوں کے اُس جادو میں سے سیکھتے تھے جو انہوں نے ملک سلیمان میں اُن حضرت کے تحت کے نیچے لکھ کر دفن کر دیا تھا اور حضرت سلیمان کی طرف اُن کی نسبت دیتے تھے اور وہ جو کچھ ہاروت و ماروت پر نازل ہوا تھا۔ ان دونوں طرح کے افسوں سے چند چیزیں حاصل کرتے تھے جن کے ذریعہ سے مکر و فریب اور جیلوں سے لوگوں میں جدائی ڈلاتے تھے۔ اور چغلی خوری کرتے تھے اور جو کچھ لکھتے ان کو متفرق جگہوں میں دفن کر دیتے تھے تاکہ دو اشخاص کے درمیان اُس سے دوستی یا جدائی پیدا کر دیں۔ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ فرمایا کہ وہ سیکھنے والے کسی کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے سوائے اس کے جس کے بارے میں خدا کی مرضی ہوتی۔ جس کو خدا اس کی حالت پر چھوڑ دیتا اور اس کے بُرے اعمال کے سبب اپنی رحمت اُس سے روک لیتا اور اگر وہ چاہتا تو اُن کو جبراً قہراً ان باتوں سے روک دیتا۔ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ اور وہ لوگ وہ چیزیں سیکھتے تھے جو لوگوں کو بجائے نفع کے نقصان پہنچاتی تھیں۔ حضرت نے فرمایا جب وہ لوگ سحر و افسوں یاد کر لیتے تھے اُن کے ذریعہ سے نقصان پہنچاتے تھے۔ اسی سبب سے وہ یاد ہی کرتے تھے ایسی چیز کو جو اُن کے دین کو تباہ کرتی اور آخرت کا جس میں کوئی فائدہ نہ تھا بلکہ اس کے سبب سے وہ دین خدا سے باہر ہو جاتے تھے۔ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآٰخِرَةِ مِنْ خَلَقٍ اور جو کچھ وہ لوگ سیکھتے تھے اس کے بارے میں جانتے تھے کہ جو کچھ خرید کیا ہے اُس کے سبب سے دین سے باہر ہو چکے ہیں اور آخرت میں ان کا ثواب بہشت سے کچھ نہیں ہے۔ وَلَيْسَ مَا شَرَوْا بِهِ اَنْفُسَهُمْ كَوْكَانًا يَعْلَمُونَ ﴿۱۵﴾ یقیناً اپنی جانوں کے عوض جو کچھ انہوں نے خرید کیا ہے اگر وہ سمجھتے تو بہت بُری چیز ہے یعنی انہوں نے آخرت کو فروخت کر دیا۔

سورہ بقرہ پارہ اول

اور بہشت سے اپنا حق ترک کر دیا اس لئے کہ اُن کا اعتقاد تھا کہ نہ کوئی خدا ہے نہ آخرت نہ مرنے کے بعد کوئی زندگی ہوگی۔

راویان حدیث نے حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں عرض کی کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ماروت و ماروت دو فرشتے تھے جن کو خدا نے ملائکہ میں سے اختیار کیا تھا جبکہ انسانوں نے بے انتہا سرکشی و طغیان ظاہر کی اور خدا نے ان کو اور فرشتوں کے ساتھ زمین پر بھیجا وہ دونوں فرشتے زہرہ پر عاشق ہوئے اُس کے ساتھ زنا کا ارادہ کیا شراب پی اور ایک شخص کو ناحق قتل کیا تو خدا نے ان کو بابل میں معذب کر رکھا ہے۔ اور جادو گر اُن فرشتوں سے جادو سیکھتے تھے۔ اور خدا نے اُس عورت کو مسخ کر کے ستارہ زہرہ بنا دیا حضرت نے فرمایا اس قول سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کیونکہ فرشتے معصوم ہیں اور کفر و بدکاریوں سے بلطف خدا محفوظ ہیں جیسا کہ خداوند عالم اُن کے بارے میں فرماتا ہے۔ (لَا يَعْصُونَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ) کہ وہ نافرمانی نہیں کرتے اُس میں جو خدا ان کو حکم دیتا ہے اور وہی کرتے ہیں جن کا ان کو حکم دیا جاتا ہے دوسری جگہ فرماتا ہے کہ وہ جو خدا کے نزدیک ہیں یعنی ملائکہ خدا کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ وہ ٹھکتے ہیں اور شب و روز تسبیح و تقدیس کرتے ہیں جس سے ان کو سُستی عارض نہیں ہوتی۔ پھر فرماتا ہے کہ میرے چند گرامی بندے ہیں جو خدا پر کلام میں زیادتی نہیں کرتے اور جو کچھ خدا ان کو حکم دیتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔ اگر جیسا کہ وہ لوگ بیان کرتے ویسا ہی ہوتا تو بے شبہ خداوند عالم ان فرشتوں کو زمین میں اپنا خلیفہ مقرر کرتا اور وہ بمنزلہ پیغمبران وائمہ علیہم السلام دنیا میں ہوتے۔ کیا انبیاء وائمہ صلوات علیہم سے ممکن ہے کہ کسی کو ناحق قتل کریں اور زنا کریں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدا نے آدم کی اولاد میں سے کسی پیغمبر یا کسی امام سے دنیا کبھی خالی نہیں چھوڑی۔ کیا تم نے نہیں سنا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے تم سے پہلے ان کی طرف کسی کو نہیں بھیجا مگر اہل شہر میں سے چند لوگوں کو جن پر ہم وحی بھیجتے تھے۔ لہذا یہ دلیل ہے اس پر کہ ملائکہ کو زمین پر نہیں بھیجا ہے کہ وہ (بنی آدم کے) پیشوا اور حکم کرنے والے ہوں بلکہ ان کو اپنے پیغمبروں پر نازل فرمایا ہے۔ راوی نے عرض کی کہ پھر اس بنا پر شیطان بھی چاہئے کہ فرشتہ نہ ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ بھی فرشتہ نہ تھا بلکہ جنوں میں سے تھا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْجِنِّ اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے وَالْجَانُّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلِ مِنْ نَّارِ السَّمُومِ۔ یقیناً میرے پدر بزرگوار نے میرے اجداد کے واسطے سے

حضرت رسول خدا سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے تمام عالمین سے محمد و آل محمدؐ کو برگزیدہ کیا اور اُن کو پیغمبر بنایا اور برگزیدہ کیا۔ ملائکہ مقررین کو اور اُن کو اُن کاموں پر مامور نہیں کیا جن کے بارے میں وہ جانتا تھا کہ وہ نہیں کر سکتے بلکہ اُن کے سبب سے ولایت و دوستی خدا سے دور ہو جائیں گے اور عصمت الہی سے نکل جائیں گے اور اس گروہ میں شامل ہو جائیں گے۔ جو عذاب خدا کے مستحق ہیں۔

روایان حدیث کہتے ہیں کہ ہم کو روایت پہنچی ہے جب حضرت رسول خدا نے امیر المومنین کو نص امامت کی خداوند عالم نے ان کی ولایت فرشتوں پر پیش کی اور ان میں سے بہتوں نے قبول نہ کی۔ خدا نے اُن سب کو بشکل غوک مسخ کر دیا حضرت نے فرمایا معاذ اللہ لوگوں نے اُن پر افترا کیا ہے۔ فرشتے خدا کے رسول ہیں جس طرح پیغمبروں پر کفر جائز نہیں اُن پر بھی جائز نہیں اور فرشتوں کی شان بہت بلند ہے۔ ان باتوں سے وہ پاک ہیں۔ یہاں وہ حدیث ختم ہوئی جو حضرت امام علی نقی سے نقل کی گئی ہے اور فرشتوں کے تمام حالات اور اُن کی عصمت کا بیان انشاء اللہ ہم کتاب روح الارواح میں لکھیں گے۔ ہم اس جلد کو بس اسی جگہ ختم کرتے ہیں۔

الحمد لله والمنته کہ آج بتاریخ ۱۸ شوال المکرم ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۶۳ء بروز جمعہ بوقت دوپہر ترجمہ جداول حیات القلوب سے فراغت حاصل ہوئی۔ خدا سے دُعا ہے کہ میری یہ خدمت قبول فرمائے۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ حقیر کو دُعا ئے خیر سے فراموش نہ کریں۔

ہر کہ خواند و غاطع و ازم زانکہ من بندہ گنہگارم

سید بشارت حسین کامل مرزا پوری

ابن سید محمد حسین صاحب مرحوم و مغفور عفی اللہ عن جرائمہا